



بقیہ طلسم ہوش ریا

جلد اول

خدا بخش اورینٹل پبلیک لائبریری پٹنہ

بقیہ
طاسم ہوشربا

۱

خدا بخش اورل پبلک لائبریری، پٹنہ



تقسیم کار

صدر دفتر:

مکتبہ جامعہ ملیٹڈ۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی 110025

شاخیں:

مکتبہ جامعہ ملیٹڈ۔ اردو بازار۔ دہلی 110006

مکتبہ جامعہ ملیٹڈ۔ پرنس بلڈنگ۔ بمبئی 400003

مکتبہ جامعہ ملیٹڈ۔ یونیورسٹی مارکیٹ۔ علی گڑھ 202002

اشاعت : ۱۹۹۱ء قیمت : تھوڑے

لیبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز: مکتبہ جامعہ ملیٹڈ) پٹودی ہاؤس۔ دہلی ۲ میں طبع ہوئی۔

پیشگفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران
جس کے آٹھ دفتر ہیں۔ دفتر پنجم
طلسم ہوشربا
جو کل داستان امیر حمزہ کی جانب سے
اور جس کی سات جلدیں ہیں
اس کی اول چار جلدوں کا ترجمہ منشی محمد حسین جانا مرحوم نے
اور آخری تین جلدوں کا ترجمہ منشی احمد حسین قمر نے فرمایا
طلسم ہوشربا (طبع سوم)، ۱/۵۰، خاتم النبیین از جانب مطبع ۴۱۲

آٹھ دفتروں کی چھالیس جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستان امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر 'طلسم ہوشربا' جو
قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے جسے اردو کی اپنی چیز اور نیا لہجہ تصنیف ہونے کے باوجود
اس کے لکھنے والے (کبھی کبھی بہک جانے کی بات اور ہے!) خاکساری اور انکساری سے ترجمہ ہی کہتے رہے! اور جو ۱۹ دین صدی
میں اس طویل داستان کی شائع ہو کر منظر عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے 'پیش خدمت ہے'۔

طلسم ہوشربا جس کا محض نام ہی ہمیں ایک ایک طلسمی دنیا میں لے جاتا ہے، اس منہی میں اردو نثر کا شاہکار ہے کہ اردو
میں اتنے وسیع اور متنوع بیانیہ پر نثر کا احوال کسی دوسری جگہ نہیں ملتا۔ اور نہ اتنے بڑے پیمانے پر رزم (= حمزہ وغیرہ)
بزم (= عاشقی وغیرہ) اور عیاریاں (= عمر وغیرہ) کہیں اور مل سکیں گی۔

آٹھ دفتری داستان امیر حمزہ کے اس پانچویں دفتر یعنی 'طلسم ہوشربا' کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ داستان کے بقیہ سات دفتروں
کی تو محوڑی بہت 'فارسی بنیادیں' مل جاتی ہیں۔ لیکن دفتر پنجم یعنی 'طلسم ہوشربا' خالص ہندوستانی تخلیق ٹھہرتی ہے اور اس لحاظ
سے ہندوستان کو اردو زبان کا ایک نادر تحفہ جس کا پہلا ڈھانچہ سن ستاون سے قبل رام پور میں میرا حمد علی نے کھڑا کیا، اور جسے ان کے
بدگلی پیر بھی کے ابناء پرشاد (شاگرد میرا حمد علی) نے اس سماعی روایت کو اور مضبوط کیا اور پھر ان کے بیٹے غلام رضا نے 'سمع' کو
'بصر' میں ڈھال کے سنی جانے والی داستان کو بھی جانے والی کتاب میں ڈھال دیا جو چودہ جلدوں میں 'غیر مطبوعہ' رضا لاہوری
رام پور میں موجود ہے۔

طلسم ہوشربا اصلاً سات بلکہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے (کہ جلد ۵ کے ۲ حصے ہیں) اور ۲ جلدیں مزید 'بقیہ' طلسم ہوشربا

کی آئیں، اس طرح اس کی کئی دس جلدیں ہوتی ہیں۔ گویا پوری ۳۶ جلدی داستان حمزہ کے دس لکھی ایک چوتھائی سے کچھ ہی کم حصے پر ہوشربا
 حاوی ہے۔ یہ دو داستان گویوں کا کارنامہ ہے: محمد حسین جاہ نے اولیں چار جلدیں لکھیں احمد حسین قمر نے بقیہ ساری جلدیں تمام کیں۔
 یہ داستانیں لکھی بعد میں گئیں، سنائی پہلے! اس لیے لکھتے میں آنے سے قبل ہی مشہور ہو جاتیں، اور کچھ جانی کے بعد بھی سنا جانے میں
 زیادہ فرق نہیں آیا۔ داستان امیر حمزہ، اور اس داستانی سلسلے کی اہم ترین کڑی طلسم ہوشربا کو، اردو میں جتنا پڑھا گیا، اور سنا گیا، اردو کی
 کوئی اور تخیل تخلیق، اس اعتبار سے، اس کے نصف قدر کو بھی نہیں پہنچتی۔ عوام الناس سے لیکر نوابوں اور بادشاہوں تک، غریب سے امیر
 تک، شہر ادب تک، مرزا غالب بھی، سب اس کی زلف کے اسیر تھے! پہلی جنگ اور پھر دوسری جنگ عظیم تک یہ محیط کُل کی روایت
 کسی نہ کسی طور جاری رہی اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں گھٹیا درجہ پرندیم مہبائی فیروز پوری، اپنے درجہ پر
 ظفر عمر (بہرام کی گرفتاری، نیلی چھتری وغیرہ) اور خالص ترجمہ کے درجہ پر تیرتھ رام فیروز پوری خاموشی سے طلسم کی جگہ لیتے چلے گئے!
 فرصت اور مہلت کے اوقات سکر ہے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سننے سننے سے زیادہ اب پڑھنے کا دور حاوی آچکا تھا۔
 تاہم وہ کثرہ زاریاں اور سحر طرازیں، وہ تخیل کی آزاد اڑان، وہ نیکی اور بدی سے ملی جلی زندگی کا تنوع اور اس میں ہیر دی حیرت ناک
 غیر معمولی بہادر ہی اور ذہانت اور ان کے بل پر اعلیٰ ترین کامرانی۔ اس سب کو دیکھنے کی خواہش تھی ہی، وہ داستان امیر حمزہ نہ سہی
 تیرتھ رام فیروز پوری کے اسرار و باراندن اور گردش آفاق کا ترجمہ سلسلہ ہی، بہرام کے کارنامے ہی سہی! وقت سکر رہا تھا اس کے ساتھ حجم
 بھی سکر رہا۔ یہاں تک کہ آزادی کے بعد وہ سیل بیکراں 'جاسوسی دنیا' اور 'طلسمی دنیا' جیسی جوئے کم آب میں سمٹ آیا۔ 'طلسمی دنیا'
 مقبول ہو سکا کہ وقت جو بدل چکا تھا اس کا اندازہ اس کے سچا لکوں کو ہو سکا۔ 'جاسوسی دنیا' البتہ اتنا ہی مقبول رہا جیسا
 اپنے زمانے میں طلسم ہوشربا تھا، اور یہ مقبولیت اس درجہ پر رہی کہ ابن صفی کے انتقال کو کئی سال گزر گئے، لیکن پھر بھی 'جاسوسی دنیا'
 ابھی ایک دو سال قبل تک اسی پابندی کے ساتھ ہٹا مٹا شکل میں پرانے شماروں کو کھپاتا اور دھوم دھماکے سے فروخت ہوتا رہا ہے۔
 اور سرحد پار متعدد مقبول ڈائجسٹ، جاسوسی دنیا کی پوری پوری کہانیاں اپنے یہاں تمام دکان یا قسط دار دیتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طور
 تخیل زائی اور اس میں انسانی دلچسپی اسی طرح نئے نئے نقش بناتی رہی ہے!

ہندوستانی پکھر کی جو باقیات بیسویں صدی کے ادائل تک جتنی اور جس حد تک محفوظ رہ گئی تھیں، ہوشربا میں اس پکھر کے
 تقریباً ہر پہلو کی جھلکیاں مل جاتی ہیں۔ یہ پکھر جو ہندو آریائی تہذیب کے دو دھاروں ملن تھا۔ عیسائی سے گیارہ بارہ سو سال
 پہلے کا دھارا اور عیسائی سے گیارہ بارہ سو سال بعد کا دھارا: جس میں دونوں نے اپنی اپنی حسین ترین روایتوں کو ہم آہنگ کر کے دنیا کے ایک
 تشکیل ترین تہذیبی آمیزہ کو جنم دیا ہوشربا میں عالمی تاریخ و تہذیب کی اس خوبصورت یادگار کو بڑی تفصیل سے دیکھا جاسکتا ہے۔
 اس دور کی تہذیب، سماج، اور زبان ان تینوں کے مطالعہ کے لیے ہوشربا ایک قیمتی خزانہ ہے۔



طلسیم پوشش کا رشتہ اردو داستان کے رشتہ سے فارسی داستان امیر حمزہ صاحبقران (= قصہ امیر حمزہ = حمزہ نامہ = رموز حمزہ = اسمار الحمزہ) سے جوڑا جاتا ہے جو روایت "وفیضی کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن جو واقعہ "وفیضی سے قبل ہمایوں (م ۹۶۳ھ) کے عہد میں بھی موجود تھی اور اس دھوم دھام سے موجود تھی کہ ہمایوں نے اس عہد کے بہترین ایرانی فنکاروں کو اسے مصور کرنے پر مقرر کیا، اور پھر اکبر کے عہد میں یہ کام انجام کو پہنچا اس مصور حمزہ نامہ کے منتشر اوراق چند سال قبل آسٹریا سے طبع ہو چکے ہیں۔ یہ اشاعت صرف تصاویر پر مشتمل ہے اور متن سے عاری ہے، (مصور پر جو مواد سامنے آیا ہے اس میں آسانی سے یہ تذکرہ مل جاتا ہے۔ اکبر کے عہد میں منسل مصوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی ہندوستانی اور ایرانی مصوروں کو فن مصوری نے جو شاہ کار تخلیق کر رہے تھے ان میں حمزہ نامہ بھی شامل ہے۔ اور ان میں خدا بخش لائبریری کا تاریخ خاندان تیموریہ کا مصور نسخہ بھی شامل ہے جو مصوری کا دنیا کا تاج محل کہلاتا ہے۔ یعنی قدیم زمانے کے حمزہ نامہ کو اکبر کے عہد میں بس مصور کیا گیا! اور یہ جو فیضی کا نام بار بار اس کے مصنف کی حیثیت سے آتا رہا ہے تو عین ممکن ہے کہ جس طرح تاریخ خاندان تیموریہ میں قدیم تر تاریخوں سے مدد لیکر تاریخی متن بھی شامل رکھا گیا اسی طرح حمزہ نامہ کو دوبارہ کھا گیا مواد رکھنے میں فیضی شامل رہے ہوں یا اپنی اہمیت جس داستان کو عہد ہمایوں میں حاصل ہو جائے، تو وہ جو ایک دوسری روایت کے مطابق اسے عہد تعلق کی چیز کہا گیا ہے، اور ایک تیسری روایت کے مطابق عہد غزنوی کی چیز۔ تو کوئی عجب نہیں کہ یہ سچ سچ اتنی ہی قدیم رہی ہو۔ فی الحال تو بس اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ خدا بخش لائبریری میں ایک داستان فارسی میں زیبدۃ الرموز کے نام سے موجود ہے جس کے مولف حاجی قصہ خواں ہمدانی نے ۱۰۲۲ھ میں ۱۶۱۳ء میں حیدرآباد پہنچ کر لے عبداللہ قطب شاہ کے لیے لکھا۔ لکھے وقت ہمدانی کے پاس داستان حمزہ کے کئی نسخے تھے جن میں ابوالمعالی نیشاپوری، جمال بنی، اور سلطان حسین مشائی کے فارسی ورژن قابل ذکر ہیں۔ یعنی داستان کے متعدد نسخے ۱۶۱۳ء سے قبل بھی موجود تھے۔

داستان امیر حمزہ فارسی میں جو بھی متنی ہے ایک جلد میں یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب ہے۔ اردو میں بھی یہ داستان فورٹ ولیم کالج کے توسط سے، خلیل علی خاں اشک کے قلم سے (۱۸۰۱ء)، ایک ہی حصہ میں آگئی۔ نصف صدی بعد امان علی خاں غالب لکھنؤی نے (۱۸۵۵ء میں)، اپنا ورژن اردو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس آخر الذکر کو یاد دہانوں ورژنوں کو سامنے رکھ کر مطبع نو لکھنؤ نے عبداللہ بگرامی کے قلم سے تیسرا ورژن (۱۸۷۱ء) پیش کیا جو معمولی ترمیموں کے ساتھ پہلے سید تصدق حسین

۱۔ رموز حمزہ تہران سے بھی شائع ہوئی اور نو لکھنؤ سے بھی۔ حال ہی میں تہران سے "قصہ حمزہ یا حمزہ نامہ" بھی (مرتبہ جعفر شعار) معمولی ضخامت

کی دو جلدوں میں شائع ہوا ہے، جو ایک قول کے مطابق تہران سے ۱۲۴۳ھ میں سات جلدوں میں چھپا (خدا بخش کیشناگ ۱۸۱/۸) خدا بخش کیشناگ کو غلط فہمی ہوئی یہ سات جلدیں نہیں سات حصے تھے جو دو جلدوں میں سما گئے ہیں۔

رضوی ایڈیشن (۱۸۸۷ء) کی شکل میں، اور پھر آخری بار عبدالباری آسی (م ۱۹۳۵ء) ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔

پنج ستر/کھیلہ و دمنہ / انوار سہیلی اور الف سہیلی کے نمونے سامنے تھے ہی، کہانی میں کہانی سننے کے لیے داستان طرازی کا مزاج کافی تھا۔ محلوں کے تھکے ہائے مکینوں کو اپنی آنکھیں تھکانے اور اپنا ذہن خرچنے کی کیا ضرورت، جب وہ کسی دوسرے کی زبان اور ذہن کچھ دیر کے لیے خرید کے ایک داستان سن کے خواب خرگوش میں چلے جاتے تھے۔ محلوں سے ہوتی یہ داستانیں شدہ شدہ گلیوں اور گھروں تک پہنچتی گئیں اور داستان گوا علی اور ادنیٰ دونوں طبقوں کے مذاق کا خیال رکھتا ہوا کی پھینڈنے لگاتا چلا گیا تاہم یہ کہنے اور سننے کی حد تک محدود داستان سننے سناتے ہیں ایک محفل یا ایک شہر تک محدود رہتی؛ مطیع والوں نے اندازہ لگایا کہ انھیں چھاپ دیا جائے تو اس میں دلچسپی لینے والوں کا جو وسیع تر متوقع حلقہ موجود ہے اُسے اس کی من چاہی چیز ملے گی تو وہ اس کا بہتر بدل دے گا (جس پر دنیا چل رہی ہے یعنی مالی منفعت!)۔ چنانچہ داستان گو یوں کو داستان نویسوں میں تبدیل کر دیا گیا اور داستان امیر حمزہ کی مختصر سی ایک جلد ۴۶ ضخیم جلدوں میں ڈھلتی چلی گئی۔ داستان گو (جواب داستان نویس تھے) اُسے ترجمہ بھی کہتے ہیں (کہ رشتہ ماضی سے رکھنا اس ہمد کا شیوہ تھا) تصنیف بھی (کہ واقعہ تو یہ تصنیف ہی تھی!)۔



طلسم ہو شربا تصنیف ہے ترجمہ، نہیں طلسم ہو شربا، داستان امیر حمزہ کا ایک قصہ بتایا جاتا ہے۔ اور خود داستان ————— ایک قدیم تر فارسی قصہ داستان امیر حمزہ سے ماخوذ بتائی جاتی رہی جبکہ ————— کوئی ایسی قدیم فارسی داستان امیر حمزہ دستیاب نہیں موجود ضخیم داستان امیر حمزہ اردو جس کا ترجمہ قرار دی جا سکے ————— اور کوئی فارسی یا اردو داستان امیر حمزہ ایسی موجود نہیں کہ طلسم ہو شربا جس کا ترجمہ کہی جا سکے بجز اس کے کہ داستان امیر حمزہ اردو اس نام کی قدیم فارسی داستان کا چربہ ہے یا اسے اپنا سرچشمہ بنایا ہے ————— اور طلسم ہو شربا قدیم داستان یا اردو داستان سے مستفاد ہے تو محض اس حد تک کہ ناموں میں خاصا اشتراک ہے اور کارناموں میں بھی جا بجا اشتراک ہے۔

دراصل اردو والوں نے عظیم تراویات فارسی سے نانا جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں فخر محسوس کیا کہ وہ طلسم خود تصنیف نہیں کر رہے، بلکہ داستان کے ایک اسی نام کے حصے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ امر خلاف واقع تھا اس لیے ایک ہی سانس میں اسے ترجمہ کے ساتھ تصنیف بھی قرار دیتے ہیں۔ اس میں ان طلسم کاروں کے ساتھ مطیع کے کارپردازوں اور مالکوں کو بھی برابر کا یا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے اسے بھی اپنی بزنس یا تجارتی گرو کا حصہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے مگر انیسویں صدی کے ادا ختمک تنہا اردو میں وہ عظمت نہیں تھی جو فارسی کے نام سے وابستگی میں پیدا ہو جاتی تھی۔ درنہ یہ سب کیا تھا کہ تسلسل

کے ساتھ، بلکہ فقہی اصطلاح میں تو ان کے ساتھ یہ روایت لکھو اور دہلی دونوں میں عام ہے کہ بڑے داستان گو لکھتے نہیں تھے سناتے تھے۔ لکھنے والے 'کاتب' اسے سن کے لکھتے جاتے تھے۔ اور پھر جب یہی کچھ چھپ کر آتا تھا تو مصنف پوری خاکسار سے اور طابع پوری تاجرانہ دانشوری کے ساتھ اس کا رنامہ کو تصنیف کے ساتھ ساتھ 'ترجمہ' بھی لکھ دیتا تھا۔

تصنیف کو ترجمہ کہہ کر پچھلوں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش دراصل اس وقت کی ایک اہم قدر کا شریفانہ اظہار تھی کہ کسی سے کچھ لو تو احسان کا تقاضا ہے اس سے زیادہ بتاؤ جتنا اس کا حق ہے۔ اگر پچھلوں نے کوئی طلسم ہوشربا لکھی تھی تو وہ اگلوں کے لیے انیس پریشانی تو بہر حال بنی: اس کے گرداریے، اس کے عیار لیے، اور بھی کچھ باتیں آئے میں نمک کے طور سے لے لیں۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اصل ۲۵ صفحے کی داستان ترجمے میں نو دس ہزار صفحوں پر پھیل گئی۔ اگر خیال اصلاً پیشزدکا ہے تو اس پر چاہے ایک پوری عمارت کی تعمیر ہو جائے، عمارت کا نام اس خیال آفریں کے نام پر ہی رہے: ایسی قدریں، اب اس عہد میں، جب پیشزدوں کے پورے پورے انکار پس رو اپنے ناموں میں ٹانک پتے ہیں، سمجھ میں آج بھی تو نہیں سکتیں!

جن پیشزد داستان نویسوں کے نام طلسم ہوشربا کے 'مترجم مصنفوں' نے لکھے ہیں وہ پرانے زمانے کے فیضی اور نئے عہد کے انبر پرشاد، غلام رضا اور میر احمد علی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میر احمد علی اور انبر پرشاد کی روایت سے انبر پرشاد کے بیٹے غلام رضا کی تصنیف کردہ طلسم ہوشربا چودہ جلدوں میں 'طلسم باطن ہوشربا' اور طلسم ہوشربا سے باطن کے نام سے رام پور میں مخطوطہ کی صورت میں محفوظ ہے۔ یعنی اردو میں یہ داستان ایسی ہی ضخامت کے ساتھ قبل از وجود میں آچکی تھی۔ لیکن جس طرح ان لوگوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا سرچشمہ بنایا تھا، مطبوعہ طلسم ہوشربا کے مصنفوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا مأخذ قرار دیا، یہ اور بات ہے کہ دونوں کا سرچشمہ یا مأخذ محض ایک خیالی وجود ہے یا افلیدس کا ایک فرضی نقطہ جو زیادہ سے زیادہ پھیل سکا تو نیشنل لائبریری کے بومارکلیکشن کے 'قصہ فیلسوف تک' جسے ہرست نگار (عبدالقدیر) نے ہوشربا والا قصہ چھپوایا، جو صحیح بات نہیں! داستان امیر حمزہ، رموز حمزہ، قصہ امیر حمزہ، اسرار الحمزہ، حمزہ نامہ، زبدۃ الرموز کہیں بھی طلسم ہوشربا کا نشان نہیں ملتا۔ دراصل یہ فارسی میں تھی ہی نہیں۔ اسے تو میر احمد علی اور میر قاسم علی اور ان کے شاگردوں نے اردو ہی میں لکھا۔ یہ اس کا پہلا نقش تھا اور رام پور میں یہ داستانیں ۱۸۴۰ء - ۱۸۶۵ء کے درمیان لکھی گئیں جو نو کشتور سے قبل کی بات ہے۔ خود احمد حسین قمر نے اس کا اعتراف کیا ہے (ہوشربا ۵: ۲۰/۶۲۷) کہ مصنف اذل احمد علی ہیں۔



وہ شہور ردی حکایت آپ تک بھی پہنچی ہوگی جس میں ہم جو جب ساری منزلیں سر کر کے اس چٹان تک پہنچ جاتا ہے جہاں

اب وہ بسہولت اپنا نام لکھ کر رتقلے دوام کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے تو اُسے وہاں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ناموں کے لیے مخصوص ساری جگہ بھر چکی ہے، اب مزید گنجائش نہیں۔ لکھنا چاہو تو بیشک لکھ سکتے ہو لیکن بس آخری نام کھرج کے! اس ہدایت نامہ میں یہ بات مخدوف تھی کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہے گا کہ تمہارے بعد انیوالا بالکل اسی طرح تمہارا نام کھرج کے اپنا نام لکھتا جائے گا اور اس کے بعد اس کا نام کوئی اور کھرچے گا اور اس کے بعد ... -

ہماری اقدار ایک ایک کر کے ریزہ ریزہ دکھ رہی ہیں۔ ایک اعلیٰ قدر کبھی یہ بھی رہی تھی کہ گزرے ہوؤں کے نیک نام کو ضائع نہ کرو! نام نیک رفتگاں ضائع کن! شعر کے دوسرے حصہ میں ایک لالچ بھی دیا گیا ہے (کاش نہ دیا گیا ہوتا!) کہ جانے والوں کا نام قائم رکھو گے تو اُنے والے تمہارا نام بھی بچالیں گے! تاہم نام نیک برقرار رہا تو ام متحدہ کے سربراہ اور عظیم صوفی ہیمرشیلڈ کی وہ دلور پیسج آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے کہ آخر نام میں کیا رکھا ہے! آخر ہم سب کی یہ کوشش کیا ہے؟ کہ جب ہم دنیا سے گزر جائیں تو زندوں کے خیالات بار بار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام! بے نام ابدیت سے تو ہم بچ ہی نہیں سکتے۔ ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کے نتائج کھرچے تو نہیں جاسکتے! نہ انہیں امتیاز یا نشانات ملنے سے روکا جاسکتا ہے!! وہ عزت کا باعث ہوں یا شرمندگی کا!!!

کسی گزرے ہوئے کا نام ضائع مت کرو، کوئی بچھا لانا کھرچو مت، مت کھرچو کہ تمہارا نام وہاں آجائے! بالآخر تو تم بھی کھرچ دیے جاؤ گے!!

کتنے ہی معاملوں میں ہمارے پیشرو ہم سے بہت بڑے تھے زیادہ خوش نصیب تھے، (مثلاً یہی کہ ان کے پاس وقت بہت تھا) طلسم ہوشربا کا خصوصاً اور داستان امیر حمزہ اور داستان مطالعہ ان لوگوں نے کیا اور اپنے مطالعہ کے جو نتائج قلمبند کیے وہ آج بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

ان داستانوں کا دور بظاہر گزر چکا۔ ہمارے سمعہ و ذہن میں بس شاید دس پندرہ لکھنے والوں نے یہ داستانیں الف سے یہ تک پڑھی ہوں! اتنا ہی بہت ہے ہمارے لیے کہ کسی نے بھی 'ادب دوستی میں' اتنی ذہانت تو نہ کی! اور، شکر گزار ہونا چاہیے ہیں ان محسنوں کا جنہوں نے ہم پر روشنی کیا کہ چالیس پچاس ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان 'خاکسارانِ جہاں' فنکاروں کو حقارت سے نہ دیکھیں، کون جانے کب اس گرد میں سے کسی سوار کسی شہسوار کا چہرہ چمک اٹھے!

قبلاً کوئی کسی موضوع پر اچھا کام کر چکا ہو تو اس سے بہتر خراج تحسین اور کوئی ہے بھی نہیں جس کی طرح ہم نے ڈالی ہے، اس طور پر کہ پیشروں نے فن داستان گوئی پر داستان امیر حمزہ پر اور خصوصاً طلسم ہوشربا پر جو کچھ لکھا ہے اس کا متعلقہ حصہ طلسم ہوشربا کے اس خدا بخش ایڈیشن کے ساتھ اقتباساً یکجا کر دیا جائے: پہلے تنقیدی اور تحسینی تحریریں ہوں جس سے

قاری موضوع سے قریب ہوتا چلا جائے؛ درمیان میں 'برزخی' تحریریں ہوں، جن میں تحسین کے ساتھ تحقیق بھی جڑی ہوئی ہے اور آخر میں خالص تحقیقی تحریریں!

سو، یہ تحسینی، تنقیدی اور تحقیقی تحریریں مصنفوں کیلئے سرگزاری کے ساتھ مقدمہ طلسم ہوشربا کے طور سے پیش کی جا رہی ہیں۔



تہذیب و سہاگ اور زبان — تینوں کے مطالعہ کے لیے طلسم ہوشربا ایک اہم ماخذ ہے۔ تہذیب اور سہاگ کو کچھ آپ خود تلاش کریں، کچھ ہم مدد کرتے ہیں!

زبان ایک سماجی عمل بھی ہے تہذیبی وسیلہ اظہار بھی۔ اس کے پیش نظر لفظیات کی شکل میں بازیافت کی ایک کوشش کی گئی ہے: یہ فرہنگ نہیں؛ یہ فرہنگ کا بدل بھی نہیں ہے۔ یہ صرف جلتے ہوئے زمانے کو لفظوں کے واسطے سے اسیر کرنے کی ایک آرزو ہے جسے صفحہ صفحہ اور سطر سطر تلاش کر کے یکجا کر دیا گیا ہے کہ ان لفظوں، محاوروں، اصطلاحوں اور استعاروں کے آئینہ میں بیسویں صدی کے اوائل تک کاروانِ عام اور اس کے توسط سے 'مکمل مدد'، وہ تہذیب اور سہاگ سامنے آجائے جسے تاریخ سے زیادہ معتبر اور بے پیل صورت میں ادب محفوظ رکھنا جانتا ہے! لفظیات طلسم ہوشربا کو مقدمہ طلسم ہوشربا کی مانند مستقل بالذات الگ جلد کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ دونوں ساتھی جلدیں اپنی حقیر جسامت کے باوجود حقن کی دیوتا مت جلدوں کے مطالعہ کی راہیں روشن کرنے میں معاون ہوں گی۔

عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال من قرأ هذا القرآن لم يزل الله عز وجل يبعث به رسله إلى الناس كافة

نویسندگان بیشتر بیرون از دہلی سے گھر کا آجالاتوں کی زیرِ توجہ و قریب و گیتا اسی

This image shows a highly decorative, symmetrical page from a manuscript, likely a frontispiece or a page from a luxury book. The page is framed by a wide border of repeating geometric and floral motifs. The central area is dominated by a large, stylized calligraphic letter 'L' in a bold, black script. The letter is surrounded by intricate floral and foliate patterns, including large, stylized leaves and flowers. The overall design is highly detailed and ornate, characteristic of Islamic calligraphy and illumination. The page is divided into sections by horizontal and vertical lines, with the central letter 'L' occupying the largest portion. The background is filled with dense, repeating patterns, creating a rich and textured appearance. The color scheme is primarily black and white, with some areas of light gray shading. The overall effect is one of elegance and sophistication, reflecting the high quality of the manuscript's production.

مولانا شاخوان سید رسول التقلین مثنوی احمد حسین صاحب شغل قمران

خط می نماند و کمالش در حسن و خوبی چها

بسم الله الرحمن الرحيم

زہے کمال و جلال حاکم یکتا خفہ طریقہ رنگا رنگ ہو شراب اکبر خالق شمس و قمر و حد و لا شراب
جس نے عجائب و غرائب طلسمات دنیا کے و مرحلہ جات شب و روز بحکمت بنا کیے گلشتگان وادی طقت
سرفراز فرمایا کیا طریقہ رفعت قدرت و حکمت و صنعت کو یہ کیفیت دکھایا ان حالات عجائب و غرائب
کو دیکھ کر وجد گنان زبان خامہ و زبان ہر حمد رب کار ساز میں انسان کا امتحان ہر زبان کو کیا شرف
کیا گیا گل بوستے پیدا ہوئے کوئی ناظم کوئی نشان کسی کا کلام حیرت آتا ایک زبان سے ہزاروں رنگ
پیدا ہیں رنگینی کلام پر بلبلین شیدا ہیں غنچہ کلاک سے کام لیا گل مضمون نام ہوا فصاحت و بلاغت سے
کیا پھل پاپا احمد خدا سے لطف ملا غنچہ ناشگفتہ خاطر کھلا بلبل نغمہ سرا چھپہ زن ہوتی ہر زبان کی رنگینی سے
گلوں کو عرق خجالت میں ڈبوئی ہر یہ حقیر کج معجز زبان قصہ کرتا ہر کس رنگ میں حمد اتنی لکھوں مجبور و
ناچار ہوں زبان یاری نہیں دیتی کلام سے لاکلام بجز پیدا ہوا اپنی لاعلمی پر آپ شیدا ہر ہی اعتقاد
ٹھیک ہے کہ وہ دہ دہ لا شراب ہے

نعت سرور کائنات جناب اشرف انبیاء پیغمبر آخر الزمان حبیب رب و دو جہان

سبحان اللہ جل جلالہ و عم نوا کہ کیا عنایت فرمائی کیسی راہ ہدایت کھائی کیا اپنے بندوں پر احسان کیا اپنے حبیب کو سب
ہدایت گلشتگان وادی خلالت مبعوث فرمایا وہ ملک عرب کے سب عرب ہے ادب جلالت اشرف انبیاء
پر شک کرتے تھے باطل پرستی پر مرسے تھے حضرت نے کس کس طور سے ہدایت کی وہ بھی کیا بانٹتے تھے

معجزات و کرامات کو دیکھو ساری جانتے تھے جب حضرت کو وہ بیجا آزار پہنچاتے تھے زبان
 معجز بیان سے ارشاد فرماتے تھے یہ جاہلی و اچھل میں ان سب کے طریقے حمل میں ابو جہل
 جہل مرکب متعجب ہے ادب اکثر امتحان لیتا تھا پھر جواب دیتا تھا کہ بڑا سحر کیا حضرت چاہتے تھے
 کہ ابو جہل سلمان ہو یہ بیجا کب ماننا تھا آخر واصل جہنم ہوا ایک روز اشرف انبیاء مسجد مدینہ میں
 جلاہ فرماتے ایک شخص نیک طینت عمدہ خصلت حاضر خدمت جناب اشرف انبیاء ہوا عرض کی
 اے اقاے دو جہان داری یاد و دانش و جان یہ حقیر پاستا ہے کہ زبان معجز بیان سے کچھ ارشاد ہو
 کہ اعتقاد میں زیادہ پرندہ بولات و پہل سے دل کو نفرت ہو سائل خواہاں ہدایت ہے
 زہے جلالت گل بوستان رسالت خجے رنگ عجاز و کرامت سامنے حضرت کے دو نخل خشک صحن
 مسجد میں تھے کہ سایہ بھی انکے پاس سے بھاگتا تھا چھل کا نام نہیں سرسبزی کو کام نہیں حضرت نے
 آواز دی جلد ہمارے پاس حاضر ہو دو نخل سرسبز پوک زبان برگ سے لیک لیک کہتے ہوئے قریب
 حاضر ہوئے شرط دو مسجد میں بلند ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا زہے قدرت باغبان قضا و قدر
 نے جلال ہمارے شمس و قمر اسنے ہی عرصے میں راہ روی کرنے میں جو نخل
 بیتاب ہوئے اسی دہریں سب سرسبز و شاداب ہوئے برگ زر و سبز ہوئے غنیمہ و گل
 رنگیں شاخیں بلال تکیں یا دست مشرقان در جبین سرخی ٹھو لون کی ہر صورت لہاے حقیقی یعنی
 بچل رشک سبب ذوق محبوب سرکش تھلون کی شل قدم مطلوب حضرت نے فرمایا اپنے مقام
 پر جاؤ وہ نخل اسی طرح زمین کو بھاڑتے ہوئے اپنے مقام پر پہنچے مصنف معارج الفضائل
 تحریر فرماتے ہیں کہ وہ نخل ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے میوہ ہاسے لذیذ سے کامیاب رہے اگر
 مختصر سے مختصر معجزات لکھوں ہزار جزدن میں بجز ریحان نہ لکھ سکوں یہی لفظ کافی ہے کہ پیغمبر
 آخر الزمان حبیب رب جہان ہیں میری کیا مجال ہے کہ ایک حرف بھی صفت میں آپ سے پیغمبر کی
 لکھ سکوں یہ تین شعر تتر کا تحریر کرتا ہوں نظم

کہے بسم اللہ لکھے وصف ایسے شاہ کا	کہے بسم اللہ بھی جاوہ ہر جہلی راہ کا
میکدہ قرآن ہے مجھ نیخہ ارعایا کا	ہر مزہ منہ میں کباب مرغ بسم اللہ کا
کیا بساط مجسمہ ختم رسالت ہو دیکھ	کار آسان ہے بڑھانا نعمت کو تاہ کا

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار و صی احمد مختار شیر پروردگار کرار غیر فرار
خوشامرات جناب علی مرتضیٰ کہ رب دوسرا ارشاد فرماتا ہے کہ مرتبہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو درتہ علی کو میں نے پہچانا درتہ جناب احمد مجتبیٰ کو میں نے اور علی نے پہچانا اور
میرے مقدّمہ وحدانیت کو علی و محمد نے پہچانا کیا خوب بات ہے کہ جن مراتب ذات بابرکات
خود رب اکبر پہچانے انسان کی کیا مجال کہ ایک لفظ بھی صفت میں اُس شہنشاہ بحر و بر کی تحریر
کر سکے یہی لفظ کافی ہے کہ جیسا بنی و لیا و صی وحی میں پروردگار اُس نے کلام کرتا تھا انکوا لہام
ہوتا تھا وہ حاکم دارالسلام حبیب رب اکبر یہ قاسم حوض کوثر وہ رسول یہ امام وہ صاحب محبت
یہ ملو از کرامات وہ پیغمبر برحق یہ کنندہ بتان کہ حق وہ براق درفروں پر سوار ہوئے انکو جبکہ
دوست رسول مختار پر ملی تبون کی خانہ کعبہ سے نکالا گھر کو خدا کے لات و پل سے پاک کیا شمع ہدایت
روشن ہوئی خارسان دنیا فیض قدم جرات لزدہم سے رشاک گلشن ہوئی رشک کرتا یوں کہ میر
امام عالمی مقام علی مرتضیٰ قاتل اشقیاء و اسرارہ دین اسلام وی انام شہنشاہ خاص عالم
و دشمن انکانا کام جہنم اُسکا مقام یہ چنداں شہار جلال آتا منقبت میں انکی تحسیر کرتا ہوں
کہ مومنین پر جلالت و جرات آپکی ظاہر ہو ہر دو کلام مراتب سے اُس قدس کے ماسر ہو لفظ

پاسے ختم المسلمین ہر سجدہ گاہ بو تراب
مس کو کرتا ہے طلا فیض نگاہ بو تراب
جس جگہ پڑ جائے ظل بارگاہ بو تراب
ہم یہ سمجھتے ہیں یہ میدان وہ سپاہ بو تراب
چشم موئے میں نہ تھی تاب نگاہ بو تراب
ککشان ہر یا طناب بارگاہ بو تراب
کون پیغمبر سے بہتر ہو گا وہ بو تراب
کیا بت پندار ہوتا سناب راہ بو تراب
آگئی شاید نسیم صبح گاہ بو تراب
ہر مقام قرب حق آرام گاہ بو تراب

کیون نہ تارچ فرق عالم ہو کلا و بو تراب
کم ہنن اکسیر سے کچھ گرد راہ بو تراب
جھک پڑیں سجدے کو نہ افلاک روئے خاک پر
صف ہوئی آراستہ مسجد میں جب بہر نماز
دیکھ سکتے طور پر کیونکر تجسلی نور کی
آسمان ہر یا بلند اُس شاہ دین کی بارگاہ
دعویٰ یکتائی ایمان کرے جہن شاہ
چڑھ کے دوست مصطفیٰ پر توڑے کعبے کے صنم
غنیچہ دل جو شگفتہ ہو گیا مانند گل
فرش پا انداز مولا ہر جسے کہتے ہیں عرش

جس طرح ختم رسالت بادشاہ بو تراب
دل لئے رکھا آئینہ پیش نگاہ بو تراب
حشر میں تاج شفاعت ہر کلاہ بو تراب
دیکھنا روز قیامت عز و جاہ بو تراب
غضب سے جھن لیا برگ گیاہ بو تراب
ایک سلمان سلیمان دستنگاہ بو تراب

تھے وزیر احمد مرسل علی مرتضیٰ
بعد احمد شکل احمد کے ہوئے مشتاق جب
کچھ کلاہ بادشاہی کی نہیں ہر احتیاج
انبیا ہمدراہ اکیل شفاعت زیب سر
ہر یقین دینگے فرشتے اسکو مولیٰ رزحشر
ہر مسلمانوں کی نصرت کے لیے کافی اسیر

ایک ادنا بزرگی جناب حیدر کرار کی تحریر کرتا ہوں کہ ناظرین وجد کرین دشمن بھی دم محبت کا
جہرین یعنی جب اشرف الانبیاء آسمانوں پر شب معراج تشریف شریف ملے چوتھے آسمان پر بکھیا
کہ ایک شیر نے آکر حضرت کا راستہ روکا جبریل نے عرض کی یہ شیر آپ سے کچھ طلب کرتا ہے
حضرت نے دست حق پرست سے انگشت اُتار کے اسکو دی شیر علیحدہ ہوا جب حضرت قریب
پر وہ اسرار پہنچے کا بٹہ شیر برنج واسطے حضرت کے آیا حضرت نے عرض کی کبھی تیرے بندہ
ذلیل نے ایسے حلیل تنہا لہام نہیں کھا یا پردے سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا ہر صورت دست
ید اللہ ناموید تھا اور وہ ہی انگوٹھی جو شیر کو دی تھی وہ اُس دست زبردست میں موجود تھی
حضرت اپنے مقام پر تشریف لے زنجیر درل رہی تھی بستر کو گرم پایا حضرت حیران کہ کل عجائبات
صنعت رب اکبر دیکھے استفادہ جلد اپنے مقام پر آگیا کہ بستر گرم ہے اس خیال میں تھے کہ ہمارے
آقا سے نامدار جناب حیدر کرار زوج زہرا سے نامدار تشریف لائے وہ ہی انگشتی دست حق پرست
پر رکھے بطور نذر سامنے جناب اشرف الانبیاء کے پیش کی اور عرض کی معراج حضرت کو
مبارک ہو جو حالات حضرت پر گذرے حضور فرمائیں گے کہ میں عرض کروں جناب حبیب خدا
ارشاد فرماتے جاتے تھے جناب علی مرتضیٰ عرض کرتے تھے یہ معاملہ بھی حضرت نے ملاحظہ فرمایا
حضرت حیران تھے کہ جو سانچے بچہ گذرے علی نے کیونکر دیکھے فرماتے تھے کہ مجھ کو بطور وحی پیام ہوتا کہ
علی کو ہر وقت الامام ہوتا ہے قرآن مرا تب جناب غالب کل غالب منظر العجایب سلطان المشارق
والمنقار ب مولانا علی ابن ابیطالب علیہ السلام ناظرین والا مقام پر دامن ہو کہ اب
سب تصنیف کتاب خسر پر کرتا ہوں

وجہ تصنیف داستانائے بقیہ طلسم ہوش دبا

یکہ تاز میدان سخاوت و شیر بیشہ جرات و بہمت والا چشم مرجع لطف و کرم جناب منشی پراگ نرائن صاحب فرزند دلبند منشی نو لکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مروجہ نے اجد ختم ہر سہ جلد طلسم فتحہ نور افشان کترین سے ارشاد فرمایا کہ ماہین تحریر طلسم مذکور اخبارین اشتہار دیا گیا تھا کہ بقیہ طلسم ہوش دبا ببارت سلیس و مستعار نقیص تحریر ہوگا البتہ آپ کو بہت ہی ظاہر وقت فرصت ہو بہم اشد قلم اٹھائیے یہ حال بھی تحریر فرمائیے حقیر نے بسر و چشم قبول کیا اصلی بقیہ طلسم ہوش دبا یہ چیز ہر کہ اول حال سلطنت شہنشاہ لاچین و سبب انتزاع بدست افراسیاب خانہ خراب اور سبب اسکا کہ کیا باعث ہوا کہ تمام رئیسان سلطنت و مشیران بہت آپس میں ملنے دوستی سے لاچین کی ہاتھ اٹھایا ٹھکر ام کو بادشاہ بنایا یہ اسباب بوجہ حسن ناظرین پر ظاہر ہونگے دیگر وہ داستانین کہ تصنیف کردہ حقیر متعلق جلد اول دوم و سوم و چہارم تھیں چونکہ حقیر نے جلد پنجم سے تحریر کیا ان داستانوں کو لکھ نہ سکا اب الگ مطبع اور دہ اخبار جناب منشی پراگ نرائن صاحب نے حقیر کو حکم دیا وہ داستانین نگاہ سے ناظرین کی جب گذرینگی ہر چند کہ ملاحظہ حجرہ ہفت بلا سے سرشار جام بادہ تحریر و تقریر ہو رہے ہیں یقین کہ اس عجائبات کو دیکھ کر غمور ہوں نہایت مسرور ہوں عشق لالہ زار صندلی پوش از بیان نہایت داستان نایاب ہر ملاحظہ پر موقوف ہر حقیر تحریر میں مصروف ہر دیگر داستان ملکہ مرورید گلنار پوش دختر سمیل و شخصہ میر برادر خرد کو کب عجب داستان حیرت عنوان ہر کس کس کا پتہ دون انشاء اللہ جلد نہ انظر سے گذر کی ناظرین پر واضح ہوگا

و کلمہ داستان ابتدا سے سلطنت شہنشاہ لاچین و الا تمکین و سبب انتزاع سلطنت مذکور بدست افراسیاب خانہ خراب و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

جل ای تو سن ملک رزمین رفم لکھون داستان جلالت قرین یہ ہنگامہ رنگ ہے بر لا	بقیہ کا سامان ہوا ہر بہم سرخل بیل کے ہوں چھپے قمر نے عجب ابکی دعویٰ کیا	مرے ہوش اڑتے ہیں کریمین اڑاتے ہیں کبک دری قہقہے وہ ہیں داستانین کہ جنگا نظیر
--	---	--

نہ ممکن ہو گئے جو کوئی دیر
 یہی بزم دلکش میں چرچا ہوا
 کہ شلخ تمنا بھی ہو گی ہری
 بقیہ لکھوں چار جلدوں کا صفا
 کہ مخطوط ہوں شکے سب خاموش عام
 مضامین عالی ہوئے نامور
 کہ ہوں شاعر و ن کو بھی دیکھ
 جو ہی ہر شربا و قترای ذلیع
 کہا اب یہ طبع حق آگاہ نے
 نشان جلالت یہ مفرد ہوں
 ہنر کی ہر تحقیق ای با صفا
 وہ طرز سخن سے بتا دوں ضرور
 کہ حیرت پر عاشق ہوا ہی یہ ماہ
 کہ دختر کا عشق اسکی قاکم سے ہر
 کہ مخطوط ہوں ناظران طر لیت

مجھے ساقیا کام سے کام ہر
 کہ رنگ سخن باغ میں جم گیا
 کہ باقی جو قصیدے داستانیں نفس
 نہ ہو رنگ فقرات کے برخلاف
 یہ ناظر کہ میں دیکھ کر ہر ملا
 یہ نخل بیان خوب لایا مثر
 سبھی جانتے ہیں یہ اہل ہنر
 جیسی داستانیں بوجہ ضرور
 کمی ہو بیان میں نہ ای ذی ہنر
 فصاحت سے نزدیک یاد دہن
 شہنشاہ لاجپن والا مقام
 کہ ہو طبع کو ناظر و ن کے سرور
 سہیل خرد مند بیدا رنجت
 کردن منزل عشق و الفت کو طر
 اٹھا و قلم ای قسم سنجیطر

کہ تحریر و تقریر میں نام ہر
 ذہانت متانت فکر کی کھلی
 شگفتہ ہوں پھر حکم انجمن سب رئیس
 رہا بندہ ہوش ہر یہ کلام
 قمر رنگ اس جلد کا جم گیا
 یہ وہ داستانیں ہیں ای شہنشاہ
 کہ روشن بیانی ہر رنگ قمر
 لکھاتا چارم جو تھا جاہ نے
 کہ آگاہ کرتا ہر سب کو قمر
 اگر سلسلے پر ہر طبع رسا
 کہ جس طرح شاہی کا ہر نظام
 لکھوں عشق فرزند داؤد شاہ
 کہ تھپوٹا ہر کس وجہ میں تاج و
 سناؤں جو یہ داستانیں لطیف
 کہ مشتاق ہیں ناظرین سر

چہرہ حاکمان محکمہ عشق و الفت داؤد رنگ نشینان ممالک ہمت و سخاوت اس داستان جلالت
 عنوان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف مرصع نگاران فرخندہ پیرو عشق و الفت کو
 کرتے ہیں طر + حقیر مصنف کج بجز زبان زلزلہ راے خوان نعمت شاعران بے ہنرمندی احمد حسین
 قمر عرض کرتا ہر داغ ہو کہ مقام طلسم ہوش ہر با کہ اٹھا رہا ملک حبیلے متعلق ہیں بارہ سو
 کو س میں طلسم ظاہر باقی مرحلہ جات باطن شاہان در بند اپنے اپنے مقام پر سلطنت کرتے ہیں
 کل طلسم کا بادشاہ آسمان سخاوت کا ماہ یعنی شہنشاہ لاجپن والا تمکین حاکم طلسم مذکور ہر
 اسکے عہد دولت معدلت مد میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں دزد حنا کا سر دست ہر
 باندھا جاتا ہر شمع کا چور جلتا ہر معشوق آنکھ میں جراتے ہیں عاشق و ن کی دل ہی فرماتے ہیں منض و سخا کا شور

نہ کوئی گرہ کاٹ نہ چور شیران سلطنت و وزیران ابھت دربار میں حاضر رہتے ہیں جس فضل میں
 کہ جشن ولادت سامری ہوتا ہوا ٹھارہ سوتا جدار و وزیران نامدار دربار شاہی میں حاضر
 ہوتے ہیں ٹہرے دھوم سے جشن ہوتا ہے جب زمانہ جشن کا آیا شہنشاہ لاجپن نے اٹھارہ سو
 ممالک میں نامے لکھے کہ زمانہ جشن خداوند ہر جملہ شاہ و شہر پار قریب باغ سیب آ کے
 حاضر ہوئے بارگاہ میں استاد ہو میں بازار میں درست منتظم چالاک و حبیست پنچون عیار بیچا
 اگر شاہ کو خبر دیتی ہیں کہ فلان بادشاہ تین لاکھ فوج سے فلان دو لاکھ چار لاکھ سے حاضر ہوا
 بادشاہ و وزیران دربار کے آئے اہالی فوج بیرون باغ اترے کی سلطنت کا منتظم
 افراسیاب طمانہ خراب ہر پہلو سے تخت شہنشاہی میں دنگل یا قوت نگار اسکا بھپتا ہے
 اس وقت جملہ شاہان جلیل ساحرون کے کفیل تاجداران بے عدیل حاضر دربار و دربار
 شہنشاہ لاجپن ہیں لکہ یقیس بی یہ تخت چارم پر شہنشاہ لاجپن کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما کر
 تازمینان مہ جبین و مہ جبینان ہر تلکین گئی ہزار طائفہ حاضر ہوا اپنے اپنے کمال دکھا رہی ہیں
 غزلیں عاشقانہ رہد ناز و ادا گار ہی ہیں نظم

نظر کہن میں یہ مند ہر جانی مختاری کما میں نے ٹھہرو تو بوسے یہ ہنسکر نثار آئے جائیں جو سچ جانے اسکو بڑی خستہ کین اب آزاد کردو چھپاؤن نہ کس طرح سے جان بدنہ نسیم اب تو گھبرا گیا دل ہمارا	ابھی دیکھنی ہے جوانی مختاری ابھی پھر سنیں گے کہانی مختاری فنا نہ ہمارا زبانی مختاری بہت دیکھ لی مسہرانی مختاری مری زبان یہ ہر نشانی مختاری سنے کون ہر دن کہانی مختاری
--	--

اس وقت بارگاہ میں جلسہ آراستہ ہر طرح کے ذکر اس وقت ہو رہے ہیں قضاے کار
 ذکر مذہب نکلا افراسیاب اس ذکر کو بڑھانے لگا شہنشاہ لاجپن نے زبان فصاحت بیان سے
 فرمایا کہ اے افراسیاب و اے حاضرین و اے واقف کاران مذہب لات پرستی سب طرح کے
 لوگ اس وقت دربار میں جمع ہیں ہمیں شرف مذہب سے آگاہ کرو کہ روح کو راحت قلب کو
 قوت حاصل ہو صد ہا پٹت اپنے اپنے مقام سے آئے اوصاف مامری و حبشید

بیان کرنے لگے لاجپن نے کہا یار ولات و مناسبت تھہر کے پتلے میں تجھیں نے انکو بنایا آپ ہی تم سب
انکو سجدہ کرتے ہو پس انکے تم خالق ہو بڑا اعتقاد سامری و جمشید پر یہ کہ پونے دوسری ہین اسنے کون بتو
برتر ہو وہ مثل ہمارے تمھارے انسان تھے چند کس نے پیروی کر کے انکو خداوند بنا یا شعبدے و سحر
سے معاملہ عجائب و غرائب دکھا کر مثل ہمارے تمھارے مرے جلانے گئے پھٹتے سنے کہا انکی خاک میں تشریف
چا در جو انکو اڑھائی گئی اور جیتیں اسی طرح کی ہیں کہ انپر سحر تاثیر نہیں کرتا ہی سہی انکا اظہار خداوندی ہر لاجپن
نے کہا یار و یہ تاثیر تو ہمارے بھی استاد میں موجود ہیں پھر کس طرح کے معبود ہیں لیکن یار و تم
سب عام جمع ہو کسی نے ایسی دلیل نہ بیان کی کہ دل کو تسکین دیتی میرے دل کو مقدمہ مذہب میں بڑا
منتشار ہے لیکن میں چند عرصے سے از روئے کتب تحقیق کر رہا ہوں چون چون دریافت کرتا ہوں شک
بڑھتا جاتا ہے قلب تھرتھاتا ہے ایک کتاب میں نے مسلمانوں کی دیکھی اسمیں لکھا تھا کہ خدا ہمارا اکیلا ہے اور
بہت سے دلائل تحریر تھے میں نے جو عقل کو لڑایا اس مذہب کا طریقہ مجھ کو پسند آیا مجبور و ناچار ہوں
کہ اس ملک میں کوئی مسلمان نہیں ہے ورنہ میں اسکو بلاتا اور مسلمان ہو جاتا لیکن اسکی فکر ضرور کرونگا
سب اہالیان دربار خاموش ہو گئے کوئی جواب باصواب نہ دیکھا بعد حش جہ جلسہ درخواست ہونے
تو افراسیاب جادوئے آواز بلند پکار کر کہا سب صاحب کوہ بلور پر تشریف لائیں میں نے نذر
سامری و جمشیدانی تھی سب صاحبوں کا اس جلسے میں شریک ہونا بہت مناسب ہے دوسرے دن
کوہ بلور پر افراسیاب نے سب شاہوں کو جمع کیا جب سب جمع ہو چکے اور جلسہ مہمور ہوا تو اپنے
مقام سے افراسیاب اٹھا اور پکار کر کہا یار و کل تھنے باجن شہنشاہ لاجپن کی سنیں انکے اعتقاد میں
فرق آیا مسلمان ہونے کے طالب ہیں بڑی خیر یہ کہ ان ممالک میں کہیں مسلمانوں کا نام نہیں ورنہ اتک
ہمارے شاہ مسلمان ہو جاتے آپ سب صاحب کیا فرماتے ہیں سب سے پہلے نیلم جادو اپنے مقام سے اٹھا
کہا اے افراسیاب اب اس شاہ کا رہنا بہتر نہیں ہے ہم انکے وزیر میں خزانہ شاہی کا مجھ کو اختیار ہے
جس قدر روپیہ مانگو گے دے دینگا سنے کہا ہم سہی چاہتے ہیں کہ اس بزرگان کو سراسرے مجمع عام میں اسے
خداوندوں کی بڑائیاں ظاہر کریں اب تو سب امر او ذرا اٹھنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا اے
افراسیاب حقیقت میں یہ شاہ قابل سلطنت نہیں ہے اگر یہ شاہ رہے گا تو مذہب لات پرستی بجا نیگا
ہر ایک کا گزار سے افراسیاب نے کہا اگر آپ سب صاحب قبول کریں تو میں سلطنت کا دعویٰ

رکھتا ہوں سحر و ساحری میں طاق شہرہ آفاق میں اب کے سال غار افراسیاب میں جو گیا علوم سحر کا
 بزرگان دین کو امتحان دیا سب نے مجھ کو سند کامل لکھ دی کہ ایسا ساحر اب تک نگاہ سے نہیں گذر اٹھا
 جب تحفہ جات آپ لوگ مجھ کو دینگے پھر کون میرا سامنا کر سکتا ہے نیلم نے کہا ہم روپے پر قبضہ کر ادینگے
 تو سن نے کہا میں تحفہ جات بزرگان نکال دوں گا زہر میرے نے کہا ہم سب طرح مختارے ساتھ ہیں سرما
 و ابریق نے کہا ہنسنے بھی دشمنی پر کمر مضبوط باندھی باغبان قدرت نے کہا افراسیاب جادو
 ہم کل باغات پر قبضہ کر ادینگے صنعت سحر ساز نے بھی دعویٰ کیا کہ کل عجائبات پر میرا قبضہ ہے
 وہ سب اسباب نامورہ مختارے قبضے میں کرادونگی مصنف عرض کرتا ہے کہ افراسیاب نے
 تین دن کا ۱۲ قصر بلور میں سب کو ممان رکھا اور کتاب سامری پر سب نے ہاتھ رکھا کہ ہم سب نے
 دل و جان سے افراسیاب کی اطاعت کی یہاں شہنشاہ لاچین جانتے ہیں کہ وہ بلور پر
 ہمارے نائب افراسیاب نے جلسہ کیا ہر وہ ہی انتظام ہو رہا ہے ملکہ لمبقتیس ثانی نے کہا افراسیاب
 شہنشاہ ہیکو سرداروں کا رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہے آپ کو مناسب ہو کہ وہاں کی خبر تو منگائیے
 کہ تین دن سے وہاں کیا ہو رہا ہے ایک کنیز نے مجھ کو ایک خبر وحشت اثر ستائی ہے شہنشاہ لاچین نے
 فرمایا افراسیاب میرا بھانجہ ہے اور کل امورات اسی کے سپرد ہیں اگر کوئی باعث ہوتا تو وہ مجھ کو
 ضرور خبر دیتا یہ تو اسر غفلت میں رہے وہاں سب انتظام ہو گیا وقت نکال لینے سلطنت کا بھی
 قرار پا گیا افراسیاب نے کہا میں بعد دو روز کے تسلان وقت شہنشاہ کو تخت سے اٹھا دوں گا
 تم لوگ اپنے اپنے کام پر موجود رہو سب وزراء و امرا شہنشاہ لاچین سے پھر گئے سلطنت پر
 افراسیاب کی راضی ہوئے پانچون عیار بچیان بھی زوجہ افراسیاب جادو سے محبت رکھتی ہیں
 اسی پر راضی ہوئیں کہ اب سلطنت شہنشاہ لاچین سے نکال لو افراسیاب بادشاہ ہو جب قدر
 کار گزار تھے سب نے ٹکرامی پر کمر باندھی سب اس پر راضی ہوئے کسی نے شہنشاہ لاچین کو یہ
 خبر نہ پہنچائی چند تحفے اسی وقت افراسیاب جادو کو زہر میرے نکال کر دیے نیلم جادو کہ
 وزیر تختائے افراسیاب کے قبضے میں تمام خزانہ دیدیا نیلم جادو کو شہنشاہ نیلم کا خطاب دیا کہ وہ نیلم و
 سامری محل کا انتظام اسکے سپرد ہوا عہدے تقسیم ہو گئے افراسیاب پھولا نہیں سہاتا ہر آگے
 حیرت سے کہا لو ملکہ آج سلطنت لینے جاتا ہوں لاچین کو تخت سے اٹھاتا ہوں حیرت بھی

آمادہ ہو کر ساتھ ہوئی صنعت کھر ساز و باغبان قدرت و سرما و ابریق وغیرہ ساتھ تھے یہاں
 شہنشاہ لاچین تخت پر بیٹھے تھے صرف ملکہ بلقیس ثانی پاس بیٹھی ہیں کنیزین خادم و خدمتگار حاضر ہیں
 تین دن گزرے کہ کوئی کار گزار نہیں آیا کہ ایک کنیز نے آ کر خبر دی کہ ای شہنشاہ لاچین غضب ہوا
 سب سردار آپ سے پھر گئے افراسیاب سب کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہوں دشوہ گر قتار کرینگے
 افراسیاب کو تخت پر بٹھا کینگے اب جو لاچین نے سر اٹھا کر دیکھا سولے کنیزوں اور غلاموں کے
 کسی وزیر و امیر کو اپنے پاس نہ پایا بلقیس نے کہا کیوں صاحب جوہنے کہا وہ تمہارے ہمارا کہنا مانا
 آخر اسی روز سیاہ کا سامنا ہوا تحفہ جات اپنے قبضے میں کرو اور یہاں سے نکل چلو اب یہ بلوہ ہمارے
 مختارے سنبھالے سے رہ سنبھلیگا اُس وقت شہنشاہ لاچین کی حسرت سے عجب کیفیت تھی زوجہ کے
 منہ کو دیکھ کر گھبرائے فقط ساٹھ ہزار غلام ساٹھ ستر ہزار کنیزوں کے سوا اور کسی کو نہ پایا شہنشاہ
 لاچین حیران حیران کھڑے ہیں دربار پر باغ سبب کے مثل رہے ہیں تحفہ جات کو دیکھا کسی شہر کو
 نہ پایا اور زیادہ پریشان ہوئے خزانے پر آئے دیکھا خزانے کا دروازہ کھلا ہی صندھے چمے جواہرات
 کے نذر و بلقیس کے کہا تو صاحب سب چیزیں نکل گئیں دشمنوں نے اپنا کام کر لیا یہ ذکر تھا کہ شہر میں
 پلڑے ہو اکنیزوں نے خبر دی افراسیاب آٹھ لاکھ روپے ہزار ہا بندگان سامری مار گئے
 سب امرا و وزرا افراسیاب کے ساتھ ہیں سب سے زیادہ سرما و ابریق کوشش کر رہے ہیں اور شہر
 ناپرساں میں ڈل افراسیاب کا ہو گیا افراسیاب کو تخت پر بٹھا دیا سب سے پہلے نیلم جادو نے
 نذر دی اُنکا شہنشاہ نیلم خطاب ہوا اب آپ کی گرفتاری کی آرزو میں آتے ہیں اُس وقت لاچین
 و بلقیس اُن لوٹدی غلاموں کو ساتھ لیکر پریشان و مضطرب قرار و شہر تخت پر سوار ہو کے جاگے
 دریائے خونروان سے اترے منہ کے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا لکھ ہاے ابرا آسمان پر چکے دیکھا
 افراسیاب تخت پر سوار ملکہ حیرت ملاؤس زرین بال پر سرما و ابریق و باغبان و صنعت و
 نیلم و توسن و زمرہ سب آمادہ بہ گرفتاری لاچین ہیں افراسیاب نے دہن سے نعرہ کیا اس مسلمان کو
 گرفتار کر لو لاچین نے آواز دی او نکو ام کیا تیری مجال ہے کہ ہکو گرفتار کرے یہ کھلے سحر کرنے لگا
 اُس وقت کنارے دریائے خونروان کے دریائے خون جاری ہوا پھیلیوں کا ٹپنا پر زرا و
 نے بال کھول دیے نہنگان خون آشام غل مجاتے تھے کہ عادل کے قبضے سے ملک نکلا قبضے میں ملا دے کیا

اب بندگان سامری و جمشید کی آرام نہ ملیگا اور زیادہ ظلم و جبر ہوگی بھلیاں نل جپاتی تخمین باہیت
اصلی سے کون ماہر سامری و جمشید ارشاد فرما گئے تھے کہ انتزاع سلطنت شہنشاہ لاچین عہد
بربادی طلسم ہوش ربا ہر اب عمر طلسم تمام ہوئی اب کوئی سامری پرست نہ بچے گا طلسم کشا آئیگا سب
خالمون کو مٹا آئیگا اُس ہنگامے میں ان باتوں کو کون سنتا ہی ہنگامہ گرم رہا لاچین و بلقیس نے بھرنے
نکلے قلم کوہ پر پونچے وہاں کے بادشاہ نے جو خبر پائی کہ شہنشاہ لاچین تشریف لائے ہیں واسطے
استقبال کے عنفوان جادو باہر نکلا دیکھارن و شوہر دریا کے خون میں نہانے ہوئے غلام کنیزین
بدحواس خزانہ بھی ساتھ نہیں کوئی وزیر و امیر بھی نہیں عنفوان لاچین کو لیکر قلم کوہ پر آیا تخت پر
بٹھایا تمام کیفیت پوچھی لاچین نے سب حال رو کر بیان کیا کہ امی عنفوان جادو افراسیاب
نے سلطنت لے لی ٹکرام شریک ہو گئے عنفوان جادو نے کہا میرے پاس بھی نامہ آیا تھا
میں نے قبول نہیں کیا یہی جواب دیا کہ میں حاضر نہیں ہو سکتا مگر جو آپ سب صاحبون کی صلاح ہو
اُس پر میں بھی راضی ہوں یہ میں نہ سمجھا تھا کہ یہ ٹکرامی کر ہی بیٹھنے لگا لاچین نے کہا امی عنفوان جادو
میں بھی ان ٹکرامون کو بے مارے نہ چھوڑوں گا قیامتیں برپا کر دوں گا لاشوں سے ان نامردوں کی
جنگل بھر دوں گا عنفوان جادو نے بڑے اعزاز و اکرام سے زن و شوہر کو رکھا شہنشاہ لاچین بالا
قلعہ بیٹھیں فوس کر تہن کہ ہم یکایک یون بیدست و پا ہو گئے تحفہ جات و خزانہ وغیرہ سب ٹکرامون نے
لے لیا کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی لکھ اسے ابر شرف و سفید علما سے رنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے
افراسیاب جادو تخت پر تاج طلسمی سر پر تحفہ جات جسم پر آراستہ سب امراد و ذرا گھیرے ہوئے
چارون وزیر پاپاے تخت پر اتھ رکھے ہوئے شہنشاہ لاچین نے حکم دیا کہ قلعہ بند کر لو خندق کو
پُر آب کیا شعلہ اسے آتش گرد قلعے کے بلند چند تلے فولادی نیچے اتھ میں حاضر باش و ناظر باش
کی آدازین دے رہے ہیں افراسیاب جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چار جانب سے کہا قلعے
کو گھیر لو بائیس لاکھ فوج لیکر افراسیاب جادو آیا ہوا پنجون عیار بچیان آگے آگے پاپاے تخت پر
ہاتھ ڈالے ہوئے قلعے کو چار جانب سے گھیر لیا بارگاہین استاد ہر مین ناچ راگ رنگ ہونے لگا
دن بھر تو لاچین نے تامل کیا شب کو زن و شوہر اسباب بحر جسم پر آراستہ کر کے مع عنفوان جادو
ستر ہزار غلام رومی و چینی ساٹھ ہزار کنیزین ہر ایک کے قلعے سے نکل پڑے لاچین و بلقیس نے ٹکرام

سحر کیے چند تپے فولادی بھی ساتھ تھے فوج کو قتل کرنا شروع کیا تپے فولادی عرض کرتے ہیں
 افراسیاب کے جسم پر تھو جات طلسمی راستہ ہیں اُس نکلورام کے پاس نہیں جاسکتے مجبور و ناچار
 مصنف عرض کرتا ہر کہ شہنشاہ لاجپن نے تین لاکھ آدمی فوج کے مارے صبح ہوتے ہوتے
 زن و شوہر مع غلاموں اور کدیروں کے داخل قلعہ ہوئے افراسیاب مع مشیروں و وزیروں
 کے بھاگ گیا تھا جب لاجپن قلعے میں چلے گئے پھر آ کے قلعے کو گھیر لیا آب و آزدوقہ نکلورام نے
 بند کیا ہر جب تیسرے چوتھے دن لاجپن و بلقیس گھبراتے تھے اور فاقہ کشی سے عاجز آتے تھے
 نکلورام دو چار لاکھ کو قتل کیا بارگاہین جلائین آب و آزدوقہ لوٹ کر لیا پھر قلعے میں جا کر داخل ہوئے
 مصنف عرض رسا ہر کہ اسی طرح شہنشاہ لاجپن ایک سال پانچ مہینے لڑے افراسیاب
 عاجز ہوا تمام طلسم پر قبضہ ہو گیا بادشاہ پر قبضہ نہیں ہوتا جب سترہ مہینے گزرے افراسیاب
 نے شمار کیا چالیس لاکھ آدمی مارا گیا ہزار ہا بارگاہین جلائین کروڑ ہا روپے کا مال ضائع ہوا
 ایک شب کو افراسیاب نے سب سرداروں کو جمع کیا انجن مشادرت کو منعقد کیا افراسیاب
 نے پکار کر کہا یار و سترہ مہینے گزرے کہ شہنشاہ لاجپن ایک طور سے ہیں انتظام طلسم بھی
 معطل ہر آج تک کچھ خبر نہیں معلوم ہوئی کہ لوح پر کیا گزری سب سردار آتے ہیں مگر اتنا
 زمانہ ہوا قہقہہ فلیس میرے پاس نہیں آیا مجھ کو یاد ہر کہ جب کوہ بلور پر میں نے جلسہ کیا ہر
 سب نے کلام کیے قہقہہ اس معاملے کو ہنسی سمجھا تھا کسی بات کا اُسے جواب نہ دیا چپکے سر جھکا
 بیٹھا رہا کچھ منہ سے نہ بولا جس روز سے یہاں فساد شروع ہوا اور میں نے لاجپن کو معقول کیا
 سب اہالیان در بند آئے خراج بلطف آ رہا ہر کسی نے سرکشی نہیں کی قہقہہ نے نذر بھی نہیں دی
 صاف ثابت ہر کہ اُس کو خیال سرکشی ہر لیکن میں یہاں سے ہملت پاؤں تو اُس کو طلب کروں اگر
 نہ آئے تو سزا دوں مگر مجھ کو معلوم ہوتا ہر کہ لاجپن سے لڑتے لڑتے عمر گزر جائیگی جب تک ان شوہر
 قید نہ ہوں گے انتظام معقول نہ ہو گا سب وزیرانہ موش ہونے کوئی کہتا ہر ایک دن بلوہ کرو
 قلم کوہ میں گھس پڑو زن و شوہر کو پکڑ لیں افراسیاب نے کہا یار و میرا حوصلہ نہیں پڑتا کہ
 میں شہنشاہ پر ہاتھ ڈالوں وہ سحر میں بمثل و بیطیر میں جب وہ نکلورام کیلئے نکلتا ہر دل پر اسطرح کا
 ہول ہوتا ہر کہ قدم اٹھ جاتے ہیں فوج کو بھاگنا شروع ہوتا ہر سارا عالم سحر اس کے سامنے بیکار ہوتا

یاد کوئی تدبیر نکالو ورنہ اب انتظام بگڑ جائیگا جبکہ خوف ہو کہ صاحبانِ مرغلہ بغاوت نہ کریں پھر اپنے
دست اندازی مشکل ہوگی اگر اسی طرح چھوڑ کر لاچین کو چلا جاؤں تو بھی باعثِ خرابی ہو بادشاہ
اصلی زور پکڑے گا شاہانِ بنگالہ سے میل کرے گا عرصہ دراز تک افراسیاب نے جو یہ باتیں کہیں
سب سے دردن نے سر جھکا لیا کہا آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہیں اب فساد کر کے تعاقب چھوڑنا باعثِ
خرابی ہو دل کو ہم سب کے بیانی ہو اس وقت زہر سر و نیلم جادو و توسن جادو و حبکو شہنشاہ تو سن
لقب دیا ہو اس طرح کے بارہ ساحر اپنے مقام سے اٹھ گئے شہنشاہ آپ نے گھبراہٹ میں ہم جا کر
شہنشاہ لاچین سے ملتے ہیں پردے میں دوستی کے دشمنی کرینگے سوتے میں پکڑ لائینگے افراسیاب
نے کہا یاد اگر ایسا کرو تو بڑا احسان ہو یہ زن و شوہر گرفتار ہو جائیں باقی سب انتظام میں کر لوں گا
بارھون نے عرض کی ہم اس ہفتے کے اندر لاچین دہلی قیس کو لائے ہیں یہ کیکے بارھون کے
بارہ غائب ہوئے شہنشاہ لاچین بالائے قلعہ بیٹھا ہو بلقیس پہلو میں کہ لشکر افراسیاب میں ہنگامہ ہو
لاچین دیکھنے لگے دیکھا کہ زہر سر و نیلم و توسن وغیرہ بارہ جادوگر آکر بازار غلہ فروشان پر گرسے
سب تو خوف جان سے بھاگ گئے ان بارھون نے تین سو چھکڑے غلے کے اپنے قبضے میں کیے سائے
قلعہ کے آئے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ہم وہی ملازمِ قدیم ہیں ناچار تھے افراسیاب نے
اپنے قبضے میں کر لیا تھا آج ہم نے فرصت پائی دل و جان سے آپ کے تابعدار ہیں ہی چاہتے ہیں
آپ کی خدمت میں رہیں دشمنوں سے آپ کے لڑیں جان نثاری کریں اس لشکرِ ام کی کیا مجال ہو کہ
آپ پر دست انداز ہو امیدوار ہیں کہ ہو کو اندر بلائیے لاچین چو نکہ پریشان ہو رہا تھا قلعے میں
غلے کا قحط تھا اکثر دو دو فائے اس بادشاہ عالیجاہ پر گزرسے لاچین ان افسروں کو دیکھ کر
خوش ہو گئے کہ تین سو چھکڑے غلے کے لیکر آئے دروازہ کھولنے چلے اس وقت بھی ملکہ بلقیس نے
دامن پکڑا کہا اے شہنشاہ آپ دھوکا کھاتے ہیں ہر چند کہ فاقہ کشی ہو اپنے اختیار میں تو ہیں یہ جیلا
کرے آئے ہیں ایسا نہ ہو یہ اگر کچھ دستور پر پا کریں افراسیاب جنگ سے عاجز آچکا ہو کل بھی ہر کار رو
نے خبر سوچنا ہی تھی کہ لاچین کو یوں ہی چھوڑ کر بلا جاؤں ایسا نہ ہو یہ مکر کریں لاچین نے کہا نہیں صاف
یہ اصل میں مل کر آئے ہیں ملازمانِ قدیم پر اس نے مذہم میں بلقیس نے کہا آپ کو اختیار ہو میرا
دل دھڑکتا ہو لاچین نے دروازہ کھول کر ان سب کو لایا لایا چھکڑے اپنے قبضے میں کیے سب

فرج فاقے سے بھی غلا اسی وقت تقسیم ہونے لگا شہنشاہ لاچین ان بارہ کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے
 یہ سجیا باتن بنانے لگے کہ حضور افراسیاب کو مارینگے اسکی زوجہ کو پکڑ لائینگے لاچین کا تو دل صاف
 مزاج میں انصاف سمجھے کہ یہ اصل میں اگر جسے ملے ہیں سلیم و توسن نے اپنا اعتبار بڑھانا شروع کیا
 کسی مرتبہ قلعے سے باہر بھی نکل پڑے ہزار ہزار کو قتل بھی کیا افراسیاب کی بارگاہ پر گولے مارے
 کچھ مال بھی لوٹ کے لائے بازار میں دشمن لاچین نے رات کو بلقیس سے کہا دیکھو صاحب ان سرداروں
 کے آنے سے بڑا آرام ہوا فاقہ کشی سے نومہلت پائی جب سلیم و توسن نکلتے ہیں غلہ ہی لوٹ کے
 لاتے ہیں سرداروں کو قتل کر آتے ہیں بلقیس ہر مرتبہ ہی فرماتی ہیں کہ صاحب تم جو چاہو کو سوا
 بہت خوب کے کیا جواب دوں سلیم و توسن پر جب میری نگاہ پڑتی ہے قلب کانپ جاتا ہوں ناچلا آتا ہوں
 لاچین نے کہا صاحب ہمارا ملک و مال چھوٹا فلک نے ہلو یوں لوٹا اٹھارہ سو تاجداروں میں غنفلوں
 ثابت قدم نکلا جب باغ سیب سے بھاگے جس ملک پر پہنچے اُسے دروازہ بند کر لیا دامن پناہ
 نہ دیا غنفلوں پر اسے استقبال نکلا میں اب ان سب کو ساتھ لیکر بلوہ کر کے ننگا افراسیاب کا
 سر کاٹ لوں گا یہ سب کھرام تھے من آجائینگے باغ سیب میں چکر داخلہ کر میں پھر وہ ہی سلطنت وہ ہی
 شوکت وہ ہی جلال ملک بلقیس بہت رو میں کہا صاحب اب سلطنت کا ملنا بہت دشوار ہے آج میرا
 دل بہت گھبراتا ہوا شک حسرت لاچین نے پاک کیے دو پہرات گئے تاک زن دشوہر اسی طرح کی باتیں
 کیا کیے جب زلف لیا سے شب کم سے گزری توسن و سلیم کمینگاہ میں لگے ہوئے تھے جب انکو معلوم ہوا
 کہ زن دشوہر سو گئے دونوں ساحران زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست سحر کرتے ہوئے چلے
 جن جن مقامات پر نگہبان و پاسبان تھے سحر سے ان سجیاؤں کے بیکار ہوئے مقامات طم کرتے ہوئے
 اُس قصر میں پہنچے جہاں زن دشوہر موجود ہے ہیں دونوں سجیاؤں نے کھڑے ہو کر سحر کیا زن دشوہر
 بیہوش ہوئے توسن نے کہا اے سلیم بڑھ کر دونوں کی زبان میں سوزن دے ہر چند کہ لاچین بیہوش
 ہو مگر سلیم جا کے قریب لپٹ کے گر پڑا پکار کر کہا اے توسن میرا حوصلہ نہیں پڑتا کہ شاہ کی زبان
 میں سوزن دونوں تو سن ماحون جریٹ کر آیا قریب لپٹ کے آکر بلقیس کی زبان میں سوزن دیا
 اس نگر ام نے دونوں کی مشکیں باز عین وہ بارہوں جادوگر بھی آئے اب کھڑے ہو کر سحر کرنے لگے
 افراسیاب سے وعدہ کر کے آئے تھے جب قلعے میں ہنگامہ ہوا پ فوراً لشکر لکیر آئے گا افراسیاب

جاگ رہا تھا کل فوج کو لیکر چلا سراوا بریق و باغبان صنعت سحر کرتے ہوئے فولادی پتلے جو
گرد قلعے کے پھر رہے تھے آواز دی اونکو اموکھان آتے ہوا فراسیاب نے بڑھکر اپنے ہاتھ سے
جو گولے مارے اور نعرہ کیا ارے کوئی حاضر ہو کسی سوتلے فولادی اگر حاضر ہو گئے ایک طرف سے
حیرت لے سحر کیا ایک طرف سے سحر فراسیاب چاروں دزیروں نے آگ برسا دی دزیر سلیم
مواج بن گرداب آدھواریٹیا موج کا لٹرے صدر کوشش دریا نوش لٹ غوطہ زن مرغابی سحر
افراسیاب نے تلون کو مارا ان بجیاؤں نے سحر کیا دریا سے قہار موج مار کر آیا یا تو خندق آتش سے
مملو تھی بان لے آگ کو ٹھنڈھا کیا یہ سب قلعے میں گھس پڑے عنفوان جادو پڑا سورہا تھا کنیزوں نے
اجکایا کہا ای شہر بار اٹھیے ہڑ ہو کہ لاچین و بلقیس کھڑے گئے عنفوان گھلایا ہوا باہر آیا دیکھا کہ
کو دبر زن میں ہزار ہا لاش پڑا ہوا ہر نعرہ افراسیاب کی آواز آتی ہر مرنے پر کمر باندھی اور تاج کو
سر سے دے مارا کہا یارو میں حکمرانوں کے شریک نہ ہونگا رفقا بھی اسکے ساتھ وہ وہ سحر کیے مہلک
والدے کبھی آگ برساتی قصر دشمنوں پر گرائے بڑھکر افراسیاب سے ہر کاروں نے خبر دی کہ عنفوان
لڑتا بھڑاتا آتا ہر اگر لاچین و بلقیس کو اُس نے چھڑالیا پھر سیاہ نہ لیلی ابا لیلی قلعہ لڑ رہے ہر بات لکھ
جادو گر آپ کا مارا گیا عنفوان بلا سے روزگار ہوا افراسیاب یہ لکھ کر بھاگا اسکی کیا حقیقت ہر نعرے
کرتا ہوا اس مقام پر آیا کہ جان عنفوان لڑ رہا تھا لکار کر آواز دی او عنفوان کیوں شامت آتی ہر
ہتھارہ سرتا جدار سے سیری اطاعت کی تو نے بغاوت پر کمر باندھی خیر جو کیا وہ کیا خطا معاف کرونگا
رو مال سے ہاتھ باندھ کر چلا آستارہ سحری آسمان پر چمک چکا ملا دھرتا بان خنجر بہنہ ہاتھ میں نیسزہ
خطوط شعاعی بھی لیے ہوئے فوج ضیا ہمراہ چرخ زبردی پر اگر مصروف کار ملا دی ہوا افراسیاب
د عنفوان سے مقابلہ پڑا عنفوان نے بڑے بڑے سحر کیے افراسیاب کبانتا ہر جو سحر عنفوان
نے کیا افراسیاب نے اشاروں میں دفع کر دیا تھجا باطلسمی زیر جسم تاج طلسمی سر پر لڑتا بھڑتا
چلا آتا ہر آخر عنفوان سحر کر کے عاجز آیا تلوار کھڑکے افراسیاب پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
افراسیاب روکتا جاتا ہر پیچھے ہٹ کے ایک گولہ مارا سینے پر عنفوان کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا
یہ دیندار مارا گیا اتنا افراسیاب تیغ کھڑکے گر قتل کرنا شروع کیا ہر چند الی قلعہ و رعایا فریاد کرتے ہیں
افراسیاب کب سنتا ہر اس قدر لوگ قتل کیے کہ قلم کو ہر پرغ کر دیا شہنشاہ لاچین و بلقیس جو

بیدار ہوئے دیکھانہ بانوں میں ہماری سوزن گرد سب رہن افراسیاب نے وہ بدعت کی کہ کسی کو زندہ
 نہ چھوڑا بلقیس نے اشارے سے کہا کیوں صاحب جو پہنے کھاتا وہ ہی پیش آلا چہین نے آنکھوں میں
 آنسو بھر کے سرخ لیا اشارے سے کہا جو منظور پروردگار افراسیاب قید کو لیے ہوئے بیرون قلعہ آیا
 صلیح ہوئی کہ بلقیس و لاچہین کو قتل کرو کا ہنات طلسم موجود تھے آنکھوں نے کہا حضور اگر زن دشوہ
 کو قتل کیجئے گا طلسم پر وہ آفت آئیگی کہ جسکا سنبھالنا دشوار ہوگا انکو قید کیجیے لیکن زن دشوہ کا رہنا
 ایک مقام پر مناسب نہیں جہاں زن دشوہ ایک مقام پر ہوئے طلسم ٹوٹ جائیگا بھی واضح رہے کہ اب
 طلسم پر لا میں نازل ہوئی طلسم کشا راہ شہر ناپرساں سے آئیگا پہلے بنائے طلسم کشائی یہ کہ کو تو ال شہر
 قتل ہوا ایک ساحرہ بھی آجائے اسکے بعد فساد برپا ہوئے طلسم تمام ہو رہی افراسیاب نے ناچار
 لاچہین کو توس جادو کے سپرد کیا شہنشاہ توس خطاب دیا زندہ اٹھا نہ طلسم کا بادشاہ کیا بلکہ بلقیس کو
 حجرہ ہفتم بلا پر روانہ کر دیا کہ جلد ہفتم میں آجکا ہر ناظرین کا ہرین مکر ذکر کی کیا ضرورت افراسیاب
 انکو قید کر چکا اب بدستان سلطنت بخار ہو اسلطنت کا زور مشورہ پیشا رہا اقتضائے کار بادشاہ بنگالہ
 ترزلزل جادو اپنے مقام پر چھپاتا کچھ تاجر اسباب تجارت لیکر آئے بعد خرید و فروخت اسباب ضروری
 ترزلزل نے کہا اے تاجران جلیل تم لوگ جہاں گرد ہو ہوشربا کی کیا کیفیت ہواڑتی ہوئی خبر مستحق تھی کہ
 افراسیاب نے نکو امی کی شہنشاہ لاچہین سے مقابلہ کر گیا یہ سنکر تاجر روئے کہا اے شہر پار کیا عرض کریں
 طلسم ہوشربا میں افراسیاب نے وہ بدعت کی جو حکے ذکر سے دل کا پتا ہر لاچہین بلقیس کو افراسیاب
 نے قید کر لیا اب سلطنت کر رہا وزیر و امیر سب اسکے شریک ہیں سب انتظام اسکے ٹھیک ہیں یہ کہ
 شاہ بنگالہ کو غصہ آیا کہا یا اس نکو ام نے بڑا غصہ کیا سلطنت کو ظلم بیا فوراً لشکر مارا ملیا رہا
 ہم اس نکو ام کو سزا دینے درندہ اور ناسبون کو بھی حوصلہ ہو گا کہ اپنے بادشاہ کو پکڑ لیں یہ نکو امی بھی نہیں
 یہ حکم دیکر تخت سے اٹھا عیلا اسکا ہمیز حیلہ کر رہا نے عرض کی اے شہنشاہ عجب ملک پر حسن و جمال کا
 تو ہوشربا پر خاتمہ ہر زوجہ افراسیاب ملکہ حیرت جادو حسن میں بے نظیر شکاہ منیر افراسیاب
 کو مار کر اس پر قبضہ کیجئے فوراً جمال شہنشاہ دیکھ کر عاشق ہو گی میں نے نام ملکہ حیرت شہنشاہ کا سنا ہر
 بڑی حسین و جمیل عیارہ ہر اور فنون عیاری میں بھی کامل و اکمل لیکن ہمارے سامنے کیا عیاری کرے
 ایک ہی فقرے میں رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہوگی اور یہ بھی یقین ہو کہ جب افراسیاب حضور کی

آہ شنیگا فوراً شہنشاہ لاجپن کو قید سے رہا کر کے برائے قدسوسی حاضر ہو گا کبھی شاہان بنگالہ اپنے ملک کے باہر نہیں نکلے غرض دو دن میں سترہ لاکھ ساحر جمع ہو کر سامنے تزلزل کے آئے لشکر کی جمیت دیکھ کر شاہ بہت خوش ہوا چار ہزار تیشیں لے کر تخت اسکا کاغذ سے پر اٹھایا بڑے دھوم سے شاہ بنگالہ نے کوچ کیا منزلیں طے کرتے ہوئے چلے گزر لشکر کا طرف سے توسن حصار کے ہوا شہنشاہ کو یہ خبر ہوئی کہ شاہ بنگالہ خبر انزع سلطنت لاجپن شکر برائے مقابلہ افراسیاب جا دو جاتا ہے شکر اسی وقت توسن نے ایک نامہ تو افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ شاہ بنگالہ میری سرحد سے جاتا ہے میں اسکو روکتا ہوں لیکن تزلزل ساحر زبردست ہر نشہ بادہ سحر سے مست ہر غلام اپنی فوج لیکر روکتا ہے مقابلہ پڑ گیا تب اسکو حال کھلیگا کہ طلسم پوش رہا ہے لیکن آپ کا آنا پر ضرور ہے یہ نامہ لکھ کر روانہ کیا اور خود بیرون توسن حصار بارہ لاکھ فوج ساتھ لیکر فروکش ہوا تیسرے دن دیکھا کہ تزلزل تخت سحر پر سوار پر سے فوج کے جمے ہوئے علمائے رنگاری کے پھر ہر سے کھلے ہوئے اسپر تعریف جوگی جیپال مرقوم آمد فوج کی دھوم ہمیز میلہ کرنے یہ خبر اسکو پہنچائی کہ سرحد دار افراسیاب آپ کے روکنے کو آیا ہے اسی کی قید میں شہنشاہ لاجپن ہیں تزلزل نے ایک نامہ شہنشاہ توسن کو لکھا کہ او کو حکرام تم سب نے بغاوت کر کے شاہ اہلی کو قید کر لیا بہتر اسی میں ہے کہ شہنشاہ لاجپن کو لیکر حاضر خدمت ہو توسن نے جواب لکھا کہ اے شہنشاہ بنگالہ میرے پاس قید لاجپن نہیں ہے جو آپ سے ہو سکے حضور نہ لیجیے بڑا انسوس یہ ہے کہ اسقدر قلیل فوج لیکر آپ ملک ہو شرابا پر لشکر کشی کر کے آئے ہیں بہت پچھتاوے گا ایک سرحد دار افراسیاب ہی مثل میرے شہنشاہ نیلم اسکا لقب ہے اسکا وزیر اعظم مواج بن گرداب خواجہ چالیس لاکھ فوج کا اکبر ہے حقیقہ بھی بارہ لاکھ فوج لیکر برائے مقابلہ حضور حاضر ہوا ہے یقین ہے کہ سرکار کو بڑی تکلیف ہو لیکن جیسے اپنا سامان عیش و راحت نہ مٹائیے اس طرح کے جو پیغام و سلام آپس میں ہوئے تزلزل کو تردد ہوا تو برسیما ب زمین کن اپنے مقام سے اٹھا لکھا حضور اب نامہ و پیام نہ کریں کہ در فوج کو ایک سحر میں مٹا دوں گا سیرے نام پھیل جنگی بجو ایسے تزلزل نے اسی وقت حکم دیا نام برسیما کے طبل جنگی بجایے خبر توسن کو ہوئی توسن نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں میں ہلاریاں ہونے لگیں جبکہ مبارز پر رخ چارم نے جنگ شہنشاہ انوری کے فتح کیا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان فرار پر قرار کر کے قلعہ مغرب میں چھپا شہنشاہ ہر نور بعد کرد فریخ فوج منیاد شعل میدان چہخ زبردستی میں

اگر صدف بستہ ہوا یہ دونوں لشکر علی الصبح میدان کا زار میں آئے سیلاب زمین کن تڑپتا ہوا بڑے
جوش و خروش میں آگے فوج تزلزل کے بڑھا ہوا چار ہزار آتشیں تخت شہنشاہ تزلزل کو کا ندھے پر اٹھائے ہوئے
یشت پرستہ لاکھ فوج دریا سے قہار کی موج اس جوش و خروش میں لشکر شہنشاہ جنگالہ میدان کا زار
میں آکر پہنچا شہنشاہ تو سن لئے بھی لشکر کو بجا یا جب دونوں فوجیں جہم چکیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت
کہکرتے سیلاب زمین کن نے اپنا اثر و آتش نشان برعیا یا سیلاب نام ہر چاہتا ہوا ساحران تو سن کو
کشتہ گردن براے مردان عالم ہی اکیسیر ہدیہا بنانے کی تدبیر ہر سید ان میں سلحشوری کہنے لگا عجائب و
عزائب سحر یہ دکھایا ایک سحر کیا سب نخل محل کے مثل جھاڑ کے روشن ہو گئے شامین مثل شمع کا فوری تپتے
مثل برق جبندہ بج سے شعلے نکل رہے ہیں بعض نخل مثل چراغ جل رہے ہیں چراغ لالہ نے سورش دکھائی
گھما سے خود دروئے گرمی بڑھائی تو سن نے ہنس کر آواز دی ایسی سیلاب ایسے سحر تو ہمارے غلام کرتے ہیں
بس ہم تمھاری لیاقت سمجھ گئے یہ مقام طلسم ہوش ربا ہر ایک ایک ساحر بیان حیدر دیکھتا ہوا ہوتا تھا
سیلاب کے مبارز طلبی کرے کہ آسمان سے آواز نوبت و نقارے کی آئی لگا ابرہت رنگ بعد شوکت
ظاہر ہوا تزلزل برصیرت دیکھنے لگا زبرا ہر ہزار ہا طائران زمرہ سرا بالخان یہ اشعار پڑھ رہے ہیں نظم

و دگھونٹ بھی گلے سے نہ اترے شراب کے
سب حرف دھو دیے ورق آفتاب کے
دریا میں سرنگون ہیں کٹورے حباب کے
زخمون کے مستند میں قفل دیے ہیں حباب کے
دیکھو تو جو صلے دل خانہ خراب کے
دوریا ہیں جوش پر مری چشم پر آب کے
بدے ہوئے ہیں ڈھنگ ابھی سے جناب کے
دیکھے گئے جو بند ہمارے حساب کے
چمکے ہوئے ہیں رنگ بہار خضاب کے
نغمے خوش آتے ہیں کسے چنگ و رباب کے
تختے کھلے ہوئے ہیں برابر گلاب کے

راہد نے خاک لطف اٹھائے شباب کے
طوفان گریہ میرا بہا تک ہوا بلند
کی مے کشی ہے بحر میں کس بحر حسن نے
دیکھو تو پاس عزت جلا د پردہ پوشش
ایسے جفاستار سے انسا ر آرزو
صحن زمین و باہم فلک دونوں غرق ہیں
بس ہو چکی امید و فآپ سے ہمیں
جس جانظر چری مدابرو کی تھی کشید
پیری میں بھی گئے نہ سہ کاریوں کے ڈھنگ
تالون کے زمزمون سے کسی دم نہیں فراغ
سینہ هجوم داغ سے گلزار ہر نسیم

ابرنی رعنائی و زیبائی طاؤس رقصان آمد بہار کے سامان فقط آمد بہار و کچکر تزلزل پہوت ہو گیا اپنے
 ساتھ والوں سے کتنا تھا کہ کیا عمدہ ابرہی اس ابرین کون بزرگ آتا ہی وزیر نے عرض کی اس وجہ سے
 دل بیتاب ہو کہ آمد افراسیاب ہی حقیقت میں جو سامان یاقت اسکو ممکن ہو کسی شاہ کو ایسا عظم و شان
 ظاہری نصیب نہ ہو گا شاہ بنگالہ نگاہ غور دیکھنے لگا ابرہمت رنگ شوق ہوا دیکھا افراسیاب جادو
 تخت زبردی پر سوار پھول درواریہ بستے ہوئے اس زور و شور سے افراسیاب آکر ہو گیا
 شہنشاہ توسن نے استقبال کیا افراسیاب آ کے قلب سپاہ میں داخل ہو کر درپردہ امیر گھیرے ہوئے
 افراسیاب نے بنگالہ قدر لشکر تزلزل کو دیکھا تزلزل نے جو عظم و شان افراسیاب جادو کو دیکھا
 گھبرا گیا اپنے وزیر اور اسے کہ رہا ہی حقیقت میں افراسیاب کا بڑا جاہ و جلال ہو سا کر کیا بادشاہ
 طلسم ہوش ربا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ملک بہار کے غدار سپہوے تخت حیرت میں کما لطف
 سے کھڑی ہوئی ہیں چہرہ آفتاب عالم تاب ابرو وں پر بل پڑے ہوئے نیچے اصفہانی جنبش میں ترجمی نگاہیں
 قتل عاشق کی کوشش میں بوٹا۔ قد چھوٹوں کا گمز زیب جسم آڑی ترجمی بد صیان پڑی ہو میں زیور
 میں چھوٹوں کے لدی ہو میں سیما ب جادو میدان میں تھا دیر شہنشاہ بنگالہ جیسے ہی اسنے پکار کر
 آواز دی کہ نکو امون کی طرف سے کون نکلیگا افسوس کا مقام ہو کہ شہنشاہ لاجپن کو قید کیا بہتر اسی میں ہو
 کہ یا تو شہنشاہ کو قید سے چھوڑ دو ورنہ کسی کو مقابلے میں ہمارے بھیجو افراسیاب نے پٹ کے دہنی جانب
 دیکھا جمال جہان آرا سے بہار پر نگاہ پڑی بہار نے ہاتھ باندھ کر عرض کی میں جادو اگر حکم ہو سیما ب
 کو کشتہ کروں اس کے قتل کی تدبیر ہو حکم شہنشاہ ہمارے واسطے اکسیر ہو افراسیاب جادو نے مسکرا کے
 کہا اے ملک تمہیں اختیار ہو سیما ب بت بقراد ہو ملک بہار نے طاؤس زرین بال بڑھایا سیما ب نے
 گولہ اٹھا کر مارا ملک بہار کے تیور پر بل پڑا انگلی اٹھائی گولہ سمیٹ کر زمین پر گرا اسپر طرہ یہ کہ طرہ چھوٹوں کا
 نکال کر چھپیک مارا طرہ ہاں کہ کچھ ہوا ٹھنڈی مٹی چھوٹوں نے آنکھیں کھولیں غنچے مسکرائے شاخون نے
 ہاتھ بڑھائے جو پتے ہنگام چہرہ مرقوق زرد ستھے وہ سبز ہوئے عروسان چین نے کھوکھٹ اٹھئے مسبا
 بھڑائی پوسے خوش آئی درخت و جد کو نے لگے سیما ب کو دیکھا حیران حیران جمال جہان آرا سے ملک بہار
 کو دیکھ رہا ہو ضبط کرتے کرتے پکارا اٹھا طلسم

سبار کبا و بیتابی ہمیں صیاد دیتا ہو

دکھاتا ہو چھری پھر مزدہ پیدا دیتا ہو

<p>کبھی کبھی کچھ ہر مزار کی صورت وہ محتاجی ہوئی ہر دولت تقدیر سے حاصل نہ بازو میں ترے قوت نہ خنجر میں روانی ہر لو کیسا فراق روح ہوتا ہو کوئی دم میں نہ توڑیں آج تک بھی بٹیران زور خون تو نے یہ کیوں گھبرائے فریاد بیتابی سے ایسے سنائیکے نوید قتل وہ شاید کہ پہلے سے نسیم دہوی تو بھی مگر شاگرد مومن ہے</p>	<p>مزار آنکھوں میں آیا کیا عالم ایجاد دیتا ہے کہ سایہ بھی نہیں یان دامن فریاد دیتا ہے ہمیں تکلیف بیجا کیلے جلا دیتا ہے نرا مت کیوں ہمیں اسی فتنہ فساد دیتا ہے جھجکاؤں کیوں نہ سر طعنے مجھے خدا دیتا ہے دعا میں مت کہو کوئی بندہ آزاد دیتا ہے مجھے جو سن سہرا تم مبارکباد دیتا ہے کہ ہر ہر شعبہ لطف بندش استاد دیتا ہے</p>
---	---

ہوش و خروش میں یہ غزل پڑھتا ہوا آئے بڑھا لکھ بہار نے پوچھا کیسا مزاج ہر ہاتھ باندھ کر عرض کی میں تو
غلام ہوں بہار نے کہا اسی سیلاب انصاف کر کہ تجھ ایسا چاہنے والا بات کا بنا ہنے والا ہمیں
ممکن ہو مگر جان کا ہلکوف ہر بادشاہ بنگالہ وعدہ کر کے آیا ہے کہ فضل بہار کو مشاد و نگا اسکے ملنے سے
فضل بہار سٹ نہیں سکتی بہار پر اسے عالم باغبان قضا و قدر بہار و خزان کا حاکم ہر کل امور ات کا
ناظم ہر اب تم اسکا سر لاؤ سیلاب بل کرتا ہوا چلا تزلزل دیکھ رہا ہے کہ سیلاب پٹا چہرہ سہر خ ابرو
ہلتے ہوئے تلوار کو پیام انتقام سے کھینچا ہے تزلزل نے کبھی اس طرح کا سحر دیکھا بھی نہیں متعلقے اختیار
پکارا اٹھا خداوند جو کی جیال یہ کیا حال ہے سیلاب پٹا ہوا آتا ہے خداوند اس ظالم کے ہاتھ سے
بجائیں سیلاب نے اگر گولہ مارا آواز دی او پھیا تجکو بادشاہ بنگالہ کسے بنایا تجکو بیان آتے خون زابا
حکم لکے عالم ہر کہہ وال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو در نہ قباستین بر پا کر دنگا سر تیرا کاٹ کے لپکاؤنگا ادا
دنگا سیلاب سے متعلق ہیں بقرار ہو کر دڑے پکارنے ہوئے ارے کہاں آتا ہے لیکن سیلاب
کب سنتا ہے اسی جوش و خروش میں قتل کرتا ہوا قریب تخت شاہ بنگالہ ہو پٹا چا ا تخت پر ہاتھ اردن
شاہ بنگالہ نے بہت بہت سمجھایا جب اسنے نہ مانا شاہ بنگالہ کے منہ سے نکلا تیری قضا آئی ہے سیلاب
نے جیسے ہی تلوار کھینچی تزلزل سنے ایک دو چمک تخت پر مارا شعلہ بھڑک کر سر پر سیلاب کے گرا سیلاب
مثل تیرے شک بلکہ خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من سیلاب باد و بود مہم جلیہ گریا رہا پوے تخت
تزلزل میں پڑا ہے اسنے کہا اے شاہ بنگالہ اب با نیکا نصیر نہ کیجیے کسی کو میدان میں نہ بھیجیے پیل با گشت

کہ اگر بیٹے ساکنان طلسم ہوش ربا کا سحر قیامت کا ہر پکار کر کہہ دیجیے کہ اے افراسیاب تجھ کو ایک ہفتے کی موت دی
 وہ اس دھوکے میں رہ گیا میں وعدہ کرتا ہوں کہ افراسیاب کو پکڑ لاؤنگا آج دن اچھا نہیں ہو تزلزل بھی
 سیلاب کو قتل کر کے پتھار ہا تنہا عیار نے جو اس طرح سمجھایا اسکے بھی خیال میں آیا کہ ساحران طلسم ہوش ربا
 بہت ساحران زبردست ہیں اسی وقت طبل امان بجوایا پلٹ گیا اسی سوچ میں چپ بیٹھا ہر عیار اسکا لشکر سے
 شکست کھلا لشکر افراسیاب میں آیا پھر پھر اتنا قریب دربار گاہ پہنچا دیکھا چوہدریسا دل دربار گاہ شہنشاہ
 افراسیاب پر بڑے بڑے ساحر ٹہل رہے ہیں ہوا کا بھی اس جگہ گزند نہیں مہمیز حلیہ اگر جس سوچ میں کھڑا ہو کہ
 کیونکر اندر بار گاہ افراسیاب کے جاؤں جو اپنے بادشاہ سے وعدہ کیا ہو اس وعدے کو بجا لاؤں کہ آواز
 رنگ کی آئی پلٹ کر دیکھا کہ ملک صرصر شمشیر زن معشوقہ پرنس بائنا سے عیاری سے آراستہ بہت وخیر
 کرتی ہوئی آتی ہر گاہ جو مہمیز حلیہ کر کے پڑی کبھی قریب سے نہ دیکھا تھا ہاتھ پاؤں میں ریشہ آگیا قلب تھرا گیا
 چاہتا ہر خاک پاؤں تباہ چشم کر دے گرد اس محبوب کے بھرون چست و چالاک طرار و فرار صرصر کی بھی
 نگاہ پڑی کہ ایک شخص غیر وضع کھڑا ہوا مجھ کو بے نگاہ محبت دیکھ رہا ہر صرصر قریب آئی سمجھ تو گئی کہ کسی کی
 فکر میں آیا ہر شخص غیر کیا عجب ہو کہ عیار شاہ بنگالہ ہو سستی ہوئی قریب آئی مسکرائے جو پوچھا کہ کیوں صر
 اسکی فکر میں ہو مہمیز مر گیا کہا حضور میں ایک شخص غریب ہوں تلاش میں روزگار کے نکلا ہوں صرصر نے
 باتوں میں لگا کر حلقہ اسے کندھا سے مہمیز کو یہ کیا لیا قوت بخشی کہ حلقہ اسے کندھا سے نکلتا صرصر نے
 حباب مار دیا مہمیز ہوش ہوا صرصر نے پشتارہ باندھا چاہتی ہو کہ لیکر چلوں وہاں تزلزل بادشاہ
 بنگالہ تخت پر بیٹھا تھا وزرا مرا کہ رہے ہیں نہیں معلوم مہمیز پر کیا گذری اے شہریار اگر سحر کا مقابلہ پڑا پڑی
 مشکل پڑ گئی ایک سحر عورت نے ایسا کیا کہ سیلاب ایسا شخص قتل ہوا تزلزل نے کہا یار دھم میرے سحر
 سے آگاہ نہیں ہو زمین کے طبقے ہلا دوں اس وقت بتاؤں کہ میرا عیار کیا کر رہا ہر میرا عیار بلاے روزگار
 ہر یہ ککے آواز دی یا جوگی جیپال مہمیز کی خبر چاہتا ہوں آسمان پر برق جلی آواز آئی اے مقبول بارگاہ
 خداوند و اے بادشاہ ہنرمند مہمیز حلیہ کر کو صرصر نے پکڑ لیا خدمت میں افراسیاب کے لیجا یا چاہتی ہو
 یہ سنکر تزلزل تخت سے اٹھا تڑپ کر پرواز پیدا کیے بیان صرصر شمشیر زن نے جب پشتارہ باندھا تو بڑے تھوڑے
 کسوت عیاری دیکھ کر یہ تو سمجھ گئی کہ یہ کوئی عیار ہر شہنشاہ قبلوا لینے پشتارہ باندھ کر دوش پر لگا یا دور
 سے صبار فتار بھی دیکھ رہی تھی کہ ہماری آستانی نے کسی کو گرفتار کیا کہ ایک برق چمکڑ آسمان سے گری

سرسر کی آنکھ بند ہو گئی لگے ابرگر صرصر کو اُنکھ کے پچلا صبار رفتار نے جو دیکھا کہ آستانی کو کوئی لیے جاتا ہے صورت بدلتی ہوئی چلی رنگ دروغن عیاری کا لگاتی ہوئی مرد کی صورت بنتی ہوئی ابر بھی خیال ہے وہ لگے ابر بارگاہ تزلزل میں جا کر اُترا صبار رفتار کمند انداز اندر بارگاہ کے پہنچی اب دیکھا اسنے کہ شاہ تخت پر بیٹھا ہے سامنے ایک عیار کھڑا رہا ہوا در صرصر کا پستارہ بیچ بارگاہ میں رکھا ہے شاہ بنگالہ فخر کر رہا ہے کہ بجا یو دیکھا تھے نہیں بیٹھے بیٹھے مجھ کو معلوم ہو گیا کہ عیار پکڑ گیا چشم زدن میں لے آیا عیار نے رو کر کہا اے شہنشاہ میں اسکے دام گیسو میں گرفتار ہو گیا تعریف حسن و جمال سُنگر خواہشمند تھا جب اس ظالم سے آنکھ ملی زخمی تیغ ابرو ہوا امید دار ہوں اسکو سرکار میرے واسطے راضی کر دین تزلزل نے سحر اتارا کہا اے ملک صرصر ہمارا عیار ہمیز حیلہ گر نصف سلطنت کا مالک ہے اسکو بہ شوہری قبول کر دو دست بستہ عرض کرتا ہے دم محبت کا بھرتا ہے اسکی خواہش قبول فرمائیے سامنے لشکر کا ٹکڑا کم کر دنگا جو محبت عرض کر رہا ہے جب بادشاہ نے اس طرح کہا ہمیز حیلہ کرنے ہاتھ باندھ کر عرض کی اے سرو باغ عبوبی دای رنگ و بوسے گل حقیقہ محبوبی نظم

کہ دل سے آہنیں نکلتی ہیں تازبان منہ یاد بہت دوزن میں ہوئی مجھ پر ہر بان فریاد ابھی نہ جائیگی دیکھو کہاں کہاں فریاد میں گر کے خاک پہ کرتا ہوں بے دہان فریاد جفا سے پیر سے کرتے ہیں نوجوان فریاد مجھے ہو ڈر نہ رُکے وقت امتحان فریاد نکل کے منہ سے ہوئی بے نشان کہاں فریاد بہت دوزن سے ہے سیاح آسمان فریاد نہ جائیگی کبھی عاشق کی رائگان فریاد

سنا سے کیا تھیں بیمار ناتوان منہ یاد شب فراق میں تا صبح میرے ساتھ رہی نہ از چرخ سے تا عرش کون سا سفر صدا نکلتی ہے ہر استخوان سے وقت شکست فلک کے ظلم سے ہر وقت لب پر آہیں ہیں وہ لطف کرتے ہیں دل دیکھنا جو ہر منظور ہزار طور سے ڈھونڈھا پتا نہیں ملتا بلندیاں جو سائیں مزاج عاشق میں یقین ہے کہ دکھائے نسیم کچھ تاشیر

صرصر نے منہ پھیر کر جواب دیا کہ میں افراسیاب کی کنیز ہوں مگر حیرت کی خدمت گزار خبردار ایسے کلمات کبھی زبان پر نہ جاری کرنا ورنہ بہت پچھتاؤں گا میرا شاہ میری ضرورت کو آگیا شاہ بنگالہ و صرصر سے کلام سخت ہونے لگے شاہ بنگالہ نے دیکھا صرصر خوف نہیں کرتی جواب سخت دیتی ہے

صبار رفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا فوراً دہانے بھاگی دربار میں افراسیاب کے آئی
 افراسیاب بصرہ شوکت دربار میں بیٹھا ہو کہ صبار رفتار نے اگر سب کیفیت بیان کی اور ذکر عرض کی
 ایسا نہ ہو کہ آستانی کو قتل کر دے یہ سنکر افراسیاب جادو اٹھا کہا کیا مجال ہے کہ میری عیبارہ کو
 قتل کرے جب افراسیاب تنہا پڑ کر اٹھا باغبان سے دامن بہرام لیا کہ میں حضور کو نہ جانے دنگا
 آپ کا کیا کام ہے میں ابھی جا کر صرصر کو لاتا ہوں مہینہ حساب کر کئی شامت آئی ہر دم بھر میں آفت
 برپا کر دنگا یہ کہے افراسیاب کو روکا اور آپ بہ قہر و غضب تمام چلا اُس وقت پہونچا کہ تزلزل نے
 صرصر کو زیر تیغ بٹھایا جلا دشتنگین لگا رہا حکم شہنشاہی کا مشتاق ہو کہ باغبان آسمان پر آ کر بٹھایا ایک
 گیند پھولوں کا مارا گیند پھٹا بارگاہ تزلزل میں اندھیرا ہوا باغبان نے اتر کر تخت تزلزل اٹھ دیا
 تزلزل کرتے کرتے سنبھلایا جوگی حبیب الہی کے چاہا سحر کردن باغبان نے لاکارا ادشاہ بنگالہ
 کیون شامت آئی تزلزل و باغبان سے سحر چلنے لگے باغبان نے چاہا تزلزل کو زخمی کر دینا مگر
 نہ ہوا ایک گیند مار کر صرصر کو پہنچے میں دبا یا غصہ تو بہت تھا بارگاہ پر ایک لالت ماری بارگاہ
 لہرائی قریب تھا کہ گرے تزلزل بارگاہ بوسنچا لے لگا باغبان اُتے عرصے میں صرصر کو
 اٹھا کر بروئے ہوا اُڑا تزلزل نے چاہا روکون باغبان مثل بوسے گل نکلا باہر لشکر والوں پر کچھ
 ماش کے دانے پھینک مارے کئی ہزار ساحر جلے لشکر اسکا طہی کرتا ہوا نکلیا تزلزل بیرون بارگاہ
 آیا دیکھا باغبان جا چکا بارگاہ میں بگڑنے لگا کہ یار دہننے باغبان کو نہ روکا مابعد دولت کے سامنے
 بے ادبی کر گیا آج طبل جنگی بجے کل میدان افراسیاب سے سمجھو ننگا مہینے کے کہا اب تم عیاری کا
 ارادہ نہ کرنا مہینے کے دل کو لگی تھی سامنے آ کہا بہت اچھا لیکن طرف لشکر افراسیاب کے چلا بیان
 افراسیاب بیٹھا ہوا کہ رہا تھا کہ شاہ بنگالہ کو موت سیر آئی ہو ایک سحر میں بیکار کر دنگا بھگو ہنسہ
 سحر کرتے شرم آتی ہو کہ باغبان صرصر شمشیر زن کو لیکر آیا کہا حضور یہ حاضر ہو صرصر نے
 سب کیفیت بیان کی افراسیاب نے کہا وہ دیوانہ ہو ملک اُسکا تباہ ہوا چاہتا ہے زندہ اُسکو ہرگز
 نہ جانے دنگا رفتار کر لو ننگا یہ باتیں کر رہا تھا کہ صدائے طبل جنگ آئی ہر کار دہن نے اگر خیر دی کہ
 تزلزل نے طبل جنگی بجا دیا افراسیاب جادو نے کہا کل اسکی قضا ہے ہمارے یہاں بھی طبل جنگی بجے
 بیان بھی تیار بیان ہوئے لیکن باغبان کہ رہا ہر سرکار کو نہ تکلیف پڑی کئی سحر معجز شاہ بنگالہ نے کیے

کچھ اسکی حقیقت نہیں ہے مجھے فکر تھی کہ صرصر کوئی افتاد نہ پڑے اس واسطے صرصر کو لے نکلا بنگالے کے
 سحر کچھ مہل میں غلام نے جواب بھی دیا آپ کے تعلیم کردہ سحر میں سے اگر ایک بھی کرنا وہ کیا دفع کر سکتا
 کل میدان کارزار میں ملاحظہ فرمائیے گا رات بھر سی ٹکڑیں رہیں صنعت کا قتل ہو کہ زمین کے طبقے
 اڑا دوں بارگاہ دشمن آسمان پر پہونچا دوں وہ سحر کروں کہ منہ سے بات نہ نکلے زبان بند ہو جائے
 سر مادا بدیق کہتے ہیں برق گرے پتھر برسا میں دشمن کو ٹھنڈھا کر میں زندگی دشوار ہوا نکاس سحر بیکار ہو
 بیکایک ساحر زمین پوش بصد جوش و خروش ہو مخانہ مغرب سے نکلا جھولی دنیا کی گلے میں ڈالے ہوئے
 اسباب سحر شعلہ بسم پر آراستہ اس کروفر سے میدان چرخ زہر جہدی میں قائم ہوا دونوں لشکر
 مقابلے میں آکر تھکے صفیں جہن نقیبوں سے نقابت کی کڑکیت کرکا ککرٹے سمار فلک سیر طر
 سے شاہ بنگالہ کے نکلا میدان میں آکر لکار صنعت طادس سے لودھی عزمن کی امر شہنشاہ آج
 لوٹدی کو جانے دیجیے افراسیاب نے رخصت دی صنعت کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہو بل کرتی ہوئی
 آتی ہو سمار فلک سیر نے آگ بر سادی صنعت ہنس دیتی ہو عجائب و غرائب پر کمر کسی ہو دفع سحر
 گویا ہنسی ہو آگ بر سا کی صنعت چپ مٹری رہی سمار نے آگ بر سائی برن گرائی ہوا ٹھنڈی چلا
 کچھ زراغ و زرعن پیدا ہوئے غل بھا کر چلے گئے صنعت نے کسی سحر کو نہ مانا یہی نہا کی اد بنگالے کے
 بنگالی یہ سحر نہیں ہو ہماری کنیزیں کھیلنے میں یہ سحر کرتی ہیں آگ بر سائی ہمو گرمی بھی نہ معلوم ہوئی
 پانی اس قدر برسا آبر و پر زوال نہ آیا طارون کو دیکھ کر ہوش نہ اڑے دیکھ سحر اسکا نام ہو یہ کھلے
 ایک طائر مٹھی سے چھوڑا طائر اڑ کر غائب ہوا سمار نے ایک نخل کو اشارہ کیا وہ نخل اپنے مقام سے
 اٹھ کر سمار کی مراد یہ تھی کہ صنعت پر جا کر اسے بیچ عمر کو کالے صنعت نے آواز دی او نخل اپنے
 مقام پر جم جا وہ نخل قائم ہوا پتے گرنے لگے شاخیں دست ہوس بیچ میں کسمس شاخ کلان شق ہوئی ایک
 آشیانہ بن کر تیار ہوا صنعت نے آواز دی او طائر طلسمی کیون چھپا بیٹھا ہو اسکے ہوش نہیں اڑاتا
 اس شاخ شکستہ سے ایک زراغ پیدا ہوا ایک زرعن آسمان سے آئی زراغ و زرعن میں منقار و نیچہ چلا
 زرعن نے زراغ سیر و کو چیر کر پھینکا یا زراغ کے شکم سے اسی وقت دو بیجے نکلے زرعن نے بیجوں کو
 پروں پر سنبھالا آشیانے میں آکر بیٹھی انڈوں کو سینے لگی چند ساعت میں دونوں بیجے شق ہوئے
 ایک بیجے سے ایک طائر بصورت موسیقار پیدا ہوا ایک بیجے سے زراغ نکلا نکلتے ہی زراغ نے زرعن کو

کاندھے پر سوار کر لیا مثل انسان کے آواز دی امی زغن طلسمی باغ شیر امین جلو دہان چلکے بسیرا کریں
 یہاں میان موسیقار کی عملداری ہر زاع زغن اڑتے ہوئے غائب ہوئے وہ طائر بصورت موسیقار
 شاخ نخل پر پہرے عنائی مٹیاز مزہ سرائی کرنے لگا پکار کر آواز دی سمار فلک سیر ہمہ نگاہ کردہ آہ کو
 نہ واہ کرو چند اشعار بکویا دہن حسن لوطی

<p>ہنس رہے ہیں شور سن سنکری فریاد کے برق کے اندکڑ کی گر پڑے قصر لبند دل اگر شادان رہے دیتا ہر چہرہ روشنی شکل اُنکی پھر نہ دیکھی جبکہ ٹپکے آنکھ سے اشک پونچے بستے بستے دامن محبوب تک التفات آرزو سے جز نہ امت کیا حصول غم سے دیتا ہر اپنا رشتہ امید وصل واہ کیا کیفیتیں تھیں دل نہ گھبرا یا کبھی پوچھتے ہو جس لیے تم وہ مجھے معلوم ہو مستیوں سے حسن کی آنکھیں با کرتی ہیں بند سمٹ طینت کے لیے لکھی کئی پانی کی موت آہ کیوں دی جان اہل کو ہائے کیونکر جی اٹھو پھول پتے ڈالیاں سب منشر ہیں امی نسیم</p>	<p>ابتو نالے ہو گئے مزدے مبارکباد کے رہ گئے افسانے دنیا میں مری فریاد کے اور رہتی ہوتے ہیں جلوے خانہ آباد کے اشک بھی کیا ناز تھے یا رستم ایجاد کے وصلے کیا بڑھ گئے اس کو رما در زاد کے چاہیے بندے کہ شایق ہوں نہ الکی یاد کے شکوے کر سکتے نہیں ہم یار کی بیداد کے مدتوں دیکھے تماشے عالم ایجاد کے کیا سنو گے حال میری خاطر ناشاد کے کب خیال آتے ہیں اُس غافل کو میری یاد کے بار ہا تیزاب سے کشتے بنے فولاد کے آصوٹھتے ہیں اب مجھے احسان مرے جلا د کے رنگ سب بیرنگ ہیں اس گلشن ایجاد کے</p>
--	--

ان اشعار عبرت آثار کو اس رنگ میں طائر نے ادا کیا کہ سن سنکری مسمار سن ہو گیا بحسرت پکارتا ہر
 اس طائر تو نے ہوش تو اڑا اُسے کچھ سمجھ میں بھی تو آئے کہ میں کیا کروں صنعت سے لڑائی پڑی ہر
 نگاہ میری تجھ سے لڑی ہر جو کچھ کہنا سمجھ کے کہنا ادھر صنعت نے پہنچ اٹھایا کہا کیوں نگوڑے طائر
 دشمن کا کام تمام نہیں کرتا خالی رقص کرنے سے تنج کو کیا فائدہ ہر ہمارے سحر کا یہی قاعدہ ہی میں مشہور
 ساحرہ لیتا ہوں منتظم سلطنت ہوش ربا ہوں جس نے سلطنت لاپس کو بگاڑا اُنکے سحر کا جھنڈا اُگھارا
 یہ کہنا تھا کہ طائر اڑا سر پر سمار کے عکس ڈالا آواز دی اب ہوشیار نہ ہونا نوشتہ تقدیر کو پڑھ پڑھ کے

ردنا اب دیر نہ ہوا لک ہمارا خفا ہوتا ہی کیوں اپنی مشقت کھوتا ہی سامری و جمشید یاد کرتے ہیں آتش جہنم
 سے جل جگر فریاد کرتے ہیں یہ کھڑکڑا کر غائب ہوا مسما رفلک سیر نے ایک چنچ ماری دجہ کرنے لگا ٹھنڈی
 سانسین بھرنے لگا تلوار کمر سے کھینچی اپنے گلے پر رکھی ایک آواز آئی جلد کھینچ بہادر کہیں ڈرتے ہیں اپنے کو
 مطعون بنام نہیں کرتے ہیں مسما رفلک سیر نے تلوار کھینچی سرکٹ کے گرا اندھیرا ہو گیا لیکن صنعت کا
 سحر دوپہر میں تیار ہوا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من مسما رفلک سیر بوجہ صنعت سے
 لغرہ کیا اوشاہ بنگالہ کیوں اپنے کو مصیبت میں ڈالا تزلزل تخت سے کود ازنجیروں سے کمر باندھنے لگا
 قصد ہوا کہ میدان میں جاؤں افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صنعت خود شہنشاہ بنگالہ
 چاہتا ہی رہا بدولت خود آئیں صنعت نے کہا حضور آکر کیا کرینگے اس سحر کو بھی حضور نے دیکھا یہ راغ کہا نکا
 رہنے والا تنہا زغن نے کیا کمال کیا زغن و زغن سے موسیقار پیدا ہوا یہ سحر ساختہ جمشید تا جدار تھا ایسے سحر
 ہزاروں طبیعت میں پڑے ہیں یہ میرے مقابلے میں آئے اور میں نے انکی گردن لی صنعت تو یہ
 باتیں افراسیاب سے کر رہی ہی تھیں ہولی میں ہاتھ ڈال کر کچھ اسباب سحر بھی نکالا منتظر کھڑی ہی کہ تزلزل
 نکلے تو میں جا پڑوں سحر کر کے اُسکو بھی قتل کر دینا آئندہ جو حکم سامری و جمشید ہو یہ سلطنت بنگالہ
 سے ناامید ہو تزلزل کمر باندھ کر نقہ و غضب تمام چاہتا ہی کہ نکلون پہلو سے کوہ سے ایک ابر سیاہ
 اٹھا رعد کی گرج برق کی چمک ہزار ہا اثر دہے قلاب آتشین چھوڑتے ہوئے نمایاں ہوئے سب سیلاب
 دیکھنے لگے یکا یک ایک دناٹا ہوا کہ زمین گاہی ابر شق ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ فام کالی کالی صورت
 حقیقت میں کالی کی صورت تاج سر پر اس سے شعلہ آتش نکلتے ہوئے پشت پر تین لاکھ سامر
 ترسول پنجسول ہاتھ میں جو سامری و جمشید کی جوتے ہوئے اس دھوم دھام سے وہ بادشاہ آکر
 پہونچا تزلزل کو سلام کیا پکار کر آواز دی ماسوجان آپ سرحد جمشید یہ سے آئے غلام کو سرفراز نہ کیا
 جب غلام نے مفصل کیفیت سنی تاب نہ آئی فوراً چل نکلا شکر ہی وقت پر آکر پہونچا یہ کسکے اسے جانیکی
 صدا بلند ہی رنگ رو سے انور کیوں متغیر ہر دل کو تردد ہوتا ہی تزلزل نے کہا اوار دران بن ماران
 نکو برفرخ حاصل ہی تمہارے قلعہ جمشید پرستان میں خداوند جمشید پیدا ہوئے مقام ولادت پر پیدا ہوتا
 تھے ناحق تکلیف درائی دو دوزیر میرے مار گئے مسما رفلک سیر کو صنعت نے نئے رنگ کا شعبہ دکھا
 اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مسما رفلک اب بھی صنعت لکھ رہی ہی میں خود مقابلے کو چلا تھا اثر دران

کساد ہوا مومن جان آپ ایک وزیر کے مقابلے میں جہان میں جاتا ہوں ابھی حرام زاد می کی مشکین باہر
 لاتا ہوں ہر چند زلزلے نے منع کیا اژدران بل کر رہا ہو کتا ہوا دشمن شاہ مجھ کے بہت ناگوار ہوا
 اس نگر میں لاچسپی کو پکڑ کے بڑا دعویٰ کیا غرور اس کا ظاہر ہی ہمارے حال سے نہیں ماہر یہ کہے
 اژدہ ہے پر سوار ہوا تازیانہ مارا تشیں کا ہاتھ میں تھا اژدر کوڑا کیا اژدر ٹڑکرا جیسے ہی میدان میں پہنچا
 صنعت نے گول مارا اژدران نے گولے کو کاٹا گولہ جو پھٹ کر زمین پر گرا کسی سیارہ ان سیاہ گولے
 سے پیدا ہوئے قصہ کرتے تھے کہ اژدران کو کاٹیں کچے اٹھائے تھے ارادہ تھا کہ اژدران کو مٹائیں جب
 اژدران نے اُن مارا سیاہ کو اپنی جانب آتے دیکھا یا جہت کیکے نعرہ کیا ایک اژدہ زمین سے پیدا ہوا
 اُسے منہ کھولا مارا سیاہ دہن میں اژدہ ہے کے گرنے لگے صاف ثابت تھا کہ شمع پر پروانہ گرا اور
 جلیا تین گولے اسی طرح کے صنعت نے مارے مگر سب سانپ دہن اژدر میں جا کر غائب ہوئے
 چار جانب ہنگامہ ہی کہ یارو غضب کے سحر ہو رہے ہیں صنعت عرصن کرتا ہی دو پہر کامل صنعت اژدران
 سے لڑی بڑے بڑے سحر ہوئے ہزار دن سانپ نکلے جوگی آئے فیل ہوئے شیر نکلے طائر اڑے کوئی کسی
 سحر میں بند نہ تھا غروب تیرا عظم ہو چکا چاند نکلا تارے نکل آئے بھی دن کبھی رات سحر دن کی کرامات صنعت
 بھی کسی مقام پر نہیں کرتی جوئے سحر کر رہی ہوتا رہے ٹوٹ ٹوٹ کے آسمان سے گرے اژدران بن
 مارا ان کے کہی ہوئے سحر جلے سپر ستارہ گرا گویا اسکا ستارہ گردش میں آیا کسوں دھوون کے سامان
 ظاہر ہو رہے ہیں صنعت نے کئی مرتبہ عظم میں گمن لگایا آپ تاریکی میں چھپی لگے اے ابر سیاہ اژدران
 پر گرے اسنے اپنے کو بچا یاد نہ بھرا اسی کہ دو کاوش میں گذرا جب دن ٹھوڑا باقی رہا اصل میں دن قلیل تھا
 ثابت یہ ہوتا تھا کہ وقت دو پہر تیرا عظم کی حرارت دھوپ کی حدت دھوپ تھرا رہی ہو آواز ہستیاں
 آ رہی ہو اژدران گھبرا اٹا اٹا کرنے لگا صنعت کا بھی چہرہ سرخ ہو سحر کر رہی ہو جاہتی ہو اسی گرمی
 میں گرفتار کر لیا لیکن اژدران بڑا ہوشیار ہی ایک دستک دی کہ ابر تیرہ وقار آسمان پر چھایا پانی برسنے لگا
 حدت موقوف ہوئی صنعت گھبرائی کہ یہ سحر تو میں نے انجام کا کیا تھا یہ کیا غضب ہوا ہوا ٹھنڈی جلی گئی
 سحر موقوف ہوئی برت برتنے لگی کسی ہزار جوان اس میں بھی ٹھنڈے ہوئے اب پھر صنعت نے چاہا تھا کہ بڑھ کر
 سحر کر دن اژدران زمین پر گرا غلطک مار کے ایک اژدہ بناؤم کھینچا صنعت گرمی مثل تنکے کے
 لوٹ مارتی ہوئی قریب دہن اژدر پہنچی اژدر نے صنعت کو اپنے دہن میں لے لیا غلطک مار کے

انسان بناسب نے دیکھا کہ صنعت سحر ساز ایک نفس آہنی میں بند ہر زبان میں سوزن آنکھوں میں آنسو بھر رہا
 سر خم ہوا شارون سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ حوصلہ سحر کا دل میں رہ گیا ہر مرتبہ گفت افسوس ملتی تھی آتش مست
 میں جلتی تھی اثر دران صنعت کو لیکر لپٹا پکار کر آواز دی اونکو احم تو نے مامون جان کا کھانا مانا اس کا رہ پڑ
 بڑا ناز تھا کل تیرے سامنے اسکو قتل کر دینا ہم خاص خداوند جمشید کے نواسے ہیں جو تحفہ جات بطور درشت
 لے ہیں اگر انکو صرف کرون تو تو ہوشربا کو چھوڑ کر بھاگ جائے افراسیاب کا قصد تھا اسی وقت جا پڑ دن
 ملازمون نے روکا کہا حضور شب ہو چکی ہر اب مناسب وقت نہیں ہر سر میدان دیکھا جا سکا تزلزل
 نے اثر دران کو بیچ میں لے لیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے لپٹے مرقوم جادو سپہ سالار لشکر تزلزل کر
 اسکے بھی سحر کا شہر بنگالہ میں غل ہر پنج صنعت کا تزلزل نے مرقوم کو دیا مرقوم نے اپنی بارگاہ الگ
 استاد کرائی چالیس جادوگر ساتھ لیکر کرسی بچھا کے بیٹھا لیکن افراسیاب جادو و رنجیدہ و کبیدہ غصے میں
 کانپتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا کسی سے کلام نہیں کرتا سر خم ہکا کے بیٹھا ہر کہ صدائے طبل جنگ کان میں
 آئی کہا ارے دریافت تو کر دو کہ کیسی آواز ہر صرصر کر ہو پنی کہا حضور شاہ بنگالہ نے پھر طبل جنگ بجوا دیا
 میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہر صبح کو صنعت کو قتل کر کے میدان میں آئیگا افراسیاب نے کہا
 کیون اے صرصر ہم زندہ ہیں اور صنعت قتل ہو جائے بڑے افسوس کی بات ہر صرصر نے کہا کیا مجال
 صبح نہ ہونے پائیگی صنعت کو چھڑا لاؤ گی یہ کہنے صرصر چلی سوچتی ہوئی کہ کس نہیر سے صنعت کو رہا کر
 کچھ سوچ کے طرف جنگل کے گئی مرقوم جادو بیٹھا ہر تقدیر کا لکھا پیش آیا چاہتا ہر دو پہر رات
 گذری ہر اٹھ کے ٹہانے لگا کہ صحر سے ایک آواز آئی اے طغرا کش خط محبت دے شیرازہ بند کتاب مودت
 نام مرقوم ہر ہر کتاب میں بخاری دھوم ہر ذرا ہمارے پاس آؤ ہمیں بخارا بڑا اشتیاق ہر فراق شاق ہر نظم

جانتے ہیں عہے شراٹیکے آپ	عمر بھرا جان تر سائیکے آپ	کیا بھلا ہم کو یقین آتا ہر کہ
مہربانی آج فرائیکے آپ	کوئی دم تسکین دل ہو جائیگی	سیرے پہلو میں اگر آئیکے آپ
جانتا ہوں بندہ پر در عادتین	کس طرح دل میرا بھلائیکے آپ	یہ نصیحت حضرت ناصح مہمان
رہ ہوں کیا مجھ کو بھائیکے آپ	دیکھیے میں بھی کونگا کچھ ضرور	پھر شکل زلف بل کھائیکے آپ
کیا ارادہ ہر ذرا ہم بھی سنیں	بندہ پر در کس طرف جائیکے آپ	بے سبب آرائش گیسو نہیں
سمجھ ہم کوئی بلا لائییکے آپ	آئیے اب جلد میں مہمان ہوں	پھر بھلا مجھ کو کہاں پائییکے آپ

کل کے سب اقرار پورے ہو گئے۔ آج بھی کوئی قسم کھائیگے آپ میری بستر اٹھایا کیون نسیم

اب یہاں سے کس طرف جائیگے آپ اس طرح کی یہ آواز دلفریب آئی کہ مرقوم ٹھٹھاتا ہوا طرف صحرائے
چلا کنا رے سے شکر کے نکلا تھا کہ دیکھا ایک نخل کے سائے میں ایک حور خصال پر ہی جمال معشوق
خوشنوعنبرین موخال ہندو چشم جادو نخل کے سائے میں کھڑی ٹھل رہی ہر کچھ اشعار پڑھتی ہر تاروں کے آسمان
کے دیکھ کر آواز دیتی ہر گردش سیارگان سے ثابت ہر کہ معشوق سرکش سے لمون انجام فراق ہو
قطع اشتیاق ہو لیکن کیون دیر ہر تقدیر کا پھیر ہر مرقوم یہ لفظ دیکھ کر دائرہ حیرت میں پھنسا حیران تھا
کہ یہ نازنین میرا نام کیا جانے میں نے کبھی اسکو دیکھا بھی نہیں مگر جمال پر مائل ہوا پکار کر آواز دی یہ خیر خواہ
حاضر ہو خلافت نہ ہو اُس نازنین نے لپٹ کر دیکھا کما اد جلا و صاحب بیدا کیون آتا ہوا رے ہسکو
فریاد کرتے کئی دن گذرے تو نے خبر بھی نہ لی دیکھ تو یہ کیا لکھا ہر تیرا نام مرقوم ہر ہمارے الٹے
تجلیو خط بھیجا ہر عورت کو یہ مناسب نہ تھا کہ بلا تکلف تیرے نشکر میں چلی آتی آج قریب لشکر کے
اپنے کو پہنچایا شکر ہر کہ تلخو خبر ہوئی مجھ کو بنگاہ محبت کیا دیکھتے ہو میں جس شاہزادی کی کنیز ہوں اُسے
اشتیاق نامہ مختار سے نام بھیجا ہر اب تردد نہ کرو اُس نازنین نے یہ ککے جیب سے نامہ نکالا ہاتھ میں
مرقوم نے دیکھا سزا سے پر ایک چھوٹی سی مہر اسمین نام لکھا ہر ملک آئینہ رخسار عاشق مرقوم نامہ بہت
کلاگوانہ غزال چشم حیران ہو کر مرقوم نے کہا کیون صاحب بی آئینہ رخسار کون صاحب ہیں اُس نازنین
ایک طمانچہ مارا کہا اونا لائق تیرے تصویر ایک سوداگر نے بیچی ملک عالم تیری تصویر کو دیکھ کر عاشق ہو میں
آٹھ پہر ویا کرتی ہیں میں نے ایک دن حال پوچھا ملک عالم نے رور و کر کیفیت بیان کی میں نے عرض کی
میں نامہ لیکر جاؤں اُس ظالم خود سر کو سمجھاؤں اے مرقوم اُنکے باپ سکندر و الا چشم بادشاہ قلعہ
مرآت نما صاحبزادی اُنکی آئینہ رخسار سلطنت بنجار قلعہ بالا سے کوہ واقع ہو نہایت تکلف سے
وہ شاہ سلطنت کرتا ہر ملک کی خواہش میں بڑے بڑے شاہوں نے نامے لکھے آج تک ملک سے کسی کو
قبول نہیں کیا مگر مختاری تقدیر نے زور مارا مرقوم حیران جمال و محدودیدار ہو رہا ہر خوشی کے مارے
بند قبا ٹوٹ گئے دل سے کہتا ہر کہ جسکی کنیز ایسی ہر وہ شہنشاہ ملک خوبی کیسی ہوگی اُس نے کہا حیرت میں
کیون ہونا نہ کھو لو مختار سے دیوانہ کرنے کی تدبیر ہر اسی معشوق کی تصویر ہر مرقوم نے نامہ کھولا دیکھا ایک
محبوب مملوک کی تصویر کھینچی ہوئی ہر اپنی تصویر کو اُسکے ہاتھ میں پایا بلا میں لینے لگا تصویر کے گرد پھرنے لگا

اُس نازنین نے کہا اے مرقوم کیون گھبراتا ہو ملک نے خود تجکو طلب کیا ہونا میں اشتیاق لکھا ہونا میں بھی
 وہ صفوں جان گزرا پائے دل بقرار ہو گیا اُس نازنین نے کہا اے مرقوم ملک عالم نے ایک گھوری اپنے پاس
 لگا کے دی ہو اگر مناسب ہو تو نوش کرو اپنے پاس سے گھوری نکال کر دی مرقوم نے گھوری کو کھولا کھایا ہوا
 پان بھی اُس میں پڑا ہو گیا یا قرت احمد کے ٹکڑے تھے جلدی میں کھا گیا گھبرا کے کہا اے نامہ بر میرا دل گھبراتا ہو
 نازنین نے کہا اٹھ کر مرقوم ٹہلنے کو اٹھا بیوشی نے طانچہ مارا لڑکھڑا کر گزرا نازنین نے نعرہ کیا کہ منم
 ملک صرصر شمشیر زن بھیک مرقوم کی زبان میں سوزن دیا اٹھا کر ایک درہ کوہ میں ڈال دیا مرقوم کی
 شکل بن کر صرصر چلی گھسانوں نے کہا کون آتا ہو کما مرقوم جادو بھارا انسر سب جادو گروا سٹے استقبال
 اٹھے مرقوم نقلی آکر سی پر بیٹھا کہا بھائیو ایک پلہ شراب کا لاؤ ملازم جا کر شراب لائے شراب سب کو
 پلا کر بیوش کیا اسی مرقوم کی شکل بنی ہوئی اندر خیمے کے آئی ملک صنعت کا قفس اتارا صنعت نے کہا کہ
 صرصر زبان سے سوزن نکال میں تڑپ کر نکلوں صرصر نے بڑھ کر سوزن نکالا صنعت نے سحر کیا ہتھکڑیاں
 بیڑیاں کشتیں صنعت نے چاہا قفس سے بھی نکون قضاے کار مشہور شکر و طلا یہ پھرتا ہوا آتا تھا دل میں
 سوچا خیال آیا کیا باعث ہے کہ گھسان آواز نہیں دیتے جھپٹ کر قریب آیا پردہ اٹھا کر دیکھا ایک عیارہ
 نے صنعت کو رہا کیا صنعت قفس کو توڑ کر نکالا چاہتی ہے مشہور نے آواز دی ارے تو کون صرصر
 نے جھپٹ کر حجاب مارا مشہور کو تو ال زمین پر گرا صرصر نے اسکا سر کاٹ لیا مشہور کا مرنا آواز جو
 بلند ہوئی ساتھ والے دوڑ پڑے صنعت جو قفس توڑ کر نکلی اڑ کر سنگریزے مارے سحر کرتی ہوئی نکلی
 کسکی مجال تھی کہ صنعت کو روکے صنعت نے تچر برسا دیسے کئی بار گاہیں جلا دین اثر دران پڑا ہوا
 سورہا تھا لشکر کا ہر لشکر باہر آیا پوچھا لشکر میں کیا معرکہ ہو ہر کاروں نے بڑھ کر خبر دی کہ ملک صنعت کو
 جو قید کیا تھا وہ چھوٹیں وہ ہی طرح ہی ہیں شعلہ جوالہ بنی ہوئی ہیں اثر دران غصے میں چلا اُس وقت آکر
 پہنچا کہ ملک لڑتی بھڑتی نکلتی تھیں اثر دران نے کہا میدان میں بھونکا یہ کئے بیٹ گیا ستارہ سحر دی
 چمک چکا تھا تخت پر سوار ہونے کے طرف میدان کا رزار کے چلا بیان افراسیاب سے دو بیٹھا تھا کہ ہر کاروں نے
 خبر دی کہ ملک صرصر نے ملک صنعت کو چھڑا لیا لیکر آتی ہیں افراسیاب خوش ہوئے کہ اٹھ کھڑا ہوا صنعت
 آکر پہنچی غصے لگا لیا صرصر کو موتیوں کا مالہ لایا کہ تو سن لے آکر خبر دی بڑے زور و شور سے
 اثر دران پر ماراں مع شہنشاہ جنگا کہ میدان میں آگیا آپ کا لشکر بھی پہنچ چکا ہے حضور کے مشاق ہیں

افراسیاب اسی وقت لشکر سے پر سوار ہوا صنعت کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا صرصر
ایک گوشے میں آئی جب دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے کرکیت کڑا کاٹنے لگے تزلزل نے کہا اور
اثر دران بن ماران آج میں میدان میں نکلوں گا افراسیاب کو جا کر لڑو کونکامین نے خبر پائی ہر اسی
توسن جھار میں قید خانہ ہر اسی میں شہنشاہ لاجپن قید ہیں اگر توسن جادو کو ارا اور شہنشاہ لاجپن
کو رہا کر لیا بڑا نام ہوگا کل بادشاہ اپنے مقام پر کھینکے کہ شہنشاہ ہنگالہ نے بڑا کام کیا ایسے بادشاہ کو
رہا کر لیا اثر دران نے کہا میں بسا ہی کرونگا تہ سن ہی کو جا کر لڑتا ہوں اُس پر سواری گانٹھوگا
ساری بد لگامی بھولینگے یہ کہرا اثر دران چلا میدان کارزار میں آیا پکار کر آواز دی مکر ام کامل کہاں
ہر توسن جادو ہمارے مقابلے میں آئے تو معلوم ہوئے یہ سنتے ہی توسن نے مرکب اڑا یا سامنے
افراسیاب کے آیا کہا اے شہنشاہ اجازت میدان آج وہ میرا نام لیکر لڑتا ہے صنعت بھی طاؤس
سے کو دی عرض کرتی تھی اے شہنشاہ اثر دران سے مجھے دو ہر کامل سحر چلے مگر ابھی حوصلہ باقی ہے کہ
جا کر اس نامرد سے لڑوں توسن نے کہا اے ملک صنعت اب وہ میرا نام لیکر نکارتا ہے چکو جانا سب
میں بھڑارے مقابلے میں اسکے سحر دیکھ چکا جاتے ہی قتل کرونگا یہ لکے مرکب اڑا یا جیسے ہی توسن
سامنے اثر دران کے آیا افراسیاب کی بھی نگاہ لڑی ہوئی ہے توسن کا بڑا خیال ہے کہ ایسا نہ ہو
توسن پر کوئی افتاد پڑے زندہ اسخانہ طلسمی کی کون حفاظت کر گیا توسن جادو نے وہ انتظام کیا ہے کہ
آج تک کسی کو ثابت نہیں کہ شہنشاہ لاجپن بیان قید ہیں اثر دران و توسن سے سحر چلنے لگے قیامت
برپا تھی جھوٹے ہوا سے گرم کے چلنا زمین سے شعلہ آتش نکلا لشکر دن کی تباہی توسن کی خیر خواہی نہیجہ
ہاتھ میں بڑے زور و شور سے گرا ہی توسن و اثر دران سے وار چل رہا ہے ایک مقام پر اثر دران
نے نعرہ کیا انکھوں کے نیچے توسن کے اندھیرا آیا بغور جو دیکھا اثر دران کو سامنے نہ پایا گھبرا کے
توسن چار جانب دیکھنے لگا پشت پر سے آواز آئی منہ اثر دران بن ماران یہ صدا سنکر توسن لپٹا
دیکھا وہ صحرا سے دیران نہیں ہے باغ محضر میں کھڑا ہوں چار جانب گھما سے رنگارنگ و شگوفہ ہے
بو قلمون نذرین سبیل آسا ایک طائر ہفت رنگ شاخ نخل پر بیٹھا یہ غزل گارہا ہے نظم

دامن مدفن ہمارا سو جگہ سے چاک ہے

غنجے ہیں لب بند ہر گل کا گریبان چاک ہے

کس قدر قید تعلق سے طبیعت پاک ہے

ما تم خاموشش یہ کس کا تہ افلاک ہے

کوئی بھی عریان زمانے میں نظر آتا نہیں
عصمت جاوید شکل دیدہ زنجیر
کس غضب کی شوخیان ہیں حلقہ زنجیر
ایک دن وہ تھا کہ تھیں بالائے سند کروڑ
رخصت ای تو بہ معاف ای پاس تقویٰ آجکل
منکر آرایش نہ کر قاتل مراسر کاٹ لے
اپنے دم تک ہو فقط آبادی زندان کی جوم
مژدہ راحت مبارک ہو تجھے ای محض
اب خدا رکھے ہمارے عصمت دیوانگی
پچھلے ہے ہیں زیر مدفن سوز الفت سے نسیم

جسم سجھے ہیں جسے وہ روح کی پوشاک ہے
آنکھ اپنی تہمت نظارگی سے پاک ہے
بے نگاہی ہے گر گریہ دیدہ بیباک ہے
ایک دن وہ ہو کہ ہم ہیں یا کسار خاک ہے
دلوں میں سستیوں کے دخت رز کی تاک ہے
ہاں اسی تلکے کے قابل حلقہ فتراک ہے
ہم نہیں تو دیدہ زنجیر میں پھر خاک ہے
یاں تو اک دل ہے سودہ بھی سو طرح غناک ہے
گھورتے ہیں دیدہ زنجیر بیٹھتے تاک ہے
مر کے بھی دل کو خیال روئے آتشاک ہے

توسن زمزمہ سرالی شکر سنہ زور بان کرنے لگا آنکھیں سرخ ہوئیں جست و خیز کرتا ہوا پو قدے پر لگا
قرب اثر دران کے پہونچا اثر دران نے کہا ای شہنشاہ توسن بنے تلو اس واسطے تکلیف دی کہ قید
شہنشاہ لاچین کمان ہے توسن شکر خاموش ہوا ہر چند اثر دران پوچھتا ہے توسن سنہ سے نہیں بولتا
اثر دران نے کچھ ماش کے دانے پھینکے اب تو توسن قفقہ مار کر ہنسنا کہا ای اثر دران اصل یہ ہے
کہ شہنشاہ لاچین پر بڑی بدعت ہوئی زندان خانہ طلسمی میں قید ہے میرے وہ قید سپرد ہیں نے
بوزینہ جاو کو وہاں کا حاکم کیا ہے اثر دران نے کہا جلد جاؤ شہنشاہ لاچین کو رہا کر کے لاؤ بیٹھے ہی
توسن لیٹا باغبان نے افراسیاب سے کہا لو غضب ہوا توسن نے قبول دیا شہنشاہ لاچین کو
چھڑائے جاتا ہے یہ شکر افراسیاب غصے میں کانپنے لگا تخت سے کودا ایک چنچ ماری کہ کیا طلسم ہو شہنشاہ
ٹوٹ گیا ارے جس طرح ہو سکے توسن کو اٹھا کر لیجاؤ اگر نہ ہو سکے تو مابدولت کسی بات میں عاجز
نہیں ہیں خود بھی غائب کر سکتے ہیں توسن نے چاہا پر پرواز پیدا کر کے اڑدن ایک رنگی سانپ سے پیلا ہوا
اُسے آواز دی او توسن کمان جاتا ہوا در بڑھ کر سلام کیا توسن نے کہا میں پاس بوزینہ کے جاؤنگا
شہنشاہ لاچین کو رہا کر کے لاؤنگا رنگی نے کمر میں بچہ دیا کہا ای توسن یہ بد لگا می اچھی نہیں اب
مخاف پر چلیے مصالح کھائیے لاکھ توسن تڑپا پھر کا رنگی بچہ کمر میں دیکر سے اڑا جا کر انکے قصر میں انکو

ہو پچایا بادیان چادوانکی زوجہ بیچی بختی رنگی نے کہا انکی خبر لیجیے ایسا نہ ہو جا کر لاپھن کورہا کرین بادیان
نے سحر کر کے توسن کوروکا یہاں افراسیاب اثر دران پر جا پڑا اثر دران نے چاہا سحر کرون افراسیاب
نے آواز دی اے رقص و لہریب اثر دران کو لینا یہ جو افراسیاب نے پکار کر کہا ایک آواز دلفریب آئی
کہ اے شہنشاہ حاضر ہوتی ہوں کہ پہلو سے صحرا سے طبلے سارنگی کی آواز آئی گت بختی ہوئی دوساز گیل
چھڑ رہی ہیں طبلے کی آواز دلتو از معلوم ہوتی ہے بوندیان پڑ رہی ہیں مجیرے کی جھنکار ایک نازنین
چار دہ سالہ نہایت حسین گلزار کبک رفتار شیریں گفتار ماہ رخسار سرو قد دل آویز نازک اندام کبک خرم
سامنے اثر دران بن ماران کے آکر سو پختی گت تلخے لگی اثر دران دل سے متوجہ رہی تھوڑے ہی عرصے
میں گت کو تمام کیا آنکھ ملا کر اثر دران سے یہ غزل گائی نظم

دو زبانیں چاہیے قاتل سنان تیر میں
دی گرہ حداد نے ہر حلقہ زنجیر میں
حشر تک آسنو نہ دیکھا دیدہ زنجیر میں
اس لیے بیداریاں ہیں دیدہ زنجیر میں
جز ہجوم اشک خامہ کچھ نہ تھا تصویر میں
جی میں ہر پیدا کر میں درخانہ زنجیر میں
رنگ ہر جلاد ہر قہریر دامگیر میں
صورت گرداب ہر سرگشتگی تقدیر میں
عمر بھر رہنے بسر کی خانہ زنجیر میں
آج تک ہم ہیں فریب آہ بے تاثیر میں
کون سا ترک ادب ہو جائیگا تو قیر میں

دل جگر باہم ہر ہون سینہ بختیہ میں
سلسلہ تھا عقدہ پر بیج کا تفسیر میں
دور سے نا آشنا ہوتے ہیں اکثر تیرہ دل
خواب چشم منتظر کو باعث تفسیر میں
میرے رقت کی جو کھینچی دست مانی نے شبہ
اس قدر ٹکرائیے سرجس سے آہن ہوشگان
پیر میں کچھ کہ رہا ہے میری قربانی کا حال
کم نہ ہوگی اپنی گردن چارہ گردن ہیرے
عصمت دیوانگی نے دی نہ رخصت دشت کی
سادگی دیکھو تنہا سے وصال یار سے
گر کوئی جاہل نہ سمجھے شعر تیرے اے نسیم

اس دھن میں اس غزل کو گایا کہ اثر دران مہبوت ہو گیا نازنین کی بلا میں لیتا تھا کتنا تھا اوجان جہان تیرے
شمع جمال عالم سوز کا پروانہ ہوا اُس نازنین نے مسکر کے کہا میں اپنے فعل کی حاکم نہیں ہوں میری
اتنی جان باغ رنگارنگ میں تشریف رکھتی ہیں سب کالمون کا وہاں جاؤ ہر روز گانار ہتا ہر میرے
واسطے ناسے جا بھاسے آتے ہیں مگر تم شہنشاہ جلیل ہو شاہ بنگالہ کے کفیل ہو میرے ساتھ جلو میں اپنی

اتنی جان سے عرض کر دئی وہ مجھ کو مختار سے ساتھ کر دئی جس دن بھونری پھر سے سب برادری والے جمع ہوئے
 سب کو معلوم ہو کہ رقص و لہریں جسکو دیکھنے سے دل ناشکیب اثر دران بن ماران کے ساتھ
 کھتا ہو گئی اثر دران قدموں پر گر پڑا کہا میں بھائے ساتھ چلو گا مجھے اپنے ساتھ لو اس نازنین نے طرف
 سازندوں کے دیکھا کہا حقیقت میں مجھے بھی اتنے خوف ہو رہا ہے والوں سے کبھی وفاء ہوئی لیکن تخت
 لاؤ ان سب نے جھٹ پٹ شاخاے نخل کا ٹین تخت بنا کر سامنے کیا رقص و لہریں اثر دران
 کا ہاتھ پکڑا تخت پر بٹھالیا ڈھلیے بچنے بھی اسی تخت پر بیٹھے اسی طرح گاتے بجاتے ہوئے اثر دران کو
 لیکر رقص و لہریں تخت اڑاتی ہوئی طرف آسمان کے روانہ ہوئی یہ نہ کوئی سمجھا کہ کہاں بیگئی
 افراسیاب نے پکار کر آواز دی کہ ادا تزلزل تو نے ادنیٰ شعبہ مابعدت کا دیکھا کوئی دنیا میں
 ایسا ہو کہ اثر دران کو لبو الے تو سن کو پہننے روکا تم نہ روک سکے اب جسکو مٹا مرگ کی ہو میرے
 مقابلے میں نکلے یا اگر اطاعت کرے شاید مابعدت خطا معاف کرین تزلزل نے آواز دی ارے
 اس ٹکڑا کو مار لو کیا غضب کا کبخت نے سحر کیا اثر دران کو ناچنے والی بیگئی تم میں کوئی ایسا نہیں
 کہ اسکو سزا دے یہ کیکے بارہ لاکھ فوج کو اشارہ کیا سرخان کو وہ در سپہ سالار نے عرض کی غلام جا کر
 افراسیاب کا سر لانا ہر شاہ بنگالہ نے تو سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا سرخان افراسیاب پر جا پڑا افراسیاب
 سے سحر چلنے لگا افراسیاب ان سحر دن کو کب انشا ہو جو سحر اسنے کیا افراسیاب نے اشارہ کر دیا سحر دفع ہو گیا
 جب سرخان نے دیکھا میرے کسی سحر نے تاثیر نہ کی حیران ہوا کہ اب کیا کر دن تیرے سحر کھینچ جا پڑا افراسیاب
 پر کسی سحر کیے ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے کلانی پر ہاتھ ڈال دیا یا سامری کیکے ایک طمانچہ مارا سر
 سرخان کا اڑ گیا کل فوج کا یہ سپہ سالار تھا فوج دالے لینا لینا کر کے آپرے تلوار چلنے لگی افراسیاب نے
 جو اشارہ کیا باغبان قدرت صنعت سحر ساز دس ہمارے برف انداز دابریں کوہ شگاف و
 برق لامع درعد و برق دسرخ موسے کا کلکشا دہلال سحر افگن جا کر جو گئے ان ساحر دن کے سحر
 باغبان نے زمین ہلا دی برق لامع آڑی تر بھی گر رہی ہر افراسیاب کے ہاتھ سے گولہ چل رہا ہے جب
 افراسیاب نے گولہ مارا ہزاروں کے سر پھٹے صنعت نے آگ برساتی سرمایے کے سحر نے برف گرائی
 ہزاروں ساحر برف میں ٹھنڈے ہوئے حیرت جا دو بھی مصروف جنگ ہر باقوت و زور دوزیرا ہون
 کے عجائب و غرائب سحر فوج کو ڈوا رہی ہیں ایک طرف سے مصور جا دو و سباب تصویر کشی ہاتھ میں تختے کے تختے تصویر کے

لیے ہوئے جب مقررہ صبح کے گائے کی روئے سرہ کے گرسے ٹھوڑے ہی عرصے میں تین لاکھ جادوگر تزلزل کے ایک
 افراسیاب نے سب بارگاہین جلا دین تزلزل کو کچھ بن نہ پڑا گھبراہٹ کے ساتھ والوں سے کہا ان نیکو امون
 نے بڑا زور کھڑا ہو اگر ایسے نہ تھے تو ناچین کو کیوں کر کھڑا کیا ہوتا ہے کہ طبل امان بجوادو اسی وقت طبل امان
 چوب پڑی دونوں لشکر میدان کا زار سے پٹے افراسیاب کے ساتھ والے کتے ہیں اور شہنشاہ اپنے
 ایسا جلد طبل امان بجوایا ہمارے دل کا حوصلہ نہ نکال رہا تو جانتے تھے کہ بنگالہ والے بڑے ساحر ہونگے
 پھر پھر مغلوب ہوئی میان تزلزل کو بھاگتے راستہ ملا افراسیاب تو بخوشی اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا لیکن
 تزلزل جو اچھا ساتھ والوں سے کہتا ہوا کہ بارو دیکھیے اب کیا ہوا اثر دران نے کیا معقول فکر کی تھی
 مگر کچھ بن نہ پڑا یہ کہتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا تنہائی میں سر جھکا کر بیٹھا سرداروں سے کہا اپنے سحر تیار کرو
 ابکی ایسی مغلوب ہو کہ افراسیاب والے دنگ ہوں رفیق اس کے جا کر ہر مخانون میں داخل ہونے
 تزلزل چپ بیٹھا ہی کہ ہمیں حیلہ گزرا یا دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کو بہت پریشان پاتا ہوں غلام نے دریافت کیا
 آپ کے تین لاکھ ساحر اسی کے افراسیاب کے بھی لاکھ ساحر قتل ہوئے مگر افراسیاب جادو
 لہجہ روزگار ہی دیکھیں فلاں کیا دکھائے تزلزل نے کہا ای بارو فادار کیا کون جیسا قلعہ ہو اگر وہاں
 حصول مطلب پٹا بنگالہ والے کہیں گے شاہ ناچار ہو کر لپٹ آئے مجھے ایک ایک سے حجاب ہو گا دل کو
 پیچ و تاب ہو گا ہمیں کہتا ہی حضورنا صہ نوش کر میں غلام تہہ پیر کر لگا آج جا کر افراسیاب کو کھڑا لایگا
 تزلزل یہ سن کر خوش ہو گیا کہا ای ہمیں اگر تو افراسیاب کو لایا دولت دنیا سے نہال کر دوں گا ہمیں شکر
 تزلزل سے نکلا صورت بد لکر شکر افراسیاب میں آیا دیکھ رہا ہے کہ جا بجا بازاروں میں چیلین ہو رہی ہیں
 ہر جگہ ناچ و رنگ ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ابکی مرتبہ تزلزل کو گھیر کر کھڑے ہونگے یہ باتیں سننا ہوا قریب
 بارگاہ افراسیاب آیا ایک فقیر کی شکل بنا ہوا دیکھا کیا اب دوپہر سے زیادہ شب گزری ہمیں نے
 پشت بارگاہ افراسیاب پر دیکھا ایک نخل ہی ہمیں جھپٹ کر وہیں پہنچا نخل کے سائے میں بیٹھ کر
 نقب کھودنے لگا کھودتے کھودتے ہر نقب کا گوشہ بارگاہ افراسیاب میں توڑا سر نکال کے دیکھنے
 دیکھا افراسیاب غافل سو رہا ہی جھپٹ کر قریب لپنگ کے آیا کاتے سے دو شالہ ہٹا یا دیکھا افراسیاب
 غافل پڑا سو رہا ہی کچھ میں داروے بیوشی رکھی یہ نہ سمجھا کہ یہ ساحر کتنا بادشاہ طلسم ہوش ربا آسانی سے
 گرفتار نہ ہو گا جیسے ہی اس نے کچھ میں داروے بیوشی رکھی پہلو سے ایک پتلی نہری پیدا ہوئی کچھ پر

باتھ مارا کچھ ہاتھ سے ہمیر کے چھوٹ کر درگرا ہمیر نے چاہا کہ وہ کون تپلی نے کہا اونیگورے اب کہاں
 جائیگا ہمیر نے تپلی کو خنجر اپنی نے خنجر شائے پر لیا زخم کا نشان بھی نہوا اگر ہمیر گرا تپلی نے کھائی ہر ہاتھ
 ایک ہاتھ پاؤں پر افراسیاب کے رکھا آواز دی ای شہنشاہ گیتی رستان کی سرپرست سائران نیند سے
 بیدار ہو جیسے لونڈی حفاظت کے واسطے حاضر تھی مین نے اسکو پکڑ لیا سرکار کو ہیوش کرنا چاہتا تھا
 افراسیاب نے آنکھ کھولی دیکھا ایک عیار طرار تپلی اسکا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑی ہوا افراسیاب نے کہا
 ارے تو کون ہو ہمیر خلاف باتیں کہنے لگا افراسیاب نے کہا دیکھ یہ کھلے ایک جنگلی خاک کی اسکے
 سر پر ڈال دی ہمیر کانپ گیا بعد دم بھر کے ہاتھ باندھ کر سب حال مفصل کہہ دیا کہ تزلزل آپ کی جنگ
 سے عاجز ہو رہا ہے مجھ کو بھیجا تھا کہ شاہ کو پکڑ لاؤ افراسیاب نے تپلی سے کہا اسکو لے جا کر میرے ہوشربا
 میں چھوڑ دے گنگارون کے ساتھ ٹو کر یڈھو یا کر گیتلی نے کمر میں بچہ دیا ہے بھاگی بیان تزلزل
 رات بھر انتظار میں رہا صبح کو ہرکارون نے خبر دی آپ کا عیار پکڑ لیا گیا تزلزل بھیدہ اٹھاتھائی میں
 آکر رونے لگا چکارتا ہی خداوند جوگی جیپال میں اپنے ملک سے آکر کس بلا میں پھنسا میری مدد کیجیے یہ
 کہ رہا تھا کہ زمین شق ہوئی ایک آواز آئی بندہ من کیوں گھبراتا ہی میں تیری مدد کو آپہونچا دیکھا ایک جوان
 بلند بالا سیہ و تیرہ درون لباس چرمی پہنے ہوئے زمین سے نکلا کہا ای شاہ بنگالہ میں تیری مدد کو
 آیا ہوں نام میرا قاہر بن قہار غضب خداوند جوگی جیپال میرے نام پر طبل جنگی بجا دے تزلزل نے کہا
 ای قہر خداوند اثر دران کو ایک گانے والی لیکن ہو سکتا ہو کہ تو اسکو لے آئے جو ان نے سر جھکا لیا بعد
 عرضہ دراز جواب دیا ای شاہ بنگالہ مہان وہ کسی ہوا اثر دران کو قہر کیا ہی اور بھی صد گنگاروہان
 قہر میں نہیں جاسکتا اگر قصد کردن جگر خاک ہو جاؤن لیکن فکر کرونگا تزلزل خوشی خوشی اپنی بارگاہ میں
 آیا کہ آیا رو مبارک ہو خداوند جوگی جیپال نے اپنے قہر کو بھیجا یہ افراسیاب کے باپ کو پکڑ لیا سب
 خوش ہو گئے تزلزل نے حکم دیا نام پر قہر خداوند کے طبل جنگی بجے نقارے پر چوب پڑی افراسیاب کو بھی
 خبر ملی کہ ایک جوان کریم نظر آیا ہوا افراسیاب نے کہا چیر بھاڑ کر مرا مزاد سے کو پھینک دونگا کل اس جنگ کو
 بھی فتح کرونگا ہرکارون نے عرض کی حضور سنا ہو کہ وہ جوان زمین سے پیدا ہوا افراسیاب نے کہا
 ایسے ایسے شعبہ سے میرے دروازے پر پڑے رہتے ہیں اسکی کیا حقیقت ہو بیان بھی طبل جنگی بجے
 دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات اسی ہنگامے میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر

میدان کارزار میں آئے صفین آراستہ ہوئیں وہ جوان دھڑو کا مار کر میدان میں آیا پکار کر آواز دی اے
 افراسیاب کسی کو بھیج یا خود آباغبان قدرت جا پڑا آپس میں بھر ہوئے اُس جوان کو بہ نظر نے ایک چنچ ماری
 زمین کانپ گئی باغبان چرخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا یہ جوان بڑھا کہ باغبان کو چیرھاڑ کر پھینک دے
 افراسیاب کو تاب نہ آئی بے اختیار دوڑ پڑا آواز دی اے ملعون کیا کرتا ہے صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہے
 یہ میرا وزیر عظیم ہے دستور معظم ہے یہ کہہ کر جھپٹا کہتا ہوا کہ جو گی جیسا ل کیا ملعون تھا جس کا تو قدر ہے سنگا کے
 والوں کے واسطے تیرا نام زہر ہے اس جلدی میں افراسیاب پہنچا کہ گویا برق چمک کر آئی باغبان
 کو پشت پر لیا آپ اس کا مقابلہ کیا اُس جوان نے ایک چنچ ماری افراسیاب پتھر یا چہرہ سُرخ ہوا تو جھپٹا
 کہ غش کھا کر گرے کہ آسمان سے آواز آئی اے افراسیاب نہ گھبرانا تیسری معین آپہنچی سب نے
 دیکھا کہ ایک تار زمین سُتر سے کپڑے پہنے ہوئے گوری کٹے میں دبی ہوئی لچھا کنجیوں کا ازار بندہ میں بندھا ہوا
 افراسیاب نے کہا اے کندن کیا لائی کندن نے تاج طلسمی سر پر افراسیاب جادو کے رکھ رکھا
 جیسے ہی تاج طلسمی سر پر آیا پھر افراسیاب جست دچالاک ہوا پریشانی چہرے کی موقوف ہوئی کندن
 تو تاج پنا کر چلی گئی افراسیاب سے اُس جوان سے مقابلہ پڑا اب وہ چنچین مارتا ہے افراسیاب
 تاثیر نہیں ہوتی افراسیاب نے کئی سنگریزے اُس پر مارے پتھر برسے اُس جوان کے جسم پر تاثیر نہ ہوئی
 افراسیاب جب بھر کرتا ہے وہ جوان جھوم کر رہتا ہے آخر اُس جوان نے جھلا کر آواز دی یا خداوند
 جو گی جیسا ل بڑے سخت ظالم سے مقابلہ پڑا اُس کے مدد کیے ایک طرف تیغ کھینچ کر وہ جوان اول چلا
 دوسرا جوان بھی تیغ لیے ہوئے زمین سے پیدا ہوا طرف افراسیاب کے چلا ارادہ ہے کہ دونوں ملکر افراسیاب
 پر وار کریں افراسیاب نے آواز دی اے محافظان جن کوئی حاضر ہے یہ جو افراسیاب نے کہا آسمان
 سے ایک جوان خوشرو مرکب پر سوار پیدا ہوا بیچ میں کودا کہا اے شہنشاہ ہتھاسیے میں برائے مدد آیا ہوں
 ان دونوں سے مجھ کو نگاہ بیچ میں اُن دونوں کے آگیا اُن دونوں نے ہاتھ مارا جوان خوشرو نے
 دونوں کی کلائیوں پر ہاتھ ڈال دیا بقدر غضب کہ بارادوں کی تلواریں چھین کر پھینک دیں دونوں کی کمریں
 ہاتھ ڈال کر اٹھالیا زور جو کیا دونوں کے سر ٹکرا دیے دونوں واصل جہنم ہوئے مرتے ہی ان دونوں کے
 میدان میں اندھیرا ہو گیا تلواریں آسمان سے برسے لگین سنگباری و برقباری ہوئی اعدائے آواز آئی
 کشتی مرا نام سے قہر جو گی جیسا ل بود تزلزل کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا دوڑ پڑا فرج کو بھی اشارہ کیا

کل فوج افراسیاب پر جا پڑی ادھر سے سر ماوا بریق ہوئے دونوں لشکر آپس میں مل گئے ملکہ حیرت جادو
 بھی بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہیں بہار کے گلہ شے جلے برق لامع مثل تلوار کے چمک رہی ہے جب
 آڑی تر بھی گری دود و دسو کے سر کاٹ کر نکل گئی باغبان کا گیند پل رہا ہے سر ماوا بریق نے برون و بھر
 ہر سائے ہزار دن کو پامال کیا افراسیاب نے جب گولہ مارا دس ہزار کے سر پھٹ گئے ہر ایک کا یہی قول ہے
 کہ افراسیاب کے مقابلے میں کون جائے ایسے ساحر کا ہیکو دیکھے ستھے بعض کہتے ہیں یا ر حقیقت یہ
 کہ افراسیاب ایسا ساحر پر دہ دنیا میں نہیں ہے کوئی اسکے سحر کی برداشت نہیں کر سکتا تزلزل نے بھی
 آج زمین ہلا دی کسی کا پاؤں زمین پر نہیں جھتا زمین کا نہ رہی ہر لڑتا بھڑتا جاتا تھا کہ قریب تخت حیرت
 پہونچا حیرت نے اپنا سحر قدیم کیا کہ بال سر کے کھول دے یا سامری کھلے تین چرخ مارے موئے مشکین
 حیرت پر جو تزلزل کی نگاہ پڑی آنکھوں کے نیچے اندھیرا یا قلب تھا یا یقین تھا کہ چرخ مار کر گرے یا ایک
 زمین شق ہوئی ایک تلی نکلی اُسے تزلزل کی بھلون میں ہاتھ دیکر سنبھالا کہا ای شاہ سبگالہ ہوش میں آئے
 اس قدر گھبرا ئے میں آپ کے ساتھ موجود ہوں تزلزل نے سنبھل کر آواز دی یا جوگی جیساں مجھ کو اس عورت
 کے شعبہ سے بچا ئے ایک غبار زر د زمین سے پیدا ہوا حیرت اُس غبار میں چھپ گئی مع تحت غائب ہوئے
 زمر و جادو نے افراسیاب کو پکارا ای شہنشاہ ملکہ عالم کی خبر لیجیے افراسیاب نے جو دوسرے یہ
 معاملہ دیکھا آواز دی ادنا ہنجا کر کیا کرتا ہے یہ کہتا ہوا قریب آیا تزلزل سے سحر چنے لگا شعلہ ہے آتش
 بھڑکے تلوار میں دونوں پر گرین لیکن دونوں ہی میں جب گند خاک میں مغمی ہوتے ہیں مثل ستارے کے
 دونوں چمک کر نکلتے ہیں افراسیاب نے عکس تاج کا حیرت پر ڈالا حیرت گند خاک کی سے نکلی گر چہ ادا
 دل پر عالم یاس ایک مقام پر تزلزل نے نعرہ کیا یا خداوند جوگی جیساں ایک سگ سیاہ زمین سے نکلا
 افراسیاب پر چلا افراسیاب نے آواز دی یا سامری اس سگ سیاہ سے مجھ کو بچا نا فوراً ایک
 خوک صحرائی پیدا ہوا اُس نے سگ سیاہ کو روکا آپس میں لڑنے لگے آخر سگ نے خوک پر ایک پنجہ مارا کہ خوک
 کی آنتیں نکل پڑیں افراسیاب نے سگ پر ایک گھونسا مارا کہ سگ کا سر پھٹ گیا اب دونوں میں تلوار
 چلنے لگی افراسیاب نے ایک ہاتھ مارا کہ ستر تزلزل کا زخمی ہوا بس تزلزل نے بھی خون اپنے سر کا
 لیکر پھینک مارا افراسیاب کے جسم میں آبلے پڑ گئے رنگ رو متغیر ہوا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے
 دیکھا کہ آفات چار دست آپہونچی دو چلیاں سنہری پہلو میں آفات کے بائیں کرتی ہوئیں ہر مرتبہ

طرص کرتی ہیں جدہ شاہان عالم کو یہ فعل شہنشاہ ناگوار ہوا یہ معاملہ تو خیر گذر جائیگا لیکن زمان انقلاب
 قریب ہر اصلی طلسم کشا آئیگا سب کو ظال ہو چینگے جدہ تیر بھی زوال ہوگا نہیں معلوم ہمارا کیا حال ہوگا
 آپ کو شناخت بھی بتاتے ہیں کہ طرف سے شہر ناپرساں کے آئیگا اول صحراے حیرت میں قید ہو
 وہیں سے دس ادڑ پیکا بڑے بڑے ساحر مارے جائینگے آفات نے کہا بیویہ باتیں نہ کرو میرا دل
 بھراتا ہر بچے نے میرے جو کچھ کیا وہ اچھا کیا یہ ہم بھی جانتے ہیں کہ عمر طلسم کا خاتمہ ہر جب عمر طلسم کم ہوئی
 فتاح بھی ضرور آئیگا اُس وقت دیکھا جائیگا کہ آفات کی نگاہ افراسیاب پر پڑی دیکھا تزلزل کا سر
 زخمی ہر افراسیاب کے جسم پر آبلے پڑے ہیں آواز دی بیٹا ہتھامین آہو بچی یہ دو تیلیاں جو میرے
 ساتھ آئی ہیں سب کام کر لینیگی یہ کملے آفات بیچ میں بھاندی دونوں تیلیوں نے اپنا سایہ سر پر
 تزلزل کے ڈالا آواز دی ادبگالی ذرا ہوش میں آشاہان ہوشربا سے بھرا ہر یہ وہ مقام ہر کہ
 سامری و جمشید بیان پیدا ہوئے نشو و نما پائی ان گلیوں میں پھرتے تھے ذرا سے آنکھ ملا وہ صدا
 دلفریب تھی کہ تزلزل نے سر اٹھایا دونوں تیلیوں نے گنگنا کے یہ غزل گائی نظم

سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہوں
 برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہوں
 آنسو جو اپنے دیدہ گریبان سے دور ہوں
 جو ہر کبھی نہ خنجر بران سے دور ہوں
 دل کے بخار دست دگریبان سے دور ہوں
 دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہوں
 آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دور ہوں
 یہ قیدی وہ نہیں کہ جو زندان سے دور ہوں
 یہ آبلے تو خار مغیلاں سے دور ہوں
 جو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہوں

دل کی کدورتیں اگر انسان سے دور ہوں
 نزدیک آچکی ہو سواری ہبار کی
 دل اس قدر گداز ہو برسوں ہی غم رہے
 ملتا نہیں نوشتہ قسمت کسی طرح
 فصل بہار آئی ہر کپڑوں کو بھاڑیے
 یہ تنگ کر رہا ہو تو اُلجھا رہے ہیں وہ
 وحش و طیور کو مری آہیں کرین ہلاک
 ممکن نہیں نجات اسیران عشق کو
 مدت کے بعد آئے ہیں صحرا میں یجنوں
 گردش سے چشم یار کی آتش عجب نہیں

ان دونوں تیلیوں نے جو یہ اشعار گائے تزلزل مہوت ہو گیا ناچنے لگا گریبان چاک کیا تاج
 سر سے دے مارا پکار کر آواز دی ای کنیزان سامری تمھاری صدائے بیقرار کر دیا خانہ دل کو تھنے

غم و الم سے بھر دیا میں جدہ کے ساتھ قنصر زبردی میں چلو نگامین جدہ کا غلام ہوں ان کنیزان ساری کا
 نام بعد ہوں آفات نے آواز دی ارے تلوار کھینچ گلا اپنا کاٹ لے تزلزل سے تلوار کھینچی جا پا اپنا
 گلا کاٹوں ایک آواز ہتیناک آئی کہ آواز لرزل کیا کرتا جو خبردار گلانہ کا ٹٹا ملک بنگالہ پیراغ ہو جائیگا
 ایک عقاب آسمان سے آکر اگر کمر میں تزلزل کے پنجہ دیا لیکر طرف آسمان کے اڑ گیا سرنام جادو
 وزیر اعظم تھا اسکو عقاب نے آواز دی اسی سرنام جادو و فوج کو لیکر چلے آدھیان نہ ٹھہر دنگالہ
 میں چکر صلاح کیجا یگی خداوند جوگی جیساں سے پوچھ کر لشکر کشی ہوگی جیسا خلاف کیا دیا انجام ہوا
 اب سمجھا جائیگا سرنام نے چاہا تھا کہ لشکر کو لیکر جاگوں افراسیاب تلوار پکڑ کر جا پڑا ایک طرف
 سے افراسیاب جادو ایک طرف آفات چار دست بست ایک طرف حیرت ایک طرف
 دزداد امر اہر چند سرنام چاہتا ہے کہ نکلاؤن ملازمان افراسیاب نے چار جانب سے گھیر کر
 سحر ہو رہے ہیں سرنام نے دیکھا یہاں سے نکلتا بہت دشوار ہے افراسیاب کو کچھ داغ و دن
 حیرت پر جا پڑا حیرت نے سحر کیا سرنام بچا اور ایک چیخ ماری دہن سے اسکے ایک کار ونگلی
 کار دے سر حیرت کا زخمی کیا حیرت نے ایک چیخ ماری آفات جا پڑی سرنام سے سحر چلنے لگا
 آفات نے دنگ کر دیا چاہا سر کاٹ لونہ ہی عقاب آسمان سے پیدا ہوا صداعت آئینہ دیتا ہوا
 زمین پر گر اس سرنام کی کمر میں پنجہ دیا لیکر بلند ہوا افراسیاب نے کل فوج کو گھیر کر قتل کیا بارگاہین
 لوٹ لیں سب بنگالے والے مار گئے سو دو سو جان بچا کے نکلے افراسیاب بفتح و فیروز ی پٹا لشکر کو
 ساتھ لیکر طرف باغ سیب کے چلا کہ صحرا سے گرد آری دیکھا بارہ لاکھ ساحرون کا لشکر پیدا ہوا فیروز
 کلنگ سوار بادشاہ ملک جمشید یہ بھی خبر سنکے چلا ہے کہ افراسیاب نے بادشاہ لاجپن کو قید کر لیا
 یہ بھی خبر پائی تھی کہ شاہ بنگالہ مقابلے میں اتر ا ہوا ہے ہر کارون نے خبر دی کہ شاہ بنگالہ کو شکست
 دیکر آتا ہے فیروز کلنگ سوار ٹھہر گیا افراسیاب کو تخت پر دیکھ کر آواز دی ادنگرام بد انجام اب
 کمان جائیگا ہمارے ہاتھ سے شکست کھائیگا آفات تو چلی گئی تھی افراسیاب جادو و مقابلے میں
 فیروز کلنگ سوار کے اتر پڑا فیروز نے جو دیکھا کہ افراسیاب کے دزداد امر ساتھ ہیں پکار کر
 آواز دی ادنگرام دیکھ تو شیرے ساتھ کیا آفت برپا کرتا ہوں آج تو مابدولت تھکے ماندے آئے ہیں
 کل طبل جنگی بجوانینگے یہ ککے اپنی بارگاہ میں آیا افراسیاب اپنی بارگاہ میں آیا افراسیاب تو اس

دھوکے میں رہا کہ فیروز کل طبل جنگی بجا سیکا میدان کا زرار میں مقابلہ ہو گا پہرات گئے دربار برخواست
کر کے اپنی آرا نگاہ میں آیا فیروز اکیلا اپنی بارگاہ میں بیٹھا رہا جب دیکھا سناٹا ہوا زلف لیلے شب
مگر سے گزر چکی فیروز چلا لشکر میں افراسیاب کے آیا جادو گردن سے پوچھا ملک حیرت جاو و کس
بارگاہ میں ہیں جادو گردن نے بیان کیا سرخ بارگاہ جو پہلوے لشکر پر استاد ہر جگہ گردنیزین
پہرہ سے رہی ہیں دم ہی بارگاہ فلک اشتباہ ملک حیرت ہر فیروز چلا جب سامنے بارگاہ ملک حیرت کے
پہونچا دیکھا بارہ ہزار کنیزیں پہرہ دے رہی ہیں صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند طائر کو بھی
آدمی سے نہیں جانے دیتی ہیں فیروز کلنگ سوار تے سحر کیا کہ ہوا سے سرد چلی سب کنیزوں کی
آنکھیں بند ہوئے لگیں دم بھر میں سب سو گئیں فیروز اندر آیا دیکھا ملک حیرت پلنگ پر سو رہی ہیں
دو شیر بر بیٹھے ہوئے دمڑد کے مارے ہیں فیروز نے چٹکی خاک کی اٹھا کر دونوں شیروں
کے سر پر ڈال دی دونوں شیر جل کر رہ گئے اور شیر جل کر گئے اور حیرت کی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک سیاہ پوش
کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے حیرت نے کہا ارے تو کون فیروز نے چٹکی خاک کی حیرت پر ڈال دی ملک
حیرت بھی بیہوش ہوئی فیروز نے کمر میں بچہ دیا حیرت کو لیکر چلا فضا سے کار باغبان تخت
ملائے پر تھا نگاہ پڑی کوئی ساحر ایک ستارے کو بچے میں دبائے لیے جاتا ہے باغبان نے آواز دی کون
فیروز نے جواب نہ دیا باغبان چمک کر بلند ہوا جیسے ہی سامنے پہونچا دیکھا ایک ساحر حیرت
کو بچے میں دبائے ہوئے لیے جاتا ہے قلب تھرا گیا آواز دی او بچیا تو کون ہے فیروز نے گولہ مارا
باغبان نے کاٹا اُس گولے سے دھواں نکلا کہ باغبان بھی بیہوش ہوا فیروز نے باغبان کو بھی
لیا پانچون عیار بچیاں بازار میں برائے حفاظت پھر رہی تھیں انھوں نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر
باغبان و حیرت کو بچے میں دبائے ہوئے لیے جاتا ہے صرصر شب شیر زن نے کہا اے صبار قتار
باغبان و حیرت کو فیروز لیے جاتا ہے بڑا ساحر زبردست ہے چمکرا سکی فکر کرد پانچون عیار بچیاں
صورتیں بر لکر بھاگئیں فیروز انکو لیے ہوئے اپنے لشکر میں آیا مصاحبوں نے بڑھ کر پوچھا انہ
کہا بی حیرت و باغبان کو لایا کل اُس ٹکڑا ام کو بھی لاؤنگا اسی طرح خاتمہ کر دنگا پس فردا لاچین
کو چھڑاؤنگا سلطنت اُسکی قائم کر کے چلا جاؤنگا لیکن افسوس ہے کہ مجھے حال شنشاہ بنگالہ کا
نہ معلوم ہوا کہ اُس پر کیا گزری شاید قتل ہو گیا یا ٹکلیا مارا جانا اُسکا دشوار ہے خداوند جوگی جیسا

اُسکے نگہ بان میں سب صاحب ساتھ ہیں دونوں قیدیوں کو لیکر اپنی بارگاہ میں آیا دو قفسوں میں
دونوں کو بند کیا دونوں قفس بارگاہ میں لٹکا دیے دسیدم شہنشاہی سانسین بھرتا ہو کتا ہو یارو
مین گیا تھا دشمن کو مٹانے ایک سودا مول لایا ہوں جس وقت سے جمال جہان آرا سے ملکہ حیرت
دیکھا دل قابو میں نہیں ہو جی چاہتا ہو طرف صحرائے نکجاؤں کچھ بن نہیں پڑتا یہ ظالم قبول نہ کر گی موت
میں ہوش لیکن معشوق سرکش دیکھیں تقدیر کیا دکھائے کیا پیش آئے دل قابو میں نہیں اس ظالم کو
کسی طرح چین پہلو میں نہیں سب مصیبتیں دل ہی پر گذرتی ہیں اول عشق و عاشقی آنکھوں سے شروع ہوتی ہے

نہیں دیکھے یہ تصور کے بھی زنجیر کے پیچ لاکھ انسان ہو ہشیار مگر اوی دل زار ایک دو ہوں تو گلہ اُنکا زبان پر آئے سرگذشت اپنی سنائیں تجھے کیا خاک نسیم	کس بلا کے ہیں تری زلف گرہ گیر کے پیچ فہم میں آتے ہیں کسکے خطِ تقدیر کے پیچ روز ہوتے ہیں سنئے اُس بت بے پیر کے پیچ ہم سے جاتے ہی نہیں اُس فلک پیر کے پیچ
---	--

مصابیون نے عرض کی حضور بڑے مشکل کی بات ہے حیرت جادو و دختریات جادو بادشاہ ظلم
حیاتیمہ زوجہ افراسیاب ساحر لا جواب اُسکی زوجہ پر دست اندازی ہونا نہایت مشکل ہے بڑے بڑے
مناڈ پڑ گئے آپ کو یہی منظور ہے کہ حیرت پر قبضہ کر دین جس وقت آپ سوال کرینگے افراسیاب سے
آپ زیادہ خوبصورت ہیں دیکھتے ہی حیرت کی جان پر ہنگی دل و جان سے آپ کو قبول کر گی ان
باتوں پر فیروز کلنگ سوار خوش ہو گیا مثل گل شگفتہ ہوا کہا ابھی حیرت کو ہشیار کر دین اپنی کیفیت
بیان کر دین کہ میری جان جاتی ہو سب نے کہا اپنے ملک کو چلے بیان ٹھہرنا بہتر نہیں یہ سنستے ہی
فیروز نے کہا لشکر تیار کر دیکھے چیکے لشکر تیار ہونے لگا کہ ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا کہا حضور شہنشاہ ننگالہ
تشریف لاتے ہیں چار خدمتگار ساتھ ہیں فیروز خوشی خوشی باہر نکلا دیکھا شہنشاہ تزلزل تشریف لاتے ہیں
فیروز نے جھک کر سلام کیا شہنشاہ نے کہا اے فیروز ہمارا کیا حال ہو چھتا ہو عجب مصیبت پڑی سارا لشکر
تباہ ہوا بارگاہ میں لشکر مقصد ہوا تھا کہ طرف وطن کے چلے جائیں بد اقبال نے دامن تمام لیا نہ جاسکے
فیروز نے کہا اب حضور آگئے ہیں مثل مشہور ہے ایک اور ایک ملکر گیارہ ہوتے ہیں افراسیاب کو
گھیر کر مارینگے تزلزل نے کہا میں کل سے بھوکا پیاسا مارا مارا بھرتا ہوں کھانا جلد منگاؤں پہلے
دور شراب چلے فیروز نے اشارہ کیا واسطے شہنشاہ کے شراب لاؤ اُسی وقت گلابیان شراب کی

آکے رکھی گئیں تزلزل اپنے ہاتھ سے رکھتا جاتا ہوا چاروں خدمتگار بھی شریک میں تزلزل نے جام بھرا
 ہنس کر کہا بھائی فیروز پہلے تم پیو پھر ہم بھی پئیں گے فیروز نے جھجکا سلام کیا جام پی گیا اب تزلزل
 نے مصاحبوں کو دینا شروع کیا چالیس مصاحبوں کو شراب پلائی بیوشی سب میں ڈال دی تھی فیروز گھبرا کے
 اٹھا لڑکھڑکے گرام صاحب اٹھے وہ بھی گر کر بیوش ہوئے جو بصورت تزلزل تھا اُسے نعرہ کیا کہ تم
 ملک صرصر شمشیر زن عیار رہ پر فن کسی کو قتل نہیں کیا حیرت کی زبان سے سوزن نکالا سپا
 ہوشیار کرین ہر چند چھینے پانی کے مارے حیرت و باغبان نے آنکھ نہ کھولی اب پانچون عیار بچیاں
 گھبرا گئیں کہ کیا کریں یہ کسی طرح سے ہوشیار نہیں ہوتے صبار رفتار نے کہا فیروز کو قتل کرو صرصر
 غصے میں نیچو کھینچ کر چلی کہ فیروز کو قتل کروں آواز آئی خبردار ایسی حرکت نہ کرنا صرصر نے گھبرا کے چار جا
 دیکھا کسی آواز دینے والے کو نہ پایا کہا اے صبار رفتار اس کے سحر کا شعبہ ہر مارا تھو کہ لگوڑ کا
 سراڑ جائے صبار رفتار چلی تھی کہ فیروز کو قتل کروں زمین شق ہوئی ایک زنگی سیاہ روزین سے نکلا عیار بچیا
 نے چاہا جست کر کے نکلیں ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا پانچون عیار بچیاں لڑکھڑکے گرین زنگی نے فیروز
 کو بیدار کیا زنگی تو زمین میں غرق ہو کر غائب ہوا فیروز نے کہا اے عیار بچیاؤں میں خداوند جمشید کا عزیز دار
 کیا کھیل تھا کہ ہکو قتل کرتین ہم افراسیاب کی فکر میں آئے ہیں دیکھنا تو کیا حال کرتے ہیں نگوام کو غائب
 ان پانچون کو بھی پانچ نفسوں میں بند کیا ساتون قض لٹکا دیے بیان صبح کو افراسیاب جو اٹھا ہر کار
 نے خبر دی کہ ملک حیرت و باغبان کو فیروز بزدل سحر لیگیا پانچون کنیزوں نے آپ کی جا کر عیاری کی
 آخر گرفتار ہوئیں یسرا افراسیاب کو سناٹا آگیا کہا ات کون ایسا بچیا ہر ان دونوں نے بڑی
 سرکشی کی فیروز کو اپنے سحر پڑانا زہر بیان سے تا قلعہ جمشید یہ لاشوں کے انبار کر دو نگادان بھر
 اسی گفتگو میں کنا شام کو فیروز نے طبل جنگی بجوایا افراسیاب کو خبر ہوئی اس نے بھی طبل جنگی بجوایا
 دونوں لشکروں میں تیاریاں ہوئیں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صف آرائی ہوئی سب سے
 پہلے میدان میں فیروز نکلا چار کر آواز دی اوٹکر ام کسی کو بھیج افراسیاب نے بائیں جانب لکھا
 سرما سے برف انداز نے مرکب بڑھایا سامنے افراسیاب کے آبا اجازت مانگی افراسیاب نے کہا
 اے سرما لکھ عالم کے قید ہونے کا بڑا قلق ہوا سرما ایسی لڑائی پڑے کہ آج ہی ملک کو رہا کروں سرما
 نے کہا کیا کچھ ہم اٹھا رکھیں گے یہ لشکر سرما میدان میں آیا برف برسائی فیروز نے دستک دی شیراز لہر

صدت ہوئی برف نے تاثیر کی دو چار سحر آپس میں چلے کسی پر تاثیر نہ ہوئی فیروز نے جھلا کر ایک چیخ ماری
کہ یا خداوند جوگی جیپال سامری و جمشید واسے آپ کے نام پر غالب آئیں بڑے شرم کی بات ہو
میری مدد کیجئے آسمان سے ایک ستارہ گراسر پر سر ملے ایک دتا نا بھی ہوا زمین سے ایک غبار اڑا
سراسر اسے برف انداز بیوش ہو کر گرافیروز نے گرفتار کر لیا صنعت سر ساز تختے میں جا پڑی آواز دی
اونا مرد ازلی وابدی ہمارے شہنشاہ سے یہ بے ادبی بڑھکر صنعت نے ایک بیضہ دندان فل جھولی
سے نکالا اسکو کاٹ کر ہوا پر پھینکا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اپنے پروں میں بیضے کو لیا بیضے سے
بچہ پیدا ہوا وہ جانور زراغ سیاہ تھا وہ زراغ کاؤن کاؤن کر کے بلند ہوا صنعت نے کہا میرے سامنے
کیا کاؤن کاؤن کرتا ہے فیروز کو بڑھکر لینا خبردار کسی نہ کرنا یہ سنکر وہ زراغ سیاہ چلا فیروز پیچھے ہٹا
جون جون فیروز پیچھے ہٹتا ہی زراغ بڑھنا جاتا ہی فیروز نے آواز دی ای شاہ باز شکاری اس
زراغ سیاہ کو لینا ایک جانب سے فرار کی آواز آئی دیکھا ایک باز سفید اڑا ہوا آتا ہی زراغ باز کو
بھی دیکھ کر باز نہ آیا سر پر فیروز کے ہونچکر کاؤن کاؤن کرنے لگا باز گندے باندھ کر کہ زراغ کو شکار کا
زراغ بلند ہوا باز نے چونچ مارا سر زراغ کا ہاتھ میں نہ آیا بیضہ دندان فل پر منہ پڑا بقرار ہو کر ایک
چیخ ماری زراغ کا سایہ جو فیروز پر پڑا مبہوت ہونے لگا باز زراغ سیاہ سے منقار و پنچہ چل رہا ہی
جب باز کوک کر گرتا ہی زراغ ہٹتا ہی ایک مقام پر باز گر صنعت نے ماش کا دانہ مار دیا باز کے
پر پر زے جلکر گرے اب تو زراغ چالاک و چست ہوا منقار کھوکھو کر درست ہوا سر پر فیروز کے آکر ایک چیخ ماری
تختہ سے شعلہ آتش نکلنور و جلکر خاک ہوا وہ خاک سر پر فیروز کے گری فیروز دیا نہ دار و حشی مثال باتیں کرتے
گریبان چاک کیا سامنے ملکہ صنعت کے آیا کہا کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن پھر کہا ای ملکہ عالم
آپ کے حکم کا مشتاق ہوں مبتلا سے دام فراق ہوں صنعت نے کہا جاو ملکہ حیرت و باغبان
پانچون غیار بچیون کو لاؤ یہ تو طرف اپنی بارگاہ کے چلا صنعت نے اتنے غرے میں سرما کا سحر اتارا
سرما اپنے مقام سے اٹھا صنعت نے کہا لشکر میں جاو سرما لشکر میں آیا اپنے مقام پر کھڑا ہوا لیکن
فیروز جو چلا تختہ سے کف جاری راہ میں ساحرون نے پوچھا کیوں حضور آپ کیوں پلٹ آئے کہا
صاحبو میں متھے کیا بیان کروں حیرت کا تہہ کرنا سر اسر خلافت ہی فیروز خیمے میں آیا آ کے قفس حیرت
اتارا حیرت کو نکالا سحر اتار کر ہوشیار کیا کہا ای ملکہ عالم تشریف لے جا کیے حیرت نے پر پرواز پیدا کیے

فیروز نے باغبان کو بھی نکالا سحر اتار کے ہوشیار کیا پانچون عیار بچپون کو بھی ربا کیا عیار بچپان شلنگین
لگاتی ہوئی چابین حیرت و باغبان جو بالائے آسمان آئے لشکر فیروز کو دیکھ کر سحر کیا آگ برسانی
تلوارین گرائین لشکر میں فیروز کے فریاد کی صدا بلند ہوئی فیروز روتا ہوا سامنے صنعت کے آیا کہا اگر
ملکہ عالم میں تو آپ کا حکم بجالا یاد کیجیے ملکہ حیرت و باغبان نے میرے لشکر کو تباہ کیا صنعت نے
پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم امان دیجیے انکی کیا مجال ہے جو آپ پر سحر کریں ملکہ حیرت و باغبان نے
ہاتھ روکے آکر لشکر میں داخل ہوئے صنعت نے ہاتھ ہلایا فیروز کو ہوش آیا غصے میں لشکر کو لیکر
پٹا سب سردار آکر جمع ہوئے کہا اے شہریار آپ نے یہ کیا کیا اب افراسیاب جادو قیامتین
برپا کر گیا فیروز نے کہا یارو میں اپنے ہوش میں نہ تھا جب تو میں نے حیرت و باغبان کو ربا کیا
آج شب کو افراسیاب کو لاؤنگاتم لوگ سب ہوشیار رہنا اگر مجھ سے کوئی حرکت خلاف ہو اسکو
نہ ماننا چار و مجبور سب نے کہا حضور کو اختیار ہے فیروز رات کو چلا صورت بے ہوشے لشکر میں
افراسیاب کے آیا دور سے دیکھا بارگاہ افراسیاب استاد ہی دروازے پر چوہدار سیا دل حاضر
ہیں کھڑے ہو کر سحر کیا کہ نگہبان بیہوش ہوئے فیروز پردہ اٹھا کے اندر آیا دیکھا افراسیاب پڑا
سورہا ہی فیروز نے کانٹے سے دو ٹالہ ہٹایا افراسیاب پر فیروز سحر کرنے لگا پتی لپنگ کی ٹوٹی
اس زور سے ایک آواز آئی کہ افراسیاب کی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک سیہ پوش کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے
افراسیاب نے آواز دی کون فیروز بھاگا افراسیاب نے آواز دی یہ جانے نہ پائے دروازے
کون روکے سب بیہوش پڑے ہیں جب کسی کی آواز نہ آئی افراسیاب خود اٹھ کر دوڑا دربار گاہ سے
بیس قدم فیروز نکلا تھا کہ افراسیاب نے آواز دی ارے اسکو لینا سرہنگ نیلی پوش کو تو ال
لشکر میں طلا یہ پھرتا ہوا آتا تھا اسنے جو نغرا افراسیاب کی صدا سنی جھپٹ کر آیا فیروز پر سحر کیا
فیروز نے گولہ کھینچ مارا سینے پر اسکے پڑا پشت کو توڑ کر بارگزار مرنے کی اسکے آواز آئی پانچ چار
پیادوں کو مار کر فیروز نکلا افراسیاب پچھا نہیں چھوڑتا افراسیاب کا اس طرح بارگاہ سے نکل آنا
وزرا و امرا دوڑ پڑے ہر طرف سے آواز آئی اے شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے کہا وہ ہی مکار
جہلساز و شعبہ باز ہے قدرت سامری و جہشید کی مابہ دولت کو گرفتار کرنے آیا تھا اب تو وزرا و
امرا چلے فیروز بھاگ کر اپنے لشکر میں پہنچا ہے کشکول شکر کو تو ال طلا نے پرہتا اسنے بڑھ کر پوچھا اے

شہنشاہ کیا ہوا فیروز نے کہا میں براے گرفتاری افراسیاب گیا تھا وہ خفتہ بخت جاگ پڑا اور
 کشلول آگے بڑھ کر دیکھ کشلول بڑھا دیکھا افراسیاب بقرہ غضب تمام آتا ہے کشلول نے پیادوں کو
 اشارہ کیا جس پیادے نے بڑھ کر نیزہ یا تلوار کا دار کیا افراسیاب نے مع گھوڑے اُسکو اٹھا کر
 زمین پر مارا کئی سوجوانوں کو دھل جہم کیا کشلول کو بڑھ کر ایک طمانچہ مار دیا کشلول کا سر اڑ گیا
 سر ماوا بریق بھی اُڑے شب تیرہ دتار میں سحر جو کئے آگ لگ گئی خیمے جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے
 فیروز یا تو بارگاہ میں پہنچا تھا ہلٹ سکر نکل آیا دیکھا افراسیاب نے لشکر کوتہ والا کر دیا ہر جب
 نعرہ کرتا ہے زمین کانپ جاتی ہے فیروز نے لٹکارا اور ٹکروا مہم انجام اپنی ٹکروا می پر تھک چکا ہوا ہر
 یہ کہلے سحر کرنے لگا کئی فیلان مست افراسیاب پر آگے افراسیاب نے جیسر گھوڑا مارا ہاتھی کا سر
 پھٹ گیا کئی اڑدے سامنے قلابہ آتشیں چھوڑتے ہوئے آئے افراسیاب نے اڑدہوں کو بھی چیر ڈالا
 کئی سوعقاب افراسیاب پر گرے جاتے ہیں منقاروں سے افراسیاب کو غرابال کرین
 افراسیاب نے آواز دی اے مرغ زرین طلسم ہوش ربا ان سب کو لینا یہ سب تیری خوراک ہیں
 دم بھر میں قصے پاک ہیں آسمان سے ایک مرغ زرین بال پیدا ہوا عقابوں کو چیر چیر پھینکنا شروع کیا
 کسی پر منقار مار دی کسی پر پنجہ مارا گھوڑے ہی عرصے میں مرغ زرین بال نے سب عقابوں کو
 مارا بڑھ کر سر پر فیروز کے سایہ ڈالا فیروز گھبرا گیا غل مچاتا تھا کبھی آواز دی اے شہنشاہ الا ان
 مجھ کو معاف فرمائیے میں اطاعت کرنے کو حاضر ہوں یہ کہلے ہاتھ بانہ سے ہوئے بڑھا ایک طرف سے
 آواز آئی اے نامزد کیا کرتا ہے جان بچانے پر مڑتا ہے تیرا یہ کیا کر سکیگا ایک رنگی بڑے قد کا جوان
 سامنے فیروز کے آیا فیروز کی پشت پر ہاتھ پھیرا کہانا گھبرا نا میں تیری مدد کو موجود ہوں رنگی
 ترغیب دیکر فیروز کو لپیٹا افراسیاب پر دونوں جا پڑے دونوں تلوار کے ہاتھ مارے افراسیاب
 نے دونوں کی کلائیوں پر ہاتھ ڈال دیے دونوں کی تلوار میں پھینکر پھینکر ایک ایک طمانچے میں دونوں کو
 کام تمام کیا فیروز کا منہ اندھیرا ہو گیا گریبان سحر چاک ہو چکا تھا لشکر فیروز نے فرار پر قرار لیا
 بے رزے بھڑے بھاگے ملازمان افراسیاب نے پیچھا کیا ہر اسیان فیروز کتنے کی موت مار لی
 بارگاہیں لوٹ لیں جو بچے وہ بھاگ کر غائب ہوئے افراسیاب بفتح و فیروزی پٹا لشکر میں آکر پہنچا
 تین روز اسی جگہ پر مقام کیا ہر کاروں سے کہا چار جانب دریافت کرو اور کسی کی توقنا نہیں آئی ہے

جا بجا شاہوں کو یہ سودا پیدا ہوا ہر کہ مابدولت پر لشکر کشی کر کے آتے ہیں کیا کسی سے پایہ کمی کا کھتا ہوں
اگر تمام عالم کے ساحر ایک مقام پر ہو جائیں تو بھی میں خوف نہیں کرتا ان بنگالے والوں کی کیا حقیقت ہر
یہ کہتا ہوں بفتح و فیوزی طرف باغ سیب کے جاتا ہر اب بیان وہی نشان ہر جس طرح جلد اول میں
مرقوم ہر بدیع الزمان کا اگر طلسم ہوش ربا میں قید ہونا بطور مذکور اسد غازی کا آنا پانچون عیاروں کا
ہو پختا پختہ رنگین حصار پر خواجہ نے لشکر وں کا جما دیا بطور مذکور میلا ہوا اسکے بعد خواجہ اور مخمور
بطرز تطہیر پاس کو کب کے پہنچے کو کب نے بڑی خاطر کی اسی ناظرین والا مقام مصنف عرض کرتا ہر
کہ خواجہ کو کو کب سے کوئی باعث ملاقات نہ تھا کو کب نے کیوں خواجہ کو دامن پناہ دیا اسکے
سبب میں ایک داستان حیرت عنوان تحریر کرتا ہوں کہ ناظرین پر واضح ہو جائے کہ اس وجہ سے کو کب نے
خواجہ کو دامن پناہ دیا اور جان و مال سے شریک ہوا واضح ہو وہ زمانہ ہر کہ ابھی میلا چاہر
کا نہیں ہوا افراسیاب کے ساحر فردا فردا خواجہ پر لشکر کشی کر کے آتے ہیں ہاتھ سے عیاروں کے
یادست مہر خ و بہار رارے جاتے ہیں ابھی خواجہ طرف طلسم نور افشان کے نہیں گئے عجب داستان حیرت عنوان

دو کلمہ داستان حیرت عنوان بادشاہ طلسم نور افشان شہنشاہ کو کب و شہنشاہ کا مع اپنی مشفقہ
حنائے گلگون پوش کے واسطے گشت کے نکلا ملک یا قوت نگار پر غائب ہونا ملکہ حنائے
گلگون پوش کا و طلسم گردا باد کو فتح کرنا صاحبقران کا بشرط مقدمہ مذہب اسلام و دیگر
حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف ساقی نامہ

پلا ساقیا جام لطف وصال کہ پیرمغان در سپے جنگ ہر گلا بی کبف جام دردست ہر کہ در پیش ہر رند مشرب سے جنگ بجھے ابر گو ہر فشان کی قسم خبر کب ملی وصل کی رات کی دل لائے می و جام دل میں رہے	کہ ہو دل سے بھی رفع رخ و ملال کہ ہر ہر مرا ساقی مہ لقا کہ یہ رند مشرب سدا مست ہر نہ اب ساقی ہر دردش دیر کر تجھے رند پیرمغان کی قسم ہوئی ہجر ساقی میں کیونکر بسر محبت تری آب و گل میں رہے	نیا میکہ سے میں یہ کیا رنگ ہر خوش آتی ہر اس ہر دوش کی ادا ہوئی نشہ مو کی دل کو امانگ کہ لائی ہر خواہش بیان گھیر کر قسم تجھ کو ساقی حشر ابات کی ہا نشہ مو سے دل بنیہر جو ہونشہ مو سے دل با خبر
--	--	---

تو ہو مری پرستی کا دل میں اثر سر بزم ساقی میب اک ہو نہ ہو ہجر ساقی میں میکیش تنگ یہ کیوں نہ میکیش اگر طے لگے زبان و دہان لے بھی پا بامزا ہو اسے وصال جنون خیز ہو نہ اب ساقی مہ لفتا دیر کر سناں بختنا ہوا بارور کہ تکلیف نہ دن کی بھی دور کی	یہی مری پرستی کی تاشیر ہو تجھے نشہ مری کی پھر تاک ہو نہ کیوں نشہ مری سے دل سپر ہو کہ ساقی سے آ آ کے لڑنے لگے پھرے گرد ساقی کے باشد و نہ زبان زند میکیش کی کیا تیز ہو گلابی بھی دیتی ہے پیہم صبرا لی بلیل و گل کو رنگین خبر قمر داستان رنگ پر آگئی	کہ راہ جہالت کو کرتا ہر طو دکھاتا ہے ابر گم سر بار رنگ پالانے میں ساقی کو بھی دیر ہو اٹھایا جو جام شراب ولا نہ کیوں زند میکیش کی ہو گی مدد سناتا ہے میکیش کو ہر دم خبر کہ لوساقی مروتش آگیا کہ آمد ہو ساقی میخوار کی طبیعت جو لطف سخن پاگئی
--	---	---

چہرہ سیاحان منازل افسونگری و طر کندگان مراحل سحر و ساحری اس داستان جلال عنوان کو یوں

تخیر فرماتے ہیں نظم مصنف لکھن داستان جلال نشان طلسمات کے فتح کی منکر ہو یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہو	قمر طبع روشن بھی ہو جوش پر کہ ہر رنگ پر آج طبع روان کہ مشوقہ کو کب ذیختم کہ فتاح اُسکا جہانگیر ہو	رہا نشہ مری بھی مینوش پر امیر عرب کا بیان ذکر ہے اٹھائے طلسمات میں ریخ و غم داغ ہو کہ افراسیاب جادو
---	--	--

بادشاہ طلسم ہوش ربا ہو سحر و ساحری میں بھی لکھا ہے کہ بادشاہ طلسم نور افشان شہنشاہ کو کب کا دستور ہو کہ بعد سال کے ایک مہینے میں سب ملکوں کی گشت کرتا ہو حکم عام ہو کہ جیسے کوئی ظلم ہو اس زمانے میں جسے عرض و معروض کر لے ہم اُسکا انتظام کر دیں گے دامن سائل نقد عدالت سے بھر دیں گے تمام خراج گزار مشتاق رہتے ہیں کہ فلان زمانے میں شہنشاہ تشریف لائیں گے شکر صاحبقران میں تو یہ معرکہ گزرا ہے کہ ایک ساحرہ موسوم بحسین جادو برائے مدد لقا آئی طبل جنگی بجوا کے جب میدان میں پہنچی جمال بمثال علمشاہ دیکھ کر عاشق ہوئی سحر سے گرفتار کر کے لائی گلدستہ سنگا دیارستم اسکے سحر میں پھنسے دل و جان سے حسین پر عاشق ہوئے سوال و صل کیا حسین نے کہا سر صاحبقران ہر میں دیکھے رستم نے قبول کیا طبل جنگی بجوایا اسی رات کو صاحبقران کو کوئی بستر خواب سے چرا کے لیگا حالات رستم تو جلد اول میں درج ہیں جب صاحبقران عالیشان

غائب ہوئے بادشاہ نے گھبرا کر چالاک کو برائے خبر روانہ کیا چالاک بصورت مبدل چلا اب
 حال کو کب روشن ضمیر تحریر کرتا ہوں کہ کو کب گشت کرتے ہوئے پہلو میں معشوقہ ملکہ حنا سے
 گلگون پوش تخت اُڑتا ہوا جاتا ہر سوائے معشوقہ اور کوئی ہمراہ نہیں راہ میں ایک ملک ہو کہ حاکم
 اس کا یا قوت تاجدار ہی یا قوت اپنی سرحد پر برائے استقبال کھڑا ہو کہ آسمان پر برق چمکی یا قوت نے
 دیکھا کہ کو کب روشن ضمیر تخت پر پہلو میں معشوق پر ہی پیکر ملکہ حنا سے گلگون پوش تاج یا توئی
 سر پر دریا سے جواہر میں غوطہ زن یا قوت نے بلند ہو کر پایہ تخت پر ہاتھ رکھا جب تخت زمین پر آیا
 یا قوت شہنشاہ کو کب کو لیکر جلا جب قریب زنائی ڈیوڑھی کے پہنچے یا قوت نے دست بستہ
 عرض کی زوجہ حقیر کی ملکہ الماس جمال جان آراء ملکہ حنا سے گلگون پوش کی بہت مشتاق ہیں
 آج شب کو حضور کی باہر دعوت ہو ملکہ حنا کی خدمت گزار سی وہ کنیز بجالائیگی کو کب نے حکم دیا ملکہ
 حنا اندر لیکن ملکہ الماس بہ استقبال ملکہ حنا کو لیکر کوٹھے پر آئیں سامان عیش و نشاط مہیا ہوا کنیزان
 حسین و جمیل آکر حاضر ہوئیں رقص و سرود کی ترقی ہوئی غزلیں بھریان بہ الحان گانے لگیں ایک
 سیمبر نے یہ غزل شروع کی نظم

آج تو وہ بھی نہایت مجھ کو مہظوظ دیکھ کر
 دل کو چین آیا خسرو ام نازد لبر دیکھ کر
 مسکرا کر مجھے وہ باتیں جو کہیں اُس شوخ نے
 ہم دکھا دیں یار کا جلوہ ادھر آئین کلیم
 کچھ تو اس کا فر کو مجھے تھے سزا لجا بیل
 غیر سے تکرار بزم یار میں ہونے لگی
 چشم بیل سے مقرر لڑکائی و تاتل کی آنکھ
 داغ دل داغ جگر میں تھیں مرے جوشنکین
 شب کو دھوکا عتار قیب روسیہ کا بار بار
 دل کے آنے کی خبر مجھ کو نہ تھی تملو تو تھی
 کچھ تو بیدار سی کا حیلہ ہو پریشانی سی

کچھ پکارے جانب چرخ ستر دیکھ کر
 نیند سی آنے لگی سامان عشر دیکھ کر
 ہنس دیا اس رنگ کو اپنا مقدور دیکھ کر
 طور پر سے وہ پھرے کیا خاک تھر دیکھ کر
 دل دیا تھا آپ کو سنے ستر دیکھ کر
 کیا ستم ہنے کیا اُسکو مکر دیکھ کر
 چلتے چلتے رُک رہا ہو کچھ تو خنجر دیکھ کر
 لطف اٹھائے وہ تا شائقے کیونکر دیکھ کر
 اپنے سائے کو کہیں اپنے برابر دیکھ کر
 کہہ دیا ہوتا تھیں نے میرے تیور دیکھ کر
 چونک اُٹھے خواب ہی کوئی مقدور دیکھ کر

دل نصیحت ہو کر تا ہی بتوں کے عشق میں	چوتے ہی چھوڑ دینا بھاری تھر دیکھ کر
کوئی فریادی کسی بت کا خدا سے پھر نہ تھا	فیصلہ اُنکا ہمارا روزِ عشرِ دیکھ کر
جان اس مردے کی آنکھوں میں پہنچے وہ جلا	واہ بھاری چشمِ حسرت کو مقرر دیکھ کر

ملکہ حنائے گانے کو اسکے بہت پسند کیا دو پہر رات گئے تک راگ و رنگ رہا اب ملکہ حنائے فرمایا بی الماس
 دیکھو پنڈا ہمارا بھیکا ہر سر کے خلل کا بھی عارضہ ہوا اب ہم آرام کرنے کے الماس نے جلسہ برخواست کیا
 سب کنیزیں با بجا چو کی ہرے پر آئین ملکہ حنائے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا قلیل رات باقی تھی ایک مجھو کا
 ہوا سے سرد کا چلا کنیزیں سب سو گئیں بعد چھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی ملکہ حنا کو چھپر کھٹ پر نہ پایا جا بجا
 ڈھونڈنے لگیں ستارہ سحری چمک چکا تھا الماس بھی بیدار ہوئیں کنیزوں کو پریشان پایا پوچھا ارے
 خبر تو ہر سب نے عرض کی حضور ملکہ حنا پلنگ پر سے غائب ہو گئیں ہمارا مکان چھان ڈالا کہیں نشان نہیں
 ملتا یہاں تک ہڑ ہوا کہ خبر باہر ہو چکی یا قوت نے خدمت میں کوکب کے سب کیفیتِ عمر من کی کوکب کا
 رنگ رو متغیر ہو گیا گھبرائے اٹھے کہا جان پلنگ ملکہ حنا کا تھا وہاں سے عورتوں کو ہشاد وہم خود چلنے لگے
 دیکھیں تو یہ کس کا شعبہ ہے عورتوں کو بتجیل ہٹایا کوکب اندر آئے دیکھا جس مقام پر چھپر کھٹ بچا ہے
 چند دانے ماش کے بڑے ہن کوکب نے وہ دانے ماش کے اٹھوائے پوچھا اس کا چلہ بنا یا سامنے
 اسے استاد کر کے بقر و غضب پوچھا ارے تو کس کا سحر ہے تیلے نے آواز دی یہاں سے بارہ کوس پر ایک گنبد
 سیاہ ہے اس میں خداوند گرد آ باد جادو رہتے ہیں انھیں کی خدائی کا بیان زور ہے سب اہالی قہر
 انھیں کو سجدہ کرتے ہیں وہ شب کو براے سیر نکلتے تھے ملکہ حنا کو دیکھ کر پس گئے ملکہ کو اٹھائے یہ سن کر
 کوکب نصیحت سے کانپنے لگا کہا کیوں ای یا قوت یہ گرد آ باد کون ملعون ہے یا قوت نے عرض کی حضور سال
 سے یہ گنبد ظاہر ہوا کی سوا اہالی قہر سجدہ کرتے ہیں یہ سن کر کوکب نے مرکب طلب کیا کہا اسکی شامیں آئیں
 یا قوت بھی ساری فوج ساتھ لیکر ہمراہ ہوا سب کو اشتیاق ہے کہ یہ شمشاہہ کوکب ہن اُسے بھی دعویٰ
 خدائی کیا ہے مگر کوکب بہ قہر و غضب تمام چلے جب بارہ کوس قلعے سے نکلے دیکھا ایک گنبد سیاہ اُسپر
 ایک برتیرہ دتار سیاہ فلک ہر ہزار دن قریاتی جمع ہن یا خداوند یا خداوند کی آوازیں بلند کر رہے ہن
 اندر گنبد کے ایک ساحر سیہ فام ایک قفس اسکے آگے رکھا ہے اس میں ملکہ حنا سے گنگون پوش سرنگون
 بھیڑی رو رہی ہن یہ جو معاملہ کوکب نے دیکھا قلب تھرا گیا وہیں سے لغزہ کیا کہ منم شمشاہہ کوکب رو متغیر

۱۱ بجایا یہ تو نے کیا حرکت کی یہ کلمے مرکب اڑا یا طرف گنبد کے چلے ابر سے برقیں گرنے لگیں کوکب اپنے کو بچاتے جاتے ہیں ایک برق جو کڑک کر گری مرکب کے چاروں پاؤں اڑ گئے زیران سے نکلیا کوکب نے اپنے کو ہوا پر پرو کا تلوار کھینچی ابر سے تلواریں خنجر نیزے تیر و تفنگ کوکب پر گرنے لگے کوکب کبھی تلوار سے ان اشیا کو ہٹاتے بھی اسم سحر پڑھ کر ان سب بلاؤں کو دفع کرتے ہوئے قریب ابر پہنچ دو تین گولے ایسے مارے کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ رو بد خواہ ایک چوڑے پر بیٹھا سحر کر رہا ہے کوکب نے لکارا وہ ساحر بھی اپنے مقام سے اٹھا کوکب پر تلوار کھڑکے جا پڑا ہر ہاتھ نہیں رکتا جب کوکب نے کئی دارا کے دفع کیے کبھی تلوار کو تلوار پر پرو کا کبھی خالی دی ایک مقام پر جیسے ہی وہ تلوار مار کر پٹا کوکب نے غصے میں کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا کہ سر اس ساحر کا اڑ گیا لاشہ جل کر خاک ہوا ابر لختہ لختہ ہو کر غائب ہو گیا اب کوکب طرف گنبد کے چلے مگر لباس پارہ پاہ تاج سر پر ڈھلکا ہوا آنکھوں سے قطرات خون ٹپک رہے ہیں یاد محبوب میں دل پریشان غربت کا ملکہ غنا سے گلگون پوش کے دل کو بقیہ رازی زبان سے دسبد یہ اشعار نکلتا جاتے ہیں لفظ

جو گرا شک یہاں آبلہ دامن ہے
چمن جو ہر شمشیر نہیں گلشن ہے
دہن زخم بھی گویا دہن مدفن ہے
جانب اشک پڑی آنکھ تو بے روزن ہے
قطرہ شبنم کا مجھے آبلہ مدفن ہے
آبلہ کا ہیکو ہی شیشہ بے گردن ہے
کفن لاش بھی کیا پیرہن دشمن ہے

سوز و فتن سے یہ گرمی پہ مرا شیون ہے
بیل روح دم قتل چپک کر نکلی
مر گئے ہم مگر اسکی نہ گئی خاموشی
کس قدر زخم مژہ جلد بھرا دامن ہے
بچ رہا تھا جو ستم چادر گل نے بننا
محنت کیون نہ ہے میری طرف سے بدظن
کیون جنازے سے لپٹ کر وہ بہت روغنیم

آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے پریشان حال قلب پر ہجوم غم و ملال اس قدر گولے گنبد پر مارے کہ ہزار ہا روزن ہو گیا سر گنبد کو اڑا دیا اب کوکب دیکھ رہے ہیں کہ وہ ہی جو ان سیاہ روغنیم پر جب ہاتھ رکھتا کہ ملکہ بالک جاتی ہیں اور پکار کر کہتی ہیں ارے او ظالم مجھے ہاتھ نہ لگانا میرا وارث میرے واسطے آنا ہے کوکب بڑا بھڑا قریب گنبد پہنچا گنبد سے ہزاروں بلائیں کوکب پر نازل ہو رہی ہیں کوکب ان بلاؤں کو اشاروں میں دفع کرتے ہیں انیشین گنبد سے سن سن چل رہی ہیں کوکب ان انیشون کو اپنے

قریب نہیں آئے دیتاڑتے بھڑتے قریب گنبد پہنچے دو نون سپر جا کر جھم سے کوکب کو دے اب جوان
 سیر و اٹھا چاہا کہ قفس لیکر نکالے کوکب نے جھپٹ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اسکا چمبہ گردن سے
 اڑ گیا بہ اشتیاق تمام کوکب نے قفس اٹھا یا دامن اپنا ڈال لیا قفس کو چھاتی سے لگائے ہوئے جب بیرون
 گنبد آئے پاٹ کر ایک گولہ مار دیا کہ گنبد بھی گرا اب کوکب کو اگر لازمان یا قوت نے گھیر لیا قفس ملکہ حنا
 کوکب کے ہاتھ میں بفتح و فیروزی داخل قلعہ ہوئے دارالامارہ شاہی میں آئے اب کوکب تخت پر آکر
 بیٹھے چاہا کہ ملکہ حنا کو قفس سے نکالوں حنا کا رنگ رو متغیر گوشے میں قفس کے دی جاتی ہیں کوکب کہتے ہیں
 اے ملکہ عالم باہر آؤ تھنے بڑے لال اٹھائے کیون شرماتی ہو مختار کیا اختیار تھا میری زندگی میں کس کی
 مجال ہو کہ مختار اموسے جسم میل کرے بمشکل کوکب نے حنا کو قفس سے نکالا دیکھا حنا سر جھکائے ہوئے
 قفس سے نکلیں جب کوکب نے بہت کہا کہ ملکہ کچھ کلام کرو مختاری پریشانی پر دل کے ٹکڑے ہوتے ہیں
 یا قوت تاجدار نے بھی کہا اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال کچھ بات کیجیے شہنشاہ کی بات کا جواب دیکھیے
 جب سب رفیقوں نے منت کی تو حنا سے جواب دیا کہ اے یا قوت کوکب نے مجھ پر اظلم کیا میرے
 عاشق صادق کو میرے سامنے ار ڈالا میں اب انکے کام کی نہیں ہوں مجھے آزاد کر میں اسکی قبر پر
 فقیرنی بنکر بیٹھوں گی اسنے مجھے نفرت ہوئی یہ کلمہ جو کوکب نے سنا غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا ہاتھ پاؤں
 میں رعشہ آگیا تیغ خون آلود ہاتھ میں تھا وہ ہی تیغ اٹھا کر کہا اے حرامزادی وہ شیرا عاشق صادق
 میں دشمن ہوں وہ راہبر تھا میں رہزن ہوں پھر شیرازندہ رہنا کس کام آئیگا یا قوت ہاں ہاں کراٹا
 کوکب سے یہ کلمات کب سنے جاتے ہیں اُسنے مکر ایسے ہی کلمات کہے کوکب نے ہاتھ تیغ خون آلود کا
 مارا دھڑ سے سرکٹ کر حنا کا گراسب دربار والے کانپ گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ کوکب نے یہ کیا
 غضب کیا ہر چند کہ اس وقت کوکب نے غصے میں حنا کو مارا آخر اپنی بھی جان دیا مگر جب سرکٹ کے زمین
 پر گرا کوکب غصے میں اٹھا تو اسے معلوم ہوتا ہو کہ اپنی جان دیا مگر کوکب غصے میں جو اٹھا لاش زمین
 پر تڑپ رہا ہر سر اچھل رہا ہو اُس سر پر اب جو کوکب کی نگاہ پڑی دیکھا کہ سر حنا نہیں ہوا ایک رنگین
 سیاہ رو تیرہ درون بڑے بڑے دو داغ تھنہ سے نکلے ہوئے اُنپر میل جمبا ہوا ہنس ہنس کے وہ
 سر کہہ رہا ہوا کوکب اب حنا کا ان حنا کے دھڑے پہونے حنا پر کسی اور کارنگ جہانم تار یک جادو
 یہ کہ وہ سر سر ہوا یہ حال حسرت آں دیکھا حاضرین وقت کے ہوش اڑ گئے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ کیا

معرکہ ہو حقیقت میں یہ تو نہیں معلوم کون عورت ہوا تو کو کب نے ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی
 کہا یا رو میں حیران تھا کہ حنا تو میری خود عاشق صادق ہر جب کے واسطے میں نے گھر بار چھوڑا یہ کیسے کلمات
 کہتی ہوا کو کب نے علم کہا ت کو طرح دی زانچہ تیار کیا لیکن کچھ حال نہیں کھلتا کہ حنا کو کون لیکھا تھا
 لیکھا کسی علم سے نہیں معلوم ہوا پندت نجومی رمال جمع ہیں کو کب گھر کے اُسے سوال کرتا ہے کہ یا رو یہ کیا
 معرکہ ہر سب علم میرے بیکار ہیں تم بتاؤ کہ حنا کو کون لیکھا یہ کیا معرکہ تھا یہ شعبہ میری سمجھ میں نہیں آیا سب
 پندون نے پوچھیاں پلیدیں کہا ای شہنشاہ آپ ایسا کامل و اکمل جب عاجز ہوں ہم آپ کے سامنے کیا
 بنا سکتے ہیں حیران و پریشان ہیں پوچھیاں بیکار ہو گئیں کچھ تہ نہیں ملتا اُس وقت دربار میں عجب پریشانی
 ہر کامل سرگون غم سے کلیجہ خون کیسا کھانا کیسا پینا چرچا شراب و کباب کا بھی نہیں اُسی ہنگامے میں ایک
 وزیر نے کان میں یا قوت تاجدار کے کچھ کہا یا قوت نے جھلا کر کہا اس وقت اس بات کا کیا ذکر تھا
 دیکھ رہے ہو کہ ہمارے شہنشاہ کو کیسا لال ہو کسی اور وقت پر قتل کرینگے ہر چند کہ آج روز منگل ہے
 سامری پرستوں کے واسطے سب طرح اشکل ہر قید خانے میں اُس شخص کو پڑا رہنے دو یہ جو یا قوت
 نے کہا کو کب نے گھر کر کہا ای یا قوت تاجدار یہ کیا معاملہ ہو وزیر نے تمہارے کان میں کیا کہا تنے
 کیا جواب دیا کہ قید کیا ہو وہ کون شخص ہر کسکے قتل کا وعدہ تھا جو آج ملتوی رہتا ہے یا قوت نے
 دست بستہ عرض کی حضور اپنے کام میں مصروف ہوں اس بات کا پھر ذکر کر دنگا کو کب نے کہا جب تک
 یہ ذکر بخوبی نہ سن لوں گا میرے دل کو آرام نہ آئیگا جب کو کب نے بہت کہا تب یا قوت نے دست بستہ
 عرض کی کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان اصل یہ ہو دو مہینے کا عرصہ گزرا دربار میں میرے چالیس نجومی ستارہ نشا
 فلک اس مجمع ہوئے ہر طرح کے حکم لگا رہے تھے خبر غیب کی سنائے تھے میرے منہ سے نکلا یہ تو بیان کرد
 کہ ہمارا مذہب کون مٹائیگا یا یہ مذہب ہمارا تار و ز قیامت قائم رہیگا چالیسوں نے زانچہ کھینچا سمجھ کے
 حکم لگا یا عرض کی ای بادشاہ عالیجاہ ایک شخص ہے کہ اُسکا حمزہ عرب نام ہے کہ فرکشی اُسکا کام ہے میکہ و
 ملک لاسٹ پرستوں کے سامری پرستوں کے مشاوریہ وہ ہی آپ کے ملک کو مٹائیگا یہ مذہب
 باقی نہ رہیگا میں نے اُن لوگوں سے کہا حمزہ عرب کہاں ہے پندتوں نے عرض کی کہ وہ عقیق گلزار سلیمان
 پر خداوند مرد شاہ باختری سے لڑ رہے ہیں اگر وہ شخص مارا جائے پھر تار و ز قیامت آپ کے مذہب
 کو زوال نہ ہوگا میں نے چالیس کیجے روانہ کیے چند سے میں وہ عیار و بان ہوئے صحرا سے نصیب لگائی جا کے

اس شخص کو پکڑ لائے جس طرح بیوسن کر کے لائے تھے اسی طرح قید خانے میں بھجوا دیا پند تون نے کہا
اب اس شخص کو قتل کر کے خون اسکا ہتھ پر چھڑکا جائے تا روز قیامت آپ کے مذہب پر زوال آئیگا
ایک دیر بھی میں نے بنایا ہوا آج کے دن کا وعدہ کیا تھا کہ اس شخص کو قتل کر کے خون اسکا ہتھ پر
چھڑک دینگے وزیر نے اس وقت اطلاع کی میں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے شہنشاہ ترو دین میں ہیں
کیا ذکر ہو سمجھا جائیگا یہ سن کر کوکب نے کہا اس شخص کو دربار میں بلاؤ ہم بھی دیکھیں کہ وہ کون شخص ہو
یا قوت نے حکم دیا اس شخص کو ہوشیار کر کے دربار میں لاؤ داروغہ زندان خانے کا سرور جادو گیا
صاحبقران کو تھکڑیاں بیڑیاں پٹنائیں مسلسل دھوکے کر کے ہوشیار کیا صاحبقران کی جو آنکھ کھلی یا تو
اپنے پلنگ پر سوتے تھے یا اپنے کو اس قید شدید میں پایا پوچھا ارے بیٹیا تو کون ہو مجھے بیان
کون لا یا سرور جادو نے کہا تمہارا خون خداوندوں پر چھڑکا جائیگا ہمارے بادشاہ یا قوت تاجدار
نے بلوایا ہو صاحبقران کو کٹان کٹان لیکر چلے امیر کو سنایت غصہ ہو بل کرتے ہوئے آتے ہیں جرات
و شوکت سے تو شہر خاند زنجیر میں بھی غل ہوا اندر بارگاہ کے پہنچے ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے
کہ کوکب تخت پر پہلو میں یا قوت تاجدار صدمہ ہا امراد ذرا جا بجا بیٹھے ہیں کئی سو رفا سا حراں غدار
علم بحر میں طاق شہرہ آفاق صاحبۃ الان جو اس دربار کفر مدار میں پہنچے انتہا کا غصہ تھا پکار کر
آواز دی سلام من درین مجلس درین ماویٰ بر کسے باد کہ ہر اند و بشناسد کہ خدا یک است و دین
پیغمبر خدا برحق است ہاں ہاں کی صدا بلند ہوئی کوکب کو بھی بہت ناگوار ہوا کہا دوسرے اس شخص کو
منع کر یہ لفظیں کہو بہت ناگوار گذرتی ہیں اس سرور اسکو چپ کر سرور نے سونٹا اٹھایا کہا ماروں کہ
سر بھٹ جائے شاہ کے سامنے تعریف خدا سے نا دیدہ کی کرتا ہر شعلہ غضب صاحبقران بھڑکا
چہرہ سرخ ہوا زلفیں خلیلی کو بیچ دتا زنجیر کو پکڑ کے جھٹکا مارا جیسے ہی سرور جھٹکا ادھر سے ہٹ گیا ہار دی
سرور کا بھٹ گیا صاحبقران نے غصے میں قید توڑ ڈالی ایک تلوار اٹھالی لغرہ شیرانہ کی

لغرہ امیر تصنیف مصنف	اسم صاحب چتر و تیغ و علم	امیر عرب حسنہ ذبیحہ
اسم قاتل کا نسران حبان	ز تیغ گر یزندہ نوشیروان	چو رفتم بہ سنجان بے گیر و دار
پذیرفت گنجاب معونہ	چو در با ختر خبک شد آشکار	شدہ ہر سرم فتح و نصرت نثار
گذر چوں بجولا کہ قاف شد	جزائر پر از عدل و انصاف شد	ز دم دیو عفریت را در مصاف

سمندون بخت گشتہ شکار	شدار چنگ بیدین ذلیل و نزار
سلیمان ثانی لقب یافتہ	نعرہ کر کے جاڑے سب ساحر

سمندون نے اسم اعظم پڑھا وہ سحر انا پلٹ کر انھیں کے سینے پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا
دو قین سحر دراز سے یا قوت سے اٹھ کر سحر کیا کو کب کہ رہے ہیں ای یا قوت یکسا شخص ہی
کہ جس پر سحر تاثیر نہیں کرتا یا قوت کیسے کیسے سحر کر رہا ہے جھپٹ جھپٹ کر گولے مارے صاحبقران پر
تاثیر نہیں ہوئی صاحبقران لڑتے بھڑتے طرف تخت کے جاتے ہیں کو کب دیکھ رہا ہے کہ یہ شبہ
بیشہ جرات کس دھرم سے لڑتا ہوا آتا ہے کسی کے روکے نہیں رکتا کسی پر قبضہ مار دیا جو کوئی قریب
ایا اٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے گردن پہنچ لی کسی کو حیر کے پھینک دیا جادوگر صاحبقران کے
ہاتھ سے مار گئے شے پڑے پھر کہ رہے ہیں صاحبقران لڑتے ہوئے جاتے ہیں جب کو کب نے
دیکھا کہ صاحبقران قریب آگئے اپنے ہاتھ سے گولہ اٹھا کر بارا کئی پتلے فوادی پیدا ہوئے تیغ کا
بہ ہند ہاتھ میں امیر پر اگر اسم اعظم پڑھا پانی ہو کر پتلے بہ گئے کو کب نے کہا ای یا قوت
یہ وہ پتہ ہے کہ اگر پہاڑ کو اشارہ کرتا یہ پتلے اٹھ کر پھینک دیتے لیکن ایسے جھٹ پٹ بیکار ہوئے یہ جو
ساحر نہیں ہر جہاں الفاظ اسکی زبان سے نکلتے ہیں سحر میں یہ الفاظ نہیں سنے نہیں معلوم کیا باعث ہوا امیر
لڑتے بھڑتے قریب گنت کو کب پہنچے نیزے تیر و تلوار صاحبقران پر بہت پڑے امیر بہ تن
چشم بند ہوئے ہیں تمام جسم سے سرائے خون کے بلند دہان زخم کھلے ہوئے اگر ان پر تیر پڑے دہان زخم
ہیں ان کا پیدا ہوئی صاحبقران ان زخموں کو کب مانتے ہیں اس سٹوت وصولت سے لڑتے بھڑتے
آئے ہیں کسی کے روکے سے نہیں رکتے جب قریب تخت کو کب پہنچے کو کب نے ہاتھ تلوار کا مارا
امیر سے غالی دیکر یا یہ تخت پر ہاتھ ڈال دیا کو کب سمیت تخت کو اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا کو کب تو
کو درالگ ہو گیا ورنہ ہاتھ پاؤں ٹوٹ جاتے امیر جیسے تخت کے ٹکڑے اڑ گئے کو کب الگ جا کر کھڑا ہوا
شوکت وصولت صاحبقران دیکھ کر حیران ہو رہا یا قوت کو قریب بلا یا کہا ای یا قوت تاجدار
حقیقت میں یہ جو ان وحید عصر کسی کے گرفتار کیے گرفتار نہ ہو گا کوئی اسکو قتل نہ کر سکیا میں تعجب ظالم
نہ کر دنگا تم بڑھکر یہ پوچھو کہ ای جو ان تو کیا چاہتا ہے ملک ملک چڑھ جانے سے کیا فائدہ آخر تمہارا کیا
مطلب ہے اسکا جواب کر کے پوچھو یہ بھی ثابت ہو کہ سحر جہاں تاثیر نہیں کرتا اسکا کیا باعث ہے میں نے اس وقت

وہ سحر کیا کہ زمین ہلجاتی آسمان بھٹ کر زمین پر گرنا یہ شخص دجھاتا مگر کچھ تاثر نہ ہوئی اس طرح کوکب نے سجایا
یا قوت نے بڑھ کر کہا اے شہر بار آپ تلوار رد کیے آپ سے کچھ کلام کرنا چاہتے ہیں صاحبقران زمان رُکے
کوکب آکر تخت پر بیٹھے امیر کو نگل زرین دیا امیر اس نگل پر بیٹھے یا قوت نے کہا اے شہر بار آپ کا نام
کیا ہے صاحبقران نے فرمایا تھے سنا ہو گا زلزلہ قات ثانی سلیمان داماد نوشیروان داماد شہسپا
بن شہرخ فراش راہ دین اسلام عنایت پروردگار سے داماد و شمش کو مارا ان ملکوں کو اسلام آباد کیا
یا قوت نے کہا کیا باعث ہے کہ جو سحر آپ پر تاثر نہیں کرتا امیر نے فرمایا عنایت پروردگار اسم الہی پڑھیں
نامتناہی مجکو رحمت ہوئے ہیں پھر سحر کی کیا لیاقت ہے کہ جو تاثر کرے کلام فصاحت نظام صاحبقران دل سے
سُن رہا ہے وجد کرتا ہے کہ کیا فصاحت و بلاغت ہے کیا شوکت و لیاقت ہے باتوں سے مزار المٹا ہے غوغا آرزو
کھلتا ہے کوکب یا قوت سے اشارے کرتا جاتا ہے یا قوت نے کہا کیوں شہر بار آپ نے عجائب غرائب
طلسمات کیوں کر فتح کیے امیر نے فرمایا بحکم رب اکبر جب کسی عجائب غرائب میں جانا ہوتا ہے ہم بزرگان دین
کا واسطہ دیکر مدد طلب کرتے ہیں حال ہم پر ظاہر ہوتا ہے جو بات پوچھو اسکا جواب باصواب دین یا قوت
نے کہا ایک عورت موسوم بہ جنا سے گلگون پوش اسکو ایک جادوگر لیکر نہیں معلوم کہاں چلا گیا آپ فرمائیے
کہ وہ کہاں گیا آپ بتا سکتے ہیں اس عورت کو ہم سے ملا سکتے ہیں صاحبقران نے فرمایا عنایت خدا
یہ بھی سال بتائیے اُس عورت کو تم سے ملائیے کوکب نے خوش ہو کر کہا کیا سامان چاہیے صاحبقران نے
فرمایا ایک مکان پاک و صاف خالی کر دو وہاں بخورات و سجادہ عبادت بچھو دو ہم عبادت کرینگے شب کو
بزرگان دین ہکو بتا جائینگے کوکب نے کہا اگر آپ اُس عورت کو ہم سے ملا دینگے تو اس قلعے میں سات اکھ
آدمی رہتے ہیں سب مسلمان ہونگے ہم بھی اسلام اختیار کرینگے امیر نے فرمایا آج ہی شب کو یہ انتظام کر دو
کل صبح کو انشاء اللہ سب حال بتا دینگے کوکب کو بڑی حیرت ہوئی کہ ہمارے علم سحر و سیرج و شعبہ کے کیلچہ
حقیقت نہیں ہے یہ اپنے خدا سے نادیدہ سے پوچھ لینگے کوکب نے اُسی وقت ایک مکان خالی کرایا انہیں
شمع لاسے مومی و کافوری روشن کرادیں سجادہ بچھوادیں صاحبقران بعد مغرب اُس قصر عالی میں
داخل ہوئے کوکب کو ایک حیرت ہے یا قوت کو سمجھا دیا کہ میرا نام اصلی نہ بتانا بادشاہ سے باد
جب صاحبقران اُس قصر میں داخل ہوئے سجادہ بچھا نماز واجب ادا کر کے دست دعا بدرگاہ
محبیب الدعوات بلند کیے پکار اٹھے اے معبود حقیقی و اے رب حقیقی تو نے مجھ سے میری ناز برداری کی

جو عرض کیا وہ قبول ہوا امیدوار ہوں کہ ان کافروں کے سامنے میری آبرو کو رکھنا تیری ذات
والا صفات سے سب طرح کی امید ہو نظم

در جہان از ہر نشان ظاہر نشان وحدت است	در وجود عالم ایجاد جان وحدت است
از مکان و لامکان بالامکان وحدت است	از فنا و از بقا بیرون نشان وحدت است
ہست از واحد شمار یک ہزار و صد ہزار	صورت کثرت ہفتہ در میان وحدت است
نکتہ عرفان بفہم ہر کہ باشد نکتہ دان	محرم اسرار وحدت راز دان وحدت است
عشق می باز دیک گل در گلستان جہان	ہر کسے کو غنہ لب بوستان وحدت است

تو رحیم و کریم سمیع و علیم میں بندہ خاک تیرا لقب اقدس جبار و قہار مجھ کو معلوم ہو چکا ہے گلگون پوش
کو لہجہ نیوالا کہان لیگیا اے کریم مجھ کو ان کافروں کے آگے حقیر نہ کر تو نے بچپن سے میری ناز برداری کی
جو منہ کی اسکو تو نے پورا کیا سات لاکھ بندگان خدا دائرہ اسلام میں آتے ہیں یہ سرکشگان ادا دی ضلالت
ہدایت پاتے ہیں کو کب روشن ضمیر صدا سے دردناک صاحبقران سن رہا ہر وجد کرتا ہر ساتھ والوں
سے کہتا ہر کہ حقیقت میں فیضان عرب ہیں کس خضوع و خشوع سے دعا کر رہے ہیں دل پانی ہوتا ہر
الفاظ پرانے جی چاہتا ہر چنچن بار کر دے یہ دعا خالی نہ جائیگی ضرور قبول ہوگی سعادت حصول
ہوگی پہر رات رہے کو کب نے دیکھا کہ صاحبقران روتے روتے بیہوش ہو گئے کو کب و شغیر نے
ساتھ والوں سے کہا دیکھو صاحبو اب صاحبقران بیہوش پڑے ہیں مگر یہ خواب بھی شل بیداری ہر
کسی بزرگ کا شاید گزر ہوا سوتے میں فرما رہے ہیں مجھے مفصل فرمائیے کہیں دھوکا نہ کھاؤں عورت کو
اس شاہ سے ملاؤں کو کب کو فراق حنا میں نیند کب آتی ہر سب زرا د امر باگ رہے ہیں ناگاہ
عابد شب زندہ داراہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ فلک اخضر پر رکھا سر بسجود مغرب ہوا کو کب نے صدا
صاحبقران سنی کہ واجب سحری ادا کر رہے ہیں اب سب کو اشتیاق ہے کہ دیکھیں باہر آکر کیا فرماتے ہیں
کہ صاحبقران زمان بعد شوکت و شان تسبیح ہاتھ میں وظیفہ پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے سب
واسطے تعظیم کے اٹھے سب سے پیشتر کو کب نے بوجھ کیون شہر یا آپ کو کیا معلوم ہوا صاحبقران نے
اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ ٹھہر جاؤ چند الفاظ پڑھ کر فرمایا اے بادشاہ عالیجاہ باعث یہ تھا کہ تم کو از رو
انجم کے معلوم ہوا واضح ہو کہ ایک ساحر ہے جسکا گرد آبا و جادو نام ہے سحر و ساحری میں طاق شہرہ آفاق

جس مقام کو جا کر تھے برباد کیا یہ شعبہ تھا نہ اُس عورت کا نفس تھا گرد آ باد نے چند غلام اپنے مقرر کیے تھے
 انھوں نے یہ شعبہ دیکھائے تمھارے ہاتھ سے مار گئے وہ نفس ملک حنا کا لیکر طلسم گرد آ باد میں
 چلا گیا یہی وجہ ہے کہ نجوم ورمل والے مقدمہ طلسم میں حیران و پریشان رہتے ہیں احوال لوح و غیرہ
 نجوم ورمل سے نہیں معلوم ہوتا ہلکے بزرگان دین نے تعلیم کیا اسی حوالی میں طلسم گرد آ باد موجود ہے
 ہمارے ساتھ چلو لیکن ہمارے کسی مقدمے میں دخل نہ دینا خواہ ہم ہزار ہا ساحر بلوہ کریں یا ہلکے
 کوئی قتل کر نیکا ارادہ کرے تم دخل نہ دینا یہ بھی ہلکے طریقے سے معلوم ہوا کہ تم کو بھی اپنے سحر و ساحری
 پر بڑا ناز ہے مگر یہاں تمھارا کچھ دخل نہ چلیگا کوئی علم کام نہ آئیگا کو کب سر جھکائے بیٹھا سُن رہا ہے
 کہا چلیے ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں اسی حوالی میں وہ طلسم ہے صاحبِ حقران نے فرمایا اسی پنج کوس
 کے اندر طلسم ہے مقام لوح و مرحلہ بات قلعہ طلسم کا سب حال کھل جائیگا کو کب حیران و پریشان
 امیر سب کو لیکر بیرون قلعہ تشریف لائے آٹھ سات لاکھ جادوگر جمع ہیں رئیسان شہر بھی حاضر ہوئے
 سب کو اشتیاق ہے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے کو کب ایسا بادشاہ یون مجبور و ناچار ہوا خدا سے نادیہ
 کے پرستار کو ایسا اختیار ہر اہل امیر بیرون قلعہ آئے پھر مکر فرمایا کہ اس شہنشاہ حقیقت میں مقدمہ
 ناموس بہت نازک ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ تم معشوق کو دیکھ کر گھبرا جاؤ اور کسی بات میں دخل و دتو
 بڑی خرابی ہوگی طلسم میں عجائب و غرائب ہوتے ہیں کو کب نے کہا نہیں میں دخل نہ دوں گا اب
 صاحبِ حقران ان سب کو سمجھا کر اکیلے اُس صحرا میں آئے ایک نخل کے سائے میں بیٹھ کر جو دعائیں
 بزرگوں نے تعلیم کی تھیں وہ دعائیں پڑھیں اٹھ کر اُس نخل کو بقوت صاحبِ حقرانی اُٹھ کر ایک
 اثر در آتش فشان نے سر نکالا قلاب آتشیں ٹھنڈے سے چھوڑتا ہوا طرف صاحبِ حقران کے دیکھ رہا کہ
 امیر اپنے پروردگار کو یاد کر کے دہن اثر در میں کود پڑے اثر در بھی غائب ہوا نقب کا ٹہرہ
 بند ہو گیا کو کب حیران کہا صاحبِ لوح خاتمہ ہوا یہ شخص صاحبِ غیرت تھا دہن اثر در میں کود کر اپنی
 جان دی اب مرحلہ طلسمی کمان طلسم ایسا بادشاہ ایسا جلیل اس جبری نے اپنی جان دی سب
 رُوسا دارا افسوس کر رہے ہیں کہ درہ کوہ سے ایک صدا سے مہیب آئی سب اسی جانب دیکھنے لگے
 دیکھا ایک یو مہیب صورت عجیب و غریب بال سر کے کھڑے ہوئے ایک بڑا صندوق نہیں معلوم نہیں
 کیا ہو گا نہ ہے پر یہ بھاگا ہوا آتا ہے سب حیران کے دیکھنے لگے درہ کوہ سے صدا سے لغز امیر بھی آئی اب تو

سب کی وحشت اور بڑھی دیکھا صاحبقران تیرہ عقرب بلند کیے ہوئے اُس یو کو لکارتے ہوئے آتے تھے
چاہتے ہیں دیو پر جا پڑوں دیو پلٹ کے نہیں دیکھتا کوکب نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران اگر آپ
فرایسے ایک دانہ ماش کا اردون دیو بھاگ نہ سکے زمین اسکے پاؤں مقام لے صاحبقران نے فرمایا
اوبار شاہ خبردار کسی مقدسے میں دخل نہ دینا ورنہ بہت پچتا نیگا جب وسط صحرائین دیو پوچھا صندوق
زمین پر رکھ دیا ایک شیل مارا کہ گولی بنا کر صاحبقران کو کھا جاؤں صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈال
ایک جھٹکا مارا کہ دیو منعم کے بھل زمین پر آیا کوکب گھبرا رہا کہ ایسا نہ ہو یہ دیو اس جوان کو ہلاک کرے
امیر نے دو گھوڑے ایسے مارے کہ دیو چپخنے لگا آواز دیتا تھا آدمی مجھ کو چھوڑ دے اس صندوق میں
سب کچھ ہے تو ہی لے لے میری جان تو بچے کوکب کتا ہر دیو یہ جوان بڑا صاحب قوت و طاقت ہے دیو کو
جی چھڑا دیے امیر سے اور دیو سے کشتی ہو رہی ہے آخر امیر نے کوئلے پر لاد کے مارا دیو زمین پر گر
جا ہا غلط کار کر بھاگون امیر جھپٹ کر سینے پر سوار ہوئے فرمایا اونا مرد شناخت میں پروردگار کے
کیا کتا ہے دیو نے کچھ جواب سخت دیا امیر نے سردیو کا کھنچ کر پھینک دیا خون کا جاری ہوا وہ
صندوق اٹھا کر امیر سامنے کوکب کے لائے کوکب نے ہاتھ چوم لیے کہا اے شہریار آپ نے کیا کاٹا
کیا ہے ایسے دیو خونخوار کو کس زور و شور سے قتل کیا امیر نے فرمایا اسکی کیا حقیقت تھی یہ نگہبان
لوح تھا اب تم میں سے کوئی ایسا ہے بڑے بڑے ساحر و کاہن نجومی جمع ہیں صندوق میں قفل لگا ہے کبھی
موجود ہے کسی کو دعویٰ قفل کھولنے کا ہے سب سار قریب آئے ہزار تدریس سے قفل کھولتے ہیں کلید کو
گردش دیتے ہیں قفل کسی طرح نہ کھلا کوکب نے عاجز ہو کر کہا آپ اپنے ہاتھ سے کھولیے امیر نے ایک
اسم پڑھ کر کلید گردش دی قفل جھڑے کھل گیا سب حیران ہو گئے کوکب کا تو رنگ رو متغیر ہو کہ شخص
بڑا کامل و اکمل ہے قفل کا کھلنا کیا کمال ہوا اب امیر نے پھر اٹھو لا ایک صندوقچی خرد نکلی امیر نے فرمایا
اسمیں لوح طلسمی ہے ہمارے واسطے سلاح طلسمی بھی موجود ہیں لباس بھی ہے اب کوکب نے دیکھا کہ امیر
نے خود زرین نکالا سر پر رکھا بہت عمدہ رنگے چار آئینے جسم پر آراستہ کیے اُس چھوٹے صندوقچی کو
کھولا ایک برق جھکی سب کی آنکھیں جھپک گئیں اسمیں سے لوح طلسم گرد آ باد نکلی الماس کی تختی حروف
ایقوت احمد کے امیر نے اُسکو گلے میں ڈالا کوکب کے اس معاملے کو دیکھ کر ہوش اُڑے ہوئے ہیں کہ یہ
ایا معرکہ ہے یہ چیزیں کسے رکھی تھیں اب امیر لوح گلے میں ڈال کر کوکب سے پھر رخصت ہوئے

چلتے وقت پھر سمجھایا کہ ہم مرحلہ جات پر جاتے ہیں تم کسی بات میں دخل نہ دینا کوکب کے ہوش اڑے ہوئے ہیں دمبدم ہی خیال ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو دیکھیے مرحلہ جات پر جاتے ہیں کہاں کہیں امیر ایک نخل کے سائے میں آئے لوح کو ملاحظہ کیا حکم دیکھ کر اسم حاشیہ لوح پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر بعد پڑھا تھا کہ آسمان پر فراتا ہوا ایک طائر قری الجبہ برابر مرکب کے اڑتا ہوا زمین پر آیا منتظر پڑھا کہ امیر کو لے اڑو امیر نے حکم لوح طائر کی پشت پر سوار ہوئے طائر لیکر امیر کو اڑ گیا کوکب تو سوچنے لگا کہا لو بارود بہ کیا غضب ہوا اس جوان کو طائر نیکیا مجھے کہتا میں سحر کر کے روک رہا ہوں سب ساحر کہہ رہے ہیں حضور یہ معاملہ سمجھ میں نہیں آتے کیا معاملہ عجائب و غرائب ہر عقل کو حیرانی طائر کو ہم خیال کو سرگردانی حفرہ عجب شخص ہر بار داب دعا مانگو کہ سامری و جمشید اسکو بچائیں تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان سے ہا ہو کی صدا بلند ہوئی اسی طائر نے لا کر امیر کو زمین پر اتارا مگر ایک ساحر سید قام بد انجام ٹپے قد و قامت کا جوان ہاتھ میں گولے ترنج و نارنج لیے ہوئے پکارتا ہوا غلسم کشا نوئے باغ پر بہار کی کیون سیر کی ہماری صحبت میں کیون درانداز ہوا تجھے زندہ نہ چھوڑو نگا اگرچہ وہ طائر بھاگ گیا اسکو بھی ڈھونڈنے کے مارو نگا اسنے ساحر کی صحبت کا تماشا دکھایا کوکب نے ساحر کو دیکھ کر آواز دی یا صاحبقران واسطہ اپنے نہ ہب کا مجھ کو حکم دیجیے ایک اشارے میں اس ساحر کو مار لوں اسکی کیا حقیقت ہو ہاتھ ہلانا کافی ہو یہ آپ کو کلمات سخت کہتا ہوں امیر نے تھلا کر آواز دی اے بادشاہ خبردار میرے مقدمے میں دخل نہ دینا یہ ساحر مختار ہے سحر سے قتل نہ ہوگا اتنی جوا میر کی ہلک جھپکی دہ ساحر زمین پر آیا ایک گولہ مارا امیر پر آگ برسنے لگی شعلہ ہاے آتش میں جھپکے کوکب نے افسوس لیتا ہوا کہ یہ جوان جل جائیگا میں ابھی باران سحر برسا دوں کیفیت برسات کی دکھا دوں امیر لوح جھپکاتے ہوئے آگ سے نکلے بغیظ و غضب آواز دی اے بادشاہ پانی نہ برسانا ورنہ مشکل ہوگی ساحر نے ہمارا گولہ مارا امیر پتلوار میں خنجر برسنے لگے کوکب کہتا ہوں مین کیا کر دوں ابھی ایک پتلہ فولادی چھوٹا وہ سب تلواروں کو توڑ ڈالے خنجر دن کو پانی کر کے بہا دے وہ جوان نہیں بٹتا ایک خنجر بھی پڑ جائیگا تو اسکی جان جائیگی لیکن وہ مجھ کو منع کرتا ہوں کیا کر دوں دو چار سحر اسنے امیر پر ایسے ہی کیے کہ تلواریں خنجر تیر و تفتاک کوئی ایسا حربہ نہ تھا کہ آسمان سے نہ برسا ہو صاحبقران زبان پر یہ کہ تم لوح کو جھپکا کر نکلتے ہیں وہ سب چیزیں باطل ہو جاتی ہیں کوکب اچھل پڑتا ہوا کہتا ہوں چھڑو چھڑو

پھر اساحر ہر علم شعبہ سے خوب ماہر ہو دیکھو کیا کیا کام کر رہا ہے بہت بڑا صاحب اختیار ہو اسی سے
 مجبوس کر رہا ہے اپنی شوکت نمائی چاہتا ہے خیر اُس کا خدا اُس کو بچائے لیکن ابھی تک حنا کا تہ نہیں ملا
 اسی پر کفن افسوس ملتا ہوں یہاں وہ ساحر سحر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچا تیغہ کمر سے کھینچا
 اب تو کو کب پہنچ اٹھا کہ یا صاحبقران شوکت نمائی کو کام نہ فرما یہ تلوار کو آ کر منہ دو کون اس ملعون کو
 چیر کر پھینک دوں امیر نے ہاتھ ہلا یا کہ ایسا ارادہ نہ کرنا کو کب نے غصے میں سینے پر ہاتھ مارا کہا یارو
 یہ جوان بالکل جاہل ہے مجبوس اسکی جان کا بڑا افسوس ہے یہاں ساحر نے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار
 پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر نعرہ کر کے تیغہ مارا ساحر نے سر آگے کر دیا گو یا سر کو سپر کیا ساحر
 کے دو ٹکڑے ہوئے کو کب نے آواز دی یا صاحبقران کیا کہنا اُن دونوں ٹکڑوں کے دو جادوگر
 بن کر تیار ہوئے امیر پر حربے کرنے لگے امیر نے پھر ایک کو مارا جون جون امیر قتل کرتے ہیں ایک ہی صورت
 کے ساحر بڑھتے جاتے ہیں ٹھوڑے ہی عرصے میں ہزار ہا ساحر ایک ہی صورت کے امیر کو گھیرے ہوئے ہیں
 حربہ ہائے سحر کر رہے ہیں امیر ننگانہ و لپنگانہ اُن ساحر دھنسنے لڑ رہے ہیں لاشہ کسی کا زمین پر نہیں معلوم ہوتا
 کو کب کہتا ہے یارو یہ علم شعبہ ہے زمین ابھی جا کر مٹا دوں گروہ جوان نہیں مانتا اب بچنا دشوار ہے امیر
 لوڑتے لڑتے خیال آیا کہ میں نے اس ساحر کو قتل کیا لوح کو نہیں دیکھا یہی خرابی کا باعث ہے بیچ
 میں سے اُن ساحر دن کے لڑتے ہوئے نکلے لوح کو ملاحظہ کیا حکم دیکھ کر سر اٹھایا کاندھے سے کمان اتاری
 ترکش سے تیریا دیکھا کہ ایک ساحر شاخ نخل پر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے اسی کے سحر سے ساحر تیار ہوتے ہیں
 امیر پر حربے کرتے ہیں بسبب لوح کے پاس نہیں آسکتے دور سے لینا لینا کر رہے ہیں امیر نے تاکا اسکی
 پیشانی پر ایک خال سیاہ تھا تاک کر تیریا اتل بھر کا فرق نہ ہوا اُسی خال سیاہ پر جا کر پڑا توڑ کر مرہ
 سر کو پار گذرا اُس ساحر کے جسم سے شعلہ آتش نکلے سب ساحر جلنے لگے ٹھوڑے ہی عرصے میں وہ سب ساحر
 جل کر خاک ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من سہیل جادو دربان طلسم بود افسوس مردیم و جان دادیم
 بطلب خود نہ رسیدیم کو کب کا یہ حال ہوا کہ وجد کرنے لگا صاحبقران جب قریب آئے تو ہاتھ لیکر
 آنکھوں سے لگائے کہا میں آپ کی جرأت کا قائل ہوں اس قدر ساحر دن کا بلوہ تھا مگر آپ کو کچھ ہراس
 نہ ہوا صاحبقران نے فرمایا ای بادشاہ عالیجاہ لوح طلسمی ہمارے پاس موجود ہے نہ دیکھا اسوجہ سے
 اتنی آفت برپا ہوئی اگر ہم پہلے سے لوح دیکھ لیتے تو یہ آفت کا ہیکو برپا ہوتی یہ بھی یقین کامل ہے کہ

برکت لوح سے کوئی ساحر ہلکو قتل نہیں کر سکتا کو کس نے کہا یہ آپ ہی کا کلیجہ ہر در نہ ایسے مقام پر آتا
 بدحواس ہو جاتا ہوا میر نے کہا اگر ایسا کلیجہ نہوتا تو طلسم کشائی پر کیوں ہاتھ ڈالتے یہ مقدمات جان بازی ہن
 اب ہم دوسرے مرحلے پر جاتے ہن اسی بادشاہ اتنا خیال رکھنا کہ کسی مقدمے میں ہمارے دخل دینا
 کل منسوبات طلسمی اسی صحرائین ہن اب ظاہر ہونے کو کس نے کہا اچھا جائیے جب امیر آگے بڑھے کو کس
 نے ساتھ والوں سے کہا یا ر واصل یہ ہر کہ یہ جوان تجھ کا کلیجہ رکھتا ہر ہم تو اسکی بہتری کو کہتے ہن ہ
 اپنی کسے جاتا ہر اب ان ساحروں کے مقابلے میں اتنا عرصہ گزرا میں ایک گولے میں سب کا کام تمام
 کر دیتا ساتھ والے کہتے ہن حضور ایسے ہی ہن یہ جوان اپنی شوکت نمائی چاہتا ہر اب جو بات بن پڑی ہر
 کیا فقرے بناتے ہن کہ اسی صحرائین منسوبات طلسمی ہن یہ خیالی باتیں ہن انکو سب کچھ معلوم ہو گیا بیان
 ایسی ایسی باتیں ہو رہی ہن امیر نے صحرائین آکر ایک لغزہ شیرازہ کیا اور آواز دی اے سب ان دھوا
 کیوں دیر لگائی ہر میرے مقابلے میں نہیں آتا یہ کہہ کر کوئی اسم بڑھا کو کس نے دیکھا اسی صحرائین ایک
 باغ ظاہر ہوا دروازے پر بلغ کے ایک فیل مست کھڑا جھوم رہا ہر امیر قریب آسکے ہوئے کو کس کے
 تو ہوش اڑے کہا لو یا ر و غضب ہوا یہ جوان زبردستی ہاتھی کے پاس جاتا ہر دیکھیے اسپر کیا گذرتی ہر
 اگر سخن ناشنود ہوتا تو میں جا کر ایک چٹکی خاک ڈال دیتا فیل جھک کر خاک ہو جاتا سب نے کہا حضور دہ کا ہلو
 مانیکا گر صاحبقران بڑھ کر چاہتے ہن کہ اندر دروازے کے جاؤن فیل مست سدا راہ ہوا امیر نے
 تلوار کھینچی فیل مست نے دھڑکا مار کر ایک گھوٹنا مارا امیر نے لوح کو چمپکا یا فیل ز فیل مار کر نابینا ہوا
 جھسوٹے سے امیر کو ٹوٹنے لگا امیر اسکے پہلو سے نکل کر باغ میں داخل ہوئے کو کس نے کہا یا ر و
 کیا عقلمند ہر کس مزے سے اندر باغ کے گیا اب جو نگاہ غور دیکھا صاحبقران اندر باغ کے گئے
 روش پر ایک ازین میں حسین نہایت حسین دریاے جواہر میں غرق لباس فاخرہ پہنے ہوئے ٹل رہی ہر
 جھلک صاحبقران کو سلام کیا ہاتھ باندھ کر عرض کی قربانت شوم آپ اس قدر کیوں تکلیف کاتے ہن
 میرے ساتھ چلیے میں بادشاہ طلسم کا سامنا کروں حکم لوح اُسکو قتل کیجیے در نہ راہ دور دراز ہر
 سالہا سال میں بھی آپ نہ پہنچنے میں عرصہ دراز سے بندگان حالی پر عاشق ہوں میرے بزرگوں
 نے مجکو سمجھا دیا تھا کہ طلسم کشا کے ساتھ سرکشی نہ کرنا در نہ قتل ہوگی میں نے بزرگوں سے کہا طلسم کشا
 کی تصویر مجکو دکھا دو ان ستارہ شناسوں نے آپ کی تصویر کھینچ کر دی میں تصویر دیکھ کر

ماکل ہوئی انتظار میں بیٹھی تھی کہ طلسم کشا صاحب شریف لائین تو میں شراکت کروں فیضانِ جادو نے نہ مانا
آپ کے روکنے کو گیا آخر بھڑوسے نے سزا پائی اور ہوا اب آپ میرے ساتھ آئیے میں سامنے بادشاہ
طلسم کے بچپون اس ناز و نیاز سے اس ناز میں نے باتیں کیں کہ صاحبقران بقیار ہو گئے اس ناز میں
نے ہاتھ بڑھا کر نہایت تکلف سے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنا شروع کیے نظم

چشم تر ہر روز پسناتی ہر پیراہن بہن
شمع کی صورت فروغِ رشتہ گردن بہن
چاہیے ہر اور بھی گردن تر گردن بہن
نیچے ہمسے گریبان دیجیے دامن بہن
چاک ہر جا سے ملا ہر پسو بدن بہن
خواب میں بھی اب نہیں آتا خیال تن بہن
دفعِ دل دکھلا رہے ہیں جلوہ گلشن بہن
مومہ سے بھی نرم ہر سنگینی آہن بہن
کم نہیں رنجِ قضا سے منت دشمن بہن

غرقِ بحرِ اشک بہن کیا حاجت دامن بہن
رہنمائیِ تیرگی ہر منزل مقصود میں
امتحان تیغِ قاتل آج کرنا ہر ضرور
دیکھ کر مجھ کو گریبان چاک کتا ہر ہلال
بعدِ مردن بھی نہیں شانِ جنون میں کچھ کمی
فرما کا ہمیش سے یہ حالت ہر کہ برسوں ہو چکے
اب کے ہر فرصتِ منت کشی اے رباعبان
آد آتشِ بار سے طوق و سلاسل بہن گداز
غیر ممکن ہر امید صحبتِ پیادے دوست

اس سوز و گداز سے یہ اشعار اس مہ جبین نے پڑھے کہ امیر کو پسینہ آ گیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آ گیا
ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا کو کب نے بیان لوگوں سے کہا ہائے کیا معشوقہ حور پیکر طلسم کشا کو ملی ہے
معشوق عاشق مزاج امیر اسکے ساتھ ساتھ محبت باتیں کرتے ہوئے چلے وہ ناز میں قدم با قدم
عذر کرتی جاتی ہر کہ مجھ پر ہی عنایت صرف رہے تھوڑے ہی غم سے میں طلسم فتح کیجیے میں آپ کو
خبر دیتی ہوں کہ بادشاہ طلسم آمارہ جنگ ہر لشکر جمع کر رہا ہے آپ ایسے وقت پر پہنچیں کہ وہ
لشکر جمع کرنے پائے اگر اسنے لشکر جمع کر لیا مشکل پڑیگی ایک جان کے لاکھوں دشمن ہیں آپ کا خدا
آپ کو بچائے امیر باتیں کرتے ہوئے بارہ دری میں تشریف لائے کو کب غیرہ بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں
اس ناز میں نے امیر کو لا کر مسند پر بٹھایا اور پکار کر آواز دی اسے سب مرئیں ہمارے بیان مہمان یا
تم سب کمان کیں اری فاشن و غنچہ دہن شیریں ادا و سرود قد اس طرح دس باج نام لیکر پکارا
کچھ بار سے چالیس کنیزان مہ جبین بہ ناز و کرمہ سامنے آئیں جھجک کر سب نے سلام کیے شہزادہ جلالی ہیں

کو کب نے کہا یا رو جیسی معشوقہ خود ہر وہی ہی کنیز میں بھی حاضر ہوئیں اب وہ معشوقہ کے ساتھ چلیں کرنگ
 طلسم کشائی ہو چکی سب کہ رہے ہیں حضور ایسی عاشق ملی اب گاہیکو وہاں اٹھائے جب کنیز میں آئیں
 تو اس نازنین نے کہا ارے کبھو کیا ٹکڑا دکھیتی ہو مہمان عزیز کے واسطے شراب لاؤ ایک کنیز دوڑ کر
 اٹھانی شراب کی لائی جام بلورین لبریز کیا اسنے پنجہ نگارین پر رکھ کر عرض کی یہ جام محبت ہر نوش فرما
 کو کب رشک میں مرا جاتا ہے کہا لو صاحبو اب شراب دیکھا اب چرچا ہوا اب عیش و حبش میں کو کب
 آتش رشک پر لوٹ رہا ہے کہنا ہے یا رو یہ جوان کیا صاحب نصیب ہے معشوقہ خاطر کر رہی ہے
 اپنے ہاتھ سے جام پلاتی ہے وہ چپے بیٹھے ہیں منہ سے بھی نہیں بولتے یہاں یہ نازنین مہجین جو
 جام ہاتھ پر رکھ کر مسکرائی سفیدی و براتی دانتوں کی برق چمکی خرم ہوش و حواس کو جلا دیا صاحبقران کا
 دل دھڑکا یا تو ہاتھ بڑھایا تھا کہ جام لیلیوں دل جو دھڑکا ہاتھ رکھا اس نازنین نے کہا کیوں حضور
 عرصہ کرتے ہیں یہ جام نوش فرمائیے خیال خیر و شر دل سے دفع ہو یہاں کو کب کہ رہا ہے یہ نخرہ
 تو جوان کا دیکھو وہ مہجین تو محبت جام پلاتی ہے وہ ہاتھ نہیں بڑھاتے نہیں معلوم کیا منظور ہے میرا دل گھبراتا ہے
 اس شخص کی نامنصفی پر غصہ آتا ہے یہ نہیں منہ سے نکلتا کہ صاحب مجھ جاؤ یہاں امیر کو خیال آیا کہ
 تم نے لوح کو نہیں دیکھا اسی وقت طرف لوح کے متوجہ ہوئے دزدیدہ نگاہ لوح پر ڈالی نوشتہ پایا
 ای طلسم کشا و ای سیارین عجائبات اگر گلشن جادو اپنے دام کمر میں پھنسلے اور شراب پلا نیکا ارادہ کر
 خبردار شراب نہ پینا لوح قبضے سے نکلی جائیگی پتھر کے ہو جاؤ گے کوئی راہ نہ کر سکیگا جام اسکے ہاتھ سے
 لیکر اسی پر پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر جب نوشتہ لوح سے مطمئن ہوئے ہاتھ بڑھایا
 کہ لاؤ صاحب شراب پلاؤ اس نازنین نے ہاتھ باندھ کر کہا میرا دل گھبراتا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ میرے ساتھ
 دغا کرین امیر نے فرمایا ای معشوقہ خود برو کون ایسا کو رنغا ہر اور کو رباطن ہو گا کہ تیرے ساتھ بُرائی کرے
 کہا میں ڈرتی ہوں بڑے بڑے مکاروں سے آپ کو سابقہ پڑیگا میں مدت سے آپ کی مشتاق تھی اب
 جو جمال جہان آرا دیکھا میرے ہوش درست نہیں ہیں سب طرح کے خیال آتے ہیں ہاتھ بڑھاتی ہے کہ جام د
 انجام کے خیال سے رکھ جاتی ہے اب کی جو اسنے ہاتھ بڑھایا امیر نے زبردستی جام لیلیا گلشن ہاں ہاں
 کرتی رہی امیر نے وہ جام اسی پر پھینک مارا اسنے ایک چیخ ماری کہ او ظالم یہ کیا کیا میں تو مستی ہوں
 تو بھی زندہ نہ بچیکلا او فیلان خود سر لیا ایسے فقرات کہتی جاتی ہے ہر سو سے جسم سے شعلہ آتش نکلے

مثل ہنرمند خشتک جلنے لگی اور کنیزین بیٹ رہی ہیں چار تہی ہیں اور ظالم بنے پہلے ہی کہا تھا کہ طلسم کشا کا
 مزاج میں رحم کہاں ہمارا کہنا نہ انا اپنے کو بلا میں پھنسا یا کنیزین جو لپٹیں وہ بھی جلنے لگیں باغ سے صدا
 اہو آنے لگی کوکب نے یہاں سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو طلسم کشا نے غضب کیا ایسی معشوقہ خوبرو کو جلایا
 وہ ہاتھی جو نابینا روزاز سے پرکھڑا تھا اُس نے جو یہ آواز میب سنی درباغ پر ایک مکراری مثل انسان
 کے آواز دی اے فیلان فیلسوار اپنے کو ظاہر کر و طلسم کشا نے گلشن کو جلادیا میں تو نابینا ہوا
 تیری جرات کا وقت ہو یہ جو کہا اندر سے اُس دیوار کے ایک جادوگر شکل میب بصورت عجیب و غریب
 تیرے ہنر ہند ہاتھ میں کتا ہوا ارے غضب کیا میری مشوقہ کو بار میں آج لٹکیا معشوق پر پھرہ سے
 چھٹ گیا یہ کھڑیل پر سوار ہوا تیرے ہنر ہند لیکر چلا صاحبقران ایک گوشے میں کھڑے ہیں وہ فیلسوار
 تیغ چمکاتا ہوا جب قریب امیر پہنچا کوکب سے ضبط نہ ہو سکا پکار کر آواز دی اے طلسم کشا واسطہ اپنے
 دین و غضب کا حکم دے تو میں جاؤں یہ ساحر زبردست ہر قیامتیں برپا کر گیا ایک اشارہ کروں کہ برق اسپر
 چمک کر گرسے مع نیل دو ٹکڑے ہوں امیر نے فرمایا خبردار میرے پاس آنیکا ارادہ نہ کرنا ورنہ سب
 معاملہ بگڑ جائیگا کوکب نے سر پیٹ کے کہا یار و سنیستے ہوا اپنی ہی کسے جاتا ہے یہاں فیلسوار نے
 جیسے ہی ہاتھ مارا امیر نے بجائے سپر کے لوح کو آگے کر دیا دارا کا قریب سر صاحبقران نہ آیا
 لہوار سے ایک شعلہ آتش نکلا اپنی آگ میں آپ ہی جلنے لگا کوکب نے کہا لو یارو اسکا سحر اٹ گیا
 جو اُس نے چاہا تھا وہ نہ ہوا اگر پورا تیغ بڑھتا تو وہی ٹکڑے ہوتے اب جو وہ ساحر جلنے لگا جسم سے
 اس کے شعلہ آتش اس قدر نکلے کہ تمام باغ آتش بہا رہو گیا ہر دیوار و در سے آگ نکلتی تھی امیر باغ سے
 باہر نکل آئے ٹھوڑے ہی عرصے میں وہ باغ جل کر خاک ہوا کوکب نے دیکھا کہ ایک لاشہ بڑھیا کا پڑا ہے
 فیلسوار اور نیل کا پتہ نہیں امیر نے پکار کر آواز دی اے بادشاہ یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا یہ وہی
 معشوقہ خواصورت ہے دیکھو اب کیا کیفیت ہے کوکب نے کہا دیکھیں ہمارا مطلب کب ظاہر ہو امیر
 نے فرمایا انشاء اللہ سب کیفیتیں ظاہر ہونگی کل منسوب بات اسی صحرا میں ہیں یہ کہہ کر امیر نے اپنے
 نام کا نعرہ کیا اب کے مرتبہ آواز دی اے افسر لشکر گرد آ باد اپنے کو ظاہر کر اس صحرا میں ایک نخل
 بنار تھا یہ کہتے ہوئے قریب اُس نخل کے پہنچے آخر اُس نخل کو بقوت صاحبقرانی اکھیرا نخل زین
 پر گرا ایک ٹہرہ نقب کا ظاہر ہوا صاحبقران اُس میں پھانڈ پڑے کوکب نے کہا اور غضب دیکھیے

لقب میں کو دنا کیا ضرور تھا کہ سحر اسے گرداڑی ایک بادوگر گردن پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحر
 ہاتھوں میں حربہ ہاسے سحریے ہوئے وہ ساحر ملکا رہا ہوا و طلسم کشا کہاں گیا کو کب نے کہا میں جا کر
 اس کل لشکر کو ایک سحر میں غارت کر دوں سب نے کہا آپ دخل نہ دیجیے وہ ہر مرتبہ منع کرتے ہیں
 یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرہ شیر کی آواز آئی کو کب نے دیکھا کہ صاحبقران پشت پر طائر کے سوا
 تعجیل چلے آتے ہیں طائر نے اگر صاحبقران کو اتارا زمین پر آتے ہی امیر نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرہ امیر تصنیف مصنف	انتم صاحب چتر و تیغ و علم	امیر عرب حسنہ ذیختم
منہم قاتل کافران جهان	ز تیغم گریزندہ نوشیرون	چور فتم بسجان پے گیرودار
پذیرفت گنجاب ملعون فرار	چو در باختر جنگ شد آشکار	شدہ بر سرم فتح و نصرت تار
گذر چون بجو لا نگہ قاف شد	جزائر پر از عدل و انصاف شد	ز دم دیو عفریت را در مصاف
لمرزہ فتادند دیوان قاف	سمندون بہجت گشتہ شکار	شدار جنگ بیدین ذلیل و نزار
در انجا چو جاہ و ادب یافتہ	سیلان ثانی لقب یافتہ	تلوار کھینچ کر جمع ساحران پر

جا پڑے تین لاکھ ساحر و نئے امیر کو چار جانب سے گھیرا ہوا امیر مصروف جنگ ہیں لوح چمکا رہے ہیں
 جب پھر عکس پڑا وہ تا مینا ہو گیا وہ جو سب کا افسر ہی اُس نے پکار کر آواز دی یارو کیا کرتے ہو اس جوان
 یہ سحر نہ کر دتلوار و تیر و تفنگ سے ارلوا ب سب ساحر و نئے تلوار کھینچی صاحبقران پر چرے پڑے
 کو کب سر پٹ رہا ہر پکارتا ہوا امیر اپنے دین و مذہب کا واسطہ میں آپ کی جرأت پر ناز کرتا ہوا
 اب مجھے اپنے پاس آنے دیجیے میں ایک سحر میں زمین اُلٹ دوں گا یہ لوگ میرے ہاتھ سے ہلکتے
 نہ پائینگے ایک سحر میں بھاگ جائینگے اگر کمندون تو اپنے ہاتھ سے اپنے گلے کاٹ لیں تم اپنے کمال کے
 آگے کسی کی حقیقت نہیں جانتے امیر نے آواز بلند فرمایا خبردار ای بادشاہ میری شرکت کا
 ارادہ نہ کرنا انشا اللہ اس لڑائی کو فتح کر لوں گا ان سب بھیاؤں کو شکست دوں گا تمقاری آرزو
 کا وقت بھی آتا ہر تم فقط تماشا دیکھو کسی بات میں دخل نہ دو ورنہ غضب ہو گا کو کب نے منہ پٹ کر
 کہا لو یار و سنا دہ تو بڑا مغرور ہو عقل و فراست سے دور ہو اپنی ہی کہے جاتا ہر تین لاکھ آدمی
 ایک شخص کو گھیرے ہیں کس کس کو جواب دیکھا ایسا نہ ہو کہ دشمن اس کے مارے جائیں سیرا دل کا پ
 رہا ہر کہ اسپر کوئی زوال نہ آجائے سب جادوگر کہتے ہیں آپ تو ہر چند فراتے ہیں انکار اپنی جرأت پر

نماز پر بیان امیر صروف جنگ میں یہ بھی خیال ہو کہ ایسا نہ ہو کہ یہ بادشاہ آپسے تو باعث خرابی ہو
 لڑنے میں بھی منع کرتے جاتے ہیں جب چار جانب سے تلوار میں خنجر نیزے وغیرہ پڑنے لگے ہر خنجر کہ
 صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوئے لڑ رہے ہیں ہزار ہا حربہ پڑ رہا ہے کس کس کو روکین زخمی بھی ہوئے لگے
 بہم چو صاحبقران کا تیرون سے مشابک ہوا کوکب نے ساتھ والوں سے کہا کیوں صاحبو دیکھو
 اب ساحرون نے گھیر لیا اکیلے کس کس کو مارینگے زخم بھی جسم پر پڑنے لگے کئی زخم کھل چکے اب سامری
 و جمشید اسکو بچائیں ایک عمر میں سب فائدہ کر سکتا ہوں مگر وہ نہیں مانتا اپنی ہی کئے جاتا ہے زخم بھی
 اٹھائے یہی کلام ہے کہ میری مدد کو نہ آنا افسوس ہمارا کچھ مطلب نہ ہوا اس شخص کی جان پر بنی رحم
 آخر کیا کریں تمام ساحر و غیر ساحر ہی کیلئے کہ کوکب و شنفیر نے امیر کو قتل کرایا صاحب اختیار ہو
 مجبور رہا اس حال کو کون دیکھے کہ میں مدد ہم مانتا ہوں تین لاکھ ساحرون سے اکیلے کی جنگ سے
 عقل سے دور رہی با خداوند سامری و جمشید بندہ آپ کا کسی بات میں کم نہیں لیکن اس شخص کے غرور
 نے اسکی جان لی یہ کہتا ہوا ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ بڑھوں صاحبقران منع کرتے ہیں کوکب بڑھکر
 رگجانا ہے لیکن امیر ننگانہ و پلنگانہ لڑتے ہوئے طرف افسر کے جاتے ہیں چاہتے ہیں کہ جا کر افسر کو
 ماروں افسر دور کھڑا ہے ساتھ والوں کو ترغیب دے رہا ہے ہر مرتبہ پکار کر کہتا ہے یا رو کیا غرت کی
 بات ہے ایک اکیلے پر تین لاکھ ساحر ٹوٹے ہوئے ہیں مقام غرت ہے اسے چار جانب بلوہ کر کے
 ٹوٹ پڑو کیا ایک ہی مرتبہ سب قتل ہو جاؤ گے امان نہ پاؤ گے افسر جاو و جو سب کا افسر ہے جب
 اس طرح ترغیب دیتا ہے تمام ساحر جو بلوہ کرتے ہیں ہزار ہا تلوار و خنجر امیر پر پڑ رہے ہیں کس کس سے
 اپنے کر بچائیں ضرور ایک دو در جسم اقدس پر پڑتے ہیں تمام جسم غریب بنا ہوا ہے مگر رشتہ نہ لڑتے ہیں
 جس غول پر جا پڑے درہم و برہم کر دیا میدان لاشوں سے بھر دیا جسم سے سر لے خون کے بلند
 نہایت درد مند مرکب طرارے بھرا ہوا صاحبقران کو بچانا ہے مگر چار جانب سے حربے پڑ رہے ہیں
 کبھی لوح کو چمکاتے ہیں ہر مرتبہ یہی قصد ہے کہ اپنے کوتاہ افسر جاو و جو بچاؤں ساحر نہیں جلتے
 دیتے ہیں اگر ایک غول ہٹا یا دس غول آکر جگے امیر کو بڑھنے نہیں دیتے کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا
 گھبرا کر گھوڑے سے کودا استینین چڑھائیں ساتھ والوں سے کہا یا ردا ب میں نہ رکونگا اب حمزہ
 قتل ہوا چاہتا ہے میرا دل نہیں مانتا کیسا سخن ناشنوی مجھ کو پکارتا نہیں اگر آواز دیتا میں فوراً

جا پڑتا ایک سحر میں سب کا خاتمہ کر دیتا کرہائے وہ میری بات نہیں مانتا اپنی جرأت پر ناز ہو میں طعن تشنیع نہ کرتا
انکو یہی بڑا خیال ہو کہ برات میں فرق نہ لگا بجکواسکا خیال بھی نہیں ہماری انکی صلاح سے یہ معاملہ ہوا ہر
تاج کا انکو خیال نہ یہ گنتا ہوا کو کب صفت سے بڑا بیان صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب علمدار پہنچے
علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کے دار کیا تن غلم علمدار کے دو ٹکڑے کیے علم شکر سرنگون افسر کا
کلچہ خون لہڑ ہوا کہ طلسم کشا نے علمدار کو ارقضائے کارا میر نے پٹا کر دیکھا کہ شہنشاہ کو کب تاج کوچ کرتا ہوا
دس قدم آگے بڑھ آیا چاہتا ہو کہ گولہ نکالوں مدد کو صاحبقران کی جا پڑوٹن امیر نے پکار کر آواز دی اور
بادشاہ خبردار میری مدد کو نہ آنا یہ سنکر کو کب نے سر پٹ لیا کہا لو صاحبو سنا تھے ابھی تک وہ ہی باتیں چلی جاتی تھیں
وہ بھی میرا کہنا نہ انیکا آخر کار مارا جائیگا انتہا کا بلوہ ہوا کیا کس کس کو روکے کس کو ٹوکے کہ تاز میدان
جلالت شیریشہ جرأت کیا تعریف کروں جہان یہ جلالت ہو وہاں یہ حماقت بھی ساتھ ہو کسی کی بات نہیں سنتے
وہاں امیر نے لوح کو دیکھا اسم حاشیہ لوح پکار کر پڑھا فرے کرتے ہوئے چلے قضاے کارا فسر نے جو دیکھا
کہ علمدار کو طلسم کشا نے مارا میری جانب آتا ہو حیران ہو گیا سمجھا کہ طلسم کشا سے میری جان نہ بچسکی زمین پر گرا
غلط کار کر پر پر داز پیرا کیے اڑ کر چلا امیر کی نگاہ لوح پر پڑی نوشتہ پایا کہ اگر یہ اڑ کر نکلیا تو بڑا فساد کریگا
امیر نے قرآن سے کمان ترکش سے تیر تین پچال کا نکالا تاک کر آرا تو وہ سینے پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گزرا
بسم سے اسکے بجائے خون شعلہ ہائے آتش نکلے ساحرون پر گرے ساحر جلنے لگے کو کب اچھل پڑا کہا صاحبو
نازاسکا بچا نہیں ہو کیا کمال کیا افسر کو بھی مارا ساتھ دالے بھی اسکے جلنے لگے مگر مقام افسوس ہو کہ ہمارا
مطلب اب تک ظاہر نہ ہوا نہ تو حنا سے گلگون پوش کا حال معلوم ہوا نہ وہ ملعون گرد آبا و جادو
معلوم ہوا کو کب تو مثل ماہی بے آب رہا ہر سین افسر جادو کے مرتے ہی اسطرح کا دتا ہوا کہ زمین
تھر گئی اسطرح کا غبار اڑا کہ تمام صحرائے ایک ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو نہیں معلوم ہوتا زمین تھر رہی ہو کو کب
لہتا ہوا باروا بتو میرا ضرور کام ہو شعلہ سے سحر روشن کردن رات کا دن کردن گردہ ظالم میرا کہنا نہ انیکا
کس غضب کا انہ میرا جو فوج غم دالم نے گھیرا ہو نہیں معلوم اس شیریشہ جرأت پر کیا گزری کو کب کہ رہا تھا کہ پھر
ایک صدائے سیب آئی صحرائے تمام روشن ہوا کو کب نے دیکھا اس صحرائے میں ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ جج بار
کتکڑے آراستہ لکھ در لکھ ساحر اندر سے قلعے کے چلے آتے ہیں یہاں لڑ ہو کہ طلسم کشا کو کپڑوں زندہ نہ بچنے پانے
اسنے بڑے بڑے ساحر دن کو مارا اپنے بھائیوں کا بد نہ نہیں مراد برائے جو طلسم کشا گرفتار ہوا دربالا سے

قلعہ ایک تخت زبردی بچا ہوا ایک ساحر سیہ قام تاج یا قوتی سر پر کبیر و نخوت وہ بد سیرت تخت پر بیٹھا ہوا
ہزار ہا وزیر و امیر گھیرے ہوئے بیٹھے ہیں اور قفس ملکہ حنا سے گلگون پوش کا آگے رکھا ہوا ہر مرتبہ
قفس پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہوا میری جان جہان داری آرام دل مشتاقان تیرے واسطے میں نے یہ جفا اٹھائی سا
طلسم برباد ہوا مقام خدائی چھوٹا مرحلہ جات شکست ہوئے طلسم کشا لڑتا ہوا آتا ہوا دیکھیے اب کیا ہو
جان بچے یا نہ بچے یہ جو کو کب نے دیکھا اپنے آپ سے باہر ہو گیا اور یہ بھی دیکھا کہ صاحبقران کو لاکھوں
جادوگر گھیرے ہیں وار پڑ رہے ہیں مگر ننگا نہ دلپنگا نہ لڑتے ہوئے جاتے ہیں نعرے پر نعرہ بلند ہر مرتبہ
فرماتے ہیں او ملعون بیدین میں نے تجھ کو سچا ناخبردار معشوقہ شاہ کو ہاتھ نہ لگانا اگر مرد ہوا تو زیر قلعہ آکر
مجھے مقابلہ کر تو جرات تیری دیکھیں مثل زردون کے کیا حرکات مباحات کرتا ہوا کسی کے ناموس پر
دست اندازی یہ حیلہ سازی وہ ساحر جواب دیتا ہوا طلسم کشا تو نے آکر یہ قیامت برباکی ورنہ اس
بادشاہ کی کیا حقیقت تھی کہ مابدولت تک آتا یا مجھے آنکھ ملتا یہ کلمات جو گرد آباد نے کہے کو کب نے
کہا اور مزا دیکھیے یہ ملعون مجھے مقابلہ کرتا ایک سحر میں چھوٹا مکدوں خاک میں ملا دون اب میں نہ رکو ننگا یہ کہہ کر
کو کب جلا امیر نے پھر آواز دی اے بادشاہ خبردار لڑائی میں شریک نہ ہونا اب تھوڑا زمانہ تکلیف کا
اور باقی ہر کو کب نے کہا اب میں کب مانتا ہوں میرے کلیجے پر چھریاں چل رہی ہیں میں معشوقہ کو دیکھتا ہوں
قفس میں گرفتار میاں کیونکر مانے جان دو ننگا ایک اشارے میں آگ لگا دو ننگا اس ملعون کا غور و مٹا دو ننگا
لاکھ کہا کر میں اب نہ سنو ننگا ضرور جا پڑو ننگا اپنی تو یہ کیفیت ہر نظم

آئینہ محتاج ہر نظارہ امتثال کو
خاک کے تپے میں آئی روح استقبال کو
شمع نے جنبش نہیں دی پائے استقلال کو
رفتہ رفتہ گود میں لینا پڑا اطفال کو
لکھتے لکھتے رہ گیا نقطہ بنا کر خال کو
وقت صحرا کر دیا ہنسنے جنوں کے مال کو
نہر کو رخ مر کو عارض برق سمجھا چال کو
جنبش لب یار کی کافی ہو دو دنوں حال کو

غور کرنا دوستو مجھ نا تو ان کے حال کو
دیکھنا تھا ہائے کس پردہ نشین کے حال کو
سر کٹے لاکھوں بلا سے آبر و باقی رہی
بڑھتے بڑھتے اشک دامن تک گذر کرنے لگے
کاتب تقدیر کو کچھ اور بھی منظور تھا
تاج گو ہر سر پہ پہنا آلبون سے خار سے
بے تکلف جلوہ حسن خنم تھا اس قدر
اب نہیں حاجت جو ہوں مسنون جسی و قصنا

روشن و تاریک میں کیسا ن مزاج بکولا
مصطفیٰ سے ہر تجھے چشم شفاعت ای نسیم

صحف رو کا ترے نقطہ میں سمجھا خال کو
مخبرش دیکھا ایزد برحق ترے افعال کو

اس بقراری سے کوکب نے یہ اشعار پڑھے کہ سننے والے رونے لگے سب نے عرص کی ای شہشاہ صبر کی
دل پر چہر کیحقیقت میں آپ نے بڑے صدمے اٹھائے اب وقت ملاقات قریب آگیا کوکب نے کہا
اب میں نہ مانوں گایہ کہ بڑھا ہر چند ساتھ والوں نے کہا کوکب نے کسی کا کہنا نہ مانا آگے بڑھتا ہوا
چلا جاتا ہر امیر اب بھی پکار رہے ہیں کہ ای بادشاہ میرے پاس آئیں کارادہ نہ کرنا در نہ بہت پچھتاؤں گا
کوکب غیظ و غضب میں سنگریزے اٹختے میں آگے بڑھا دہان امیر خندق سے چند قدم پیچھے ہوئے
پڑ رہے ہیں کہ کوکب کا نعرہ ہوا آواز دی باشیدا ی ساحران بجیا میں آپہنچا دیکھوں تو کیا سحر
کرتے ہو یہ کہ بڑا گولہ مارا کئی ہزار ساحروں کے سر ٹکڑ کرے زمین کا پانی دو تین سو جو کوکب نے کیے کئی لاکھ
جادو گر مر کر گرے کوکب بڑھتا چلا جاتا ہر چند کہ وہ وقت ہو کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہیں پہچانتا
مگر امیر اس حال پر لالہ بین بھی پکار رہے ہیں کہ ای شاہ کیا کرتا ہو کوکب کب سنتا ہو چلا ہی جاتا ہر آخر
قریب خندق پہنچا یہ تو ظاہر ہو کہ کوکب کا سحر میں مثل نہیں ایک گولہ جو مارا یا تو خندق میں آگ جل رہی تھی
پانی برسا آگ بجھ گئی شعلے بھڑکنا موقوف ہوئے امیر بھی ایک جانب لڑ رہے ہیں علمدار کو مارا علم فوج کو
قلم کیا کسی مقام پر نہیں رکھتے کوکب تو ختمہ جوالہ بنا ہوا خندق کو فرایا جادو گردن نے جو آکر رد کا
ایک سحر میں دس دس ہزار کو مارا کبھی دو ہتھوڑ میں پر مارا غار پیدا ہوا دس میں ہزار سحر اس میں
غرق ہو گئے نخل گرائے اُس میں ہزار دن کو پامال کیا امیر بھی خندق کو فرائے اُس پار پہنچے کوکب تو
برق جندہ ہر امیر سے ہزاروں قدم آگے بڑھ گیا پھانگ کو آگے گرا دیا ٹپک کر تلوار کو حبت کی ہفت
امیر کی بقراری کہ ای بادشاہ کہان آتا ہو کیوں میری مشقت کو مٹاتا ہو کوکب کیونکر کے ملکہ حنا
کوکب کو دیکھ کر بقرار ہو چیخ رہی ہو کہ ای شہشاہ عالیجاہ مجھ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے سات روز
گذرے یہ مصیبت اٹھاتے ہوئے کاشکے میری جان نکلا جائے اس ظالم کے ظلم سے سامری بچائے آ
صبر نہیں ہو سکتا ای میرے بادشاہ مجھ کو اس ظالم کے ہاتھ سے آکر بچائیے کوکب یہ صدائیں سنکر اپنے
ہوش میں نہیں ہر امیر توڑتے بھڑتے تاجہ در قلعہ پہنچے ہیں اور کوکب تو حبت دخیز کرتا ہوا بالاسے قلعہ
پہنچا گرد آ باد جادو سے کلام ہونے لگے دو گولے گرد آ باد نے کوکب کو مارے کوکب بھلا اسکے سحر کوکب

قبول کرتا ہوا شاردن میں دفع کر دیے آپ تیغے کو میک کر سبت کی چٹھے پر پاؤں جمایا لکرا اور جیامین
آپہو نچا تو نے غضب کیا ایک عورت کو لا کر ایسا لمبلا یا مردان عالم سے مقابلہ کر خبردار نفس کے ہاتھ ہٹائے ہوئے
کاٹ کے پھینک دیا کئی افسر بڑے اُن افسردن نے کوکب پر سحر کیا کوکب نے کسی کو قبضہ دار اسکا سر جھٹ گیا
کسی کی کمر میں ہاتھ دیکھے اٹھالیا چونکہ ہوائی قلم کیا پالیس پچاس افسردن نے اُس مقام پر سحر کیے کوکب نے
سب کو جواب دیے کسی کے سحر سے ضرر نہ پہونچا اُن سب مردان کو مار کر جب قریب گرد آباد پہونچے اتھو
گرد آباد اٹھ کھڑا ہوا کچھ اٹھ ہلا کچھ آنکھوں کو گردن دی پکارا یا سامری دجشید میری مدد کو آؤ اس
خالم کے ہاتھ سے بچاؤ کوکب جو برابر پہونچا گرد آباد نے ہاتھ تلوار کا مارا کوکب کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا
فوج غم و الم نے گھیر لیا انتہا کا غصہ ہو کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی اس بے ادب نے خنجر مارا
کوکب نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا سر گرد آباد کا اڑ گیا بیان زیر قلعہ امیر نے علحدہ لشکر کو مارا
علم فوج سرنگون ہوا ساردن بن فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی کوئی پکارتا تھا ای شہریار آپ کا مذہب
قبول کرتے ہیں دل و جان سے الماعت کرتے ہیں آپ کے دشمن کو ماریں امیر فرماتے ہیں تم اپنی فکر کرو
دوسرے کا خیال نہ رکھو ساحر گرد پھر رہے دیکھ رہے ہیں کہ ایک ایک کو سرفراز کر رہے ہیں دہان کوکب
نے جو گرد آباد کو مارا ایک دہانما ہوا زمین کا پنی برقیں چمکنے لگیں جدا سے ہوا بلند آسمان سے آگ
برس رہی ہے اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ کوکب گرد آباد کو مار کر نفس ٹوٹتے پھرتے ہیں نفس دستیاب
نہیں ہوتا اس وقت کوکب کا گھبراہٹا چاہتا ہے کسی سے پوچھوں کبھی مشعل سحر روشن کی کبھی آواز دی کہ
ارے کوئی حاضر ہے چونکہ صاحب حکومت بادشاہ با اختیار ہے جیسے ہی یہ آواز دی کہ کوئی حاضر ہے ایک
سنہرا قتلہ حاضر حاضر کیلے سامنے آیا کہا کیا ارشاد ہوتا ہے کہا ارے دیکھ تو نفس ملک خا کا کمان ہے میری نظر
سے نہان ہے پتلے نے چار جانب نگاہ ڈال کے کہا اس مقام پر نفس نہیں ہے کوکب نے کہا آخر نفس کہاں گیا
عرض کی غلام واقف نہیں اب کوکب کی پریشانی آئینہ رخسار پر حیرانی بیان امیر نے سب کو تسخیر کیا
سب ساحر طبع الاسلام ہوئے اب روشنی ہوئی کوکب نے سر اٹھا کر دیکھا کہ لاشہ ایک رنگی کا پڑا لوٹ رہا ہے
نفس کا کہیں نشان نہیں سر جھمکائے قریب امیر کے آیا کہا ای شہریار غضب ہوا میں تو لٹ گیا کسی کام کا نہ رہا
ملکہ حسنا کے نفس کا کہیں تہ نہیں ملتا امیر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ای بادشاہ تمہے ہمارا کتنا نامنا مقدمہ طلسم میں
داخل دینا مناسب نہ تھا ہم ہر مرتبہ منع کرتے تھے وزیر دین امیروں کو بلاد و زرا د امر حاضر ہوئے امیر نے فرمایا

کچھ ٹکو معلوم ہو کہ گرد آ باد جادو کمان ہوا و قفس لکھ حنا بھی لیگی وزیر نے عرض کی جس دن سے خداوندان
عورت کو لائے آٹھ پہرست خوشامد کرتے تھے لیکن ایسی عورت صاحب عصمت ہماری نگاہ سے نہیں گزری
آب و دانہ بھی بند رہا قفس میں قید بھی کیا لیکن اُسے یہی کہا کہ اسی شخص قتل کرنیکا تجھ کو اختیار ہے اگر میری عصمت
کو ہاتھ لگائیگا مجھ کو زندہ نہ پائیگا سر ٹکرا کے جان ونگی ہاتھ میں لباس کی انگوٹھیاں ہیں انکو چبا جاؤنگی
میرا شوہر مجھ کو چھڑائے آئیگا نہیں معلوم اُس پر کیا گزری لیکن غلام بخوبی جانتے ہیں کہ گرد آ باد فقرہ دیکھے لکلیا
بخیرا بھی ملکہ حنا کا لکلیا آپ کو دھوکا دیکھا امیر کو سنا آگیا کچھ جواب نہ دیا لیکن کوکب نے بعد عرصہ دراز
آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا اسی شہر پار آپ لوح کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے لوح میں کیا نکلتا ہے امیر نے
لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح میں یہ مضمون نکلا کہ اسی طلسم کشاد السلام والا کرام مرحلے سب شکست ہوئے
لیکن گرد آ باد جادو قفس ملکہ حنا کا لیکر لکلیا اب مناسب یہ ہے کہ طرف مشرق کے جائیے ضرور دستیاب
امیر نے فرمایا اسی بادشاہ ہمنے منع کیا تھے دخل دیکر معاملے کو بڑھایا اگر تم دخل نہ دیتے تو بادشاہ طلسم
مارا جاتا ہم بحکم لوح قتل کرتے اسی وجہ سے ہمنے کسی مرتبہ منع کیا تھے ہمارے کہنے کو خلاف جانا مقدمہ طلسم
میں ہم کیا کہیں ہم ہی تلاش کریں گے اب بھی ہمارا کہنا انا تو تم اس قلعے میں بیٹھو ہم برائے تلاش گرد آ باد
جاتے ہیں سر بھی اُس مفسد کا لائینگے حنا کو بھی تم سے لائینگے مناسب یہ ہے کہ تم یہاں سے قدم نہ ہٹاؤ ہم
جاتے ہیں تلاش کر کے لاتے ہیں یہ کہلے مرکب منگوایا پشت مرکب پر سوار ہوئے کوکب کو خوب سمجھا
آپ پشت مرکب پر سوار ہو کے بحکم لوح طرف مشرق کے چلے اب حال بد مال اُس خرمس باد یہ ضلالت کا
تحریر کرتا ہوں کہ امیر تو پشت مرکب پر سوار ہو کر تلاش گرد آ باد جاتے ہیں جہاں پہنچینگے حال خجستہ آل
تحریر کرونگا مگر جب کوکب سحر کرتا ہوا مثل شیر غضبناک بالاسے قلعہ پہنچا جس طرح تحریر کر گیا ہوں اسی طرح
مقابلہ کیا گرد آ باد نے اپنی صورت کا جوان بنا کر سامنے کوکب کے کر دیا کوکب نے بطور زندہ کور مارا وہ
گرد آ باد نہ تھا زنگی قتل ہوا گرد آ باد سوچا کہ کوکب تو میرا کیا کر سکتا ہے مگر طلسم کشا جو لڑتا ہوا اتنا ہر سکے
سامنے مشکل بڑی یہ سوچ کر صحرا میں اندھیرا کر دیا اسی اندھیرے میں قفس لیا پر پردا زبیدا کر کے ایک سب
بھاگا ملکہ حنا متوج ہو اسے بیہوش ہو گئی تھیں گرد آ باد جب دس پانچ کو س نکل آیا ملکہ حنا قفس میں
بیہوش پڑی ہیں ایک پہاڑ پر اتر آ سوچنے لگا کہ اسی عورت کی وجہ سے مقام خدائی چھوٹا طلسم میں آ کر
چھپاواں بھی نہ رہ سکا اب کسی اور ملک میں دعویٰ خدائی کر دنگا جا ہوں کوئی خبر کرونگا پھر وہ ہی رنگ

جن دو بانیگا لیکن جس واسطے یہ جفا اٹھائی وہ مطلب تو حاصل کروں خوشی سے تو یہ عورت نہ مانگی ایک
 ہونہی پڑھوں کہ قلب اسکا اٹھائے مثل میرے مجھ پر عاشق ہو یہ سوچ کر اسی پہاڑ پر فرشتہ بچھا یا مسند تکیہ
 لگا یا چند گلدستے سحر کے بنائے اسی مقام پر رکھ رکھ کر لکھ لکھ کر حنا کو ہوشیار کیا قفس سے نکال کر بھا دیا
 اب جو ملک کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہ ہی جلا د صاحب بیدار دست بستہ بیٹھا ہر منتہی کر رہا ہر ملک حنائے کہا
 اسی شخص کیوں اپنی اوقات ضائع کرتا ہر محکو قتل کر میں تیرا کہنا کبھی نہ مانو گی گرد آ باد نے سر پہ لیا
 کہا ارے ظالم میں تو تباہ ہوا دل پر چھریان چل رہی ہیں ہریان جسم کی جل رہی ہیں ملک حنائے کہا
 ا و ظالم ایک اٹھ تلوار کا مار دے بار سر اتر جائے اب دل قابو میں نہیں لائے میرا چاہئے والا میرے پہلو میں نہیں نظر

اشک آنکھوں میں ڈر سے لائے سکے	دل کی بھڑکی ہوئی ٹھکانے سکے	نہ ملی جب زبان نزاکت سے
رہ گئے دیکھ کر بلا نہ سکے	تھیں جو آسمین حیا کی کچھ باتیں	شکوہ میرا وہ لب پہ لائے سکے
کیا ہوئے تیرے حوصلے ای شک	حرف تقدیر کو مٹانے سکے	تھا یہ خطرہ کہیں پسند نہ ہوں
گالیاں بھی مجھے سنانے سکے	گو بہت پاس غیر تھا لیکن	آنکھ سے بھی وہ چرانے سکے
پاتوں چوما کیے حنا کی طرح	جب کوئی اور رنگ لائے سکے	خاشا مٹی تھی لبیک زخم مجھے
لب تک اپنے سوال آنے سکے	نہ ملی اُسے پاتوں میں ہندی	رنگ اپنا عدد و جمانے سکے
اضطراب قضا ہوا یسیر	کہ گلے بھی اُسے لگانے سکے	ملکہ حنائے اس طرح بقرار ہو کے

یہ اشعار پڑھے کہ گرد آ باد اور بھی پس گیا ہاتھ باندھنے لگا ملک نے جب نہ مانا منت و خوشامد سے
 عاجز آیا ایک گلدستہ اٹھا کر سنگھار دیا گلہائے سحر کی جو جو دماغ میں پہنچی رنگ حنا متغیر ہوا تھکر کے گری
 بیہوش چر گئی گرد آ باد نے اور سحر کیے بعد تھوڑے عرصے کے جو ملک کی آنکھ کھلی قلب لٹ گیا صورت
 گرد آ باد کی دیکھ کر کہا گرد آ باد مجھے بھی تجھے محبت قلبی ہے جو تیری خواہش ہو میں سر و چشم حاضر ہوں
 ایسے چاہئے دلے کسے ملتے ہیں یہ جو حنائے محبت کہا گرد آ باد دھپو لگیا ہاتھ باندھ کر کہا میں تجھ غلام ہوں
 عمر بھر خدمت گزار سی کرونگا ملک حنائے کہا جو تیری خوشی میں سب طرح موجود ہوں اب تو گرد آ باد ملک کو پہلو میں
 لیکر بیٹھا کتا ہر سونو صاحب میں کسی ملک میں چل کر سامانِ خدائی درست کرونگا تلو ناسب بناؤنگا آپ خداوند
 بنکر مٹیوں رنگ بندہ بانیگا لاکھوں مطیع ہونگے حنا کنتی ہیں جو بھکاری خوشی میں سب طرح تابعدار ہوں
 اب عاشق و معشوق باتیں کر رہے ہیں معشوق بھی عاشق مزاج حسینانِ جہان کے سر کا تاج خورشید بٹھا ہر

باتین راز و نیاز کی جانبین میں ہو رہی ہیں مکہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا کیوں ای خداوند آج اگر کار
قلعے میں ہوتے چالیس ہزار کنیرین ستر ہزار غلامان ترکی درومی و چینی برائے خدمتگزاری حاضر رہتے
اس وقت دست بستہ حاضر ہوتے ہمارے محارے وصل کا سامان اور یہ بے لطفی شراب و کباب بھی
میسر نہیں بیٹنگر گرد آبا د بھی رونے لگا کہا ای شہنشاہ خوبی دای سر و باغ محبوبی میں بھی اس گندہ پر
خدا کی کرتا تھا لاکھوں ہندے آتے تھے نذر و نیاز لاتے تھے جس شکر کا نام لے دیا ہزاروں میں حاضر ہوتی تھی
اب ایک گلابی بھی شراب کی ممکن نہیں میں ابھی شراب لاتا ہوں یہ کیلئے اپنے مقام سے اٹھا سا حرز پر دست
بادہ کبر و نخوت سے مست پر پرواز پیدا کر کے چلا کسی بھٹی سے ٹھرا مول لیا کچھ کا بلی مٹر کچھ کچا لولیس کر
بتجھیل آیا وہ سب سامان مکہ حنا کے سامنے رکھ دیا کہا لو صاحب یہ حاضر ہی مکہ حنا شراب کو
دیکھ کر اور زیادہ بیقرار ہوئیں کہا کیوں صاحب ہم نہیں جانتے کہ شراب کیونکر پیتے ہیں جس وقت چرچا ہوتا
و کباب کا ہوتا تھا غلامان گلہزار و ساقیان ماہ رخسار جام بادہ گلنار بعد لطف بشمار لیکر حاضر ہوا
کرتے تھے بخوشامد شراب پلاتے تھے آج یہ بے سامانی یہ حیرانی و پریشانی افسوس ایک ساتی بچہ
بھی ممکن نہیں ان کلمات حسرت پر عاشق و معشوق ہلک ہلک کر رونے لگے اپنے سامان عیش و نشاط یاد آئے
ہر مرتبہ یہی کہتے ہیں کہ ہائے اب شراب کیونکر پییں کوئی اونڈیل کے پلانے والا بھی نہیں دونوں
عاشق و معشوق اس انتشار میں تھے کہ جنگل سے گانے کی آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بعد سوز و گداز
یہ اشعار عاشقانہ گارہ ہر نظم

<p>ارمان نکجا میں کچھ عاشق مضطر کے میں دل کی طرح انکو پہلو سے لگائے ہوں دیکھے جو غضب تیرے کچھ کہ نہ سکے ظالم کہ دیتے ہو باتوں میں جو حال گذرتا ہی کسو اسطے بیرخ ہو گھبراتے ہو کیوں اتنا کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمہارا سا پڑتی ہو نظر جسجا خالی نہیں روزن سے گرد آبا و حسانے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک کوئیے کا لڑکا زعفرانی جوڑ اپنے ہوئے کلاہ بھاری سر پہ</p>	<p>آنسو نہ مرے پوچھو رو لینے دوجی بھر کے سب زخم ہیں راحت میں قاتل ترے خجور کے ناسور مرے دل میں رہ رہ گئے منہ کر کے پڑھ لیتے ہو تم اب تو الفاظ مقدر کے دو باتیں ہیں عاشق کی قصے نہیں فرسے کے کیون صبح کے دامن میں منہ چھپکے اختر کے عاشق کے بھی دل میں ہیں انداز ترے گھر کے</p>
---	--

مشیر و ع کا پانچواں پانچے چڑھائے ہوئے بھاری چوتا پانوں میں ڈنلی ہاتھ میں اس رنگ سے گاتا ہوا آٹا
 کہ جانور آشیانوں سے پھٹک پھٹک کر گر رہے ہیں آہوان صحرار چالیس بھرتے ہوئے صحرائے نکلتے ہیں آنکھیں
 گردش کرتی ہوئیں گانیوں سے کامٹھ دیکھ کر روتے ہیں کسی جانب سے شیر و صحر و کار کر نکل آیا صدگانے کی
 سنکرا ایسا مہوت ہوا کہ آہو کو شکار نہ کر سکا ٹھلتا ہوا جنگل کو نکلیا اس رنگ سے وہ لڑکا چلا آتا ہر
 حنائے بقیار ہو کر کہا یا خداوند کیا موزون تقدیر کی ہر حقیقت میں تو خداوند ہی ہر ہکو شراب
 لایکا سامنے بیٹھ کر گائیگا دل کو لہجائیگا اسکو بلائیے حقیقت میں کیا گاتا ہر ہر تان پر نشتر پڑتے ہیں
 گرد آ باد نے کہا میں ابھی لایا یہ کیکے گرد آ باد سحر کر کے گرا جس طرح باز کنشک کو اٹھاتا ہر اس طرح
 اس لڑکے کو اٹھا لایا سامنے حنائے لاکر بٹھا دیا جب ہوا چلی لڑکے کی آنکھ کھلی سلسلے ایک زن حسین کے
 ایک ساحر سیہ فام کو دیکھا ہزار دن دعائیں دینے لگا حنائے کہتا ہر آپ کی ترقی حسن و جمال گرد آ باد
 سے کہتا ہر آپ کا ترقی پر جلال ہو ایسے فقرات کہے کہ دونوں اس فصاحت و بلاغت پر خوش ہو گئے
 لڑکے سے کہا کچھ گاؤ لڑکے نے کہا مجھے فرصت نہیں اسوقت شراب کی بھٹی پر جاؤنگا سامنے شراب
 پینے والوں کے گاؤنگا پیہ پیہ سب دیتے ہیں چار چھ گنڈے لمبا مینگے باد کو ٹھٹھے پر سے گر پڑے نکا
 کو لہ اتر گیا تان سنوار خان انکا لقب ہر سارے شہر میں مشہور ہیں اب گھر کی روٹی ہمارے ذمے ہے
 گرد آ باد نے کہا صاحبزادے دو چار آنے کیسے ہم سے روپیہ لویہ کیکے روپیہ سامنے لڑکے کے پھینکا رو
 نے کہا واہ حضور ہم پیہ چیز لیتے ہیں بان نے ہماری بتا دیا ہر چینی کے ٹکڑے نہینگے ہم پیہ چیز تیرے میں
 ملکہ حنائے مقہ مار کر ہشہین کہا صاحب اس جو قوت کی باتیں سنتے ہو کیا کہتا ہر روپیے کو بڑا جانتا ہر
 گرد آ باد نے کہا میں ابھی پیے لاتا ہوں یہ کیکے دوڑا ہوا گیا پیے لایا کہا لو صاحب میں نے اس لڑکے
 کی خوشی کی پیہ نکال کر پھینکا لڑکے نے پیہ پاتے ہی ڈنلی کو درست کیا انگٹنا کے یہ غزل گانے لگا نظر

اشد ری نزاکت کہ لچک آئی کمر تک
 آہو بچے ہیں تیرے نظر یا رب کمر تک
 ہم خود سفری ہوئے ترے وقت سفر تک
 موزلف کے آئینے اگر مو سے کمر تک
 شانہ بھی نہ آجائے کہیں مو سے کمر تک

پہو بچی جو دم شوق نظریار کے سر تک
 احرار و ح زانتا قفس جسم سے ہوتنگ
 مر جا ئینگے پہلے دم رخصت طلبی سے
 کچھ دور نہیں تیری نزاکت سے جو بل کھائے
 پابوسی کا کل کوئی آسیب نہ پہونچائے

گو تج کو خبر ہو کہ نہ ہو میں نہیں غافل
گر بندہ نواز می کا ارادہ ہی تو جلد آ
کیا کیا نہ ارادے تھے مرے جوش جنوں کے
وہ صنعت ہو اک لفظ زبان پر نہیں آتا
اک طرف تماشا ہو ذرا دیکھ لو تم بھی
ہر پسند ہوں دیوانہ مگر ہر ادب اتنا
میں صنعت اجازت دے کہ میں برہنہ آئو
وہ حال نسیم اب ہو کہ دشمن بھی ہو محبوب

آہن مری ہو آتی ہیں ہر شب ترے در تک
ہوں آج کی شب اور بھی مہمان سحر تک
ہو چنانہ گمراہ تھ گریبان سحر تک
جاسکتی نہیں میری دعا باب اثر تک
لے آئینگے انکو یہی کہتے ہوئے گھر تک
آتی ہو قدم لینے کو وحشت مرے گھر تک
آتا نہیں دامن بھی مرادیدہ تر تک
ٹھہرنا چھپاتا ہی مرا زخم جلر تک

اس رنگ میں یہ غزل لڑکے نے گانا شروع کی کہ ملک حنا سے کلکون پوش و گرد آ باد جادو جوش
عشق میں رونے لگے ملک حنا نے کھنفسوس ملکر کہا کیوں صاحب دورنگی زما نے کی ظاہر کی بھی شادی
کبھی غم کبھی عیش کبھی الم مختاری خدائی مٹی ہمارے ملک کا نشان گیا اب بھلا کو کب اپنے ملک میں کاہیکو
آئے دیکھا نام سنکر سزا ہو جائیگا کیوں صاحب اس سے مقابلہ پڑیگا اس جلا دے کون لڑیگا وہ سحر میں
بلد سے روزگار ہو اس سے کون مجاہد کر سکتا ہو سحر اس کا غضب سامری و جہشیدہ اس کے سحر میں بڑا بھید
گرد آ باد نے کہا کہ ای جان جان نہ کھراودہ کیا کر سکتا ہو دونوں عاشق و معشوق خوش بیٹھیں میں سحر
چرخ فضا طائر وں کی زمزمہ سرائی نسیم عنبر شمیم حل رہی ہو پھولوں نے آنکھیں بند کر لیں لطف لان غنچے نے بھی
غون غان شروع کی ان سب کو ناگوار ہو کہ یہ گلفزار اس بھیا کے پہلو میں ماہ تابان مرجع عقب کے
قابو میں ہو مقام افسوس ہو گرد آ باد نے کہا ای ملک عالم خدائی میری حمزہ نے مٹائی مختاری محنت میں
مہسوت تھا کچھ نہ بن پڑا اتنا بڑا طلسم چھوٹا فلک برفقار نے لوتا لیکن مابدولت کو سب طرح کا اختیار ہو
اس سے ہر طلسم بفا سکتا ہوں اس سے زیادہ عجائب غرائب ہوں بے لوح کا طلسم بناؤنگا اور
کسی مقام پر دعویٰ خدائی کرونگا سب بندے جمع ہو جائینگے بیمار صحت پائینگے مراد مند روڑے ہوئے
آئینگے حنا سے یہ باتیں کر کے لڑکے کی جانب اشارہ کیا کہ جام شراب ملو کرو مبلوادر ملک عالم کو لپاؤ اس
لڑکے نے گنگنا کے دو چار شعر عاشقانہ گائے جس میں کا ایک شعر یہی نا سنچ پیتا ہوں خون دل نہ
خواہش شراب کی دل نہیں رہا ہو کساو ہوس ہو کیا ب کی + گرد آ باد سے آنکھیں ملا کر پکارا مٹھا

سیت جوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان ماند چنین نیز ہم نہ خواہد ماند + گرد آ باد جادوئے کما
ای طفل تو نے دل خوش گردیاد و نون ہاتھ بڑھا کر جام لیا انجام کا خیال نہ ہوا جوش محبت معشوقہ میں پی گیا
دوسرا جام لڑکے نے لکھ چنا کو دیا لکھنے بھی خوشی خوشی جام پی لیا بحر میں گرد آ باد کے بہوت ہو رہی ہے
اپنے نیک و بد کا جوش نہیں جام پیتے ہی آنکھوں میں سُرخ آئی چہرہ گلنار ہوا وہ لڑکا غزلین گاہ رہا
شراب پلا رہا ہے دو دو جام جب دو نون کو پلائے گرد آ باد نے خوش ہو کر کہا صاحبزادے کیا کنت
کیا کیا غزلین گاہ رہے ہو دل کو بھار رہے ہو اسوقت سامان خدائی آنکھوں کے نیچے پھر گیا سب بندے
ہمارے سجدہ کر نیکو آئے ہیں سجدے کر رہے ہیں بہت سے دور کھڑے ہیں چاہتے ہیں ابد ولت کے
پاس آئیں جی چاہتا ہے سب کو بلالون سب بندے ہمارے عذر کر رہے ہیں لڑکے نے کہا ضرور بلائیے سب
پلوین بٹھائیے گرد آ باد نشے کے جوش میں اٹھا کتا ہوا بڑھا کہ ای بندگان من میرے پاس آؤ خداوند
تمہارے مشتاق ہیں چند قدم اٹھ کر چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر اگر الملکہ یہ کہہ کر اٹھی کہ ارے
میرے وارث کو کیا ہوا چند قدم چل کر یہ بھی گری لڑکے نے کرے خنجر نکالا نگرہ کیا نگرہ چالاک

بھاری من آنم چست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید باد گرد تیز گام	خلیفہ اولم چالاک نام

لیکد گرد آ باد کو خنجر مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی
آواز میں مہیب آئین آخر کو صدا آئی کشتی مرا نام من گرد آ باد جادو بودا بندھیرے میں چالاک
ٹٹولتا پھرتا ہے کہ اُس عورت کو پاؤں اُسکو بھی قتل کر دیں لیکن ہوائے تند سے حیران و پریشان ہو بھی رہتا
ہے کہ یہ دونوں کون ہیں پھر دل سے کہتا ہے کہ کوئی ہون سا حردن کا قتل کرنا ہی مناسب ہے یہی قبلہ و کعبہ کا
حکم ہے کہ جانتک ہو سکے ساحر و کوشانا چالاک تو اس فکر میں ہے قصائے کار شہنشاہ کو کب رشتہ خیمہ جو
آسمان پر اڑا ہوا آتا تھا اسکے کان میں آواز پہنچی کہ کسی نے گرد آ باد کو مارا حیران تھا کہ کیا امیر ہو چکے
اُسی مقام پر آیا آسمان پر سے دیکھا کہ لاشہ گرد آ باد کا زمین پر پڑ رہا ہے ایک عیار طرار خبر برسنے ہاتھ میں
ٹٹولتا پھرتا ہے چاہتا ہے کہ حنا کو قتل کر دیں گھبرا کر آواز دی خبردار ادا عیار کیا کرتا ہے شہنشاہ کو کب
چالاک نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک بادشاہ زبردست آسمان سے نگرے کر رہا ہے چالاک گھبرا گیا
ناچار بخون جان پہاڑ سے کودا ایک درے میں چھپا دیکھ رہا ہے کہ وہ ہی بادشاہ زمین پر آیا اس نے زمین

ہو شیار کیا اب جو وہ حسین اتھی ساخر تو مر چکا ہوا تر گیا ہوا اپنے وارث کو دیکھ کر پٹ گئی چھین مار کر رونے لگی
 کتنی تھی امی شہنشاہ اس ملعون کو سامری و حبشید نے غارت کیا اس بیچا نے بڑے بڑے صدمے دیے
 آبرو میری آپ کے اقبال سے بھی اس وقت اُس نے سحر کے مہوت کر دیا تھا ایک گویا آیا اُس نے اُس ملعون کو
 مارا میری آبرو بھی در نہ میں اپنے آپ میں نہ تھی نہیں معلوم یہ کون دوست صادق تھا کہ جس نے آبرو بچائی
 کو کب نے کہا امی ملکہ عالم بڑی خیر ہوئی اگر امیر آجاتے تو غضب ہوتا میں نے وعدہ کر چکا تھا کہ مسلمان
 ہو جاؤنگا اب چلو کل چلین ایسا نہ ہو کہ امیر آجائیں اسی وقت اُس بادشاہ نے ایک تخت بنایا سپر
 آپ سوار ہوا اُس نازنین کو بھی بٹھالیا سحر سے تخت اُڑا کر چلا جب وہ آسمان پر روانہ ہو گیا چالاک
 اُس درے سے نکلا حیران تھا کہ یہ کیا شعبہ ہے آخر مجبور ہو کر ایک جانب چلا بڑا تردد تھا کہ امیر کو کہاں جا کر
 ڈھونڈھوں اسی سوچ میں جاتا تھا کہ صبح سے گرداڑی دیکھا کہ امیر پشت مرکب پر سوار گھوڑا ڈالے
 چلے آتے ہیں چالاک امیر کو دیکھ کر مثل گل شگفتہ ہو گیا امیر نے دور سے چالاک کو دیکھا بے اختیار
 پکارا اٹھے امی متروالا گھر کیونکر آئیکا اتفاق ہوا براے خدا بتاؤ کہ لشکر پر کیا گزری علمشاہ نے کیا کیا
 چالاک رونے لگا کہا امی شہریار کس زبان سے بیان کروں کہ کیا کیا قیامتیں گزریں لشکر تباہ بادشاہ
 جمجاہ حیران و مضطر رستم پلشتن اپنے بیگانے کو نہیں پہچانتا جو سامنے ہو چکا اُس ظالم کے ہاتھ سے
 زخمی ہوا غلام آپ کی تلاش میں نکلا لشکر ہے کہ آپ سے ملاقات ہوئی اب جلد چلیے ورنہ کسی کو زندہ نہ
 پائے گا یہ حال مصیبت مال سکر صاحبقران گھبرا گئے جملہ امورات بھولے فرایا امی چالاک جلد چلو
 بدعت رستم سکر قلب تھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا سب کو جا کر خیر سے دیکھوں تو دل کو تسکین ہو یہ کہہ کر
 صاحبقران ساتھ چالاک کے چلے راہ میں امیر نے سب حال اپنا بیان کیا چالاک نے کہا میں نے بھی
 ایک جادوگر کو مارا کہ نام اسکا گرد آ باد تھا امیر نے فرایا اسی کے مرنے پر ایک بادشاہ مسلمان ہونیکو
 تھا میں اُسی کی فکر میں تھا اب مجھے لشکر بھی چھوڑنا واجب و لازم ہے یہ باتیں کرتے ہوئے امیر اپنے لشکر کی جانب
 چلے اب حال لشکر کا تحریر کرتا ہوں جو جو ظلم ہاتھ سے علمشاہ کے اہالی لشکر پر گذرے جلد اول میں نے
 سب حال موجود ہیں انجام داستان ضرور ہے علمشاہ عشق میں ملکہ حسین کے بیقرار ہیں ساتویں دن پھر
 طبل جنگی بجا دیا بادشاہ کو خبر ہو چکی یہاں بھی طبل جنگی بجا شب بھر تیار رہا ہوا صبح کو دونوں لشکر
 میدان کارزار میں آئے حسین جادو دریا سے جواہر میں غوطہ زن معشوقہ پرفتن بارہ ہزار جادوگر و زون

ساتھ لیے ہوئے ایک جانب اگر ٹھہری علمشاہ سے اشارے ہو رہے ہیں علمشاہ کی بقیہ اوی کرب
 باد رفتار کو بڑھایا سامنے تخت لقا کے آئے اجازت خواہ ہوئے بت پرستوں کے حق میں بہتری ہوئی بخشی
 میں حسین کے بہوت بختیارک نے کہا اور رستم لکھ تھاری محبت میں رات بھر بقیہ ار رہتی ہیں اب
 بارگاہ سلیمانی لاؤ امیر کو تو ان کے سرداروں نے چھپا دیا علمشاہ نے کہا میں ابھی بارگاہ لاتا ہوں
 صاحبقران کو بھی تلاش کر کے لاؤنگا جب سو دوسو سردار مارے جائیں گے آپ ہی بقیہ رہ کر دوڑے
 آئیں گے یہ کہتے ہوئے میدان کارزار میں آئے پکار کر آواز دی اور فرقہ خدا پرستان بارگاہ سلیمانی
 دوسر صاحبقران کی محکومتلاش ہر یا تو انکو بھیج دینے جسکو متنازع کی ہودہ آئے لندھو و غیرہ نے
 قصد کیا تھا کہ نکلیں بادشاہ نے سب کو منع کیا فرمایا میں اپنے عم نامدار کو سمجھا کر لے آؤنگا کوئی صاحب
 قصد نہ کریں یہ کہہ کر کب خنک سیاہ قیطاس پہنوا ہوئے سب سردار قدموں سے پٹ گئے
 کہتے تھے اے شہریار رستم اپنے ہوش میں نہیں ہیں ایسا نہ ہو سرکار کے ساتھ بے ادبی کریں ہمارے
 کو کچھ بن نہ پڑیگا بادشاہ نے فرمایا میں اگر جاؤنگا میرے عم نامدار میرے ساتھ بے ادبی نہ کریں گے
 یہ فرماتے ہوئے میدان کارزار میں آئے سامنے رستم کے ٹھہرے رستم نے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا
 اے عم نامدار مقام افسوس ہے کہ آپ فرزند دلبند صاحبقران ہیں آپ نے یہ کیا وضع بنائی ہے لشکر
 میں چلے ایسا نہ ہو کہ بدنامی ہو حقیقت میں صاحبقران لشکر میں نہیں ہیں ورنہ خدا دبر مہتا آجیے و
 ایک زن بازاری کے یہ فساد برپا کیا ہے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ حسین کو بلو ادونگا آپ کے سپاہیوں
 میں بھادونگا بادشاہ نے زن بازاری جو کہا علمشاہ کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا کہ آپ میری معشوق کا
 نام بے ادبی سے کہتے ہیں سرکاٹ لونگا بادشاہ نے سر جھکا کر فرمایا اگر اس سر سے آپ کا مطلب حاصل ہو
 تو میری عین خوشی ہے یہ سن کر علمشاہ نے ہاتھ تلوار کا اراتاج شہنشاہی کٹا سر بھی شاہ کا زخمی ہوا
 سرداروں نے جو دیکھا سب دوڑ پڑے یہ کہتے ہوئے کہ رستم نے بڑا غضب کیا بادشاہ کو ہار سے
 زخمی کیا اس ظالم کو قتل کر دے سرداروں نے آکر رستم کو گھیر لیا تلواریں اٹھانے لگیں علمشاہ شیرانہ
 طور سے ہر جگہ ہاتھ ارا اسکا سر زخمی ہوا کسی کا شانہ چھوٹ پڑا بختیارک نے کل فوج کو اشارہ کیا
 حسین کو آواز دی لو ملکہ عالم آج رستم پر غضب کا بلوہ ہے ایسا نہ ہو کہ تمہارا معشوق مارا جائے جلد
 سحر کرد حسین بڑھی سحر جو بڑھ کر کیا بارہ ہزار کنیزوں نے بھی بڑھ بڑھ کے سحر کیے سرداروں کے گھوڑے

شعبہ کرنے لگے بدعت علم شاہ حسین کا سردار شاہ گہرائے شکر پامال ہونے لگا سمجھے کہ اسکے سحر سے سردار کیونکر بچیں لیکن ایسی معبود حقیقی و اعلیٰ رب تعالیٰ اپنے بندوں کو ان ظالموں کے ہاتھ سے بچانے ایسا نہ ہو کہ لشکر پر شکست ہو تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہیں اصل یہ ہر نظم

نظم را انسان تو او خلاق اکبر ساختی	قطرہ را گو ہر نمودی خاک را ز ر ساختی
گاہ بر را بجز کردی بجز را بر ساختی	گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی
مسرتا بان ساختی و ماہ انور ساختی	شمع حُسن خود بہر محفل منور ساختی
تا بجز نسران خود کردی شہان ملک را	گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی
اہل دولت را گمے کردی تو در دیش و فقیر	تنگہ ستان را ببال و زر تو نگر ساختی
گسران را و الفت را تو گشتی رہنما	خاکساران جان را کیمیا گر ساختی

بلکہ کرجہ بادشاہ نے دعا کی سب سرداروں نے آمین کہی دریا سے رحمت الہی جوش میں آیا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پردہ بیابان گردے برخاست دیکھا کہ صاحبقران پشت مرکب پر سوار چالاک رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے صاحبقران تشریف لاتے ہیں امیر نے بھی دور سے دیکھا کہ رستم کی بدعت جادو گریوں کی طاقت تمام سردار حیران و پریشان یہ حال پر لال دیکھ کر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا وہیں سے نعرہ کیا ادبے ادب خبردار یہ کیا حرکت ہو اب آگے نہ بڑھنا چالاک نے عرض کی کہ اے شہریار رستم اپنے ہوش میں نہیں ہیں سمجھ کے مقابلہ کیجیے گا اول علاج حسین کا واجب و لازم ہے صاحبقران نعرہ کر کے جا پڑے جو سردار گھوڑوں سے گرے تھے یا مرکب بد لگامی کر رہے تھے صاحبقران نے جو ہکار کراسم اعظم پڑھا سمجھوں کے مزاج درست ہوئے چالاک دھپت ہوئے شمشیر زنی کر کے لگے پھر جھکے لو ارجلی حسین کے سحر نے قیامت برپا کی ہر جہہ بڑھکر سحر کرتی ہر غول کے غول پامال ہوتے ہیں امیر اسسم اعظم پڑھتے پھرتے ہیں اگر ہزار بچے دو ہزار پامال ہوئے صاحبقران ہر طرف جاتے ہیں اپنے سرداروں کو بچاتے ہیں مگر اتنے بڑے لشکر میں اکیلے کدھر کدھر جائیں کس کس کو بچائیں زخمی ہونے لگے لشکر لقا بڑے زور و شور سے جنگ کر رہا ہے لقا نے اشارہ کر دیا تمام کفار جنگ کر رہے ہیں چالاک فکر میں پھرتا ہے قضاے کار ملک حسین سحر کرتی ہوئی جاتی ہے ایک مقام پر

کسی جوان نے بڑھ کر رستم کو نیزہ مارا حسین نے بڑھ کر دانہ ماسن کا پھینک مارا وہ جوان جہلگر
 خاک ہوا چاہتی ہو کہ رستم کو لے بھاگوں بختیارک نے مسناد دیا ہو کہ آج غضب ہو جائیگا حمزہ
 صاحب اسم اعظم ہو بہتر ہو کہ اُنکا سامنا ہو اگر سامنا ہو گیا تو سحر نہ چلیگا بقول شخصے کا لے کے سامنے
 چراغ نہ چلیگا حسین فکر کر رہی ہو کہ لڑ بھڑ کر نکلیاؤں رستم کو بھی لے نکلوں ایک مقام پر کھڑی ہوئی
 سحر کر رہی ہو کئی سو کو بے دست دپا کیا ہو گھوڑے دوڑے دوڑے پھرتے ہیں سوار مرکبوں سے گتے ہیں
 کہ ایک کنیز لباس فاخرہ پہنے ہوئے دوڑتی ہوئی قریب آئی کہا ایسا عالم صاحبقران کے آنے سے
 اہل اسلام تھکے اور مجھے ہوئے لڑ رہے ہیں آپ حمزہ پر سحر کیجیے میں گرفتار کر لوں گی حسین اُس طرف بڑھی
 صاحبقران پر سحر کرنے لگی جیسے ہی اُس طرف بڑھی پشت پر نعرہ ہوا اولمعو نہ کہاں جاتی ہو نہم ہر
 بن مہتر چالاگ بن عمرو یہ کئے خیرا حسین کا شکم چاک نقصہ پاک مرنا حسین کا یا تو رستم لڑ رہے تھے
 یا گھوڑے سے گرے بیوش ہو گئے سمک بلیداقی عیار لڑتا بھڑتا قریب پہونچا عقا اُس نے جو اپنے
 آقا کو اس حال پر لال میں دیکھا آکر اٹھایا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا علمشاہ نے آنکھ کھول کر پوچھا
 ایو یار و فاداریہ بت کسے میرے گلے میں ڈال دیے سمک بلیداقی رونے لگا کہا ایو شریار
 آپ سے عجب حرکت سرزد ہوئی اپنے قبلہ و کعبہ کے قتل پر کمر باندھی تھی فرزند کو اپنے زخمی کیا
 صاحبقران وقت پر آگئے حسین قتل ہوئی اب آپ اپنے ہوش میں آئے علمشاہ نے کہا آ
 قبلہ و کعبہ کو کیا منہ دکھاؤ لگا کوہ و دشت و بیابان میں سر ٹکراؤ لگا علمشاہ گھوڑے پر سوار ہو
 ایک جانب چلے یہاں کنیزان حسین لاشہ حسین کا لیکر طرف ہوش ربا کے بھاگین لقا نے
 طبل امان بجوایا صاحبقران بفتح و فیروزی پٹے سمک بلیداقی نے بڑھ کر خبر دی کہ حضور
 چہلگر خبر لین رستم نکلیے جاتے ہیں آپ کے سامنے آتے شراتے ہیں صاحبقران زمان نے
 گھوڑا بڑھایا چکار کر آواز دی ایو نور نظر کہاں جاتے ہو ہکو ثابت ہو کہ تم اپنے ہوش میں نہ
 اسکا حجاب کیا جلد بیٹو میں دہن آتا ہوں علمشاہ نے جو باپ کو رو دتے ہوئے دیکھا
 گھوڑے سے کود پڑے ردال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی معاف فرمائیے امیر نے
 گلے سے لگا لیا خوشی خوشی فرزند کو ساتھ لیکر پٹے لشکر میں عبیر ہوئی قاسم وغیرہ سامنے علمشاہ
 کے آئے علمشاہ نے سب کو گلے سے لگایا سب نے عرض کی آپ شرمندہ ہوں ہکو معلوم ہوا

یہ باعثِ سحر حسین جادو تھا چالاک نے اُسکو راتِ آپ ہوش میں آئے غدر آپ کا بیکہ رہی
 سب سرداروں نے آکر گھیر لیا ایرج نوجوان نے قدموں کو بوسہ دیا جملہ سردار علم شاہ کے
 ساتھ لیے ہوئے بارگاہِ سلیمانی میں آئے دورہ سرداروں کا بندھا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی
 بادشاہ نے جشن کیا وہاں زمرہ شاہ باختری شکست خوردہ اپنی بارگاہِ ضلالت میں آیا پکار کر
 آواز دیا کہ بندگانِ من قدرت مرادیری اُس ملعونہ کو غرور ہو گیا تھا قدرت نے اُسکو جہنم میں
 بھیجا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہیں افراسیاب کو نامہ لکھو کسی ایسے ساحر کو بھیجے کہ غرور نہ کرے
 بختیارک نے اُسی وقت نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ امیر افراسیاب تم سے خداوندِ خفا میں تمہارے طلسم
 کو برباد کر دینگے جلد کسی اور ساحر کو بھیجو کہ گرو غرور نہ کرے یہ نامہ بطورِ قدیم جانا ہے کہ ذکر اسکا وقت پر
 تحریر ہو گا یہ داستان متعلق جلد اول ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مروارید گلزار پوش دختر بلند اختر سہیل روشن ضمیر برادر
 کوکب و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوصن ساقی نامہ موافق مضمون مقام

طبع سنبھل کہہ گاہست پریشان ازمن	کہ دورت بدل دشت دیابان ازمن
چہ کسم من کہ نہ صحرا نہ گلستان ازمن	نہ ہی می رود آن نوگل خندان ازمن
میکشد خار درین بادیہ دامان ازمن	
لطفت ہی پرستم آلودہ کرم میں آزار	دل کہیں اور ہی بیٹھا ہی بغل میں ناچار
ایک دم بھی تو نہیں شوخی عیب سے قرار	بامں آمیزشش و الفت موج ست و کنار
روز و شب بامں و چوستہ گریزان ازمن	
کسو ڈھونڈھوں میں کہاں جاؤں کہ باقی نہیں دم	کیا کروں اُٹھ نہیں سکتا ترے کوچے سے قدم
وقت رحم و دم الطاف ہی ہنگام کرم	تسری رنجتہ بالم بہ پناہ کہ روم
تابے سرکشی ای سرو خرا مان ازمن	
ابتلاک صد مہ الفت سے نہیں ہوں آگاہ	کچھ بھی دشوار نہیں میری گرفتاری آہ
کوئی دلدار ہوا اور کوئی اداسے دلخواہ	بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ

میتوان برد بہر شیوہ دل آسان از من

کہنے ہین رند قدح کش مری صحبت سے خدر
ایسے ناکام کے بھینے سے تو مرنا بہتر
جل رہا ہوں مجھے کیا آتش دوزخ سے خدر
نہیت پر ہیز من از زہر کہ خاکم بر سر

ترسم آلودہ شود دامن عصیان از من

گفت کشادہ ہو پر افسوس نہیں دست کرم
ہین گرد الیک شہنشاہ اقا لیم ہم
گر کوئی سے تو ہین جان دینے تلک حاضر ہم
گرچہ مورم دے آن حوصلہ با خود دارم

کہ بہ بخشم بودار ملک سلیمان از من

قابل چارہ نہیں ہو مرا احوال سقیم
رد گئے سرچہ مرے سارے اطباءے فہیم
تجوہوسن کی سی الفت ہو نہ ویسا تو حکیم
اشک بیودہ مرزیاں ہمہ از دیدہ کلیم

گرد غم را نتوان شست بطوقان از من

چہرہ سیاحان منازل عجائب و غرائب و طو کنتہ گان منازل پر ہول مصائب اس داستان حیرت
بیان کو یوں تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین سخن را بکری نشاند اینچنین واضح را
بہینا منیا سے ناظرین والا مقام ہونا ظہرین کو یاد ہو گا کہ جب ملک بران نے دریائے خونروان
کو خشک کیا اور پل پریزادان کو ٹوڑاڑی قیامت کی اُس دن تلوار چلی تھی تین شبانہ روز ایک طرف
پر جنگ رہی بلند چارم ہین مذکور ہر کہ جب ملک بران دریا کو خشک کر کے نکلیں اُس وقت
عشاق سبزہ رنگ استاد افراسیاب آکر پہونچا اسنے ملک کو تیغہ سحر کش سے قتل کیا کو کب نے
اُکڑ سب کو بھگایا اور نور افشان سے اُکڑ خبر دی کہ جب عشاق اراجا یگات ملک بران زندہ
ہونگی اُسی کے سحر میں مبتلا ہین کو کب نے لاشہ ملک بران کا تالاب جمشیدی میں رکھا اب ایک
جملہ عرض کرتا ہوں کہ ناظرین بنور ملاحظہ فرمائیں کہ کو کب کا ایک بھائی ہو کہ نام اُسکا سہیل و شغیر
ہو ملک سہیلیہ کا حاکم جس رند قصر نور افشان میں خواجہ عمر و نور افشان سے مناظرہ ہوا
سات سو پڑت جمع تھے سب لکڑ سال کرتے تھے خواجہ عمر و سب کو جواب دے رہے تھے آخر بعد
تقریب سے عرس کے کو کب و نور افشان بیکار آئے کہ ہمیں ثابت ہوا مذہب خدا سے نادیدہ ٹھیک
ہر وہ کافر ہو کہ جسکو اُسکی وحدانیت میں تشکیک ہو سب پڑت چلے گئے سہیل و شغیر بھی اس

جلے میں تھا اپنے مکان پر آیا وزیروں امیروں سے کہا آج سے میں کوکب کا منہ نہ دیکھوں گا وہ مسلمان ہو گیا
آمد و رفت موقوف کر دی مگر کا شانہ عفت میں ایک گوہر بے بہار رکھتا ہے یعنی دختر بلند اختر کہ نام نامی اسکا
ملکہ مروارید گلنار پوش ہے حسن جمال میں بنیطیر سحر و ساحری میں بلا سے روزگار ہمراہ ملکہ بران کے
پرورش پائی ہے سہیل کو فکر تھی کہ کسی سے اسکی شادی کروں اکثر بادشاہوں کے نامے بھی آئے سہیل نے
ما منظور کیا ایک بادشاہ عالیجاہ چالیس ملک کا مالک راہ سحر و ساحری کا سالک موسوم بہ شہنشاہ
شعلہ خیر اسکا نامہ سہیل نے منظور کیا بڑے دھوم سے مانچھا روانہ کیا مگر لکھ بھجاکہ تم مع فوج و لشکر ہمارے
ملک میں آؤ یہاں سے مروارید کو بیاہ کے لیجاؤ وہ خوشی خوشی مانچھا پن کے سات لاکھ فوج ساتھ گئی مگر
چھکڑا اسباب ضروری کا ہمراہ طرف ملک سہیلیہ کے چلا کہ پہونچنا اسکا سرحد ملک سہیلیہ میں تخریر ہو گا
لیکن ملکہ مروارید نے جب زعفرانی جوڑا پہنا اور کنگنا ہاتھ میں بندھا اس روز سے آب و دانہ ترک کیا
اسقدر وئی کہ انیسین چلبیس گھبرا گئیں بوقت سحر سہیل سے اطلاع کی کہ شب سے صاحبزادی نے کھانا نہیں
کھایا یہ سنکر سہیل دوڑا ہوا آیا بیٹی کو گلے سے لگایا پوچھا ای فرزند کیوں اسقدر بیقرار ہو جو کہ وہ ہی
سامان کروں مروارید نے کہا اپنے چچا جان سے مجھوٹے ملکہ بران سے اور ہم سے وعدہ تھا کہ ایک کی
شادی میں ایک شریک ہو جب تک ہمیشہ صاحبہ آئینگی میں شادی نہ کرونگی سہیل نے کہا ای فرزند
یہ تمہیں اختیار ہے نامہ لکھو بہن کو بلاؤ اسنے کیا دشمنی ہو نقطہ کوکب سے نہ لونگا مروارید نے اُسی وقت
ایک عرضی لکھی کہ اے عم نامدار اگر آپ کو والد سے رنج ہے مجھے ان باتوں میں کیا دخل اس کنیز کی شادی
درمیش ہے ہمیشہ صاحبہ کو ضرور بھیجے ورنہ میں تڑپ تڑپ کے اپنی جان دوں گی نرگس نام کنیز سامنے
حاضر تھی کہ یہ نامہ لیکر جاؤ نامہ چچا جان کو دینا اور عرض کرنا کہ ہمیشہ صاحبہ کو ساتھ لیکر آئیں کنیز نا
لیکر چلی یہاں وہ وقت ہے کہ شہنشاہ کوکب قصر جمشیدی میں داخل ہیں و ذرا دیر حاضر ہیں دربار
میں ذکر ملکہ بران کا ہو رہا ہے کوکب کہتا ہے کہ یار و عشاق کا مارا جانا بہت مشکل ہے کون اسکو
تلاش کرے گا ہلکوزنگی سے بران کی یاس ہے یہ ذکر تھا کہ نرگس کنیز آ کے پہونچی کوکب کو سلام کیا
عرضی پیشکش کی کوکب نے کھولکر عرضی کو پڑھا جب نام ملکہ بران کا آیا چچین مار کر رونے لگا نرگس
نے کہا کیوں شہنشاہ خیر تو ہے کیا اس کا غد میں لکھا ہے جو حضور اسقدر بیتاب ہوئے کوکب نے کہا ای
نرگس ملکہ مروارید نے بران کو شادی میں بلایا ہے بران سیار گلشن جان ہو میں تالاب میں

لاشہ رکھا ہو عشاق سبزہ رنگ نے ارڈالا اُس بچیا کا وار چل گیا ہماری طرف سے کہنا کہ شادی ہو
 مبارک ہو تیرا ان کی ملاقات غیر ممکن ہو اس وقت غم تازہ ہو گیا اتنا غم میوں نے کہا کہ جب عشاق ارڈا
 تو تیرا ان زندہ ہونگی شاید ہماری زندگی میں یہ معاملہ ہو یا نہ ہو یہ حال مصیبت آل سنکر نرگس روتی پتی چلی
 ملکہ مروارید اُسی حال میں بھی رہیں کہ نرگس روتی پتی سامنے آئی مروارید نے گھبرا کر پوچھا ارے
 نرگس کیا ہوا نرگس نے تمام کیفیت رو کر بیان کی کہا آپ کے چپا کے روئے پر کچھ پھٹتا ہو ایسی مٹی
 جو ان صاحب شوکت دیانت سحر میں طاق حسن میں شہرہ آفاق باپ کی نظروں سے پہنان ہو کیا اُسکی
 کیفیت بیان کریں مال کو کسب رکھا نہیں جاتا یہ خبر وحشت اثر سنکر مروارید نے ایک چنچ ماری
 روتے روتے بیہوش ہو گئیں جب ہوشیار ہوئیں کہا کیوں صاحبو ہمارا زندہ رہنا بیکار ہو ایک
 دغا باز حلیہ ساز ہمیشہ صاحب کو قتل کرے اور ہم سے کچھ نہ ہو کے صاحبو میں تم سے کہتی ہوں کہ جلد
 سے میں نے سنا تھا کہ ہمیشہ مسلمان ہو میں پونے دو سو خداداد دُن کو چھوڑا میں نے بھی اپنے دل سے
 غم کیا تھا کہ میں بھی وحدانیت کی مقتدر ہونگی اور ہونی جسکو میرا ساتھ دینا ہو اس مذہب کی اطاعت کر
 ورنہ ہمارا ساتھ چھوڑے میں ابھی جاتی ہوں یا اپنی جان دوں گی یا اُس ملعون کو ڈھونڈ کر مار دوں گی
 ہماری ہمیشہ کو یوں قتل کرے اور ہمیں صرف ہمیش ہو جان لیگا وہیں جا کر مارینگے اب اُسے
 زندہ نہ چھوڑینگے یہ کہہ کر اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا بارہ ہزار کنیزیں دریا سے سحر میں غوطہ مار کر سامنے
 آئیں مروارید کلنار پوش ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئیں بارہ ہزار کنیزوں کو ساتھ لیکر
 بقعر و غناب تمام تلاش عشاق بد انجام چلین جانے میں ملکہ کے ہر جو ہوا سہیل اپنی بارگاہ میں
 بیٹھا تھا کہ جو ہمارے آکر خبر دی آپ کی صاحبزادی تلاش میں عشاق سبزہ رنگ کے گئیں سنکر
 سہیل گھبرا گیا کہا اسیار و شہرہ کر اُسکو روکو کہ وہیں جا کر عشاق سے مقابلہ کرونگا یہ سنکر کچھ چوہدار
 کچھ مشیر و وزیر ہوئے ملکہ تو کل گئی تھیں چند کنیزیں جو عقب میں تھیں اُسے کہا شہنشاہ کا حکم ہے کہ یہ
 بیٹی کو عقل و فطرت سے روکو کنیزیں اس فکر میں پڑھیں وزیر نے آکر سہیل کو خبر دی کہ حضور ملکہ کا
 ارکنا دشوار ہو ایسا نہ ہو کہ مقابلہ پڑ جائے تو باعث خرابی ہو حضور بھی ساتھ چلین سہیل اُسی وقت
 تخت پر سوار ہوا سات لاکھ فوج لیکر چلا لکہ مروارید بارہ ہزار کنیزیں ساتھ لیکر طاؤس کو اُڑائے ہوئے
 جاتی ہیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے بتوری پر بل زبان پر نام عشاق کہ یہ بچیا شعبدہ باز

حیلہ ساز جہان لیگا بویان کا مگر جزا مزا دے کی پھینک دنگی خدا چاہے تو تنکے چننا کرے دیوانہ بنا کر اگر نہ مارا
تو اپنا نام نہ پایا جاتے جاتے قریب کوہ سیاہ کے پہونچیں دہن کوہ سیاہ دین کنیزوں نے سمجھا کر اٹارا
بہ عقلندی سمجھا رہی ہیں کہ مضر ہر بھی دریافت کرتے ہیں کہ عشاق سبزہ رنگ کہاں رہتا ہے
ملکہ مروارید ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہریں شاخ نخل پر ہاتھ رکھا ملک ملک کر دے لگیں اپنے اپنے
طور سے کنیزیں سمجھاتی ہیں یہی قصہ ہے کہ ملکہ کو پھیر لیجھیں بیان کوہ سیاہ کا ماکم سیہ تاب جادو
طرف سے افراسیاب کے درہ کوہ میں رہتا ہے ساٹھ ہزار ساحر گرد اس کے بیٹھے ہیں کہ اسنے عورتوں
کی آواز سنی گھبرا کے درہ کوہ سے نکل آیا دیکھا کہ ایک پری پیکر شک قمر دریا سے جواہر میں غوطہ مارے
ہوئے شاخ نخل پر ہاتھ رکھے ہوئے ہر مرتبہ ہی قول ہے کہ ارے کبختو مجھ کو تپتاؤ کہ عشاق کہاں
رہتا ہے میں ابھی اُس سے مقابلہ کر کے اُس کو قتل کروں ابھی بہن کو جا کر زندہ کر دن مسیہ تاب جادو
نے جمال جہان آرا دیکھا جمال بمیثال عابد کش و زاہد فریب بقرار ہو گیا دل دھڑکا کلیجہ پھٹ کا
یہ اختیار پکار اٹھا کہ ای جان جان وای آرام دل عاشقان ہماری جان جاتی ہو ذرا ادھر نگاہ
اٹھا کر دیکھو اسے کیونکر جان بگی ایسے کلمات اُس نے بھائیے پکار کر کہے پھر اُسی بیتابی میں پکار اٹھا فطرم

کیا تیرے دل میں اب کوئی ارمان رہا نہیں
اب میرا حال قابل احسان رہا نہیں
کوئی جہان میں صاحب ایمان رہا نہیں
کیا آپ کا خیال مجھے وان رہا نہیں
دور و زگھر پر آپ کے مہمان رہا نہیں
ای چارہ گر میں قابل درمان رہا نہیں
تیرا بھی خوف اے شب ہجران رہا نہیں
اب ہاتھ کیا بڑھیں وہ گریبان رہا نہیں
کیا میری طرح آگنہ حیران رہا نہیں
گذرا شباب عمروہ سامان رہا نہیں

کیون حوصلہ ستم کا مری جان رہا نہیں
یہ رحم ہو نصیب عدو میں تو مر چکا
اُس بت کو دیکھ آئے اُسی کی سی کہتے ہیں
حورین خوش آئین کب کہ بہلتا ذرا مزاج
ڈرتا ہوں بد مزاج کہوں کس طرح کہ میں
بہیں بس مساف حوصلے اپنے تھکا نہ تو
امید وصل ہیں ہو وہ خود رفتگی مجھے
مدت ہوئی فتراغ تعلق ہو ای جنوں
کسکو فروغ حسن سے ہرے امان لے
پیری میں اتنا محبت ہو کیون سیجھ

اس طرح ملک ملک کر پورے شہر میں تاب تے ملکہ مروارید نے پلٹ کر کنیزوں سے کہا یہ بے ادب

کون ہر اسکو منع کرو کیا یہودہ بکتا ہو کنیز دن نے بڑھ کر منع کیا سیہ تاب نے ساتھ والوں سے کہا کہ ایک
 ایک کنیز تم بھی لے لو ملکہ کو میرے واسطے لاؤ ساٹھ ہزار جادوگر لبوہ کر کے چلے کنیز دن سے سحر چلنے لگا دو جا
 کنیز بن قتل ہوئیں دیکھا کہ سیہ تاب لبلا تا ہوا آتا ہوا ملکہ مروارید کو بہت ناگوار ہوا موتیوں کا والا
 گلے سے اتارا اسے تھوڑے کر بھینک مارا دانے ٹوٹے سحر نے آبرو پانی ہوا سے سرد چلی سیہ تاب مع سٹم
 ہزار جادوگروں کے صفت جاکر کھڑا ہوا جموں نے لگا بعد تھوڑی دیر کے چہرہ سرخ ہوا ہاتھ پائوں میں
 ریشہ ہاتھ باندھ کر پکارا اٹھا حضور میں تا بعد ارہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن ملکہ نے کہا اے سیہ تاب
 ہم تیری ملاقات کو آئے ہیں ایک ہمارا بڑا دشمن ہے اگر ہم تم سے ملینگے وہ ہمکو قتل کرے گا زندہ نہ چھوڑے گا
 اگر جاتے ہو کہ ہم تمہاری خوشی کریں تو افراسیاب و حیرت جادو کا سر لاؤ ہم تمہارے ساتھ شادی
 کرینگے وہ ہی سہارا ہے سیہ تاب نے منہوت ہو کر کہا آپ کے کہنے پر عمل کرتا ہوں ابھی جا کر
 دونوں کا سر لاتا ہوں یہ کھل کر گینڈے پر سوار ہوا ساٹھ ہزار ساتھ والے بھی اسی حال میں ہیں گینڈے کو
 اڑا کر چلا بیان وہ زمانہ ہے کہ ملکہ حیرت جادو اپنی بارگاہ میں بھیجی ہیں افراسیاب بھی آیا ہوا ہے
 تمام بارگاہ ساحروں سے مملو ہے ملکہ مہرخ وغیرہ نے جو سنا کہ افراسیاب آگیا سب شاہزادان
 گھبراہے ہیں کہ ایسا نہ ہوا افراسیاب ہم پر آ پڑے برق کو واسطے نگہبانی کے بھیجا برق دربار میں
 افراسیاب جادو کے بصورت بدل کھڑا ہے کہ ایک صدائے ہیتناک آئی لینا لینا کا ہلڑ ہوا افراسیاب
 نے کہا دیکھو تو یہ کیا ہے کہ ہر چند ساحر گئے خبر لیکر آئے کہا اے شہنشاہ سیہ تاب جادو والک کوہ سیاہ
 آپ کے لشکر کو قتل کر رہا ہے ساٹھ ہزار نے کسی لاکھ کو مارا آپ کے نام پر د ملکہ عالم کے نام پر ایسے کلمات
 کہتا ہے کہ لائق عرض کرنے کے نہیں یہ سنکر افراسیاب اپنے مقام سے اٹھا ملکہ حیرت ساتھ میں
 اب جو ٹکڑ دیکھا کہ سیہ تاب نے تمام فوج کو تہ و بالا کر دیا ہوا افراسیاب نے کہا اے حیرت سیہ تاب
 کا سامنا تمہاری بہن سے ہو گیا اپنے ہوش میں نہیں ہے یہ کہنے بڑھا سیہ تاب نے آواز دی اوافر اسیا
 میں تیرا سر لینے آیا ہوں ساری سلطنت مٹا دوں گا گل لشکر کو خاک میں ملا دوں گا افراسیاب نے دیکھا
 کہ نشان سحر بہار نہیں پایا جاتا سیہ تاب لڑتا بھڑتا ہوا افراسیاب نے غصے میں ہاتھ ہلایا سیہ تاب
 کے ساتھ والوں کے سر کھڑکرتے لگے سیہ تاب گالیوں دیتا ہوا افراسیاب پر جا پڑا اگر ہاتھ تلواری کا
 مارا افراسیاب نے کلانی پر ہاتھ ڈال دیا غصے میں ایک طمانچہ مارا کہ سر سیہ تاب کا اڑ گیا ایک شارے

ساتھ والوں کو مٹا دیا چند کس بیوش ہو گئے بعد عرصہ دراز کے اُنکو ہوشیار کیا تب اُسے حال پوچھا
 انھوں نے سب کیفیت بیان کی کہ ملکہ مروارید گلنار پوش دختر سنیل روشن ضمیر پائے چاہا تھا
 کہ دست انداز ہوں اُسے سحر کر کے سب کا قلب الٹ دیا افراسیاب جھلا پا ہوا بارگاہ میں آیا
 پکار کر آواز دی صاحبو سنا تھنے کیا غضب ہوا اگر میں قصہ کروں تو ایسے بادو گر تعلیم کر کے چھوڑ دوں جس
 غلامان جانا ز اُس سے بہتر و برتر ہیں اگر ناسے لکھ کر اپنے ملازم کو بلاؤں تو گاؤں میں اُنکا بار نہ اُٹھا سکے ایک
 ملازم مابدولت کا شہنشاہ نیلم ہے کہ جب وہ قصد کرتا ہے چالیس لاکھ فوج صف آرا ہوتی ہے وزیر اعظم
 اُسکا مواج بن گرداب آدھوار اگر لشکر کشی کرے تو زمین میں تھرا جائے بھاگنے کا راستہ نہ ملے مابدولت
 کسی بات میں عاجز نہیں ہیں خود ایسا سحر کروں کہ آسمان کو زمین پر کھینچوں زمین کو آسمان پر پہنچا دوں
 دنیا میں کوئی میرا ہم نبرد نہیں ہے جب غار افراسیاب میں گیا کہ مقام امتحان ساحران ہے کوئی امتحان
 میرا نہ لے سکا وہ جو بڑے دہان کے گرد گھنٹال ہیں اور سامری و جمشید کے نائب کہلاتے ہیں جب
 وہ میرا امتحان لینے کو بیٹھے تو میں نے کہا میرا امتحان وہ لے کہ جو میرے سحر کا جواب دے میں سحر کرتا ہوں
 یہ طبقہ زمین کا معتمدا ہے آسمان پر جائیگا تم سحر کر کے رو کو تب میں امتحان دوں پس وہ امتحان
 لینے والے میرا امتحان نہ لے سکے اور یہ جواب دیا کہ ہم نہ روک سکیں گے آخر تمام حاضرین غار
 نے میری سند پر دستخط کیے کہ افراسیاب کا سحر میں کوئی عدیل و نظیر نہیں ہے پس میں کسی بات میں
 عاجز و ناچار نہیں ہوں ابہا الحاضرین تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ اُس کیسو بڑیدہ کو کشتان کشتان
 میرے سامنے لائے میں اُسکو سزا دے معقول دوں افراسیاب نے جو یہ آواز دی مصور جا
 اپنے مقام سے اٹھا صورت نگار کو تخت پر سوار کیا مصاحبوں کو اپنے ساتھ لیا مانی و ہزار
 و نقاش و قلم کش وغیرہ تین لاکھ کا لشکر تیار کر کے سامنے آئے بڑی دھوم سے مصور جادو
 جلا مہتر برق فرنگی دربار میں حاضر تھا فوراً بھاگا خدمت مہرخ میں گیا بعد دعا کے عرض کی سارا
 سحر کہ لفظ بلفظ بیان کیا یہ بھی کہا کہ مصور برائے گرفتاری ملکہ مروارید گیا ہے مہرخ نے کہا کہ
 کیوں خواجہ کیا کرنا چاہیے عروٹے کہا آپ بھی کسی کو بھیجیے کہ مصور جادو کو راہ میں روک لے
 ملکہ نے آواز بلند فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا ہے کہ جا کر مصور کو روکے ملکہ مخمور سرخ چشم اپنے مقام سے
 اٹھیں بارہ ہزار کینزوں کو ساتھ لیکر طہین ہر کاروں نے یہ خبر افراسیاب کو پہنچائی افراسیاب نے

آواز دی کہ ایک سردار جائے مخمور کو روکے سرما سے برفت انداز اپنے مقام سے اٹھا دو لاکھ
فوج کو لیکر براسے مقابلہ مخمور چلا چند روز پرندے ملک ہرخ کو خبر پہنچائی کہ سرما دو لاکھ فوج سے
گیا ملک نے غصے میں آواز دی کہ تم میں سے کوئی ایسا ہو کہ سرما کو راہ میں ٹھنڈھا کرے یسکر
ملکہ بہار گل عذار اپنے مقام سے اٹھیں بہار کے اٹھتے ہی بارہ ہزار کنبزین سمن و یاسمن و غنچہ دہن
و شمشاد و صنوبر و زکس لڑا کہ زار یہ کہتی ہوئی اٹھیں کہ آپ کے اقبال سے جاتے ہی سرما
کو ٹھنڈھا کر گئے ملک بہار بھی روانہ ہوئیں پھر یہ خبر افراسیاب کو پہنچی مہلا کہ آواز دی کہ کوئی ایسا
سما کر جائے کہ ان سب کی مشکین باندھ کر لائے یہ سکر ابریق کوہ شکاف اپنے مقام سے اٹھا
دو لاکھ فوج ایک چلا پھر ملک ہرخ نے سنا باغبان قدرت کو کچھ فوج قلیل دیکر روانہ کیا
افراسیاب نے یہ کیفیت سکر حکم دیا قوت و زمر و وزیر زادان ملک حیرت کی چار لاکھ فوج لیکر
چلین اسی طرح فرود آجانبین سے کئی سو سردار روانہ ہوئے آخرین افراسیاب نے مہلا کہ
ملکہ حیرت جادو کو مع بامیس لاکھ فوج کے روانہ کیا یہ خبر دشت اثر سکر خود ملک ہرخ سوار ہوئیں
افراسیاب نے حکم دیا کہ مابعد دولت کا بھی مرکب تیار کرو مرکب پرندہ مشکلی آیا ساز و براق جو اہر دوزا پیر
سوار ہو کر چلا نہایت غصہ ہوا سب اظہرین ملاحظہ فرمائیں کہ لکھ مروارید کوہ سیاہ پرین سہیل و شہنشاہ
جوش محبت و دخترین ہات لاکھ فوج ساتھ رہ رہی کرتا ہوا جاتا رہی کہ صحرا سے گرد آرمی مصور جادو
آکر پہنچا سہیل جادو کو دیکھ لگا کہ او سہیل تیری دختر نے غضب کیا شہنشاہ افراسیاب کے
ساتھ ہے ادبی ہوئی یہ کہہ جا ہراساں ہوئے لگا مصور نے بڑھ کر وہ وہ سحر کیے کہ لاکھوں ملازم سہیل
کے مار گئے سہیل بھی ہاتھ سے مصور کے زخمی ہوا قریب ہی کہ فوج کو شکست ہو سہیل پریشان تھا
کہ لکھ مخمور سرخ چشم اگر پہنچی وہ وہ سحر کیے کہ مصور کے لاکھوں آدمی مار گئے مصور گھبرا ہوا تھا
کہ سرما سے برفت انداز اگر پہنچا لشکر مخمور کوتہ بالا کیا یہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ یہ
سب بڑے بڑے طرف کوہ سیاہ کے جاتے ہیں قریب تھا کہ مخمور شکست کھائے کہ یکایک ہوا
سرد چلی ہفلاں غنچہ سے غون غون شرع کی پھولوں نے آنکھیں کھولیں زکس شہلا کی دیدہ بازی
سوسن صد زبان کی غمازی نسیم عنبر شمشاد بادہ محبت سے رٹ کھڑا تی ہر میناس شہر سے سر
مکراتی ہو لاکھ زبان زمرہ سارا شمار عاشقانہ چہ سے سے طلسم

دیکھنا تا شیر میرے نالہ جہانکاہ کی
 رہتے ہیں عشق ذقن میں اشک آنکھوں سے رون
 اول و آخر ہی یکسان پیچ کا کیا اعتبار
 پاس کعبے کے پہونچ کر بھول جاتا ہوں میں راہ
 جاسے عبرت ہی بچا کر پالتوں رکھ اری باغبان
 حسن ارباب فنا دیکھو کہ بس جلنے کے ساتھ
 چہرہ خورشید کا غارہ بنایا چرخ نے
 ارمی مصور مو قلم کے بدلے ہوں خط شعاع
 خط سبز آیا جو منہ پر کم ہوئی زلف دراز
 میں ہی کچھ ڈوبا نہیں دریاے مہین ساقیا
 رات دن ایسا فراق یار میں دتا ہوں میں
 سجدہ کرتا ہی جو بت کو طعن اری زاہد نہ کر

میں کے اُس بیرحم نے بے اختیار اک آہ کی
 دیکھنا چھوٹی ہی سوت آکر کہاں اس چاہ کی
 ہر حقیقت ایک نظرون میں گداؤ شاہ کی
 جب کشش کرتی ہی الفت اُس بیت گمراہ کی
 تو نے سرسبزی کبھی دیکھی ہی برگ کاہ کی
 برگ گل سے بھی ہی رنگت سُرخ برگ کاہ کی
 گرد اُڑی اری ماہ جب تیسری بجلی گاہ کی
 صفحہ خورشید پر تصویر کھینچ اُس ماہ کی
 راہِ ظلمت معجزے سے خضر نے کوتاہ کی
 کشتی موی بھی خبر لینے گئی ہی مخفاہ کی
 اب مرا کرہ نہیں کوٹھی ہی گو یا چاہ کی
 یاد ہی نا سنج کو آیت خم وجہ اللہ کی

یہ نگاہ جو صحرا میں ہو اسب دیکھنے لگے دیکھا کہ ملک بہار گلزار طلاس زرین بال پر سوار
 جملہ اسباب سے معمور پھولوں کو آمد بہار سے سرور آتے ہی بہار گلزار نے سحر کیا اشارے
 سے ابرو سے خمدار کے تلوار چلنے لگی اتنے جولا دیا سیکڑوں نے اپنے گلے کاٹ ڈالے پھول
 برسے جسے سونگے بوداغ میں پہونچی گریبان چاک کیے خاک منہ پر ملی بقرار ہو کر پکارتے ہیں
 اری شہنشاہ خوبی و اری سرو باغ محبوبی نظم

موسم گل ہی کہاں پر ہیز گاری اندنوں
 نیم بسل کی طرح ہی بقیہ راری اندنوں
 دم نکھجائے یہ حالت ہی ہماری اندنوں
 پٹی ہی رہتی ہی دامن سے کنار ہی اندنوں
 تو بتاے چشم ہی گرد و سوار ہی اندنوں
 خون ہی زخون کی طرح آنکھوں نے باری اندنوں

توڑیے تو بہ کو کیجے بادہ خواری اندنوں
 تیغ ابرو سے ہی شوق زخم گاری اندنوں
 جان بلب رکھتا ہی اک رشک سیجا کا فراق
 شوق آرایش ہی اُس جان جہان کو آجکل
 دوڑتے ہیں ہم جلو میں ایک شاہ حسن کے
 لو لگی ہی تیغ قاتل سے شہادت کا شوق

رات سے بیمار کی بھی دن ہر بھاری اندون چلتی ہر بن بن کے کیا باد بھاری اندون آشنائی درد سے ہر غم سے یاری اندون بکیسی پھرتی ہر کیسی ماری ماری اندون بخودی بیٹاقتی بے اختیار ی اندون کون سنتا ہر ہماری آہ و زاری اندون	کا ہشون سے عشق کی ایسا ہوا ہون تا تو ان فضل گل ہر یاد آتی ہر مجھے رفتاریار سامنا رہتا ہر اشک سرخ درنگ زرد کا دوستدار اُسکا جو مجھسا اُنٹ گیا دنیا سے ہر بستر غم پر پڑا رکھتی ہر مرد سے کی طرح یار آزر دہ ہر آتش آسمان ہر برخلاف
---	--

سر ملکراتے پھرتے ہین کبھی منہ کے بھل گرتے ہین کوئی پکارتا ہر ای ملک عالم ہاری جان جاتی ہر عاشق
پر نگاہ رحم چاہیے ملک بہار مسکراہین گو ہر دندان جو ٹھلے برق چمکی سب کے خرمن ہوش و حواس
جلگے اس طرح کے سحر جو ملک بہار نے کیے کئی لاکھ ساحر دن نے اپنے گلے کاٹ ڈالے ہزار ہا
لاشہ پھڑک رہا ہر دریا سے خون جاری ہر اُس ہنگامے میں ابریق کوہ شکاف دیا قوت
زمر و آکر پونچے بائیس لاکھ فوج سے آکر ملک حیرت پونچین حیرت نے بڑے بڑے سحر کیے ایک
طور پر ہنگامہ ہو ہی ہر لشکر حیرت و بہار سے معرکہ پڑا ہر ملک بہار نے دیکھا کہ ملک حیرت قریب آئین
اور دو چار سحر ایسے کیے کہ ہزار دہزار کے سرکش گرے کچھ لوگ دیوانے ہوئے کسی کو اپنا جمال دکھایا
کبھی مسکرا دین گو ہر دندان سے برق چمکی حسن و جمال ملک حیرت کا عابد کش و زائد فریب ہر کہ جسکے
دیکھنے سے دل ناشکیب ہر ملک بہار نے پکار کر آواز دی کہ بواغریون پر رحم کرو ایسے سحر نہ ہون کہ
غربا تباہ ہوئے جاتے ہین اری کجغت یہ سب تیرے ملک کے رہنے والے ہین انکو اگر قتل کر کی تو
سپر ہوگی اجماع عالم سے سلطنت ہر ملک حیرت نے ان باتوں کا جواب بھی نہ دیا جب تو ملک بہار ملپٹن اور
آواز دی انوکھت گل اندام کیا کسی باغ میں سو رہی ہو جلد آو اس باغ میں بھی اپنا رنگ جمادیہ جو ملک
بہار نے آواز دی ایک کنیز ہم شبیہ بہار بیچ نخل سے ہنستی ہوئی نکلی پکار کر آواز دی لونڈی حاضر ہر
ظہور بہار ہر مجھے شگفتہ کرنے میں کیا انکار ہر یہ کہ ملک بہار کو گلہ ستہ دیکر وہ تو غائب ہوئی ملک بہار
تہ گلہ ستہ بیٹھے ہی طرف نخلستان کے دیکھا وہ گلہ ستہ طرف لشکر حیرت کے مارا دم تو گلہ ستہ چلا دم طائر دن
نتار ہین کھڑکیں اور پر پرواز پیدا کیے ہزار دہزار کے سر پر سایہ ڈالا ہوا سے سرد چلی بھول ہنسے
غنجے مسکرائے شاخاے نخل نے ہاتھ بڑھائے طائرون نے زمزمہ سرائی کی ہنگامہ بہار ہوا حقیقت میں

اس زور و شور سے جنگ ہو رہی ہو کہ جملہ سردار اپنے کمال دکھا رہے ہیں مکہ مخمور نے بڑھ کر بہار کے
سحر کی پیروی کی کچھ زیور اپنا اتار کر پھینکا آسمان سے خون برسا جس پر قطرہ پڑا جل گیا مکہ حیرت پر بہار و
مخمور نے وہ وہ سحر کیے کہ ہر طرف سے صدائیں آتی ہیں کہ ہم عاشق بہار و مخمور ہیں نشہ بادہ محبت
سے چور ہیں ہم کیونکر دل کو سنبھالیں کس طرح حسرت دل نکالیں لفظ

صورت پسند ہیں تنگ نکل جاؤنگا
آج جاتا تھا تو مند سے تری کل جاؤنگا
منہ اندھیرے میں چھپا کر میں نکل جاؤنگا
ماں بیمار نہیں ہوں جو میں ٹل جاؤنگا
کچھ میں لڑکا تو نہیں ہوں کہ دہل جاؤنگا
پاؤں تھک تھک کے ہوں ہر چند کہ شل جاؤنگا
کوہ صبر اب یہ صدا دیتا ہی ٹل جاؤنگا
تیری حسرت ہی میں اے حسن عمل جاؤنگا
حالِ دل پر کفِ افسوس میں مل جاؤنگا
موم سے نرم مراد دل ہی گھل جاؤنگا
گر میان ہیں جو یہی آپ کی جل جاؤنگا
مر کے گل گور کے سانچے میں دھل جاؤنگا

ایسی دشتِ نہیں دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
وہ نہیں ہوں کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہیں ہوتی سحر
کھینچ کر تیغِ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
شبِ صبر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہو
کوچہ یار کا سودا ہو مرے سر کے ساتھ
ضبطِ بیتابی دل کی نہیں طاقت باقی
طالعِ بدم کے اثر سے یہ یقین ہو مجھ کو
چار دن زلیست کے گزر چلے تاسف میں مجھے
شعلہ رو دیوں کو دکھاؤ نہ مجھے اے آنکھو
سچلے گل کھانے کو ہوتے ہیں عنایتِ مجھ کو
شعر دھلتے ہیں مری فکر سے آج اے آتش

ان اشعار سنئے غزل و رباعیاں دس میں ہزار اپنے ہوش میں رہے آپس میں تلوار چلنے لگی بہار نے
تکار کر کہا اے مخمور کیا کتنا خوب ان بد مستوں کو مست کیا کیا سحر زبردست کیا اپنے اپنے رنگ سب
جمار ہے ہیں عین گرمیِ جناب میں قیامت برپا ہو گئے چل رہے ہیں اپنے اپنے عجائب و غرائب سب
دکھا رہے ہیں قضاے کارِ ملکہ مروارید گھنار پوسش کہ کوہِ سیاہ پر پھری ہیں کنیزیں بھاری ہیں
کہ ملکہ عالم لپٹ چلیے مروارید روتی ہو کہتی ہو صاحبِ مقامِ افسوس ہو میں جس واسطے آئی اُسکا
ظہور نہ ہوا قلب کو سرور نہ ہوا اسی بیابان میں اپنی جان دو گئی گھر لپٹ کر نہ جاؤنگی ہمیشہ صبا
کا مردہ پڑا ہو میں اپنی شادی کر دے مجھے کبھی نہ ہو سکیگا دل ہی چاہتا ہو کہ یا جانِ دد نہ

عشاق سبزہ رنگ کو ڈھونڈ کر قتل کر دیں یہ ذکر تھا کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا دریائے آتش نے
جوش مارا لکھتا ہے ابر کوڑک کوڑک کر گرنے لگے ملک مروارید نے جو سر اٹھا کر دیکھا کہ باب انتہا کا
زخم دار ہی لازمان افراسیاب چاہتے ہیں کہ گرفتار کر لیں لازمان ملک مہر خ شکیل و رعد و برق
برق لامع و باغبان قدرت و مخمور و بہار و غیرہ نے سہیل کو بچایا ہی تخت سے اُتار کر اُسکو
ایک ہوا دار پر ڈال لیا ہی ملک بہار آگے بڑھی ہوئی مصروف سحر خوانی میں کبھی بھول برساتے باغ
بیدر کے بنائے کبھی دریائے آب پیدا ہوا باغبان قدرت کا گیند چل رہا ہی رعد و جھین
مارتا پھرتا ہی ہزاروں کے سر بچاؤ ڈالے جب چنچ ماری ہزار دو ہزار گرے ناک کان سے خون جاری
برق لامع اپنی چمک دکھا رہی ہوا اب مروارید کو ثابت ہوا کہ خاص میرے واسطے یہ وقت
برپا ہی گاتی باندھی کنگنا ہاتھ میں مثل ستارہ سحری چمک رہا ہی زعفرانی جوڑا زیب جسم مروارید
گلنار پوش موتیوں کے مالے ہاتھ میں لیکر بڑھیں جب لالہ شاک سے مارا ہزاروں کے سر شکر گرے دالتے
موتیوں کے چمک رہے ہیں اب تو ملک مروارید گلنار پوش نے آفت برپا کر دی زمین ہلادی چمک
چمک کے لڑ رہی ہیں ملک حیرت جادو بھاگتی پھرتی ہیں کفار کے ہوش درست نہیں کوئی ساحر
چالاک و حیرت نہیں قریب تھا کہ ملک حیرت جادو شکست کھا کر بھاگے سبزہ خواہیدہ بھی
جائے تمام سرداران نامی و ساحران گرامی مثل مخمور و بہار و ملک سرخ موے کا کلکشتا
و غیرہ ملک مروارید گلنار پوش کے ہمراہ مصروف جنگ ہیں لازمان افراسیاب اپنی جان سے
تنگ ہیں یکایک زمین تھرائی نعرہ افراسیاب کی آواز آئی سب نے دیکھا کہ افراسیاب جادو
مرکب پر سوار بقدر غضب تمام آگے پہنچا اپنے لشکر کا بھی حال دیکھا آتے ہی سحر کرنے لگا
سحر میں افراسیاب تو بلاے روزگار ہی سرداروں کے ہاتھ پاؤں میں ریشہ آگیا کوئی ساحر سامنے
افراسیاب جادو کے نہیں جاتا ڈرتے ڈرتے سحر کیا اور بھاگے دہی جا رہے ہیں افراسیاب
نے مجمع ساحران کو متفرق کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا کبھی زمین پر دو ہتھ مارا غار پیدا ہوا
اسمین ہزاروں غرق ہو گئے کبھی پتھر برسائے کبھی آگ گرائی ملک مروارید ایک جانب بھاگی
مصور کی چونکاہ ملک مروارید گلنار پوش پر پڑی ہے جان حبان کھکے دوڑا کھوڑے سے
کو دڑا ملک مروارید پڑا دھڑ سے ہٹی ایک نخل کے سائے میں کھڑے ہو کر سحر کرنے لگی اُدھر سے

لڑتا ہوا فراسیاب آیا لکھ مروارید سے موتیوں کا مال لپھینیک مارا ہزاروں برقیں فراسیاب
پر گرین فراسیاب اشاروں سے سحر دفع کرتا ہر نگاہ اٹھا کے جو دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین
شہرہ آفاق سحر و ساحری میں طاق غمزہ و ناز میں مشاق بوٹا سا قد خورشید خد کبک رفتار شیریں گفتار
مہ جبین پر یوش معشوقہ کموش سایہ نخل میں کٹری ہوئی سحر کر رہی ہو جب بڑھ کر مسکرائی دشمنوں پر
بجلی گرائی فراسیاب نے دل تھام لیا سامری و جمشید کا نام لیا پسینے پسینے ہو گیا ہونٹھوں پر
خشکی آنکھوں میں تری حواس میں استبری ہاتھ پائوں میں رعشہ آیا قلب تھرایا کلیجہ کا نپا بے اختیار
پکار اٹھا اے شہنشاہ خوبی و اے رنگ بوسے گل صدیقہ محبوبی نظر

خوشا و دل کہ ہو جس دل میں آرزو تیری
یقین ہو اکیلی جان اپنی آکے گردن میں
دہ گل ہوں میں کہ تر از رنگ جس سے ظاہر ہو
پھر سے میں مشرق و مغرب سے تاجوب و شمال
شب نسراق میں اک دم نہیں مترا آیا
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہو
پڑھا ہو سینے بھی قرآن قسم ہر قرآن کی
شب نسراق میں اے روز و وصل تا دم صبح
یہ چاک جیب کے حق میں دعاے مجنون ہو
کسی طرف سے تو نکلیگا آخر اے شہ حسن
چمن میں صبح کو جا کر نہ منہ دکھانا تھا
زما نے میں کوئی تجسا نہیں ہر سیف زبان
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بوتیری
سنا ہو جا ہے قریب رگ گلوتیری
وہ غنچہ ہوں کہ بغل میں ہو حبیبی بوتیری
تلاش کی ہو عنتم ہننے چار سو تیری
خدا گواہ ہو شاہ ہر آرزو تیری
صبا ہی کے نہیں حصے میں آئی بوتیری
جواب ہی نہیں رکھتی ہر گفتگو تیری
چسراغ ہاتھ میں ہو اور جستجو تیری
نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے رفوتیری
فقیر دیکھتے ہیں راہ کو بکو تیری
برنگ آئے حیدر ان ہر آب کو تیری
رہیگی معرکے میں آتش آبروتیری

خوشا و دل کہ ہو جس دل میں آرزو تیری
یقین ہو اکیلی جان اپنی آکے گردن میں
دہ گل ہوں میں کہ تر از رنگ جس سے ظاہر ہو
پھر سے میں مشرق و مغرب سے تاجوب و شمال
شب نسراق میں اک دم نہیں مترا آیا
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہو
پڑھا ہو سینے بھی قرآن قسم ہر قرآن کی
شب نسراق میں اے روز و وصل تا دم صبح
یہ چاک جیب کے حق میں دعاے مجنون ہو
کسی طرف سے تو نکلیگا آخر اے شہ حسن
چمن میں صبح کو جا کر نہ منہ دکھانا تھا
زما نے میں کوئی تجسا نہیں ہر سیف زبان

ملکہ مروارید گلزار پوش نے جو دیکھا کہ فراسیاب جادو اشار عاشقانہ پڑھتا ہوا تیری جانب
آتا ہو بہت سے سحر کیے کسی سحر نے تا شیر کی فراسیاب اشارے کر کے سحر مٹاتا ہو جوش عشق
میں دوڑا ہوا آتا ہو آخر ملکہ مروارید بخوف عصمت سامنے سے فراسیاب کے بجا کی فراسیاب
سحر کرتا ہوا ملکہ مروارید پلٹ پلٹ کے کبھی چچا جان کیلے پکارتی ہو کبھی کہتی ہو علم نامدار

آپ کو سودا ہوا ہی میں تو آپ کے سامنے مثل آپ کے فرزند کے ہونے آئندہ آپ کو اختیار ہوا فرمایا
 کتا ہوا جان جان چان میری تجھ جان جاتی ہو تجھ کو بادشاہ غلسم ہوش ربا کو نگاہ مرتبہ کر دے کہ
 عالم عالم رشک کرے لکہ مروارید کچھ جواب نہیں دیتی ہیں بھاگی چلی جاتی ہیں افراسیاب بھی
 جھپٹا ہوا جاتا ہوا آگے آگے مروارید بھاگی جاتی ہوا افراسیاب جادو دوڑا ہوا جاتا ہوا دونوں
 لشکر دن میں بحر موقوف ہو سب کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں دونوں لشکر دن میں ہڑ ہڑ کہ دیکھو
 کیا غضب ہوا دیکھیے مروارید پر کیا گزرے ایک طرف مصور بھی دوڑا ہوا جاتا ہوا جوش محبت لکہ
 مروارید میں لغزے اترتا ہوا کبھی سب قرار ہو کر پکارتا ہوا شہنشاہ خوبی دای لیلے عصر و ا
 سلائے دہر مجھے قریب تو آنے دے میری جان پر بنی ہو یہ کتا ہوا مصور بھی جاتا ہوا کبھی بیتابی
 دل سے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا نظم

<p>دونوں عالم ہیں ہمارے حلقہ فریادین چشم واپائے شب ہو تمھاری یادین حلقہ احسان پڑے ہیں گردن فریادین کون لے آیا ہیں اس عالم ایجا دین پہلے ہی رونے لگے ہم خدمت استادین جام چھلکے خم لندے سے رسم مبارکبادین بد تین آخر ہوئی ہیں خدمت صیادین زخم منہ کھولے ہوئے ہیں لذت بیدادین سیکڑوں باتیں ہیں ایسی خاطر ناشادین ننگ آتا ہو کہ جائیں صحبت حسد ادین عسکر کو ضائع نہ کر اس گلشن ایجا دین</p>	<p>تکو بھی مشکل پڑگی عاشقوں کی دامن پوچھ لو ہم جانتے ہیں خوب گھٹ بڑھ رات کی یار ایجاب دعا ہی سر اٹھاؤں کس طرح کس تماشا دوست نے محو تماشا کر دیا منہ سے نکلی بھی نہیں تھی صاف بسم اللہ عشق جانب میخانہ جو ہننے قدم رنج کیا لطف تکلیف نفس کچھ ہمسے پوچھا چاہیے اور بھی تکلیف ای قاتل کہ ایذا دوست ہوں برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکھا تو کیا غیرت دیو اتلی کا سلسلہ کیا توڑیے بلبستان وحدت ہو یا نئے چل نسیم</p>
---	---

رو رو کر یہ اشعار پڑھتا ہی بیتابی دل سے خاک اڑا رہا ہو گریان چاک کیا منہ پر خاک ملی ہو جب
 آہ کرتا ہو منہ سے دھواں نکلتا ہو صاف ظاہر ہو کہ آتش عشق سے دل جلتا ہو لیکن مروارید برحق
 عالم یا اس جان کے خون سے قریب ایک تالاب کے پہنچی افراسیاب بھی برابر پہنچا مروارید کو

اپنی عصمت کا ڈر ہی سیرھیون پر پہنچیں افراسیاب بھی برابر پہنچا مروارید کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو
 افراسیاب مجھ کو کپڑے خون عصمت میں اپنی جان جانے کا خیال نہ کیا یوں آبرو بچائی جب پناہ پانی مشکل
 ہوئی اپنے کوتاہ لاب میں گرا دیا افراسیاب سیرھی پر کھڑا ہو کے افسوس کر رہا ہو ٹھنڈھی سانسین بھر رہا
 جی میں کہتا ہوں کہ افراسیاب کیا غضب ہوا اس ظالم نے اپنی جان دیدی پکار کر آواز دی اے جان جان
 وای آرام دل مشتاقان کیوں اپنے کوتاہ لاب میں گرایا میں تیری خوشی کرتا کوئی سیر نہ کرتا کیوں
 جان دینے کا ارادہ کیا میں بڑا افسوس کرتا ہوں سلطنت طلسم ہوش ربا تیرے واسطے موجود ہے
 جو تو کیلی وہ میں قبول کرونگا قسم ہر سامری و جمشید کی تیرے فراق میں زندگی دشوار ہے تیرا
 عاشق مجبور و ناچار ہر دل پر چھریان پھر رہی ہیں پھر افراسیاب نے بقرار ہو کر پکارا نظم

دیکھو کن آنکھوں سے صیاد لال بیل
 مجھے دیکھا نہیں جاسیگا لال بیل
 آج لکھنی ہے مجھے صورت حال بیل
 دیکھنا بدبو و جاہ و جلال بیل
 ہو گیا سنتے ہیں گلشن میں وصال بیل
 لکے ہیں دفتر گل میں خط و خال بیل
 جھڑ گئے کنج قفس میں پروال بیل
 حیف ہو گئے ایام زوال بیل
 نہ تصور ہے مجھے گل کا نہ خیال بیل

غیر ہر حسرت گلزار سے حال بیل
 میں پلا جاؤں تو گل توڑیو تو اے گلچین
 شاخ گل ہاتھ لگے گی تو تراشونگا قلم
 فصل گل آئی ہے کیا پھولی ہوئی بیٹی
 گل ہیں مصروف عزاداریوں میں بچوں میں
 داخل طبق عشاق ہے چہرہ اسکا
 کچھ خبر ہے تجھے صیاد دستگر کہ نہیں
 باغ شاداب کو کیا باغ خزان نے لوٹا
 عشق کیا چیز ہے معشوق کسے کہتے ہیں

افراسیاب بقرار یان کر رہا تھا کہ یکایک تالاب میں غرغش پیدا ہوئی افراسیاب جا دو
 نے دیکھا کہ ایک مور پنکھی تالاب میں پیدا ہوئی کشتی طاؤس چہرہ نہایت تکلف سے آراستہ
 دو یا تین قوم کی بنگالین گنگام کے رنگے چند ریان اوڑھے ہوئے انوٹ بھپوے ہاتھ پاؤں
 میں جوڑے ترچھے بندھے ہوئے ڈانڈین گنگا جمنی ہاتھ میں پانی سے ڈانڈا میٹھی پڑی ہو مروارید
 کشتی پر سوار بالون سے قطرے پانی کے ٹپک رہے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ ابر تیرہ تار
 سے بارش مروارید ہو رہی ہے اس سچ دھج سے جو افراسیاب نے کشتی کو آتے ہوئے دیکھا

بے اختیار پکار اٹھا ای جان جان مجھے کیوں دُرتی ہو بدون تیرے حکم کے ہاتھ نہ لگاؤ لگا خاص
 طلسم جوش ربا میں تخت سلطنت پر تیرا جلوس ہوشا بان طلسم اگر نذرین دین تب میری خوشی ہو
 ملک مروارید گنار پوش نے ہاتھ باندھ کر کہا بھگو خوف تھا کہ ایسا نہ ہو آپ مجھے قتل کریں جان
 کے خوف سے بھاگی تھی اب آپ نے مطمئن کیا حاضر ہوتی ہوں یہ کہتی ہوئی کشتی کنارے پر پہنچی
 ملک مروارید کشتی سے اُتری کنیزوں سے اشارہ کیا کہ اری بختو مہمان سے ملو سر فراز کیا ہر
 مہمان بھی کون ساحر کیتا شہنشاہ طلسم جوش ربا کنیزوں نے لا کر کرسیاں بچھائیں ایک کرسی پر
 افراسیاب ایک پر ملک مروارید گنار پوش بٹھیں کنیزوں کو آواز دی کہ ارے سامانِ عورت
 مہیا کرو کنیزوں نے گلابیان شراب کی لاکے رکھیں ملک مروارید نے کہا ارے بختو گزک کا سامان
 مہیا کرو ایک کنیز نے ڈگن لا کر ہاتھ میں دی اُس میں چارہ لگایا ملک مروارید نے ڈگن کو تالاب
 میں پھینکا پھینکتے ہی ایک مچھلی پھنسی کوئی اہمیت سے اُسکی آگاہ نہ تھا ملک مروارید نے جھٹکا ارا
 مچھلی پھر کی اہرائی ملک نے اشارہ کیا کنیزوں نے درست کر کے کباب لگائے قاب میں رکھ کر
 ملک مروارید کے آگے پیش کیے پھر ہر حق کی آواز آئی دیکھا مصور جادو بدحواس پریشان
 اشعار غاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہوا افراسیاب جادو مصور کو دیکھ کر گڑا ملک مروارید نے
 اشارہ کیا کہ آپ کیوں خفا ہوتے ہیں میں ظالم و دنگی مجھے تو آپ سے مطلب ہی ایسا چاہنے والا
 کہاں لیگا یہ کھلے جام لبریز کیا پنجہ نگارین پر رکھ کر افراسیاب کے سامنے پیش کیا کہا ای
 شہنشاہ یہ جام محبت ہی نوش فرمائیے افراسیاب بے اندیشہ انجام ہی گیا ملک مروارید نے
 قاب سامنے کی کہا کباب نوش فرمائیے افراسیاب جادو بے اختیار پکار اٹھا مطلع
 پیتا ہوں خون دل نہیں خون ہش شراب کی + دل ٹھن رہا ہے کسکھوس ہے کباب کی + یہ کھل کر کباب
 اٹھائے کباب کھانے لگا ملک مروارید نے ایک جام مصور کو بھی دیا اور کباب بھی کھلائے
 مصور کی آنکھیں سرخ ہوئیں چہرہ گلزار بہوت ہو کر مصور نے کہا کہ ای جان جان دای
 آرام دل مشتاقان میں ہر طرح تا بعد رہوں جوش محبت سے مجبور و ناچار ہوں چاہتا ہوں
 کہ نہ متکذاری کروں آٹھ پہر خدمت میں حاضر ہوں ملک نے کہا ای مصور انصاف شرط ہے
 زود بخاری ملک صورت نگار میرے ساتھ کس طرح ہیں آئینگی ضرور نسا دلائینگی اگر آپ کو

میرے ساتھ شادی منظور ہو قلب آپ کا نا مصور ہو تو لکھ صورت نگار کا سر لائے میں ہر طرح
 حاضر ہوں مصور نے کہا میں ابھی لایا اب تردد نہ ہو گا یہ لکھے کچھ اسباب حرا تھ میں لیا تیفے کے قبضے پر
 ہاتھ ڈالا بقرہ غضب تمام بے قتل صورت نگار چلا بیان افراسیاب سے باتیں ہونے لگیں حال
 افراسیاب کا بھی غیر ہر گھنچنی گلشن جمال کی کر رہا ہر دھندھی سانسین بھر رہا ہر کبھی کتا رہی کیوں ملک
 اس عاشق زار کے مقدمے میں کیا ارشاد ہوتا ہو ملک نے کہا نہ گھبراؤ تیر نکلی آتی ہے آپ کو مناسب
 کہ جو میں عرض کروں اسکو گوش ہوش سماعت فرمائیے پہلے تو یہ بخوبی آپ پر ظاہر ہو کہ یہ کنیز کو کتے شغیر
 کی بھتیجی ہے اب میرا سہیل روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر آپ کے مرتبے سے مرتبہ میرے چچا کا کم نہیں
 علمداری حکومت مثل آپ کے قرار پائی ہو حکومت دلیا قتد سخاوت درجات و شوکت میں بھی مشہور
 عالم ہیں ہمیشہ اپنی علمداری کو بظلمت تمام درست کیا عدل و انصاف کا بھی چچا صاحب کے شہرہ ہر یقین یہ کہ
 کہ کنیز کو آپ حقیر نہ کریں سلطنت طلسم ہوش ربا میں بڑا تامل ہوا ہے اپنی زوجہ صاحب کو بادشاہ طلسم ہوش
 کیا کیا کہنا انکا حسن و جمال عابد گش و زاہد فریب لیکن خاص آپ کی پابند نہیں ہیں فلان رسالدار سے
 پھنسی ہیں راتوں کو وہ اُنکے خیمے میں آتا ہے آپ سے پردہ ہر ہم آپ پر ظاہر کرتے ہیں کہ انکا طریقہ ظاہر
 ہر ضرور کنیز سے فساد کریگی اگر آپ کو منظور ہو تو جا کر اول حیرت کا سر لائے یہ کنیز خدمتگزار کی کو
 موجد ہو اگر کچھ عذر ہو تو صاف صاف فرمائیے افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم جو تم فرماؤ گی بسر و چشم
 بجا لاؤنگا یہ لکھے قبضے پر ہاتھ ڈالا جھومتا ہوا چلا اول حال مصور جا دو تحریر ہوتا ہو کہ ملکہ صورت نگار
 تخت پر سوار قریب تخت ملکہ حیرت بیٹھی ہوئی ہیں کہ سامنے سے ہر حق کی آواز آئی مصور کو دیکھا
 شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے آیا پکارا کہ اکیسویں بریدہ میں تیرے حرکات سے آگاہ ہوا میرے گھر سے
 نکلیا میں تجھے طلاق دیتا ہوں جو تیرے حالات تھے اُسے خوب آگاہ ہوا اُس زنگی سیاہ رو کو بلا
 منہ اپنا کالا کیا تجکو کچھ خوف نہ آیا سامری و جمشید کی ہو ایسی آوارہ حیرت نے پکار کر کہا
 مرشد زادے ایسی باتیں زوجہ کو نہ کہو سر بازار تمہیں شرم نہیں آتی ہر کوئی ایسے کلمات سخت گفتار
 مصور نے کہا کہ ملکہ تم اس مقدمے میں دخل نہ دو تم نہیں جانتی ہو یہ بڑی فاحشہ ہے اسکو نکال دو گا
 یہ کھلے تلوار کھینچ کے چلا کہ صورت نگار کو قتل کردن سب الہی لشکر مقہور کر رہتے ہیں کہ
 مرشد زادے کو کیا ہو گیا دوسری طرف سے آواز اشعار عاشقانہ کی آئی ملکہ حیرت نے دیکھا

ساحر کیتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو و لمبلا تا ہوا آتا ہوا اشعار عاشقانہ زبان پر
 بقرار و مضطر آواز دیتا ہوا حیرت تجھے اک چوٹی کاٹ کر گدھے پر سوار کر دنگا سب تیرے حالات
 مجھ کو معلوم ہیں فلان رسالہ ارشب کو تیری خدمت میں آتا ہے مجھے اب تیرا حال سب معلوم ہوا
 ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا لو صاحبو میں مرشد زادے کو سمجھاتی تھی شہنشاہ کو کیا ہو گیا
 بقول شاعر مطلع قیس خجل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو + خوب گزری گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو +
 ملکہ مروارید کلنا روپوش بہ شعبہ کر کے ہرخ و بہار وغیرہ کے بیچ میں آئی کہا صاحبو
 میں نے افراسیاب جادو و مصور جادو کو اس بلا میں بھنسا یا اپنی آبرو بچائی اب خدا انجام
 بخیر کرے ہرخ و بہار و مخمور وغیرہ گھبرا گئیں کہا ای مروارید خوب کار نمایاں کیا کہ جو آج تک
 کسی سے نہ ہوا تھا افراسیاب ایسے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ پر تیرے سحر نے
 تاثیر کی ای مروارید کیا کنا اگر انجام بخیر ہوا افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے
 جس وقت ہوش میں آئیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا جب کبھی اُسے جو ارادہ کیا وہی کر لیا
 میلے کے دن ذرا یاد تو کرو کہ جب چاہے زمرہ پر افراسیاب جادو نے سب ساحر دن کو جمع کیا
 بخوبی یاد ہو کیسے کیسے تاجداران جلیل سحر و ساحری میں بیجیل آکر جمع ہوئے تھے بعد ختم میلے کے
 جب افراسیاب جادو کو غصہ آیا کوئی جواب نہ دیکھا سب نے شکست کھائی کسی کو بھاگتے
 رستہ نہ ملا وہ ہمارے قتل سے مجھ نہ موڑیگا سب کا ارادہ ہوا کہ یہاں سے بھاگیں کہیں جا کر چھپیں
 لیکن مصور جادو کلمات سخت کہتا ہوا طرف صورت نگار کے چلا افراسیاب طرف حیرت
 کے متوجہ ہوا لشکر دن میں ایک غریب ہو حیرت و صورت نگار تختوں سے کود کود کر بھاگیں
 مصور نے پکار کر آواز دی بھاگ کر کہاں جائیگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچیں گی افراسیاب بھی ایسے
 ایسے کلمات کہتا ہوا طرف حیرت کے چھٹا پکارا کہ ارے مجھے کہاں بھاگ کے جائیگی اس وقت
 اہل لشکر افراسیاب جادو و سرداران اہل اسلام میں یہی غریب ہو کہ ای ملکہ مروارید
 کیا کنا حقیقت میں تھا راعیل و نظیر نہیں کہ آسمان پر سناٹا ہوا آواز صیب آئی ادا افراسیاب
 ہوش میں آکر دار کیا غضب کرتا ہی بیگناہ کے خون سے کیوں ہاتھ بھرتا ہی بس اب آگے
 نہ بڑھنا سب نے دیکھا آفات چہار دست بدست پکارتی ہوئی کہ ادا افراسیاب کیا غضب کیا

ایک چھو کری کے شعبہ سے پر کیا پھنس گیا بادشاہ طلسم ہوشربا کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ سب پر لگا قہر ڈال دے وہ جل کر خاک ہو تو نے اپنے کو غور میں خراب کیا یہ کما آفات چار دست زمین پر آئی افراسیاب بیوش پڑا ہوا تھا آفات نے قریب آ کے افراسیاب کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا کچا سم سحر کا پڑھا مصور پر حباب پھینک مارا مصور تو شرما کر کنارے ہوا لیکن افراسیاب پر سے جو سحر اترتا اور حال اس نے اپنا سنا غصے سے کانپنے لگا کہا آج کسی باغی کو زندہ نہ چھوڑو لگا آفات سے کہا آؤ جدہ ہم تم مل کر سحر کریں آج سب کو مٹا دیں دیکھو تو یہ لوگ کیونکر بچتے ہیں اب جو یہ دونوں دادی پوتے بڑے حقیقت میں قیامت برپا ہو گئی کل سردارانِ مطیع اسلام ملکر ان دونوں پر سحر کرنے لگے مگر یہ دونوں بلاے روزگار سرداروں کے سحر کو کب مانتے ہیں آفات چار دست نے سروا رید کو نوکا کہا اوجھو کری مجھ پر تو سحر کرو کیون تیرا شعبہ کیسا ہوا افراسیاب نے بڑا دھوکا کھایا مروا رید نے سب اپنا زیور اتارا کچا سماے سحر بڑے آفات پر سب زیور پھینک مارا آگ برسی برقین گرین پتھر بر سے تلوارین خنجر گرے آفات چار دست نے ان سب سحر کو دفع کر دیا غصے میں پکار کے آواز دی اوجھو کری مجھے بڑی حیرت ہو کہ تو موسم کی تیلی نہیں بن جاتی یہ جو آفات نے پکار کے آواز دی فوراً مروا رید گلنار پوش جس چرخ کھا کے زمین پر گری موسم کی تیلی بن گئی حرارت آفتاب سے پگھلنے لگی ملک بہار و باغبان و محصور نے اپنی جان دیکر مروا رید گلنار پوش کو اٹھایا ایک تخت پر ڈال لیا ملک بہا نے گرد گلدستے رکھے محصور نے برن برسائی باغبان کے سحر سے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی موسم کا پگھلنا موقوف ہوا آفات چار دست نے پکار کے آواز دی دیکھو میں اب تم سب کا بھی یہی حال لاتی ہوں یہ ککے دادی پوتے شانے سے شانہ ملا کے بڑے اُس وقت اہل اسلام کی بقیہ ہوشربا کہ اے محبوبے نیاز و عو رب کار سازان ظالمون کے ہاتھ سے ہم لوگوں کو بچالے انکے سحر سے ہم کیونکر بچیں گے دونوں دادی پوتے بڑھتے ہوئے چلے آتے ہیں بلک کے جو سرداران اسلام نے دعا کی یکا یک آسمان سے نعرہ ہوا آفات چار دست ادا افراسیاب خبردار آگے نہ بڑھنا کیون بندگان سامری و حمیری کا خون اپنے اوپر لیتا ہو تو بادشاہ ہوا آفات میں تجھے مناظرہ کرنا چاہتا ہوں آفات چار دست افراسیاب جادو و کل حاضرین وقت نے

سر اٹھائے دیکھا کہ شمشاہ کو کب روشن ضمیر کیا و تنہا تخت پر سوار اسباب سحر آگے رکھا ہوا
 ایک چھتری سر پر راستہ اور ایک نئی بات دیکھی کہ تین بانس تخت پر کھڑے کیے بن اسپر ایک
 حلقہ ریشمی کھنچا ہوا ہر کو کب روشن ضمیر کیا رہا ہوا آیا آفات میری بات کا جواب دے آج
 میرے اندر سے فیصلہ ہو اگر یہ لوگ قتل ہونگے تمہارے ہی ملک کے ہن مین نے دل سے ان
 مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا ہمارے تمہارے فیصلہ ہو جائے مسلمانوں کو ابھی ملک سے نکال دین
 غیر مذہب والے ہمارے تمہارے ملک میں نہ رہنے پائیں آج سحر میں ہمارے تمہارے
 امتحان ہو جائے آفات نے کہا کیا امتحان چاہتے ہو کو کب نے لہا یہ حلقہ جمشیدی جو میں نے
 کھنچا ہر تم دونوں دادی پوتے سحر کرتے ہو اس حلقے سے نکل جاؤ پھر میں اطاعت کروں گا
 خراج دیا کروں گا مسلمانوں کو اپنے ملک میں آنے نہ دوں گا آفات نے کہا ہر کو کب کیون
 دیوانہ ہوا ہر ہم وہ ساحران زبردست ہن سوئی کے ناکے سے نکل جائیں اس حلقے کی کب
 حقیقت ہو کو کب روشن ضمیر نے کہا دیکھیں افراسیاب آفات نے شانے سے شانہ ملایا
 اور پکار کے آواز دی او کو کب نادان دیکھو ہم اس ریشم کے حلقے سے نکلتے ہیں تمام لشکر افراسیاب
 و لشکر مسلمانان دیکھ رہا ہر کہ دادی پوتے شانے سے شانہ ملا کر کھڑے ہوئے چلے جب قریب
 اس حلقے کے پہونچے دونوں نے سر ڈالا چاہتے تھے کہ کون کون کب نقلی نے نعرہ کیا با شید
 افراسیاب آفات منہ مہر سپر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن
 امیہ خنجر نمداریہ کھڑکھٹکا مارا وہ حلقے کند آصفائے با صفا کے ہن گئے میں افراسیاب
 آفات کے پڑے وہ چھتری جو سر پر تھی چوڑی ہو کے خیمہ بنگلی اب عمرو نے جھبکا مارا کہ
 دونوں دادی پوتے گرے عمرو نے دو گرے زمیں سے لکے ایک گر گا چھاتی پ افراسیاب
 کی سوار ہوا ایک نے گھٹنہ چھاتی پ آفات چہار دست کی رکھا اندر بارگاہ دانیائی کے ہن
 سحر فراموش دریا سے حیرت کا جوش لشکر اسلام سے حسنت و آفرین کی صدا بلند ہوئی ہر ایک
 یہی کہتا ہر کہ خواجہ عمرو کا کیا کتنا کس لطف سے دونوں کو بچھنسا! لشکر کفارین سناٹا پڑ گیا
 ہر ایک کہتا ہر یا ہو کیا غضب ہو ہمارے سروں پر کوہ الگرا افراسیاب آفات چہار دست
 کو کیسا بچھنسا یا ہر اب دیکھیں کیونکہ رمائی ہو عمرو نے بڑا کمال کیا ایسے ساحرون کا یہ حال کیا

عمر و نے پکار کے آواز دی کہ اے مہر خ، میرا روغیر و تم لوگ تامل کرو تو میں اسی بستہ بن واپس
 ہو لوں گا یہ وہ لوگ ہیں کہ آج تک انہیں کسی کا ہاتھ نہیں پڑا اب میں انکو کہہ عقیقہ گزار سلیمان
 پر بھیجے جاتا ہوں مقام بارگاہ سلیمان پر دست زبردست صاحب قرآن زمان سے انکو قتل کراؤں گا
 طلسم پکار رہا تھا سب نے فریاد کی کہ خواجہ برائے خدا ہو گیا ہے اسے ساتھ چلو ہم لوگ بھی
 ملازمت صاحب قرآن سے مشورت ہوں نہیں معلوم تھا کہ اسے ہاٹیکہ بے پیر کیا آفت بہا ہو
 ہر چند عمر و نہ سمجھا یا کون مانا ہے شہرہ سے واپس آئے ہیں وہاں ان کو فریاد کر رہے ہیں
 کہ ہو گیا ہے یہ پوچھا خواجہ عمر و نے کہ ایسا ہو گا تو بلا نازل ہو مہر خ و مہار و مخمور کتنی ہیں خواجہ
 آپ کے جانے کے بعد حیرت میر و باؤڑ الیٰی نہیں معلوم کیا آفت برپا کر لی تمام ہالیان سم
 پیر ٹوٹ پڑے تھے تمہارے ساتھ چلتے ہیں ہماری جان بچ جائیگی عمر و نے ناچار ہو کر کہا اچھا
 تخت سحر تیار کرو اسپر تم سب سردار سوار ہو لو اس طرح میرے ساتھ چلو ملک مہار گلعذار نے
 ایک تخت سحر تیار کیا قصد تھا ہم دس پانچ سردار اسپر سوار ہونگے جیسے ہی ملک مہار نے تخت
 تیار کیا مخمور کا ہاتھ تھا ہم کے اسپر بیٹھیں اور اب ارادہ ہے کہ ہم جس کسی کو بلائیں گے وہ آئے اسپر
 سوار ہو گا مگر جان کا خوف تو بڑی چیز ہے کئی سردار چاہے ایک کے سوار ہو بیٹھے ہر چند اب
 ملک مہار گلعذار منع کرتی ہیں لیکن کوئی نہیں سنتا ہے تعبیری چار تخت سحر اور تیار کیے ایک
 ایک تخت پر دو سو چار چار سردار سوار ہو بیٹھے پانچ تخت جو تیار ہوئے تھے دو ڈھائی
 ہزار سرداران پانچون تختوں پر سوار ہوئے ہر چند ملک مہار گلعذار چنیتی ہیں اور کتنی ہیں کہ صاحبو
 اتنی دور کا جانا کیونکر تخت اڑیں گے جس تخت پر ملک مہر خ سوار ہیں اسپر بھی چند کیدان و چند
 رسالہ دار سوار ہوئے ہیں خواجہ عمر و کا تخت بلند سی پراڑ رہا ہوا بارگاہ انیالی استاد ہر چار
 پانچ گرگے افراسیاب جاوود آفات چار دست کو پکڑے ہوئے بیٹھے ہیں اور موٹے
 موٹے سوئے ہاتھوں میں لیے ہوئے ہیں اس ارادے پر کہ اگر ذرا یہ سرکشی کریں اور سوئے
 ماروین سب سردار تختوں پر سوار ہو چکے ہیں اب چاہتے ہیں کہ تخت اڑائیں یکا یک سناٹا
 ہوا زمین کا نیچے لگی شعلے چکے سب نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی زمین سے ماہیان نمر و پوش
 ٹرپ کے ٹکڑے دو وزن ہاتھوں میں اُسکے دو پڑیاں خاک کی تھین نکلتے ہی وہ خاک سب پر

پھینک ماری سب سردار نامیا ہو گئے ٹوٹنے لگے ماہیان زمر و پوش نے پکار کے آواز دی
 اوسا زبان زادے بہتر اب اسی میں ہو کہ آفات چار دست و افراسیاب کو چھوڑ دے
 ورنہ ان سب کی بوٹیاں کاٹ کاٹ کے کھا جاؤنگی ایک ذکیات کو زندہ نہ چھوڑونگی سب
 سردار فریاد فریاد کر رہے ہیں کہ اے خواجہ عمر و برائے خدا ہم کو اس آفت سے بچاؤ انکھون سے
 نابیا ہو سے کچھ ہم کو سوچتا نہیں چنگاریاں بدن سے نکل رہی ہیں آتش سحر ماہیان سے
 تمام ہڈیاں جل رہی ہیں اب عمر و کے ہوش پر گندہ ہوئے کہ ہاے کیا کروں یہ کیا غضب
 ہو لیا ماہیان زمر و پوش بعد جوش و خروش کہ رہی ہو کہ اے خواجہ اگر ایک قدم تنے
 تحت بڑھا یا ادھر میں نے سب کو مار ڈالا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی کسی کے قتل سے منہ
 نہ موڑونگی اور دم بہم تکلیف سرداران تحت نشین کی برستی جاتی ہو آخر ناچار ہوئے خواجہ عمر و
 نے کہا اے ماہیان زمر و پوش اول مروارید گلزار پوش کو انسان بنادے سب سردار و ن کو مینا
 کر دے تو میں افراسیاب و آفات چار دست کو دیدون اور ایک عمدہ خان کر کہ اس مقام
 پر افراسیاب جادو و فساد برپا نہ کرے جو جو عمر و نے کہا ماہیان زمر و پوش نے سب قبول کیا
 مروارید پر سے سحر آفات چار دست کا اتارا سب کو مینا کیا اب خواجہ عمر و نے افراسیاب و
 آفات کو ماہیان زمر و پوش کے حوالے کیا ماہیان نے اشارہ کیا دو پر نیا دین پیدا ہو میں اُن سے
 کہا آفات چار دست کو کہ زبردی پر پہنچا دو اسی حال میں آفات کو پر نیا دان دُرور گوش
 مرصع پوش لیکر روانہ ہو گئیں افراسیاب جادو کو اپنے پیچے میں دبا یا حیرت جادو سے
 پکار کے کہا لشکر کو اپنے لیکر اپنے مقام پر چاٹا راہ میں مسلمانوں سے نہ اٹھنا خواجہ عمر و
 اب زمین پر اترے سب لشکر کو ہمارا لیا طرف اپنے مقام کے چلے کہ راہ میں برق ملا کہا آستارا ج
 اپنے دھوکا کھایا افراسیاب قبضے میں تھا اسد کو نہ مانگ لیا عمر و نے سر پیٹ لیا کہ میں نے بڑا
 دھوکا کھایا اغوس کرتے ہوئے رنگین جھار پائے اسکیل روشن ضمیر سب زخم داری کے بیوش ہر موافق
 سب کے ساتھ گھلی ملی ہوئی آگے داخل قلعہ ہو میں اور کہا یقین کامل ہو کہ باواجان ہمراہ اہل ہلاک
 رہیں گے اب شادی ہونا کیسا جب تک ہمیشہ کو نہ جلائیے عشاق سبزہ رنگ کو قتل
 نہ کریں گے تب تک ہم اپنی شادی ہرگز نہ کریں گے کو کب روشن ضمیر کو کیا مدد ہوگا سب کے ساتھ ہو میں

بہار و محنور سے کہہ رہی ہیں اب نہ جکونہ جانے دنیا عمر و نئے سہیل کو شفا خانے میں روانہ کیا جہاں
 نے زخموں میں ٹانگے دیے تیسرے دن سہیل صحت پا کر دربار میں آیا بیٹی کو دیکھا سب کے ساتھ
 خوشی خوشی بیٹی ہر ذکر تلاش عشاق کر رہی ہو سہیل کو تو ندھب اسلام سے نفرت ہو ملکہ ہرخ
 سے کہا مجھے رخصت محرت ہو بیٹی کو ساتھ لیکر جاؤں اب بیٹی کی شادی کیا کرو گنا شعلہ خیر کو حفت
 کر کے چلاؤ گنا ملکہ ہرخ نے کہا اے مر وارید ہم پھر بھین بلوائی گئے ملکہ مر وارید ناچار ہو کے سب
 رخصت ہو کر باپ کے ساتھ روانہ ہوئے سہیل جب اپنے ملک میں آیا شہنشاہ شعلہ خیر سات لاکھ
 فوج لیکر اسے شادی آیا ہر بیرون قلعہ سہیل پر تڑا ہوا ہو سہیل نے اپنے ملک میں پہنچ کر بیٹی کو
 گھر میں بٹھایا سامان شادی کا ہونے لگا درمیان کی سب رسمیں ہو گئیں اب وعدہ ہوا کہ فلان
 شب شب برات ہو تم ساتھ لیکر صاحبان برات کو آنا مر وارید کو بیاہ کے لیجا نا مر وارید نے
 جو یہ کیفیت سنی رورو کے اپنا حال اتبر کیا جب یہ ثابت ہوا کہ آج شب کو برات ہو بقرار ہو کے
 ایک عرضی خواجہ عمر و ہرخ کو لکھی مضمون یہ تھا کہ باپ نے آپ لوگوں کو دھوکا دیا آج شب
 شہنشاہ شعلہ خیر آگیا رخصت کر کے ہم کو لیجا لیا کنیز کو شادی نہیں منظور ہو اگر میری مدد کیجیے
 اس ظالم کے ہاتھ سے مجھ کو بچائیے مقام افسوس ہو کہ ہمشیرہ کا تو لاشہ پڑا ہوا اور ہماری شادی
 ہو اگر آپ سب صاحب شرافت لائیں شعلہ خیر کے ہاتھ سے مجھ کو بچائیں تو میں آپ کے ساتھ نکل چلاؤں
 کنیز عرضی لیکر چلی وہ عرضی لا کر ملکہ ہرخ کے ہاتھ میں دی عرضی دیکر کنیز تو چلی گئی ہرخ نے عرضی
 معج عام میں پڑھی خواجہ عمر و نے کہا آپ سب صاحبوں کا چلنا مناسب وقت ہی ہم بھی وقت پر
 آئیں گے شادی کو سہیل بہ غم کر نیلے فردا سب سردار چلے میان سہیل نے ایک عرضی افراسیاب
 کو لکھی کہ میں کو کب رنو غمیر سے نہایت نیاز ہوں بیٹی کی وجہ سے یہ معرکہ پڑ گیا ملکہ حیرت کو
 آپ میان بھیجیے مع سرداران نامی و گرامی کے آئین میں بھی بیٹی کی شادی کر کے آپ کی خدمت میں
 حاضر ہو گا کو کب سے مقابلہ کرو گا افراسیاب جادو کو یہ عرضی پہنچی افراسیاب نے عرضی کو
 پڑھ کر ملکہ حیرت کو حکم دیا کہ اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر جاؤ اسکی بیٹی کی شادی کر کے سہیل کو
 اپنے ساتھ میان لے آؤ وہ بھی ہمارا بڑا دوست ہے ہم اسکو بادشاہ طلسم لورافشان کیلئے حیرت
 اپنے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو بلور لیکر روانہ ہوئے میان سہیل نے ایک بڑی باگاہ استاد

کما فی ہذا من بارگاہ کے ایک تخت عمدہ بچھو دیا سر شام آسمان پر دکھایا لگا برسیا نہایاں ہوئے
 کہ جہت سے سامان سے آکر پہنچیں سر پائے پر نشا انداز و برق کوہ شگافت صنعت سحر
 ویا قوت نہرو و پش و غیرہ ہمارا آئینہ سات لالہ سحر وں کا لشکر اس زور و شور سے آکر پہنچیں
 سیل نے ہر ایک کا استقبال کیا یا حیرت کو لا کر تخت پہ جاگ ہی سدا اس کے گرد کے بیٹے سیل
 خوشی سے چہرے میں سر ہر ایک ملک حیرت زدہ و فراسیاب حیرت میں ان شادی میں تفریح
 نمایاں باہر بارگاہ کے کھڑا ہوا اپنے دربار سے باتیں کر رہا ہو کہ آسمان پر لگا ایسی بیالی نمایاں ہوا
 سیل گھبراتے دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہو وہاں وہاں آکر سیل نے دیکھا ملک مہرٹ و مہار و مافرا
 و شکیل و رعد و برق و تھور و باغبان و غیرہ اپنے بادشاہ کو گھیر رہے تھے لشکر ہی پشت
 سیل ملک مہرٹ کو دیکھا گھبرا گیا دل سے کتا ہوا ان لوگوں کے آنے کا کیا سبب ہوا تخت آگے
 ملک مہرٹ کا زمین پر آکر سیل نے ناچار استقبال کیا ملک مہرٹ حشمت نے کہا تمہارے میاں
 برات میں آئے ہیں سیل نے جواب دیا آپ نے بڑی سرفرازی فرمائی سب کو ساتھ لیجئے ہوئے اندر
 بارگاہ کے آئینہ نے حیرت کو تخت پر دکھایا مسکرا کے آگے بڑھیں آگے سلام کیا کہا اٹھیے میں کچھ
 عرض کروں حیرت نے دیکھا چار سو سردار ملک مہرٹ کے ساتھ ہیں ناچار اٹھی جب تخت سے حیرت
 اٹھیں ملک مہرٹ تخت پر بیٹھ گئیں باغبان آگے بڑھا سرما سے کہا بھائی صاحب مجھے آپ سے
 کچھ کہنا ہو سرما بھی مجبور اٹھے باغبان مقام پر سرما نے بیٹھ گئے ملک حیرت ایک لڑی پر ٹھہرے سرما دور
 جا کر بیٹھا سرداران مہرٹ اس طرح بارگاہ میں بیٹھے ہیں جہاں پر ایک سردار ملک حیرت کا تھا چار سو
 اس مقام پر آگے بیٹھ گئے سیل نے آکر دیکھا تمام بارگاہ ہموں گئی سیل حیران حیران دیکھ رہا ہوا
 یہ کیا ماجرا ہوا کہ ملک مخمور نے سیل سے کہا ہم وطن کے دیکھنے کے مشتاق ہیں ہم ساتھ اس پر پھر
 کے حاضر ہینگے سیل سے کچھ نہ بن پڑا ملک مخمور کو لیکر اندر محل کے آیا ملک مخمور سرخ چشم جاگر پاس
 مروارید کے ٹھیکے چیلے سے کان میں کہا ای مروارید نہ گھبرا تا سب سردار تمہاری مدد کو موجود ہیں
 بارگاہ میں جے ہوئے ہیں مروارید خوش ہو گئی کہ اب میرے وارث آگئے اب مجھ کو کون لیجا سکتا ہے
 سیل باہر آیا دوسرے شب گزری تھی کہ دیکھا خواجہ عمر و بھی آگے پہنچے برق و جانشوز و
 خضر غام و قرآن بھی ساتھ ہیں سیل سے آکر کہا ہلوگوں نے خود ارادہ کیا کہ جا کے شریک شادی ہوں

سہیل نے گھبرا کر کہا تشریف رکھیے خواجہ عمر و اندر بارگاہ کے آئے ملکہ ہرخ نے اپنے پہلو میں جگہ پر
 سہیل بیرون بارگاہ گھرایا ہوا پھر رہا ایک باغ ہو کہ اس میں ایک اندارہ بنا ہے کہ اسی مقام پر
 شخص بندھن ہو گا کہ نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی ہر کارون نے اسے سہیل کو خبر دی کہ شناسا
 شعلہ خیز برات لیے ہوئے آتے ہیں بڑے دھوم سے برات آرہی ہے قلعے آتش بازی کے جا بجا چھوٹتے
 ہوئے لاطون جوانان گھنار پوش ہمارہ میں معلوم ہوتا ہے کھیت گل لائے کالہا رہا سہیل نے
 آگے ملکہ ہرخ سے کہا دوٹھا آپہنچا نوشاہ کے لیے تخت کی ضرورت پڑ گئی آپ دگل زرین پر اگر
 جلوہ فرما ہوں خواجہ عمر و نے کہا اگر سہیل ہم تمہارے مہمان ہیں اور تخت بچھو او اسپر لا کر بٹھاؤ
 جو سردار جس مقام پر بیٹھا ہو اسی مقام پر بیٹھا رہے گا سہیل نے سامنے اور ایک تخت بچھوایا اسپر لاکے
 شعلہ خیز کو بٹھایا سردارون کے بیٹھنے کی جگہ نہیں کھڑے کھڑے بھرتے ہیں نازنینان حسین و جمیدیان
 مہر تملین بارگاہ میں آگے پہنچیں ایک نازنین نے بہ ناز و کرشمہ یخندل عاشقانہ گائی غنزل

کعبے میں چل کے سجدہ تجھے چار سو کرین
 دامن کا پیچھے نام لین پہلے وضو کرین
 استادگی جو سرد و تر ہے رو برو کرین
 سنبھل کے سلسلے کو بھی برہم وہ ہو کرین
 دامن کو بچھاڑے جو گریبان رفو کرین
 عاشق دعا سے خیر تجھے کو بکو کرین
 تاجپند بندہ ہاے خدا آرزو کرین
 محب کو گناہگار نہ حساب و سبو کرین
 شایان ہر جس متدکر یہ شاعر غلو کرین
 سکتہ ہو آئینہ جو ترے رو برو کرین
 ہنگامہ گرم شیفہ رنگ و بو کرین
 آوارہ ہوں تماشے تری چار سو کرین
 دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

سرسش حبت میں خوب تری تھو کرین
 عاشق جو حسن پاک میں لپو گھت گورین
 شرمندہ ہوں زمین پہ گرین منہ و کرین
 بیجا چلی سپن میں صبا بوسے زلفت یار
 دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے
 اکبر بادشاہ حسن فقیر و ن کی طرح سے
 دیدار عام کیجیے پر وہ اٹھائیے
 مستی میں مجھ سے بے ادبی ہوگی یار سے
 روز زبان ہر روز شب انکی شناسے حسن
 حیران کار ہوں ترے رخسار صاف کا
 مرغ چین ہوں زمر میں پیدا مبار آئے
 موجود گو کہ تو ہو مگر چاہتا ہر شوق
 آتش یہ وہ زمین ہر کہ حسین ہر قول درد

میان تو محفل میں ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہر ملکہ مہر خ کے سردار شلفہ بیٹے ہیں ملکہ حیرت سرنگون
 کہ ملکہ مہر خ تخت پر بٹھی ہیں اور میں کرسی پر دیکھ رہی ہوں کہ انجام کیا ہوتا ہے کہ پند تو نے آگے
 سہیل کو خبر دی وقت بھونری پھرنے کا آگیا سہیل نے آگے شعلہ خیز کو اٹھایا سب سردار بھی اٹھے
 ملکہ مہر خ آگے آگے حیرت پیچھے پیچھے بیرون بارگاہ آئے اب اس باغ میں پہونچے جہاں وہ کنواں
 بنا ہو پندت جا پ کر رہے ہیں ہر طرف ہی ہنگامہ ہر کہ اب دلہن کو لاؤ پندت حکم لگا رہے ہیں
 انیسین جلسین پہونچیں آکر ملکہ مروارید کو مقام سے اٹھایا دلہن سر جھکائے ہوئے گھونگھٹ
 بڑا سا نکلا ہوا ساتھ ساتھ ملکہ مخمور نے دلہن کو لا کر برابر کنوین کے پہونچا یا سہیل نے بھی فوجین تیار
 کی ہیں صفین جمی ہوئی کھڑی ہیں ایک طرف فوج اسلام ایک طرف لشکر ملکہ حیرت خواجہ عمر و بھی
 گھسے ہوئے کھڑے ہیں کہ ہر کارون نے خبر دی اور شہنشاہ سہیل سب سامان تیار ہوا اب گنبد صحن
 لڑائے جیسے ہی پندت بڑھا کہ دولہا کا دہن اور دلہن کا دوش لیکر گرہ دے کہ عمر و نے حقہ آتش بازی
 مارا مروارید نے گھونگھٹ ہٹایا آگ برسنے لگی اب تو سب طرف سے سحر چلا ملکہ مروارید جھپک جھپک کے
 لٹنے لگیں میان دولہا کی پکڑی ٹھوکر وں میں ماری ماری پھرنے لگی ہر طرف ہی ہنگامہ ہر کہ دولہا
 کو قتل کرو شعلہ خیز نہایت زخمی ہوا اسکی فوج والے دوڑے ادھر سے لشکر اسلام نے روکا جانہیں
 سے لشکر آہیں ملنے لگے گو کہ ترنج ناربج چلنے لگا ہنگامہ گیر و دار ملہند ہر شعلہ خیز نے بڑھ کر دو چار سحر کے
 نخل جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے ملکہ مہار گلعذار نے بڑھ کر گلدستہ مارا گلدستہ پھٹا پھول برسے لگے
 ٹھنڈھی ہوا چلی غنچے چٹکے پھولوں نے انھیں کھولیں سہیل نے دیکھا چار پانچ سو آدمی مہوت ہوئے
 سر ٹکڑا نے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہم عاشق مہار میں اور شہنشاہ خوبی داری سرو خدامان باغ محبوبی
 یک نظرے خوش گذرے جمال کے مشتاق ہیں ذرا ادھر بھی نگاہ اٹھائے مشتاقان جمال کو صورت
 زیبا دکھائے جب ملکہ مہار نے سر اٹھایا جسپر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ اور زیادہ مہوت ہو گیا مہار وں
 سر ٹکڑا نے لگا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے لشکر میں ہنگامہ برپا ہر مخمور کے سحر نے آفت برپا کر دی
 شرابی جھومتے پھرتے ہیں رعد نے وہ چھین مارا کہ ہزاروں کے سر پھٹے سیکڑوں نے جانیں دیں ملکہ
 برق کڑک کڑک کے گر رہی ہیں مہر خ نے وہ گونے مارے کہ ہزاروں کے سر پھٹے ساری رات اس
 ہنگامے میں گذری حیرت رات بھر تو خاموش رہی صبح ہوتے ہی اسنے بھی سحر کیا ہزاروں کو قتل کیا

ملکہ مبارک نے مہر رخ سے کہا اب بی حیرت بھی چپک چپک کے ڈر رہی ہیں ایسا نہ لڑائی بگڑے
 کہ لکڑا گئے برصین مہار و حیرت سے سحر جلا محب کیفیت تھی دو لڑائی کے سحر چل رہے ہیں جس کا جیسو وار
 چلیا کبھی مہار و حیرت کبھی حیرت مہوت ہو لی ایک مقام پر حیرت نیچے لھینچ کر چلی زمین سے حیرت دم
 بلند ہوئی تھی چاہتی ہو مہار پر جا پڑون کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نے زمین سے سر لگا حیرت کو
 لکھڑا ایک چیخ ماری حیرت غفلت میں تھی اٹھ گئی زمین پر پہوش ہو کے گری برق کے چاہا لڑک کر
 گروان حیرت کے دو ٹکڑے کروں کہ ایک تیلہ فولادی بان بان کرتا ہوا زمین سے پیدا ہوا حیرت کو
 اٹھا لیا افراسیاب کی طرف لے کر نکلیا حیرت کا جانا لشکر سہیل شعلہ خیز شکست واقع ہوئی جادو
 بھاگنے لگے ملکہ مہر رخ نے سچا کیا مردار پر دے کہا اب نکل پلے میان ٹھہرنا مناسب نہیں خدا نے اپنا
 فضل شریک کیا فتح حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہر رخ نے مردار پر کو بیچ میں لیا اسباب بیان کا
 سب لوٹا خواجہ عمر و نے بھی خوب ہتھے ماری کہی یہ فتح و فیروزی ملکہ مہر رخ نے سب سرداروں کو ساتھ
 لیا طرف لشکر کے روانہ ہوئے مگر شعلہ خیز شکست کھا کر بھاگا اُتقان و خیران حیران و پریشان کہ اپنے
 وطن سے بھی چھوٹا ہوا دلی حاصل نہوا میان افراسیاب بارگاہ حیرت میں آیا ہر مشتاق ہو کر
 حیرت وہاں گئی ہو دیکھیے کیا گذرے اس سوچ میں مینیا تھا کہ حیرت کو تیلہ لکڑا افراسیاب نے
 ہوشیار کیا حیرت نے رورو کے سب حال بیان کیا افراسیاب غصہ کر رہا ہر کستا ہر کلا بے سلا نوٹوں زندہ
 نہ چھوڑو لگا ان لونڈی غلاموں نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی ہر کہ شعلہ خیز آ کے مہو نچا افراسیاب کے
 سامنے کلاہ دے ماری کہا اے شہنشاہ منشاہم تباہ ہو گیا وطن چھوٹا گھر بار ترک ہوا مشوقہ بھی نہ ملی
 میں آپ کے پاس فریاد کرنے آیا ہوں مسلمانوں نے بڑی زبردستی کی میری مشوقہ کو لے گئے اسباب
 سب لوٹ لیا اب میں اپنے ملک میں جا کر کیا جواب دوں گا لوگ کہیں گے شادی کرنے گئے تھے وہاں
 تباہ ہو کے آئے دوطن کو نہ لائے کیون شہنشاہ میں کیا جواب دوں گا افراسیاب نے گلے سے لگا لیا
 کہ اے فرزند نہ گھبراؤ میں نے تم کو اپنا بیٹا کیا میں تمہاری مشوقہ کو دلوں گا مگر لکڑا افراسیاب
 نے اپنی بارگاہ میں جگہ دی ہر کاروں نے یہ خبر ملکہ مہر رخ سحر چشم کو مہو نچا لی ملکہ مردار پر تو خوشی
 خوشی سرداروں کے ساتھ بارگاہ میں بیٹھی ہیں نہایت خوش ہیں کہ ہر کاموں نے خیردی کہ شعلہ خیز
 افراسیاب کے پاس فریاد آیا افراسیاب نے وعدہ کر لیا کہ میں تیری مشوقہ کو دلوں گا

مروارید گھرائی ملک مصرخ نے کہا اور مروارید کیون گھرائی ہو اس ملعون کی کیا حقیقت ہو اب تمہیں
 کوئی لگا نہیں ڈال سکتا مہتر برق فرنگی کہکراٹھا کہ میان شعلہ خیر کو لاتا ہوں ملعون کو قتل کر ڈالو
 جھگڑاٹھنے یہ کہکری صورت سہل چلا میان افراسیاب نے شعلہ خیر کو ایک بار گاہ دی چند کتیرین و
 چند عیسم واسطے خد شکاری کے دیے و عد کیا کہ تم چلے آترو ہم مروارید کو لادینگے شعلہ خیر اپنی
 بارگاہ میں آیا آگے بٹھیا کہ خد شکار نے عرض کی دروازے پر ایک کنیر لٹری ہو کتنی ہو میں شہنشاہ
 سے کچھ عرض کرونگی شعلہ خیر نے کہا بلا لو کنیر اکثری ہوئی سامنے آئی عجیب اس سلام کیا قریب آگے
 بلا میں لین کہا میں مدد تھے میں قربان چکے سے کہا دو لٹامیان ذرا کنارے چلیے میں کچھ عرض
 کرونگی دو لٹامیان کے نام سے شعلہ خیر خوش ہو گیا ابلدا شعلہ خیر میں آیا پوچھا تم کہاں
 آئی ہو کنیر نے کہا دھن سے بھجوا بھیجا ہو نام دھن کا سنکر شعلہ خیر بھرا ہو گیا کہا اے نیک نیت تیرا کیا
 نام ہو کنیر نے چٹکی لیکر کہا او گورڈ سے کیا تیری آنکھوں میں موم تھا ہو ملک مروارید تیرے واسطے بھرا
 ہے بھجوا بھیجا ہو اور فرمایا ہو جا کے میرے وارث سے کہنا کہ میں مجبور تھی مسلمان زبردستی بھجوا کر لائے
 ہیں اور قید کیا ہو مہوقت مہلت پاؤنگی اپنے کو تمہارے پاس پہونچاؤنگی تم گھبراہٹ میں اب تو شعلہ خیر
 بھول گیا کہا اے سی سچ کہ کنیر نے کہا تمہارے سر کی قسم ملک نے آپ و دانہ ترک کر دیا کتنی ہیں کہ
 ہمارے میرے وارث کو بڑا صدمہ پہونچا مسلمانوں نے مجھ پر کر دیا میں مہوت تھی کہ اپنے وارث سے
 لڑی کنیر نے جو یہ باتیں فصاحت و بلاغت سے کہیں شعلہ خیر نے کہا تم مجھے قید خانے کا نشان
 بتا دو میں رات کو اپنے کو وہاں پہونچاؤنگا ملک کو قید خانے سے جا کے نکال لاؤنگا کنیر نے اپنے
 پاس سے ایک گھوری نکالی سوئے کے ورق میں لپی ہوئی کہا وہ ملک مروارید کا پونا پونش نے
 دی ہو کہ ہمارے وارث کو کھانا شعلہ خیر خوش ہو گیا گھوری کھائی جیسے ہی پیک حلق سے
 اتر ہی سر سچ نے لگا کہا اے سی اس گھوری میں کیا تھا کنیر نے کہا میں بھول گئی اس میں سنکھیا ملی تھی
 درازاٹھکر شعلہ خیر اٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیوشی نے ملانچہ مارا لڑکھڑاکے کہ کنیر نے تڑپ کر

اسنے نام کا انور کیا شمسہ برق خدیجہ مصنف

نقب ہو مر برق خدیجہ گزار
 کے کون مکار عندار ہوں
 اور ملک چھوڑا سپدار ہوں

کہ اسناد میں خواجہ نامدار
 اسنے میں میں برق نقار ہوں
 اسنے میں میں برق نقار ہوں

کہ اسناد میں خواجہ نامدار
 اسنے میں میں برق نقار ہوں
 اسنے میں میں برق نقار ہوں

ٹپ سے مری چرخ ہزار ہا | بزم شد مہربان ہر شوق ہر | عید و جوان میں نام بھی برحق ہر
 یحییٰ زبان میں سوزن و یا شعلہ خیر کا شتارہ باندھا سرانچہ پاک کیسے سے بھاگا وہ تھا
 بیٹھا لشکر سلام میں آیا میان وہ وقت ہو کہ ملکہ مہرخ بیرون باگاہ مع سب سرداروں کے جل
 ہن خواجہ عمر و بھی بیٹھے ہن کہ برق آگے پہنچا شتارہ ساٹھ ڈال دیا ملکہ مروارید بھی بیٹھی وہ
 ملکہ مہرخ سے کہا حضور برق نے بڑا کام کیا اس ملعون کو قتل کر ڈالے خواجہ نے کہا اسے ہر سلا
 کر و فوراً ہوشیار کیا جیسے ہی اسکی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ملکہ مہرخ کے پائشکین بندھی ہو میں نہایت
 سوزن پکار کے ملکہ مہرخ نے آواز دی او شعلہ خیر دیکھ قدرت پروردگار کہ تو گرفتار ہو کر آیا اس ہتھیار
 ہو کہ اویان باطلہ پر لعنت کر کیا عجیب ہے کہ تیری شادی ساتھ مروارید گانار پوش کے ہو مروارید نیچے
 کھینچ کر اٹھی کہا حضور اس ملعون کو قتل کیجیے یہ سیاہ دل کبھی مسلمان نہ ہو گا سب بان بان کرتے ہیں
 مگر مروارید نیچے کھینچے ہوئے قریب آگے پہنچی پاتھی ہر اسکو قتل کر ڈالوں وہاں افراسیاب باگاہ میں
 بیٹھا ہے کہ ہر کارون نے آگے خیر دی کہ شعلہ خیر کو برق فرنگی پڑ لیکر بار بار مسلمانان میں قتل ہوا پاتا
 ہوا افراسیاب غصے میں اٹھا کتا ہوا کہ آج سب کو ساد و گستاخانوں نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی ہے
 کچھ ہمارا بھی خیال نہ آیا یہ کمر بہ قہر و غضب تمام چلا میان مروارید سے قصد کیا ہے کہ نیچے ماروں کہ
 افراسیاب شل شدہ ہوا اگر گرامروارید تو قریب شعلہ خیر کے موجود ہے لگا ہڑی ایک معشوق طر حصار
 سینے پر بھارت دوزنوں چہرہ گلگون آنکھیں رشک دیدہ و خال ابرو شل ہلال عارض انور ماہ آسمان
 کمال تیر شگان جو کما تھا نا برومین برائے قتل عاشقان لیس تھے تودہ دل پر لب مشوق ہوئے
 بے اختیار پکارا تھا اے جان جان و اے سترنج حسنین میری تجھ پر جان جاتی ہے مروارید نے چاہا
 سامنے سے بھاگوں افراسیاب نے اشارہ کیا زمین نے پائوں مروارید کے تمام لیے ایک پنجہ
 اسے مروارید کی کمر میں دیا ایک پنجہ کمر میں شعلہ خیر کے دیا دوزن کو لیکر بلند ہوا سرداران اسلام نے
 ہر چند روکا سمیلا افراسیاب انکے روکے سے کب رکتا ہے ہلاے روزگار ہوا اب راہ میں اسے ستریا
 مروارید کو بغور دیکھا شعلہ خیر بہوش ہو گیا بلکہ خور افراسیاب نے شعلہ خیر کو بہوش کر دیا ہے کہ میرے
 حرکات یہ آنکھوں سے نہ دیکھے سراب سے مروارید کو بغور دیکھا بتایا ہو گا جی میں کتا ہے کہ شتارہ
 میں تو ایسی نازنین نہیں ہو جیت رہا رہی اس کے سامنے کیا حقیقت ہو حضور اس کے شمع مہال کا پردہ ہوا

کوئی حسین اس کے مثل نہیں ہو یہ سوچتا ہوا ایک کوہ ویران پر آیا اس پہاڑ پر آ کے اتر اشلہ خیر کو ایک
 گوشے میں ڈال دیا ایک طرف آپ آ کے بیٹھا سحر سے فرش وغیرہ درست کیا مروارید بھی نمودار ہو اسے
 بیروش ہوئی تھی اسکو ہوشیار کیا اب جو مروارید نے اپنے کوتھالی میں پایا تڑپ گئی مثل بید کا بچے لگی
 افراسیاب نے کہا اے مروارید میری تجھ پر جان جاتی ہو کل ہوشیار باکامین تجھ کو حاکم کرو لگاؤ وہ قیصر
 کرو لگاؤ تیرے مرتبے پر تمام شاہان جان رشک کرینگے تیرا حکم سارے ملک میں جاری ہوگا اور سک
 تک تیرے نام کا جاری کرو لگاؤ مروارید نے کہا اے شہنشاہ اگر آپ کو میرا قتل کرنا منظور ہے تو میں آپ کے
 قبضے میں ہون قتل کر ڈاؤں اور کوئی امید مجھے نہ رکھے افراسیاب نہایت منتیں کر رہا ہو مگر مروارید
 نہیں مانتی رو رہی ہے چاہتی ہے کہ اپنی پاؤں جان دیدون افراسیاب جادو جیران و پریشان ہو کہ
 اب کیا تدبیر کروں جو یہ رانی ہو قصداً کے کارسرا نے ہرٹ انداز و زریہ اظہم افراسیاب سخت پیسوا
 چار ہزار ملازم پہلے اپنے مشوق کی ملاقات کو جاتا تھا افراسیاب جادو کو جو پہاڑ پر دیکھا فوراً
 اتر آیا حبیب کے سلام کیا حال پوچھا افراسیاب نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ میری اسپر
 جان جاتی ہے یہ کسٹھ مجھ کو قبول نہیں کرتی اے سرما تمہیں ذرا اسکو سمجھاؤ سرمانے دست بستہ عرض
 کی اے شہنشاہ یہ امر تو بہت آسان ہے خداوند قاسم کے پیدا کرنے والے بالائے کوہ عقیق پر
 جن انکے پاس اسے بھیج دیجئے انھوں نے پیدا کیا ہے وہی دل ملیٹ دینگے پھر آپ یہ عاشق ہو جائی
 افراسیاب نے کہا ذرا تمہیں تکلیف کر کے لیجاؤ سرما، ہرٹ انداز نے کہا بہت خوب میں مدت سے
 خداوند کے دیدار کا مشتاق بھی تھا اس صلی سے زیارت سے بھی مشرف ہو جاؤ لگاؤ آپ کا مطلب
 بھی لکھی لگی میں عرض کرو لگاؤ خداوند شہنشاہ افراسیاب جادو نے دست بستہ عرض کی ہے کہ اسکا دل
 ملیٹ دیجئے قدمت فوراً دل ملیٹ دینگے میں لیکر چلا آؤ لگاؤ افراسیاب نے کہا جادو سرمانے مگر مروارید
 کو اپنے تخت پر ڈال لیا زبان میں سوزن دیا اپنے سحر میں سلسل و مطون کیا لیکر طرف کوہ عقیق کے
 چلا افراسیاب نے شعلہ خیر کو اسکے لشکر میں پہونچا دیا آپ رنجیدہ کبیدہ طرف بلغ سبیب کے چلا
 سرما نے ہرٹ انداز منظر میں طر کرنا ہوا جاتا ہے در بند جالندریا کہ یہ در بند آخر ہر و مان کے حاکم سے
 ملاقات کی گھڑی دو گھڑی وہاں ٹھہرا شراب و کیا ب سے مہلت کر کے چلا اب سرحد کوہ عقیق میں
 پہونچا رات بھر کستہ طر کر کے آیا ہر صبح کا وقت ہر شاہزادہ خاورد سپاہ نبیرہ صاحبقران عالی جاہ

غلام یہ دیکر کنا سے بر لشکر کے آگے شہرے میں سمک ملداقی ساتھ ہوشکر کی خیر و غایت دریافت کر رہا
 ہیں کہ دیکھا طرف سے ہوشربا کے ایک ابر پیدا ہوا سمک سے کہا جا کر دریافت تو کر و کوئی جادوگر طرف سے
 ہوشربا کے آیا ہو سمک فوراً روانہ ہوا خواہر بن عمر و شعبان خنجر گزار ملتے ہوئے اس طرف آئے
 قاسم نے انکو بھی روانہ کیا جس عیار نے سنا وہ چلا چالیس پچاس پیک بیچے بہ صورت مہیڈل دربار
 لقمان پہنچ گئے کوئی بہ صورت خدمتگار کوئی بہ صورت چوہدار کوئی بہ طور سپاہی کھڑے ہوئے
 تھے گوش براواز میں کہ سرما کا پتا ہوا اور بارگاہ لقا پر آیا درگاہ سالار سے پوچھ کر اندر پہنچا ایک شخص کو دیکھا
 قد و قامت مثل دیو کے ڈاڑھی لمبی موئے ریش میں عروارید بے سہا نصیب تاج نخوت سر پر بہ صد
 گہر و غور تخت پر بیٹھا ہر سرما سمجھا یہ کوئی غلام خداوند کا ہو گا خداوند کہیں اور ہونگے سلام کر کے کہا
 خداوند لقا کمان میں بختیارک نے کہا او بے ادب دیکھتا نہیں کہ قدرت بیٹھے ہیں جلد سجدہ کر و رہ جلد
 خاک ہو جائیگا سرما کتا ہوا اس خداوند سے تو شہنشاہ ہمارا رعب و دہد بہ زیادہ رکھتا ہی تو نہیں صحرائی
 ہو مگر بڑے سجدہ چھکا عرضی افراسیاب کی پیش کی لقا نے وہ عرضی بختیارک کو دی بختیارک نے
 وہ عرضی بہ آواز بلند پڑھی لقا مقدمہ ماسکے سہا تمام بارگاہ ملگئی لقا نے کہا امر بندہ من یہ تقدیر تو چنے
 نوئے ہزار برس پیشتر کی تھی جلد اس عورت کو ہمارے سامنے لاؤ ابھی قلب پلٹ دین بختیارک
 چٹکیان لے رہا ہر چلے چلے کتا ہی یا خداوند پکار کے تقدیر نہ کیجیے بات سمجھ کر فرما لیے ایسا منو وہ عورت
 راضی نہو بختیارک کو لقا جھڑک دیتا ہو کتا ہوا شیطان تو کیا جانے قدرت کے کارخانے قدرت ہی
 پر موقوف ہیں سرما جا کے ملکہ مروارید کو لا یا مروارید کو آبرو کا خیال قلب پر هجوم رنج و ملال بدحواس عالم
 یاس موئے سر سر پریشان زنجیر کمر میں بندھی ہو میں اپنے کو سنبھالا لقا پر جو لگاہ کی کانپنے لگی
 سر جھٹکا کر کھڑی ہوئی لقا کی لگاہ جو جمال جہان آراے ملکہ مروارید گلنار پوش پر پڑی زانو بدلتے لگا
 پسینہ آگیا پکارا تھا قدرت اسکے پیٹ میں تو قدرت اتارینگے سرما پڑ برفت انداز نیا آیا ہر کہی لقا کو
 رکھیا نہ تنہا چپکا سر جھٹکاے بیٹھا ہر حسب لقا نے کہا ہم نور قدرت اسکے پیٹ میں اتارینگے سرما نے
 درست بستیہ عرض کی قدرت ایسا نہ فرما میں شہنشاہ بہت بتیاب ہیں آپ کی خدمت میں اس واسطے بھیجا ہوں
 کہ اس کا قلب لب دیکھے لقا نے کہا او بندہ مغضوب خاموش رہ ورنہ قدرت ابھی تمہیں گدھا بنا دینگے سرما
 خاموش ہو رہا لقا نے پکار کے آواز دی اور بندہ ان قدرت سے راضی ہو مروارید شہنشاہ میں کانپنے لگی چونکہ

زبان میں سوزن ہو لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا کیا بیہودہ کہتا ہوں جو سمجھے ہو سکے قصور نہ لکھا
 نے مار کا حکم دیا اور کہا ارے کوئی جلا وطن حاضر ہو ایک جلا وطن کو شے سے نکلا حاضر حاضر کہتا ہوا قریب آ پا کیا
 یا خداوند کیا حکم ہو جو حکم ہو بجا لاؤں کہا ذرا اس نازنین کو سمجھاؤ جلا وطن خبر پر پہنچے ہوئے قریب مر وار
 کے آ پا کیا او نازنین قدرت کیا فرماتے ہیں مر وار یہ حیران حیران چار جانب دیکھ رہی ہو کہ کوہ حقیقہ
 مقام ہو کہ جہان صاحبقران زمان فروکش ہیں کوئی ہماری رہائی کے واسطے نہیں آیا ہے سنئے سنا تھا
 کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک سپہ وہاں موجود ہو کہ جلا وطن نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ میں تیری زبان سے
 سوزن لیتا ہوں غلامان خواجہ عمر و میان موجود ہیں مر وار یہ گلزار پوش نے بھی اشارہ کیا میری زبان سے جلا
 سوزن نکال پھر میں سمجھ لوں گی جلا وطن نے ہاتھ کے اشارے سے کہا بیٹو جاؤ میں ابھی تمھے قتل کر دوں گا جیسے
 مر وار یہ بھی جلا وطن نے پکار کے آواز دی یا خداوند اب میں اس کو قتل کرتا ہوں سرمایہ برف انداز نے کہا
 یا خداوند شہنشاہ نے اس کا دل الٹ دینے کو کہا ہو آپ قتل کا حکم نہ دیکھیے لقانے کہا تمھے کیا دخل ہے
 قدرت جو مناسب جانیگے وہ کرینگے جلا وطن نے بھٹاتے بھٹاتے زبان سے مر وار یہ کی سوزن نکالی
 اور آواز دی منم شعبان خنجر گزار جیسے ہی عکس مر وار یہ کی زبان سے سوزن نکلی اب جو سکتی ہو سب
 قید لوٹ کر گری ایک چوہا رنے چاہا دوڑ کر پکڑ لوں دوسرا چوہا پہلو میں کھڑا تھا اس نے بڑھ کر کہا دیکھ
 خداوند کیا کہتے ہیں چوہا رادھر ملتا اس نے عصا مارا کہ جوہا ر کا سر پاش پاش ہوا انہرہ کیا منم حواہر بن
 عمر و مر وار یہ نے دیکھا چالیس پیک سپہ چالیس جوان کو مار کر قریب آئے کہا ای ملک اب رڑتی بھڑتی
 نکل چلو مر وار یہ نے دو پتھر اٹھا کر طرٹ بارگاہ کے پھینکے کہ پتھر برسنے لگے مر وار یہ گلزار پوش رڑتی بھڑتی
 سحر کرتی ہوئی بیرون بارگاہ آئی چالیسوں پیک سپہ ساتھ میں لقانے سرمایے کہا او ناہنہار تو
 کیا وزیر ہو چکر روکتا نہیں سرمایے کہا غلام سمجھا تھا قدرت تقدیر کینگے قدرت نے تقدیر الٹی کی
 لقانے کہا قدرت نے تقدیر کی تمھارے ہاتھ سے مر وار یہ کو گرفتار کرالینگے تمھاری آبرو بڑھائینگے
 سرمایہ بت خوب لکھا تھا ہزار ہزار دگر اسکے ساتھ ہوئے لقانے تخت پر سوار ہوا تمام فوج تیار ہوئی لینا
 لینا کہ سب دوڑے مر وار یہ نے دیکھا فوج لقابد کے ہوئے آتی ہو گاتی باندھی پانچون بین گروہی
 سحر کرنے لگی چالیسوں پیک سپہ نے حقہ ہائے آتش بازی نکال کر داغے ہزار ہا ملا زمان لقابے لقا
 پکارا ہو کہ گرفتار کر لو ملا زمان سرمایے بڑھ کر سحر کے عبادن کے پاؤں زمین نے تمام پھر وار یہ نے

بڑھکر اسی جادوگر کو ماما شاہزادہ خاور سپاہ حکم کو روانہ کر کے انار سے پر لشکر کے کھڑے ہوئے
انتظار کر رہے ہیں کہ کوئی عیار بیٹے تو خبر معلوم ہو کہ کون جادوگر آیا ہو کہ ایک عیار دور اہوا آیا اسنے
عرض کی حضور ہمارے یہاں خواجہ عمر سے ایک نازنین شاہزادی موسوم بہ مروارید گلند پوش گرفتار
ہو کر آئی تھی عیاروں نے رہا کیا اب لڑائی ہو رہی ہو نام ہی سنکر قاسم کو اشتیاق ہوا پشت مرکب
سوار ہوئے عقب میں انکے سردار قیاس خان وغیرہ چلے اسوقت آکے پہونچے کہ ساحر وغیرہ ساحر
مروارید پر بلوہ ہو قاسم کو جوان نے وہیں سے نعرہ کیا نعرہ قاسم کو تصنیف مصنف

نعم قاسم نقد فتح و فتح	نعم ابن رستم یل نامور	نعم شیر میدان جنگ و جہل
نعم نعت خان جنگ و جہل	فریدون چشم رعب اسکندری	فن جنگ من غیرت ساحری
زیست الملک جنگ آشکار	نعم حامل رایت گہر و دار	نعم شیر دل صف شکن پہلوان
نعم ابن فرزند صاحبقران	اسطرح قاسم نے نعرہ کیا فوج کفار میں	مہلکہ پڑ گیا مروارید نے پلنگ

دیکھا ایک جوان شیر دل رستم خصال صاحب جاہ و جلال صف شکن تیغ زن کس شوکت و شان سے
لڑتا ہوا آتا ہو جسے ٹوکا اسی پر جا پڑے اسنے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے روک کر وار کیا محراب
چار ٹکڑے ہوئے صفوں کو درہم و برہم کر دیا دامن صحرا لاشوں سے بھر دیا سرداران نامی و پہلوان گرامی
پشت پر لہر کر و فر جنگ کر رہے ہیں جس غول پر جا پڑے اسے درہم و برہم کر دیا مروارید صورت زیبا
دیکھ کر بے قرار ہو گئی چمک چمک کر اڑنے لگی ایک جادوگر نے بڑھکر گولہ مارا مرکب قاسم کا چلنے سے رکا
وہ ساحر تیغ کھینچ کر دوڑا کہ قاسم کو قتل کروں دور سے مروارید نے دیکھا کہ ایک ساحر کے سمیر میں
شاہزادہ پھنسا ہوا ہو جھپٹ کے سنگریزہ پھینک مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا قاسم نے رہائی پائی اب جو
پلے لگاہ جمال بیکال مروارید پر پڑی جانبین سے آنکھیں چار ہوئیں اسلحہ اشعارے کنائے ہونے لگے
حب کفار کا بہت بلوہ ہوا ہر کاروں نے اگر خبر صاحبقران زمان کو پہونچائی کہ حضور قاسم جا کر فوج
کفار میں گھر گئے ہیں وہ نازنین جو آئی ہو مصروف جنگ ہو گامانی زندگی سے متنگ ہو صاحبقران چال
سنگر فوراً سوار ہوئے صاحبقران کے سوار ہوتے ہی عہدہ دار چلے امیر نے سامنے آکے دیکھا وہ
نعرہ کیا بشتیاد کا فران بھیا وایا بکاران پر دغا نعرہ زلزہ قات ثانی سلیمان نعرہ صاحبقران مہر
عالیشان شکست دہندہ کا فران نعرہ صاحبقران تصنیف مصنف نعم صاحب چرخ و عسلم

امیر سرب منز و ہمیشہ
 جو رستم بہ سخنان پئے گیر و نادر
 شدہ بر سر مفتح و نصرت نثار
 سمندون بد بخت گشتہ شکار
 سلیمان ثانی لقب یافتہ
 نذر کر کے صاحبقران رستم کے جلد سرداران نامی و پہلوانان کرامی
 فرود آکر پہونچے جو اس کے پہونچا آئے زمین ہلا دی سرمایہ برفت انداز نے دیکھا کہ جلد سرداران حمزہ
 آگئے یہ بھی سحر کرتا ہوا چلا برفت برساتا ہر بھی دریائے سحر نہاتا ہر حسب صاحبقران نے اسم عظم پڑھا
 سب سحر باطل ہوئے جو سزار سحرین کھنڈا صاحبقران زمان نے بڑھلا اسم عظم پڑھا اس سردار کے
 ہوش و حواس درست ہوئے سرمایہ برفت انداز حیران ہو کر من کیا کروں جو سحر کرتا ہوں وہ باطل ہوتا
 ہر سردار بیکر صاحبقران چاہتے ہیں کہ اپنے قبضے میں کروں مگر سردار پیدل رتی بھرتی چلی آتی ہر قریب
 لشکر قاسم پہونچی قاسم نے باغ و ناز اپنے بیچ میں لیا جنگ ہو رہی ہو کہ سرمایہ برفت انداز سحر کرتا ہوا
 قریب صاحبقران کے پہونچا ہوا مگر زمین نیوے ریکے اڑوں امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا سر سرما کا زخمی
 ہو گیا اسے لکڑا سنے کو گرا دیات مار کے بھاگا کتا ہوا ایسے خداوند پر لعنت ہو کر اٹکے دربار میں
 آئے یہ ذلت اٹھائی یہ کہ روئے ہر شہر باکے بھاگا کہ ڈر کا کیا با لگا لگانے جب دیکھا کہ جلد سرداران
 صاحبقران آئے بھرتے اگر پہونچ گئے ہیں لگانے کجرا لیل باز گشت بجواد یا صاحبقران زمان
 بہ فتح و فیروزی پئے مگر قاسم ملکہ سردار پیدل کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آئے صحبت عیش و نشاط
 آگئے کہ آپس میں وعدہ و وعید ہونے لگے سردار پیدل سب اپنا حال بیان کیا کہا اب میان سے پلٹ کر
 جانا مشکل ہو گا قاسم نے کہا اگر ملکہ مالک اب جانا تھا مشکل ہو گا سردار پیدل نے کہا اگر شہر پار جانا ہوا وہاں
 ملازمہ آگے ملکہ بلان کا لاشہ تالا چھبیدی میں رکھا ہر کو کسب خود نگہبانی کیا کرتے ہیں اس وقت
 ہیں جا کر شریک نہونا باعث بدنامی ہوا انشاء اللہ اگر زندہ ہیں تو ملیں گے قاسم نے حکم دیا ساتیان سہین
 و سلطان خوش آواز جام و جو لیکر حاضر ہوئے جام شہر غوانی گردش میں آیا صداے ہوشا ہوش و
 ہوشا ہوش بلند ہوئی ایک حسین خوش گلوسا شہ آئے کھڑی ہوئی پہلے گت ناچی بدلا سکے یہ
 عز و شرف کا شہر کی عین دل

دل شیرہ نامان نہوا تھا سو ہوا
برق ہے نور ہوا اس رخ کی چمک کے آگے
روئے پر پیر سے ہوا ہنس کے وہ گل شہزادہ
مین نے رنگین نہ کیا اسکا تڑپ کر دامن
ہو گیا دیکھ کے قاضی بھی طرفدار اسکا
ہر زبان پر مری رسوائی کا افسانہ ہو
عوق آلودہ جبین دیکھ کے دل دوب گیا
قتل کر کے مجھے تلوار کو توڑا اس نے
یار کے روئے کتابی کی گردن کیا تعریف
آنسو آنکھوں سے نکلتا ہو سوچے گا رسی ہو
ہوش عشق سے ہر داغ سراپا میرا
گردہ بنے ہوا سندل پیشانی یار
پہرہ ہی مصرع سودا ہو رلاتا آتش

کمرے مگر سے جو گریبان نہوا تھا سو ہوا
عالم نوز کا انسان نہوا تھا سو ہوا
غنیہ سان سر پہ گریبان نہوا تھا سو ہوا
سر جلاو پہ احسان نہوا تھا سو ہوا
ہیکے خون مسلمان نہوا تھا سو ہوا
نغمہ شوق پریشان نہوا تھا سو ہوا
شبنم باغ سے طوفان نہوا تھا سو ہوا
خون ناحق سے لشیان نہوا تھا سو ہوا
سہد قرآن کے جو قرآن نہوا تھا سو ہوا
پہوہ دل سے نمایان نہوا تھا سو ہوا
آدمی سر و سپہا خان نہوا تھا سو ہوا
ذرہ خورشید درخشان نہوا تھا سو ہوا
تجھے ای دیدہ گریبان نہوا تھا سو ہوا

وہ نازنین بڑے لطف سے یہ غزل گاہی، عجیب ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو بارگاہ مین قائم کی چپ دست تمام
سرداران نوجوان جمع ہیں شب بھر ہنگامہ عیش و نشاط رہا صبح کو صاحبقران زمان تشریف لائے
ملکہ مروارید قد بوس ہوئیں سب حال اپنا درلشد خواجہ عمر و کا بیان کیا کلاب افراسیاب جادو سے
سسر کے بڑے ہیں یقین ہوا انشاء مندر ہالی اسد کی صورت ہوگی کنیز اب رخصت ہوتی ہو ایسا نہو میرے
باپ وہاں کچھ فساد برپا کرین مجھ کو جانا ضرور ہو صاحبقران نے اور بادشاہ حجابہ نے اور عہدہ سرداروں نے
واسطے خواجہ عمر و کے نامے لکھے ملکہ مروارید سب سے رخصت ہو کے طاؤس زرین بال پر سوار ہوئیں طرف
طلسم ہو شر بائے حلین میان افراسیاب باغ سبب مین بیٹھا ہوا مشتاق آمد ملکہ مروارید تھا کہ اول
سرما لے برف انداز کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا حضور مروارید کو عیاران اسلام نے ہا کہ کیا
وہ لشکر صاحبقران مین پہونچ گئیں افراسیاب کو نہایت ناگوار ہوا ایک نامہ حضور کو لکھا کہ امی
مرشد زاد سے آپ جا کر راہ مین ٹھہرے اور سے مروارید آئیگی اسکو گرفتار کر لیجیے گا مین نے کتاب مری مین

دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسی طرف سے آئیگی مصور کے پاس یہ نامہ پہونچا مصور نے وہ نامہ پڑھا اسی وقت
 سواروں کو اپنے ساتھ لیکر طرف در بند جالندریا کے چلا میان مروارید نے وہ راستہ قدیم چھوڑا اور
 راستے سے جاتی ہو کوہستان و خوارستان کو طر کرتی ہوئی قریب ایک کوہ کے پہونچی چار جانب گھر ٹھکر
 دیکھ رہی ہو کہ کس راہ سے جاؤں کیونکہ لشکر خواجہ عمرو بن پہونچوں اس صحرا کا حاکم نعمان اہلق سوا
 ہوا رہ نہر جادو گروں کو ساتھ لیے ہوئے سیر کر دیکھتا ہوا آتا ہو کہ اسکی نگاہ جہاں جہاں آرا سے مروارید
 پر پڑی دیکھا ایک نازنین حسین غنچہ دہن رشک چین بالاسے کوہ کھڑی ہو حیران حیران چار جانب
 دیکھ رہی ہو نعمان اہلق سوار نے ساحرون سے کہا دیکھو یارو خداوند سامری تمہید نے پیشو قدیر ہے
 واسطے بھیجی ہو چار جانب سے اسکو گھیر لو میں گرفتار کروں چار جانب سے اس پہاڑ کو سب ساحرون
 ملکر گھیر لیا مگر مروارید نے جھپک کر دیکھا ہزار ہا ساحرون نے پہاڑ کو گھیرا ہو ایک ساحر کہ یہ نظر کوں پکیر
 سحر کرتا ہوا آتا ہو ملک نے کہا غضب ہوا بھیجاؤں نے چار جانب سے گھیرا ہو دل میں کہا ہو مروارید
 میان سوارے خدا کے کون بچنے والا ہو سحر کرتی ہوئی پہاڑ سے کودی موتیوں کا مالاکے سے اتار کر
 پہنیک مارا کئی سحر کے سر پہنے کچھ دیوانے ہو کے طرف صحرا کے بھاگے نعمان اہلق سوار نے بدوست
 یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا سوچا کہ سامرہ زبیرت ہو خاک قبر جمشیدی لیکر بڑھا پکار کر آواز دی او نازنین کیون
 بر حیل لڑتی ہو مجھے اپنا حال تو بیان کر تیرا نام نامی کیا ہو میان آنے کا کیا باعث ہو ساحرون کو بھی
 آواز دی خبردار اب کوئی سحر نہ کرے میں قریب جا کر سمجھاؤں گا مروارید بھیڑی نعمان اہلق سوار قریب
 پہونچا کہا ہو ملک عالم تھا نام نامی کیا ہو تمہیں ہمارے شہشاہ ہوشیار سے کیا تعلق ہو مروارید
 سوچی اگر میں نے مفصل کہا اور زیادہ دشمنی کر لیا یہ سوچ کر کہا میں ایک سوداگر کی بیٹی ہوں میرے
 والد کو قزاقوں نے صحرا میں لوٹ لیا میں آوارہ ہو کر اس طرف نکل آئی اب نعمان اہلق سوار نے اسکو
 باتوں میں لگا کر خاک قبر جمشیدی بلیر داغ کے لاکر آواز دی مروارید گلزار پوش بیوش ہو کے گری
 نعمان اہلق سوار نے بڑھ کر زبان میں سون ویا گرفتار کر لیا اب خیال میں آیا کہ اس سے سولی وصل کروں
 یہ سوچ کر اسی مقام پر بارگاہ استاد کرا لی جلسہ آستانہ کیا ملک کو ہر شیا کر کیا ہاتھ باندھ کر سامنے بیٹھا عرض
 کی او شہشاہ خوبی وای سر و خرامان باغ محبوبی میں غلام ہوں یہ تمام صحرا میرے قبضے میں ہو طرف سے
 افراسیاب جادو کے ملک ہوں عمر بھر خدا شکاری کر دگا مروارید کے تیور پر بل پڑ گئے اشارہ کیا

ہو گیا کیا بیوہ بکتا ہو تو ہیکو قتل کر ایسے کلمات و اہسیات زبان سے نہ نکال جب زبان سے سوزن
 لنگھتی اپنی جان دید ونگی اب تو میں تیرے قبضے میں ہوں جس طرح چاہے ستائے نعمان ابلق سوار
 منتہن کرتا ہر کبھی کبھی ہر ایک ملک عالم کیا کہوں جو میرے دل پر گذرتی ہو دیکھو ن تقدیر کیا دکھائے اب تو یہ
 کیفیت ہو کہ دل پر چھوڑیاں چل رہی ہیں دل چاہتا ہو جان دون تڑپ تڑپ کے مرون ہر طرح متین کرتا ہو
 کبھی کتا ہو اس عشق خانہ خراب نے کیسی پریشانی میں ڈالا ہو عجب مصیبت میں پھنسا یا ہو بقول جناب
 خواجہ حمید علی آتش نظر

پسند دل ہوا ہو حسن صورت
 اگر ہوا تو وہ ہے کالج زر مول
 لب و دندان تھار سبے مہا میں
 سیا ہی لیتے ہیں سر بیج کر مول
 اٹھائی آنکھ تہنہ ہو گئے ہم
 ند لگا یکے دل و ہفت پر مول
 عجب دولت ہو یہ احسان اس سے
 جو کچھ ہو مشک کا اری سیمبر مول
 چمن یا سنے قیمت بڑھائی
 لفن سے رکھے اری آتش شبر مول

پہلی آدم نہ لے یہ درد سر مول
 تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے
 لڑائی لین وہ آنکھیں ڈھونڈ حکم مول
 وہ سودا ہو تری زلفون کا حبکو
 کرے کالا جو منہ وہ لے سپر مول
 ملیگی گایاں قیمت کے بدلے
 لیے ہننے ہزاروں نیشکر مول
 سلخا زلفون کو پیچھے پیلے لے لے
 خدا کا لے لیا اس بت نے گھر مول
 بھروسہ سازند گاتی کا سین کچھ

محبت کوڑیوں کے ہوا زمول
 فلک پیچھے تو لین شمس و قمر مول
 ہوا صفت بند ہی مرگان سے ظاہر
 سنیں سکتے ہیں یہ لعل و گہر مول
 بہادر تیج چہرے پر من لھاتے
 ہماری جان کی تھی اکت نظر مول
 لب شیرین سا اک میٹھا لکلا
 بشر کو ہر لیے لیتا بشر مول
 عوض میں دیکے بوسہ دیکے ہیکر
 نہ تھا یوسف کا ورنہ اس قدر مول

لاکھ لاکھ طرح پر نعمان نے متین کین مروارید جان دینے پر آمادہ ہو میں مگر وصل پر نہ رہی ہونہن
 نعمان گھبرا یا سوچا کہ اسکو خدمت میں شہنشاہ ہو شرابا کے لے چلون وہاں جا کر درست ہو جائیگی
 رات تو اسنے تڑپ تڑپ کے کافی بہ وقت سحر ملکہ مروارید کو ایک ارسلے پر سوار کیا آپ لھوڑے پر سوار
 ہوا بارہ ہزار حاد و گردن کا لشکر ساتھ نسل در نسل جاتا ہر شب و روز سمجھاتا ہو متین خوشا مدین کرتا
 ہو مگر ملکہ مروارید کا یہ قول ہو کہ مجھ کو قتل کر ڈال چوتھی منزل ہو ادھر سے نعمان ابلق سوار جاتا
 ہو ادھر سے مصور حکم افراسیاب جو چلا تھا آ کے ایک صحرا میں اترتا ہو نعمان کو جو معلوم ہوا کہ شہنشاہ
 اس مقام پر فروکش ہیں دل میں سوچا مرشد زادے سے فریاد کرو لگا یہ سوچ کر چند خادم خدگارا

ساتھ لیکر اسے قدیموی مصور چلا مصور کو خبر پہنچی کہ نعمان اہلق سوار ملک صحرائے ویران ہمارے ملاقات کرانا ہو مصور نے حکم دیا آنے دو نعمان اندر آیا ان کے قدموں سے لپٹ گیا کتا ہوا و مرشد زادے ایک بڑی شکل ہر اسید وار ہون کہ حل فرمائے معہ تو نے پوچھا کیا مشکل ہرین نانا دادا سے کہل تمھاری شکل آسان کرادو لگا نعمان نے کہا میرے صحرائین جو کوہ ویران ہر اسپر ایک نازنین آئی میں اسکو دیکھ کر عاشق ہوا مشکل گرفتار کیا اسپر میری جان جانی ہر اسید وار ہون کہ اسکا قلب اٹ دیجیے مصور نے کہا اے ہمارے سانسے بلا نعمان دوڑا ہوا گیا ملکہ مروارید کو سر زنجیر تھام کر سانسے مصور کے لایا مصور کی ہو لگا پڑی جمال جان آراے مروارید کو دیکھ کر سکتا ہو گیا حیران حیران دیکھتا تھا دل سے کتا ہوا و مرشد زادے یہ تو وہی معشوقہ پرہر وہو جسکے واسطے میں رسوا ہوا کہا کیوں او نعمان تو نے اتنا مفصل حال نہ کہا نعمان نے کہا ایک تاجر کی بیٹی ہو مصور نے کہا تو مفصل حال نہیں کتا جلد بیان کر نعمان اہلق سوار نے شہر کر کہا یہ نازنین مپاڑ پر کھڑی تھی من نے چار جانب سے گھیر کے گرفتار کیا ملکہ میں دیکھتے ہی اسکی صورت زیبا و طہمت جان آراے مر گیا مصور نے کہا یہ دختر بلند اختر سیل شد صفر ہو کوکب کی بھتیجی ہر خبر دار اسپر عاشق کا نام نہ لینا اسپر شہنشاہ کی نگاہ پڑتی ہر مابہ دولت بھی اسکے جو یا تمھے شہنشاہ نے مجھ کو خبر دی تھی کہ مروارید کو حقیق گلزار سلیمانی سے ملٹی ہوئی آتی ہو ہمارے نانا دادا نے تقدیر کر کے تیرے ہاتھ سے گرفتار کرادیا بقدر تیرا نقصان ہوا اسکا چوگنا ہم سے لے لے اب میں اسکو خدمت افرا سیاب میں نہ لیجاؤ لگا اپنے واسطے راضی کرو لگا اب تو بہ کر اس سے محبت کا نام نہ لینا مابہ دولت اسکے واسطے مطہون و بدنام ہوئے اسکے سحر میں پھنسے صورت لگا کر کے قتل کا ارادہ کیا نعمان اہلق سوار نے گھر کر کہا مرشد زادے ایسا تو نہ فرمائے میری اسپر جان جاتی ہر میں روپیہ لیکر لیا کرو لگا جس اسید پر آپ کی خدمت میں لا یا ہوں آپ اپنے نانا دادا سے کہل تقدیر کرادیجیے کہ مجھ کو قبول کرے ورنہ غلام زندہ نہ رہیگا مصور نے کہا او بیجا ہم تمھیں کشت کرتے ہیں تو وہی کہے جاتا ہوا فرسیاب کا تو میں خیال نہیں کرتا تیری کیا حقیقت ہر ارادہ کچھ کیگا میں صاف جواب دیدو لگا کہ مروارید پر مابہ دولت نے قبضہ کیا یہ بھی کہو لگا کہ ابلی سال یہی تقدیر کی ہر کہ مروارید کے ساتھ میں شادی کرو لگا کسی کی کیا مجال ہر کہ مروارید کا نام لے نعمان اہلق سوار بہت جھلایا کتا ہوا و مرشد زادے مصیبت مجھے نہ اٹھیکی میری جان پر بڑا صدمہ ہو گا مصور نے مقرر من ہاتھ میں لیا تمام حیرت سے نکالی وہ تصویر ملکہ مروارید کی تھی کہا دیکھ یہ مجھے محبت ہو کہ تصویر ملکہ جیتا ہو

مجھے جوائے کر دے میں اپنے ملک کو ملے جاؤں نعمان نے کہا اے مرشد زادے یہ تو مجھے نہ سیکھا بننے
 مکر و جیل کر کے اسکو گرفتار کیا میں اسکو لے جاؤں گا یہ کہ نعمان اپنی سوار نے سر زنجیر کو تھا ماکہ میں اسکو لے کر
 ملے جاؤں گا مصور نے کہا خبردار اسکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ ابھی قتل کر ڈالوں گا یا تو مایدولت بھولے ہو سے
 شے یا اسکو دیکھ کر عشق زیادہ ہوا کیجیہ نہ کو یا نعمان نے چاہا ہے لکھن مصور نے اپنے مصاحبوں سے کہا
 اسکو گرفتار کر دینی نے چاہا اٹھ کر اس کے ہاتھ سے جھیلون نعمان نے ہاتھ تلوار کا مارا معنی کا زخمی ہوا
 مصور خود اٹھا ایک گور مار دیا سینے کو توڑ نعمان کے پار گزرا فوج والوں کو اشارہ کیا تلوگ اگر دخل
 دو گے سب کا یہی حال کروں گا ساتھ دے نعمان اپنی سوار کے تھرا گئے لاشہ نعمان کا لیکر روتے پیتے
 روانہ ہوئے اب مصور نے ملکہ مروارید پر قبضہ کیا کما حقہ جان جان دایر اہم دل عاشقان دیکھ کر تو تم کس طرح
 میوے پاس پہنچیں اب مجھ کو قبول کر و مشہور ہو کہ سیرہ سامری ہوں میرا سہائی خدائی کرتا ہو جو کچھ کہتا ہوں
 فوراً قبول کر لے گا اب مجھے انکار نہ کرو تمام ہوشربا کے ساحر ملو اپنا بزرگ جانیکے باغداد واکرام ملاقات کرینگے
 مروارید بگلنار پوش نے اشارہ کیا خبردار وہ مجھ کو ہاتھ نہ لگانا مصاحبوں نے کہا اے مرشد زادے ابھی
 یہ طائر گرفتار ہو دوپہار روز قید رکھیے آپ کو ضرور قبول کر لیں آپ جیسے مائل ہوں وہ مقدمہ خالی جا سکتا
 ہو مصور نے نفس آہنی میں ملکہ مروارید کو بند کیا لیکر ملتا ادھر سے تو مصور جاتا ہو مگر افراسیاب نے جو
 شعلہ خیر کو اسکے لشکر میں پہنچا دیا تھا جب یہ اپنے لشکر میں آیا حیران تھا کہ شہنشاہ افراسیاب نے مجھ کو رہا
 کیا تھا میں میان کیونکہ مجھ کو ساتھ والوں نے کہا حضور ایک پنجہ سحر آپ کو میان پہنچا گیا شعلہ خیر سمجھا کہ
 افراسیاب نے مجھ کو میان بھیجا دیا اب میں شہنشاہ افراسیاب کے پاس چلون اگر وہ میری مشوقہ دلوان
 تو بہتر ہو ورنہ میں خود سلاؤن سے مقابلہ کروں کیا میں ان سے کسی بات میں کم ہوں یہ سوچتا ہوا لشکر کو
 ساتھ لے کر چلا یہ ایک مقام پر آتا ہوا کہ لشکر مصور بھی اسی مقام پر آئے اترام ہر کاموں نے اسکو خبر دی کہ
 آپ کی مشوقہ مرشد زادے کے پاس ہے یہی ہے جاتے ہیں سنا ہو کہ وہ پٹی ہوئی کو حقیق گلزار سلیمانی
 سے آتی تھی نعمان اپنی سوار نے گرفتار کیا مرشد زادے نے اسکو مارا اب مروارید کو ایک نفس آہنی میں
 بند کیا ہو روز سمجھاتے ہیں وہ نہیں مانتی یہ نیک شعلہ خیر بہت جھلایا ایک جاوگر مصاحبوں میں شعلہ خیر
 کے سبکبار جاو و ساحر زبردست ہوا اس سے کہا تم خدمت میں مرشد زادے کی عاؤ میری جانب سے
 عرض کرنا کہ آپ مرشد زادے میں اسی مشوقہ کے واسطے اپنے ملک سے کوچ کرے آیا ہوں اسکو آپ

میرے پاس بھیج دینا آپ سے مقابلہ کروں گا بطرح سے بیگا آپ سے اپنے معنوق کو سے لوں گا
سکھانے جا کر یہ پیغام مصور سے کہا مصور نے کلام شکر مست بڑا کہا اور صاحب و غصب سنبوچنے نعمان
کو مارا اسکی کیا حقیقت کہ نہ اپنی جان کو غیرت جان لکل جاو نہ قیامت برپا کروں گا پیا میرے جا کر عال
شعلہ خیر سے کہا شعلہ خیر نے غصے میں حکم دیا بلبل جنگی بجے فوراً نقارہ رزمی پر چوب پڑی سرکاروں کے
پر مصور کو پہونچائی مصور نے جھلا کر کہا اُسکی شامیتیں آئی ہیں اسطرح قتل کروں گا کہ ماہیان دریا
مرغان ہوا اسکے حال پر افسوس کریں اور مچھلی ذرا ترس نہ ائے مصور نے بھی طبل جنگی بجوادیا دونوں لشکر و
تیاریاں ہونے لگیں رات بھر تیاریاں ہوئیں صبح کو دونوں لشکر میدان کا زرارہ میں آتے جاتے ہیں کہ برق
بھرتا بھرتا ایک سپاہ پر چڑھ گیا دیکھا دو لشکر مقابلے میں ہیں فوجیں میدان میں آتی جاتی ہیں اب یہ
سپاہ سے اترا حیران حیران کہ یہ کیسے لشکر میں صورت بدل کے لشکر شعلہ خیر میں آیا تو گون سے پوچھا معلوم
ہوا کہ شعلہ خیر و مصور جاو اوامادہ جنگ وجدل ہیں یہ سنتے ہی برق فرنگی لشکر شعلہ خیر سے نکلا ٹھٹھا ہوا
لشکر مصور میں آیا دریافت کیا معلوم ہوا کہ مروارید لشکر مصور میں قید ہر رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک
ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک نامہ طرف سے افراسیاب کے لکھنا ہاتھ میں لے لیا دروازے پر بارگاہ
مصور کے آیا خدمتگار سے کہا جا کر مرشد زادے سے عرض کرو شنشاہ افراسیاب نے اپنے ملازم کو بھیجا ہے
خدمتگار نے جا کر ملازم شنشاہ دربار گاہ پر کھڑا ہو مصور نے کہا بلا تو مصور میدان میں جانے کی تیاری
کر رہا ہے کہ ملازم آئے پہونچا حجاب کے سلام کیا کاقد مصور کے ہاتھ میں دیا مصور نے سرنامے پر عمر
افراسیاب کی پائی نامہ قبول کر پڑھا مرقوم تھا کہ ایو مرشد زادے آپ جانتے ہیں کہ حبیبیا میں آپ کو
مانتا ہوں خبر مچھلی دریافت ہوئی کہ نعمان کو مار کر آپ نے مروارید کو اپنے قبضے میں کیا ہے ماہ دولت کو
بدل و جان منظور ہو کہ وہ آپ کی خدمت میں رہے مجھے اس سے کچھ واسطہ نہیں میں نے آپ کے پاس
شبیر نیر خوشخرام کو روانہ کیا ہے وہ اپنی آنکھیں قدموں سے مروارید کے ملیکا وہ آپ کو قبول کر لی مصور
میضمون دیکھ کر خوش ہو گیا کہا ارے شبیر نیر خوشخرام میری تو جان جانی ہے میں تمھیں پاس مروارید کے
یہ چلتا ہوں تمام سکویہ سے واسطے رہی کرو مصور شبیر نیر خوشخرام کو لے کر اس جیسے میں آیا کہ جہان ملک
مروارید کا نفس رکھا ہے مصور نے کہا ارے شبیر نیر تم ملک کو سمجھاؤ میں جا شعلہ خیر کو منع کروں اسنے
برافساد برپا کیا ہے شبیر نیر خوشخرام کے کہا آپ جائے تن مجھ کو عنایت کیجئے میں تنہائی میں مچھلی اسکو نہی کروں

مصور راضی ہوا ستانی کے خیمے میں قفس بنا کر رکھ دیا مصور لکھک سوار ہوا اور اسے شعلہ خیز آیا اور صو سے
مصور پہونچا صفین جہن نقیون نے نقابت کی کزیت کر کا کہہ رہے شعلہ خیز نے گینڈا کالایا پکارے اور اودی
اور مصور سے مقابلے میں آیا مجھے کچھ خوف نہ آیا تیری تھا بیکر اس مقام پر آئی اور مصور چاروں نے مرکب
اپنا بڑھایا جیسے ہی مصور شعلہ خیز کا مقابلہ ہوا اسپین سحر چلنے لگے شعلہ خیز بھی بلاے روزگار ہو جو سحر
مصور نے کیا شعلہ خیز نے اسکو فوراً دفع کر دیا یہ دونوں تو اسپین مقابلہ و مجاہدہ کر رہے ہیں یہاں میان
برق جو اندر آئے کہا کیوں اور مروارید آپ مرشد زادے کو کیوں نہیں قبول کرتی ہیں مروارید نے
اشارے سے جواب دیا خبردار اس بیجا کامیرے سامنے نام نہ لے میں اسلے نام سے بیزار ہوں برق فرنگی
نے کہا اور ملکہ عالم آپ نے مجھے نہیں پہچانا منم مہتر برق فرنگی جو ان یک رنگی سب سحران نامی آپ کے
واسطے نہایت بتیا سہین میں مشکل آپ تک پہونچا مروارید نے کہا اور برق تنے بڑا کارنایان کہا اعلیٰ
میری زبان سے سوزن نکال لے برق نے ملکہ مروارید کو قفس سے نکالا فحشیل تمام زبان سے سوزن نکالیا
مروارید نے کہا اور برق میدان کارزار میں چلو میں جا کے مصور کو زخمی کر دوں اور شعلہ خیز کو مار کر لکھاؤں
اپنے کو خدمت خواجہ عمرو میں پہونچاؤں یہ کہہ برق فرنگی کو خست کیا مروارید نے خشکی خاک کی اٹھا کے
پھینکی اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے میں لکھنی برق فرنگی بھی باہر آیا اور صورت بدل کے میدان کارزار میں
پہونچا تماشاے جنگ دیکھ رہا ہے کہ دونوں اسپین ڈر رہے ہیں شعلہ خیز نے خون اپنا کات کر مصور پر
پھینک مارا ایک چادر سے مصور کو گھیر مصور اندر چادر سے کے تھپ رہا ہو لکھنا دشوار ہے کہ آسمان سے
نعرہ ہوا منم مروارید گلزار پوش یہ کہہ کان کی بجلی اتاری کچھ آسمان سے سحر چھک رہی تھی اسکی یہ
تاثیر ہوئی کہ سر پر شعلہ خیز نے زخم آیا شعلہ خیز نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ملکہ مروارید گاتی باندھے ہوئے خون کی
چھنٹیں جسم پر پڑی ہوئیں ہوا پر پھرا رہی ہے شعلہ خیز نے چاہا سحر کر دوں مروارید نے دوسری بجلی بھی پھینک دی
ایک برق کرک کے گری شعلہ خیز نے ہر چہ اپنے کو بچا یا لیکن نہ بچا آخر مارا گیا شعلہ خیز کا مرنا مصور چاروں
کو بہت ناگوار ہوا مصور نے مروارید پر سحر کیا مروارید نے ایک دستک دی ایک برق مرشد زادے
پر گری اکا بھی سحر زخمی ہوا اب ملکہ مروارید چپک کر طہہ ہوئیں منتظر ہوا کہ اب شکر خواجہ عمرو میں چلوں
مصور نے ہر چہ کہہ دیا کہ مروارید کو کون مروارید نہڑک سکی ملا زمان شعلہ خیز اپنے مالک کا لاشہ لیکر
سجائے مصور بقیار و شکبار اپنے لشکر میں آیا مروارید کے لکھانے کا بڑا قلق ہوا اور یہ کلمہ زبان پر جاری ہے

کہ یارو ناداد ادا نے اپنے فرزند کا پاس نہ کیا تقدیر خلاف کردی مین بھائی صاحب سے بہت شکایت کر چکا
 بھکا بھائی خدائی کرے وہ اپنے معشوق کے وصل سے محروم رہے اسے کیا بیان کروں کہ جودل پر
 میوے گذر ہی ہو **نظم**

کب سے منہ کالا دکھاتی ہر شب فرقت ہمیں
 زندگی بھر اسے مٹنے سے کہتے حسرت ہمیں
 لوگ مرتے جاتے ہیں ہوتی نہیں عبرت ہمیں
 ہاتھ مین سے لین قلم تنی نہیں طاقت ہمیں
 ہوا اگر سر پہنچے سے اور جنون نہ صحت ہمیں
 در نہ یار ب مار ڈو لگی شب فرقت ہمیں
 سر سے کوئے یار مین چلنے کی ہر عادت ہمیں
 اسی پر ہی اب تو ترے سائے سے ہر جوش ہمیں
 وادی دوزخ ہوا ہر وادی غم سے بت ہمیں
 یار کی صورت نظر آئے کسی صورت ہمیں
 صاف وہ معلوم ہو گا میکشوش بہت ہمیں
 کیون نظر آوین نہ تکیے صورت تربت ہمیں
 تین دن کو اسی فلک کیا چاہیے نوبت ہمیں
 نامے لکھنے سے کبھی ہوتی نہیں فرصت ہمیں

اور سحر اپنی نوزانی دکھا صورت ہمیں
 چھوڑ دیتے دست جانان کیون نہ اپنے ہاتھ سے
 روگ الفت کا لگائے پھرتے ہیں ساتھ اپنے ہاتھ سے
 غم سے قاصد ہو گیا کاغذ کا بنیاد جسم زار
 خار سدا بھیج کر دم بھر کا لین پاؤں سے
 چشمہ خورشید کا رشتہ نہ حیوان کرے
 نقش پا سے یار پر رکھیے سجد کیونکر قدم
 وہ جنون تھا جو برنگ سایہ تیرے ساتھ تھے
 جل رہے ہیں آتش داغ جدائی سے جو ہم
 کیچنے تصویر یا دل مین تصور باندھے
 ساقیا شیریں ادا پانی پلا دے گا اگر
 فرقت محبوب مین مثل حبائے ہر پلنگ
 بادشاہی خوش نہیں آتی ہر نوشا ہوں کی طرح
 کیجیے کس وقت اعراسخ جہان کد سخن

مصابیون نے کہا اور مرشد زوہد میر کیجیے ناچار اس نے زحمت دہی کرائی اب سوار ہوا فاروی کرتا ہوا طرف
 افراسیاب کے چلا لیکن ہر وارید گلنار پوش بعد جوش و خروش تلاش لشکر خواجہ عمر و جاتی ہوا باب
 اسکا سہیل شہنشاہ لشکر کو ساتھ لے ہوئے ایک صحرا مین فرکشت ہر مکرول سے کہتا ہوا کہ اسکا سہیل نہ ہے
 افسوس کی بات ہوا اگر افراسیاب کے ساتھ میری بی بی کی نسبت ہوتی بڑا مرتبہ حاصل ہوتا مذہب جد و آبا
 بھی بچ جاتا بھائی صاحب تو ہمارے مسلمان ہو گئے مجھ کو کچھ بن نہیں پڑتا اب وہ میر کنا کا ہے کو مانینگے
 اس سوچ مین کھرا تھا کہ آسمان پر برق چلی سر اٹھا کے اس نے دیکھا کہ ہر وارید طاؤس زمین بال پر سوار

اڑی ہوئی آتی ہو سیل سے جو بیٹی کو دیکھا مثل گل کے شگفتہ ہو گیا پکار کر آواز دی اور نور نظر دای پارہ بگڑ گئی تھامی
 تلاش میں پریشان پھرتا ہوں میرے پاس آؤ جو تمھاری خوشی ہوگی وہی کرونگا مردار پید مجبور و ناپاؤ تری
 سیل پر اغرایو اگر مٹی کو بید اپنی بارگاہ میں آیا ظاہر میں خاطر کرنے لگا مگر فکر میں ہو کہ اسکو خدمت میں شہنشاہ
 انرا سیاب کی پونچاؤن سوچتے سوچتے ایک عرضی انرا سیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ عرض شہنشاہ میں آپ کا
 دل و جان سے تامل ہوں یہ کثیر آپ کی ملکہ مردار پید گلزار پوش حضور کے واسطے حاضر دین نے یہ بھی
 سنا اور آنکھوں سے بھی دیکھا کہ اسنے آپ کو ٹرا مارا لپھوٹا پائسرا خزا کا آپ کو اختیار ہی خیر جو گلداسو گلدرا
 معاف فرمائیے یہ بھی چاہتا ہوں کہ اسکو آپ کی کنیزوں میں منسوب کروں میں زبردستی دامن دولت
 اپنی بسر کروں بھائی تو یہ مسلمان ہو گیا اسکا منہ نہ دیکھوں بلکہ اسکو پاؤن تو قتل کروں بہت لچاؤں
 نامے میں لکھ کر ظہیر جا دووے کہ اسکا صاحب خاص ہو گیا یہ نامہ لیکر خدمت شہنشاہ ہو شرابا میں جا دھیا
 ارشاد فرمایا میں وہ بجالاؤن کنیز کو لیکر خدمت میں آؤن ظہیر جا دووے نامہ لیکر روانہ ہو گیا مردار پید اسکی کچھ
 خبر نہیں سیل جب نامہ روانہ کر چکا تو رات کو اسنے بیٹی کو اپنے پاس بلایا کہا اور نور نظر دای پارہ بگڑ گئی خیر
 تو مارا لیا اسکا لہر تباہ ہوا اب میں نے نسبت تمھاری شہنشاہ انرا سیاب سے تمھاری شہنشاہ خود
 تمھارے جو یا میں سلطنت ہو شرابا میں نہ بہت میں بزرگوں کے فرق نہ ایک عرضی میں نے خدمت شاہ
 میں بھیجی ہو جواب اسکا آتا ہوگا شہنشاہ بڑی دھوم سے بات لیکر آئیں گے تمام خراج گزاران ہو شرابا میں
 ہونگے یہ باتیں سکر مردار پید رونے لگی چونکہ قاسم پر عاشق ہو کسی مرد کا نام لینا بھی نہیں چاہتی عرض کی اور
 والد نامہ دار آپ نے جو واسطے کثیر کے سوچا بہت مناسب ہو لیکن انصاف تو کیسے سامری جو شہید ساحر
 تھے مثل ہمارے آپ کے خدا کیسے لات و نہات تھے کے چلتے تھے مذہب تو خواجہ عمر و کا مثل آفتاب
 کے روشن ہر قصہ نور افشانی میں چار سو پندرہ توں کو قاتل کیا جب تو نور افشان مسلمان ہوئے آپ ایسا
 فرماتے ہیں ہر چہ کہ کثیر ابھی اچھی طرح طریقہ مذہب اسلام سے واقف نہیں مگر آپ میری بات کا جواب تو دیکھو
 سیل نے کہا یوں بیٹا کیا ہمارے باپ دادا باکل بیہ توں تھے مذہب کہ نہیں سمجھا ہم انھیں کی پیروی
 کرتے ہیں مردار پید خاموش ہو رہی اب قصد یہ ہوا کہ کسی طرح انکے گھنے سے نکلیاؤن البتہ کہ شہنشاہ
 انرا سیاب کے پاس بھیج دے مگر جواب نامہ تو اسے یہ تو اس سوچ میں ہو لیکن بلکہ چہا روست جو طرے
 کو کب کے بلکہ مقابلہ انرا سیاب آیا تھا خواجہ شہر سے خستہ ہو کر طرف فلسفہ نور افشان کے چلا ہی

صحرائین اتر ہوئے خواجہ شہر و بھی چھتے ہوئے یہاں آئے ہیں بلور سے باتیں کر رہے ہیں کہ برق فرنگی
 بھی آئے پہنچا خواجہ سے بیان کیا کہ میں نے مروارید کو قید سے بچھا دیا لیکن دشکریں پہنچی ہوں
 عمروں کے کہ ابھی تک تو دشکریں نہیں پہنچیں بلور بھی ان باتوں کو سن رہا ہے کہ خواجہ مروارید کے
 مقدمے سے بہت ملول لکھنیا یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ دیکھا ظہیر جاو گھوڑا اڑا کے ہوئے آتا ہے بلور نے
 پہچان کر کہا خواجہ یہ صاحب سیل رشخہ ظہیر کا نہیں معلوم کہاں جاتا ہے خواجہ نے کہا اسکو بلاؤ بلور نے
 پکار کر آواز دی اور ظہیر جاو کو مان جاتے ہر چند ساعت ظہیر جاو و اس کے بھرا بلور نے پوچھا اور
 براور کہاں جاتے ہو ظہیر یہ نہ جانتا تھا کہ سیل نے یہ مقدمہ ہی سلام سے پوشیدہ کیا ہے کہا میں اپنے
 شاہ کے پاس سے آتا ہوں شام نے ایک ناشہ شاہ افراسیاب کو لکھا ہے بلور نے پوچھا اس نامے میں
 کیا مضمون ہے کہا ہمارے شاہ نے دفتر بلند اختر ملکہ مروارید بنگلہ پر پوش کو ساتھ افراسیاب کے منسوب کیا
 بلور نے کہا وہ نامہ ہم بھی دیکھیں ظہیر نے فوراً نامہ نکال کر دیدیا بلور نے نامہ کھول کر پڑھا خواجہ عمر و کو
 سنایا خواجہ نے کہا یہ تو بڑا غصہ ہوا یہ جیسا اگر افراسیاب کے شریک ہو جائیگا راز و نیاز ہمارے جب
 افراسیاب کو بتایا بلور نے کہا میں ابھی چڑھ چلتا ہوں سند نہاد تو دستیاب ہوئی بلور چہار دست
 نے چپکے چپکے لشکر تیار کرنا شروع کیا منظور ہے کہ نامہ دار کو بھی گرفتار کر لیں کہ صحرائے گرد آزی دیکھا سب نے
 شنشاہ کو کب رشخہ ظہیر بعد ہوا تو قریب پست مرکب پر سوار شکار کیلئے گئے ہیں جیسے قراول میر شکار ہمارے ہیں
 بلور نے کہا تو خواجہ خود شاہ آگے اب جو مناسب ہو گا وہ خود کرینگے بلور نے بڑھ کر استقبال کیا لا کر گل دین
 پر جگہ دی نامہ ہاتھ میں دیا کہا ذرا اسکو ملاحظہ فرمائیے جو حکم ہو بجالائیں کو کب رشخہ ظہیر نے جو نامے کو پڑھا
 نہایت قلق ہوا کو کب نے کہا اور ظہیر تم نبیا ہو اپنے بادشاہ کے نوکر ہو جو اسے حکم دیا اس کے پاس ہے
 تم تو جانتے ہیں اختیار ہوا خدمت میں اپنے بادشاہ کی جاؤ خواہ اپنے گھر جاؤ لیکن ہم جا کر اس نبیا کو
 نرالیجے ہیں اسے مذہب پلچن کی اور ظہیر نے سر ہکا لیا کہا اور شہر حقیقت میں مروارید کو یہ مقدمہ بہت
 ناگوار ہوا نے مقدمہ مذہب بکثرت کی اسپر بل نے جواب دیا کیا ہمارے باپ دادا جو نون تھے وہ چہاڑی
 چپ ہو رہی کو کب نے کہا سمجھا جا گیا ظہیر یہ کوروا نہ کیا آپ پست مرکب پر سوار ہوئے بلور چہار دست
 کو ساتھ لے لیا جاتے تھے روانہ ہوں کہ صحرائے گرد آزی جب دامنہ گرد کا شکاف تہ ہوا دیکھا سیل رشخہ
 تمام لشکر کو ساتھ لیے ہوئے ملکہ مروارید ایک محاسن میں سوار ہیں روانے کی آواز آئی ہر جہیل نے نہایت

بخت کی ہریہ کمرے چلا کر شگین بانہ ہکا فرسیاب کے حوالے کر دنگ ملک محافے میں رو رہی میں جیسے ہی
 کوکب نے سیل کو دیکھا پکار کے آؤ زدی تا سیل دریا میں آؤ میں تم سے کچھ کہنا ہر سیل نے کہا مجھے خدمت
 نہیں ہر منکر کوکب کو غصہ آیا بلور کو اشارہ کیا بلور فوج لیکر جا پناہ سحر چنے لگا مگر سیل ساحر زبردست
 باد و کبر و غوث سے مست جب سحر کیا کسی کو جلاد یا دریا سے سحر مبارکی کو ڈھیریا کہیں برقیں چکاہین اس پر سحر
 سدھا کے سر اڑ گئے ہزار ہا ساحر ہاتھ سے سیل کے مارے گئے بلور چار دست سے جا ہڑھکا سحر کر دین سیل نے
 اشارہ کیا بلور کی ٹھیان بند ہو گئیں پتلے نہنگے بلور پریشان ہوا سیل نے بڑھکر بلور کو زخمی کیا بلور کا زخمی ہونا
 کوکب کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو چمکا کر آؤ زدی او نامر و میری طرٹ آنجیسے مقابلہ کر غریبوں کو کیا قتل کرتا
 تو سیل آؤ صرپٹا کوکب پر جا چڑا کسی سحر کیے حبیب حبیب کے گولے مارے کوکب شوخندہ سب سحر دین کو
 کشت کیا آؤ تا بھر تا جلاد صر کوکب نے سحر کیا پرے کے پرے اشاروں سے پامال کر دے جب ملا زمان سیل
 کوکب کے سامنے فریاد کرتے ہیں کہ اے شہر بارہم مجبور و ناچار ہیں ہماری تہاں ہر کتاب سے لڑیں کوکب فوراً
 ٹھہر جاتا ہر جسے سرکشی کی بے گناہ قہر غضب دیکھا اس پرے میں آگ لگ گئی کسی مقام پر بے بق چمکانی صد ہا
 ساحر دین کے سر اڑ گئے اس طرح لڑتا ہوا کوکب شوخندہ قریب سیل کے پہونچا سیل نے ہاتھ تلوار کا مار دیا
 کوکب نے کہا تو سیل اگر ایک طمانچہ مار دین تو تیرا سر اڑ جائے مگر ٹھیکو یہ خیال آتا ہر کہ شاید تو کبھی
 راہ رست پر آئے یہ کہ کھلائی پلڑے تلوار چھین لی کمر بخیر میں ہاتھ ڈال کے قاش زمین سے اٹھا لیا گردن
 پکڑ کے زبان میں سونہ ہدیامدارید گناہ پوش نے جو سنا کہ چہ جان نے اگر میرے والد کو دیکھنا دیکھا تھا
 سے بھانڈ پڑی قدون سے پٹ گئی چھین بانہ کے رونی کہا اے عمر ہمار خدا نے آپ کو عین وقت پر پہونچا
 یہ جیسا تجھ کو خدمت افراسیاب سے چلا تھا کوکب نے کہا مجھے سب احوال معلوم ہو گیا تھا میں نے نامہ
 تلخیص و موعے ہاتھ سے پایا تیرے بڑے راز و نیاز لکھے تھے شکر ہے کہ میں وقت پر پہونچ گیا تلو خیر و عافیت سے
 پایا اب کسی طرح کا تردد نہ کر تم شکر اسلام میں جاؤ میں انکو لیا کر قصر حبشیدی میں قید کرتا ہوں جب
 یہ اسلام نہ اختیار کریگا اور راہ رست پر نہ لگے گا میں اسکو قید سے رہا نہ کروں گا یہ کہ مر و ارید کوکب سے لگا یا
 کہا بیٹا میں جانتا ہوں کہ نکو بلان کا بڑا قلق ہو مر و ارید نے کہا اے عمر نا طر کیا بیان کروں یہی جی چاہتا
 ہوں کہ کھڑکاش کے اپنا مرحاؤن مقام فوسوں و عشاق سیر و رنگ نے انکو مارا اور سے کچھ نہو کا اگر وہ جیسا
 سائنہ تا تو احوال معلوم ہوتا ہم بھی دیکھنے کہ کیا ساحر زبردست ہو مگر افسوس کی یہ بات ہو کہ وہ بھاگا بھاگا پھر

کو کپ سے کہا اور نظر خدا خواجہ سرور کے سلامت رکھے وہ قادیان میں وہی انشا اللہ کو قتل کرینگے
 ہر وارید واسطے بیان کے بک بک کے رو میں کو کپ سے لگا کر کہا اور نوہ نظر صبر کر دوں یہ خبر
 انشا اللہ وہ دن بھی خدا کی نگاہ کے وہاں مارا جائیگا اب تم بلور کے ساتھ لشکر ملک مہرخ و بہارین جاؤ
 وہاں جا سکو ہو انشا اللہ جو کچھ سب پر گندریٹی و دیو کینا یہ لکھ کو کپ سے سیل کو قید کر کے اپنے
 ساتھ لیا ملک ہر وارید کو بلور چار دوست کے ساتھ کیک طرف لشکر ہل م کے روانہ کیا یہ داستان
 متعلق ہو اس جلد کے کہ سمین دیا سے خون روانہ ہو اس داستان کا وہاں سے تعلق ہو

وہ کلمہ داستان حیرت بیان عشق شاہزادہ لالہ زار صندلی پوش از ملک بران شمشیر زن
 فرزند خداوند و اولاد عشق بران شمشیر زن عشق لالہ زار از ملک حیرت جادو و دیگر

حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساتی نامہ موافق مقام خمسہ

کسیت ہمیشہ پیام شوق کام من برد	کسیت تا غنائہ خوبی کلام من برد
گر برد یک خیال فتنہ کام من برد	بسکہ قاصد را بیاراد چو نام من برد
رسم نذر ادو کہ بگذارم پیام من برد	
یہ کہان جست کہ قانون سے ستون دو انگلو	ہاں مگر قاصد ہو پیدا بعد بعد جستجو
اسے ہنگامی رہی دل ہی کی دل میں آرزو	بر نہ گرد قاصد از شرم جوار بہ تلخ او
چون پیام من برستیرین کلام من برد	
سیری ہی سرستہ میں تھا پار غائب جادوان	جیتے ہی تو تھے الماس فزون وقت جان
بعد مدتی بھی ہواں پامال غم چہرہ ان کہان	رشاب دارم ہر قبول آنکہ پیش از دیگران
مزد کو مر کم بسہ دو خنصر نام من برد	
اس اسیری میں گرفتار کنند مشکبو	دل سے بہر صید صیاد اپی ہو تہ سیر جو
اور تغافل نہ کھینا اسکو کہ ہر دامن بکو	مرغ دل بہتم پئے صید شمس بدام آرزو
آہ اگر ان مرغ وحشی کہ بدام من برد	

ہجر شیریں لب مینا ہونین تلخ عیش تلخ روز	کیون مرے ماتم میں جلنا کیون شور غم فروز
فی الحقیقت گر چہ اے رباب شور و اہل سوز	تلخ باشد ہر مرگ اما بشیرینی ہنوز
میتواند تلخی ہجران بکام من برد	
گودلا با تون مین اکھننا تھا یون اکیبار	شکوہ اسکا غیر سے کرنا نہ تھا ہے اختیار
کیک اب کیون ہر پشیمان کسلیے ہر بقیار	خاطر م جمع ست از بد گوی دشمن کہ بار
گوش ہر سہ مش نیندا از د جو نام من برد	
کل ملاموسن گر چہ تھی تو خوش ہے بھی	پہم ہوا عی عاشق اب ہر اوسری دیوانگی
جھاگتا تھا دور دور اور دور و بے تھی	رام شد وحشی دل میلی بہ اواز سرکشی
ہر زمان آرام خود آہوے رام من برد	
چہرہ راز داران رموز عشق و لغت و نقاشان نقوش مصیبت محبت اس داستان عشق عنوان کو اس طرح	
زیب گوش سامان و میوش کرتے ہیں نظم	
کہا بودم اکنون فتادم کہا	عنان سخن شد ز چنگم رہا
بہ دیدار نیکان نکو آدم	بشست آورم بار دیگر کہ حوت
بہ فرمان می الذی لا یحوت	اگر بار در گفتگو آدم
ناظرین والا مقام و سامان بلند احتشام آگاہ ہوں کہ خداوند داؤد جو شہر داؤد یہ میں خدائی کرتا ہوں	
اسکی دو اولادین میں ایک دختر ملکہ لالان خولقا کہ جس سے اسد غازی سے عشق ہوتا ہوں	
کہ یہ داستان و قمرین تحریر ہر دوسرے فرزند کہ جسکو شاہزادہ لالہ زار صندلی پوش کہتے ہیں خداوند داؤد	
کہا چہ کہ جسکا جمشید ثانی لقب بر کنبد جمشیدی اسکا مقام ہر لالہ زار کو اسنے بفرزندی لیا ہر کبھی کبھی اپنے	
باپ کی خدمت میں بھی آتا ہر ایک و خداوند داؤد تخت خدائی پر بیٹھا تھا کہ بر صندلی سامنے سے پیدا ہوا داؤد	
نے کہا ہمارا فرزند آتا ہوا ایسا غم نادر سے محبت رکھتا ہوں کہ کبھی کبھی بیان آتا ہر چند ساعت ٹھہر کے	
چلا جاتا ہوا مشیران سلطنت و وزیران اہمیت سے کہا کہ اسکو ایسا کھیل میں لگاؤ کہ دو چار دن میان رہے	
سب نے عرض کی ایسا ہی ہو گا جب لالہ زار یا باپ کو سلام کیا داؤد نے بیٹے کو گلے سے لگایا کہا اے	
فرزند میان سامان خدائی مصیبت ہر شہر شکار کہ و مکانات و کلیو اور عجائب و خواب سب طرح کے موجود ہیں	
انکی سیر کہ و مشیرون کو اشارہ کیا مشیر وزیر لالہ زار کو دیکر قصر میں آئے کہ سامنے خانہ بارگ ہر مکانات نہایت	

عقدہ عمدہ بنے ہوئے تمام کوٹھے بندہ بن مشیرون نے سب مکانات کی سیر کرائی کہ لالہ زار پہلے جب سب مکانوں کی سیر کرا چکے تو ایک کوٹھا کھولا اس میں سب تصویریں بھری ہوئی تھیں تصویریں ہوشیار کی کھینچ لالہ زار یہ نگاہ غور تصویروں کو دیکھا کیا مشیرون نے اور تصویریں اکالین پھر طلسم نور انشان کی تصویریں اکالین پہلے مرقع دکھایا پھر فردا فردا تصویریں دکھائیں ایک تصویر پنی ہوئی تھی لالہ زار نے اس کو انجانہ دیکھا مثل تصویر تصور حیران ہو گیا مانتھے پر سپینہ آفتاب تھریا سب اختیار لپکا رانٹھا طلسم

نقاش چون شامل آن ماہ می کشد
مالی چون نقش آن بت بدست می کشد

نوبت بہ زلف او چو رسد آہ می کشد
چون میرسد بہ ساعد او دست می کشد

آہ کر کے بیہوش ہو گیا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ تصویر دل پذیر کسکی بہ محبوب صفت شکن ملکہ بران شمشیر زن کی جو عرصہ دراز تک لالہ زار بیہوش با مگر جب ہوشیار ہو گیا سب تصویریں بند کر دوا اس تصویر کو کیچے سے لگائے ہوئے کنارے جا بیٹھا مشیرون دزیرون سے کہا تم لوگ باہر جاؤ میرا دل گھبراتا ہے مشیر وزیر سب باہر چلے گئے لالہ زار اکیلا تنہائی میں پڑا ہوا تڑپ رہا ہو کبھی اٹھتا ہو کبھی بیٹھتا ہو کبھی بیقرار ہو کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا شعرا

ہر چشم بند تو بھی ہو آنسو روان ہنوز
یہ دن دکھائے ہیں شب فرقت نے ہلکا دور
مر بھی گئے جدائی میں پر وہ نشین کے پر
ہم تیرہ نجات خاک میں بھی ملے دے
بان امتحان مرگ سے فارغ ہوئے ہیں یار
تسبیہ دی تھی میں نے کہیں انگبین سے
باغ جہان میں گو مہ جوداد آگیا
روح بے زانہ قفس کا انکار کر کہ میں
بان اپنا انکی چاہ میں مرنا ہوا عیتین
مومن تو بد توں سے ہوئے پر بقول ورد

جی سہرہ ہو گیا ہر دے دل طپان ہنوز
وہ رشک آفتاب نہیں مہربان ہنوز
آپا نہیں زبان پہ درد نہان ہنوز
کچھ کہ نہیں غبار دل آسمان ہنوز
وان اپنے ہی پہ مرنے کا ہر امتحان ہنوز
تجارت خیر ہر لب شیریں دہان ہنوز
یان ہر اسی سہارے پھسل خزان ہنوز
دامن پہ تیرے میرے لو کے نشان ہنوز
وان اور ہی کے چاہنے کا ہر گمان ہنوز
دل سے نہیں گیا ہر خیال تہان ہنوز

ساتھ ہجرت کشین تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہر راتوں کو گھبراہٹ کے کمرے سے اگلے آتا ہر خاموش و خفا ہنگام

دوڑ پڑتے ہیں اسے کہ تیری پار وزیر سے پاس کوئی نہ آئے دیشب غم کا سامنا ہے یہ دیکھ کر کھانا بیکار
 نصیب کو آرام نہ آئے گا ہر طرف اجازت ہوتی تو میرے واسطے پہاڑی دیکھیں تقدیر کیا دکھائے خام و
 خدنگاروں سے بیزار ہر دل ہیران کشیدہ بقیار ہر کتا ہر اب زندگی کی کون صورت ہر خوش نصیب
 محبت ہر حب کئی دن اسی حال میں گزرے مشیرون و زیرون نے جا کر خداوند داؤد سے عرض کی کہ
 آپ کے فرزند کا عجیب حال ہوئی دن گزرے کہ آپ وہاں ترک ہو نیند راتوں کی موتوں ہوئی داؤد
 نے کہا اے جا کر دریافت کر کہ کیا خواہش ہے کس بات کی کاہش ہے جو کہ ممکن کر دوں تارے آسمان
 شکار دوں مائے تابان مہر و خشان اسکے مکان میں نصیب کروں بہشت و دوزخ کا تماشا دکھاؤں مرد
 کو زندہ زندہ کو مردہ کر دوں جو کہ وہ ہو جائے مشیر و وزیر دوڑے خدمت میں لالہ زار کی آئے عرض کی
 اے شاہزادہ والا قدر آسمان خدائی کے بدر زبان سے اپنی خواہش ارشاد فرمائیے آپ کے والد نے فرمایا ہر جو کہ
 وہ کر دوں جب مشیرون نے بہت کہا لالہ زار رونے لگا تصویر ملکہ بران کی دکھا کر کہا یاد اس ظالم
 مجھ کو تیار کیا ہو دیکھیں دل ہوتا ہے تنہا لیکر آئی ہر مشیرون نے یہ حال جا کر داؤد سے کہا داؤد نے جواب دیا
 کہ کتنی بڑی بات ہو جا کر پوچھو اے لڑکھڑکیا چاہتے ہو عشق کو میان بلو ادھن کو کب لہن بنا کر لے
 عشق خود دوڑی آئے جو تمھاری خوشی ہو وہی انتظام کیا جائے مشیر و وزیر آئے یہ سب حال بیان کیا
 لالہ زار صندلی پوش نے کہا والدنا مگر سے جا کر عرض کرو کہ حضور ایک نامہ بنام کوکب شہنشاہ
 مضمون یہ ہو کہ فرزند ہمارا تمھاری بیٹی پر عاشق ہوا ہے اپنی بیٹی کو لہن بنا کر اسکے پاس سلا و قدرت کی بھی
 یہی خوشی ہر مشیرون نے جا کر داؤد سے کہا داؤد نے اسی وقت نامہ لکھا کہ اے کوکب فکر کرو ہمارا فرزند جو حکیم
 حاصل قدرت تمھاری بیٹی پر عاشق ہوا تشرف لاتا ہے ایک قطرہ رستہ کر کے بران کو لہن بنا کر میرے فرزند کے
 سپاہ میں سلا و تم اطاعت میں حاضر ہوا اس بات پر عمل نہ کیا تو سب کو گدھا بنا دو لگا کوئی زندہ نہ بچے گا
 طلسم نور افشان کو یہ بادشاہ اُردو لگا بہت طولانی نامہ لکھا کہ اے فرزند اب جاؤ لالہ زار صندلی پوش
 خوشی خوشی کمرے سے نکلا لباس نہایت عمدہ زیب جسم کیا ابر صندلی تیار کیا اس میں تصویریں شاہان
 گذشتہ کی درست کین دیئے جاہر میں غوطہ مار کر مرکب ہا و رفتار پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانان صندلی پوش
 بارہ لکھ سپاہی کن بارہ ہزار جوان لشت پر تاج یا قوتی بالائے اس کر و فر سے طلسم نور افشان
 کے حلائے آئے اس مقام پر پہنچا اکثر دقہر میں ذکر کیا ہو کہ جس مقام سے سرحد کوکب شہنشاہ شروع ہوئی ہے

وہاں پر ایک مولسری کا درخت یہ نشان سرحد ہنسری زنجیر از مشرق تا بہ مغرب کھنچی ہوئی ہو دو چیلے
 ہنسری نیچے ہاتھوں میں آڑی بتیان باندھے ہوئے سائیکل میں ٹسلا کرتے ہیں دونوں چیلوں نے
 دیکھا کہ ایک ابرصندی کو کتا ہوا آتا ہے یہ دونوں تیلے نگہبان میں پکار کے آواز دی یہ کون ہے ادب
 ادھر آتا ہے یہ سرحد طالع ہوشیاری ہوتا ہے ادب مناسب میں ابر کو ٹھہرا لالہ نار صندی کو
 نے جواب بھی نہ دیا ابر کو بڑھا یا ایک تیلے حبیب کو ملے ہوا چند سوار آگے بڑھے ہوئے تھے آدھری
 منہ پر گھوڑوں کے لگائی اور آواز دی ادب کو تانہ میں سوار نے نیزہ مارا تیلے نے نیزہ ڈالا ایک
 نیچہ مارا سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اور سواروں نے تیلے کو گھیرا تیلے نے جس سوار کو نیچہ مار دیا اسکے دو ٹکڑے
 ہوئے جب پانچ سات سوار مارے گئے پھر تیلے لالہ زار کو آواز دیتا ہے ادب اپنے ساتھ والوں کو منع میں
 کرتا ہمارے مالک نے حکم مقرر کیا ہم ہرگز نہ جانے دینگے لالہ زار صندی پوش نے غصے میں آکر دانہ
 موتی کا تاج سے نکالا کچھ اس حکم کا پڑھ کر تیلے کے سینے پر کھینچ مارا تیلے کے سینے کو توڑے دانہ پار گذر گیا
 پتا ہوا کہ زین پر لالہ زار صندی پوش ابر کو بڑھا کر چلا غصے میں زنجیر کو بھی کاٹ ڈالا دوسرے تیلے نے
 جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی بڑا ساحر بدست ہرین جا کے شاہ سے اطلاع کروں ایک تیلے تو
 مارا گیا دوسرے تیلے بھاگا میان وہ وقت ہی کہ شہنشاہ کو کب شہنشاہ کو کب شہنشاہ کو کب شہنشاہ کو کب
 بھی آیا ہوا ہے تمام سرداران نامی و پلو انان گرامی سے دربار معمور ہو دورہ سرداروں کا بندھا ہوا ہے
 ذکر لشکر افرا سیاب جادو و جادو کہ تیلے آیا ہوا ہے پہونچا عرض کی اس شہنشاہ اس طرح ایک تاجدار
 آتا ہے ہمارے روتے کو نہ مانا میرا بھالی بھی اسکے ہاتھ سے مارا گیا غلام برائے اطلاع حاضر ہوا ہے
 زنجیر بھی اسنے کاٹ ڈالی کو کب نے گھیر کر برہمن سے کہا استاد ذرا بڑھ کر دیکھو تو کون ایسا بدست
 ہے کہ جسے میرے نگہبان کو مارا برہمن اپنے مقام سے اٹھا چپک کے بلند ہوا سو قدم بلند ہو کر دیکھا لالہ زار
 کو پہچانا برہمن روئیں تن گھبرا کے پناہ صنف عرض کرتا کہ حبیب اس طلسم میں خواجہ عمر و کا داخلہ ہوتا تھا
 افرا سیاب جادو کو کب شہنشاہ کو کب شہنشاہ کو کب شہنشاہ کو کب شہنشاہ کو کب شہنشاہ کو کب شہنشاہ کو کب
 سمجھ رہی ہو حبیب خواجہ عمر و شریف لالے کو کب و برہمن وغیرہ طبع اسلام ہوئے مگر پہلے سالہا سال
 اسکو سجدہ کیا ہوا جو برہمن نے اسکو آتے ہوئے دیکھا گھبراے ہوئے پلے اگر کو کب سے کہا اس شہنشاہ
 شخص ہوا فرزند خداوند داؤد آتا ہے چلکر استقبال کرو کو کب بھی اٹھے کہا استاد چلیے استقبال و جب لازم ہے

برہمن کو کلب بڑھے لالہ زار کو جو اسے ہوئے دیکھ جھک کر دونوں نے سلام کیا پاپیہ تخت پر ہاتھ رکھ دیا بائین کرتے ہوئے چلے اس اخراج و اکرام سے لالہ زار کے دربار میں پہنچا یا تخت پر جگہ دی لالہ زار اچانک کے تخت پر بیٹھا کو کلب نے بیٹھتے ہی دست بستہ عرض کی آج آپ کو ادھر کیونکر لانے کا اتفاق ہوا لالہ زار تو لکھنیا ہوا تھا یہ سننے ہی فوراً نامہ نکال کے ہاتھ میں کو کلب کے دیہا کہا اسکو نہ جیے اور مست جلدی سپر کار بند ہو جیے مابعد دولت کا کئی دن سے آپ وراثت رکھ کر کو کلب نے نامت کو قبول کر لیا بادشاہ بلیبل صاحب نے تھر تھر کانپنے لگا جی چاہتا تھا کہ اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھوں مگر خوف جان ہی لگا ہوا ہنس و ہست اسنے غلام سے اٹھے برہمن کو ایک بلایا برہمن بھی حیران ہو کر اس کا غد میں کیا بیٹھوں لکھا تھا کہ کو کلب اسکو دیکھ کر بغیر ہو گیا کو کلب برہمن کو لیکر ایک گوشے میں آیا بسولیت بٹھا کر کہا استاد اس کا غد کو پڑھو اور تمہارے صلاح معقول دو کہ اب میں کیا تدبیر کروں مقدمہ نازک ہے برہمن نے نامت کو لیکر پڑھایا پڑھ کر سہجکا لیا کہا اے شہنشاہ حقیقت میں مقدمہ نہایت نازک ہے میں کچھ نہیں کہہ سکتا یہ تو مسکار کو واضح ہے کہ میں خیر خواہ دولت ہوں افراسیاب کے لگاؤ ہو چکا جا بجا سرکار سے مقابلے ہوئے حضور نے جرات کو کام فرمایا لیکن اردو و د سے دشمنی ہوئی تمام عالم دشمن ہو جائیگا میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ جو خواہش کرتا ہے حوالے کر دیجیے ایک عورت کے واسطے گھبراہ کا ثنا اچھا نہیں ورنہ فساد عظیم ہوگا کو کلب یہ سن کر غصے میں کانپنے لگا کہا اوزام و شجائیر سے سامنے سے آبرو کا صدقہ جان ہے اب تو مجھے منہ نہ دکھانا جس مقام پر کو کلب برہمن سے بائین لین دین ایک کمرہ بنا ہوا ہے کہ مقام عیش گاہ کو کلب کو کلب برہمن سے یہ لکھا اس کمرے میں کس گیا دروازہ بند کر لیا وہاں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ اے کو کلب اب کیا تدبیر کروں اگر اسکو مار کر نکال دوں داؤد و لشکر کشی کر لگا مگر برہمن نے جو کو کلب سے یہ بائین نہیں چھین کتنا ہے اے برہمن انفسوس کو کلب نے ہلکوا سنا دشمن جاناب زندگی بیکار ہے اسی دروازے پر اپنی جان دین کہ کو کلب بھی بعد ہمارے یاد کرے کہ خیر خواہ دولت تھا اتنا بڑا کلمہ ہلکوا کسبب اندر سے نکلے تو ہم لالہ زار دیکھتے یہ سوچ کر برہمن بہت رویا مار کھینچی کہ اسی سے اپنا کلا کاٹ ڈالوں برہمن تو اناؤد مگر کس مسیحا سے قضا ہو تو لکھنیا کلمے پر رکھ لی ہر کاپے ہاتھ سے گلا کاٹ ڈالوں لیکن کو کلب اندر سے کے بیٹھا سوچ رہا ہے کہ اے کو کلب اب کیا کروں اگر داؤد و مجاہد لشکر کشی کر لگا تمام عالم دشمن ہو جائیگا ہر گز دشمن پیدا ہونے سے سب دزیر یا میر میرے اٹکتے تقدیر میری مشکین بانہا حوالے کر دینگے چار جانب سے ہمیشہ لشکر کشی ہوئی ہیں اے کو کلب مجبور ہو نا پڑا گا اب بہتر ہی ہے کہ اے جان دیدین حسب ہم نونے بران تمشیر نہ ان کو اختیار ہو خود شادی کرے خواہ نہ کرے اب کو کلب بھی

اس فعل پر مادہ ہوا کہ اپنے کو ہلاک کر دینا گاہ نگاہ پر گئی کہ میری تصویر یہ ملک حنا کے گلگون پوش لکھی ہوئی ہے
 میں تصویر کو اٹھا لیا گئے سے لکھا یا تین کرنا شروع کیں کہا لو جان جہان دعا آرام دل مشتاقان اب ہم نصرت
 ہوتے ہیں ہمارے سولہ میں بال نہ پریشان کرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا روح کو قبر میں رحمت ہر گئی فائز
 پڑ حنا جی بھی چکی آئے تو ہمارا نام لیکر ہلکوا کرنا کبھی فریاد کرنا بقول شاعر بیت رشک آن روز کہ میرفت
 ز دنیا میگفت ای فلک یار مر یار کرنا خواہی کرو و پیشتر نہ کہے کو لب بہت روئے ہر مرتبہ فرماتے
 تھے کہ ای ملک عالم ہے جسے محبت رہی کسی خدہ نگاری میں فوق نہیں آیا ہماری تو اب عجب کیفیت ہو گیا
 کہین کہ جو حالت ہو

ملا ہر دل بھی محبت سے دعا دار مجھے	خدا نے آنکھ لکھی دی ہو تو شکبار مجھے
ہوا دو نیم میں تیغ دو نیم ابرو سے	دکھایا یار نے اعجاز ذوالفقار مجھے
ہوس یہ بھی کہ ہنسینے سواب ڈلاتا ہو	تبسم لب ز حشم دل نگار مجھے
بعد محبت ہو کے چھٹا میں نہ قید ہستی سے	بنایا کاش حشم نے میان یار مجھے

یہ اشعار پڑھ کر کوکب زار زار مثل ابرو بہار رویا اب آما وہ ہوا کہ اپنی جان دیدون خیال میں آیا اگر تھوڑے
 اپنا گلا کاٹا ہاتھ نے دستگیری نہ کی اور نہ ہنگامے سب ہینگے اگر کچھ لکھا لیا تو عرصے میں جان کھلی لکھن و
 شبنم کوگون کی سنا پر گئی کیا تدبیر کر دین کہ محبت پت دم لکھا لکھنے لکھن و شبنم کسی کی نہ سنون میر پر سب
 ہتھیار رکھے ہیں اس میں سے ایک قردلی اٹھالی دستہ اسکا شیر ماہی کا نیام جو جدا کیا مثل برق چمک گئی خالین
 آیا کہ اسی سے اپنی جان دو قبضہ زمین میں دفن کر دینا نہ ہاں اٹھا رہا ہے اپنے کو میر سے گرا دون سینے کو توڑ کے
 پار گزرتا ہے چھٹ پت دم لکھا لکھنے یہ سوچ کر قردلی کو اٹھا یا قبضہ اسکا زمین میں دفن کیا نہ ہاں مثل برق چمک ہاں
 دو میرین بڑا بچھا میں ج طرح پر انسان ٹونڈ پیتا ہر اس طرح کوکب ان میں دن پر آئے منظر ہر کہ اپنے کو قردلی پر
 گرا دون محبت پت دم لکھا لکھنے تسکین پا گیا کشاکش سے چھوٹیں عدم میں پہونچیں جو جب کو منار سب ہو گا وہ
 کر گیا بیان الالہ نار مینا ہوا بلبلار ہاں دسیدم خورشید روشن اسے سے کتنا ہوا وزیر غلام کیا دیر ہو کوکب
 کہان تشریف لے گئے وزیر جہان ہو کہ یہ کیا شرمناگنا ہر میں کیا جواب دون جی ہاں جی ہاں کر رہا ہے سب اہلی و ربان
 جہان میں کہ کیا جواب دین سب کے ہاتھ پاؤں رشتہ ہر کہ خداوند واد کا بیٹا آن کر دین آیا کیا شرمناگنا ہر میان
 کوکب نے دونوں ہاتھ ایک میر پر لے دو لون پا لون ایک میر پر لکھا اب منظور ہو کہ ہمارے اپنے کو گراؤں

قزوی سینے کے پار گزر جائے محبت پت روح قالب سے کلے کشاں نہ کوئی طعن نہ کرنے پائے یہ سب
 یانین لیں سوچ کر شباب میں جان دیتا ہوں اپنا خون اپنی گردن پر تیار ہوں مگر دل پر نہیں لگی ہو کہ جان ہی دینا بہتر ہو اور تو
 کو کب نے اپنے کو ہمہ مار کر قزوی پر گرا دیا اور ہر برہمن نے تلوار کھینچ کر گلی پر رکھ لی منظور یہ ہو کہ جان دید میں
 جیسے ہی کو کب نے اپنے کو گرایا محبت سے برتن چلی ایک سنجہ سینے پر کو کب کے پر کو کب الگ جا کے گرے
 برہمن کے ہاتھ پر پھکی پڑی کہ تلوار قبضے سے کھٹکی برہمن تو گر کر بیہوش ہو گیا کو کب نے دیکھا کہ شمشاد
 نور افشان تاج سر پر رکھے ہوئے پیدا ہوا تھا تھر تھر کا پتا ہوا کہ ایسا فرزند ایسی کیا مصیبت پڑی کہ جان دیتے ہو
 کو کب نے گلے میں نور افشان کے ہاتھ ڈال دیے کہا استاد آپ نے غضب کیا مجھے کیوں بچا لیا عجیب مصیبت
 مصیبت ہر سب حال رورو کے بیان کیا نور افشان نے کہا ایسا فرزند جان دینے کی آہن کیا بات ہر ہم ہلو
 ابھی خست کیے دیتے ہیں کوئی ایسی حرکت کرتا ہر برہمن نے کیا کہا وہ بھی اپنی جان دینے کو آمادہ تھا میں نے
 اسکو بھی بچا یا کو کب نے کہا استاد میں نے اس سے صلاح لی اُس نے ایسا کلمہ کہا کہ مجھ کو بہت ناگوار ہوا میں نے
 اسکو نامہ دیا نور افشان نے کہا ایسا کو کب وہ تمہارا جی خواہ ہے اُسے گلے سے لگا لو اور یہ عذر کر دو کہ اب میں کہیں
 ہنسکو ایسا کلمہ کہو لگائیں ابھی اس کو نہ دے کہ خست کر دو لگا لھر سے تو ہمارے نگاہاں کے پھر دیکھا جا سیکے گا کوئی
 اور تہہ سر کرینگے بران کو کیا یہی جاسکتا ہو میں اسکی خدائی پر اعتقاد کب ہو وہ ایک مکارو بے ادب ہو نور افشان
 نے بخوبی کو کب کو سمجھایا باہر آ کر برہمن کو گلے سے لگا لیا کو کب دیر میں جمعیت آہن میں غنچہ ہے اندھ کھلے
 اب نور افشان جاؤ و آگے آگے کو کب دیر میں خاموش چھپے چھپے سانسے تخت کے آئے خود لالہ زار کو
 سلام کیا لالہ زار نے پوچھا اور شمشاد نور افشان کہاں سے آتے ہو نور افشان نے کہا ایسا نور چکید خالص
 نور الگ چلیے میں کچھ عرض کر دو لالہ زار تخت سے اُٹھا نور افشان اسکو لید کر نارے آئے کہا کیوں ایسا
 شمشاد لالہ زار یہ کیا حرکت کی کیا خدائی کے منانے کا ارادہ ہے اگر مشہور ہو جائے کہ نور چکید خالص قدرت
 اپنی بندوں پر عاشق ہوتے ہیں اور گھر گھر جاتے ہیں ابھی کارخانہ خدائی میں فرق آجائیکا ہنسے آپ کے
 دادا صاحب کی خدائی کو بنایا گھر گھر جاتے تھے قدرت جا کر ایک ایک سے پوچھتے تھے لڑکے بالے
 اچھے ہیں کسی نے بچ و ملاں تو نہیں اُٹھا یا ہم تمہارے خداوند میں تب اتنی خدائی قائم رہی تھی کوئی ایسا
 غضب کرتا ہو عاشق ہو کے گھر سے نکلتا ہو سراسر خدائی کے خلاف ہو کسی مشیر وزیر کو بھیجتے پیغام دیتے
 مگر خیر جو کیا وہ کیا اب شکار کھیلتے ہوئے گھر چلے جاؤ وہ میں کوئی پوچھے بھی تو بیان کرنا ہم واسطے شکار کے

جو نور چشم پر آپ ہو تو جہان تختہ آب ہو
وہ کہا عدو سے برین لے گیا کہ ہر مین آپ جو یونہی
غزل ایسی کامل وزن سن متعلق متعلق

ابھی نوح کا سا غداں ہوا گرا شک چند بھائی
یغضب یجھوٹ یہ انرا مرے سامنے تو بھائی
ہو یہ سہم طاقت ہو شش سن کوئی شعور و سنا ہے

بھی پکارتا ہوا ماہ آسمان خوبی و اچھ درخشان بچ محبوبی نور امیر کے پاس آؤ میں تمہارے واسطے گیا تھا
نئی دن سے آب و دانہ ترک ہوا اب کو جمال بیکمال اچھی طرح دیکھ لوں یہ جو اسنے پکار کے آواز دی ملکہ بران
نے بہر غضب تمام دیکھا اور کہا او یا وہ کو کچھ تھوڑی خوشی خدائیں میرے مقدمے میں ایسے کلام بدنام کیا ہوا۔
خاموش نہیں رہتا یہ خبر دار اب ایسے کلمات زبان پر نہ لانا یہ کسک چاہا طاؤس اڑا کے نکلا اون لالہ زار نے ایک
دشک دی کہ طاؤس زمین پر آگے لڑا ملکہ بران ایک جانب جا کے گرین اب تو نہایت غصہ آیا چمک کے سحر کیا کئی
ساحر و ن کے سر اڑ گئے لالہ زار گھبرا یا اب بچا بچا کے سحر کرتا ہو ملکہ بران چاہتی ہیں کہ میں نکلا اون مگر ممکن نہیں
ہو تا سب ساحر سحر کر رہے ہیں لالہ زار بھی ترغیب دے رہا ہے کہ سب بلوہ کر کے پکڑ لو بلان سے کتا ہوا
جان جہان و ارام دل مشتاق میری تمہیں جان ہاتی ہر دو دم بھر شہر جاؤ پھر چلی جانا میں بہ گناہ خور و کھان
کلیجے پر پھیریاں چل رہی ہیں تیش عشق سے ہڈیاں جل رہی ہیں ملکہ کڑک کے گرین کئی ہزار جادو گروں کو قتل کیا
چاہا چمک کے بلند ہوں لالہ زار نے قریب پہنچ کر خاک قبر جمشیدی اڑا دی ملکہ بران ہمیش ہو کر گرین
لالہ زار نے کنیوں کو آواز دی ملکہ کو اٹھا کر بلگاہ میں لیچلو بارگاہ قہر میں استاد ہوئی لالہ زار ملکہ کو ساتھ
لیے ہوئے بارگاہ میں آیا خوشی کے مارے پھولا ہوا ہر کنیوں سے کما تخت پر رکھ کر بارگاہ میں کنیوں نے
ملکہ بران کو تخت پر لٹا دیا لالہ زار نے بہ خیال خاطر ایک حباب شیشے کا بنا کر اوپر سے ڈھانک دیا منظور
یہ ہر کہ میں خوب آراستہ ہوں تو ملکہ کو ہوشیار کروں اس سوچ میں دوسری بارگاہ میں آیا تاج اور کمال کے
پیشاں لباس سمہاری زیب کیا عطر لگا یا کئی وار بے سر ہوا و تیل سے جو اہر اعلیٰ سنگائے موتیوں کے ملے
کنٹھے یا قوت احمر کے گلے میں پہنے تختیاں الماس کی بازوؤں پر باندھیں دریا سے جو اہرین غوطہ زنی کا
اب خوشی خوشی چلا شیر وزیر جا بجا اترے ہوئے ہیں سب کہنے ہیں دولہا منیاں آپ کو دھن مبارک ہو لالہ زار
کتا ہوا بار و مشوق مجھے سامنی ہو جائے ارکار نہ کرے بہت سرکش معلوم ہوتی ہے یہ کتا ہوا بارگاہ میں آیا ہر وہ
آئینہ کے دیکھا کہ حباب شیشے کا خالی رکھا ہوا اسلے اندر بران نہیں معلوم ہوتی یہ حالی پر ملال دیکھ کر ہزار
ہو گیا دور کر حباب کو اٹھا یا دیکھا بران تو نہیں ہر گز چین ایک پھول گلاب کا رکھا ہوا ہر ہیکہ ہر ہیکہ لکھا ہوا

پھول کو اٹھا کے بنور دیکھا اسپر لکھا تھا منہ برہمن روین تن اوزما ہنجا رہا بد کردار تو چاہتا تھا ہماری شاہزادی
 قبضہ کرے ہم اٹھا کے لیکن تیرے دلہانے کو پھول چھوڑ گئے یہ سب ادا حیرت اوزاد کی لالہ زار گھبرا گیا طلب
 تھا لکھا اس بقدری میں منہ سے لکھ لکھ

تبیین دمی ہلال سے ابرو سے یار کو
 بازو ہون اگر میں شمعین گل رو سے یار کو
 صحت اگر سمجھتے ہیں سب رو سے یار کو
 انھوں کو آہوان حرم کیون نہ جانے
 عالم ہو صید نرگس وحشی شکار کا
 بھولے سے بھی نل نہ کریں سوے ساق عش
 سوون پریش کے کیا شبِ فرقت میں چین
 کیا پائے مثل نرگس بیمار وہ شفا
 کیا جذبِ شوق ہو کہ ہو اضطراب کی ہو
 فتیان چشم و شیشہ گردن کا ذکر کیا
 کیا سینہ و شکم کی صفائی کا ہو بیان
 تاسخ کی ہو شوق شہادت میں گفتگو

کیونکر نہ بدربانہ سے ابرو سے یار کو
 کیونکر کہوں نہ خار بھلا سو سے یار کو
 لکھتا ہوں ذوالفقار میں ابرو سے یار کو
 طاق حرم سمجھتے ہیں ابرو سے یار کو
 دیکھا زیادہ شیر سے آہو سے یار کو
 دیکھیں ملک جو ساعدو بازو سے یار کو
 پاؤں اگر میں تکیہ پہلو سے یار کو
 دیکھا ہو جسے نرگس جادو سے یار کو
 سیدھا چلے غبار مرا کو سے یار کو
 مڑے بھرا ہر کاسہ زانو سے یار کو
 آئینہ ہم سمجھتے ہیں زانو سے یار کو
 آج آزمائے قوت بازو سے یار کو

جس میں کتا ہر ان سب کو سزا دو نگاہ میرے ہاتھ سے بیکر کمان جاسکے یہ کمر بھلا تا ہوا بارگاہ سے نکلا مرکب
 طلب کیا پشت مرکب پر سوار ہوا اسی طرح شکار کھیلتا ہوا چلا گیا برہمن روین تن جو لیکر بران کو آیا
 ہوشیار کیا کہا کیوں بنیا کوئی ایسی حرکت کرتا ہوا وہ خداوند واؤد کا بیٹا سحر میں طاق شہرہ آفاق اس سے
 پہنچا دشوار تھا باغ لکار میں جا کے آرام کرو خدا نے اپنا فضل کیا تھا رہی ابرو بھائی ملک بران شمشیر زن
 بہت خوش ہوئیں برہمن کے سحر کی تعریفیں کیں لیکن لالہ زار صندلی پوش یہ صدمہ اٹھا کر شکار کھیلتا ہوا
 جاتا ہوا قلعہ سے کا رو امنہ صحرا سے کوہ فیروزہ میں پہنچا ملک صورت لگا زور و جہ مصور رہتے میں اسکی جی
 ہوتی ہر پہلے شکار تائی تھی ایک مقام پر کھڑی ہو کہ دیکھا لالہ زار شکار کھیلتا ہوا آتا ہر حیران ہوئی کہ لالہ زار
 شکار کھیلتا ہوا ادھر کمان نکل آیا بے اختیار ہاتھ پھیلا کر دوڑی کہا اے لالہ زار نظر تم آج بیان کمان آئے

لالہ زار نے جھک کر سلام کیا کیا چھی امان شکار کو با تھا صورت لگار نے دوز گرگ سے لگا لالہ زار
 خوب پیار کیا چٹ چٹ بلائین لین لالہ زار نے صورت لگار کے منہ پر منہ رکھ دیا لالہ چھی امان یہ کیا مقام
 صورت لگار نے کہا یہ مقام ہر جہ ہوشربا ہے مگر ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر پھلی گنیون سے اشارہ کیا بارگاہ استاد
 و سامان عیش و نشاط مسیا کر و ایک کثیر سے حکم دیا کہ تو دوزی ہوئی پاس حیرت جادو کے جا کنا کہ اے
 ملکہ عالم تمھاری مراد پوری ہوئی جو مسلمانوں کا حال چاہو کرالو نور چلیدہ خالص قدرت قدرت کی تائید
 سے میان آگیا ہوں اے لیکر آتی ہوں تم آگے استقبال کرو جو تقدیرین چاہنا کرالیا یہ ابھی کس ہوں
 کوئی وہی کر لگا جان میں کہوگی میرے ساتھ چلا آئے گا کبھی انکار نہ کر لگا سب طرح پر میرے اختیار میں ہو
 بازارین آ رہتہ کرو تم بھی خوب بن بن کر آنا سب طلب نکل آئینگے یہ سب سمجھا کر اس کثیر کو روانہ کر دیا ارب
 کثیروں کو علم دیا جلد تیار ہو لالہ زار صندلی پوش سے کما اور فرزند چل کر اپنے بندوں کو بھی دیکھو دیکھو
 لیے لیے بندے ہیں سب تمھاری صورت کے مشتاق ہیں زوجہ افراسیاب برائے استقبال آئیگی
 لالہ زار نے کہا کیا مضائقہ اب صورت لگار لالہ زار کو اپنے ہمراہ لیکر چلی وہاں کثیر نے ہائے ملکہ
 حیرت سے خبر کی کہ صورت لگار نے یہ فرمایا کہ میں لالہ زار فرزند خلدوند واکو و کو ہے ہوسے آتی
 ہوں آپ برائے استقبال انتظام درست رکھیے گا بیشک حیرت جادو نے اسی وقت حکم دیا کہ لشکر تیار
 ہو بازارین آ رہتہ کی جائیں حکم کی دیر تھی فوراً بازارین آ رہتہ دیر است ہوئے لکین نازنینان
 جمین و جمینان ہر تنکین نے دوکانین اپنی آ رہتہ کین اشیا سے نادرہ لیکر بھیجیں ایک جانب کھڑوش
 لیے ہوسے کٹورہ کھناب رہا ہر گرم بازار ی ہو رہی ہو ملک حیرت نے لباس فاخرہ زیب جسم کیا دیا
 جواہرین غوطہ مار کئی ہزار کثیرین پشت پر لین برائے استقبال لالہ زار صندلی پوش شش طین
 حیرت جادو کا حسن مابہ لکش زائد زیب کثیران زرین پوش گرد گدے سے ہاتھوں میں ادھر سے
 حیرت جادو اس زور و شور سے جاتی ہو ادھر سے صورت لگار لالہ زار کو متا شاد کھاتی ہوئی
 لیے ہوئے آتی ہو کہ حیرت جادو سامنے سے آگے پہنچی صورت لگار نے لالہ زار سے کہا اے
 شاہزادہ والا قدر دیکھیے ملک حیرت زوجہ افراسیاب برائے استقبال سرکار آئی ہو اب جو لالہ زار
 نے نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ ایک معشوق ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار عارض انور شک قریب نظر
 قد سرو باغ خوبی دو لوزن ہاتھ شاخاے نخل حدیقہ مجہول دریاے جواہرین غوطہ زن سین غنیہ دہن

شک چمن سراپا خوب مشوق محبوب لالہ زار دیکھتے ہی مر گیا سلطان عشق کی ملک دل پر چڑھائی ہو ٹھون پر
 خشکی آنکھوں میں تری حواس میں اتھری ہاتھ پاؤں میں عیشہ ہوشوں پر آہ سرد دل میں درد رنگت نہرو
 حواس گرد بر دگر آواز دی اور ملکہ عالم ایسے میں تو آپ کا مشتاق تھا حیرت جاوے نے سر اٹھا کر دیکھا
 دین کیا تو نہایت چاہی ہر بال سفلہ مزاج ہر جا بدن کے سر کا تاج ہر ملک حیرت نے شہر مار کر سہجکا لیا لالہ زار نے
 بڑھ کر ہاتھ میں ہاتھ ڈالہ یا ملک حیرت گھر گئیں دل میں کشتی میں یہ تو بڑا بیہودہ ہر کبھی کا نہ سے پر ہاتھ دھکر
 پر چھپتا ہر مزاج اقدس کیسا ہر حیرت کچھ جواب نہیں دیتی چپ سر ہکے چلی آتی ہو گرا تھا کا غصہ ہو
 چاہتی ہو کہ پلٹ کر ایک ملانچہ مار دوں کہ سر اڑ جائے پھر یہ خیال آتا ہو کہ یہ خداوند زادہ ہو ایسا نہو لچھ آفت
 برپا ہو ہاتھ چھڑا لیتی ہو چاہتا ہو پاس سے ہٹ جاؤں لالہ زار خدا کی پوش پھر ہاتھ پکڑ لیتا ہو بتیا بیا
 کرتا چلا آتا ہو چاہتا ہو گلے سے گلائیں حیرت مجبور سی بارگاہ تک آئی لالہ زار کو تخت پر بٹھایا اسے کہا اور ملکہ
 عالم تم بھی آگے بیٹھو حیرت نے جھلا کر جواب دیا آپ بیٹھے میں حاضر ہوتی ہوں میں ذرا اپنی بارگاہ میں ہوا
 یہ کہہ کر ہاتھ چھڑا لیا جھلاتی ہوئی طرف اپنی بارگاہ کے چلین صرصر ساتھ تھی کہا اور صرصر تو نے دیکھا یہ تو
 بڑا بیہودہ نہیں معلوم اپنے دل میں کیا سمجھا ہو لالہ زار کی آنکھوں کے سامنے سے جو حیرت غنی ہوئی
 دل پر دلوں جنوں ہو کبھی گھبرا تا ہو کبھی بقیار کبھی اشکبار کبھی یا اشعار عاشقانہ محبت حیرت میں پڑتا نظر

ہالہ ہو بطرح مہ کامل کے آس پاس
 لغیان بحر عشق ہو ساحل کے آس پاس
 بسمل تیرے ہن ترے بسمل کے آس پاس
 ہن مع انس بامر سے قاتل کے آس پاس
 بلی نے زنگ باندھے ہن محل کے آس پاس
 پروا سے شمع شعلہ شائل کے آس پاس
 گل جامہ درمیں گور خدا دل کے آس پاس
 کہیے کے آس پاس تو میں دل کے آس پاس

یون ہو شمع داغ مرے دل کے آس پاس
 نو باجو کوئی آہ کنارے پر آگیا
 غمیت وفا کا اثر ہو کہ لوالہ سوکس
 کیا دعویٰ آہ جب نہ رہا میں ہی کس لیے
 اور قیس تیرے نامے کی غیرت کو کیا ہوا
 کیا کیا جی ہو بزم میں سمجھے جب پھرے
 ہو تو ہی یو فانی میں باور تو دیکھو سے
 کافر ہو کون ہم میں سے مومن پھرے ہو تو

اگر صورت نگار سے کہا کیوں چھی امان ملک حیرت جاوے لہان تشریف لیگی ہیں آپ ذرا جائے انکو سمجھا کر
 اسے میری کیفیت بھی عرض کر دیجیے جو حکم ہو وہی تقدیر دون صورت نگار نے کہا میں ابھی سمجھا کے

لائی ہوں یہاں حیرت جادو اپنی بارگاہ میں بھی، ہر صرصر وغیرہ سے کہہ رہی ہو صاحبو سناتے یہ کچھ
دیوانہ ہوا ہوا اپنا عشق جتا تا ہوا ہے ہوش میں نہیں آتا ہوا ہر صرصر تم جا کے صاف صاف کہہ دو کہ ہمسے
ملاقات ہو چکی آپ جا بے صرصر کستی، ہر واری یہ مناسب نہیں، یہ ذکر تھا کہ لی صورت نگار ہنسی ہوئی
آئین لہا ہر چہرہ تیرا بڑا مرتبہ ہوا خداوند زادہ تمہیں عاشق ہوا تملو طلب فرمایا ہر چہرہ جادو نے کہا ہوا
صورت نگار کچھ دیوانی ہوئی ہو میں تقدیر کرانے سے باز آئی وہ تشریف لیجا میں نہیں تو بہت دلیل
ہونگے صورت نگار نے کہا ہر چہرہ تیرا بڑا مرتبہ ہوا خداوند زادہ خواہش کرے اور تم انکار کرتی
ہو ایسا منہ کچھ تقدیر خلاف کر دے جہاں تک ہو سکے اسکو راضی کرو تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھ کے
چلی آؤ حیرت نے کہا ہوا صورت نگار بس جاؤ ایسی مہل باتیں مجھے نہ کرو تقدیر وہ جا کر اپنے ملک میں کرن
الزمین ایسا جانتی تو استقبال بھی نہ کرتی ایسے مہل کی صورت نہ دیکھنا چاہیے جا کے اس گدھے کو سمجھا
نہ اس مجھے سمجھاتی ہو مجھ کو کیا کوئی بازاری مقرر کیا ہے صورت نگار رنجیدہ و کبیدہ پٹی پاس لالہ زار کے
آئی لالہ زار نے کچھ کر پوچھا کیون چھی امان ملکہ حیرت تشریف نہیں لائیں صورت نگار نے غصے میں
کہا بنیا انکو اپنے حسن پر بڑا کھنڈ ہے وہ نہیں تشریف لائیں گی لالہ زار نے مچھا کر لیا آپ بیٹھے میں بلاؤ لگا
صورت نگار تو اپنی بارگاہ میں آئی لالہ زار کو منظور ہوا کہ اب میں بھی کچھ کربوں نقصانے کا رستہ
برق فرمائی جوان بیکرنگی کنیر بنا ہوا یہ سب باتیں سن رہا تھا جیسے ہی اس نے دیکھا کہ لالہ زار تنہا بیٹھا ہے
صورت نگار اپنے خیمے میں گئی کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لکال ایک کنیر حیرت کی صورت
بنکر تیار ہوا مسکراتا ہوا چلا دربار گاہ لالہ زار پر آیا خادم خدمتگار دروازے پر بیٹھے تھے ایک خادم سے
کہا کہ جا کر خداوند زادے سے عرض کرو کہ ایک کنیر کو ملکہ حیرت نے بھیجا ہے خدمتگار نے جا کر لالہ زار
سے کہا لالہ زار شاد ہو گیا کہا جلد بلاؤ خدمتگار نے جا کر کہا کنیر نو جوان ہنسی ہوئی اندرائی مچھا کے
سلام کیا کہا وہ خداوند زادے ملکہ فرماتی ہیں تنے مجھ کو خوب بدنام کیا ہم تو خود تمہیں عاشق ہوے
سارے لشکر میں یہی چرچا ہے کہ ملکہ حیرت پر لالہ زار عاشق ہو ایسی میرے واسطے بدنامی ہے لیکن خیر
میں کسی تہ میرے تمہارے پاس آؤنگی تم سب سامان مہیا رکھو مجھے تو خود قرار نہیں ہے اگر تم مجھ کو مٹھو
نہ کرتے ہیں ہزار مرتبہ آئی اب چھپ کر آؤنگی پسند لالہ زار بہت خوش ہوا برقع نے ہناز و غمرہ ایسی
باتیں کہیں اور شعیان حیرت کا ظہر کیا کہ لالہ زار چولا نہ سماتا تھا کنیر سے پوچھا تیرا کیا نام ہے میری

کہا میرا سوسن نام ہوا آج ملکہ کو ضرور لاؤنگی یہ ملکہ خا صدان نکالا کہا ملکہ نے گوری دی ہو گوری میں اپنا
 اگال ڈالہ یا اور فرمایا کہ کتنا یہ گوری کھالینا خاص ہنسنے تمھارے واسطے بھی ہر لالہ زار نے کہا لاؤ
 گوری مجھے دو برق نے گوری نکال کے دی لالہ زار نے گوری کو کھول کے دیکھا اگال ہو کہ یا قوت
 کے ٹکڑے ہن خوشی خوشی کھا گیا برق زہر مار زہر مار کتا جاتا ہر لالہ زار نے کہا بی سوسن یہ کیا کتنی ہو
 برق نے کہا خوشی جان کے بدلے زہر مار کتنی ہوں برا نہ مانے میں آج ملکہ عالم کو لاؤنگی جیسے ہی پیک
 لالہ زار کے حلق سے اتری گھبرا کر کہا ای سوسن اس گوری میں کیا تھا کہ میرا دل گھبرانے لگا برق نے
 کہا ذرا اٹھ کر ملو جیسے ہی لالہ زار اٹھا بیٹھی نے طمانچہ مارا ڈکھڑا کے گرا بیہوش ہو گیا برق نے
 پتھیل زبان میں سوزن دی پستارہ باندھ کر شپٹ سے سرکچہ چاک کر کے لالہ زار کو لے بھاگا میاں
 صورت لگا رانی بارگاہ میں آئی مصور سے کہ رہی ہو صاحب بڑے غضب کی بات ہو حیرت جاؤ
 تو بالکل انکار کرتی ہن فرزند میرا نہایت بقیار ہو بڑے افسوس کی بات ہو خراب کیا تدبیر کردن مصور
 نے کہا صاحب چلو میں چلدا اپنے فرزند کو سمجھاؤں میان بی بی دونوں چلے صرصر جاتی تھی اُسکو بھی
 بلالیا بارگاہ میں آ کے دیکھا سمجھیں ناچ رہا ہر میان لالہ زار زار و پستارہ باندھنے کا نشان فرخ
 معلوم ہوتا ہر صرصر نے دیکھ کر کہا لو غضب ہوا برق فرنگی کا پتہ معلوم ہوتا ہر صورت لگا ر
 بیٹھی ہوئی دوڑی سامنے ملکہ حیرت کے آئی کسا حضور بڑا غضب ہوا برق فرنگی لالہ زار
 گرفتار کر کے لیکر حیرت نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا ہاے کیا رسوائی ہو مذہب کا نام بدنام ہوا اب
 مسلمان کیسے خوش ہونگے کہ خداوند زاوہ مشکین بندھ کر آیا ای صورت لگا ر مجھ کو مذہب کا بڑا
 خیال ہو دہن میں ہرگز دخل نہ دیتی ملا بہ تدبیر ہائی کرنا دا حریب و لازم ہوا میں ابھی جاتی ہوں یہ کہہ
 حیرت جاوے سحر کیا ستارہ سحری بنکر چلی عقب میں صورت لگا ر مصور بھی چلے سرما د
 ابہرین ریا قوت دزد دجنے سنا کہ ملکہ حیرت گئی ہن وہ بھی چلا میان وقت سحر ہو ملکہ صرح
 بیرون بارگاہ تخت پر جلوہ فرما ہن تمام سرداران اسلام جمع ہن یہی ذکر ہو رہا کہ دیکھیے یہ
 لالہ زار کیا گل کھلاتا ہو چہ ند پرند نے خبر دی ہو کہ وہ ملکہ حیرت پر عاشق ہوا ہر ملکہ بہا رکھیں کہ
 بے راقلی ہو کہا بڑی خرابی کی بات ہو خدا اپنا فضل شہر کپ کرے اسمیں جھگڑا ہو تو مڑا ہو یہ باتیں
 ہو رہی تھیں کہ دیکھا سامنے سے برق فرنگی پستارہ بدوش آتا ہو خواجہ عمر نے پکار کر آواز دی

ای برق کسے لائے برق نے وہیں سے آواز دی اُستاد خداوند زادے کی شکین باندھ کر لایا ہوں
 یہی بلبلاتا تھا ملکہ مصرخ نے کہا اسے ستون سے باندھ دو جسے سنا کہ لالہ زار گرفتار ہو کر آیا ہے سب سردار
 دوزے آئے کر سون پریشیے خواجہ عمر و نے کہا اب ہوشیار کرو برق نے بڑھ کر فیلہ داخلہ داروے بہوشی
 ویا ایک چھینک آئی لالہ زار نے آنکھ کھول کے اپنے کو بندھا ہوا پایا زبان میں سوزن سامنے ملکہ مصرخ
 تخت پر بھیجی ہیں گرد تمام سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں ملکہ مصرخ نے پکار کے آواز دی
 اولالہ زار نے قدرت پروردگار کو دیکھا ساری خدائی نکل گئی شکین بندھ کر ہمارے سامنے آئے
 اب بہتر سی ہے کہ غور کو دماغ سے نکالو پیدا کرنے والے کو مچا نو باب دادا پر اپنے نعمت کرو مت کرو
 بادشاہ شکر گریبے انشا اللہ وہ مرتبہ ہو گا کہ تم پاؤ کرو گے لالہ زار انکھیں نکالنے لگا جب تو جھلا کے
 خواجہ عمر و نے حکم دیا جلاؤ کو بلاؤ فوراً جلاؤ یا لالہ زار کو زیر تیغ بٹھایا اب لالہ زار کی پیرانی زلفون پر پریشانی
 گھبراہٹ کے چار جانب دھکتا ہوئی دوست نہ مولش نہ غمخوار کوئی کلمہ خیر بھی بولنے والا نہیں اب تو
 لالہ زار نہایت گھبراہٹ میں کتا ہوا اب کیونکر میری جان بچا جلاؤ نے کوٹے کا خطا گردن پر دیا اور
 پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم حکم اول ہو نہ اسے بھکڑ دیکھیے گا قتل کرنا میرا کام ہے جلاؤ نامیل کام نہیں ملکہ مصرخ
 نے فرمایا سنئے خوب سمجھ لیا، کیونکہ لالہ زار اعتقاد وحدانیت نہ کر لگا یہ بھیجا پھولا ہوا بیٹھا، ملکہ نے
 تیسرا حکم دیا جلاؤ چلا کہ سر کاٹ لون جیسے جلاؤ نے ہاتھ مارا ایک برق گری کہ جلاؤ کے دو ٹکڑے
 ہوئے آواز آئی ای مسلمانان یہ ہے ادبی منم ملکہ حیرت جادو اس زور و شور سے حیرت آگے لڑی
 کچھ اشیائے سحر بھی پھینکے نہ اندھی سیاہ چلی اندھیر ہو لیا حیرت نے اُتر کر لالہ زار کی کمر بن خیمہ دیانے اُڑی
 لالہ زار نے جو حیرت کو دیکھا ہاسے پیاری ککے گلے میں ہاتھ ڈال دے حیرت نے ایک طمانچہ مارا
 کہ لالہ زار بہوش ہو گیا تڑاتے کی آواز سب نے سنی کہ صورت نگار تڑپتی ہوئی آگے پہنچی دوز کے
 حیرت سے کہا یہ کیا کرتی ہو خداوند زادے کو طمانچہ مارا حیرت نے کہا میں مار ڈالوں گی حرام زادہ بیچیا
 گلے میں ہاتھ ڈالتا ہو صورت نگار مصور نے لالہ زار کو دھین سے لیا حیرت طرف اپنی بارگاہ
 کے روانہ ہوئیں مصور صورت نگار لالہ زار کو بے ہوشی بارگاہ میں آگے لالہ زار کی زبان
 سوزن کو نکالا اب جو ہوشیار ہوا کہا کیونچہ امان حیرت بھکڑ نہ قبول کر نیکی صورت نگار نے کہا
 بیٹا اس خیال کو دل سے دور کر دو وہ زونہ افرا سیاب ہے ایسا شہوتھار ہے باب کو خیر ہو نیچے

اور فساد برپا ہوا لہذا رستے کہا آپ جا کر انہی بارگاہ میں بیٹھیے میں وہ تدبیر کروں گا کہ بی حیرت جاؤ و خود
 دوزی زمین افراسیاب کو طلاق دینا پڑے میں کیا اس فعل سے باز آؤں گا میں لاکھ ضبط کرتا ہوں لیکن
 نہیں ہو سکتا نہایت پریشان ہوں میرا دل نہیں مانتا کوئی نہ کوئی تدبیر ایسی نکل آئیگی کہ وہ خود آئے
 میری تو عجب کیفیت ہے اب یہ حالت ہے **نظم**

لباس یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا
 بیمار گل مین ہین دریا کے جوش کی لہریں
 نقاب اُلٹ کے جو منہ عاشقوں کو دکھلائے
 شا جو حال دل ناریا رنے تو کہا
 ہلال عید کا ہر چید ہو حبان مشتاق
 حقیقت دہن یار کھولتا کیونکر
 قدم کو پیچھے رہ خون ناک عشق مین رکھ
 خم شرب نے مجھ مست سے پٹنہ پھیرا
 لہ از موم سے بدست خون کو پاتا ہوں
 بڑا ہی خوار عداقہ ہو گلشن الفت
 شراب خلد کی خاطر دہن ہو رکھنا صاف
 شکستہ دل نہو اس بت کے ماننے کیونکر
 بیمار گل مین پیالہ لگا لیا مٹھ سے
 بیمار گل مین تھا جامے سے باہر دلکش

کیا ہے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا
 بھلا میں کشتی جو سے کنارہ کیا کرتا
 تنہا میں کہو کہ تمہارا نظارہ کیا کرتا
 طبیب مرتے ہوئے کا ہر چارہ کیا کرتا
 تمہارے ابروؤں کا سا اشارہ کیا کرتا
 نہفتہ راز کو میں آشکارہ کیا کرتا
 یہ پہلے دیکھ لے دل، ہر اشارہ کیا کرتا
 لٹا تاب سے پہا سا کنارہ کیا کرتا
 پھر اور سوز کشش دل کا اشارہ کیا کرتا
 ہر طرح کوئی اسمیں اجارہ کیا کرتا
 وضو میں ورنہ یہ زارہ غبارہ کیا کرتا
 سلوک شیشے سے ہو سنگ خارہ کیا کرتا
 شراب پینے کو میں استخارہ کیا کرتا
 نہ کرتا میں جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

عصہ دراز تک رویا کیا آنکھوں کے نیچے تصویر ملکہ حیرت پھر ہی ہوتی تھی مین بیٹھ کر ایک سحر کیا کچھ دستک
دی کچھ ماش کے طانے چار جانب پھینکے ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہو کہ ایک جھوٹا نکلا ہوا سے سر دکھا چلا
آنکھ حیرت کی بند ہو گئی حیرت نے عالم خواب مین دیکھا کہ لالہ زار قاعدے سے میرے پاس بیٹھا ہو
حیرت نے گھبرا کر آنکھ کھول دی وزیر زاد یون سے کہا اور غضب دیکھو اس حریف زادے نے عجب طرح کا سحر
کیا ہو محکوم باتین معلوم ہوتی ہیں جو خواب مین دیکھا وہ سب بیان کیا اور کہا کہ محکوم اب بیٹھنا بھی نہ سوتا ہے

میں جا کے افراسیاب سے اطلاع کرتی ہوں وہ آگے انکی گردن لگا کر اڑا دے گا
 یہ لکھ چیرت جادو و نہایت غصے میں طرٹ باغ سیب کے چلی راہ میں بھی حیرت کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ
 لالہ زار سیرے سانچہ ساتھ ہوا اور غصہ بڑھتا جاتا ہے میان افراسیاب باغ سیب میں بیٹھا ہو کر
 انیسویں چالیسین مصروف عیش و نشاط لکھتا ہے کہ جادو و شعلہ جوالہ چلی آتی ہے افراسیاب
 لکھ لیا کتا ہر سامری جمشید خیر کرین کہ حیرت آگے پہنچی افراسیاب کو ایک دو ہتھکڑیاں لگاواں نامہ و جھکو
 لکھتے ہیں کہ مجھے کیا لکھ رہی افراسیاب نے کہا صاحب جلد بیان کرو حیرت نے کہا لالہ زار صندل پوش
 بیٹھا خداوند واؤ و کا آیا ہو وہ مجھے عاشق ہو میان برق فرنی تو بلا سے روزگار میں وہ پکڑ کے لیٹے تھے
 میں نے جا کر ہا کیا اب اُسے ایسا سمجھ کر دیا ہو کہ مجھ کو کسی مقام پر کرامت نہیں ہو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ
 میرے پاس بیٹھا مجھ کو ستا رہا ہے یہ سن کر افراسیاب کانپنے لگا کہ میں ابھی جا کر یا رٹا لو لگا مشیر و وزیر
 سب لپٹ گئے کہا اے شہنشاہ جو کچھ کیجیے مجھ کو کیجیے ایسا منو خداوند واؤ و کے خلاف ہو تو بری شکل پہنچے
 اب سب نے یہ صلاح دی کہ خداوند کے پاس چل کر فریاد کیجیے وہ خود نہاد نیک وہ ایسے امر کو بھی گوارا
 نہ کرے افراسیاب جادو و حیرت کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف شہر واؤ و یہ کے چلا رہا ہے حیرت
 کتنی جاتی ہو دیکھیے اے شہنشاہ سحر آسکا بڑھتا جاتا ہے ابھی تک مجھ کو یہی معلوم ہوتا ہے افراسیاب جادو
 کتا ہر قدرت کے سامنے سب حال بیان کرنا حیرت جادو و کتنی ہر ایسا ہی ہو گا میان خداوند واؤ و
 تخت پر بیٹھا ہر تمام وزرے و امرا حاضر ہیں گھنٹ و ناقوس بج رہے ہیں کہ افراسیاب جادو و آگے
 پہنچا پائے تخت کو بوسہ دیا مہجک کے سجدہ کیا حیرت جادو و ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑی ہوئی واؤ و
 نے کہا اے نبی خاص خیر تو جو حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب نے عرض کی یا خداوند آپ کے
 صاحبزادے نے ہم پر بڑا ظلم کیا اسکو عرض نہیں کر سکتا آپ سے کہہ گئے ہیں انہر عاشق ہو سے میں سحر کر دیا
 کہ حیرت کو ناگوار معلوم ہوتا ہے غلام نے قدرت کا پاس کیا ورنہ آپ نے مجھ کو وہ شرف عطا فرمایا ہے
 کہ میں اسی سے پائے کی کمانیں رکھتا ہو سکتا تھا کہ میں جا کے انکو جواب دیتا لیکن قدرت کا خوف
 غالب تھا کہ ایسا نہواں کہ خلاف ہو ہم قریا دی حاضر ہو سے ہیں امیدوار ہیں کہ انہی زاد کو پہنچیں
 یہ سن کر واؤ و کانپ گیا کہا قدرت بھی گوارا نہ کرے یہ عدالت یا درسی کی یہ لکھ لکھا کر آواز دی ارے
 کو کی کبیر سامری حاضر ہوا ایک پہلی گنبد سے اتنی حاضر حاضر کھڑا سامنے آئی عرض کی کیا ارشاد

فیض نیا دہوتا ہوا داؤد نے کہا لشکر فراسیاب میں جا فلاں بارگاہ میں لالہ زار بھیجا ہوا سحر کر رہا ہوا
اسکو جلا کے حاضر کر سبت اچھا کمر تلی چلی داؤد نے حکم دیا جلد میدان خوبی کی تیاری کرو آج ہم
اسکو دار پر کھینچینگے تمام زراعت کا اپنے گلے کر اب دیکھیے کیا ہوتا ہوا حکم کی دیر تھی کہ آتش کش تسمہ کش جلاؤں
خوک طینت میمون خصلت خوساے باد یہ صلا ت فوراً حاضر ہو گئے دارین استاد ہو میں مگر تلی جو چلی
تھی لشکر حیرت میں آئی اس بارگاہ پر آئے تھرائی لالہ زار بھیجا سحر کر رہا تھا کہ تلی کرک کے لری لالہ زار
نے چاہا اپنے کوچاؤن مگر نہ بچ سکا تلی نے کمر میں پنچہ دیا سے اڑی آسمان پر لیے ہوئے جاتی ہو لشکر میں
ہلڑ ہوا کہ تلی فرستادہ خداوند داؤد تھی لالہ زار کو لیلی خواجہ عمر و برق وغیرہ صورتیں بدل کر چلے
میان داؤد و غصے میں کھڑا ہوا کہ تلی نے لالہ زار کو لالے سامنے داؤد کے ڈالیا کہ یہ گنہگار حاضر ہو
داؤد نے لالہ زار سے کہا اوچھیا یہ تو نے کیا حرکت کی ہماری بندی کو جا کر ستایا ہم ان سب کے خداوند
میں انہر پرورش کرتے ہیں یا انکو ستانے کے لیے ہیں تو نے کچھ خون نہ لیا کان پڑ کے دو تین طمانچے مار
جلاد سے اشارہ کیا اسے دار پر لٹکا دو قدرت اپنے جاہ و جلال کے پابند ہیں جلا دے ہار پڑ کر لالہ زار
کو زنجیر میں باندھا سردار میں سرنگون لٹکا دیا اسوقت ایک غریب بلند ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ عدالت
اسکا نام ہو بندے کے واسطے فرزند کو دار پر کھینچ کر قدرت ہی کا کام ہو ہر شخص کانپ رہا ہوا داؤد نے
حکم دیا کہ تیر و کمان لاؤ فوراً تیر و کمان آئی بارہ ہزار تیر انداز سلی پشت پر آئے داؤد نے تیر کو بھر کمان میں
بیوست کیا بارہ ہزار تیر بھر کمان میں بیوست ہوئے جب داؤد نے کمان کو کھینچا بارہ ہزار سے کہنے کے
داؤد نے تیر کو رہا کیا بارہ ہزار طائران تیر پر کھول کے چلے جب قریب سینہ لالہ زار کے تیر پہنچے ایک
جھوٹا ہوا کا جلا برق کرک کے گری تیر فلم ہوئے داؤد تو بچا دہ تیر لپٹ کر ادرون کے سینوں پر پڑے
مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرے بارہ ہزار جادوگر مگر گریس ایک صدر سے مصیب آئی زمین کانپ گئی آواز تھی
کہ اونا ہنجا رہا کہ دار تو نے غنیمت نہ جانا کہ ہم تیری خدائی پر راضی ہوئے اگر ہم دعویٰ کرتے تو تجھ کو کون
پوچھتا منم ہمیشہ ثانی کرک کے گرا دار کے ٹکڑے اٹلا یے لالہ زار کو بچے میں دہایا سے لکلا داؤد
نے چاہا جا پڑون وزرا و اعدا لپٹ گئے کہا حضور آپ کے چچا ہیں انھوں نے آپ کے فرزند کو بارہ برس
پرورش کیا یہ خبر ہوئی آخر پڑے بس سزا ہو لئی آپ اپنے نزدیک قتل کر چکے ہمیشہ نے بلند ہو کر
آواز دی ادا فراسیاب خانہ خراب اگر اپنی خیریت چاہتا ہوا حیرت جادو کو طلاق دے میرے فرزند کے

سپاہ میں سلاو سے ورنہ قیامت برپا کرونگا طلسم ہوشربا میں رہنا مشکل ہو گا مگر یہ کتنا ہوا جمشید ثانی
لالہ زار کو لیے ہوئے طرف گنبد جمشیدی کے روانہ ہو گیا داؤد نے کہا اے افراسیاب اگر تیرے ملک
میں یہ ملعون آئے مارے جوتیوں کے سر توڑ ڈالنا افراسیاب نے کہا میں حضور سے ڈرتا تھا ورنہ ابھی
سمجھا دیتا اسکی کیا مجال ہو کہ میرے ملک میں آسکے اب قدرت نے فرما دیا میں سمجھ لونگا افراسیاب جاؤ
خداوند داؤد سے رخصت ہوا اپنے ملک میں آیا مگر جمشید ثانی لالہ زار کو لیے ہوئے گنبد جمشیدی میں
آیا سند بچھا لی لالہ زار کو اسی پر بٹھایا اور کہا اے فرزند تم نہ گھبراؤ میں حیرت کرتے ملاؤنگا لالہ زار صندلی پر
رونے لگا لہذا اے والد ماجد کیا عرض کروں کلیجے پر میرے چھریان چل رہی ہیں آتش عشق سے ہڈیاں
چل رہی ہیں میری تو اب یہ کیفیت ہے

تصور عین کہے ہیں بندھے محراب ابرو کا
تو خوشبوئی سے خابے پر یقین ہو شاخ شبو کا
اشارہ ہو برات عاشقان بر شاخ آہو کا
نہیں کم سجدہ کی آیت سے رتبہ بیت ابرو کا
کرے میل زمین شلین جو ہو پلہ ترانہ کا
تصور باندھتا ہوں جب ترے تو یز بازو کا
دکھاتا ہر مجھے عکس درون آئینہ نازو کا
تو عالم سوزن دیوار میں ہونا ف آہو کا
جو گورستان میں دکھایا ہر کوئی آئینہ نازو کا
کہ جوشن بنگیا ہوں اپنے دروازے کے باند کا
بتوں نے کر دیا ہر ایک رنگ اعجاز و جادو کا
کرے مھیکو نشانہ کوہ کے سنگ ترانہ کا
رقم کرتا ہوں گمراہوں اپنے سر و دلجو کا
وہ عالم ہنسنے دکھایا ہر کسی چشم سخن کو کا
بیان میں سانس جیسے کروں اپنی لگاؤ کا

جو کلمہ ستون کو دیکھوں دھیان آئے سر و دلجو کا
کروں تحریر مضمون کوئی اُسکے گیسو کا
سوال وصل میں ہلنا پریر و تیرے ابرو کا
کیا سجدے میں دکھایا ہر تمہارے مصحف رخ کو
چڑھاتی ہو دماغ افلاک کو انسان کی کم ورنی
اُسی دم مچھلو ہوتا ہوا فاقہ درد ہجران سے
نظر آتے ہیں کیا پرورد مضمون فکر کرتے ہی
جو کلمہ ٹوٹے ہوئے بالائے شہوئے لبت شلین کے
نظر آتی ہو صاف اس میں مجھے انجام کی صورت
یہ عجیب انتظار ریا میں تکیہ لگا کر میں
الرب سرخ بن تو نشے سے آنکھیں بھی ہیں فلون
میں ہوں عالم کے دیوانہ زمین موزون شہ دیوانہ
دو ارحرفون کے بنتے ہیں طوق گردن قمری
مرد جو ہر وہ گویا اک زبان کا کام کرتی ہے
یعین ہر سنتے سنتے اُسکا سر پھرنے لگے ناسخ

ملک ملک کے ۱۹ نے یا شکار پڑے ہمیشہ ثانی نے کہا اور فرزند نے لہجہ اومین ملک حیرت کو لا کر تمھارے
 پہلو میں بیٹھا ونگا فرما سحر و ساحری کا جب ہی ہو کہ خوشی تیرا وصل قبول کرے تمھیں یہ خیال ہو کہ سرکشی
 کرگی تمھیں زیادہ اسکو تیری خواہش ہو میں ابھی جاتا ہوں یہ ملک ہمیشہ ثانی عقاب بنکر چلا میان
 ملک حیرت جا دو ساتھ فراسیاب کے آئی اپنی بارگاہ میں آکے داخل ہوئی باغ سید میں جاتا
 لشکر میں آتا ہمیشہ ضرورت رہتی ہو قضا سے کار ایک دن ملک حیرت جا دو باغ سید سے چلی طاوس
 زرین بال پر سوار طرف اپنے لشکر کے جاتی ہو تمام لشکر خواجہ عمرو میں یہ بات مشہور ہو کہ لالہ زار صندلی پو
 حیرت جا دو پر عاشق ہوا ہر لالہ زار کے یہ ستر خیمہ ابھی ہوئی ہمیشہ ثانی کہ گیا ہو کہ میں حیرت جا دو
 کو بچا ونگا وقت سحر ہو ملک عمرو خیمہ چھتیمت زرین پر جلوہ فرما میں حملہ سرداران نامی حاضر خدمت میں
 خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہیں کہ سب نے دیکھا ملک حیرت جا دو طاوس زرین بال پر سوار طرف اپنے لشکر کے
 جاتی ہیں یکایک آسمان پر برق چلی نعرہ ہوا منہ ہمیشہ ثانی او حیرت کہاں جاتی ہو حیرت نے
 چاہا سحر کروں اس زور و شور سے ہمیشہ لڑا کہ حیرت کی آنکھ بند ہوئی ہمیشہ نے کمر میں سنجہ دیا حیرت
 اویں پاریا قوت و زہر دے جا کر فراسیاب کو خبر کی اور فراسیاب بہ تہر و غضب تمام طرف گنبد ہمیشہ ی
 کے چلا بند جانے اور فراسیاب کے یا قوت و زہر و مصور سحر و ادا برقی و دونوں وزیر لئی سو سردار
 پشت پر اور فراسیاب کے چلے خواجہ نے جو یہ معاملہ دیکھا اور مہار نے ملک کے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا
 خدا حیرت کی آبرو بچائے ہمیشہ بلاے روزگار ہو خواجہ نے کہا ملک میں ابھی جاتا ہوں اگر خدا نے فضل کیا
 تو حیرت کو بچاتا ہوں یہ ملک خواجہ عمرو بھاگے طرف گنبد ہمیشہ ی کے چلے میان لالہ زار صندلی پو
 باد حیرت میں بیقرار رہتا تھا کہ ہمیشہ نے آواز دی اور فرزند میں تیری مشقت کو لایا جو کہ گیا وہ کہ
 لالہ زار خوشی خوشی اٹھا کہا آپ نے مجھ کو زندہ کر لیا حیرت کو لا کے ہمیشہ نے مسند پر بیٹھا یا کہا اور
 فرزند زبان میں سوزن دے تو تب ہوشیار کرو ساحرہ زبردست ہو جب اکا کر گی میں تدبیر کرو دنگا
 مثل تیرے یہ تجھ پر عاشق ہو جائیگی لالہ زار نے زبان میں سوزن دی حیرت کو ہوشیار کیا حیرت
 کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال پر ملاں میں پایا بے اختیار رو نے لگی ہمیشہ نے قریب بیٹھ کر کہا اور طلسم
 حیرت نے طلسمات تیار کرو دنگا کہ ہمیشہ سے بہتر ہو اسکا تمھیں بادشاہ کرونگا کیا محال ہو کہ فرستے
 تجھے آنکھ ملا کے حیرت نے اٹھا سے سے کہا اور ہمیشہ مجھے قتل کر ڈال مجھے بے طور ہاتھ لگانا

لالہ زار صندلی پوش نے کہا اور والدہ نامدار دیکھیے وہی باتیں بچہ آمین بہت مشکل ہو کہ یہ مجھ کو قبول کرے
 جمشید نے کہا اور لالہ زار یہ افراسیاب کے نام کی دشمن ہو جائے تیری خدمت میں کثیر بکرہ سیلی لالہ زار
 نے کہا مجھ کو توفیق نہیں آتا جمشید نے کہا اور فرزند دیکھو ابھی ظہور ہوتا ہے یہ لکھ دوڑا ہوا گیا گنبد سے اپنے
 ایک گلدستہ لایا لالہ کے مسند پر رکھ دیا جیسے ہی اسکی بوداغ میں حیرت کے پہونچی پھر سرخ ہو گیا
 آنکھوں میں لالہ دورے نشہ وحشت کے پڑ گئے تھرا کے گری بہوش ہوئی جمشید ثانی نے کہا اور فرزند
 اب میں گنبد میں جاتا ہوں یہ ہوشیار ہوتے ہی تیری اطاعت کر لی جو تیرا حال اسے عشق میں ہو وہی
 اسکا بھی حال ہوگا یہ لکھ جمشید ثانی تو چلا گیا لالہ زار بیٹھا ہوا دامن کی ہوا دے رہا ہے کہ حیرت جادو
 کی آنکھ کھلی اٹھ کے بیٹھی لالہ زار کو بہ گناہ محبت دیکھ رہی ہے لالہ زار نے کہا اور جان جان وای آرام دل
 مشتاقان میں تیرا عاشق صادق ہوں ہماری بات کا جواب دو حیرت نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا اور
 لالہ زار میری خود تجھے جان جاتی ہو مدت سے میں تجھے عاشق تھی مگر مجبور تھی تجھ تک نہ آسکی اب میں حاضر
 ہوں جو تیرا حکم ہو سب لائق لالہ زار بھول گیا تصدق ہوا تار ہوا حیرت جادو ہر مرتبہ کہتی ہے صاحب کی
 تقدیر بقرار ہوتے ہو میں تمہارے پاس حاضر ہوں میں تو خود مدت سے تمہارے اوپر مرتی ہوں مجبور ہی
 نہ ظالم کے اختیار میں تھی کیونکہ آتی اب میں عمر بھر رہو گی ہوشہر با سے مجھے کیا کام ہو وہاں کی سلطنت
 میان کی فقیری بہتر ہو مگر آرام ملے گا وہاں جمشید گنبد میں بیٹھا ہوا اپنے ساتھ والوں سے کہتا ہے کہ حیرت جادو
 کیا فرے سے باتیں کر رہی ہوتی بڑی سادہ بت ہوئی میری زندگی بھر اسی حال میں رہی اگر افراسیاب
 دخل دیکھا بہت پختہ کیا حکمران نے شہنشاہ لاجپن کی سلطنت چھین لی کارندے مل گئے اسکو قید سے بچھڑا
 بادشاہ کرونگا میان حیرت نے گلابی گنہی جام پورین لبر کیا کہا لو صاحب پولا لالہ زار نے خود ہاتھ
 بڑھا دیا پکارا شامیت الایا امیہ السانی اور کاسا ونا ولسا کہ عشق آسان خود دل دے افتادہ شکل
 پتھر پتھر کے شرب پی گیا دوسرا جام اپنے ہاتھ سے بھر حیرت جادو بھی بے اندیشہ انجام جام پہلی بے اضافہ
 پکارا تھی نظر

آنکھوں کو جانتے ہیں پیلا شراب کا	استون کو فرض عین ہے پینا شراب کا
میرا خیر باد و انگور سے بنا	لحسی میں میری پڑ گیا قطرا شراب کا
لفٹی سے تارے مرگ رہا دور جام	عاشق کا جسم نگیا پتلا شراب کا

کشت مزاج یار ہر عاشق ہو بادہ خوار
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے اے قمر

چند وہ آگ کا ہر مین سدا شراب کا
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

اس رنگ سے یہ اشعار حیرت نے پڑھے کہ لالہ زار بیقرار ہو گیا کہا صاحب سامنے کمرے میں چلو حیرت
اٹھ کھڑی ہوئی لالہ زار جھومتا ہوا چلا حیرت ساتھ ساتھ چاہتے ہیں دونوں عاشق و معشوق کمرے میں
داخل ہوں وہاں چھپر کھٹ لگا ہر کہ پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک لالہ زار صندلی پوش نے پلٹ کر دکھا
ملکہ صرصر شیر زن دوڑی ہوئی آتی ہو ہنستی ہوئی دکھ کر آواز دی اس جوڑی کے تیار ہوا ملک حیرت اب تم کو
معشوق ملا ایک خوشی کی خبر لیکر آئی ہوں اس فرد کے سننے کو عاشق و معشوق چھپر کھٹ پر بیٹھے صرصر شیر
باتین کر رہی ہو واری جب آپ کو ہمیشہ لیکر آئے لشکروں میں ہلڑ ہوا سب سردار سوتے پٹتے ہیں افراسیاب
کے سپہ سپہ افراسیاب نے جو یہ خبر سنی بہت رو یا تلوار کھینچ کر اپنا کلا کاٹ ڈالا اب چل کر ہوشیار باغ فیض کی
سب مشیر و وزیر کہ رہے ہیں کہ ملکہ حیرت کے پاس چلین وہ ہماری شانہ زادی ہر ایک کا نسا تھا وہ بھی اب
کھل گیا آج نو نڈی بھی شراب خوب پے لی یہ لہار جام بھرا ایک لالہ زار کو دیا اور کہا کل مالک بہتاپ کا
قبضہ ہو گا لالہ زار نے وہ جام پیا ایک جام بی حیرت کو دیا یہ بھی ہے اندیشہ انجام بی گئی ایک ایک
جام جو دونوں نے پے لالہ زار نے کہا کوئی ٹھیکہ آسمان پر لیے جاتا ہر حیرت نے کہا میرا بھی یہی حال
ہر صرصر شیر زن نے کہا یہ شراب نو کشید ہوئی ذرا اٹھل ٹھیلے جیسے ہی اٹھے بیہوشی نے طمانچہ مارا
دونوں لڑکھوائے گئے عمرو نے نعرہ کیا نعرہ عمر و نصیف بمصنف

مرانا نام ہر خواجہ خواجگان

مرے نام پر قدر شیدا ہوا
مرامد ہر گلشن قریب و قال
نشان تھا مری گرد پا پوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہو

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
چھکا تا ہوں دشمن کو ہر دم کنوین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عہد بشیر پروردگار

عمر زوی چشم مست و متزلزل
اثباتا ہوں کفار کے مین دعویٰ
مری چال سے ہر صبا پائمال
مر افسر زوی چشم نامدار

نچو کھینچ کر عمر و چلا میان ہمیشہ مانی نے بیٹھے بیٹھے نقشے میں دلیلیا
پر پرواز پیدا کر کے چلا میان آئے دیکھا عمرو نچو کھینچ کر چلا ہر وہاں سے نعرہ کیا خیر دارا و سار بان زادے
کیا کرتا ہر عمرو نے دیکھا ہمیشہ تیار اور تو کچ نہ بن پڑا باد مہرے پاؤں میں باندھ کر کوٹھے سے کود کے سجا گا
ملا ناچ ہمیشہ دوڑے عمرو سجا گا کہ نکل باؤں ہمیشہ نہاتے عرصے میں لالہ زار حیرت کو ہوشیار کیا کہا اگر

کبھتو اگر من نقشہ نہ دیکھتا عمر و نئے مارا ہوتا جمشید کا ایک جادوگر ملازم ہوا اس کا نام قمر جادو و عمر و ایک
نخل کے سائے میں پہنچا تھا کہ قمر نے گیر کی آواز دی دو لون پانوں عمر و کے زمین سے تمام لیے
جمشید نے کوٹھے سے آواز دی اے قمر عمر و کا سر کاٹ دے سارے باران زادہ ٹھیکو بھی افراسیاب سمجھا
قمر جادو و تلوار کھینچ کر چلا خواجہ عمر و نے جو دیکھا کہ قمر جادو و تلوار کھینچے ہوئے آتا ہے ہلکے ہلکے دعا
کرنے کے نظم

<p>بشاہراہ طرقت تہم قدم محفوظ نہ برقرار خوشی و نہ رنج و غم محفوظ نہ ماند تخت سلیمان نہ جاہم خم محفوظ نہ بیش ماند سلامت از و نہ کم محفوظ نہ لوح گشت مہر علی نشد تہم محفوظ نہ بکلیسہ عرص و مسع ورم محفوظ شود ز حملہ رہزن رہ عدم محفوظ بہر مہار و خزان شور بہر الم محفوظ بود ز سنج و الم صاحب کرم محفوظ کے نمائند بدینا از بن ستم محفوظ رہر فریب و زہر کردیج و حتم محفوظ</p>	<p>نہ ہمیشہ دم مردا ال دم محفوظ بحال نیست بیک حال حالت انسان نہ ملک و دولت اسکندر سی سلامت ماند کسی بہر ہائی ز دست مرک نیافت نہ عیش ماند نہ کرسی نہ آسمان نہ زمین کچن بدست سخا گنج سپہم و زر تقسیم بود مضاف حسن عمل اگر مہر بوستان جہان باش مثل سرو آزاد بصلح کوش و سخاوت کہ در میان جہان کے ز گردش گردون و دن نہ جابر شد نمائند رہت رورہ سستی ہندی</p>
---	---

عمر و تو ہلکے ہلکے دعا کر رہا ہے مگر افراسیاب کا حال تحریر کیا جاتا ہے کہ جب باغ سیب سے
چلا راہ میں وزیر امرا ملے سرانے راہ میں کہا اے شہنشاہ درادیکھئے تو کہ ملکہ حیرت کس حال میں ہیں
افراسیاب نے ران پر ہاتھ گرما اسکو دیکھ کر سر پٹ لیا کہا یار و غضب ہو جمشید نے سحر کر دیا حیرت
اپنے ہوش میں نہیں ہے آمادہ وصل ہو گئی اگر کہیں ایسا اتفاق ہوا اپنی جان دید و لگا پکڑتا ہوا چلا آتا
ہو ہر مرتبہ ران پر ہاتھ گرہا اور کہتا ہے یار و بڑی خرابی ہے خود حیرت تحریر کر رہی ہے لو غصہ ہے
لالہ زار کے ساتھ تنگی میں جاتی ہے بڑے نور و شور سے آتا ہوا آتا ہے وزیر و امیر پشت پر لاکھ
ساحران بخار کیا ایک افراسیاب جادو و قہر مار کے ہنسنا ساتھ دالون نے پوچھا اے شہنشاہ کیا ہوا

کہ آپ ہنسے افراسیاب نے کہا عمر و نے اس وقت مجھ بڑا احسان کیا صرصر کی شکل بنکر پہونچا دونوں کو ہوش
 کیا لیکن جمشید آیا عمر و سجا کا شکر ہو کہ وصل تو مطلق رہا تو غضب ہوا قہر چا دو نے عمر و پر سحر کیا میرے
 دوست صادق کو قتل کیا جا رہا ہے آج مجھ کو یہ بخوبی ثابت ہوا کہ عمر و دل و جان سے میرا دوست ہی
 اگر وہ دخل نہ دیتا عصمت حیرت کی نہ بچنی کس وقت پر عمر و پہونچا یہ کہ افراسیاب اور تیز چاہل شعلہ جوا
 جاتا ہے کوٹھے پر سے لالہ زار دحیرت دیکھ رہے ہیں اور پکارتے ہیں کہ عمر و کاسرکات سے افراسیاب چلا
 اس وقت آ کے پہونچا کہ قہر چاہتا تھا ہاتھ تلوار کا ماروں کہ سارے کا کٹ جائے افراسیاب نے آسمان سے ہاتھ
 ہلا دیا ایک برق کوک کے گری قہر کے دو ٹکڑے ہوئے جمشید نے جو افراسیاب کو دیکھا جھلا کر دوڑا
 ساتھ والوں سے کہا افراسیاب کو مار لو چار جانب سے کافر ٹوٹ پڑے افراسیاب ان سب کے بچپن
 شیرازہ لڑ رہا ہے قہر نے مرنے سے خواجہ چھوٹ کے حقہ ہا سے آتش بازی مارنے لگے افراسیاب کہ رہا ہوا
 خواجہ کیکن خواجہ پکار کے آواز دیتے ہیں میں تو حضور کا تابعدار ہوں جان و مال سب آپ کے اوپر ہے
 ہر لوگوں نے مجھ کو آپ سے جدا کر لیا افراسیاب نے کہا میں خوب پہچان گیا ہوں افراسیاب چا دو
 تھے زور و شور سے لڑ رہا ہے ہر مرتبہ کہتا ہے آؤ تب یاد میرے ہاتھ سے کیونکر بچ گیا جمشید نے اشارہ
 کیا لالہ زار دحیرت بھی آپرے سب ملکر افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب ان کے سحر کو کب مانتا ہے
 جس نے سحر کیا افراسیاب نے دفع کر دیا حیرت نے بھی بڑھ بڑھ کر سحر کیا افراسیاب آلود دفع کر رہا ہے
 جیسی جھلا کر کہتا ہے ایک سحر کروں مگر حیرت پر رحم آتا ہے ایک طرف سے لالہ زار نے سحر کیا جمشید نے
 سحر کو برابر دفع کر رہا ہے ہر مرتبہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ جمشید کو پکڑوں مگر جمشید برق جہنم بنا ہوا سحر کر رہا ہے
 ایک جانب سے لالہ زار نے سحر کیا ایک جانب سے حیرت نے شعلہ چمکا یا جمشید بھی تلوار و خنجر پر سا
 رہا ہے افراسیاب کو حملت بنین ملتی چوٹی پر کوہ کی پہونچا وہاں سے لفرے کر رہا ہے فوج والوں نے
 وہ بلوہ کیا ہے کہ افراسیاب کو دوسرے دنیا و شوارہ کا ایک ساتھی قرار دیا دیکھا ہے کہ سارے برف انداز
 تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا شراب جنگ ہوا ساحران افراسیاب نے آ کے زمین ہلا دی اتنی حملت
 افراسیاب نے پانی کوک کوک کے کرنے لگا جس ساحر پر جا پٹا کسی کی کمر بین نیچہ دیکر اٹھا لیگی
 چیر بھاڑ کر پھینک دیا کمزور دن پر آگ برساتی برف برسائے ٹھنڈے حاکم ملا زمان افراسیاب نے
 کھیر ڈالا خوب جیکر سحر کر رہے ہیں سامنے گنبد جمشید ہی کے ہنگامہ گرم ہے افراسیاب فوج کو درہم درہم

کرتا ہوا جاتا ہر جس صفت پر پہنچا ایک دو تہر مارا قاب پید ا ہوا نہر ہا جادو گر غرق زمین ہو کے ہلاک ہو
 فریاد فریاد کی صدا میں بلند میں ہر اسیان جمشید در دندہن جمشید بھی بڑے نور و شور سے سحر کر رہا ہو
 جمشید کو افراسیاب ڈھونڈتا ہوا جاتا ہو یہ بھی افراسیاب سمجھ گیا ہو کہ حیرت جادو نہایت پریشان
 لالہ زار کو افراسیاب نے زخمی کیا یہ زخمی ہو کہ چھپے ہٹا یہ بھی افراسیاب سمجھ گیا ہو کہ حیرت جادو
 سخن جمشید کے مبتلا ہو جب تک جمشید نہ قتل کیا جائیگا حیرت اپنے ہوش میں نہ آئیگی جب لالہ زار کو
 افراسیاب نے زخمی کیا اور چاہا کہ سر کاٹ لون جمشید نہ جو دور سے دیکھا وہیں سے گولہ مارا لالہ زار کو
 آواز دی اس کو فرزند ہٹ جاؤ میں اس سے سمجھ لو لگا یہ کہ کمر جمشید بڑھا لالہ زار تو کنارے آ کے سمہرا
 اپنا زخم بانہٹنے لگا بھی بتیوار ہو کے کتا ہوا ہے افسوس وصل مشوق سے محروم رہا چچا جان نے
 سب سامان کیا مگر تقدیر میری بری تھی افسوس صد ہزار افسوس کیا کروں کیونکر دل کو سمجھاؤں
 میری تو اب یہ کیفیت

اس گل کی شکل پھرتی ہر چشم پر آب میں دولی بہار حسن ہو لعل شہر آب میں ساتی لہان شراب ہو دیر خراب میں روشن ہو داغ گریہ چشم پر آب میں کرتا ہر اک جان لب شراب کو خواب میں دم بھر یہ نرم عیش غنیت ہو ساقیا سب بولے برج قوسن میں داخل ہو آفتاب بالون میں یوں وہ گوشتہ ابرو نظر پرا بے یار جام میں مرے آئینہ ٹپک پڑے چھوڑی نہیں عذار عرقناک ہریہ زلف بے وجہ زلف یار الحقیقی ہے بار بار ہرات چو دھوین مجھے ساتی پلا شراب ناسخ نہیں ہوا کے سوا نخر کچھ مجھے	شلون میں تخت بل نہیں گل میں گلاب میں پھوٹ کے نہ کیونکہ آتش رنگ گل آب میں پانی کی ہو تلاش عبث اس سراب میں پوشیدہ آفتاب نہیں ہر حساب میں ہوں کیونکہ مرست بادہ غفلت شباب میں ہم بادہ خواری کرتے ہیں جام حباب میں رکھو آئینے پاسے حنائی رکاب میں ہو جسطرح ملال نمایان سحاب میں پیٹے ہیں جیسے پانی ملا کر شراب میں گویا کہ تو نے مشک ملا یا گلاب میں کیونکر رہے نہ موے کڑیچ و تاب میں روشن ہو آفتاب شب ماہتاب میں ہوں امست خباب رسالت تاب میں
---	--

لالہ زار ترپ رہا چاہتا ہوڑائی کا خاتمہ ہو میں مشوق دلدار نے پہلو میں بیٹھ کر لیکن جمشید ثانی افراسیاب
پر جانپرائیے کیسے گولے مارے افراسیاب جب اشارہ کر دیا ہو گولہ پھٹ کے گر پڑتا ہو جمشید نے ہر قین
پھپھانے تلوار میں برسا میں خنجر لڑنے پکان تیر چپکائے افراسیاب نے ان سب سحر و جادو کو دفع کیا اب جمشید
تلوار پکڑ کے جا پڑا افراسیاب پر برس پڑا کئی ہاتھ مارے افراسیاب خالی دیتا جاتا ہر ایک مقام پر فروسیا
اور جیسا ایک وار ہمارا تو قبول کر منہ سے شعلہ چھوڑا شعلہ جوالہ سا نے جمشید کی آنکھوں کے چپکا جمشید چپکا ہوا
سحر چھکا لیا آنکھوں کی روشنی کم ہوئی اوپر سے افراسیاب نے ہاتھ مارا جمشید نے سامری جمشید کا پکارا
کئی سپہن فولادی اسکے سر پر چائل ہو میں مگر تغیر افراسیاب جو چپک کے گنا سپہن کٹیں سر پر تلوار پڑی
ہر چند جمشید نے روکا مگر تغیر برفیاب کب رٹنا ہو جمشید کے دو ٹکڑے ہوئے سحرنا جمشید کا آندھی سیاہ اُٹھی
سنگساری و رقباری ہونے لگی گنبد جمشیدی لڑا افراسیاب پلٹا یا تو حیرت سحر کر رہی تھی یا لڑکھڑا کر گری
بہوش ہوئی خواجہ عمرو نے قریب آکر دامن کی ہوا دی پانی کے پھینٹے بھی مارے اب حیرت جادو نے
آنکھوں کو لی خواجہ کو اپنے بالین پر پایکا خواجہ تنے بڑا احسان کیا ابرو میری بچالی عمرو نے کہا اے ملکہ عالم
آپ میرے حال سے آگاہ نہیں ہیں میں دل و جان سے آپ کا خیر خواہ ہوں حیرت نے کہا مجھے افراسیاب سے
بڑا حجاب ہو کہ میں نے کیسے کیسے سحر افراسیاب پر کیے اگر وہ کامل و اکمل نہوئے میرے سحر سے نہ بچنے
خواجہ نے کہا ملکہ شہنشاہ خوب آگاہ ہیں کہ جمشید نے تم پر سحر کر دیا تھا خواجہ سے حیرت باتیں کر رہی ہو کہ افراسیاب
بھی آگے پہنچا حیرت نے چاہا منہ چھپاؤں افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم کیوں شرماتی ہو میں بخوبی آگاہ
ہوں کہ جمشید نے یہ فساد برپا کیا تھا تنے دیکھا کہ خواجہ عمرو نے ہمارے ساتھ لیا احسان کیا میں بھی آج
خواجہ تھکوں سال کرو و لگا دامن مدعا و دجوا میرے بھروسے کرو گنا عمرو نے کہا ہم تو غلام ہیں مجھے تو آپ سے
واسطہ ہو میں خاص اس واسطے آیا تھا کہ شہنشاہ کی ملازمت کروں بیان آتے ہی فساد برپا ہو گئے اگر میں
یہ بیان نہ کرتا کیونکر جان بچی آج یہ حال سن کر میرا دل بے قرار ہو گیا سمجھا کہ یہ مقدمہ ناموس ہو میں جانبازی
ضرور ہو افراسیاب نے کہا خواجہ عمرو تم کو تو نیکو باز و نیکو کر رکھو لگا عمرو نے کہا میں بھی خوب راضی کروں گا آپ
حیرت خوش ہونے حیرت غصے میں لڑک کے لشکر لالہ زار پر جا پڑی ایسے سحر کیے کہ لاکھوں جادو گروں کو مارا
لالہ زار صمدی پوش زخمی ہو چکا تھا گروس ہزار آدمیوں نے اسکا ساتھ دیا لیکن اب شکرت لھا کے سبھا گاہ
مذہب سحر کے سوانہ ہو لیا اسکا ذکر زمانے میں تاریک شکل کش کے ہوتا ہو مقصدہ فلیس اسکو بادشاہ بنا کر

لاتا ہر بعد نگاہ سے لہ زار کے ساحلِ باقی ماندہ چادر ہلانے لگے خدمت میں افراسیاب کی حاضر ہوئے
 ڈرائی فتح ہوئی افراسیاب نے کہا اسی مقام پر بارگاہ استاد ہو خواجہ عمرو کا ہاتھ نہیں چھوڑتا ملازموں نے
 اسی مقام پر بارگاہ استاد کی افراسیاب خواجہ کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ میں داخل ہوئی سو سلطان
 نامی و ساحلِ گرامی موجود ہیں کہ صرصر کے پہونچی افراسیاب نے خواجہ کو بڑا بھاری ملعت دیا
 صرصر شیراز نے دیکھا کہ آج تو خواجہ مرغ زرین نے ہوئے بیٹھے ہیں صرصر نے خادموں سے پوچھا آج
 ساریاں زادے نے کیا دام پھیلایا ہے افراسیاب نے کہا اے صرصر آج خواجہ نے وہ کار نمایاں کیا
 جی چاہتا ہے جان و مال دیدون حیرت کی آبر و بچائی اگر یہ نہ پہونچتے تو خاتمہ تھا صرصر نے اشار کیا
 حضور سرسری ساریاں زادے کے فریب میں نہ آئے افراسیاب نے غصے میں منہ پھیرا حیرت نے کہا
 اے صرصر تم لہان تھیں جب ہم متلا سے مصیبت تھے عمرو نے آج وہ کار نمایاں کیا کہ دوستی عمرو کی عمر
 ظاہر ہوئی اب اسے متعدد سے میں لچہ نہ کہو ہنسنے خواجہ کو ملازم کیا کسی ملاس کا بادشاہ کہہ نیلے تاج اسے
 سر پر کھینکے اگر تم کو نالوار ہے اس وقت چلی جاؤ ہم تو خواجہ کو اپنا رفیق بنا کر رکھیں گے خواجہ عمرو نے پکار کر
 آواز دی اے ملکہ عالم یہ میری ہمیشہ میں یہ کبھی مجھ کو اچھا نہ کہیں گی جب ہم شکر سرکار میں رہیں گے ان لوگوں
 کو چھپکا ایک دن میں مسلمانوں کا خاتمہ کر دوں گا صرصر و مہار کی مشلین باندھ کر لاؤں گا سب کو میں
 شہنشاہ کے قدموں پر گرادوں گا جب میں جا کر اسے ملوں گا کہ میں نے افراسیاب کی نوکری کر لی
 تم لوگ اپنا ٹھکانا کر دو سب کے جی چھوٹ جائیں گے سب رومال سے ہاتھ باندھ کر آئیں گے صرصر نے کہا
 اوسا رباں زادے خوب تو نے دام مکر پھیلایا خواجہ عمرو نے کہا تمہارے باوا کا اجارہ ہے آج سب کو
 بہشت کر نیلے بارگاہ کوٹ لیں گے تمہارا جی چاہے بیٹھو جی چاہے چلی جاؤ اب تم کو بیان کوئی نہ پوچھیں گے
 صرصر تو بڑا ترقی ہوئی چلی گئی باہر نکلا اسے صیارت سے کہا آج تو ساریاں زادے کا لپکا جال پڑا ہے
 حیرت و افراسیاب تیرے شہنشاہ نے ایسے کلمات فرمائے کہ مجھے تو بڑی حیرت ہو گئی ہے تو نے
 بھاری خلعت ملا ہے مرغ زرین بنا ہوا بیٹھا ہے صیارت نے کہا اس وقت دخل نہ دیجیے ایسا نہو افراسیاب
 بلڑ جائے جو باعث خرابی ہو دو لوں عیاں بچیاں بیرون لشکر ایک گوشے میں جا کر ٹھہریں مگر خیال لگا ہوا ہے
 بیان خواجہ عمرو سے افراسیاب کے بیٹھے ہیں صحبت آہستہ ہو رہی ہے کہ خواجہ نے کہا لیون شہنشاہ
 صحبت نہ نک رہی افراسیاب نے کہا تمہاری صحبت ہر صرصر جی چاہے آہستہ کر دو خواجہ نے کہا

اوشنشاہ دل تو آج یہ چاہتا ہواستقد شراب پیجیے کہ بیہوش ہو جائے اور پھر ہوشیار ہو جائے آپ کے
 سامنے غزلین گامین آپ کو راضی کریں یہ بھی مشہور رہے کہ ایسا جلسہ بھی نہ ہوا تھا اور سیاب نے
 کہا صبر چاہئے بہت آرہا ہے کرو خواجہ عمر و نے کہا امیدوار ہوں کہ کبھی میخانے کی مجلسوں میں ساقی ہوں
 ہوں باقی نہ رہے اور سیاب نے کہا تمہیں اختیار ہے ہجرت نے کہا خواجہ اب ہمیں تم سے کچھ شک نہیں
 اور سیاب نے کبھی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ عمر و میخانے میں پہونچے سب شراب کو خراب کیا اور
 پکڑے آواز دی بارو حبکا جی چاہے شراب لیجائے تمام ملازمان اور سیاب دوڑے شراب اٹھا کے
 لیجانے لگے کوئی کٹر لیلیا کوئی گلابی لیلیا کسی نے پتلا اٹھایا مثل مشہور ہو مفت کی شراب قاضی کو بھی
 حلال ہو لشکر والے بے تکلف پیئے لگے خواجہ عمر و سو کٹر الماس نگار زمین مٹے اور غوانی بھر کے
 نہایت تکلف سے محفل میں لائے ہجرت نے کہا دیکھو صاحب کس سلفی سے شراب لایا ہو کہ جسے دیکھ کر
 جی چاہتا ہو کہ پیجیے خواجہ عمر و نے نشیانی لاکر محفل میں رکھیں کہا اوشنشاہ آج گانا بھی سن لیجیے یاد
 کرتے بلکہ لوگ ذکر کرتے کہ خواجہ سامنے شہنشاہ اور سیاب کے گانے تھے اور سیاب جادوئے کہا
 خواجہ میں تمہارے گانے کا بہت مشتاق ہوں خواجہ عمر و نے سازندوں کو اشارہ کیا سازدورست ہوئے
 خواجہ نے گنگا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے اشعار

ہاتھ سے دل کے ترے آپ میں اٹھایا
 رحم اور آہ شہر بار کہ جلباؤں کا
 سوتون کی میند میں کرنے کو خلیاؤں کا
 کیون خفا ہوئے ہوئے ہونے مارتے دھلیاؤں کا
 تو کہے آج ہی جا میں کون کل جاؤں گا
 شکل اس غم سے کوئی دن میں بدل جاؤں گا
 چہاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے لکھیاؤں گا
 تیرا باپانی میں نہ تو آگ سے جل جاؤں گا
 آٹھ ہونٹھو ابھی طوطی کے سے طباؤں گا
 انکی خدمت میں بے بین یہ غزل جاؤں گا

جی مرا تجھے یہ کہتا ہو کہ نلباؤں گا
 لطف اور اشک کہ چون گھلا جاتا ہوں
 چین دینے کا نہیں زیر زمین بھی نالہ
 قطرہ اشک ہوں پیار سے مرے نکھار
 اس صیت سے تو مت مجھ کو کال اب گھر سے
 میری صورت کو تیرا ہوا چہاڑو دیکھ
 چھیرت باد میری کہ میں چون مدت گل
 ساحل بحر جان پر ہوں کہ چون بنیر خشک
 نطق کتا ہو مرا آج یہ ہر ناطق سے
 کہتے ہیں وہ جو ہر سودا کا قبیہ ہو

اس رنگ سے خواجہ نے یہ غزل گائی افراسیاب وحیرت ترفین کر رہے ہیں تمام ہالی جلسہ کہتے ہیں کہ اس فن خاص میں عمرو کا کوئی نظیر نہیں ہو خواجہ نے کہا اوشہد شاہ ابھی کیا سنا ہے سب کو خوب راضی کرونگا سب خوش ہونگے یہ ککڑ شراب کا چہرہ شروع کیا اول جام افراسیاب کو دیا افراسیاب ایسا عمرو سے راضی تھا فوراً جام کو پیلیا عمرو نے دوسرا جام ملکہ حیرت کو دیا حیرت بھی خوشی خوشی پہلی اب تو خواجہ عمر نے دو بار بڑھا شراب چلنے لگی باہر والوں نے بھی خوب شراب پی اب جوتے ہو سے جوتی پیر چلنے لگی ایک نے ایک کی پگڑی اچھال دی ایک نے دھول لگائی کسی نے پانچا مہاتار کے پھینک دیا ننگے دوڑے جاتے ہیں بعض نے ارادہ کیا کہ اپنے گھر چلے جائیں نشے کے خوش میں اُنھے جھکائے ہوئے جاتے ہیں گانے کی عادت سب ہی کھڑی کھڑی کا خیال آیا اسکو گانے لگے کھڑی جولی اسی کے ساتھ اُلٹ گئے بعض مدت سے ایک رتدی کو چاہتے تھے وہ بھی نشے میں ناکہ سے لڑ کر نکلی ایک نخل کے سائے میں کھڑی گا رہی تھی ادھر سے تماشا میں صاحب آتے تھے پکار کر آواز دی اور جان جہاں دعوایاں دل مشتاقان اب ضبط نہیں ہوتا اپنا تو یہ حال ہر کہ عرض کرنا محال ہے نظم

تکلیف تو کیا ناز اٹھائے نہیں جاسے
دو اشک بھی آنکھوں سے بہائے نہیں جاسے
ہر روز کے حد سے تو اٹھائے نہیں جاسے
وہ تلخ لڑا سے ہیں کہ کھائے نہیں جاسے
پانی کے بھی دو گھونٹ پلائے نہیں جاسے
کیا پاؤں گزے ہیں کہ اٹھائے نہیں جاسے

الطاف جو وہ آپ کے پائے نہیں جاتے
امتد سے بے درد و سرمد فن عاشق
جو ہمہ گزرنی ہر کسین جلد گزر جائے
وشتام تمھارے لب شیرین سے نہیں کیا
مردنے میں یہ جھل نور سوچ تو ساقی
کوئی نہ پھرا قافلہ ملک عدم سے

یہ شعرا عاشقانہ جو تماشا میں نے پکار کے پڑھے رتدی نے کہا صاحب کیون اپنی بقیراری بیان کرے ہو میں خود تمھاری مشتاق ہوں مبتلا سے فراق ہوں جلد آؤ دیر نہ لگاؤ تماشا میں ادھر سے دور سے ٹھوکر جو لگی منہ کے بھل کر کے بیہوش ہو گئے تمام لشکر میں افراسیاب کے ہنگامہ گرم ہو کوئی دوڑا دوڑا پھر رہا ہو کوئی ادک رہا ہو کون ڈاک رہا ہو کوئی دیوانہ وار وحشی مثال اچھلتا کودتا پھرتا ہو کوئی شبہ گارہا ہو کھڑک غریب بندہ کوئی بشتاش کوئی درد مند و کاندھارون کی دوکانیں تباہ علم شکر نہ لکھن افسردہ کے کلیجے خون میان دربار میں خواجہ عمر نے سب کو شراب پہنچائی گاتے بھی جاتے ہیں افراسیاب کا دل بھاتے ہیں

کہ بیٹھے بیٹھے افراسیاب تھے میں بندایا کہ خواجہ آج تمھاری شراب نے خوب رنگ جمایا دیکھو پونے دو دو
 تھوڑے تھوڑے پکڑا اٹھا بیٹھی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑکے گرا بیوش ہو گیا حیرت ہاں ہاں کر کے اٹھئی
 یہ بھی گرسے بیوش ہوئی تھوڑے ہاں دربار ہاں ہاں کر کے اٹھے سب گرسے برپا فرش فرش ہوئے اب تو

خواجہ نے تھکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمر و تصنیف مصنف	مرزا نام ہو خواجہ خواجگان
عمر و ذی شمس ہستدران	مری نسل سے مکر پیدا ہوا
اڑا تا ہون کفار کے مین و ہون	جھکنا ہون دشمن کو ہر دم کنوین
مری چال سے ہو صبا پائمال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
مرا فرزدی چشم نامدار	امیر عرب شیر پروردگار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے	دوسرے پہلو سے ایک کثیر نے تکرار کیا نعرہ برق تصنیف مصنف
لقب ہو مرا برق خبہ گزار	کہ استاد ہین خواجہ نامدار
کے کون مکار عندار ہون	کروں سیکڑوں کوس کی راہ طو
در مکر پر میرا پسہ ا رہا	تڑپ سے مری چرخ بہار ہا
جھلا دیا ہون میں نام بھی برق	عمر و نے کہا اب تو گویا کرا یا برق نے کہا استاد میں بھی پھرتا ہوا

اس وقت کل آیا تھا آپ کے اوصاف حمید و ستے سب جادو لکھی بیان کر رہے تھے کہ خواجہ عمر و نے
 افراسیاب کی نوکری کرنی میں بھی ایک کتیری شکل بنکر بیٹھ رہا اب غلام بھی شریک ہو گا خواجہ نے کہا
 آپ نے مہربانی فرمائی مھیکر سر قرار کیا مگر کھل مہا جنوں کا بیڑا بلوہی میں نے دم دیکھے یہ سامان کیا میری
 تو کو ہا تھا ننگا سیہ کا برق نے کہا غلام برائے خدمتگاری حاضر ہوا خواجہ نے کہا جائے ٹیلے وندہ آپ
 میرے ہاتھ سے ڈیل ہو گئے برق نے اتنے حیرت میں ایک مازین مہربانی کی انگوٹھیاں اتار لیں خواجہ
 نے ایک تھپڑ مارا کہ لا کہ لا خواجہ مارتے پیٹے ہین مگر برق لڑے ہی جاتا ہوا آخر خواجہ نے جھلا کر کہا اب
 سب مال جمع کرنا رہا اب تو برق کی خوب بند بڑی دس انگوٹھیاں اتار لیں پانچ خواجہ کو دین پانچ
 دہن زمین میں چھپا دین کچھ نشان کرو یا کپڑے سب کے اتار کے حج کرتا ہوا خواجہ نذر نسل کرتے
 جاتے ہیں برق نے دیکھا کہ خواجہ دیکھتے جاتے ہیں مال چین لینے ایک جادو گر کی کو نیچہ مار دیا طرہ
 یہ کہ جادو گر کی کے مرنے سے اندھیل ہو گا غلام مست بھی برپا ہو گی اس میں اپنا کام کر لوں گا حقیقت میں مرے

جادوگر فی کے اندھیرا ہوا خواجہ نے کہا اے یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا شکا بھی کیلئے عمرو نے کہا مجھے
توسب کو بڑھانا منظور ہے اب جو دو چار جادو گر بیان مرن علامت اُنٹے مرنے کی ہمہ پائی ہر صر و صبا فضا
ایک باغ ویران میں پڑی سو رہی تھیں صر و کی آنکھ کھل گئی کہا تو صبا رفتا ر عمر و کا بچہ قابض ہوا
دیکھو جادو گر نیون کے مرنے کی آواز آرہی ہے دونوں اُٹھ کر دوزخ لشکر میں آکے دیکھا سب ہوش
پڑے ہیں صر و نے کہا میں تو کتنی تھی مگر میرا کتنا نہ مانا پردہ اٹھا کے دیکھا دونوں استاد دوشا گرد
لوٹ رہے ہیں صر و نے لکارا اوسا ربان زاد سے یہ کیا کرتا ہو عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا اے جان بچ
میرا نقصان چاہتی ہو تمھارے ہی واسطے ساری شقت کرتا ہوں جادو اس وقت چلی جادو صر و نے
پتھر مارا عمرو نے پتھر بدل کے خالی دیا برق نے کہا استاد دونوں کو سمجھا دوں عمرو نے کہا بیٹا بڑا خون
یہ جو کہ بین افرا سیاب کو نہ جگا دے صر و اسی فکر میں ہو کہ افرا سیاب کو ہوشیار کروں کئی پتھر
عمر و کو مارے عمرو نے خالی دیے صبا رفتا نے بڑھ کر افرا سیاب پر حباب واقع دار سے
بیہوشی مارا افرا سیاب نے کرپٹ کی عمر و برق سمجھا کے صر و صبا رفتا نے افرا سیاب و حیرت کہ ہوشیار
کیا افرا سیاب نے اُٹھ کر دیکھا کہ تمام بارگاہ مزید قضا بان نبی ہوئی ہر صدد ہا کے سر کٹے ہوئے پڑے
بین بارگاہ لٹی ہوئی افرا سیاب نے یہ دیکھ کر سر پٹ لیا اور کہا اے حیرت ساربان زادے کی حرکت
دیکھی حیرت نے کہا حضور اس ظالم کی باتیں سمجھیں نہیں آئیں یہ کیا حرکت کر لندا افرا سیاب نے کہا
اے حیرت ساربان زادے کی قضا آئی ہو اسکا قتل کرو لگا اب اسکو زندہ نہ چھوڑو لگا یہ کہہ کر حیرت سے
کہا تم تو لشکر میں چلو میں وقت پر آؤں گا یہ کہہ کر افرا سیاب جادو و طرقت پردہ ظلمات کے روانہ ہو گیا
یہ داستان حلاہ سوم سے متعلق ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان آمد شمشاد شملہ خیر و مر وارید کہ ریزا پر وہ ظلمات
و عیاری برق فرنگی و خواجہ عمر و عجب داستان حسرت عنوان ہو و دیگر حالات
متعلقہ داستان ہذا خمسہ محض ساتی نامہ خمسہ

کسی نمبر کے بعد من باشد	ز داغ رشک عدو گرم سوختن باشد
-------------------------	------------------------------

گدشتہ جگر نشان و نعرہ زن باشد	خوش است خلوت اگر یار من باشد
انہ من بسوزم و ادبم آئین باشد	
بندگ آئے ہیں اب تجھ کو چھوڑ دینکے ہم	ہمیں پسند نہیں بیوفا یہ لطف و کرم
کہ غیر سے بھی ملاقات ہو اگر چہ ہر کم	من آن مکین سلیمان بھیج نہ تا غم
کہ گاہ گاہ برو دست اہر من باشد	
کہاں تلک رہے خاطر میں جن و نچ و ملال	کہاں تلک تیرے شک سے ہو جان پامال
بس اسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال	رواں دار خدا یا کہ حسد و یم وصال
از فیہ محرم و حرمان نصیب من باشد	
عدو کی بات بھلی اور برے مرے اشعار	پسند نالہ ناز اور روٹو سے ہزار
کہاں ہر جلد پہنچ ہر ہر صبا رفتار	ہمارے گو مغلن سہا یہ شرت و زہار
دران دیار کہ طوکی کم از زغن باشد	
و فور حشوت و جوش تلوئی و زلف و زون	نہیں ہر صبر و شکیبہ قرار و تاب و سکون
اگرچہ خوار و زبون و دشت و دشت پتھر ماہون	ہو اسے کو تیز و سر نمبر و ویر و ویر
غریب راول آباد رہ با وطن باشد	
من کیوں وہ بات سکون جس سے پڑے خم غل	و فور و لولہ کے التماس سے حاصل
ہر ایک حرف ہر بیان ل شکان تاب گسل	بیان شوق پہ حاجت کہ شرح آتش دل
توان شناخت ز سوزی کہ در سخن باشد	
ہر مومن آگے ترے کیا ہی دم خود حافظ	محال ہو جو کرے تجھے جد و جد حافظ
تو رہا ہے سخن اور نا بلد حافظ	بسان سوسن اگر وہ زبان شود حافظ
جو غنیمت پیش تو آتش مہر بردہن باشد	
چہرہ فتاحان مرحلہ جات دست پر ہول عیاری و ملوکندگان منازل خارستان طراری اسستان	
حیرت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شمع واقعاتی کہ در سخن فرو نہ جلا شد شرح این داستان چنین گرفتہ	
زمانہ وہ ہر کہ لشکر خواجہ عمر و پشتہ رنگین حصار پر فروکش ہر ملک حیرت جا و ند جا فراسیاب	

مقابلے میں اتری ہوئی، اکثر سردار فراسیاب نے بھیجے کچھ تو ہاتھ سے عیاران اسلام کے مار گئے
کچھ ہاتھ سے ملکہ مبار و مجنور و باغبان وغیرہ کے واصل جہنم ہوئے ملکہ مہرخ نے حکم دیا ہر کو پار و
دریافت کرو کیا سبب ہو کہ لشکر حیرت میں طبل جلی نہیں بجاشا کسی کا اشتطار ہو مہتر برق و چالاک
صورتیں تبدیل کر کے تیرون میں آگے ملے برق تو قلعہ میں رہا چالاک ایک کھنڈی شکل بنکر پشت پر ملک
حیرت کی آیا سوال ہاتھ میں لیکر گس برائی کرنے لگا لیا ایک ایک برق آسمان پر چلی ایک طائر ملک
آسمان سے پیدا ہوا کاندھے پر حیرت کے آگے بٹھا گئے میں اسکے ایک نامہ بندھا ہوا تھا وہ نامہ کھول لیا
اب جو حیرت نے اسکو کھول کر پڑھا طرف سے افراسیاب کے مرقوم تھا کہ عرملہ عالم شہنشاہ محلہ خیر
روح اسکی مرورید گہر زیر حاکمان پر وہ ظلمات تمعاری مد کو آتے ہیں سر و سحر سی میں طاق علم پر بج
شہدہ میں شہرہ آفاق سات لاکھ فوج سے قریب گلستان کوہ فروکش ہیں اسی ہفتے کے اندر آجائیں
ایک مسلمان کو زندہ نہ پھوڑ نیلے حیرت جادو یہ نامہ پڑھتی جاتی ہو چالاک بھی پشت پر کھڑا پڑھ رہا حیرت
کیا جانے کہ کتنے بھی پڑھی ہوئی کھڑی ہوئے میں یہ مرقوم تھا اس مضمون کو ابھی مشورہ کرنا حیرت نے نامہ
پڑھ کر چاک کر کے اگالان میں ڈال دیا اگر کسی نے پوچھا کہ شہنشاہ نے کیا لکھا تھا حیرت نے کہا کہ مقدسہ ازو
نیاز تھا وہ کہنے کے لائق نہیں ہر سب خاموش ہو رہے چالاک ہٹا ہر کھلا کہ جا کر ملکہ مہرخ سے خبر
برق نے دیکھا کہ چالاک نے کچھ دریافت کیا اسے پوچھنا چاہیے یہ سوچ کے برق بھی ایک ہوا راہ میں
چالاک سے ملاقات کی پوچھا کیون خلیفہ صاحب اسوقت اس کاغذ میں کیا مضمون تھا چالاک نے کہا بھی
اسے دیکھو ہوتا ہو ایسا منہم دورے جاؤ برق نے کہا بھلا میں بے صلاح آپ کے کوئی کام کر دنگا آپ
فرمائیے تو چالاک نے کہا میں اتنے خیر و مرورید گہر زیر یہ دونوں نن و مشورہ ہر وہ ظلمات سے آتے ہیں
میں جا کے ملکہ مہرخ سے عرض کر دنگا برق سے کہا جب یہاں آئیں سمجھا جائیگا ذرا میں اپنے لشکر کو
دیکھوں چالاک تو بڑھ گیا برق ٹھہر گیا پھر ٹرپ کے لشکر سے لکھ صحران میں آگے سوچنے لگا کہ برق اگر
دونوں نن و مشورہ کو مارا اگر تار کر لائے تو بڑا نام ہو گا استاد سے ذکر کر نیلے وہ منع کر دینے پائیں
بیٹے کا نام ہو چالاک کر بیٹے یا خود جائیں یہ دل سے سوچتا ہوا طرف گلستان کوہ نے چلا بس
قطع مسائل و طو مراحل ایک محراب سے نہر نار و نار و دلشائیں میں پھوچا دور سے دیکھا سات لاکھ ساحر و
لشکر اتر ہوا ہر ایک بادگاہ کلان استاد ہر لشکر میں بڑی جیل سیل ہر برق فرنگی بیرون لشکر ایک نخل کے

سامے میں کھڑا ہوا تماشاے لشکر دیکھ رہا ہے صبح کا وقت ہے ایک مہترانی نوجوان خیمے سے بیت الخلا کے
طشت لیکر آتی ہے صحرا میں پھینک کے چلی جاتی ہے برق نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک جوان
خندنگار کی شکل بن کر تیار ہوا وہ مہترانی طشت لیکر آئی پھینک کے پٹی جاتی تھی کہ برق نے آواز دی میں
جانے والے ذرا ادھر دیکھتے جاؤ ہم بھی ایک گاہ محبت کے مشتاق ہیں مہترانی نے پلٹ کر دیکھا ایک نوجوان
کس گردن میں طوق منت کے پڑے ہوئے لباس مقول زرب جسم اشارے سے اپنے قریب بلاتا ہے اس
مہترانی نے ہنس کر کہا کیوں صاحب کیا کام ہے برق نے ہاتھ باندھ کر کہا ذرا میرے قریب آئیے تو دل کا
حال کہوں عجب کیفیت ہے اصل میں یہ صورت ہے بقول شاعر طلسم

تھر ہوا کے یہ مہمان رہے یا نہ رہے
آنکھ کھلنے پہ یہ سامان رہے یا نہ رہے
اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے
ت سلامت رہیں ایمان رہے یا نہ رہے
وہی کدے کہ ہم انسان رہے یا نہ رہے
پھر کے آئیکا بھی کچھ دھیان رہے یا نہ رہے
آئندہ بزم میں حیران رہے یا نہ رہے
ایسے دوچار پریشان رہے یا نہ رہے
شک ہے ہم کو مسلمان رہے یا نہ رہے

تمسے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے
خواب نخلت ہی ہے مہتر کہ ہم آغوش ہی رہے
دھونڈھنا تھا دل کم نشہ لو بس تھوڑے
بتدہ عشق ہوں اللہ سے کتنا ہوں ہی
جس پری نے ہمیں دیوانہ بنا رکھا ہے
سیجے تھے میں کہیں ہم دل کو مگر سوچ یہ ہے
میری حیرت کو نہ پوچھنا تھا رے آگے
گلکھی زلفوں میں کر دیا دل عشاق کے کام
سجدہ جسد سے کیا اک بت کاہ کو جلال

اس حسرت سے یا شہر برق فرنگی نے پڑھے کہ مہترانی کو اسکے حال پر رحم آگیا قریب آگے کے کہا میں کام
سے فرصت کر کے آؤنگی خنوا کا باب ہر وقت بیٹھا رہتا ہے دیر ہو لی تو پوچھنا برق فرنگی نے کہا
ایک بات تو سن لو ہلکو میلے ہی کہہ رہے پسند میں جسد سے تمکو دیکھا ہے اب وہاں ترک ہوا کالی کالی
راتیں سحر کی تڑپ تڑپ کے کتقی بین کچھ تو میرے دل کو تسکین ہو مہترانی قریب آئی برق فرنگی
نے باتیں کرتے کرتے حباب مار کے بیہوش کیا کنارے لاکے ڈال دیا وہی لنگا بچو یا منہ پر طشت خالی
ہاتھ میں لیا وہی صورت وہی وضع وہی خال وہی خطا کو کے کو شکا نا ہوا جلا لشکر میں سپاہیوں کا
اڑا ہوا آواز سے کتنا ہوا کسی کو انکو تھا دکھا دیا کسی کا منہ چڑھا دیا ساحر کہتے ہیں لنگیا بڑی بلدی

گاز سے کی کرتی پینے ہوئے دو فون نار پستان کلچون کو بر ماتے ہیں لنگیا بھی ہنستی ہوئی قریب خیمہ
 بیت الخلاء کے آگے کھڑی ہوئی کہ یکا یک ہلڑ ہوا چند کتیرین دوڑی ہوئی زمین کہا اری لنگیا ہر شیا
 ہو جا ملکہ مروارید گہر ریز آتی ہیں برق فرنگی کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا ملر دل مضبوط کر کے
 سہرا بچے سے لپٹ کے کھڑا ہوا دلچیا ایک ناز میں یہ جین نہایت حسین و جمیل دریاے جواہر میں غوطہ زن
 پانچے تھامے ہوئے چند کتیرین پشت پر نہایت ناز سے آتی ہو برق فرنگی نے جھباک کے سلام کیا
 مروارید گہر ریز نے پوچھا اری لنگیا چپ کیوں ہو برق فرنگی نے کچھ جواب نہ دیا پردہ اٹھا کر کہا حضور اندر
 چلین مروارید اندر خیمے کے گئی سب کتیرین باہر ٹھہرین برق فرنگی بھی بصورت مہترانی اندر آیا چولی
 وغیرہ درست کرنے لگا مروارید گہر ریز کے کان میں بھلیوں کی آواز آئی مروارید گہر ریز نے پوچھا اری
 لنگیا خیر تو ہو کیوں اس قدر روتی ہو برق فرنگی نے ہاتھ باندھ کر کہا حضور مدیر اٹھا کو بیت چہر ان کرتا ہو
 یہ لگا قریب آئی کرتی بیچ پر سے ہٹائے لگا دیکھے نیل پڑے ہوئے ہیں مروارید گہر ریز نے کہا نہ گھبرا
 میں ابھی چل کر نل دوئی برق فرنگی نے باتیں کرتے کرتے اسکو بھی بیہوش کیا مگر خوف سے کانٹ
 ہو پتھیل کپڑے اتارے جلدی جلدی زلیو بھی سب اتار رنگ و روغن عیاری کا لگا کر مروارید گہر ریز
 کی صورت بند تیار ہوا مروارید گہر ریز کو ایک چٹائی میں لپیٹ کر کونے میں کھڑا کر دیا اب یہ صورت
 مروارید برق فرنگی اس خیمے سے باہر نکلا کتیروں نے دیکھا کہ ملکہ کو اس وقت بڑا غصہ ہو رہا ہے
 پڑے ہوئے ہیں کتیروں نے درست بستہ عرض کی حضور خیر تو ہو اس وقت حضور کو نہایت برہم پاتے
 ہیں برق فرنگی نے کہا اس وقت ہمارا دھکڑا کہاں ہو کتیروں نے عرض کی اسکو لونڈیاں نہیں سمجھیں
 صاف صاف ارشاد فرمائیے برق فرنگی نے کہا یہ نلوڑا جلا و شعلہ خیر کہاں ہو کتیروں نے کہا حضور
 بارگاہ میں تشریف رکھتے ہیں مصاحبوں سے کچھ باتیں ہو رہی ہیں کہا اس نلوڑے کو مصاحب
 کبھی چھوڑتے ہیں جاؤ جا کر مصاحبوں سے کہو باہر جا کر ٹھہرین ہم کچھ اس جلا د سے باتیں کر نیے
 کتیرین دوڑی ہوئی گئیں جا کے شعلہ خیر سے کہا ملکہ عالم کو آج بڑا غصہ ہو فرمایا ہے سب مصاحب باہر
 ٹھہرین آپ سے کچھ باتیں کر نیکی شعلہ خیر سمجھا میں شب کو نشے میں سو گیا اسی کی شکایت ہوئی پوچھ کر
 مصاحبوں سے کہا باہر جا کر ٹھہر دو گلابیان وغیرہ منیر پر رکھو او میں شعلہ خیر نہا بیٹھا کہ مروارید گہر ریز
 غصے میں آگے پہنچی مروارید کو دیکھا شعلہ خیر اٹھ کھڑا ہوا ہر خند کہ شعلہ خیر بھی بڑے غامدان سے

نوش طلباتی کا بیٹا ہو کر زوجہ سے بہت دُڑتا ہے کیا کیوں صاحب فرما کیسا ہی برق نے پٹے پکڑ کے دھماپے
 مارے کیا کیوں ٹکڑے کیا مچھلو لگا ہوں میں کھا جاؤں گا مجھے ہر وقت گھورا نہ کر میرا خون بہت ہلکا
 ہے مجھے بخار چڑھتا ہے دیکھ بند اچھپکا ہو گلا لی اٹھا اور چھو دل میں نہ سمجھنا ایک جام میں پیو نہ ایک
 تجھے پلاؤں میں کیا تیری صورت کو آگ لگاؤ گی اب میں جا کر تنہا ہاتھ دھوؤں شعلہ خیر نے نہ ہو گا
 میرے اٹھائی کیا لو صاحب یہ حاضر ہے تھا سہ علم کے میں کبھی ہاتھ نہ لگاؤں گا برق فرنگی
 نے مسکرا کر کہا ارے بیجا تجھے اختیار ہے کلیجے پر چھری پھیر دے ایک چکی بھی لے لی شعلہ خیر نہایت خوش
 ہے برق نے راز دینا کر کے جام شراب دیر کیا کہا لے بیجا لی شعلہ خیر نے جام ہاتھ میں لیا جیسے ہی
 چاہا کہ لیون سے لگاؤں کہ بازو پر اسے ایک سوئے کا پتلہ بندھا ہوا ہے سر ملایا برق فرنگی نے اسکا
 بھی خیال نہ کیا چکی لیکر کہا ارے پیسا نہیں شاید کچا وریات دل میں سوچ رہا ہے اور کچھ خیال نہ شعلہ خیر
 نے لیون کے قریب جو جام شراب پہونچا پا اب تو پتلے نے مثل انسان کے آواز دی اور شہنشاہ اس جام کو
 نہ نوش فرمائیے گا انجام بہتر ہو گا اب تو شعلہ خیر نے بگاہ قہر دیکھا کہا ارے تو کون برق فرنگی نے
 ہنس کر کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے تیرے باپ نے کیا کیا ہر کھل چاہا کہ جاب ہارون شعلہ خیر نے بگاہ قہر طرف
 برق فرنگی کے دیکھا زنا و روغن عیاری کا برق نے چہرے سے اڑ لیا اب تو شعلہ خیر چھاتی پر پڑھ بیٹھا
 تلوار برسنے لگے پر ر کھل کر کہا ارے تو کون ہے میری معشوقہ کو کیا کیا برق فرنگی نے ہاتھ باندھ کر کہا حضور
 برق فرنگی میرا نام ہے خواجہ عمر و کا شاگرد ہوں اب آپ خیر میرے گلے پر سے ہٹا لیجیے ورنہ ملک و مدینہ ہو گا
 میں بھوکا تھا کھل گیا ہوں جو صد مہ مجھے پہونچا دہی تکلیف آپ کی معشوقہ کو بھی ہو گی شعلہ خیر نے کلام
 سکر کاٹنے لگا خیر گلے پر سے برق کے ہٹا دیا نہیں کرنے لگا کہا اے برق جو تو کیسا گین وہی رو کا مل
 میری معشوقہ کو تباہ کر دے کہ وہ کہاں ہے ورنہ مجھے زندہ نہ چھوڑ دو گتا تو نے برا غضب کیا میری معشوقہ کو
 جلد تباہ ہے میں اپنے دل کی کیا کیفیت کہوں دل تڑپ رہا ہے قلوب سچوک رہا ہے تو کیا جانے میرے

کلیجے پر چھریاں چل رہی ہیں

فرما پاتے ہیں خوان عشق کے جو ہم نوا لے میں
 کہا لی شوخیان یارب بھوی تھیں میرے نالے میں
 تڑپ لے لگی ہے اپنی کسی جانب شب وقت

مطیوں کو ملا ہو گا نہ مرشد کے پیالے میں
 تڑپنے کی صفت پیدا ہوئی تڑپانے والے میں
 ماند چھریاں چلے ہیں گھر سے کھلی کے آجائے میں

سوار اک اک ہوا پر ہی جنون تیرے رساے میں
ہمارا چاند و صافون میں ہر تو ہر ایک ہاے میں
تو پھر مالا سب تلوار میں تلوار مالاے میں
دکھا دیا کہ مچھلی یوں تڑپ جاتی ہے باے میں
نزد و چاہیے اتنا مساند نہ کر نہ چاہے میں
نہ دیکھیں اپنے چاند نسو بھی جب خالی پیالے میں
ہنسی ہونے لگی زخم کس میں اوساے میں
چھپاے بیٹھے ہو کیا ان ترخون کو دوشلے میں
چھپاے خون مرغان گلستان کا تولاے میں

اڑے جاتے ہیں شوق دشت بیانی میں دلوں
پکاریں چاند کو جس شب کوئی آنکھوں میں پھرنا ہی
گلے کے ہار میں تیج اپنی شکالے اگر تامل
ہوئے کان رکھ کر حال تم بیتابی دل کا
لبوں تک ہجر میں آ کے رہتا ہر دم اپنا
بھڑکے کیوں نہ دل رہ رہ کے تیری بزم میں ساقی
دل زخمی میں ایسی گدگدی کی یاد قائل نے
دکھا و فاج تو سینے کا جو بن وصل کی شب ہی
محب در پردہ شوخی کی ہر گلچین سے جلال نے

ان اشعار کو پڑھ کر شعلہ خیر بہت رویا کا اے برق خرقی اگر تو نے میری معشوقہ کو نہ دیا تو مجھے بھی
زندہ نہ چھوڑو لگا اب برق نے فقرے دنیا شروع کیے اور کہا تھوڑی دیر کی مجھے فرصت دیکھے
تو میں آپکی معشوقہ کو ڈھونڈھ لاؤں شعلہ خیر کتا ہر برق آخر تو نے میری معشوقہ کو کہاں رکھا ہر
ابرق ہر بات کو مال دیا ہر جب شعلہ خیر بہت بھلا تاہر تب برق کتا ہر میں بتائے دیتا ہوں شعلہ خیر
رک جاتا ہر برق کتا ہر کسی جادوگر کو میرے ساتھ کر دیکھے میں ملکہ کو ڈھونڈھ لاؤں شعلہ خیر کتا ہر
آخر بتا تو کہاں ڈھونڈھنے جا سکا برق نے کہا راز و نیاز کی باتیں نہ پوچھیے ایک لاکھ چھی اسی ہزار چھوٹا
بھائی ہوں میں جھوٹ نہ بولو لگا شعلہ خیر پھر پھر کھینچتا ہر کہ تم بکوار ڈالو لگا برق خرقی کتا ہر حضور
بہت حصہ نہ کیجیے ہر خون خشک ہوا جاتا ہر بھیکو مار کے بہت بچائیے گا میری زندگی میں اسید ہر
ور نہ پھر ملکہ کو نہ پاسیے گا شعلہ خیر کتا ہر برق میں کیونکر مجھے سمجھاؤں برق کتا ہر میں سب کچھ سمجھتا
ہوں میرا کتا مٹے شعلہ خیر کتا ہر میان سے ایک قدم نہ ہٹے دو لگا اگر سنا اپنی جان تیری جان
ایک کرو لگا برق کتا ہر آپ سید اکسا نہیں مانتے یہ بڑے غضب کی بات ہو گئی ہوئی شو کا مانتا
دشوار ہوتا ہر شعلہ خیر نے کئی لاکھ روپیہ کا جوابت مشکا کر سامنے رکھ دیا کتا ہر برق اس قدر تامل
دیتا ہوں اور تم بکوار لازم کرو لگا اور ہمیشہ احسان مانو لگا مگر میری معشوقہ کو مجھے ملا دے برق
سو جا لاپ اسکے پیچہ ظلم سے رہائی مشکل ہر اگر کچھ فقرہ دیکر میں نکل بھی گیا تو عروارید گھر ریز کو بیجا نادشوار ہر

بیچ لشکر میں خیمہ بست اٹلا ہو یہ کام استاد سے ہو گا وہ اسطونہ و قمان حکمت میں محبکہ بھی کمال بیجا شیک
 اور اسکی زوجہ کو بھی لینگے میں نکل نہ سکے گا یہ دل میں اپنے سوچ کے چپ ہو رہا چپ شعلہ خیر نے
 لو کر رکھنے کے وعدے کیے اور جو اہل بیت بھی سامنے سکھر برق فرنگی تڑپ کے استعد و یا کہ دامن و گریبان
 تر ہو گئے شعلہ خیر نے کہا اے برق کیون استعد و تے ہو برق فرنگی نے کہا حضور آپ کی باتوں نے
 دل پر تاثیر کی اب میں بیان کیے دیتا ہوں مگر ونا یہ ہو کہ اپنے بھائیوں سے چھوٹا ہوں انھیں کے
 ساتھ پرورش پائی اے شعلہ خیر اصل یہ ہو کہ ہم لوگوں کی تنخواہ میں تین تین روپے کی ہیں ہر وہ فردی
 میں ہم اوقات بسر کرتے ہیں کسی کی بیوی کو تاکا اُسے چرا لائے اُسکو بیچ ڈالا سب ملے آپس میں بانٹ
 لیتے ہیں میں نے اب سب قبول دیا استاد ساتھ آئے جسے محبکہ میان چھوڑ کے چلے گئے آپ کی زوجہ کو
 وہی لینگے میں مفصل عرض کر دین لیکن اب وہ لوگ اپنے میں محبکہ نہ ملا شینگے یہی محبکہ ہوا افسوس ہوا اب
 آپ استاد کو بلوائے تب فیصلہ ہو مشوق قرآب کی مشکل ملی تلاش کرتا میرا کام ہوا تنا عرض کیے دیتا
 ہوں آئندہ آپ کو اختیار ہو شعلہ خیر نے کہا میں ابھی عمر کو بلواتا ہوں یہ کسے شعلہ خیر نے بازو پر سے
 پتلی کھولی پکار کے آواز دی اے تصویر سامری جلد ہا عمر واپنی بارگاہ میں بٹھایا ہوا سکو اٹھا لاپلی
 یسکر بھاگی بیان وہ وقت ہو کہ خواجہ عمر و آ کے کرسی پر بیٹھے ہیں ایک ساتی بچہ شراب پلا رہا ہے جامہ
 بے پالون چل رہا ہے صرصر شیر زن ایک کنیر کی شکل بنی ہوئی ایک گوشے میں یہ بھی کھڑی ہو نہ مکھن
 دیکھ رہی ہو کہ تلی آ کے بیوی خواجہ عمر و کو تاک کے تڑپ کر گری خواجہ عمر و کی کمر میں پنجہ دیا اور پکار کے
 آواز دی سنہ فرستادہ شمشاد شعلہ خیر جب تک سر طراپے اپنے مقام سے اٹھیں تلی خواجہ عمر و کو لیکر بلند
 ہو گئی استعد کسی کو صلت نہیں ملی کہ سو کر کے بچا صاحب تلی جا چکی سب کو تودہ ہوا کہ یہ کون تھی خواجہ عمر و کو
 لیکن ملکہ مہار نے کہا شعلہ خیر و مر وارید گھر ریزہ دونوں زن و شوہر ہر وہ ظلمت آتے ہیں اُسے خواجہ کو
 بلوایا ہوا میں جا کر تلاش کرتی ہوں یہ کسک ملکہ مہار گلخارا نے مقام سے اٹھیں بہ تلاش خواجہ عمر و چلین
 مگر تلی جو لیکر خواجہ عمر و کو بلند ہوئی توجہ ہوا سے خواجہ بیوش ہو گئے میان میان برق فرنگی سیٹھے
 یاتین بنار ہے ہیں کہتے ہیں کہ اٹھ شمشاد اب بنے عیاری و مکاری کو چھوڑا آپ ہی کی خدمت میں
 بقیہ عمر اپنی بسر کرینگے آپ کی خدمت گزاری میں مصروف رہینگے اب میں ان لوگوں سے چھوٹا وہ لوگ محبکہ
 اپنے میں شامل کرینگے میری بدنامی ہوئی یہی فراموشی کے اسنے سب حال کہہ دیا بہارا پر وہ کھولا اب

ہم میں رہنے کے لائق نہیں ہو سہلو گن کا دستور ہو کہ جو گرفتار ہو قتل ہو جائے مگر حال مفصل نہ کہے مجھے
آپ سے محبت ہو گئی آپ کے فرمانے پر دل کو اعتقاد ہوا شعلہ خیر خاموش بیٹھا ان باتوں کو سن رہا ہوں کہ
پہلی نے لاکے خواجہ عمر کو پہونچا یا سنا نے شعلہ خیر کے والد یا شعلہ خیر صورت خواجہ عمر کی دیکھ کر بہت
ہنسنا شعلہ خیر نے خواجہ ہوشیار کیا عمر کی جو آنکھ کھلی ایک بادشاہ کو دیکھا ایک طرف میان برق فرنگی بیٹھے
ہیں اب خواجہ گھبرائے برق نے کہا ستا دانا ب عرض کرتا ہوں ہم تو اب آپ سے چھوٹے شہنشاہ شعلہ خیر
کے نوکر ہو گئے اب ہمیں کیا پروا ہو انکی زوجہ کو دیدیکے خواجہ عمر دے کہا اے کیسی زوجہ کیا کہتا ہوں میری
سجھ میں نہیں آتا برق نے کہا غلام سے گستاخی نہ کر اے مدقون آپ کی خدمت میں رہے ہنسنے آج سے
وہ پیشہ قدیم چھوڑا میرے حصے کے پیسے لے لیجئے اب میں بروہ فردشی نہ کر دنگا مجھے خدا نے مرتبہ اعلیٰ دیا
اس پیشے میں آگ لگے بنہ گان خدا کو ناحق ستانا عورتیں انکی بیکر بیچا اب یہ ہنسے نہ ہو گا جب تو خواجہ
نے برق کے ایک گھونسا مارا کہا اے بیوہ پرانی بارگاہ میں پیشے کا نام لیتا ہو شعلہ خیر دیکھ رہا ہوں کہ
تساگرد اور استاد میں چاٹون چاٹون ہو رہی ہے جب عمر دے برق فرنگی کو مارا پسین چاٹون چاٹون
ہوئے جاتی ہو شعلہ خیر نے جھلائے کہا میرے مطلب کی باتیں نہیں کرتے آپس میں جھگڑ رہے ہو برق
نے کہا حضور آپ کیا جانیے مدت کی باتیں یہ کیونکر تصفیہ ہو آپ گیارہ بیسے منگوا دیجئے میں اپنے حصے
کی رقم سمجھ دوں آپ کی مشوقہ کو لون ابھی فقط رہن ہوئی ہوگی اگر بلک جاتی تو مچھکھک اور پیسے ملتے یہ
سند خواجہ عمر دے برق سے کہا اے بیوہ کیا کہتا ہوں میں نے بیچ ڈالا شعلہ خیر نے یہ کلمات سن کر
خواجہ واسطہ سامری جھشید کا یہ نہ کہو میرا کلیجہ بھٹا جاتا ہو خواجہ عمر دے کہا صاحب میں کیا کروں
ایک سو وار سے وعدہ تھا اُسے دیدیا اب اسکا ملنا نہایت مشکل ہو جو ہمارا طریقہ تھا وہ ہنسنے کیا پسند
شعلہ خیر نے اتنا باندھ کر کہا خواجہ واسطہ سامری جھشید کلہو رو پی صرف ہوا ہو وہ رو پیہ مجھے سہلو
حس طرح سے بنے اُسے پھیر لاؤ خواجہ عمر دے کہا بکے ہوئے سودے کا پھر ناشکل ہو بڑی جستجو کرنا پڑی
شعلہ خیر نے کہا میں اس قدر رو پیہ دینے کو موجود ہوں جس طرح سے بنے میری مشوقہ کو دلاؤ خواجہ عمر
نے کہا راہ پر آئے خلاف راہ نہ چلے کچھ نقدی خرچ کیجئے تو البتہ آپ کی زوجہ طلبا کی ورنہ نہایت مشکل
شعلہ خیر نے کہا اے خواجہ جو کچھ تم کہو وہ ابھی دینے کو موجود ہوں یہ کہہ کر دولا کہ سو پے کا جوا ہنگایا
و پے اشرفیان منگوا کے رکھیں خواجہ سے کہا تو اس قدر حاضر ہو خواجہ عمر دے کہا بزار دونا تو یہ

کہ ہمارا شاگرد ہے چھوٹا میرے سب شاگردوں میں کوئی ایسا عیار نہیں ہو جیسا یہ تیر تھا ایک دنیا
 کی زوجہ کو لایا تھا تین مہینے نانے میں بیزار ہوا وہیں کھاتا تھا وہیں پیتا تھا عرصہ دراز تک بیزار ہوا
 آخر اس عورت کو لایا سات لاکھ روپیے کو پہنچائی کس چھوٹے آسنے لے تھے شعلہ خیر نے کہا
 خواجہ یہ وہاں بات باتیں نہ بیان کرو ان باتوں سے کیا فائدہ خواجہ عمر و نے کہا یہ باتیں اس واسطے ہیں
 بیان کرتا ہوں کہ میرا شاگرد کامل و اہل چھوٹا ہو یہ کہہ کر خواجہ بلک بلک کے رونے لگے شعلہ خیر نے
 کہا خواجہ برق فرنگی کو تو میں نے ذکر رکھ لیا خواجہ عمر و نے کہا میں صاف آپ سے کہوں میرے فرزند
 اب اسکو مار ڈالینگے اسکے زندہ رہنے سے ہمارا راز کھلیگا ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بیکوہ حقیق پوچھا
 ہوا وہاں عورتیں جو لیکر جیتے ہیں ہمارا حصہ لگاتے ہیں ہم میان جو کام کرتے ہیں انکا حصہ لگاتے
 ہیں سب ملکر بانٹ لیتے ہیں میان برق نے یہ حرکت تو کی میں تو نہ بولوں گا مگر اور انکے بھائی بندہ نکو
 زندہ نہ چھوڑینگے اسنے بڑا غضب کیا ہمارا عیب کہ لا شعلہ خیر نے کہا اب صاف فرما یہ میری مشورت
 کے ملنے کی صورت بیان کیجیے اسقدر روپیہ حاضر ہے خواجہ برق سے لڑائی ہوئی تب خواجہ نے یہ بھی
 چپکے سے پوچھا اے سخرے آپ تو قید تھا اور مجھ کو پکڑا بلایا یہ تو بتلا کہ مردار بد گھر ریز کو کیا کیا برق نے
 اشارے سے کہا استاد وہ بیت اللہ کے خیمے میں ہو خواجہ عمر و سنکر چپ ہو رہے کہا لا شعلہ خیر خیر اب
 ہم تم سے معاملے کی بات کرتے ہیں خیر جو کچھ ہوا سو ہوا میان برق کو ہم اپنے مجمع میں نہ رکھینگے ایک دن کو
 اپنے ساتھ لیجاینگے اس سال میں جس قدر عورتیں پکڑی گئی ہیں ان سب کا جمع خرچ منے گا حساب
 پوچھ کر انکو بھیج دینگے ہر کوئی خوف معلوم ہوتا ہے کہ ہم تمہاری زوجہ کو دیدیں تم سا جو ہو محکوم قید سے نہ چھوڑ
 تو ہم لیا کریں شعلہ خیر مسہن کھانے لگا لہا اے خواجہ ہم اپنے عہد کے خلاف نہ کریں خواجہ عمر و نے کہا
 صاحب معاملے میں قسم کا کام نہیں دے رہے ہیں جو کچھ ہو گا وہ ہو گا اسکا اطمینان کیجیے کہ محکوم قید سے رہا کر دینگے
 مگر برق کو ہم اپنے ساتھ لیجاینگے حساب لکھو اسکے چھوڑ دینے یہ تمہارے پاس چلا آینگا اب یہ آپ ہی کے
 پاس رہنے کے لائق ہے ہم ایسے کیجیے کہ اپنے ساتھ نہ رکھیں شعلہ خیر نے کہا خواجہ آپ کو اختیار ہے یہ
 روپیہ اور جو اہل است رکھا ہے بطرح چاہیے لے لیجیے خواجہ عمر و نے کہا اسکی یہ تدبیر ہے کہ سب ہمارے
 حسب آپ پر کھل گئے اب یہ تدبیر ہو سکتی ہے آپ کی زوجہ کو نہ بچا نہ رہن کیا اگر حکم دیجیے تو میں بتلا دوں
 کہ وہ اب کہاں ہے میں نے ہر گز حفاظت سے رکھا ہے یہ جو میری زبانی ہے اس میں وہ موجود ہے شعلہ خیر نے کہا

یہ روپیہ اور جواہرات کی کشتیاں اٹھا لیجئے خواجہ عمرو نے کہا میں یوں نہ لوں گا کل میں چلیے ایک نخل کے نیچے آپ روپیہ رکھ دیجیے ایک نخل کے نیچے میں ملکہ کو لٹا دوں گمز یور کا خیال نہ کیجئے گا شعلہ خیر نے کہا زیور میں نہیں مانگتا ہوں مشوقہ میری مھکھو ملجائے عمرو نے کہا اسی ترکیب سے میں دھگکا میں روپیہ نیلے بھاگوں آپ اپنی مشوقہ کو لیجئے میں آپ سے خون معلوم ہوتا ہے آپ مشوقہ کو لیکر روپیہ نہ دین تو ہم آپ کا کیا کر سکتے ہیں شعلہ خیر نے کہا اسی خواجہ میں آپ کے ساتھ کسی بد عمدی نہ کر دگا آپ روپیہ لیجئے میں اپنی مشوقہ کو لے لوں گا یہ لیکر عمرو نے کہا چلیے شعلہ خیر نے وہ روپیہ اور جواہرات اٹھا لیا عمرو نے کہا جب اس مقام پر پہنچے گا اسی طرح دو لگا شعلہ خیر بہت سے جادوگر سمراہ لیکر چلا خواجہ عمرو نے کہا اسی شعلہ خیر اتنے جادوگروں کا کیا کام ہے آپ صحن اکیلے چلیے مشوقہ کو اپنی لیکر چلے آئیے گا شعلہ خیر نے جادوگروں کو منع کیا کہ ہمارے ہمراہ کوئی جادوگر نہ آئے فقط چند خدمتگار ساتھ لے لیے خواجہ عمرو نے کہا ہاتھ پکڑے ہوئے شعلہ خیر کے ساتھ چلے برق سے خواجہ چپکے چپکے پوچھتے جاتے ہیں اسے حروارید یا نخل کے نیچے میں ہو برق اشاسے سے کتا ہے استاد پھر کہاں لیجا تا وہیں بیوش کیا وہیں چٹائی میں لپیٹ کے ایک گوشے میں کھڑا کر دیا عمرو نے کہا وہ لباس و زیور تم کو دینا پڑ لگا آپ نے میل بڑا سرچ کیا برق فرنگی نے کہا استاد اب تو معاف فرمائیے مگر حروارید لیکر ریزو لیجئے خواجہ نے کہا انشاء اللہ اسے لیکر چلتا ہوں نخل سے شعلہ خیرے باتیں کرتے ہوئے چلے آتے ہیں جب قریب پانچا نے کے پہنچے چلتے چلتے رک گئے اور ایک جھج باری کہ میلا دم نکلا جاتا ہے یہ کہنا خواجہ نے کہا اسی برق جلد میرا علاج کر برق نے شعلہ خیر سے کہا یہ دورہ اکثر استاد کو ہوتا ہے میں ابھی دفع کیے دیتا ہوں چند دوائیں لکھ کر کہا اسکو سنگا دیجئے اسی وقت شعلہ خیر نے وہ دوائیاں منگوادین برق فرنگی نے جھٹ پٹ اسکو پس پاس کے گولیاں بتائیں وہ گولیاں خواجہ کو منگوادین اوپر سے پانی پلا دیا جیسے ہی وہ گولیاں حلق سے آئیں پیٹ میں گڑبڑ ہونے لگی خون خان کی آواز آئی یہ معلوم ہوتا ہے پیٹ میں بڑے بڑے گولے دوڑ رہے ہیں خواجہ عمرو نے کہا اسی برق فدا تم پر دہ کر لو مھکھو اسی مقام پر دست آگیا شعلہ خیر نے کہا خواجہ خیمہ بیت المقدس میں جاؤ یہ تو مطلب ہی تھا خواجہ دوڑ کے پانچائے میں گئے اول حروارید کو تدریس لکھا لکھ کر پھر بیچ کی آواز آئی برق کہ رہا ہے میان شعلہ خیر کیا تاثیر دلا دلا ہے دیکھیے استاد کو کھل کر دست آیا جواب طبیعت درست ہو جائیگی شعلہ خیر سنا ہے کہ دھڑکی آواز میں آ رہی ہیں تھوڑی دیر کے بعد خواجہ عمرو زاندر سے نکلے شعلہ خیر نے کہا سامری و جیشید نے بڑا فاضل کیا

دست آگیا طبیعت درست ہوئی اب خواجہ عمر کو شعلہ خیر ہزار ہیکر طرف صحرا کے چلا برق نے اسی
 سے پوچھا اسی صحت ہو گئی یا ابھی کچھ اور دو اور پائی خواجہ عمر نے کہا بخوبی صحت ہو گئی برق فرمائی
 سمجھ گیا کہ استاد نے مراد یہ کہمہ ریز کو لے لیا شعلہ خیر سے باتیں کرتا ہوا چلا گیا اسی شہنشاہ ہم لوگوں میں
 یہ دستور ہو کہ جسکی عورت لے لیتے ہیں پھر اسکو واپس نہیں دیتے مگر آپ نے ایسی مہربانی فرمائی کہ
 میں نے استاد کو گرفتار کرادیا اب استاد ہمیں اپنے طبقے سے نکال دینگے اب کئی رہی میں آپ ہی کی خدمت
 میں رہوں گا علاوہ اس عیاری و مکاری کے کہ اسکو تو اب ترک کیا کھانا عمدہ پکاتا ہوں شمع ڈھالتا ہوں
 باغ کے کام میں جھکوں بڑا دخل ہر ایسا درخت بنا دوں کہ ایک درخت میں دس طرح کا سیوہ دس طرح
 کے پھول پیدا ہوں کسی رئیس کے میدان بھیجے گشتگو کر آؤں بڑے بڑے کام کا ہوں میں نے بھی
 کئی بات کہی اب سب عیار میرے دشمن ہو جائینگے مگر مجھے کیا پروا ہے آپ ایسا افسر سر پر رکھتا ہوں جو کوئی
 بولے گا اسے مقابلے کو موجود ہوں میں کیا عمر و سہ ڈرنا ہوں سر سپان آئی شکین باندھو گا اب میرے
 استاد نہیں رہے وہ اب جھکوا جائے ہیں ہم انکو اب مانتے ہیں شعلہ خیر نکلتا ہوا آتا ہے اس برق تھکا
 اپنے لشکر کا بادشاہ کرو گا کہ سب عیار و مکاری شک کرینگے برق باتیں بناتے ہوئے چلتے آتے ہیں جب
 عمر میں پہونچے شعلہ خیر نے کہا خواجہ صاحب اب تو مہربانی فرمائیے عمر و کے کما دہ سانسے جو درخت ہے
 آپ اس کے نیچے روپیہ و جواہرات رکھ دیجیے دوسرے درخت کے سانسے میں آپ کی مشوقہ کو نکال کے
 رکھ دوں آپ دوڑ کے ادھر بے مین آ کے روپیہ اٹھا لوں مگر افسوس یہ ہے کہ نئی بات ہوتی ہے پچاس
 برس گذرے اس پیشے کو کرتے ہوئے ہزاروں عورتیں بیچ ڈالیں اس برق نے آج ہمارا حال طویل
 خیر آپ سے رسم ہا شعلہ خیر نکلتا ہے خواجہ میں اب تمہارے ساتھ دشمنی نہ کروں گا میں زوجہ کو لیکر چلا گیا
 شعلہ خیر ایک درخت کے نیچے آیا روپیہ و جواہرات رکھا خواجہ عمر و جو نسل کے سانسے میں آئے شعلہ خیر
 دیکھ رہا ہے کہ خواجہ نے ایک بھٹی سی دری دکالی ایک گاؤں تک بھی رکھا اب شعلہ خیر بنور دیکھ رہا ہے کہ خواجہ
 نے زہیل سے مراد یہ کہمہ ریز کو نکالا مگر بیوش ہوا ایک باری باندھ ہے خواجہ عمر و نے اسکو لٹا دیا
 اور ایک چادر ہوا پر سے اڑھا دیا پکار کے آواز دی اے شعلہ خیر اب تم سطر آؤ اپنی مشوقہ پر قبضہ
 کرو یہ سنتے ہی شعلہ خیر دوڑا خواجہ جھپٹ کر ادھر آئے روپیہ و جواہرات اٹھا لیا شعلہ خیر کے ساتھ
 کنیرین بھی تھیں ایک کنیرا شہنشاہ نامے مراد یہ کہمہ ریز کو لے لیا دیکھی دوڑ کے قریب پہونچی مراد یہ کہمہ ریز کو لے لیا

پکڑ کے آواز دی بی بی اُمید ہاتھ جو کھینچا ہاتھ ٹوٹ کر ہاتھ میں کتیرے آگیا یہ حال دیکھا نے آواز دی
 اور شہنشاہ ملکہ عالم تو کین دوسری کتیرے پیٹ پر ہاتھ رکھا ہاتھ پیٹ میں گھس گیا شعلہ خیر اسے
 لکھ دوڑا سر جو پکڑا سر ہاتھ میں شعلہ خیر کے آگیا یہ حال مصیبت مآل دیکھ پٹنے لگا اسے یہ ساربان زادہ
 میرے ساتھ کیا کر گیا اب جو بغور دیکھا میرے شہا بہ کا پتلہ بنا تھا کما یا رو رو پیہ و جواہرات بھی گیا اور
 زوجہ نہ ملی اب لشکر میں گھس کر عمرو کے سب کو قتل کر دینا عمرو دہر ق کو مار ڈالو لنگا بڑا غریب کر کے دونوں
 اسناد و شاگرد نکل گئے لیکن وہ اپنے حق میں کانٹے بو گئے اسکا انجام بہت برا ہو گا خواجہ محبو کیا کوئی
 احمق سمجھے ہیں زمین جا کے ہلا دوں گا طبعات آسمان زمین پر پہنچا دوں گا یہ لکھ اپنے مقام پر آیا
 اسی وقت لشکر میں قرنا کرانی سب لشکر تیار ہوا شعلہ خیر سیاب سحر ہاتھ میں لیکر گھوڑے پر سوار ہوا وطن
 لشکر خواجہ عمرو کے چلا خواجہ و برق جو بھانگے الگ الگ اسناد و شاگرد چلے راستے میں خواجہ عمرو
 پکارتے ہیں ابے برق تھمر جا برق فری کب سنتا ہے یہ تو دونوں بھاگ کے نکل گئے انکا ذکر تحریر کیا جا گیا
 لکھ ملکہ مہار گلعذار جو تلاش میں خواجہ عمرو کے چلی تھیں اور حضرت جادو نے صرصر کو بھیجا ہے کہ جاسے مفصل
 خیر لاکہ شعلہ خیر نے عمرو کو کیوں پکڑ دینا یا صرصر بھی تلاش کر کی ہوتی آتی ہے لیکن مہار جادو
 تلاش خواجہ عمرو چلاؤں زمین بال پر سوار دریا میں پھولوں کے غوطہ مارے ہوئے اُسی ہوتی چلی
 آتی ہیں نیرنگ تاجدار خراجدار فراسیاب بارہ ہزار فوج سے شکار کھیتا ہوا آتا ہے ایک سپاہ کے بیچ میں
 مہار گلعذار جو کڑک کر گزرتی نیرنگ تاجدار کی نگاہ جمال جان آرا سے ملکہ مہار پر پڑی دیکھا کہ
 ایک نازنین بھولوں میں لدی ہوئی کبک رفتا شیریں گفتار رشک قمر حور منتظر ابرو و ہلال آسمان خوبی
 سینے پر و نازستان یاد و نقاد ابرار کز رہے ہیں یاد و سنائیں میں کہ دل کے پار ہوتی ہیں یاد و زبان
 سجون حیات کی شکستہ تھمے الماس نلک اس سیمبر پر پی پیکر بیت مہر خندہ کز لب برا گھنٹے ہرنگ
 بر دل خستگان ریختے دیکر زلف مغنبر بر مہر بیت تیرہ شب است وادی موسیقی جہانہ صبر کو
 عشقت و امن یوسف دست زینجا نیرنگ تاجدار مہار گلعذار دیکھ کر گیا بیقرار ہو کر پکارا اٹھا
 ارجان جہان دام آرم دل عاشقان نظم

ترسی اس چشم ز زائیدہ کے تیرہم سجدہ میں
 صدا سے خستہ گل نالہ ماتم سمجھے ہیں

کرشمے غم سے سب اوقتہ عالم سمجھے ہیں
 نظر میں بے شباتی ہر میانک ارفانی کی

ڈراتا ہو کسے دا غلط عذاب روز محشر سے
سوالِ مخلص سے ہیکر اوصیا و کبیا حاصل
جگہ کیونکر نہ دین اپنے دل محروم راحت میں
گمانِ لطف سے کشتون پر حکمِ سہ ماہ پاشی
دل صد چاک بھرا یا ہو بے تکلیف ہر دار و
نسیم و ہوی ہم موجود بابِ فصاحت میں

قیامت اک خیال کا کل برہم سمجھتے ہیں
بہار گلشنِ دیبا و کوئی دم سمجھتے ہیں
انیس وقت تنہائی تجھے اے غم سمجھتے ہیں
وہان زخمِ حسید ہلب با ہم سمجھتے ہیں
شرک و ید و غوٹا رہم مرہم سمجھتے ہیں
کوئی اُردو کو کیا سمجھے گا حبیب ہم سمجھتے ہیں

یہ اشعار بقیار ہو کے نیرنگ نے جو پڑھے اور کچھ الفاظ بھی کسے مہار نے جھاک کے دیکھا ایک جوان تاجدار
اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہو ملک مہار کو سبت ناگوار معلوم ہوا ایک بدھی نکال کے پھینک ماری کئی سولانہ
اسکے جل گئے اور کئی سیدوانے ہو گئے نیرنگ نے دیکھا کئی سوا آدمی دیوانے ہو گئے سر نکالتے پھرتے
ہیں اب جو نیرنگ نے سحر کیا گو کہ اُٹھائے مارا ملک مہار کا طاؤس جگیا ملک زمین پر مین سحر چلنے لگا
نیرنگ نے اپنے ساتھ والوں کو پکار کے آواز دی یار و چار جا شے اسے گھیر لو اس معشوق پر میری
جان جاتی ہو بارہ ہزار سحر و نیرنگ نے چار جانب سے گھیر ڈالا یہی چاہتے ہیں کہ بلوہ کر کے گرفتار کر لیں
ملکہ مہار کا غدار شل شل شل ہوا ہر ایک غول سے لکھتی ہیں پھر اسی بلوے میں پھنس جاتی ہیں پھر
کر کے لکھتی ہیں نیرنگ نے دیکھا گرفتار ہونا اسکا نہایت دشوار ہے یہ سوچ کر لپکا رہا ہوا چلا کر لری
جان جان و آرا مہر دل عاشقان میری تمہیں جان جاتی ہو ملک مہار زمین آسمان سحر ہونے لگے نیرنگ
بڑھتا ہوا جاتا ہو جیسے ہی قریب مہار کے پہنچا ڈبیا خاک قبر شبید کی نکال کر خاک اُٹادی ملک
مہار رز گھرا کے گرین بیوش ہو گئیں نیرنگ نے قریب آئے ملک کو اُٹھایا زبان میں سوزن دیدی
کہ ہوشیار ہوتے ہی قیامت برپا کر لی ملک مہار کی جو آنکھ کھلی نیرنگ نے بارگاہ اپنی استا دگرانی
ہر منتہین خوشامدین کر رہا ہے دسمہم ہی قول ہے کہ اے ملک عالم آپ پر میری جان جاتی ہو مجھ کو شہر
قبول کرو میں آپ کا تابدار ہو لکھ

سرتے ترے جان مجھے پیار سے مرے دلیر تو کیوں ہو ملکہ

حاضر ہوں ترے در پہ جھکائے ہوئے من سرے اے تھو میں سحر

جب تک کہ ہوں چپ جانِ محبت اسے دلیر ہٹ کر دستم

اکلوانہ مرا منہ کہ سناسیت ہوں مکر
 کھلی اُنکے ذرے
 بیٹھ ب نظر آتے ہیں جو دلبر ترے تیر
 ہر وقت ہوں مضطرب
 ہوں زلیست کے سامان میر مجھے کیونکر
 جب تو ہوں مکر
 کیا پوچھتے ہو سہ کے کہ تو کیوں ہے مکر
 کیوں رہتا ہر مضطر
 ہر پارہ دل آتش فرقت سے وہک کر
 ہر سینے میں ہنگر
 حسن خدا و کمان اُسمین ہوا حبان
 تو کیوں ہو پرار مان
 کیا بات ہو یوسف میں مرے آفت دران
 ہو تجھے جو بہتر
 کیا منہ سے کون اسکے سوا شکر خدا ہو
 جو کچھ ہو بجا ہے
 سب جانتے ہیں حال مرا محب کو ملا ہو
 معشوق ستر
 کتنی ہو بڑی کشکش رنج میں اوقات
 آفت ہو ہر اک رات
 ستائین وہ ظالم بیدرد مری بات
 اے خدا سے مقدر
 ہوتا ہی نہیں شور کسی وقت ذرا کم
 آشفستہ ہر عالم
 رہتا ہو بیا کو حب سفاک میں ہر دم
 ہنگامہ محشر
 دربان میں تو بھی ستم جو رہین کامل
 بد کئے سے حاصل
 کیوں مہک کو گھرتا ہو کہ قابو میں نہیں دل
 میں عاشق مضطر
 اک طرف تماشا یہ نہسایاں ہر مری جان
 روتا ہوں جو ہر آن
 جو بوند گراتی ہر مری چشم دُر افشان
 بجاتا ہر گوہر
 تیرے ہی بیفائدہ اچھا نہیں احباب
 ہوں عاشق ناکام
 آئینکاش بے خبر میں کیونکر مجھے آرام
 بے پہلو و بے
 دل حاجت دنیا سے پریشان ہو گیا
 کوڑی ہر نہ پیسا
 اسلاس نے گھیرا ہر سیم آپ کو الیا
 اے خدا سے مقدر
 رورو کے نیزنگ نے یہ اشعار پڑھے کبھی قدموں پر گرتا ہر گہی گرد پھرتا ہر ملک مہار شاہ سے
 کتنی ہیں کیوں شامت آئی ہر خبر دار کبھی ایسا خیال نہ کرنا بہت پتہ یگانہ میرے ہاتھ سے مارا گیا

نیرنگ کتا ہوا ملک عالم اب تو میرے قبضے میں ہو کوئی میرا کیا کر سکتا ہے یہ باتیں ہو رہی ہیں تھا
 ملک صرصر شیرین جو تلاش میں لکلی تھی اس مقام پر آ کے پہونچی اب جو اسے دریافت کیا معلوم ہوا
 نیرنگ تاجدار خراجدار شہنشاہ افراسیاب نے ملک مبارک کو گرفتار کیا ہو غالب وصل ہو دیکھیے کیا
 ہوتا ہے صرصر گھبرا گئی جھپٹ کے لشکر میں آئی بارگاہ نیرنگ میں پہونچی نیرنگ تاجدار کو حجاب کے
 سلام کیا کہا شہنشاہ ہر چند کہ افراسیاب کی یہ دشمنی میں ان کے لشکر سے لکل گئیں دشمنوں کی جا کے
 شریک ہو گئیں مگر ملک حیرت حاد واس فعل کو نہ گوارا کر سکی کہ میری بہن پر کوئی درست انداز ہوا افراسیاب
 کو بھی نہایت خلاف ہو گا ملک مبارک کو رہا کر دیجئے نیرنگ جوش عشق میں گھبرا یا ہوا تھا کہا ای صرصر کیا
 باتیں بناتی ہو اس پر تو میری جان جاتی ہو آخر شہنشاہ کسی کے ساتھ شادی کر نیے پھر مجھ میں کیا بولی
 ہو میرے ہی ساتھ شادی کروں میں ہمیشہ خدمت گزار رہوں گا صرصر نے کہا ای نیرنگ تاجدار ہم براہ
 خیر خواہی سمجھاتے ہیں ملک حیرت حاد دوسرے خلاف گزریگا نیرنگ نے مجھ کو جواب دیا ملک حیرت کے
 خلاف ہو گا تو میں کیا کروں یہ کہہ کر پکار کر آواز دی یا روضہ کو نکال دو ملازمنوں نے ملک صرصر کا ہاتھ پکڑ کر
 باہر نکال دیا نیرنگ نے کہا میں کیا مجبور ہونا چاہوں ایسا سحر کروں کہ بی مبار جادو خود مجھ پر عاشق
 ہو جائیں بہت سی موبہنیاں مجھ کو یاد ہیں ایک موبہنی میں اٹکا قلب اٹھ جائیگا میری ہی محبت کا
 دم بھرنگی اور میں افراسیاب کو کیا سمجھتا ہوں وہ کیا کر لیا اور افراسیاب کو اس میں کیا دخل ہے سیدی
 سیدی بات ہے کہ میرے ساتھ شادی کر دے یہ کتا ہوا بیرون بارگاہ آیا ایک تخت بچھوا کر اسباب سحر
 منگا یا سامنے ملک مبارک کے بیچید گلدستے بنانے لگا سحر سے گلدستوں کو شلفہ کرتا جاتا ہوا اور کتا ہوا ملک
 عالم میں آپ کی نہایت خدمتگاری کروں گا یہ کتا جاتا ہوا اور سحر کر رہا ہے مگر صرصر شیرین جو میان سے
 لکلی دل میں سوچی کہ اگر مبار جادو سے اسے زبردستی وصل حاصل کیا ملک حیرت جادو کو بہت ناگوار
 ہو گا مجھ پر بہت خفا ہوگی اور کینہی تو نے دیکھا اور ہے نہ لہا یہ سوچ کر طوفان لشکر حیرت کے چل میان ملک
 حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ نہیں معلوم شہنشاہ نے کیا کیا عمر و کوسون بلوا لیا
 وزیر نادیاں عرض کرتی ہیں ای ملک عالم ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا سرکہ ہوا شاید شعلہ خیر کو یہ منظور
 ہو گا کہ سپین سے بیٹھے بیٹھے خاتمہ کروں پہلے عمر و کو پکڑا لیا اب سرداروں پر ہاتھ ڈال لیا یہ ذکر تھا
 کہ ملک صرصر شیرین گجرات ہوئی آ کے پہونچی مگر انکھنوں اور بھرے ہوئے یہ حال صرصر شیرین کا تھا

ملکہ حیرت نے پوچھا ارے خیر تو ہر صحرے کے کماواری غضب ہوا نیزنگ تاجدار نے ملکہ مبار جاو
و گرفتار کر لیا چاہتا ہوں کہ وصل حاصل کروں ملکہ مبار بڑی کشش میں ہن میں نے جو نیزنگ کو سمجھایا وہ
حرام زادہ کتا ہوا شمشاد کے ساتھ شادی کر کے میرے ہی ساتھ شادی کر دیں میں بھی بادشاہ ہوں
یہ سن کر حیرت کا پیٹ لگی کماو کی صواب جو کیا غضب کی بات ہو ملکہ مبار نے اپنا یہ حال پہونچایا مچھو یہ
افسوس ہو کہ اگر انکی عصمت پر حرف آیا تو کل کو والد میرا دامن پڑے شمشاد حیات اس دولت کو
لیون کر جائز رکھینگے میں ابھی جا کر اس حرام زادے کو سمجھاتی ہوں اگر مانا نہ ہو اور نہ سزا سے سخت دہلی
میری زندگی میں کیونکر ہو سکتا ہو کہ مبار کی آبرو جائے وہ مچھو دشمن جانتی ہن مگر میں کیونکر گوارا کروں
کہ انکی عصمت پر حرف آئے اور میں دخل نہ دوں یہ ککے حیرت جاو و انھی طاؤس زرین بال پر سوار
ہو کہ چلی ملکہ حیرت کا جانا کہ یا قوت دزد و مصور و صورت نگار وغیرہ جملہ سرداران نامی و پیکار
ساحران گرامی بعد ملکہ حیرت جاو کے چلے ہر ایک کا یہی قصد ہو کہ جا کر نیزنگ تاجدار کو ماریں
ملکہ مبار کا خدا کو بچائیں یہاں نیزنگ تاجدار بیٹھا ہوا سحر نیا کر رہا ہو کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ حیرت
بغیر و غضب تمام آکر پہونچیں وہیں سے لٹکارا و نیزنگ کیا کرنا ہو کیون تیری شامتیں آئی ہن
نیزنگ نے سڑٹھا حیرت کو دیکھا ایک شعلہ جوالہ پری ریشوق خوشخو آنکھوں میں سرمہ دیا ہوا کسی چشم
ماہ رخسار صبور برق خورشید خد و لیکر گیا لپکا کر اواز دی اے صاحب آؤ میں تو تمھاری فکر میں تھا
دونوں مہنوں کے ساتھ شادی کرو لگا کر شمشاد اقلیم خوبی دایرنگ و بوسے گل حدیقہ محلی
میری تمپر بھی جان جاتی ہو حیرت جاو و مچھو کر جو گری گور اٹھا کر پھینک مارا دس بیس مارا
سینے کو بر مار کر لٹ گیا اب تو نیزنگ تاجدار کا غصہ بڑھا اپنے مقام سے اٹھا حیرت پر چکر کرنے لگا
یہی خیال ہو کہ حیرت پر بھی قبضہ کروں کہ آسمان پر ایک لکڑا بر پیدا ہوا سب نے دیکھا مصو
و صورت نگار وغیرہ اگر پہونچے دیکھا حیرت جاو و بڑی ہن تلوار چل رہی ہو ہنگامہ گیر و دار
ملکہ بل ازمان نیزنگ و دزد مصور و صورت نگار وغیرہ نے بھی آکے سحر کیا حیرت جاو نے زمین
ہلا دی یا قوت دزد و دڑتی بھڑنی قریب حیرت کے پہونچیں زمر د نے بڑھکر زبان سے مبار
سوزن کو لٹکا لایا اب جو مبار گھلڈا رٹھیں وہی گلدستے جو نیزنگ نے بنائے تھے اسی میں سے ایک گلدستہ
مبار نے اٹھا لیا سحر کر کے مارا مبار نے جو گلدستہ مارا مچھو ل برستے لگے ہوا سے سرد کے جھونکے چلے

عائرون نے آنکھیں کھولیں مہنگا مہ گرم ہوا مہبار کے سحر نے کئی ہزار کے قلب اُلت دے کئی سو دیوانے
ہو گئے اشعار عاشقانہ پڑھتے پھرتے مین کبھی پکارتے مین لطم

ہوتا ہو حسینوں کے مقابل کئی دن سے
سینہ ہر تڑاؤ قاتل کئی دن سے
جاتا ہو غش ہر شش آہ حسنین مین
صیاد کی آمد سے ہر گلشن مین اُدا سی
حک جاتے مین نا لب خاموش پرا کے
دامن سے مرے نور کی ریزش ہو زمین پر
منہ کو مرے قتل نے بخشی یہ ندامت
جائیگی کسی عاشق جاں باز کے سر پر
اشکوں نے کئی کی تو بڑھی اور نہ دست
واعقدہ زنجیر کیے زور جنوں نے
مرنے بھی نہو گی مجھے محرومی نقدیر
ہو ایک گل تر کی تمنا جو نسیم آہ

کچھ اور سمجھاتا ہر مراد دل کئی دن سے
آسان نہیں ہوتی مری مشکل کئی دن سے
کھانا ہو جو ٹھیس آبد دل کئی دن سے
سننے نہیں فریاد غنا دل کئی دن سے
کھلتی نہیں منہ غنا دل کئی دن سے
آغوش مین ہر وہ مہ کامل کئی دن سے
منہ پر ہر بے دامن قاتل کئی دن سے
شمشیر ہو گردن مین حائل کئی دن سے
دامن ہو لشکر کف سا دل کئی دن سے
صد چاک مین ہو نہ سلاسل کئی دن سے
کچھ آنکھ چراتا ہر وہ قاتل کئی دن سے
پھر صورت غنی ہو مراد دل کئی دن سے

یہ اشعار پڑھے گئے اپنے کاٹ ڈاے ملکہ حیرت جا دوڑتی ہوئی قریب نیرنگ کے پہنچیں لکڑا
اوجھیا اپنی مشوقہ پر قبضہ کر نیرنگ نے سحر کیا ملکہ حیرت نے ہاتھ ملا دیا نیرنگ کا سر گویا نیرنگ
جو مارا گیا ملا دامن نیرنگ دست بستہ سامنے حیرت کے آئے عرض کی ہم مجبور دنا چار تھے اب ہم آپ کے
تا بدار مین حیرت نے سگوا دامن دی ملکہ مہبار کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنی مار گاہ مین لائیں کہار ملکہ مہبار
تنے دکھیا آخر ہمارے دل کو تاب نہ رہی ایک پرث مین دو دن نے پانون پھیلا سنے ساتھ کھینک پرورش
پائی انتہائے محبت یہ ہو کہ جب ہم سال مین آئے یہاں بھی تم کو ساتھ لیتے آئے ہر جگہ جانتے تھے افراسیا
کی نگاہ تم پر پڑتی ہو مگر ہنسنے کبھی خیال بھی نہ کیا جنکو تنہا اپنا معین و مددگار قرار دیا تھا وہ لوگ اس مصیبت مین
آکے نہ شریک ہوئے آخر مین کو آنا پڑا بس ہمارے تھارے جو رنج و ملال تھا اسکو دل سے اب
کھال ڈالو ایسا نہیں چاہیے ذرا سی بات کو انہل مین باندھا آج تک آپ کا وہ غصہ نہیں اُترا اب بہتے

کہ ہماری اطاعت کرو چلے کچھین بادشاہ سے ملا دین جو تمکو خیال ہو کہ شہنشاہ کچھ سزا دینے کوئی امر نہوتے
 پائیگا ہم سب خطائیں معاف کرادینے ملکہ مہار نے سر جھکا لیا جب حیرت نے بہت کہتا تب ملکہ مہار
 نے جواب دیا ان باتوں کی امید مجھے نہ رکھو میں اب لات پرستی نہ کرونگی ذرا سا احسان کر کے آپ
 ایسا بلبلان کہ ہم اطاعت کریں جب تو ملکہ حیرت کو غصہ آیا کہا کیوں بولا اسوقت کوئی مسلمان
 نہ بچانے آیا یا کسی عیار نے اگر نہ بچا یا بیکلمات ملکہ مہار نے سکر فرمایا اور ہشیرہ اپنی بزرگی رکھو ایسا نہر
 کہ ہماری زبان سے جو سخت نکلتا جائے اور محضین خطا وار کون بناتا ہے یہ سب کے مقدمے میں بیشک خیال ہوا پونے
 دو سو خدا کیسے ٹوڑے بھوت پلید انکو خدا بنایا ہر وہ وحدہ لا شریک ہو پس یہی اعتقاد ٹھیک ہے ہوا خاندان
 عقل کو دخل دولات و منات کون ہیں سامری و جیشیشل ہمارے تمھارے ساحر علم شہید سے سے
 ماہر انکو خدا کہنا کیسا ہاں جادوگر تمھے چند مکاروں نے شریک ہو کے انکو خداوند بنایا آپ کے طلسم میں
 بنانے والے بھی موجود ہیں بی تاریک شکل کش میان مشعل و احتقاق دشمنان و اورد میان سلیم زمریر
 صاحب یہ سب انکے مصاحب ہیں ان لوگوں نے گھر گھر پھر کے انکو خداوند بنایا صاحب تو خدائی کو رونق ہوئی
 عقل سے دریافت کرنا واجب و لازم جو بھی ہم اطاعت نہ کرینگے اب تو ملکہ حیرت کو برا غصہ ہو بھی بگڑتی ہیں
 کہیں منت خوشا بد کرتی ہیں کہیں کہنی ہیں کہ سن اگر تم اطاعت نہ کرو گی تو میں تمکو گرفتار کرے اور اسباب
 کے پاس لیجاؤنگی ملکہ مہار نے کہا یہ تمھاری مجال نہیں ہو تم میری مصیبت میں اگر کیوں شریک ہو میں
 کیا میں نے تمکو بلا یا تمھارا آپ نے رہا کر کے بڑا احسان کیا حیرت جادو نے کہا ہوا میں جانے نہ دوں گی
 مہار نے کہا جب میرا چاہیگا چلی جاؤنگی کوئی تمھکو روک نہیں سکتا کیا میں کسی کی لونڈی ہوں جو میرا ہی چاہیگا
 وہ کرونگی ملکہ مہار و حیرت سے آپس میں تکرار ہو رہی ہے انیسین جلیسین صلوات کر رہی ہیں چاہتی ہیں کہ
 مسنون میں فساد نہوتے پائے قصائے کار خواجہ عمر و جو شعلہ خیر کو دم دیکر بھاگے تھے اس مقام پر آ کے
 پہونچے دیکھا نہر ہا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہر اکب بارگاہ علیحدہ استاد ہوا اب فقر کی صورت ہلکے لشکر میں داخل
 ہوئے لوگوں سے حال پوچھا سمجھوں نے حال مفصل بیان کیا کہ ملکہ حیرت نے آ کے مہار کو بچا یا اب
 مسنون میں تکرار ہو رہی ہے ملکہ حیرت آج سبت بڑی طرح پیش آئیں گی بی مہار کو ضرور اپنے ساتھ لیا جائیگی
 یہ حال مفصل سنکر خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا کہ اسے آ کے صر عمر شیر زن کی شکل بنکر تیار ہوئے
 لشکر میں آئے ہلکے ہوا کہ ملکہ صر عمر شیر زن آتی ہیں صر عمر نقلی جادو گردن سے باتیں کرتی ہوئی بارگاہ حیرت

میں آنی حیرت کو جھک کر سلام کیا پاتخت کو بوسہ دیا ملک حیرت نے کہا بی صبر تھے سنائی مہارہ سے
 تدار کرتی ہیں پاس افراسیاب کے جانے میں انکار ہو صبر نے اشارہ کر کے کہا آپ سے ملکہ مہارہ کا
 نہ کر سکی آپ نے وہ کام کیا جو بزرگ کرتے ہیں اشارے سے کہا آپ مجھے حکم دیکھیے میں انکے جانے
 سمجھاؤں عورت کی بات عورت مانتی ہے آپ کے کلام سخت کرنے میں اور تدار بڑھتی ہے اس سے کیا فائدہ
 حیرت نے کہا اچھا صبر صبر کیا کر سمجھاؤ صبر صبر تھوڑا کر ملک مہارہ کا الگ جیسے میں نے کئی دس بستہ عرض
 کی اور ملکہ عالم آپ بہن کی اطاعت کیون نہیں کرتیں مہارہ نے کہا اور صبر میں نے سامری و جیشہ
 سنت کی میں اطاعت کر کے کیا کروں صبر نے کہا آپ نے مجھ کو پہچانا میں ہوں غلام آپ کا خواجہ
 ملکہ مہارہ شل گل کے شگفتہ ہو گئیں کہا خواجہ مجھے بیان سے کمال بچلے عمر و نے کہا آپ چکر بارگاہ
 میں بیٹھے اتنا فقط حیرت سے کہہ دیجئے کہ جو ملکہ صبر شیر زن کیسگی وہی کرونگی اب تمہاری اطاعت
 کروں تا بی نہوگی ملکہ مہارہ گل گزارنے کہا مجھے یہ بات نہ کہی جائیگی عمر و نے کہا پھر میل روز گار
 کیونکہ ہو تمہاری وجہ سے میں دو چار کوڑی کار روز گار کر لوں گا تم نکل جانا خواجہ نے کہا بے تمہارے
 کچھ نہوگا مگر مہارہ نے کہا خواجہ خدا کے واسطے اس وقت حیرت کو لڑنے کا ارادہ نہ کرتا اُسے مجھ بڑا
 احسان کیا خواجہ عمر و نے کہا یہ نہ فرمائیے ایسا نہوگا ابھی جا کر کہہ دوں گا کہ بی مہارہ سنیں بہن ابھی دودھ
 گرفتار کر کے لیجائیگی مہارہ نے کہا خواجہ جو کہی ہو ملکہ احسان اُسکا مجھ پر ہر آج کوئی حرکت نہ کیجیے عمر و نے
 کہا یہ نہوگا میں آج انکو ضرور نوڑوں گا تمکو کچھ ہمارا حال بھی معلوم ہے مہارہ جنوں نے مجھے آج کل گھیر ہو قنداری
 سب بڑھ گئی ہے ہم گرفتار ہو جائیگی مہارہ نے کہا خواجہ تمکو اختیار ہے میں تو یہی چاہتی تھی کہ آج کوئی
 پریشانی حیرت کو نہو خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا بہ صورت صبر مہارہ کو لیکر باہر آئے حیرت سے کہا اور
 ملکہ عالم مبارک ہو ملکہ مہارہ فرماتی ہیں زبان سے میں کچھ نہ کوئی باقی حکم سے آپ کے کیا عذر ہے
 ملکہ حیرت نے مہارہ کو لگے سے لگا لیا کہا بوا مہارہ تمہارے نہونے سے باغ سبب میں سستا ہوں گی
 جس باغ میں مہارہ اسکی کیا کیفیت ہوگی شغل پریشان گل بوٹے حیران نہ عذیب غزلوان لفظ
 سنبل پریشان شنشا بہت خوش ہو گئے کہ ملکہ مہارہ نے سرفراز فرمایا مہارہ گل گزار شرم سے
 کٹی جاتی ہے ہر مرتبہ یہی جواب ہوتا ہے آپ کو سب طرح کا اختیار خواجہ نے دست بستہ عرض کی ملکہ عالم
 مبارک ہو آج خوشی کا دن ہے بچڑی ہوئی بہن عین جی چاہتا ہے خوب گائیں شراب پین کبھی بیوش ہو جائیں

اگر کبھی ہوشیار ہوں یہ لکڑی پلہ منگایا یا بایان چھڑنا شہ رخ کیا گنگنا کے بہا لیاں تمام صرصر نقلی نے
چند اشعار گائے نظم

ہند آتا ہو نظر جاتے ہیں سو سو بار ہم
مانگتے ہیں یہ دعا سونے کے وقت ای بار ہم
ہین تعلات میں ہین مثل زگس بیمار ہم
یاد کوے یار میں ہین رات دن بیمار ہم
نقد دل دیتے ہیں اک محبوب بازار می کالج
کیون جنازہ کو اٹھا کے سب نے شہرندہ کیا
سپنس گئے ہیں واعظا گرداب دو جام میں
جب چبھا گلبرگ میں کاٹنا ہمارا دل دکھا
تا توان ہر چند ہیں پر اک شب اور شک ماہ
ہیں جو غافل انکو سونے پر بھی آجاتی ہو غبہ
ہر سطر راست اور اسکا دہن معدوم ہو
دوڑتے ہیں چھپے قاتل کے گریبان پھلک
نفرت ایسی ہو گئی نظارہ بازی سے مہین
سب گین تن پر نظر آتی ہین مثل تار سا

جانتے ہیں یار کے دروازے کو دیوار ہم
ہوں ترے پاؤں کی آہٹ سے کہیں بیدار ہم
دیکھنے کو اپنی آنکھیں رکھتے ہیں بیمار ہم
آنکھیں وار رکھتے ہیں مثل روزن دیوار ہم
روز سو دامول لیتے ہیں کسر بازار ہم
اکای کے دل پر نہ جیتے جی ہوئے تھے بار ہم
زسبت بھر ہوئے نہ اس دریا سے موئے پار ہم
زگس بیمار کے غم میں ہوئے بیمار ہم
بچا نہ نیلے دیوار مثل سایہ دیوار ہم
پہنہ تر شک پہ ہین منصور سان بیمار ہم
کیون نہ اُسکے قد کو سمجھیں ترے سو فار ہم
رکھتے ہیں کہا اشتیاق زخم واسن دار ہم
گنتے ہیں تار نظر کو رشتہ زنا رہم
کرتے ہیں ناسخ جو اک سطر پسر کو پار ہم

اس رنگ میں یہ اشعار صرصر نے گائے کجیرت نے اپنے گلے سے مونیوں کا مالا اتار کر دیدیا اب خواجہ
مینے صرصر نے کہا حضور شراب کا چہ چاہو تو کیفیت حاصل ہو سکین دل ہر جیرت نے کہا ای صرصر متھین
اختیار ہو خواجہ مینا نے مین گھسے سب شراب کو خراب کیا لشکر والوں سے پکار کر کہا یار و اب ہوسم
مبار ہو شراب لیجاؤ اور لیجا کر پو ملا زمان جیرت دوڑے کوئی گلابی اٹھا کر لیگا کسی نے کنڈر لیا
کوئی پتلی بھاگا تمام مینا نے مین ہنگا رہ گیا ہر مقام پر مہی ذکر ہو کہ آج بڑی خوشی کا دن ہون
سین ملین مبار نے آج داخل کیا باغ سعید مین روز آمد مبار ہو تمام باغ مین ہی پکار ہو سب
خوشیاں کر رہے ہیں خواجہ عمر و چالیس پچاس گلابیان کنڑ الماس نگار محو ارغواں سے سمر تھتے ہو

صحت میں حیرت کی لیکر اسے حیرت نہایت خوش ہنسی میں مگر ملک بہار جاو کو یہ خیال ہر کتاب گھری
بھر کے بعد خواجہ سب کو لٹ لینگے افراسیاب میرے ساتھ دشمنی کر لگا دیکھیے کیا آفت بر بار سے
مشہور ہوگا کہ ملک بہار نے حیرت کو لٹوا دیا اور بہار روکنے کی بات ہوا سے تو اب رو بھائی بننے اسکو
لٹوا دیا چپ سناٹے میں ہنسی ہو دیکھو ہم یہی سوچ ہو کہ دیکھیے انجام کیا ہو خواجہ میرا کسانہ مانینگے
اس سوچ میں ہنسی تھی کہ خواجہ بصورت صرصر گلابیان لیکر آئے پہلے جام لہر زکر کے حیرت کو دیا
کہا لو بی بی پو مبارک ہو بھیری ہوئی بہن کو سا مری چشمید نے ملا یا آج ہم بڑی خوشی کرینگے
آج روز سید ہر خیر خواہان دولت کے واسطے روز عید ہر حیرت جاوے خوشی خوشی جام پیا دوسرا جام
خواجہ نے بیٹھ کے سادہ مبارک کو دیا مبارک حیران حیران دیکھنے لگی خواجہ نے اشارہ کیا پی جاو مبارک
سمجھ گئی جام سادہ ہوا اب تو خواجہ نے دورہ باندھا گاتے بھی جاتے ہیں اب مصور کو جام دیا کہا کچھ
انعام دلوائے مصور نے پانچ اشرفیان نکال کے صرصر نقلی کو دین اب خواجہ نے سب پر ہر حال
ڈالا کسی نے انگوٹھی کسی نے چھلرا کسی نے نقد دیا خواجہ لیتے جاتے ہیں طعنین مار رہے ہیں چار گھنٹہ
کے عرصے میں ساری محفل کو شراب پہونچائی لشکر میں جوتی پزار چلنے لگی میان محفل میں بھی دست لڑایا
ہونے لگے میان مصور کا یہ بیٹھے بیٹھے نقشہ ہوائے نے زور کیا یہ لکرا شے کہ صرصر گائیگی اور ہم
ناچینگے گت ناچتے ہوئے اپنے مقام سے اُٹھے چند قدم چلکر گرے بیہوش ہو گئے سب سرداران
ہان کر کے اُٹھے بلب فرش فرش ہوئے حیرت یہ لکرا شے کہ مرشد زادے کو کیا ہو گیا حیرت جاو
بھی رو کھڑا کے گرمی بیہوش ہو گئی اب تو خواجہ نے بڑھکر فرما کیا لغز خواجہ عمر و صیف صنف

مری نسل سے لکڑ پیدا ہوا	عمر و ذی شرم متر مستندان	مری نام ہو خواجہ سب خواجگان
بھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کنوین	اڑتا ہوں کفا کے عین دعویٰ میں	مرے نام پر غم رشید ہوا
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا	مری چال سے ہر صبا پائمال	مرا لکڑ ہر گلشن نیل و قال
ہر یہ عہد بشیر پروردگار	مرا افسر ذی شرم نامدار	نشان تھا مری گرد پا پوش کا
یہ کھینچا خواجہ عمر و چلے مبار	کہ آقا ہمارا جہانگیر ہوا	یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہوا

نے ہاتھ پکڑ لیا کہا خواجہ برائے خدا میری بہن کو قتل کرنے کا ارادہ نہ کرو اور سمجھو کہ کو لو حیرت
کو ہاتھ نہ لگاؤ خواجہ نے کہا میں تو ضرور لو لو لگاؤ یہ لکڑ کنیزوں کو لوٹنے لگے کسی کو برہنہ کیا کسی کا زیور

۱۸۱

اتار دیا کسی پر ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہمارے ایک طرف خواجہ لوت رہے ہیں بلکہ مہار کا نہ رہی
 میں یہی کہتی جاتی ہیں خواجہ بس اب نکل چار دیکھو کوئی آفت نہ آجائے حیرت کو ہاتھ نہیں لگانے دیا
 نقصان سے کاٹا فراسیاب جادو بیٹھے بیٹھے گھبرا یا نقشہ اٹھا کے دیکھا تاج دے مارا اپنے مقام سے
 اٹھا بہ قہر و غضب تمام چلا دو کوس پر سے آواز نہی کہ جادو گریون کے مرنے کی آواز نہی ہر باتش اور
 ساربان زادے کلمہ شل شلہ جوالہ چلا یہاں خواجہ بے خوف لوت رہے ہیں کہ فراسیاب آسمان
 پر آ کے چمکا وہیں سے نعرہ کیا کہ اوسا ربان زادے کیا کرتا ہو مہار نے کہا خواجہ فراسیاب آگیا بھاگ
 خواجہ سوچے اگر بھاگا اسنے گرفتار کر لیا تو میں کیا کروں گا یہ سوچ کر فوراً گلیم اوڑھ لی مہار جادو نے دونوں
 پاؤں زمین پر مارے غرق زمین ہو کے اندر نہ رہیں خواجہ بھی نکل گئے جب فراسیاب زمین پر آیا
 کسی کو اس مقام پر نہ پایا ناچار ہوا آ کے حیرت جادو کو ہوشیار کیا حیرت سہتی ہوئی اٹھی پکار کر
 آواز دی کہ پانی منہ دھوئے کو لاؤ چند کنیریں پانی لیکر آئیں حیرت نے منہ دھو یا مگر فراسیاب سے
 کہتی جاتی ہو کہ مجھے تو اوس مہار کو ہاتھ سے نیرنگ تاجدار کے بچا یا انھوں نے ہمارے ساتھ یہ لوگ
 کیا ہم کیا جانتے تھے کہ ایسا کر بی ساری بارگاہ کو تباہ کیا جو نصف میں اوس مہار کو برا کہنے لگے اب میں
 کہیں انکا اعتبار نہ کروں گی انھوں نے اپنا اعتبار کھو یا میرا کیا نقصان ہوا جہن میں بگڑ مہاروں کی اسد
 زمین ہلکی بی مہار کو بھاگنے کی جگہ نہ ملی سامری جھپٹا لے اسکا بدلہ لینے پونے دو سو خداوند
 انکے ساتھ وہ بات کریں کہ اٹلی آبرو میں فرق آئے مجھے بزار بخ دیا فراسیاب حیرت کو بھاگ رہا ہو کہ
 صبر کرو میں اسکا بدلہ لوں گا حیرت ساتھ والیوں کو ہوشیار کر رہی ہو کہ محار سے گرد آڑی سب دیکھنے لگے
 فراسیاب نے دیکھا کہ شہنشاہ شملہ خیر آگے آگے سات لاکھ کا لشکر پشت پر بہ قہر و غضب تمام آتا ہی
 فراسیاب وحیرت کو جو ایک مقام پر دیکھا گھوڑے سے کودا دوڑ کر قریب آیا دامن فراسیاب کا پار لیا
 کہا شہنشاہ غلام کو عمر و دیرن نے رکھے لوت لیا مال بھی لیا زوجہ کو بھی میری بیگمے فراسیاب جادو
 کو یہ سن کر سننا نا آگیا شہر اس کے سر جھکا لیا کہا شملہ خیر اب کیا ارادہ ہو کہا منظور تو یہ تھا کہ یوں ہی جا کر
 لشکر میں عمر و کے گھس جاؤں مگر سواروں کو قتل کروں لیکن اب آپ ملنے کوئی تدبیر آپ ہی فرمائیے
 کہ زوجہ میری بھلوٹے میں لڑائی سے باز آیا اپنے ملک کو ملٹ جاؤ لگا فراسیاب نے کہا شہنشاہ
 شملہ خیر کھجور کو ہم تمہارا ہی زوجہ کو دلوانے دیتے ہیں اس طرح جا کر لڑنے میں زوجہ نہ طبعی مگر تم کسی شخص

دخل نہ دینا ملکہ حیرت سمجھائیگی شعلہ خیر نے کہا آپ کو اختیار ہوا فراسیاب نے کہا حیرت تم جا کر
 ایک رقعہ پتھر ہماری لکھنا عمر کو بلوانا ہماری طرف سے لکھنا کہ شنشہ نے فرمایا ہو کہ حسب طرح ہو سکے
 مہر وارید کو اسکے حوالے کرو و اسی میں تمہارے واسطے مہر ہو ورنہ قیامت برپا کرو لگا حیرت نے کہا
 ایسا ہی کیا جائیگا فراسیاب تو چلا گیا حیرت شعلہ خیر کو ساتھ لیکر علی شعلہ خیر نے راہ میں سب جل
 رو کر بیان کیا کہ سطر و دم دیا مال بھی عمر و بیکیا میری زوجہ کو بھی نہ دیا حیرت کتنی ہوا آپ نہ لکھائیے
 اب تدبیر نکل آئیگی شنشہ نے خوب تدبیر بتائی باتین کرتی ہوئی حیرت اپنے لشکر میں آئی آ کے
 تخت پر بیٹھی شعلہ خیر و گل زرین پر بیٹھا ایک نامہ فراسیاب جادو کی طرف سے لکھا ہر لفظ سے ہی
 منت و خوشامد پیدا ہوتی کہ خواجہ حسب طرح ہو سکے بلکہ ملاقات حیرت آوایا سنو کہ فساد برپا ہو جانے
 محکوم جادو کو نامہ لکھ کر دیا محکوم نامہ لیکر چلا شکر اسلام میں آیا آ کے خواجہ کو نامہ دیا خواجہ عمر و نے
 نامے کو پڑھتے ہی کہا بہت خوب شنشہ کے حکم سے کیا میں انکار کر سکتا ہوں میں ابھی چلتا ہوں مہر و
 مبارکے کا خواجہ کہا تم تمکد ابلا جانے دینے جیسا کہ یہ وہ سانچہ چلے عمر و نے کہا صاحب میں اپنے مالک
 کے پاس جاتا ہوں خوف کیا ہے یہ لکھ کر خواجہ محکوم کے ساتھ ہوے شکر فراسیاب میں آئے ہر کاروں
 نے جا کر حیرت کو خبر دی کہ خواجہ محکوم کے ساتھ آتے ہیں حیرت نے شعلہ خیر سے کہا تم کسی بات میں
 دخل نہ دینا ہم سب مل کر کلام کر لیں شعلہ خیر نے کہا میں نہ بولو لگا کہ خواجہ اندائے حیرت (جھک کر سلام
 کیا پائے تخت کو روبرو دیا حیرت نے کسی عنایت کی خواجہ عمر و کسی پر بیٹھے حیرت نے کہا شنشہ افصح عیا
 علی قطب فلک خیر گزاری شاہ نے فرمایا ہو کہ حسب طرح ہو سکے ملکہ مہر وارید کو حوالے کر دیجیے عمر و نے کہا حاضر
 میں کچھ کان میں حضور کے عرض کرو لگا حیرت نے کہا کہ خواجہ عمر و نے ہوتا نہ حکم حیرت کے کان سے
 سنو ملا دیا کہ اس ملکہ عالم آپ جانتی ہیں کہ میں کس بلا میں مبتلا ہوں مائیں بحر کی تڑپ تڑپ کے گذرتی ہیں
 ملک میں ضبط کرتا ہوں کچھ بنائیں پڑتا چاہتا ہوں اگر وہ مجھ کو ملے تو میں آپ کے زیر سایہ و امن دولت بہر
 کروں سلمانوں کو گرفتار کر کے لاؤں حیرت نے کہا کیا مضائقہ ہوا بخواجہ سانے شعلہ خیر کے ہاتھ
 باندھ کر لکھوے ہو سے کہا مجھے بڑی خطا سرزد ہوئی اب اسید دار ہوں کہ معاف فرمائیے زوجہ کو اپنی کیجیے
 میں غدر نہ کرو لگا گر حشر شیر زن پر میری جان جانی ہوا آج اسکے سانچہ میرا نکاح کر دیجیے شعلہ خیر
 نے کہا میں ابھی انتظام کرتا ہوں مجھے تھے ملال سنیں ہو پس عمر و نے مہر وارید لکھ کر ریز کر زمیں سے نکالا

دنگل پر بھادیا کہا لو ملکہ حیرت میں آپ کا حکم بجا لایا اب میں اپنی کیفیت کیا عرض کروں ملکہ عالم آپ کے
 قدموں کی قسم اور شنشہ کے سر کی قسم جو بچہ گزرتی تھی اپنا مالک جانکر سب حال بیان کر دیا
 اب وقت ہمارا ان باتوں کا نہیں ہو لیکن بیماری غربت پر خیال فرمائیے وہ آقا سے ناراض تھے
 لسیلر پرورش پائی اُس سے چھوٹے انصاف فرمائیے صاحبقران زمان پر وہ تان تشریف لگے
 نوشیروان ایسا دشمن کر ورسوار و پیدل مجھ پر چڑھا یا ملکہ مہر نگار حبت آرام گاہ میرے ساتھ تھیں
 قلعہ گھرا ہوا آب و دانہ بند فوج کم مزاج برہم لندھو و مہر اصم و سرداران زبردست نئے وہ درون
 پیشتر چلے گئے میں حیران تھا کہ آب و آذوقے کی فکر کروں یا ناموس کو آقا کے دشمنوں کے ہاتھ سے
 بچاؤں مگر لعنایت پروردگار اسٹارہ برس نوشیروان سے لڑا ناموس کو بھی بچایا اور ایک سائیس
 کو بھی قتل ہونے نہیں دیا جب صاحبقران تشریف لائے سب کو بخیر و عافیت پایا اب وہ آقا
 چھوٹا اہل و عیال وہاں تباہ ہیں میں میان پریشان اس ظالم کی محبت نے کسی کام کا مجھے
 سنیں رکھا میری تو یہ کیفیت ہے

رونگٹوں کی جا بدن پر سارے پکان ہو گئے
 شل بیل تارتار اکثر گریبان ہو گئے
 خاک میں کیا کیا ہی گلہ خسار پہنان ہو گئے
 شل یوسف ہم اسیر کنج زندان ہو گئے
 داغ جیسے زمرے شکر خوش الحان ہو گئے
 گلشن شاد و سان نظردن سے پہنان ہو گئے
 پیرہن میں یان گریبان ہی گریبان ہو گئے
 سچاؤ کر کپڑے ہزاروں غنچے حریان ہو گئے
 صورت برب خزان عاشق پریشان ہو گئے
 دودن اس وحشت سدا میں ہم بھی مہمان ہو گئے
 آشور دل میں روان کس کس کے فرمان ہو گئے
 شہر جو آباد تھے شہر غموشان ہو گئے

ایسے ہم آماجگاہ سیر مژگان ہو گئے
 حرب ہوا سے بال زلفون کے پریشان ہو گئے
 باغ میں گلبن ہیں گلدستے مزاروں کے تمام
 دل میں حب لایا تصور اسکو تب کہنے لگا
 گلشن عالم میں ہوں وہ غدلیب نہ سنج
 رشاک کو نے یارے دنیا میں خبے باغ تھے
 وصل کی شب بچٹ گیا جسد گریبان سحر
 دیکھی اُس گلگون قبا کی باغ میں جسد مہار
 گلشن رخسار جانان سے ہوئی رخصت مہار
 ارمنان داغ سودا ایچلے سو سے وطن
 جتنے ہیں داغ جنوں ہیں سکے شاہان حسن
 جس جگہ تھے قعر و نظر بن گنیں گورین تمام

شانہ کرتے غیر کو دیکھا تو یہ نفرت ہوئی
 رات دن رہتی ہر نامحسوس ہلو از خود رفتگی
 ایسیو چھپیدہ محبکہ مار پیان ہو گئے
 آہ جیسے عاشق رفتار جانان ہو گئے
 یہ اشعار پڑھ کر خواجہ اسقدر روئے کہ دامن درمیان تر ہو گیا شہناہ خیر نے اٹھ کر آنسو پوچھے کہا
 خواجہ نہ گھبراؤ ہم تمہارے مقدمے میں جان بازی کرینگے شہناہ سے کہینگے مروارید گہریز بھی
 کہ رہی ہر اسی شہناہ ادج عیاری برائے خدا سے ناویدہ صبر کیسے دل پر جبر کیجئے عشق ایسی ہی جبر
 انسان مجبور و ناچار ہوتا ہوا اب تمہارا انتظام بوجہ حسن ہو جائیگا حیرت کو بھی خوف ہوا کہ ایسا نہ
 روتے روتے خواجہ کا کھلبلائے اب شہناہ خیر کو یقین ہوا کہ حقیقت میں مروارید اصلی ہر کثیر دن نے
 لباس فاخرہ پہنا یا زور بھی مشکا و یا حیرت کو بڑی خوشی ہو حیرت نے کہا خواجہ تھے مجھ پر احسان
 کیا یہ کسکر علم دیا صرصر شہر زن کو تو باہر سے بلا لاؤ کنیرین گنیں صرصر کو بلا کے لائین حیرت نے کہا
 اے صرصر کسنا ہمارا مانوس نہ کسی مرد کے ساتھ ضرور شادی ہوگی پس ہمارا کسنا مانوس مردت سے
 تم پر جان دیتا ہوا اب اسکو قبول کرو ہماری خوشی بھی ہو شہناہ خیر نے بھی یہی کہا کہ عمر و اسیا عیار
 لے سکو لٹا ہو لائن اسکے ہو کہ اسکو تو بنید بانو بنائین صرصر نے منہ کھلا کر جواب دیا میں عمر و کے
 ساتھ شادی نہ کرونگی حیرت نے کہا ہم سمجھتے تھے اسی شہناہ خیر نے آئی ہیں مشکین باندھ کر عمر و کے
 ساتھ کر دینگے صرصر نے کہا اب کہ نہ فرمائیے میں کسی کی لڑائی نہیں ہوں جو کوئی مجھ پر بدتی کرگا
 جان اپنی دید ونگی یہ کسکر اٹھی کہا آج سے میں باگاہ میں نہ آؤنگی یہ کسکر صرصر باہر چلی گئی خواجہ یہ
 حال دیکھ کر روئے گئے کہا کیوں اے ملکہ عالم اب کیا ہو گا میں نے آپ کے کہنے سے وہ کیا جو کہی نہ کیا
 تمہا سپان شہناہ خیر صاحب آپ کی تو مراد برائی میری جان پر بنی ہوئی ہو شہناہ خیر نے کہا خواجہ
 آپ نہ گھبرائیے میں اپنا لاکھون روپیہ صرف کرونگا افراسیاب سے کسکر شادی کرونگا خواجہ تمہ
 تر دو نہ کرو خواجہ نے کہا میرا جو مدعا ہے دلی بخاؤدہ میں نے عرض کیا اب میرے مقدمے میں آپ کو
 اختیار ہی جو نظیر پروردگار ہو گا وہی ہو گا حیرت نے کہا خواجہ تم نہ گھبراؤ میں اسکی تدبیر دل
 جان سے کرونگی یہ مراد دی کہان جانی میں رفتہ کر اسکا ونگی سے بڑے کہان جانی ہم اسکو
 بکروا بلائینگے سب طرح کا اختیار ہی ہمارے ساتھ بغاوت اکی نہ چلی خواجہ عمر و کو ملک حیرت
 و شہناہ خیر و غیر مشکین دے رہے ہیں سب لوگوں نے یہی کہا کہ خواجہ اب تھے ملک حیرت جلاؤ

اقبال کرتی ہیں ضرور یہ معاملہ ہو گا خواجہ نے کہا جان و مال سب راہ محبوب میں حاضر ہو ملکہ عالم کا ارشاد
فرمانا باعث تسکین دل ہو معاصیوں نے کہا خواجہ نہ گھبراؤ شہنشاہ سے ذکر ہو کے اب یہ معاملہ ہاتھ
خوبی کے ہو گا عمر و نے کہا ایک مجھ کو باغم ہو میں نے ایسے مگر آپ کے ساتھ کیے کہ میری بات
اعتبار جاتا رہا ہر چند کہ میں ہمیشہ شہنشاہ سے محبت رکھتا ہوں مگر دل کی بات ظاہر نہ ہو سکی ایک ہی
دن میں سب مسلمانوں کو کپڑاؤں کا خواجہ تو یہ باتیں کہہ رہے ہیں وہاں ملکہ مہر خ نے گھبرا کے برق سے
کہا ذرا جا کر دریافت کر دو ملکہ خود آٹھ سو دیکھ آؤ کہ خواجہ نے کیا کیا حقیقت میں وہ ارسطو فطرت تعمان
حکمت میں جسکے قتل کا ارادہ کیا اسکو نہ چھوڑا ہزار ہا سپہ سالار مکر میں ان چلے آئے صد ہا سپہ سالار نامی و گرامی
جبکہ عدیل و نظیر طلسم میں ممکن نہیں وہ ہاتھ سے خواجہ کے قتل ہوئے ماشاء اللہ خدا انکر سلاطین ملکہ
اس پیشہ زمین حصار پر میں ساٹھ ہزار ساحر لیکر آئی تھی مگر ارادہ برگ و مہیا سے قضا تھی یقین کامل تھا
کہ جس وقت افراسیاب کو ثابت ہو گا کہ ملکہ مہر خ نے نواسی کا ساتھ دیا اسی وقت اگر فساد کر گیا یا بہ ذلت قید کو
لا گیا کیا عنایت پروردگار ہو کہ بائیس لاکھ کا لشکر یہ سرداران نامور ایک ایک سامری عہد حمید زمان
لیکن خواجہ عمر و کا اکیلا دربار میں ایسے دشمن کے جانا خدا کی آبرو بچائے ایسا نہ ہو دشمنوں کو گرفتار کر کے
سم بہ اطمینان بیٹھے رہیں اگر خضر مفصل ملے جا کر اپنی جان دین اور برق خضر لبنا ضرور ہی قلعہ نا جبر ہو برق
نے کہ حضور راہی جاتا ہوں جا کے خبر لانا ہوں یہ کس ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ حیرت میں آیا دکھیا
خواجہ خلعت فاخرہ پہنے ہوئے باگاہ میں بیٹھے ہیں حیرت جادو سے باتیں کر رہے ہیں ایک کرسی چوہاں لگا
پر مرورید گہر ریز شہی خواجہ کی سفارش کر رہی ہے برق ستون کی آڑ پر کے کھڑا ہوا خواجہ عمر و کو دیکھ رہا
ہو خواجہ چار جانب متوجہ ہیں کنگھیوں سے برق کو دکھیا سچا نا ایک پرچہ لکھا ملکہ حیرت کو دیکھتے
پتھا کہ ستون کی آڑ میں جو خدمتگار رہے پہنے کھڑا ہو برق فرنگی عیار پر میں جا کے گرفتار کرتا ہوں
شاہ میری کند سے لکھائے تو آپ سحر کر کے گرفتار کر لیجیے گا ایک باد تو اہل اسلام کا ٹوٹ جائے میں
سوی چاہتا ہوں دمیدم زوران لوگوں کا کم ہو فوراً اسکو گرفتار کر کے تنہا کر دے گا یہ باتیں کر کے خواجہ
آٹھ اور جانب دیکھتے ہوئے چلے کہ برق کو گمان بھی نہ ہو برق سمجھا کسی کام کو خواجہ اٹھنے میں خواجہ
نے سپلو میں آکر حلقہ ہائے کند برق پر مارے اور نعرہ کیا میں نے سچا نا برق نے جست کی مگر حلقہ ہائے
کند سے نہ نکل سکا خواجہ نے جبکہ مالہ برق منہ کے بھل زمین پر گر خواجہ نے چھاتی پر چڑھ کر شکنیں باندھیں

بارگاہ میں تڑپا کہ برق پکڑا گیا خواجہ عمر و نے کہا اوجھیا ہم اب شہنشاہ ہوشربا کے ملازم ہوے
اب تم لوگوں کی دال نہ لگیں نہ اس مقام پر آنے پاؤ گے سب کو گرفتار کر کے قتل کراؤں گا اب میرے
ہاتھ سے کیونکر بچو گے میان جالسنور و خمر غام و غیرہ میان ہونے جا کے بی مہرخ سے عرض کریں کہ
خواجہ عمر و شہنشاہ ہوشربا کے نوکر ہو گئے تمہارے ساتھ جو برسوں جا بجا زری کی کیا پھل پایا جو سزا
آیا اسے مارا کیسی کیسی عیاریاں کی لگ کر کوئی فائدہ نہ ہوا یا روکدینا کہ آپ کو یاد ہو گا کہ جب سفا دل
آپیشہ زلمین حصار پر تشریف لائی تھیں ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی اس قدر کہ وکاش کی کہ تم ہنبر
افراسیاب کھلاتی ہو کجا بادشاہ بجاہ کجا لوندیان باندیان ایک دن میں سب کو مٹا دوں گا یا رست
وامارت و سلطنت ہو چکی اب بہتر اسی میں ہو کہ رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت نصیحت شہنشاہ
ہوشربا ہو ورنہ آؤں گا سب کی گردن پکڑ کے لجاؤں گا یہ نہ سمجھنا کہ ہم ساحران نامی ہیں سب سحر و ساحری
مٹا دوں گا وہی تم لوگ ہو کہ جنگو گرفتار کر کے مسلمان کیا اب گرفتار کر کے ساحری و جھبید کو سجدہ ڈاؤں گا
برق فرنگی کو ایک لات ماری کہا کیوں ہے میان عیاری کرنے آیا تھا حیرت چادو سے کہا ای ملک عالم
اس مکار کو جلد قتل کیجیے یہ آپ کے میان بڑے غضب کی بات ہو کہ گرفتار کریں اور قتل نہ کریں ینکر
حیرت نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اب آپ نے بھوریے کو گرفتار کیا آج ہی اسکا فیصلہ ہو جائیگا
شہنشاہ کو عرضی لکھ جائیگی یہ حال شکہ شہنشاہ خوش ہو جائیگی لکھو گی کہ حسب ایماے حضور خواجہ عمر و
تشریف لائے ملک مروارید گہر ریز کو دید یا لیکن صرصر شہر زن کے خواہان ہیں شہنشاہ فوراً صرصر کو سمجھا کر
راخی کر دینگے وہ اگر بخوشی نہ مانیگی شہنشاہ مشکین باندھ کر آپ کے ساتھ عقد کر دینگے خواجہ عمر و عقد
کے نام پر سیت سنتے ہیں کبھی ملک حیرت کے تخت کے گرد پھرتے ہیں کتے ہیں ای ملک عالم کیا ہوگی جہنم
یہ قطعہ فرمایا جو وہ میرے حسب حال ہر قطعہ اگر ہر مو سے من گردن باندھے نہ تو رانم ہر یک داستان
نیارم گو ہر شکر تو مفتن ہر سروے ز احسان تو کفن ہر ای ملک عالم کیا عرض کر دن اس ظالم کی محبت نے
بیدست و پا کر دیا خانہ دل غم و الم سے بھردیا لفظ

شہر شباب کو یوں را لگان نہیں کرتے
وہ لطف ضبط کبھی را لگان نہیں کرتے
قفس سے پھینک دے مردہ سمجھو کہ ہستی

نبی ہو دل پہ تو ضبط فغان نہیں کرتے
جو غم کے مرتبہ دان ہیں فغان نہیں کرتے
اس آسروے پہ پڑے ہیں فغان نہیں کرتے

حضور آپ نے حسرت نصیبِ فرقت میں
 شگون بدہودہ اور بیان امید شادی ہر
 میں چپ جو ہوتا ہوں تو درد اٹھکے کتا ہر
 سر صانع رکھکے قفس سورہا نہ کر صیا و
 نری طرح سے جو دل پر ہیں چوٹ کھائے جو
 زمانہ جانے نہ جانے اٹھیں غرض کیا ہر
 ہمارے ضبط پر صیا و رحم کھا گیا
 ہزار درد ہوں دل میں خموش رہتے ہیں
 قفس میں مر کے یہ ہم امتحان کرنا لے
 یہ کون در پہ مرے آنکے لکھ گیا مصرع
 خموش منہیا ہو صیا و سر جھپکائے سوے
 کلیجہ آتا ہو منہ کو غصہ من یہ گھٹتا ہر دم

پکارتے ہیں قضا کو فغان نہیں کرتے
 خیال وصل میں اس سے فغان نہیں کرتے
 شبِ سداق ہر اور تم فغان نہیں کرتے
 کہ تیرے خوف سے قیدی فغان نہیں کرتے
 ارس وہ ہجر میں کیونکر فغان نہیں کرتے
 جو محو یاد بہان ہیں فغان نہیں کرتے
 اسی امید پہ ہر سون فغان نہیں کرتے
 مزا ہر ضبط کا حب کو فغان نہیں کرتے
 وہ چھوٹتے ہی نہیں جو فغان نہیں کرتے
 جو راز دار ہیں ہر گز فغان نہیں کرتے
 اسیر آج قفس میں فغان نہیں کرتے
 جو دل کا حال کسی سے بیان نہیں کرتے

برق نے دیکھا کہ اب استاد کے ہاتھ سے بچاؤ شوار ہر جانسوز و غم و متفرقان بیرون بارگاہ سے
 آنھوں نے بھی خبر شی کہ خواجہ عمر و نے برق کو گرفتار کر لیا اس پر بار پڑی ہر تینوں عیار یہ خون
 شکر سمجھا گئے جا کے ملکہ مصرخ کو خبر دی کہ اب وہ دربار جانے کے لائق نہیں ہر خواجہ عمر و سبکو
 گرفتار کر رہے ہیں ہم لوگ آنکے ہاتھ سے کیونکر بچیں گے وہ تو ہر رنگ میں پہچان لیتے ہیں برق فرقی
 کو ابھی گرفتار کیا ہر اور مر وارید لہر ریز کو بھی دیدیا وہ اب پہلو میں اپنے شوہر کے بیٹھی خواجہ کی سفارش
 کر رہی ہر مگر بیان جب خواجہ اٹھکر برق فرقی کو لات لگی مارتے ہیں تب برق چپکے سے کتا ہر آئنا
 میرے چوٹ لگتی ہر خواجہ جھلا کر ملکہ حیرت جادو کی طر و جوع ہو کے کہتے ہیں دیکھیے ملکہ عالم
 یہ بھلو تسخیر کرتا ہر یہ نہیں جانتا کہ میں دل و جان سے مطیع افراسیاب ہوا اور کبھی فرماتے ہیں کہ میں تو
 اب خدمت فیضد حبت شعلہ خیز میں رہوں گا یہ دونوں صاحبِ محب کو سر فراز کرینگے شعلہ خیز کتا ہر
 خواجہ میں تمھارا وہ مرتبہ کروں گا کہ عالم عالم رشاک کرے تمکو اپنے لشکر کا بادشاہ کروں گا خواجہ
 فرماتے ہیں آپ کی مہربانی میں بھی خوب راضی کروں گا اس وقت دربار میں گرفتار ہونے سے برق کے

سب کو یقین کامل ہو گیا کہ اب مسلمانوں کا لشکر نباہ ہو جائیگا اسی کی ذات سے سارا نظام تھا اب
ملکہ مبارک جادو کی شادی ساتھ افراسیاب کے ہوگی افراسیاب جادو و دت سے ملکہ مبارک پر عاشق
ہو جب کوئی ساحر زبردست آتا ہوا اہل اسلام گرفتار ہو جاتے ہیں تو افراسیاب جادو و دت میں لگتا
ہو کہ مخمور و مہار کو کوئی صدمہ نہ پہونچے پائے آج تک افراسیاب کو مبارک مخمور سے وہی محبت ہی
ہمیشہ سفارش کرنا ہو کہ خواجہ عمر و بیٹھے گہرائے زمانے لگے کہ اے ملکہ حیرت خالی محبت میں دل لگا
ہو ایک دو غزلین گائین آپ کول مبارک ملکہ حیرت نے کہا خواجہ تمہارے گاتے کے تو سب مشتاق
رہتے ہیں اگر خوشی ہو ایک آدھ چیر کا ڈیہنڈو خواجہ عمر و نے خود بایان کھینچ لیا سیدھا سیدھا ٹھیک
چیر نے لگے حیرت جادو سے آنکھ ملا کر عرض کی دو چار اشار سماعت فرمائیے شعلہ خیر و بارید گہر
سے کہا براہ مہربانی آپ بھی متوجہ ہوں مر و ارید نے کہا خواجہ ہم تو تمہارے گاتے کے دل سے
مشتاق ہیں خواجہ نے یہ غزل شروع کی نظم

ظہور آدم خاکی سے یہ ہسکو یقین آیا
گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
ہفسین تیرے کرم سے جام مثل برق و ہوا
پری شیشے میں اتری کیسے یا قالب میں رنج
ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لگتا ہوں
نہ گہرا چارون کے واسطے اور جہ قالب میں
چسب دل متراک نظر اسکو دکھا دینگے
مشقت سی مشقت کی ہر کہ عشق میں بنے
سمجھوڑ گیا کسی کو آسمان بے گور میں بھیجے
گر جان تک بھی دامن سے جنوں ہو رہا اسکا
مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
ارجوع اپنے دل روشن سے کراٹش جو خطر

تماشا آئین کا دیکھنے خلوت نشین آیا
قرآن مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا
مبارک ہووے ہمکو ابر باران آفرین آیا
عجب انداز سے آغوش میں وہ مازین آیا
ستارہ نیک ہی میرا نو وہ زہرہ حسین آیا
گیا جب اس مکان سے پھر نہیں اسکا کلین آیا
جو کوئی مشتری بازار عالم میں حسین آیا
پسینہ پاؤں کا کس روزیاں ستر تک نشین آیا
سمجھو زیز زمین اسکو جو بالاسے زمین آیا
نیل سے ہو کے دامن تک جو چاک تین آیا
مقام گیسو مشکین و خال غنیمت میں آیا
گیا خرم جب اس درگاہ میں اندو گلین آیا

ملکہ مر و ارید کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے شعلہ خیر نے کہا حقیقت میں خواجہ تمہارا مثل نہیں ہے

تعلیم لاتی ہو کہ تمکو تو نیک بازو بنائیں ساری محفل میں صدائے آسنت و آفرین بلند ہوئی ہر ایک کا
یہی قول ہو کہ خواجہ کا گانا سحر ہو خوش آواز صاحب سوز و گداز کو بے قرار کر دیتے ہیں یہ سن کر خواجہ
روئے لگے کہا اے شہنشاہ شعلہ خیر میں اس حال پر بڑا فاسوس ہوتا ہر اس قدر مکر کیے ہیں کہ تمکو
سے بات کرنے کو جی نہیں چاہتا اس وقت موقع یہ تھا کہ گاتے بھی جاتے شراب بھی پیتے جلتے
محبت عیش و نشاط ہوتی سب لوگ خوش ہوتے مگر اب تمکو سے نہیں نکال سکتے عیب میں کیونکہ
کہ خواجہ نے جال پھیلایا اب سب کو بیہوش کرینگے اسوجہ سے میں کچھ نہیں کہہ سکتا آج دل کو
میرے بڑی خوشی ہو شعلہ خیر نے کہا خواجہ اب تمپر کوئی کسی قسم کا گمان نہ کرے گا مشہور ہو گیا کہ
خواجہ نے دل و جان سے اطاعت کی پسند خواجہ عمر و نے کہا جو آپ کے دل کو تسکین ہو تو پہچان
کے کا خون ہو جو کوئی کہیگا تمکو کی کھائینگا یہ کہہ کر کھلیہ سچانے کی محکومنائت کیجئے تو میں ساقیگری
شروع کروں آج کوئی بات نہ رہے ملک حیرت نے اشارہ کیا سب صاحب بیٹو جان شعلہ خیر
اپنے مقام سے اٹھا کنبی ملک حیرت سے لیکر عمر و کو دی کہا تو خواجہ تھیں اختیار ہو سب سے پہلے ہم
پینے میں سب سے زیادہ دینا خواجہ کا ہلکا اعتبار ہو خواجہ عمر و نے جو کنبی پانی دوڑ کے میخانے میں
آئے سب شراب کو خراب کیا بیہوشی دل بھگے ملائی اور پکار کے آواز دی یار دوڑو شراب تقسیم ہوتی ہو
شراب کا نام سنتے ہی سب لوگ دوڑے تھراپے گلابیان پتلے اٹھا اٹھا کے لیجانے لگے سارے لشکر میں
یہی ہنگامہ تھا کہ آج ذات سے شہنشاہ شعلہ خیر کے یہ جلسہ ہوا برق فرنگی بندھا بیٹھا ہو سب معاملہ
دیکھ رہا ہوں دل میں کہتا ہر استاد کی خوب بن پڑتی ہو کیا خوشی خوشی شراب تقسیم کر رہے ہیں مگر حیران ہو
کہ استاد نے کیا سوچ کر فیمل کیا مر وارید گھر ریز کو کیوں حوائے کروا جب باہر وائے شراب لیجا چکے تب
خواجہ عمر و ڈیڑھ سو گلابیان و کٹر الماس نگار مرار خوانی سے مہر کر کے محفل میں لائے دیکھتے ہیں
خوش ہو گئے کہ خواجہ کس سلیفے سے شراب لاتے ہیں اگر زاہد صد سالہ ہو تو مال چمک پڑے اسکا ہی
دل چاہے کہ آج شراب پیجے خواجہ عمر و نے جام لبر کیا پہلے شعلہ خیر ہی کے سامنے لائے کہ کیا پیجے
نوش فرمائے شعلہ خیر نے کہا میں تو بندہ بے زہون عمر و نے کہا میں نے یہ تدبیر کی ہو کہ آپ کبھی
عاشق و معشوق جدا تمکو کے شعلہ خیر جام لیکر بے اندیشہ انجام پکیا خواجہ نے دوسرا جام بھر کے
مر وارید گھر ریز کو دیا مر وارید بھی پکیا شعلہ خیر نے پوچھا اے ملک عالم خواجہ نے تمکو کہا ان کی کیا تھا

کس طرح رہیں مروارید نے کہا اوشن شاہ کیا بیان کر دین میان تو خواجہ اکیلے بیٹھے ہیں زمیں میں
انکی بڑی عملداری ہو جیسے زمین زمیں پہونچی پانچ چار کالی کالی لونڈیاں دوڑ پڑیں مجھ کو گھیر لیا
ایک کتنی تھی کپڑے اتاروا ایک کتنی تھی باورچی خانے میں کام کر و ایک کتنی تھی آٹا گوندھو میں
جیران جیران سب کی جانب دیکھتی تھی ایک نے دوست اپنے مار دیا ایک نے جلتا ہوا سوتہ سوتہ
میں لگا دیا کھینچ کر مجھ پر باورچی خانے میں لگے کئی سر لونڈیاں کھانا پکا رہی ہیں ایک طرف پلنگر
دیکھا باغات کے دروازے کھلے ہوئے ہیں سب باغ سرسبز و شاداب بہت جوش بہا رہا کران
نہر نہ سڑکی پکارا برتیرہ و تار آسمان پر چھایا ہوا زمین نہیں بوندیاں پڑ رہی ہیں کنارے حوض کے
یہ سرد و قمریان طوق محبت بہ گلو شورو کو صاف جس سے ظاہر ہے کہ اپنے معشوق کو ڈھونڈ رہی
ہیں یہ اشعار انکی زبان سے فہم ہوتے تھے چار

ہزار غمش لب تک آئے کہاں مقدور ہو
ایک شعلہ داغ سوزان کا ہر میرے آفتاب
دل ملا میری میں ہر محو خیال زلف یار
سامیائے زخمی تیغ لگا ہست ہون
نا توانی سے خط بار یک ہر ایسا بدن
حسن عالم تاب سے تیرے مثال مہر کیا
نہ کسی صورت مہین کا شائے تن خلد سے
ہو گیا بہوش حسیہ آنکھ تیرے ہی پڑ گئی
اور بھی شاعر زمانے میں ہیں اکثر ایسے

دل بہا را جلوہ گاہ شاید مستور ہو
آسمان نیلگون و دودن محسوس ہو
ماں شاک ختن پر پردہ کا فور ہو
ہر دہان زخم میں خون بادلوں انگور ہو
ہو چکی ہیں مدین زنجیر پائے مور ہو
یہ کسے نور ہو وہ اک چراغ دور ہو
ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور ہو
کس قدر مسرور زمینی ز گس مخمور ہو
پر جناب پاک کا کچھ اور ہی دستور ہو

کسی جانب عندلیبان خوشنوا مصروف زمرہ سرائی محو رعنائی و زیبائی محب رنگ کا وہ مقام ہر جہ
خاص و عام ہر باغ کے بیان میں طول کلام ہر مختصر عرض کرتی ہوں کہ قلعے جا بجا آراستہ و پیرہ
نہیں چڑھی ہوئیں گولہ انداز برق انداز شل رہے ہیں کہیں قلعہ لڑ رہا ہے سپہاں لڑتا جاتا ہے
اُس سپہاں کا یہی قول ہے کہ خواجہ کا حکم ہے خراج داخل کر دقلے دالاکتا ہے میرے بیان کی
خشک سالی ہوئی خواجہ سے عذر کہ ایک قصر میں ہزار ہا تاج رکھے ہیں ایک طرف قصر میں

جواہرات کے صندوقے رکھے ہیں نگہبان پکار رہے ہیں کہ حکم ہو خواجہ عمرو کا ان مکانوں کی جانب
کوئی شخص راستہ نہ چلے اگر کوئی اس طرف آگیا فوراً گرفتار ہو جائیگا ایک جانب دریا سے قنار
جاری ہو جہاز بھرے کشتیاں آ راستہ ہیں شاہزادیاں بجدون پر سوار ہوئے نواہ کھیل رہی ہیں ہر ایک
یہی قول ہو کہ ہم خواجہ عمرو کی کتیرین ہیں جہ مصر دیکھو عمرو ہی عمرو کا ذکر ہو بڑی عملداری ہوشیار باد
رعایا دلشاد ہر مقام پر یہی ذکر ہو کہ خواجہ عمرو کی عملداری ہو کوئی ظالم مظلوم پر ظلم نہیں کر سکتا ایک
شاہزادی بجز سے جواہری کئی سو کتیرین اُسکے ساتھ تھیں اُس نے خود ہی پوچھا کہ آج کوئی لونڈی
نئی آئی کتیروں نے عرض کی باورچی خانے میں کام کر رہی ہو اُس شاہزادی نے فرمایا ہمارے
پاس بلا لاؤ وہی لونڈیاں ظالم جو مجھے مارتی تھیں دھچکواؤں بی بی کے سامنے لیلیں اُس شاہزادی
نے دھچک پوچھت اپنی صحبت میں جگہ دی مہربانی فرمائی بی بی نے گھبرا کر تم جلد قید سے چھوٹ جاؤ گی
اور اگر شاہزادیاں رہنا ہوگا تو ہم تمکو اپنے قصر میں جگہ دینگے ہم سب خواجہ عمرو کے نوکر ہیں
اُنکے حکم کے خلاف نہیں کر سکتے ہیں یہ سب مال و اسباب و جواہرات خواجہ عمرو ہی کا ہیں
اُن سے بائیں کر رہی تھی اپنی صحبت بیان کر کے روتی تھی کہ آواز آئی اُس کتیر نو کو بھیج دو کالی
کالی لونڈیاں دھچکویاں پہنچا گئیں اُسی شاہزادی نے کہا لو مبارک ہو کہ تمھاری رہائی ہوئی
اور جو جو حال گز سے مہینوں بیان کروں تو بیان نہوسکین زنبیل میں خواجہ عمرو کی کئی ملک
آباد ہیں اب وہ معتقل شاہان عادن کوئی کسی پر ظلم و بدعت نہیں کر سکتا کرور ہا سو پئے کا مال
جمع ہو خواجہ عمرو نے لونا زنبیل میں داخل کر دیا اتنے عرصے میں خواجہ عمرو نے حیرت وغیرہ کو
شراب پلائی برق فرنگی و مبدہ کتا ہوا استاد میرے ہاتھ لوٹے جاتے ہیں رسیان ڈیلی کر دیجیے
خواجہ متھ پھیر لیتے ہیں جواب نہیں دیتے کبھی ایک لات مار دی کبھی پکار کے ملکہ حیرت سے کہا
دیکھیے یہ برق فرنگی مجھے سب کا تار جلا دے کو بلائیے اسکو قتل کیجیے ملکہ حیرت جادو فرماتی ہیں خواجہ
شہنشاہ افراسیاب کو لکھا ہر جب وہ تشریف لائینگے انھیں کے سامنے قیقل ہوگا خواجہ فرماتے
ہیں ملکہ حیرت یہ انتظام تمھارے لشکر کا بڑا ہی دشمن کو جلد قتل کر ڈالا جب قید رہیگا کوئی نہ کوئی
چھڑا لیں گی اور یہ عیار جان لشکر سلام ہیں اگر قیقل ہو جائیں مجھ کو پاک ہو حیرت جادو فرماتی ہیں
اس قطع و برید میں تھیں کو اختیار دلوادینگے خواجہ عمرو کہتے ہیں اگر میرا اختیار ہوتا سب سے پہلے

اس بھورے کو قتل کرنا اس کی گستاخی دیکھو صحت پٹ دوڑے آئے میری فکون آئے ہو گئے میں نے
انکی گردن لی اب کوکسان جائیگے کہ شعلہ خیز نے بیٹھے بیٹھے کہا خواجہ کچھ دو چار شعر تو گا و خواجہ
نے لٹلٹا کے یہ غزل کا ناشدروع کی غزل

وصل کی دولت ملی جذب دل سیلاب سے
دن کو رات آئے کیا ہو کیسو پر مناسب
استرا اسکے ذوق پر جب پورا ثابت ہوا
بے حقیقت کو بلا سے کب ہو دنیا میں گزند
ہر مسرت راحت دنیا سے غفلت کے سبب
آسمان کے پاس سامان عیب پوشی کا نہیں
آگے افتادوں کے پاتے ہیں کہیں کشتی فروغ
پڑتے ہی عکس رخ جانان کی ہر تشبیہ تمام
غیر سے لگوا لی مہندی اُسے ہاتھوں پر جوتا
ماتین گذرین کہ رکھتا ہوں فراق یار میں
ہو نہو تیرے دیکھ کر مجھ کو ہوا جوش جنون
کھائے ہیں ایسے ترے عراب ابرو کے فریب
حاکم کو سے یار ہر تلخ مرے تن پر لباس

کیا بنے بنائی ہر مگر سیلاب سے
رات کو دن کر دیا ہو رو سے عالم تاب سے
دور ہو جاتے ہیں تنکے حلقہ گرداب سے
عکس تنکے کا بھی بہ سکتا نہیں سیلاب سے
کون خوش ہوتا ہو بیداری میں عیش خواب سے
کب کسی کا ستر ہو گا چادر مناب سے
سرد ہو جائے نہ کیوں بازار آتش آب سے
چو کھٹے کو ہالے سے آئے کو مناب سے
پنچہ مر جان کو ہنسنے بھی رنگا مناب سے
دن کو پردہ داسے سے صحبت رات کو سرخاب سے
کرتے ہیں کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سے
بھاگتے ہیں دور ہم مسجد کی بھی حراب سے
کام کیا مجھ کو حریر و اطلس دکھا سب سے

مروارید گہر ریزے گہرا کے کہا صاحب بس لطف سے عمرو نے یہ شعر گائے ہیں کہ دیکھو بیکار کر دیا خانہ دل
غم و الم سے بھر دیا میرا ہی چاہنا ہو کہ خواجہ عمر و گامین اور میں گت نا چون شعلہ خیز نے کہا میں بھی
تمہارے ساتھ ہوں میان بی بی کا ساتھ کسی مقام پر نہ چھوٹے خواجہ عمرو نے بھی فرمایا ہو کہ
اب عاشق و معشوق کا ساتھ نہ چھوٹے گا بیوشی تو تاثیر کر چلی تھی یہ لکھ دو وزن زن و شوہر گت نا چھوٹے
ہو سے اُسے سب بننے لگے چند قدم زن و شوہر چلے گئے کہ بیوشی نے طباخچہ مارا دو وزن لکھ کر ا کے
گرے بیوشی ہو سے انکے ساتھ چہ آدمی اُسے وہ بھی گر کر بیوشی ہو سے بان بان کا ہلڑ ہوا ایک
اٹھا جا کر سے کوئی یہ لکھ اٹھا کہ آج خوشی کا دن ہو یہ کہا اور کر کے بیوشی ہو حیرت جادو

سب ہوشیار عورت ہوشیاری پیکر چپ بیٹی ہر کسی سے بات نہیں کرتی کیا ایک نشے کا ہوش ہوا یہ کنگا
 کہ شہنشاہ کو بلائے جاتی ہوں اُنھنے ہی گری ہوش ہوا جو اُنھا گئے بہوش ہوا شہنشاہ سے ہی حوسے میں
 سب اہالی دربار بر لب فرش فرش ہوئے اول تو خواجہ نے شعلہ خیر و مرور بدکمر زری کو اُنھا لے تدریج
 کیا برق سے کہا مینا صرف مادہ کو لیکر کیا کرتا اب زن و شوہر ایک مقام پر ہوئے بچوں کی بھی امید
 ہوئی برق جو کھلا روتا تھا کتا تھا استاد آپ کی تو عیاری پوری ہوئی میری سب پسیدان ٹوٹ گئیں
 آپ نے ایسا بیدار ہو کے مارا آپ کو اپنی عیاری کے سامنے کسی کا خیال نہیں رہتا ہی چاہتا تھا کہ میں
 بیکار کے حیرت سے کہہ دوں کہ خواجہ نے شراب میں بیوشی ملائی ہو خبردار کوئی شراب نہ ہے خواجہ عمرو
 نے کہا بچو تم کہتے تو میں نہیں آج قتل بھی کر داتا برق نے کہا استاد صاف کیجئے جہاں کہیں اب
 موقع ہو گا دیکھا جائیگا عمرو نے کہا اب آپ یہاں سے جائیے میں دو چار کوڑی کاروڑ لگا کر لون برق
 کب مانتا ہی یہ بھی لوٹے میں مصروف ہوا ہر چند خواجہ متع کر تے ہیں کہ اسے یہ کیا کرتا ہے برق فرنگی کتا ہے
 استاد میں نے بہت بڑی تکلیف اُنھائی آپ نے سارا رنگ عیاری کا میرے ہی اوپر عیاں اب غلام کچھ
 قطع بھی نہ حاصل کرے خواجہ عمرو نے چند کنیروں کو قتل بھی کیا مگر جب یہ ارادہ کرتے ہیں کہ قریب ملک
 حیرت کے جاؤں ہاتھ یا توں میں عرشہ آجاتا ہر طلب خود بخود پھرتا ہے ساری بارگاہ کو خود بخود تھا بان بنادیا
 منصور و صورت لگا لگا کتا کالاکا مصور کہ بند رہنا یا گلے میں پٹاری اکی صورت لگا کر کے بائیں ہاتھ میں
 رہنے ہاتھ میں ڈگڑگی اس تماشے کو دیکھ کر خود خواجہ عمرو خوش ہوئے لپٹے ہاتھ چوم لے میان تو بارگاہ
 حیرت کا رنگ ہر وہاں افراسیاب جادو باغ سمیع میں مینا مصروف عیش و نشاط ہوا زمینان
 رہ چین و رہ چینان مہر کلین غنچہ دین رشاک چمن خوش و خوشخو ناز و کرشمے میں طاق حسن میں شہرہ
 آفاق سامنے افراسیاب کے حاضرین بامین کرپے کرتے ایک نے کہا حضور اس وقت صحبت ملک حیرت
 میں کیا ہو رہا ہے دوسری کنیر نے کہا شہنشاہ شعلہ خیر و مرور بدکمر زریہ دونوں زن و شوہر
 پردہ ظلمات سے تشریف لائے تھے آپ کیا گزری اُنکا لچو احوال نہ معلوم ہوا اس وقت خود بخود لکھتا
 کٹیجہ مہر کو آتا ہر طلب تھا تاہی یہ شکر افراسیاب جادو نے کہا ذرا کتاب سامری تو اُنھا لادیا ایک کنیر
 کئی کتاب سامری اُنھا کر لائی کہا ایسے شہنشاہ یہ حاضر ہوا افراسیاب نے کتاب کو جو کھول کے دیکھا
 سارا نقشہ دربار ملک حیرت جادو کا آنکھوں کے نیچے بچہ گیا ایک چمن ماری کہا یارو بڑا غضب ہوا عمرو

دربار کو حیرت کے لٹ رہا ہو مروارید شعلہ خیز کو نذر زبیل کر چکا حیرت پر دست انداز ہوا چاہتا ہو
 یکسر افراسیاب غصے میں خود اسفاسل شعلہ جوال چلا آسمان سے آگے دیکھا سارے لشکر میں
 ہنگامہ برپا ہو دکاندار ناج رہے ہمارے دیان دوری دوری پھرتی ہیں تماشا بینوں کی خوب
 من پڑی جتنے طبقہ پایا گو میں اٹھایا اور لے بھاگنا کہ الگ بہریش پڑی ہو کرن کسکو روکے دس پانچ
 نذر بان لشکر سے غائب ہو گئیں اب جو ناکہ ہر شیار ہوئی اپنی لڑچی کے لیے پریش ہو کہ ہاسے میری بھی
 کرمان غائب ہو گئی افراسیاب یزناک لشکر کا دیکھ کر بہت پریشان ہوا میں سے نذر کیا باش اوسار بان زار
 اب میرے ہاتھ سے بیکر کرمان جائیگا عمرو نے نذر افراسیاب کی آواز سن کر کلیم اڑھلی برق سرخچ
 چاک کر کے بھاگا افراسیاب نے پشکر دیکھا لشکر والوں کی عجب نوبت ہو دروازے پر چو بار حاجب
 دربان کا ہو ہے سب ہو سے میں عمرو نے یہ تدبیر کی کہ ہاتھ میں آئے جوتی باندھ دی آنکھ جو کھلی ہاتھ اپنا
 منہ پر پھیرنے کو اٹھایا جوتی ترے منہ پر پڑی گھبرا کے دیکھا پہلو میں دوسرا کھڑا پڑا ہو پشکر کہا کیا کرنا
 ہٹو جوتی مار کے پھر پڑ رہے اچک کے اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے وہ اسکو کھڑا کتا ہو یہ اسکو کھڑا کتا ہو
 چار جانب بھی ہنگامہ ہونا چنے دانے گانے والے فریاد فریاد رہے میں بعض اپنی دھن میں کچھ کار ہے
 میں دوسرے نے کہا میان کیا برائے ہو عین دل عاشقانہ تو سنو کئی شعر شفرق میان قمر صاحب کے
 مچھلو یا دہن وہ سنا تا ہوں یہ کہکے دھن میں گانے لگے تھ

گل لالہ میں مسکن ہو رہے کامل میں رہتے ہیں
 یہیلی وش ہمیشہ لوز کی محل میں رہتے ہیں
 نہ اُس عالم میں مسکن تھا نہ اس منزل میں رہتے ہیں
 قمر جبکا تخلص ہو اسی سنڈل میں رہتے ہیں

قمر ہم داغ بند عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں
 خیال مد بینان عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں
 عدم سے شوق میں آئے چلے دنیا سے صریح
 ہمارے گھر پنا کے ہنسکے کہتے ہیں بخیر دن سے

دوسرے نے کہا کیا بیوہ کہتے ہو کیا میان قمر صاحب سے کبھی ملاقات نہیں ہو چند شعر تمکو اُنکے
 ایسے سناؤں کہ حیرت میں ہو جاؤ سنو عرض کرنا ہوں اشعار

رکنا نہ تار گریبان پئے رفو باقی
 ہوا سے کوئی گھسیو ہو مو ہو باقی
 نہ تو نہ تیغ نہ ہم ہیں نہ وہ گلہ باقی

جنون کو چاک حشر کی ہو آرزو باقی
 کوئی ہوس ہو نہ دل میں نہ آرزو باقی
 بھاد جوڑ کے چرے میں چار رسو باقی

لنڈھائے دینا ہر سیاہی جو شام سے سب غم
یہ طر گل کو کہا سو نگو کر مرے گل نے
خزان میں کوئی نہ پوچھ گیا اور گل رعن
کمر جو باندھی ہو عالم کے قتل پر ظالم
خباہ نے بھی مرے خاک چھائی عالم کی
لگا ہی لائے نشتر کو ہم کبھی نہ کبھی
وہ عا یہ کرتا ہو مینا صدا سے قتل میں
چلا نہ دور رقیبوں نے لاکھ سر پہنکا
خجری تو بھر چلی گردن پہ اب تو کھول دے پر
سڑپ کے مرگنی بیل ہوئی نہ گل کو خبر
قتل ہو بھر جہان کی تو نعمتوں کو نوال

سحر کے واسطے رکھ ایک تو سب بانی
شہید ناز کی میرے ہر اسمین بوبانی
سبا حسن ہر جہت تک ہر رنگ و بوبانی
یقین ہو کہ اکیدل رہے لگا تو بانی
ہوا سے وصل کی اب تک ہر جستجو بانی
جو رہ گیا کسی رگ میں کسین لہو بانی
کہ تا چشم رہن سانی و سب بوبانی
وہی مہن ہم وہی صحبت وہی ہو تو بانی
کہ رہ نہ جائے ترے پنہ کی آرزو بانی
رہی نہ باغ جہان میں دف کی بوبانی
یہی ہو چاہ کہ رہ جائے آبد بانی

افراسیاب جادو دیکھ رہا ہو کہ ہر شخص اپنے حال میں کوئی ناچتا ہو کوئی گاتا ہو کوئی بھاگا جاتا ہو
کوئی بڑے سمجھ دار چپکے چلے جاتے ہیں ایک طائر اڑ کر جو سر پر سے لکڑا سمجھے کہ کسی نے ڈھیل لدا
ارے کہہ کر پیچھے ہٹے لڑکھڑا کے گرے بیوش ہو گئے سب اس کیفیت میں ہیں کل ساحران غدار
آفت مصیبت میں ہیں یہ رنگ باہر والوں کا دکھتا ہوا اندر پار گاہ کے آیا دکھیا سب بیوش
پڑے ہیں افراسیاب نے باران سحر برسا یا سب ہوشیار ہوئے مصور نے اپنا یہ حال جو دکھیا
گلے میں پٹا پڑا ہوا اسمین رسن بندھی ہوئی ایک عورت سونٹا ہاتھ میں لیے ہوئے رسن بلاری
ہر جھلا کر بولا اور حرامزادی تو کون ہی مجھے بند رہنا یا ہر صورت لگا سونٹا لیکر اتنی ڈگڈگی بجا سکے کہنے لگی
نہج کھلاڑی و شک دھتا افراسیاب تمہارے ہنسنا کہا مرشد زادے ذرا ہوش میں آؤ زوجہ کو کلمات
سخت نہ کہو مصور نے کہا یہ ملکہ عالم ہیں افراسیاب جادو نے سب کو ہوشیار کیا حیرت سے ہر جہاد سے
یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا میں نے آپ کا لکھا ہوا رقمہ عمرو کے پاس بھیجا وہ رشتے کر دیکھتے ہی فوراً
حاضر ہوا آگے مروا یہ کہ ریز کو دید یا شنشا و شعلہ خیر نہایت خوش ہوئے اسنے اپنا رنگ جہاں لکھا
اب میں سامری پرست ہوا آپ ہی کی خدمت میں رہا کرو لگا سب سلمانوں کو پکڑ لائے لگا بوق و زنگی

چار بصورت خدمتگار میرے دربار میں آیا تھا اسے عمرو نے گرفتار کر لیا اب سب کو اعتبار ہو گیا
 کہ اس نے دل و جان سے اطاعت کی اور جب مروارید گہریز کو دیدیا تو کہا اب میری شادی سنا
 حصر صر کے کر دیجیے میں راضی ہو گئی حصر صر سے جو کہا اس نے نہ مانا بڑے مجھے باہر چلی گئی بعد تھوڑی
 دیر کے عمرو نے شراب کا چرچا کیا شراب پی پیکر سب بیہوش ہوئے میں بھی بیہوش ہو گئی اب
 وہ دونوں زن و شوہر کو لیکر افراسیاب نے کہا حصر صر کو بلاؤ جا کر جبر لائے یہ ذکر تھا کہ ملک
 حصر صر شہر زن غمگینی ہوئی آئین افراسیاب جادو نے کہا اے حصر صر جاؤ دربار مہر خ میں ذرا
 دریافت تو کرو کہ شہزادہ خیر و مروارید گہریز پر کیا گذری حصر صر یہ سنکر بیان سے روانہ ہوئی اب
 دربار ملک مہر خ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ دربار مہر خ کا آستانہ و پیراستہ ہر سب ساحران نامی و شہزاد
 گرامی تھے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ابھی تک عمرو و برق واپس ہوئے مہر خ آئے مہر خ معلوم نہیں
 کیا گذری کہ ادل برق فرنگی ترپتا ہوا آ کے پہونچا سب حال اسے مفصل بیان کیا کہ خواجہ نے
 زن و شوہر کو لیا دربار حیرت کا لونا افراسیاب آگیا آستانہ و عظیم اور حصر کے بھاگے یعنی یہ کہ وہ بھی
 آئے مہر خ برق یہ باتیں کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو بھی آ کے پہونچے ملک مہر خ نے کہا خواجہ خیر و عمرو
 نے کہا کیا عرض کروں میں تو آج ٹٹ گیا عین وقت پر افراسیاب آگیا ہم بھاگے دو صند و نیچے
 جو اہرات گئے یہی کہ میں تھے وہ بھاگتے وقت کہیں گر گئے اب مہر خوں کا جلوہ ہو گا ملک انکار و پیہ ضرور
 ان کے نیچے در نہ اعتبار جاتا رہیگا اسی وقت ملک مہر خ نے دس نوڑے منگوا کے حاضر کیے کہا خواجہ
 یہ تو حاضر ہی عمرو نے کہا خیر جو ملا وہی سہی من قرض اور کسی سے لیکر ادا کروں گا یہ سود میں داخل کروں گا
 ملک مہر خ نے کہا خواجہ شعلہ خیر و مروارید کو اب نکالے خواجہ نے دونوں کی زبان میں سوزن دیکر
 نکالا و زن کو ہوشیار کیا اب جزدن و شوہر کی آنکھ کھلی دربار دربار خواجہ عمرو کو دیکھا کہ تمام مہر خان
 نامی و ساحران گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں مہر خ دربار قلعہ پر سرداران سے سمور یہ کیفیت دیکھ
 و دونوں زن و شوہر گھبرائے کہ ابھی تو ہم دربار ملک حیرت جادو میں بیٹھے شراب خوری کر رہے تھے
 یہ کیا سر کہ گذرا کہ ہم دونوں زن و شوہر بیان آئے یہ دونوں اس سوچ میں متحیر و متروک تھے
 کہ خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی اے شعلہ خیر و مروارید گہریز اب ہنسنے سے واسطے اسی میں
 ہو گا طاعت نہ رہے کہ ہم کرو مہر خ و مہر خ نے بھی بہت سمجھا یا محض نے اٹھ کر کہا تم خوف نہ کرو دیکھو

افراسیاب نے ہمارا کیا کر لیا خدا خواجہ عمر و کو سلامت رکھے جو قصد کیا وہی کر لیا کبھی ہلکو قید نہ کر سکا
 اور یہ بھی تنے سنا ہو گا کہ میرا طلسم تمام ہوئی انشاء اللہ افراسیاب کو قتل کرینگے اب کیا افراسیاب
 زندہ بچے گا یہ سنکر زن و شوہر نے آپس میں اشارے کیے کہ جان بچا نا ضرور عطا ہر بن تو اطاعت
 کرو عمر و کو گرفتار کر کے بچپن یہ اشارے کر کے دونوں پکارا اٹھے اور ملکہ عالم ہم دونوں زن و شوہر
 دل و جان سے اطاعت کو حاضر ہیں ہمارے شریک ہونے سے آپ کو مڑا نا نہ ہو گا مہر خ نے
 فوراً حکم دیا کہ زبان سے دونوں کی سوزن نکالو حکم کی دیر تھی فوراً سوزن نکالی گئی پہلو سے تخت
 میں دونوں کو کرسیاں ملین دونوں ان کرسیوں پر آکے بیٹھے کہ رہے ہیں اور ملکہ مہر خ ہم مقام
 لوح کا بتائینگے مرحلہ جات کی بھی فکر کرینگے پر وہ ظلمات کے بھی حال سے بخوبی آگاہ ہیں وہ سب
 راستے عرض کرینگے مگر دونوں میں و دونوں کے یہی خیال ہو کہ آج ہی رات کو اپنا کام کرینگے عمر و کو
 گرفتار کر کے بچائینگے ظاہر میں یہ باتیں کر رہے ہیں کہ ہم راستہ بتائینگے جا بجا مدد کرینگے لیکن صرصر
 واسطے دریافت کرستان دونوں زن و شوہر کے حال کے چلی تھی دربار میں ملکہ مہر خ کے اگر دیکھ
 یہ دونوں زن و شوہر سلطان ہو گئے ملکہ مہر خ کے شریک ہوئے کرسیوں پر بیٹھے باتیں کر رہے ہیں صرصر
 یہ حال مصیبت آئی اپنی آنکھوں سے دیکھا بقرار ہو کے بھاگی خبرت میں حیرت و افراسیاب کے
 آئی عرض کی حضور زن و شوہر و دونوں مسلمان ہو گئے دربار میں بیٹھے کہ رہے ہیں کہ ہم چکر پر وہ ظلمات
 فتح کرائینگے لوح بھی دلوادینگے یہ سنکر افراسیاب جادو غصے میں کھپنے لگا کہ اور ملکہ حیرت خفیت میں اگر یہ
 دونوں زن و شوہر مسلمانان میں رہ گئے سب سے راز و نیاز بتائینگے مازداران طلسم سے ہیں
 یہ کہ افراسیاب نے صرصر سے کہا جس طرح نے رات کو ان دونوں کو پکڑا لیا اور ملکہ حیرت کو دربار میں
 و دونوں کو سزا دینا حیرت نے کہا ایسا ہی ہو گا صرصر شیر زن تو میان سے فکر میں ان دونوں زن و شوہر
 کے چلی لیکن شام کو دربار ملکہ مہر خ کا برخاست ہوا ملکہ مبارک طرٹ اپنے خیمے کے چلین خیال بادشاہ
 جمجاہ کا بندھا ہوا ہو کثیروں نے جو مبارک گنبدار کو پریشان دیکھا عرض کی واری کیسا فرات ہو آج حضور
 کو مسبت پریشان پاتے ہیں مبارک نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا کیا کہین دیکھین ظلم کیا دکھائے کب
 یہ مصیبت ہمارے سر سے دفع ہو

کب تک وہ زلف دیتی ہو آزاد دیکھے | کتنی عرصہ اس طرح سے شب تار دیکھے

بیمار عشق مرتے ہیں اس اشتیاق میں
 رغبت کی آنکھ ڈالے دون کی طرح سے
 بے موت و دوز مرتے ہیں عاشقِ حنین
 جاتے ہیں کو سوار سے ہم ایسے ہوئے تھک
 آہستہ پاؤں رکھے قیامت نہ کیجیے
 طاؤس و کبک کو ہر نکل چلنے کا خیال
 بسبل کی طرح عشق جو ہم کو چین سے ہو
 مشتاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہیں
 چن چن کے قتل کیجیے انصاف شرط ہو
 عاشق مسیح بھی نہیں کہتے ہیں مہربان
 مشتاق دل ہر جنبش ابرو سے یار کا
 سو بھین ابروؤں کے ہوں وہ ماہ و صوفی تھا
 عالم کی سیر کیجیے آتش ملیکا یار

پی جا سے جو شہرت دیدار دیکھیے
 روشن جو آفتاب سار خسار دیکھیے
 اور شاہ حسن پر حسبِ اخبار دیکھیے
 کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ نہما دیکھیے
 مٹو رست مٹتے ہوتے ہیں بیدار دیکھیے
 چلتا ہر یار کو نسی رفتار دیکھیے
 سو جائے تو خواب میں گزار دیکھیے
 کیا لوستے جو دولت دیدار دیکھیے
 حاضر ہیں بگینا ہر گنگار دیکھیے
 حال اسکا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے
 چلتی ہو کس طرح سے یہ تدار دیکھیے
 حسین کہ چاند دیکھے تلوار دیکھیے
 یوسف جو چاہیں آبِ نوبازار دیکھیے

صرصر کنیز دن میں ملکہ مہار کی ملی ہوئی ہوا ملک کثیر سے پوچھا پوشتنشاہ شعلہ خیز و وارید گہر ریز
 کیا گزری اس کنیز نے جواب دیا ایک بار گاہ اُنکو رہنے کو ملی ہو ملک مصرخ نے بڑی خاطر کی اب اُنکو
 عبدہ افسری ملیکا صرصر شیر زن یہ سنکر خاموش ہو رہی ایک کثیر سے پوچھا خواجہ عمر و کسان ہیں تم
 جواب دیا آج آنھوں نے سویرے سے آرام فرمایا ہو گا یا کسی بازار میں ہونگے صرصر شیر زن ہماری
 بہار گلخزار سے الگ ہوئی جا بجا سے خبریں دریافت کرتی ہوئی قریب بارگاہ شعلہ خیز کے پہنچی
 دیکھا دروازے پر حاجب دربان نگہبان حاضر ہیں یہ دونوں زن و شوہر بھی پارہائے ہیں اور بھی
 اندر جاتے ہیں اسی فکر میں ہیں کہ ذرا زیادہ رات جائے تو ہم عمر و کو گرفتار کر کے لیجا میں سامنے
 افراسیاب و حیرت کے بیجا کے قتل کریں اسلئے خون سے ہاتھ بھین حکم سامری و جمہید بن رخنہ و ابن
 اسی ظالم نے ہمارے ساتھ یہ آفتین برپا کیں ہم بدلا ضرور لینگے باہر کھڑے ہوئے تھے کہ کتے ہوئے
 بارگاہ میں آنے دو زن زن و شوہر بھی صلاحین اسپین کر رہے ہیں صرصر نے کہا اس کے ملک و وطن

عیاری کا نکالا خواجہ عمرو کی شکل بنکر تیار ہوئی جھپٹ کے دربار گاہ شعلہ خیر پر آئی دونوں زن و شوہر نے جو سنا کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہیں دونوں باہر نکل آئے لکنا خواجہ صاحب علم بھی آپ ہی کا ذکر کرتے تھے آپ کی وجہ سے ہتھ بڑے مرستے پاسے ملک مہرخ نے نسبت سرفراز کیا ہم بھی وقت پر کام آئیگی راستے بتائیگی طلسم ہوشیار بہت وسیع مقام ہے وہ راستے ہم بتائیگی صرصر بان بان کرتی جاتی ہو کما کر شنشاد میں ہر اسے انتظام شکر آیا تھا جی چاہا تمھاری بارگاہ میں چلین ایک جام شراب پین کوئی گلابی ہو شعلہ خیر نے دمن کی حاضر ملک مہرخ کو خدا سلامت رکھے انھوں نے سب سامان عیش و نشاط ہمارے واسطے بھیجے ہیں کسی شکر کی کمی ہو یہ کسکر گلابی لاکے رکھ دی صرصر نے ہتھ پھیری کر کے شراب میں بیہوشی ملائی جام لبریز کیا چند شعر بھی سانسے جام بھر کے پئے شعلہ خیر کو دیا شعلہ خیر نے کہا کبھی کہ خواجہ آپ نوش فرمائیے صرصر نے کہا یہ ادب کے خلاف ہو ایک ایک جام آپ پی لیں تو پھر میں بھی پیوں شعلہ خیر بے اندیشہ انجام پلایا دوسرا جام عروارہ گہر ریز گلابیا

بایان چھیر کے یہ غزل گانے لگی غزل

افرا کشون پتھا فلق دل تمام رات
ہر لحظہ دلین شوق شادیت کے جوش تھے
مخطوط تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن
فرصت نہ پائی ریش گریہ سے ابدیم
کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگشت
فرصت نہیں تصور جانان سے ابدیم
دامن میں آکے اشک ٹپکتے ہیں اعریسیم

کاٹی ہوئے یار بہ شکل تمام رات
ہسکوا ہشتور قاتل تمام رات
آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
جاری رہا ہوت فائدہ دل تمام رات
بتایا بیان تحنین صورت بسمل تمام رات
رہتا ہو سانسے مہ کا مل تمام رات
لشٹی ہو خوب دولت حاصل تمام رات

دونوں زن و شوہر شراب پلیر بیوش ہوئے صرصر نے دونوں کا ہتھارہ باندھا سرچھچک کر کے لیچلی نخلستان کی آڑ پکڑتی ہوئی لشکر سے نکل گئی یہاں صبح کا وقت ہو ملک حیرت بارگاہ میں شہجی میں یہی ذکر کر کے ان غلاموں کا کچھ حال نہ معلوم ہوا صرصر اسی فکر میں گئی تھی ابھی تک واپس نہیں آئی صبر رفتار نے کہا حضور رستانی شام سے لئی ہیں یقین ہو کہ لے ہی کے آئیگی یہ ذکر تھا کہ صرصر زن و شوہر کا ہتھارہ بے ہوئے اگر پہونچی دونوں کے ہتھارے ڈال دیے لکنا حضور یہ دونوں دل جان سے

طبع ہوئے میں عمر کی شکل بن کر گئی زن دشوہر ہی کہتے تھے کہ ہم راستہ بنا نیلے میں نے دونوں کو
 شرب پلا کر ہوش کیا حیرت نے کہا دونوں کی زبان میں سوزن دیکر ہوشیار کروانا مال نہ لے کر دھین
 بیان تو صحرانے انکو ہوشیار کیا ان دونوں نے اپنے کو دریا حیرت میں پناہ حیرت نے کہا کیوں شکر امو
 تنے کچھ ہمارا خوف نہ کیا اگر عمر و تمکو قید کرتا ہم رہا کر سکتے تھے ایسا تمکو جان کا خوف ہوا کہ اطاعت کی
 دونوں نے کہا اے ملکہ عالم تھے مگر سے اٹکا نہ سب اختیار کیا تھا آپ نے غضب کر دیا ورنہ ہم کا غایا
 کر کے آتے عمر کو لاتے بی مہرخ کا سر کاٹتے حیرت نے کہا اور فرما نیے ہمکو فقر دیے جاتے ہیں
 خوب مضمون بنا یا اب تمکو وہ سزا ملے گی کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو پھر کوئی ایسی حیرت نہ کرے حیرت نے
 یہ یہ کلمات سخت کئے یہ زن دشوہر ہی تو ساحران طبل میں نہایت غصہ آیا کیا حیرت سخت پر مجبور
 کیا بیوردہ بنتی ہو دوست کو دشمن بناتی ہو کلمات سخت زبان سے نکالتی ہو جو مجھے ہو سکے تصور نہ کر جو
 بننے کیا دلیا یا یا میان تو حیرت زن دشوہر سے گفتگو ہونے لگی وہاں بوقت سحر خواجہ عمر و رات بھر ہی
 خیال میں رہے کہ دو زن کچھ میرے ساتھ مگر نہ کریں یہ سوچتے ہوئے بارگاہ شعلہ خیر پر آئے و کیا
 گھبراہٹ ہو رہی تھی عمر و نے پوچھا اسے کیا ہوا کہا حضور زن دشوہر بارگاہ میں نہیں ہیں کوئی چرا لے
 مگر عرصہ نہیں کر سکتے آپ ہی بارہ بجے تشریف لائے تھے اس وقت سے پھر کوئی نہیں آیا عمر و اہل مہر
 کو سمجھا کہ کوئی امیری صورت پر یا زن دشوہر کو لگیا یہ کہ عمر و اندرا یا زن دشوہر کو نہ پایا پتہ صحرانے
 عمر و نے یہ حال مصیبت مال و لیکر آواز دی کہ بارو بڑا غضب ہوا دونوں زن دشوہر کو چرا لے کر صحرانے
 لگتی یہ کہ عمر و خدمت ملکہ مہرخ میں آیا کہا اے ملکہ عالم آپ نے سنا شنشاہ شعلہ خیر دم وارید کر
 کو صحرانے لگتی اب میں لشکر حیرت چادو میں جانا ہوں ملکہ مہرخ نے کہا ہم لوگ بھی آتے ہیں
 انکی رہائی میں کہ دو کوشش غرور چاہیے ایسا نہوا ہے تمام پر کہیں کہ اہل اسلام نے ہماری مدد نہ لی
 خواجہ عمر و باہر نکلے برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا اسناد خیر تو ہو خواجہ عمر و نے کہا بیباک غضب
 ہوا شعلہ خیر دم وارید کر رہا ہے اسنادی چرا لے لیں برق نے کہا غلام جاتا ہے یہ کسے برق
 روانہ ہوا جانسور و ضرغام بھی چلے مہر قرآن کو خبر ہو گئی یہ بھی اپنے مقام سے روانہ ہوئے بہان
 ملکہ مہرخ نے لشکر کو تار کیا مہار گلزار نے اپنی کتیروں کو درست کیا محمود سرخ چشم بھی اٹھیں رعش
 برق بھی تدبیر کرنے لگے تمام لشکر میں شکر میں نہکا کہ پڑ گیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یار و حلیا اپنے کو پہونچاوا

ایسا ہودہ پچارے قتل ہو جائیں تو صدر عظیم ہو گا یہ بھی جا بجا چرچے ہیں کہ انکی نیت کا انکو پھل ملا انھوں نے
 جا ہاتھ کر مکر سے مسلان ہو کر خواجہ کو پکڑ لیا میں اسکا یہ انجام ہوا کہ ہر صحر شمشیر زن انکو گرفتار
 کر کے لیکٹی وہاں گفتگو ہوئی تھی حیرت نے عذر کا قبول نہیں کیا سنا ہر کہ سامان قتل مہیا
 ہو چکا لیکن عیار ان نامی صورتیں بدل کے دربار میں حیرت کے پہونچے مقام مناسب پر جا کر
 ٹھہرے یہاں حیرت زن و شوہر پر غصہ کر رہی تھی کتنی براؤ مکر موٹنے غضب کیا جاتے ہی اطاعت
 کر لی اگر مسلانوں کی قتل کا ارادہ کرتے ہم تمھارے پھرانے میں عاجز تھے اگر قید ہوتے رہا کر کے لاتے
 ظلمات سے نکلتے ہی آفت میں مبتلا ہو گئے بننے ہر مقام پر خبر لی اپنے کو آفت میں بھنسا یا مکر کو بچا یا یاد
 پردہ ظلمات کیا تھا او بچیا و مکر غیرت نہیں آتی اب سارے طلسم میں مشہور ہو گا کہ مکر ہمارے کئے
 انجام بخیر نہوا شعلہ خیر نے جھلا کر جواب دیا او حیرت کیا ہودہ کتنی ہر سخت پر ٹھکرا اسی اثر الی حقیقت میں
 اہل اسلام کا مذہب حق ہر ہماری نیت کا ہمو پھل ملا ہماری نیت خراب تھی لیکن بہ آواز بلند کہتا ہوں
 میں اب صدق دل سے مطیع مذہب اسلام ہوا اگر کوئی عیار یا ہر کارہ موجود ہو تو خواجہ عمر دے خبر کرے
 غلام آپ کا لصدق دل مطیع مذہب اسلام ہوا لیکن غلاموں کو مہلت نہ ملی رہی ملک عدم ہوئے ہمو
 فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجے گا ملکہ مہرخ کی خدمت میں آداب و تسلیمات ہو چکا و واضح ہو کہ غلام رہی
 ملک عدم ہوئے ہماری نیت کا انجام بد ہوا جیسا کیا ویسا پھل پایا مثل مشہور ہر چاہ کندہ را چاہ
 و پیش یہ جو پکار کے شعلہ خیر دھر واریدے کہا تمام دربار میں حیرت کے غریو بلند ہوا حیرت نے
 کہا ہم تو بخوبی جان چکے تھے کہ تم دونوں دل سے مطیع اسلام ہوئے ملک حیرت نے کہا میں ابھی قتل
 کرتی ہوں اگر قید کرتی تو شاید ساربان زادہ کچھ فتور برپا کرتا اب کیا ہو سکتا یہ کہ مکر حیرت نے
 پکار کر آواز دی جلا کو بلاؤ یہ کہنا تھا کہ صف سے ایک جلا دخل ڈھانٹا باندھے ہوئے صخر برہنہ
 چمکا تا ہوا حیرت نے پکار کر آواز دی دونوں کو قتل کر جلا دھبٹ کر دونوں کے قریب آیا بخیر بن
 پکڑ کر جھٹکا مارا کہا ای گنہگار و سر جھکا کر ٹھہرا بادشاہ سے سخت کلامی کرتے ہو اب قتل کیے جاؤ گے
 امان نہ پاؤ گے چپکے سے کہا ای شہنشاہ شعلہ خیر نیم مہر سپر عیار می و قطب فلک خنجر گزار می تمھاری
 رہائی کو آیا ہوں تم دونوں زن و شوہر کی زبان سے سوزن لیتا ہوں خوب سمجھ کر اٹھنا ملکہ مہرخ وغیرہ
 بھی تمھاری مدد کو آتی ہیں اب نہ گھبرا نا شعلہ خیر شل گل کے شکفتہ ہو گیا عرو واریدے سے اشارہ کیا

ہم ہمارے مددگار آگئے اب کیا خوف ہو وقت رہائی آگیا اور پکار کر کہا اے ملکہ عالم حکم اول ہی سمجھ کے
 دیکھتے قتل کرنا میرا کام ہے جلد یا کام سامری جو شید کا چیرت نے کہا جلد قتل کرتی حکم برابر دیے عمر و نے ظاہر
 سنجہ کا پایا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمر و تصنیف مصنف

عمر و نے شمشیر مستر ان	امری نسل سے مکر پیدا ہوا	امری نام ہے خواجہ خواجگان
آٹا آٹا ہون کھار کے میں صوفی	جھکا تا ہون دشمن کو ہر دم کنوین	مرے نام پر عدد رشید ابوا
امری چال سے ہے صبا یا نال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا	مرامکر ہو گا شن قیل و قال
مرافسر و چشم نامدار	امیر عرب شیر پروردگار	نشان تھا میری گرد پا پوش کا
کہ آقا ہمارا جہانگیر	عمر و نے نعرہ کر کے دونوں کی زبان سے سوزن لیا دونوں تڑپ کے	یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

اٹھے ایک بڑے جادوگر کے پھلو میں مہتر برق زنگی کھڑا تھا نعرہ کر کے خنجر مارا وہ تڑپ کے گرا نعرہ برق
 تصنیف مصنف

ترشہ میں میں برق فابوت	لقب ہے مہتر برق خنجر گزار	کہ استاد ہیں خواجہ نامدار
رسلو سے ذمی علم شاگرد ہے	کے کون مکار غنہ دار ہون	کروں سیکڑوں کوس کی راہ طر
زیر دستہ مہتر برق ہے	ور مکر پر میرا پسرا رہا	تڑپ سے میری چپنج بہار رہا
تھے ایک جادوگر کو بغداد	پھلاوا ہون میں نام بھی برق ہے	ایک جانب مہتر قرآن کھڑے
زعیماری میں بہ لہر و زمین	کے نعرہ کیا نعرہ مہتر قرآن	نہم مستر و گرد میدان کین
چو من تیغ کین بر کشم از غنا	نہم مہتر و چشم نامدار	لقب گشت مہتر قرآن دیو قار
بیدان جنگ اور ان نامو	فقد لرزد و رکود و دشت صاف	نہم انسر مستر ان عمر و

ایک ایک عیار نے ایک ایک انسر نامی کو مارا یہ زن و شوہر اپنے
 مقام سے تڑپ کے اٹھے سحر کر کے باہر نکلے جادو گردن کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمر و نے اُس اندھیرے
 میں جال مارا کسی کی کلاہ کسی کی بگڑی عورتوں کے فوسٹے تاجداروں کے تاج سب چھین کر تذر و تبیل کیے
 حیرت نے جو دیکھا دونوں سحر کر کے باہر نکلے جادو گردن کے مرنے سے اندھیرا ہوا ابوا سے ند چل رہی ہے
 ایک دستک دی شعلہ جیگا اندھیرا بیڑی ہوا ڈری پہلی باہر آئی دیکھا لاکھوں جادو گردن نے دونوں کو گھیر لیا
 لیکن شعلہ جیگا کی طرح اُس نے میں لڑنے میں جس غول پر جا پڑے برقیں چمکا نہیں سحر کر اسے گزین بادی
 وہ اسی نے مارا تو مارا لے کھڑے آگے بڑھے حیرت نے پکار کر آواز دی خبردار یہ جانے نہایتیں سب ملے لگا گھیر لیا

بڑے بڑے افسر بڑے چہار جانب سے سحر ہونے لگے کسی نے برف برسانی کسی نے خنجر گرائے خنجر سے سر مروا پید
 زخمی ہوا شعلہ خنجر نے بڑھکر آگ برسانی خنجر گرائے اُس جادوگر کو بڑھکر مارا جس نے مروا پید کو زخمی کیا تھا سب
 طرف سے اُس پر سحر کی بوچھاڑ ہو جس نے بڑھکر سحر کیا اُس کو لٹکارا کئی سحر جادو گردن کو مارا حیرت بڑھکر تنک
 دی برق چمک کر گری سر شعلہ خنجر کا بھی زخمی ہوا اب دونوں لڑکھڑائے یقین تھا کہ گرفتار ہو جائیں گے ہوگا
 سر چلی نعرہ ہوا منم ملکہ ہمارا جادو اترتے اترتے گلدستہ جو چلا آسمان سے پھول برسے لگے پھولوں نے انھیں
 کھولیں انھیں چمک کر گل ہوئے عندلیبان خوشنوائے یہ اشعار عاتقہ اُتھرے کیے

اپس از خنجرید کی کھلا کے گل سر بستہ ہوتا ہوا
 کہ بعد از قطع شاخین ملکہ اک گلدستہ ہوتا ہوا
 دل عاشق کی صورت شعر اپنا خستہ ہوتا ہوا
 کب آزادی کے قابل طائر پرستہ ہوتا ہوا
 کہ ہر عقدہ بشکل زلف بستہ ہوتا ہوا
 اک سامع کو گمان ابرو ہو ستہ ہوتا ہوا

بہار عجبی دیتا ہر جود دل خستہ ہوتا ہوا
 شگدن وصل ہر بچ جدائی چشم عرفان میں
 معانی زخم خوردہ لفظ ٹکڑے بندشیں اتر
 ہمیں ذی ہمتی صیاد ظلم کیون دکھاتا ہوا
 بھلا آسان ہو کیونکر موٹنگانی فکر مشکل کی
 کچھ ایسے دونوں مصرع ایک ہو جائیں زمین

عندلیبان خوشنوائے اس طرح یہ اشعار بڑھے کہ ملک حیرت بخونے لگی لیکن روجہ افراسیاب ہر زمین سے ایک
 طائر نکلا آواز دی آہی ملکہ عالم آبا روجہ افراسیاب ہن مساحرہ لا جواب ہن ہوشیار ہو جیسے حیرت کو
 ہوش آیا ہوش آتے ہی بہار پر جا پڑی اس طرح کے سحر کیے ابرو ہلائے خنجر چمکائے کہ سر بہار کا زخمی ہو ملک حیرت
 جلی زمین سے چند قدم اونچی ہوئی منظور یہ کہ بہار کا سرکات لون کہ زمین تنق ہوتی جادو نے سر نکالا دونوں
 کانوں پر ہاتھ رکھ کر گڑ گڑ کر کے چیخ ماری حیرت الٹ گئی کئی کئی کے سر پھٹے کئی کئی لڑکھڑا کر گرے مانے
 جو بیٹے کے آواز سنی چمک کر گری کہ سرکات کر حیرت کانل جاؤں کئی کئی کے سر پھٹے راہ ہولے اپنے سر کٹوا دیے
 مگر حیرت کو بچا یا اب رعد و برق گرنے لگے رعد کی گڑ گڑا ہٹ برق کی چمک ایک طرف سے مخمور ہو چکی مگر
 حیرت سب کے سحر روک رہی ہر قصد کہ شعلہ خنجر و مروا پید گہر زہر کو ماروں سرداروں نے سینے
 پر کیے لاشوں سے میدان بھر دیے مگر حیرت بھی ٹڑک ٹڑک کے گری رہی ہر جسے گری اُس کو زخمی کیا صفین
 کی صفین درہم و درہم کر دین کسی کے وکے سے نہیں رکتی نہایت حیرت کو بھی غصہ ہر مرتبہ ہی کہتی ہو کہ
 آج ان سلمانوں کو نہ گنے دو کی جیسے گستاخ ہو گئے ہیں بارہ جادو گر جو رہ کر آئے تھے وہ بھی لڑتے ہیں

حیرت کا ارادہ ہو کہ ان سبکو گرفتار کر لوں ہر چند کہ وکاش کرتی ہو یہ سردار بھی جان لگا رہے ہیں حیرت پر سحر کی
 بوجھار ہو کہ ڈکے پر چوب پڑی دیکھا ملک مہرخ سحر شرم بہ فریاد و بی ہشت چشمید می مع کل لشکر کے آگے پہنچیں باغبان
 پاسے تخت ملک مہرخ پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا آتا ہو ایک طرف معمار قدرت ایک طرف ملک گلچین زو جہ باغبان
 سرداروں نے لئے ہی بلوہ کیا سعلہ خیر و عروارید کو تخت ہوا دار پر سوار کیا سرداروں نے ہوا دار کو گھیر لیا
 سردار لڑنے لگے ہنگامہ گیر و دار بلند کفار و درند حیرت خود پسند تخت کی پابند ہر طرف سے سحر کی بوجھار ہو رہی ہو
 مگر ملک مہرخ نے اشارہ کیا لڑتے بھڑتے نکل چلا اب ٹھہرنے سے کیا فائدہ جنگو لینے آئے تھے انکو لے لیا
 سرداروں نے جھک سحر کیے لشکر حیرت ذرا ہٹا تھا کہ سردار ان اسلام لڑتے بھڑتے نکلے ہر چند حیرت
 رو کا یہ لوگ نہ رک سکے لڑ بھڑ کر نکل گئے آخر حیرت رنجیدہ و کسیدہ ملیشی طرف افراسیاب کے چلی
 کہ جا کر افراسیاب سے یہ حال کون اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوئے

دو کلمہ داستان شجاعت بیان زلزله قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران روانگی
 امیر بر اسے شکار روانہ کرنا افراسیاب کا تہدید بلند رکاب جادو کو بر اسے
 انتظام لشکر مسلمانان پلٹنا صاحبقران کا شکار سے و بدعت تہدید باقی حالات

متعلقہ داستان بداساتی نامہ مصنف

بیاسا قیاجام صربا ببار	رجیق مصفا چور و سے نگار	بیاسا قی ماہ طلعت سیا
بیاسا صاحب شان و شوکت بیا	زودیدار رویت شوم ہرہ مند	توسیم بہ اوصاف او سطر چند
بیاسا قی ماہوسق بے نقاب	زمیناے گلگون بیار آفتاب	زخت ماہ حرم جلالت شعار
قدت سرو گلزار عرو و قار	سمن بو شکر لب دل آرام من	زجامت شود عیش انجام من
منم قمری سرو بالائے تو	بیابرسو چشم من جا کے تو	توئی رونق محفل عاشقان
توئی شمع بزم فصاحت نشان	بدل اشتیاق تو اکر سیمہ	زہجر تو بیتاب و غمگین شرم
دل شل ماہی طپد در فراق	ستم کرد این حرم نیلی رواق	زہجر تو بیتاب ہجران نصیب
از وصل تو محروم حیران نصیب	بدہ سا قیاجام آتش نشان	کہ در بزم رندان شود امتحان

عبار در شش سرخ چشم من شکر لب سمن بر صورت پری زرقار قلب و جگر پائمال سقط و مانع ز خوشبو سے تو منم مائل رو سے زیبا سے تو رقم گشت با عز و جاہ و وقار	بہ پیش قدرت پست سر و چین ذو ابروی او خوب آبدار بزیر قدم گشت سراپا مال رخو در رفتہ بر یاد رفت آرتو نمال نشست است بالائے تو چہرہ شہور شعار ان شمشیر زن و دلاوران جرات نشان صف ز	دہن غنچہ گلشن و لبری نخا اش بر دھڑ و ہوش و وقار منم عند لب گل رو سے تو منم محو دیدار و گفت آرتو نمرد استان جلالت شعار
--	--	---

اس داستان سوکت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شہر سخن سنج و خواص دریای ہوش چنین رخت گوہر
بہ و امان گوش۔ افراسیاب جادو و باغ یلب بین فرد کش و نسین چلیپین حاضرین کہ کایک نام
لہا کا آبا سحر نے لا کر دیا افراسیاب نے حکم دیا پڑھو سرا و برف انداز نے آواز بلند پڑھنا شروع کیا
مضمون یہ تھا کہ ادبندہ خاکی قدرت کو کتنا زمانہ گذرا میرے حوالی میں آئے ہوئے ان بچیاؤ کو بھیجا کہ جو
غور کرتے ہیں قدرت کو غور پسند نہیں جب غور کر نیکی قدرت غارت کر دینگے کسی ایسے کو بھیج کہ جسمین غور
نام کو نہ قدرت کی خوشی پر کام کریں افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا بارو میں کیا کروں میں نے
کیسے کیسے سا جھجھے اور وہاں جا کر مارے گئے شدید بلند رکاب کو بلاؤ جو افراسیاب نے کہا
آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر یہ نام بد انجام مخزون و نا کام فیل خرام بارہ ہزار ساحر پشت پر بندہ
آگے پہونچا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہوتا افراسیاب نے کہا خدمت خداوند میں جاؤ خبردار غور
نکرنا ورنہ قدرت غارت کر دینگے ایک بات کا اور لحاظ رکھنا اپنے کو بتارون سے بچانا اگر عبارتوں سے
اپنے کو بچا یا سب سلمان غیر ساحر میں صفت حمزہ عرب مالک اسم اعظم الہی ہر اس سے خوف کرنا شدید
نے کہا تجھے سب باتوں کا خیال رہے گا ایک دن میں سب کا خاتمہ کر دینگا اور بھی فوج افراسیاب نے
ساتھ کر دی ساتھ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوا ہر لے ملاقات
خداوند جاتا ہر در بیان فوج کی نئی اسباب عمدہ کے سات چھکڑے لدے ہوئے منزل بمنزل جاتا ہر
پہلو سے کوہ میں ایک قلعہ ہر کہ اسکو قلعہ کوہستان کہتے ہیں حاکم وہاں کا چاؤش و قراق ہر اپنے
قلعہ پر بیٹھا ہوا صحرا کا تماشا دیکھ رہا ہر کہ صحرا سے گرد آرمی آمد فوج شدید شروع ہوئی چاؤش نے دیکھا
چھکڑوں پر صندوق لدے ہوئے ان پر غلاف نخل کا شانی کے اہالی فوج در بیان زرق برق پہنے

اس سچے دھج سے اگر دامن صحرائین فروکش ہوا جاوش قراق لشکر کو دیکھ کر پتھر ہوا گیا اپنی بارگاہ میں
 ذریعہ نیشیرون کو جمع کیا کہا لشکر اگر اتر اڑی لاکھوں روپیہ کا مال ساتھ ہر کسی طرح اُسکو لوٹ لیا جاسکے
 شہزاد سبک خیر عیار بھی اسکا جلسے میں موجود ہوا اُسنے عرض کی اول میں جا کر دریافت کر لون کہ
 کسکا لشکر کہاں جاتا ہے پھر بدسیر کی جائے کہ وہ بھی ساٹھ ہزار فوج ہے آپنی کچیس ہزار فوج ساتھ ہزار کوئین
 لوٹ سکتی جاوش نے کہا جا کر دریافت تو کر کہ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں کہاں جاتے ہیں شہزاد سبک خیر
 عیاری سے آراستہ ہو کر شکل فقیر شکر شدید میں آیا مخفی سب حال دریافت کیا وہاں سے آکے سب حال
 جاوش سے کہا اور کہا کہ لشکر ساحرون کا شدید بلند رکاب نام ہے برائے مقابلہ مسلمانان جاتا ہے اسکا
 ٹوٹا شکل ہے خود ساحر زبردست ہے جاوش نے کہا اے شہزاد کوئی بات تو کا تو شہزاد نے کہا ایک بدسیر
 کہ شب کو میں جا کر اُسے ہوش کروں مثل دزدون کے دو چار صندوق ہم آپ چرالائین امن دو چار
 لاکھ روپیہ کا مال ہوگا جاوش نے قبول کیا گیارہ قراقون کو ساتھ لیکر قلعہ سے باہر نکلا شہزاد سبک
 بارگاہ شدید پر آنا لقب طعونا شروع کی طرہ نقب کا بارگاہ شدید میں توڑا گیارہ آدمی اندر ہوئے
 شہزاد نے شدید کو ہوش کیا بارگاہ میں دیکھا جا بجا صندوق رکھے ہیں گیارہ قراقون نے گیارہ
 صندوق اٹھائے لئے کچلے شدید کا اسباب سحر کرسی پر رکھا تھا وہ بھی اٹھا لیا اور جو اشیاء عمدہ دیکھے
 وہ بھی لیے اس طرح اسباب لیکر سب کچلے اپنے قلعے میں اگر صندوق کو تو مٹاڑا اسباب نکلا کی لاکھ
 روپیہ کا اسباب تھا خوب اقسام تقسیم کیا مطمئن ہو کر بیٹھ رہے میان شدید کی جو کچھ کھلی حیران ہوا کہ اسباب
 کیا ہو اسباب سحر بھی نادر و ملازمن کو بلا یا چو کی پہرے والوں پر غصہ کیا آخر اُس لقب کو دیکھا جادوگر
 کہنے لگے یہ تو کسی بڑے بھاری جادوگر کا کام ہے شاید نے کہا قسم ہے سامری و جمشید کی جتنک اُس
 چور کا پتانہ لگے گا یہاں سے نہ جاؤ گا خداوند لقا نے یہیں سے تقدیرین خلاف کرنا شروع کیں مجھ ایسے
 جادوگر کا مال چوری جائے اور پتانہ ملے بڑے افسوس کی بات ہے یہ بات مشہور ہوگی تو میں بدنام ہوگا
 سب ساحرون نے کہا بہت مناسب ہے شدید نے کہا یقین ہے کہ اسی صحرائین اُن چور کا مقام ہوا
 گینڈے پر سوار ہو کر چار طرف صحرائین جاتا ہے پتا بھی لگاتا ہے نشان نہیں ملتا ایک دن طرف قلعہ
 کو ہستان کے نکل گیا دیکھا ایک چھوٹا سا قلعہ ہاوسے کوہ میں واقع ہے شدید کھڑا ہو کر دیکھنے لگا
 بالائے قلعہ کمرے میں پر سے پڑے تھے یکا یک پردہ اٹھا دیکھا ایک نازنین چہار ڈوہ سالہ بوجا

کمرن دریا سے جواہر میں غوطہ زن لباس مظلوم پہنے ہوئے شرما کر پیچھے ہٹی شدید جمال دیکھ کر تپڑ
 ہو گیا آنسو نہیں آنسو بھرے ہوئے عرصہ دراز تک کھڑا رہا شمع شعلہ خوشی چاؤش کی شرما کر
 کنارے ہو گئی مگر اسنے دیکھا کہ وہ شخص حیران حیران کھڑا ہے جسرت طرف پر دے کے دیکھ رہا ہے سمع
 کمرن ہر طبیعت کو اسکی بھی لگاؤ ہو اگر شرما کر وہ چھوڑ دیا شدید آخر کھڑے کھڑے چلا آیا لیکن نہایت ہی
 بے قرار ہو اپنے لشکر میں پلٹ آیا کھانا بھی نہ کھا یادن بھر ٹپ ٹپ کے کاٹا شام کو پریشان ہو کر اٹھا
 ساتھ والوں نے پوچھا آج حضور کا مہراج کیسا بزدلن کو خاصہ بھی نہیں نوش فرمایا شدید کا دل بھرا
 کہا بار و اگر اس قاتل کو پاتا دہن تھام کر کھانا

مہربانی ہر دم مرگ رہا عیبت دیکھنے آئے ہیں کیفیت گلزار عیبت کونسی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا ہونہ آذر وہ کہیں کرتے ہو کھرا	دیکھنے آئے ہو تم صورت بیاد عیبت آپ کے نخل طبیعت سے اب امیدین ہمسے بل کرنے لگے کیسو خمدار عیبت	کمرن تھے داغ جگر سر کو فسوس کمر لوٹنے آئے ہیں ہم دولت دیدار عیبت بان لوٹے جو کہتا ہے وہ عیار نسیم
--	---	---

اس طرح رور و کر یہ شعر پڑھے کہ مصاحب پوچھنے لگے حضور کیا معرکہ
 گذرا شدید نے رور و کر بیان کیا کہ سامنے قلعہ کوہستان ہوا ہاں ایک آفت جان کو دیکھا
 مائل ہوا اب جاتا ہوں صبر مجھے نہیں ہو سکتا سحر کر کے اٹھا لاؤ گا لا کر قدموں پر سر رکھو گا کیا عجب
 کہ قبول کر لے سب خاموش ہو رہے شدید چھٹا ہوا زیر قصر آیا سمع قصر بڑھی تھی شدید نے یہیں سے سحر کیا
 سمع بیہوش ہو گئی شدید سحر کر کے کمرے پر آیا سمع کو اٹھا پا پر پرواز پیدا کر کے اپنے لشکر میں آیا اسباب عیبت
 مہیا کر کے سمع کو مسند پر بٹھایا سحر اتارا ہوشیار کیا ہاتھ باندھ کر قدموں پر گرا سمع نے کہا اگر شخص لوگوں کو
 میں اپنے مکان سے یہاں کیونکر آئی شدید نے سب اپنا حال بیان کیا مال کا غائب ہونا اسکی تلاش میں
 جانا جمال دیکھ کر عاشق ہونا سحر کر کے اسکو اٹھا لانا سب بیان کیا سمع نے سرجھکایا کہا اے شدید مجھے
 تجھ سے انکار نہیں لیکن اس حوالی میں ایک بادشاہ ہے وہ بھی ساحر ہے محکوم جادو اسکا نام ہے
 میرے باپ نے اسکے ساتھ مجکو منسوب کیا ہے اسنے تصویر بھی میری منگائی تھی اسی مہینہ میں شادی
 سامان تھا یہاں یہ کیفیت ہوئی والد ضرور اس سے اطلاع کریں گے وہ ضرور فساد برپا کرے گا ایک
 تامل کرو مال بھی تمہارا والد ہی چرا لینگے میں شدید نے کہا میں اپنے مال کے واسطے قیامت برپا کروں گا
 قلعے میں آگ لگا دوں گا اگر بھی اشارہ کروں اور سحر کروں ملازم اسکے اسکو قتل کر ڈالیں کل ہی

آفت برپا کر دیا محکوم جادو میرا کیا کر گیا شمع نے کہا بیچو میں تو تمہارے پاس موجود ہوں ایک ہفتہ
 نامل کرو آئندہ اختیار شدیدی خاموش ہو رہا صبح کو چاؤش کو خبر ہوئی کہ بیٹی کو ٹھٹھے پر سے غائب ہوئی
 اسنے فوراً محکوم کو نامہ لکھا کہ امی فرزند یہاں یہ معرکہ گذرا منسو بہ تمہاری غائب ہو گئی سنتے ہی محکوم
 گھبرا گیا بارہ ہزار جادو کروں کو ساتھ لیکر قلعہ کو ہستان میں آیا پوچھا ملک کہاں سے گم ہوئی چاؤش نے
 کہا کوٹھے پر سے غائب ہو گیا محکوم نے کہا یہ تو کسی ساحر کا کام ہے مجھ کو وہاں لے جلیے میں ابھی تیا لگا لوں گا
 کسی مجال پر کہ میری مشوقہ کو رکھ سکے یہ کہنے کو ٹھٹھے پر آیا نقشبہ اسے شدید کا دیکھ کر خاک اٹھائی اور
 خاک ملا کر اسکا پتلا بنایا سحر کیا آواز دی بتلا تو کون پر کہ ملکہ شمع کو پلے گیا تیلے نے مثل انسان کے
 آواز دی شدید ملازم افراسیاب جسکا لشکر صحرائین اتر آیا وہ ملکہ شمع کو بیگیا فلان بارگاہ میں شکر
 رکھا ہے یہ سنتے ہی محکوم نے کہا ابھی جا کر آفت برپا کرتا ہوں یہاں شدید نے بھی کچھ لوگ تیار کیے تھے
 کہ قلعہ پر جا کر آگ برساؤں اپنا مال اس سے واپس لاؤں کیونکہ آگے آگے محکوم پشت پر بارہ ہزار
 جادو گر ایک جانب چاؤش بڑے زور و شور سے آہا محکوم نے بڑھ کر نعرہ کیا او شدید تو نے بڑھ کر نعرہ
 برائے ناموس پر ہاتھ ڈال دیا تو کیا کرتا ہوں نعرہ کر کے لشکر شدید پر آگ برسانی کچھ گرا لے منظور یہ کہ
 گرتا بھرتا چمے تک جاؤں ملک کو کال لاؤں شدید کے دو چار ہزار جادو گر جو مارے گئے اب سمجھلا سچ کرنا
 شروع کیے اسکے ساحروں پر تلواریں گراہیں کئی سوسے کے برائے گئے عیار شدید کا ساحر بھی ہر اور عیار بھی ہر پچی
 ایک طرف کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے محکوم نے جو دیکھا کہ شدید ساحر زبردست ہر بار گاہ ملکہ پر اندھیرا کر دیا
 کہ بارگاہ نہیں معلوم ہوتی محکوم نے بڑھ کر بھڑک کر کل جاؤں اور کسی فطرت سے ملک کو لوں گا یا ہا کہ ترب کے
 محکون پر پرواز پیدا کیے شدید نے کار دہانی جھولی سے نکالی اپنے خون سے اسکو زکین کیا محکوم پر
 چھینچ ماری سینئر پر کینہ پر محکوم کے پری پشت کو توڑ کر کل کی اب ساحروں پر اسکے جاڑا کچھ قتل ہوئے کچھ بھا
 کچھ بڑے کے دم بھر میں تیار رہا ہو گئی اب شدید تر اقون پر گر اسچو گیا اسہین لڑنے لگے بھائی نے
 بھائی کو مار لیا قوس پر ایک گولا مار دیا اسکا بھی سر پھٹا تر اقون کو پھر پھر کر مارا لڑائی نتج کر کے پلٹا بڑی
 خوشی ہوئی قلعہ پر بھی قبضہ کیا تین دن اسی مقام پر رہا دل میں کہا مسلمانوں کا خاتمہ کر کے شادی اپنی
 بڑی زوجہ سے کرے گا کہ سب آگاہ ہو جائیں یہ کہہ کر کوچ کیا طرف کو ہ عقیق کے چلا یہاں زلزلہ کا
 ہوائی سلیبان تھڑہ صابتران کو ایک ہفتہ گذرا کہ لقا کے میان سے طبل جنگی نہیں بجا سرفت عیاران

ظاہر ہوا کہ افراسیاب کو نامہ لکھا ہی جادوگر کا انتظار کر رہے ہیں جب کوئی ساحر آئیگا طبل خنکی بجیگا اب آخر
 وقت ہی صاحبقران بیرون بارگاہ جلوہ فرماہیں کہ آسمان پر برابر آیا کچھ بوندیاں بھی پڑیں امیر نے فرمایا عرصہ
 ورنہ سے شکار کا اتفاق نہیں ہو ہی پادشاہ حجاز سے متوجہ ہو کر فرمایا اگر حضور کے خلاف نہ ہو تو شکار کھیل
 آؤں پادشاہ نے کہا بسم اللہ مگر حضور جانتے ہیں بختیار ک ایسا دشمن موجود ہی جس وقت شکاری کا حضور
 لشکر میں نہیں ہیں ضرور خدا دبر پا کر گنا شیب کو رہنے کا ارادہ نہ فرمایا امیر نے فرمایا انشاء اللہ دوسرے
 بیشتر جلا آؤنگا مگر پادشاہ نے کچھ فوج بھی ساتھ کر دی مقبل غلام کو ساتھ لیا جو اہر خنجر زن عیار سا جو
 صبح کو قراول حاضر ہوئے ان سب کو ساتھ لیکر صحرائیں اگر شکار کھیلنے لگے عرصہ دراز تک پرندوں سے
 ہوا کو خالی کیا فرمایا اس صحرائیں کوئی چرنشین دو گنواروں نے اگر خبر دی یہاں سے تین کوس پر ایک
 وصالوں کا کھیت ہو وہاں چالیش کن پاش آہو چر کرتے ہیں صاحبقران مقبل وغیرہ کو ساتھ لیکر چلے
 آگے دیکھا بارہ چوہہ آہو خبر ہے ہیں امیر نے سرداروں سے اشارہ کیا اپنے اپنے گھوڑے بڑھاؤ فلاں
 آہو کو ہم شکار کریں گے اور سب کا تم صاحبوں کو اختیار ہے اب جو گھوڑے کڑکائے آہو بھاگے کر چھالیں چہرے
 ہوئے چلے جس آہو کو امیر نے تاکا تھا اسی کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو بھاگا ہوا جاتا ہی امیر نے بگٹ گھوڑا
 ڈالا پھر چکر کامل آہو بھاگا ہو گیا ایک مقام پر آگے چو کڑی ٹھو لہیر مارا امیر نے اتر کر بقر بانی پوچھا یا
 پلٹ کے دیکھا ہمارے ساتھ کوئی نہیں پہونچا انتظار میں ہیں کہ کوئی قراول وغیرہ آجائے تو بلشین
 کر سامنے سے ایک آہو تیر خور وہ پیدا ہوا امیر نے اُسکو بھی تیر مارا وہ بھی گرا اُسکو بھی بچ کر کے
 اُسی مقام پر ڈال دیا کہ صحرائے گرد آہی ایک جوان دیو خصال کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ میں اپنے
 شکار کی جستجو میں جلا آتا ہی شکار جو اپنا پڑا ہوا دیکھا غصے میں کانٹے لگا وہیں سے لہرہ کیا اوجھل کرتے
 مابعد دولت کے شکار کو شکار کیا یہ کیکے قریب صاحبقران کے آیا گندے سے کو داتہ برق تاب پر
 خبضہ کیے ہوئے کہا اے جوان اپنے نام سے آگاہ کر تو نے کیا سمجھ کے مابعد دولت کے شکار کو شکار کیا
 امیر نے کہا صحرائیں کسکا اجارہ ہے شکار کو دیکھا تیر مار دیا تیر نے بھی خطانہ کی نام نامی تو نے سنا
 صاحبقران عالی شان داماد تو تیروان سرکوب لقا یہ سکر اس بھلوان نے آواز دی ہش
 و حشرہ میں تو تیری تلاش میں تھا منہم شہر کو می نخل حیات تیرا فلم کرونگا قدرت کو بڑے بڑے
 صدقہ پہونچائے ہیں اکثر بھائی بند ہمارے کے نہیں معلوم کیا افتاد پڑی کہ وہ لوگ مارے

میں تیرا سرکات کے روانہ کرونگا امیر کو نہایت غصہ آیا فرمایا اور بچا دور ہو شجر کو ہی نے ہاتھ
 تلوار کا مارا امیر نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک طمانچہ مارا شجر کو ہی لڑکھڑا کر گرا ہوش
 ہو گیا امیر نے افسوس کیا یہ کیا جہالت سرزد ہوئی شجر کو دیکھا کہ آنکھیں کھولتا ہی امیر کو دیکھ کر ہر
 بند کر لیتا ہی امیر نے فرمایا اے شجر اٹھ جہالت کا ٹھکانہ اب میں کچھ نہ کہوں گا شجر جھار پونچھ کر اٹھا
 جھک جھک کے سلام کرنے لگا امیر نے فرمایا کہ جا شجر نے ہاتھ باندھ کر عرض کی حضور کسی سے
 اسکا ذکر نہ کیجیے گا جزا تیری مشہور غاص و عام میری بن شاخ نکالیں گے میں جڑ کی بات عرض
 کرتا ہوں امیر نے فرمایا میں اسکا ذکر نہ کرونگا شجر کو ہی گینڈے پر سوار ہو کر بھاگتا میں کو سس پر
 دسکا لشکر تھا اس میں جا کر ہو چکا بارگاہ میں اکیلا جا کے بیٹھا خیال دلت میں رو رہا ہی یہاں حقیق
 اسی مقام پر اتر پڑے مقبل نے اگر بارگاہ استاد کرائی صاحبقران نے فرمایا اب دن قلیل ہی
 انشاء اللہ صبح کو جائینگے سب ساتھ دالے بھی اسی مقام پر اتر پڑے امیر دن بھر کے تھکے ماندے
 تھے خاصہ نوش کر کے آرام فرمایا مگر شجر کو ہی بارگاہ میں اکیلا بیٹھا رو رہا ہی سلیم کو ہی عیار
 سکایا اسے جو دیکھا کہ آقا بارگاہ میں اکیلے میں جب سے شکار سے پلٹ کے آئے کسی کو یاد نہیں کیا
 دربار گاہ پر آیا پکار کر آواز دی غلام حاضر ہونا چاہتا ہی شجر نے کہا آؤ سلیم نے اگر دیکھا شجر کی
 آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے غرض پر آنکھوں سے آنسو جاری سلیم قدموں سے لیٹ گیا
 غرض کی کچھ نہ حضور نے تو بر میں بہت آپ کو گدرا پانا ہوں ملاں قلبی بیان فرمائیے غلام علاج کر سکتا
 شجر نے کہا اے سلیم کہا بیان کروں حمزہ عرب سے مقابلہ فرما اگر غدر نہ کرتا مارا جاتا میں نے قریب
 کر کے اپنی جان بچائی مگر اے سلیم جی چاہتا ہی کہ حمزہ مشکین بندہ کر میرے سامنے آئے یا ابھی جان دیدوں
 سلیم نے عرض کی حضور کیوں گھبراتے ہیں میں حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا یہ کتنی بڑی بات ہی حضور ابھی
 غلام جاتا ہی رنگ عیار ہی جاتا ہی بھی حضور ان مسلمانوں پر کوئی کھرات غالب نہیں ہوایا عیار
 ہو یا ساحر کر کے پکڑے ورنہ جرات میں یہ لوگ یکتا ہیں میں گرفتار کر کے لاتا ہوں سرکات کر
 خدمت میں خداوند کی روانہ کر دیجیے شجر کو بہت پسند آیا کہا اے خیر خواہ دولت اگر تو تے
 یہ کام کیا وہ تیری آبرو کر ڈگا کوڑیرا اور امیر غمک کر بن سلیم یہ سنکر اٹھا طرف لشکر صاحبقران
 کے چلا اسی فکر میں چلا تھا کہ صاحبقران کو گرفتار کر کے لاؤں ہر ان عمر و کے دھبہ لگاؤں

دو پہر رات گئے لشکر امیر ہن آیا صورت بدلے ہوئے پھر ہا ہوتے پھر لے پست بارگاہ امیر پر پہونچا
 ایک نخل کی آڑ پکڑ کے نقب کھودنے لگا سردات رستے دوسرا حمزہ نقب کا ٹوڑا کیا دیکھا کہ بارگاہ
 مثل عروس شب اول آراستہ کرشمع ہائے موی و کافور می روشن ہن سب روشنی آئیں گل کری
 دو شاہ چہرے سے امیر کے ہٹایا امیر غافل شور ہے تھے اسنے یہوشی و بانہ پر پہونچا امیر کو
 یہوش کر کے پھٹتا رہا بندھا اسی نقب سے لے کلا سحر کو ہی رات بھر انتظار میں بیٹھا رہا صبح
 دیکھا سلیم پشمارہ بدوش آیا سحر نے پکار کر کہا ای سلیم شیر یا زو باد عرض کی آپ کے اقبال سے
 حمزہ کو لیا سحر کو ہی خوش ہو گیا کہا ای سلیم تم نے بڑا کارناما کیا اب کیا کرنا چاہیے میں حمزہ
 قتل کروں سرکات کے خدمت میں خداوند کی بھجودن سلیم نے کہا ای شہر مار حمزہ کے سردار ان
 نامی فرزندان گرامی بلا سے روزگار میں اگر جبرٹن پائینگے آپ کے قلعے میں دریائے خون
 بہا دینگے جان بچانا مشکل پڑے گی میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ امیر کو تو قید کیجیے ایک عرضی
 بخد مت خداوند روانہ فرمائیے کہ مجھے حمزہ کو بھڑات گرفتار کیا کیسے زندہ روانہ کروں یا مر
 بھجوں قدرت حمزہ کو قتل کر سکتے ہن آپ کی مجال نہیں ہو کہ حمزہ کو قتل کریں سحر کو یہ بات
 پسند آئی صاحبقران کو سسل کر کے قید خانے میں بھجوا دیا ایک عرضی لقا کو لکھی سلیم کو دی کہا
 ای برادر تمہیں لیکر خدمت خداوند میں جاؤ سب کیفیت بخوبی عرض کرنا کہ اپنے پاس بلوائیجے
 سلیم عرضی لیکر چلا قہیل وغیرہ صبح کو آٹھے صاحبقران کو نہ پایا حمزہ نقب کا ملام معلوم ہوا
 صاحبقران کو کوئی گرفتار کر کے لیکھا روئے پستے لشکر میں آئے بادشاہ سے سب حال بیان کیا
 بادشاہ نے ہرکار سے واسطے تلاش کے روانہ کیے لیکن شاہزادہ نور الدین ہر بن بلع الزما
 حال دادا کا سکر بہت پریشان ہوئے بادشاہ کے سامنے کچھ نہ کہا بیرون بارگاہ آئے شہرنگ
 بن عمر اپنے عیار سے فرمایا ای شہرنگ مقام افسوس ہو کہ دادا جان کو نہیں معلوم کون گرفتار
 کر کے لیکھا یہ بیچارے ہرکار سے کیا پتا لگائے گی چاہتا ہوں خود تلاش میں اپنے دادا جان کی نکلیں
 شہرنگ نے کہا بسم اللہ نور الدین ہر نے مخفی مرکب اپنا لگایا سب بری دیش پر سوار ہوئے
 شہرنگ کو ساتھ لیکر صحرا میں چلے چہار جانب نگاہ ہی کھوڑے کو آڑائے چلے آئے ہن دور در
 اسی صحرائے ہول خیر ہن پھرتے ہوئے گزرے ایک دن دو پہر کو ایک نخل کے سائے میں

ٹھہرے شہرنگ نے دیکھا کہ ایک عیار جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہوا شہرنگ نے عرض کی حضور
 اسی مقام پر ٹھہریں میں اس عیار کو جا کر گرفتار کروں کیا عجب ہر کہ نشان صاحبقران دستیاب ہو
 نور الدہر نے کہا بسم اللہ شہرنگ لگے بڑھا زرعہ بختان میں چھپا کمندین سر راہ میں ہوشیار گردن
 عیار جب قریب کندون کے آیا جست خیز کو کے چلا تھا کہ شہرنگ نے شیر کی آواز دی عیار کا شہرنگ
 بھٹکا مارا عیار گر شہرنگ نے جناب مار کے بیہوش کیا تو بڑا کھول کر تلاشی جوی نامہ نکلا
 شہرنگ بہت خوش ہوا عیار کو تو ایک گوشے میں ڈال دیا نامہ لیکر خدمت میں نور الدہر کی
 نور الدہر نے جو وہ نامہ پڑھا پڑھ کر فرمایا شہرنگ اگر ہم اس طرف نہ آتے اور یہ عیار پاس لقا کے
 پہنچ جاتا تو باعث خرابی تھا جد عالی تبار کو سحر کو ہی نے گرفتار کیا ارادہ قتل کا رکھتا ہوا اب ہن
 چلنا چاہیے اگر تھس کے بارگاہ میں نہ مارا تو اپنا نور الدہر نام نہ رکھا ملعون لکھتا ہے کہ میں نے ہر
 امیر کو گرفتار کیا سر اسر غلط ہے یہ فرما کر اسی جانب چلے لیکن عیار کو درو کوہ میں ڈال دیا تھا
 کاہ کشون نے ہوش مار کیا سمجھا کہ کوئی عیار بھگو گرفتار کر کے بہانہ ڈال گیا طرف لشکر لقا کے بھاگا
 لشکر لقا میں آکر ہونچا کسی خدمتگار سے کہہ کر با قوت شاہ سے عرض کرائی یا قوت نے
 لقا سے کہا لقا نے سلیم کو بلوایا سلیم نے لقا کو آکے سجدہ کیا سب حال کہا کہ حمزہ کو آقا سے
 نامدار نے قید کیا ہر نامہ میرے پاس تھا کسی عیار نے مجھ سے لیا لقا نے کہا قدرت نے یہی تقدیر
 کی تھی تلو اسکے ہاتھ سے بچا یا سلیم نے کہا قدرت کی عنایت اب جو مناسب ہو وہ انتظام کیا جائے
 لقا نے کہا ایک پہلوان کو چاہتے ہیں فوج اپنے ساتھ لیکر جائے یہ سالار کا سر کاٹ لائے قدر
 اسکی عورت دیکھنا نہیں چاہتے مسبوق کو ہی برادر زادہ سلیمان کو ہی اٹھا بیٹھ ہزار فوج
 لیکر طرف سحر کو ہی کے چلا تھا اسے کارستان پور شیر دل کسی کام کو یہاں آیا تھا خبر مفصل دریا
 کر کے جا کر امیرج نوجوان سے کہا اگر شہر بار صاحبقران جو واسطے شکار کے گئے تھے اب احوال معلوم
 کہ شہر کو ہی نے گرفتار کر لیا ہر مسبوق کو ہی حکم لقا گیا ہر امیرج نے کہا میں اسکو جا کر راہ میں روکن
 مگر کسی کو خبر نہونے پائے ورنہ دست راستی ہوا داری نور الدہر کا دم بھر نیکی فساد عظیم کر سیکے
 شاہ پور سے کہا کسی کو خبر نہوگی نسب کو سوار ہو کر چلے امیرج نے یہی کیا شب کو کورد بن اشقر چلا
 ہر طرف صحرا کے چلے دہان شاہ زاد کا نور الدہر مر کب کو اڑائے ہوئے چلے جاتے تھے

راہ میں ایک مقام پر ٹھہرے شہرنگ سے کہا ہمارے واسطے پانی تلاش کر کے لاؤ شہرنگ
 برائے تلاش آب روانہ ہوا اور الدہر نے نخل کھڑے سے سر صحر کی کر رہے ہیں کہ ایک آہو پرخور
 سانپ سے آیا اور الدہر نے تیر مارا آہو گرا بقرانی پہونچا یا کہ نقاب دار بادلہ پوش بصد جوش
 خروش اگر پہونچا اور الدہر سے تکرار کرنے لگا کہ ہمارے شکار کو کیوں شکار کیا یہ کیکے پنچہ مارا
 نور الدہر نے ہاتھ بچا کر کھائی پر ہاتھ ڈالیا دوسرا ہاتھ کمر میں ڈال کر قاش زین سے اٹھا لیا مکان
 ہو پہونچی بند نقاب چہرے سے اٹھ گیا دیکھا کہ ایک نازنین مجسم گلدستہ من بو خوش خوشخبر آبدار ابرو
 انگبین رشک دیدہ آہو سرود قد نور الدہر ہر جمال پیشاں کو دیکھ کر حیران ہو گئے ہاتھ پاؤں میں رعشہ
 آیا ملک ہاتھ سے چھوٹیں خود ہی لڑکھرائے گریں بیوش ہو گئے و نازنین سر جانے بیٹھئی اپنے بیکار کا
 سراٹھا کر زانو پر رکھا کچنی گلشن ہمال کر رہی تھی کہ صبح است گرد آری دیکھا شہرنگ بن عمر و عیار جو
 برائے تلاش آب گیا تھا جلا آیا یہ نازنین شہرنگ کو دیکھ کر نیرانی دیکھا کہ اسید طر آتا ہی دل تو
 جانے کو نہ پاتا تھا مگر سر زین پر نور الدہر کا رنگر اپنی انگوٹھی نور الدہر کے ہاتھ میں پنا دی تھی
 انگوٹھی اپنی انگلی میں اپنی مادیان پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی شہرنگ نے جو اگر دیکھا شاہزادہ
 بیوش پڑا شہرنگ نے پانی چھڑکا شاہزادے نے آکر دھولی شہرنگ نے پوچھا آقا فراج کیسا ہے
 نور الدہر نے سچدھی سانس بیکر کیا

ہاں اب کیا کیجیے یہ بھی اسے ارمان نہیں
 تم اگر آؤ تو حاضر کو نسا سارا نہیں
 لطف بھی وہ اُسے سحر چاہیں کچھ سہا نہیں
 دُرعبثی شک کا قطرہ کوئی طوفان نہیں
 یہ تو طرز گفتگو کی شکوہ جانان نہیں
 گو لیے بوسے مگر کچھ بھی فراغ جان نہیں
 پھر یہ کیوں کہتے ہو میرے دل میں کچھ ارمان نہیں
 آدمی ہوں کچھ تمھارا سندہ پیمان نہیں
 کش مکش سے روح کو مل فراق جان نہیں

میرے مرنے کی خبر سن کر وہ کچھ شادان نہیں
 اشک میرے پاؤں دھوین خون دل مل دھنا
 آہ میری نامراد ہی کس قدر منظور ہے
 التماس حال کرتا ہوں میں رور و کر تو کیسا
 سرنگون مجھ کو کیا کیوں امی ہجوم انھماں
 اس ترش رونی سے بے آسان ہی رہنا چاہی
 کسکی دردیدہ نگاہیں سینے میں کرتی ہیں طہر
 یہ تو شکل ہے کہ میں ہوں اور بھی دیکھے نہ غیر
 جو اس پرچم کی مرضی تو برسون سے نسیم

یہ اشعار جو نور الدہر نے پڑھے شہزادکے سمجھ گیا کسی پر عاشق ہوئے کسی محبوب مطلوب کو دکھا
 عرض کی اور شہزیار میں نے بھی ایک معشوق کو آپ کے سر جانے بیٹھے دیکھا تھا مگر مجھ کو اتنے دیکھ کر
 روانہ ہو گئی اب نور الدہر کی نگاہ ہاتھ پر پڑی دیکھا ایک انگشتی نہایت معقول باقوت و احمر کا
 ٹکینہ اور زیادہ شاہزادے کو پتھراری ہوئی کہا اور شہزادکے اسکو بھی ہماری طلب ہی انگشتی
 پہنا جانے سے یہی مطلب ہے اور شہزادکے ہکو اس مغرور و رنگ ہو نچا د شہزادکے نے عرض کی خصوص
 اسی مقام پر رہن میں برائے تلاش جاتا ہوں یہ کہہ کر شہزادکے جس طرف سے مادیان کی تھی اسی
 راہ پر چلا نور الدہر زرخل بیٹھے میں مسبوق کو ہی جو طرف سے لٹا کے چلا تھا اس مقام پر
 آئے ہو نچا دیکھا کہ زرخل ایک جوان آفتاب مثال خورشید جمال بیٹھا اور مسبوق نے شاطر سے کہا
 دریافت تو کر یہ کون شخص ہے شاطر گیا نور الدہر کو سلام کیا اور شہزیار ہمارا آقا آپ کا نام پوچھنا
 شاہزادہ تو بخیدہ بیٹھا تھا مفصل حال کہہ یا شاطر نے جا کر مسبوق کو ہی سے کہا میری خبر
 بیٹھا اور مسبوق خوش ہو گیا کہا اور شاطر اسکو گرفتار کر کے لیے جلتا ہوں یہ کہنے فوج کو اشارہ کیا
 اس جوان کو گرفتار کر لو پیش نہرا جوان لینا لینا کہہ چلے نور الدہر نے جو دیکھا کھٹا کفر کی جلی آئی
 پشت مرکب پر سوار ہوئے تلوار کھینچی نعرہ کر کے جاڑے نعرہ نور الدہر تصنیف مصنف

ہم سے امج رفعت شاہزادہ مردی	کشا بالمش جہانگیر و ملکیتی ساخواند	بناہ لشکر سلام نور الدہر کو پیش
عدود در زنگاہش صہبہ اران الامخواند	و لار طغلی بجات ہند و شتم	لقار اب یک دست بردار شتم
خضر بریلان عرب یاستم	شہ نور جوان لقب یاستم	فوج کھار پر جاڑے تلوار چلنے لگی

مگر شاہزادہ بہوت لب پر ہر سکوت اسی محبوب مطلوب کا خیال قلب پر ہجوم غم و غللی بھی
 تصور ہے کہ دیکھیں ہمارا یار و فادار ہمارے محبوب کی کیا خبر لائے دیکھیں تقدیر کیا دکھا لے
 اسی خیال محال میں لڑ رہے ہیں مسبوق نے دیکھا کہ کئی جوان افسر ہاتھ سے نور الدہر کے
 ہارے گئے شاطر کا حکم سبک رو ہو گیا اور شاطر اس جوان کے ہاتھ سے کتنے افسر مارے گئے
 کند انداز و ن کوئے جا کر گرفتار کر کے حکم سبک رو اپنے چالیش پیک جون کو لیکر چلا ایک
 رسالدار کو اشارہ کیا اسنے سپاہ دیکھا یا نور الدہر رسالدار کی طرف چلے اسنے ٹھوڑا جھکا یا
 نور الدہر نے پچھا کیا جب نخلستان میں پہونچے عیار و ن نے حلقہ سے کند مارے شاہزادہ نے

گر اسب بچا ٹوٹ پڑے از روئے بلوئے کے نور الدہر کو گرفتار کیا سبوق نے اشارہ
 کیا کہ آئے شاہزادے کو مسلسل و مطوق کیا مرکب بھی شاہزادے کا گرفتار ہوا اب صلاح جزوی
 کہ سحر کو ہی کے وہاں چکر دادا پوتے کو قتل کر نیلے یہ سوچ کر شاہزادے کو ا۔ ابے پر سوار
 طرف سحر کو ہی کے چلا لیکن سبرنگ بن عمر جو تلاش میں ملکہ کی تلاش تھا قریب ایک باغ کے
 آکر پہونچا اب جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ باغ ہر دختر سحر کو ہی کا ملکہ نامید مرصع پوش
 نام ہر سبرنگ و لین بونچا کیا عجب ہر یہی معشوقہ ہو یہ سوچ کر ایک کینز کو بیوش کیا اسکی شکل بنکر
 اندر آیا محلدار نے کہا ارمی ادا چھال چھکا شمشاد کمان اگڑتی پھرتی ہر کل سے ملکہ نے خاصہ نہیں
 نوش فرمایا اکیلی بارہ درمی میں مٹھی میں بجلو کچھ بھی خیال ہر سنار ہر کہ اب اٹھی ہیں جلد جا آفتاب لیکر
 حاضر ہو سبرنگ سمجھ گیا جھپٹ کر اندر آیا دیکھا ملکہ اٹھی ہیں مگر خاموش مٹھی میں سبرنگ نے
 جا کر پشت سامنے رکھا آفتاب لیکر کھڑی ہوئی چپکے سے عرض کی کیون واری غراج کیسا ہر حضور کو
 ہم بہت پریشان پاتے ہیں کچھ ارشاد ہو سہم اُس کام کو کہیں جس کسی کی خواہش ہو اُسکو دلائین آخر
 ہلوگ کس واسطے ہیں جب کینز نے یہ بات کہی ملکہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا ادر شمشاد
 ہمارا در دلا علاج ہر کیا بیان کریں نظم

حسین ہونے کے طوفان نوح کے فرزند کرتے
 ہما کو اپنے سائے سے سعادتمند کرتے ہیں
 دعا اللہ سے رور کے حاجتمند کرتے ہیں
 نصیحت سے مجھے دیوانے دانشمند کرتے ہیں
 شہم امی کج کلمہ تیری تمبا کے بند کرتے ہیں
 ہزار آپس میں آمیزش گلاب و قند کرتے ہیں
 بہت دعا عطر سے گوش آشناے بند کرتے ہیں
 نیاز اید ہی ہر ناز وہ مر حسد کرتے ہیں
 خدا چاہے تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہیں

نرخ افور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہیں
 وہ شاہ حسن ہر تو کیسویے غبرفشان تیرے
 بہشت اُس صنم سے کیون نہون میں دل کا سل
 ارادہ ہر گریبان بھاڑ کر لون راہ صحر اکی
 دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہیں شگنچے میں
 تمہارے شربت دیدار کی لذت نہیں پاتے
 بحر و گاہنہ مینا کو مین کا لون میں ارساقی
 محبت میں کی آئی نہیں فضل الہی سے
 نہا کر معر کے میں آتش آب تیغ قابل سے

ملکہ نے رور کو جو یہ اشعار پڑھے سبرنگ نے عرض کی حضور یہ ہیلیان تو میری سمجھ میں نہیں آتی ہیں

مجھ سے حال مفصل بیان فرمائیے میں انتظام کر دوں گی سکیں کی جو بات کسی ملکہ بھی مقام سے اٹھی
 بارہ دری میں آکر کہا شمشاد بیٹھ جاؤ کیا کہوں اگر مفصل بیان کرتی ہوں راز عشق کا ظاہر ہوتا ہے
 اگر کہوں کلچر منہ کو آتا ہوں دونوں طرح شکل پر ترنی پر بیتابی دس ہر میں بر اسے نکار کسی خودی شکار
 ہونی ایک جوان جس میں جرمی بہادر صفت شکن تیغ زن سے ڈھار ہوئی وہ شخص بیوش ہو کر گرا
 میں نے چاہا اس کشتہ تیغ ابرو کا علاج کروں ایک عیار کو دیکھا کہ اسی طرف آتا ہے آخر کچھ نہ بن پڑا
 اسی حال پر ملاں میں اس اسیر نظر کیسو اور بیچ خنجر ابرو کو چھوڑا نجبوری سے اس شفتہ وادی محبت
 دھر کر ان صحرائے مودت سے منہ موڑا پلٹ پلٹ کے دیکھا کہ اسی عیار نے اسکا علاج کیا میں
 پلٹ نہ سکی یہ ڈوٹھانہ روز جب بیچ و ملاں میں گزرے رات تیر کی تیرپ کے کانی پر کیفیت پر حکم

لو نصف سے اب یہ حال تھا ہے	سایہ جست بس بدن ہے	یان بن بی نہیں ہر لا غریبا سے
بگو کیا حاجت کفن ہے	مشت نکست میں جامہ کیسا	ایسا تو بدن ہی ہیر میں ہے
ہوں بیل بوستان تصویر	بجوف خزان مرا چمن ہے	ہوں کشتہ تیغ شرم جانان
برزخ کا سبب زبان دہن ہے	لاریب تیسر و بلو سی تو	استاد زاکت سخن ہے

بیب مکہ نے رور و کر سب حال بیان کیا سبرنگ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی حضور نے نہیں پہنا میں
 اٹا ہوا ہون حضور ہی کی تلاش میں نکلا ہوں آقا کا بھی یہی حال ہے جو آپ کی کیفیت پر وہی انگلی
 کیفیت ہے ایک صحرائے بول خیرین زیر کل سکن قریب اُس نے نہ دست نہ دشمن میں وعدہ کر کے
 آیا ہوں کہ آگے مشوقہ کو ڈھونڈ کر لاؤنگا نہیں معلوم اس دوران میں آقا پر کیا گذری سب
 حال جو سبرنگ نے بیان کیا ملکہ ناہیدہ جمع پویش بے قرار ہو کر رونی کہا اے سبرنگ بڑا کمان کیا
 اگر ایک رور و دن آئے تو ہمارے زندہ نہ پاتے ہم ابھی تھارے ساتھ چلنے سے بڑا غضب کیا
 کہ اس شیر نشہ صاحب خیرانی کو اکیلا چھوڑ آئے ایسا نہو اس شہر بار کو کوئی آزار پہونچے شیرنگ نے
 پھر میں کیا کر سکا حال ابتر تھا سولے میر سے اور کوئی ہمراہ نہ تھا آخر میں کیا تدبیر کرنا جو کیفیت
 اس شہر بار کی تھی جس سال پر ملاں میں چھوڑ کر آیا ہوں اُسکو بیان نہیں کر سکتا ملکہ نے کہا بھیا مجھ
 اپنے ہمراہ لے چلو سبرنگ نے دیکھا اٹھا لولا اسے بڑھا ہوا ہے اے سبرنگ کیا کروں اسی حسین
 حمید کا ساتھ لیکر جانا بڑی مشکل کی بات ہے خدا نخواستہ راہ میں کوئی افتاد پڑے تو میں کیا جواب دوں

ملکہ کو جو دیکھا تو انتہا کا جوش و خروش ہر شہر نگ نے صورت اصلی بھی دکھائی مگر نابید مرصع پوش
یہی کہتی ہر اے شہر نگ چلو شہر نگ کہتا ہر اے ملکہ عالم مجھ کو جانے دیجیے میں شاہزادے کو لاؤں ملک
نہیں مانتی کوٹھے پر بیٹھی ہوئی شہر نگ سے باین کر رہی ہر اے یہ بھی ملکہ نے شہر نگ سے بیان کیا
کہ میرے ہی باب نے صاحب جفران کو قید کیا ہر بیان سے تین کوس پر لشکر فرود کش ہر یہ حال شہر نگ
شہر نگ اور زیادہ طہر گیا کہ اے ملکہ عالم شاہزادہ خاص اسی فکر میں نکلا تھا یہ ذکر تھا کہ صحرے
گرد آڑی شہر نگ دیکھنے لگا ملکہ بھی کہ رہی ہیں کہ اے شہر نگ کسی کا لشکر آتا ہر کہیں والد نے قصہ کہیں
کہ اپنے قلعہ میں لے جا کر صاحب جفران کو قتل کر دین جب دامن گرد و شکافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک پہلوان
یو یو حصال عفریہ مثال سیہ فام بد انجام کر گدن مست پر سوار پشت پر تیس ہزار فوج علمائے یہ کے
بچھہرے کھلے ہوئے نشان کفر و ضلالت ظاہر ایک راستے پر شاہزادہ نور الدین بہرین بدیع الزما
چار جانب سے نیزہ دار گھیرے ہوئے شاہزادہ مسلسل و مطوق ہر گون یاد دہ دار میں کلید خون ملک
تو دیکھ کر رونے لگی کہ اے شہر نگ یہ کی غضب ہوا شاہزادے کو کیسے قید کر لیا شہر نگ نے کہا میرے
آنے کے بعد یہ معرکہ گذرا شاہزادہ زیرِ نخل تھا یہ لقا پرست آدمی سے آتا ہوگا اسکو معلوم ہوا کہ یہ شیر
بیرہ صاحب جفران ہر اے دے بلوے کے گرفتار کر لیا ہر میں جا کر دریافت کرتا ہوں کہ یہ پہلوان
کون ہے کیونکر گرفتار کیا کہاں لیجا لیا ملک تو بیتاب ہر یہی کہتی ہر کہ مجھ کو جانے دو میں جا کر اس شہر مار پر
نثار ہوں شہر نگ نے کہا میں جا کر خبر دریافت کر لوں پھر آپ سے صلاح کروں گا ملکہ نے کہا بھیا جاؤ
ہائے نہیں معلوم کس مقام پر گرفتار کیا اب دو دن بھی پہنچاتے ہیں یا نہیں شہر نگ نے کہا میں
جا کر دریافت کر لوں گا یہ کہ شہر نگ اسی شکل پر کوٹھے سے اتر اصرامین اگر صورت بدلی ایک فقیر کی
شکل بن کر لشکرِ سبوق میں آباد یافت کیا معلوم ہوا کہ پاس سحر کو ہی کے لیے جاتے ہیں وہاں جا کر
قتل کرنے کا قصد کریگا شہر نگ سب حال دریافت کر کے پاس ملکہ کے پہنچا سب کیفیت کہی
اور کہا کہ حضور نہ گھبرائیں میں تاج شہب کو جا کر شاہزادے کو رہا کر لوں گا ملکہ نے کہا بھیا مجھ کو تسکین
دیتے ہو میں کیونکر یقین کروں کہ تم اکیلے اپنے لشکر سے لشکر میں جا کر شاہزادے کو چھڑالو گے
وہاں تک رسائی بھی دشوار ہوگی ہر خیز شہر نگ نے کہا ملکہ نے نہ مانا مجھے یقین نہیں آتا میری تو
صلاح نہیں ہے بھیا ہر یہی خیر گذری اگر اسکو معلوم ہوتا کہ یہاں سے پانچ کوس پر سحر کو ہی فرود کش

تو قصد کرتا اچھی طرح پہنچ جاتا بڑے لشکر کی بات پر کہ ہمارے باغ کے سامنے اتر ابھین سے چند
کنیرین کہ میری ملازم ہیں میں نے بھی فنون سپاہ گری حاصل کیے ہیں میں بطور شرب خون ہاکر کروں
تم کسی تدبیر سے شاہزادے کو رہا کر دو کیا عجب ہے کہ تدبیر موافق پڑے بھٹیا یہ تو ہم بخوبی جانتے ہیں
کہ ہماری تقدیر میں رنج و ملال ہی لمحہ بھر کے واسطے شاد ہوئے تھے اب شاہزادے سے ملاقات
ہو گی اسکا انجام تقدیر نے یہ دکھایا نظم

<p>زرگر و عدا خوش ہوں وہ کرین تدبیر ہم اور دیوانوں سے رکھتے ہیں ذرا تو قیر ہم کفر و دین کے قاعدے دو توں ادا ہو جائینگے یونہیں خوش کہتے ہیں دل اپنا امید و صل میں اکیا جسدن خیال جو شمش و دیوانگی سنتوا و ظالم بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہے وصل میرے اُنکے ہو گا کچھ اب ہمیں شک نہیں روز کا جھگڑا اٹھائے کون کر لیتے ہیں آج کیون کہتے ہیں فضل خدا سے اسی قسم</p>	<p>ملوک زرغم پہنوں کہین آہنی زنجیر ہم ڈالتے ہیں آب اپنے پالون میں زنجیر ہم فرج وہ کافر کرے منہ سے کہیں تکبیر ہم ٹھنپتے ہیں ایک جا اپنی تری تصویر ہم حاکم کر ڈالینگے اپنا نامتقدیر ہم لائق الطاف اعدا قابلِ قہر ہم کدو آہن دیکھے اس جواب کی تعبیر ہم امتحان کاوش قاتل تہمت ہم رکھتے ہیں ملک سخن کی واقعی جاگیر ہم</p>
--	--

ملکہ نے رور و کریم اشعار پڑھے کہا بھٹیا شہزادہ کی جگہ کچھ نہیں بن پڑتا ہی تدبیر ہے کہ کنیزوں کو
آمادہ کرتی ہوں انکو ہزار ہا روپیہ صرف کر کے تیار کیا ہے شہزادہ کا تاجار ہوا اسی کنیز کی شکل
بنا ہوا ہے ملکہ نے سب کنیزوں کو بلایا کہا صاحبو تم نے سنا کہ ہم کس بل میں مبتلا ہیں سمجھو نہ سنے
کہا ذرا بھی اگاہ نہیں ملکہ نے رور و کریم اپنا حال عشق نور الدہر بیان کیا اور کہا اسی شہزادہ
جرات کو قید کر کے سبوق کو ہی پاس والد ماجد کے لیے جاتا ہے وہاں ہو چکے اور اسنے قتل کیا اپنا
ارادہ ہے کہ رات کو شیخون یاہین شاہزادے کو چھڑالیں کنیزوں نے کہا واری انکو کوس کوس کر
لکھا جائینگے اس طور سے شیخون گرے کہ انکو بھاگنا مشکل ہو ملکہ نے سبکو آمادہ پایا سبکی سرگرم ہوش
نام جشن خوب تیار ہے تیر اندازی میں طاق سحر و ساحری میں شہزادہ آفاق ہوئے عرض کی واری جہاں
تیروں کی بوچھاڑ کرینگے پھر بھالے بندھال کے جا پڑینگے شہزادہ نے کہا بوا بھٹیا ایک

علاج اور مناسب ہو کہ خیموں میں آگ لگا دی جائے کہ کوہی سنگدل گھبرا جائیں سب کینزدون کو ملنے
 آمادہ کیا کوٹھے کھل گئے سلاح نکلنے لگے سب کینزدون نے کمر بن باندھیں کہا نہ اے کیانی بائیں تھوین
 نو دود و ترش انہیں تیر دل دوز بھرے ہوئے پکان اُنکے زہر میں بجھائے سنا نہ اے نیر کو درست
 کر کے دپہر رات گئے تک بسنے اپنے کو چالاک و حُست کیا نقابین چہرون پر ڈالیں شہر ناگ نے کہ
 دل میں جانا ہوں جا کر شاہزادے کو رہا کرتا ہوں جب لشکر میں ہنگامہ ہو آپ اپنے کو پہونچائیے
 اس لطف سے بخون پڑے کہ کوہی گھبرا جائیں شاہزادے کو نکال لائے ملک کو سمجھا کر اول شہر ناگ
 کھل گیا جو صورت منظور تھی وہ صورت نئے لشکر مسدوق کو ہی میں آیا دوسرے دیکھا جس خیمہ میں
 شاہزادہ قید ہے کیسے کیسے گاہبان درخیمے پر رات کے جاگنے کے واسطے معین ہیں ایک ٹھٹھا
 بیچ میں رکھا ہے اسپر ایک چراغ بر سلی کھیل رہے ہیں غل بر چھائے کتنے ہیں ایک کہتا ہے سات ہیں
 ایک بول اٹھا میں نے نو اٹھ بدے تھے تو نکھو دیکھو دیش آئے یہ پیسے روپے رکھے ہیں غرض کہ
 کھیل ہو رہا ہے شہر ناگ نے خیال کر کے دیکھا کہ پشت پر خیمے کے سناٹا ہے شہر ناگ اس طرف گیا
 ایک نخل کی آڑ پکڑ کے نقب کھودنے لگا ملکہ یہاں درباغ پر گوش بر آواز میں مگر شہر ناگ
 اندر خیمے کے پہونچا دیکھا شاہزادہ سر زنجیر پر سر رکھے ہوئے سورہا ہے شہر ناگ نے جا کر شاہزادہ
 سے کہا حضور بیدار ہو جیے نور الدین نے کینزدون دیکھا کہ وہ آمادہ ہو کہ تہکریان پیران نکالوں
 نور الدین نے کہا تو کون ہے شہر ناگ نے کہا غلام ایک شہر ناگ بن عمر و حضور یہ کیا مع کہ ہوا
 نور الدین نے کہا ای برادر تمہارے اپنے کے بعد ہم زیر نخل بیٹھے کہ یہ بچیا مسدوق کو ہی اگر
 پہونچا از روئے باوے کے گرفتار کیا پاس سچ کو ہی لے لیے جاتا ہے شہر ناگ نے سب حال ملکہ کا
 بیان کیا کہ امی شہر ناگ اسکا جوش و خروش آپ سے زیادہ ہے اگر دیر ہوگی بطور بخون آئینگی
 میں نے پر خند و کانہ مانا نور الدین یہ سنکے گھبرا گئے کہا امی شہر ناگ اگر ملکہ آئین بڑی مشکل
 ہوگی شہر ناگ نے کہا اب تو یہی صلاح ہوئی ہے کہ شہر ناگ نے شوہن نکالا ہتکڑی کاٹنے لگا
 نر آئے کی آواز باہر ہوئی ایک سپاہی نے کہا اے خیمے سے کیسی آواز آئی ہے دو سر سپاہی پر
 اٹھا کر دیکھنے لگا دیکھا ایک سیاہ پوش قیدی کی ہتکڑی کاٹ رہا ہے کون کون کمر ترھا شہر ناگ نے
 حُست کر کے مارا وہ سپاہی گرا اور سپاہی لینا لینا کمر دوسرے شہر ناگ قید نہ کاٹ سکا کو

بھاگا اُدھر سے کھیم سکر و عیار مسدوق کا چالہنشی یکا چون سمیت پھر ماہو آتا تھا بلڑنے کے دوا
 شہرنگ کو عیار و ن نے گھیرا شہرنگ نیم چھین کر لڑنے لگا ملک نے جو غلغلہ نہا جھین کہ شہرنگ نے
 شاہزادے کو چھڑا لیا گھوڑے کو بڑھایا قریب لشکر کفار کے اگر کہاں کا ندھے سے اُتاری تین تیر جو
 مارے اور نعرہ کیا شاید اس بکار ان پر دغا نہ تھا بدار بادل پوش شہرنگ نے دیکھا ملک پڑھین
 چند خیموں میں بھی کیتروں نے آگ لگا دی ہر جو ہوا مسدوق کو ہی انھیں ملتا ہوا آتھا پوچھا ارے یہ کیسا
 ہر ہر خادموں نے کہا کہ ایک نقاب دار بادل پوش بطور بخون آیا ہر ایک عیار خیمہ میں قیدی کے
 ہو چکا تھا چاہتا تھا قید کاٹے مگر بانوں نے اسے لٹکا کر آگے عیار نے گھیرا بھی مگر نقاب دار نے خیموں
 آگ لگا دی لڑتا ہوا طرف اسی خیمے کے جا تا ہر پشنگر خیمہ میں اٹھا نہ بیرون سے کمر باندھی تیغ لیے ہو
 خود آتی سر پر موٹی لڑیوں کی زرہ پہنے ہوئے کل کر گنڈے پر سوار ہوا دیکھا ہر طرف سے کہ ہی
 لینا لینا کرتے ہوئے جاتے ہر مسدوق نے بھی نعرہ کیا کہ یار و نقاب دار کو گھیر لو یا تو کوئی بھاگے تھے
 افسر کے نعرے کی آواز سن کر قہر کے مسدوق نے کہا قیدی کا تو سر کاٹ لو زندہ بچکے نہ جاسے پاسے
 کیل کو ہی تیغ چھین کر خیمے میں گیا نور الدہر سرنگوں بیٹھے ہیں کیل نے بڑھ کر آواز دی او گنگار
 کوئی حمایتی تیرا پرمان بھی موجود تھا یہ نیا جو بچا نکالا یہ کیلے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے دونوں ہاتھ
 اٹھائے ہتھکڑی کٹی نور الدہر نے قید آہن کو توڑ ڈالا بھری سر بگیل کے ماری کیل کا سر ٹھٹ گیا
 نور الدہر نے اسی کی تلوار اٹھالی خیمے سے لڑتے بھڑتے نکلے ہی نعرہ کیا نعرہ نور الدہر نے
 خبر دے صاحبقران چشم و بہر شہ ستارہ شہم شاہزادہ نور الدہر ایک سوار نے بڑھ کر نیزہ مارا اسکو
 نور الدہر نے قلم کیا سوار کو مار کر مر گیا یہاں تھے ہوئے چلے مگر خیال کر کے دیکھا ایک طرف شہرنگ
 گھرا ہوا ہر زخم بھی کٹی کھائے ہیں ہانچ ساتھ ایک بچہ مار کر ڈال دیا ایک طرف نقاب دار صرف
 جنگ ہی مگر کوئی و ن نے جو بلوکیا چند ہر ہیان نعت ابدا زخمی ہوئے چند کس مارے گئے نقاب دار
 گھرا ہوا لڑ رہا نور الدہر اسی طرف جا کر صفوں کو درہم و برہم کیا پکار کر فرمایا اے نقاب دار بہادر
 تھے بڑا احسان کیا میں نے اب رہائی پائی میں اس نامرد سے سمجھ لو گنگا نہا سے ساتھ والو کا بھی ہوا
 یا مارے جانا مجھ پر بہت شاق ہے نعت ابدا رنے پکار کر آواز دی میں تو آپ کے ساتھ ہوں ہر چند
 نور الدہر نے کہا کہ کل جاؤ لیکن نعت ابدا رنے نہ قبول کیا نقاب دار پر بھی وقت تنگ نور الدہر

بیچ میں کوہیون کے کھڑے ہوئے ہیں مسبوق کو ہی دور سے لٹکار رہا ہے کہ یار و قیدی کو مار لو یہ
 اکیلا ہزاروں سے لڑ رہا ہے ہر طرف سے کوہی بلوہ کر کے آتے ہیں کہ نورالدین ہر کو گرفتار کر لیں مگر ممکن
 نہیں ہوتا قضاے کار نقد روح و روان قاسم عایشان شاہزادہ ایرج نوجوان جو تلاش میں
 صاحبقران کی نکلے تھے پھرتے پھرتے اسی صحرا میں ایک نخل کے سائے میں آکر بیٹھے شاپور نے
 کہا حضور آرام فرمائیں میں جاگتا رہوں گا آخر رات میں آپ کو بیدار کروں گا بہر رات باقی تھی اسوقت
 شاپور نے ایرج کو جگایا ایرج شاپور سے باتیں کر رہے ہیں کہ یکا یک کان میں آواز نعرہ
 نورالدین گھبرا کر کہا اے شاپور کشتی گیر زادے کے نعرے کی آواز آتی ہے کہیں ٹر رہا ہے دریافت
 کر وہ کیا لڑیگا میں جا کے اُسکی مدد کروں جان اُسکی بچاؤں شاپور چلا ایک بلندی پر سے آکر
 دیکھا نورالدین کوہیون میں گھرے ہیں ہر طرف سے بلوہ ہے شاپور نے کہا اے شہیار شاہزادہ
 نورالدین ہر گھرے ہوئے ہیں کوہیون کا چار جانب سے بلوہ ہے ایرج فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے
 شاپور نے رکاب پر ہاتھ رکھا ایرج نوجوان گھوڑا ٹھکرا کر چلے قریب لشکر آکر پہونچے اپنے نام کا

نعرہ کیا نعرہ ایرج نوجوان	ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق کبیر
اگر تیغ کین بر کشم از عنایت	تزلزل فشد در میان معائن	پیکار کر آواز دی کہ برادر نہ گھبران

میں آپہونچا نورالدین ہرنے جو صدائے نعرہ ایرج سنی نہایت غصہ آیا پشت مرکب پر پٹری چمائی
 ہاتھوں سے کہا کہ وقت دستگیری ہے یا نون سے فرمایا وقت ثابت قدمی ہے تلوار چمکا کر ہمد جوش و خروش
 کوہیون سے لڑنے لگے پرے کے پرے درہم و برہم کیے کہ ایرج بھی جنگ کرتا ہوا تیغہ دو دم سکندری
 پر قبضہ پشت کرہ بن اشقر بر سوار نورالدین ہر کو یہ مشکل ہے کہ سر برہنہ اپنا مرکب نہیں تلوار بھی
 غیر کی سیے ہوئے ہیں وہ جو ہر اُس میں کہاں کرتے شجوابی کا پنے ہوئے اس حال میں مصروف جنگ ہیں مگر
 زندگی سے تنگ ہیں لیکن دل یہ کہتا ہے کہ ایرج کے سامنے کوئی حقارت نہ ہو ایرج نے چُن چُن
 افسردن کو مارا نورالدین ہر مرکب بڑھاتے ہیں مرکب طرار سے نہیں بھرتا کرہ بن اشقر بلند پرواز یا
 کر رہا ہے کافروں کے سر ٹھکراتا پھرتا ہے نورالدین کو بڑا خیال نقابدار کا ہے طرف مسبوق کو ہی
 کے چلے بیچ میں جسے روکا اُسکو مارا مسبوق نے دیکھا کہ یہ شیر دلیر میری تلاش میں آتا ہے وہیں سے
 لٹکارا کہ اوجوان میں خود تیری تلاش میں ہوں نورالدین ہر مرکب ٹھکرا کر سامنے پہونچے تلوار چلنے لگی

ایک سردار نے جو دیکھا کہ افسر سے ہمارے تلوار چل رہی ہے پشت پر سے آکر تلوار کا ہاتھ مارا نور الدہر
 کا سر زخمی ہوا پٹ کے قبضہ مارا کہ اُسکا سر پٹ گیا مسبوق کو ہی نے نور الدہر کو زخمی دیکھا ہاڑا
 چاہا کہ بڑھ کر سر کاٹ لیں یہ سوچ کر ہاتھ مارا نور الدہر کی آنکھوں پر قطرات خون آئے تھے مسبوق
 نے تلوار جو اسی زخم سر جو پارہ ہو گیا اُس زخم داری میں دل کو مضبوط کر کے ہاتھ مارا کہ سر مسبوق کا
 بھی زخمی ہوا گینڈا بھی اُسکا مارا گیا لوگ ٹوٹ پڑے مسبوق کو ہٹا لیکن اب نور الدہر کو یہ معلوم ہوا
 کہ آنکھوں میں اندھیرا آتا ہے قلب ٹھہرتا ہے تلوار کو نیام میں کیا دونوں ہاتھ گھوڑے کی گردن میں جمائے
 مرکب نے جو ایک کو سست پایا ایک جانب لے نکلا بہان شہزاد عیاروں سے لڑ بھڑ کر رہے آقا کو
 تلاش کرتا ہوا آتا ہے مگر کان میں آقا کی آواز نہیں آتی عیار قریب ملکہ آیا کہا ای ملکہ عالم وقت انقلاب ہو
 دل بیتاب ہے شاہزادے کی آواز کان میں نہیں آتی ستارہ سحری جھپکا چاہتا ہے آپ لڑتی بھڑتی نکلیں
 اب آپ کا ٹھہرنا بہتر نہیں میں نہ لگا کر آتا ہوں آپ گھر سے گالکے روئے لگی کہا ای شہزاد اسی
 اشتیاق میں آئے تھے کہ شاہزادے کو چھڑا کر لیجائیں گے تقدیر نے نہ چاہا شہزاد نے کہا بہتر ہے
 کہ نکل چلے ملکہ بھی سمجھیں کہ صبح کو مال کھل جائیگا باپ کا لشکر بھی قریب ہے بڑی خرابی ہوگی ملکہ نے مجبور
 ناچار ستارہ سحری کو دیکھ کر مرکب کو صفت سے نکالا کنیزوں نے بڑھ کر تیر اندازی کی کو ہی تھے
 ملکہ گھوڑا ڈاکٹر نکل گئیں مگر شمار سے معلوم ہوا کہ چالیس سپاہیں کنیزین قتل ہو گئیں گھوڑے کو ہمیز کر کے
 پشت باغ سے داخل باغ ہوئیں شہزاد بن عمر و دیکھ رہا ہے کہ ایرج نوجوان کیہ دہنا مصروف
 جنگ میں شہزاد کو یقین ہے کہ زخم داری میں گھوڑا نور الدہر کو نکال لیکھا خدا انجام بخیر کرے
 دعائیں مانگ رہا ہے کہ صدائے مرغ سحر بلند ہوئی اب مسبوق نے دیکھا کہ ایک جوان اکیلا ہتھیار
 نور الدہر بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے مسبوق نے اپنے عیار کو بلا لیا کہا کہ ای گلیم سبکو یہ جوان
 گرفتار نہ ہوگا قتل بھی اسکا ہونا دشوار ہے تو عیاروں کو لیکر جا اپنی تدبیر سے گرفتار کر لے وہ قیدی
 لڑ بھڑ کر نکل گیا نقابدار بھی طرف صحرائے گیارہ نہیں ملکہ یہ نقابدار کون تھا گلیم سبکو چند عیاروں
 کو لیکر پلا پشت پر سے آکر حلقہ سے کندارے عیار و سردار دونوں بندھ کر گئے کو ہی ٹوٹ پڑے
 ایرج نے گرتے گرتے بھی چند جوانوں کو قتل کیا مگر ایک ایک ہاتھ پر دودھ گرے بلوہ کر کے
 پکڑ لیا لڑ بھڑا کہ عیاروں نے سردار کو گرفتار کیا شہزاد نے اپنی آنکھوں سے دیکھا گرفتار ہونے کا

ایرج کے بڑا قلق ہوا جی میں کہتا ہوں کہ شاہزادہ نورالدین کو ڈھونڈ کر لاؤں وہ اگر انکو ہا کرین
یہ سوچ کر تلاش میں نورالدین کی چلا بیان ملکہ جو لپٹ کر آئیں وہ ہی بقراری وہ ہی گریہ و زاری
کنیزین سمجھاتی ہیں ملکہ فرماتی ہیں صاحبو مجھے کیوں کر آرام آئے (بھڑک کر) ہوں سے نہیں معلوم کس طرف
نکل گئے دل کو قلق ہی غم سے کلیجہ شقی ہی بمشکل کنیزوں نے سمجھا جھجکا کر لباس خون آلود تبدیل کر دیا مگر
شاہزادہ نورالدین کو جو گھوڑا لیکر نکلا ہوا ہوئے دلیران کی صداکان میں بھری ہوئی تھی ات بھر وہ روی
کر کے آیا صبح کو ایک بیٹھے میں آکر پہونچا شاہزادہ زمین پر گرا مرکب چرا میں مصروف ہوا اقبال تاج
کوہستان کا رہنے والا اسکے پاس بھی نامہ سلیمان عبری موسے کو ہی کا پہونچا تھا بارہ ہزار فوج
ساتھ لیکر طرف لشکر لقا کے جاتا ہوا اس صحرا میں آکر پہونچا ساتھ والوں نے اسکے دیکھا کہ ایک
مرکب تیر جسم پر پڑے ہوئے باگین کٹی ہوئیں زمین ڈھلکا ہوا چرا میں مصروف تھ کہ ایک شخص کی
نگاہ پڑی کہا حضور گھوڑے کا سوار بھی پڑا ہی لیکن انتہا کا زخمی ہوا اقبال کی نگاہ پڑی ستارہ سحر
زیر نخل چمک رہا ہی ملازموں سے کہا کہ اس جوان کو اٹھا کر لاؤ قزاقوں نے چاہا کہ مال حبیبین میں گریہ
جوان خوب لڑا زخمی ہوا مگر مال نہیں دیا دیکھو کس قدر زخم کھائے ہیں مگر مال سب جسم پر باقی ہی موتیوں
کے مالے کٹھے یا قوت احمد کے سلاح بھی جسم پر نہیں ہی صرف تلوار سے لڑا ملازموں نے آکر دیکھا
سینے پر ہاتھ رکھا کہا آمد و شد نفس کی باقی ہی ابھی زندہ ہوا ٹھاکر اپنی بارگاہ میں لایا کہا میں اس جوان کی
جرات پر ناز کرتا ہوں جرات میں بمثل و بنیطیر حسن میں ماہ سنیرا سکوا پنا رفیق بناؤنگا جراحون کو بلایا
کسی ہنوں و پیے دیے کہا اسکے زخموں میں ٹانگے لگاؤ جس وقت صحت پائے گا تم سب کو نہال کر دوں گا
جراحون نے عرض کی کہ کوئی رگ و پٹھا ایسا نہیں کٹھے پائے کہ جان کا ضرر ہو یہ لکڑی ٹانگے لگائے زخم کو
دھویا پٹیاں مرہم کی چڑھائیں خود اقبال تاجدار و دال اپنے ہاتھ میں لیکر گس رانی کرنے لگا
آرام جو پہونچا نورالدین ہرنے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک تاجدار سر حائے بیٹھا ہی بارگاہ عمدہ گردلان
اٹھنے کا ارادہ کیا اقبال نے کہا کہ ای جوان ایسا نہ ہو ٹانگے ٹوٹ جائیں ابھی اٹھنے کا ارادہ کر
نورالدین کو پھر غش آگیا اقبال چاہتا ہی کہ ذرا اس جوان کو صحت حاصل ہو تو میں حال پوچھوں بخیر
تیار ہی جملہ اشیائے معقول تیار رکھی ہیں کہ کسی طرح کی اس جوان کو تکلیف نہ ہونے پائے ملازموں
سے کہہ دیا کہ خبردار جس وقت جو ضرورت ہو اسی وقت درست کرنا کسی شکر کی اسکو تکلیف نہ ہو ملازم

ہر وقت موجود ہیں اگر نور الدہر کو ہوش آیا لازم سب طرح سے خدمتگزاری کرتے ہیں یہ نوبت نہیں آتی
 کہ اقبال تاجدار نور الدہر سے حال پوچھتا کہ آپ کون ہیں اور کہاں زخمی ہوئے تین دن اسی رنگ
 سے گزرے کہ ایک دن صبح کو اقبال تاجدار نے جو ایک مرکب عربی عمدہ کہ کئی لاکھ روپے کو اسکو خریدا ہو
 وہ کس کسائی سے آیا لازم ہونے عرض کی کہ یہ اب شایستہ ہو گیا حضور اس پر سوار ہوں یہ سنکر
 اقبال تاجدار نے سلاح جنگی جسم پر آراستہ کیے گھوڑے پر سوار ہوا چند خادم چند سوار ساتھ
 گھوڑا بگ دھڑان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا چاہتا ہو کہ سبزہ فلک کو پا مال کروں سواروں نے
 کہا کہ حضور صبح کا وقت ہر طرف محل کے چلے تیز رفتاری اسکی ملاحظہ فرمائیے اقبال تاجدار گھوڑا
 کو دوڑا رہا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک نقابدار سیہ پوش کرگدن مست پر سوار بارہ چودہ
 رفیق گرد و پیش صحرایہ کی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہو اقبال تاجدار کو گھوڑا دوڑاتے دیکھا بیقرار ہو گیا
 ساتھ والوں سے کہا کہ یہ گھوڑا ابدولت لینگے ایک سوار سے اشارہ کیا کہ جا کر اس تاجدار سے کہو یہ
 گھوڑا بطور نذر ابدولت کی خدمت میں پیش کرے سانسے پہاڑ پر ہمارا قلعہ ہر اقوال قزاق حجاز
 میں مشہور عالم بڑے بڑے شاہوں کو میں نے لوٹ لیا اگر بخوشی نہ دو گے تو جان جائیگی سوار نے اگر
 یہ پیغام اقوال کا اقبال تاجدار سے بیان کیا اقبال نے کہا یہ مرکب تو ہمارا منظور نظر ہے یہ تو
 ہم نہ دینگے اسکے بدلے میں کچھ نقد ہم بھجوا دینگے سوار نے جا کر جو یہ اقوال سے کہا اقوال بے بغا
 گینڈے کو ٹھکرا کر قریب آیا کہا ای شاہ اپنی جان کو غنیمت نہیں جانتا ابھی سب اسباب حصین لونگا
 اقبال نے ایک سوار کو اشارہ کیا کہ اس بے ادب کو ادب نہیں کرتا سوار نے اقبال تاجدار
 کے اقوال پر نیزہ مارا اقوال نے نیزہ توڑ ڈالا سوار کو مع گھوڑے اٹھا لیا اٹھا کر زمین پر
 مارا کہ سوار کے استخوان چور چور ہوئے اقبال تاجدار کا ہنسنے لگا اقوال نے بڑھ کر کہا کہ گھوڑے
 سے اڑے منہ اقوال قزاق اب ابدولت کو غصہ ہو یہی حال تمہارا بھی کرونگا ہمسرا ہیان
 اقبال نے گھوڑے بھگائے اقبال تاجدار نے اپنے کو تنہا پا جان کا خوف ہوا ناچار گھوڑے
 سے اڑ پڑا مگر نہایت قلق تھا ساتھ کے سب بھاگ گئے اقوال نے کہا اے اقبال تاجدار سید
 اپنے گھر چلے جاؤ ورنہ جان بھی جائیگی اقبال تاجدار نے عرض کیا کہ اونا منصف میں پیدل
 کیونکر جاؤں اقوال نے ایک سوار سے اشارہ کیا کہ اپنا گھوڑا اس تاجدار کو دے سوار اتر پڑا

اقبال تاجدار رنجبرہ و کسیدہ اُس مرکب پر سوار ہو کر طرف اپنی بارگاہ کے چلا ایمان صبح کا وقت
شاہزادہ نورالدین ہرٹکر بیٹھے ہیں جراح نے زخم کھولا کہا ای شہر یار خداوند لالت و منات نے بڑا
فضل کیا زخم بہت لطف پر ہوا پاک و صاف ہر بھرتا چلا آتا ہر آج بادشاہ سے عرض کرینگے ہلکا انعام
لیگا نورالدین ہرٹکر ہے ہیں کہ تمہارے بادشاہ کا کیا نام ہے ملازموں نے عرض کی حضور ہمارے
بادشاہ کا اقبال تاجدار لقب ہے چاہتے ہیں نورالدین ہرٹکر کچھ اور پوچھیں کہ چند سوار سامنے سے
پریشان پریشان آئے نورالدین ہرٹکر پوچھا کہ بادشاہ کہاں ہیں سواروں نے کہا حضور آج بڑا
غضب ہوا بادشاہ سیر کرتے ہوئے طرف کوہ اقوال کے نکل گئے اقوال قزاق بھی برسے سیر کلا
مرکب شاہ کا پسند کیا ہمارے شاہ نے نہ دیا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ اس بے ادب کو سزا دو
اُس سوار نے بڑھ کر نیزہ مارا اُس نے نیزہ یون چھین لیا کہ جیسے ٹکے کے ہاتھ سے نیشکر سوار کو مع گھوڑے
اٹھا کر زمین پر مارا کہ استخوان سوار کے نیزہ ریزہ ہو گئے اگر ہم جانتے تو اور فوج تیار کر کے ساتھ لیجاتے
نورالدین ہرٹکر قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اُس نے بڑی بی ادبی کی ہم جا کر اُسکو سزا دینگے یہ کہہ کر ابھی
سلاح جسم پر آراستہ کیے سواروں نے کہا کہ ای شہر یار حال اُسکے زور کا آپنے مسا اور بھرتا
دینے کو کہتے ہیں نورالدین ہرٹکر کچھ جواب نہ دیا حکم دیا کہ ہمارا مرکب تیار کر کے جلد لاؤ ہماری بات
میں کوئی صاحب دخل نہ دین در نہ ہلکا لال ہو گا سوار و پیدل خاموش ہو رہے تھوڑی دور چلے گئے
کہ دیکھا اقبال تاجدار پریشان پریشان اگر سوچنا نورالدین ہرٹکر جو مسلح دیکھا کہا ای صمان عزیز کیا
ارادہ ہے نورالدین ہرٹکر کہا آپ کا مرکب اقوال قزاق نے چھین لیا ہم اُسکو سزا دینے جاتے ہیں
اقبال تاجدار گھوڑے سے کود پڑا کہا ای صمان عزیز تم دخل نہ دو میں اُسپر لشکر کشی کرونگا قلعہ تک
لکھ دو اگر بھنگو ادونگا وہ میرے ہاتھ سے کیونکر بھنگا نورالدین ہرٹکر نے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہ
بیمیا زبردستی گھوڑا چھین لے قزاق پر لشکر کشی کیسی ہم ابھی اُسکو سزا دینگے ہر چند کہ اقبال تاجدار
نے نوشاد بھی کی یہ بھی بیان کر دیا کہ سوار کو مع گھوڑے اٹھا لیا نورالدین ہرٹکر نے کہا یہ کیا دمبدم ذکر
کرتے ہو سوار مختار ایسا ہی نام دے گا یہ کہہ کر مرکب کو مصیبت کی طرف کوہ اقوال کے چلے اقبال تاجدار
نے کہا کہ یارو لشکر جلد تیار کرو اگر وہ میرے صمان کے ساتھ کچھ بی ادبی کریگا تو مجھے بہت شاق ہو گا میں
نورالدین ہرٹکر نے کہا لشکر کی کیا ضرورت ہے چکر تراشا دیکھو اقبال خاموش ہو رہا پانچ ہزار سوار و پیدل

تیار ہو کر آئے اقبال ان سب کو ساتھ لیکر عقب میں چلا بیان اقوال قزاق اُسی مرکب صبار قمار
پر سوار چند قزاق پہاڑ سے اترے ہیں اقوال گھوڑے کو خمیز کر رہا ہو کہ پشت سے لرے کی آواز نہ
آئی صدایہ بلند تھی کہ او مغرور بہتر یہ ہو کہ مرکب پر سے اتر پڑا اگر اپنی جابری چاہتا ہو منہ
گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زندہ زمرہ بے ایمان صاحبقران بن
صاحبقران شاہزادہ نور الدہ ہرین بدیع الزمان نبیرہ کو چاک سلیمان نعرہ نور الدہ ہرین
حمزہ صاحبقران بخشم و بقرہ + شہ ستارہ چشم شاہزادہ نور الدہ ہر + اقوال نے لپٹ کر دیکھا
کہ ایک جوان رعنا بلند بالا تنومند رستم زمان اسفندیار دوران جہات میں لانا فی صورت میں
یوسف ثانی گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہے اقوال لپٹ پڑا کہا ای جوان جب مجھ کو زیر کر گیا تب
مرکب دستیاب ہو گا آتے ہی تگا و رزن ہوا ہر چند کہ مرکب نور الدہ ہر کا اسیل نہیں ہو غیر مرکب
پر سوار ہیں مگر اس طرح پٹری جانی کہ اگر مرکب پیچھے ہٹتا تو پٹیاں ٹوٹ جاتیں چند قدم ہٹ کر گیا
گھوڑا اقوال کا سات قدم پیچھے ہٹا سراپا نور الدہ ہر کا دیکھ کر اقوال عاشق ہو گیا دم بدم کہتا ہے
کہ ای نبیرہ صاحبقران اگر تم میری اطاعت کرو تو اپنے لشکر کا بادشاہ کر دوں نور الدہ ہر نے
کہا پلے غرور تمہارے دماغ سے نکال لیں پھر جو مناسب وقت ہو گا وہ کیا جائیگا اقوال نے کہا
کہ اول آپ دار کیجیے کہ کوئی حوصلہ دل میں باقی نہ رہے نور الدہ ہر نے کہا کہ یہ ہمارا دستور
نہیں جب تیرے حربے سے پروردگار بچا سیکا ہم بھی حربہ کرینگے اقوال کے ملازم پشت پر جمے ہوئے
کھڑے ہیں جب نیزہ اقوال نے مارا نور الدہ ہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی
کہ اقبال تاجدار بھی آکر پہونچا ایک طرف کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ ای
بادشاہ عالیجاہ یہ نبیرہ صاحبقران ہوا بتوا اقبال تاجدار کے ہوش گم ہوئے کہ یہ جوان یہاں تک
کیونکر آیا اقبال تاجدار یہ سوچ رہا ہے کہ نور الدہ ہر نے نیزہ اقوال کا ہوائی کیا اقوال نے
قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ ای جوان یہ تیغہ برق مثال ہے کبھی اسکا دار خالی نہیں جاتا
اگر پہاڑ پر مار دوں تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یہ کہلے ہاتھ مارا نور الدہ ہر نے بار بار بجا کر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا آسنے گریبان پر ہاتھ رکھا دونوں پیٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہوئے لگی
اقوال حیران ہے کہ بچہ نہیں قابض ہوتا جھلا جھلا کر لڑ رہا ہے دوسرے کامل کشتی ہوئی نور الدہ ہر

بقوت صاحبقرانی لڑ رہے ہیں دوپہر ڈھلتے ڈھلتے نعرہ شیراز کیا کر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا اقبال کو اٹھا لیا چا باز میں پر مارین اقبال نے آواز دی کہ ای شہر یار الا مان میں آپ کا تا بعدار ہوا جس طرح کہ آپ نے مجھ کو زیر کیا اس طرح کبھی کسی نے میری پشت زمین سے نہیں لگائی زمین پر نور الدین ہر نے رکھ دیا اقبال قدموں سے لپٹ گیا کلمہ طیبہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا اقبال تاجدار کو چار کر آواز دی کہ یہ مرکب حاضر ہے اس پر سوار ہو جیسے لیکن آپ نے ہم پر احسان کیا جان بخشی کی ہم اُس کے بدلے آپ کو دولت ایمان عطا کرتے ہیں اقبال تاجدار بھی کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا شاہزادہ نور الدین ہرین بدیع الزمان اقبال کو ساتھ لیکر شہر اقبالہ میں آئے اقبال تاجدار سے کہا اب ہم رخصت ہوتے ہیں ہمارا ایک مهم درمیش ہے مسبوق کو ہی کے ہاتھ سے زخمی ہوئے مختار سے ملک میں آکر پہنچے اب ہمیں اُس سے مقابلہ کرنا ہے جد عالی تبار لشکر شجر کو ہی میں قید ہیں وہاں بھی جانا ضرور ہے ایسا نہ ہو کہ صاحبقران کو قتل کر ڈالے اقبال نے عرض کی کہ ای شہر یار میں بھی آپ کے ساتھ چلو نگا میں نے اس واسطے اسلام نہیں اختیار کیا ہے کہ دامن دولت کو چھوڑوں امید یہ ہے کہ تاحیات ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہوں یہ ذکر تھا کہ چو بدار نے اگر عرض کی اور دولت پر آپ کا عیار حاضر ہے نور الدین ہر نے کہا کہ بلا لشکر ننگ اندر آیا نور الدین ہر نے کہا کہ ای یار وفادار ہمارے آئیکے بعد کیا گزری شہر ننگ نے کہا کہ ای شہر یار ایرج و شاپور گرفتار ہو گئے میرے سامنے ملک شکل گئیں باغ میں اپنے پہنچیں اب مسبوق کو ہی ایرج کو لیکر پاس شجر کو ہی کے جائیگا اب جلد چلے حال ایرج کا سکر نور الدین ہر کو قلق ہوا اسی وقت لشکر تیار کیا اقبال تاجدار کو تخت پر سوار کیا اقبال کو بعدہ پہ سالاری میں ہزار کا لشکر لیکر طرف مسبوق کو ہی کے چلے لیکن مسبوق کو ہی ایرج و شاپور کو لیکر پاس شجر کو ہی کے پہنچا شجر نے بڑے اعزاز و اکرام سے لا کر اتارا مسبوق نے حال رہائی نور الدین ہر و گرفتار کرنا ایرج کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ ایک نقا بدار بادلہ پوش نے آکر شہنشاہ مارا شجر کو ہی مختاری عملداری ہے بتاؤ کہ نقا بدار کون تھا اس طور پر اُس نے شہنشاہ مارا کہ کئی ہزار کو ہی مار گئے میں نے بمشکل ایرج کو گرفتار کیا جب تک نقا بدار کا پتہ نہ لگیا میرے دل کو آرام نہ لگا شجر نے سلیم بکر و عیار سے کہا کہ کیوں ای سلیم تیری عقل میں کچھ آتا ہے کہ یہ نقا بدار کون تھا

سلیم نے سر جھکا کر کہا میں عرض نہیں کر سکتا مجھ کو دو دن کی مہلت ملے کہ میں مفصل دریافت کر کے
 عرض کروں مسہوق نے کہا کہ ای سلیم اگر تو حال نقابدار مفصل دریافت کر دے دولت دنیا سے
 ہٹا کر دو گنا مجھ کو بڑا رنج پہونچا بڑے بڑے افسر میرے اس گئے سلیم نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں یہ لکے
 سلیم چلا باہر بارگاہ کے جب آیا شاگردوں نے پوچھا کہ کیوں اُستاد آپ کی عقل میں کچھ آیا کہ یہ نقابدار
 کون تھا سلیم نے کہا میں سمجھ گیا ملک تاہید مصر صبح پوش دختر شجر کو ہی کا یہ کام ہوا اور یہ سب طریقہ
 انھیں کا ہی ہمیشہ سے فنون سپہ گری کا ذوق ہو مگر عقل یہ بھی کہتی ہو کہ ملک کو کیا غرض ہو جو انھوں نے
 شیخون مارا اس باعث کو جا کر دریافت کرتا ہوں سامنے بادشاہ کے نام نہیں لے سکتا یہ کلمے چلا
 قریب باغ آیا شام کا وقت ہو درباغ پر شاٹا اندر سے باغ کے کچھ عورتوں کے بولنے کی آواز
 آتی ہو سلیم شہنشاہ باغ پر آیا کہندہ مار کر دیوار پر چڑھا دیوار سے اتر کر ایک کونے میں بیٹھا دیکھا کہ
 ملک تاہید مصر کھس پوش مسند پر سرنگون گردنیزین بیٹھی ہیں عرض کر رہی ہیں کہ ای ملک عالم صبر کیسے
 بعنائیت پروردگار شاہزادے سے ملاقات ہوگی ملک رو رو کر فرماتی ہیں کہ ایسے خیال کر کے
 طبیعت کو تشکیں دیتی ہوں مگر دل نہیں مانتا نظم

اور چند سے صبر کر دل ہو فنا ہر کام کو	ایک دن ہوتی ہو گردش گردش ایام کو
بعد خواب مرگ بھی آنکھیں ہیں وقف انتظار	لطف بیداری مہیا ہو سر سے آرام کو
کسلی پابوسی سے ہو اس سر ہندی کا طور	ہمسر عشق ملے دیکھتے ہیں بام کو

ملکہ رو رو کر یہ اشعار عہد آثار پڑھ رہی ہیں کنیزین سمجھاتی ہیں کہ واری خدا نے فضل کیا وہ
 رہا تو ہو گئے ٹھوڑا کسی عہد انکو نکال لیکیا اشعار اشد ملاقات بھی ہوگی اگر شاہزادہ زخمی ہو
 نہ نکھانا تو بھیج تک لڑائی فتح ہو جاتی کوئی کنیز کہتی ہو کہ واری دیکھے میوے سر پر زخم لگا تھا اتنا
 خشک ہو گیا چند کنیزوں نے اپنے اپنے زخم دکھائے سلیم نے سب معرکہ اپنے کانوں سے سنا
 آنکھوں سے دیکھا جھٹاکر باغ سے نکلا جی میں کہتا ہو کہ ای سلیم اس گیسو بریدہ نے بڑا غضب کیا
 ماں باپ کے قتل کرانیکا ارادہ کیا تھا ابھی تک اسکا وہ ہی جوش و خروش ہو اسکا ذلیل ہونا
 حذر ہو خود بادشاہ آئین اسکو گرفتار کر کے لیجائیں ساتھ حمزہ و ابوج کے یہ بھی قتل ہو
 میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ بنیرہ حمزہ پر پائل ہو میں اُنکے رہا کرنے کے لیے یہ کرو کاوش تھی

اکتا جھکنا لشکر میں آیا شاگردوں نے پوچھا کہ کیسے استاد کچھ تپہ لٹاؤ گئے کہا کہ وہ ہی ظالم دختر شاہ شازادہ
 نورالدین صہر پر عاشق ہوئی اور مٹی ٹسوے لکھلا رہی ہے نشان یہ موجود ہے کہ چند کنیزیں زخمی ہیں ہیں پٹیاں
 مرہم کی اُنکے سروں پر چڑھی ہیں یہ جو اُسے چکار کر کہا چوہدار و سیادل و حاجب و دربان وغیرہ نے
 بھی سنا شجر کو ہی و مسبوق کو ہی دربار میں بیٹھے ہیں مسبوق ہی ذکر کر رہا ہے کہ نقابدار نے بڑا
 لال دیا قیدی رہا ہو گیا ایک چوہدار نے عرصہ کی میان سلیم صاحب آتے ہیں آپ کی صاحبزادی کا
 نام بیٹے ہیں کون بول سکتا ہو کون کہے کہ یہ جھوٹ ہے یہ سننے ہی شجر غصے میں کانپے لگا کہا اُسے
 یہ کیا کہتا ہے جلد اُسکو بیان بلا لاؤ عیار گئے مہتر سلیم کو بلالائے شجر کو ہی نے کہا کہ کیوں اسی سلیم
 سچو کہہ ہمارا پاس نہ ہوا سارے لشکر میں تو نے یہ ذکر کر دیا ہر خرد دکلان ہی ذکر کر رہا ہے کہ بار و
 غضب کی بات ہے کہ مٹی باپ کے قتل کا ارادہ کرے سلیم نے سر جھکا لیا عرصہ کی کہ حضور خود چلے
 ملا خطہ کر میں کنیزیں زخمی موجود ہیں آپ دیکھینگے تو معلوم ہو جائیگا شجر کو ہی و مسبوق کو ہی لشکر
 میں دُنا کر کے سوار ہوئے طرف باغ ملک کے چلے حکم ہے کہ چار طرف سے باغ کو گھیر لو کہ کوئی نکل کے
 جائے نہ باغ میں ہزار کو ہی بلوہ کر کے چلے ایک کنیز ملک کی کسی کام کو نکل تھی اُسے بولشکر کو آتے
 دیکھا احوال بھی دریافت کیا دہائے بھاگی ملک بھی ہیں کہ کنیز نے اگر خبر دی واری سلیم رات کو
 بیان آیا تھا سب حال دریافت کر گیا خود آپ کے باپ آتے ہیں اور مسبوق کو ہی بھی ساتھ ہر
 صاحبقران و امیر جوجوان کو بھی ارا بے پر سوار کر لیا ہے کہ اپنے دوستوں کا حال دیکھیں ملک
 یہ شکر گبر الگین سب سے کہا کہ کیوں صاحب اب میں کیا کروں میرے دادا جان قید ہیں مفت میں
 بھائی ایرج بھی گرفتار ہوئے وارث کو میرے مرکب نکال لیگیا اب مجھ کو کون بچائے کہ دوسری
 کنیز نے بڑھ کر عرصہ کی کہ حضور باغ گھر گیا ملک گھبرا کر اٹھیں بقرار و اشکبار کنیزوں سے کہا کہ ٹھون
 پر چڑھ جاؤ ان خطا شعار دن کو تیرا درج تیرا ریشہ وہ ہلو اگر قتل کر ڈالینگے تو بہتر ہے وہ مالک
 بچا نیوالا ہے اگر ہاتھ پاؤں نہ ہلائیے وہ اگر گرفتار کرینگے گرفتار ہونے سے قتل ہونا بہتر
 ہے سب راضی ہوئیں ملک بقرار ہو کر گیار اٹھیں ای معبود حقیقی و اے رب حقیقی ذلت و رسوائی
 کے مجھ کو بچالے قتل ہونا گوارا ہو پھر فرمایا کہ صاحبو کیوں گھبراتے ہو وہ مالک ہے بقول شاعر نظم
 کرد خلاق جہان انسان ترا | ساخت پیدا اشرف المیون ترا | مرحمت فرمود از راہ کرم

پایہ دین رتبہ ایمان ترا	گنج اخلاص و یقین و صدق ترا	کرد بخشش دولت عرفان ترا
بندگی در بندگان آموخت	کرد یکسر بندہ احسان ترا	از کمال فضل بر اوج شرف
کرد روشن چون مینا بان ترا	داد علم و فضل و عقل و فہم و ہوش	مرد وانا کردا عرفان ترا
مردہ بودی پیش ازین ای حق شناس	حق عنایت کرد جسم و جان ترا	مفسد و نادار بودی دغریب
داد مولے این ہمہ سامان ترا	حضرت خالق مدد از غیب کرد	ہندیا در نظم این دیوان ترا

ایسے اشعار پڑھ کر دل کو مضبوط کیا کو ٹھون پر چڑھ کے کنیزین دیکھ رہی ہیں جیسے ہی کفار بلوہ کر کے چلے تین سی تیر ہیاٹے مارے تین سی بھیا کرے لشکر میں ہلا ہوا اتو بیان تیر ٹرنے لگے جب تیرارے سو دو سر گرے سواروں کے گھوڑے بد لگامیان کرنے لگے پیدل پشت پر سواروں کے چھتے ہیں ہنر بھاگ رہے ہیں چند کس نے بڑھ کر مسبوق کو ہی دشجر کو ہی کو خبر دی کہ باغ سے تیر چل رہے ہیں کئی سی جوان آپ کے مار گئے آگے کیونکر بڑھیں شجر کو ہی نے گپیڑا بڑھایا کہا کہ میں ابھی جا کر سب کو گرفتار کیے لیتا ہوں مسبوق نے کہا کہ بھائی صاحب میں بھی آیا باغ کا فتح کرنا کتنی بڑی بات ہے عورتوں کے حربے کیا لیکن اس گیسو پریدہ نے پیشہ جرات حاصل کیا ہوا اسکو اب یقین ہوا کہ قتل کیا ونگلی آمادہ کر دھیاے فضا ہے یہ ککے دونوں نے گپیڑے بڑھائے گرز پر ہاتھ ڈالے سپر فولادی فراخ دامن اپنے کو چھپایا اب دونوں چلے ہواں ملک ناہید مرصع پوش تیر دکان ہاتھ میں لیے ہوئے آمادہ حرب و پیکار ہیں کہ ایک کنیز نے خبر دی حضور فوج واسلے توڑک گئے مگر وہ دونوں بھیا آتے ہیں ملک مٹیاب ہو گئیں کہا صاحبو یہ دونوں پہلوان زبردست ہیں باپ نے میرے اکثر قلعے فتح کیے اسکے نزدیک اس باغ کا فتح کرنا کتنی بڑی بات ہے پردر دگار سے دعا کر دک وہ معبود مدد کرے اس بلا کو رد کرے یہ ککے بال کھول دے بقیار ہو کر پکار اٹھی کہ اے بندہ نواز دای سامع الدعوات دای رفیع الدرجات ان دشمنوں کے ہاتھ سے ہم بکیوں کو بچالے نظم

اے کہ در ہر مذہب و ملت توئی مقصود ما	در میان ہر عبادت خدائے معبود ما
بود تو شد باعث نابود ما و بود ما	گشت موجود از وجودت ہستی موجود ما
چہرہ نہاتا شود بر اوج نیلو طالعے	روشن از نور سعادت طالع مسعود ما
گرم بازار محبت ساختی ہر چہا رسو	اندازین سودا بیفرددی تو اصل و سود ما

سرخاک عاجزی سودیم مثل بندگان
شعلہ ہجرت بسوزد خسر من آب و گلم
دائیم از سوز دل سوزان گواہی میدہم
باز کن ای فاتح ابواب لطافت و کرم
دل منہ بر ہستی فانی این دنیاے دون

ز انکہ بود اندر سجود بندگی ہمہ دورا
آتش جالسوز عشق از حبان بر آرد و دورا
رنگ زرد و آہ سرد و چشم خون آلودا
چون بدست تست مفتاح در مسدودا
ز انکہ نابود است ہندسی انتہای بودا

تمام کنیزین آمین آمین کی آواز دیتی ہیں وہ دونوں بڑھے چلے آتے ہیں تیرون کو ہر پرہ دستے ہوتے
فوج والوں نے جو دیکھا کہ افسر ہمارے جاتے ہیں اپنے مقام سے بڑھے سپردن پر تیردے
بعض نے قرولیان ہاتھ میں لین تیرون کو قلم بھی کیا دس میں قدم باغ باقی تھا سوار و پیدل بلوہ کر
آگے ملکہ ناہید نے سرزمین پر رکھا عرض کی کہ ای سجود عالم میں نے نوا اپنے کونا موس خلیل الرحمن میں نقل کیا تھا
نہیں معلوم میرے وارث پر کیا گذری ان دشمنوں کے ہاتھ سے مجھے بچا لے یا ملک الموت کو حکم ہو کہ میری
قبض ارواح کرے کافروں کے قبضے میں اب نہ جاؤں نہیں معلوم کہ کس طرح پیش آئینگے ملکہ نے جتہ دل
سے بلک کر دعا کی دریاے رحمت الہی جوش میں آیا کہ صحرا سے گرد اڑی ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ آگے
آگے میں علم نشان میں ہزار سوار کا آگے آگے دو جوان قوی ترقی قوی من ایک گیند سے پر ایک تخت پر
ایک بعدہ سلطنت ایک بعدہ سپہ سالاری سواران جنگی گھوڑوں کو ہمہ گیر کیے ہوئے بیچ میں ایک
جوان حسین بعدہ صاحبقرانی حسن درجات میں لاثانی خود کی کلفی لچکتی ہوئی ایک عیار و رکاب پر
ہاتھ رکھے ہوئے بڑے زور و شور سے لشکر آتا ہے ایک کنیز نے پہچان کر کہا لیجیے حضور خدا نے کیا جلد
فضل اپنا شریک حال کیا کہ آپ کے وارث آتے ہیں یعنی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
شہر نگ نے شاہزادے کو خبر دی کہ شجر کو ہی دمہ بوق کو ہی نے آگے باغ کو گھیرا ہے شاید
ملکہ کا حال کھل گیا عورتیں بلک رہی ہیں نور الدہر نے دہن سے نعرہ شیرازہ کیا نعرہ نور الدہر

کہ شاہنش جہانگیر و غالب کیتی ستان خواندہ
نور و در ز مگاہش صد ہزاران الامان خواندہ
لقب را بیکدست ہر دہشتم
شہ فوجوانان لقب یافتہ

ہم سے اوج رفعت شاہ باز عرصہ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہمیش
ز طفلی ہجرات ہنہ داشتہ
خفہ بریلان عہد ب یافتہ

ایک طرف سے اقبال تاجدار نے نعرہ کیا ایک طرف سے اقوال قزاق چلا شجر کو ہی سنے جو نور الدہر
کی آواز سنی اور اقوال قزاق کو دیکھا کہ مثل فیل مست جھومتا ہوا آتا ہے دونوں پٹے فوج کو اشارہ کیا
فوجین جا پڑیں تلوار چلنے لگی دونوں لشکر ملنے صاحبقران و ایرج نے ارابے پر سے دیکھا کہ
نور الدہر لڑتے ہوئے آسمان میں ایرج کو بہت ناگوار ہوا نور الدہر نے آواز دی کہ ایرج
ایرج نہ کھبرانا میں ابھی نجات ایرج کے بہت خلافت ہوا زنجیریں ہلانے لگے چاہتے ہیں کہ قید توڑ ڈالوں
مکن نہیں ہوتا مسبوق نے کہا کہ میرے قیدی کا تو سر کاٹ لے کہ ایک سوار گھوڑے کو بڑھا کر قریب
ایرج آیا کہا او قیدی چپ رہ کہ نیرا وقت مرگ قریب آگیا یہ کھلے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے
ہاتھ اٹھا دیا ہتھکڑی کٹی خانہ زور میں آکر قید کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینک دیا اسی سوار کو مار کر
تلوار لی گھوڑے پر سوار ہو کر جا پڑے لڑنے لگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ ایرج نو جوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر | کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر | اگر تیغ کین بر کشم از غلاف

تزلزل فتد در میان مصاف | صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ دونوں شیر لڑ رہے ہیں عجب

کیفیت حاصل ہوتی ہر ایرج نے بڑھ کر کہیدان کو مارا نور الدہر نے جا کر رسالہ دار کو ٹوکا
افسر دار کر رسالے کو شکست دی دونوں آپس میں نگاہ ملا کے لڑ رہے ہیں ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ
بڑھ کر علم فوج کو قلم کروں شجر کو ہی سنے کہا کہ ارے حمزہ کا تو سر کاٹ لو کہ ایک افسر گیند
کو بڑھا کر چلا گیا کہ اسی امیر ہیں ابھی حمزہ کا سر لاتا ہوں قریب ارابے کے آکر گیند سے کودا
غصے میں ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے دونوں ہاتھ آگے کر دیے ہتھکڑی کٹی وہ ہی ہتھکڑی
امیر نے اُس افسر کو کچنچاری سر اُسکا پھٹ گیا خون سر سے جاری ہوا امیر نے غصے میں قید کو
توڑ ڈالا اسی افسر کی تلوار اٹھا لی بڑھ کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ امیر تصنیف مصنف

میر صاحب جتوئی و علم	امیر عرب حمزہ زکیم	میر قاتل کافر ان جہان
ز قلم گر زندہ نوشیروان	چور قلم بسنجان بے گیر و دار	بہریرفت گنجاب ملعون فرار
چو در باختر جنگ شد آشکار	شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار	گذر چون بجو لا نگہ قاف شد
جزائر پر از عدل و انصاف شد	ز دم دیو عزت را در مصاف	لمرزہ فتادند دیوان قاف
سمند و ن بہجت گشتہ شکار	شد ارچنگ بیدین ذلیل و نزار	دران جا چو جاہ و ادب یافت

سلیمان ثانی لقب یافتہ

امیر کے غرے کی صدا جو بلند ہوئی مسبوق کو ہی نے بڑھ کر شجر کو ہی سے کہا کہ اے پہلوان دوران حمزہ نے رہاں پائی شجر کو ہی تو صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہو چکا ہے گھبرا کر کہا کہ حمزہ بڑا بہادر ہے مسبوق نے کہا کہ میں سرلاتا ہوں یہ کھلے مسبوق کو ہی چلا صاحبقران کو لٹکا رہا کہ ادحمزہ مابعد دولت موجود ہیں بہتر اسی میں ہے کہ میرے سامنے دست بستہ حاضر ہو اور ترقید میں مردان عالم کی تحاقید کو کیونکر دور کیا صاحبقران مسبوق پر جا پڑے مسبوق نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے صاحبقران نے روک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ مسبوق کے دو ٹکڑے ہوئے نورالدہس نے بڑھ کر علم فوج قلم کیا مسبوق کا مارا جانا تھا کہ شجر کو ہی نے چاہا بھاگ کر نکلیا دن ایرج نے آکر دیکھا کہ اودنامرد کہاں جاتا ہے شجر کو ہی ایرج کو دیکھ کر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے بازو بھاگ کر کلائی پر ہاتھ ڈالہ یا کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا یا طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ اودکشتی گیر آزاد دیکھ مردان عالم پہلوان کو یون قتل کرتے ہیں شجر کو ہی کو چورنگ ہوئی قلم کیا فوج کو بیان میں کھلبلی پڑی سوار و پیدل بھاگنے لگے کچھ گرفتار ہوئے کچھ قتل ہوئے اور کچھ بھاگ کر نکلتے تھوڑے ہی عرصے میں لڑائی فتح ہو گئی مگر ایرج نے دیکھا کہ کشتی گیر زادہ فوج لیکر آیا میں نگاہ میں دادا جان کی حقیر ہونگا شاہ پور سے کہا کہ بیان ٹھہرنا بہتر نہیں پروردگار فوج بھی رحمت کرے گا شاہ پور نے بھی کہا کہ بیان ٹھہرنا بہتر نہیں نکل چلیے ایرج نے گھوڑا اپنا یا شاہ پور کو ساتھ لیکر ایک جانب نکلتے طرف دیرانے کے روانہ ہوئے بیان صاحبقران بعد فتح جنگ نورالدہس کو ساتھ لیکر طرف باغ کے چلے نورالدہس سرنگون کر دیکھے ناہید کے سامنے جا کر کیا گزرے شبنم کو اشارہ کیا کہ جا ملکہ سے کہو کہ دادا جان آتے ہیں براے استقبال آؤ خبردار مجھے کچھ کلام نہ کرنا لیکن صاحبقران نے ہلٹ کر فرمایا کہ ایرج نہیں معلوم ہوتے چند سوار دن نے عرض کی کہ شجر کو ہی کو قتل کر کے طرف صحران کے نکل گئے صاحبقران نے فرمایا کہ اُنکے مزاج سے وحشت نہیں باقی اُنکو خدا کے سپرد کیا فوج کو قریب باغ اُتر نیکا حکم دیا کہ ملکہ کو شبنم نے خبر دی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہیں ملکہ اپنے مقام سے اٹھیں کنیزین پشت پر حسب درباغ کے آکر ٹھہریں دیکھا کہ سامنے سے صاحبقران زبان آنے ہیں جھک کر سلام کیا صاحبقران نے بہت پسند فرمایا چاہتے ہیں کہ درباغ کے اندر جاؤں کہ آسمان سے ایک عقاب تڑپ کر آملکہ ناہید مرصع پوش کو لے بھاگا کنیزوں میں ایک شور گریہ و زاری

بلند ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ ارے کیا ہوا کنیزوں نے عرض کی کہ ایک عقاب آسمان سے
 آیا ملک کو اٹھا لیا صاحبقران نے دیکھا کہ نورالدین ہر متغیر ہو گئے مگر بسبب صاحبقران کے
 کچھ کہ نہ سکے صاحبقران تین دن اسی مقام پر رہے ملک کو بہت تلاش کیا کہیں پتہ نہ ملا آخر لشکر
 ساتھ لیکر نورالدین ہر اقبال و اقوال طرف اپنے لشکر کے چلے شہر ننگ بھی رہ رہی کرنا
 آتا ہوا مگر ایرج نوجوان بارہ کوس نکلے تھے کہ ایک درخت کے سائے میں آکر ٹھہرے کہ صحرا
 سے گرد آڑی مقناطیس کو ہی بارہ ہزار فوج سے چلا ہوا کہ برے مدد لقا جاؤں ایرج کو دیکھ کر
 دریافت کیا کہ یہ سیرہ صاحبقران ہر فوج کو اشارہ ہوا کہ اس جوان کو گرفتار کر لو چار طرف سے
 کا فر آئے ایرج نے بڑھ کر مقناطیس کو اٹھا لیا وہ بصدق دل مسلمان ہوا ایرج نے
 حال پوچھا اُس نے عرض کی کہ حضور بیان سے قریب ایک کوہ ہوا اسکو کوہ رستخیز کہتے ہیں سنا ہے
 کہ اندر اس کوہ کے بڑا مال ہے کوئی اندر اس کوہ کے جانیں سکتا جب قریب کوہ پہنچتا ہے
 سایہ کوہ پڑتا ہے ایک شیر پیدا ہوتا ہے اس شخص کو اٹھا لیجنا ہوا ایرج نے کہا چلکہ ہم بھی دیکھنے
 مقناطیس کو ساتھ لیکر سامنے کوہ رستخیز کے آئے دیکھا کہ حقیقت میں کوہ بلند بر سر کوہ خلمائے سرسبز
 شاداب طائر دن کی زمرہ سرائی کوہ بہت وسیع ہے کئی کوس کے گردے میں واقع ہوا ہے
 ایرج سلاح سے آراستہ ہو کر طرف کوہ کے چلے مقناطیس نے بہت منع کیا کہ ای شہر بار میرے
 سامنے کئی سو جوان غائب ہوئے پھر انکا پتہ نہ ملا آپ قصد نہ کریں ایرج نے نہ مانا طرف کوہ کے چلے
 جب سائے میں کوہ کے پہنچے ایک شیر درسا سے نکلا ایرج پر حملہ آور ہوا ایرج نے جھکائی دی کلائی
 ختم کر چاہا کہ ایک گھوڑا ماروں شیر نے ایرج کو منہ میں ڈال لیا لیکر درہ کوہ میں غائب ہوا مقناطیس
 وغیرہ روئے لگے کہ صحرا سے گرد آڑی صاحبقران زبان آکر پہنچے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور کیوں
 روئے ہو سب نے حال ایرج نوجوان کا بیان کیا صاحبقران کو بڑا ملال ہوا اسی وقت آمادہ
 ہوئے ہر چند کہ اقبال تاجدار و اقوال قزاق نے منع بھی کیا صاحبقران نے نہ مانا فراتے ہیں
 جب میں لشکر میں جاؤنگا قاسم کو کیا سمجھ رکھاؤنگا وہ کہیگا کہ حضور نے غلام کا حال سنا اور کوشش
 نہ کی میں کیسا مجبور ہونگا یہ کہہ کر چلے نورالدین ہر نے بھی قصد کیا شہر ننگ نے بڑھ کر سمجھایا کہ ای شہر
 آپ اپنے قاعدے کے خلاف کرتے ہیں اول عبادت خانہ آراستہ ہو حضور بہ غیب رجوع کریں

دیکھئے تو کیا حکم ہوتا ہے موافق اس حکم کے کار بند ہو جیے گا اس طرح جانا مناسب نہیں ہے شہزنگ نے
 بڑو کر امیر سے بھی یہی غرض کی صاحبقران نے نہ قبول کیا فرمایا شیر جو آتا ہو کوئی ساحر ہو گا جب
 اسم اعظم پڑھو گا سحر اسکا باطل ہو گا میں درہ کوہ میں داخل ہو جاؤ گا سب خاموش ہوئے امیر چلے
 جب سائیکوہ میں پہنچے درہ کوہ سے شیر پیدا ہوا صاحبقران پر چلا اُس نے حملہ کیا صاحبقران
 نے اسم اعظم پڑھا شیر بھاگا صاحبقران چند قدم اور بڑھے ابکی دو شیر درہ کوہ سے نکلے قصد کیا کہ
 صاحبقران پر حملہ کریں امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا دونوں شیر بھاگے ابکی مرتبہ تین شیر آئے قریب
 درہ کوہ پہنچتے ہوئے بارہ شیر درہ کوہ سے نکلے امیر پر حملہ کرتے لگے امیر ہر طرف جھپٹتے ہن شیر
 ہٹاتے ہن ایک شیر پر جو صاحبقران بڑھے زبان معجز بیان اسم اعظم آتی تھی جتنے سے رکی چار طرف سے
 شیر ٹوٹ پڑے صاحبقران کو لیکر بھاگے لشکر میں غریو ہوا نور الدہر کو نہایت قلق ہوا تین
 سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے دادا جان جائیں تاجر زادہ بھی داخل ہو گیا ضرور جبار ملک
 ڈال دیگا یہ مقام طلسم میں بھی جاتا ہوں شہزنگ نے کہا کہ آپ عبادت خانہ آراستہ کریں جس طرح
 بزرگان دین کا حکم ہو اسی طرح جائیے نور الدہر نے حکم کیا عبادت خانہ درست ہونے لگا
 نور الدہر ٹل رہے ہن کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا نور الدہر کو اٹھا لیگا اقوال اقبال
 و مقناطیس کو ہی سب لشکر کو لیکر کوس بھر ہٹکرتے انتظار میں ہن کہ صاحبقران آئیں
 تو یہاں سے چلین یہاں تو یہ ذکر ہے حال اس کوہ کا تحریر ہوتا ہے کہ اس مقام کا نام طلسم سقرلات
 آہن کلاہ ہے سقرلات جادو اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ اول طیور جادو آکر ہو چکا ملک ناہید
 کو پیش کیا سقرلات نے کہا کہ ای طیور اس نازنین کا ہم محل کرینگے سو بھی اسکو سکھائیگے کیسی
 عمدہ جادو گرنی ہوگی طیور رستائے میں آگیا اتنا تو اسنے کہا کہ حضور ایک باغ میں میں نے اسکو
 دیکھا جمال اسکا پسند آیا غلام تو اپنے واسطے لایا تھا سقرلات نے کہا کہ ہم اس سے بہتر و ہونڈ
 مختاری شادی کرینگے طیور ناہید مرصع پوش کو دیکر چلا گیا مگر نہایت الم ہے کہ بادشاہ نے
 مجھے ظلم کیا میری معشوقہ کو چھین لیا سقرلات نے ملک ناہید مرصع پوش کو ہوشیار کیا اور اپنے
 وصل پر ترغیب دی ملک ناہید نے کہا اور یہ منظر خوک پیکر ہکو قتل کر ڈال سقرلات نے ملک کو
 قید کیا سقرلات سرنگون بیٹھا ہے ساتھ والوں سے کہ رہا ہے کہ یار داس نازنین کو دیکھ کر

دل بیتاب ہو گیا ہے کیا کروں وہ تو انکار کرتی ہو کیا اسکی صفت کروں نظم

عکس رخسار سے ناقص ہو تو کامل ہو جائے یار کے عارض انور کا اگر عکس پڑے تب جن جانوں مری جانب سے کہ درت نہ رہی غوب جی بھر کے نظارے رخ یلے کے کروں وصف میں یار کے گیسو کا بیان کرتا ہوں وہ حسین عارض انور سے اٹھائے جو نقاب تیغ ابرو کا وہ سفاک اشارہ جو کرے گر بیان حال کروں دل کی پریشانی کا نور دم بھر کو اگر وہ بت مفرد آئے	مہ نخب مہ گردون کے مقابل ہو جائے ماہ نو دم میں فلک پر مہ کامل ہو جائے صاف جب صورت آئینہ ترا دل ہو جائے پردہ چشم اگر پردہ محمل ہو جائے سنے والوں کا پریشان نہ کمین دل ہو جائے دعویٰ حسن مہ و ہر ابھی باطل ہو جائے مرغ بھل کی طسوج دل مرا بھل ہو جائے بس پر اگندہ ابھی یار کی محفل ہو جائے شمع رخسار سے روشن مری محفل ہو جائے
--	---

مصابیون نے عرض کی کہ آپ نہ گھبرائیے جب تکلیف اٹھائیگی آپ ہی راضی ہو جائیگی سقرات
یہ باتیں کر رہا تھا کہ کاہن طلسم آیا کہا ایشہنشاہ طلسم سقرات آج طلسم کشا کا طلسم میں داخل ہوا
اسکو دربار میں بلوائیے اگر وہ آپ سے اقرار کرے طلسم سے نکلا جائے قحاحی سے ہاتھ اٹھائے تو اسکو غنیمت
جانیے سقرات نے حکم دیا کہ جو قیدی آج آیا ہو اسکو دربار میں لاؤ سارے شہر میں ہڑ ہوا کہ
صد ہا آدم اس طلسم میں آئے قید پڑے ہیں بہت سے مر گئے بہت سے زندہ ہیں کبھی کاہن خیم جاؤ
ایسا نہ گھبرا یا آج ایک شخص قید ہوا ہے اسکو طلسم کشا بتاتا ہے بادشاہ نے دربار میں طلب کا
حکم دیا ہے شمیم گیسو دراز بیٹی سقرات کی اسنے جو یہ خبر سنی کہ باپ نے طلسم کشا کو دربار میں بلایا
ہو یا پ سے کہلا بھیجا کہ میں بھی اس شخص کو دیکھوں گی سقرات نے ایک کمرہ خالی کرایا اس میں شمیم آکر
بیٹھی کہ امیرج نوجوان کو مسلسل و مطوق کر کے لائے امیرج نے آتے ہی مثل اہل اسلام کے
صاحب سلامت کی شمیم نے کمرے سے جمال جہان آرا دیکھا دل و جان سے عاشق ہوئی بیہوش ہوئی
کنیزوں نے ہوشیار کیا ملکہ چپ ہو رہی ناچار ہو کر دیکھنے لگی کہ بادشاہ سے کیا کلام ہوتا ہے سقرات
نے کہا ایشہنشاہ صاحبقران آپ نے کیوں بیان آکر قدم مارا بیان کا قیدی تا قید حیات رہا ہی
انہیں پاتا امیرج نے کہا کہ ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جس عجائب و غرائب میں پہونچے بعینایت خدا سے

فتح کیا بڑے بڑے طلسم توڑے سقرلات نے کہا کیا مجال جو اس طلسم کا پتہ بھی ملے بہتر یہ ہے کہ ہمارے
 آپ کے مصالحو ہو آپ فتاحی طلسم سے دست بردار ہوں ہم آپ کو قید سے چھوڑ دین ایمین نے
 کہا کہ مسلمان ہو مال طلسمی ہو دو سقرلات بہت گڑا کہ ہم مسلمان کبھی نہ ہونگے لیجاؤ اس جوان کو
 قید کرو ایک مہینے کے بعد قتل کرینگے ایمین کو ملازموں نے لیجا کر پھر قید کیا کہ خیم جادو پھر دوڑا ہوا
 آیا کہا اے شہر یار دادا طلسم کشا کا امیر حمزہ طلسم میں آیا شور انگیز جادو نے بڑی جانگاہی کر کے
 گرفتار کیا بارہ جادو گر جب گئے تب وہ گرفتار ہوئے ایک جوان خوبصورت کو ناسوت جادو
 گرفتار کر کے لائی ہوا اپنے مکان میں لیجا کر رکھا ہر دو نون کی خبر لیجے وہ بھی طلسم کشا کا عزیز ہر علت
 میں یہ بھی لکھا ہے کہ تین شخص اور ایک نازنین طلسم میں آئینگے فوراً فتور ہوا ہو گا وہ سب صورتیں
 ملا ہر جن غلام تو جاتا ہے آپ کو آگاہ کرنے آیا تھا نجم جادو تو یہ کہلے چلا گیا سقرلات نے ایک
 سار کو بلا کر حکم دیا کہ ناسوت کو بلا لاؤ وہ جادو گر گھر پر ناسوت کے ہونچا بلا کر ناسوت سے کہا مفت
 کاہن کے شاہ کو خبر پہونچی کہ تم ایک جوان کو گرفتار کر کے لائی ہو اسکو لیکر خدمت شاہ میں حاضر ہو
 سنکر ناسوت نے کہا کہ اچھا جادو گر کو تو رخصت کیا اور آپ یہ سوچنے لگی کہ اگر شاہ نے مجھے لیکر
 اس جوان کو ارادہ قتل کا کیا تو میں اپنی جان دوں گی شاہ میرا کہنا کا ہی کو مانینگے بہتر یہ ہے کہ نبیرہ
 حمزہ کو لیکر نکل چلو یہ سوچ کر تخت سحر تیار کیا نور الدہر کو اسپر سوار کیا لیکر ایک جانب چلی
 کاہن نے شاہ کو خبر دی کہ ناسوت جادو و عزیز دار طلسم کشا کو لیے جاتی ہے سقرلات گھبرا یا
 اور رنگ آد مخوار کو حکم دیا کہ جلد جا کر ناسوت کو چیر بھاٹکے کھا جائے اس قیدی کو ہمارے پاس
 جیسا مناسب ہو گا دیا کرینگے اور رنگ آد مخوار نے سو جادو گر ساتھ لیے تعاقب میں ناسوت
 کے چلا ناسوت ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری سوچ رہی ہے کہ کدھر سے نکون نگہبان روکینگے کہ سانے
 سے اور رنگ آد مخوار آکر پہونچا لٹکار کر آواز دی کہ اونا سوت کہاں جاتی ہے ناسوت کے
 ہوش اڑ گئے نور الدہر کے سامنے رونے لگی کہا اے جوان تیری محبت میں یہ انجام ہوا شاہ کی
 دشمن کہلائی اسے اب کدھر جاؤں سو جادو گروں نے پہاڑ کو گھیر لیا ایک طرف سے اور رنگ
 آد چلا ناسوت نے سہ کیا اور رنگ آد مخوار نے سہ کو دفع کیا کئی سہ ناسوت نے کیے اور رنگ
 کب اٹھا ہر چشم زدن میں کل سہ دفع کر دیے پہاڑ پر چڑھا آیا سو جادو گروں سے ناسوت اکیلی

لڑ رہی ہو کئی جادو گردن کو قتل کیا اور رنگ مجھوتا ہوا آتا ہر ناسوت نے دیکھا کہ اورنگ
 قریب آہو نچا پیچھے ہٹ گئی ناسوت حیران ہو کہ کیا گردن جب بہت جادو گردن کا بلوہ ہوا تو اگر
 نورالدہر سے لپٹ گئی اور خوب چپچپ مار کر روئی کہا کہ ای جان جان اگر اورنگ میرے پاس
 آجائے گا تو فوراً چیر بھاڑ کے کھا جائیگا سنتی ہوں کہ ایرج نوجوان کو شاہ نے طلب کیا تھا کہ اصلاح
 کریں مگر سنا کہ وہ شاہزادہ نہیں راضی ہوا کہتا ہوں کہ مال طلسم دو اور اسلام اختیار کرو آپس میں
 اصلاح نہیں ہوئی کیا کرے بھوری نورالدہر کے سامنے رو رہی ہو مگر نورالدہر کچھ جواب نہیں دیتے
 لیکن اسکی حسرت پر دل ٹکڑے ہوتا ہو کہ اورنگ نے لکارا کہ کیوں ای ناسوت اب روئی ہو
 دھکڑے کا بڑا خیال ہو نورالدہر نے کہا کہ ای ناسوت اطاعت دین اسلام قبول کرنا سوت
 بے اختیار پکار اٹھی ای خدا سے نادیہ میں تیرا اعتقاد کرتی ہوں مجھے بچالے جیسے ہی اسنے نام خدا سے
 نادیہ کا لیا آسمان سے ایک ستارہ گرا اورنگ کو جلا کر خاک سیاہ کیا ساتھ کے جادو گردن نے لگے
 ایک دناٹا ہوا وہ ہی ستارہ ناسوت و نورالدہر کو اٹھا کر لے گیا چند کنیر بن جو باقی رہیں
 انھوں نے دیکھا کہ کسی کا نشان نہیں بدحواس ہو کر بھاگیں کہ جا کر شاہ سے اطلاع کریں بعد میں
 عرصے کے نورالدہر کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جادو گردن ضعیفہ میرے پاس بیٹھی ہو ناسوت بھی
 ہوشیار ہوئی جیسے ہی ناسوت نے لمعان جادو کو دیکھا کہا کہ ای لمعان یہ احسان تم نے کیا
 کہ مجھ کو بچا لائیں لمعان نے کہا کہ ای ناسوت ہم نگہبانان طلسم میں سے ہیں نشیب و فراز خوب دیکھے
 بڑے بڑے حکیم و طبیب بہ ارادہ فتاحی طلسم آئے بیان آکر گرفتار ہوئے کسی کی عقل و فطرت
 نہ چلی لیکن کبھی دل کو یہ ہول نہیں ہوا جان پر صدمہ عظیم ہو مجھ کو اس وقت بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ ناسوت
 و نورالدہر کو بچا لاؤں جا کر مخفی ہو گیا اورنگ کو جلا دیا اب مراد یہ ہو کہ جس وقت ایرج نوجوان
 طلسم کو فتح کریں یہ ہکوانکے ہاتھ سے بچالیں نورالدہر نے کہا وہ میرا چشمہ ہو اگر میں کو نہنگا وہ
 آسمین کو گرے گا بلکہ میرے کہنے کے خلاف کریگا بہتر یہ ہو کہ تم فکر کرو لوح طلسمی ہکولے ہم طلسم کو فتح کریں
 لمعان نے کہا کہ آج شب کو میں شاہ سے پوچھوں گی کہ لوح طلسمی کہاں ہو اگر اسنے بتا دیا تو فوراً
 اپنے کو وہاں پہونچاؤں گی لوح طلسمی آپ کو دلوادگی یہ کہلے ایک مکان میں لا کر ناسوت و شاہزادہ
 نورالدہر کو رکھا آپ فکر میں لوح کی چلی لیکن کاہن نے خیم جادو اپنے مقام پر یا نقشہ جمشید کی

اٹھولا صاف صاف لکھا تھا کہ اسی ہفتے میں طلسم ٹوٹ جائیگا جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا آبرو پائیگا ورنہ
مارا جائیگا گھر اگر اپنے مقام سے اٹھایا سوچتا ہوا جاتا رہے کہ کیا تدبیر کروں کہ طلسم کشا سے دوستی ہو کہ
رونے کی آواز کان میں آئی سر جھٹکا کر جو دیکھا ملکہ شمیم کیسود راز اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی رو رہی ہو
اُسکے ساتھ کی کنیز بن بھی رو تی ہین کاہن اُتر آ کے ملکہ شمیم سے ملا کہا کیوں ملکہ عالم خیر تو ہو اسقدر
رونے کا کیا باعث دل بھرا ہوا تھا شمیم اور بقرا کہ ہو کر روئی نظم

<p>آنہ خانہ کرینگے دلِ ناکام کو ہم شام سے صبح تلک دور شراب آخر ہر یا در کھنے کی جگہ ہر یہ طلسم حیرت آنکہ وہ فتنہ دوران کسے دکھلاتا ہی فتنہ انگیزی بھی چھپتی ہر کہن پر دے میں خون قاصد کو وہ سفاک سمجھتا ہر حلال بانوں پر طے ہین زمین نے یہ ترے کوچے کی دیدہ یار کہن کیا اسے کیف مومین سبزہ خط سے ہوئی اُسکی کہ ورت چند لطف حاصل ہو جو زلفون میں گرفتاری کا کوچہ یار میں اپنا جو گزر ہوتا ہی حسن کو عشق کی خاطر ہر خدا نے بھیجا</p>	<p>پھیرینگے اپنی طرف روئے دل آرام کو ہم روتے ہین دیکھ کے خندان دہن جام کو ہم صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم شعبہ جانتے ہین گردش ایا م کو ہم سُنتے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم کسی غماز سے بھجوا سینگے پیغام کو ہم رہ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم بھونکر روز گزک کرتے ہین بادام کو ہم اب صفائی کے لیے ڈھونڈھینگے حجام کو ہم مول لین دل کی اسیری کے لیے دام کو ہم نگران رہتے ہین حسرت سے درو بام کو ہم کوتے ہین آتش اُسے آئے ہین جس کام کو ہم</p>
--	---

نجم جادوئے کہا کہ بی بی اس مطلب کو میں نہیں سمجھا مجھے صاف صاف فرمائیے ملکہ نے رورور کہا
کہ اے نجم جادو تو کو ہم عم نامدار کہتے ہین اس مقدمے میں ہمارا کوئی مؤنس و مددگار نہیں اس وقت
میں ہماری دستگیری کرو اصل یہ ہے کہ جب طلسم کشا کو والد نے بلوایا مجھ کبخت بد نصیب نے باپ سے
کہلا بھیجا کہ طلسم کشا کو ہم بھی دیکھینگے جس وقت سے اُس شیریشہ جرات کو دیکھا ہر راتون کی نیند اُٹ گئی
اب ودانہ ترکہ ہوا اس وقت یہ قصد تھا کہ اپنی جان دون بہ جو میں نے کنیز دن کے سامنے کہا
سب رونے لگیں کہ حضور ہلکے کون پوچھینگا یہ باعث بقراری ہے یہ سنگر نجم جادو خوش ہو گیا

کہا اور ملکہ عالم میں نے نقشہ حبشیدی میں دیکھا صاف لکھا تھا کہ اندر ایک ہفتے کے طلسم فتح ہو جائے گا
 میں اسی فکر میں نکلا تھا کہ طلسم کشا سے دوستی پیدا کروں میں ابھی جاتا ہوں طلسم کشا کو لیکر آپ کے مکان پر
 آتا ہوں میں ہر مقدسے کی خبر دینے والا تھا آپ کے عشق کی خبر نہ ہو سچا و نکا بادشاہ کو غفلت نہ رہی
 فتح طلسم کی تدبیر ہو جائیگی یہ کہنے کا ہن فکر میں ایرج نوجوان کی چلا ادھر سے تو خیم جادو جاتا ہے
 اور دھڑلہ جادو کہ جسکو آہنگ روشن راے کہتے ہیں اسنے اپنے مقام پر دیکھا کہ طلسم فتح ہو جائیگا
 سقرلات نے آہنگ روشن راے سے کہلا بھیجا کہ لوح لیکر ہمارے پاس آؤ آہنگ لوح لیکر
 چلا کر دل میں کتا ہے کہ اسی کی وجہ سے میری آبرو ہر سب بھگوانتے ہیں جب لوح میرے پاس رہی
 پھر بھگوان کوں پوچھیگا لوح لیے ہوئے جاتا ہے کہ دل دھڑک رہا ہے یہی خیال ہے کہ بادشاہ لوح لے لیا
 پھر بھگوان کوں پوچھیگا ادھر سے تو یہ جاتا ہے ادھر سے کاہن طلسم فکر ہائی ایرج نوجوان میں ڈاہا
 چلا آتا ہے راہ میں دونوں سے ملاقات ہوئی خیم جادو نے پوچھا ای برادر کہا اسنے آتے ہو
 کہاں جاتے ہو آہنگ روشن راے نے کہا کیا پوچھتے ہو عجیب طرح کا معرکہ درپیش ہے کہ بھگوانتا
 کاہن و پیش ہے بادشاہ نے مجھے لوح طلب کی ہے خواہ اپنے پاس رکھیں خواہ کسی اور کو دیں ہمارا
 جو شرف تھا وہ مٹتا ہے کہ سب ساکنان طلسم ہماری خاطر کرتے تھے یہ سنستے ہی خیم جادو خوش ہو گیا
 کہا کہ ای آہنگ روشن راے اصل یہ ہے کہ طلسم اب نہ بچے گا اسی ہفتے کے اندر فتح ہو جائیگا جو
 طلسم کشا سے دشمنی کریگا مارا جائیگا اپنی جان بچانا ضرور ہے لوح چل کر طلسم کشا کو دوا سی چلے
 ہم تم ملاقات کریں طلسم کشا پر احسان ہو گا اہل اسلام عمن کو بہت عزیز رکھتے ہیں ضرور وہ احسان مانے گا
 اور تمکو ایک خبر دیتے ہیں کہ دختر شاہ طلسم کشا پر عاشق ہے یقین ہے کہ طلسم کشا بھی اسکو پسند کرے
 ہماری تمھاری خاطر کے اسپر آہنگ روشن راے بھی راہنی ہو ادو دونوں چلے سقرلات جادو
 اپنے مقام پر بیٹھا ہے مگر گھبرا رہا ہے وزیر اعظم اسکا مشتاق جادو پہلو میں بیٹھا ہے صلاح ہو رہی ہے
 مشتاق نے کہا کہ ای شہر یا طلسم کشا کو قتل کیوں نہیں کرتے سقرلات نے کہا مبیعا د مقرر ہے
 جب تک مبیعا نہ گزرے کیونکر قتل کروں مشتاق جادو نے کہا بہت آسان ہے بارہ ہزار
 فوج میرے ساتھ کیجیے میں لیکر طلسم کشا کو بیرون طلسم جاؤں کسی صحران میں قتل کر ڈالوں بادشاہ کو
 یہ بات پسند آئی کہا ای وزیر اعظم اگر اتنے طلسم کشا کو قتل کر ڈالا نامہ الی طلسم کی جان بچائی

بادولت کا خوبخود دل گھبراتا ہی کسی دن سے خواب پریشان دیکھ رہا ہوں مشتاق نے کہا میں ابھی جاتا ہوں بارہ ہزار فوج بادشاہ نے ساتھ کی مشتاق چلا آکر قید خانے سے ایرج کو نکالا تخت پر سوار کیا قصد ہوا کہ لیکر چلون کہ آہنگ روشن راے دنجم جادو گھبرائے ہوئے آکر پہونچے ارادہ یہ تھا کہ در زندان پر لڑائی پڑگی اب ایرج کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہاتھ پاؤں میں مارسیاہ پٹے ہوئے ہیں شاہزادہ حیران و پریشان نجم جادو نے بڑھ کر کہا کہ امی وزیر اعظم کیا ارادہ ہے وزیر نے کہا کہ میں سیردن طلسم کشتا کو لیمادنگا دہان جا کر قتل کرونگا نجم جادو نے طرف آہنگ روشن راے کے دیکھا آہنگ نے اشارہ کیا کہ میں لوح طلسم کشتا کے گلے میں ڈالے دیتا ہوں نجم جادو نے اشارہ کیا بہتر ہے قضاے کار یہاں تو یہ ارادہ ہے لیکن مشتاق جاؤ خود حفاظت کو کھڑا ہی گستاہ کہ کوئی قریب طلسم کشتا کے نہ جائے بادشاہ کی منادی ہی اسباب سحر لیے گرد پھر رہا ہی مگر صاحبقران جہان قید ہیں بارہ ہزار جادوگر ملکر صاحبقران کو قید کر کے لائے ہیں اسباب سحر جسم پر صاحبقران کے آراستہ کر دیا یعنی ماراں سیاہ جسم میں پٹے ہیں افسر سب کا لیس جادو مع بارہ ہزار جادوگروں کے بیٹھا ہے کہ صاحبقران کو ہوش آیا صاحبقران نے جو اپنے کو اس حال پر لالہ بین پایا سوچے کہ اسم اعظم تو یاد ہے اسم اعظم جو پڑھا ماراں سیاہ جادوگر پڑے امیر نفرہ کر کے اٹھے لیس جادو نے جو دیکھا کہ ماراں سیاہ جل گئے کہا لو یارو یہ اتنا بڑا ساحر ہے کہ ہمارے سحر کو دفع کیا ایک ساحر نے بڑھ کر گولہ مارا امیر نے اسم اعظم جو پڑھا گولہ پلٹ کے اسی جادوگر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا امیر نے اس جادوگر کو مار کے اسکی تلوار لی لیس سحر کرتا ہوا چلا آتا ہے اور صاحبقران بھی لڑتے ہوئے آتے ہیں بارہ ہزار جادوگروں کو روکتے ہوئے لیس جادو نے سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا اس سحر نے اور دن کو ہلاک کیا کئی ہزار جادوگر مارے جا چکے ہیں سحر کی بوچھاڑ کر رہے ہیں مشتاق جادو ایرج نوجوان کو تخت پر سوار کر کے چاہتا ہے کہ لیکر چلون نجم جادو آہنگ روشن راے کوئی پہلو نہیں پاتے کہ لوح گلے میں طلسم کشتا کے ڈال دین موقع نہیں ملتا مشتاق نے اشارہ کیا تخت کو جنبش ہوئی چاہتا ہے کہ لے اڑوں یا لات دمناس کی صدا بلند ہوئی دیکھا کہ صاحبقران جادوگروں کو قتل کرتے ہوئے آتے ہیں لیس جادو بھاگا ہوا آتا ہے مگر بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہی اپنے سحر سے اپنے کو

آپ ہی بچاتا ہی یہ جو مشتاق نے دیکھا گھبرا گیا کاہن نے کہا کہ ای وزیر اعظم اب وقت انقلاب
 بڑی بڑی آفتیں دیکھنا ہیں ای وزیر اعظم اپنے کو بچاؤ مشتاق نے بڑھ کر صاحبقران ہر کجا
 اتنی مہلت جو آہنگ روشن راے نے پانی جلدی سے لوح گلے میں ایرج نوجوان کے
 دالہ دی یا تو ایرج نوجوان سرنگوں بیٹھے تھے لوح جو گلے میں آئی ماراں سیاہ جلد گرے
 ایرج بل کر کے اُسے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشیدا ای کا فران بچیا وای نا بکاراں پردغا اب
 میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاؤ گے نعرہ ایرج نوجوان

کہ صاحبقرانیم یافاق گیرا اگر تیغ کین بر کشم از غلاف

ملک ایرج آن آفتاب میر

تزلزل فتد در میان مصاف

تلوار کسی کی اٹھالی برکت لوح سے کسی کا سحر تا شیر نہیں کرتا جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
 لیس جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چاہا پرواز پیدا کر کے نکل جاؤں ایرج نے بڑھ کر اُسکو قتل کیا
 صاحبقران کو دیکھ کر بخوش و خروش لانے لگے کئی مرتبہ پوچھا کہ حضور نورالدین کہاں ہیں
 صاحبقران نے فرمایا مجھے خبر نہیں اب مشتاق گھبرا یا سحر تا شیر نہیں کرتا بخم جادو کاہن
 اورنگ روشن راے پشت پر ایرج کے آگے سحر کر رہے ہیں سیکردن جادو گر انھوں نے
 بھی قتل کیے ہر مقام پر عرض کرتے ہیں کہ حضور لوح کو لائحہ کیجیے مشتاق نے آواز دی ای
 نکو اموشاہ نکو مناد بگا ایرج ہر مرتبہ چاہتے ہیں کہ میں قریب دادا جان کے جاؤں ممکن نہیں ہوتا
 سچ میں ہزاروں جادو گر ہیں قتلے کا لمعان جادو نے نورالدین سہر و ناسوت کو اپنے مکان میں
 بحفاظت رکھا تھا آپ اس فکر میں نکلی تھی کہ لوح کا پتہ لگاؤں اس مقام پر گزر ہوا کہ آسمان سے دیکھا
 لیس جادو کا لاشہ پڑا ہی مشتاق جادو وزیر بارہ ہزار جادو گردن سے کھڑا ہوا سحر کر رہا
 ایک طرف صاحبقران اسم اعظم پڑھ کر ڈر رہے ہیں ایک طرف ایرج نوجوان لوح گلے میں
 پشت پر پنجہ جادو آہنگ روشن راے بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں لمعان نے
 جو یہ سحر دیکھا سحر کر کے کنارے اُتری مال دریافت کیا مفصل خبر معلوم ہوئی گھبرا کے
 پاس نورالدین ہر کے آئی کہا کہ ای شہر یا طلسم کشائے لوح پانی لوح دار نے خود جا کر لوح دیدی ہے
 بھی رہا جو سے تلوار چل رہی ہے یہی وقت ہے کہ آپ بھی چلیے شاہزادہ نورالدین کو گھوڑے
 پر سوار کیا ایک طرف لمعان جادو ایک جانب ناسوت عاشق جمال اسباب سحر و نون

ہاتھ میں چار سو ملازم لمعان کی پشت پر اس کردار سے چلے اُس وقت آکر پہنچے کہ ایک طرف
صاحبقران رستمانہ جنگ کر رہے ہیں ایک جانب ایرج نوجوان مصروف جنگ ہیں
مشتاق جادو نے سحر کی بوچھا کر دی ہر آہنگ و شن راسے و نجم جادو بھی زخمی کیا ہوا
ایرج کو دیکھ کر بھاگتا پھرتا ہوا کہتا ہے کہ یارو عجب مشکل کی بات ہے کہ سحر جواب دیتا ہے جب اُس نے
لوح چمکا دی کیسے کیسے سحر میں نے کیے مگر باطل ہو جاتے ہیں ایک ساحر جانے جا کر بادشاہ کو
خبر کرے کہ جو مناسب وقت ہو وہ کیسے طلسم کشا کو لوح ملکی ایک جادوگر پر پرواز پیدا کر کے بھاگا
کہ جا کر شاہ کو خبر کر دے کہ مشتاق نے دیکھا پشت پر سے ہڑ ہوا جادوگر بھاگنے لگے نعرہ شیر کی
آواز آئی نعرہ نورالدین ہر نفیر حمزہ صاحبقران بخشم و بقدر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدین
ایک جانب لمعان جادو وضعیفہ سر ہلتا ہوا موسے سرفید بقول شخصے نہ منہ میں دانت نہ پیٹ
میں آنت مگر علم سحر میں طاق نہایت مشتاق ایک جانب ناسوت جمال جہان آرا پر نگاہ کبھی
واہ کبھی آہ مشتاق جادو بدحواس ہو گیا اب چار جانب سے سحر ہو رہا ہے ہزار ہا جادو گرد
کے لاشے تڑپ رہے ہیں اگر کسی ساحر کھلانے بڑھ کر سحر کیا نورالدین ہر کا گھوڑا چلتے چلتے رکھا
ہاتھ دستگیری نہیں کرتا پاؤں سے ثابت قدمی جدا بڑھ کر ناسوت نے سینہ سپر کر دیا ایرج
نے جو نورالدین ہر کا یہ حال دیکھا بڑھ کر لوح کو چمکایا جس جادوگر کا یہ سحر تھا اسکو بڑھ کر
مارا نورالدین ہر سحر سے چھوٹے پھر مصروف جنگ ہوئے ایرج نے تجھوم کر نعرہ کیا مردان عالم
یون جان بچاتے ہیں سقرلات اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ جادوگر فرستادہ مشتاق جادو آکر
پہنچا کہ اے شاہ سنا آپ نے حمزہ نے رہائی پائی ایرج نوجوان کو لوح ملکی مشتاق
رہائی ہو رہی ہے سقرلات نے زانو پر ہاتھ مارا کہ اے طلسم بھی ہاتھ سے جاتا ہے اُس زمین
ماہ پکرنے مجھ کو نہ قبول کیا میرا تو یہ حال ہے قلب پر تجھوم غم و ملال ہے نظر

صورت لالہ بیان میرے جگر میں داغ ہے
جس طرح طاؤس کے ہر بال و پر میں داغ ہے
تب سے لالے کی طرح میرے جگر میں داغ ہے
مچھول ہر اک اُس گلی تر کی سپر میں داغ ہے

رنگ حسن رو سے جانان سے قرین داغ ہے
ہجر میں اُس لالہ رو کے کس قدر گل کھائے ہیں
جب سے گلکاری کی انگیا یار کی دیکھی نہیں
تیغ ابرو شکستہ فروغ حسن سے

پتلیاں پتھر لگتیں دیکھا جو اُسکو گھوڑ کر آج تک فرقت کا اُس خورشیدِ عالم تاب کی دیکھنا اتنا شیرِ مضمونِ تپِ حیرت منہ رہے تابان کی صفائی خالی سے جاتی رہی آتشِ رنگِ حنا اسی نورِ بھڑکی اس قدر	نشِ رخسار سے پاسے نظر میں داغ ہی ماہِ تابان کی طرح اپنے جگر میں داغ ہی جل گیا قرطاسِ قاصد کی کمر میں داغ ہی تلِ نینِ رخسار پر چرمِ تسمین داغ ہی مثلِ موسے صاف دستِ سمیرا میں داغ ہی
---	---

بہ اشعار پڑھ کے سقرات بہت رویا کہا یا رد چلتا ہوں ایک آخر کا سحر جو اُسکو کرتا ہوں یہ سب الگ
 لگ ہو جائیں ایک بڑی بات ہو کہ مرحلہ جاتِ طلسم پڑھ کر کشاکش کا گزر نہیں ہوا یہ کہنے اپنے مقام سے اٹھا
 افسرانِ فوج نے قصد کیا کہ ہم بھی جہین سقرات کئے منع کیا کہ کسی امداد کا کام نہیں ہو یہ کہہ کر ایک
 کو ہتھکڑیاں لگا کر لے کر نکالے کچھ تحفہ جات لیکر ایک خوک پر سوار ہوا بڑے زور و شور سے
 چلا بیان جو حالِ عرض کر گیا ہوں اُسی طور سے جنگ ہو رہی ہے ایک طرف شاہزادہ نور الدین
 مصروفِ جنگ ہیں ایک جانب صاحبِ قرآن ایک طرف ایرج نوجوان مشتاق کے ہاتھوں
 آٹھ جاتے ہیں گر لمعانِ دنا سوت و نغمہ جادو کا ہن د آہنگ روشنِ رائے لوحِ دار
 انہیں جب مشتاق جادو جادو ہوتا ہے زخمی ہو گیا کسی کے جسم پر آئے دالہ بے کسی کا سر زخمی کیا کسی کا
 شاہِ نشاہ کیا سب مجبور و ناچار مصروفِ جنگ ہیں ایرج نوجوان لوح کو چھکار رہے ہیں سب کو سحر
 مشتاق سے بچا رہے ہیں ہر طرف غریب بلند ہو کہ آسمان سے آواز آئی ادنا سوت ادبم اد
 آہنگ روشنِ رائے اولمعاں تم سبھوں کے مکانِ جلا دونگا خاک میں ملا دوں گا بیان کر حاضر ہو
 در نہ ایک سحر ایسا کروں گا کہ زمین کا پتے کی ایک بھی زندہ نہ بچے گا اولمعاں تو نے بڑا صدمہ دیا صدمے
 پر صدمے اٹھائے سب نے سرائی کا دیکھا کہ خود سقرات جادو ایک خوک سحرانی پر سوار نگرہ
 کر رہا ہے سب دیکھنے لگے ہڑ ہو کر بادشاہِ طلسم آیا آہنگ روشنِ رائے نے کہا کہ اے شہزادہ اپنی
 کے ہاتھ سے قتل ہو گا آپ فتاحِ طلسم ہیں ایرج نوجوان نے کہا کہ کیا بی دوش سے اتاری
 ترکش سے تین پھال کا تیر نکالا جو کمان میں پیوست کیا اب جو سرائی کا دیکھا کسی کو نہ پاتا تیر کے
 نارتے ہی خطا کا رسم کر گوشہ گیر ہو گیا ایرج مجبور ہوئے کہا کہ اے آہنگ روشنِ رائے وہ تو
 غائب ہو گیا آہنگ نے کہا کہ اے شہزادہ خیر کرے کہ ایک آواز صیب کان میں آئی اندھنی سیاہ

اس زور سے جھوکے ہوا کے چلے کہ زمین ہلنے لگی اپنا ہاتھ اپنے کو آپ نہیں معلوم ہوتا ہوا سے تند
 چل رہی ہر اول تو کبھی دیرانے میں کوئی شرمیلی نہیں گھاس تک ندارد نخل چند جا بجا تھے وہ جھوکوں
 سے ہوا کے گرے مشتاق کے کان میں آواز آئی کہ قدرت سے سامری و جمشید کی سب کام بوجہ ہیں
 بنگلے اب دیکھو سب کہ مرغ غائب ہوئے سب آوارہ ہو کر تباہ ہو گئے یہ کلمہ وہ جادوگر تو الگ ہوا
 اس زور سے ہوا چل رہی ہو کہ زمین کو جنبش فلک کو مٹانے کی کوشش اس وقت عجب کیفیت ہو
 اس عالم میں ایرج نوجوان لے چکا کر آواز دی کہ اے خدا عالی تبار آپ کہاں ہیں اے شاہزادہ
 نورالدین ہرین بربع الزمان تم کس مقام پر ہو چاہتا ہوں کہ اپنے کو بٹھائے پاس ہو نچاؤن ہر چند کہ
 نورالدین ہرین ایرج نوجوان کی آواز سنی مگر جواب نہیں دے سکتے ہیں ایرج نے دیکھا کہ چار باج
 سے فوج غم و الم نے گھیرا ہر ہر بھر کا بل وہ ہی اندھیرا رہا ہوا زور سے چلا کی بعد عرصہ دراز وہ
 تاریکی دفع ہوئی اب جو امیر نے آنکھ کھولی دیکھا کہ نورالدین ہرین جملہ سرداروں کے میرے سامنے
 درساٹنے ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ایک نازنین چار دہ سالہ لڑکا باقد
 کل نورس حدیقہ خوبی قد سرو باغ محبوبی سینے پر اُبھار نارستان کی رعنائی شکم صاف شفا و رخ نور
 رشک آفتاب ہو دل کو پیچ و تاب ہر ساق بلورین جیسرینا سے قصر حسن قائم ہر نقش پاتلج سر
 معشوقان افسر حسینان پشت پر بارہ سو کنیزین خرامان خرامان آتی ہی جب باہر باغ کے
 وہ نازنین آئی صاحبقران کو جھک کر سلام کیا صاحبقران بنگاہ محبت جمال بے مثال
 کو دیکھ رہے ہیں اس نے سلام کر کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا کہا تشریف لائے میں تو مدت سے آپ کی
 مشتاق تھی شکر ہو کہ پروردگار نے آپ کو یہاں تک پہنچایا اب طلسم سقرات پر آپ کا قبضہ ہوا
 بانیان طلسم نے اسی بادشاہ کے نام پر طلسم بند کیا تھا یہ بھی لگے گئے تھے کہ اس زمانے میں خاتمہ ہوگا
 میرے بزرگوں نے ہدایت کی تھی کہ صاحبقران کی اطاعت کرنا آپ کی تصویر بھی کھینچ کر مجھ کو دی
 وہ تصویر دہندہ میرے دل کے پہلو میں رہتی ہو اس طرح کی باتیں کرتی ہوئی دم محبت کا بھرتی ہوئی
 صاحبقران کو لیکر باغ میں آئی دوسری نازنین کہ ستارہ پہلو سے ماہ تھی قریب شاہزادہ نورالدین ہر
 کے آئی کہا اے شہریار بزرگوں نے مجھ کو ساتھ حضور کے منسوب کیا تھا کتاب سامری میں صاف
 صاف مرقوم ہے کہ شیرہ صاحبقران بھی ساتھ ہونگے تو انکی خدمت میں رہنا جگہ ہے جسے نہ سنا

شاہزادہ نورالدین ہرنے اشارے سے کہا کہ سامنے دادا جان جاتے ہیں اگر اس طرح مجھ کو اور تم کو
ساتھ دیکھ لینگے یقین ہو کہ تم کے خلاف ہو گا نازمین نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمارا قصدا لگ پر مینوں
کبھی صاحبقران آگاہ نہ ہونگے کہ ہمارا فرزند کہاں ہر اتنا اُنکو معلوم ہو گا کہ ہمارا فرزند فلان
قصر میں صحبت آرا ہے کبھی وہاں تشریف نہ لائینگے آپ مطمئن رہیں اور جو آدمی صاحبقران
کے ساتھ ہیں سب کے پہلو میں ایک ایک نازمین موجود ہے لمعان جادو و ناسوت بھی
ہمراہ ہیں کہ ایک نازمین نے آکر لمعان جادو کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیوں نانی امان آپ
کئی دن سے کہاں تھیں ہم آپ کے واسطے بقرار تھے لمعان نے بلائیں لیکر کہا کہ بی بی ہمارا
بھی یہی حال تھا شکر ہے کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہوا ایک نازمین قریب ناسوت کے آئی کہا کہ
ایرادر مہربان مجھ کو چھوڑ کے کہاں چلی گئی تھیں ناسوت نے مسکرا کے کہا ہم تو تمھاری باتوں
کے مشتاق تھے اب عمر بھر ساتھ نہ چھوڑیگا صاحبقران کو نازمین لیے ہوئے بارہ دری میں
آئی مسند پر بٹھایا شراب و کباب حاضر ہوئے لیکن وہ نازمین نورالدین ہر کو لیے ہوئے ایک
کمرے میں آئی ناسوت و لمعان الگ جا کر بیٹھیں ہر جگہ سامان عیش و نشاط مہیا ہوا میر
نورالدین ہر تو اس حال میں ہیں شاہزادہ ایرج نوجوان بعد اس آندھی کے جو ہوش میں
آگے دیکھا کہ جلد سردار ہمارے خلیفہ و فیلم وغیرہ دست بستہ کھڑے ہیں اور عرض کر رہے ہیں
کہ ای شہریار آپ نے کیا کار نمایاں کیا طلسم فتح ہوا چلے باغ میں تشریف لیجیے وہاں مال
طلسمی بھی ملیگا ایرج نوجوان اپنے سرداروں سے باتیں کرتے ہوئے ایک باغ میں آئے
ایک طرف سے گانے کی آواز آئی ایرج نوجوان گھوڑے سے اتر پڑے دیکھا کہ سب کے
آگے ایک نازمین نہایت حسین آگے آگے بڑھی ہوئی پیچھے اسکے چالیس چاس کنیزیں ایک
ایک چنگ مرصعی سبھوں کے ہاتھ میں تکلف سے اُنکو چھڑتی ہوئیں اشعار عاشقانہ درد زبان نظم

کھورتا ہے بطیرح کچھ دیر وہ ناسور آج
بات بھی تو نے نہ پوچھی ادب مغرور آج
زخم کے ٹخنہ سے ٹپکتی ہے سبے انگور آج
جلوہ گر ہے بعد مدت خانہ بے نور آج

کہ تو کیا ای چارہ گر تجھ کو ہوا منظور آج
دور سے آنے تھے شہرہ سُنکے یہ امیدوار
کچھ عجب تاثیر کی تیج نگاہ مست نے
خوش قسمت کہ ہے پہلو میں وہ رشک قمر

حشر کے سامان سے کم سامانِ فرقت بھی نہیں ہٹ پر آئے ہیں اگر وہ آئیں تو کچھ غم نہ کھا پوچھتے کیا ہوتی فرقت کی اور جانِ گریبان بر چھپان کھائیں نظر کی اس قدر پیہم نسیم	آہ ہی ہر میرے نالوں سے صدائے صور کج ہم بھی اور دل کب کمی کرتے ہیں تا مقدور آج ہاتھ بھی رکھنے نہیں دیتا تن محروم آج دل ہمارا ہو گیا ہر خسانہ زبور آج
---	--

اس رنگ سے گاتی ہوئی آئین کہ ایرج نوجوان یا تو سرداروں سے متوجہ تھے یا گائون کیجا
دیکھنے لگے وہ نازنین جو سب کے آگے ہر بڑی بڑی انکھڑیاں جتنی بھوین پیشانی تختی الماسِ عارضِ انور
چاند کے ٹکڑے قد سرو باغِ محبوبی گردن صراحی دار سینے پر اُبھار کم نازک موے میانِ معدوم
یا طائرِ عنقا کھون یا آئینہ شکم میں بال آگیا مسکرا کر جو شکم کھول دیا ایرج نوجوان کی پریشانی بڑھ
دو پہ سر سے معشوق کے ڈھلکا ہوا پائے جو ہاتھ سے چھوڑ دینے دل عاشق پا مال ہوا قلب
نازک کا عجب حال ہوا اس ناز معشوقانہ سے وہ قریب آئی جھپک کر ایرج نوجوان کو سلام کیا
لہا کہ اور تھم زمانِ مبارک ہو کہ طلسم فتح ہوا صبا حبقراں زمانِ باغِ خوش رنگ میں داخل ہو
مصر دین عیش و نشاط ہیں آپ کو بھی جشن کرنا چاہیے ایرج نوجوان اچھا اچھا کہتے ہوئے
اسکے ساتھ ہوئے بارشِ دلکشامین داخل ہوئے وہ معشوق دہری چہرہ ناز و غم سے کرتی ہوئی ایرج
کو لیمپاں نخلستان پر طائرانِ زمزمہ سرا بعد سوز و گداز اشعارِ عاشقانہ گارہے ہیں ایرج نوجوان
جدھر نگاہ اٹھاتے ہیں سامانِ عیش و نشاط پاتے ہیں کیا خوش بختار کے چہرے کبھی قہقہے ایک طرف
سے کوئی عندلیب عاشق بد نصیب اڑتی ہوئی آئی پہلو میں گئی۔ کے پھول کے بیٹھی زمزمہ سرائی
کرنے لگی یہ اشعار آبدار گارہی ہر ایرج کے دل کو بھار رہی ہر نظم

اپنا جام مے چشمستان آج گریبانِ سایہ و امن کریگا نصو رہی نہیں جاتا دہانتک اشعاروں نے خبر دی مدعا کی اڑے اور راقِ گل باد خزان سے مدم ہر میرا لاشہ کا ہشون سے	ہوئے پیرا نہ سالی میں جوان آج کہ ہر مشق جنون کا امتحان آج مغل ہر خوف چشمِ پاسبان آج ہوئے باہم کلام بے زبان آج ہوئی برہم کتاب بوستان آج کہیں ڈھونڈو مزار بے نشان آج
---	---

نہیں حال کر میں اول آخر
اثر لینے لگا بوسے دعا کے
میں دیران ہوا مر محبا چکے بھول
کھنچے شمشیر ہاں خالی نہ جائے
لگا ہوں سے جہاں ہوتا ہر زخمی
نسیہ اپنے کلام پاک سے ہر

کو نگا درمیان کی داستان آج
کہ تھا مطلوب اک غنچہ دہان آج
چلو پوچھیں مزاج باغبان آج
یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج
لگاتے ہیں وہ تیرے بے کمان آج
بہار گلشن ہندوستان آج

جون جون ان اشعار کی آواز کان میں آتی ہر ایرج نوجوان کی محبوبیت بڑھتی جاتی ہر وہ
نازنین باناز و کرشمہ ایرج نوجوان کو لیکر بارہ دری میں آئی لاکر مسند پر بٹھایا اور ایک
مہ جبین سے اشارہ کیا کہ سامنے شاہزادے کے کچھ گاؤ سب نازنینان مہ جبین چنگ و صعی
بجائے گانے لگیں یہ نازنین جو سب کی افسر ہو دامن تھاٹ ہوئے بخار ہی ہوا ایرج نوجوان
بیقرار ہیں سردار بھی ترغیب دیتے جاتے ہیں کہ اے شہریار آپ کیا خوش نصیب ہیں کیا مشوق
پر بچہ ملی حضور کیا گارہی ہر شاہ پور شیر دل کھڑا گس رانی کر رہا ہر کہ اُس نازنین نے
گاتے گاتے طرف لوح کے اشارہ کیا ایرج نے بے اختیار لوح گلے سے اتاری اُس نازنین
کو دے دی اُس نازنین نے لوح کو لیکر دال میں پیٹ لیا بتاتے بتاتے تلووار مانگ لی
سپر کو اشارہ کیا ایرج نوجوان نے سپر بھی بلا عذر اُسے دے دی جب سب سلاح لیچکی
اُسی طرح گارہی ہر ساتھ والیان کہہ رہی ہیں کہ اے ملکہ عالم کیا کار نمایان کیا حقیقت میں آپ کا
مثل نہیں نازنین کہتی ہر کہ دیکھو اب مطلب نکلیگا قصائے کار شاہ پور شیر دل اصلی جو ایرج
سے جدا ہوا تھا بانہا سے عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش میں اپنے آقا کی چلا پھرتا ہوا اس محراب
میں ہو پناہ دیکھا کہ ایک جادوگر نے دوڑی ہوئی جاتی ہر شاہ پور شیر دل نے صورت اپنی ایک
جادوگر کی بنائی روڑ کے اُس سے ملاقات کی کہا اے ملکہ عالم کہاں جاتی ہو اب ہم لوگ ساکنان طلسم
کہاں رہینگے سنتے ہیں کہ طلسم کشا آگیا دیکھیے کیا آفت برپا کرے جادوگر نے کہا کہ اے برادر
نکھیراؤ ملکہ خوشرو کو شہنشاہ نے بھیجا ہر انھوں نے جا کر اس تکلف سے ایرج کو گھیرا ہر
یقین ہر کہ لوح لی لی ہو صا حبقراں کو الگ کر دیا یہ سحر بادشاہ طلسم کا ہر خالی نہ بے ایگا

شاہ پور نے کہا کہ ملکہ وہ باغ کمان ہر جادوگر نے کہا وہ سامنے ہر شاہ پور نے کہا کہ ملکہ تم نہ چلو گی اس
جادوگر نے کہا نو خیز جادو میرا نام ہر صرف خبر لینے کو آئی تھی یہ مجھ کو یقین کامل ہے کہ اس سحر سے
کوئی نہ بچے گا لوح لمبا نیکی میان بچھ جادو یعنی کاہن صاحب و آہنگ روشن راے بھی طلسم کشا
کے ساتھ بہوت ہو رہے ہیں انکو فوراً بادشاہ قتل کرے گا ان دونوں سے بہت جلا ہوا ہے سب غصہ
انہیں کے اوپر اترے گا اب تو شاہ پور شیر دل اس سے باتیں کرتا ہوا چلا تھوڑی دور پر جا کے
کہا کہ دیکھو ایک اہر سیاہ اٹھا ہے یقین ہے کہ کوئی ساحر زبردست آتا ہے نو خیز نے اُدھر منہ بھرا
شاہ پور شیر دل نے طعنے کھند کے گلے میں ڈال دیے نو خیز لپٹی مٹا پور نے جاب مارا مشکین باز ہوا
اسکو تو ایک درہ کوہ میں ڈال دیا پتی پہوشی کی دماغ پر چڑھا دی اب شاہ پور طرف اُسی باغ کے
چلا بیان خوشرو جادو نے گلے بجا کے لوح لی سب سلاح لیے ایرج نوجوان نے چاہا کہ
گلے میں ہاتھ ڈالوں اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی کہ ادبیرہ حمزہ لوح سہنے تجھے لے لی
اب تم ہمارا کیا کر سکتے ہو حمزہ بھی گرفتار ہو کے آیا چاہتا ہے وہاں صاحبقران کو بھی اسی طرح
اُس ساحرہ نے دم دیکر گرفتار کر لیا نورالدین بھی گرفتار ہوئے لمعان جادو و دنا سوت کی
زبانوں میں سوزن دیا بیان ایرج نوجوان نے چاہا کہ اُنھوں ساحرہ نے سحر کیا بچھ جادو
و آہنگ روشن راے نے بھی چاہا کہ اُنھیں گرفتار ہو چکے تھے معشوقوں نے مجھو لیاں لے لیں
شرابین پلا کے سحر فرموش کیا یہ بھی دونوں گرفتار ہوئے ایرج نوجوان کو بھی گرفتار کیا
خوشرو بڑا ناز کر رہی ہے اب ایرج نے دیکھا کہ جادوگر نیاں بد صورت کر یہ منظر یہ فام بہانہ
سامنے ٹھل رہی ہیں ہر ایک کا یہ قول ہے کہ ہماری الکہ نے کس تکلف سے تمکو گرفتار کیا
خوشرو کہتی ہے صاحبو یہ سحر ہمارا کبھی خالی نہیں جاتا یہ باتیں تھیں کہ ہر کارے نے آکر خبر دی
کہ صاحبقران و نورالدین کو بھی گرفتار کر لیا آپ سے کہا ہے کہ خدمت شاہ میں آئیے ہم بھی
لیکر انکو آتے ہیں اب صلاح یہ ہے کہ اسی وقت چلے سب کو قتل کر بن کہی میا داگران لوگوں کو قید
کریں گے تو مرد گارائے زمین و آسمان سے پیدا ہونگے ان لوگوں کو قید کرنا مناسب نہیں ہے
جس وقت ان لوگوں پر قہر پائے فوراً قتل کرے ہر مقام پر کے جادوگروں نے تو کہنا کیا ہم
کسی کا کہنا نہ مانیں گے کہ ایک کنیز نے بڑھ کر خبر دی کہ اسی ملکہ عالم نو خیز بھی آئی ہیں خوشرو نے کہا

کہاں کہ نوخیز نقلی نے اگر سلام کیا خوشرو نے پوچھا کہ کیوں خیر تو ہر نوخیز نقلی نے کہا بادشاہ۔
 مختار سے واسطے خلعت وزارت تجویز کیا دارین استاد ہین بادشاہ کہتے ہین ہم میعاد معینہ
 قبول نہیں کرتے ایسا نہ ہو کہ کوئی اُنکا اور مددگار پیدا ہو ملکان و ناسوت و اورنگ روشن
 و نجم جاد و ان سمھون نے یکا یک ہمارا ساتھ چھوڑا شاید اور بھی شریک ہو خوشرو نے کہ
 ہماری بھی یہی رائے ہو کہ فوراً انکو قتل کیا جائے سب نے اس رائے کو پسند کیا نوخیز نے کہ
 اے خوشرو لوح طلسمی کو تنے کیا کیا خوشرو نے کہا کہ لوح مثل جان کے میرے پاس ہے سوا
 بادشاہ کے اور کسی کے ہاتھ میں نہ دوں گی مجھے کسی کا اعتبار نہیں نوخیز نے کہا بوا میں لوح لیا
 کیا جو لمحے میں ڈالوں گی چند باتیں راز کی شاہ نے کہی ہین وہ کسی کے سامنے نہ کہوں گی ذرا علحدہ
 چلیے خوشرو نے ہاتھ پکڑ لیا نوخیز ایک کمرے کی جانب چلی راہ میں کہتی ہوئی کہ آپ کو عمدہ وزارت
 ملیگا سب سے دینگے لوح بھی اپنے پاس رکھنا بادشاہ کو نہ دینا ہمیشہ بادشاہ پر مختار و بادشاہ
 خوشرو نے کہا بوا قاعدے میں لکھا ہو کہ اگر اس جوان کے ہاتھ سے طلسم بچ گیا تو ہزار سال تک
 اسکو زوال نہ ہوگا اب کیا خوف ہو نوخیز نقلی کہتی ہو کہ بوا یہ نہ کہو ان لوگوں کے مارے جائے
 کے بعد پانچ ہزار پانچ سو پچیس صاحبقران کے سردار و فرزندان عالیوقار اس طلسم پر پوہ کرینگے
 ایک ایک نے دو دو چار چار طلسم فتح کئے ہین کوئی فرزند ایسا نہیں ہو کہ جو قواعد طلسم کشائی
 سے آگاہ نہ ہو اس طرح کی باتیں کرتی ہوئی نوخیز نقلی خوشرو کو لیکر ایک کمرے میں آئی کہا
 بی سونو عمدہ وزارت کو سمجھ پوچھ کے کرنا لوح ایسے مقام پر رکھو کہ کمند دہم و خیال بھی وہاں
 نہ پہنچے تب مختاری وزارت کو زور ہوگا اور بادشاہ کو خوف ہوگا کہ خوشرو کو آزر دہ نہ کریں
 ایسا نہ ہو جسے گڑ جائے برسوں اس طلسم پر معرکے پڑینگے دیکھو خود بادشاہ آتے ہین خوشرو
 پلٹی جیسے ہی منہ پھیرا شاہ پور شیر دل نے صف ہائے کمند گلے میں ڈال دیے ارے کیکے پلٹی
 شاہ پور نے جھٹکا مار کے حباب مار دیا خوشرو بہوش ہو کے گری شاہ پور نے اس کے دلغ پر
 بٹی بہوشی کی چڑھائی لوح مجھولی سے نکال لی شکل خوشرو باہر آیا کنیز دن نے پوچھا نوخیز
 کہاں گئی خوشرو نے کہا کہ راز شاہی کی باتیں نہ پوچھو کسی کام کو آئی تھی گئی ہوگی میں طلسم کشائی
 کو قتل کر دوں گی اگر اسکو مار لیا پھر طلسم پر کوئی ضرر نہ ہو نہ بچا یہ کیکے نیچے کھینچ کر دوڑی قریب ارج کے

اگر کہا کہ اے شہریار ہوشیار ہو جیسے غلام آپکا آگیا منہ شاہ پور شیر دل لوح گلے میں ایرج نوجوان کے
 والدی قید ٹوٹ کر جسم سے گری جادو گر نیاں بھاگین پڑھو ہوا کہ اسے خوشرو نے غضب کیا اس
 کہ و کاوش سے لوح لی پھر حوالے بھی کر دی ایک کتہی ہو کہ باغ میں معلوم خوشرو پر کیا گزری یہ تو
 طلسم کشاکشا کا عیار ہر نہیں معلوم خوشرو کو کیا کیا دو چار جادو گر نیاں سامنے آئیں انکو ایرج نوجوان
 نے قتل کیا بچم جادو کا ہن و آہنگ روشن راے کو قید سے رہا کیا دونوں شاہزادے کے
 گرد پھرنے لگے کہا اے شہریار خدا نے بڑا فضل کیا در نہ اس ملعونہ نے دام مکر بھیلایا تھا
 غنا پور شیر دل نے کہا وہ ابھی زندہ ہیں نے اُسے قتل نہیں کیا کہ شاید اس کے مرنے پر کوئی
 اور آفت برپا ہو اس وجہ سے زندہ رکھا اب لا کر اُسے قتل کرتا ہوں خوشرو کو شاہ پور سامنے
 شاہزادے کے لایا زبان میں سوزن لپکھ بھیا اور سمجھایا اُسے اشارہ کیا کہ میں اطاعت کرتی ہوں اب
 محکومین کا مل ہوا کہ آپ کا مذہب برحق ہے طلسم اب نہ بچے گا شاہ پور شیر دل نے سوزن نکالی
 خوشرو قدموں پر ایرج نوجوان کے گری بصدق مطیع اسلام ہوئی عرض کیا کہ اے شہریار
 جلدی کیجیے کہ جب شاہ نے سو کیا تھا داسے آپ کی گرفتاری کے محکوم قرار کیا تھا گلر نیر جادو
 کو برائے گرفتاری صاحبقران مقرر کیا تھا یقین ہو کہ اُسے بھی صاحبقران زمان کو
 گرفتار کر لیا ہو مہر و شریف پہلیے اگر سامنے بادشاہ کے پہونچے فوراً قتل کر لیا حکم ہو تو
 کنیز آگے بڑھے ایرج نوجوان مرکب پر سوار ہوئے بچم جادو و آہنگ روشن راے نے کہا
 ہم بھی ساتھ چلنے لگے ایسا نہ ہو کہ ان کے دشمنوں پر کوئی افتاد پڑے اس باغ میں چند قیدی ہیں
 انکو بھی رہا کیا ان بھون نے اسلام اختیار کیا براے رہائی صاحبقران چلے خوشرو
 و بچم کا ہن و آہنگ روشن راے پر پرواز پیدا کر کے چلے گلر نیر نے صاحبقران عالیشان
 کو گرفتار کر کے بیہوش کیا لمعان و ناسوت کو بھی گرفتار کر لیا زبانون میں سوزن دی ایک
 راہے پر نورالدین و صاحبقران ایک راہے پر دونوں جادو گر نیاں گلر نیر لیکر چلی گشت
 باغ میں اسکی ساتھ دایان جو مخفی تھیں وہ بھی نکلیں پانچ سو جادو گر نیاں ساتھ ہیں آراہون
 کو ساتھ لیکر جادو گر نیاں چلین جیسے ہی باغ سے نکلیں آسمان سے نعرہ ہوا کہ منہ خوشرو و گلر نیر
 کہاں جاتی ہو کہ ایک طرف سے بچم جادو و آہنگ روشن راے آ پڑے گلر نیر نے جادو گر نیر

اشارہ کیا کہ اسے خوش و شر و شریک طلسم کشا ہوئی اسکو گرفتار کر دیا دو گریون نے گھیرا خوش و شر
 نے لگی نجم و آہنگ بھی سحر کر رہے ہیں جانتے ہیں کہ صاحبقران و نورالدین ہر کو رہا کرین گلریز
 مصروف سحر خوانی ہر آگ بر سار ہی ہر ایک جادو گری سے کہا کہ جا کر بادشاہ سے اطلاع کرو
 کہ جلد تشریف لائیے خوش و شر نے قیامت برپا کی ہر وہ جادو گری گئی سقرلات بیٹھا ہوا نقش
 جمشیدی دیکھ رہا ہو کبھی اٹھتا ہر کبھی بیٹھتا ہر ساتھ والوں سے کہتا ہو کہ یا ود غضب ہوا
 طلسم کشا قید ہو کے پھر چھوٹا خوش و شر نے بڑا غضب کیا کمال بھی اُس نے ایسا کیا کہ طلسم کشا سے
 لوح لے لی عیار طلسم کشا نے غضب کیا اطاعت بھی خوش و شر نے کر لی یہ باتیں کرتا تھا کہ ایک
 کنیز گلریز کی اگر ہو پختی کہا حضور گلریز کو آ کر خوش و شر و نجم جادو و آہنگ روشن را سے لے گھیرا ہو
 نہیں معلوم کہ طلسم کشا کمان گیا گلریز نے عرض کی ہو کہ اگر صاحبقران کو دار پر کھینچا تو طلسم کشا
 تڑپ کر جان دیگا یہ سننے ہی سقرلات اٹھا اب جو اسنے آواز دی تین لاکھ ساحر
 تیار ہو کے آئے سقرلات سوار ہوا تین لاکھ ساحر دن کو لیکر چلا یہاں خوش و شر نے کئی سجادو گریاں
 ہمارا یہاں گلریز کو قتل کیا ہو گلریز پر کسی کا پنجہ قابض نہیں ہوتا سحر سے آگ بر سار ہی ہر جہد ہر چار
 اسکو زخمی کیا لگا رہی ہو کہ ادو خوش و شر و میں تیرے خون کی پیاسی ہوں بے قتل کیے تجھ کو
 نہ پھر ونگی خوش و شر و بھی جھک رہی ہو ہر مرتبہ آواز دیتی ہو کہ ادو گلریز کیوں اپنی جان کے
 پیچھے پڑی ہو اب طلسم کسی صورت سے نہ بچیکا حاکمان مرحلہ جات بھی قتل ہوئے میں نے کچھ سمجھ کے
 اطاعت کی اپنی جان عنیت ہو گلریز کہتی ہو میں تجھ کو قتل کر کے نکل جاؤنگی مگر صاحبقران کو
 نہ چھوڑ ونگی یہ ذکر تھا کہ ڈنکے پر چوب پڑی سقرلات تین لاکھ ساحر دن سے آ کر ہو پختا
 آواز دی کہ ادو خوش و شر و کیوں تیری شامت آئی ہو ادو نجم و آہنگ تم نے غضب کیا کہ لوح
 طلسم کشا کو دلوادی اب میرے ہاتھ سے کیوں نہ بچو گے سقرلات کو دیکھتا تھا پانوں میں ان
 تینوں کے ریشہ آگیا خوش و شر نے کہا کہ ادو نجم بڑا غضب ہوا سقرلات آگیا آہنگ نے کہا
 ملکہ دل کھول کر سحر کر دھکڑ دھکڑا اگر قصا ہو تو مجبور دنا چار میں اگر قصا نہیں ہو تو کون قتل کر سکتا
 یہ ککر تینوں ایک مقام پر ہو گئے سقرلات پہ سحر کرنے لگے سقرلات بادشاہ طلسم ہر سحر
 انکے اشاروں میں دفع کرتا ہو آہنگ جو قریب آگیا سقرلات نے لگا رکھا کہ ادو کرام کمان

یہ کیکے گولہ فولادی مارا آہنگ روشن راے نے گولے کو کار دسحر سے کاٹا جیسے ہی گولہ کٹا آسمان سے
 دھواں نکلا آہنگ بیہوش ہو کے گر سقرالات نے چاہا کہ سرکاٹ لون نجم باد و جا پڑا سقرالات
 نے کار دسحر واسطے دفع سحر کے نکالی نجم کی روشنی مٹی یہ بھی لڑکھڑا کر اگر خوش شرو نے دور سے دیکھا
 جھپٹ پڑی للکار کر آواز دی کہ خبردار کیا کرتا ہی میں آہو بچی کئی سحر سقرالات پر کئے کئی سحر کنیزیں
 اس مقام پر قتل ہوئیں سقرالات جھوم رہا ہی جسپر سحر کیا اسکا سر اڑ گیا سیکڑون لاشے
 تڑپ رہے ہیں جسپر سحر کرتا ہی وہ زخمی ہوا کوئی قتل ہوا خوش شرو نے چکار کر آواز دی کہ یارو
 یہ بادشاہ طلسم ہر اسپر سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا طلسم کشا کو کیوں غرضہ ہوا اپنے معبود سے رجوع
 کرو وہ حافظ حقیقی ہی بچا یگا اس مصیبت میں سوا اسکے کون کام آئیگا یہ کہ خوش شرو نے دست دعا
 بدرگاہ قاضی الحاجات بند کیے پکارا اٹھی کہ اے خالق بے نیاز دای رب کار ساز دای رحم الراحمین
 دای مالک یوم الدین تیری ذات ابرکات سے سب طرح کی امید ہر اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

ہست در وحدت توحید خدا قرار شرط میکند حق گر چہ آزار گنہ از توبہ دور صورت دلدار در دل مینماید مرتزا کار کن از کار خود فارغ مباش ای مرد کار بندہ باید کہ بہر بندگی بندد دگر باش در عہد محبت و اسما ثابت قدم دم مزین اندر قضاے حضرت پروردگار جان اگر جانان طلب دارد در بیغ از دے ما ہر چہ آید حکم آتنا و صدقنا بگو حق بشرط عاجزی و توبہ می بخشد گناہ گر چہ می بخشد سخی گنجینہ زر بے سوال	بعد از ان ز اخلاص باطن از زبان اقرار شرط هست آئینہ گمراہ گمراہ ہیرای ہمار شرط هست آئینہ صفا ای طالب دیدار شرط زانکہ بہر صاحب کار راست کردن کار شرط هست در ہر حال خدمت بہر خدمتگار شرط زانکہ میباید وفا در اتحاد دای یار شرط در قیام دوستی باشد رضاے یار شرط نیست اندر مذہب صدق و صفا انکار شرط چون نباشد در اطاعت بندہ را تکرار شرط بندہ نا کارہ ایکن بشکند ہر بار شرط هست زر کردن طلبای ہندی نادار شرط
--	---

ملک ملک کر سب نے دعا کی کہ صحرا سے گرد آڑی ایرج نوجوان لوح کلمے میں ڈالے ہوئے دم میں سے
 نعرہ کیا کہ باشیدا کی کاغذ ان سجیادای ناکاران پر دعا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + ایک امر اور ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ایرج نوجوان کو
آنے میں دیر کا باعث یہ ہوا کہ چلتے وقت لوح کو ایرج نے ملاحظہ کیا مرقوم تھا کہ سامنے جو کنواں
ہو اس میں اپنے کو گرا دو آبدار جادو کو قتل کرو کہ مرحلہ فتح ہوا ایرج بحکم لوح کنوین میں پھانسی
جب زمین سے پائون آشنا ہوئے دیکھا پانی نہیں ہر ایک دروازہ سامنے لگا ہوا اندر دروازے
کے آگے دیکھا کہ صحرا سے ریگستان ہر ایک مقام پر ایک نخل چنار ہر اُس کے پتوں سے پانی ٹپکتا ہر
ایرج جو پونچے شاخون سے بھی پانی ٹپکنے لگا اس قدر پانی گرا کہ صحرا میں دریا جوش مارنے لگا
ایرج نوجوان پیچھے ہٹتے چلے آتے ہیں پانی کا جوش و خروش کم نہیں ہوتا آخر مجبور ہو کر ایک درخت پر
چڑھ گئے پانی وہاں بھی پونچا اب ایرج حیران ہیں کہ کہاں جادو کہ اُسی دریا سے ایسا ننگ نکلا
منہ لکھو لکھو ایرج کے چلا ایرج نے تلوار چمکائی ننگ غوطہ ار کے غائب ہوا دوننگ
پیدا ہوئے الغرض جب ایرج تلوار چمکاتے ہیں ننگ غوطہ ار کے غائب ہوتا ہر ایک زیادہ ہو کر
کلتا ہر بیانتک نوبت پہنچی کہ بارہ ننگ نکلے ایرج نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ ای قناح طلسم
وای سیار این عجائبات سب میں جو ننگ کلان ہر وہ ہی آبدار جادو ہر پیشانی پر خال سیاہ ہر
لوح اُس مقام سے مس کر دیکھ قدرت خدا کا تا شاد کیو ایرج نے لوح اُتار کر اُنہ میں لی طرف
ننگ کلان کے اشارہ کیا کہ یار مجھے کیوں گھیرا ہر یہ لوح طلسمی حاضر ہر لجاؤ میری جان چھوڑو
ننگ کلان لوح دیکھ کر بڑھا جیسے ہی قریب آیا ایرج نوجوان نے لوح خال سیاہ پر مس کر دی
ننگ جلنے لگا شعلے جسم سے نکلے اور ننگوں نے چاہا کہ بھاگ جائیں اُنپر بھی شعلہ ہاے آتش گرے
سب جل کر خاک ہوئے پانی بھی غائب ہوا اپنے کو شاہراہ پر پایا ایک طائر نے آکر زمزمہ سرائی
کی کچھ اشعار عاشقانہ پڑھے ایرج نوجوان مجھو منے لگے لوح پر نگاہ پڑ گئی مرقوم تھا کہ ای قناح طلسم
وای سیار این عجائبات اگر راہ میں طبران جادو لے اور زمزمہ سرائی کرے لوح کا عکس اُسپر
ڈال دینا ایرج نے وہ ہی کیا وہ طائر جل کر خاک ہوا ایسے ایسے کئی مقام ایرج کو ملے یہ باعث
دیر کا ہوا کہ سقرات نے آفتین برپا کیں اب خاتمہ قریب تھا کہ نگرہ کیا آکر گرے لوح جو جگہ
ساحرنا بننا ہو ہو کر بھاگے کچھ منہ کے بھل گرے کچھ جل کر خاک ہوئے نئے قیدی جو ایرج نے
رہا کیے تھے سو جوان ساتھ میں شاہ پور شیر دل نے آکر حقہ آتش بازی مارے سقرات نے

جو دیکھا کہ ساحر طلسم کشا کے نام سے بھاگے جاتے ہیں سحر جو ہوے بھائی کو بھائی نے قتل کیا باپ کو
 بیٹے نے مارا سقرلات نے پکار کر آواز دی کہ ادا نامر دو تم تین لاکھ ساحران زبردست ہو میں
 آگ برساتا ہوں پانی کا دریا جو شہر لگا بس آگ بننے لگی زمین جا بجا سے شق ہوئی پانی کے فرار
 پیدا ہوئے ایک تھوڑے ہی عرصے میں تمام صحرا پانی سے مملو ہو گیا آسمان سے آگ برس رہی ہو مگر
 جس مقام پر ایرج کھڑے ہیں وہاں پانی کی تاثیر نہیں ایک ٹاپو میں کھڑے ہیں شعلے آگ کے
 انہیں نہیں گرتے مگر خوشرو ڈوبنے لگی شعلے بھی آگ کے گرے بدن پر آبلے پڑ گئے پکار کر آواز دی
 کہ اے شہر یار کنیز کی خبر لیجی ایرج نوجوان نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح کا عکس دریا پر
 ڈالو ایرج نے لوح چمکائی خوشرو بھی ہوش میں آئی آبلے مٹے طرف آسمان کے لوح کو چمکایا
 آگ برسناموقوف ہوئی بارہ ہزار جادوگر سقرلات کے ڈوبے بارہ ہزار جل کر خاک ہوئے
 سقرلات نے سر پیٹ لیا کہا یارو تم لوگ کمی کرتے ہو اگر سب ملکر ٹوٹ پڑوا کیلا طلسم کشا
 کیا کر سکیگا جادو گردن نے کہا ہم آپ سے زیادہ عقلمند ہیں آپ کیون دور دور سے سحر کرتے ہیں
 آپ طلسم کشا پر ہاتھ ڈالیں ہم بھی سب ٹوٹ پڑینگے سقرلات نے کہا یارو آؤ سب بلوہ کر کے
 چلیں سقرلات سب کے آگے آگے ایرج نے لوح کا ڈورا تمام کر لوح کو گردن دی جس پر
 عکس پڑا جل کر گیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مار دیا اس طرح شاہزادہ پامال کرتا ہوا جاتا ہر سقرلات
 پر جا پڑا سقرلات ایرج کے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا سحر بھی کیا تلوار میں گرین آگ برسی فخر
 گرے ایرج پر کسی شے نے تاثیر نہ کی ایرج نے دیکھا یہ سب بلوہ کیے ہوئے آتے ہیں سقرلات کا سحر جل ہوا
 ہر ہلیہ جادو اسکے پہلو میں کھڑا تھا کہا اے شہر یار اگر آپ کا حکم ہو تو طلسم کشا پر جا پڑوں سقرلات
 نے اشارہ کیا ہلیہ جادو بل کرتا ہوا قریب ایرج آیا کسی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نوجوان
 نے لوح چمکا دی یہ باعث ہو کہ کوئی جادوگر آگے نہیں بڑھتا ایرج شیرانہ لڑتے جاتے ہیں کہ
 کان میں آواز آئی اے طلسم کشا کیون اس قدر گھبراتا ہو فتح تیرے ہاتھ ہر جرات و شوکت تیرا
 حصہ ہو لوح کو لہجہ کر کے کام کرنا ایرج نے دیکھا اس حال پر ملال میں خیم جادو آواز دے
 ہا ہا اگر چہ زمین پر پڑا ہر بسبب زخم کے اٹھ نہیں سکتا مگر آمادہ خیر خواہی ہر ایرج نے لوح
 کو چمکایا سقرلات اپنا سحر کیے جاتا ہر ایرج نے جا کر عکس لوح ڈالا خیم و آہنگ بھی اٹھتے

شیرازہ سحر کرنے لگے ہلیہ جادو نے سینک کی کمان نکالی سینک کا تیرا سمین جوڑا طرف ایرج کے
پھینکا ایرج نے لوح کو سامنے کر دیا تیرا لٹا پلٹا ہلیہ جادو کی پشت پر پڑا توڑ کر سینے کو پار گزرا
آواز آئی کشتی مرا نام من ہلیہ جادو بود سقرلات نے جو سنا سر پیٹ لیا کہا یار و غضب ہوا میرا
بڑا دوست صادق ارا گیا جھلا کے بڑھا ایرج پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے لوح چپکے
ہاتھ جو مارا سر اس خود سر کا زخمی ہوا تڑپ کر زمین پر گرا چیخ ماری کہ یار و نکل چلو لشکر شکست
نے ہلکو گھیرا ہی پھر سامان کر کے آؤنگا یہ کیکے بلند ہوا جادو گراڑنے لگے خوشرو نے آواز دی
کہ شہر یار گریہ نکھایا پھر فساد برپا کر گیا ایرج نوجوان نے کمان کیانی کا دبھے سے اتاری
جب تک تیر بج کمان میں پیوست کرین سقرلات بلند ہو گیا تیرا اس تک نہ پہونچا تیرے خطا کی
اور جادو گر مار گئے نجم و آہنگ و خوشرو نے سیکڑوں جادو گردن کو مارا جو طائر بن کر
بلند ہونے سے رہ گئے انھوں نے فریاد کی کہ ہم اطاعت کرتے ہیں آپ کا نہ ہب اختیار کریں گے
سقرلات پر لعنت کرتے ہیں ایرج نے آنکر صاحبقران کو رہا کیا نورالدہر بھی عکس
لوح کا ڈالا نورالدہر بھی رہا ہوئے ناسوت و لمعان نے بھی صحت پائی صاحبقران قلعہ طلسمی
میں آئے مال طلسمی کے چھکڑے لدوائے تین دن اسی مقام پر قیام کیا کسی کو قلعہ طلسمی کا
حاکم کر دیا لمعان و ناسوت و نجم و خوشرو و آہنگ روشن راے ان سب نے عرض کی
کہ ہم ضرور ساتھ رہیں گے صاحبقران نے فرمایا میرا دستور نہیں ہے کہ ساحر کو ساتھ رکھوں
لمعان نے عرض کی کہ حضور کو لشکر میں پہونچا کے چلے آئیں گے صاحبقران عالیشان نے فرمایا
جلد تیاری کرو ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ معشوقہ نورالدہر جو قید تھی یعنی ملکہ
ناہیدہ مرصع پوش کو بھی رہا کیا اسکو بھی ساتھ لیا اور دختر سقرلات شمیم کیسودرازا
قبضے میں ایرج کے آئی ساحر و غیر ساحر سترستی ہزار کا لشکر ساتھ لیکر صاحبقران نے ان
ایرج نوجوان و شاہزادہ نورالدہر کو لیے ہوئے مع ساحرانہ کور چلے جسدن امیر نے
کوچ کیا مقناطیس کو ہی بھی آکر شریک ہوا اب لاکھ سوار و پیدل کا لشکر لیکر روانہ ہوئے
صاحبقران تو منزل بہ منزل جاتے ہیں انکا حال وقت پر تحریر ہوگا لیکن سقرلات جو بھاگا
بیس کوس پر ایک صحرا ہی اس صحرا میں اتر آخستہ و شکستہ حیران و پریشان کچھ ٹوٹی ہوئی بارگاہیں

جوساتھ آئی تھیں وہ استاد ہوئیں سقرلات کہتا ہے کہ یارو نہیں معلوم بعد میرے آنے کے وہاں
 کیا گزری دوسرے دن چند ساحر بھاگے ہوئے آئے عرصہ کی بعد آپ کے آنے کے صاحبقران نے
 قلعے پر قبضہ کیا دختر آپ کی طلسم کشا پر عاشق تھی اُسکو بھی صاحبقران لیکے سقرلات نے
 کہا میں جا کر ابھی قلعے پر قبضہ کرتا ہوں ساحر و ن نے کہا کوئی آپ کا وہاں ہم خبر دہنیں ہی
 جس وقت آپ کے جانے کی خبر جائیگی وہ سب بھاگ جائیں گے آپ سے مقابلہ نہ کر سکیں گے سقرلات
 اس فکر میں اترا ہوا ہے کہ ساحر جمع ہو لیں تو جا کر اپنے قلعے پر قبضہ کر دے اٹھ دن اسی سفر
 تردد میں حیران و سرگردان ستر ہزار جادوگر جمع کر چکا ہے یہی قصد ہے کہ امر و زفر دامن کوچ کر دے
 سحر تیار ہو رہے ہیں کہ صبح سے گرد اڑی بربتیرہ دنار پیدا ہوا سقرلات دیکھنے لگا ابر سامنے آکر
 شق ہوا شدید بلند رکاب جو طرف سے افراسیاب کے برس صاحبقران چلا تھا
 معشوق ہمراہ عیش کرتا ہوا منزل در منزل آتا ہے سقرلات حیران ہوا کہ یہ کون ہے
 شدید بلند رکاب نے بھی ہر کار و ن کو بھیجا کہ جا کر دریافت کر دے کہ یہ کس کا لشکر و کس ہے
 ہر کار و ن نے جا کر شدید بلند رکاب کو خبر دی کہ بادشاہ طلسم سقرلات ہے موسوم بہ سقرلات
 جادو صاحبقران اسکے ملک میں پہونچے طلسم پر انھوں نے قبضہ کیا شکست خوردہ یہاں
 فروکش ہے یہ سنکر شدید کو بڑا ملال ہوا کہا ہم اسکا ملک آباد کر ادینگے جا کر کہو کہ ہماری
 ملاقات کو آئے شدید بلند رکاب اُسی مقام پر بارگاہ استاد کرا کے اتر پڑا سقرلات کو
 جو یہ خبر ملی کہ یہ ساحر لا جواب فرستادہ افراسیاب برائے مقابلہ مسلمانان جاتا ہے لباس فاخر
 پہنکر چند لازم ساتھیے شدید کی بارگاہ میں آیا شدید نے بہت خاطر کی پہلو میں اپنے
 بیٹھے کو جبکہ دی حال پوچھا سقرلات نے رد و کے سب حال بیان کیا شدید بلند رکاب نے
 کہا کہ ای برادر نہ گھبراؤ میں برائے قتل مسلمانان آیا ہوں اُن سب کو قتل کر کے سرخست میں
 شہنشاہ افراسیاب جادو کے روانہ کرونگا اتنے عرصے میں تمہارا بھی قبضہ کر ادونگا اب تم
 میرے ساتھ چلو اپنے ملک کا بدلہ اُستے لو سقرلات راضی ہوا شدید سقرلات نے
 آپس میں ملکر طرف لشکر صاحبقران کے کوچ کیا بیان بادشاہ حمزاہ مقابلہ لقا میں فروکش ہیں
 اگر صاحبقران کے واسطے انتشار ہو اٹھا اپنے دربار میں بیٹھا تھا کہ خبر پہونچی شدید بلند رکاب

طرف سے افراسیاب کے آتا ہر یا قوت کو واسطے لینے کے بھیجا کنارے پر اپنے لشکر کے
جواہر بن عمرو کھڑا تھا کہ اس نے یا قوت شاہ کو جاتے ہوئے دیکھا جھپٹکے چلا ایک خدمتگار
پیچھے رہ گیا تھا اسکو جواہر نے بیوش کیا اسکی شکل بنکر ساتھ ہو لیا شدید بلند رکابنے جو خبر سنی
کہ خدادند کا فرزند جبریل قدرت آتا ہر بار گاہ سے نکل آیا سقرات بھی ساتھ ہر یا قوت
کو جھجک کر سلام کیا بڑے اعزاز و اکرام سے اپنی بارگاہ میں لایا خاطر داری کی تمام حال
سقرات کا بیان کیا یا قوت نے کہا کہ قدرت نے تمکو یاد کیا ہر شدید نے کہا اسی وقت جلون کا
آپ شب بھر چین رہے صبح کو آپ کے ساتھ جلون کا یا قوت کے لیے سامان عیش و نشاط ہیا کیا
جواہر بن عمرو کہ خدمتگار بنا ہوا ہر نگاہ غور دیکھ رہا ہر کہ شدید پیراشیاے نادرہ لالا کر سامنے
یا قوت کے رکھ رہا ہر گرا ایک خمیہ خالی ہر اس میں دمدم جاتا ہر پھر چلا آتا ہر جواہر بن عمرو بہت
حیران ہوا کہ اس خمیہ میں کیا ہر کہ شدید پیر گھڑی گھڑی جاتا ہر آخر جواہر بن عمرو اپنے مقام سے اٹھا
ٹھٹھا ہوا اس خمیہ کی پشت پر آیا سرانچہ چاک کر کے دیکھا کہ ایک معشوقہ پر بچہ مسند پر بیٹھی ہر شدید
اسکے پاس آتا ہر خوشامدین کر کے چلا جاتا ہر جواہر حیران ہوا کہ یہ معشوقہ کون ہر ایک عورت
کی شکل بنکر سرانچہ چاک کیا کر کے سامنے آیا جھجک کر سلام کیا کہا کیوں حضور مجھے بڑی حیرت ہر کہ
سیان شدید بلند رکاب آپ پر جان دیتے ہیں مگر آپ کو ہنسنے ملول و حزین پایا ہم طرف سے
خدادند کے یہاں لشکر میں آئے ہیں اصل میں کیا معاملہ ہر دل تو شمسہ کا بھرا ہوا ہر رونے لگی
کہا بوا تم سے کیا کہوں اصل کیفیت یہ ہر کہ میان شدید بلند رکاب نے ان باپ کا گھر تباہ کیا
ہمکو چرا کر لے آئے ایسی مجبور و ناچار ہوں خوشامد کر کے اپنی جان و آبرو بچاتی ہوں دیکھیے اس
ظالم سے کیونکر آبرو بچے اگر نکل جاؤں تو یہ ساحر زبردست ہر سمیڑون کو س سے تلاش کر کے
لے آئیگا یہ بھی خوف ہر جواہر بن عمرو نے خوب گھل مل کے باتیں کیں شمسہ نے سب دل کا حال
کہا جواہر ڈرتا بھی جاتا ہر کہ ایسا نہ ہو شدید آجائے تو مشکل ہوگی باتیں کرتے کرتے گلوری لگا کے
لمکھ کو دی کتھے چوڑے میں بیوشی لائی لاکھ لے دے گلوری کھاتی کھاتے ہی بیوش ہوئیں جواہر نے
اسکو تو لہنگ کے نیچے ڈال دیا اسی کی شکل بنکر بیٹیا پر رات پھلی باقی ہر کہ شدید پیر آیا کہا ہر
جان جان میں بہت بقرار ہوں اب مجھے شربت وصل سے سیراب کر دو جواہر نے چٹے پکڑ کے

دو طمانچے مارے کہا حرام زادے مجھ کو کھا جا سحر کر کے چڑالا یا مان باب سے چھڑایا اب تجھ سو امیر
 کون ہے لیکن دو چار روز نامل کر آرزو ہو کہ میں دھن بنوں تم دو لھا بن کے آؤ اور مجھ کو بیاہ کے
 لیجاؤ اب تو مجھ کو جنگ درپیش ہے مجھ کو بڑا پس و پیش ہے کہ ایسا نہ ہو میرے وارث ہو کوئی افتاد
 پڑے سنا ہے کہ بیان فرزند ان عمرو بال کے عیار ہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے کوئی عیاری کریں میں کے
 بھروسے پر جیونگی شدید نے کہا ملکہ مسلمان سب غیر ساحر ہیں ایک سپر بھر کا کام ہے سحر کر کے
 سب کے سر کاٹ لو نگا خدمت شہنشاہ میں روانہ کرو نگا جو اسہرنے باتیں کرتے کرتے ایک گھوری
 لگا کر دی کہا نگوڑے جلا دیرے ہاتھ سے گھوری تو کھا شدید پھول گیا کہ ملکہ نے کبھی اسی باتیں
 نہ کی تھیں آج تو مال مال محبت ہو الملکہ مجھ کو اپنا وارث جانتی ہے خوشی خوشی گھوری کھا گیا
 جیسے ہی پیک حلق سے اتری گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا لڑکھڑا کر گرا کرتے ہی بیہوش ہو گیا
 جو اسہرنے دوڑ کر مشکین باندھیں زبان میں سوزن دی سراجہ چاک کر کے لے بھاگا بیان
 یا قوت نے کہا میان شدید بلند رکاب کہاں چلے گئے اب تو سحر قریب ہے چلنے کی تیاری
 کریں وہاں قدرت مشتاق ہونے لگے ایک کنیز سے کہا کہ جا کر ہماری جانب سے کہو کہ متکو
 یا قوت شاہ نے بلایا ہے کنیز اندر اس بارگاہ کے گئی شدید کو نہ پایا سراجہ چاک دیکھا
 ملکہ بھی سامنے نہیں میں گھبرا کے پاس یا قوت شاہ کے آئی یا قوت شاہ سے کہا نہ تو ملکہ کا
 نشان ہے نہ شہنشاہ معلوم ہوتے ہیں یا قوت نے گھبرا کر کہا ای سقرلات جا کر دیکھو شاید
 کوئی عیار ہمارے ساتھ چلا آیا ای سقرلات آٹھ پہر ہی خوف ہے ایک لاکھ چوراسی ہزار
 پیک ہے اسی فکر میں پھرتے ہیں کہ عیاری کریں سقرلات گھبرا یا ہوا اندر خیمے کے
 آیا دیکھا حقیقت میں سراجہ چاک ہے پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہے ستارہ ہری
 چمک چکا ہے یا قوت نے کہا کہ ای سقرلات جلد تدبیر کرو کوئی عیار اسکو لیکیا مسلمانوں کا
 دستور ہے کہ فوراً قتل کر ڈالتے ہیں یا اطاعت کرے سقرلات نے آواز دی سب لشکر تیار ہو
 یہ تو سن چکا ہے کہ مسلمانوں میں کوئی ساحر نہیں ہے سب غیر ساحر ہیں اب تو پروہ از پیدا کر کے
 چلا لشکر سے کہا کہ عقب میں آنا لشکر تیار ہونے لگا بیان وقت صبح ہے بادشاہ جمجاہ پروہ
 بارگاہ تشریف رکھتے ہیں جملہ سرداران نامی و عیاران گرامی حاضر خدمت ہیں ہر کاروں نے

خبر پہنچائی کہ شدید بلند رکاب فرستادہ افراسیاب ساٹھ ہزار جادو گردن سے آیا ہوا اور
 سقرلات جادو بھی اُسکے ہمراہ ہی یہ بھی غلاموں نے خبر پائی ہو کہ سقرلات کے طلسم کو
 صاحبقران و ایرج و نورالدین ہرنے فتح کیا وہ بھی اس فکر میں آیا ہو کہ اپنے عزیزوں کے
 خون کا بدلہ لون بادشاہ نے فرمایا خدا مالک ہو جس روز سے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر آئے
 ساحروں سے مقابلہ رہا ہمیشہ لقا اسی فکر میں رہتا ہو کہ ساحر طرف سے افراسیاب کے
 آئے وہ ہی اگر مقابلہ کرے اب دیکھیں شدید کیا شدت کرتا ہو یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی
 کان میں آئی دیکھا کہ جواہر بن عمر و ایک ساحر کا پشتارہ لیے ہوئے گرتا پڑتا چلا آتا ہوا آئے
 پشتارہ ڈالہ یا کہا حضور ہم کیا کر بن آٹھ پہر اسی فکر میں رہتے ہیں آپ کے اقبال سے شدید
 کو لایا بادشاہ خوش ہو گئے کہا اسکو ہوشیار کرو جواہر نے شدید بلند رکاب کو ہوشیار کیا
 شدید کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا زبان میں سوزن ہزاروں پیک بچہ کھڑا ہوا ہی
 ایک عیار پکارا ہو کہ اے شدید سامنے بادشاہ بیٹھے ہیں بہتر ہو کہ اطاعت اسلام قبول کر
 شدید بلند رکاب نے غصے سے اشارہ کیا کہ میں مسلمان نہ ہوں گا بادشاہ نے کہا جلا د کو بلا د
 ایک جلا د سامنے آیا ہاتھ پکڑ کے شدید کو کھینچا سب سردار اسی مقام پر جمع ہیں سقرلات
 جو پر پر واز پیدا کر کے چلا تھا آسمان پر آ کے چمکا دیکھا کہ شدید پر تیغ بیٹھا ہو جلا د شلنگین لگا رہا
 گھبرا گیا مگر ساحر زبردست ہو چھوٹی سے گولہ نکالا نکال کے مارا کئی ہزار آدمی بیوش ہو کے
 گرے اسی اندھیرے میں لغو کیا کہ منہ سقرلات جادو زمین پر اتر کے آوازبان سے شدید کی
 سوزن نکالی جلا د کو مارا کہا کہ اے برادر ہو ہوشیار ہو لشکر بھی آتا ہو شدید بلند رکاب یہ کھلے
 اٹھا کہ میں لا کھوں سے مقابلہ کر سکتا ہوں زبان سے سوزن جو نکلی بل کرتا ہوا اٹھ
 سنگریز سے اٹھا کر پھینکے تیرے بڑے لگے اہل اسلام میں تلاطم ہوا دسوا س و خناس نے خبر
 جاکر لقا کو پہنچائی کہ شدید و سقرلات اہل اسلام سے لڑ رہے ہیں اہل اسلام پر بڑی تباہی
 ہو لقا بھی لشکر کو لیکر آچہ ساحر بھی شدید بلند رکاب کے آگئے کو ہیون نے لشکر اسلام
 کو قتل کرنا شروع کیا عیاروں نے حق اسے آتش بازی مارے چند جادو گر چند کو ہی مار
 کرے سقرلات شدید نے وہ سہ کیا ہو کہ ہزاروں اہل اسلام بیوش پڑے ہیں

اس سبکی و بے بسی پر کوہیون کی بن پڑی ہر جسکو سحر میں پھنسا یا ہاتھ تلوار کا مار دیا اہل اسلام کو
 کچھ بن نہیں پڑتا قتل ہو رہتے ہیں کئی سحر عیار بھی ماری گئے عیاروں نے آکر بادشاہ سے عرض کی
 سرکشی کفار کی حد کو پہنچی ہزاروں ہندوگان خدا مارے گئے سحر و لون جادو گروں کے
 قیامت کے ہیں آگ برس رہی ہر اگر مناسب ہونا موس کو سوار کر کے نکل جائیں بادشاہ
 نے آنکھوں میں آنسو بھر کے فرمایا عورات کو تو لیکر نکل جاؤ مردوں پر جو گزرے گی دیکھا جائیگا اسی
 پریشانی میں پکار اُٹھے کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اس مصیبت میں سوا کے تیرے
 کون کام آئیگا ان دشمنوں سے تو ہی بچائیگا **طلسم**

باغرض داروغرض ہر بندہ زاروغرض
 کہ بہ بند دوستی باشد گرفتاروغرض
 یا ریشمارش ہر آن شخصیکہ شد یاروغرض
 ہر منافق را کہ باشد درجہ گرفتاروغرض
 گرچہ چرب و نرم و شیرین است گرفتاروغرض
 بر رخ اہل غرض بیند چو آثاروغرض
 ہست ہر اہل غرض مشغول درکاروغرض
 تاکہ نشیند بران آئینہ زنگاروغرض
 چون غرض حاصل شود گردد عید یاروغرض

طالب مطلب نو و ہر دم طلبکاروغرض
 دوست کرگردد باطن بندہ اہل لفاق
 دوست خود مطلب اگر باشد مدارش دوستا
 غنچہ باغ مرادش شکند اندر جہان
 عاقلان برگفتہ اہل غرض کہ دل دہند
 دور گر نیرازد ہر صاحب صدق و صفا
 اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال
 بے غرض کن با محبان صفا دل دوستی
 ہند یا ہرگز کن بر اہل مطلب اعتبار

بلکہ بلکہ کہ سب دعا کر رہے ہیں ناموس کو مقبل و قادر سوار کر کے لے نکلا بختیار کے نے
 جو دیکھا کہ مقبل و قادر غلام صاحبقران عالیو قار ناموس کو لیے جاتا ہے اس ملعون نے
 حجرہ ایسا بڑھا یا شد پید بلند رکاب سے کہا ناموس صاحبقران نکلے جاتے ہیں بڑھ کر دو
 شد پید بڑھ کر سحر کیا کہا روں نے محافے رکھ دیے کہتے ہیں ہمارے پانوں نہیں اُٹھتے
 مقبل نے بڑھ کر تیر اندازی کی ہزاروں کو تیروں سے گرا دیا شد پید نے بڑھ کر سحر جو کیا
 مقبل و ہمارے ہیان مقبل کے ہاتھوں سے کمانیں چھوٹیں ناموس نے محافوں سے دیکھا کہ کہا
 زمین پر تڑپ رہے ہیں غلام بھی گرے پڑے ہیں کمانیں سمجھوں کے ہاتھوں میں نزار دشا ہزاروں نے

بلک بلک کر دعائیں کہیں شدید نے بختیارک کو آواز دی اسی شیطان درگاہ خداوندی کو سیون
کو بھیجو کہ ناموس پر قبضہ کریں کو ہی بلوہ کر کے چلے سرداروں نے اپنے سینے سپر کر دیے مرنا گوارا
کیا مگر کہ سیون کو بڑھنے نہیں دینے ہیں لاش پر لاش گر رہی ہے ساحر بڑھ کر سحر کر رہے ہیں ہنگامہ گیر دار
بلند اہل اسلام دردمند بادشاہ جمجاہ سر پر ہنہ زخم کھاتے پھرتے ہیں ناموس کے بچانے کی فکر
تا جداران جلیل نے تاج سروں سے پھینک دیے بادشاہ جمجاہ کو بچاتے پھرتے ہیں ہر طرف
سے آواز الا ان الا مان آتی ہے بدعت کفار سے زمین تھراتی ہے بادشاہ نے کہا کیسا زہین
گھس گھس بقرار ہو کر دعا کرو آج سب ناموس لٹا چاہتے ہیں صاحب بقران کو کیا منہ دکھائیے
یہ لکے دو نون اے بلند کیے کہا یارو آہین کو وقت مصیبت ہے خاموش نہ رہو نظم

دے بذات تو تصدق دین ما ایمان ما
روشن از شمع جمالت کلبہ احسان ما
حیث بر صغوری ما واسے بر حسرمان ما
الک ما صاحب ماشاہ ما سلطان ما
عسرت ما حرمت ما عظمت ما شان ما
چون نریزد جوش خون کلک گہراقتان ما
صرف بر فضل کمالت ہست اطمینان ما
دقت درد در رخ و بیماری توئی درمان ما
دفتر تو حید ہست اندر سخن دیوان ما

ایک بر نام تو تہربان جسم ماؤ جان ما
تازہ از فیضان حننت ہر گلستان ما
با وجود تہربتیم از بساط وصل دور
بس توئی در دین و دنیا اسی خبر گیر جان
ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر سجود
از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنیم
گرچہ سرتاپا گنگاریم یا موسے گر
حین ہر مشکل فقط مشکا کشاے ما توئی
حمد حق در پارسی کر دیم ما ہندھی رقم

تمام لشکر نے آہیں کی انجام مصیبت میں دل بھی رجوع ہوئے جب بندہ دل سے دعا مانگتا ہے
دروازے اجابت کے کھلتے ہیں بقراری ہر اہل اسلام کی دریا سے رحمت اتنی جوش میں آیا
بدعت کفار حد پر پہنچی تھی کہ صحرائے گرد آڑی مگر گرد عظیم بلند ہوئی لکے ہاے ابر سرخ و سیاہ
پیدا ہوئے سب دیکھنے لگے سامنے آکر دامند گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحب بقران عایشان آگے بڑھے ہوئے ایک جانب نور الدہر ایک جانب ایرج نوجوان
ہشت پر لاکھ ساحر و غیر ساحر شاہ و شیر دل نے بڑھ کر خبر دی کہ لشکر کا حضور کے خاتمہ ہے یہ لشکر

امیر میانگیر والا حشم	صاحبقران نے مرکب بڑھایا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ امیر تصنیف مصنف	
بہانالہ الامان الامان مسخر گن ملک ہندوستان	ز تیغ بود در صف کا فران مہ آسان جلالا ت منم	کیو مرث جاہ و فرید دن قدم شہنشاہ اقلیم جہرات منم
شاہزادہ نور الدہرے بھی نعرہ کیا کہ منم کل گلزار خلیل الرحمن	شاہزادہ نور الدہرے بھی نعرہ کیا کہ منم کل گلزار خلیل الرحمن	لقب گشت در دہر صاحبقران
<p>نور دیدہ مومنان و مسلمانان بہم زندہ نہ مرد بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بیت نظیر حمزہ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ چشم شاہزادہ نور الدہر + ایک طرف سے ایرج نوجوان نے نعرہ کیا بیت ملک ایرج آن آفتاب منیر + صاحبقرانیم و آفاق گیر + اب پانچون جادوگر دگر نیاں تا سوت و آہنگ و خوشرو و لمعان و نجم و غیرہ اسباب سحر لیکر جو گرے ہلکہ ڈال دیا زمین پلا دی سیرنج و شعبہ کی لڑائی ہر طرف آگ برس رہی ہر کہین دریا کا جوش مچلیوں کا ٹکنا جکے سر پر پڑین توڑ کے پار گزرین آپس میں کفار کہتے ہوئے بھاگے کہ یار و غضب ہوا صاحبقران آگے دوپوتے شیر دلیر برابر کے لڑنے والے ہیں جادوگر بھی ساتھ آئے ہیں اب وقت مشکل ہوا اس طرح کی لڑائی دیکھنے کے قابل ہر طرف ہی ہنگامہ ہر ملا زمان صاحبقران مصرف جنگ جکے ہاتھ اڑ دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے شیرانہ و نہنگانہ و پلنگانہ امیر جنگ کر رہے ہیں جس وقت سے صاحبقران آئے اور اگر دیکھا کہ ناموس کی بربادی کی تدبیر ہو محافون کے گرد کفار جادو گردون نے کہا ردن کو بیکار کیا تھا چارون طرف بچھاؤن نے آکر گھیر لیا تھا سردارون نے ایسی ہی جابنازی کی تھی نہیں تو اب تک کفار نے ناموس کو لوٹ لیا ہوتا صاحبقران نے یہ حال جو دیکھا کہ ناموس کے بلکنے کی آواز آتی ہر طبع اقدس پر بہت شاق گذرا شیرانہ جنگ کر رہے ہیں اب کفار کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا سردارون نے بڑھ کر عرض کی کہ آج کفار نے بڑی بے ادبی کی صاحبقران نے فرمایا آپ لوگوں نے بڑا کام کیا خوب جابنازی کی سقرالات کو ہی کوڑھونڈتے پھرتے ہیں فرماتے ہیں وہ مستغنی کہان ہی میں اسکا جو یا ہوں ان بچھاؤن نے بڑی بہتیں کیں سقرالات نے دیکھا کہ صاحبقران تیری تلاش میں لڑتے ہوئے آتے ہیں پرے کے پرے درہم برہم کر دے ہیں</p>		

لاشہ ہاے کفار سے میدان بھر دیے ہیں نجم جادو و آہنگ ریش را سے اسباب سحر ہاتھ میں
 جھے ہوئے لڑ رہے ہیں ملا زمان لقا ہمیشہ کے شکست خوردہ ہیں نعرہ صاحبقران کی صدا
 سنتے ہی ایک نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ بھائی صاحب صاحبقران آگئے اب جان جانے
 کے سامان ہیں جس طرح بنے نکل چلو فتح جنگ سے ناامید ہوئے یہ آپس میں کہہ بھاگنے پر
 آمادہ ہوئے لپٹیں رسالے خالی ہونے لگے کوئی طرف مشرق کے بھاگا زہر و شاہ باختری
 یا تو گینڈے پر سوار ٹپکارتا ہوا آتا تھا کہ بندگان من دیدی قدرت مرا قدرت دیر گیر ہیں مگر
 سخت گیر ہیں جس وقت سے نعرہ صاحبقران کی صدا سنی رنگ چہرے کا فق دل میں مشلق
 اشارے کر رہا ہے کہ اے بندگان من نکل چلو قدرت نے تقدیر گریز کی اب بھاگنا ہی بہتر ہے
 کچھ لوگ کہتے ہیں خداوند کے مزاج کا ٹھیک نہیں یا تو مسلمانوں پر غصہ تھا کہ آج کسی کو زندہ
 نہ چھوڑ دنگا یا اب فراتے ہیں کہ بھاگو ایسے کے مزاج کا کیا اعتبار نہیں معلوم کیونکر خدا کی کرتا ہے
 ہم تو اسکی باتوں سے بہت گھبراتے ہیں اب کسی طرح جان بچائیں لا بھڑک کر نکلیں فرزند ان
 حمزہ کہ جنکی قدرت فراتے ہیں کہ ہمیشہ قدرت میں پرورش کیا وہ اپنے لعنت کرتے ہیں قدرت
 کچھ کر نہیں سکتے صاحبقران زمان نے بڑھ کر علم فوج سرنگوں کیا سقرات جادو غصے میں
 ایرج نوجوان پر جا پڑا پکار کر آواز دی کہ اد جوان تیرے باعث سے میں غریب الوطن ہوں
 گھر بار چھٹا تمام مال و اسباب بکھا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا یہ کہہ سحر کرنے لگا لوح
 گلے میں ایرج کے پڑی ہر سحر نے تاثیر نہ کی غصے میں جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو
 تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پٹا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تلوار کا مارا اُسے سپر
 کو اٹھا دیا لوح کا عکس پڑا سحر باطل ہوا تیغ بر قتاب نے سپر کو کاٹا سر پر گری سراسر سر کو
 ترا شاہ زمین کو آکر تلوار نے بوسہ دیا سقرات کا مرنا طلسم کا بادشاہ تھا آندھی سیاہ
 آٹھی سنگباری و ہر فباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کہ کشتی مرانا من سقرات جادو بود
 شدید بلند رکاب نے جو یہ آواز سنی ساتھ والوں سے کہا کہ لو یار و بھائی صاحب کو تو
 سامری و جمشید نے بلالیا اب قیامت برپا کر دنگا وہ سحر و ننگا کہ زمین کانپ جائے آسمان سے
 آگ برے ہر ایک اہل اسلام ایک ایک قطرہ آب کو تر سے یار و وقت ثابت قدمی ہر جملہ لو کہ

اہل اسلام بھی جان جائیں کہ لڑنیوالے ایسے ہوتے ہیں یہ لکھ سب ساحرون کو ساتھ لیا پرے
جائے سب نے اسباب سحر ساتھ میں لیا بڑھ کے سحر کیا ہزار دن بندگان خدا مار گئے پرے کے
پرے درہم و برہم کر دیے صاحبقران نے آکر ناموس کو بارگاہ سلیمانی میں داخل کرایا یکایک
ہلڑ ہوا جو امیر بن عمرو قریب تھا فرمایا اے جو امیر بڑھ کر خبر تو لو پھر باعث انتشار ہوا جو امیر گیا
چشم زدن میں واپس آیا عرض کی حضور نے سنا شدید بلند رکاب پرے جائے ہوئے لڑتا ہوا
آتا ہویا اُسکے سحر نے آفت برپا کی ہر حضور بڑھ کر اسم اعظم اتھی پڑھیں تب یہ بلا دفع ہو صاحبقران
پشت مرکب اشقر پر سوار ہوئے نعرہ شیرازہ کیا نعرہ امیر

امیر عرب حمزہ زبیر	منم قاتل کافہ ان جہان	منم صاحب چتر و تیغ و علم
چور فتم بسنجان پے گیر و دار	پذیرفت گنجاب ملعون فرار	ز تیغم گریزندہ نوشیروان
شد بر سرم فتح و نصرت شان	گذر چون بجولانکہ قاف شد	چو در باختر جنگ شد آشکار
ز دم دیو و عفریت رادر مضاف	بلرزہ فتادند دیوان قاف	بخزائر پیر از عدل انصاف شد
شد ارچنگ بیدین ذلیل و نرا	در انجا چو جاہ و ادب یافتہ	سمندون بد بخت گشتہ شکار
		سلیمان ثانی لقب یافتہ

اب جو نعرہ صاحبقران کی صدا بلند ہوئی یا نوشید بلند رکاب سحر کرتا ہوا جاتا تھا اب
فرزندان صاحبقران و سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے آقا کی آواز مسکر مصروف
جنگ ہوئے ہر طرف سے برق شمشیر چلی ساحرون نے بڑھ کر سحر کیے سب سے زیادہ آہنگ
روشن اسے جان بازی کر رہا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ سادگان شدید جل رہے ہیں زمین سے شعلہ ہا
آتش نکل رہے ہیں صدا ہا جادو گر مر کر گئے شدید بلند رکاب نے پلٹ کر دیکھا آواز دی کہ او
ساحر مغرور کیا مجھ کو سقرات سمجھا ہوں زمین ہلا دو نگامین ملازم افسا ب جادو ہوں سا
لیکنا سا کن طلسم ہوش ربا کسی ملک کا ساحر مجھے مقابلہ نہیں کر سکتا آہنگ نے کار بھر پھینکی شدید
نے دستک دی کار و پلٹ کے شانے پر آہنگ کے پڑی شانہ آہنگ کا نشانہ ہوا زخم کاری لگا
ہوا کھڑا اگر اشدید پڑے پاپا کہ سر کاٹ لون بچھ چک کر گرا اشدید پڑے اُسکو بھی زخمی کیا پانچون
ساحران نامی و افسران فوج زخم دار ہوئے فوج کور و لٹا ہوا پلا لشکر میں ہلڑ ہوا کہ پانچون افسر
زخمی ہوئے شدید ساحر زبردست ہر فوج کو شکست دی صاحبقران کے کان میں جو یہ

آواز بونچی کہ پانچون افسر زخمی ہو گئے فوج نے شکست کھائی صاحبقران بڑھے شدید پر جا پڑے
 شدید نے بہت سحر کیے صاحبقران پر کب تاثیر ہوتی ہو اسم اعظم پڑھ رہے ہیں جو سحر اسنے کیا
 صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سحر پٹ گیا شدید ناچار ہوا سانسے سے صاحبقران کے ہٹا
 ایرج نو جوان لڑتے ہوئے آتے ہیں شدید نے بڑھ کر کمر میں نیچہ دیا لے بھاگا ساتھ والوں سے
 کہا کہ یار و نکل چلو میں اس جوان کا سر لیکر آؤنگا یہ کہہ بلند ہوا ایرج کو لیگیا نیلم و فیلم بے پکار کر
 آواز دی کہ یار و شدید بلند رکاب آقا کو لیگیا یہ صدا سنکر شاہ پور شیر دل بھاگا جہر شدید
 گیا تھا اسی طرف چلا لقا نے شکست کھائی فرار پر قرار کیا اہل امان بجا صاحبقران بفتح و فیروزی
 پلٹے ساحر دن کو رخصت کیا کہ اب تم طلسم میں جاؤ میرے ساتھ رہنے کا دستور نہیں ساحر گئے
 جب صاحبقران بارگاہ میں آئے مفصل خبر پائی کہ ایرج کو شدید لیگیا امیر نے فرمایا کہ
 شاہ پور گیا ہی اُنکو خدا کے سپرد کیا ہو مگر شدید ایرج کو لیے ہوئے کوہ فیروز پر آیا حیران جاؤ
 یہاں کا حکم ہو شدید کو با آبرو اتارا شدید نے سب حال رو کر عرض کیا کہا اے برادر میں نے
 شکست فاش کھائی بڑی مصیبت اٹھائی نبیرہ حمزہ کو لایا ہوں آج شب کو قید کر دو کل صبح کو اسکو
 قتل کریں سر لیکر طرف طلسم ہوش ربا کے جائیں آئندہ جیسا حکم جاگم ہوگا بجالائینگے حیران جادو
 نے کہا بہتر ہو ایرج کو اسی وقت قید خانے میں بھیج دیا حیران نے شدید کی دعوت کی کہ غم و الم
 اسکا دفع ہو رات بھر ناچ و رنگ رہیج کو میدان غونی کی تیاری ہوئی کہا قیدی کو لاؤ لوگ گئے
 جا کے دیکھا قید خانے میں قیدی نہیں ہو مگر نقب کا لگا ہوا اگر حیران سے بیان کیا شدید نے
 کہا بڑا غضب ہوا اب میں اپنے بادشاہ کو کیا منہ دکھاؤنگا فرائینگے تو نے جا کر کیا کیا حیران
 نے کہا اے شدید یہ گھبراؤ میرے قیدی کو کوئی رکھ نہیں سکتا یہ کہہ آواز دی کہ ہمارے عیار طرار
 شیخو اب حیلہ گر کو بلاؤ اسی وقت عیار آیا نہایت چست و چالاک و بیباک و طرار و مکار و غدار
 کسی سی پیک بچے پشت پر حیران جادو کو آکر سلام کیا عرض کیا کہ آج کیا معاملہ ہو کہ غلام کو آپ نے
 تکلیف دی حیران نے کہا کہ اے شیخو اب بڑی ذلت کی بات ہو کہ شدید بلند رکاب
 معاحب افراسیاب بطور مہمان آیا ایک قیدی کو لا یا وہ رات کو غائب ہو گیا قلعے کے اندر
 آ کے یہ کام کیا جلد تلاش کرو آ کے ہلکو خبر دو شیخو اب نے کہا آج ہی سارا قلعہ چپان ڈالونگا

آپ کے قیدی کو کوئی رکھ نہیں سکتا ہے۔ کمر شجواب چلا بازار میں جا بجا سنگنی لیتا پھرتا ہے کہ تو والی
چوڑے پر آیا سنجاب شکر و کو تو ال سے کہا کہ ہترانیوں سے اقرار نامے لیجیے ڈھنڈھو راجا کے
کہ کوئی اپنے گھر میں نئے آدمی کو نہ رکھے ورنہ گھر بار ضبط ہوگا قضاے کار شاہ پور شیر دل فقیر
بنا ہوا اپنے آقا کو ڈھونڈھتا ہوا اسی قلعے میں آیا دیکھا کہ اشتہار جا بجا لگے ہیں فقیر بنا ہوا تھا
باتون باتون میں پوچھا مفصل حال معلوم ہوا کہ شدید بلند رکاب ایرج کو یہاں لایا ہے
شب کو کوئی چرا لیکیا جی میں کہتا ہے فرزند ان صاحب قران بڑے صاحب اقبال ہیں یہ سوچ کر
ڈھونڈھنے لگا مگر یہ گزرا کہ تین کوس پر ایک قلعہ ہے قلعہ قزاقان مشہور ہے حاکم وہاں کا
ظہیر گرد اسکو خواب ہوا کہ نبیرہ صاحب قران آکر قید ہوا ہے ای ظہیر قید خانے سے نکال لا
ظہیر بارہ قزاقوں کو لیکر آیا ایک خالی دوکان سے نقب دی ایرج کو نکال لکھ لیا اپنے
قلعے میں لا کر مقام صدر پر بٹھایا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا عرض کی کہ ای آقا سے نامدار
میں نادیدہ مسلمان ہوا خواب میں میرے بزرگان دین آئے ایرج نے کہا کہ ای ظہیر تو نے
بڑا احسان کیا لیکن اب ہمپر واجب و لازم ہے کہ جا کر شدید کو قتل کرین حیران جادو کو
مسلمان کرین ظہیر نے عرض کی کہ ای آقا سے نامدار وہاں سب جادوگر ہیں ایک اش کے
دانتے میں رستم ہو تو اسکو بیکار کر دین ایرج نے کہا کہ ای برادر صد ہا طلسم فتح کئے ساحر کش
ہمارا لقب ہے بعنایت خدا اس قلعے کو بھی فتح کرینگے شدید کو بے مارے نہ چھوڑینگے ظہیر شکر
ناچار ہوا چار ہزار قزاق جو اس کے پاس موجود تھے سب کو تیار کیا قلعہ قزاقان سے باہر
نکلے شجواب ڈھونڈھتا ہوا اس طرف بھی آیا اب اسنے ایرج کو جو ان کو دیکھا ظہیر
مثل چاکران کترین کے ہمراہ ہے شجواب بھاگا اسنے آکر حیران سے اطلاع دی حیران
اسی وقت سوار ہوا شدید پر بھی ساتھ ہے شاہ پور فقیر بنا ہوا ایک نعل کے نیچے کھڑا تھا
اسنے جو لشکر حیران کا دیکھا ایک ساحر سے حال پوچھا حال معلوم ہوا کہ اس قیدی کا پتہ ملا
لشکر کشی کر کے جاتے ہیں شاہ پور بھاگا ایرج وہاں لشکر میں بیٹھے تھے کہ شاہ پور لشکر میں پہونچا
ایرج سے ملاقات کی عرض کی ای شہر یار حیران لشکر کشی کر کے آتا ہے ایرج نے کہا ہمیں خود ہی
منظور ہے کہ اسپر لشکر کشی کرین شاہ پور سے کہا کہ آقا وہاں اب ساحر ہیں ایرج نے کہا پورے

ایک ہزار اشعار اللہ سے قتل کرینگے یہ لکھنے کو حکم دیا کہ لشکر تیار کر دو ہم اسے راہ میں جا کر روکیں
 ظہیر خاموش ہوا شاپور بھی ہمراہ ہر حیران جادو دس ہزار ساحرون سے بیرون
 قلعہ فروکش ہوا ارادہ ہو کہ کل لشکر کشی کر دنگا کہ خبر پہنچی وہ جوان مع قزاقون کے ہمارے
 مقابلے میں آتا ہو شدید بلند رکاب نے کہا یہ لوگ بڑے سرکش ہیں کل سب کو جلا کر خاک کر دو
 قزاق کی بھی شامت آئی یہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ صوا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان
 کب عربی بر سوار ظہیر قزاق مع چار ہزار قزاقون کے ہمراہ ہر حیران جادو نے کہا کہ ان
 سب کو قضا کیسے کر لائی ہر لشکر ایرج کا مقابلے میں حیران کے آکر اتر حیران جادو نے
 دن سے طبل جنگی بجوا دیا لشکر ایرج میں بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی تیار یاں ہونے لگیں
 ایرج نے فرمایا ای ظہیر ایک خیمہ ہمارے واسطے صوا میں استاد کرا دوشب کو اسی میں ہینگے
 بحیر ہمارے عیار کے کوئی اس مقام پر نہ آئے ظہیر نے ایک خیمہ زرقعتی استاد کرا دیاروشنی بھی
 کرا دی ایرج مع شاپور اس خیمہ میں جا کر بیٹھے فرمایا کہ ایریار وفادار آج خود بخود دل پر
 تعلق ہو کچھ جان جانے کا خیال نہیں ایسے ایسے معرکے بہت دیکھے غیب سے مدد ہوگی کوئی معین
 آئیگا اس وقت کچھ گاؤں دل گھبراہا ہر شاپور شیر دل کا دل بھرا ہوا تھا پنگ مرصعی نکالا
 ایرج کے سامنے بیٹھ کر اشعار عاشقانہ گانے لگانے لگے

دولت ساقی سے مالا مال ہر بیانا آج
 داغ سودا ہلکودیتا ہر جنون نذرانہ آج
 کنج اگل دیتا ہر میرے واسطے دیرانہ آج
 ہوش میں آتا ہر تجکو دیکھ کر دیوانہ آج
 آئے انکا صاحب ہر مقرب شانہ آج
 آشنائی کا تری دم تو بھرے یگانہ آج
 کس طرف جا کر کرون میں سجدہ شکرانہ آج
 جن تمہیں پیاناہ دون تم مجکو دو پیاناہ آج
 بعد مدت ہوش میں آیا ہوں میں دیوانہ آج

فصل گل ہر نوے کیفیت میخانہ آج
 بادشاہ وقت ہر اپنا دل دیوانہ آج
 دولت دنیا سے مستغنی ہوں میں دیوانہ آج
 نش آسب پر ہی ہر صورت زیبا تری
 زلف کو لٹکاتے ہیں رخسار پر سوسو طرح
 گل ہمارا اور انکا امتحان ہر جاسائیکا
 میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑو کے نماز
 وصل کی شب ہر کمان ساقی تکلف ہر طرف
 دیکھوں تو کہہ کر ہی ہوتی نہیں شیشے میں بند

<p>ہر زر قیمت کر میں ہاتھ میں بیانا آج کونسا گھر ہو نہیں ہو جسمیں بالا خانہ آج قیمت خرمن بھی گردیکر سٹے یہ دانہ آج شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج</p>	<p>مال ہوا پنا جو یوسف آگیا بازار میں عرش پر ہوا اندون میں اہل دنیا کا دماغ خال مشکین کو ترے ارزاں بھکر مول لون نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہو آلتش ڈر</p>
--	--

اس لطف سے شاپور شیر دل گار ہوا ایرج نوجوان تعریفیں کر رہے ہیں فرماتے ہیں اے
یار وفادار اس مزے سے گاتے ہو کہ دل بقرار کر دیا شاپور دمدم ٹھمریاں غزلین عاشقانہ
گار ہوا ایرج بہت خوش ہیں وہاں حیران و شدیدا یک بار گاہ میں بیٹھے ہیں حیران جادو
کہ رہا ہو کہ میری وجہ سے یہ فساد ہوا کل تم دخل نہ دینا میں سمجھ لوں گا شدید کہتا ہوں کہ ایرج کو میں
قتل کروں گا سر خدمت میں شاہ کے لیجاؤں گا حیران نے جواب دیا کہ کل تم تاشا دیکھنا میرے سردار
لوٹینگے ایک سحر میں مسلمان اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹینگے اپنی جان سے بیزار ہونگے میرے
سردار بہت عمدہ سحر کرتے ہیں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ تخت
پر ایک نازنین رشک قمر سہریری پیکر دریا سے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے جوڑا ترچھا
بندھا ہوا سوار ہو تخت اکر اتر آس نازنین حیران کے گلے میں ہاتھ ڈال دے کہا آبا جان ہم
آپ سے بات نہ کرینگے آپ یہاں چلے آئے ہکو خبر بھی نہ کی مسلمانوں کے نام سے دل کا پتہ ہر
مدت سے سنتی ہوں کہ جو ساحر مقابلے میں مسلمانوں کے گیا آخر مارا گیا سالہا سال گزرے ہی خبریں
مشہور ہیں سنتے ہی دل گھبرا گیا اب آپ دخل نہ دیجئے میں سمجھ لوں گی ایسا سحر کر دے کہ زمین کانپ جائے
سب بیہوش پڑے ہوں دیکھنے والوں کو عبرت ہو حیران نے کہا بیٹا تمکو کیوں کرا جازت دے
میرا دل گھبراتا ہو کایہ کانپ جاتا ہو ایرج خوش چشم ابھی بہت دے دالے ہیں تمھاری کیا ضرورت
ہو خوش چشم نے کہا میں نہ مانوں گی میں ابھی جاتی ہوں نبیرہ حمزہ کو دیوانہ بنا کر لاتی ہوں لیکر
طاؤس پر سوار ہو کر چلی شدید بلند رکاب اسکا جمال دیکھ کر گیا پسینے پسینے ہو گیا آہ سرد
دل پر درد سے کھینچنے لگا ایک عرصے تک چپکا بیٹھا رہا ہر چند دل کو سمجھایا دل نے نہ مانا حیران
سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ سر معین دے دے گار تمھارے آسمان سے سر نہیں اٹھا سکتا میری بڑی خاطر کی
ہر وقت سامان عیش مہیا ہو شراب و کباب کا مزہ ہو ایک امر عرض کرتا ہوں اگر قبول کیجئے

تو عمر بھر غلامی کرونگا شاہ سے کہہ کر اور ملک بھٹارا بڑھواؤنگا عزت و آبرو اپنے گاجیران سے
کہا وہ کیا بات ہر مین جان و مال سے موجود ہوں جو کہ وہ بجالائے شہید بلند رکاب نے کہا
ابھی جو بھٹاری صاحبزادی تشریف لائی تھیں انہیں میری جان جاتی ہر خوش چشم کی نگاہوں سے
دل پر چھری پھیر دی یہ سن کر حیران جا دو غصے سے کانپنے لگا چاہا کہ بات کو غلاموں شہید
کہا کہ آخر کسی کے ساتھ شادی کرو گے مجھ میں کیا برائی ہر اپنے ملک کا بادشاہ ہیں صاحب فراسیاب
ساحر میرا ادب کرتے ہیں اور بھائی اگر نہ مانو گے تو میں کسی طرح پایہ کمی کا نہیں رکھتا ہوں ایک اور
لاکھ میرے سحر کے آگے سب برابر ہیں اب تو حیران کو بہت ناگوار ہوا کہ اسے شہید بدخاموش
رہا اب ایسی باتوں کا ذکر نہ کرو ورنہ میں جواب سخت دوں گا شہید نے کہا کہ دیکھ غصہ کا
خراب کریگا ایسا نہ ہو کہ فساد بڑھ جائے آج ہی رات کو بھڑنری پھر داد و گشتہ بندھن ہو جائے
نعمان جا دو بھائی حیران جا دو کا ہلو میں بیٹھا تھا اُس نے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ او شہید بدخاموش ہو
بھائی صاحب منع کرتے ہیں تو اپنی کسے جاتا ہر ایسا نہ ہو کہ بھائی صاحب کو غصہ آجائے گردن
میں ہاتھ دیکر نکال دوں گا شہید نے نعمان کو ایک طمانچہ مارا نعمان کا سر اڑ گیا اب تو جا دو گر لینا
لینا کہہ کر اُسٹھے کوئی کہتا ہر کہ اسکا ہاتھ کاٹو کوئی کہتا ہر کہ اسکو بارگاہ سے نکال دو حیران بھی
اپنے مقام سے اٹھا شہید بلند رکاب سحر کرنے لگا کئی جا دو گردن کو مارا یہ کہہ کر سحر کرنے لگا
کہ میں تیرے بیٹی کو لیکر جاؤنگا سپر جا دو گردن اور بگڑے حیران نے کئی سحر کیے شہید نے دفع کیے
سب جا دو گردن کا شہید پر بلوہ ہر شہید کسی کو نہیں مانتا جب سحر کیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا سر بیٹھا
برق چمک رہی ہر شعلے بھڑک رہے ہیں خنجر گرائے تلوار میں چمکائیں گچھا پیکان کا مارا تیرے
خطا شعار سم سم کے گرے زخمی ہو کے چلا تے تے گوشوں میں چھپنے لگے لیکن خوش چشم دھستہ
حیران جو گرفتاری ایرج میں چلی تھی لشکر میں پہنچی کسی سے پوچھا کہ ایرج کس خیمے میں ہیں
کسی نے پتہ بتا دیا کہ لشکر سے علیحدہ جو خیمہ زربفتی استاد ہر اُس میں شاہزادہ اپنے عیار کا گانا
سُن رہا ہر خوش چشم اُس خیمے کے دروازے پر آئی نگہبانوں کو سحر سے بیہوش کیا ہر دے کے
قریب کھڑے ہو کر گانا سُنتے لگی اشعار جو عاشقانہ سُننے دل پر تاثیر ہوئی یا تو ارادہ تھا کہ ایرج
کو گرفتار کر کے بیجاؤن گانے کی آواز سن کر سقراری بڑھتی پر وہ اٹھا کر اندر گئی نگاہ جمال جان آرا

شیرِ مینہ صاحبِ قرانی پر پڑی کہ خود زرین سر پر کرتہ شیخو ابی کا زین جسم بازو دن پر اکٹے یا قوتِ احمد کے
سرا پا خوب جوان مرغوبِ سطوت و مصلحت چہرے سے ہویدا و ظاہر ہر تھرا گئی ایرج کی نگاہ پڑی
معشوقہ خوب و کو پسند کیا فرمایا آئیے تشریف لائیے کیونکہ آنیکا اتفاق ہوا خوش چشم نے ہنس کر کہا
کہ تمہارے گرفتار کر نیو آئے تھے اسیرِ طرہ کیسے و ذبیح خجرا برو ہوئے ہم محلِ صحبت ہوئے گانا
موقوف ہو گیا شا پور تو عیارِ شوخ و شنگ ہو کہا حضور آئیے گانا آپ کے سامنے ہو گا یہ کھلے
شا پور نے جنگِ مرصعی کو پھراٹھا یا خوش چشم سے آنکہ ملائی گنگنا کے یہ غزل گائی نظم

وہ می ہو مجھے بزل جو ہو حم سے زیادہ
ما تم کی متناسا ہر ترخم سے زیادہ
غل ہوتا ہر دریا کے تلاطم سے زیادہ
گھبراتا ہر انسان تو تم سے زیادہ
آنکھیں مری دار ہتی ہیں انجم سے زیادہ
ہر قصد کہ بڑھ جائیے قلم سے زیادہ
ملتا نہیں کچھ رنج و تا تم سے زیادہ
عزت مرے بستر کی ہر قاقم سے زیادہ
رکتے نہیں وہ نسل جو ہو سم سے زیادہ
دکھتا ہر جو دل میرے قلم سے زیادہ
گھبراتا ہوں میں طولِ تکلم سے زیادہ
اس فن میں نہیں اور کوئی تم سے زیادہ

ہو اہلِ کرم کیا میں کون تم سے زیادہ
مرنے کو مرے عیش سے بہتر ہو سمجھتے
اشکون کی جو بارش سے نکلتی ہیں صدائیں
کیا سوچتے ہو آؤ گلے سے مرے لمباؤ
وہ رات کے وہاں نگران ہیں یہ شبِ دروز
رکتی نہیں برسوں سے مری جو شش گریہ
شا کر رہے تقدیر پر انسان تو بہتر
یہ زیرِ قدم آپ کے رہتا ہر شبِ دروز
افزائشِ سجا سے بہا تم بھی نہیں خوش
روتے ہیں وہ منہ پھیر کے کیونکہ کون بیدار
کتے ہیں جو کھنا ہو وہ دو باتوں میں کیسے
لاریب نسیم آج ہو بے مثلِ جہان میں

خوش چشم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں تعریفیں شا پور کی کر رہی ہیں قولِ ہر کہ اے
متر و الا کہ حقیقت میں تمہارا مثل نہیں ہر ایرج نو جوان سے پوچھا کہ آپ کس ارادے سے
آئے ہیں یہاں سب ساحرانِ زبردست ہیں بادہ کبر و نخوت سے مست ہیں آپ سحر نہیں جاسے
کیونکہ مقابلہ کیجیے گا میں ہی آپ کو گرفتار کرنے کو آئی غنی اگر کیسے تو حصار دکھا دوں سارے لشکر
کو آپ کے دیوانہ کر دوں جاؤر بنا دوں کیسے سب کو ہوش کر دوں یا ایک سحر ایسا کر دوں کہ

آپ کے لازم جنگو آپ دوست سمجھتے ہیں وہ ہی سب آپ کے دشمن ہو جائیں سب کچھ ممکن ہو
آپ کیونکر اپنے کو بچائے گا ایرج نے کہا کہ ای شہنشاہ خوبی دای سرو باغ محبوبی ہم اپنے
پروردگار پر شاہ رکھتے ہیں ابھی تھوڑا ہی زمانہ گزرا کہ طلسم سقر لالت کو فتح کیا سبب اسباب
نے ایسے سبب پیدا کیے کہ لوح طلسمی ملی دہانے ساحر ہمارے شریک ہوئے طلسم کو فتح کیا
بعنائیت پروردگار مال طلسمی ملا غنچہ آرزو دکھلا بیان بھی کوئی سبب پروردگار پیدا کر دیگا کیا اب
یہ مقام بچیکا ہم اسکو فتح کر کے جائیکے خوش چشم نے کہا کہ ہم آپ کے اعتقاد کے قائل ہیں
حقیقت میں میں اور کام کو آئی تھی آ کے آپ کی دوست ہوئی آپ کے اعتقاد کا ظہور ہو قلب
کو سرور ہوا اب میں رخصت ہوتی ہوں جانتک ہو سکیگا آپ کی بہتری کی فکر کیجا بیگی صبح کو
ساحران زبردست میدان کارزار میں نکلیں گے انکو کیا جواب دیجیے گا ایرج نے کہا کہ
کوئی سبب پیدا ہو جائیگا خوش چشم نے کہا کہ اب تو آپ کا بھانا منظور ہے جسکے پاس یہ انگشت ہو وہ
منظور و منظور ہوا سکو ہاتھ میں بیٹھے یہ وقت پر دستگیری کر لی کسی ساحر کا سحر آپ پر تاثیر نہ کر گیا
جب کوئی ایسا ہی بڑا جادوگر ہوگا اور سبب کو سحر سے دریافت کر لگا اور سحر بھی کامل رکھتا ہوگا
تب ہاتھ سے آپ کے انگشت جدا کر سکتا ہے ہر ایک کا یہ کام نہیں ہے انگشت دیکر خوش چشم تو
روانہ ہوئی ایرج نے بیان آرام فرمایا خوش چشم پر پرواز پیدا کر کے چلی سوچتی ہوئی کہ ہمارے
باب سے کیا کہوں کہ میں نے کیوں نہ ایرج کو گرفتار کیا جب قریب لشکر کے پہونچی دیکھا کہ
لشکر میں قیامت برپا ہو شہید ایک جانب کھڑا ہوا سحر سے آگ برسا رہا ہزاروں جادوگر
آگ برسا کے مارے حیران وغیرہ سحر کر رہے ہیں چاہتے ہیں کہ سب ملکر گرفتار کر لیں کسی کا بچہ
اسپر قابض نہیں ہوتا بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے خوش چشم حیران ہوئی کہ یہ کیا غضب
ہوا ابھی تو میں سب کو آرام میں چھوڑ کر گئی تھی انکا قول کرسی نشین ہوا کہ اُنکے خدا نے سبب
پیدا کیا نہیں معلوم کہ یہ کیا ہو گیا یہ سوچتی ہوئی اتنی شدید پیر نے جو دور سے ملکہ خوش چشم کو
آئے دیکھا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای جان جان میری تمہی جان باقی ہے
میرا حاضر ہر کاٹ لو خوش چشم کو بہت ناگوار ہوا کچھ جواب نہ دیا خوش چشم نے باب سے
پوچھا کہ کیوں حضور یہ کیا معرکہ ہے حیران نے تمام کیفیت بیان کی کہ تمہی عاشق ہوا ہے میں سننے

جھلا کے جنگ کی گریہ بہت بڑا زبردست ساحر ہر دیکھین کیا گزرے خوش چشم نے کہا کہ ابھی جا کر اسکو گرفتار کرتی ہوں آئندہ جو مرضی خدا سے نادریدہ کی حیران نے گھبرا کر کہا کہ ارے خدا سے نادریدہ کو تو کیا جانے خوش چشم نے کہا کہ اے والد نامدار اصل یہ ہر کہ سامری و جمشید مثل ہمارے تمہارے انسان تھے لات و منات پتھر کے پتلے اُنکو خدا بنا کر کیا وہ رحیم و کریم ہر سب کو پیدا کیا اسی کی قدرت کا یہ باعث ہر کہ مسلمان سحر نہیں جانتے اور ہمیشہ غالب رہتے ہیں بس مناسب یہ ہر کہ آپ بھی ایمرج سے مسلح کر لیجئے اور اُنکے مذہب میں جو فرقان حمید و کلام مجید ترجمہ ہوا ہر بڑے بڑے اُنکے علمائے لکھا ہر اُسکو ملاحظہ فرمائیے دیدہ دل روشن ہو گا حیران نے کہا کہ ارے یہ باتیں خبیثے کیونکر معلوم ہوئیں خوش چشم نے کہا حق ظاہر ہو جاتا ہر دیکھیے کہ شاہزادے کے دادا نے چاہہ مایان و ام الجبال و عنطلی آباد و زبرد نگار و چاہ الماس و ملک فرعون یہ سب مقامات ساحران نامی کے تھے سب کو صاحبقران نے فتح کر لیا اب اُن ملکوں میں کوئی سامری و جمشید کا نام بھی نہیں لیتا حیران کو بہت ناگوار ہوا مگر خاموش ہو رہا ملک خوش چشم چمک کر اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے شدید پر جا پڑی آپس میں سحر ہونے لگے شدید بلند رکاب ہر مرتبہ پکارتا ہر کہ اے ملک عالم تمہاری نگاہ سحر آلود کا مارا ہوا ہوں جنبش ابرو میرے واسطے کافی ہر چند اسنے منتیں خوشامدین کین ملک نے کچھ جواب نہ دیا ایک سحر ایسا کیا کہ شدید کا سر زخمی ہوا خون پوچھتا ہوا پیچھے ہٹا پکار کر آواز دی کہ صاحب تم یوں نہ مانو گی یہ لکھ سر کا خون چلو میں لیا خوش چشم پر پھینک مارا جیسے ہی خون کی چھٹیں جسم پر ملک خوش چشم کے پڑیں لاکھڑا کر گرین بیوش ہو گئیں شدید نے ملک خوش چشم پر قبضہ کیا اب تو لشکر میں حیران کے ہلڑ ہوا شدید بلند رکاب نے ایک سحر ایسا کیا کہ دوسرا دو گر لشکر حیران سے نکلا شدید کے شریک ہو گئے اب تو شدید نے اور زیادہ شدت کی چمک کر سحر کرنے لگا حیران نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو کہ اور آفت برپا ہو جائے حیران نے آواز دی کہ طبل امان بے نقارہ رزمی پر چوب پڑی دونوں لشکر پلٹے اپنے اپنے مقام پر آئے اترے خوش چشم کو شدید نے قفس میں قید کیا آپ سحر تیار کرنے لگا کتا ہر کہ میں حیران کو قتل کرونگا اور ملک کو اپنے ساتھ لیجاؤنگا بہتر یہ ہر کہ مجھے صلح کر لیں اب دونوں لشکر اترے شدید کو بڑی کدو کا دوش ہر کہا کہ کل میدان کا رزار میں ہم جاٹے

ہماری ذات سے فساد ہو نہیر حمزہ کو مثالوں تو پیر میان حیران سے سمجھو نگاہ کیکے صبح کو سوار ہوا
 اسی وقت میدان کارزار میں آیا دوسرا حیران تھا ہن آدمی سے ایرج جو جوان بھی میدان کارزار
 میں آئے انگوٹھی دی ہوئی ملک کی ہاتھ میں ہر جب دونوں لشکر میدان رزم میں آئے حیران جلد
 بیٹی کے غم میں پریشان تھا شاید کچھنے کو ایک طرف آکر ٹھہرا دل سے دعائیں کر رہا ہو کہ شدید جس وقت
 ایرج کو گرفتار کر لگا ہمسپر بھی دباؤ ڈال لگا کیا تدبیر کروں یہاں صفین مجھیں شدید نے اشارہ کیا
 نیرنگ جادو سب ساحر وں کا افسر میدان کارزار میں آیا پکار کر آواز دی کہ افرقہ خدا پرستان جکو
 تمنا سے مرگ ہو وہ نکلے نیرنگ نے جوہن پکارا طہیر قزاق کھڑا کانپ رہا ہو کہ دیکھیے ہماری
 سرکار پر کیا گزرے مگر ایرج نے مرکب شکر ایا طہیر آکر قدموں سے لپٹ گیا کہا آقا محکوم جانے دیجئے
 ایرج نے طہیر کو گلے سے لگایا کہا کہ اے برادر نہ گھبراؤ دیکھو ہر دو گار کیا کرتا ہو یہ کیکے گھوڑا ٹھکرا
 مرکب طرارہ بھر کے چلا مقابلے میں نیرنگ کے آئے نیرنگ نے گولہ مارا ایرج نے انگشت چکان
 اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے عزیز جادو کو شدید نے اشارہ کیا
 عزیز مقابلے میں آیا ایرج نے نیزہ مارا اسکے سینے کو توڑ کر پار گزرا اکھیر کر زمین پر مارا استخوان
 چور چور ہوئے اسی طرح پر ایرج کے ہاتھ سے شام تک گیارہ جادو گر مارے گئے شدید بخیر
 کبیرہ پٹا اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا حیران بھی اپنی بارگاہ میں بیٹھا کہ رہا ہو کلیون یارو یہ کیا
 معرکہ تھا مشہور ہو کہ مسلمان سحر نہیں جانتے گیارہ جادو گر مارے گئے کسی ساحر کے سحر نے تاثیر کی
 لیکن شدید نے شام کو چند ساحر جمع کیے کہا یارو مجھو بڑا افسوس ہو کہ یہ ساحر کیوں مارے گئے
 میں آج ایرج کو دھوکا دینے کو طبل جنگی بجاتا ہوں رات کو جا کر کپڑا لٹنگاہ کیکے طبل جنگی بچایا
 ہر کاروں نے ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی طبل جنگی بچایا طہیر قزاق بچولا بیٹھا ہو کہ رہا ہو کہ
 میں اپنے آقا کے تصدیق ہو جاؤں ما شاء اللہ اس زور و شور سے ساحر وں کو مارا ایک ایک کاں کو
 لٹکارا کل شدید بلند رکاب میدان میں خود نکلیگا ایرج نے کہا نکلیگا تو مارا جائیگا طہیر کہ رہا ہو
 کہ اے آقاے تاجدار جادو گروں کے مار نیکا کیا باعث ہوا ایرج نے کہا کہ خدا کی قدرت سے انکی
 موت تھی میرے ہاتھ سے مارے گئے ہر چند طہیر نے پوچھا ایرج نے سبب اصلی نہ بیان کیا
 پہرات گئے دربار بختیاست ہوا شاپور شیر دل سے کہا کہ ہوشیار رہنا یہ کیکے آرام فرمایا

شاہ پور بیدار بارگاہ ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرا دو پہر رات گئے شدید اپنے مقام سے اٹھا
 صورت بدلے ہوئے لشکر ایرج میں آیا جسکو جہان جاگتے ہوئے دیکھا سو کر دیا کہ وہ بیہوش ہوا آپ
 آگے بڑھا قریب بارگاہ ایرج آیا شاہ پور جو منہ پیٹے پڑا تھا اسنے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آتا ہے
 شاہ پور دیکھا کیا شدید نے کھڑے ہو کر یہاں بھی سو کیا سب سو گئے یہ بارگاہ میں ہو نچا ایرج
 سوتے تھے بیہوش ہو گئے شدید بیدار کا ب نے کمر میں نچہ دیا لے اڑا شاہ پور نے دیکھا کہ ایک
 ساحر ایرج کو لیے جاتا ہے شاہ پور شیر دل عقب میں چلا شدید بیدار ایرج کو جوان کو لیے ہے
 اپنی بارگاہ میں آیا اسی حالت میں مسلسل و مطوق کیا ایک ساحر کو پکار کر اُس سے کہا کہ اس جوان
 کو قید خانے میں لے جاؤ وہ جادو گر ایرج کو قید خانے میں لے گیا شاہ پور نے چھپ کر یہ سب سنا لے
 دیکھے اب منظور ہوا کہ اپنے کو قاتلک ہو نچاؤن نقب دیکر مہرہ نقب ایک مقام پر توڑا بقدرت
 پر درگاہ اُس خیمے میں مہرہ نقب کا ٹوٹا کہ جان ملک خوش چشم قید میں شاہ پور شیر دل نے دیکھا
 کہ ملک خوش چشم قفس آہنی بن بند زبان میں سوزن شاہ پور شیر دل قریب آیا کہا ای ملک عالم
 یہ کیا معرکہ ہے ہم جانتے تھے کہ آپ اپنے لشکر میں ہونگی ملک نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو
 شاہ پور نے سوزن زبان سے نکال ملک نے اب جو ہاتھ لایا قفس کے ٹکڑے اڑ گئے ملک نے کہا کہ ای
 شاہ پور شکر ہے کہ تم نے اب بھی ہماری خبر لی جب ہم تم سے رخصت ہو کر آئے شدید یاد دہ والد سے
 سحر ہو رہے تھے میں بھی جا کر لڑی شدید نے مجھ کو گرفتار کر لیا جب مجھے سوال وصل کیا تب میں نے
 کلمات سخت کہے اُسے مجھ کو قید کیا ای شاہ پور دیکھو تو اس وقت کیا قیامت برپا کرتی ہوں کہا
 تم الگ ہو جاؤ میں جاتی ہوں پہلے شاہزادہ والا قدر کو رہا کروں اُسکے بعد میان شدید کی
 بھی خدمت گزار سی کروں یہ کہنے بلند ہوئی اُس خیمے میں آئی کہ جہان ایرج کو جوان قید میں
 مسلسل و مطوق بیہوش میں دشمنوں نے اب تک ہوشیار نہیں کیا بڑھ کر ملک خوش چشم نے
 ایرج کو ہوشیار کیا سحر شدید کا اُترا ایرج کو جوان کی جو آنکھ کھلی معشوقہ کو قریب پایا ملک نے
 کہا کہ آپ تلوار کھینچ کر آئیے میں جا کر شدید پر گرتی ہوں ایرج کو تلوار دی ایرج کو جوان تلوار
 کھینچ کر نکلتے ہوا یہاں شدید سے لڑنے لگے شدید بیدار کا ب اپنے خیمے میں پڑا سو رہا تھا مگر
 باطن میں جاگتا تھا اسنے دیکھا کہ آسمان پر برق چلی خود بھی سو کرنے لگا ملک خوش چشم کراک کر آمین

شدید بلند رکاب نے سحر کیا ماکہ کو ہوانے ہٹایا خوش چشم کو دیکھ کر گھبرا گیا باہر نکلا نعرہ ایرج کی آواز
کان میں آئی حیران تھا کہ یہ کیا ہوا اٹھا کر ایرج کو گولہ مارا ایرج نے انگشت چمکانی گولہ بھٹ کے گرا
ملکہ بھی زمین پر آئیں ایک طرف سے ملکہ نے سحر کیا ایک طرف ایرج نوجوان لڑتے جاتے ہیں لڑ
جو ہوا حیران کو ہر کاروں نے خبر دی کہ آپ کی صاحبزادی شدید بلند رکاب کے لڑ رہی ہیں
ایرج نوجوان شمشیر زنی کر رہے ہیں حیران جادو جلا اُس وقت آکر پہونچا کہ شدید نے ملکہ
خوش چشم کو زخمی کیا ہوا ایرج کے مقدمے میں دریافت کر رہا ہے کہ کیا باعث ہر اس جوان پر
سحر تاثیر نہیں کرتا کہ حیران جادو کے نعرے کی آواز آئی نعرہ حیران کی صدا سن کر شدید گھبرا
دریافت نہ کر سکا کہ کس باعث سے ایرج پر سحر تاثیر نہیں کرتا سحر کرنے لگا حیران پر بھی جا پڑا دستک دی
کہ برق چمک کر گری حیران کا بھی سر زخمی ہوا شدید بلند رکاب تنہا کھینچ کر چلا کہ حیران جادو
کا سر کاٹ لون شا پور شیر دل ایک گوشے میں کھڑا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا تھا ایک جادوگر کی
شکل بن کر جھپٹا پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ کیا کہنا حیران کا سر کاٹ لیجیے معشوقہ پر قبضہ ہو
شدید نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر تعریفین کرتا ہوا آتا ہے گولہ اُس کے ہاتھ میں ایک ٹھوولی ڈال رہا ہے
قریب آکر کہا کہ واہ کیا کہنا خوب خوب سو آپ نے کیے افراسیاب کے سامنے آپ کے اوصاف
بیان کرونگا تمام عالم میں آپ کا نام ہر دیکھیے طرف سے طلسم ہوش ربا کے ابر تیرہ وتار اٹھا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ کوئی آپ کی مدد کو آتا ہے شدید بلند رکاب خوش ہو گیا سمجھا کہ افراسیاب
ہمدان دہمہ گیر ہو کسی کو میری مدد کو بھیجا ہو گا یہ سوچ کر پلٹا شا پور شیر دل تو برابر پہونچ چکا
خبر مارا شدید کا شکم چاک قصہ پاک جتنے جادوگر حیران کے اسکے شریک ہو گئے تھے سب پر سے
سحر اتر ا عذر کرتے ہوئے دوڑے حیران سے منتیں کرنے لگے کہ اے شہریار معاف کیجیے گا ہم سب
اپنے ہوش میں نہ تھے حیران نے بھی قدموں پر ایرج کے سر رکھا اپنی بارگاہ میں لایا خوش چشم
ایرج نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تلو طلب کرینگے شکر ہے کہ شدید مارا گیا ہر چند حیران جادو
نے کہا کہ میں ہمراہ چلون لشکرتک تو آپ کو پہونچا دوں ایرج نے کسی طرح قبول نہ کیا چند غیر سار
اپنے ساتھ نیکر طرف کو ہر خفیہ کے روانہ ہوئے کوئی دس کوس چلے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا
ایک پہلوان کینڈے پر سوار چالیس ہزار فوج پشت پر ایرج کی خبر دریافت کر کے اتر پڑا کہلا بھیجا کہ

ونبیرہ حمزہ فولاد فولاد شکن کو ہی تمھارے ہاتھ سے مار گیا چالیس عزیز ہمارے اُسکے ساتھ قتل ہوئے
 فولاد ہمارا چچا تھا اب ہم کو معلوم ہوا کہ تم اس حوالی میں آئے اب بھلا یہاں سے زندہ بچ کے جاؤ گے اگر
 اپنی جانبری چاہتے ہو تو رومال سے ہاتھ باندھ کے چلے آؤ ہم جان بخشی کر نیلے ورنہ سر میدان سے
 اور تم سے مقابلہ ہو جسکو خداوند لقادے وہ لے ایرج نوجوان نے کہا بھیا کہ تمھاری موت کا
 پیغام ہے جب تو تمھارے دماغ میں یہ بات سمائی ہو طبل جنگی بجوا کر میدان کا رزار میں آؤ سمجھا جائیگا
 اور جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو اور اراق کو ہی یہ جواب سنکر بہت مجھلا یا کہا میں مثل فولاد فولاد شکن
 کے نہیں ہوں یہ کیکے طبل جنگی بجوایا ایرج نوجوان نے بھی خبر سنی بیان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی
 ایرج کے ساتھ فوج بہت کم ہر رات بھرتیا ریان ہو میں صبح کو دونوں لشکر میدان کا رزار
 میں آئے اور اراق کو ہی نے گینڈا اپنا صفت سے نکالا میدان میں آکر نعرہ کیا ایرج نے بھی گھوڑا
 اپنا بڑھایا مقابلے میں اور اراق کے آئے بعد گفتگو نیزہ چلنے لگا شاپور شیر دل کم ہونے سے
 فوج کے بہت گھبراہٹ ہوئی دیر کے بعد ایرج نے اُسکا نیزہ نکالا اُس نے قبضہ شمشیر ہاتھ ڈالا
 ہاتھ تلوار کا لگا یا ایرج نوجوان نے باڑھ بجا کر کھائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
 شام تک ایک طور پر کشتی ہوئی ایرج نے جی چھڑا دیے اور اراق کو ہی کا شیرازہ کھل گیا
 کانپ رہا ہر جزو بدن پر صدمہ پہونچا جب شام ہوئی تو اور اراق نے کہا کہ اے نبیرہ حمزہ بس
 اب لڑ چکے رات کو جا کر آرام کرو صبح کو پھر مقابلہ ہو گا ایرج نوجوان نے کہا کہ روشنی کر اور رات
 کا دن ہو جائے اور اراق کو ہی نے کہا کہ میں رات کو نہ لڑونگا یہ کیکے چھوڑ کے الگ ہوا ہر چہ
 ایرج کہتے ہیں کہ ہمارا دستور نہیں حریف کو چھوڑ دینا پر دو پہر میں حال غالب و مغلوب کا کھلیگا
 اور اراق کو ہی کہتا ہے کہ میں ہرگز شب کو مقابلہ نہیں کرتا یہ کیکے گینڈے پر سوار ہوا کہا اب کل
 سمجھ لینگے ہم کیا کسی سے کم ہیں یہ کہتا ہوا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا شاہزادہ ایرج ناچار لپٹ آئے
 لیکن اور اراق کو ہی جو لشکر میں آیا سر جھکا کر بیٹھا افسران فوج نے آکر عرض کی کہ اے شہریار کیسا مزاج
 ہے آج آپ کو نہایت پریشان پاتے ہیں نبیرہ حمزہ کو کیسا پایا اور اراق نے کہا کہ یارو کیا بیان کروں
 نبیرہ حمزہ بہت زبردست ہے اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجھ کو زیر کر کے لیجا تا لات و منات نے
 مجھ کو بچا یا حیلہ کر کے چلا آیا اب اگر مقابلہ پڑیگا تو ضرور مجھ کو زیر کر کے لیجا ئیگا سرداروں نے عرض کی

کیا بجال غلامان جانا زبانی کو حاضرین اوراق نے کہا کہ جب بھپروہ غالب آیا تو تمہاری کیا
 حقیقت ہو سب نے عرض کی کہ ہماری صلاح یہ ہے آج رات کو شیخون مارے اس بات کو اوراق
 نے پسند کیا سات ہزار کا لشکر ساتھ ہو جوان بڑے بڑے قدم کے دوپہر رات گئے سب لشکر تیار کیا
 شیخون لیکر چلے یہاں چند سوار طلا یہ دے رہے ہیں کہ اوراق کو ہی اگر گرا قتل کرنا شروع کیا جب
 ہنگامہ ہوا شاہ پور شیر دل نے ایرج کو بجایا ایرج گھبرا کر اٹھے ہتھیار لگائے گھوڑے پر سوار ہوئے
 نکلے نکل کے نعرہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر نعرہ
 کر کے دڑنے لگے جس پر اٹھ مارا اسکے دو کڑے کیے کئی سواروں کو خیمہ زدن میں مار کر ڈال دیا اوراق نے
 نعرہ ایرج کو جوان کی صدائیں تھرا لیا کہا لو یار و غضب ہوا وہ ہی شوم دست آتا ہے پہلوانوں
 نے کہا کہ چلیے گھیریں کئی سواروں کو مل کر آگئے اوراق کو ہی نعرہ کر کے بڑھا ایرج نے جو اوراق کو
 آتے دیکھا مثل شعلہ جوالہ جاڑے آئے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کو جوان نے روک کر ہاتھ مارا اسکا
 سر زخمی ہوا دو تین پہلوان ایرج کے ہاتھ سے مارے گئے آخر کو ہیون کو شکست فاش ہوئی ایرج
 نے دو کوس تک پیچھا کیا پڑا او آ کے لوٹ لیا اب کو ہی نوک دم شکست خوردہ بھاگے شاہ پور شیر دل
 نے ایرج کو جوان کو روکا ایرج فتح کر کے پلٹے اسی مقام پر آکر داخل بارگاہ ہوئے مگر اوراق
 شکست کھا کے بھاگا ایک مقام پر جا کر اتر اوراق کو ہی روئے لگا سرداروں سے کہا کہ یار
 غضب ہوا اب کیا تم سیر کروں عیار اسکا مسواق کو ہی ہوا نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں جا کر
 ایرج کو پکڑ لاؤں اوراق نے کہا کہ اگر اسواق اگر ایسا کریگا تو تو نے تو یا میری سلطنت بچانی
 عیار اسی وقت روانہ ہوا لشکر میں ایرج کے آیا کسی سے دریافت کیا تو معلوم ہوا بیچ میں
 جو بارگاہ ہے اسی میں سردار رہتا ہے مسواق کو ہی پشت بارگاہ ایرج پر آئے نقب کھودنے لگا
 ٹھہرہ نقب کا پہر رات رہے بارگاہ ایرج میں توڑا ایرج کو آکر بیہوش کیا پشاورہ باندھ کر
 اسی نقب سے لے نکلا بھاگا بھاگ جاتا ہوا اوراق کو ہی رات بھر جاگا سب کو آواز زندہ کی
 بلند ہوئی دیکھا کہ مسواق کو ہی پشاورہ ایرج لیکر پہنچا اوراق نے کہا کہ ارے ایرج
 کو لایا مسواق نے کہا کہ آہنگ دن کو بلاؤ آہنگ دن نے آکر ایرج کو جوان کو مسلسل دھتور کیا
 اوراق نے اسی وقت ایک عرضی لکھی مسواق سے کہا خدمت خداوند میں لیجاؤ ہم دہن قید لیکر

آتے ہیں جیسا حکم خداوند ہوگا بجایا جینگے یہ دختر زادہ خداوند لقا ہو اسی وجہ سے جرأت میں کینا ہی
مسواق کو ہی عرضی لیکر چلا صبح کا وقت ہو لقا تخت پر بیٹھا ہو تمام اہالیان دربار جمع ہیں یہ
ذکر ہو رہا ہو کہ عرصہ دراز سے کوئی ساحر طرف سے طلسم ہوش ربا کے نہیں آیا شدید بلند رکاب
ایرج کو طلسم ہوش ربا میں لیکر افراسیاب نے قتل کیا ہوگا عیار نورالدین بہرین بدیع الزمان
شیرنگ بن عمرو بصورت مبدل ایک طرف حاضر ہو خبر لے رہا ہو کہ چو پدارسنے عرض کی کہ دروازہ
پر ایک عیار حاضر ہو حکم ہوا بلا مسواق اندر آیا لقا کو سجدہ کیا سب حال اور اق کو ہی
کا زبان بیان کیا کہا کہ میں ایرج کو گرفتار کر کے قید کر آیا ہوں جیسا ارشاد ہو عیالادون
لقا نے جھوم کر کہا کہ ای ہند گان من دیدی قدرت مرا کمان ایرج کو قدرت نے گرفتار کر لیا
ای مسواق کو ہی نامہ لکھنے میں دیر ہوگی قدرت زبان حکم دیتے ہیں کہ اپنے آقا سے کہنا قید
جلد لیکر بیان آؤ فوراً قتل کرینگے مسواق کو ہی روانہ ہوا شیرنگ نے جو یہ خبر پائی بھاگا
لشکر میں آیا شاہزادہ نورالدین بہرین بدیع الزمان برائے تسلیم صاحبقران اپنی بارگاہ
سے چلے گئے کہ شیرنگ سامنے سے آیا نورالدین بہرین نے پکار کر کہا کہ ای بار خادار آج تو
ایسے ایسے خوشی خوشی آتے ہو کیا کوئی عمدہ خبر لائے ہو شیرنگ نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار
وای مولائے قدر شناس ایرج نوجوان کو شدید بلند رکاب لے گیا تھا جا بجا معرکے پڑے
وہ مقامات فتح کیے اور اق نے گرفتار کر لیا حکم لقا گیا ہو کہ زندہ ہمارے سامنے لاؤ یہ حکم
لیکھ مسواق روانہ ہو گیا چل کے اور اق کو مارے تاجر زادے پر احسان رکھیے وہیں
نورالدین بہرین لگا گھوڑا لاؤ مرکب تیار ہو کے آیا طہماس بھی گینڈے پر سوار ہوا چند سردار
رفیقان نامدار بھی ساتھ ہوئے بعد قلع منازل وطنی مراحل قریب لشکر اور اق کے پہنچے کوہ
کے اُس پار اور اق کو ہی ہر شام ہو چکی تھی کہ طہماس سے کہا بڑے شرم کی بات ہو کہ رات
کو جا کر اُس سے مقابلہ کریں صبح کو سمجھا جائیگا اس رائے کو سب نے پسند کیا ایک نخل کے سائے میں
اتر پڑے وہاں اور اق کو ہی کہہ رہا ہو کہ کل لشکر خداوند میں پہنچ جائینگے رات کو عیار اگر
پہنچا کہا کہ ای اور اق کو ہی قدرت نے تقدیر کر کے اس جوان کو گرفتار کر لیا آپ کو قدرت
نے بلایا ہو اس جوان کو دار پر کھینچے گا طرہ پیغمبری لینگا اور اق خوش ہو گیا طرہ پیغمبری

لٹنے کی خوشی میں رات بھر سو یا چار گھنٹی رات رہے سوار ہوا ایرج کو اسے پر سوار کر لیا
 لیکر چلے کہ ایک کوس بھر پر پہنچے ہیں کہ صبح سے گرد آری ایک جوان کو دیکھا غزال چشم شیرخشم
 بہادر لیٹا ایک جوان مثل فیل مست جھومتا ہوا پشت پر جوان حسین کے چلا آتا ہوا اور بھی کئی جوان
 لباس ہاسے معقول پہنے ہوئے خود ہاسے زرین سر پر گھوڑوں کو ڈالے ہوئے آتے ہیں اور ان
 نے کہا کہ نوصا جو پیغمبری کو میری ادج ہوا یہ فرشتگان رحمت آتے ہیں اب مجھ کو مزدہ پیغمبری
 سنا نیلے نور الدہر نے دہن سے نعرہ کیا کہ اود نامر و غضب کیا نبیرہ صاحبقران کو کمر و فریب
 کر کے گرفتار کر لیا اسپر بہ ناز ہر منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان و مسلمانان بہم زندہ
 ز مردے ایمان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نعرہ نور الدہر نظیر حمزہ صاحبقران
 بخشم و بقرہ شہ ستارہ چشم شاہزادہ نور الدہر نعرہ شیر کی صدا بلند ہوئی نخل کا سنے طائر
 آشیانوں سے اڑے اور اق کو ہی نے جھلا کر گینڈا بڑھایا کہا یاروان چند دست و پا شکستہ
 سے کب خوف کرتا ہوں اسکی بھی مشکین باندھ کے لاتا ہوں گینڈا چمکا کر مقابلے میں نور الدہر کے آیا
 آتے ہی نیزہ مارا نور الدہر نے سنان کو بچا کر گلو گاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ توڑ کے پھینک دیا اُسے
 ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بہ آسیب سپر اسکے دار کو رد کیا اور قبضہ پر ہاتھ ڈالا شمشیر خار انگا
 سلیمانی نیام انتقام سے نکلی صاف ظاہر تھا کہ ناگنی کچلی جھاڑ کے نکلی یا برق جہندہ پر دہ سجاب سے
 باہر آئی آنکھوں کے نیچے اور اق کے اندھیرا گیا نور الدہر نے خبردار خبردار لکے ہاتھ مارا اُسے
 سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر ٹپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے شب فراق عاشقان کئی
 سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یا تو قبہ سپر چلی تھی یا زمین کو تلوار نے آکر بوسہ دیا زمین سے گرد اڑی
 نور الدہر نے نعرہ شیرانہ کیا کو ہیوں نے جو دیکھا کہ اور اق کو ہی کے اور اق حیات پر انگڑا ہو
 سات ہزار جوان ہیں چند کس کو دیکھ کر دوڑ پڑے نور الدہر نے تلوار چمکائی پشت پر سے نعرہ ہوا
 کہ منم ہریر پڑ قہر تیشہ کلنگان صاحب سا طور گران صفت شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور
 ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منم صدران ماہ منظر دراج در در گوش ز رہا باب خان بچین خان
 نو سردار جو اگر گرے طہماس نے جو سا طور ہلا یا دس دس کے سر اڑے مگر ایرج نے جو نور الدہر
 کو دیکھا بقیار ہو گیا جی میں کتنا تھا کہ ایسی رہائی سے موت بہتر ہے یہ کشتی گیرادہ کیوں آیا

چاہتے ہیں قیدہ ڈون نہیں ٹوٹتی ایک کوہی نے چاہا قیدی کا سر کاٹ لیا پلٹ کے ہاتھ مارا
ایرج نے دونوں ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی اب تو ایرج نے سٹ کر قید کو توڑا اپنے مقام سے
اٹھے ایک کبیران نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے اسکی تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے طرف
آسمان کے پھینکا چورنگ ہوائی کا ٹاٹا ہوا ایرج بھی چلا کئی پہلو انوں کو بڑھ بڑھ کے لٹکارا
علم فوج کو سرنگوں کیا کفار کا نشان شکست ظاہر ہوا کئی پہلو انوں کو ایرج نے لڑکارا
جھلا مچلا کے جو نفرہ کیا پکار کر کہا کہ اوراق کوہی کو کیا مارا مردے پر ہاتھ اٹھا یا مردان عالم سے
چار آنکھیں کرے تو معلوم ہوا ایسے مردوں کو مارا تو کیا یہ کان میں آواز نورالدین ہر کے آئی پلٹ کر
دیکھا کہ ایرج بڑے زور و شور سے لڑتا ہوا آتا ہے نورالدین ہر نے جو یہ سنا چکار کر آواز دی کہ
زیادہ زبان درازی نہ کرو اگر ہم نہ قید سے بچھڑاتے تو کیونکر جان بچتی ایرج نے مچلا کر کہا کہ
دکشتی گیر زادے معاملہ طلسم فراموش کیا بادشاہ طلسم کو مارا تلوار ہا کیا نورالدین ہر نے کہا زبان
کو بند کرو ایرج نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدین ہر جب تک سپر اٹھائیں برق شمشیر چمک
گرمی سر نورالدین ہر کا زخمی ہوا نورالدین ہر نے زخم سر کو تمام کر ہاتھ تھپنے کا مارا سرا ایرج کا بھی زخمی ہوا
طہماس بان بان کر کے بڑھا ایرج نے ایک ہاتھ مار دیا طہماس کا شانہ جھول پڑا ایرج نے سب
سرداروں کو زخمی کیا شیدا سے کوہی بارہ ہزار سواروں سے برائے مدد لقا چلا تھا اس
آکر پہونچا کہ اسنے دیکھا صد ہا کوہی مرے پڑے ہیں چھ سات جوان سر زخمی مجھوم رہے ہیں بڑھ کر
شیدا سے کوہی نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ نورالدین ہر دایرج آپس میں زخمی ہوئے سات
سردار نورالدین ہر کے زخم دار ہیں یہ سنتے ہی شیدا سے کوہی نے آواز دی کہ ان سب کو گرفتار
کر لو چار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے زخمی تو یہ سب ہو ہی چکے تھے حلقہ ہائے کندہار گرفتار کر لیا تو
آدمی گرفتار ہوئے شیدا سے کوہی نے سب کو مسلسل و مطوق کیا بارہ ہزار سوار اپنے جیسے پچیس ہزار
اوراق کوہی کے اب فکر ہوئی کہ کہاں اتریں وقت آخر ہی ہر کاروں نے کہا کہ بیان سے تھوڑی
دور پر ایک باغ ہر دمان چکر اترے شیدا سے کوہی چلا دیکھا کہ حقیقت میں چار دیواری تختہ
دروازہ باغ کا کھلا ہوا ایک امر ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ شاہ پور عیار ایرج نے جو
دشہرنگ عیار نورالدین ہر حارب انھوں نے دیکھا کہ مالک ہائے گرفتار ہوئے صورتیں بدل کر شاعر ہونے

مل گئے ان سب کے ساتھ یہ بھی باغ میں آئے شہیدانے دیکھا کہ باغ وسیع مین اسے طولانی بیج باغ میں ایک چوڑے بلور کا مثل برق چمک رہا ہر ایک طرف آکر شہیدانے فرش بچھوایا ساتھ والوں نے کمر بن کھولیں قیدیوں کو بھی ایک چمن میں بٹھا دیا کسی طرح کا خوف نہیں ناچ دیکھا کیا شراب پی کے سویا ایک ساتھ والے بھی نکلے ماندے تھے سب سو رہے ایرج نوجوان دلہن را لہر جاگ رہے ہیں شاپور دشنرنگ بن عمر و بھی آئے ہیں اس فکر میں ہیں کہ اپنے آپ کا گورہا کرین یکا یک باغ میں ایک سر دہلی دیکھا کہ بلور کے چوڑے پر خود بخود فرش مشجر بچھ گیا لائینین بھی روشن ہو گئیں اب تو دونوں عیار بغور دیکھ رہے ہیں تھوڑے عرصے میں کچھ برقیں چمکیں ہو اسے سر دہلی دیکھا آسمان سے تخت پر ایک جادوگر گرد چند ملازم مگر مادل و حزن سر منجھکا کے ہوئے آکر پوچھا سند پر چیا خدمتگار دن سے کہا کہ اُس ظالم سرکش کو لاؤ اپنا حال دل بیان کروں اب تو لیون پر دم ہر عجب عالم ہر کس سے کہوں کیا حال دل بیان کروں راتیں ہجر کی تڑپ تڑپ کر گذرتی ہیں فراق نصیب عیش و راحت سے دور رنج و غم کے قریب کوئی ساعت ایسی نہیں کہ آرام ملے اصل یہ ہر نظم

لالہ سان داغ اٹھانے کو ہوئے ہم پیدا
ہوں میں وہ شاخ کہ ہوں برگ تبر دم پیدا
شادی و غم سے کیا ہر مجھے تو ام پیدا
خط نے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا
واہیلے میرے ہوا ہر غم عالم پیدا
شادمانی میں ہر بیان حالت باتم پیدا
میرے نونے ترے ابرو کا کیا خم پیدا
گیسوے یار ہوئے درہم و برہم پیدا
کہیں موقی نہ کرین قطرہ شبنم پیدا
غاقلو زخم زبان کا نہیں مرہم پیدا
در مضمون کوئی یار دن سے ہوا کم پیدا
نوش دار دے کیا یاں اثر سم پیدا

در مضمون آتش و آتش کا ہوا کم پیدا

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا
ہوں میں وہ نخل کہ ہر شاخ مری تارہ ہر
میں جو روتا ہوں مرے زخم جہاں تھے ہیں
پاسنے والے ہزاروں تے موجود ہوئے
ور دسر میں ہو کسی کے تو مرے دل میں ہو در
زخم خندان ہیں بعینہ لب خندان اپنے
آسمان شوق سے تلواروں کا مینہ برساتے
کام اپنا نہ ہوا جب کبھی ابرو سے
شہر ہوتا ہر صدق کا سبجے ہر غنچے پر
چپ رہو دور کرو مسکند نہ مرا گھلواؤ
قلزم فکر میں ہر چند لگائے غوطے
دوست ہی دشمن جان ہو گیا اپنا آتش

مصاحبوں نے کہا کہ حضور صبر کریں معشوقہ راضی ہو جائیگی آپ کی آہ تاثیر کر لی لیکن دیکھیے آج باغ
 میں یہ کون لوگ اُترے ہوئے ہیں جادو کرنے کہا کہ مجھ پہلے ہی معلوم ہوا میرا کسی کام پر دل نہیں لگتا
 ہو مسافر میں رات کو رہنے کے لئے چلے جائیئے مصاحبوں نے کہا کہ سنیئے عرض کر دیا ان لوگوں کے ساتھ کچھ
 قیدی بھی ہیں اسنے کہا کہ یارو کیا کمون بقول شاعر بیت کیلئے کیا خاک کوئی رو سکے + دل
 ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے + یہ کلمہ وہ ساحر بہت رو یاد و خدمتگار ہو گئے تھے وہ ایک نفس اتنی
 لیکر آئے نفس میں ایک معشوقہ پر مجبورہ آنکھیں زکس شہلا دہن غنچہ باغ حسن و جمال ابر و رشک ہلال
 یا خیر آبرو یا کھنچی ہوئی تلوار تیر مرگان ہر اسے خلش دل عاشقان مثل سوزن آنکھیں رہزن
 شک صاف و شفاف سینے پر ابھار دو دونوں ہونٹ مسیحا دندان سلاک در کیتا کہ بقول نکتہ سنجان یار کین
 عدم یار گل کیسے یا طائر عنقا تمام اعضا درست لیکن مغموم و رنجور و سرنگون نقش پاتاج سر
 عاشقان کس کس شہ کی اُسکے تعریف کروں سب طرح سے جست و چالاک اس ساحر کا مرطوب جادو
 تمام ہو اٹھ کھڑا ہوا نفس کو لیکر پرا بر مسند کے رکھا قفل کھولا کہا صاحب آؤ بیٹھو اسنے آنکھوں میں
 آنسو بھر کر کہا کہ او ظالم مار ڈال میں تو جان دینے پر آمادہ ہوں کیوں نہیں قتل کر ڈالتا جو تو
 چاہتا ہو وہ کبھی نہ ہو گا اے مرطوب جادو کیوں مجھ پر بدعت کر رکھی ہو ایک دانہ ماش کا پڑھ کر
 باز دے کہ جگر خساک ہو جائیں ہر کشاکش سے مہلت پائیں نفس میں ہلکو بند کیا مثل جانور وں کے
 پنجرے میں رہتے ہیں جفا و منہیت سے ہیں مرطوب منتہین کرنے لگا کتا ہو کر اے ملکہ عالم خطا تو مجھے
 سرزد ہوئی میں خود محبوب ہوں کسی سے بات کرنے کو دل نہیں چاہتا کہ کوئی اور ہمارے پہلو میں
 بیٹھے ملکہ نے کہا کہ ہمیں جو کچھ کہنا تھا کہ چلے شاپور نے جو یہ معاملہ دیکھا کرتا پڑتا قریب چوتھے کے
 پہونچا بیچ نخل سے لپٹا ہوا بیٹھا ہو کہ ایک کنیز سوسن نامی بولا کہ واسطے پیشاب کے اٹھی جان
 شاپور بیٹھا تھا وہیں آکر واسطے پیشاب کے بیٹھی شاپور نے جباب مار کے اُسکو بیوسن کی
 کھینچ کر کنارے لایا سوسن کی شکل بکریا ہوا خرا مان خرا مان مغل میں آیا آکر بیٹھا فکر میں ہو کہ مرطوب
 کو بیوسن کروں جب مرطوب نے بہت منت کی اتنے بانہ سے اور ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا سوسن نقلی
 مہلا کر اٹھی حضور ناحق آپ اسقدر بقیار ہیں میری طبیعت کو انتشار ہوتا ہو اگر حکم ہو تو مجھ بھر
 واسطے بارہ دری میں لجاؤں موافق اپنی عقل کے سمجھاؤں یقین تو یہ کہ راضی کر کے لاؤں یہ سنتے ہی

مرطوب خوش ہو گیا کہا کہ اے سوسن اگر اس سرکش کو راضی کر دو مجھے احسان ہو گا جو مانگو وہ دے
 سوسن نے قفس اٹھا لیا گوشے میں آکر قفس رکھا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا کہ اے ملکہ عالم آپ کا نام کیا
 واسم گرامی کیا ہوا اور یہ کیا سحر گذرا مجھے مفصل فرمائیے اُس مصیبت زدہ نے ٹھنڈی سانس لینی
 کہا کہ اے ہم درد یہاں سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہرزمین آباد رعایا دل شاد بادشاہ وہاں کا دارا
 صفت شکن میں بد نصیب ہو سوم حسن دلکش اسکی دختر بلند اختر ہوں ایک دن شب کو سوتی تھی
 کہ عالم خواب میں ایک جوان رعنا کو دیکھا خلیق حسین و جمیل و صفا و صفت شکن جوان تیغ زن مگر
 دیکھا کہ ایک قید خانے میں بیٹھے ہیں ایک جوان صاحب سطوت آیا لڑ پڑا اُس شخص کو مارا وہ جوان
 تھوٹا مگر پھر کسی افتاد میں قید ہو گیا میں اس سوچ میں صبح کو حیران و پریشان کوٹھے پر کھڑی تھی
 کہ یہ جادوگر بھیجا مجھ کو اٹھا لایا آج کسی دن کا زمانہ گذرا کہ بدعتیں کرتا ہے مجھے اُسی جوان کی یاد ہو
 یہ اپنی ہی کئے جاتا ہے یہ سنکر شاہ پور شیر دل نے کہا کہ اے ملکہ عالم جس جوان کا آپ نے پتہ دیا
 وہ میرا قاصد نامدار ہو شیدا ہے کوہی نے قید کیا ہے میں اُسکی رہائی کی فکر میں آیا ہوں تھوٹا
 دل بقرار ہوا کنیز بکر بیان آیا آپ کو اس حال میں دیکھا میں اپنے آقا کے رہا کرنے کی فکر میں ہوں
 لیکن اب آپ ایک کام کیجیے میں ابھی چلکر اسکو مارے لیتا ہوں اتنا فقط زبان سے کہیے کہ میں خدم
 تمہیر عاشق ہوں تیری بدعت سے مجھ کو نفرت ہے میں تھوڑی دیر میں اُسکو قتل کر ڈالوں گا پھر ملکہ نے
 کہا کہ برادر تم نے اس وقت وہ مرزہ دیا کہ جی چاہتا ہے جان تمہارا کرین لیکن میرے منہ سے یہ کیونکر
 نکلیگا کہ میں تمہیر عاشق ہوں شاہ پور شیر دل نے کہا کہ بے اسکے نہ بنیگا آخر مجھ پوری ملکہ راضی
 ہو میں شاہ پور بنجرہ لیکر محفل میں آیا مرطوب جادو سے کہا کہ واہ سبحان اللہ آپ نے کیا کارناما
 کیا بیان مقدمہ کچھ اور ہے میں نے ابھی طرح دریافت کیا بہر نفع ہم سمجھ لینگے شاہ پور شیر دل نے
 کہا کہ چرنا شراب کا کیجیے مرطوب جادو نے حکم کیا گلابیان آنے لگیں شاہ پور رالٹ پٹ
 کر کے بیہوشی ملا رہا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک جادوگر نیلا دوس پر سوار چند کنیزیں بھی
 ساتھ گھبراتی ہوئی آکر پہنچی مرطوب جادو نے کہا کہ کیوں ہیں گلیپوش اس وقت کیونکر
 آنا ہوا گلیپوش نے کہا کہ بھیا جب سے کوہ عقیق پر مسلمان آئے اور جادو گردن پر آفت آئی
 ہزار جادوگر مارے گئے میں نے ایک دن مشقت کر کے سب عزیزوں کے نام لکھے ایک گلدستہ بنایا

سب کے نام کے اُسین بچول رکھے کہ جس عزیز پر کوئی آفت ہوگی بچول اُسکے نام کا مرجھا جائیگا آج شاہ
 سے دیکھتی ہوں کہ تمھارے نام کا بچول مرجھایا جاتا ہے میں نے پانی چٹک چٹک کر اُسکو شگفتہ کیا
 آخر اس وقت نہ چین پڑا دوڑی آئی کہ جا کر اپنے بھائی کو دیکھ آؤں دیکھو بھائی تم معشوقہ بھی سرکش
 لائے ہو وہ تم سے راضی نہیں ایسا نہ ہو کہ اسی کی ذات سے کوئی فتور پیدا ہو مرطوب جادو نے
 کہا کہ نہیں ہمشیرہ اسکی طرف سے کون آیا لاہر بارہ کوس پر اسکا قلعہ بالائے کوہ ہر ایک کنیز بھی
 ساتھ نہیں لایا کچھ سحر میں فتور ہوا ہو گا گلیوش نے کہا کہ بھتیجی کیا کہوں مذہب میں ہمارے بڑی
 احتیاط ہے نجوم میں اسی واسطے ہم لوگوں نے دخل پیدا کیا ہے کہ اپنی جان کی حفاظت کریں ہم لوگوں کو
 کوئی مار نہیں سکتا اگر لات و منات بھی ارادہ کریں تو مشکل پڑے میں اب جاتی ہوں میری بات
 کا خیال رکھنا شاہ پور شیر دل یہ باتیں سنکر کانپ رہا تھا کہ دیکھیے کیا ہو مرطوب کو جلد ہی ہر کہہ
 ملو نہ جائے تو میں اپنی معشوقہ سے وصل حاصل کروں آخر گلیوش اُٹھی اپنے مکان پر آئی اُس گھمستے
 کو دیکھا بچول کو مرجھایا ہوا پایا گھبرا گئی پھر پر پر واز پیدا کر کے چلی یہ تو آسمان پر اُڑی آ رہی ہے بیان
 شاہ پور شیر دل نے چند اشعار عاشقانہ گائے پہلے جام بھر کر مرطوب کو دیا مرطوب جادو کا
 پینا تھا کہ سب پینے لگے شاہ پور شیر دل نے پھر جام بھر کر کے لکھ کو دیا اور کنیز میں جو بیٹھی تھیں
 اُن سب کو بھی جام پلائے مرطوب بیٹھے بیٹھے لپٹا لپٹا کر کہا کہ اے سوسن صد زبان آج تو نے
 بڑا احسان کیا میری معشوقہ کو راضی کر دیا میں تیرے گرد پھونگایہ کیکے اٹھا بیوشی تاثیر کر چکی تھی
 لو کھڑا اگر اسب کنیز میں بھی گر کر بیوش ہو میں شاہ پور شیر دل تڑپ کر اٹھا ایک خجور مارا مرطوب
 کا شکم چاک قصہ پاک ایک دن ٹاٹا ہوا گلیوش آسمان سے دیکھ رہی تھی کہ کان میں آواز آئی کنشی مل
 نام من مرطوب جادو برد گلیوش جادو نے گھبرا کر آسمان سے دیکھا کہ بھائی کا لاشہ تڑپ رہا ہے
 سنہ پیٹ لیا تڑپ کے گری شاہ پور پر پھر کیا شاہ پور کے پاؤں زمین نے تمام لیے گلیوش
 اُترتی کہا کہ او ظالم تو کون ہے میرے بھائی کو کیوں مارا اے میرا دل دھڑک رہا تھا اُس کمخت
 کے خیال میں نہ آیا میں کشتی تھی کہ تیرا دقت مرگ قریب آگیا ہے اُس ظالم کو گھنڈ تھا آخر کو مارا گیا
 سچ بتا کہ تو کون ہے کیوں میرے بھائی کو قتل کیا شاہ پور شیر دل نے کہا کہ میں عیار ہوں لشکرِ ہلاک
 کا اس طرح گزر ہوا اسکو قتل کیا ہم عیاروں کا بھی کام ہے گلیوش نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں

جو بیان اُترے ہوئے ہیں شاپور نے کہا کہ یہ سب سافریں بیان بھی اُتر پڑے اب گلیپوش
 شاپور کو لیکر بٹھی کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا گلیپوش نے دیکھا کہ جو لوگ اُترے ہوئے تھے کمر بن
 باندھ کر جانے لگے گلیپوش دیکھ رہی ہوا ایرج و نور الدہر کو جو اُرا بے پر سوار کیا اسکی نگاہ جمال
 بمیشال ایرج نوجوان پر پڑی دل و جان سے عاشق ہوئی اب دل نے چاہا کہ انکو روکو مگر ملک
 حسین دیکھا اُسی طرح قفس میں قید ہیں گلیپوش دیکھ رہی ہوا کہ افسر لشکر شیداے کو ہی گیند
 پر سوار چاہتا ہر سب کو لیکر باغ سے نکالوں گلیپوش نے سحر کیا ایرج اُن سب سے علیحدہ ہو گئے
 شیداے کو ہی جب باہر نکلا دیکھا کہ ایک قیدی نہیں ہر گھبرا گیا کوس بھر پڑا کے اُتر اسمند کو ہی
 عیار سے کہا کہ ذرا تلاش تو کر ایرج کو کون لگیا سمند کو ہی چلا حیران ہوا کہ حقیقت میں کیا ایک
 قیدی کہاں غائب ہوا شیرنگ بن عمرو بن شکر من خدمتگار بنا ہوا داخل تھا کیا ایک ہلو سنا کہ
 ایرج غائب ہو گئے شیداے کو ہی لگیا نون پر غصہ کر رہا ہوا شیرنگ پٹ کے باغ میں آیا
 دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہوا اور ایک نازنین بھی قفس میں ہوا شاپور کو بھی سلسل و ملوک پایا وہ
 ساحرہ ایک لاشے کے اُٹھانے کی فکر کر رہی ہوا شیرنگ ایک گوشے میں چھپا گلیپوش نے چند کنیزوں
 کو حکم دیا کہ لاشہ بھائی صاحب کا لیجاؤ ونگل میں جلاؤ ہم بھی وقت پر آئیں گے جب کنیزین لاشہ مرطوب
 کانیکر چلی گئیں تو دیکھا اُسی مقام پر ایرج نوجوان غائب ہوئے وہ ساحرہ منتیں کرنے لگی شاپور
 سے اشارہ کیا کہ اسکو راضی کر دو میں نکور ہا کر دوں گی شاپور نے جو یہ پہلو پایا کہا کہ حضور مجھے
 راکر دین میں ابھی اسکو راضی کر دوں گا گلیپوش نے کہا کہ او ظالم تجھے خوف معلوم ہوتا ہر کہ تو نے
 بھائی صاحب کو حبس پٹ قتل کیا شاپور نے کہا کہ حضور انھوں نے میری قدر نہ کی آپ تو
 قدرتانی فرماتی ہیں آپ کے ساتھ کبھی برائی نہ کروں گا شیرنگ نے گوشہ باغ سے یہ سب باتیں
 حسین سوچا کہ میں اپنا رنگ جماؤں اس ملعونہ کو قتل کر دوں میرے آقا کا انپرا حسان ہو یہ سوچ کر
 کنارے آیا رنگ درغن عیاری کا لگا کر ایک کٹھے پر ہمیں کی شکل بنا دوڑا ہوا سامنے گلیپوش
 کے آیا کہا کہ حضور فریاد کرنے آئے ہیں مرگھٹ قریب تھا کنیزوں نے مہا ہا کہ آپ کے بھائی صاحب کا
 لاشہ جلاؤ زمین زمیندار دہا نکا کتا ہر کہ ساحرہ کا لاشہ نہ جلائے دینگے ساحرہ کے جلنے سے زمین بخس
 ہوتی ہر لیکن ہمیشہ سے ہماری برت ہر آپ کے ادا ادا کو جلا یا سب کا کر یا کر م کیا آج کیا یہ

نئی بات ہو کہ ہر زمیندار روکتا ہو گلیپوش نے کہا کہ زمیندار کو کیا دخل ہر ادھر کی سب زمین ہمارے
قبضے میں ہو برہمن نے کہا کہ ذرا کھڑے کھڑے حضور چلین زمیندار کو بھادین پھر ہم سمجھ لینگے یہ سنتے ہی
گلیپوش جادو کو اس وقت کا جانا بہت ناگوار ہوا کہا برہمن دیوتا تم ہمارے طرف سے جا کر زمیندار
کو سمجھاؤ لاشہ جلوادو برہمن نے کہا کہ حضور وہ نہیں مانتا میں بھی دم بھر کے واسطے ٹھہر جاؤ
حضور کو ساتھ لیکر چلون گلیپوش کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا اے دیوتا اسی ظالم کی محبت
میں بھائی صاحب مارے گئے نہیں معلوم اسکو کواسنے لائے پوچھا کہ یہ جوان کون ہو گلیپوش نے کہا
کہ ان کو ہیون کا افسر اسکو بے قتل لیے جانا تھا میں نے چھڑا لیا ایک بھائی اسکا قید ہو اگر اسے
مانا تو مانا ورنہ اسکو عذاب الیم سے قتل کر دنگی مجھے اپنے بھائی کا بڑا قلق ہو اس عورت کو اپنی
کنیز دن میں رکھو گئی برہمن نے کہا کہ حضور کوئی چیز گاؤں یہ ککے تالیاں بچکے گاتے لگا دو چار
شرابے گاتے کہ گلیپوش خوش ہو گئی کہا کہ دیوتا خوب گاتے ہو برہمن نے کہا کہ آپ کو بہت
رامنی کرونگا یہ ککے گلابی کھینچی کہا کہ ایک جام پیو اس جوان کو جلائیے ایرج و حسین دلکشا
آپسین محبت ایک کو ایک دیکھتا ہو ایرج نوجوان کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے حسین دلکشا
کھتی ہو کہ اب دقت مرگ قریب آیا اب یہاں سے بچنا دشوار ہو دیکھیں کیونکر نکلیں کہ برہمن نے
یہ تعجیل جام شراب لبرز کیا کہا کہ ملکہ میرے ہاتھ سے نوش فرما یہ گلیپوش نے ہاتھ بڑھالیا
خوشی خوشی پی لیا شبرنگ بن عروے اور دو چار شراب بھی طق سے گلیپوش کے اُتری
چار جانب دیکھنے لگی کہا کہ میان برہمن کچھ اور گائے شبرنگ نے کہا کہ اے ملکہ عالم کیوں
مزاج کیسا ہو گلیپوش نے کہا کہ اس دقت گرمی بہت معلوم ہوتی ہو جی چاہتا ہو کہ سرزمین پر
دے ماروں ہاں افسوس یہ مجھے قبول نہیں کرتا بڑے افسوس کی بات ہو کہ میں خود طلبگار ہوں
ہوں اور یہ نہیں سنتا ذرا اسکی بندوق کو دیکھو کہ کسی کا کتنا نہیں مانتا شبرنگ بن عروے نے جھک
کان میں ایرج نوجوان کے کہا ایرج کچھ مسکرانے لگا گلیپوش نے منہ لپٹا کر اٹھی جا ہا کہ ٹھلون
بیوشی تاثیر کر چکی ہو کھڑا کر گری شبرنگ کا لغو ہوا گلیپوش کو خنجر ارا شکم چاک قصہ پاک
آواز حبیب آئے لگی شبرنگ نے ایرج نوجوان سے کہا کہ اے شہر بار نکل چلیے ایرج نے کہا
کہ اے برا درختے بڑا احسان کیا ایک مرکب کی تدبیر کردشا پور شیر دل سے بھی قیدے رہاں پال

شاہ پور نے عرض کی کہ ای شہر پار چل کر انکو قید سے چھڑائیے ورنہ بڑی قیامت ہوگی شہید اسے کوہی
 صحرا میں اُترا ہوا دونوں حیار جا کر ایک مرکب لائے ایرج نوجوان اُس پر سوار ہوئے باغ کے باہر
 آئے شاہ پور سے کہا ملکہ کو پستار سے مین باندھ کر لے لو شاہ پور نے یہی کیا کہ پستار ہ ملکہ کا باندھ لیا
 ایرج نے آئے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشندای کافران بھیا دای نا بکاران پر دغا اب میرے
 ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتے ہو نعرہ ایرج نوجوان ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحب قرآنیم
 آفاق گیر۔ تلوار کھینچاڑنے لگے چہار طرف سے کوہی دوڑے ایرج کو گھیر لیا شاہزادہ نور الدین
 بن بدیع الزمان نے جو ایرج کو روٹے ہوئے دیکھا طہماس سے کہا کہ ای برادر بڑی شرم کی بات
 ہو ہر مرتبہ ایرج ہلکے ہا کرتا ہے بارگاہ صاحب قرآن میں بیٹھ کر لاف و گزاف کرے گا یہ دست پیچے
 چاہتے ہیں کہ ہماری تعریف کو بارگاہ صاحب قرآن میں کسی کی مجال نہیں کہ بطور کلام کر سکے
 بادشاہ حجابہ کو درست راستیوں پر توجہ ہے یہ سنستے ہی طہماس کو بہت شرم آئی کہا کہ ای آقاے نام
 غلام قید کو تو بڑتا ہے یہ کہہ کے طہماس نے کہہ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی اب تو جملہ سرداروں نے قید کو
 توڑا نور الدین بدیع الزمان نے جو اپنے سرداروں کو دیکھا طہماس چلے تھے کہ نور الدین
 کی ہتھکڑیاں کاٹیں نور الدین ہر نے بقوت صاحب قرآنی ہتھکڑی کو توڑا اپنے نام کا نعرہ کیا قید کو
 مثل تار عنکبوت توڑ کے پھینک دیا ایک سپاہی کو مار کے تلوار لی ایک ایک افسر نے ایک
 سپاہی کو مارا تلوار ایک فوج کفار پر گرسے نہایت لطف سے روٹنے لگے یہ سب دلیر جو اپنے اپنے مقام
 سے اُٹھے درنوں عیاروں نے حقہ مارے آتش بازی مارے لشکر میں شہید اسے کوہی کے صدا
 الامان الامان بلند ہوئی ایرج نے دیکھا کہ نور الدین ہرنے بھی رہائی پائی بڑے لطف سے لڑ رہے ہیں
 جس کسی نے کہ ان شیروں پر دار کیا دار اُسکا خالی دیکر تلوار چھین لی اُسکو قاش زمین سے اٹھالیا
 چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا چورنگ ہوئی قلم کیا ہر کس کا یہی قصد ہے کہ افسر کو ماریں سب
 اُسی طرف جاتے ہیں نور الدین ہرنے بڑھ کر علم فوج کو قلم کیا علم اور لشکر کفار بھی مارا گیا مگر ایرج
 لڑتے بھڑتے قریب شہید اسے کوہی کے پونچے لکارا کہ ادنا مرد کہاں جاتا ہے ہم آ پونچے
 شہید اسے کوہی پٹا ایرج سے تلوار چلنے لگی نور الدین ہرنے جو دور سے دیکھا گھوڑے کو چکا کر
 پہلے خیال ہے کہ جا کر افسر کو ماریں بیچ میں گھوڑے کو ڈال دیا تلوار کھینچ کر چھپے تھے افسروں کو

قتل کرتے ہوئے آتے ہیں کہ شیا اسے کوہی سے مقابلہ ہوا شیا نے اتھ مارا ایرج نے آواز دی کہ
 نورالدین خبردار اتھ نہ ڈالنا میرا حریف ہو اگر تمھارے اتھ سے مارا گیا تو بہت بُری طرح
 پیش آؤ گا تم کو بھی قتل کر دے گا نورالدین حریف جرات میں کب بٹھتا ہوں جیسے ہی شیا اسے کوہی نے
 اتھ مارا تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے اتھ نکال کر تلوار کا اتھ مارا شیا کے دھڑکے ہوئے
 نورالدین مہر نے بہت خوش ہو کر صدائے تکبیر بلند کی ایرج کو بہت ناگوار ہوا آنکھوں کے نیچے
 اندھیرا آ گیا لپکار کر کہا کہ ادکشتی گیر زادے تو نے مجھ کو چربا تکسین دکھایا نورالدین مہر نے کہا کہ ہمیشہ
 دوست چپی مُردہ کشی کرتے رہے کبھی کسی بہادر سے مقابلہ بھی نہیں پڑا اتھ ایرج نوجوان کو تباہ
 نہ باقی رہی عجیب کے اتھ تلوار کا مارا کہا زبان کاٹ لوں گا تمھیں اس وغیرہ بڑے بھارتے ہوئے
 کہ ادھر یار شکر کفار دباؤ ڈالیں ایرج نوجوان نے کہا کہ جو قریب آئیگا میرے اتھ سے
 مارا جائیگا تمھیں گھوڑے سے کود پڑے گا کہ حضور یہ سر حاضر ہو گا ٹیپھیے مگر برا ہے خدا
 آپس میں مقابلہ نہ ہو ورنہ خرابی ہوگی ایرج نے اسے نورالدین مہر نے بھی کہا کہ ایرج مجھ کو
 چھوٹے قبلہ و کعبہ کا خیال ہو ورنہ تم کو ابھی سمجھا دیتا اور ایرج کو زیادہ غصہ آیا کہا آج تم کو بے
 قتل کیے نہ چھوڑ دنگا تمھاری قضا آئی ہو نورالدین مہر نے کہا کہ ان ایک نجومی نے کہا تھا ایک نامور
 کے اتھ سے تمھاری قضا ہو شاید وہ تمہیں ہوسر حاضر ہو ایرج نے کہا کہ قبضے پر ہاتھ رکھو تم کو تو
 برابری کا دعویٰ ہو دیکھو تو کتنے ہاتھ مارتا ہوں پاک نہ جھپکے اور تلوار چلے شاہزادہ نورالدین مہر
 نے کہا کہ بس یادہ گولی نہ کرو اتھ نورالدین مہر نے بھی قبضہ شمشیر خارا شکاف سلیمانی پر ہاتھ
 ڈالا قریب تھا کہ تلوار چلے سرداروں کی بقیاری کہ پروردگار کیا غضب ہوگا اگر یہ دونوں شیر
 زے ایک کو بھی ختم زخم پہنچا تو صاحب قرآن ہم لوگوں سے ضرور پوچھینگے کہ صواسے گرد آڑی
 نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فلن رہتا ہر عیار سے اس کو خبر دی کہ نورالدین مہر
 و ایرج آپس میں لڑا چاہتے ہیں جلد اپنے کو پہنچائیں نقابدار زرین پوش نے آتے ہی بیچ میں چھوڑا
 ڈال دیا ایرج کی جانب بنگاہ نہ دیکھا کہا کہ کیوں ایرج نوجوان کفار کا حوصلہ بڑھاتے ہو
 آپس میں لڑنا کیسا لٹ کر شاہزادہ نورالدین مہر سے فرمایا کہ تمھاری سعادتمندی مشہور ہو رہی ہے جو
 ایرج ایسا آتش جو اب نہ دیکھ سکتا ہے کہ الگ ہے نقابدار نے کہا کہ تم دونوں صاحب آؤں گا

کفار پر جرات دیکھیں یہ کلمے پڑھا چند ساعت شمشیر زنی کی لشکر کفار نے فرار پر قرار کیا نفا ہزار
 بار گاہ استاد گرائی ان سب شیروں کو نیکر بارگاہ میں آیا شراب و کباب کا چرچا ہا ایک شب مہمان
 رکھا صبح کو بہ عزت و اکرام رخصت کیا سب کو پیغام دیا کہ میری جانب سے صاحبقران اعظم کو
 آداب و تہنیتات عرض کرنا اور کہنا کہ غلام امیدوار بنے اسے صاحبقرانی ہر جرات غلام کی سرکار
 پر بخوبی ثابت ہے سب سردار بہت اچھا بہت اچھا کہ کے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے بخیر و خوبی
 لشکر ظفر بیکر میں آکر پہنچے سنا کہ لقا نے نامہ طرف طلسم ہوش ربا کے بھیجا تھا دہانے ساحر آیا پاہتا
 ہے صاحبقران مصروف عیش میں لقا اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے یہ داستان تعلق جلد دوم ہے

و و کلمہ داستان شوکت بیان طلسم ہوش ربا عیاری خواجہ کی لشکر حیرت میں عین
 وقت پر آنا افراسیاب کا سب کو بچانا بقدر و غضب جا کر گرفتار کرنا عمر و کو اور لیجانا
 کوہ کا وسیع پردہ دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقی مجھے جسام مر پلانا میں بادہ عیش سے ہوں ہر شام کیسے کلام ہے سخن سنج تار سے ہیں میان زلف جانان کس کسکو خیال سر کشی ہے ہر چہ میں بہار سے سمرقند سامان ہو وصل کا سراسر دن رات کی آفتین سہو نگا اک رات تو عیش سے گزر جائے شیراز ہو تھمہ جان عاشق ہم پیرو رند مشربان میں ہر حسن میں رنگ طور مرید	زند و ن کی مدد کا ہر زمانہ ہر دم ہے خیال زلف جانان آگاہ نہیں کہ کیا غم و رنج ایسا ہے خیال کا ہون پابند اس راہ کو کر سکے نہ ہم طو اے ساقی ماہر و ہمار سے ہو ہر قمر چہ اے کمنبر سینا سے قلم ہے ہر سر جو شش کیا باغ مراد سے ثمر پائے ہر دل میں خیال بادہ نوشی میخانے میں آج امتحان ہیں جو حسن میں ہمیشہ سال ہو گا	کسکو نہیں آرزو سے دیرام ہر دل میں ملال زلف جانان ہر گیسو سے یار عنبر افشان ظلمات کی راہ ہے بعبلا بند مضمون سے بلغ ہے ہر ہر مند دن ہر کے کس طرح گزارے شیدا رخ و زلف کا بنو نگا کر دے ہے وصل سے ہم آغوش اے دلبر دلبران عاشق کر دیگا غفور عیب پوشی کیون پیر معان کو ہے ہر کہ ابر و رشک ہلال ہو گا
--	---	---

قدس و ریاض دلبری ہو	ہر آن میں دلبری ببری ہو	ہو زلف صیباہ سنبل تر
ضوح میں ہو ماہ و خورشید	چہرے سے اگر نقاب اٹھیلگی	خود غنیمت کو تاب کب رہیلگی
عارض ہیں کہ پھول ہیں مہر کے	ہم تو بندے ہیں بانگین کے	ہر درج و ہن کہ غنیمت گل
کیونکہ ہو خزان نہ رنگ بلب	ہر بات میں دلبری نزاکت	ہر باغ جہان میں رنگ شرت
عیار یوں کا نشان بتاؤں	حیرت ہر وہ داستان سناؤں	چہرہ عیاران طرار و طراران

خبر گزار اس داستان عجائب بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شہر مصنف راقم این کلام حیرت خیز
اشتبہ کلک را کند صہیز یہ داستان حیرت بیان متعلقہ جلد چارم ہوا فراسیاب جادو یاغ سبب
میں بیٹھا ہر حیرت جادو و مقابلہ صرخ میں فروکش ہیں کہ مصور جادو و برات ملاقات افراسیاب
آیا افراسیاب نے پوچھا کہ کیوں مرشد زادے جنگ کا کبار رنگ ہر مصور نے کہا کہ ای شہنشاہ
کیا عرض کروں میں نے چالیس دن مشقت کر کے کل مسلمانوں کی تصویریں گنچین شاگرد و
برق نامور خد متکار بنکے صندوق عیاری کر کے لیگیا میں میدان کارزار میں نہ جاسکا آرزو تھی
کہ میدان کارزار میں جا کر ان تصویروں کو مسلمانوں کے سامنے پیش کرونگا سب دیوانے ہو جائیں گے
وہ دن نصیب نہ ہوا جا کر لڑا آخر شکست کھائی ایسا مال اٹھایا کہ وہ دن کھانا نہیں کھایا کیا
عرض کروں کہ کیا گزری افراسیاب نے کہا کہ مرشد زادے کو مسلمانوں نے ستا دیا وہ صدمہ
پونچاؤں کہ تڑپ تڑپ کر اپنی جان دین کہا کہ قنطور بلا خیز کو بلا دے کیلے افراسیاب نے
ایک دستک دی کہ آسمان پر ابرسیاہ پیدا ہوا رعد گر جا برق چلی طائر دن نے زمزمہ سرائی
کی آواز آئی غلام حاضر ہوا افراسیاب نے کہا کہ آواز خیر خواہ دولت دیکھا کہ ابرشوق ہوا ایک
جادوگر سرگھلا ہوا بال کرتاک یہ معلوم ہوتا ہی کہ شب دیکھو راسی میں سماگنی ہو یا سود شب تیرہ
کہوں یا سود دیدہ آہو سے مثال دون یا پردہ ظلمات میں سیاہی شب ہجران کی اسکے سامنے
بات ہر ستر ہزار جادوگر بشکل ہائے صہیب پشت پر علم اسے سرخ و سیاہ کے پھر ہرے کھلے ہوئے
انپر تعریفیں سامری و جمشید کی مرقوم مدفوح کی دھوم قنطور بلا خیز نے اگر غلام کیا
دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا آج کیا تھا کہ جو غلام کو طلب فرمایا افراسیاب
نے کہا کہ ای قنطور مغرور لونڈی غلاموں نے بہت سراٹھایا تم جادو سب کی مشکین باندھ کر لاؤ

اہرولت سزا دینے قنطور نے عرض کی کہ وہ کون لوگ ہیں افراسیاب نے ایک آہ سرد دل برد
سے کہیں بھی کہا کہ اے قنطور کیا کمون بہار گلزار جاؤ دشمنوں سے ملیں بی محذور بھی نکل گئیں کیا
کمون کیا دل پر گزرتی ہے لفظ

<p>اُس اگلے کو آج تو کچھ سے میل ہے سو لگھا ہوا ہے گیسو دن میں جو پھیل ہے لین بوسہ اُن بون کا جنہیں چو ستا ہے غیر طول امل سے ہوتی ہے نشوونما کسے آنکھیں کسی کے جلوے سے روشن خدائے کیں جیابے جو عشق کیون نہ ہو پانی ایک ہو فرقت میں اپنی دل لگیں زین نمی نئی آنکھوں میں کٹ رہی ہے شب ہجر یار آج بوچھا رہم ہر سنگ حواشی کی ہے جلال</p>	<p>نقدیر کے تاشے ہیں قدرت کا کھیل ہے تو کو تھمارے تلون میں بھی تھیل ہے دینے ہو وہ شہر اب ہمیں حسین میل ہے چست ہستی نہیں منڈھے جو کبھی یہ وہ پیل ہے گھی کے چراغ جلتے ہیں کب زینیں تیل ہے کیا خون دل کا آنکھ کے آنسو میں میل ہے ردنا بھی اک ہنسی ہے تڑپنا بھی کھیل ہے میرے چراغ خاموش ہیں کس تل کا تیل ہے چرخ خمیدہ پشت نہیں ہے غلیل ہے</p>
---	---

قنطور نے عرض کی کہ اے شہنشاہ چشم زدن میں گرفتار کر لاؤ لگا افراسیاب نے کہا کہ عیاروں
سے بچنا قنطور نے کہا کہ عیاروں کی یہ مجال ہے کہ میرے لشکر میں آئیں اور اگر عیاری کریں یہ سنکر
افراسیاب نے کہا کہ یہ نہ کہو عیار بلا سے روزگار میں اسے بچنا مشکل ہے لیکن حفاظت کرنا قنطور نے
یہ سب باتیں سنکر اپنے لازموں کو نگاہ میں کیا کچھ پڑھ کر ٹھونکا قنطور بلا خیز کوچ کر کے چلا کئی منزل
جا چکا ہے کہ زہر کوہ بلور آکر ٹھہرا کہ قریب اپنے دربار میں بھیجے ہیں تمام سرداران نامی و عیارات
گرامی اپنے مقام پر موجود ہیں کہ چرند پرند نے آکر فریاد کی کہ قنطور بلا خیز سا تھ ہزار ساروں
کی جمیت سے ہر اسے مقابلہ نہ کا آتا ہے یہ سننے ہی برق فرنگی اٹھا عیاروں نے کہا کہ میان برق
کسان پہلے برق نے کہا کہ جاؤ قنطور کی خبر یوں یہ کہے پہا خواجہ کہے آئے کہ انشاؤ اللہ میں خبر لگتا
اگرچہ پڑا تو انکو دنا ہوں یہ کہہ کر خواجہ بھی چلے گئے برق فرنگی فقیر بن کے لشکر قنطور میں آ پہنچا
قنطور اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے اور ایک آئینہ سامنے رکھا ہے اسکو دیکھ کے ہنسنا بلور جادو پہلو
بیٹھا ہے کہ کس برق فرنگی فلان بازار میں فقیر بنا ہوا خبر دریافت کر رہا ہے جا کر اسکو ہمارے پاس

بلالاد بلور چلا یہاں برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑا تھا کہ بلور جادو نے کہا میان برق چلو تلو شاہ نے
 بلایا ہر ہوش تو برق کے اڑ گئے مگر ضبط کر کے کہا کہ آپ کس سے کہتے ہیں بلور نے کہا کہ اب زیادہ باتیں
 نہ بنائیے چلیے آپ کو قنطور بلا خیر نے بلایا ہر برق نے کہا کہ میں بیچارہ برق کو کیا جانوں فقیر کو گدا
 بلور نے منہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ دروغن اسکے چہرے کا اڑ گیا بصورت اصلی ہو گیا کنوین بازو دن
 پر تو بڑا عیاری کا لٹک رہا ہر لباس بھی معقول پہنے ہوئے ہر چند انکار کرتا ہر بلور جادو نہیں انسا
 ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ چلیے برق ناچار ہو کر اسکے ساتھ ہو لیا تھوڑی دور چلے گئے کہ ایک جادو گر اور
 آیا اسے بھی کہا کہ میان برق صاحب چلیے اسی طرح سات جادو گر پی در پی آئے ہر ایک نے بھی
 کہا کہ میان برق فرنگی چلو برق اپنے دل میں کہتا ہر خوف کیا معلوم ہوا ساحر زبردست ہر
 سمجھ گیا ہر چلے بات کریں جواب و سوال ہو گا ہنر اسکا کیا نقصان کیا ہر جو کچھ ہو گا سمجھ کر جواب دینگے گدے
 پر رکھے ہوئے چلے جب دروازے پر پہونچے جادو گروں سے کہا کہ جا کر شاہ سے عرض کرو کہ آپ کا نیاز
 حاضر ہوا ایک جادو گر نے جا کر عرض کی حکم ہوا تم سب باہر ہو برق کو یہاں بھیجا دیا کہ میان
 برق صاحب جائیے برق اندر آیا قنطور کو جھک کر سلام کیا کہا اصل کیفیت تو یہ ہے کہ ہنر ہزاروں
 جادو گر قتل کیے لیکن آپ ایسا جلیل ہماری نگاہ سے نہیں گذرا ایسا بیدار مغز کون ہو گا کہ ہم لشکر میں آئے
 آپ کو معلوم ہو گیا آپ سے بلالیا قنطور منہا کہا کہ میان برق صاحب اصل تو یہ ہے کہ جب آپ نے لشکر میں
 داخلہ کیا ہلو خبر ہو گئی بس ہمیر کوئی کیا عیاری کر سکتا ہر برق نے کہا کہ حضور کیا مجال جو آپ پر عیاری
 کرے میں نے تو ابھی تک کوئی خطا نہیں کی فقط حاضر ہوئے کہ حضور سے ملاقات کرینگے شکر ہے کہ بڑے
 لطف سے ملاقات کی ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں رہیں جو کامل ہوتا ہر وہ قدرت دان بھی ہوتا کہ
 پس آپ کی قدرتانی خیر عزت افزائی کر لی میں جا کر سب کو آگاہ کر دوں کہ خبردار ہمارے آقا
 کے لشکر میں کوئی جانے کا ارادہ نہ کرے اگر آپ فرمائیں تو میں عمر و کو پکڑ لاؤں اگر اس ساربان زادے
 کو قتل کیا تو سب سردار بلا تکلف آپ کی خدمت میں آئینگے آپ کی معرفت اصلاح ہو گی عمر و عیار
 کے بھروسے پر سب سردار ہیں کہ اسی آئینے کی جانب پھر قنطور نے دیکھا مسکرا کر کہا کہ اے برق
 خواجہ عمر و بھی تشریف لائے ہیں ایک خدمتگار کو آواز دی کہ فلاں بازار میں خواجہ عمر و بھی
 بصورت ساحر پھر رہے ہیں جا کر بلالاد وہ خدمتگار چلا دروازے پر چند جادو گر بیٹھے تھے وہ چلے

یہاں خواجہ عمرو داخل لشکر بصورت ساحر ہوئے ہیں کہ ایک ساحر نے آکر سلام کیا کہا کہ خواجہ صاحب
 چلے آپ کو قنطور بلا خیر نے بلایا ہے خواجہ عمرو اپنے دہنے بائیں دیکھنے لگے فرمایا کہ یہاں تو کوئی نہیں
 اتنے عرصے میں چار پانچ جادوگر اور آگے ہو چکے ان سب نے بھی یہی کہا کہ قنطور بلا خیر نے بلایا ہے
 ایک نے منہ پر ہاتھ پھیر دیا خواجہ نے اپنے کو بصورت اصلی پایا ناچار ان سب کے ہمراہ وہ
 دربار گاہ قنطور پر پہنچے کہا شاہ سے عرض کرو کہ خواجہ عمرو حاضر ہے قنطور نے اندر بلا دیا کہا کہ
 میان برق بھی بیٹھے ہیں باتیں بنا رہے ہیں قنطور نے کہا کہ خواجہ صاحب آئیے ہیں آپ کا
 بہت مشتاق تھا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے شہنشاہ اس مجلس از کو آپ نے کیوں بلایا برق نے
 کہا کہ ہم تو اب شہنشاہ کے نوکر ہو گئے اب آپ کچھ نہ فرمائیے مہرخ و بہار کو پکڑ لائیں گے چلے میان
 باغبان کی گردن لونگا قنطور کہتا جاتا ہے کہ میان برق فرنگی حقیقت میں مختار اور نامور برق
 نے کہا کہ حضور سب آپ کی وجہ سے یہ لیاقت حاصل ہوئی اب مجھے لگے مہرخ و بہار سے کیا
 کام آتو میں خدمت میں شاہ کی رہونگا ملک مہرخ و بہار کو معلوم ہو گا تو میرا کیا کر نیگی میں
 کسی کا غلام نہیں ہوں خواجہ نے کہا کہ میان برق ذرا ہوشیار رہنا جس دن ملک مہرخ کی گرفتاری
 کا قصد کرو گے اُس دن مختار سے واسطے بری خرابی ہو گی تمہیں جان بچانا مشکل ہو گی مختار سے
 لوندے بہت سے میرے شاگرد ہیں انکو تعلیم کر دیا آج تک تجھ کو عیاری نہیں آئی ایسا نالائق کون ہو گا
 کہ ابھی آنے ابھی نو کو بھی ہو گئے برق نے کہا کہ مانک لائق پایا اسکے مطیع ہو گئے جب عمرو نے برق
 کو نالائق نالائق کسی مرتبہ کہا تو قنطور بھی بولی اٹھا کہ خواجہ مختار سے شاگردوں میں تو کوئی ایسا
 نہیں خواجہ نے کہا کہ آپ میرے شاگردوں کو کیا جانیے برق نے کہا اے شہنشاہ اب خواجہ جب
 آئیں گے پہچان لے جائیں گے قنطور نے کہا کہ بہر نوع ہمارا یہ مطلب تھا اے شہنشاہ اوج عیاری
 کہ اب ہمارے لشکر میں آنے کا ارادہ نہ کیجیے گا میرے پاس مراۃ مکر موجود ہے خواجہ نے کہا کہ
 ہم اُس مراۃ کو بھی دیکھ لیں گے میان برق صاحب اب آپ ہمارے لشکر میں ہی نہ آئیے گا برق
 نے کہا کہ ہم خود حاضر ہو گئے ہماری وجہ معاش کا سامان ابھی طرح ہو گیا وہاں تو نے جوئے بیٹھے
 میں چڑے رہتے تھے یہاں بارگاہ ذرا بقی میں آرام کرینگے اور جیسے ہوشیار رہے گا خواجہ و
 برق سے خوب تکرار ہوئی قنطور نے بھی کہا کہ خواجہ آپ کو چڑے صدمے ہو پھیلے مجھے لسی

عیار کی ضرورت نہیں مگر برق فرنگی پڑا رہیگا خواجہ یہ باتیں سنکر اٹھے قنطور نے کہا کہ خواجہ اب
ہمارے لشکر میں نہ ٹھہریے گا عمر و سنے کہا کہ ہماری پاپوش ٹھہرتی ہے یہی فخر آپ کے واسطے بھی ہو گا عمر و
تو بڑبڑاتا ہوا چلا گیا برق نے کہا کہ ایسی شہنشاہ اب میں لشکر اسلام میں بھی جانے کے لائق نہ رہا
قنطور نے کہا کہ میان برق تم بیان رہو تمھارے واسطے سب سامان ہو جائیگا برق نے کہا
کہ آپ میرے کمالات سے تو آگاہ ہو جیسے یہ کہلے بایان اٹھایا یہ غزل عاشقانہ شرمع کی نظر

نہیں ہر تے کی کچھ قدر گرفتار نہ ہو
کہ شمع بھی مری محفل میں اشکبار نہ ہو
کسی کو یار کا اتنا بھی انتظار نہ ہو
نہیں ہر سرو وہ خوش قد جو میوہ دار نہ ہو
جو اس چمن میں خزان ہو تو پھر بہار نہ ہو
عجب نہیں ہے جو پتھر میں بھی شرار نہ ہو
برنگ غنچہ جگر جنتاک فگار نہ ہو
کسی کے تیرے کوئی کبھی فگار نہ ہو
اکسی خنجر سفاک آبدار نہ ہو
نہ دیکھیں ہم کبھی اُس گل کو جس میں خار نہ ہو
ابھی سے روز سہ میں تو بقیہ ار نہ ہو

مزا وصال کا کیا گرفتار نہ ہو
نہ روئے تاکوئی عاشق یہ حکم ہر اُسکا
جو ہچکی آئی تو میں خوش ہوا کہ موت آئی
ذوق ہر سبب تو عذاب ہر لب شیرین
برنگ حسن بستان ہر دل شلفتہ مرا
کئی ہر کیسی زمانے سے رسم سر گری
نہ ہنسنے سے کبھی ہم راز پوش واقف ہوں
تری مژہ کی جو تشبیہ اُس سے ترک کریں
دہم خیر تو کر بین نظارہ جی بھر کے
کمال صورت بیدار دے سے تفسیر ہر
ہزار دن گور کی راتیں ہین کاٹنی نلخ

اس رنگ میں برق نے یہ عنبر لگانے کہ قنطور بہت خوش ہوا کہا کہ ای برق تم خوب گائے ہو
برق نے کہا کہ ابھی آپ نے کیا سنا آپ کو بہت راضی کروں گا برق نے باتیں کرتے کرتے کہوت
عیار سے کچھ پرچے کاغذ کے نکالے قنطور نے پوچھا کہ ای برق اس میں کیا ہے برق نے کہا کہ
تصویریں خیالی ہیں کچھ اصلی ہیں قنطور نے کہا کہ یہ تصویریں تم نے کیوں کھینچیں برق نے کہا کہ
عیار دن میں ایک پیشہ اور بھی ہوتا ہے اپنا عیب بھی آپ سے بیان کرتا ہوں رومیون زمینداروں
کی بہو بیویوں کو پکڑ لاتے ہیں تاجروں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں ایک ایک عورت میں دود دالے
تین تین آنے اکثر پانے ہین قنطور نے کہا یہ کیا برق نے کہا کہ حضور ایک لاکھ چوراسی ہزار

اعیار ہیں سب ہر حصہ دیتے ہیں ہم بھی سب کو دیتے ہیں اسی میں بسا اوقات ہوتی ہر اب جو میں لاؤنگا
 کسی کو حصہ نہ دوں گا یہ کلمے برق نے ایک تصویر نکالی کہا کہ دیکھیے اس عورت کی تلاش میں کئی مہینے
 سے پھر رہا ہوں لیکن قابض نہیں ہوتا تصویر جو لیکر قنطور نے دیکھی عجب نازنین مہجبین کو دیکھا
 کہ لو نور کی چہرے سے نکل رہی ہے پتلے پتلے ہونٹھو کہ جنہیں مسیحا کی در عنائی و زیبائی مشوقہ و لغریب
 کس خوش ادا صاحب ناز و غمزہ قنطور نے گھبرا کے کہا کہ ای برق یہ نازنین کہاں ہے برق نے
 کہا کہ یہاں سے تین کوس پر ایک زمیندار رہتا ہے یہ اُسکی دختر بلند اختر ہر صدمہ اُسکے عاشق میں
 اُسکے باپ نے ابھی کسی کو قبول نہیں کیا اپنے بقصر پر آ کے بیٹھتی ہے عاشق تن آ کر جمع ہوتے ہیں میں بھی
 فکر میں جاتا ہوں امیر شہشاہ اگر آپ تشریف بچھلین تو سو کر کے نکال لائیے گا بیچ میں دو ہزار روپے
 اب لوں گا ۱۰ روپے ہزار روپے بعد کو دینا ہونگے اب تو میں خواجہ سے جدا ہوا کسی کو حصہ بھی نہ دینا چاہیگا
 بنک گھر میں داخل کر کے ماہواری لیا کر ونگا قنطور نے کہا کہ ای برق تم خاطر جمع رکھو میں اس محبوب
 مرغوب پر عاشق ہوا ایسا کچھ تلو ونگا کہ تم عمر بھر یاد کرو برق نے کہا کہ اگر حضور مجھے اپنی خدمت میں
 رکھیں میں لشکر اسلام سے بہار و محمود کو چہرہ کر دس پانچ ہزار روپے کو بیچ لاؤں یہ محبوب آپ کی
 خدمت میں رہے قنطور نے کہا چلو برق نے کہا کل چلیے گا قنطور نے کہا کہ ای برق مجھ پر رات
 نہ کشیگی میرا تو عجب حال ہے قنوب پر ہجرم غم و ملال ہر نظم

افسانے کو ن سنا ہر حال شہیدہ کے
 ملتے نہیں نشان غبار پریدہ کے
 غصے وہ ہی رہے مرے دامن کشیدہ کے
 جلو سے کچھ اور ہی ہیں گل لہر مسیدہ کے
 شکوے کہاں کہاں ہیں مرے آب دیدہ کے
 فتنے دراز ہیں دل نا آرمیدہ کے
 خوابان رہے نہ لوگ گلاب چکیدہ کے
 سامان نئے ہیں روز ترے غم کشیدہ کے
 دامن ہیں تار تار قبا سے دریدہ کے

کتنے ہیں شکے تذکرے مجھ غم رسیدہ کے
 کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کریں
 میں خاک بھی ہوا نہ گئی پر کشیدگی
 جو تم میں بات ہو وہ کسی اور میں کہاں
 سیلاب چشم تر سے زانہ خسرا ب ہر
 کچھ انتہا نہیں ہر کما تک مناسیے
 قطرے ملے جو تیرے پسینے کے گلاب دن
 آہوں کی دھوم ہے کہیں نالوں کے غلغلے
 آرام گاہ اشک ہے ویران ای جنوں

اوست نازکیف یہ تیرے سخن میں ہو	رہو کے کلام پر ہین شراب چکیدہ کے
دیوان میں وصف ہو عسرق جسم یا کا	مضمون کہان کہان ہین گلاب چکیدہ کے
مژگان سے بچ نسیم کہ ابرو کے پاس ہین	یہ تیرے بیٹھا ہین کہان کشیدہ کے

برق سے کہا کہ حضور کیون گھبراتے ہین اس سے بہتر تو میں نے سیکڑوں بیچ ڈالین اگر حضور چاہیں تو آج ہی لے آئیں درندہ ایک دیر میں بد زنگی بوجا کرنے آئی ہین اُس دن نے آؤنگا قنطور نے کہا کہ ای برق میں چلوں گا برق نے کہا کہ بخشی آپ کی میں خدمت گزار می کو حاضر ہوں کسی مقام پر کسی نہ کرونگا قنطور بلا خیر لباس پہنکر تیار ہوا وہ تصویر تو کھینچ پر رکھے ہوئے ہو برق نے بہت کہا کہ تصویر تو مجھے دیدیجیے قنطور نے کہا کہ جب صاحب تصویر کو یاؤنگا تصویر دیدیونگا برق قنطور کو لگا کر لچلا راہ میں باتیں کرتا ہوا کہتا جاتا ہوں کہ حضور آپ کو سامری جمشید نے وہ جاہ و جلال دیا ہوں کہ وہ خود دیکھ کر عاشق ہو جائیگی قنطور کہتا ہوں کہ جان دال ایسے محبوب پر نثار ہوں کیا کروں دل دھڑک رہا ہو کھینچ پھر کر رہا ہو جب یہ معشوقہ قبضے میں آئے تب قلب کو تسکین ہو برق کہتا ہوں کہ حضور آج شب کو بڑا چھپر کھٹ بچھاٹینگے معشوقہ کو آپ کے پہلو میں لٹائینگے شراب و کباب حاضر ہو یہ حقیر آپ کا بیٹھ کر غزلیں پڑھیاں گائے حضور خوش ہوں وہ بھی راضی ہو قنطور جادو کہتا ہوں کہ ای برق بختارے آنے سے میں بہت خوش ہوا مجھ پر کوئی عیار عیاری نہیں کر سکتا جس وقت لشکر میں تھے داخلہ کیا مجھ کو معلوم ہو گیا آج ہی میرا جی چاہتا تو عمرو کو قتل کر ڈالتا لیکن تین روپے کے پیادے کو قتل کرنے سے کیا نفع صرخ دہمار کو قتل کر ڈالتا میان باغبان پر وہم سر پڑ گیا دیکھوں تو کیسے ساحر ہین رعد و برق سے سمجھو نگاہ برق لالہ پر سر کر دنگا کہ جنگ و دعویٰ ہر ہماری کوئی صورت تبدیل نہیں کر سکتا تڑپ اُنکی مشاؤون خاک میں ملاؤں برق درست درست کہتا ہوا چلا آتا ہوں جب کوس بھر لشکر سے نکل چکے ایک مقام پر برق رکا کہا کہ حضور دیکھیے یہیں سے وہ پہاڑ معلوم ہوتا ہوں درہ ہاے کوہ میں عاشق بیٹھے ہین سو حق کر رہے ہین وہ سامنے جو قصر کلاں معلوم ہوتا ہوں اسی میں ملکہ آکر بیٹھتی ہین قنطور لٹا کہا بھائی برق کہان برق نے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ وہ سامنے ہندی معلوم ہوتی ہوں قنطور کہان کیلے لٹا برق نے دل سخت کر کے حلقہ کھند گلی میں ڈال دیے خوشی میں اگر نعرہ بھی کیا نعرہ برق تصنیف مصنف

نقب ہر مہر برق خنجر گزار	کہ استاد ہین خواجہ نامدار	تڑپنے میں میں برق رفتار ہوں
کے کون مکار و عنہار ہوں	کردن سیکڑون کوس کی راہ طر	ارسطو سے ذی علم شاگرد ہوں
دیکر پر میرا پسرار ہا	تڑپ سے مری چرخ بہار ہا	بذریعہ دم غرب ہر شرق ہوں
چھلاوا ہوں میں نام بھی برق ہوں	ارے کہ قنطور پشاور برق سے	حباب ار کر ہیوش کیا نور ازبان

میں سوزن دیا پستارہ قنطور کا باندھ کر لے بھاگا گر ساحر زبردست ہر برق دیا جاتا ہر پستارہ بدبدم
 بھاری ہوتا جاتا ہر کبھی برق گھٹنے ٹیک دیتا ہر اس رنگ سے لیے جاتا ہر لشکر کوس بھر ہر خیال میں
 ہر کہ ای برق کیونکر لشکر میں پہنچنے کرتا پڑتا چلا مشکل کوس بھر کا راستہ طر کیا لشکر کے نشان معلوم ہوئے
 کسی قدر دل کو ڈھارس ہوئی کہ صحر سے گرد آڑی برق نے نخل کی آڑ پکڑی دیکھا کہ صحر و صبار رفتار
 دونوں عیار بچیان افراسیاب کی موڑی ہوئی آتی ہیں برق نے جا ہا کہ اپنے کو مخفی کر دن میں چھپ جاتا
 لیکن صبار رفتار نے دیکھ لیا صحر سے کہا کہ آستان نگوڑا بھور یا کھڑا ہر پستارہ بدوش ہر صحر
 نے کہا کہ سامری و جمشید خیر کرین کسی سردار کو لایا ہوگا ہکو دیکھ کر چھپتا ہر لیکن ہمارے لشکر کا
 کوئی سردار معلوم ہوتا ہر ای صبار رفتار یہ جاننے نہ پائے صبار رفتار نے وہیں سے لٹکارا کہ او
 بھور یہ بتا کہ اس پستارے میں کون ہر برق سوچا کہ ان دونوں سے بچنا دشوار ہر صحر بڑی
 مکار و غدار ہر پستارہ لیکر سامنے آیا کہا آستان تھے پردہ کیا میں جان اپنی دیکر قنطور کو لایا ہوں
 اس وقت اگر بولوگی تو استاد کا بھی پاس نہ کرونگا آج تمھاری ناک کاٹ لوں گا صحر نے سر پٹ لیا
 کہا کہ او ظالم غضب کیا کہ تو قنطور ایسے سردار کو پکڑ لایا اسی کے مقدمے میں افراسیاب فرماتے تھے
 کہ ہمارے گھر میں اتنی فوج ہر کہ اگر لشکر کشی کریں تو گاؤں زمین بار نہ اٹھاسکے اسی حال پر ملال
 میں صحر نے پھر بار برق نے اک دائی ہو کر خالی دیا ایک طرف سے صبار رفتار چلی ایک طرف
 سے صحر دونوں بلا سے روزگار رہیں نیچے پکڑ کے گرین نیچے مار رہی ہیں جواب میں تلوار مارنا تو کیا
 برق کو بیان بچانا دشوار ہر کبھی خالی دیتا ہر کبھی سپر پر گانٹھتا ہر دونوں عیار بچیان جاہلی ہیں کہ
 پستارہ چھین لین برق نے دیکھا کہ اب جان نہ بچیلے پستارہ کھولا کھسکا کر زمین پر گرایا اگر داسکے
 بھر رہا ہوں اپنے کو بھی بچانا ہر پستارے پر بھی آنچ نہیں آنے دیتا صحر جاہلی ہر کہ یہ پستارے
 کے پاس سے ہٹے تو میں قنطور کو ہوشیار کر دن برق نہیں ہٹتا صبار رفتار نے ایک مقام پر

بیٹھ کر پالت کا ہاتھ مارا برق نے جست کی چند قدم پیچھے ہٹا تھا کہ صرصر نے ہتھارے پر قبضہ کیا
 اب تو برق گھبرا یا کہ ایسا نہ ہو صرصر قنطور کو ہوشیار کر دے لڑنا جاتا ہے اکثر چاہتا ہے کہ نکل جاؤں
 تو وہ دونوں اسکو روکے ہوئے ہیں جانے نہیں دیتی ہیں ہر طرف سے روک رہی ہیں برق کی
 ذرا ہلک جھپکی تھی کہ صرصر نے قنطور کی زبان سے سوزن نکالی صبا رفتار نے بڑھ کر حجاب دفع
 دار سے بیہوشی مار دیا قنطور نے کر دت لی برق بھاگا صرصر نے کہا کہ اے شہنشاہ قنطور مجھے
 صبا رفتار نے ایک پتھر برق کو مارا پشت پر برق کی پڑا برق نے کچھ خیال بھی نہ کیا صرصر
 نے کہا کہ اے صبا رفتار یہ جاتے نہ پائے صبا رفتار نے اور پتھر مارا پالتوں برق کا زخمی ہوا دونوں
 عیار بچیان سدا رہ ہوئیں یا سامری دجشید نہ کہتے مارنے لگیں برق کو ہٹنے نہیں دیتی ہیں
 برق نے ہلک کر دعا کی کہ اے حافظ حقیقی وای مالک تحقیقی ان ظالموں کے ہاتھ سے بچائے ہلک کر جو
 برق نے دعا کی تیر دعا ہر مراد پر پہونچا کہ کثیر جادو و ملازم افراسیاب ہو پر اڑی ہوں
 جاتی تھی اُسکی جو نگاہ برق فرنگی پر پڑی جی میں کہتی ہے کہ اے کثیر جادو و برق کو لینا چاہیے آئے
 تو بڑے صرصر نے شہنشاہ کو پہونچائے ہیں انعام و اکرام لہیگا غنچہ آرزو کھلیگا یہ سوچی اور تڑپ کے
 گری برق تو مصروف جنگ تھا کثیر نے گرتے ہی کمر میں سنجہ دیا برق کو لے اڑی طرف کو وہ نیسا
 کے چلی بیان صرصر و صبا رفتار نے قنطور کو ہوشیار کیا تھا یہ تڑپ کے اٹھا صرصر نے سب
 کیفیت بیان کی کہا برق کو کوئی لے گیا اب تو آپ اپنے لشکر میں جائیے میں جا کر شہنشاہ کو اطلاع
 کرتی ہوں جو کوئی لے گیا ہو گا شہنشاہ کو معلوم ہو جائیگا دونوں طرف بلغ سیب کے چلین
 قنطور کہتا ہے کہ بڑے عیب کی بات ہے کہ برق مجھ کو کس فطرت سے پکڑا یا کمر سامری دجشید نے
 بچا یا اب سلمان میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچینگے یہ کہتا ہوا اپنے لشکر میں پہونچا افسروں نے مال
 پوچھا قنطور نے کچھ حال نہ بیان کیا بڑا حجاب ہے کہ عیار بچیان نے مجھ کو اس حال پر ملال میں کھینچا
 اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف لشکر اسلام کے چلا دو منزلہ سے منزلہ طر کرتا ہوا جاتا ہے لیکن کثیر
 جو برق کو لیکر چلی اڑی ہوئی جاتی ہے کہ جنگل میں اسنے دیکھا کہ ایک طفل خوش رو کھڑا ہوا گاربا ہے کثیر
 بفرار ہو گئی آسمان سے اتر آئی ایک نخل کی اڑ میں برق کو ڈال دیا قریب آکر کہا کہ میان صاحبزادے
 کھانسنے آئے ہو کہاں جاتے ہو لڑکے نے کہا کہ ہم عورتوں سے بات نہیں کرتے اُس شخص کی نانی کا

ساتھ برس کا سن ہو کر محلے میں انکی وجہ سے آبادی ہر عمدہ کپڑے پہن کر دروازے پر کھڑی رہتی ہیں محلے کے
 لڑکے جمع رہتے ہیں جو راگمیر نکلا اُسکو بھی بھتیا کیلے بلالیا دن بھر دروازے پر ہلڑ رہتا ہے مجھکو منع کر دیا کہ
 کہ کسی عورت سے بات نہ کرنا ورنہ بھنس جاؤ گے بس میرے پاس سے جاسیے میں بھنسنے والا نہیں ہوں
 کثیر نے کہا کہ میان وہ غزل کا دجو ابھی گارہے تھے لڑکے نے کہا کہ ہمیں شراب پلاؤ ایک پیسہ دو ہم ایک
 پیسے میں ایک غزل اور ایک ٹھری گاتے ہیں خالی نہ گائیں گے کثیر نے کہا کہ شراب تو دور ہے پیسہ چیز لو گاؤ لڑکے
 نے کہا کہ جب نشے میں ہوتے ہیں تو خوب تان اُڑاتے ہیں تم کون ہو کہا سننے آتی ہو کہاں جاتی ہو
 کثیر نے کہا کہ میرا کثیر جادو نام ہے صاحب افراسیاب برق فرنگی عیار کو کپڑ لائی ہوں خدمت
 میں شمشاہ کے لیجاؤنگی مختار کا نامسکے جلی آئی لڑکارو نے لگا کہا ہکو نہ کپڑ لیجا ناہنے سنا ہے لڑکے کپڑے
 جاتے ہیں ہم تو غریب گوئیے ہیں گا بجا کے چار پیسے پیدا کر کے لیجاتے ہیں ہم کپڑے جاتیں تو بڑا غضب
 ہوتا ہے روتے روتے جان دینگی چھوٹی ہیں بھتیا بھتیا کیلے روئیں گے کثیر نے کہا کہ نہیں تمہیں کپڑے سے
 کیا فائدہ تم ٹھہر جاؤ ہم شراب بھی لاتے ہیں کثیر جا کے بھٹی پر سے بوتلی شراب کی لائی کہا میان لڑکے کو
 پیو اتوار کا بہت خوش ہوا پیالی پھر کے کہا نہیں تم پیو دو نون کو نشہ ہوگا تو مزا ملیگا کثیر کو بھولی بھولی
 باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں پیالی پہ گئی لڑکے نے کہا کہ وہ مارا کثیر نے کہا میان یہ کیا کہا لڑکے نے کہا
 کہ اس میں سنگیا تھی اب کیا زندہ بچوگی نانی نے یہ نسخہ ہکو تعلیم کیا ہے کثیر گھبرا کے اٹھی لڑکھڑاکے گری گرتے ہی
 بیوش ہوئی خواجہ نے نفہ کیا نتم ہر سہری عیاری و قہقہہ خنجر زاری یہ کیلے خنجر مارا برق بھی ہوشیار ہوا
 خواجہ نے لباس کثیر کا اتار لیا برق کو خواجہ نے ایک طمانچہ مارا کہا ابے کہاں گیا تھا کیوں گرفتار ہوا
 قنطور کے یہاں کیا گزری برق نے سب حال بیان کیا عمر و نے کہا کہ وہ لشکر پر آئیگا خواجہ و
 برق لشکر میں آئے دیکھا کہ سرداران حیرت واسطے استقبال قنطور کے جاتے ہیں عمر و نے کہا کہ خدا
 خیر کرے پردن رہے صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ قنطور بلا خیر تخت پر سوار لشکر ساحراں پشت پر
 حیرت بارگاہ سے نکل آئیں قنطور نے حیرت کو سلام کر کے کہا کہ غلام اپنا لشکر الگ اتار تا ہر
 میں نے بڑا لال اٹھایا مگر آب کی عیار بھپوں نے بڑا کام کیا برق کو تو کوئی اٹھا کے لے گیا حیرت
 نے کہا کہ جبکی قضا آئی ہوگی وہ برق کو لے گیا ہو گا مارا جائیگا عیار وں کے مقدمے میں جسے
 دخل دیا وہ مارا گیا قنطور نے کہا کہ خیر اب حضور ملاحظہ کریں گی کہ میں لشکر مسلمانان کا کیا حال کرتا ہوں

جو سانحہ مجھ پر گذرا اسکا ذکر کرنا کیا ضرور ہو حضور ملا حنفہ فرمائیں گے جا کر طبل جنگی بجا ایسے بیان مہر خ فخر
کو بھی خبر پہنچی کہ قنطور بلا خیر آگیا خواجہ عمر و برق بھی دربار میں موجود ہیں برق نے کہا انشاء
زبان نہ ہلانے دو لگا خواجہ نے کہا بنیاد یہ کیسا ستم ہو کہ جہان لشکر میں اسکے گئے اسکو خبر ہو جانی
ہو نیراسا حزر بردست ہو پہلے ہی سے تدبیر کر رکھی ہو یہ باتیں تمہیں کہ چند و پرند دوڑے ہو سے آئے
بعد و عاوشنا کے عرض کی ملکہ حیرت نے نام پر قنطور کے طبل جنگی بجا دیا قنطور لشکر کو لیکر الگ اتر
ہوا لاٹ و کڑاٹ کر رہا ہو یہ لشکر ملکہ مہر خ نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزوی و بتائید ربانی
طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارہ رزمی گڑ گڑا یا طیاریاں ہونے لگیں برق اپنے مقام سے اٹھا تدبیر میں
عیاری کی چلا خواجہ نے کہا بنیاد برق کہاں جاتے ہو برق نے کہا استاد قنطور کی فکر میں جاتا ہوں
عمر و نے کہا سارا سب دیکھ چکے ہو سمجھ کے کام کرتا ایسا نہو جاتے ہی پھنس جاؤ برق نے کہا آپ
چچا لینگے یہ لشکر برق چلا گیا جب کنارے پر لشکر قنطور کے آیا سوچ رہا ہو کہ میرے جاتے ہی اسکو خبر
ہو جائیگی اور برق کیونکر جان سکی یہ سوچ کر خود کو کنارے ہوا ایک گنوار کو دور دپے رہے کہا اس لشکر
میں جاؤ بازار بزازان تک ہو کے چلے آؤ وہ شخص بلا تکلف لشکر میں گیا قنطور بیٹھا ہوا آئینہ دیکھ رہا ہو
سب حال آئینہ ہو ملازمون سے کہا فلاں بازار میں جاؤ ایک شخص حیران حیران چار جانب دیکھ رہا
ہو اسکو جا کے پکڑ لاؤ پانچ چار جاؤ گر چلے برق بیرون لشکر سے دیکھ رہا ہو کہ پانچ چار جاؤ گردن نے
آکے اس گنوار کو گرفتار کر لیا وہ ہر چند غل مچاتا ہو کہ پارہ میں مروسا فرہون لیکن کوئی سنہن سنتا
نشان نشان اسکو ایسے ہوئے چلے برق ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر میں آیا چار جانب پھرتے پھرتے
پچھپچھے اسی جوان کے یہ بھی چلا آتا ہو مگر چونکہ جادو گر اس مسافر کو بے ہوش سا نے قنطور کے
آئے قنطور نے پکار کر کہا کیوں اور سکار پھر تو ہمارے لشکر میں آیا برق فرنگی خدمتگار بنا ہوا کھڑا تھا
دست بستہ عرض کی حضور یہ بڑا بڑا باز ہو اسکو بھیٹ پٹ قتل کیجیے قنطور غصے میں اٹھا اشارہ کیا
اسے بجا کر قتل کر دو برق باتیں کہتے کرتے وہیں پہنچ گیا اسکو بجا کر لوگوں نے قتل کیا برق بیٹھا ہوا باتیں
بنارہا ہو کتا ہو حضور آج آپ نے بڑا کام کیا عمر و کے لشکر میں یہ برق فرنگی بلا سے روزگار تھا ہر شخص
اس طرح آنے کا ارادہ نہ کرتا قنطور کہہ رہا ہو دیکھو صبح کو کیا قیامتیں برپا کرتا ہوں دل میرا تڑپ رہا ہو
وہ سحر تیار کیا ہو کہ لشکر مسلمانان بنا ہو جائیگا کوئی امان نہ پائیگا برق بجا بجا کر رہا ہو قنطور نے کہا

سر اسکا نخلستان میں انکا دولاشے کے مقدمے میں اختیار ہو برق نے کہا حضور مسلمانوں کے واسطے
 شکرت ہو جائیگے آپ کے ہاتھ سے امان نہ پائیں گے قنطور کہتا ہوں سمجھ لو لگا وہ سحر کر دین کہ بی
 بہار بخور بجالتی پھرین جو یونانی و گرامی سر دہم میں نے ان سب کی تدبیر کر لی یہی رات بھر سحر تیار
 کرینگے باتین کرتے کرتے قنطور کی نگاہ آئینے پر پڑی صاف ظاہر ہوا کہ برق فرنگی عیار بھیجے باہر
 کر رہا ہو غصے میں آکر کلانی پر ہاتھ ڈال دیا برق ان ہاں کرتا ہوا قنطور نے کہا او سکار مہکومت اسرار
 نے خبر دی اب میں کب ماننا ہوں ہٹا ہوا کہ برق پکڑا گیا جب برق بہت تڑپا پھو کا قنطور نے
 منہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی قنطور نے ملازمین
 کو آواز دی ملازمین نے اُسکو سلسل و مطلق کیا خواجہ عمر و کنارے لشکر کے کھڑے تھے طریقے سے معلوم
 ہوا کہ برق فرنگی پکڑا گیا خواجہ کو تاب نہ باقی رہی ایک جادوگر کی صورت بن کر دوڑے لشکر میں پھرتے
 بھراتے سامنے قنطور کے آئے کہا اوشہنشاہ ساحران آپ نے بڑا کام کیا کہ برق کو گرفتار کر لیا
 ملکہ حیرت آپ کی تعریفیں کر رہی ہیں مہکومت دیکھیے میں دین لیجاؤن مردسم خوار میرا نام ہے چیر بھادکر
 لکھا جاؤن قنطور نے کہا لیجاؤ اس ساحر نے کہا یہ تو فرمایا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی
 عیار ہے قنطور نے کہا میں نے مرآت اسرار میں دیکھا یہ آئینہ سامری و حشید نے بنایا ہے عمر و نے سبز بجر
 برق کو پکڑا کیونچہ ہو یہ لیچلے ایک خیمے کی آڑ میں آکے ہنسلزبان بیڑیان برق کی کاٹ دین کہا جیابھالو
 یہاں قنطور نے آئینہ دیکھا منہ پر پٹ لیا کہا یار ایک سرسبز اسود سے ہن ہر وقت کھانتا آئینہ دیکھا
 گروں ذرا غافل ہوا غضب ہو گیا عمر و کے برق کو لگایا دو لون استار شاگرد بھاگے ہوئے جاتے ہیں
 سب نے کہا آپ ہر وقت آئینہ دیکھا کیونکہ سب حال آئینہ ہے قنطور نے کہا یار مہکومت سحر تیار کرنا ہی
 کیونکر ہر وقت آئینے کو دیکھوں چند ساحر جائین نڈان نڈان مقام پر دو لون بھاگے ہوئے جاتے ہیں
 اگر غیب میں تو گرفتار کر لائیں چند جادوگر دوڑے سب جگہ تلاش کیا عمر و برق کو نہ پایا مجبور ہوئے
 پلٹ آئے قنطور تیار ہی سحر میں مصروف ہوا جادوگروں سے کہا تم ضابطات رکھو خواجہ عمر و برق
 بھاگ کر بیرون لشکر آئے کئی مرتبہ خواجہ گئے سب جاہ بھی ہٹا ہوا حیران ہوئے پلٹ آئے چارہر
 رات گذر کر ستارہ سحری چپک کر آسمان پر نمایاں ہوا قنطور سوار ہوا حیرت بھی سوار ہو کر المیہ
 آکے عھری قنطور میدان کارزار میں پہونچا اُدھر سے لشکر ہرج و مرج لکڑا کر دیا سب سردار اکر مجھے

قنطور نے اپنا مرکب نکالا کہا کیوں اور اہل اسلام عیاروں کے بھر سے پریشان ہوا طلسم ہوشیار سے مقابلہ
جلد کسی کو ہمارے مقابلے میں بھیجو ملک ہرخ نے سر اٹھا کر سب کی جانب دیکھا تا فرمان نے کہ قنطور
لشکر اسلام ہر طاؤس کو بڑھایا ملک ہرخ سے اجازت لی سامنے قنطور کے آئی آسمین سحر ہونے لگے
قنطور نے اڑتے اڑتے یا سامری جو شبید کمر نغزہ کیا ایک برق زرب کر گری کہ سر ملک تا فرمان کا زخمی
ہوا قنطور بڑھا کہ سر کاٹ لون کہ پہلے سے آواز آئی اور نالائق جیسا کہ ان جاتا ہوا ہم تیرے مقابلے
میں آتے ہیں سر اٹھا کر قنطور نے دیکھا ملک مہار گلا غدار چھپکا موتوں کا سر پر پھولوں میں لدی
ہوئی بدھیان زیب جسم خرامان خرامان سامنے قنطور کے پہونچی قنطور وہاں سے سحر ہونے لگے
دو وزن لشکر دیکھ رہے ہیں کسی مقام پر قنطور کی مہین کرتا ایک مقام پر مہار نے گلدستہ مارا
بھول رہے تھے اسنے گلدستے کو سحر سے کاٹا ہی میں کہتا ہوا قنطور اب مجھے کون مقابلہ کر سکتا ہے
یہ کمزور تاک دی ایک برق چلی سر مہار کو زخمی کیا چاہا مہار کو گرفتار کر لون باغبان نے
مہین سے نغزہ کیا اور ملعون کیا کرتا ہوا کہ مہار باغبان آپردو وزن میں سحر چلنے لگے دو گھڑی کا مل تلوارین
برسین خنجر گرے ایک نے ایک کا سحر دفع کیا ایک مقام پر باغبان نے جلدی کر کے گنبد پھولوں کا
مار قنطور نے اُسکو کاٹا گنبد سے پھول زمین پر گرے قنطور جھپٹا جتاک باغبان قصد کرے کہ
پچھے بڑن قنطور بلا خیر نے لپک کر ہاتھ تلوار کاٹا باغبان کا بھی سز زخمی ہوا ملک سرخ موے کا کل کشا
جا پڑی مصنف عرض رہا ہے کہ یہ جانب دو پہر قائم رہی قنطور کے ہاتھ سے چار سردار مارے گئے
چھ سردار زخمی ہوئے قنطور یہ کہہ ملتا کہ اور مہرخ اگر تمکو اپنی جان بیانا منظور ہے تو مات کو آ کے
حاضر ہو وعدہ کرتا ہوں کہ شہنشاہ سے کمر سب کی خطا معاف کرادو لگا کسی کو سزا منونے دو لگا
دیر تک پکارا کیا کسی نے جواب بھی نہ دیا آخر طبل باز گشت بجا کر قنطور بلا خیر پلٹا لشکر میں آکر
داخل ہوا ایک ایک سے کہرا ہون چاہتا تھا آج ہی خاتمہ کر دوں لیکن خیال آیا کہ شاید آسمین
صلاح کر کے شراب ہو جائیں اگر آج رات کو رومال سے ہاتھ باندھ کر چلے آئے تو خیر ورنہ ان سبکی
قتل و دامن گیر ہر گل ایک کو زندہ نہ چھوڑو لگا کسی مسلمان کے قتل سے منہ نہ موڑو لگا یہ کہ حضرت
کے پاس آدمی بھیجا کہ جا کر ملک عالم سے عرض کرو آج کی میدان داری تو حضور نے ملاحظہ فرمائی
سب گل بھی دیکھے گا لیکن ملک مہار گلا غدار کے مقدمے میں کیا حکم ہوتا ہے اگر ابکی میرے مقابلے میں اُٹھتی

ترقش کر دنگا آدمی بھیج کر منجیا ہو چالیس پچاس جادوگر رفیق شفیق حاضر ہیں اسباب عیش و نشاط
 کیا کہ آسان پرستان ہر قنطور نے سر اٹھا کر دیکھا شنشاہ طلسم ہوشربا فراسیاب جادوئی پر
 سوار تخت کو اڑاتے ہوئے آتے ہیں قنطور نے اٹھ کر سلام کیا فراسیاب نے آواز دی اسی بار وفادار
 مابدولت نے ملاحظہ کیا کس لطف سے آج لڑے ہو قنطور نے سر جھکا لیا کہا آپ کی بندہ پروری
 آپ قدر وانی فرماتے ہیں ابھی حضور نے کیا ملاحظہ کیا کوئی حرمین نے ابھی تک نہیں کیا جیسے تخت
 قریب آیا قنطور نے اٹھ کر پائے تخت پر ہاتھ ڈال دیا اور کہا تشریف رکھیے اس وقت تشریف لانے کا
 کیا باعث ہوا فراسیاب نے کہا عورت بازو و ازینیت پہلو میں نے کتاب سامری میں دیکھا
 کہ آج عیار ضرور آئینکے شراب کا چہرہ چاہی ہو گا میں نے اس واسطے القاب سامری کتاب میں سے نکالا میں
 وہ القاب پڑھ کر شراب پلاؤ گا سو برس عمر بڑھ جائیگی پھر عیار کیا کر سکیں گے سو سو سے چلے آئے
 قنطور نے کہا آپ کی عنایت پرورش فراسیاب نے کہا قرابہ شراب کا منگاؤ سنا جوں نے عرض کی
 ہمیں فیضیاب ہونے کا فراسیاب نے کہا کوئی باقی نہ رہیگا مابدولت کا یہی طریقہ ہو تم لوگ پیو
 میں بھی پیو پیچھے کوئی خرد و کلان باقی نہ رہے یہ فیض سامری ہو یہ جو جادو گردن نے سنا دیا
 میں آکے حاضر ہوئے باہر واسے بھی مشتاق ہیں کہ فیض شنشاہی میں ہم بھی شریک ہونے
 گلابیان آنے لہیں پیٹے لا کر رکھے گئے فراسیاب نے قرابے کو اٹھایا کچھ پڑھ کر اس پر دم کیا کہ یہ شراب
 کے پتلون میں ملا دو اس قرابے کی شراب پتلون میں گلابون میں ملائی گئی حکم ہوا شکر واسے پیٹے
 گلابیان اٹھا کر پیائیں ایک ایک سانس میں جام پیا کہ انجام بخیر ہوا اگر سانس نوٹ جائیگی
 زندگی میں کی ہوگی پچاس پچاس آدمیوں میں ایک ایک بتد باہر جانے لگا ساحر دوسرے کسی نے
 گلابی اٹھائی کسی نے قرابے لیا کوئی کنٹر اٹھا کے لیکھا لیا کر پیئے لگے سارے شکر میں ہی ملزوم کہ آج
 شنشاہ نے کیا فیض جاری کیا ایسے بادشاہ کی کیون نہ غلامی کریں اب عیار کیا کر سکیں گے سرنگار اگر
 خود مر گئے سو سو برس عمر بڑھ جائیگی شنشاہ نے القاب سامری پڑھ کر دم کیا سب شکر واسے پی رہے ہیں
 میان دربار میں فراسیاب نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا کہا اے قنطور مابدولت کے ہاتھ سے شراب پیو
 قنطور نے اٹھ کر سلام کیا جام بھرا دیکھا فراسیاب نے آواز دی سب مصاحب و غوغا
 پیئے لگے سب محبت فراسیاب کا دم پیر رہے ہیں کہ ہمارا بادشاہ بڑا صنعت و عادل و علم پرست ہے

شعبہ دین کامل ہو تھوڑی دیر میں پی چکا بعض نے چھپا چھپا کر دو دو جام پیے یا تو افراسیاب کی تعزین کرتے تھے یا پستیان کہ رہے ہیں کوئی کستا، لولو کوئی کستا، ہر بادشاہ ہمارا قہر ہے بعض کہتے ہیں مسخرا تاج پہنکرایا، موتیوں کے مالے بھی پہنے ہو دکھیں سحرے نے اپنی جورو کی عمر نہ بڑھائی غیروں کو شراب پلوائی اسکے منہ پر تھوکیں گے یہ بڑا محق ہو جورو کی کچھ حقیقت نہیں جانتا رات کو شراب پی کے سو رہا، وہ رات بھر تڑپتی ہر ایک نے کہا ہم پر نگاہ ڈالتی ہو ہم اس سے جا ملینگے قنطور نے جو یہ باتیں جادو گدلی خنین کہا یا رواسکا نام نہ لودہ میری معشوقہ دین جا کر اسکے پاس سو دنگا افراسیاب سے متوجہ ہو کر کہا ہلکو حیرت نے بلایا ہوا افراسیاب نے کہا جادو، تمھاری مان میں قنطور چھو کر اٹھا کہا ارے مان تو تیری ہر سہم تو اسپر مرتے ہیں وہ ہیں چاہتی ہو ایا کیے کہا ہلکو زوجہ مصور نے بلایا، ہر سہم زوجہ مصور کا آج اور نقشہ کرینگے قنطور نشے کے جوش میں اٹھا کبھی پکارتا ہو ملکہ حیرت ہم آتے ہیں چند قدم چلا تھا کہ بیوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑاکے گرا اب تو جادو گرا اٹھا اٹھ کے گرنے لگے تھوڑے ہی عرصے میں سب گر کے بیوش ہوئے افراسیاب نقلی نے بڑھکراپنے نام کا نرہ کیا نرہ خواجہ عمر و تصنیف بھنفت

مرزا نام ہو خواجہ خواجگان	عمر و ذی ششم ہتر ہتران	مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر غدر شیدا ہوا	اڑاتا ہوں کفار کے مین دھو مین	حبکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کنو مین
ہر مکر ہر گلشن میل و مثال	مری چال سے ہر صبا یا نمال	خفاک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گرد پا پوش کا	را افسر ذی ششم نامدار	ابیر سرب شیر پروردگار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی	اک آقا صاحب را حبانگیر ہو	نرہ کر کے عمر و جھپٹا سر سے
قنطور کے تاج لیا تھوڑا حضرت داؤد کا لٹکا لٹکا مارا کہ سر قنطور کا پاش پاش ہو گیا اب تو عمر و نے		
لوٹنا شروع کیا رات سبب قلیل باقی ہر میان برق نقر نے ہوئے اسکے لشکر میں پھر رہے تھے یہ		
ہنگامہ جو سنا تڑپ کے چلے آواز مرنے کی قنطور کے سنی سمجھے کہ استاد نے فیض جاری کیا یہ باہر لوٹنے لگا کہ		
پانچا سہ اتار لیا عورتوں کا تمام زیور لوٹ لیا خیر ہاتھ میں ہر قتل بھی کرتا پھرتا ہو باہر سے بھی مرنے کی جادو		
آواز آنے لگی خواجہ حیران کہ باہر کون صاحب ہیں پردہ اٹھا کے دیکھا کہ میان برق تڑپ رہے ہیں		
پکار کے آواز دی اے یہ کیا کرتا ہو سب چیزیں میری چوری گئی ہیں برق ایسے وقت میں لب جواب		
دیتا ہو ادھر سے منہ پھیر لیا جادو گروں کو قتل کر رہا ہو بھی گر پڑا مردوں میں سیٹ گیا زیور اتار رہا ہو		

خواجہ سوچے کہ بھور یا سوقت جواب نہ دیکھا پردہ چھوڑ دیا اندر بارگاہ کے کار سازی کرنے لگے
 ساز نمودن کو اٹھانکا دیا تمام بارگاہ کو مزید نقابان بنا دیا دنی سے اعلیٰ تک کی مکمل کتھری کر لی
 تمام بارگاہ میں لوٹ چکی ہوئی ہی چو کھڑے جنگیہ عطران پاندان خاصدان اگال دان سب سمیٹ
 رہے ہیں قضا سے کار فراسیاب خانہ خراب بلخ سیب میں بیٹھا ہر مانج دیکھ رہا ہے ایک نازنین
 پر پچھرہ سامنے افراسیاب کے یہ غزل گارہی ہی خوشنل

وہ جلتی ہو عاشقانہ ہمارے عشق نل تمام
 وہ پھول کونسا ہو کہ سر نگھا منین جسے
 زرب کنا عطر وہ ملکر ہوے تھے شب
 دل کی کشش کا ایک بھی رکھتا منین اثر
 دھونڈھا ہو جس حکم و مین پایا ہر آپ کو
 داغون سے بھر چکا منین سہیلہ مرا ہنوز
 آتش قدم وہ ہوں مری بخور جو کھائے کوہ
 شانے کا کام کیسے گستاخ ہاتھو سے
 انگھوٹ میں جان حسرت دیدار لائی ہو
 کتاب ہر سنے حالت دل روز وصل یار
 ہر عضو ہر مناسب اندام نازنین
 آتش کی فکر کھودتی ہر ادر زمین شہر

لچھائے ہوئے ہیں کوئے فرنگی محل تمام
 چکھے ہوئے ہیں باغ حبان کے پھل تمام
 ایجاب ملک رہی ہی ہمارے عشق نل تمام
 اپنے کیے ہوئے ہیں یہ حب کے محل تمام
 اس کشش حبت میں مین یہ بھارے محل تمام
 روشن منین ہوئے ہیں ابھی یکنول تمام
 پتھر ہوں نرم جیسے کہ روئی کے پھل تمام
 ناخن سے زلف یار کے عقد ہوں محل تمام
 آئی نہ اب اہل تو ہوئے بے اجل تمام
 فرقت کی شب میں ہو گی تمھاری زل تمام
 سر سے ہوتا قدم وہ منم بے بدل تمام
 کبج نہان میں جتنے کہ تجھ میں اگل تمام

سوقت بنگارہ عیش و نشاط گرم ہر ایک کینے کے مکمل تو قطور نے بڑے زور و شور سے میداناری
 کی منین سلمہ آپ اسپر کیا گذری افراسیاب نے کہا ذرا کتاب سامری لولا و کتاب جوائی کھول کہ
 افراسیاب نے دیکھا ریش رش لڑنے لگا کہا اسے غضب ہو گیا عمر و نے قنطور کو مار ڈالا تمام
 بارگاہ لوٹ رہا ہوا بدلت خود جاتے ہیں کبکرا افراسیاب چلا بڑے زور و شور سے جاتا ہی رہا
 خواجہ عمر و بلا نکافت بارگاہ لوٹ رہے ہیں برق نے جو در سے افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا
 کوہ کے بھاگتے توکل گیا ایک جادوگر کی شکل بنکر دور سے کھڑا ہو کے دیکھنے لگا افراسیاب جادو

قریب بارگاہ قنطور پہنچا ہاتھ ہلا دیا قتبہ بارگاہ اڑ گیا دیکھا عمرو لوٹ رہا ہر مال سب جمع کرنا ہو جب
 پلنگہ دیکھتا ہو کہ انبا مقول ہوا حال مار کرتہ زربل کر لیا پھر لوٹنے لگا افراسیاب نے لنگارا دو
 ساربان زاوے تین روپے کے پیادے دے دے تو تے میرے افسر کلان کو مارا خواجہ نے افراسیاب کے
 دیکھ کر غم اور حلی افراسیاب حیران ہو گیا چار جانب دوڑا دوڑا پھرتا ہر کہین پتہ نہیں ملتا ہاتھ
 برسایا جو زندہ تھے وہ اٹھے افراسیاب کو دیکھ کر فریاد کرنے لگے کہ اے شہنشاہ غضب ہوا سہارا
 بھائی مارا گیا کوئی کتا ہو میرا نوجوان بنیا قتل ہوا ہڈی جو ہوا ملک حیرت چادو بارگاہ سے نکل آئیں
 ایک لڑکے سے کہا دیکھ تو یہ کیا ہنگامہ ہر کارون نے اگر خبر دی عمرو نے قنطور کو مارا شہنشاہ
 شریف لائے ہیں مگر عمر و بھاگ کے نکلا گیا حیرت دوڑی آ کے دیکھا افراسیاب خاموش کھڑا
 قنطور کے مارے جانے کا بڑا قلق ہو حیرت نے آکر سلام کیا افراسیاب نے کہا ملکہ نے قنطور کی
 حفاظت نہ کی قنطور کا مارے جانا بڑا غضب ہوا بھائی اسکا ناسوز زخم نصیب ہلا سے روزگار
 زمانے سے شہنشاہ لاچین کے سب اسکی آبرو کرتے ہیں جس سر کے میں جا کر لڑا بھی بے فتح کیے سنیں
 ملتا اگر وہ آجکا تو کوئی مسلمان زندہ نہ بچے گا ایک ہی دن میں سب کو قتل کر لیا لیکن وہ مجھے بڑی
 شکایت کر لگا کہ میرا بھائی مارا گیا آپ نے اس کے قاتل کو سزا دی میں ابھی جا کر عمر و کو لاتا ہوں
 ایسے تمام پر جا کر پھینکیں کہ تا قید حیات رہائی نہ پائے یہ کہ حکم دیا لاشہ قنطور کا اٹھا کر لیا و
 ملازمن نے اسے لاشہ قنطور کا اٹھا یا کسی صحرا میں جا کر جلا دیا میان افراسیاب نے صرصر سے
 کہ لشکر مہرخ کی خبر تو لاؤ کہ ساربان زاوہ کیا کرتا ہو ملک صرصر روانہ ہو میں یہاں خواجہ جو بارگاہ
 میں آئے برق کو دو میں طمانچے مارے کہا کیوں بے مشقت تو ہم کرین اور مال آپ لو میں
 برق نے کہا آتا دین تو لشکر سے نکلا بھی نہیں خواجہ کو دلا لیکر اٹھے ملک سہارا وغیرہ نے ہاتھ
 پکڑ لیا کہ خواجہ جانے دیجیے سمجھا سمجھا کے خواجہ کو بٹھا یا خواجہ گری پر بیٹھے ہوئے ذکر قتل قنطور
 کر رہے ہیں کہ صرصر آ کے پہنچا دور سے اسنے دیکھا کہ عمرو کرسی پر بیٹھا ہوا باتیں بنا رہا پھر
 نے آکر افراسیاب سے کہا بس افراسیاب غصے میں اٹھا ایک چٹکی خاک کی اٹھا کر اپنے اوپر ڈالی
 سب نے دیکھا کہ افراسیاب نظرون سے غائب ہو گیا حیرت نے صرصر سے کہا جا کر دیکھ تو کیا ہوتا
 ہو شہنشاہ بڑے غصے میں گئے ہیں دیکھو کیا کرتے ہیں صرصر صورت بدل کے بارگاہ مہرخ میں آئی

دیکھا خواجہ بیٹھے ہیں ذکر قتل منظور ہو رہا ہو سب نے دیکھا ستون پر بارگاہ کے ایک طائر کے
بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا سب طرف طائر کے دیکھنے لگے عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا ثابت ہوا
کہ زمزمہ سرائی میں وہ طائر یہ اشعار رہا الحان پڑھ رہا ہوا اشعار

کون اہمیت ہو خدا جانے	کفر کیا شہر ہو کوئی کیا جانے	دل کو پوچھا جو میں نے وہ بولے
کین ہو گامری بلا جانے	محبوب کیا نہ سمجھے ہو ظالم	راہ حلیتون کو آشنا جانے
ایک ہی ہیں خدا و بت زاہد	وہی مشرک ہو جو جدا جانے	جو کہ بادشاہ ملک جنون
چاہیے بوم کو ہما جانے	کشتی اُسکی نہ ڈوبے صوبہ موج	جو کہ طوفان کو بنا خدا جانے
عشق ہو خوب شغل سمجھے ہم	کوئی اسکو نجانے یا جانے	عمرو نے کہا یہ طائر کسی کا پالو

چھوٹ گیا ہر من اسے گرفتار کرتا ہوں عمرو نے پہلو پر کے حلقہ ہائے کند مارے طائر کے
گلے میں حلقے پڑے عمرو نے جھٹکا مارا طائر کا پونا زمین سے آشنا ہوا طائر نے ان کی حلقہ ہائے کند
جلد طائر نے پنجہ کمر میں عمرو کی دیا لے اڑا صرخ و مہار نے سحر کیے طائر نے جس سحر پر لگا ڈالی
وہ سحر باطل ہوا جب سب ساحروں نے سمجھا کیا طائر بلند ہوا اور آواز دی وہ صدا سمیٹ تاک
تھی کہ سبے کلیے مل گئے آواز آئی باشیدا ہر مسلمانان منہ شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا سب نے
دیکھا عمرو تو سبیش و بدیش ہوا فراسیاب جادو عمرو کو پنجے میں دبا لے ہوئے کہ رہا ہوا ساحران
باغی اب عمرو کو نہ پاؤ گے اسے اس شخص کو مارا جسکا شغل نہ تھا اُسکا بدلہ لایہ ہر کرا سکو لیا کرا لیا
مقام پر پھینک کر تاقید حیات رہائی نہ پائے تڑپ تڑپ کے مرے ہیں اب عمرو سے صبر کرو
ساحروں نے چاہا فراسیاب سے جا کر لپٹ جائیں عمرو کو چھڑائیں مہار نے سب کو روکا کہا صابو
کیون شامت آئی ہر آج فراسیاب بہت غصے میں ہر اس قطع سے کسی نہ آیا تھا ایسا طائر نہ
آیا کہ سب کے بوش اڑے آخر عمرو کو لیکھا خواجہ خود اپنی عقلندی سے پھنسنے والے عرصے میں فراسیاب
کھل گیا سب سردار جمع ہوئے یہی کہ رہے ہیں کہ نہیں معلوم فراسیاب عمرو کو کہاں لیلیا نہیں
کہان تیرے چکر عمر کو ہا کرین خواجہ کی وجہ سے سب کی جان بچتی ہے سب آمادہ ہیں برق لامع کشتی
ہر جان عمرو و قید ہو گا اس مکان کہ کاش کے لکھا و نلی رعد و برق کہتے ہیں ہم زمین ہلا دینگے ہمارے
نمبانوں کو تھکے چنوا کر رامون مٹھورے کہا بدترین کو دیوانہ کر دوں اپنے اپنے طور پر کہ رہے ہیں

کہ چالاک اگر پہنچا کہ اسے خدا آپ لوگ ایسا ارادہ نہ کریں میں اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش میں جاتا
 ہوں خدا چاہتا ہو تو لیکر آتا ہوں میں سب صاحبوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں دربار میں حیرت
 کے میں ذکر ہو کہ قنطور کا بھائی ناسور زخم نصیب بلکہ ناسور زخم خوار بھی اسی کو کہتے ہیں خیر اپنے
 بھائی کے مارے جانے کی سنکر فرورائیکا سنا ہو کہ بلا سے روزگاری عیاری کا کیا ذکر شکر کے گرد حصار
 کرتا ہو عیار اسکے سامنے کیا رنگ و روغن عیاری کا اڑ جاتا ہو ایسے ایسے حالات اسکے سننے میں کہ دل
 سنیں چاہتا کہ اس زمانے میں شکر سے قدم باہر نکالیں بھائی برق فرنگی اسکا خیال رکھنا جانسوز و خفا
 بھی موجود ہیں جہاں تک ہو سکے تا بہ شکر نہ آنے پائے دہن اسکی فکر نہ جائے آئندہ خدا کے اختیار ہی
 اسوقت شکر میں غریب بندہ ہوا محن و مہار نے کہا خدا نہ کرے کہ ناسور آئے چالاک نے کہا میرا جانا
 مشہور نہ ہونے پائے ایسا نہ کہ افراسیاب راستہ روک دے تو جانا مشکل پڑے اول تو یہ معلوم نہیں کہ وہ
 بیجا کہاں گیا کہ حریف کیا قبلہ و کعبہ سے جلا ہوا ہو چالاک سب کو بخوبی سمجھا کر بانٹا ہے عیاری سے راستہ
 ہوا جب شکر سے کھلا خیال میں گذر ادا اس راز کو حیرت سے پوچھے شاید کوئی مطلب لکل آئے چالاک یہ
 سوچتا ہوا طرف شکر حیرت کے چلا جب شکر حیرت میں آیا کثیران حیرت کو بخوبی سمجھتا ہوا ایک ایک کا
 نام بھی جانتا ہو نسرتن نامے خواص خاص خدمت گزار ملکہ حیرت کی ہوا سکو کنار سے بلا کر بیرون کیا
 اسکی شکل بنکر اندر بارگاہ کے آ یا پشت پر کھڑا ہو کر گیس پرانی کرنے لگا جب شام کو حیرت دربار
 درخواست کر کے اپنے پیگ پر آئی چالاک بیچہ کر پاؤں دبانے لگا کہا کیوں داری شنشہ عمر کو
 کہاں لیکے کچھ مقام کا نام معلوم ہوں تو لین کہ عمر و مارا گیا یا زندہ ہو یہ سنتے ہی حیرت نے پاؤں
 کھینچ لیے کہا نسرتن آج تمہکو کہا ہو گیا ایسی باتیں کہنی ہو کہ تمہکو شک ہوتا ہو یہ کہہ کر اٹھ بیٹھی منہ سے
 کہہ کر کہ رنگ و روغن عیاری کا چالاک کے چہرے سے اڑ گیا حیرت کو ڈالیکر اٹھی کہا چالاک مارتے
 مارتے آج تمہکو ہلاک کر ڈالو گی ہنگستاخ ہو گیا ہو یہ کیا حرکت کی جب تو نے حال عمر و کا پوچھا میں
 اسی وقت سمجھ گئی چاہتا تھا کہ کوڑا مارے چالاک قہ مون پر گرٹا کہا ملکہ عالم میں تو غلام ہوں خیر جو موقع
 پڑ لگا تو میری جان بازی دیکھیے گا قہ مون سے لپٹ کر خوب رویا پاؤں حیرت کے تر ہو گئے اور گستاخا
 ہو کہ جب کوئی مشکل پڑے تو سوائے حضور کے کسیے پاس جاؤں حیرت نے ناز مشوقا نہ کر کے کہا
 انکوڑے تیری قضا آئی ہو افراسیاب اگر میں پانچا بوشیان کاٹ کے کھا جائیگا خیر تو روزگار عیاری

فکر کر رہا ہو مجھے بھی اس وقت رحم آگیا چالاک نے عرض کی بقل مصنف کوڑے کی کیا ضرورت ہو
اصل میں یہ کیفیت ہوا سیات

زلف کو سونگھ لیا اتنی خطا سیر ہی ہو	بیریاں پاؤں میں ڈالو یہ کسزا سیر ہی ہو
آنسوؤں کی یہ تہین جھلکی ہنسنے میں	دامن ابرگر ہاں قریب سیر ہی ہو

حیرت کے سر جھکا لیا کہا دور ہو میرے سامنے سے یہ جو حیرت نے کہا چالاک تاروں نے لگا عرض کی
اور شہنشاہِ قلیم خوبی داورنگ دہلوی حدیقہ خوبی یہ تو میں جانتا ہوں فرد جنیش تنگ نہ سے
جب کیا سہل مجھے ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز مشوقانہ تھا حیرت نے کہا باتیں نہ بناؤ میرے
سامنے سے ہٹ جاؤ مجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہیں کوئی کما تنگ سننے کل میں کسی تقریب میں
تا بہ باغ سبب جاؤنگی افراسیاب سے پوچھ کے تھیسے کوونگی لیکن تو نے تسنن کو کیا کیا جسکی
شکل بندہ یا چالاک نے کہا آپ کی خواص پر کوئی صدمہ نہ پہنچے گا میں اسکو بخیر بیان پہنچاؤنگی
وہ ایک درہ کوہ میں ہو کہا جلد جا اسکو ہوشیار کر کے یہاں بھیج دے ورنہ محبت بڑی طرح پیش
آؤنگی چالاک نے کہا محبت خوب اب میں ضرورت پڑاؤنگا یہ لکھ چالاک خوشی خوشی نکلا وہ
کوہ میں آنا تسنن کو لباس پہنایا ہوشیار کر کے الگ ہو گیا تسنن حیران کہ بھلو میان کون
ہو آیا آخر درہ کوہ سے نکلی اگر خواصوں میں ملگنی صبح کو حیرت تخت پر سوار ہوئی حیدر کنیزوں کو ساتھ
کیا کنیزوں سے کہا میں حال پوچھنے ناسور کا جاتی ہوں دیکھو کیا گزرے باتیں کرنی ہوئی یہ
تو ادھر سے جاتی ہو اب حال افراسیاب چادو کا تحریر ہوتا ہے جو عمر کو لیکر چلائی سو کو س کا
ہمستہ مل کر کے برابر کوہ رنگارنگ کے پہنچا ملک رنگین قبا میان کی حاکم بر سر کوہ بھیجی ہو بارہ چودہ ہزار
کنیزیں بھیجی ہیں اسباب پیش و نشا ط موجود ہو کہ سامنے سے دیکھا شہنشاہ افراسیاب کسی کو نیچے میں
دبانے ہوئے آتے ہیں رنگین قبا کھڑی ہو گئی صفت باندھ کر سلام کیا افراسیاب سپاڑ پر پیرا عمر و
کریون ہی ڈال دیا سحر سے افراسیاب کے بہوش و مدہوش پڑا ہوا افراسیاب کو اسقدر خیال ہی کہ
عمر و کو ہوشیار بھی منین کیا رنگین قبا نے پوچھا یہ کون ہو کہا کہ نام اسکا عمر و عیار ہو رنگین قبا
نے کہا یہی عمر و عیار ہوا نے ہزاروں جادو گروں کو کیونکر مارا میں تو برسوں سے نام سنتی ہوں
افراسیاب نے کہا ایسا ہو کہ میں وہاں سے گرفتار کر کے لایا ابھی میں نے ہوشیار منین کیا

کہ یہ راستہ دیکھ لیا تمھارے کوہ رنگارنگ کے پہلو میں کوہ خوش بلا ہر مرد و جاو کو بلا زمین
 سے اُس کے سپر ونگامیان کا قیدی کسی رہا نہیں ہوتا مرد و ورنے سیکھوں آدمیوں کو مار ڈالا
 رنگین قبا نے ایک کنیز سے کہا مرد و کو بلا لاؤ کنیز لکڑی مہر تھوڑی دیر کے ایک آنکھ سیاہ چلی تھر تھر
 ایک جاو گر پیدا ہوا بالکل سیاہ رنگ سواد ملک رنگ آکر افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب
 نے کہا مرد و ویر عمر و عیار ہر عیاری میں بلا سے روزگار ہر ہزار ہا جاو گر اس کے ہاتھ سے
 مارے گئے میں اب اسکو تمھارے پاس لایا ہوں کہ اسکو قید کر و طلسم میں اسواسطے نہیں لگیا کہ
 ایسا شوہان سے یہ ظالم ہالی پاس لے کر اور خاص طلسم میں غدر ہو تو مشکل ہو مرد و ورنے کہا شہنشاہ
 سبلا یہ ساربان شاوہ بیچارہ کس شمار میں ہو یہ تو عمر و عیار ہو اگر آت کر دوں تو جلا کر خاک ہو جائے
 اگر حضور خود ارادہ کریں تو دو چار دن کے بعد تہ طے آپ جا میں میں سمجھ گیا کیا محال کیا تاب و
 طاقت کہ میان کچھ مکر و حیل کرے میان سے چھوٹ کے کوئی جاسکتا ہو سیکڑوں آدمی قید میں
 موت مانگتے ہیں انکو موت نہیں آتی پھرے تڑپ رہے ہیں شہنشاہ کہیں تو میں چاروں کے
 اندر اسکا سر سرکار کو دوں جسم کو جلا کر خاک کر دوں افراسیاب نے عمر و کو حوالے کیا دیکھیے
 اب مرد و کمان کجا کر عمر و کو قید کرے وقت پر ذکر کیا جائیگا افراسیاب اسی شب کو باغ
 سبب میں آیا صبح کو مہیا تھا کہ ملکہ حیرت جاو و آئے سپہنشین افراسیاب نے کہا کیوں ملکہ
 خیر تو ہر حیرت نے کہا مسلمانوں کا بلبلانا مجھ کو نہایت ناگوار ہوئی مرتبہ دل چاہا کہ اپنے نام پر
 عجل جلی بجواؤں مگر ضبط کیا کہ بدون آپ کی اطلاع کے کیونکر کوئی کام کر دوں افراسیاب نے کہا
 ملکہ عالم فطور کا ماسے جانا کیا بالا بالا جائیگا سہائی اُسکا نام سوز زخم خوار آیا ہی چاہتا ہو
 دو چار دن مسلمان اور کھیلان ایک دن میں وہ سب کی گوشمالی کو دیکھا ایک سحر نہ چلیا عیادوں کا
 تو میں خاتمہ کر چکا عمر و کو ایسے مقام پر قید کیا ہو کہ اسی ہفتے کے اندر اُسکے مرنے کی خبر جاسکی ایسے
 امور درمیش ہیں کہ اسی ہفتے کے اندر سب مال کھلیگا میں نے بہت مہر کیا حیرت نے چپکے سے
 پوچھا آخر عمر و کو کمان قید کیا افراسیاب نے کہا صاحب کسی سے ذکر نہ کرنا حیرت نے کہا میں
 کس سے ذکر کرونگی جو آپ کو ایسا لگان ہوڑ مجھے نہ کیے افراسیاب نے کہا اے جان جان وای
 روح روان تم سے کیا پردہ ہو تم مالک طلسم ہو تمہیں کو اختیار ہو چاہو طلسم کو باور رکھو چاہے ہر بادری

کوہ رنگارنگ کے قریب ایک پیارے اُس پیارے کوہ ویران بھی کہتے ہیں مردود جاودہان کا
 حاکم و ناظم ہوا اسی کے سپرد کر دیا وہ بڑا سخت فراج جاہلوں کے سرکاتاج ہوا ہی ہفتے کے اندر وہ
 روانہ کر گیا عمر و خود تڑپ تڑپ کے مر جائیگا وہان کوئی جانین سکتا اول تو کوہ رنگارنگ
 لنگیا پہلے اُس سے گذرے تب تاہ کوہ ویران پہونچے پھر وہان جا کے کیا کر سکتا ہوا اگر اسطو
 بھی جائے تو گرفتار ہو عمر و کے ساتھ تو وہ بدعت ہوگی کہ عمر و خود اپنی موت مانگیا سب حال کھلا لنگیا
 سیرے کیلئے پر خچریان پھر ہی ہیں کہ قسطور ایسے شخص کو مارا اسکو کچھ ہمارا خوف نہ آیا لیکن ایسی
 سزا ہوئی کہ عمر بھر یاد کر لیا جب اب وہاں نہ مہم منو گا فریاد کر لیا وہان کون سننے والا ہے حیرت جاو
 خاموش ہو رہی مطلب حاصل ہوا حیرت افرا سیاب سے رخصت ہوئی یہ بھی پرچھ لیا کہ ناسور
 کب آنگا افرا سیاب نے کہا وہی چارون میں آیا چاہتا ہے حیرت جاودہان سے آمین
 چالاک ایک جادوگر کی صورت بنا ہوا کرسی پر بیٹھا تھا کہ حیرت آکر پہونچی چالاک نے
 اُٹھ کر سلام کیا حیرت جب اندر بارگاہ کے چلی چالاک نے اور سب کو باہر ہی روکا کہا شہ جاو
 ملک عالم منع کرتی ہیں یہ لکھ چالاک اندر آیا ہاتھ باندھ کر عرض کی جو حضور نے وعدہ کیا تھا
 وہ دریافت کیا حیرت نے کہا تو کون چالاک نے عرض کی غلام آپ کا حیرت نے ہنکرنہ
 پھیر لیا سکا اگر کہا افرا سیاب نے ایسے مقام پر جا کر قید کیا ہو کہ تاقید حیات رہا لی نہ پائے گا مردود جاودہ
 وہان کا حاکم و ناظم نہایت سخت مزاج مردان جانیکا ارادہ نہ کرنا کوہ رنگارنگ پر ملک رملین قبا
 سکونت پذیر ہو بارہ چوہ ہزار کثیرین اُسکی ملازم ہیں چالاک نے کہا اگر آپ کا اقبال یا درود طلوع
 ہوگا رہی تو شاید اُس تک رسائی ہو ورنہ ممکن نہیں کہ کوئی وہان جا سکے حیرت نے کہا اے چالاک جانیکا
 قصد نہ کرنا ورنہ پھنس جاؤ گے چالاک نے کچھ جواب نہ دیا ملک حیرت نے کہا باہر جاؤ ایسا نہو کوئی آجائے
 تو باعث خرابی ہو چالاک باہر نکلا بانساے عیاری ہے راستہ ہو کر طرف کوہ رنگارنگ کے چلا
 آتے آتے سانسے کوہ رنگارنگ کے پہونچا دیکھا ملک رملین قبا کوہ پر محبت آرا ہوا ایک خواص کو پہونش
 کر کے اُسکی شکل بنا اسکو درہ کوہ میں ڈال دیا اُسی کی صورت پر بالائے کوہ آیا کہا واری ایک دو
 خیزن جیسے نیلے رنگین قبا نے کہا کیوں گلزار تھیں بھی اس فن میں سواد ہو عرض کی نیلے لونڈی
 جو کچھ کہا یا اسی میں صرف کیا بڑے بڑے استاد جمع ہوئے روپیہ اپنا کھلایا اس کمال کو اُتے سیکھا

آج منظور ہوا کہ حضور کو بھی گاہ کروں رنگین قبا نے کہا: چھٹا گڑگٹا رنقلی نے بہا لمان تمام یہ
خول عاشقانہ شریع کی غنزل

وہ جو آیا تھا نظر موسیٰ کو حسبہ طور پر
دیکھ میرے دل میں دیکھا تھا جو موسیٰ طور پر
انکھ بھی جھپکی تو کیا موسیٰ نے دیکھا طور پر
چہرہ طبیعت آگئی جو ایک رشاک جو رہا
تھک دیکھا رہا پڑ گئی آنکھ کیونکر حیرت پر
آنکھ زندون کی پڑ سے کیا زخم کے انور پر
ہاتھ ڈالا میں نے اپنے زخم کے انور پر
اتے آتے سوکھ جاتا ہر تن محرو پر
رسم کرنا چاہئے کچھ عاشق مجبور پر

ہون میں عاشق جان جاتی ہر مری اُس نور پر
جبکہ لازم ہر حضور ی عاشقون کے واسطے
ملطف دیدے نگاہ میں ہر عاشق کے لیے
ہر تعلق سے بری رہتا ہوں میں مثل ملک
یہ نزاکت یہ ادایہ ناز یہ شوخی کسان
ایک ہو گونا نام میں لیکن جدا خصلت میں ہر
وقت بیوشی جو لب پر نام انگور آگیا
وہ حرارت ہو کہ جو مہتا ہو آنسو آنکھ سے
وہ نہیں آگاہ رسم دوستی سے جان جان

یہ خزل جو چالاک نے گالی ملک رنگین قبا سے خوش ہو میں کہا: گڑگٹا کر کیا کسانو نے بڑا کمال حاصل
کیا حقیقت میں تیرا نظیر نہیں یہ کہہ کر کہا اسے کئی دن سے مردود و جادو نہیں آیا آج کوئی جال و طلوع
کر آئے وہ بھی آگے جیسے میں شریک ہو تو گڑگٹا کر کو گنوا میں کچھ لطف حاصل ہو فرحت دل ہوا ایک کینز
گئی جا کر مردود سے کمال ملک رنگین قبا نے جلسہ کیا ہو قریب قریب پہاڑوں پر جو شاہزادیاں رہتی
اتن وہ بھی آگے شریک ہو گئی مردود نے کہا ملک رنگین قبا سے کہہ دیا کہ آج کل کسی غیر کو اپنی صحبت
میں نہ آئے دنیا عمر و بیان آ کر قید ہوا ہوا اس کے شاگرد و ضرور فکر کرنے کے کثیر نے کہا غیر بیان کون آسکنا ہر
ملکہ کی خواص خاص گڑگٹا رہی گانگی سب سخیلے شراب و کباب کا چرچا ہو گا مردود نے کہا میں نے
احتیاطاً لکھ لکھ کر آگاہ کر دینا کثیر نے کہا میں ضرور عرض کر دوں گی آپ خاطر جمع رکھیں کثیر و مان سے
پیشکر آئی ملک رنگین قبا کو یہ سب خبریں آئے ہو چنچا میں کہا حضور مردود کستا تھا کہ زمانہ احتیاط کا ہو
سی غیر کو آج کل صحبت میں نہ آئے دیکھ ملک نے کہا مردود سے کہنا بیان کون آتا ہو ایسے مقام پر
یہ کہہ ہو کہ اس طرف کوئی نہیں آتا البتہ کل قصد ہو کہ شاہزادیاں جو قریب قریب ہیں ان سب کو طلب
کردن گڑگٹا راسی لاتی ہو کہ شوقین اسکا گانا سنیں حقیقت میں اس نے ایسا کمال حاصل کیا ہر کسب

گائین جنگا یہ پیشہ ہو وہ کان پٹرنی میں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ گھنارہ نامی واکل ہو یہ مکدر نگین قبا
 نے باجنا اسے لکھے ہر ایک کا یہی مضمون تھا کہ کل ہشت عیسے قرار دیا ہو براہ مہربانی آپ لوگ بھی
 اگر اس جلسہ میں شریک ہوں کینوں نے اسے پہنچا دے یہ دوسرے دن صبح سے مکدر نگین قبا نے
 حکم دیا سپاڑ پر تیار ہو و رختوں میں چھاڑ لگانے با میں کنول کے دو شاخے وغیرہ لگائے جان
 روشنی کا بخوبی سامان ہر اگلا بیان شراب کی کشتیاں کباب کی درست کی گئیں پلانے والیوں کو
 بھی جوڑے ملے گھنارہ نقی کو بھی برا بھاری جوڑا ملا چالاک اپنے کو خوب آراستہ کر کے صحبت میں
 آئے مٹیا مکدر نگین قبا سے پرا کے جلوہ فرما ہو میں پہر دن پہلا باقی ہو کہ آسمان پر کد ابر سیاہ پیدا
 ہوا نہایت نکات سے ابرا آہستہ زمین پر آ کے وہ ابر شق ہوا ایک نازمین چاروہ سالہ تخت پر سوار
 مکدر سوسن نگین پوش مکدر نگین قبا نے سین سین مکدر ہاتھ تمام لیا صحبت میں لاسے جھٹایا ہو
 ابر زعفرانی اٹھا مکدر زعفران پوش بر سے نکات سے آ کے پہنچیں پکار کر آواز دی ہوا
 نگین قبا آج میں کیوں یاد کیا نگین قبا نے کہا ہوا گانا سونا منظور ہو مکدر زعفران بھی اگر نہیں
 کہ میرا ابرا اٹھا وہ ابر سیاہی تھا مکدر سیاب ریحان پوش آ کے پہنچیں مکدر سیاب کا آنا اکیس ہوا
 سیاب نے پوچھا ہوا آج کیا جلسہ ہو نگین قبا نے کہا ان دو تلو وہ گانا سنائیں کہ بہت خوش
 ہو گی سیاب بھی آ کے بیٹھیں ایک ابرا اور اٹھا وہ بھی ابرا کے شق ہوا ایک جوان تاجدار تاج سو
 نہایت کسنگ مکدر نگین قبا نے آواز دی اس شہسوار رشور انگیز تنے بڑی مہربانی فرمائی شہسوار
 نے کہا میں آن کل طلسم میں خد ہو جو گھڑی آرام سے گزرے اے غنیت جاننا چاہیے عیاروں نے
 جابجا قیامتیں برپا کیں جان گئے اس ملک کو برباد کیا میں نے سنا ہے کہ کوئی عیار میان بھی آ کے
 قید ہوا ہو مکدر نگین قبا نے کہا عمر و عیار پاس مرو و جاو و کے قید ہو خود شہنشاہ میان پہنچا کے
 میں شہسوار نے کہا سامری جو شبہ خیر کرین عمر و کا میان آیا بہتر نہوا صاف صاف سامری نامے
 میں مرقوم ہو کہ عمر و کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہو ساحر وں کی قضا عمر و کے ہاتھ سے ہوا
 یہ بھی لکھا ہو سامری نے کہ ہمارے بندوں کو چاہیے کہ عمر و سے احتراز کریں مکدر نگین قبا نے کہا
 بھیا یہ بھلے سے راک کر دے ذکر تھا کہ کئی ابرا اور اٹھے چار پانچ نازمین رہ حسین و مہ جینان مہر نگین
 اگر پہنچیں مکدر نگین قبا نے جیسے آراستہ کیا شہسوار رشور انگیز کہ رہا ہو گانے والی کو تو بلا د

رنگین قبا نے پکار کر آواز دی گلنار کو محفل میں لاؤ شہسوار نے دیکھا برج کمر سے ایک ماہ تابان
بلکہ ہر درخشاں حسین مہربین نازک اندام خوشخرام کبک رفتار شیریں گفتار انگین رشاک دیمہ خال
ہر و شل ہلال دریا سے جواہر میں غوط زن سین غنچہ دہن نے اگر لکہ رنگین قبا کو سلام کیا رنگین قبا نے
کہا برا گلنار آؤ گلنار اگر مہربین سازندون نے ساز ملائے گلنار نے بنانا و عمرہ گنگنا کے
یہ غزل مانتقائے گلنار شروع کی غزل

تو خطون پر جو طبیعت مری آئی ہوتی
آنکھ آئینے سے تھنے جو لڑائی ہوتی
تار سبیل کوئی کتا ہو رگ گل کوئی
عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے احوار
خواب میں وہ تہہ دلکش جو نظر آ جاتا
کمر یار بھی آنکھوں کو دکھائی دیگی
صاحب غزل جو ہوتا نہ ہمارے دل سا
چشم لبیل سے جواہر اب نظر رکھتے
میرے گریہ کا فسانہ وہ پڑی روشنتا
ہنسنے چو مادہن یار کو گستاخی سے
کیا نہ اب گھر کی بھی خوشی دے دیتے
سہل چھٹنا نہیں مگر راحت جان کا آتش

مجھ سے وصل کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی
سات بھر میری طرح سینہ نہ آئی ہوتی
کمر یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی
اپنے دل سے نہ نکلتی جو سہائی ہوتی
جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی
ات تک تو ہر گناہوں کی رسائی ہوتی
دو جہان میں نہ محبت کی سہائی ہوتی
بوسے گل پیرہن یار سے آئی ہوتی
گوشت گل تک تو ریشہ ہم کی رسائی ہوتی
مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی
تیرے دانتوں کی نہ دانتوں میں صفائی ہوتی
روح غالب میں ہر مشکل سے جدائی ہوتی

یہ غزل اس طور سے چالاک نے گائی کہ سب جلسے والے تریفین کرنے لگے شورا انگیز نے جب سے
اس نازنین کو دیکھا کشتہ تیغ ابرو اسیر طرگسیو حیران حیران جمال حیران آرا کو دیکھ رہا ہو گھبرا کے
رنگین قبا سے کتا ہو ہمیشہ حقیقت میں یہ نازنین بہت حسین ہو رنگین قبا نے کہا برا در اسنے
لاکھوں روپیہ خرچ کیے بڑے بڑے کالمین سے لیجا شورا انگیز نے کہا بی گلنار ایک چیز اور لگاؤ
چالاک نے تصدیق کیا کہ چندا شہزاد اور گاکر تقریب شراب کردن کہ محفل میں تڑپا لکہ رنگین قبا نے پوچھا
کیا ہو کہا حضور مردود جاووتا ہوا آج بہت بزدل ہو رہے ہیں شورا انگیز نے دیکھا ایک

ساحر سیہ فام کرتا ہوا خود اپنی سر پر زرہ لوہی کی پہنتے ہوئے آکر ہونچا سب نے اسکی تعظیم کی
 مرو و آکر مٹیہا کوہ رنگارنگ پر علیہ راستہ ہی چالاک اپنا رنگ جہا رہا ہوا قصہ یہ ہو کہ شراب کی
 تقریب کروں مرو و پرنگا ہوا تھا ہر لیکن شور انگیز گاہ محبت دیکھ دیکھ گلزار نقل سے اشارے
 کر رہا ہو چالاک بھی کسی و دینہ کھکا دیتا ہر شکم صاف و شفاف کا کھلنا مارستان کا ابھار بقول
 مصنف شہرستان کی کیا لکھوں تعریف * یہ تو سیوہ ہوا باغ رضوان کا یہ بھی شراب کے
 سر جھکا گیا بھی غصہ کر کے انگوٹھا دکھایا بھی منہ چڑھا دیا بھی سکرالی گوہر دندان کھلے برق چلی خرمین
 ہوش و حواس کو جلا دیا شور انگیز مہوت لب پر مہر سکوت دل میں و طعن قلب نازک پر حلق ملکہ
 رنگین قبا نے کیا کیوں ای برادہ شہسوار شور انگیز تنے ہماری خواص خاص کا گانا سنا شور انگیز نے
 کہا میں حقیقت تو یہ ہو کہ اسکا مثل نہیں ہو خوش آواز حاکم عشوہ و ناز میں تھے اپنے قلب مضطر
 کا کیا حال کہوں اہل تو کیفیت ہو نظم

ہر کوئی یان اپنے اپنے پہرین میں مست ہو
 مرو و غلس حالت رنج و محن میں مست ہو
 دیکھتا ہوں جسکو میں اس انجن میں مست ہو
 کون مجھ سے کہند چرخ کمن میں مست ہو
 خوش رہیں اہل وطن دیوانہ پن میں مست ہو
 بوسے زلف یار سے آہو فتن میں مست ہو
 زندہ زیر پیرہن مروہ کفن میں مست ہو
 ای خوش طالع جو شیخ دہرہن میں مست ہو

کوچہ و لہریں میں ٹیل چن میں مست ہو
 نشہ دولت سے منعم پہرین میں مست ہو
 دور گردون ہوا خداوند اکہ یہ دور شراب
 آج تک دیکھا نہیں ان آنکھوں نے روئے خوار
 گردش چشم غزالان گردش ساغر ہریان
 ہر جو حیران صفا سے رخ طلب میں آئینہ
 غافل و ہیارہن اس چشم میگون کے خواب
 ایک ساغر و وجہان کے غم کو کرتا ہوا غلط

کولی بن میں مست ہو کولی وطن میں مست ہو
 نگہ رنگین قبا نے فرمایا برادر تمھارے کلام حسرت و غم نام سے معلوم ہوتا ہے کہ تم گلزار پر عاشق ہو
 تمھارے گھر کی لہندی ہو اگر حکم ہو تو خدمت میں حاضر کروں شہسوار شور انگیز خاموش ہو رہا مرو و
 طلبے میں شریک ہو رہا یہ ہر وقت زندہ نچانے پر موجود رہتا تھا خواجہ عمر و پر یہ سرکہ لڑا کہ فرما
 انکو عالم ہیروسی میں لایا تمھارو و و کے واسطے کیا مرو و جادوے ایک مکان تنگ و تاریک میں

وحشت مجنون و آتش میں ہو بس آتشی فوق
 نگہ رنگین قبا نے فرمایا برادر تمھارے کلام حسرت و غم نام سے معلوم ہوتا ہے کہ تم گلزار پر عاشق ہو
 تمھارے گھر کی لہندی ہو اگر حکم ہو تو خدمت میں حاضر کروں شہسوار شور انگیز خاموش ہو رہا مرو و
 طلبے میں شریک ہو رہا یہ ہر وقت زندہ نچانے پر موجود رہتا تھا خواجہ عمر و پر یہ سرکہ لڑا کہ فرما
 انکو عالم ہیروسی میں لایا تمھارو و و کے واسطے کیا مرو و جادوے ایک مکان تنگ و تاریک میں

لاکر قید کیا خود آپ کرسی بچپائے بیٹھا رہتا تھا جب خواجہ کی آنکھ کھلی اپنے کو اس مکان میں پایا
 مستعد را ندھیرا ہو کہ پردہ ظلمات کہوں یا بخت سیاہ مجبوران یا شب فراق عاشقان عرصہ دراز تک
 تو خواجہ ہر طرف نگاہ اٹھا کے دیکھتے تھے اپنا ہاتھ اپنے کو نہیں سوچتا تھا جب نگاہ قائم ہوئی دیکھا
 ایک سیاہ جرسیہ فام بد انجام بیٹھا ہوا جھوم رہا ہو وہ سبہم کتا ہوا دساربان زاد سے تیری موت دہریش
 ہونا حق کا تھے پس و پیش ہر کچھ عیاری کر دتھا رہے مگر کاشاق ہوں خواجہ عمر و کیا جواب دین ہو جب
 باتیں سناتا ہو بھی غل مچاتا ہو بھی زیرنگ سحر دکھانا ہو بھی زمین کو ہلاتا ہو دوشبانہ روز خواجہ کو اسی
 حال پر ملال میں گذرے آج دیکھا اسی کرسی پر ایک زنم بھی ہو سونٹا سیہ ہاتھ میں کہہ رہی ہو
 کہ اوساربان زاد سے آج ہمارے آقا نے نامدار و مولا سے قدر شناس مرو و جادو بلا سے کوہ
 رنگارنگ جلے میں تشریف لیگے ہیں سامری و جمشید اپنا فضل شریک کرین کہ سچ کو تشریف لائیں
 تھجو بخیر و عافیت پائیں عمر و نے کہا اے مادر مہربان یہ کیا مقام ہو اس قید خانے کا کیا نام ہو زنم نے
 کہا اسکو کوہ ویران کہتے ہیں ہمارا بادشاہ مرو و جادو میان کا حاکم و ناظم ہو وہ آج جلے میں
 تشریف لیگے ہیں عمر و نے کہا اے مادر مہربان کوئی صورت ایسی بھی ہو کہ ہم رہائی پائیں زنم نے کہا
 ارے لگوڑے تیرے نام سے ساحر کا پتہ ہیں سامری نامے میں بڑائیاں تیری لکھی ہیں سامری و
 جمشید صاف صاف لکھ گئے ہیں کہ عمر و کی کسی ساحر کے ہاتھ سے موت نہیں ہو ہمارے بادشاہ کو یہ
 منظور ہو کہ تحریر سامری و جمشید کو شاہین تھجو ایسے مقام پر قتل کرن خطا تیری کون معاف کر لگا عمر و نے
 کہا اگر قیدی کے پاس مال و اسباب ہو وہ کون لیتا ہو زنم نے کہا وہی جلاوڑے لیتا ہو لیکن تیرے
 ہاتھ میں منظور ہو کہ شنشاہ خود قتل کرین عمر و نے کہا ہم لوگوں میں دستور ہو کہ تھجو اسوان جالیں
 بھی ہوتا ہو اگر یہ منو تو روح ہماری ماری ماری پھرتی ہو امید وار ہوں کہ جو کچھ میرے پاس موجود ہو
 اسکو خدمت میں حاضر کروں زنم نے کہا تیرے پاس کیا ہو عمر و نے کہا میرے ہاتھ کچھ لہریجے
 جو کچھ میرے پاس ہو وہ حاضر کروں زنم نے عمر و کا ایک ہاتھ کھولا عمر و نے کمر سے نکال کر کچھ روپیہ دیا
 زنم خوش ہو گئی اب تو عمر و سپان کھولنے لگا جب جھک کر روپیہ نکالا ایک حاتم کھول لیا کسی تھجو
 روپیہ نکال کے دیانی طلقے کھول لیے ابلی و فوج حبیب میں ہاتھ ڈالا ایک ڈوبا نکالی کہا لو یہ وہ
 تھجو کہ عمر بھر کو کافی ہو زنم نے کہا میں اسے کھول کر دیکھوں عمر و نے کہا اسکو کھولے نہیں یہ وہ

جائداد ہو کہ بادشاہ یون کو نصیب نہیں ہوتی رنگن حیران کہ آخر اس میں کیا ہو خواجہ نے اس قدر مشتاق کیا کہ رنگن کا ڈیسا کے کھولنے کا ارادہ ہوا جیسے ہی اُس نے ڈیسا کھولی اُس میں سے دھوان نکلا رنگن بیہوش ہو کر رے عمر و نے خبر مارا شک چاک قصہ پاک جیسے ہی رنگن مری وہ مکان گرا کہی سر جادو گرد و رے عمر و نے نیچے کھینچا صاف ثابت تھا کہ یہ سب ساحر اس مکان کی دیواروں میں مخفی تھے مکان گرتے ہی ظاہر ہوئے عمر و نے کسی کو کند مار دی کسی پر بیہوشی اڑائی کسی پر حباب مارا جب کہی سر جادو گر قتل کیے زمین کا پانی آواز آئی اوسا زبان زاد سے تو نے غضب کیا کہ میری زوجہ کو مارا منم لکن جادو یہ تمکے اسے ایک دو تھڑ مارا کہ عمر و کے پاؤں زمین سے پکڑے لکن تلوار کھینچ کر دوڑا کہ عمر و کا سر کاٹ لوں جیسے ہی وہ قریب آیا خواجہ کے ہاتھ قابو میں تھے فقط پاؤں پر اسے سحر کیا تھا عمر و نے حباب مارا لکن دیکھ کر اس کے گرا عمر و نے اسکو بھی خبر مارا لکن کے مرتے ہی خواجہ نے دیکھا کہ ایک عبا بلند ہو اندھیرا ہو گیا صدائیں مہیب آنے لگیں اب عمر و خیال کر کے دیکھتا ہو کہ اپنا ہاتھ اپنے کونین سلوہ ہوتا صدائے گیر و دار آ رہی ہو اور یہ بھی ثابت ہوتا ہو کہ کسی نے ہاتھ پکڑ لیا کہی پاؤں تھا مٹا ہی رہی وہ دن کی جھنکار کی صدا آتی ہو بعد عرصہ دراز کے صدائے ہا ہو موتوں ہوئی اب خواجہ نے دیکھا کہ وہی مکان اسی طور سے بنا ہوا میں تھمکنا زبان بزیان مہنتے ہوئے بیٹھا ہوں ناظرین پر واضح ہو کہ یہ عمر و کیونکر ہوا مرد و جادو صحبت میں ملکہ رنگین قبا کے بیٹھا تھا بیٹھے بیٹھے گھبرا یا گلے میں موتوں کا مالا تھا اُس میں سے ایک موتی تو صاحب موتی گلے کا ٹوٹا گھبرا کے مرد و دے کس غضب ہوا اور رنگین قبا عمر و نے فتور پر پا کیا یہ کمر موتوں کا مالا زمین پر مارا اسی ماسے میں سے موتی ٹوٹا تھا جیسے ہی موتوں کا مالا زمین پر مارا زمین شق ہوئی مرد و جادو اسی زمین میں گر غائب ہوا بعد شوری ویر کے پسینے پسینے زمین سے نکلا ملکہ رنگین سے کہا عمر و نے غضب کیا زوجہ لکن کو مارا لکن کو بھی قتل کیا میں پھر عمر و کو قید کر آیا اسی طرح قید خانے میں قید ہو میرے دام کر کے کب کھل سکتا ہو میں نے جا کر قید کر لیا چالاک کے پیکر ہوش اڑ گئے چالاک شکل گلزار ہو خوب خوب گایا شمسوار شورا نگیز دل و جان عاشق ہزار ہر مرتبہ گاہ و ذاتا ہر قصہ کرتا ہو کہ سے اُردن جب مرد و جادو نے یہ بیان کیا زمین عمر و کو قید کر لیا چالاک نے خیال کیا کہ قید و کعبہ بڑے سخت مقام پر قید ہیں اس نے میان سے جیسے جیسے فتور برپا کیا بڑا سا مزہ بردست ہو شمسوار شورا نگیز سے اشاروں میں کہا کہ مرد و جادو بھوکو بہت دیکھا ہو

میں تو آپ سے راضی ہوں شہسوار نے طرف مردود کے ہنگام قہر دیکھا مردود نے کہا کیوں شہسوار تجھ کو
 کیا خیال ہو جو میری جانب اس طرح دیکھتا ہو شہسوار نے کہا اصل کیفیت یہ ہو کہ جو ہمارے دل میں ہو
 آپ اُدھر توجہ نہ فرمائیے مردود نے کہا تو تو سفلہ مزاج ہو مجھے کسی بات کا خیال نہیں شہسوار نے کہا
 تو سفلہ مزاج ہو کہ آسمان پر برق چمکی ایک عورت کو دیکھا سیہ فام بد انجام زمین پر آئی مردود کے مہلو میں
 اُس کے بیٹھی مردود کو اُس وقت اُنا اپنی مشق تہ نہرو کا سبت ناگوار ہوا نہرو دے تو رپرٹ ڈال کے کہا
 کیوں صاحب میان شہسوار تھے کیوں تکرار کرتے ہیں مردود نے کہا ابھی کان تھام کے صحبت سے
 اٹھا دو لگا شہسوار نے کہا تیری کیا مجال نہرو دے برق چمکی شائے پر شہسوار کے پڑی شائے کا
 نشانہ ہو جب تو شہسوار اپنے مقام سے اٹھا آداندی او فاحشہ واسپے دل میں کیا سمجھی ہو یہ لکڑ گولہ
 مارا نہرو دے گولے کو کانا ایک دو سٹھ زمین پر مارا برق گری شہسوار کا زخمی ہوا زعفران زعفران پوش
 شہسوار کی عزیز ہار ہو بگڑا سنے کہا کہ او مردود جادو اب تجھ کو پالکھنڈ ہوا خراسیاب نے جو تیرے
 بیان لا کر عمر کو قید کیا ہو اُس پر پھولا ضمن سنا تا اپنے آپ سے باہر ہو مردود نے کہا اے زعفران
 متھین کیا غل ہو کیا کسی سے دتا ہوں یہ لکڑ زعفران پر سحر کیا زعفران نے بھی سحر کیا اب تو سب
 شائے ہرادیان اٹھیں کوئی مردود کی طرف دار ہوئی کوئی شہسوار کی شریک ہوئی کنیزین بھی لینا لینا
 وہ زمین ہر ادا کنیز دیکھے لاشے زمین پر گرے چالاک اچک کے کنارے آیا منظور ہو کسی طور سے مردود دعا
 کو مارون کہ وہاں قبلہ دیکھو اپنی پائین کیا خلق ہو گا کہ رہا ہو کر پھر قید ہو گئے یہ کھڑا سوچ رہا تھا شہسوار
 کی نگاہ پڑی کہ گلنار کنارے جا کر ٹھہری ہو سوچا جب میں نہرو لگا ڈالی موت ہو جاہنگی یہ سوچ کر
 بڑا اس طرح گرا کہ گلنار کی کریمین پنجہ دیکر بے اڑا میان ملک رنگین قبا نے جھپٹ کر کہا کہ صاحبو
 میں شہنشاہ سے فریاد کرونگی میرے جلے میں خلل ڈالا میرے مکان پر فساد برپا کیا اپنے اپنے ملک
 چلیے وہاں جا کر مقابلہ و محارکہ کیجیے یہ لکڑ سب کو روکا ایک ایک سے ملوایا لکڑ شہسوار کو زپا بیلز ہوا
 کہ شہسوار گانا کو لیکھا ملک نے کہا صاحبو لیجئے دو وہ میرا عزیز ہو میری کنیز کو لیکھا سب سرفار
 اپنے اپنے مکان پر گئے مردود نے جو شہسوار گانا کو لیکھا چھلٹا ہوا اپنا قید خانے پر یاد کیا رکھا
 اسی طرح بند ہو یا معشوق میں محبوتا ہوا اپنے قصر میں آیا رفیق شفیق میان سب موجودین ہر فرد
 نے عرض کی حضور کیسا مزاج ہو آج آپ کو سبت پریشان پاتے ہیں مردود کا دل تو بھرا ہوا نہرو لکڑ کرتے

آنسو ٹپک پڑے کما یار و کیا پوچھتے ہو آج ملکہ رنگین قبا کے جلے میں جا کر ایک ملاں اٹھایا کیا اُسکا
حال بیان کروں جو کچھ قلب پر صدمہ ہو کس زبان سے کہوں کیونکہ زنا موش بہو نظم

کلام آتے ہیں درمیان کیسے کیسے
بہتا ہو رنگ آسمان کیسے کیسے
گل ولالہ وار غواں کیسے کیسے
مریدان پیر مغان کیسے کیسے
نئے راوین کاروان کیسے کیسے
تڑپتے رہے نیم جان کیسے کیسے
مے نامیوں کے نشاۃ کیسے کیسے
توانا کیے نا توان کیسے کیسے
تمہارے بے ہن مکان کیسے کیسے
ہمارے بھی ہن مہربان کیسے کیسے
دکھائے ہن خوشہ و جوان کیسے کیسے
مڑے لوثی ہو زبان کیسے کیسے

دہن پر من اُنکے گان کیسے کیسے
زمین چین گل کھلاتی ہو کب کیا
تمہارے شہید و نین داخل ہوئے ہن
سبار آئی ہو نشے میں جھوٹے ہن
عجب کیا چھٹا روح سے جائز تن
نہ مڑ کر بھی بید رو قاتل نے دیکھا
نہ گور سکندر نہ ہو قسبر و اسرا
تو جب نے تیری ہمارے میجا
دل و دیدہ اہل عالم میں گھر ہو
غم و غصہ ورنج و اندوہ و سہرمان
ترے کلک قدرت کے زبان اکھین
کرے جب قدر شکر نعمت وہ کم ہو

مصابیون نے عرض کی غلامان دولت اس سے کوئین سمجھے کما یار و ملکہ رنگین قبا نے ایک کنیر کو تیار
کیا ہو شعلہ ہوا لہ ایسی صورت زیبا تھی کہ میں دیکھ کر مر گیا وہ سبھی مجھے راضی تھی مگر شہسوار اُسکو لگیا ذرا
جا کر خبر لیا اُسکو شہسوار کیا کر رہا ہوں وہ میں سے رنج کر لاؤ گا چند ملازم چلے میان شہسوار گلنار
تعلی کو اٹھا کر اپنے مقام پر لایا چالاک تھو ہوا سے بیوش ہو گیا تھا اُسے ہوشیار کیا چالاک نے
دیکھا چند کتیرین برائے خدنگزاری موجود ہیں ایک باغ میں شہسوار لیکر آیا چپ سٹائے میں کرا چالاک
یہ کیا ہوا بخوبی پہنچا تھا مرد و کو مار کے قبلہ و کعبہ کو رہا کرنا یہ کیا ستم ہوا چپ بیٹھا ہو کہ شہسوار
نے کہا اے جان جان و اے آرام دل مشتاقان تمہارے واسطے میں نے یہ فساد برپا کیے یہ سبھی تمہارا
گھر ہو بیٹھ کر چین کرو چالاک نے کہا خیر جو کچھ ہوا وہ مناسب ہوا ہم تمکو دیکھ کر مائل ہوئے تھے ساری
حمشید نے اپنا فضل شہر ایک کیا ہم سبھی تمہیں خوب راضی کوئے لیکر گیا دیکھو صاحب دہان بھی حلیہ ہوا

ہم جان تو زوز کے گائے نہ ملک کی صحبت بھی شراب و کباب کا چرچا کر و شہسوار نے آواز دی ارے
گلابیان شراب کی لاؤ کثیرین شراب و کباب لائیں چالاک نے بہ چالاکی سب میں بیوشی ملائی چنید
اشعار عاشقانہ مضمون شراب کے گائے اشعار

دلشک سے دل مرا کباب ہو آج
شہم سے زرد آفتاب ہو آج
سکا کوچ اُسکا پاترا ب ہو آج
تج ہر ایک موج آب ہو آج
فوج کرنا مرا فوج آب ہو آج
جان کس کا تھیں محاب ہو آج
آسمان پر شین سما ب ہو آج
کہ سینا ترا گلاب سے آج

غیر کے ہاتھ میں شراب ہو آج
دوے جانان جو بے نقاب ہو آج
روز یہ غل ہو اس خراسا بے مین
ہم برین جاؤں کیا مین دریا پر
و سنم روز عید قربان ہے
کل تو بوسے پہ بوسہ دیتے تھے
تو مراد و آہ چپا یا ہے
تو کس گل کے ساتھ سویا ہے

اس طرح کے اشعار گکار شہسوار کو جام شراب پلایا اب تو چالاک نے دورہ باندھ دیا کثیرین کو ملازم
کیا سب پی رہی ہیں کہ ملازمان مردود یہ حال دیکھ کر بھاگے آگے مردود سے بیان کیا کہ شہسوار
عاشق ہو کر مٹی ہوا شراب چل رہی ہے وہ نازمین بھی خاموش مٹی ہو یہ سنتے ہی مردود چل گیا ابھی
جا کر آگ لگا دو لگا غلاموں اور کثیرین نے چاہا کہ ساتھ جائیں مردود نے قبول نہ کیا کہا میں کیا
کسی سے پائی کمی کار کھتا ہوں ایسے ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا چلا تباہ گاہ شہسوار پر آگے تھرایا
بیان وہ وقت ہے کہ شہسوار شراب پیکر نشے میں مبتلا ہوا اٹھا چاہا کہ گلزار پر دست اندازی کرے
پاؤں کا پیسے لڑکھڑاکے گرا چالاک نے نمرہ کر کے خبردار شہسوار کے دو ٹکڑے کر دیے مردود نے
یہ حال اپنی آنکھوں سے دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا سرکہ ہوا لڑکے کے را اور کئی کثیرین کے سر آگے
آواز دی سنم مردود جاؤ کثیرین جو زندہ تھیں وہ گر کے بیوش ہوئیں مردود زمین پر آیا منظور ہوا کہ سحر کون
لے آؤں قریب آکر گلزار نقلی کے قدموں کو بوسہ دیا کہا اے ملک عالم میری تیر جان جانی ہو شہسوار کو ملا
سبت اچھا کیا میں ہر وقت ہی دعا کرتا تھا بیت رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہوں نصیب اُسکو آئی
وصال یار نہ ہو لیکن اے جان جان دا و آرام دل مشتاقان تھے شہسوار کو کیوں قتل کیا چالاک نے کہا

صاحب ہنہ تھاری محبت میں یہ کام کیا تھیں ہمسے پوچھتے ہو وہ چاہتا تھا کہ ہر دورت اندازی کرے
 اسے اسے مار ڈالا اب یہ سر حاضر ہو تم کاٹ لو مرد و داس بیان پر خوش ہو گیا کنا ملک مالہ بنا احسان
 کیا اسکو بڑا دعویٰ تھا کہ کی موت مارا گیا چالاک خاموش دریا سے حیرت کا جوش اب مرد و دے
 گلنار قلی کے واسطے وقت سمیٹا کر کیا سیکڑا اپنے قصر کے چلا دین چالاک لگاؤ کرتا ہوا چلا آتا ہر
 کبھی کتا جو کیرن صاحب جس عیار کو تھے قید کیا تھا اسکا کیا انجام ہوا مرد و دے کتا وہ بلا سے روزگار
 ہو قید خانے میں بیٹھے بیٹھے زن و شوہر کو مارا میں گلے میں موتیوں کا مالا اپنے تھا ایک موتی آسمین سے
 خود بخود لوٹ گیا میں سمجھا کہ کسی نے میرے رفیق کو مارا سحر کر کے زمین میں غرق ہو کر پہنچا جا کر عمر و کر
 یگر پھر اس طرح قید کر دیا مگر بڑا سکار ہر جب مکان پر آیا اور مرد و دے کو سہراں پایا شراب کا چہ چا نکالا
 چند شرب بھی گائے مرد و دے خود بلبلایا ہوا تھا شراب کا قراہ منگایا کتا بیٹھے حاضر ہو چالاک نے پتھیل
 جام بھرا کھائی سے پڑیا ہوشی کی ملائی جیسے ہی مرد و دے جام ہاتھ میں لیا خوشی خوشی چاہا پیچا دن
 ایک تڑا تہ ہوا شراب شہار بنکر اڑ گئی جام ٹوٹ کر گرا مرد و دے کتا اسے تو کون چالاک نے سر
 جھکا لیا مرد و دے بہ نگاہ قہر دیکھا رنگ و روغن عیاری کا جل گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی چالاک
 کو گرفتار کر لیا معلوم ہوا کہ یہ عمر و کا بیٹا ہوا اپنے باپ کو رہا کرنے آیا تھا مسلسل و مطوق کر کے کتا اسے
 بھی اسی مکان میں لپکا تو میان خواجہ عمر و اسی قید خانے میں بیٹھے تھے کہ زنجیر کے غل کی آواز کان
 میں آئی اب دیکھا خواجہ نے کہ چالاک بندھا ہوا چلا آتا ہو کلیجہ منہ کو آیا قلب تھرا ہوا جو بجا دو کر
 لیکر آیا تھا وہ تو چالاک کو چھوڑ کر چلا گیا خواجہ نے کتا اور فرزند یہ کیا ہوا چالاک نے سب کیفیت
 بیان کی کہ کوہ رنگارنگ پر یہ افتاد پڑی میان جام ٹوٹ گیا اسنے گرفتار کر لیا غلام و درجن
 اسی فکر میں تھا گلنار بنکر سب کو تھیر کیا تھا اسپر یہ فنور برپا ہوا عمر و نے بھی بڑا فسوس کیا کتا بیٹا بڑا کام
 کیا تھا عیاری تقدیر میں رہائی ہو جب طرح کا شہدہ ہو کہ جب میں نے زنگن کو مارا یہ مکان گر پڑا
 جب میں گرفتار ہوا پھر اسی مکان میں آکر قید ہوا معلوم ہوتا ہر کہ یہ مکان نہ گرا تھا یہ شہدہ سے کبھی
 نگاہ سے نہ گزرے تھے افراسیاب کے بیان صد ہا مرتبہ قید ہوئے کبھی یہ رنگ نہ دیکھا جو عجائب و
 غرائب میان نظر آئے خبر جو تقدیر میں ہو ہم جانتے ہیں میان قضا لیکر آئی ہو مجھے تو پروردگار سے
 وعدہ ہوا کہ نہ جو مرضی اسکی مرد و دے کو تو بہر وقت خیال ہر جب چالاک کو بھجوا چکا ساتھ مارا چکا

بار دہم و قید خانے میں، ہر ایسا نہو کہ نور برپا ہوا لکن مع زوجہ کے مارا گیا اور کاؤس جادو تم جاؤ
 بعد اٹھ پہر کے دورو میان خشک ایک آنجورہ پانی کا پھونچا دیا کرنا کاؤس اٹھ کر چلا اس مکان میں آیا
 جان خواجہ دچالاک قید میں جیسے ہی کاؤس اندر آیا خواجہ نے جبک کر سلام کیا کاؤس نے دیکھا
 ایک قیدی ڈبلا پتلا بہت مودب ہو کے اُسے سلام کیا کاؤس نے کہا اس شخص تو تو بہت غریب معلوم ہوتا ہے
 کس جرم پر قید ہوا خواجہ رونے لگے کہا دشمن شاہ ساحران آپ کیا پرچہ تھے میں زبردستی مجھ غریب کو قید
 کیا میں آپ کا بچک ہوں گانے آیا کوئی دھن بگڑ گئی تھی ہر لی سب کو ملے ہوا قید کر دیتے تھے بچے میرے
 بھوکون مرتے ہونگے میں اکیلا مگر کانے والا جو رو خوش مزاج خدا سکون دست رکھے میں تو اسکا شوق
 ہوں کبھی اہل محلہ کا دل نہیں دکھایا دل صاف با انصاف تھے سو کر اٹھنا منہ ہاتھ دھو یا چار اگلیاں
 سی کی لگائیں اچھے کپڑے پہنے دروازے سے باہر جا کے محلے میں جس کسی کا دل چاہا کام کاج کرائی تمام
 گھروں میں ذکر ہوتا ہے کہ کان کیا اچھی ہے جو کوئی عورت گھر پر آئی اس کی سخت نے بلا لکھتے بلایا مجھے
 کہ کر کیا بیان کوٹھے پر جاؤ گھر میں ایک بی بی آئی میں اُنکا پانچا بہت بوقت دون یا فلان کام کرو دن
 بجا جو رہ دیا وہ لے لیتے والی کا بھی مطلب پورا کر دیا مجھے ہمیشہ محبت رکھی کسی کے دل کو رنجید نہیں کیا
 اب وہ بھولی عورت کیسی تڑپتی ہوگی محلے میں جا کر منہ دھانک دھانک کے روتی ہوگی یہی کہتی پھرتی
 ہوگی کہ میرا بھولا شوہر غائب ہو گیا میں میان پسنا بیٹھا ہوں اگر جانتا اس مجرم کو سلام کرتا اچھا
 خواجہ نے رو رو کر یہ حال بیان کیا کہ کاؤس کانپ گیا زمین کتا ہے بڑی بدعت کی بات ہے ایسے
 غریب کو یوں قید کیا ایسی باتیں کرتا ہے کہ کلیہ منہ کو آتا ہے کوئی اپنی زوجہ کا اس طرح حال بیان کرے گا
 بس طرح اسے بیان کیا یہ قوم کے دوم کو حارثی دوپہے زیادہ دیر بیٹے خوش ہو گئے اُنکا قید کرنا کیا
 کاؤس نے پوچھا بڑے میان تھا یا نام کیا ہے کہ حضور سارے شہر میں مشہور ہے تان توڑ خان حضور نہیں
 تو حال معلوم ہوا آپ مجھ کو قید سے چھڑا دیجیے آپ کو بڑا ثواب ہو گا آج سے میں کہیں مجرم سے میں نہ جاؤں گا
 جو ر بڑی محنتی ہے وہ کمانیگی شام کو نیک تیل خرید لائوگا جو کچھ پک جائیگا سر جوڑ کر کھایا کوں گا کاؤس نے
 کہا یہ دوسرے شخص کون ہے خواجہ نے کہا اسکا نام نہ پوچھیے یہ بڑا مکار ہے سنا ہے جادو گروں کو مار ڈالتا ہے
 کوئی عمر و عیار ہے یہ اسکا شاگرد ہے یہ نگوڑا فونی جنونی جادو گروں کو مارتا ہے کسی عورت کی شکل نکالتا
 تھا میان مرد و کے بھی چونہ لگایا ہوتا وہ تو بڑے ہوشیار ہیں اُنخون نے سحر کر کھا تھا جب

اسنے انکو بیوشی پلائی جام ٹوٹ گیا، انجام خیر ہوا اسکو قتل کیسے من حضور خونی کا ساتھ نہیں دیا میں
 آپ سے صاف صاف حال کدیا جب آپ ایسا مہربان ملا تو میں کوئی بات کیوں چھپاؤں حضور
 بزرگوں سے سنتا چلا آتا ہوں کہ سچ بولنے پر آدمی کے منہ پر روتی برقی ہو میں نے جو وہ سے چھپا کر
 دو چار کوڑیاں جمع کر رکھی ہیں وہ لے لیجئے مگر میں قید سے چھوٹ جاؤں جسوقت گھر پہنچوں گا چورو
 پٹ پٹ کر روگی تمام محلے میں ہلڑ ہو جائیگا اسے تان توڑ خان غائب ہو گیا تھا سب جگہ سے
 تیل ماش آئیگی یہ لکڑ خوب شلے یہ دو چار اشعار گانے لگے اشعار

یوں مرے گھر سے اسی شب یلدا لگے
 ساقیا زہد بہت دوروں پہ میں آگے
 شل یوسف ہو تو بازار میں آنا کیا تھا
 یہ ہمیں کہ محبت میں لہو روتے ہیں
 چاندنی روزن در سے جوشپ بھرا جانے
 سحر وصل ہو جاتے ہیں وہ گھرا دل زار
 وہ جہان دوست ہوں ایذا پہ جو پہنچے ایذا
 کل انہیں میں نے کہا تھا کہ تمہیں دل دو لگا
 ہم وہ پیر اک ہیں طوفان الم میں نہ رے
 ہم سبھی آمادہ ہیں نیک سرترگان کی قسم
 کھل گیا خانہ بر اندازوں پہ حال انصاف

جس طرح صبح کو بیا رکا صد فاکے
 آج تو کوئی اُبلتا ہوا شیشا لکے
 کیا ہو کوئی جو حسد بیدار تھا راکے
 کہیں دکھیا ہو کہ آنکھوں سے کھیا لکے
 جگنو بن بن کے مرے گھر سے اُجالا لکے
 دم جو ایسے میں کل جانے تو اچھا لکے
 نہ کہیں منہ سے مرے ایک کاشکوا لکے
 آج ہی کرتے ہوئے گھر سے تقاضا لکے
 صورت موج روان کاٹ کے دریا لکے
 آپ سے چھیر لکھتی ہو تو چپا لکے
 باندھ کر جب درد لبہ کا ارادہ لکے

اسطرح یہ اشعار خواجہ نے چمک چمک کر گائے بتایا بھی گاؤس بہت خوش ہوا خواجہ نے کہا مجھ
 غیب کے پاس آؤ یہ ایک ڈبہ چاندی کا ہوا اسکو لے لیجئے جو کچھ اس میں ہو بخوشی میں سے آپ کو بخشا
 میرا ہاتھ کھول دیجیے گاؤس نے خواجہ کا ہاتھ کھولا اب تو خواجہ نے باتیں کرتے کرتے ہتھکڑیاں
 بیزبان کانین کاؤس نے ڈبہ جو کھولا بیوشی اڑی کاؤس بیوش ہو کے گرا کرتے گرتے خواجہ نے خیر مارا
 شکر چاک قصہ پاک چالاک کی سبھی ہتھکڑیاں ہتھیں کاٹ دین لہا اسے کنجت بھاگ چالاک تو
 لکھ کر ایک جانب بھاگا عمر و نے دیکھا مارتے ہی گاؤس کے اندھیرا ہوا صدائیں مہیب آنے لگیں مکان گرا

کئی جاوگر لیا لیا کمر دورے عمر و نے خیال کر کے دیکھا جیسے المکن کے مرنے سے ہزار جاوگر نظر
تھے اب پند کس گہرائے ہوئے لیا لیا کمر دورے عمر و نے کسی کو عباب مارا کسی کو حلقہ ہاسے کندین
پھنسا یا ایک جاوگر سیہ فام بد انجام یہ کتا ہوا دوڑا او مارا بان زاوے تو نے زندان تاریک میں اگر
آفت برپا کر دی میرے ہاتھ سے پکڑ لیا ان جاوگانم لرزان جاو جو جب راستہ چلتا ہر تو زمین کا پتی
ہو صاف ثابت ہوتا ہر کہ زلزلہ آیا جب وہ تینہ لیکر دوڑا خواجہ نے بھی سپر و شمشیر ہاتھ میں لی کہا
اوامر دیکھا میں تجھے ڈرو لگا آئے ہاتھ تلوار کا مارا خواجہ نے خم ہو کر خالی دیا لپکا کر آواز دی اسکا
سہکات لے لرزان جاو و سمجھا کوئی میری پشت پر آگیا آئے منہ سپر خواجہ نے ہاتھ مارا لرزان جاو
کے دو ٹکڑے ہوئے صدائے گیر و دار بلند ہوئی خواجہ نے دیکھا زمین شق ہوئی خواجہ لڑکھڑکے گرسے
دیکھا ایک مکان لوہے کا بنا ہوا سپر ایک بڑا قفل لگا ہوا اس میں سے آواز کراہنے کی آتی ہو کوئی مدد دے
جنگلے گردون کشیدہ بعد اسے نحیف و ضعیف یہ اشعار عبرت آٹا رہا سی بقیاری میں پڑھ رہا ہر اشعار

یون یہ تائے پس خست دل شیدا نکلتے
ہاسے کیون روئے مرے گھر سے اجاں نکلتے
ہاسے رس و وصل کی لذت کہ جو تڑپوں تو بھی
جلوہ برق تمہلی نے کیا خاک سیاہ
دل لگی کے لیے ری محسوس کو زبانی تسکین
یار سے عالم ارواح میں تھے ہم مانوس
ہم بھی کچھ کہتے ہیں جب پھرتے ہیں جھوٹے
چھپے میل دل کے تھے قلوب خستہ آج
ہر ہوشوں نے پہونچا یا نہ دان تک نامہ
سوچتا ہوں صفت مشرے کمان بیجاؤں
باتیں غیروں سے کرو ہمیشہ اشارے کیا خوب
نام الفت کا ڈبوئے لگے یہ اشک صفر

بشیہ تابوت کے پیچھے بولی روتا نکلتے
اشک کے ساتھ مرے پارہ دل کیا نکلتے
زخمہ دل کا نہ مرے ایک بھی بچا نکلتے
تلوار کی اب نہ خبر لینے کو مرسا نکلتے
میکر سہرا زباناؤں وہی جھوٹا نکلتے
رازوں اپنے بہت روزوں کے افشاں نکلتے
شکل تو ہم لب اغیار سے گویا نکلتے
تو تصور میں تمہارے لب گویا نکلتے
صوت مطلب کے نقوش پر عفا نکلتے
واس رسوائی اُسی دن ترا وعدا نکلتے
اور اشارے بھی وہ ہیں جنہیں معائنہ نکلتے
جسکو اک قطرہ میں سمجھا تھا وہ دریا نکلتے

ہر پند کہ خواجہ خود مصیبت میں مبتلا تھے ایسے قید خانے میں قید ہوئے مصیبتیں اٹھائیں لیکن یہ صدا سے

دردناک سکر دل بقرار ہو گیا چیران تھے کہ یہ کون درو رسیدہ آفت کا مارا بلک بلک کے رو رہا ہو
 کبھی آواز آتی ہو کہ اچھا آسمان کے خدا سے ناویہ عین نے تیری وحدانیت کا اقرار کیا اب صد مات
 بصیبت نہیں آتے تھے حکم دے ملک الموت کو کہ آگے دیی قبض روح کرے یا واسطے رہائی کے حکم
 دے اب بہت بقرار ہوں تو مدد کر اس بلا کو میرے سر سے رو کر غم

خداست خالق و رزاق جملہ مخلوقات
 بیکر گوشہ و فارغ زرنج و راحت باش
 تو عاقل و شوی بے تمیز صد افسوس
 سباز بازی ناحق در حبان ہر دم
 تلاش حضرت حق کن یہ دار خود ہستی

خداست موجود ایک با و جملہ موجودات
 کہ دار فانی دنیا ست مسکن آفات
 تو آری و کنی کار و حشیان ہمایات
 کہ وقت مرگ سبہ بازی تو آید مات
 مرد منانہ و بیکر برا سے تحقیقات

اور کبھی آواز آتی ہو میں بزرگوں کی صورت زیبا خواب میں دیکھی ہو گئے جمال جان آرا سے مشرق کر
 اب ترقوت و طاقت نے جواب دیا غم و نے بقرار ہو کر سوہن پاس سے نکالا خوت دل میں لگا ہوا
 ہو کہ ایسا سرور و دامن آجائے قتل کاؤس کی خبر آسکو ضرور ہوئی ہوگی دل میں یہ خیال قلب پر
 ہجوم غم و ملال مگر قفل کاٹ رہے ہیں بہت جلد ہی ہو کہ قفل کاٹوں و طبعیوں یہ کون درو رسیدہ ہو
 جب غم و نہ قفل کاٹ کر دروازہ کھولا ایک برقی چمک گئی کہ آنکھیں خواجہ کی بند ہو گئیں لگاہ کو
 فائز کر کے بغور دیکھا ایک نازنین چین آفتاب جمال خورشید مثال عارض انور رشک قمرین بوسنبر
 دین تنگ قدم گوہر یا مثل غنچہ گل تراب و سے خدا رکھنی ہوئی تلوار لبون میں مسجانی حدین خانی زیبائی ایک
 نونا ہوا مان سدر پر ٹھکا ہوا لباس بوسیدہ زیب جسم صاف ظاہر ہو کہ یوسف مصری در دورنگ کے
 یونین میں یا چاند گن میں بسبب ترقی رنج و ملال پیشانی پر چھریان پڑی ہو گئیں کیون خاموش رہوں
 موجود رہا سے سن سے مثال دون نارستان کا ابھار حباب دریا سے نور کیے یا عجم سکوس دین
 بقول شاعر فروغی کرنا ہوا اشارہ کوئی آنکھتا جوین دیون ابھرتے ہیں محل پاس کے ابھرنے والے
 یقین غیب پر پاپا سے پریشانی آئینہ رخسار پر و نور جراتی شکم صاف و شفاف کو ریاسے نور کو
 یا قلم بلور سے مثال دون تشبیہ کر میں خود گم ہوں عدم کیونکر کیون ظاہر غفقا سے مثال دون یا
 شک کو دریا سے نور کا آئینہ دریا سے نور میں بال آگیا قتل عاشقان پر کمر بہت جملہ اعضا درست

بقول شاعر شیریں کلام طلسم

گردش چشم سے سرمے کا تہہ رک گیا ہوگا	دیکھ لو گے جواں ہر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا سینگے	پہرے سے ہم سے وہ سب دید نظر کیا ہوگا
خانی اس رشک میا کو سلامت رکھے	مین اگر جان بھی دو لگا تو ضرر کیا ہوگا

ہاتھ میں ہتھکڑیاں پانوں میں بیڑیاں طوق گلیر زبان میں سوزن سرخون گلیر خون آنکھوں سے آنسو جاری ہیں جوش پر یقاری ان آنکھوں کی کیا صفت کہوں کیا خوب طلع یا نہر یا بیدہ مغرب ہے نظیر صفات نعت تقریر پر مطلع جینے نہ دینگے آنکھیں تری نہ لگا سکتے جو ان کہیوں سے جھانک سہی وقتنا مجھے جو دیکھ لےتے معنی ہر رویت تیرہ شب است و رادی سہی جو باہر صبرم در کف عشقت دامن بومع دست زینہ آنکھوں سے جواں شوہاری ہیں صاف ثابت ہے کہ شاطہ آفرینے موتیوں کا سہرہ چہرہ زیبا تیار ہے اگرچہ رشک اگر رشک سر شکرانہ رشک کر رشکے صاف ظاہر ہوا کہ تیرے ابداری بھی پیدا کی بقول شاعریت تیر لگا ہست دوانی کیا نشست بول شہت و خوب نشست و بیا نشست جو بکری مطلع صفت مطلع آنکھوں میں رہن لگاہ یار بھی شمشیر ہے ہر شام سے میں ہمارے قتل کی تہہ پر ہے بول دیکھیں سرخیا کے سنجے اپنے حال زار پر ملک ملک کے رو رہی ہے عمر و جہان جمال بخود دیا ہو گیا غم نہ دے نہ صورت زیبا کو دیکھا کیا اسکے حال زار کو دیکھا تلمیہ تم لگیا دل سے عمر و باتیں اگر ہاں کہ ایسی مشوق خوش و خوش ہے یہ صیبت اس نازین نے بہ لگاہ پاس سر اٹھا کر طرٹ خواجہ کے دیکھا غچہ دہن وا کیا گہریزی زبان معجز بیان سے فرمائی کہ کیوں ان شخص میرے حال زار کو کیا دیکھتا ہو کا تب شہت نے ملک قدرت جو کچھ حفته پیشانی پر تحریر کیا ہے وہ بہر نوع پیش آنی ہے ہمارے حال زار پر ناحق کو جراتی ہے بہکتی ہے شخص تو میا تاک کیونکہ آیا یہ وہ مقام حسرت انجام ہے کہ ہوا بھی نہیں آتی اگر کبھی کوئی جھوٹکا آیا ایسا گرم تھا کہ اعضاے نحیف و ضعیف کو جھادیا ہوا کی ہوا نہ رہی اور زیادہ بربادی ہوئی تم یہاں تک کیونکہ پونچے مروجہ جادو گسیان ہمارا سا حزن بدست بادہ کیر و نخوت سے مست ہر وقت ہر وقت کمر باندھے رہتا ہے کوئی نقشہ تیار کر لیا ہے ہر وقت بیٹھا ہوا دیکھا کرتا ہے کسی مجال ہو کہ میا تاک

بقول کسی شاعر کے کیا خوب سنہ یا یا ہر طلسم

شب وصال محبان سحر نشین ہوتی
نگاہ بازوؤں کی خاطر یہ قید بنداشتوں
یہ رنگ گدگدیاں پھولوں کی بندشوں سے
وہ کون لوگ ہیں جو ساتھیوں کو چھوڑنے میں
شب فراق میں دست جنوں سے ایسے کام
وہ کون ہیں کہ جو فرقت میں جیتے ہیں برسوں
جگر پہ پھلتے ہیں خنجر خیال ابرو میں
نیم صبح کے ہمارے دل - دل - دل
بشر سے بنتی نہیں جب طبیعت اتنی ہر
جلینے ہم بھی میان تک جلدے جانا عالم
یہ آسرا ہے کہ کپڑے کر تو دیکھو شہنشاہ
صفیر ہے ہنری سیارہ جو سیکھو سکو

سوا سے صبح گلو کچھ خبر نہیں ہوتی
کچھ اپنے درد نظر پر نظر نہیں ہوتی
حسین میں بہت تقسیم نہیں ہوتی
و بال دوش کو گرد و سفید نہیں ہوتی
غیر چاک گریبان حسرت نہیں ہوتی
میان تو غم دور روزہ بسر نہیں ہوتی
سیاہی شب بیدار سپر نہیں ہوتی
اسیڑیستہ رجب تک حسرت نہیں ہوتی
کچھ اپنے دل سے بدی جائز نہیں ہوتی
یہ شمع آہ ہر گل غم بھر نہیں ہوتی
تری نگاہ سے قطع نظر نہیں ہوتی
کہ اس زمانے میں قدر نہیں ہوتی

اس طرح ان اشعار کو رو کر اس نازنین نے پڑھا کہ عمر و کا دل تو کھ گیا کہ اس نازنین والا قدر کیا
حال مفصل بیان کرو ان حالات کے سننے کی دل میں عانت نہیں ہم بھی گرفتار دامن مصیبت ہیں اب ہم
مرو و طعون آجائے اس نازنین نے کہا یہاں یہ فرمائیے کہ آپ کا نام اسی سر پرندہ جادوگران دریش
تراشندہ کا فرمان طرار فرار خواجہ عمر و نامدار ہر عمرو نے گھر آکر کہا آپ کو میرا نام کیونکر معلوم ہوا اس
نازنین نے کہا ہمیں سالہا سال اس زندان مصیبت میں گزرے ہر گان دین عالم خواب میں آئے
جمال جہان آئے صاحبقران دکھایا آپ کا نام نامی بتایا یہی فرمایا تھا کہ سدا سے خواجہ عمرو کے
اس مقام پر کوئی نہیں آسکتا اور رہتے بھی اتنے عرصے میں دیکھا کوئی بیان نہیں آیا آپ قفل کاشی
آئے دل کو یقین کامل ہوا کہ نہ سناہ عیاران آگئے عقل سے سب باتیں ثابت ہوئی ہیں بیان
بیٹھے بیٹھے حملہ امور سے آگاہ ہوئی زبان سے سوزن لگا لیے میں قید سے رہائی پاؤں عمرو نے
فوراً زبان سے سوزن کو نکالا اس نازنین نے ابرو ہلائے ماراں بیاہ جو جسم سے پئے تھے جگر خاک
ہوئے قید بدن سے جدا ہوئی کہ خواجہ اب خبر اور آپ کو دینی ہوں کہ چالاک راہ میں پکڑ گیا

بھاگ جاتا تھا صحراے آہوان میں پہونچا غزال جاوونے گرفتار کر لیا یہ بھی عرض کروں کہ آپ کس جرم
 میں قید ہوئے قنطور جاو کو آپ نے مارا ناسوز زخموارا سکا بھالی آٹیکا سب کو کھلیگا بول قوت
 انکی ہم بھی وقت پر پہونچنے خواجہ نے پوچھا کہ ای ملک عالم تمھارا نام نامی واسم گرامی کیا ہو یہی توبہ
 جلیل تمکو ملا غنچہ آرزو کھلا کہ بزرگان دین نے خواب میں آکر ہدایت کی میان تویہ ذکر ہو اس نازنین نے
 نام اپنا گلگونہ زلیخا پوش بنلایا اور کہا خواجہ سب حال میرا تمپر ظاہر ہو گا خواجہ گلگونہ چاہتے ہیں
 کہ نکلیں اب حال مردود ملعون کا تحریر ہوتا ہو یہ اپنے مقام پر بیٹھا ہوشربا بخواری میں مصروف کہ یکایک
 انھرا یکا یکا بار غضب ہوا کاؤس مارا گیا ساتھ دالون نے کہا آپ کو کیونکر ثابت ہوا کہ کاؤس مارا گیا
 کہا یارویا قوت احمد کا دانہ جو میرے گلے میں پڑا ہو یہ سیاہ ہو گیا اگر نوٹ جاتا مہتر ہوتا اب بھلا کر دیکھنا
 چاہیے کہ کیا معرکہ ہوا زندان خانہ تنگ و تاریک میرے قبضے میں ہو اسکی خبر لینا واجب و لازم ہو یہ کیکے
 بہ قہر و غضب تمام تھا چند ساحر ہمراہ چلے پیچھے تاتا بندھا ہوا ہو یہ بھی مردود کے منہ سے لٹک گیا کہ صاحبو
 سامری و حشید خیر کرین ملک گلگونہ کئی سال سے قید ہیں ایسا منوساربان زاوہ وہاں پہونچ جائے
 نوشہنشاہ کو بڑے لال پہونچینگے سامری نامے میں مرقوم ہو ہر ایک کو یہ راز معلوم ہو کہ اگر ملک گلگونہ
 رہائی پائیگی اسکے مان باپ رازدار طلسم میں انکی بھی رہائی کی صورت ہوگی ہم شہنشاہ سے کہا کرتے
 تھے کہ اسکو قتل کیجیے انھوں نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ میری اسپر جان جاتی ہو میں کیونکر قتل کروں ایسے
 ہاتھ کمان سے لائون آخر انجام کچھ ہو گا یہ کتا ہوا چلا میان خواجہ و گلگونہ مکان سے نکلے ہیں کہ
 آندھی سیاہ چلی گلگونہ نے کہا خواجہ ہومردود آتا ہو خواجہ تو گلیم اوڑھ کر الگ ہوے سیاہ آندھی
 شن ہوئی دیکھا مردود مثل شعلہ جوالہ آتا ہو وہاں سے لٹکا را او گلگونہ غضب کیا قید سحر جسم سے دور کی
 دیوانہ کر کے مارو لگا ساربان زاوے کو لشکر سے پکڑ لاؤ لگا بی صہرخ و ہبار کیا کر سکتی ہیں گلگونہ نے
 گاتی باندھی پکار کر آواز دی اونکر ام شہنشاہ لاچین کو تم سبھوں نے ملکر قید کیا یہ بدعت بالا بالانہ جائیگی
 مردود جو زمین پر آیا چار ہزار جاو گرا سکے ہمراہ تھے اشارہ کیا یارو رب ملکہ ملکہ گرفتار کر لو گلگونہ نے مسکرا کر
 او بیٹھا تو خود آملیوس جاو کر سب کا افسر تھا سحر کرتا ہوا بڑھا ملکہ مسکرا من غنچہ دھن دا ہوا گل سحر نے اپنا رنگ مایا
 گورے گورے ہاتھوں کو ہلایا کہا کیوں صاحبو مہتر تمھارے مشتاق ہیں یہ بھی نیرنگ زمانہ کے اتفاق ہیں
 تمھارے کیوں دشمن ہو دیکھو صحراے پر ہمارے ہنسیم جن بادہ محبت سے سرشار ہو ہر گل کا کٹورہ شراب شہیم ہے عورت

کیفیت انتظار میں عجب سرور جو زمرہ سراسر تمام جانور زمرہ کی مقارین مرجان کے پائون طبلوس نے سر شاگرد کیا
نسیم سحری مستدل چل رہی ہو نہ گرمی نہ سردی نہ رون کو بحر محبت کا جوش موج آب کو ہوشی کا ہوش صبا نشیب
محبت سے ڈکھڑاتی ہو ہر میناے شجر سے سرگراتی ہو عند لیباں خوشنوا کے جوش و خروش پہلو سے گل میں کھول کر
بیٹھی ہیں اشعار عاشقانہ گارہی ہیں پھولوں کو پکار پکار کر سنار ہی ہیں نظم

گلون کے دم کی ہر ساری بہار محبت میں
عسد و کا دخل نہوز نیسا ر محبت میں
یکس کے آنے کا ہر انتظار محبت میں
انہیں بکلا کے ہوا شہ مسار محبت میں
چلے شراب شب و مسل یار محبت میں
یہ کرن آنیکا پروردگار محبت میں
ایسی ہر نکست مشک تار محبت میں
ہیں جمع دید کے اسید وار محبت میں
سوا ہوا و تھسار اوتار محبت میں

کیفیت صورت مبہل ہزار محبت میں
مستل عیش کا کیا کام یار محبت میں
گل ہیں جانب درخورد بخود مری آنکھیں
نہ جیف ہو سکیں کچھ ہے خاطرین آنکی
میں زند ہوں مجھے کیفیتوں سے مطلب ہو
پچھے ہیں کشتیوں میں کیوں شراب کے شیشے
کسی کے سر سے دوپٹہ بٹا ہو جوا و دل
فرا حضورا و صر بھی ملاحظہ ہو جائے
جگہ دو نور کو دل کی طرح جو پہلو میں

یہ اشعار عاشقانہ جو طبلوس نے سنے تھوٹے لگا پٹکار اپنے ہمارے یوں کی جانب دیکھا سب مجھوم رہے تھے
سیحرا و کیمیا کیست تھے پکار کر آواز دی او ملکہ عالم ہم سب غلام ہیں چاہتے ہیں گلچینی گلشن جہاں میں مصروف
ہیں ملکہ نے منہ سکر کیا تم ہمارے کیسے چاہتے ہو مر دو و ہمارے قتل پر آمادہ ہو کر آیا ہوا سکا لہ لہا یا کو
ہم تمھارے ساتھ ہیں عند لیباں خوشنوا کی جانب دیکھ کر آواز دی کہ سوا سے پہلو سے گل میں بیٹھنے کے کچھ اور بھی
آتا ہو عند لیباں زمرہ سر شاخاے گل سے آؤں گردان چارہر جا و گرون کے چرخ مارا جہر سایہ چڑا تھو گیا
کوئی پکارتا ہو او ملکہ عالم ہم تو غلام صلتہ بکوش ہیں خوف سے اس جیہا کے خاموش ہیں لیٹے تھو ہم رہے
ہیں لیٹے لیٹے لیٹے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہیں اشعار

آگ کا شعلہ سا اک دل میں ہو کر کر گیا
ارک شب تاب کی صورت چمک کر گیا
فرط شادی سے ہر اک غنیمت چمک کر گیا

داغ عزت برف کی صورت چمک کر گیا
پر تو حال رخ پر نور شام زلف میں
کس خدا ان کی آہ تھی جو گلزار میں

زیست کی امید کسکو تھی کیا خالق نے فضل
یاد آئی صندلی رنگت جو محب کو یا ر کی
باغ میں اُس گل کے یاد آنے جو عارض لال لال
شوق میں نظارہ عارض کے تر پا استقدر
یا و اُس کبیر طاقی کی جو آلی سہر میں
کتے ہیں آواز سے لاغر حد سے پاکر وہ مجھے
اُس پر ہی تمثال کے چہن کی شہرت اُڑی
نور عاشق ہو نہیں محبسا زمانے میں کوئی

در دول میں اویٹ مہر و چپک کر رہ گیا
رات کو میں پیون سے سر پٹک کر رہ گیا
قطرہ خون چشم بلبیل سے ٹپک کر رہ گیا
دم رنگون سے کھنچ کے آنکھوں میں اٹک کر رہ گیا
بر میں دل پھلی کی صورت سے پھڑک کر رہ گیا
کچھ مری آنکھوں میں کاشا سا کھٹک کر رہ گیا
آشیان میں طائر سرد رہ پھڑک کر رہ گیا
جو حسین آیا نظر بس دل پھڑک کر رہ گیا

عرصہ دراز تک وہ بہ شمار عاشقانہ پڑھا کیے مروود نے پکار کر آواز دی اچھڑا موم تمکو حکم دیتے ہیں کہ اس
عورت کو گرفتار کر کے ہمارے پاس لاؤ یہ کیا حرکات لنو کر رہے ہو ملک نے کہا حقیقت میں سچ کتا ہے جلد سے
گرفتار کر کے ہمارے ساتھ لاؤ یہ لایق نہ دینے کے ہے ملبوس چار ہزار جادو گروں کو ساتھ لیکر طرف مروود
کے چلا ہرچہ مروود سحر کرتا ہے کبھی ترنخ و نارنج اچھا تھا ہے وہ سب بلوہ کر کے مروود پر پوٹ پڑے جبراً
گرفتار کر لیا جب مروود سحر کر کے ترپتا ہے ان سمجھوں کے ہاتھ سے جھوٹ جاتا ہے ملبوس نے کہا اسکی تباہی
سوزن دو مروود نے چاہا تیریکر کھلایا وہ ملبوس نے گردن لی زبان میں مروود کی سوزن دی کشان کشا
سانے گلگونہ کے لائے کہا حضور گینگار حاضر ہو ملک نے کہا قتل کرو ملبوس نے ہاتھ تلوار کا مارا سر ٹکر مروود
کا گرا اندھی سیاہ اٹھی برق چپکی رعد گر جاناں سب دیوانوں کے بھی سر کٹ کر گئے اب خواجہ عمر و ظاہر ہو
ملک کے ہاتھ چوم لیے کہا ملک ناشتا رائے کیا سحر کیا ہے ملک نے کہا آپ اب طرف لشکر کے چلیے میری بارہ ہزار
کنہرین قیدی ہیں انھیں رہا کر کے ہمراہ لیکر آتی ہوں مقام کا مفصل نام بتائیے خواجہ نے کہا پشتہ نگین جہا
پر لشکر فرود کش ہے اسی مقام پر آئیے خواجہ تو طرف لشکر کے چلے ملک نے راستہ بتا دیا کہ یا اس راہ کے خلاف
نہ جائیے گا ملک پر پرواز پیدا کر کے ایک جانب گئیں لیکن اولان اول حال چالاک بن عمر و تحریر ہوتا ہے چالاک
جب قید خانے سے چھوٹ کر سچا کا خائف و ترسلاں چار جانب دیکھتا ہوا چلا کہ پھر گرفتار نہ ہوں ایک صحرا میں
گزر ہوا نہرا ہوا کالی کالی آنکھیں گردش کرتی ہوں اُس صحرا میں بھر رہے ہیں چالاک اُن اہودوں سے
دھمک کر سچا کا میکان آہو پیچھے دوڑے تھوڑی دیر تک گیا مگر اپنے پیچ میں سے اہودوں نے نہ لکھنے دیا قبل اسکے

اس کو دہرائی پڑی تھی کہ ایک طرف سے دھڑو کے کی شیر کے آواز آئی زمین تھرائی چالاک چالاک ایک شیر
 قریب چالاک کے آیا چالاک نے چاہا تڑپکھلیاؤں شیر نے گردن لی چالاک کو لیکر بھاگا چالاک
 ہوش ہو گیا بعد تصور اس طرح کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک باغ پر سہارا ایک ساحرہ سند پر بیٹھی ہو اس نے
 پوچھا کیوں چالاک مروو کے پنجے سے کیونکر رہائی پائی چالاک نے کہا میں نہیں جانتا کہ مروو کو
 تنہا میں تو راہ راہ جاتا تھا آپ نے ناحق مجھ کو گرفتار کر لیا میں بیگناہ ہوں جس دن سے میں ہوشربا میں آیا
 صحرا میں رہتا ہوں باپ کے ساتھ نہیں رہتا مانگ جانچ کے اوقات بسر کرتا ہوں افراسیاب سے اکثر
 کتا مگروہ ہمنصف ہو آپ کو ملازم کر لیجئے عمرو کی مشکین باندھ کر لائینگے مشورہ ہو کہ معتز قرآن گرفتار نہیں
 ہوتے انکو گرفتار کر کے نہ لائیں تو ہمارا نام نہیں ملے غزالہ جاوے کتا سارے فتور عمرو کی ذات سے
 برپا ہوئے اس سے تو کیا لڑ لگا تھکوا میں ابھی قتل کر دوں گی سر خدمت میں افراسیاب کی روانہ کر دوں گی یہ کہہ کر
 کنیزوں کو آواز دی کہ خبر تو لاؤ زندان مروو پر کیا گداری چند کنیزیں گئیں روتی پستی آئین عرض کی
 کہ اے ملکہ عالم قید خانہ ٹوٹا عمرو عیار قید سے چھوٹا قریب قید خانہ لاشہ مروو کا پڑا ہوا اب تو سہ ایک
 ساحر کی زبان پر سہی ہو کہ ہماری اقلیم کی کیروٹی اسی کی ذات سے سب انتظام تھا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ایک
 کنیز نے بڑھکے عرض کی ملکہ صرصر دولت پر حاضر ہو ملکہ غزالہ نے حکم دیا جاو ملکہ صرصر اند آئین غزالہ
 کو سلام کیا نہ غزالہ کے ہاتھ میں دیا غزالہ نے پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ غزالہ تنھے بڑا کمال کیا کہ
 چالاک کو پکڑ لیا جلد اسکو ہمارے پاس روانہ کرو غزالہ نے کہا اے صرصر تم چالاک کو سطح لیجاؤ گی صرصر
 نے کہا ہوش کر کے نشتارہ باندھ کر لیجاؤ گی غزالہ نے کہا کیا مضائقہ ہو اے صرصر وہ سانے نخل سرسبز شاہ
 ہوا کے سانے میں ہو کے چلی آؤ پھر اے لیجاؤ عمرو کو تھیں کامل ہوا کہ اس نخل کے سانے میں جانے سے
 کوئی خرابی ہو بس باتیں بتانے لگے غزالہ نے دیکھا کہ صرصر کو سانے نخل میں جانے سے انکار ہو چکا ہے
 جھولی سے ایک تیلی نکالی کہا اے عجبیہ سامری اپنا کمال تو ظاہر کرو تیلی مثل انسان کے ٹپتی ہوئی قریب
 عمرو کے آئی عمرو نے چاہا ہٹ جاؤں قریب آکر ہاتھ اپنا اسنے عمرو کے منہ پر پھیر دیا رنگ دروغ عیاری کا
 اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی اب تو بڑھ ہوا کہ یہ عمرو عیار ہو صرصر کی شکل بنکر آیا تھا ملکہ غزالہ نے کیا کمال کیا
 مگر ساربان زادے کھل گیا ملکہ غزالہ نے کہا او عمرو تو نے کھیل بھاتا تھا کہ صرصر بنکر چالاک کو لیجاوے بھلا
 ہم اس طرح قید خواہے کرتے یہ کہہ کنیزوں کو آواز دی اے صاحبہ ظلم ہوشربا بچکیا میدان خوبی کی تیاری کرو

اسی وقت دارین استاد ہونے لگے جلا و خنجر ہلے برہنہ لیے حاضر ہوئے خواجہ عمرو فریاد کر رہے ہیں کہ ملک
غزالہ میں نے آپ ایسی جادوگرئی سنیں دیکھی امیدوار ہوں کہ تمھیں ملزم کیجیے میں خدمت اقدس میں عاف
رہو لگا بادشاہوں کو مار کر شہروں پر قبضہ کرادو لگا یہ باتیں سنکر ملک غزالہ کو بڑا سلف حاصل ہوا اسی پتی کو
پھر جھولی سے نکالا پوچھا کیونکر اے مشیہ سامری عمرو میری اطاعت کرتا ہے تمھاری کیا راسخ پتی نے
کانون پر ہاتھ رکھ کر کہا ملک یہ ساربان زاوہ بڑا مکار ہے اسکی بات کا کیا اعتبار ہو چاہتا ہے فقرہ دیکر اپنے
قتل کرے یہ سنکر غزالہ بہت جھلائی کما اے جلد میدان خونی کی سیاری کر دے مشیہ سامری نے عمرو کے
دل کا حال بتا دیا اسی وقت جلاوٹوں نے عمرو و چالاک کو کھینچا لا کر زیر تیغ بٹھا یا عمرو کا تڑپنا سچر کتنا
جلاوٹوں نے دونوں کی گردن پر کوٹے کا خط کھینچا خنجر لیکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی اے ملک حکم ابل ہے سمجھ کر دیکھو
یہ عمرو عیار ہے اس کے خون کے دعو یہ بہت ہیں غزالہ نے کہا جلاوٹوں کا سر کاٹ سے جلاوٹ خنجر کھینچ کر
جلا عمرو نے سر اٹھا کر طرف آسمان کے دیکھا کما اے کریم کار ساز وای رب بینا زہد و کراس بل کو ہمارے
سر سے رو کر ملک کر جو عمرو نے دعا کی باب اجابت و استھا فوراً دعا قبول ہوئی ملک گلاگوٹہ رنگین کو
نیزوں کو رہا کر کے تخت پر سوار آئی ہوئی جاتی تھیں سر جھکا کر دیکھا خواجہ عمرو و چالاک زیر تیغ تھے
ہیں جلا و قتل کیا چاہتا ہے یہ حال دیکھ کر قلب تھوڑا ہوا تھوڑا دیا برق تڑپ کر گری دونوں جلاوٹوں نے
سر اڑ گئے گلاگوٹہ نے پکار کر آواز دی او غزالہ مرد و جادو مارا گیا بنے رہائی پائی اب افراسیاب
سمجھا جاویگا غزالہ نے گولہ مارا ملک نے کہا میں اس پر کیا سحر کروں چھ اشارہ کر دیا ساتھ واپس آواز دی
او غزالہ تو نے غضب کیا ہماری ملک سے دشمنی کی چار جانب سے کینوں نے غزالہ کو گھیر لیا بلوہ کر کے
گرفتار کیا کشان کشان سامنے ملک گلاگوٹہ کے لائین کہا حضور یہ کہنگا حاضر ہو گلاگوٹہ نے چٹکی خاک کی
اٹھا کر سر غزالہ کے ڈال دی ہر سر موسے شعلہ ہا سے آتش نکلے غزالہ جلد خاک ہوئی چار سو کینوں
غزالہ کی سامنے ملک گلاگوٹہ کے آئین عرض کی حضور تم تو جیٹا ہیں مہین معات فرمائیے ملک گلاگوٹہ نے
ان سب کو طبع اسلام کیا خواجہ عمرو کو آکے رہا کیا چالاک کو بھی قید سے چھڑا کما اب لوگ لشکر کھینچ
میں بھی حاضر ہوتی ہوں خواجہ عمرو و چالاک روانہ ہوئے بعد ان دونوں کے جانے کے ملک گلاگوٹہ اس وقت
تخت پر سوار ہوئے طرف لشکر اسلام کے چلے افراسیاب طرف سے خواجہ کے نطنز کہ میں یا بس
مردود کے قید کر آیا ہوں تا قید حیات وہاں سے رہائی نہوگی اس سوچ میں بیٹھا تھا کہ ماسوز خواجہ

اگر چہ پوچھا گیا تھا بستر ہزار ساحران زبردست ہمراہ ہیں ایک طرف اگر بارگاہ استاد کراچی افغانستان
 اگر وہاں پکڑ لیا گیا تھا حضور غلام آپ کا فطر کمان گیا افغانستان نے کہا اسکو عمر و نے مارا میں نے
 اسے پاس مردود کے قید کر دیا ہوں خود برائے گرفتاری گیا مہر خ و مہار کی سرکشی بڑھتی جاتی ہو جو ساحر
 گیا طلع شمشیر آبدار ہونا سور نے کہا غلام کو حکم ملے کہ ان سب کو گرفتار کر کے لاؤں ہر چند افغانستان نے
 کہا کہ اسے ناسور بھی تامل کرونا سور نے کہا میں نہ مانو لگا جاتے ہی قیامتیں برپا کر دوں گا عمر و کو بلو اپنے
 میں اپنے ہاتھ سے قتل کر دین بھائی کے خون کا بدلہ لاؤں میرا بھائی مارا جائے اور قاتل اسکا زندہ رہے
 آپ کی عنایت سے غلام کو سب طرح کا اختیار ہوا افغانستان نے کہا طلسم میں قید معاد ہوا اندر معاد کے نہیں قتل کر سکتے
 کاہن طلسم کی محانت ہو اگر کسی کو قتل کریں تو طلسم میں شور برپا ہو تم مہر خ و مہار کو گرفتار کر کے لاؤ بنام
 مردود کے میں نہ لکھوں گا عمر و کو حوائے کر دوں گا تم اپنے ملک میں جا کر قتل کرنا یہ بھی سامری نامے میں
 مرقوم ہے کہ جہان عمر و کا خون گر گیا وہ زمین آباد نہ ہوگی ناسور نے اسی وقت طرف پشتہ رنگین جھار کے
 کوچ کیا منزلیں طو کرتا ہوا جاتا ہوا چہ ندو پر نہ نے یہ خبر ملکہ مہر خ کو پوچھا کہ ناسور زخموار اپنے بھائی کے
 خون کا معادضہ لینے آتا ہے ملکہ مہر خ نے کہا کیا افسوس کا مقام ہے کہ خواجہ عمر و کو افغانستان پکڑ کے لے گیا
 چالاک تلاش میں گئے ہیں افغانستان نے اس ساحر کو روانہ کیا کہ حکما مثل نظیر نہیں برق تڑپا اپنے مقام
 سے اٹھا کہا آپ نہ گھبرائیں میں اسکی شکنیں باندھ کر لاتا ہوں مخمور نے کہا ذرا سمجھو جو جو کے جانا یہ بڑا ساحر
 زبردست ہے اسپر کیا ایک بات نہ ڈالنا ورنہ مشکل ہوگی برق نے کہا میں ابھی لے کر آتا ہوں یہ کہہ کر چلا پھر
 بھڑا ایک سپاہ پر پہونچا اسے اسکا کرد کیا لشکر ناسور فروکش ہو قتل سے سمجھ گیا کہ میں لشکر ناسور کا ہے
 سپاہ سے اتر کر لشکر میں آیا دیکھا کنارے پر لشکر کے ایک جادوگر مٹھا ہوا پوجا پاٹ میں مصروف ہے برق
 اس کے پاس گیا جھک کر سلام کیا ساحر نے پوچھا کون کہا حضور آپ کے بھائی ہیں نوکری کے واسطے آئے
 ہیں نظر ہوا اسی جادوگر کو مار کر ساتے ناسور کے جاؤں باتیں کرتے کرتے شراب میں بیہوشی ملا کر پیش
 کی اس جادوگر نے جام ہاتھ میں لیا چاہتا ہے یہی وہاں ناسور مٹھا نقشہ لکھ رہا تھا بے اختیار سنس پڑا
 ساتھ والوں سے کہا میان برق آپو سچے جادوگر کو گرفتار کیا چاہتے ہیں ایک ساحر جائے جلد گرفتار کر کے
 لائے ایک جادوگر تھمتن جادو صاحب ناسور کا چلا بیان وہ ساحر جسکو برق نے جام دیا ہے جلد
 ہاتھ میں لیے ہوئے ہے برق اشارہ پر چلے ہیں ہر مرتبہ فرماتے ہیں بیشق سامری نوش فرمائیے القاب

جمشید پڑھتا ہوں ساحر حیران حیران دیکھ رہا ہے برق نے کہا اب یہ نہ کیجیے اس جادو کرنے جام
 منہ سے لگایا پیتے ہی گھبرایا اس شراب میں کیا تھا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے برق نے کہا ذرا کھڑکھڑا کر ٹھہرے
 وہ جا کر اٹھا لڑکھڑا کر اگر برق نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کہ آسمان سے نسرہ ہوا منہ تہمتن فیروز رائے
 غضب کیا ملازم شاہی کو مارا برق نے دیکھا ایک جادوگر آسمان سے آتا ہے برق نے کمر سے ایک ترنج
 سبز نکالا آواز دی او تہمتن تجھے قضا لیکر آئی ہے تہمتن زمین پر قائم ہوا چاہا ہاسم کر دن برق نے ترنج
 پھینک مارا اُس نے غصے میں ہاتھ مارا ترنج پھٹا پانی کی پھینٹیں اڑیں چند قطرے دماغ پر ٹپے لڑکھڑا کر اگر
 برق نے اُسکو خنجر مارا لشکر کے جادوگر لینا کہہ کر دوڑے برق جست و خیر کھکھرنکل گیا ناسور نے
 کہا غضب ہوا تہمتن کو مار کر برق نکل گیا ابھی بلاتا ہوں ملکہ حیرت کے سامنے قتل کرونگا فوراً سوار
 ہوا ملکہ حیرت کو خبر ہوئی کہ ناسور آتا ہے عیار دن نے بہت ستایا یا قوت و زمر دزیر زادیوں کو
 واسطے استقبال کے بھیجا خود کنا سے پر لشکر کے ٹہلنے لگی کہ ناسور آ کے پہونچا ملکہ حیرت کو سلام کیا کہا حضور
 نے سنا برق عیاری کر کے نکل گیا دیکھے میں ابھی بتاتا ہوں کنا سے پر لشکر کے اذ تر پڑا ملکہ حیرت سے کہا
 آپ جا کر آرام فرمائیں میں ابھی برق کو لیکر آتا ہوں یہ کہہ کر خود چلا برق ایک غار میں چھپا ہوا تھا اس نے
 غار سے دیکھا کہ ناسور جنگل میں دوڑا دوڑا پھر رہا ہے برق غار سے نکل کر بھاگا جنگل میں دیکھا ایک گنوار چلا
 آتا ہے برق نے جھپٹ کر اسے حباب مارا بیہوش کر کے اپنی عورت اسے بنایا ہوشیار کر کے آئینہ ہاتھ میں دیا
 کہا دیکھو خداوند نے کیا مرتبہ تم کو دیا تم کا یا پٹ ہوئے یہاں سے سیدھے چوک میں جاؤ ناسور زخموں آتھیں
 تلاش کر رہا ہے پکار کر نعرہ کرنا منہ ہتر برق فرنگی تجھے قتل کرنے آیا ہوں وہ ساحر ہے گرفتار کرے گا
 جو قتل قتل کرنے کا ارادہ کر لیا سامری و جمشید تکو بادشاہ کریں گے گنوار اگڑتا ہوا چلا برق کنا رہ گیا
 دوڑے ناسور نے دیکھا برق فرنگی آتا ہے ٹپ کر گرا کمر میں پنجہ دیکرے بھاگا گنوار نے نعرہ کیا اذ بیجا میں
 تجھے قتل کرنے آیا ہوں ناسور کب سنتا ہے ملکہ حیرت بارگاہ میں بیٹھی ہیں کہ کھڑ ہوا ناسور برق کو کپڑا لایا
 قتل کیا چاہتا ہے گھر اگر چلنی کہ جا کر منع کروں کہ خبردار برق کو بدون حکم افراسیاب نہ قتل کرنا ناسور نے
 لشکر میں پہونچتے ہی کہا اے کوئی جلاؤ کولاؤ جلاؤ آتے ہی حکم پوچھا ناسور نے حکم قطعی دیا جلاؤ دے ہاتھ
 تنوار کا مارا برق نقلی کا سر کٹ کر اٹھڑ ہوا برق مار گیا ہر کائے لشکر کے یہاں موجود تھے یہ خبر لیکر بھاگے
 ملکہ مہرخ سے جا کر اطلاع کی مہرخ دہرا روئے لگین ہر ایک کا ہی قول تھا کہ ایسا جاننا زہر سرفروش مارا گیا

سب سردار پریشان ہوئے تھے خواجہ عمرو دجالاک آکر پہنچے تمام سرداروں کو گریان و نالان دیکھ کر
 عمرو نے پوچھا اے کیا ہوا ملک ہرخ نے کہا خواجہ غضب ہوا برق فرنگی کو ناسور زخم خوار نے مار ڈالا
 چالاک کا دنگ رو متغیر ہو گیا خواجہ نے سر پیٹ لیا کہا بڑا غضب ہوا کیا قیامت کی عیاری کرتا تھا آج
 میرا بازو ٹوٹ گیا چالاک بھی کچھاڑیں کھا رہے خواجہ نے کہا اوجھلاک کیا مثل عورتوں کے روتا ہے
 ہم زندہ ہوں اور برق مارا جائے جا کر اس کے قاتل کو قتل کر چالاک روتا ہوا چلا جب چالاک جا چکا تو
 خواجہ نے کہا میں بھی جاتا ہوں ایسے جلاد سے خدا بچائے ناسور نے جب برق نقلی کو قتل کیا ملک حیرت
 آ کے دیکھا سر پیٹ لیا کہا اے ناسور یہ تم نے کیا کیا افراسیاب اس کو نہ قتل کر سکتا تھا جب گناہ کیا
 رکھا اسی خیال پر کہ تین پڑے کے پیادہ کو کیا قتل کریں ان کو قتل کرنے سے کیا نفع ہو گا ناسور نے کہا سنے بڑی بے دلی
 کی میرے ساحروں کو قتل کیا تم تن میرا صاحب خاص اس طرح مارا گیا کہ مجھ سے صبر نہ ہو سکا آپ کیوں گھبراتی ہیں ملک
 حیرت نے کہا ہر چند کہ مانتا قید ہے مگر کالیا بندہ تانے پھرتا ہے اس سے جان بچانا مشکل ہو گا شبیہ نے کہا
 کہ لشکر سپہ سالار ہے کہا اے ملک عالم آپ کیوں گھبراتی ہیں ہم سب انتظام کر لیں گے ہم سے جکیر عیار کہاں جائینگے
 یہ کہتے کہتے شبیہ کالیاں دینے لگا خدمتگاراں کالداں لیے پہلو میں کھڑا تھا اُس نے کہا حضور بمقدمہ عیار ان کلمات
 سخت نہ کہیے گا وہ بھی قوم کے شریف ہیں شبیہ نے کہا تجھے کیا دخل ہے خدمتگار نے کہا دیکھیے شہنشاہ سارا
 منع کرتے ہیں جیسے ہی شبیہ اس طرف پڑا خدمتگار نے نعرہ کر کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک اندھیرے میں
 کئی جادو گردن کو مار کر چالاک نکل گیا ملک حیرت نے کہا اے ناسور تم نے دیکھا ناسور نے کہا میں ابھی
 بولا تا ہوں میرے ہاتھ سے جکیر کہاں جائینگے حیرت نے کہا عذر ہو جائیگا بیٹھنا اٹھنا مشکل ہو گا سب میں
 زیادہ کالیا ہزاروں جادو گردن کو مار ڈالے گا ناسور نے کہا آپ جا کر آرام فرمائیے میں سمجھ لوں گا سرداروں کی
 بھی نکر کر دوں گا ہیل جنگی بجاؤں گا بہار و خمور کی مشکین باندھوں گا اب ان کو زندہ چھوڑ دوں گا یہ کہہ کر کہاں
 اٹھ ب تیز گام چالاک کو جلد لاؤ دیکھا پہلو سے ایک مرکب باز و براق مرصع کا مثل ماہ نو کندہ کو ہوئے
 گلے میں ہیکل چھم چھم کرتا ہوا سامنے آتا ناسور نے کہا جلد جا فرزند عمرو کو لیکر آؤ گھوڑا طراے بھرتا ہوا چلا
 چالاک صحرا میں کھڑا تھا اُس نے دیکھا ایک گھوڑا ساز سے آراستہ قریب آکر کھڑا ہوا چالاک جھپٹتا ہے
 گھوڑا اس طرف جاتا ہے آخر کار چالاک قریب آیا گھوڑا اس طرح جھکا کہ چالاک کو اپنے اد پر سوار کر لیا اب
 چالاک ناچار ہوا باگ پر ہاتھ ڈال دیا مرکب لیے ہوئے چالاک کو لشکر ناسور میں پہنچا ناسور نے

جو چالاک کو دیکھا کما اے ملک عالم دیکھے عیاروں کی یہ حقیقت ہر جادو گردن سے کما اسے گرفتار کر لیا چالاک
کو مسلسل کر کے سامنے لائے چالاک نے بہنگا جسرت طرف ملک حیرت کے دیکھا حیرت نے کما اے ناسور
یہ عمر و کا بیٹا ہر جہتک عمر و گرفتار نہوا اسکا قتل کرنا مناسب نہیں ناسور نے کما میں ابھی عمر و کو بلاتا ہوں
یہ لکڑی سی مرکب سے کما اے ایشہب جاؤ عمر و کو لاؤ گھوڑا طارے بھرتا ہوا چلا خواجہ عمر و نے دیکھا گھوڑا
سیری جانب آتا ہوا خواجہ نے گلیم اوڑھ لی گھوڑا اسی مقام پر آیا اگر خواجہ کے پھر رہا ہو خواجہ گلیم اوڑھے
کھڑے ہیں مرکب بھی شیشے بھرتا ہوا زمین مار رہا ہوا حصہ دزاشتک گھوڑے نے یہ حرکتیں کیں عمر و کو نہ پایا پاچا
ہو کر پٹا ناسور اور حیرت کھڑے ہیں کہ گھوڑا پلٹ کر آیا ملک حیرت نے کما کیوں اے ناسور دیکھا تو نے کہ
عمر و دستیاب نہوا ناسور زخمخوار نے کما اے ملک عالم اب مجھے حال معلوم ہوا اُسکے پاس گلیم عیاری ہو چہ
بزرگوں کی دی ہوئی ہوا سپر سحر تاثیر نہیں کرتا جب اُسے گلیم اوڑھ لی ایشہب گرد پھرا کیا اُسکو نہ دیکھ سکا
میں اُسکو اور تدریس سے گرفتار کرونگا کل سرداروں کو تو گرفتار کر لوں عمر و کو اور طور سے پکڑ لوں گا اب کہاں
جاں لگا آپ جا کر بل جلی بجو اسے دونوں لشکروں میں بل جلی بجا خواجہ لڑان و ترسان اپنی بارگاہ میں آئے
مہر خ نے پوچھا کیوں خواجہ حیرت تو ہر عمر و نے کما ناسور زخمخوار جو آیا ہوا یہ بہت بڑا جادوگر ہر خدا کے شہر
بچائے چالاک کو گرفتار کر لیا مبار نے کما خواجہ آن کل باہر نہ کھلے دونوں لشکروں میں تیار رہا ہوا
ہیں ناسور نے شہلا سے مردار خوار ایک ساحر زبردست ہوا اُس سے کہا کل میدان کا زرار میں تم نکلتا
میں الگ سے مدد کروں گا بڑے بڑے ساحروں سے مقابلہ ہر شل باغبان قدرت و ہمارا یہ صاحبان
شوکت یہ میدان میں نکلیں گے شہلا سے مردار خوار نے عرض کی میں سمجھ لوں گا جنکے آپ نے نام لیے انکی تو کچھ حقیقت
سنیں ہوا اسی ہنگامے میں چار پہرات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا صدائے مرغ سحر بلند ہوئی لشکر میدان
کا زرار میں جانے لگے ملک حیرت تخت پر سوار لشکر کو لیے ہوئے آتی ہوا دھر سے لشکر مہر خ تیار ہو کر میدان
میں آیا ملک مہر خ نے دیکھا لشکر کفار اگر ہما ملک حیرت تخت پر سوار تمام ساحران غدار گھیرے ہوئے ہیں
شہلا سے مردار خوار لشکر کو آگاہ کر رہا ہوا کہ ناسور زخمخوار بھی آکر پہنچا شہلا نے اجازت لی میدان کا زرار
میں آیا پکار کتا واز دی کما اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو کھلے ملک مہر خ نے سر اٹھا کر چار جانب
دیکھا مخمور نے اپنا طاؤس بڑھایا ملک مہر خ سے اجازت لی طاؤس بڑھا کر چلین جب قریب پہنچیں شہلا
نے دستک دیکر آواز دی اے عتاب اسے لینا آسمان پر تانا ہوا ایک عتاب پیدا ہوا تر پکڑ چلا کہ ملک مخمور

پنچے میں دبا کر اٹھائے مخمور نے آواز دی اے طاؤس لینا ایک طاؤس پیدا ہوا طاؤس و عقاب میں
 پنچے چکے پر ٹوٹ ٹوٹ کے زمین پر گرے دونوں نے منہ سے شعلہ ہسے آتش چھوڑے اول عقاب بنا
 آئے پردن سے چنگاریاں گرائیں طاؤس بھی جدا دونوں نے پھر دشمنین دین شیران صحر پیدا ہوئے آپس میں
 لڑے آخر دونوں نابود ہوئے شعلہ نے غصے میں ایک دو تھڑ زمین پر مارا زمین کانپی ایک شعلہ چکا مخمور
 کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قریب تھا کہ لہرا کر گریے کہ مخمور نے آواز دی ارے مجھ بہت شاق ہر دل
 ترودنزل سحر جدید کا مشتاق ہے ایک نازنین شعلہ ہاتھ میں لیے ہو ہے پیدا ہوئی غنوش شعلہ کی جو مخمور پر
 یا تو چہرہ آدھں تھا یا چہرے پر سرخی آئی کیا کیفیت بیان کروں مخمور نے جھوم کر آواز دی اے نعمان گھٹنا
 شعلہ کو لینا پہلو سے آواز آئی جانے شعلہ نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین حسین گلخسار ایک زلفا رشین گلفا
 مسکرا کر سامنے آئی عجیب کر سلام کیا شعلہ نے جو جلال مہر مثال دیکھا ہاتھ پاؤں عرشہ آگیا کہا کین ملکہ
 عالم کیوں آئی کا اتفاق ہوا کہا تمہارے مشتاق ہو کر آئے ہیں ملکہ حیرت نے پکار کر آواز دی اے ناسور خیرلو
 شعلہ کا خاتمہ ہوا چاہتا ہوں ناسور نے دستک دی کچھ ہوشیہ ملائے ایک برق چمک کر گری کہاں نازنین
 دوڑ کرے ہوے مخمور کے ہاتھ پاؤں میں عرشہ یازمین سے غبار اڑا اس غبار نے خاک میں ملا دیا ملکہ مخمور
 اڑھڑا کر گرین شعلہ نے چاہا اگر قمار کریں ناسور ملکہ حیرت سے کہ رہا ہے حضور نے خوبصورتی سحر کی دیکھی شعلہ
 نے چاہا مخمور کو اٹھا لوں کہ پہلو سے آواز آئی اوناہنجا باو بد کردار دیکھ تو شنشاد کا کیا حکم ہے شعلہ نے پشکر
 دیکھا ایک شیر و شیر کو اڑائے ہوئے آنا ہر کاغذ ہاتھ میں تھا قریب پہونچ کر نامہ ہاتھ میں شعلہ کے دیا نے
 نامہ کھولا کاغذ جو کھلا ہوشی اڑی ارے ملکہ گرا نامہ دار نے بندہ مار کر نفرہ کیا نفرہ مستر تیران

سیرچون بادبزاری	الہجان سرسنگ درخبر گزاری	بمیدان از در آتش فشانم
مست مستیران شیر زانم	نفرہ کے جست کر کے بھلے	ایک شعلہ چکا اندھی سیاہ اٹھی آواز آئی
تی مرا نام من شعلہ سے مردار خوار	روڈ ناسور زخمیوار نے پشکر	دیکھا ملکہ مخمور مثل برق جندہ تڑپ رہی میں
پکار کر آواز دی اے ملکہ حیرت	جاو اور کیلک بھیو ملکہ حیرت نے کہا	اے ناسور دیکھا تھے ناسور نے کہا دیکھے
ناشا دیکھتا ہوں آپ علحدہ رہیں یہ ککھل	پشکر ایک جلا ملکہ مبار نے دیکھا	کہ مخمور پر پہلو کھار کا ہے
نامہ برعین شہرین و مستیران	دغیچہ دہن دسوسن و رشک جن	دشکوفہ و نقشہ و دیوار
سے خزانہ پشکر پر جیسے ملکہ مبار نے ہاتھ	ہلا یا کینزوں نے دف	دائرہ کجا یا چند کینزین خوش

گداڑ چپدا اشار بہ الحان گانے لکین اشار

خوش ہو گئے جو خاک میں محب کو ملا دیا
 سوتے ہوئے کو خوابِ محد سے جگا دیا
 اے کو چاند چاند کو ہار بنا دیا
 کیون آئین کچھ کسی کا ہر سہنے لیا دیا
 جب پاس آ کے بیٹھ گئی میں اٹھا دیا
 تالون سے خفگانِ محد کو جگا دیا
 ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا
 تنہے جو اپنے حسن کا جلوہ دکھا دیا

ہستی سے میرا نام و نشان تک مٹا دیا
 کیا جانے تھنے کو شافترہ سنا دیا
 خط کا فروغ گالون سے گالون کا خط سے سن
 کتا ہوئے سیرا پیام طلب وہ شوخ
 پہلو میں دی جگہ نہ کبھی دل کی شکل سے
 فرقت میں تھا قیامت کبر اکا سامنا
 اندری حسرت سوزِ فراق بار
 موسیٰ و فور نور سے غش کھا کے گر چا

ایسے اشار بہت سے کنیزوں نے گائے پھول برتنے لگے پکاریاں چلین رنگ نے اپنا رنگ بھایا پھولوں کی
 خوشبو کے دماغ میں پونجی پھول گیا منقار جاو و بارہ ہزار فوج کا افسر یا تو سحر کرتا ہوا آتا تھا یا رُکاو کا بلنگر
 پوچھا کیوں بھائیو کیا ارادہ ہو ساتھ والوں نے کہا سم تو عاشق گل رخسار مہارہن جی چاہتا ہے جا کر تیار
 ہون منقار نے کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں مہار نے پکار کر آواز دی شادی ہو خون کارنگ کھیلو شمنو کو
 ہمارے مارو ناسور زخمخوار کو گرفتار کر کے لاؤ معشوق کو بیاہ کے لیجاؤ وصل سے شاد کام ہو عاشقان
 صادق میں نام ہو منقار جھوم گیا ساتھ والوں کو لیکر ناسور پر جا پڑا ناسور نے دیکھا بارہ ہزار ساحر
 آفت برپا کر دی خون کے دریا بہ گئے سب سے زیادہ منقار کو جوش ہو سحر کی بوچھاڑ کر دی کچھ بکان کے
 مارے تیر برتنے لگے جس خطا کار کے سینے پر رٹا سکر گرا پلا نہ سکا گوشہ گیر ہوا پلے پر جا کر گرا زارِ لاکھا
 خانہ مزان برہم خیر بیدم شہنا کی آواز میں بھید کھجے میں جھید تاشے چوہوں سے سر پیٹتے تھے ہنگام گیر
 دار بلند کفار و رومنہ ناسور نے جھلا کر ایک گولہ مارا منقار کا سر اڑ گیا بارہ ہزار اسکے ساتھ واسے
 زخمی ہوئے سب کے سر کئے لاشے دریا سے خون میں لوتے تھے کئی ہزار کو مٹھور نے مارا جس پر سحر کیا
 جھوٹے لگے آنکھوں میں نشہ بارعد و برق نے قیامت برپا کی برق لامع آڑی ترچی گری صفت و ض
 کرنا جو جھلا کر جاو کر ناسور کے مارے گئے سارا میدان چمن لالہ زار بہا ست و خیر کرتا ہوا ناسور
 بھاڑ کے جھلا کر ایک گولہ جھولی سے نکالا پیشانی پر نشہ مارا اپنے خون سے گسے کو ترکا وہی گولہ مہار چھپا

ملکہ بہار نے اُنکل اُنھا دی گویہ پھٹا غبار زرد ظاہر ہوا اُس غبار زرد کی یہ تاثیر تھی کہ بہار کا رنگ سحر شام کی
 تیر تھی ملکہ بہار گرین گر کر بیوش ہوئیں محمور جا پڑیں کہ میں بہار کو اُنھاؤں قریب بہار ایک سرکش ہوا
 پڑ تھا ثابت ہوتا ہوا وہ سر اس سر سے آگاہ تھا قہار کے ہنسنا محمور و بہار غائب ہو گئیں باغبان جا پڑا
 آسمان سے ٹپ کر ایک بچہ گرا باغبان کو اُنھا لیکر رعد و برق بھی گر کے بیوش ہوئے برق لاس نے
 چاہا تڑپا کر یون رعد و برق کو بچاؤں ناسور نے لکارا برق لاس بھی گر کر بیوش ہوئی زمین شق ہوئی
 رعد و برق و برق لاس اُسین غائب ہوئے ناسور مار مار کر رہا ہوا چلا جسر جا پڑا اُسے بیوش کیا ملکہ
 سرخ مو سے کامل کشاد غیرہ دُستو سردار گرفتار بچہ تقدیر ہوئے کچھ اُسی خون کے دریا میں ڈوبے ہرخ
 نے شکست فاش کھائی کینروں نے بڑھ کر عرض کی اے ملکہ عالم سب سرداران نامی آپ کے غائب ہوئے
 ناسور سردار نے سرداروں کو غائب کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا اب قدم سنیں محتاط بل امان بچو ایسے
 ملکہ سرخ نے گھر اگر کہا صاحبو دیکھو تو خواجہ کمان میں ایک کینر پشت پر ملکہ ہرخ کے حاضر تھی اُسے دست
 عرض کی میں خواجہ کو بلا لاؤں صلاح کیجیے یہ کینر پشت نخل پر گئی ہرخ نے دیکھا خواجہ عمر و بقرہ مضطر سامنے
 آئے ہرخ نے کہا خواجہ آپ نے دیکھا کیسی لشکر کی تباہی ہوئی دُستو سرداران نامی و گزنی اُسے سحر سے
 غائب ہوئے مقام افسوس ہو بہتر یہ کہ دلیل امان بچو ایسے ناسور نے چاہا کہ لشکر کو جمع کر کے پھر بلوہ کرن
 کھیل امان پر چوب پڑی ناسور پٹا ملکہ حیرت نے ناسور کو قریب بلا کر کہا اے ناسور حقیقت میں جیسا تھا
 ناسور نے دیکھا کیا کیا سحر کیے لیکن دُستو سردار ملکہ ہرخ کے لشکر کی جان کچھ غرق زمین ہوئے
 کچھ پتہ آسمان سے گرے وہ اُنھا کر لیکے تملو کچھ حال معلوم ہو کہ اُنکے یہ کیا ہوا عرض کی سب حاضرین ہاں
 غائب جادو قیدیوں کو لاؤ دیکھا ایک آرا بے پردہ سردار زبانون میں سوزن ہاتھ پاؤں میں مار سیاہ لپٹے
 ہوئے اس حال زار سے سامنے آکر بچے ملکہ حیرت نے کہا انکو حفاظت سے قید کرو عمر و چھوٹا ہوا ایسا
 تلو چھوٹا ہوا ناسور نے کہا کیا مجال جو کوئی قید خانے تک آسکے ہاں اے غائب جادو اپنے کو ظاہر کرو
 ایک زادہ گریہ فام بد انجام اکر رہا ہوا زمین سے نکلا ناسور نے کہا اے غائب جادو حبطہ تمھارا جی چاہے
 شب بھر لیو اسطے ان سب کو قید کرو چالاک کو بھی انھیں میں شریک کر دو غائب نے ایک خیمہ اسناد کر با آئین
 قید کر قید کیا آپ دروازے پر بیٹھا خیال ہو کہ اے غائب جادو یہ رات بہت سخت ہو ساربان زادہ
 چھوٹا ہوا غور آج عیاری کر لگا اس خیال سے بیٹھا ہوا چار جانب دیکھ رہا ہر مصلیٰ جادو اسکا خدشہ قدیم

بکرم صاحب ندیم سانسے حاضر ہوئے۔ غائب نے کہا تم سب سحر لا کر رکھو صبح کو سب قتل کیے جائیں گے یقیناً
 مہر خ بہ کرے ڈھب کر اسکو بھی گرفتار کر لیں گے۔ مہر نے ماش کے دانے کچھ مرغ گرفتار کر لیا اور پاس رکھ دیے
 غائب نے کہا ایک شیشہ پانی کا بھر کر لاؤ روٹی بھی لا کر رکھو ایک ابر تیار کرو گلاسٹون پر گراؤ گا۔ مہر
 بازار میں آیا شیشے کی تلاش ہو کہ ایک جادو کرنے والا ملا کہ آپ کو کس شے کی تلاش ہو کہ ایک شیشہ
 چاہیے ہمارے مالک ابر تیار کرینگے ساحر نے کہا میرے ساتھ آئیے میں آپ کو شیشہ دلاؤں اپنے
 ساتھ وہ جادو کر لگا کر لیا ایک جیسے کی آڑ میں آکر کھانڈیو میاں غائب خود شریف لاتے ہیں۔ مہر
 ساحر نے حلقے کندہ کے گلے میں ڈال دیے۔ مہر نے ساحر نے جھکا مارا حباب مار کر ہوش کیا اسکو کہنا ہے
 ڈال دیا ایک شکل بنکر ایک شیشہ پانی کا لیا کچھ روٹی کے گالے ہاتھ میں لیکر دوڑا ہوا آیا گھبراہٹ سے
 جلد چلے میں نے عمر کو دیکھا ایک غمگیناں میں بیٹھا ہوا صورت بدل رہا ہے چکر گزرتا رہے غائب خوش
 خوشی اٹھا۔ مہر نقلی کے ساتھ چلا میاں ناسور غمگیناں بارگاہ میں بیٹھا ہوا نقشہ دیکھ رہا ہے جب مہر نقلی کے
 ساتھ غائب کو لیکر چلا میاں ناسور ہنسنا ملواریک کر اٹھا یہ کہتا ہوا کہ غضب ہوا غائب کو عمر دے جانے
 کیونکر روکوں اس تردد میں بھینپا ہوا جاتا ہوا جہ غائب کو لیکر ایک مقام پر آئے گھر کے کھادیں وہ سانسے
 ساربان زادہ بیٹھا ہے جیسے ہی غائب دیکھنے کو بھکا عمر و نے حلقہ ہاتھ کندہ گلے میں ڈال دیے حباب مار کے
 بیٹھیں کیا خیر مارا شکم چاک قصہ پاک خواجہ اسکے کپڑے اتارنے لگے کہ اسی مقام پر زمین شق ہوئی ایک
 جادو گر زمین سے اٹھلا پکارتا ہوا اور عمر و منم غائب جادو تیری ہی تو فکر تھی کہ پہلو سے آواز آئی اور غائب
 کیا کہنا کس لطف سے عمر و کو پکڑا غائب نے پشور دیکھا ہمارا افسوس نہیں کرتا ہوا غائب نے جھک کے
 سلام کیا کہ حضور میں جانتا تھا کہ سب سحر قید میں عمر و کے ضرور عیاری کر لیا میں نے ایک پیر کو اپنی
 شکل پر بھجوا دیا آپ غرق زمین ہو گئے یہی خبر میرا کام آئی ناسور نے کہا دیکھو ملک حیرت بھی آتی ہیں غائب
 پشور ناسور نقلی نے غائب اسی کو خیر مارا اور کیا منم جانسوز بن قرآن رتے ہی غائب کے ایک غبار بنے
 آواز آنے لگی کشتی مرانا من غائب جادو بود یہ آواز جو ناسور نے سنی بھینپا ہوا آتا تھا آسمان پر سے دیکھا عمر
 نے جانسوز کو گلے سے لگا لیا کہ رہے ہیں اور فرزند بڑا کام کیا بھک تو نے بچا یا ناسور جھکنا وہیں سے سحر کیا
 دونوں اڑ کر اٹھے کہ ناسور زمین پر آیا دونوں کو گرفتار کر کے بھلا لاکر اسی قید خانے میں عمر و جہانسوز
 بھی قید کیا خیر غام شیر دل عمر میں عیاری کی تھا دور سے اتنے یہ سحر دیکھا کہ خواجہ جہانسوز گرفتار ہو گئے

دوڑتا ہوا بھاگا خدمت میں ملکہ مہر خ کی چلا ملکہ مہر خ بارگاہ میں پریشان میٹھی ہن تھام دھل کر سیان خالی
 پڑی ہیں آنکھوں میں آنسو بھر کر فرماتی ہیں سب ساتھ واسے گرفتار پختہ تقدیر ہوئے ناسور بڑا۔ راجہ برہم
 جب بہار وغیرہ گرفتار ہوئیں میری کیا حقیقت ہو دیکھیں تقدیر کیا دیکھا ہے کہ ضرغام کے پہونچا کیفیت
 گرفتاری خواجہ وجا نسوریان کی مہر خ نے کہا غضب ہوا خواجہ کے رہنے سے امید تھی کہ وہ سکوا کرینگا
 افسوس لشکر اسلام کا یون خاتمہ ہوا کس مہیت سے شکر جمع ہوا خواجہ نے کس کس کو مسلمان کیا بہار وغیرہ
 سب سزا گرفتار ہوئے اور ضرغام اب تمھارا یہ کام ہر جگہ پھونچا و جسوت وہ قتل کا انکے ارادہ کر گیا ہم
 ہیں وہ بھر کر جان دینگے اگر ہم زندہ رہے تو بیکار ہو نہیں سلوم افراسیاب کس دلت سے قتل کر گیا پس نہیں
 ہونا کیا ضرور اب تمھاری خبر کے مشتاق ہیں ضرغام بھی بہت رویا اسکے روئے پر سرداران باقی ماندہ ہوئے
 حشر کے انتظار میں آباد رگ و میا سے قضا ہیں مہر خ نے کہا انشا اللہ یا تو کل اس ناسور کو مارا اپنے سردار کو
 چھڑایا یا اپنی جان دی حیرت عبادو سامنے ہوگی جنگ میں ضرور دخل دیگی باہر حیرت کون انھاسکے قیامت
 سحر کرتی ہو کل ہمارے بھی حشر کا تماشا دیکھنا ناسور کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا کہ چہ نہ و پرندے آکر خڑکی کو شکر ہیں
 حضور کے بڑا انتشار ہو پیشین رسالے خالی ہوئے جاتے ہیں سیکڑوں تاجر دوکانیں چھوڑ کر بھاگ گئے ہر ایک
 کا یہی قول ہو کہ یارو اپنی جان بچاؤ اب میان سے نکل چلو اب لشکر اسلام پر زوال ہو یہاں ٹھہرنا مناسب
 نہیں ملکہ مہر خ نے فرمایا لشکر میں جا کر پکار دو کہ جیلو اپنی جان کا خوف ہو وہ نکل جائے ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے
 ساتھ تم بھی جان دو ہم تو ضرور جان دینگے خواجہ ایسا محسن قتل ہوا و ہم اپنی جان بچاؤ چار پہر رات
 اسی ہنگامے میں لبر ہوئی جسم جلا و غیر عظم خضر انتقام ہاتھ میں لیکر نیزہ خطوہ اشعاع علم فوج ضیا ہمراہ میدان چرخ
 زبردی میں برآمد ہوا فوج ماہ تابان نے شکست کھائی قلعہ مغرب میں جا کر فوج ثابت و سیارگان چھپی ناسور
 مغرور بل کرتا ہوا اٹھا ہر طرف ہنگامہ ہر کسب مسلمان قتل ہوتے ہیں دارین استاد سورہی ہیں جلا دان حرس
 طلیت میمون خصلت ابروؤں پر بل پڑے ہوئے خنجر برہنہ ہاتھ میں تلنگین لگا رہے ہیں پکار رہے ہیں بیت
 سلطنت سلطان کہہ فرما دیر جلا و چیت ہر مرغ رادانہ بلا شد طعنہ بر صیا و چیت چکے کا سر شیشہ حیات منقطع
 ہوا اسکا سانچہ عمر لبریز ہوا کون منسوب و گاہ سلطانی ہر تیغہ باڑہ و دار بازو پر قوت رکھتے ہیں گنگا روت کا مزا
 چکھتے ہیں قتل کرنا ہمارا کام ہر جلا و ہلکا کام نہیں دل میں رحم کا نام نہیں ناسور نے حکم دیا قیدیان ہلا کر لاؤ
 ساحر دوزخ ملکہ بہار و باغبان وغیرہ کو آراہے پرستار کیا خواجہ عمرو و جالسنور و چالاک سرتون مے کا یہ تھا

سرت ویاس گریبان گیر قتل کی تدبیر حیران حیران چار جانب دیکھ رہے ہیں نہ زمین نہ مردگار نام پروردگار
ربان پر یقین و فضل و طرف آسمان کے ہاتھ بلند کیے سب اختیار رکھ رہے ہیں کلاں مسیو حقیقی رب تحقیقی
س آفت ناگمانی سے بچائے اگر تیری عنایت ہو یہ مشکل چند دن میں آسان ہو بندہ دن پر تیرا احسان ہو

بندہ داغ محبت و دیون سینہ سپرد داغ
مہال دولت دنیا ہی دون نہ بندہ دول
برین قیام و برین زندگی سپرداوار
گیو ہر آنچہ پھر راست خالی از کم و کاست
بکسر داغ و زرد و سفید جان سنے ناز و
مکے لکھن عالم مہار گل بار شد
دوبارہ دیدہ زمستی برو سے کس نکشاد
بجستجو سے گل اندر حیران بحالت زار
ازین سلسلے جان ہر سیکر رحلت کرد
سہر زمان و بہر موقع و بہر موسم

کہ مثل لالہ از ان داغ لشکد صد داغ
چو شد مجروح و تارک نقیر اہل فساد داغ
امیر صاحب دولت بیاد داغ غم شیدا داغ
کہ زو صاحب نقیر بتی واجب است ابلداغ
بجسم غور بہر آئند ہر آنکہ این اصباغ
باش یا پیل گے نشیند داغ
ہر آنکہ از می توحید نوش کردا داغ
گے صباغ و دمند لب گہ در داغ
کسی نیافت اذان گم شدہ دوبارہ داغ
ہر آنکہ تازہ و ہر آنکہ باغ را اصباغ

ملک ملک کے سب و عاملین کر رہے ہیں اوصہر ہر کارون سے خبر ملک مہر گویا پوچھ پالی کہ عجلہ سردار قریب و آ
پہونچ گئے قتل ہوا چاہتے ہیں ملک مہر گویا پوچھ پالی کہ عجلہ سردار قریب و آ
ثابت قدمان کو سے وفا سا حیران کیتا سب ملک مہر گویا پوچھ پالی کہ عجلہ سردار قریب و آ
چھوڑا لینگے میان تاسو زرخوار انتظام کر رہا تھا قصد ہوا کہ سردار وین کو دار پر کھینچوں کہ ملک مہر گویا پوچھ پالی کہ عجلہ سردار قریب و آ
ڈرٹھ لاکھ فوج سے اگر گرین سحر چلنے لگے تاسو نے دیکھا ملک مہر گویا پوچھ پالی کہ عجلہ سردار قریب و آ
نہل گرین کسی پر خنجر پھینک مارا کبھی کبھی پیکان کے کھینچ مارے دس ہزار تیر رہے جو ہر ہزار جادوگر و کونکر
تاسو دیکھ رہا ہو کہ کسی مقام پر ملک مہر گویا پوچھ پالی کہ عجلہ سردار قریب و آ
کسی مقام پر قائم نہیں ہوتین کبھی کسی جادوگر کو صورت زریا دکھائی اُسے آہ کا نعرہ کیا بیقرار ہو کر
اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اشعار

کلمین کو کب ہوا شب بار و ر سے فیض

بے صبر کو کمان تپ داغ جاگر سے فیض

اتنا ہوا نہ خدمت اہل نظر سے فیض
کیا آب زندگی کا ہوا ہو خضر سے فیض
ہوتا ہوسائے کا شجر بے ثمر سے فیض
تو بھی عیان ہوا نہ دعا سے سحر سے فیض
جاری سچ کے لب اعلیٰ اثر سے فیض
کیا خاک تشنہ کام کو آب گہر سے فیض
تھا سب کو اسکی ذات سدا پائے فیض

زاہر نگاہ بھر کے وہ سپرد و یکہ سے
یا دخط نگارین ہم زہر کا موسے
الطبع اگر کرم ہو تو مفلس بھی ہر کسب سے
شب بھر کیا ہو سبہ فیاض کا گلہ
ترسا منعم پر مر گئے ہم آہ جب حسین
تصویر سے تری مجھے تسکین دل کمان
کیونکر غنیمت ہو خلق کو مومن کی مرگ کا

اس طرح صد ہائے کات کر گئے ایک بادو گرفتور جاو و نامے اُسے ملکہ مہر کا کوتا کا بھی ہے ہی ملکہ ترب کر
زمین سے لٹکین اُسے گولہ مارا ملکہ مہر نے خالی دیکر کمر میں پنجہ دیکر بالا سے آسمان لائین ہر خد فقور
تر پا پھر کا مگر ملکہ کے پنجے سے نہ چھوٹا پھر گرفتور کو پھینکا یا قتل کرنے میں جو فقور کے عرصہ ہوا اسور
نے سحر کیا ملکہ نے چاہا میں اپنے کو مخفی کروں اس نور سے جھوٹکا ہوا کا چلا کہ زمین پر گرین قصد کیا
کہ برق بنکر سپر گردن ناسور نے کار و سحر اپنے خون میں رنگین کر کے کھینک ماری مہر نے اپنے کو بہت
بچا یا لیکن شانہ نشانہ ہوا دوسرا سحر ناسور نے پھر کیا خنجر کھینک مارا کہ سر اڑ جائے مہر نے ہاتھ مارا
خنجر کے دو ٹکڑے ہوئے قبضہ لوٹ کر الگ کر اپھل سر پر پٹا سر زخمی ہوا ملکہ کا سر زخمی ہونا تھا کہ وہ زمین
موقوف ہوئی ایک مقام پر قائم ہو گئیں مثل شمع سحری چہرہ زرد لب پر اکسرد دل میں درد میدان کارزار
گرد ہر داب ناسور طرف فوج کے متوجہ ہوا جب گولہ مارا دو ٹکڑے کیے کو ہا کر لٹل گیا کبھی دو سحر مارا زمین
تھوڑی ایک غار پیدا ہوا دو چار سی اسحہین غرق ہو گئے تھوڑے ہی عرصے میں بچا پس ہزار سا حرام سے
اب ہر خد ملکہ مہر نے چاہا لشکر کو رو کون فوج کے قدم نہ زکے شکر شکست فاش ہوئی ملکہ مہر نے
جان لڑادی کہ بہار وغیرہ گولہ مارا گردن لگرو ہا تک نہ پہنچ سکین ناسور گردن دارا لون کے چرخ مار رہا ہی
کسی کو قریب نہیں آنے دیتا اسوقت ملکہ مہر کے سقاری پکار کر آواز دی صاحبو کل چو فوس جو ہننے چاہا وہ
نہو جو اسکی مرضی ہماری تقدیر میں ان سب کے خانہ آٹھانا تھے کلام حسرت انجام مہر پر سب دور ہے
ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ برسوں میں شکر تیا ہوا ایک دن میں تباہ ہو گیا ہلوگ بھاگ کر کمان جا میں جا
جائے امان نہ پائے ناسور کتا ہر این سے کسی کو زندہ نہ جانے دو ٹکڑے آج سب کا خاتمہ کر دو ٹکڑے نور سے

سحر کر رہا ہو ہزاروں جادوگر تڑپ تڑپ کے مرے ملکہ صہر خ نے بقیہ ہوا آواز دی اور کریم کار سنا ہوا دیر پہنچا
 اپنا جسم شریک کر اب تو نوبت بجان و کار دہ استخوان ہیں اور مسعود وقت امتحان ہو بقیہ ہوا کر جو ملکہ صہر خ
 نے دعا کی تیر دعا ہفت مراد پر پہونچا آسمان پر ایسی مابی پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی تڑپ ہزار ہا طائران
 نعرہ سرزیر یا برز فرمہ سرائی کرتے ہوئے ابر نقش نقش و نگار سے آراستہ گلاب رنگ نخل سے بولون تاشا
 عمدہ شہر سے گونا گون سے ہری بھری بیلون کی زمرہ سرائی پھولون کی رعنائی وزربالی قویب آکر وہ اشرق ہوا
 سب نے دیکھا ملکہ گلگونہ رنگین پوش چالیس ہزار کنیزان خوش خوشنہشت پر اسباب سحر سے آراستہ ملکہ گلگونہ
 نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کسی کو پہچانتی نہ تھیں خواجہ کو آرا بے پر پایا چالاک بھی قید تھا دو وزن کو پہچانا دین سے
 نعرہ کیا اور ناسور ضرورین نے پہچانا ملکہ حیرت جادو کے ہاتھ پاؤں میں عیشہ آگیا یا قوت زمرہ سے کہا
 شہنشاہ نے غضب کیا ایسی معشوقہ خوبرو کو مردود کے سپرد کیا تھا معلوم ہوتا ہے شریک مسلمان ہو گئی اور ناسور
 اسکو روکنا اگر یہ زمین پر آگئی کوئی نہ بچکا یہ بلاے روزگار ہو قبر سامری سے اسکے واسطے آواز آتی تھی جس دیرین
 گئی لات و منات کی تصویریں اسکو دیکھ کر ہنسی تھیں تحفہ جات بھی اسکو ملے ناسور بڑھا کہ ملکہ کو روکون تمام
 فوج سہ راہ ہوئی گامگو تڑپ کر گرین ایک دو تھڑ مارا کئی ہزار جادو گردن کے سر کٹ کر گرے دو بلند و نیمہ ہلائی
 کمر سے نکالا نیمہ پھینک مارا و نیمہ جو چپکا کئی ہزار کے سر اڑ گئے ہر طرف سے صدائے فریاد و انہیات بلند ہوئی
 ناسور نے کئی گولے مارے ملکہ نے فقط ہاتھ ہلا دیا گولے پھنکر زمین پر گرے صد ہا جگر خاک ہوئے ملازمین نے
 آواز دی اور شہنشاہ ساحران ہاتھی کی مثل آپ نے پوری کی آپ کے سحر سے آپ ہی کے ساحر مارے جلتے ہیں
 چند افسر منہ چھپا چھپا کر بھاگے کنیزان ملکہ درختوں کی آڑ پکڑے کھڑی ہیں جو بھاگ کر نکلا اس خطا شمار کو تیرے
 مارا عتاب تیرا زور ہے ہیں ترکش سے منہ نکالے ہوئے تاک رہے ہیں اپنے اپنے حریف کو جھانک رہے ہیں
 کنیزین بھی تعلیم کر دے سپر گرین ہنس ہنس کر مارتی ہیں جدھر سے غول نکلا ساحر دن کی نگاہ پڑی سچ دھج کو دیکھ کر
 کلیجے پکڑے معشوقان پر پچھرہ نے آواز دی کیا ہیں چاہتے ہو انھوں نے ملک کر جواب دیا چاہنا کیا جان
 حاضر ہو کہا اچھا تلوار کھینچو دیکھیں کیونکہ جان دیتے ہو کلام پڑتا شیر قتل عاشقان کی تدبیر کا ہنسنا انکا تقدیر کو
 رو نا بیوہ جان کو کھونا تلوارین کھینچیں گلوں پر کھین میں ان ابروئے خمدار ملے انھوں نے تلوارین کھینچ لیں
 خود سر دن کے سر کٹ کر گرے آوازیں مرنے کی بلند ہو زمین ناسور نے پلٹ کر دیکھا کئی ہزار کے لاشے پھرتے سب
 زمین کنیزین دوسرے غول میں جا پڑیں افسردن سے بڑھ کر زمین زمان شیر دل علم شہیدہ میں کامل کسی پر تیرے

پھینکا کسی کو مسکرا کے ٹلا دیا ملکہ گلگوٹھنے جہاں جہاں آرا دکھا کر نہروں کو دیوانہ بنایا تیر قضا کا نشانہ بنایا
ایک طرف سے دس ہزار ساحر لڑتے ہوئے آتے تھے اکثر کثیرین بھی ٹنکے ہاتھ سے قتل ہوئیں ملکہ نے پکار کر
آواز دی اوناہر دو تھین شرم نہیں آتی ایسی زنیوں میں جینیو کو قتل کیا ستارے زمین پر پڑے ہیں تمکو افسوس آیا
گھر لٹی کی خواہش ہو کر کرنے کی کاش ہر وہ سانسے دیکھو بی حیرت بادشاہ طلسم کی جو روشکر جیسا کھڑی ہیں
رہاں جا کے مقابلہ کرو اسکو قتل کرو الو کھلیبی ڈالو کیا زبان میں تاثیر تھی مسلسل تقریر تھی دس ہزار ساحر
شکر حیرت پر جانپے گئے ترنج و مانج مارے حیرت حیران حیران دیکھ رہی تھی لشکر میں جو غریو بلند ہوا
دیکھا دس ہزار نے قیامت برپا کر دی زمین ہل رہی ہے پس پچیس ہزار مارے گئے حیرت کوک کرک کر انہر
گری تھوڑے ہی عرصے میں دس ہزار کو مار کر کھٹی تاسور نے منہ پرٹ لیا پکار کر آواز دی حضور آپ نے یہ کیا
غضب کیا بیگناہوں کو مارا حیرت نے کہا میں کیا کروں لشکر کو تباہ کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا ہاں بھکر
مقابلہ کرو اور تاسور یہ بلا آئی ہو اتنی دیر جو تاسور ملکہ حیرت سے متوجہ ہوا ملکہ گلگوٹھنے لڑتی بھرتی قریب
آرا بے کے پہونچی پہلے سب سے مبارک گذار کی زبان سے سوزن کو نکالا مبارک نے اُٹھتے اُٹھتے محمور کی
زبان سے سوزن لیا محمور نے برق لامع کو رہا کیا برق لامع نے رعد و برق کو نبھو پاسر خ مو کے کھل کشا
کو بھی رہا کیا ہلال سرخ کن کہ انگشت نامتھی چھوٹے ہی چمکی باغبان نے اُٹھتے اُٹھتے کچھ سنگرز کھینچ مارے
شکیل کا یہ نقشہ ہوا گویا شیر غضبناک اُٹھا سرخ مونسے بالوں کو پریشان کر دیا تھوڑی دیر تک اندھیرا
ساحر اندھیرے میں ٹوٹے پھرتے تھے اُس تاریکی میں سرخ مونسے مونسے زلف عنبرین کو پچ قباب دیا اخیر
میں سیکڑوں کو بھینسا یا کسی کے گلے میں طوق پڑے قمری پر فوق ہوا کسی نے ہتھکڑیاں سینین ہر طرف ہنگامہ
خانہ زنجیر میں غل جو دیوانوں کا تسلسل ہو خواجہ عمرو نے جو رہائی پائی جانسنو چالاک کو ساتھ لیکر خود با
آتش بازی مارے ہزاروں کے منہ جھلے جو ساحر مرگرا خواجہ نے اسکی کمر ٹولی اگر کمر میں ہیبانی لکھی تو خوش ہو گئے
در نہ لباس آتاریاں شہنشاہ کا برہنہ ہوا تاسور زنجوار بھاگتا پھر تاہی زبان بند دل درد مند سحر خراشا
دیر پاس نامردی کا جو تڑپا تھا تھوڑے ہی عرصے میں تھوڑے ہی عرصے میں تھوڑے ہی عرصے میں تھوڑے ہی عرصے میں تھوڑے ہی عرصے میں
سوار کیا بکر لڑنے کے تھے تاسور کو جان بچانا دشوار ہوا بھاگنے کا خیال دل میں کامل ہوا تاسور گھبرا کے
بھاگا گلگوٹھنے نے لکھارا چار ہو کر تاسور پٹ پٹا کئی گونے مارے ملکہ نے سحر کو اسکے دفع کیا تلوار پکڑ کے
جا پٹا کئی سوار ملکہ کے بچانے کے خیال سے بچ میں آئے تلوار سے تاسور کی زخمی ہوئے اور زیادہ تاسور

دلیر ہوا گلو نہ پر ہا تھا تلوار کا مارا ملک نے مسکرا کر اشارہ کیا چند سپرین فولا وی مسرہ قاسم ہوین تلوار جو ناسور
کی پڑی رو سے سپریشان شب ہجرتھا بڑی شکل میں کشتا تلوار ناسور کی مسرین اُٹھی اسے زور کیا پھل ٹوٹ کر
سپرین رہا متقابے کا یہی پھل تھا کچھ شمر حاصل نہوا غنچہ آرزو نہ کھلا ملک نے وہی پھل ناسور پر کھینچ مارا گلو گاہ
جوا اگر اسر کو کات کر پھل نکل گیا ناسور کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا ناسور کا آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و بر بار
ہونے لگی کچھ زاغ ذرین اسکی لاش سے پیدا ہوئے بلند ہو کر غنجد کرنے لگے ایک زاغ سیاہ نے آواز دی
کشتی مرانا مین ناسور زرخوار بودیہ آواز جو حیرت نے سنی کسا صاحبہ بڑا انقلاب ہوا ناسور ایسا جادو گر یا ما گیب
یہ ککر رٹنے لگی حیر جا پڑی کسی زخمی کیا کسی کا سر کا نا کسی پر تھیر بر سائے کمین برق چمکانی مہار نے جو پھل
دکھیا تو شکر حیرت نے بلوہ کیا ہر حیرت بڑے زور و شور سے سحر کر رہی ہو پکار کے آواز دی ہمشیر و موت
شرط ہو یہ ککر گدستہ مارا آواز دی اہر حکمت گل اندام گرئین یہ صدا دیتے ہی ہوا سر دھلی طفلان غنچہ نے
غون غان شروع کی نگرش شہلا نے آنکھیں کھولیں سوسن صذر بان کی غمازی گل بوٹوں کی میلہ سازی
شاخین خنجر بدان ہے ایسے چمکے کہ آئینہ رخسار حیران نوجوانان مین سبر پوش اپنے شاپ کا جوش عند لیسان
خوشن از مزہ سرائی مین یہ اشعار عاشقانہ پر جاری ہیں

اس رخا ہر سے دل بیتاب مین جلوہ	ہر آئینہ مہر کا سیاب مین جلوہ
دوسنے مین تصور رخ روشن کا بندھا ہو	اس غیرت خورشید کا ہو آب مین جلوہ
یوسف حسین کوئی مرے ہا تھو گے گا	ایک حور کا مین دکھتا ہون خواب مین جلوہ
ہر بچول مین آتا ہو نظر نور کا عالم	اس مہر کا ہو ہر گل شا داب مین جلوہ
کس طہر ع نگہ عارض پر نور پہ ٹھہرے	ہر مہر کا اس غیرت متاب مین جلوہ
وریا مین نظر آئے نہ کیون چاند سی صورت	کس رخ پر نور کا ہو آب مین جلوہ
ایسی کسی آئینے مین ہوگی نہ صفت الی	حس شکم صاف کا ہو داب مین جلوہ
پر نور ہو خط عارض روشن کی ضیا سے	متاب کا ہو داب متاب مین جلوہ
اس مہر جانا تاب کا نورون کی روش سے	ای نور ہو ہر کر مک شتاب مین جلوہ

ملکہ حیرت نے بلوٹش ہوش جو یہ اشعار سنئے چہرہ سرخ ہوا آنکھوں مین لال ڈوبے لشتہ وحشت کے ترکے
استھ پاٹون مین رعشہ آیا پیشانی پر پسینہ آیا قلب تھوڑا طرف سہار کے چلین مہار کے سحر نے اور مہار کے

حیرت چاہتی ہو زبان سے کہوں اسے بہار گلچینی گاشن جمال کی کرونگی گزودہ بادشاہ طلسم ہر ایک طاہر آسمان
 سے پیدا ہوا اس طائر نے گرد سر حیرت چرخ مارا ایک آہ کی اپنی آگ میں آپ جلا خاک جو سر بگری حیرت
 ہوش میں آئی بڑا غصہ آیا پکار کر آواز دی ہر بہار کیون شاست آئی ہو یہ مکہ ایک دو ہفتہ میں مارا برق کر کے
 گری کہ سر بہار کا زخمی ہوا کثیر دن سے دوز کر سنبھالا ملک حیرت غصے میں بیٹھی اتو گلگونہ نے بڑھ کر بیٹھ کر دیا
 ملک حیرت سے سحر چلنے لگے غمرونے دور سے دیکھا کہ حیرت و گلگونہ سے مقابلہ کر گیا ملک گلگونہ جواب دے ری
 ہن کسی سحر میں ابھی تک کمی نہیں ہوئی مزاج میں برہمی نہیں ہوئی یقین ہو کہ حیرت غالب آئے عمر و بصورت
 صرصر جادو گریوں کو ہٹاتا ہوا قریب حیرت کے آیا کہا اے ملک عالم یہ لگانہ کون ہو کہ سرکار کو برابر جواب دیتی
 ہو حضور سحر کرین میں اس طرح حباب مارا کہ بیوش کروں یہ کہتے ہی دس حباب مارے حیرت نے ہر چند چاہا
 کہ بچوں کئی حباب دماغ پر پڑے گر کر بیوش ہوئی گلگونہ نے چاہا بڑھ کر اٹھا لون ایک پتہ فولادی زمین سے
 پیدا ہوا حیرت کو اٹھا کر لیگا مصور و صورت نگار یا قوت و زور و غیرہ پر جو گلگونہ گری مرشد زادے زخمی
 ہوئے جو رو کا ہاتھ پکڑ کر سجا گئے کہا بی بی نکل جلدور نہ جان جائیگی سب سردار زخمدار و سوار فرار پر قرار کیا ملک
 مہر نے آکر پڑا و حیرت کا لوٹ لیا بارگاہین جلا دین مفتی رفیع دزی پلنین گلگونہ نے آکر ملک مہر کو سلام کیا
 خواجہ عمر و نے سب سے گلگونہ کو ملوایا بڑی فتح نصیب ہوئی افراسیاب باغ سیب میں بیٹھا ہوا زینیا
 رحیمین پہلو میں بیٹھی ہن خود بخود گہرا کیا کہا سامری جمشید خیر کرین کچھ حیرت کو رنج و ملال پہونچا کثیر دن
 عوض کی لونڈیاں جانیں جا کر خبر لائیں افراسیاب چاہتا ہو حکم دے کہ دیکھا پتہ فولادی حیرت کو گود میں
 لیے ہوئے آکر پہونچا کہا حضور ملک بیوش پڑی تھیں مسلمان چاہتے تھے کہ قتل کرین غلام جانبازی کر کے
 لایا افراسیاب نے پتے کو رخصت کیا مگر حیران تھا کہ کل تو سب سردار گرفتار ہوئے تھے آج کیا آفت آئی
 کہ مصور و صورت نگار و غیر شکست خوردہ آکر پہونچے افراسیاب نے حال پوچھا مصور نے سب حال
 گرفتاری سرداران و عیاری عمر و غیرہ و آمد ملک گلگونہ سامنے افراسیاب کے ظاہر کیا افراسیاب نے کہا
 اے گلگونہ آگئی یہ کیونکر چھوٹی وہ سوائے میرے ہاتھ سے اور کسی کے سحر کو نمانگی لیکن وہ تدبیر کروں گا کہ
 گلگونہ پھڑک کر جان دے قلعہ مرجان نگار پر پاپ اسکا مرجان الماس پوش و الماس یا قوت ختم مان سکا
 دونوں دامن رہتے ہیں مابعد و ملت جب اس مہ جبین پر عاشق ہوئے مان باب کو اسکے پیغام بھیجا مرجان نے
 جواب لکھا اے شہنشاہ طلسم ہوشیار جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہو بدل و جان منظور ہو مگر گلگونہ قبول نہیں کرتی

میں نے کئی دن کے بعد ایک صحرا میں جا کر اُسکو گرفتار کیا کوہ ویران پر لیگیا مروو کے سپرد کیا کئی سال کا
 زمانہ ہوا مان باب بھی اسکے حیران تھے کہ بیٹی کیا ہو گئی ہمیشہ روتے تھے انکو بھی پتہ نہ ملا اب میں مان باب کو
 اسکے گرفتار کر کے بلواتا ہوں اور ملکہ حیرت تم تو جاؤ مقابلہ مسلمانان میں اترو جیسا موقع ہو گا خبر کرینگے ملکہ حیرت
 تو اسی وقت لشکر سیکر دانہ ہو گئیں افراسیاب نے ایک دستک دی آسمان پر ہزار ہا اثر اور پیدا ہوئے ایک اثر
 آگزمین پر گرا غلطک مار کر بصورت انسان ہوا ایک ساحر قوی تن قوی من جتنے اثر دے تھے ہر ایک کے شکم سے
 چار چار چھ چھ جاؤ گرنگے پشت پر ہزار ہا اثر اور سوار کے صفت باندھ کر کھڑے ہوئے افراسیاب نے کہا اے ہر
 شخص اس واسطے تکلیف دی کہ جا کر مرجان الماس پوش و الماس یا قوت چشم مان باب کو گلگونہ کے گرفتار کر کے
 لاؤ قلعے کو پامال کرو مکانوں میں آگ لگا دو کوئی ذبیحات باقی نہ رہے اگر فساد کرے سرکاٹ لاؤ کسی طرح
 ان لوگوں پر رحم نہ کرنا انکی بیٹی نے صدر مہ عظیم سے ہر برے عزم کی اگر حکم ہو تو گلگونہ کو بھی لیتا آؤں افراسیاب
 نے کہا اُسکی اور تمبر ہوگی ہر برائی وقت ساتھ ہزار ساحروں کو ساتھ لیکر شکستہ اثر دران میں جتنی ہوا اثر دے
 آتا ہے اسے آئین منہ سے چھوڑتے ہوئے طوفان قلعہ مرجان کے چلے حیرت مقابلہ مسلمانان میں فروکش ہو کہ حیرت
 صرصر سے کہا جا کر بارگاہ مسلمانان کی خبر لاؤ گلگونہ کے توڑے مرتبے روٹے دیکھو کیا مقام ملا بی مہر نے اپنے
 وزیر نہیں شریک کیا ہو گا صرصر بصورت سیدل بارگاہ مہر خ میں آئی دیکھا گلگونہ کو کرسی قریب تخت مہر خ
 علی ہر صرصر بگاہ حسرت دیکھ رہی ہو خواجہ عمر و کرسی پر بیٹھے ہیں برق پشت پر خواجہ کی گس رانی کر رہا ہے کہ عمر و
 کی گلگاہ پڑی کہ ایک کنیز جھک جھک کر ملکہ گلگونہ کو دیکھ رہی ہو عمر و نے پہچانا کہ صرصر افسوس گرفتاری گلگونہ میں
 آئی ہو برق نے کہا اُستاد گرفتار کروں عمر و نے اشارہ کیا صرصر بھی ابھی ادھر سے برق چلا صرصر پیچھے ہٹی باہر بارگاہ
 کے نکل گئی برق نے بھیجا کیا صرصر بھاگی برق نے آواز دی اُستانی کہاں جاتی ہو میں تمھاری خدمت گزار ہوں کو آتا ہوں
 صرصر نے کچھ جواب نہ دیا بھاگی چلی جاتی ہو برق نے بھیجا نہ چھوڑا پانچ چار کوس تک تعاقب میں صرصر کی آیا صرصر
 نے دیکھا بھو ریا میرا بھیچا نہیں چھوڑتا ادھر سے صبار گرفتار آتی تھی صرصر نے صبار گرفتار کو لپکا راگور بھو ریا میرا
 بھیچا نہیں چھوڑتا آؤ ہم تم ملکہ گرفتار کر لیں دو وزن پلٹیں برق نے جو دو وزن کو آتے دیکھا تڑپ گیا بھاگ لائی کہ
 ایک دو وزن نے بھیجا کیا برق ایک درہ کوہ میں آکر چھپ رہا جب یہ ڈھونڈھ کر چلی گئیں برق درہ کوہ سے
 نکلا کھڑا ہوا دیکھ رہا کہ میں بڑی دور نکل آیا دیکھوں راستہ کیونکر ملے کہ آسمان سے ایک اثر ہر زمین پر آیا برق چکر
 دیکھنے لگا اثر در زمین پر لوٹا شکم سے چند ساحر نکلتے اور ایک اثر آسمان سے آتا اسکی پشت پر اٹا ہوا گھنٹہ زنجی کا

لدا ہوا ان جادو گردن سے وہ بارگاہ اتھاری بارگاہ استادی کی اب تو اڑو ہے آنے لگے ہر ایک اڑو ہے کے
 شکم سے چھچھو آٹھ جادو گر کھلے لشکر آراستہ ہونے لگا بعد تھوڑی دیر کے نوبت نقارے کی آواز بھی آئی
 برق دیکھ رہا ہوا ایک اڑو ہا کلان زمین پر آیا اسے شکم سے ایک جادو گر کھلتا تھا چپنے ہوئے لباس فخر و مجسم
 وہ اڑو ہا بھی سب میں جا کر مل گیا اڑو ہے ریشی میں لڑے رہے ہیں برق حیران کہ یہ کیسا لشکر ہوا ایک فقیر
 کی صورت بلکہ لشکر میں آیا دریافت کرنے لگا حال مفصل معلوم ہوا لیکن حفاظت معقول دیکھی جو صلہ نہ بڑا
 خیال میں آیا کہ چلکر ملک سے اطلاع کریں برق بھاگا دربارین ملک صرخ کے آکر سب حال بیان کیا کہ ایک
 جادو گر ہر اڑو سوار نامے برائے برادری قلعہ مرجان جاتا ہوا ملک گلگونہ نے گھبرا کر کہا میں جا کر اپنے مان
 باب کو بچاؤں چونکہ گلگونہ کا سب پر احسان ہوا ملک مہاراجہ اپنے مقام سے اٹھیں کہا آپ تکلیف نہ کریں
 میں جاتی ہوں اگر چاہا پروردگار نے تو سیریکر حاضر ہوتی ہوں ہر چند گلگونہ نے روکا مہاراجہ نے نہ مانا سا شہنشاہ
 کنیزوں کو لیکر چلین لشکر سے دو کوس نکلی ہیں اُدھر سے صرصر آتی تھی لشکر مہاراجہ کی شکل خفیہ لشکر میں آئی
 لوگوں کی زبانی دریافت ہوا کہ واسطے روکنے نہ رہے جاتی ہیں صرصر حال شکر بجائی خدمت میں حیرت کی
 آئی تمام کیفیت بیان کی حیرت نے فوراً نامہ افراسیاب کو لکھا افراسیاب باغ سیب میں بیٹھا ہوا کہ ایک
 کنیز نے آکر نامہ دیا نامہ پڑھ کر سمیت جھپٹایا آغاز ہی کوئی دھڑکی یہ کہنا تھا کہ سر خوش جادو نامے ایک جادو گر
 اگر حاضر ہوا عرض کی کیا حکم ہوتا ہوا افراسیاب نے کہا ملک مہاراجہ دو برابر مقابلہ ہر اڑو سوار جاتی
 ہیں راہ میں روک لو سر خوش جادو چالیس ہزار فوج لیکر چلا افراسیاب نے اسے کی پشت پر حیرت کو جو لکھا
 اڑو ملک کو سر خوش کو واسطے روکنے مہاراجہ کے بھیجا ہوا کیا مجال مہاراجہ کی کہ وہ اتناک باکے راہ میں سر خوش روکے
 چلا آگے بن عمر و شعل کنیز پشت پر کیا حیرت کی گھڑا لکس رانی کر رہا تھا کہ طائر نے آکر نامہ حیرت کو دیا حیرت نامہ
 پڑھتے لیکن چلا آگے نہ بھی تھا کر پڑھ لیا حیرت نے نامہ پڑھ کر چاک کر ڈالا چلا آگے یہ خبر مہاراجہ کو آگے
 سے سب نے لکھا گلگونہ نے کہا مجھ کو جانے دیجیے باغبان قدرت اپنے مقام سے اٹھا کہ ملک آپ تکلیف نہ کریں
 میں جا کر سر خوش کا سر لانا ہوں باغبان بارہ ہزار جوان معیت شکر کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا لیکن مرجان میں اس
 نہایت عاجز و بدست نہوجا سکی دھاس یا قوت چشم و خمر کے غائب ہوئے سب سے ہمیشہ رویا کرتی تھی جو بادشاہ کو
 قرب رہتے تھے انھوں نے آکر بات دہائیے تب مرجان سے وزراء مراٹھے کہا آپ کے قریب غلام شاہ سوچنے
 دیا یہ جواب دیا میں ملک و مال کی کیا ضرورت ہو وراثت سلطنت کا غائب ہوا آج تک حال نہ کھلا کہ کوئی دیو

یاجن میری بیٹی کو اٹھا لگیا بادشاہ کو ہر وقت بھی المیہ دیکھ کر شاہ سزگون بیجاہ زوجہ بھی قصر سے نکل آئی
 زن و شوہر رو رہے ہیں بیٹی کا نام ورد زبان کہ ہر کارون نے اگر عرض کی غلامیج وہ خبر لاسے ہیں کہ مونیوں سے
 ہمارے منہ بھر دیے جائیں یہ جو خیر حضور نے سنی تھی کہ عمر و عیار نے آکر افراسیاب سے لڑائی ڈالی کسی سو
 لہر دار افراسیاب کے شہر پہلے سامان ہوئے عمر و کو قید کر کے افراسیاب نے کوہ ویران پر بھیجا تھا عمر و
 وہاں بھی عیار یان کین حضور کی صاحبزادی نے بھی رہائی پائی کوئی سردار مردود جادو تھا اسکو ملکہ نے مارا
 عمر و کی احسان مند ہوئیں ناسور زخمی اس نے لشکر سلام کو تباہ کیا تھا ملکہ نے عین وقت پر آکر ناسور کو مارا
 ملکہ حیرت کو شکست دی اب ہمراہ مسلمانان صاحبزادی حضور کی فرزند ہیں افراسیاب نے جو یہ خبر سنی
 نہر براڈر سوار کو برائے گرفتاری حضور روانہ کیا ہونیکر زن و شوہر خواجہ عمر و کو دعائیں دینے لگے اور کہ
 ہم بھی دل و جان سے آنکے شریک ہوئے نہر براڈر تو آنے دوڑ بھر کر چلنے لگے یہ کہہ کر حکم دیا بقدر لشکر موجود ہی
 تیار ہوں زن و شوہر تخت پر سوار ہوئے ساتھ نہر کا لشکر لیکر بیرون قلعہ آنے لشکر اترنے لگا بارگاہین ہتاد
 ہو رہی ہیں کہ صحرے گرد آڑی تمام جنگل میں اندھیرا ہو گیا زن و شوہر بارگاہ میں آکے بیٹھے پردہ بارگاہ کا
 اٹھا دیا نہر ہا اتر دے قلابہ آتشیں منہ سے چھوڑتے ہوئے ساتھ آکے پہونچے ایک اتر رہے تھے چنگ ماری
 اس قدر آگ منہ سے چھوڑی کہ ایک گنبد آتشیں بن کر نیا رہا تھوڑے عرصے کے بعد گنبد بھٹا دیکھا ایک
 تاجدار تاج پہنے ہوئے کھڑا دیکھ کر یہ منظر خوف پیکر نہر براڈر سوار نے کہا ابھیجا کہ شہنشاہ نے تلگوں کو
 طلب فرمایا ہونوشتی سے چلو گے تو بہتر ہو ورنہ گرفتار کر کے ایجا شینگے مرجان الماس پوش نے جواب دیا کہ جا کر کتنا
 جو تجھے ہو سکے حضور نہ کر ہم افراسیاب کے خراج گزار نہیں ہیں شام کو نہر رہنے لیل چلی بجوایا جانبین میں
 تیار یان ہونے لگیں چار پہ رات گذر کر شام سحری آسمان پر چمکا نہر براڈر سوار نوح لیکر میدان کارزار میں
 آیا ادھر سے لشکر مرجان کا آیا نصیبوں نے نقابت کی کوکیت کوڑکا کر دینے نہر رہنے پہلو کی طرف لگا دیکھی
 نامان سیر و نہر بکا عزیز دار گھوڑے کو چپک کر کیا منے آیا کہا حضور ابھی مشکین باندہ مکرلاتا ہوں یہ کہہ کر
 ماران میدان میں آیا لشکروری کر کے آواز دی میدان میں کسی کو بھیج مرجان نے ارادہ کیا کہ میں خود
 میدان میں جاؤں کہ ہوا سے سرد چلی غنچے چنک کر گل ہوئے نخل سرسبز دشاواب غنہ لیجان خوشنواہ
 اشعار عاشقانہ پڑھنے لگیں اشعار

عاشقِ روئے گلندار ہوں میں	چمن حسن پر نثار ہوں میں	لشکرِ ابرو سے نگار ہوں میں
---------------------------	-------------------------	----------------------------

جو ہر پنج آبادار ہوں میں	شیخ تو ہو تو میں ہوں پر دانہ	لو اگر گل ہو تو ہزار ہوں میں
بس رہی ہو جو بوسے گل تن میں	کسی گل کے گلے کا ہار ہوں میں	اس قدر میں ہوں تن پہ گل کھانے
مثل طاؤس دا غدار ہوں میں	آگ کی طرح دل دکھتا ہے	ایسی ہی خیریت شرار ہوں میں
گل داغ جسگر ہو نقش تجس	خلق میں جیساں بہار ہوں میں	محب سے اس گل سے آشنائی ہے
نور سب کی نظر میں خار ہوں میں	پھر دیکھا صحرا سے گرد آڑی ہزار ہا نازینیاں	میں پہچان ہوں میں سب کے

آگے طاؤس پر ملک مبارک گنار سوار دریا میں پھولوں کے غوطہ مارے ہوئے ملک مبارک نے ساتھ والیوں سے اشارہ کیا کئی دنوں نے پکار کر آواز دی اور مرجان ہلو ملک گانگو نے تمھاری مدد کو بھیجا ہے کہ ملک مبارک نے طاؤس اڑایا افسردہ نے دامن پکڑ لیا کھنڈر ایک ذلیل کے مقابلے میں آپ نہ جانیں غلامان جانا ہر کوئی سزا دینے مبارک نے سب کو روکا کما آپ لوگ تکلیف نہ کریں ملک گانگو کا ہیر احسان ہو ملک مبارک چاہتی ہیں کہ جلیں کہ صحرا سے ہزار ہا جاوگر بازو بھڑقے پر سوار پیدا ہوئے ایک ساحر بعد ازاں افسر ہی آئے ہی نمرہ کیا منہ سر جوش آتشبار اور ملک مبارک میان پہنچ گئیں ہم تمھاری تلاش میں تھے ہیں حکم شہنشاہ کی حکومت شہنشاہ میں بیجا میں ملک مبارک نے مسکا کر کہا افراسیاب یاد ہو گیا ہم آگے باپ کے ذکر میں یہ سنتے ہی سر جوش لشکر مبارک پر جا پڑا کئی دنوں میں پوش نے بڑھکر سحر کیا سر جوش چاہتا ہے کہ اپنے کو قریب ملک مبارک کے پہنچاؤں جب ملک مبارک سحر کرتی ہیں سر جوش سنجاتا ہوں فوج کو ترغیب دے رہا ہے ہر ہر ہر ہر نے بھی اشارہ کیا کہ سب ملک مبارک کو پکڑ لو ملک مبارک نے جب گلدستہ مارا پھول برسے ہوئے سر پہلی غنچے چنگے گل ہوئے شاخون نے ہاتھ بڑھائے تھے آئینہ بن گئے مرجان الماس پوش نے اشارہ کیا اگلا بھی لشکر آئے کہ صحرا سے اور ایک گرد آڑی دیکھا یا غبار قدرت بعد صوت و شوکت اگر پہنچا دیکھا ملک مبارک نے ہی میں تین لشکر آئینہ سے ہوئے ہیں ہر طرف سے سحر ہو رہے ہیں جب مبارک نے گلدستہ مارا پھول برسے گا کوئی تبھو یا پکڑ کر آواز دی ہم گلچین گلزار حسن و جمال میں قدمبوسی کے برسے خیال میں کسی نے گویا جان چاک کیا بقیہ ہر کے پکارنے لگا نظم

بزم میں اسکی بیان درد و غم کیونکر کریں	وہ تھا جس بات سے ہوا سکون کیونکر کریں
میں نے سب امتحان بھی جو کہ کیونکر کریں	وہ ستائیں غیب کو ایسا مستم کیونکر کریں
کھستے کھستے ہی سیاہی حریف سے اڑ جانے ہو	اے احوال دل نظر پرستم کیونکر کریں

گر لگام ناز کو مشق سستم منظور ہو
کوئی بیوی عکس رخ تو کیا ہے سچو بیکھرتو
بب دل اغیار خون ہو کر مرثیہ تکد آگ
اضطراب شوق شاید غیر اُسکے پاس ہو
ہر شب فرقت میں مرگ افسانہ خوان بیغائے
سب کو ہوتا ہے جان میں پاس اپنے نام کا

دشمن اپنی نگرش تربت قدم کیونکر کریں
گریہ اس کے سانسے اور چشمِ شرم کیونکر کریں
پھر لیلاؤ غنجدہ شہ شیر دم کیونکر کریں
جانبِ حلیں نظارہ و سب دم کیونکر کریں
نامِ آدامہ آگیا خوابِ عدم کیونکر کریں
ہم بھی تو مومن ہیں دل تیرے منہ کیونکر کریں

باغبان نے آفاندی ملکہ عالم بجان اٹ کیا زمین سحر ہو رہے ہیں گلچیں گلشن جمال کے اپنی جان کو روک رہے
 ہیں باغبان روتا ہوا قریب سرچوش کے پہونچا آئے سحر کیا باغبان نے گیند مارا جتنے پھول گیند سے
 گرے اُتے ساحروں کے سرکے فوج کو پا مال کرتا ہوا قریب سرچوش کے پہونچ گیا اُسے چاہا سحر سے
 اپنے کو بچاؤن باغبان نے صدمت ندی بڑے زور و شور سے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا سرچوش کے دو ٹکڑے
 ہوئے مرنے کی جواسکے آواز بلند ہوئی اسکے فوج والے فریاد فریاد کرتے ہوئے بھاگے نہر پر نے جب یہ
 معاملہ دیکھا کہ باغبان و مہار نے قیامین برپا کر دیں مہار کے سحر کا رنگ جما ہوا ہوا مظلوم خاطر ناظرین والا حقا
 ہو کہ چنپا سے طولانی جو سحر سے ملکہ مہار کے تیار مین جس ساحر کا اُس جہنستان میں گذر ہوتا ہے سر پہ ہاتھ
 رکھ کر دتا ہے ۲۰ مہار ۲۰ مہار کرتا ہوا گریبان چاک کرتا ہے اس رنگ سے نجات نہیں ہونی مہار نے
 جب دیکھا کہ باغبان نے سرچوش کو مارا ساتھ دے اُسکے بھاگے پکار کر آواز دی اور باغبان کس ملک سے
 سرچوش کو مارا خود سر کا لشکر بھی بھاگا شاید اس سر سے آگاہ نہ تھا وقر خود سری برہم ہوا آخر واصل جہنم ہوا
 اب کیا قصہ ہے نہر اژدر سوار ہمارا حصہ ہے باغبان نے کہا بسم اللہ مین کیا غدیر ایک طرف سے باغبان
 نے سحر کیا ملکہ مہار نے دو چار گھدے مارے وہ باغ بہر ان اور زیادہ سر سبز و شاداب ہوا پھول بے پھول
 سرخی دکھائی موج شمیم خنجر بنائی نہر پر نے دیکھا میرے ملازم آپس میں لڑنے لگے بھائی نے بھائی کو مارا
 باپ نے بیٹے کو لٹکا راجب باپ بیٹے کو قتل کر چکا اب شرمندہ ہوا اُسے فرزند کسکرتلوار اپنے گلے پر پھیر لی
 نہر پر نے جو یہ سحر کر دیکھا گہرا گیا حیران تھا کہ اب کیا کروں باغ کی مہار بڑھتی جاتی ہے جدھر جاتا ہے اوجھ
 گلون کا بننا غنہ لبون کا آواز ہے کسنا نہر اچھا ہوا اپنے کو بچاؤن کو خیر سحر نگین مہار سے نکلنا و شوار
 باغبان نے جب دیکھا کہ ملکہ مہار کے دام سحر میں نہر پہنچ گیا سحر سے ہاتھ کھینچا روتا ہوا قریب مہار

کہا اے برادر بجان برابر ملکہ عالم نے آداب عرض کیا ہے یہ بھی کہا ہے کہ ہر وقت قدمبوسی سب کیفیت بدعت
 افراسیاب بیان کرینگے اتنی بات کافی ہو کہ افراسیاب نے عاشق ہو کر ہلکے قید کیا تھا مہنایت پروردگار
 خواجہ نے ہلکے ہو کر افراسیاب سے مقابلہ پیش ہوا جو سے میں حاضر ہو سکی مر جان روئے لگا لگا
 اے باغبان ہمارے فرزند سے کہدینا کہ بیٹا تمہیں ہماری آس مراد ہو بہن بھی اعتقاد مذہب مسلمانان ہوا ہر
 فوج و لشکر لیکر آتے ہیں افراسیاب کی بدعت سے خدا بچائے باغبان تو مر جان سے بائیں کر رہا ہے ہر
 بھاگا بھاگا پھرتا ہے ملکہ مہارنگ سحر جاری ہیں ایک مین نایاب بنایا ہے چاہتی ہیں گھیر کر ہر ایک اس جہنم
 پہونچاؤں اس بھیا کو دیر اندہاؤں کہ یکا یک ایک شعلہ بھڑک بھڑک چمپن میں آگ لگ گئی ملکہ مہارنگ بھین
 ہر برسنے سحر کیا قصہ ہوا دوسرے لگدستہ ماروں کہ اور چنوں میں بھی آگ لگ گئی آتش گل نے آگ لگا دی
 غنچہ ہاسے گل کے مٹھ سے دھوئیں نکلے غنہ ایسان زمرہ سرسے آہ کی آہ نے تاثیر دکھائی ہر نخل ہلکا
 خاک ہو چھپاے طرالی کا قصہ پاک ہوا ہرست شعلہ آتش بلند ہوئے ملکہ مہارنگ گاہ حیرت دیکھ رہی
 ہیں حیران ہیں کہ ہمارا سحر لٹا کیوں ہو گیا نھوڑے ہی عرصے میں سب چمن جل کر خاک ہوئے ہر برائی فوج
 یکدھڑک دامن صحرا کے بھاگا بھاگا اور زیادہ پریشانی ہوئی مگر کچھ زبان سے کہ نہیں کہتیں ایک گوشے میں
 آکر تھری تین کنیریں پشت پر گس پرانی کر رہی تھیں ملکہ مثل آئینہ حیران بصورت زلف پریشان کنیریں
 بھی حیران حیران دیکھ رہی ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہو لگا لگا ایک ہوا چلی تینوں کنیریں لڑکھڑا کر گرین بیوش کنیریں
 بعد تھوڑی دیر کے ہر شیار ہوئیں ملکہ مہارنگ کو اس مقام پر نہ پایا کنیریں رونے لگیں دوڑی ہوئیں قریب
 باغبان کے آئیں کہا اے وزیر عظم و ستور عظم اول تو چند شعلہ آگ کے گرسے چمن جل گئے پھر ایک ہوا کا جھوٹا
 چلا ہم بیوش ہوئے پھر جو آنکھ کھلی ملکہ مہارنگ نہ پایا باغبان گھبرا ہوا اس مقام پر آیا سحر کر کے دستک دی
 کچھ نشان نہ ملا اب تو باغبان ناچار اسی مقام پر تڑپا مر جان کو بلایا کہا اے برادر مقام تعجب ہے کہ ملکہ کا پتہ
 نہیں ملتا مر جان نے کہا اے باغبان میری عقل میں کوئی بیان نہیں نہیں باغبان نے کہا میں بیان سے
 کیونکر جاؤں جا کر ملکہ تھوڑے کیونکہ معلوم نہیں نیکی ہو یا بدی مر جان کو بھی بڑا تردد ہو مر جان نے کہا اگر حریف
 برلمان کرین ایک کو آپ نے مارا ایک شکست فاش کھا کر بھاگا ملکہ نے سحر کامل کیے اُسکو کیا لیاقت تھی
 کہ اُنکو لیجانا مٹا بیٹے میں نہ تھم سکا بڑی مشکل کی بات ہے میں ایک عرضی خواجہ کو لکھتا ہوں وہ ارسطو فیثون
 اگر تپہ لگا شنگے اگر شاید افراسیاب کا گذر ہوتا اُسکو کسا خون تھا ظاہر ہو کر سحر کرنا میری کیا مصیقت تھی

کہ میں اس سے مقابلہ کر سکتا عرضی لکھ کر ایک ساحر کو دی کہ یہ کاقد جا کر ہاتھ میں خواجہ کے دنیا باغبان مرحبان
 اسی مقام پر پتھر پڑے کثیران مبارک روتی پھرتی ہیں باغبان کسی گھڑ کے صحران جانا ہو چار جانب نہ لگتا
 ہر کہین پتہ نہیں ملتا تلاش مبارک میں غنچہ آرزو نہیں لھکتا بیان ملک مہر خ بارگاہ میں نہیں ہیں جلد سرفراز
 بارگاہ میں حج ہیں خواجہ عمرو برق وچالاک ملک گلگونہ کی تریضیں کر رہے ہیں گلگونہ فرماتی ہیں ہماری
 شرکت کا لطف تلاش لوح میں کام آئیگا کہ ایک چوہدار نے بڑھکے عرض کی در دولت پر ایک ساحر عرضی باغبان
 کی لیکر آیا ہر عمر و نے پریشان ہو کر کہا خدا خیر کرے جلد بلاؤ لڑائی میں کلیہ فتور ہوا وہ ساحر اندر آیا دعا و ثنا
 بادشاہی بجایا عرضی خواجہ کو دی خواجہ نے عرضی بہا و از بلند پڑھی سب سے سنا کہ مبارک غائب ہو گئیں گل سے
 چہرے کھلا گئے خواجہ عمرو یہ لکھ اٹھے کہ برق چلو شاید کوئی شخص ملک مبارک کو آٹھائی گیا خواجہ عمرو برق
 پہلے پھرتے پھرتے لشکر میں باغبان کے آئے خواجہ نے کہا اے برق تم جا کر لشکر میں نہر یہ کے پتہ لگاؤ
 برق بھاگا لشکر میں نہر یہ کے آیا بجا پر پھتا پھر تاہر بھی سب لوگ کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے برق پہر
 تک سارے لشکر میں پھرا کہ مبارک کا پتہ نہ پایا کنارے لشکر نہر یہ کے ایک نخل شہا کے سائے میں
 آکے بیٹھا اس سرچ میں کہ اے برق اب کہاں جاؤں دو پہر رات سے شب تھا رز کر چکی تھی کہ پہلو سے کوہ
 سے ایک تختہ سا لگا ابراٹھا وہ ابر بلند ہوا لشکر پر نہر یہ کے محیط ہو گیا رعد گر جا برق چل مویلا دھار پانی برسے لگا
 برق اسی نخل کی آڑ میں پڑا ہوا دو پہر پانی برسنا صبح کو برق نے دیکھا کہ لشکر نہر یہ بزار و چپس میں نزار کا لشکر
 بھی غائب ہو گیا کہیں اسپان بجا پڑا ہوا خیموں کے اٹھنے کا نشان پایا تھا تاہر تھا نخل میں تلاش کیا
 مگر کہین پتہ نہ ملا آخر خدمت میں خواجہ کی آیا تمام کیفیت بیان کی خواجہ بھی حیران ہو گئے باغبان نے
 کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ کوئی سا خبر بدست اس حوالی میں رہتا ہو اسکا بہ شبہ ہو خواجہ نے کہا میں
 خود جاتا ہوں یہ لکھ خواجہ عمرو برق روانہ ہوئے اسی صحران آکے پہونچے خواجہ نے کہا ایک طرف میں
 جانا ہوں برق ایک جانب روانہ ہوا تین چار کوس راستہ طر کیا تھا کہ دوسرے ایک باغ معلوم ہوا دیکھا اسکے
 دروازے پر کچھ چوہدار حاجب دربان بیٹھے ہیں برق ایک مسافر کی شکل بن کر قریب آئے آیا بیٹھ کر حقیر بنے لگا
 کتا جاتا ہوا آج کی منزل سخت ہر بڑے بڑے پہاڑے راستہ پہاڑ ہو گیا کیون صاحبو یہ باغ کن صاحب کا
 ہو ملازموں نے کہا ملک آنا و عجائب نگار ہا سے شاہ کا نام ہو یہ باغ سیر گاہ ہو میان سے بارہ
 کوس پر قلعہ ہو اسکر بھی عجائب نگار کہتے ہیں بیان واسطے سیر کے تشریف لاتے ہیں برق یہ حال دیکھا کہ

اُسی جہل میں پھر کیا شلم کو پشت بلیغ پر آیا کند مار کر دیوار پر چڑھا باغ میں آکر ایک عین میں چھپ رہا
دیکھا ملازموں نے روشنی کی چوڑے پر فرش بچھا اسباب عیش و نشاط رکھا سہرات گزری تھی کراٹا
پر برق چمکی تخت پر ایک چادر گر اپنے کو آراستہ کیے ہوئے چند خادم ساتھ تخت آکر ترا مسند پر بیٹھا مگر
مولد و حنین خادموں نے عرض کی گائون کو بلائیں اُس تاجدار نے تختہ صی سانس کھینچی کہا یارو
کیا پوچھتے ہو دل قابو میں نہیں بقول شاعر نظم

خوش ہو گئے جو خاک میں محسوس ملا دیا
سوئے ہوئے کو خواب لحد سے جگا دیا
اے کو چاند چاند کو ہا لہ بنا دیا
کیون آئیں کچھ کسکا ہر بنے لیا دیا
جب پاس آئے بیٹھ لیابین اٹھا دیا
مالون سے خفگان لحد کو جگا دیا
ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا

ہستی سے میرا نام و نشان تک مٹا دیا
کیا جانے تھنے کو نسا فتنہ رونا دیا
خط کا فروغ گالوں سے گالوں سے خطا کھن
کتا ہوئے سپہا چیم طلب وہ شون
سپہوین دی جگہ نہ بھی دل کی شکل سے
فرقت میں محتسا قیامت کبرا کا سنا
اندھری حسدات سوز و فراق یار

خدا شکاروں نے عرض کی حضور نے بیٹھے بیٹھے اپنے کو حباب دام عشق میں پھنسا یا عیش و آرام بخ ہوا شیرین ادا
گمان عرض کرتی تھی کہ سرکار کو بے ہما سے چین نہ پڑتا تھا اب کئی دن سے کیون نہیں یاد نہ کیا سرکار صبرین
جہا اپنے کو نہ مانے اسپر کیون جان دین آزاد نے کہا یارو میں کیا کروں دل پر اختیار نہیں شیرین ادا کا
نام جو برق نے سنا دیکھا چھپی میں ایک مازن بنی شعی ہر سازندے بھی گروہن عقل سے بھجا شیرین ادا
یہی ہوا ایک کیتیر کی شکل بنکر دیوار باغ سے لپٹا ہوا قریب چھپی کے پہونچا شیرین ادا نے کہا تم کہاں سے آتی
ہو کیون شگوفہ نرین کیا ہر برق نے کہا آپ کی غایت ہو یہ مگر برق بیٹھ گیا کہا کیون شیرین ادا کی دہانے
تھک کیون نہیں بلایا شیرین ادا تو قوم کی ڈونمی ہو سکنے لگی کہا لہو ایک چھیتی کو لائے ہیں وہ ان کے نام رچوتی
سبھی نہیں مارتی برق نے کہا وہ کون ہو کہا بڑے خاندان کی ہر بی جبریت کی مہن شہنشاہ حیات کی بیٹی
اب یہ مرتبہ ملائیچہ آرزو کھلا بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قیا و اسپر عاشق ہوئے اسوجہ سے انکو اور زیادہ مخمور
ہوا ہوا شگوفہ نرین تو مجھ دورے ڈالتے تھے میں نے تمہیں نہیں لگا یا جہن سے اُس چرہ کی تپلی کو لائے
انہی اسپر لگا نہیں ڈالتے میں سے بھی ہوا لگا اٹھا نہیں دیکھا برق نے کہا براؤرا کنارے چلے گئے ایک

رازی کو ٹٹی شیرین ادا کو الگ لیا کر برق نے بیوش کیا شیرین ادا کی صورت بنکر سازندہ دن سے کہا ساز
 تو درست کرو دیکھیں تو شہنشاہ کیا کرتے ہیں ہر چند کہ اپنے غم و الم میں ہیں دیکھیں ہمارا بھی کچھ خیال ہو کہ نہیں
 اپنے کو راستہ کر کے برق سنے آزاد عجبائب لگا رکے آیا عجبائب کر سلام کیا آزاد سے آنکھ ملی منہ چڑھا دیا
 آزاد نہیں پڑا کہا لی شیرین ادا اؤ کیسا مزاج تھا برق نے کہا حضور ہمارا فرج کیا پوچھا حضور انبی بعیت
 بیان کریں معشوق راضی ہوئی کہ نہیں آزاد عجبائب لگا رکے کہا اؤ شیرین ادا کیا کہوں دل تابو میں نہیں نظم

مانے نامے منع قہشا سے دل کروں
 ہر جان بھی جا کے کچھ تو مدا دے دل کروں
 سو طرح کے زبان ہیں رہنے میں اسکے گر
 چھٹا ہو جیتے جی کوئی زنجیر زلف سے
 برہم ہرزہ گردیوں سے پاؤں گھس گئے
 کتنا ہوں درود تو وہ کہتے ہیں محب کو کیا
 اس بت کو ترک دین سے نہیں مومن اعتماد

میں غیر تو نہیں کہ تماشا سے دل کروں
 کب تک میں دل پہ ہاتھ دھرے ہاؤں کروں
 دشمن بھی مفت سے تو میں سودا سے دل کروں
 دیوانہ ہوں کہ چارہ سودا سے دل کروں
 لیا ذکر جو شش حوصلہ فرسا سے دل کروں
 میں کیا طیب ہوں کہ مدا دے دل کروں
 کیونکر نہ میں شکایت اغوا سے دل کروں

برق نے کہا اؤ شہنشاہ آپ کو دیوان کے دیوان یا وہیں ایک گھنٹہ بھر کے لیے بھیکو آنکھوں کو دیکھیے
 میں اُنکے دل کا حال دریافت کروں اگر نہ راضی کروں تو شیرین ادا نہ کیجے گا میں نے جو اُنکے تویہ کچھ
 اس سے صاف ثابت ہو کہ وہ خود آپ کو چاہتی ہیں کسی آپ کی بدعت سے اُنکو نفرت ہوئی ہو آزاد سے
 خوش ہو کر کہا اچھا شیرین ادا جاؤ اگر تم اسکو راضی کر کے میرے پہلو میں بھاؤ تو شیرین ادا جو مانگو گی وہ
 دو اگلا شیرین ادا نے کہا داری میں ابھی جاتی ہوں آپ نے تو کئی دن سے شراب بھی نہیں پی آپ کو
 اُسکے ہاتھ سے شراب پلو اُنکی آواز دے کہا جاؤ بارہ درمی میں پنجرہ رکھا ہر برق فرنگی تو پھر چلا آزاد
 نے کہا اؤ شیرین ادا یہ بھی کہنا کہ شہنشاہ فرماتے ہیں ملک و مال کا تمکو اختیار ہے جس طرح چاہو انتظام
 کرو میں راسخ الاعتقاد ہوں شہنشاہ قد کا عاشق موسوم بہ آزاد ہوں جو وعدہ کر آؤ گی آنکھوں سے بجا آؤ گی
 برق مجھ پر بارہ درمی میں آیا دیکھا سہا رقص میں بند رنگ روتغیر سر زلمون زبان میں سوزان مثل طائر
 تو گرفتار نفس میں بھڑک رہی ہیں برق نے اکر سلام کیا کہ ملک و عالم مجھے سپا نامہ پار سے کچھ جواب نہ دیا
 برق نے ہاتھ باندھ کر کہا آپ کا تابعدار ہوں میں ہوں مستر برق نامہ برق سنتے ہی ملک و سہا ر شگفتہ ہو گئیں

کہا ابرق کیونکر سوچنے برق نے کہا آپ کے واسطے بشک میں سب بیکار ہیں استاد بھی اسے میں میں پہنچ گیا
 استاد فکریں ہونگے جتنا کہ وہ آئین میں آپ کو دیکھتا ہوں چونکہ مہار کی زبان میں سوزن ہوا شادوں
 میں کلام کر رہی ہیں بیان آزاد نے کہا میں تو چپ کر سون کہ شیریں ادا سے کیا باتیں ہو رہی ہیں یہ کہہ کر
 اٹھا گوشے میں چھپ کر سننے لگا بیان برق نے کہا ادا کا عالم ایک جاس اپنے ہاتھ سے پلانا پڑیگا اتنا فقہ کہ
 کہ تمہاری بدعت سے میں نے انکار کیا مہار نے کہا یہ تو میری زبان سے نہ نکلیگا واقعہ نگار حالات ظلم ہوشیار
 لکھ رہے ہیں مصنف صاحب بیان قلم اٹھائے ہر وقت اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کوئی مضمون عالی ملے کتاب میں
 درج کروں اگر خدا نخواستہ بادشاہ مجاہد کے ملاحظے سے گذرا تو یہی فرمائیں گے مہار نے اپنی زبان سے کہا کسی بدنامی
 کی بات ہو براے خدا بھیا بھکو بدنامی سے بچا لو ادا میری زبان سے سوزن نکلا اور میں نے اسکو تنگ چھوڑا دیے
 یہ سب باتیں آزاد سن رہا ہوا یہ بھی سن لیا کہ یہ برق فرمائی عیار ہوا رہا لی ملک مہار آیا ہوا گھوڑی طرح آگے
 مسند پر بیٹھ رہا نہ نگاروں سے کہ باہو باروان حیاروں کے کیا کیجیے ہیں کسی مقام پر خوف نہیں کرتے کہ برق
 مہار کو سبھا کے خوشی خوشی چلے آتے ہیں کہ اب اسکو قتل کرو گے مال میں لوٹو گے استاد کو ابھی تک بیان کا
 پتہ بھی نہیں ملا اب جو برق نے آزاد کے نیور دیکھے ہوش اڑ گئے جی میں کہتا ہوں خدا خیر کرے آزاد نے دیکھا
 کہ کوئی شیریں ادا کیا گذری برق نے ڈرتے ڈرتے کہا حضور جو میں کہتی تھی وہی ہوا آزاد نے جھلا کر کہا سنو
 آزاد عجائب نگار بھکو قتل کر کے تم زندہ بچ کر جاؤ گے برق اپنے مقام سے اٹھا کا حضور اسوقت آپ کا فریاد
 برہم ہو میں پھر حاضر ہوئی چاہتا ہوں چہو ترے سے اترے کہ آزاد نے ایک دو تہہ مارا گیر کی آواز دی برق کے
 پاؤں زمین سے پڑے ہر چند برق ہان ہان کرتا ہوا آزاد نے ایک شعلہ پیکا یا منہ پر گرا رنگ دروغن عیاری کا
 اڑ گیا صورت اصل نکل آئی حکم دیا نفس آہنی منگوا کر برق کو بند کیا مہار مشتاق بیٹھی تھیں کہ اب برق فرمائی
 ہمارا نفس منگوا لیا رانی پائیں گے کہ دیکھا چند خدنگا نفس برق بچے ہو سے آتے ہیں ملک مہار کے ہوش اڑ گئے
 یو چھپا دی برق خیر تو ہو یہ کیا ہوا برق نے کہا ادا کا عالم ہم بھی قید ہو سے معلوم ہوتا ہوں جو آپ سے باتیں
 کرنے آئے آئے سن لیا بیان سے جب میں گیا تو یہ بد پائے آخر اسے گرفتار کیا ہے استاد کے کچھ نہ ہو گا آزاد
 نے بیان و زرا سے صلاح کی ان حیاروں سے شنشہ عاجز ہو رہے ہیں میں نامہ لکھ بیٹھوں کہ میں نے برق کو
 گرفتار کیا شنشہ خوش ہو جائیں گے مقدمہ مہار کا چھپانا واجب ہے میں پائیں گے تو اگر مہار کو لیں گے سب نے کہا
 بہت بہتر اسی وقت آزاد نے ایک عرضی خدمت افرا سیاب لکھی مضمون یہ تھا کہ شنشہ سحران میں نے

برق فرنگی کو گرفتار کیا قتل کرنا مناسب نہ جانا اور حکم ہرزہ بھجوں یا سر روانہ کروں ایک جادوگر اسفل جاو و نامے
 اس سے کہا تم سیدھے طرف باغ سبیب کے جاؤ تا کہ میں افراسیاب کے یہ نامہ دینا فوراً جواب بھی لینا
 اسفل نامہ لیکر چلا خواجہ عمر و ایک صحرا میں مارے مارے پھر رہے ہیں دل سے کہتے ہیں نہیں معلوم ہے جو رہے پر
 کیا گذری خدا خواستہ سی ہلا میں پھنسا دہ تو اسم ہمسہی ہر صحبت پر عیاری کرتا ہر اگر چہ کئی توحیف کو مارا دیکھا
 ایک جادوگر آسمان پر اڑا ہوا آتا ہر خواجہ نے ایک ساحر کی صورت بنکر پکار کر آواز دی بھائی جانے والے
 درمیان آؤ و صوب گرمی پڑ رہی ہر ایسا نہو کہ لون لگ جائے ابھی کئی آدمی اسی آفت میں مبتلا ہو چکے ہیں
 خدا شہر بادیم کچھ پائین کر نیلے اسفل اتر آیا خواجہ نے کہا بھائی یہ شدت گرمی اور اس طرح لکنا تکوانی جان کا کچھ
 خیال نہیں اسفل نے کہا اے برادر نوکری کے مقدمے میں کچھ بن نہیں پڑتا ایک کاغذ خدمت میں شاہ کی لیے
 جاتا ہوں عمر و نے کہا کون شاہ کہا افراسیاب جادو ولیک خوشخبری لے جاتا ہوں یقین ہر اسکو طلب کریں عمر و نے
 کہا کس مقام سے آتے ہو کہا قلعہ عجائب نگار سے برق فرنگی عیار پکڑا گیا ہر عمر و کا دل ٹکڑے ہو گیا حیران تھا
 کہ کیا کروں میں تو کہتا ہی تھا کہ وہ تڑپ کے جا پڑیگا خواہ بنے خواہ بگڑے اسی جلدی میں پکڑا گیا اسفل نے
 کہا دوسری بات یہ ہر کہ ملکہ مبارک کو ہمارے آقا نے گرفتار کیا ہر اسی پر عاشق ہیں عمر و نے کہا تمہاری باتوں
 معلوم ہوتا ہو کہ تم بھی ملکہ مبارک پر مائل ہو اسفل نے سر جھکا لیا کہا نہیں بھائی ذرا کیا آفتاب سے آنکھ ملا سکتا ہو
 من آتم کہ خوب سیدانم یہ حال سن کر خواجہ نے اسفل کو باتوں میں لگایا گوری کھلا کر بیہوش کیا نامہ نکال لیا
 اسکی پشت پر طرف سے افراسیاب کے جواب لکھا کہ اے خیر خواہ مابعد دولت تنے بڑا کام کیا کہ برق کو گرفتار کر لیا
 یہ وہ بلا سے روزگار ہر کہ اسپر کوئی اتھو فال سکتا ہو اسی اسفل کی معرفت برق کو مابعد دولت کے پاس روانہ کرو
 اسفل کو دہن درہ کوہ میں ڈال دیا اسی کی شکل بنکر طرف عجائب نگار کے روانہ ہوئے اسفل میان پڑا تھا
 کچھ گھسیارے لگا س بھیلے آئے آنکھوں نے اسفل کو ہوشیار کیا اسفل کی جو آنکھ کھلی نامہ سے کو اپنے پاس پایا
 کہ میں چاندی کی کروخی تھی انگوٹھیاں چھٹے سب چیزیں خواجہ لیکنے زیر جامہ بھی شکل چھوڑا اسفل میٹھ کر رونے لگا
 قصاے کار صرصر شمشیر زن پھرتی ہوئی اسطرف آنکھی دکھایا ایک جادوگر بیٹھا ہر اور ہر صرصر نے آکر چھپا
 کیون اشخص کیا ہوا نے سب حال رو کر بیان کیا کہ میں نامہ لے لیا ہوں جاتا تھا میان ایک شگاب مل
 آنے بیہوش کر کے سب اسباب میرے لیا اب رہ نہ کیونکر جاؤں صرصر نے جو حال برق و مہار شنا سوچی
 افراسیاب بہ نہال کر دیکھا مبارک پر جان دیتا ہر آجنگ دل سے اس کے مبارک کی محبت نہیں گئی صرصر نے کہا

ار سے عمر و عیا رتھا معلوم ہوتا کہ وہ تیری صورت بنکر پہنچا ہوا گھر صر نے کہا میرے ساتھ چلو بقدر تیرا مال
 لیا ہوا سکا دونا دونا دو ٹکی ایک تخت سحر تیار کرو سحر کرتے ہو سے باغ سعید میں پہنچو شہنشاہ اسنے ساتھ
 تکر لیا بیٹھے اسفل نے اسی وقت شاخاے نخل کا نین تخت تیار کیا دو وزن سوار ہو سے چاہتے ہیں کہ تخت کو
 اڑا کر حلین قضاے کار چالاک بن عمر و تلاش میں خواجہ کی لکھا تھا دور سے دیکھا صر اور ایک جادوگر تخت
 سحر پر سوار ہو کر تخت کو اڑایا چلتے ہیں چالاک پھیل صبار رفتار بند انکھیں دوپٹے سے ملتا ہوا مراد ہے ہر
 کو انکھیں چھپاؤں چار انکھیں نہوئے پائین و مین سے لکھا آستانہ کی گمان جاتی ہو صر صر نے جو صبار رفتار
 کو دیکھا سوچی اس سے کہوں کہ تو جا کر ملکہ حیرت سے اطلاع کرادھر سے افراسیاب پہنچے اُدھر سے حیرت
 بھی آجائیں ساربان زادہ گرفتار ہو تخت ٹھہرایا چالاک نے کہا آستانہ کی صاحب کمان جاتی ہو صر صر نے
 سب حال بیان کیا کہ عمر و شکل اسفل براسے رہائی مہارود برق گیا ہرین جا کر شہنشاہ کو بھیجوں تم جا کر ملکہ حیرت
 سے اطلاع کرو بہت خوب ککر چالاک پیچھے ہٹا اسفل نے تخت اڑایا باغ سعید میں افراسیاب بیٹھا تھا
 اسفل اور صر صر کر پونچے صر نے سلام کیا تمام کیفیت افراسیاب سے بیان کی افراسیاب نے اسفل کو
 انعام دیا کہا اب مجھ کو معلوم ہو گیا تم عقب سے آنا میں اپنے کو جلد پہنچا ہوں یہ ککر افراسیاب بند ہوا ہوا کاٹا
 ہوا چلا میان آزا و منظر بھیجا ہو کہ اسفل نقلی آ کے پہنچا جھک کر سلام کیا کہا حضور شہنشاہ آپ سے بہت رنجی
 ہو سے کہ آپ نے ایسے سکار کو گرفتار کر لیا فوراً برق کو قتل کرینگے نامے کو پڑھ کر آزا و نے تنس مہارود برق ٹھوکیا
 مہار کے جلنے کو کہا اب یہ تمہارا مددگار مجھ دست افراسیاب جاتا ہر عمر و جلدی کر رہا ہر کہ برق کا بیجا ناتوا
 ممکن ہو مہار کو بھی قورما کروں کہا اوس شہنشاہ غلام نے لاکھوں روپیہ حضور کے گھر سے پیدا کیا سب
 گو توں کو کھدایا حضور حسین و بیٹھے کچھ آیا یا نہیں آج میان آن دراز خان سے ملاقات ہوئی تھی وہ نہیں
 تیں گز کی تائیں لیتے ہیں میں نے باہر گز کی نان لی وہ تو بڑی ترضین کرتے تھے مہار سے بھی اشارے کرے
 ہیں برق تو دیکھتے ہی پہچان گیا افسوس کہ ہر کہ اب یہ گاہ کے بجا کے سب کو پیش کرینگے ہمارے دشمن
 دینگے فرماینگے برق کو کچھ نہیں آتا آزا و سے کہہ دو کہ یہ عمر و عیا رہے گرفتار ہو جائیں یہ دین کہتا ہوا سے
 کوڑوں کے کھال گرا دینگے یہ باتیں چالاک ہی کو زب دیتی ہیں لیکن خواجہ عمر و نے لنگنا کے سامنے
 آزا و کے یہ اشارے عاشقانہ شروع کیے نظر

سہرگین آنکھ سے تم نامہ لگاتے کیوں ہو	خاک میں نام کو دشمن کے ملاستے کیوں ہو
--------------------------------------	---------------------------------------

گرم جولان مرے مدفن پہ تم آتے کیوں ہو
شعلہ ہائے تپ دل آگ لگاتے کیوں ہو
کون سے سوختہ خستہ کا خیال آتا ہو
بارگردن تو نہیں تیج سنگار آخستہ
جن سے منظور وفا ہو جفا بھی اُن پر
آنے کیا غیر کو زدیدہ نظر سے جھاٹکا
دم قدم سے ہو لگا جان نکل جانیگی
کھل گئی عشق صنم طرز سخن سے مومن

اپنے دل سوختہ کی خاک اُڑاتے کیوں ہو
گر ہو دلسوز مرے محب کو جلاتے کیوں ہو
سرمہ جب دیتے ہو تم اشک بہاتے کیوں ہو
جان نثار دوسرے مشتاق جھکانے کیوں ہو
مجھے کچھ کام نہیں ہو تو ستاتے کیوں ہو
رخسہ ہائے دریا رانگہ چراتے کیوں ہو
دیکھ رہی تھی سے مرے پاؤں اُنھاتے کیوں ہو
اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیوں ہو

اس رنگ میں عمر و نئے یہ غزل گائی آزاد زچوٹ کھاتے ہوئے تھا آنکھوں سے اشک حسرت جاری کہ رہا ہو
کہ اسرا سفل جاوے تھے تو آن دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانہ دل کو غم دالم سے بھر دیا حقیقت میں تم کامل ہو مگر
نے قصہ کیا کہ شراب کا ذکر کروں زمین کا پنی خواجہ پیچھے ہے زمین سے افراسیاب نے سر نکالا آواز دی اور
ساربان زادے کہاں جاتا ہو عمر و بھاگا افراسیاب دوڑا عمر و نے چاہت کروں افراسیاب نے اشار کیا
زمین نے پاؤں تھام لیے پلٹ کر افراسیاب نے جو مہار کو قفس میں دیکھا دل بیتاب ہو گیا کہا کیوں اونٹن کا
تو نے برق کا حال لکھا تھا اور مہار کی اطلاع نہ کی آزاد نے سر جھکا لیا جب افراسیاب نے کئی مرتبہ کہا اور بولنے لگا
جواب نہ دیا اب مہار کی جانب متوجہ ہو اگیا کیوں اس شہنشاہ حسن خوبی و امیر سر و خرامان باغ محبوبی ہماری بہت
کا یہ انجام ہوا کہ ہمارے خراج گزار نے تم کو قفس میں قید کیا یہ سب تمہارے خراج گزار ہیں مناسب یہ ہو کہ ہمارے
ساتھ چلو حیرت کی کیا مجال ہو کہ تم سے سرکشی کرے آخر مسلمانوں کا کبتک ساتھ دو گئی میرے خراج گزاروں کے
کہا شک لڑو گئی انھارہ سو ملک کا مالک ہوں عمر و کو بھی گرفتار کر لیا اب کیا میں انھیں زندہ چھوڑ دوں خواجہ ہاتھ
باندھے کھڑے ہیں کہ رہے ہیں میں تو غلام ہوں یہی چاہتا تھا کہ زیر قدم اقدس پہنچوں گرفتار ہو گیا مجھے آپ سے
وہی خصوصیت ہو مجھے حکم ہو میں مہار کو راضی کر دینا کہ کرتی تھیں کہ شہنشاہ محب کو بلا کر بیباک میں چلی جاؤں
آج مراو پوری ہوئی آزاد کے پیچھے پر خچریان پھر رہی ہیں جہین کتا ہو مدعا سے بدلی حاصل نہوا اب یہ مہار کو لیا
بوش عشق میں بول اٹھا اس شہنشاہ میں نے مہار کو واسطے چھپا کر رکھا تھا کہ تنہائی میں لیکر حاضر ہو گا نیلگر
افراسیاب نے کہا تجھ کو کچھ خیال نہ آیا یہ اب تمام تھا کہ مہار پر دست انداز ہو جس دن خبر پا جاتا قیامت برپا کرتا

آزاد کو کچھ بن نہیں پڑتا کہ چستان سے تاجیان بیانی کی آواز آئی کوئی بھاری آواز کا آدمی سمجھتا ہوں
 ہمیشہ کا کار ہا ہر پٹ کرا فرسیاب نے جو دیکھا مرشد زاد سے میان مصور بند قبا کھیلے تاج و حلقا ہوتا تھا
 بجا بجا کے کہتے چلے آتے ہیں نانا جان دادا جان تمہارے صدقے ایسے منوتے تو خدائی کیونکر کرتے پوسے
 وہ خدا کے افسر مقرر و خود سر فرسیاب اٹھ کھڑا ہوا کہا کیون مرشد زاد سے خبر تو ہو کہ ایشیائے شہناہ میں پراسور
 تھا دادا جان تشریف لائے کہا اور فرزند جلد جاؤ عمر و برق پڑے گئے مہار کے واسطے فرسیاب بتوار ہی
 وہ ہمارا بندہ خاص یہ بندی بااختصاص دل پر مہار کے پردہ پڑ گیا ہوا سو بہ سے فرسیاب سے اکل کتی
 جو تم جا کر وہ پردہ عجب اٹھا دو مہار خود فرسیاب پر عاشق ہو جائے میں نے پوچھا پردہ کیونکر اٹھاؤں
 دل کو مہار کے روشن کروں فرمایا کیا جام شراب اپنے ہاتھ سے ہمارا القاب پڑھ کر بلا دو جو اس وقت شراب پیے
 نام سامری و جمشید یگاسویرس عمر بڑھ جائیگی سب خدنگار بھی بیٹھے گئے مصور جو مکہ نیرہ سامری ہر سب
 کہ رہے ہیں قدرت اپنے فرزند کے خواب میں آئے مرشد زاد سے ایک جام بکوبھی پلائے گا عمر سجد عام بیٹھے مصور
 نے کہا پتلا اٹھا کے لاؤ میں القاب دادا جان کا پڑھ دوں آزاد نے اشارہ کیا ملازم پتلا اٹھا کے لا کے مصور
 نے اس پتلے پر القاب سامری پڑھا فرسیاب کہ رہا ہوا نصاحت و بلاغت تو دیکھو سب مرشد زاد سے کو بیوقوف
 جانتے تھے آج بیاقت ظاہر ہوئی مصور نے جام بھر اکھا پیلے میں اپنے شہنشاہ کو پلاؤں بنی زندگی سے ہماری
 آبرو ہو یہ کسکر دو تین سمجھن گائے کاشہنشاہ ایک مانس میں جام بھیجے گا آپ کو دو جام پلاؤں گایہ ککرا فرسیاب
 کو جام دیا دوسرا جام بھر اکھا میان آزاد تم اس وقت منصوبہ درگاہ شہنشاہی ہو دادا جان نے تمہارا بھی نام لیا تھا
 تو تمہاری سہمی سویرس کی عمر بڑھی آج دادا جان خواب میں آئے سب کو راضی کروں گا خدنگار بھی نہ باقی رہیں
 قدرت کے نزدیک سب برابر ہیں خادموں سے اشارہ کیا بھائیو پوچھو خوشی کا دن ہو جس باغ میں خزان تھی
 اس میں بہاؤ آئی بہت مدت عاشق و معشوق ملیں گے وہ کون نادان ہیں کہ مہار کو باغی بتاتے تھے خادم جام بھر
 کے پینے لگے بعضوں نے لگاؤ بچا کے دو دو جام پیے اپنے دل میں کہتے ہیں دوسو برس عمر بڑھی بعض کہتے ہیں
 کچھ گھڑے کی چڑھی فرسیاب بیٹھے بیٹھے طرف آزاد کے متوجہ ہوا کہا او نکرام کہ بھیک ہمارا خیال نہ آیا آزاد
 نے کہا کیا دمدم کتا ہر ہم ناستے ہیں آخر مہار کی شادی کسی کے ساتھ کرتے ہیں کیا برائی اور عمر و برق دیکھ
 سہے ہیں فرسیاب تیز ٹیک کر اٹھا آزاد نے کہا کیا میں تجھے دتا ہوں کہ آزاد بھی اٹھا مصور نے کہا اور
 فرسیاب اس بے ادب کو لیا بیٹے نہ پائے آزاد سے کہا وہاں نہیں دو وزن جلا کے اٹھے بیوٹی تاثیر رکھتی تھی

دو دن لڑکھڑا کے گرے میرٹھ ہوئے خدنگار لینا لینا کھڑے سب بر لب فرش فرش ہوئے مصو نعلی نے
 غزو کیا نعرہ چالاک بیاری من آنم چیت و چالاک و چشم دشمن اندازم کف خاک و نیا بباد گرد تیز گام
 خلیفہ اولم چالاک نام و اول زبان سے ملکہ بہار کی سوزن کھال برق کو قفس سے رہا کیا خواجہ عمر و کہ بحرین
 افراسیاب کے پھنسنے تھے بہار نے سحر اتارا چوتے ہی عمر و نے تاج افراسیاب بیا بہار نے کہا خواجہ
 خدا کے واسطے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو جائے عمر و نے آزاد کی کٹی کھری کر لی تاج اتار لیا تنگ خان کو
 برہنہ کیا سر کاٹ ڈالا بہار نے کہا خواجہ اب بھاگوا ایسا نہو کوئی آفت برپا ہو خواجہ و چالاک و برق ایک دن
 بھاگے ملکہ بہار نے پر پرواز پیدا کیے محبوب کا ہوا چلا یہ لوگ تو بخیر و عافیت نکل گئے ماہیان زمر دوش
 پر وہ ظلمات میں بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے کہا میرا دل گھبراتا ہو معلوم ہوتا ہو میرے بچے پر کوئی آفت آئی نقشہ اشک
 دیکھا منہ پیٹ لیا پر پرواز پیدا کر کے چلی اس مقام پر آئی جہاں افراسیاب بیوش پناستہ زمین پر آتری افراسیاب
 کو ہوشیار کیا کہا ارے کیا ہوا افراسیاب نے لاشہ جو آزاد کا دیکھا کہا اس بیا کی ذات سے سدا فدا
 برپا ہوا بہار کو اس نے قید کیا عیاروں نے تار باندھ دیا عمر و بھی گرفتار ہوا تھا چالاک مصو نکلایا عیاری
 کر گیا اس نکر ام کو قتل کیا بڑا کام کیا میں ابھی جا کر سب کے سر لانا ہوں قہقہے پر ہاتھ ڈالا کہا آج ایک کونڈہ
 نہ چھوڑو لگا چاہا پر پرواز پیدا کر کے جاؤن ماہیان نے دامن پکڑ لیا کہا اس نے کچھ دیوانہ ہو ہو نہیں معلوم
 کس آفت میں پھنس جائے لاکھ لاکھ افراسیاب نے چاہا کہ جاؤن ماہیان نے دامن نہ چھوڑا افراسیاب
 تڑپ کر رہ گیا ماہیان نے اپنے ساتھ لیاطن پر وہ ظلمات کے چلی کر لکا ذکر تحریر ہو گا ملکہ بہار قلعہ مر جان
 پر آئین باغبان قدرت واسطے بہار کے بہت پریشان ہو رہا تھا سب حال پوچھا بہار نے سب کیفیت
 بیان کی خواجہ و برق و چالاک بھی آئے مرجان سے کہا اب آپ قلعے کو چھوڑیے ورنہ افراسیاب پھر
 فوج روانہ کر لگا سہاں رہنا اچھا نہیں اسی وقت مرجان الماس پوش والاس یا قوت چشم زن و شوہر
 چالیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر باغبان و بہار کے ہمراہ ہوئے باغبان و بہار مد مرجان الماس پوش
 و ملکہ الماس یا قوت چشم طرٹ شکر اسلام کے روانہ ہوئے خواجہ عمر و برق و چالاک بھی ساتھ ہیں لیکن ہزار
 جو باغبان و بہار کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا تھا صحرا میں فروکش ہو ساتھ والے کہ رہا ہو کہ خبرت
 شہنشاہین کیا منہ لیکر جاؤن فرما نیگے قلعہ مرجان کو تباہ نہ کیا زن و شوہر کو قید کر کے نہ لائے اب میں
 کیا تہہ سیر کروں میں پچیس ہزار جا دو گویا اسکے ساتھ ہیں ایک دن اس نے دیکھا کہ سحر سے گرد آزی کی چوہلی

تاروں جاوگر ہزاروں بازو و لہو و قرون پر سوار ساتھ ایک تاجدار کے شکار کھیلتے چلے آتے ہیں وہ تاجدار
 ایک عقاب پر سوار ہیں ظائر کو مارا ایک ماش کاوانہ پھینک مارا طائر گرا اسکو اٹھا کے آراہے پر ڈال دیا
 نہایت مغرور عقل و فراست سے دور تمام صحران کو بزور سحر پر ندوں سے خالی کر دیا ہنر براثر و رسوار نے جو دور سے
 دیکھا ساتھ والوں سے کہا یہ تو ہمارا دوست صادق محب و اثنیٰ میثاق عسکرین بادشاہ کوہ لاجورد و ہریہ
 لکھراپے مقام سے اٹھا اگر میثاق سے ملاقات کی میثاق بھی عقاب سے کوہ پڑا پوچھا کیا سبھائی صاحب
 تم بھی براے شکار آئے ہو ہنر نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہا اے ہرادر ایسی دولت ناش اٹھائی باغبان
 و مہار کے ہاتھ سے شکست کھائی ہزاروں جاوگر قتل ہوئے اب مجھکو بڑا حباب ہو حکم شنشاہ ہتھا کہ زن و
 شوہر کو گرفتار کر کے لاویہ لوگ براے ہوا گئے اہل اسلام کی رونق و بدن برستی جاتی ہو میثاق نے
 کہا کہ سبھائی نہ گھبراؤ میں تمکو کوہ لاجورد و پریچلو لگا زن و شوہر کو گرفتار کر دو لگا یہ دونوں اسپین باتین کر رہے
 ہیں کہ ابراہیمان پر اٹھا کچھ لکھ ہا سے سنہ و سنہ و ابراہیمان آ کے شق ہوا ہنر برنگا و غور دیکھنے لگا
 دیکھا باغبان و مہار و مر جان الماس پوش و الماس یا قوت چشم چاروں ایک تخت پر سوار ایک تخت
 خواجہ عمر و برق و چالاک اس تخت کو ساحر و دوش پر اٹھائے ہوئے دیکھ لاکھ ساحروں کا لشکر جہان ہنر و
 میثاق فرخندہ ہیں وہاں سے تین کوس پر ایک صحرانے سبزہ زار تھا وہاں یہ سب اترے ہنر نے کہا اے میثاق
 زن و شوہر کو باغبان و مہار سے جاتے ہیں میرے کلیے پر پھری پھری ہی ہوزن و شوہر پر کیونکر قبضہ کروں
 یہاں باغبان و مہار کو بھی معلوم ہوا کہ ہنر برو میثاق دام نہ کوہ میں اترے ہیں ملک مہار نے کہا اے باغبان
 ہنر برو میثاق کو ایک نام لکھنا چاہیے گا کہ سلام قبول کروا کر ہمیں تامل کریں نہ اویجائے باغبان نے کہا
 آپ نام لکھیے میں اپنی بنکر جاؤں گا ہر چند مہار نے کہا کسی اور کو بھیج دو باغبان نے کہا میثاق میرا ہم کتب ہوں
 سمجھا کرے آؤں گا مہار نے مضمون مذکور نام لکھا باغبان نے نام دو لپٹے سے بانہ صابست مرکب پر سوار ہو کر
 برسم اٹھ کر چلا یہ خبر ہر کاروں نے میثاق و ہنر کو پہونچائی میثاق نے کہا اے ہنر باغبان میرا ہم کتب
 مجھکو اس سے کچھ نہ بن پڑیگا ہنر نے کہا میں کلام کر لوں گا تم نہ گھبراؤ کہ باغبان بارگاہ میں آکر پہونچا شل اہل
 اسلام کے سلام کیا ایک دگل پڑا کر بھیجا نامہ ہاتھ میں میثاق کے دیا کہا اے ہرادر ہمارے تمہارے ہمیشہ برسم مرسم
 رہا ہو ملک مہار کو منظور ہو کہ تم سے مقابلہ کریں صحران کو مہار کے جانتے ہو میں تمہیں سمجھانے آیا ہوں مہار کا صحران چلے
 تنگ چنوا دیکھا ہنر یہ ہر کہ میرے ساتھ چلو سامری نامے میں صان صان مرقوم ہو کہ عمر فلسفہ تمام ہوئی افراسیاب

پتھری خاکی نرا پائیگا پس بہتر یہ ہوا اٹھو جا رہے ساتھ چادہ من پر چکر مہار کے گرد و ملا معان کر دینے میثاق نے کہ
 دباغبان میں نہیں جا سکتا میں نے ہر بر کا ساتھ دیا اب نہیں ممکن ہو کہ تمہارے ساتھ چلون جو تم سے ممکن ہو
 اس میں قصور نہ کرو میدان کارزار میں بھی میں تمہارا پاس کرو لگا باغبان نے جواب دیا ہم کافر کی محبت کا پاس
 نہیں رکھتے ہمارے بزرگوں نے یہی سمجھا دیا ہو باغبان شخصیت ہوا میثاق نے کہا اے ہر بر اب معرکہ عظیم
 پڑیگا ہر بر نے کہا میں جان دینے پر آمادہ ہوں دو وزن مساحین کر رہے ہیں کہ آسمان پر لگا ابڑ بڑی پیدا ہوا
 میثاق نے کہا اے ہر بر بزر برید زرین پوش میرا بھائی اے ہر چہ کہ مجھے چھوٹا ہو مگر سحرین طاق شہرہ آفاق جواب
 سر کر پڑیگا بزر برید باغبان و مہار کو گرفتار کر لیگا باغبان و مہار کی کیا حقیقت ہے باتیں کر کے میثاق باہر آیا
 ابر کی جانب اشارہ کیا ابر شق ہوا بزر برید آکر اتر اسی جاتی سے ملاقات کی بزر برید نے پوچھا اے برادر تم واسطے شکار کے
 آئے تھے میثاق نے تمام کیفیت بیان کی بزر برید نے کہا باغبان ہمارے مقابلہ کرو لگا اُنکی کیا حقیقت ہو اگر میرے ساتھ
 آئیں کان پکڑ کے سامری جھبیدہ کو سجھدہ کرتا مجال ہو کہ ہمارے سامنے لان و گزاف کر سکیں میثاق نے کہا اے ہر
 بر سنہا بھائی صاحب کیا فرماتے ہیں اب آمادہ حرب و یکساں ہو میان باغبان جو واپس آئے ہمارے کیفیت
 بیان کی مہار نے کہا سمجھا جائیگا میان بزر برید نے حکم دیا بل جلی بے ہر کاروں نے آکر ملکہ مہار دباغبان سے
 خبر کی یہ بھی بیان کیا کہ بزر برید زرین پوش آیا ہو بلیدار ہا ہو باغبان بنے حکم دیا میان سبلی طبل جلی بے رات بھر
 تیار بان رہیں صبح کو دو وزن لشکر میدان میں آئے ملکہ مہار طاؤس زرین بال پر سوار کھیلون کے دریا میں غوطہ
 مارے ہوئے چھپکا مو تے کا سر پر گجڑے ہاتھوں میں لیٹے ہوئے لگا ہ جو بزر برید کی جمال جہان آرا سے مہار پر
 پڑی کلیجہ تھام لیا کہ بھائی میثاق صورت زیبا سے مہار تو دیکھو یہ سورنیں کبھی کسی کی لگا رہے گذری ہیں میں
 اس کے ساتھ شادی کرو لگا رہے سامری بنظر انصاف خیال کرو نظم

آنکھوں سے ضیاء ہے برا نماز تو دیکھو اس بات کے لیے میں ہوس حر سے گذرا چہنک مری دشت پہ ہو کیا حضرت نامح اور باب ہو کس ہار کے بھی جان پہ کھیلے مجلس میں مرے ذکر کے آتے ہی اُٹھے وہ افضل میں تم غیب رکھو زیدہ نظر سے	ہو بواہوسون پر بھی ستم ناز تو دیکھو اس عشق خوش انعام کا آغاز تو دیکھو طرز نگہ چشم منون ساز تو دیکھو کم طالعی عاشق جانب ز تو دیکھو بدنامی عشق کا اعزاز تو دیکھو منظور ہو نہان نہ رہے راز تو دیکھو
---	---

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہو دیک
دین پاکی دامن کی گواہی مرے آنسو
جنت میں بھی مومن نہ ملا ہاے ہون

شعلہ سا چمک جائے ہو آواز تو دیکھو
اس یوسف بیدا و کا اعجاز تو دیکھو
جو اسبل تفرقہ پر داز تو دیکھو

مشتاق نے کہا بھائی اپنے کو سنبھالو ملکہ مہار منظور نظر تہنشاہ افراسیاب ہو ہر چند مشتاق زبردست سمجھا تاہم
زبردست کہتا ہو میں کیا کروں میرا دل نہیں مانتا اگر میں اس محبوبے مطلوب کو نہ پاؤں لگا ٹپ ٹپ کے جان دوں گا
ہنر کرنے کا حضور اب تو میدان کارزار میں آئے جانبین میں بلبل جنگی بچ چکے دو وزن لشکر مادہ حرب و پیکار میں
جب میدان کارزار سے ملنے لگا اس مقدمہ خاص میں صلاح ہوگی مشتاق نے کہا میں میدان میں جاؤں
ہنر کرنے کا میں جا کر ٹوکے لیتا ہوں ہر چند سب نے منع کیا ہنر پر میدان میں آیا سحر کے عجائب و غرائب کما
پکار کر آواز دی امر فرقت خدا پرستان جسکو تنہا مرگ کی ہر نکلے مر جان و الماس زن و شوہر تخت پر بیٹھے ہیں
باغبان نے مرکب پر نڈاڑا یا مر جان سے آکر اجازت خواہ ہوا کہا اے شہر بابا اجازت میدان مر جان نے کہا
ایہ باغبان قدرت خدا کو منظور تصور کرے یہ سب مکار و خداریں ذرا جھکرائے مقابلہ کرنا باغبان نے کہا
آپ ملاحظہ فرمائیے انشا اللہ مہلت نہ لینے دوں گا یہ لکڑیا باغبان گنبد پھولوں کا ہاتھ میں لیے ہوئے سامنے
ہنر پر کے پہونچا ہنر پر نے گور مارا باغبان نے اشارہ کیا گور لٹا پٹا ہنر پر نے بمشکل اپنے کو بچا یا تریچ پھینک
مارا باغبان نے اہلی دستک دی تریچ لٹا پٹا ہنر پر رو ہے پر سوار تھا سر پر اڑو ہے کے پڑا تو ذکر مقام ہر اڑو کے
پار گزرا ہنر پر کانپ گیا جو سحر کرتا ہو وہ پلیٹ کر اسی پڑتا ہو برق چمکائی تلوار اسی کے سر پر پڑی سحر زخمی ہوا
تیرا لٹا پٹا نسیکا نشانہ ہوا باغبان نے پکار کر کہا اے ہنر پر ہنر پر نے تمھارے سب حربے رو کیے ابھی تک کوئی حربہ نہیں
کیا ہو کشیار رہنا ہم بھی سحر کیا چاہتے ہیں ہنر پر نے کہا اے باغبان آج شب زمین نے سحر تیار نہیں کیا اسکا
یہ باعث ہے کہ سحر ناقص رہے آج مہلت دو کل میرے تمھارے مقابلہ ہو گا میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہوا باغبان
نے کہا جانیے مہلت دی زخمی ہو کر ہنر پر لشکر میں آیا کہا اے زبردست میں نے اپنی جان بچا پی زبردست کھلا رہا ہو
غریب جادو و سہیو میں کھڑا تھا کہا اے غریب جاکر باغبان کو رول سے اپنے دریائے سحر میں غرق کر دے غریب
بل کرتا ہوا جا پڑا ایک دو تہہ زمین پر مارا ایک دریا جوش مارتا ہوا پیدا ہوا موجب غریب نے باغبان کی
طرف توجہ کی باغبان نے ہنس کر کہا او بے آبرو تجھ کو خود ہی پناہ پائی مشکل ہوگی ہم تمھاری فکر میں تھے یہ لکڑیا باغبان
نے آواز دی اے ننگ دریاے غریب غریب کو لینا اسی دریا سے ایک ننگ خون آشام پیدا ہوا غریب نے چاہا بھالو

ننگ تڑپ کر اگریق کو نکل گیا دریا میں جا کر غائب ہوا دریا بھی نابود ہوا بھائی اسکا حریق جادو جلا کر باغبان
پر جا پڑا سحر جو کیا چند شعلہ ہاے آتش باغبان پر گرے باغبان نے اشارہ کیا اسی آتش سحر گرمی اپنی دکھا اس
جیلے ہوئے کو جلا دہ شعلہ ہاے آتش پلے آکر حریق پر گرے ہر سر سوہرین موسے جگاریاں نکھین حریق کو جلا کر
خاک کیا گیا رہ ساحر مقابلے میں باغبان کے نکلے ہاتھ سے باغبان کے مارے گئے آخر طبل باز گشت بھی
دونوں لشکر پلٹے ہر بر نے آکر سامنے عشاق کے خود دے مار لکھا اسی برادر تنے دیکھا باغبان نے کیا قیامتیں
کین زیر جہد نے کہا اسی ہریر نہ گھبراؤ میں معشوق کی فکر کروں ایک دن میں لڑائی فتح کر دو لگاتم کنارے بیٹھو
بلبل جنگی نہ بچو او یہ کمزیر بر جید اپنے مقام سے اٹھا کہا میں معشوق کو لینے جاتا ہوں عشاق نے کہا اسی برادر
تم نہیں جانتے ہو ملک مہار بلا سے روزگار ہر نام پر بادشاہ اسلام کے نثار ہر کوئی شخص اسکی نگاہ میں نہیں جتا
اسکا قول ہو کہ بادشاہ اسلام صاحب شوکت و شان سپرہ نوشیروان فرزند زادہ صاحب قرآن حسین و جمیل اہل
اسلام کے کفیل جب ایسے سے واسطہ ہوا تو اور مرد کی کیا ضرورت عزیر جہد نے کہا بھائی میں کیا کروں
میرادل نہیں مانتا کیجئے منہ کو اتا ہی لیکن میں اس سہولیت میں جاؤ لگا کہ کسی کو ذرا خبر نہوگی میں اپنے ہوش
میں نہیں ہوں بقول شاعر

میں نہیں ہوں بقول شاعر

ہم سمجھتے ہیں آزمائے کو	عذر کچھ جانے ستائے کو	ننگ در سے ترے نکالی آگ
ہم نے دشمن کا گھر جلانے کو	صبح عشرت ہو نہ شام وصل	اے کیا ہو گیا زمانے کو
برق کا آسمان پر ہو داغ	پھونک کر میرے آشیانے کو	ننگ سو دا جنوں میں لیتے ہیں
اپن ہم مقبرہ بنانے کو	شکار ہو غمیر کی کدورت کا	سومرے خاک میں ملانے کو
کوئی دن ہم جہان میں سمجھے ہیں	آسمان کے ستم اٹھانے کو	چلے کیسے میں عہدہ کر مومن
چھوڑا اس بت کے آستانے کو	نقش پا سے رقیب کی محراب	نہیں زمیندہ سر ٹھکانے کو

سب نے دیکھا نہ ہر مہوت ہو رہا ہو کسی کی نہیں سنتا ہر مہار کو یاد کر کے سر دھنتا ہو سب فاموت
ہو رہے زیر جہد غرق زمین ہو کر چلا میان باغبان و مہار نے طبل جنگی کا انتظار کیا جب طبل جنگی بجایا باغبان
نے کہا اب اس کے جی چھوٹ گئے اب وہ مقابلہ نہیں کر لگا صبح کو سمجھا جائیگا سب نے اپنے اپنے مقام پر آرام
کیا مہار کا دستور ہو کہ گرد خیے کے چہنما سے شگفتہ تیار رکھتی ہیں رات دن ایک طور پر عند لیبان خوشنوا
ذفرہ سڑی کیا کرتی ہیں اپنے حسب معمول جب آرام کرنے چلیں عند لیبان خوشنوا اگر دیکھیں تصدق ہوں

ملکہ مبار نے کہا ہوشیار ہنادشمن سے مقابلہ ہو عندلیبان خوشنواز نے سر بلائے پہلو سے گل میں جا بیٹھیں حضور
زمرہ سرئی چستان کی رعنائی نازیبا لی زبرد زمین میں نقب دیتا ہوا چلا جب قریب بارگاہ مبار پہنچا دیکھا
چند نقل حامل ہیں زبرد سوچا باہر نکلا اگر کنیزیں برائے حفاظت نہیں ہونگی انہیں سر کر کے اندر چلو لگا یہ سوچ کر
باہر نکلا دیکھا چمنہاے شگفتہ عندلیبان خوشنواز زمرہ سرئی کر رہی ہیں دم محبت ملکہ مبار کا بھور ہی میں ایک
عذیب نے جو غیر شخص کو سامنے دیکھا پکار کے شل انسان کے آواز دی اور شخص یہ بارگاہ ملکہ مبار گلغدار
ہو سنبھل کے کھڑا ہو ہوشیار ہو جانظر

دلیبتگی سی ہو کسی زلفِ دو تار کے ساتھ کتک نہا بیٹے بت نا آشا کے ساتھ مانگا کر بیگے رب سے دعا جس پر یار کی ہو کسا انتظار کہ خواب عدم ہے بھی یار ب وصال یار میں کیونکر ہو زندگی اندھے سے سوزِ آتشِ غم بعد مرگ بھی ہر دم حرقِ عرق نگہ سے عجب ہے درست جنوں نے میرا گریبان سمجھ لیا مومن دی غم نہ لڑھو شب جس سے نرم میں	پالا پڑا ہو سب کو خدا کے ساتھ کیسے وفا کسان ملک اس بیوفا کے ساتھ آخر تو دشمنی ہو اثر کو دعا کے ساتھ ہر بار چونک پڑتے ہیں آواز پا کے ساتھ لنگی ہی جان جاتی ہو ہر ہر ادا کے ساتھ اُٹتے ہیں میری خاک سے شعلے ہوا کے ساتھ کنسے نگاہ گرم سے دیکھا حیا کے ساتھ الجا ہو اُسے شوخ کے بند قبا کے ساتھ آتی تھی لب پہ جان زہ و جذا کے ساتھ
--	---

اس عذیب نے اس رنگ میں یہ اشارت کیا کہ زبرد کو سناٹا آگیا ہوش درست نہ رہے خیال میں آیا کہ مشوق
کو پکار دو غنچہ دہن ہستی ہوئی چلی آئی اٹھا کے لیجاؤ لگا یہ سوچ کر پکار کے آواز دی اور ملکہ عالم آپ کا عاشق
صادق مشتاق دیارِ درد و ملت پر حاضر ہو زبرد نے چلا کر جو آواز دی یا تو ملکہ سوتی تھیں یا آنکھ کھل گئی غصے میں
انہیں پھوڑ زبرد نے چلا کر بھی گلے کے رنگ و تیر نہایت غصہ ہو کہ یہ کون ہے ادب ہو جب تیری مرتبہ اسے
پکارا ملکہ نے جواب دیا مشوق آتی ہو یہ کہہ کر اپنے مقام سے انہیں زبرد آواز شکر جھوٹے لگا جھین کتا ہو
کہ جواب بھی مقول ملا ملکہ مبار نے پردہ اٹھا کر دیا ایک تاجدار مگر بیقرار شکبار انکھیں سرخ چہرہ گلزار
یہی دمہم کہے جاتا ہو کہ عاشق صادق حاضر ہو ملکہ نے جو اس حال سے دیکھا کچھ کہیں کہ چمن کی ہوا انکو لگی اپنے
ہوش میں نہیں ہیں ملکہ مبار نے پوچھا ارے تو کون ہو کہا حضور زبرد زین پوش مجھ کو کہتے ہیں اب عاشق ہو

اس واسطے حاضر ہوا تھا کہ آپ کو بلا کر لیمچون ملک مہارنے کما آپ نے بڑی مہربانی فرمائی مجھے چلنے میں کیا عذہ ہو
 لیکن ایک کام کروں شکر میں تمہارے کون کون ہو جنکو افسر کما جاتا ہو کما حضور نہر براؤ و سوار و میثاق عہدین
 یہ دونوں افسر موجود ہیں ملک مہارنے کما دونوں کے سر لاؤ جلد جاؤ اور جلد آؤ دونوں بھیا خاص ہمارے دشمن
 زمین ایک گجراتا کے دیا کما اسکو سپنوز پر جید نے اسکو پہن لیا گجراتا پہنتے ہی اور زیادہ مجھو گیا تلواس کے قبضے پر ہاتھ
 ڈالا مہارنے کما جلد جاؤ بعد اسکے جلد کے دو ہر کارے روانہ کیے کہ خبر لانا دیکھو یہ جا کر کیا کرتا ہو زبرد جلد بھو ستا ہو
 جلد عاشق کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر ہی ہو دلولہ بڑھتا جاتا ہو جب اندر بارگاہ کے آبا سب کو یقین ہوا
 کوئی شرابی ہو میثاق نے پکار کر کما کیون برادر خیر تو ہو کیون پٹ آئے عاشق کو زلائے زبرد نے کما او بھیا
 عاشق ہمے زیادہ مشتاق ہو تمہارے سر مانگے ہیں وطن بنی منہی ہو تمہارے سر پہ پہن تو وصل عاشق سے
 کما میاب ہوں میثاق نے دیکھا لگے میں بدھی پری ہو سمجھا کہ ہا ریت ہو گئی یہ سحر میں مہار کے چسپا ہو میثاق و
 نہر برہانے لگے سمجھاتے تھے کہ اے زبرد ہوش میں آؤ دوستوں سے سادہ نہ کرو ہم کہ وکادش کر کے ملک مہار سے
 ہتھین ملا شیلے جو جو یہ سمجھاتے ہیں جوش و خروش اسکا بڑھتا جاتا ہو نہر برہانے بڑھ کر ٹھوڑی میں ہاتھ دیا کما او
 زبرد کیون اپنی آبر و خاک میں ملائے ہو تم جب عاشق کو لینے چلے تھے تب بھی ہم لوگ مانع ہوئے تھے جا کے
 گفت میں پھنسے کیا مہار سے مقابلہ ہوا تھا اس طرح جو نہر برہانے سمجھا یا زبرد نے ایک طمانچہ مارا کما او بھیا نامہ شون کا
 بے ادبی سے لیتا ہو ہاتھ دیا ایک برق چمکی نہر برہانے کا سر زخمی ہو اپانچ چار خد شکاروں کے بھی سر اڑ گئے اب زبرد نے
 تواریخ پنی منہ عاشق مہار نہر برہانے لگا چار جانب سے ساحروں نے گھیرا ہو سحر ہو رہا ہو گو لے چلے رہے ہیں
 کئی سو ساحروں کو ہاؤ چاہتا ہوں ان دونوں کے سر کاٹ لوں مگر یہ دونوں دوسری سے عکر کر رہے ہیں قریب
 زمین آتے ہیں ملک مہار جب دربار میں آئیں باغبان قدرت نے پوچھا مزاج مبارک کیسا ہو ملک نے کما عجب
 عکر کہ گداز زبرد ہاؤ وہ فاسد آیا تھا رنگ چہستان پھنسا عند لیباں خوشنوا نے گھیر لیا اسے غل چایا میں پیدا
 ہوئی میں نے اسکو نبوی سمجھا دیا اب وہ میان سے گیا یقین ہو رہا ہو باغبان نے کما از صد قد پاپوش گوشہ
 وندان سنگ ہو رہا ہو گا کہ ہر کارے آکر پہنچے تمام کیفیت بیان کی کہ زبرد اکیلا ٹھہرا ہو اگر مناسب ہو شکر کفا
 پر چڑھ کر ورم و برہم کیے باغبان نے کما او ملک عالم آپ تشریف رکھیں میں جاتا ہوں مہار نے کما ہم بھی چلنے
 یہ لوگ اگر باقی رہیں تو فنا دیر پا کریں باغبان و مہار و مر جان الماس پوش و الماس یا قوت چشم
 سب مکر سوار ہوئے شکر ہرہ نے لیا اے دیکھا زبرد ٹھہرا ہو میثاق و نہر برہانے گھیرا ہی ہر طرف سے عکر رہا ہیں

باغبان نے بڑھکر فرہ کیا مہار کا گلدستہ چلن زبرد نے جو ملک بہار کو دیکھا اور زیادہ جوش و خروش ہوا پکار رہا ہے
 اور ملک عالم آپ کو تکلیف ہوئی ملک سکرائیں غنچہ دہن واکیا گلدستہ مارا پھول برسے لگے ہر طرف غریب بند ہو
 ہر طرف سے آگے بڑھا ہوا اثر ہاتھ اسکی جو نگاہ جمال جان آراے مہار پر پڑی بے اختیار پکار اٹھا اور شہنشاہ
 حویلی عام سرد خزانہ باغ محبوبی میں آپ کا تاج بدار ہون زبرد کا ساتھ دو رنگا سر حاضر ہر نظر

شربت دیدار سے بھر لگا ساغرا آئینہ
 ایک صورت سب میں ہر جیسے برابر آئینہ
 ہو گئے ان صقلون سے صاف ہو کر آئینہ
 قد آدم لگ گیا اب تیرے در پر آئینہ
 شکل جیسی ہو دکھا دیگا وہی ہر آئینہ
 دیکھے شاید وہ پری پیکر آئینہ کر آئینہ
 جسم پر اپنے اٹھائے پھرتا ہو گھسرا آئینہ
 عاری بن جائے ہو ٹھہرا نے چبا کر آئینہ
 اس لیے پیش نظر رہتا ہو اکشر آئینہ

اس طرح دیکھو نہ ہر دم بندہ پرور آئینہ
 یا نہ سر و رخ معنی روشن ہو نیک و بد میں ایک
 لاکھوں کو یا نہ جلی میں جسے وہ ہم فلا دین
 ہو گیا سکتہ مجھے لے آستانے پر ترے
 اہل حیرت پر بھی ہنسنا اپنے اوپر خندہ ہو
 اور مصور کھینچ پشت آئینہ پر سیری شکل
 اس زمانے میں حسینوں کی بھی مٹی ہر خراب
 شہد جو اپنا پھیرے تو ایسی حسرت ہو کہ بسر
 یار کے آئینہ زانو کا حیران ہوں صغیر

شکل زبرد کے ہر بر کا بھی قلب الٹا اپنے ساحل کو آپ قتل کرنے لگا میاق و باغبان سے مقابلہ پڑا
 باغبان کے ہاتھ سے میاق مارا گیا فوج اسکی شکست کھا کے بھاگی باغبان نے گھیر گھیر کے فوج کو مارا ہر لون کو
 جلا دیا دریا سے سحر نیا یا کچھ ڈوب کر فی النار ہوئے کچھ عشق مہار میں بقرار ہوئے ہر رب نے پکار کر آواز دی اور زبرد کا
 معشوق کا نام ساتھ ادب کے لینا زبرد نے کہا تو جھوٹا ہو ہم در دولت پر حاضر ہوئے کوئے محبوب کی رحمت سے جی چٹا
 تھا اسی مقام پر بس جائیں ہلکا ارشاد ہوا کہ ہر بر و میاق کا سر لاؤ تھیکو کچھ حکم نہیں ہوا معشوق ہماری مدد کو آئی ہے
 ہم چاہتے ہیں اسکو تکلیف نہ پہونچے تیرا سر کاٹ کے لیجائیں ہر بر زبرد میں مقابلہ پڑا دو چار سحر ہر بر نے کیے
 زبرد نے بڑھکر حریف کر دیے آخر دونوں میں تلوار چلی ہر بر مارا گیا زبرد چاہتا ہے دونوں کے سر لیکر پیش کروں
 ساحر چاہتے ہیں اٹھا کر لے بھاگیں زبرد نہیں جانے دیتا قصاے کارا فراسیاب جادو باغ سیب میں بیٹھا
 تھا کہ کایں میں دناے سنائے کی آواز آئی افراسیاب نے کہا کوئی کہیں ڈر رہا ہوا نکشتہ حشید کو اچھا لاشملہ بھڑکا
 آواز آئی ملک بہار و باغبان و مرجان و الماس نے قیامتیں برپا کر دیں چھینکر افراسیاب اپنے مقام سے اٹھا

کہا مہار کی شامت آئی ہو باغبان کو ایسے مقام پر قید کروں کہ تڑپ تڑپ کے مرے یہ کہہ کر چلا اس وقت پہنچا
 کہ مہار نے زبرد کو زخمی کیا لڑ رہی ہو گلدستے مادی ہی ہو کہ آسمان سے آواز آئی اے مہار گلے دار آگے قدم نہ رکھا
 منہم شہنشاہ طلسم ہوشیار او مہار تو نے اس قدر سحر کیجئے سب بیکار ہیں رنگ سحر کو سبت رونق دی مہار نے جو افراسیاب
 کو دیکھا ہاتھ پائوں میں عشا گیا قلب تھر گیا نگہ گلدستہ مارا افراسیاب نے بہ نگاہ قہر دیکھا گلدستہ جل کر گرا مہار
 دوسرے گلدستہ مارا افراسیاب نے ہنس کر کہا کیوں دیوانی ہوئی ہو او باغبان کھڑا رہ ہمارا حکم بجالا مہار کو گرفتار
 کر لے نگاہ ملا کر باغبان سے جو افراسیاب نے یہ کہا باغبان کا رنگ رو متغیر دست بستہ عرض کی جو افراسیاب
 بجالاؤں افراسیاب نے کہا مہار کو گرفتار کر جان الماس پوش کو آواز دی مینی کو دیکھنے جاتا ہوں تھک جانا دو لگا
 ہنسنے فوجیں بھیجیں ان سب کو تھارے مددگاروں نے قتل کیا اے شلنگ فولاد پوش زن و شوہر کو لینا دیکھا
 آسمان سے ایک جادوگر سیاہ روتیرہ درون آنکھیں جام خون خود آہنی پہنے ہوئے زرہ لٹہ کی زیب جم حاضر
 حاضر کتا ہوا سانسے آیامر جان الماس پوش دالماس یا قوت چشم کو گرفتار کر لیا دونوں کی زبانیں بند ہوئیں
 باغبان مہار کی جانب جب نہ گیا تو افراسیاب نے پکار کر آواز دی اے نمٹنگ مدہوش باغبان و مہار کو
 لینا دوسرا ساو شلنگ کی شکل کا پیدا ہوا آواز دی حاضر ہوا باغبان و مہار سے آنکھ ملا کر آواز دی منہم
 نمٹنگ مدہوش ملازم شہنشاہ ہوشیار با حکم شہنشاہی ہوشیار حاضر ہوا بھر نہ کرنا سانسے شہنشاہ
 کے یہ بے ادبی میرے نام کی پیروی کرو مہار لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی باغبان کو بھی اس طرح بیہوش کیا
 ایک تخت سحر تیار کیا چاروں گنہگاروں کو اس پر ڈال لیا لشکر دالے بھاگے دم بھر میں افراسیاب نے فیصلہ کر دیا
 خیمے جلا دیے پڑاؤ لٹوا دیا زبرد کی جانب دیکھ کر آواز دی بس ہوش میں آ جا کیوں بیہودہ بکتا ہو یہ کہہ کر افراسیاب
 قریب آیا زبرد نے چاہا ہاتھ تلوار کا ماروں افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے چشم پر قہرے اشارہ کیا
 تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی بار جو گٹھے میں پہنے تھے اس بار کو توڑ ڈالا زبرد کے ہوش درست ہوئے اعضا چلا
 جست ہوئے بھائیوں کے لیے میٹھ کر سبت رویا کہا اے شہنشاہ میں اپنے بھائیوں کے خون کا بدلہ لوں گا مہار پر
 لشکر کشی کر کے جاؤں گا افراسیاب نے کہا دامن بڑے بڑے ساحر ہیں اپنے کو بجا کر لڑنا کہا میں سمجھ لوں گا سانسے
 افراسیاب کے پشت گردن پر سوار ہوا طرٹ لشکر جہر خ کے چلا لیکن خواجہ عمر و برق و چالاک جو لشکر میں
 مہار کے تھے چند کس جو بے وہ بھاگ کر آئے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری عین وقت پر افراسیاب آگیا چاروں
 سردار گرفتار ہوئے نمٹنگ و شلنگ لیکے زبرد پ کے لشکر کی طرف گیا اے عمر و نے کہا میں جا کر اسکی گردن لوں

ایسا نہ غفلت میں کوئی نفل کر بیٹھے بلکہ ہر شے تو فاضل ہو گئی ہو گئی جا کر خیر کردن یہ لکڑی خواجہ بھی اودھو روانہ ہو
 برق نے چالاک سے کہا خلیفہ ہی نمٹگ و شلتگ کی فکر کرنا واجب و لازم ہے بڑے سرداروں کو ایسے جاتے
 ہیں ایک طرف برق چلا ایک طرف چالاک روانہ ہوئے نمٹگ و شلتگ تخت سحر پر سوار چاروں سرداروں کی
 زبانوں میں سوزن دیے ہوئے لیے جاتا ہے دونوں بھائی آپس میں باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں کہ کان میں
 اشارہ عاشقانہ کی آواز آئی دونوں نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین حسین بھاری لباس پہنے ہوئے بہت سج
 ریح سے لیکن دوپٹے و حلقہ ہوا پائے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے یہ غزل گاتی ہوئی چلی آتی ہے غزل

اتھاس شکر میں دل رہ گیا	سر پہ کچھ احسان قاتل رہ گیا	رسم آیا ناتوانی پر مری
ذبح کرتے کرتے قاتل رہ گیا	تخنے اک بوسہ دیا احسان کیا	بات سیری رہ گئی دل رہ گیا
صلح کی امید چھپر گل پر گئی	سہل ہو کر کار مشکل رہ گیا	تیری جلدی سے نہ برائی مراد
او اہل دیدار قاتل رہ گیا	کاوشیں میاؤں نے فرصت نہ دی	دل میں ارمان عین دل رہ گیا
جلوہ رخسار نے ساکت کیا	آنسو ہو کر مقابل رہ گیا	غیر ممکن ہو کہ آسان ہو سکے
رہ گیا جو مشکل رہ گیا	پھر طبیعت اپنی گھرائی نہیں	انتہا نہ نہ کر کا دل رہ گیا

نمٹگ و شلتگ کی جو نگاہ پڑی تیار ہو گئے صاحب کرمہ دناز شباب آغاز کیسے عین دوش پر چھوٹے
 ہوئے صاف ظاہر ہو کہ ناگنیاں لہریں ہیں عارض انور کو دیکھ کر یہ مثال سو بھی کہ صبح و شام مل رہے ہیں دونوں
 تخت امارا نمٹگ کے منہ سے نکلا کہ صاحب میان آؤ اس دشت بولناک میں پاب رہے تمہارا پھر نہایت شدت
 ہو دل تھے باتوں کا مشتاق ہو اس نازنین نے بہ نگاہ حسرت طرف نمٹگ کے دیکھا ابروئے خدائی بیدار
 کی تلوار آنکھیں جام خون مغرور عقل و فراست سے دور پیشانی پر گرہ پڑی ہوئی جوان بلند بالا سا کھوکھلا
 کیوں ایسے نامرد کو کس سے مثال دون وہ نازنین سراپا دیکھ کر تیار ہو گئی ایک چیخ ماری نہیں معلوم گھر پر
 میں کیا کلمات کے حسرت و یاس بات بات سے ظاہر تھی رمز عشق سے بخوبی ماہر تھی آخر گر کر بیٹوس ہوئی ۲۲
 ایک کاغذ تھا وہ زمین پر گر کر نمٹگ نے وہ کاغذ اٹھا لیا اس میں اپنا لکھا پایا اپنے ہی اعصاب سے نادرست کی نقوش
 چھپی ہوئی تھی نمٹگ نے کہا بھائی شلتگ یہ تو میرے اوپر عاشق ہو دامن کی ہوا دینے لگا آخر اس نازنین کو
 ہوش آیا نمٹگ نے کہا کیوں صاحب تصویر ہماری کمان سے پائی ایک آہ بھر کر کہا یہ حال کیونکر بیان کر دین
 اب اپنے دولت سر پر چلیے شلتگ تو غصے میں بیٹھا تھا کہ بھائی نمٹگ کیا ماجرا ہے بڑے افسوس کی بات ہے

پہلے میری نگاہ پڑی مجھے ملنا چاہیے تم ہاتھ نہ لگاؤ مجھے ناگوار ہوتا ہو شنگ نے کہا واہ آپ اس شخص کے بر
 بھائی ہیں میری تصویر پر وہ عاشق ہو مجھے اختیار ہو تمہیں کیا کام شنگ نے کہا نازنین سے پوچھو نازنین سے
 پوچھو چھپاؤ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا رے یارو کیا پوچھتے ہو شنگ نے پٹے پکڑ کر دوٹاپے مارے کہا رے
 نگوڑ نے اب بھی پوچھتا ہوا ایک سوداگر ایک صندوق میرے ہاتھ بیچ گیا بعد عرصہ دراز کے مین نے ایک دن منجھ
 کھولایہ سمجھتی تھی کہ سودا بند ہو جنوں کا جوشم ہوا یہ زبیر ہم ہوئی نظم

<p>جب اختیار قید سخن سے نکل گیا کیا رنج ترک صحبت احباب کا ہوا آئی نظر نہ تربت پروا نہ جب کہ سین کیا حال دل چھپے کہ جہان دو گراہوں باقی رہی صراحتی غیب نہ سبام گل زلفین ہٹا کے بوسہ رخسارے لیے اور دل ہزار حیف جو قاتل سے پاہنے رشک اس قدر دیا لب و دندان یار نے افسون دل فریب سے ہم آشنا نہ تھے کس و صوم کی پڑھی ہو غزل آپ نے نسیم</p>	<p>انامہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا دو چار کوس حب میں وطن سے نکل گیا ہر اشک شمع کے لگن سے نکل گیا وہ کا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا سامان انبساط چمن سے نکل گیا مطلب ہمارا سانپ کے من سے نکل گیا وہ سو ہی نہیں ہو جو رن سے نکل گیا گو ہر عدن سے لعل میں سے نکل گیا احسنہ کو یار حید و فن سے نکل گیا احسین کا شور بزم سخن سے نکل گیا</p>
---	---

رے کنبہ تو گھر چھوٹا یا چھوٹا ابھی تک یہ نہیں معلوم کہ ہم کس سے راضی ہیں میان شنگ صاحب آپ زبیر جیو
 یخت پر نگوڑے قیدی کون ہیں انکو چھوڑو میں تخت پر سوار کر کے میان شنگ بچلو بھیا جیو صاحب ہماری نیکی
 میں ہوا اسکو تمہارے واسطے بلا دیئے یہ سکر شنگ بہت جھلایا کہ بھائی صاحب عورت کے کہنے پر مغرور ہو گیا
 آپ اسکو اپنا بزرگ جانے پہلے میری ہی نگاہ پڑی تھی شنگ استنہن چڑھا کر اٹھا کہ بھائی صاحب پس
 اب نہ کچھ فرمائیے گامین کیا آپ سے کسی بات میں بندھوں مبارک باغبان دیکھو رے مین کہ دو وزن میں جو چلے
 جب شنگ سو کرنا ہو وہ نازنین پکارتی ہو صاحب اپنے کو بچاؤ اس نگوڑے نے تلوار پھینکی تم خنجر پھینک مارو کہ
 اسکا سر اڑ جائے نازنین نے بھی ایک تلوار اٹھالی کتنی ہو صاحب دیکھو مین لڑوگی یہ لکڑا ایک نخل کی آڑ پر گر کر مری ہوئی
 جب یہ سو کرتا ہو شنگ دفع کر دیتا ہر نازنین نے قریب آکر کہا اسے دیکھ کون آتا ہو شنگ پٹا نازنین نے ہاتھ مارا

پانوں کا کٹا کر کھڑے کر دینا سنگ نے بھیت کے سرکات لیا گروہ کی آواز بلند ہوئی بعد عرضہ دراز کے آواز آئی
 کشتی مرانا نام من سنگ آہن پوش بود سنگ بہت خوش ہوا کہ صاحب تمھاری مدد سے یہ جیہ مارا گیا وہ نہیں
 معلوم کیا ہوتا حرمین زبردست تھا افراسیاب اسکو پناہ قوت بازو زینت پہلو جاننا تھا جب تو اس کار بزرگ کی واسطے
 طلب کیا تھا نازنین نے کہا صاحب میری آرزو سے دل پوری ہوئی کہ ایسا اور انداز مارا گیا اب یہاں تو یہ قیدی ہیں
 کہیں تنہائی میں چلے بیٹھ کر باتیں کریں سنگ خوشی خوشی ہاتھ پکڑ کے بچلانا زین نے چلتے وقت مہار کو ایک دو ہتھڑ
 مارا کمانگوزی تو نے افراسیاب کو کیوں ناراض کیا ساربان زادے کا ساتھ دیا کیا نفع ہوا ملک ہمارے بچے جواب دیا
 وہ نازنین سنگ کو دیکر طرف درہ کو دے چلی درہ کوہ میں چادر بچھا دیا کہا آؤ صاحب بیجو عدت کے ہجران دیدہ
 آفت کشیدہ آت آرزو سے دل لکھیں سنگ آکر بیٹھا کہا صاحب کہیں سے شراب لاؤ کہ ذرا دل کا حوصلہ نکلتے
 سنگ جا کر ایک بوتل شراب کی لایا کچھ کا بی شرک لادو غیر بھی لیتا آیا نازنین نے تعمیل باہم سہرا سنگ کو دیا
 کہا صاحب پوئیں سنگ خوش ہو کہ مشوق عاشق خصال ملی کلی آرزو کی کھلی جامہ یگیا نازنین ہنسی جاتی ہر کہتی
 ہو صاحب آج سامری و جمشید نے برفاںس کیا کہ ہم تمھارے پاس پہونچے نسیم کے چار پانچ شعر تو نیسے نظم

ہم تاپ سوال لب سائل نہیں رکھتے
 دامن نہ چھڑا دیں غلگی سے کہ بے مرگ
 انکار یہی جو کہ حبناہیں نہ اُٹھیں گے
 رونے پہ اگر آئیں تو عالم کو ڈوبو دیں
 بیون نازا آٹھا شنگل ہم اہل دول کے

اس واسطے پہلو میں کہیں دل نہیں رکھتے
 ہم اور تمن کوئی وقت اتل نہیں رکھتے
 دل رکھتے ہیں پر آپ کے قابل نہیں کہتے
 دریا میں بھی ہم دامن ساحل نہیں رکھتے
 حاجت نہیں رکھتے کوئی مشکل نہیں رکھتے

اس عرض میں گھر کے سنگ نے کہا صاحب میرا تو عجیب حال ہو کوئی مہکتا آسمان پر ہے جاتا ہر نازنین نے کہا
 اٹھ کر منہ سنگ اٹھا چلا ٹھلون بیرونی تاثیر کر چکی تھی دیکھو اسے گرا نازنین نے خبر کھینچا پھر کہہ کر برف
 منہ برف رنڈا رنڈا کر کے منہ کی لیکن گراں ہر ہزارہ کر کے خبر مارا شکم چاک قصہ پاک مرے کی اسے آواز دینہ
 برفی برف بھیت کر قریب باغبان و مہار کے آیا انکی زبانوں سے سوزن کو نکالا مہار و باغبان نے گے سے
 لگا دیا کہا اے برف بھان کی کیا مر جان و الماس رطب اللسان تو نصین کر رہے ہیں کہ حقیقت میں برفی نے
 کیا کا دنیا بان کیا برف سلام کر کے ایک سمت روانہ ہوا چاروں سردار پر پر واز پیداکر کے طرف لشکر سلام کے روان
 ہوئے لیکن خواجہ خرم و جلال میں زبرد کی چلے گئے ملک صرخ اپنے مقام پر قزاقش میں کہ خبر پہونچی زبرد چادر

حکم فرمایا ہمارے مقابلے کو آتا ہر برق لامع نے عرض کی اگر حکم ہو تو میں جا کر روکوں ملک نے حکم دیا برق لامع
 بارہ ہزار جادوگر ہمراہ لیکر واسطے روکنے زبرجد کے چلی زبرجد کو بھی خبر ہوئی کہ برق لامع کو ملک مرخ نے میرے
 مقابلے کے واسطے بھیجا ہے ایک صحراے سبزہ زار میں اتر چکا اسی مقام پر مقابلہ ہو گا ایک غرضی ملک حیرت کو لکھی کہ غلام
 کو رنج غلیظ اس سے مسلمانوں کے پہونچے اسکو اگر مفصل عرض کروں گا برق لامع میرے مقابلے میں آتی ہو میں اسکو
 گرفتار کر کے حاضر خدمت ہو گا ایک جادوگر کو یہ عرضی دی کہ جا کر ہاتھ میں ملک حیرت کے دیتا اس ساحر نے آئندہ عرضی
 ملک حیرت کے ہاتھ میں دی ملک حیرت نے پڑھ کر ساحر سے کہا تم جادو ہم جواب بھیجتے ہیں جادوگر گیا ملک نے جواب
 لکھا کہ از زبرجد برق لامع بلاے روزگار ہوا اس سے سمجھ کر مقابلہ کرنا نامہ لکھ کر صرصر کو دیا کہ جا کر یہ نامہ پاس زبرجد
 کے پہونچا دو اگر ہو سکے تو برق لامع سے بھی ملاقات کرنا صرصر نے کہا بہت خوب کثیر سمجھ گئی صرصر نامہ لیکر چلی آئی
 کوس دھکی تھی ایک پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا کہ لشکر برق لامع صحرا میں فروکش ہے بارہ ہزار ساحر شل رہا ہر بار گاہ میں استاد
 ہو رہی ہیں بازار میں آراستہ کی جاتی ہیں صرصر پہاڑ سے اتری کنارے آ کر رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت عمرو
 کی بنکر لشکر برق لامع میں آئی مشہور ہوا کہ خواجہ عمر و تشریف لاتے ہیں کثیرین واسطے استقبال کے آئیں صرصر
 کثیرین کے ساتھ دوبار میں برق لامع کے آئی دیکھا تخت زبرجدی بچھا ہے اسپر ایک تیغہ برہنہ شل برق صندہ تہرپ
 رہا تیغہ تخت پر قائم دنیا خدیش میں آواز آئی خواجہ آپ کہاں سے آتے ہیں صرصر حیران کہ میں اسپر کیا عیاری لڑا
 دیکھے کیا انجام ہو ڈرتے ڈرتے جواب دیا ملک عالم میں برائے مقابلہ کا فرمان کیا تھا راہ میں مختار سے لشکر کو دیکھا
 خیال میں آیا کہ ملاقات کر لیں آپ برائے مقابلہ زبرجد جاتی ہیں ذرا تھانی میں چلے میں آپ سے کچھ کہو گا کیا سبکو
 بارگاہ میں خمیہ استاد ہو آسمین تشریف لے چلے مجھ کو بصورت اصلی پائے گاہ میں برائے مقابلہ زبرجد جاتی ہوں
 اسوجہ سے بصورت اصلی ملاقات کم ہوتی ہے لیکن آپ نے فرمایا بجائے درسی حکم ضرور ہے صرصر ڈرتی ہوئی اس خمیہ میں
 آئی روزن سے دیکھا تنویر میں تڑپن پہاڑی چھے برق کے ہا بجا گرے صرصر کانپ رہی ہو کر دیکھوں تقدیر کیا دیکھا
 آنکھ جھپک گئی اب آنکھ کھول کر دیکھا کہ برق لامع بصورت اصلی مسند پر بیٹھی ہے ایک لٹ سنہری ایک روپھی مالک میں
 سینہ در سجرا ہوا چہرہ آفتاب عالیشان آنکھیں رشک غزال لال نور سے نشہ وحشت کے پڑے ہوئے وہ
 لال نور سے برائے عاشقان دام تمز ویر میں قتل کرنے کو عاشقوں کے ابرو سے خمدار کھنچی ہوئی تلواریں صرصر تھر تھر
 کانپنے لگی ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا خون ہوا ایسا نہولت ہلا دین میں گرفتار دام گیسو ہوں برق لامع نے پوچھا
 خواجہ کیا فرمانا ہے آپ چپ کیوں ہو گئے صرصر لاکھ لاکھ چاہتی ہے کہ میں کلام کر دوں عیارہ طرارہ ہے مگر اعلیٰ برق لامع

دیکھ کر حوصلہ نہیں پڑتا کہ بات کروں دُرتے دُرتے کہاں ملے عالم میں بڑی دور سے آتا ہوں شراب نہیں پی برن کر
 نے آؤں خواجہ کے واسطے شراب لاؤ کنیزوں نے لا کر گلابیان کھین صرصر نے جام بھر اُڑتے دُرتے گھائی سے
 پریا بیوشی کی ڈالی طرت برق لامع کے ہاتھ بڑھایا برق لامع مسکرائیں ایک برق کرک کر گری جام کڑے
 ٹکڑے ہوا شراب شعلہ نگر اڑ گئی رنگ درغن عیاری کا بھی چہرے سے صرصر کے اڑ گیا برق لامع نے ہنس کر کہا
 لگاتہ ہم خدمت میں خواجہ عمر کی رہے ہیں جب تو نے کلا کیا تھا جب ہی ہم سمجھ گئے تھے اب کہو تمہارا کیا حال کریں صرصر
 نے چاٹ بھاگوں پاؤں زمین تنہا مچلی تھی آٹھ نہ کی اپنی صورت کا حال نہیں معلوم تھا کنا ذرا ہوش درست کر دینا
 صرصر نے کہا برق لامع نے آئینہ دکھار دیا اب تو صرصر بے پیمان ہوئی برق لامع نے کہا تم منظور نظر خواجہ عمر ہو
 ہماری آستانی اگر وصل خواجہ قبول کر دو تو فہار نہ آن تمہارا خاتمہ ہوتا ہو صرصر نے کہا اے ملکہ برق لامع آپ کو
 قتل کا اختیار دین تو کہیں اُس موش صحرائی کو نہ قبول کر دگی اب ہلڑ ہوا کہ صرصر عیاری کرنے آئی تھی گرفتار ہو گئی
 سب کنیزیں اندر آئیں برق لامع نے اشارہ کیا جلاؤ کو بلاؤ جلاؤ حاضر ہوا آتھ پکڑ کے کھینچا قضاے کار خواجہ
 راہ کو مل کر تے ہوئے آئے تھے لشکر برق لامع جو دیکھا بلا تکلف چلے آئے سب نے کہا اُستاد آپ کی شکل بکری
 صرصر آئی تھیں برق لامع نے گرفتار کر لیا جلاؤ قتل کیا چاہتا ہوا خواجہ نے کیلجہ تنہا لیا بیقرار ہو گئے دُور سے ہوا
 اندر بارگاہ کے آئے دیکھا صرصر چھکائے بیٹھی ہر نرسی آنکھوں میں آنسو بجوسے ہوئے چہرہ اُداس زندگی سے یہاں
 عمرو نے کہا اے ملکہ برق لامع کیا کرتی ہو اگر صرصر قتل ہوئی میں بھی ابھی جان دیدہ دگا برق لامع نے کہا اُٹھنا
 اوج عیاری آپ کے وصل سے اسکو الکار ہو میں نے پھلے ہی سوال کیا تھا اسکو قتل ہو جانے دیجیے اسکی ذات سے
 بڑے بڑے فساد برپا ہوئے عمرو نے ایک آہ کی کہا ملکہ برق لامع میں کیونکر اپنے دل کو سمجھاؤں دل نہیں مانتا
 اب تو یہ کیفیت ہے

نظم

قسم ہو موت ہو قضا ہو عشق	سچ تو یوں ہو بڑی بلا ہو عشق	آفت جان ہو کوئی پردہ نشین
کہ مرے دل میں آچھپا ہو عشق	بوالموس اور لات جان بازی	کھیل کیسا سمجھو سب ہو عشق
وصل میں احتمال شادی مرگ	چارہ گرد و سہے دوا ہو عشق	سو جھے کیونکر منسوب دلائی
دشمن آشنا نہ ہو عشق	کس ملاحت سرشت کو چاہا	تلخ کامی پہ با مزا ہو عشق
ہکو تنجج تسمیہ ہو سینے	وہر با حسن و جان رہا ہو عشق	دیکھ حالت مری کین کا سر
نام و وزخ کا کیوں دھا ہو عشق	قیس و شہرہ و دوا حق و حرم	مر گئے سب ہی کیا دبا ہو عشق

برق لامع خواجہ کے ان اشعار پڑھنے سے میاں ہو گئیں کہا خود آپ کا لشکر آپ مالک فوج جو مناسب جانیے
 دیکھیے اتنا ضرور عرض کر دنگی کہ اسکی ذات سے بڑے بڑے فتور برپا ہونگے میں تو آپ کی صحبت میں رہی ہوں جیسے
 ہونے نام شرب کا لیا میں سمجھ گئی کہ اس میں قوت ہو کئی مرتبہ دل چاہا کہ کولک کے گردن انکے دوڑ کرے کروں آپ ہی کا
 خیال مانع رہا خواجہ نے کہا اس میں کئی خرابیاں ہیں اگر ہم صرصر کو قتل کیسے ہلوگ جو پکڑے جائینگے تو افراسیاب بھی
 قتل کر ڈالے گا پھر کوئی عیار نہ بچے گا یہ لکھ کر حکو دیا صرصر کو قید کرو برق لامع نے کہا خواجہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیے
 خواجہ نے کہا میں ضرور چلوں گا برق لامع کا ایک نلامہ شفیق جادو مکہ ہوا یہی صرصر کو لیکر قید خانے میں قید کرے صرصر
 یہاں کہ شفیق نے قید کیا چونکہ اب خواجہ تشریف لائے برق لامع نے جلسہ آراستہ کیا خواجہ گائے بہت آراستہ ہی
 خواجہ نے بصورت اصلی آرام کیا صرصر شیر زن کہ حقیقت میں بلا سے روزگار شفیق کو جو دیکھا کہ عجیبہ نگاہ بہت
 دیکھتا ہر پہر رات گئے جب سنانا ہوا ہے اختیار روئے لگی شفیق جادو نے کہا اور شہنشاہ حسبان کیون استغنیہ بخیم
 ہر صرصر نے کہا اور شفیق افراسیاب ہم بہت سہراں ہی ہم پروردہ مہمانا زونعم یہ سنگ دھم ہے سنیں اٹھنا ہتھکڑیاں
 بہت سناتی ہیں ذرا بیان آؤ تو میں حال دل کہوں شفیق بہت بہت صرصر کی خود بقرار ہو صرصر چہان گئی کہ یہ مجھ پر عاشق
 ہوا اس ناز سے کہا کہ شفیق بقرار ہو گیا اندر آیا باتیں کرنے لگا کہا اور صرصر جو کہ عمر و تیر جان دینا اور ہم زبان
 نہیں نکال سکتے ہنسنے تب سے تمہیں دیکھا بہت بقرار ہیں صرصر نے کہا ذرا ہتھکڑیاں بیزبان کاٹ دو شفیق جادو
 نے اس وقت ہتھکڑیاں ہاتھ سے صرصر کے کاٹ دیں صرصر سے باتیں چمکت کرنے لگا صرصر نے باتوں میں لگا کر شفیق
 کو بیہوش کیا اپنی صورت بنا کر شفیق کو قید خانے میں ڈال دیا آپ شفیق باہر نکل ساتھ والوں سے کہا ذرا ہوشیار
 بنیٹنا میں ابھی آتا ہوں یہ لکھ کر دوبار گاہ برق لامع پرانی دیکھا کثیرین بھی میں برق لامع و خواجہ اسی بارگاہ
 میں سوستے ہیں صرصر اندائی برق لامع کو دیکھا بصورت اصلی سو رہی ہو پہلے زنبال میں آما کہ عمر و کو بچلہ سو سو کہ
 برق لامع کو بچلہ قریب آکر کانٹے سے دو شاہ ہٹا یا رو سے زیبا دیکھ کر دنگ ہو گئی دل میں سوچی ایسا نہوا سکی
 آنکھ کھل جائے تو غضب ہو پیرے سے کھڑے ہو کر برق لامع کو بیہوش کیا پشیمانہ باندھا پشت سے سر چپ
 کر کے لے نکلی راہ کو طو کرتی ہوئی جاتی ہو صبح ہوئے ہوتا لشکر میں زبرد کے پہونچی زبرد نے پوچھا اور صرصر سے
 لائین صرصر نے کہا میں جیسی بل میں پھنس گئی تھی لیکن خداوند ساحر می جمشید نے بجا باب انکو قید کرونا میری حیرت
 پر صوبہ جب اسکے کار بند ہونا زبرد نے برق لامع کو قید کیا حیرت نے لکھا تھا اور زبرد نے لکھا تھا کہ دیکھو یہ کی من
 جسے تمہارا بڑا مطلب نکلیا خواجہ عمر و صبح کو سوکے اٹھے دیکھا پٹنگ برق لامع کا خالی پڑا ہوا خواجہ گھبرا

دیکھا کہ صحر کا پیر الگا ہو گئے کہ صحر لگتی باہر آئے قید خانے میں آکر دیکھا تفتیق کو بدورت صحر پڑا یا اسکو ہوشیار کیا کہ
 تفتیق تھے بڑی غفلت کی صحر برق لامع کو لگتی اب تو شکر میں پڑا ہوا سب سردار اکڑتے ہوئے خواجہ سے کہا آپ تال
 کرین ہم جا کر برق لامع کو لاتے ہیں خواجہ کہہ رہے ہیں بڑا غصہ ہو میرے کہنے سے قید کیا اسے فوراً اپنا کام کیا سب نے نہ
 تیار میں شد بھی آہستہ ہو کر زبرد سے بعد قید کرنے برق لامع کے کہا شکر کو ملکر تباہ کر دے صحر تو چلی گئی زبرد شکر کو
 چلا بیان سب سردار نامادہ تھے کہ زبرد نہ کرے اگر خواجہ دیکھتا رہے ہوئے سحر آپہن چلے گئے شکر بے سردار گدہ رہا ہو
 زبرد نے سب کو در مارا سو دوسو کے سینے کو برا کر لگ گیا نہ اروں ساحر مارے آخر سب کے پاؤں اٹھے دو کو س تک
 زبرد نے پیچھا کیا آخر ملا زمان ملک برق لامع سجائے زبرد سب کو بھگا کر لپٹا پڑا لوٹ یہ خیموں میں آگ لگا دی تو
 تو چھپ کر ایک جانب رہا نہ ہو گئے شکر صحر میں آئے سب کیفیت بیان کی سرداروں میں شور مریہ و زاری مینہ ہوا
 بادشاہ شکر نے فرمایا کوئی تم میں ایسا ہو کر جائے برق لامع کو رہا کر کے لائے زبرد کو قتل کرے ملک گلگونہ زمین میں
 نے کہا ہم جائینگے عمر و نے یہی بیان کیا کہ مہارو باغبان اور تھارے والین کو افراسیاب نے آکر گرفتار کیا اگر برق
 و چالاک اس فکر میں گئے ہیں یہ ذکر تھا کہ ہوا سے سرد چلی سب دیکھنے لگے دیکھا مہارو باغبان و در جان لاس شکر
 و لاس پا قوت چشم آکے پہنچے تمام کیفیت عیاری برق کی بیان کی ملک گلگونہ مان باپ سے میں بہت خوش ہوں
 اسی وقت گلگونہ نے اپنے لوازمات کیا اسباب بحر بھولی میں رکھا بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر چلے کنا رستے تک شکر کے
 سب سردار ساتھ آئے شکر حیرت سے فریادیں ہو سب دیکھ رہے ہیں کہ گلگونہ واسطے روئے زبرد کے جاتی ہو
 کہ صحر سے گرد آڑی سب نے دیکھا کہ زبرد جا دو دریا سے خون میں نہایا ہوا فوج بھی اسکی لڑی بچھی ہوئی برق لامع
 آرا سب پر تھوڑے زور و شور سے آئے پہونچا ملک حیرت کو تھک کر سلام کیا کہ حضور ایک دشمن کو تو آپ کے پکڑ لایا صحر
 نے بڑا کام کیا برق لامع کو گرفتار کر کے لائی حیرت نے کہا کہ زبرد اپنے کو عیادوں سے بچانا کہ حضور میں بہت
 ہوشیار ہوں دیکھیے طبل جنگی بجا کر کیا قیامتیں برپا کرتا ہوں یہاں ملک گلگونہ پٹش آئین برق لامع کے قید خانے کا
 بڑا فتن ہو زبرد نے پاس ملک حیرت کے کہا یہ بجا کہ میں جنگی ہوا سے ملک حیرت نے نام پر زبرد کے طبل جنگی بجا
 ہر کاروں نے یہ خبر ملک صحر کو پہونچائی ملک صحر نے بھی طبل جنگی بجا دیا وروں شکاروں میں تیار رہا ہونے لگین
 چار مہرات گذر کر تارکہ سحر آسمان پر چمکا ملک حیرت سوار ہوئیں زبرد ساتھ ساتھ آمانہ حرب و جنگی مارا دھرت
 شکر صحر بعد کہ در میدان کارزار میں آیا ملک گلگونہ بقرار میں نصیحت کے نفابت کی کرکیت کرکا کہ کبھی سٹے
 زبرد نے مرکب پرند بڑھایا حیرت سے اجازت لیکر میدان کا زار میں آیا بیکار کر آواز دی اس فرقہ خدا پرستان

جسکو تمام ملک کی ہوشیاری نے اپنا طاؤس بڑھایا زبردستی جو گاہ و مجال میں گھل گھل کر پڑی گھل گھل کر
 مجال کا بدکش زائد فریب زلفین عسبرین عارض انور پر لہر رہی ہیں صاف ظاہر ہے کہ ناگہان من کو ڈسنے آئی ہیں
 یاشب و روز آپس میں مل رہے ہیں چپاں دھار پر آنکھوں کی گردش زنگس شملاکو اکھیں دکھاتی تھی سفیدی و سیاہی کی
 نمود صبح و شام کی کیفیت انرا آتی تھی صفت مژگان خونریزی برسیں و لٹو مشاب کرتی ہیں ہجنا ناثر گان کا سمبند ناگزیر
 نا زبان ہر جملہ سراپا بے مثل و سبب نظیر چہرہ ماہ سیر طاؤس جو مچکا کے صوف سے نکلیں زبردستی کی آنکھوں میں آنکھ
 آگیا بگاہ غور جملہ اعضا کو دیکھ رہا ہو کر نازک جسکو شاعر عدم کہتے ہیں آج تو کمر کا ٹھونا ثابت ہوا قتل عاشقان پر
 حسرت کرنا بھی ہوا بروے خمدار کو نیچہ پاسے اصفہانی سے مثال جو حال عارض انور پر حال خال میں اگرچہ تو باعث
 ترقی من و مجال میں یا نیم درخشان آسمان جاہ و جلال ہیں ملک طاؤس بڑھا کر جب سیاہی سے تخت صرخ کے آئین
 صرخ نے پوچھا ہے خوبی دامن میں محبوبی کیا ارادہ ہو عرض کی اس جینا نے بند گان عالی کو بہت صرخ
 ہو چکا ہے میں اسکو قتل کروں ملک برق لامع رہا ہوں تو دل کو خوشی حاصل ہو اگر حیرت آج منا بلے میں آگین
 تو یہ بھی یاد کریں کہ سحر کیا چیز ہو اسکو صدمہ پہونچے تو افراسیاب کو قلع ہو ملک صرخ نے کہا بسم اللہ خدا تمکو نطق
 و سفیر کرے ملک گھل گھل نے طاؤس زرین بال کو ٹھٹھا زبردستی کسی سے پوچھا یہ ہازین کون ہو حقیقت میں کیا
 صن و مجال ہوا آسمان کمال ہونے کا ملک گھل گھل زنگین پرش نام ہر شہنشاہ اسپر عاشق ہیں آرزو سے دل میں کی
 سال قید کیا عمر و نے جا کر اسکو رہا کرنا زبردستی کیا ہوا اگر شہنشاہ کو نہیں مانا اور کسی کو قبول کرنی جب ملک
 میدان میں آئین زبردستی ہوا سانسے آیا کہا ملک عالم آپ کا نام نامی دہم گراہی کیا ہو گھل گھل نے کہا نام ہمارا
 ملک الموت ساحران ہو اویسیا یہ میدان کارزار ہو برق لامع کو قید کر کے بہت پھولا زبردستی چلے سے کہا
 ام ملک عالم خدا نموجے میرا تو ہاتھ آپ پر نہ اٹھیکا چاہتا ہوں عمر بھر خدمتگزاری کروں کوہ زبردستی کا بادشاہ
 ہوں سلطنت بخیر چلے اس مقام کو ملا خطہ فرماے ملک نے کہا تمھاری شہنشاہ گزین لیکے اس جیسا نے اس خیال
 پر کئی سال قید کیا خدا خواجہ عمر و کو سلامت رکھے کہ انھوں نے ہلکوزمان مصیبت سے بچھڑا یا یہ میدان کارزار
 اب سحر کر زبردستی آنکھوں میں آئینہ بھر کے کہا میں کیا کروں دل نہیں مانتا دام زلف خیرین میں چسپا کیا اب
 کشاکش میں یڑا ہوں

زلف پر چشم میں کیا پھنسا ہے	لڑک لڑک کے صفیر بولتا ہے	غیروں سے نظر لڑا رہا ہے
ہر عالم یہ کیا کیا ہے	نیری آنکھوں میں گھر کیا ہے	ہر شوق سے طالع سیاہ ہے

ماجت سہرہ کی تھک کر گیا ہی	یہ بھی یاروں کا ملو مل گیا ہی	تو مجھے اگر سپہ راژ کیا ہی
ایریت بند سے کا بھی خدای	ساقی چن دے گلابیون کو	اودسی اودسی غضب گھٹا ہی
کیسے کی جو ہر صفت سیر محراب	وہ ختم رسل کا نقش پا ہی	ملکہ گلگونہ نے جھلا کر کہا کیا بیوہ

بکتا ہی جو تو نے تھک کر اچھیدا یا ہی اسی دام میں پھنسیکا زبردستے کہا سپہ راژ واپس نہوگا ایسا نہو طبع نازک پر ملا
 سپہ نے یہ لکڑ زبردستے ایک گورجھولی سے لکالا اسکو اپنے خون میں تر کیا خبردار کمر بھینکا ملکہ گلگونہ نے
 تھک گیا تراشی قطر سے خون کے ہتھیلی پر یہ گولے کو اشارہ کیا لو یہ خون حاضر ہو ہمراہیان حیرت کا بھی خون مینا
 گورجھولی پر گرا قطرات خون پیگیا پی کر بلند ہوا لشکر حیرت پر جا کر بھٹا کئی سو ہلاک ہوے جس پر ایک لکڑا بڑا ہوا
 سر بٹ گیا کسی کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا دو ٹکڑے دوڑتے پھرتے ہیں جب حیرت نے جھلا کے
 اشارہ کیا آواز دی از خونخوار کیوں دیوانہ ہوا ہی یہ لشکر شنشاد ہو شرابا کرتب وہ ٹکڑے تھو تھو کر گرے زمین میں
 غرتہ ہو گئے ملکہ گلگونہ نے کہا کیوں اد زبردست اور جدو کر لیا اسے پھر سحر کیا گھیا پیکان کا بھینکا گلگونہ نے کہا
 اویلا لڑان تیر حیرت کے ملازموں کو لینا لشکر حیرت پر تیر چلے جب حیرت نے اشارہ کیا برق چکی تیر لکڑا گرے
 ایسے کئی سحر زبردست کیے حیرت ہی کے لشکر پر آفت آئی حیرت نے اپنے مقام پر کہا آج زبردست کی خیر نہیں
 معلوم ہوتی بیوہ حب پھنسا ہو میان گلگونہ نے مسکرا کر کہا کیوں اد زبردست ہمارے عاشق صادق ہو تھکاری
 کھجولی میں خاک قبر عیشیدی ہوا ایک رتی بھرا سے کھالو سپہ راژ عشق و عاشقی کا ملیگا زبردستے فورا جھولی میں ہا
 ڈالا ڈبیا خاک قبر عیشیدی کی لکالی ایک رتی خاک کھالی کھاتے ہی بیقرار ہوا بے اختیار بلبل کر پکارا اٹھا نظم

گلشن میں لالہ میں ہوں کہ چول میں جا سے داغ	اپنے تو دانتین نہیں کچھ بھی سوا سے داغ
کیا دیکھو نہ دیکھے عشق میں کیا کیا نہ پائے داغ	زخموں پہ چنم جھیلے ہیں داغوں پہ کھا سے داغ
پینا ہو کس کا جائے گلہ وز غمیر نے	کیون تنگ ہو گئی مرے تن پر قبا سے داغ
گرتا ہو سخت ناخن غم غم روح نہراشیان	دل کو پکے چہرے کے چپک کے بجا سے داغ
چھوڑا نہ لالہ زار میں سا تھ آستے غمیر کا	سویا رسی نہ چیر کے میں نے دکھا سے داغ
روز غم میں کچھ عذاب نہ پایا زلسکہ میں	خو کر وہ تھا یہ تاب دپ شعلہ سے داغ
یاروں کے بدے گن کے شب تار کا ڈی	ایام سہر میں مرے کیا کام آئے داغ
حبتا ہوں اہل ناز کی تبدیل جلد سے	مومن غضب ہو آتش لذت توڑا سے داغ

یہ اشارہ بڑھکر زیر جید کا چہرہ سرخ ہوا کما ملک میں تو غلام ہوں ملک سکڑا میں سفیدی و براقی و انٹون کی برق بجلی کہ خرمن
ہوش و حواس کو جلا دیا کما جو حکم ہو بجا لاؤن ملک نے کما اگر ہماری خواہش ہو اور دل میں کاشنا ہو تو دو کام کر حیرت
کاسر لاؤ اور برق لامع کو رہا کر دو ہم بھی تمھاری مدد کو موجود ہیں بہت خوب کما زیر جید ہنسنا سب حیران ہیں کہ
زیر جید کما ان آتا ہو ملک حیرت نے کما بھی کہ گلگونہ کے سحر میں مبتلا ہوا اب اسکر لشکرین نہ آنے دو اسی کے جادوگر
خیمہ ملک برق لامع پر نگہاں تھے زیر جید نے پکار کر آواز دی اور افسر جادو برق لامع کی خطامعات ہوئی زبان سے
سوزن نکال سے افسر جادو نے بڑھکر برق لامع کی زبان سے سوزن کو نکالا حیرت نے تخت پر بیٹھے بیٹھے آواز دی
لو برق لائی رہا ہوئی اب تڑپ لگی صاحبو ہوشیار ہو جاؤ کسی نے حیرت کی بات کا جواب نہ دیا برق لامع کی زبان سے
جو سوزن نکلی اپنے مقام پر تڑپ قید ٹوٹ کے گری اب جو بلند ہوئی آڑی ترچھی گری پہلے افسر ہی کے دو ٹکڑے کے
افسر کا مرنانگہاں بھاگنے لگے ایک طرف تو برق لامع تڑپ رہی ہوا ایک طرف بڑھکر گلگونہ نے سحر کیا لشکر حیرت
پناگ بیٹے لگی ملک مہر خ نے بھی لشکر کو شادہ کر دیا رعد برق نے اگلا پنا سحر کیا بہار کا گلہ ست چلا مہر خ کا گویا چل
باغبان نے گیند پھولوں کا مارا ہزاروں دیوانے ہوئے سرخ موسے کا کل کشا نے کا گل کھول پریشانی سے
چہرہ دکھایا ہلال سحر فلک چکی انگشت نما ہونے لگی ہر طرف ہلکا گیر دار بلند ہر زیر جید حیرت کو تاکے ہوئے جاتا
ہو چاہتا ہر حیرت کاسر لاؤن معشوق کی خوشی کروں حیرت بھٹا تڑپنے لگی بہار کے سحر کو متایا باغبان کے سحر نے
آگ لگا دی ملک مہر خ سے سحر چلنے لگا حیرت نے گویا جو بھینکا طرف مہر خ کے چلا تخت پر گرا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا
حیرت نے چاہا بڑھکر مہر خ کو گرفتار کروں پشت پر سے زیر جید نے آکر ہاتھ مارا حیرت کاسر زخمی ہوا حیرت نے
پشکر زلفین غنبرین کو کہو لا اب چرخ مارا یا سامری کسکڑی زلفین غنبرین سے چند شعلہ ہاے آتش لگے زیر جید پر
گرے مثل ہینرم خشک جلنے لگا اب حیرت جدھر جاتی ہو آفت کا سامنا برق لامع تڑپ کر گری کہ سرکات کے
نکل جاؤں حیرت نے دستک دی برق لامع دوسرے غول پر جا کر گری کئی سو کے سر آڑا دیے حیرت سب کے
سحر روک رہی ہو مگر دیوانہ وار خوشی مثال سر سے خون جاری عالم بھیراری گلگونہ کے سحر نے بہت تنگ کیا ہو
مصور و صورت لگا رہا گنگے تمام سر ارا لاماں الا مان کرتے پھرتے ہیں کئی سر سرداران نامی گلگونہ کے
سحر سے مارے گئے حیرت ہر نہ ملک گلگونہ پر جاتی ہو جب گلگونہ سحر کرتی ہو حیرت ہٹ جاتی ہو گلگونہ کے سحر سے
آگ برس رہی ہو حیرت کی جان پر نبی ہو قصا سے کا حیرت تو اس سخت میں مبتلا ہوا فراسیاب جادو باغ
سایب میں بیٹھا ہوا قیاس سے ہو رہا ہو خیرین جلیسین حاضرین و ماخ ترسینان جان پہلوین گائین

اگر ہی ہن ایک نازین شمع رنگ موم بار چنگ تڑپ تڑپ کر سائے افراسیاب کے یا شمار ماخوذ گاہن ہر شمار

اس سر پہن اس چشم جادو فن میں ہم نہ جان تھے یہ نہ چھوڑا نسل حمار پھولے جاسے میں سماتے ہی نہیں اور شبنم دن کو ٹھہرے کیا مجال کر دیا اس جلوے نے مجنون سپر دل میں نامح آئے کیا اپنا خیال جوش و خروش نے اٹھایا لاش کو تو وہ مومن نہ پیمان است	خاک ذالین دیدہ دشمن میں ہم خود اٹھ کر گئے دامن میں ہم دھسل شوخ چست پیرا ہن میں ہم روئے ہن اور روش گلشن میں ہم خاک اژادین وادی امین میں ہم جائے کب یار کے مسکن میں ہم اپنے پاؤں سے گئے رن میں ہم ہن مسلم عاشق کے فن میں ہم
---	--

افراسیاب ان اشعار بیدار کو شکر مجید رہا ہو کہ یہی آواز دیتا ہوا نازین شوخ و شنگ کس لطف سے ہر اشعار
میں باغ سبب نہایت وسیع قطعہ در پر بہار ہوا شہر میثرا ایک نخل سوسن جسکو صد زبان بھی کہتے ہن عین نشے میں
افراسیاب کی آنکھ اس پر بھی پڑ گئی رکھیا پسول کھلے ہوئے غنچے دہن ہاے بستہ شاخیں ہر پیرا کر دانا گنتی میں کراہے
حقیقی اس باغ میں ہمیشہ بہار رہے خزان کی صورت نہ دیکھیں افراسیاب نے جو بگاہ غور اس نخل کو دیکھا عیش و
عشرت کا تار بندھا ہوا ہو کیا ایک بیج نخل شوق ہوئی ایک طائر سفید رنگ ترپتا ہوا زمین سے نکلا شاخ پر بیٹھا افراسیاب
سے آنکھ ملائی آواز دی او عیش پسند ذرا بنور سن کہان تک عیش و عشرت میں مصروف رہیگا ایک دن جفا سے
گردون سہیگا اصل کیفیت ہر نظم

مرچے حب پر کہ مرنا تھا ہمیں	اگر چلے جو کچھ کہ کرنا تھا ہمیں	اشک ریزی بے سبب اپنی بھی
مسک کا پیمانہ بھرنا تھا ہمیں	بر سر گریختے تو کھاتے ان قسم	راستی سے کیا کرنا تھا ہمیں

اگر شہنشاہ زمانہ انقلاب ہو دل کو نہایت ہیچ و تاب ہو خبر بھیجے کہ معشوق پر بچہ پر کیا گذری دشمنوں نے
اس پروردہ صد ناز و نعم کو گھیر لیا عیش و عشرت نے اس سے شوخ پیرا بہار اپنے سحر کے بھول برساتی ہو خزان میں
رنگ بہار دکھائی ہو باغبان قدرت صاحب شوکت و لیاقت اُسے زمین ہلادی برق لامع شد ہوا تب
اُنکی ہزاروں کو پا مال کر دیا بھانجہ اسکا رعد جادو جب گرجا کیسا کلجی بچت گیا کوئی بیہوش ہوا سرخ موئے گلشن
کے سحر کی ناگہان دن کہ عاشقوں کو دوستی ہن ہلال کی رمائی انگشت نمائی کسکی زبان میں طاقت ہر کہ یہ قسم

بیان کرے آن جو رو کو بچاؤ یہ کھڑا کرنے ایک چنچ ماری منہ سے شعلہ آتش نکلا اپنی آگ میں آپ جگر بگیا
 افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا کہا اسے گانا موقوف کرو طاہر علی نے ہوش اُڑا دیا کیسے انجن کے فقرے سنا دیے
 جلدی بین افراسیاب نے انگشت حشید کو اچھا لیا کیا کیا چیزیں اس بیا کو ممکن ہیں جیسے انگشت کو اچھا لایا ایک
 شعلہ آتش بھڑکا آواز آئی اے افراسیاب آن حیرت پر آفت برپا ہو گلا گونہ کے سحر نے ناک جمایا ہر باغ بخت
 بنایا ہر عمرو یا فکر میں ہو کہ ذرا غافل ہو پکڑوں سب سے زیادہ بی مہار فکر میں ہیں لیکن حیرت وہ چالاک
 حیرت ہر کسب کا سر بھی باطن سب کو جواب دے رہی ہو لیکن سز نمی ہو چکا خود سری نہ رہی سراسر آمادہ مرگ و
 سیاسے قضا کھڑی لڑ رہی ہو حسب صبح کو شمع سحری لہراتی ہر صورت رخصت دکھائی ہو چہرہ زرد لب پرآہ سرخ
 ہونہ و عارض انور پُر گرد یہ کلمات حسرت آیات شکر افراسیاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا آج سب لو تھی غلاموں کو
 مار ڈالو لگا ایک وسیع ات کو زندہ نہ چھوڑو لگا دشمنوں کے قتل سے منہ نہ موڑو لگا کینزوں نے جو افراسیاب کو
 غصے میں دیکھا دامن سے لپٹ لیں کہا اے شہنشاہ تو سا حریکتا ہو طلسم ہوش رہا ہوا کیا نہو کوئی آفت برپا
 ہو جائے افراسیاب نے سچو کا ایشل بید کا پ رہا ہوا اسی غصے میں آواز دی اے پیرا ہن نہ قبا جلد حاضر ہو
 نہ دست گرنا ہو گا کسی کو یہ کلی نہو دامن و گریبان کا خیال رہے پردہ پوشی ضرور ہو اگر حکم کے خلاف ہو عقل
 کا تصور ہر کینزین حیران کہ یہ نیا آج شہنشاہ نے نام لیا دیکھا ایک جھوٹکا ہوا کا پلا ایک سوا ایک کلی کا جامہ
 آکر قائم ہوا افراسیاب نے کہا اے پیرا ہن نہ قبا تم پر سار سامری و حشید ہو برائے ساحران منجور جامہ بید
 اپنے کو ظاہر نہ کرنا گلا گونہ کو گرفتار کر کے کوہ پردہ پوش پر لیجاؤ کسی پر حال ظاہر نہو نہ عیار اپنے کو وہاں
 پہنچاؤ نیلے اب میں تدبیر مٹانے کی مسلمانوں کے کرنا ہوں افراسیاب نے جو یہ غصہ کہا اُس پیرا ہن کو خیرین
 ہڑتا ہوا غائب ہو گیا بیان جنگ ہو رہی ہو حیرت روتے روتے تھکی طرف باغ سیب کے دیکھ رہی ہو سر سے
 خون بہا ہو گلا گونہ لڑتی ہوئی سامنے پہنچی سب طرف سے ساحرون نے عریکے حیرت نے نیچو بھینک کر کہا
 کہ بلند ہوں کہ صدائے صیب آئی کہ اے حیرت نہ گھبرا نا منم ملک پیرا ہن نہ قبا ہند، پوش طلسم ہوش با حیرت نے
 سر اٹھا کر دیکھا ایک لباس سامنے معلوم ہوتا ہو اور کچھ ثبوت منہ میں ہونا مہر خ نے جو یہ آواز سنی گلا گونہ
 بچپا دیکھا ایک قفس خود بخود سامنے آکر قائم ہوا آواز آئی اے گلا گونہ اب تمہارا یہی مقام ہو چند سے کوہ پردہ پوش
 کی سیر کرو اب نہ دیر کرو دیکھا سب نے نیچو سنہری نیچے اگر جسم سے گلا گونہ کے لپٹ گئے زبان میں سفدن کو دیا
 اسی قفس میں گلا گونہ کو بند کیا مر جان الماس پوش چلایا اسے غضب ہوا میری دختر کو گرفتار کر لیا ایک چشمہ میں

باس نفس غالب ہو گیا اور ایک آواز آئی اور مسلمانانِ تنہا ہی بی ادبی کی انتہا ہوئی جاوا اپنے مقام پر نہ
 سب بتائے بلا ہو گے مہار اسی ساحر نے اسبابِ سحر ہاتھ سے پھینک دیادہوانہ وار حرکات اندکانے لگے
 دیکھ کر گاہی باغبان نے مہار کو اٹھایا یاغبان کی بھی آنکھیں بند نہ رہا تھا کہ گلچین نے ہاتھ پکڑ لیا
 حیرت کے سرکار زخم غالب ہو گیا ہر سر موہرین موسے جو خون ٹپک رہا تھا وہ سب نابود ہوا سردارانِ اسلام
 اسبابِ سحر پھینک کر بھاگ گئے لگے ملکہ مہر بھی بچے نہیں برق لامع و رعد و برق نے سر طردن کو
 سنبھالا جسکو عالم غشی میں دیکھا ہوا دار پر سوار کر لیا مہر نے پکار کر آواز دی صاحبو گل چلو تیل باز گشت پر چوب
 پرتی حیرت کو مصور وغیرہ نے بیچ میں لیا تخت پر سوار کیا یہ تو سب خوشی خوشی پٹے ملکہ مہر مہر چشم نے سب
 سرداروں کو عالم غشی میں اٹھا لیا کسی کے سر پر زخم کس کا شانہ نشانہ کسی کو یہ مہانا کہ سحر نے رغادی بارو یہ کیا ہو
 تھا اس حال پر ملال میں سب سردارانِ اسلام ملکہ اپنی اپنی بارگاہ میں آئے گلگونہ کے مان باپ کا عجیب حال اپنی
 کے واسطے قلعہ پر هجوم غم و ملال ملکہ مہر سے عرض کی کہ او ملکہ عالم ہماری دختر کا مانا شور ہو کہ پروہ پوس
 کا کہیں نام نہ سنا تھا نہیں معلوم کہ پیراہن نہ قبا کون شخص ہو کہ جسکی آواز سے سب بیہوش ہوئے تر جھوٹے لگے بہت
 مناسب ہوا کہ آپ نے تیل باز گشت بکھو دیا ورنہ حیرت ایک کو زندہ نہ چھوڑتی خواجہ عمر و برق و چالاک
 جالسوز و ضرغام و قران مغل میں موجود ہیں انہیں مشاورت مستعد ہر صلاحین ہو رہی ہیں مہار و محمود نے کہا
 ہم نہیں جانتے کہ پیراہن نہ قبا کا کسان مقام ہو کہ پروہ پوش کسے کہتے ہیں کمان تلاش کرنے جائیں کیونکہ
 وہاں تک پہنچیں دو پہر رات آچکی تھی لیکن یہی چرچا ہو کہ کیا تدبیر کریں کہ زمین شق ہوئی سب نے دیکھا برہمن
 زمین سے سر نکالا سب سر نہار برابرے تعظیم اٹھے برہمن آکر دھل پر بیٹھا کہ او ملکہ عالم ہم تھمبشیدی میں تھے جو
 تم پر گنہگار ہنگامہ غور دیکھ رہے تھے اتفاق سے ملکہ بران نے فرمایا کہ والد نامہ رات و اقامت میں دیکھیے کہ حال ہنگامہ
 آئینہ ہویم اور کوکب و بران رات و اقامت میں دیکھ رہے تھے کہ آپ سب صاحبون نے وہ حرکت کی حیرت اپنی جان
 اب نہ رہی پیراہن نہ قبا کا آنا دیکھا پٹنے کو بھی اُسکے خیال کیا انداز نے بڑی خبر کی کہ افراسیاب نے بھی کہا تھا کہ
 گلگونہ کو زندہ کرنا اگر یہ حکم ہوتا کہ جا کر سحر کر داور وہ ملعونہ سحر کر دیتی تو کوئی سردار زندہ نہ بچتا اور شمشاد مع عیسیٰ
 آپ بائیں جانب روانہ ہو جیے مقامات ویرانی ملیں گے بیچ میں کئی قلعے ہیں ساحرون میں مہار و باغبان و محمود
 آپ کے ساتھ ہوں ہم بھی جا کر فکریں مصروف ہوتے ہیں جس مقام پر موقع پائیں گے ہم یا کوکب یا بران بھی سب
 مرد و آئینے اب آپ دیر نہ کریں خواجہ نے کہا اور برہمن میرا جانا تو ہاں ممکن ہے بقول شاعر مصرع پر اگندہ زوری پر اگندہ

اگر قرضدار نے گھیر لیا میری آبرو میں فرق آگیا مر جان الماس پوش و الماس یا قوت چشم نے دین و دین ہزار
روپیہ لگا کر پیش کیے کہا استاد یہ تو حاضر و خواجہ نے چادر بچھا دیا کہا سب صاحب موافق اپنی اپنی لیاقت کے
کرین روپیہ اشرفی زیور سر داروں نے پھینکا شروع کیا پہنچ خیل جمع ہوا خواجہ نے وہ روپیہ اٹھا کر نذر زبیل کیا اور
پکار کر آواز دی اے منتظران زبیل جو یہ حقیر پہنچا ہے اسکو نود و در بھی ترسیر ہوگی یہ کہ زبیل کو بد کیا باغبان و
مہار و مخمور سے برہمن نے کہا آپ خود رازدار عظم ہیں آخر سیلاب نے بڑا جاہ و جلال دکھایا ایک ساحلو بلایا یہ
شبہ دکھایا آپ لوگ طرف مشرق کے جاہن میں خواجہ کو ساتھ لیکر آتا ہوں برق و چالاک سے کہا آپ لوگ ہمیشہ
خواجہ سے دعویٰ ہمیشی رکھتے ہیں کہ پردہ پوش کو دریافت کر کے تشریف لاسیے اور میرے ساتھ جانا مناسب
نہیں ہر برق و چالاک نے کہا ہاں کسی کی احتیاج نہیں خدا چاہیگا تو پہونچنے کے اول باغبان و مہار و مخمور روانہ ہو گئے
اسکے بعد برق و چالاک چلے برہمن نے خواجہ کو تخت پر سوار کیا آپ پہلے میں بیٹھا تخت اڑاتا ہوا چلا خواجہ کو لیکر ایک
صحرا میں آیا تخت اٹاتا خواجہ نے دیکھا ایک پردہ اس صحرا میں کھنچا ہوا برہمن نے کہا خواجہ یہ دہشتہ کوہ پردہ پوش
ہر میں سحر کرتا ہوں پردہ ہنگامہ سے بہت ساحر غل بچا ہے کہ آنے والے اس طرف نہ آواز نہ جان جائیگی آپ
اسطور سے داخل ہو جیے کہ اپنے کو ساحروں سے بچائیے جہاں محل ہو گا میں بھی حاضر ہو گا خواجہ کمر باندھ کر کھڑے
ہوئے نیمچہ ہاتھ میں ایک کاندھے پر گلیں جاری ایک کاندھے پر جال ایسا ہی لمحے کند آصفاء با صفا کے بازو
پر پٹے ہوئے برہمن نے ایک نخل کی آڑ پر کے سحر کیا بھوکا ہوا اسے تند کا چلا پردہ اٹھا خواجہ نے دیکھا کئی ہزار
جادوگر تیرے اور تلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑے ہیں جیسے ہی پردہ اٹھا ان جادو گردوں نے آواز دی اے برہمن
ہے پیمانہ تیرے سحرے پردہ اٹھا عمر و عیا کو لیکر آسکے ہو خبر دا ما سطر نہ آنا کبھی کوئی شخص اس پردے میں نہیں آتا
کہ پردہ پوش کا نہیں ہر کیوں دھوکا کھاتے ہو عمر و نے جو یہ غفلت سنا باتوار دہتا کہ بہت کر کے جاؤں لیکن لگا
پردہ گر پڑا برہمن نے کہا خواجہ غضب کیا میں دوم نہ اور سحر کرتا ہوں اگر تیری مرتبہ بھی آپ نہ گئے میں تو کیا ہوں
اگر تمام عالم اگر سحر کر لیا تو پردہ نہ اٹھیکا خواجہ نے کہا میں اپنی مرتبہ ضرور جاؤں گا برہمن نے پھر سحر کیا پردہ اٹھا
نے آمادہ مرگ و میا سے تھا ہر کہ بہت کی پردے کے آ پار پہونچے تمام ساحر تیر و تنگ لیکر دوڑے عمر و نے
گرتے گرتے کسی پر حجاب مارا کسی پر حلقہ کندار سے تختہ آشپاری داغ و داغ دیا و چار چار و گر بٹے کسی کو خبر مارا کسی کو تلوار مارا
جب دین پانچ جادوگر گرے ہنگامہ گیر دار ملتہ ہوا، شاکا اندھیرا ہو گیا اس اندھیرے میں خواجہ ایک جانب بھاگا
عظیم سیاری کا لٹھ لیا لبتا لبتا کی صدا آئی تو خواجہ ایک دھڑکے میں جا کر چپے زبان سے دیکھ رہا تھا کہ صدمہ جادو

چار جانب دورے دورے پھر رہے ہیں اگر کسی مسافر کو جاتے ہوئے دیکھا عمر و جانا ہو عمر و جانا ہو کھڑا کیا اکثر
 مسافر گنوار اسی نام پر مارے گئے جب قتل کر چکے دیکھا صورت منین بدنی اسپین چہ سچے ہوتے ہیں کہ عمر و جانا نہ تھا
 مفت میں مسافر مارا گیا شام تک جنگل میں ہی ہنگامہ رہا شام کو وہ جادوگر عمر اسے سلیم ہوتا ہو کہ اپنے اپنے مقام پر
 چلے گئے جب خواجہ نے دیکھا کہ جنگل میں باطل سناٹا ہوا تا بان فلک پر برآمد ہوا خواجہ ایک ضیفہ کی شکل بن کر کھڑے
 لٹیا ہاتھ میں کرین خم تمام جسم پر چھریان بڑی ہوئیں وہ چھریان سطور صفوہ مکاری بن خم کمر خم لان کہ ہمیشہ تیر تیر
 پورا بیٹھا ہوا نشانہ نہیں چوکن صحر اطر کرتے ہوئے جاتے ہیں چار جانب شانا ایک نخل کے سائے میں خواجہ اگر میٹھے
 جیسے راہ گئے تھک کر بیٹھا ہوا دکر رہے ہیں برہمن نے جسے کہا کتا تھا خیال میں گندما کہ یہ بھی کہا تھا اول اپنے کو
 قلعہ خوشکھان پر پہونچا تا نہیں معلوم کہ وہ قلعہ کہاں ہو کہ دیکھا عمر و نے سائے سے ایک جادوگر دوڑا ہوا آتا ہو جب
 قریب آیا کہا کیوں بڑی بی عمر و عیار تو اس طرف نہیں گندما ملکہ عالم نے پتہ دیا ہو کہ عمر اسے کستخیز بن چھوڑا
 ہو چھوڑا دھونڈتے ہوئے عرصہ گزرا کہیں پتہ نہیں ملتا عمر و نے کہا میاں دست دشمن کرو میں نہیں پہچانتی لیکن ایک شخص
 اڑ بلا پلا تا گیا ایک گنوار کے رخصتے اڑے اٹھ بھاٹھا اس ساحر نے کہا یہی عمر و کا پتہ ہو بڑی طبع اسکو دانگیر ہو گیا
 گنوار اسکو بکر کر لیکے عمر و کے لہاٹا ہوا تو وہ دبلا پلا تھا لیکن بڑے بڑے قد کے گنوار جس پر اسے ہاتھ پلا دیا
 وہ بیوش ہو کے گرا پھر اسے خیر مارا دھو تیان سب کی اتار لین گئے لاشے کنوئیں میں ڈال دیے اور بھاگا ہوا گیا ہو
 وہ جادوگر اسی جانب دوڑا رات بھی کسی قدر آچکی ہو وہ جادوگر دوئیں کوں گیا کہیں پتہ نہ پایا دیکھا آسمان سے ایک
 پتہ اڑا ہوا آتا ہو وہ پتہ گودین اس جادوگر کی اگر گرا اسپر طر سے پیرا ہن کے لکھا تھا ای اقلیم اس وقت بذریعہ علم نجوم جو
 بین نے دیکھا صاف ثابت ہوا کہ جس بڑھیا سے نو نے پوچھا تھا وہی عمر و عیار تھا جاکر اسکو بکر کے اقلیم میں مضمون کو بکر
 دروازہ پھر جا کر اسی سے دریافت کروں یوں کروں گا کہین کہ ہر گز اس کے کروں اس نخل کے پاس آیا بڑھیا کو وہاں
 نہ پایا سوچا کہ اور کسی طرف چلا گیا اس حیرانی میں کھڑا تھا کہ دیکھا ایک آہو سے صحرائی جست و خیز کرتا ہوا آتا ہو لیکن
 آہو پستاق میں دو دھ بھا ہوا آدمی کو دیکھا جست و خیز کرنے لگی اقلیم نے پچھے لگاس کے توڑ کر ہاتھ میں لیے عم کا
 معلوم ہوا کہ مادہ آہو یا لوہی شستی ہوئی سائے اقلیم کے آئی اقلیم نے گلے پر ہاتھ ڈالا مادہ آہو گری نر پنے لگی اقلیم نے
 کمر سے چاقو نکالا منظور ہوا زنگ کروں سینے پر گھٹا رکھا سینہ جو باد و دھ کی دھار بلند ہوئی مٹھو پر اقلیم کے دودھ کی
 دھار بڑی لڑکھ لڑکے گرا شکم پر بادو ہو کے گھٹا بان لگی تھیں گھٹیاں کھول کر خواجہ پوست آہو سے لکے نوہ کے
 خیر مارا جادوگر را از خیر ہو گیا خواجہ عمر و نے کپڑے اتار لیے کر تول رہے ہیں انکو ٹھیان چھلے اتار رہے ہیں اس وقت میں

آسمان سے گزرا ہٹ کی آواز نائی صدایہ تھی کہ اوساربان زاد سے غضب کیا میرے جوان بھائی کو مارا اب میرے
ہاتھ سے کیونکر بچے گا عمر و نے چلبہ بست کر کے بھاگوں اُسے سحر کیا آواز دی منم سلیم اختر شمار یہ لکڑی میں پرآ ہوا جب
گو گرفتار کیا کما او ظالم تو نے جوان بھائی کو مارا سب تیرے خون کے پیات ہیں خواجہ منت کرے لگے کہ بھائی کیا کن
میں نے ہزاروں جا دو گمار سے لیکن تم ایسا ہوشیار ساحر زبردست لگا دے نہ گذرا تھا سلیم نے کچھ جواب نہ دیا لاکھ
عمر و نے منتیں کیں سلیم نے کچھ خیال نہ کیا جہین کہتے ہیں کہ خواجہ ابتدا لی صحرا میں گرفتار ہو سکے سلیم نے چہ کر میں
خواجہ کی دیا ایک چلا آٹا ہوا جاتا ہو فروش ماہ تابان نے فرش چاند فی بچایا، کر ذرہ ہا سے ریگ بیابان شاد
آسمان سے ہم سہری کر رہے ہیں اکثر طائرون کو صبح کا دھوکا ہوتا ہی آشیانوں سے چمک اُٹھتے ہیں بیت رنگ
لائی تھی چاندنی کی بہار و ناغ پر تھا گان یوتیار چہ تنہا سے کار مالک قلعہ خو نشان ملکہ آتش نشان جانا
بالائے قلعہ قرش معقول بچپائے میٹھی لہری خیمیں جلیسین مجمع میں اسباب عیش و نشاط موجود شراب و کباب کا چرچہ
ہوا ہر ایک میں شوق و طرار موسوم بہ گلزار تانین ار رہی ہو یہ غزل پھر سنو گلاز گادی ہر غزل

شکل موسیٰ چاند سی صورت دکھانی چاہیے
عیش و عشرت سے بھر ہو زندگانی چاہیے
اُس گل تر کی قبا بھی زعفرانی چاہیے
ساقیا تمہیکو شراب ارخوانی چاہیے
اپنے عاشق سے نہ تمہیکو نگالی چاہیے
غیر پر ظاہر نہوراز نسائی چاہیے
یاد میں دندان سکے اب گو ہر نشان چاہیے
پیشہ حیوان کا تمہیکو مٹیا پانی چاہیے
تمہیکو تو ایلا در و پوشاک دھانی چاہیے
نور پر اب کیا تمہیے تیغ آزمائی چاہیے

مہربان اتنی تمھاری مہربانی چاہیے
ساقیا جام شراب ارخوانی چاہیے
صفت سے گیند سے کی صورت میری رکت زردی
فصل گل آئی مگر مینا سے دل خالی رہا
کہتے سننے پر رقیبوں کے گل لازم نہیں
اور دل بیتاب بیل کی طرح ہلے نہ کر
اشک خونی رویا ہوں برسوں مہل ب کے دھیان
شریت قند لب شیرین کا بس پیاسا ہوں میں
زہر لھانے کوئی عاشق کوئی اپنا خون کرے
ای منم وہ کشتہ ابروی عالم ہو گواہ

آتش افشان جا دوست ہمیں ہو سر جوت آسمان کے اُٹھایا دکھیا کہ ایک جا دو گر کسی کو پہرے میں دبا سے ہو
یے جانا کی کتروں نے پہچان کر لیا کہ سلیم اختر شمار ملازم ملک پیر اکھنڈ نہ قیا کسی کو لیے جانا، ملکہ آتش نشان
آواز دی ای سلیم الگ الگ کمان جاتے ہو سلیم نے پٹک جواب دیا حضور یہ تمہارے کا وقت نہیں ہو اس وقت کو نہ دیکھ

علا کار ضروری ہو آتش نشان، کونا گوار ہوا کہ ایک خذنگار کو ہم جو پکا رستے ہیں وہ نہیں آتا پھر پکا راستے پھر جواب
سخت و یا جب تو آتش نشان نے ترنج اڑا کر مار دیا سینے پر سلیم کے پڑا تو کرشت کو پار گزرا خواجہ پنجے سے
چھوٹے زمین پر گرتے گرتے آواز دی ع ہیشہ دبیر سبحان مبارک باشند آتش نشان نے کہا اتر شخص تو کون ہے
عمر و نے کہا گویا آپ کا بھوپک میان سلیم نے گانا سنا چا رانے دینے لگے بن نے کہا حضور مجھ سے کی رقم دیکھ
پانچ روپے بکھڑے ہیں وہ ایسے خفا ہوئے کہ کھجکھکل میں لیا کھنکھ کر دنگا آپ کو سامری و جیشہ سلامت رکھیں
کہ آپ نے بچا لیا جو دیکھ لالے لو لگا دو چار اشارے سنئے سازندون کو حکم ہو ساز و دست کرین پھر گانا سنئے کیفیت
حاصل ہو ملک نے کہا سلیم نے بڑی بدعت پر کمر باندھی تھی بچا رے گویے کو قتل کرنے لیے جاتا تھا مردود
ظالم تھا لاشہ اسکا باہر پھینک دو ساز تیار ہوئے عمر و نے سامنے میخک آتش نشان سے آگھ ملائی یہ تھا
ماشقاند اپنے رنگ میں گانے لگے نظر

آیا ہر خیال برونالی	کیون جی وہی گفتگو پیرانی	اورت نہ سنیگا کوئی میری
کیا تیرے ہی ہو گئی حسدائی	محسوس ہوئی گنہ نشانی	کام آئی مری برہنہ پائی
چاہا لیکن نہ بچ سکے ہم	حسنہ ترخ لگاہ کھائی	توڑا کانٹوں نے آبلون کو
برباد ہوئی مری کھائی	بوسہ ہم آج مانگتے ہیں	کرتے ہیں فرست اذنائی
تو پشکنی شباب میں کر	کب تک اوجان پار سائی	کانادون تو تڑپ تڑپ کر
افت کی راست سر پہ آئی	ارخصت اترتے جلد دیکھو	کر لو گھر ہو سکے کھلائی

عمر و کا کوا حقیقت میں پھر آتش نشان جاو و کھڑی ہوئی کنا کیا کنا حقیقت میں تھا شامل نہیں ہر عمر و نے کہا
حضور آپ نے ابھی کیا کنا ملک نے کہا اس سے زیادہ بھی کوئی کمال ہر عمر و نے کہا حضور سا قیگری بھی خوب کن ہوں
میرے شراب پلاؤن پائون سے تا چون منھو سے گاؤن ہاتھو سے بناؤن تب آپ کو میرا کمال ظاہر ہوا آتش نشان
نے کہا آستاد یہ تو بہت مشکل ہر عمر و نے کہا ہاتھو گلن کو آرسی کی ہاتھو کلیر سنھانے کی غایت ہو آتش نشان
نے کھنی اندر بند سے کھو لکر دیدی خواجہ منھانے میں آسے پتلون میں بیوٹی حنائی پکار کر آواز دی یار و ہم ساتی ہیں کوئی باقی
شراب بھی جو جھدر چاہو پو پئے گلابیان ترابے اٹھو اٹھ کر باہر جا۔ نا لگے سارے قلعے میں ہلڑی کہ آج ایک گویا
ایا ہوں ساخیر کی کر لگا کوئی باقی نہ رہیگا سب کو شراب تقسیم ہو رہی ہے جو نہ پئے ستھے وہ بھی دوڑ پڑے خواجہ نے
حکم دیا دوکانداروں کو بھی پلاؤ سب کو شراب تقسیم ہوئی حلیہ و سب نما ڈیڑھ تر گلابیان کرا سنہ کر کے خواجہ مغل میں لائے

جیسے شراب کو اس سلیقے سے دیکھا نہ تھے سے رال ٹپک پڑی کہا صاحب کو کس سلیقے سے شراب لایا جو نہ پیتا ہوا اسکا بھی پینے کو
 ہی چاہتے تھے عمر و نے گنگہ پانیوں میں باندھے جام سر پر رکھا غزل فہمون شراب کی پڑھتے ہوئے کسی جام کو سر سے اچھال
 پھر سر ہی پر دو کا رب تو یغین کر رہے ہیں سر سائے آتش افشان کے جھکایا کہا ایسے مالک کو سر سے شراب پلانا
 چاہیے آتش افشان نے دونوں ہاتھ بڑھائے جام لیکر پیاب تو عمر و نے دورا بانہ صا شراب پینے لگی جام پانیوں
 چل رہا ہی تمام مغل میں تو یغین ہو رہی ہیں قلعے میں جوتی پزار چلنے لگی بازار میں ہنگامہ ہو دوکاندار دوڑتے پھرتے میں
 بعض ننھے بھل گرتے میں ہر گلی کوچے میں جادو گردن کے انبار میں مکان میں شراب پی ہوا کھانے کو کٹھے پر چڑھے
 بیہوش نے جوتا نیر کی کوسٹھے پر سے کود پڑے عورتوں نے درے کے گود سے پھینک دیا کہتی ہیں ہلو کوئی آسمان پر
 ایسے جانا رہا اب بچہ نکال چاہتا ہی گلیوں میں اتر ہوا آج شراب سے براغزا دکھایا بعض کو لگانے کا شوق ہو جب تک اچھلتے نہ
 نہ گامین راستہ نہ کئے یاد آیا کہ بی لذت بخش نے کیا عمدہ غزل گائی تھی اسکے چند شریادہ ہیں یہ لکھ لگانے کے سم پر
 پانیوں پر تباہی گھڑی کا مقام جو آیا گل ہلا دیا تان جو ماری آڑے ہو گئے دیکھ کر اگر گز زمین پر پڑے ہیں لیکن داغ خوش طبعی
 پڑے پڑے کہ رہے ہیں کہ ہم آسمان پر جائیں گے تارے تو ذکر لائیں دست احباب کو دکھائیں آج کی شراب نے بڑھیا
 دیا جہاں کو یہ رنگ ہو صحبت میں جو خواجہ نے رب کو شراب پلائی خواجہ کھڑے ہو کر غزل عاشقانہ گارے ہیں آتش افشان
 سے آنکھ ملا کر فرماتے ہیں کیوں ملک عالم نشہ شراب کا ہوا آتش افشان کہتی ہو استاد کیا کہیں نشہ شراب بڑی عمدہ چیز
 ہو اسکا نہ پینے والا بد تمیز ہی کثیرین عمر و کو ناک رہی ہیں کہتی ہیں استاد تنہ بڑا کمال کیا ایک آدمی اور استاد کمال
 وہ جادو گر بڑا منصف تھارت بھر گویا او پھرتل کرنے کو لپیلا تھا آخر کتنے کی موت مانا گیا اب بھی سانسے چلا آتا ہو اسکا
 نکال دین یہ کہتی ہوئی اُنھیں کہ اوجاد و گرسٹ جا استاد سے نہ بولنا ہم لوگ گانا سن رہے ہیں دیکھتا ہی خوشی میں
 سر و من رہے ہیں کثیرین اُنھے اُنھے کر گز نے لگین آتش افشان نے لکھا آج میری کثیرین کو کیا ہو گیا آخر کس بات پر
 گرتی ہیں آتش افشان کے پاس مصاحبین جو بھی ہیں ایک نے دوسری سے کہا لو برا غضب ہو اُنھیں سانپ کاٹنے کا
 آیا ہی جیسے کی حبار کا سر چکس پڑا تھا دیکھنے والی نے سمجھا سانپ سر پر بٹھا ہی جسکے سر پر بتایا تھا کہ سانپ بیٹھا ہی
 جوتی لیکر اٹھی اسکے سر پر جوتی مادی اُسے کہا واہ لو اس پر ہاسے جوتیاں مارتی ہو دونوں میں دانٹا کھل رہا
 زکفر اگر گرین بیہوش ہو میں ایک صاحب پڑے پانچون کا پانچا نہ پہنے بیٹھی تھیں آگے ڈھیر لگا تھا ایک نے بنگاہ
 خود دیکھا کہا بوا برا غضب ہوا تمھاری گود میں کتیا نے بچے دیے ہیں وہ نشے کے جوش میں بولی کہ کتیا طر فزدی
 نے گھر مقرر کیا دوسری نے کہا بوا نہ گھر ازمین اسے لیتی ہوں اُنھے کر ایک لات ماری اسکے پیرو پر لات پڑی بعض

بیٹھ کر دوسرے کو بل دے رہے ہیں تھے کہوش بیہوشی میں اپنی رعنائی کا ہوش ایک نے کہا بھائی تمناؤ
 مونچھ پر کو اٹھایا ہر دوسرے نے کہا نہ گوارا میں پکڑ سکتا ہوں یہ کہہ کر ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کے تھینکا مارا کہا بھائی
 غضب ہوا کو آواز کیا پونچھ میرے ہاتھ میں رکھی عجب عجب فتر سے اس محبت میں ہو رہے ہیں خواجہ اس ملک میں
 میں کہ آتش افشان بھی بیہوش ہو لوں دست اندازی کر دن آتش افشان نالسم کی توفیق کر رہی ہوں خواجہ
 نے گدنا کے پھرتان لگا لی آتش افشان نے کہا اسناد تم کا زمین بھی ناچو لگی دل میں تو مزاج تھا ہاتھ چمکاتی ہیں
 اپنے مقام سے اٹھی چند قدم چلی تھی پوری گت نہ ہونے پائی تھی کہ انکی یوری گت ہوئی خواجہ نے فرہ کے خیمہ دار
 آتش افشان کے روئے کر کے ہر روز اسکا ہنگامہ گرو دار بند ہوا آواز میں سبب آئے لیکن خواجہ نعل کو لوثے
 لگے قتل بھی کرتے جاتے ہیں جیسے قتل کیا اندھیرا گیا کیتیرین پڑی تڑپ رہی ہیں کیا دشالہ اتار دیا کیا درویش تار
 زبور سب کے اتار رہے ہیں خواجہ نو میان لوث رہے ہیں لیکن پیرا ہن نہ قبا قلعہ پر وہ پوش میں منجھی ہر گھگھوٹ
 تھس لگا ہوا ہر صاحبین گرو منجھی میں اٹھے کہ رہی ہوا فراسیاب نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا گھگھوٹ کی قید
 میرے سیر کی عیاراں اسلام میری غار میں چلے ہیں گھر کیا مجال جو مجھ تک پہنچیں لو مبارک ہو سلیم آخر شہر سے سب
 عیاروں کے گرو کو پکڑ لیا یہ ہوئے اتار یہ کہہ کر صرورت میں ہوئی انہیں جلیسین خوشیاں کر رہی ہیں گرواری
 آپ سے کون قابل کہہ سکتا ہوا آپ کا سحر عام عالم میں مشہور ہوا آپ کی محبت کا ہلکوی جوش ہوا آپ کی ذات ظلم
 ہوش سما کی پردہ پوش ہیجے ہوا آپ نے حاصل کیے کسی کو نہیں آتے سامری و حبشہ زندہ ہونے نو
 آپ کی قدر کرنے پیرا ہن کہ قبا خوش منجھی ہو بقول شخت پیرا ہن میں نہیں سماتی کہ خبر پہنچی سلیم آخر شہر سے
 کیا نہ بلائے نجوم کے معلوم ہوا عمر و ظلم آتش افشان کو لوث رہا ہوا کما دامن جا رو جلد جاؤ گھر و گور
 کی کے لاؤ آئے تو غضب کیا قلعہ آتش افشان ہلاک کو بیہوش کر کے قتل کر رہا ہوا دامن بہت خوب کہہ کر
 ہوئی عیاراں خواجہ بارگاہ سے قتل کرتا ہوئے اب بیرون بارگاہ آئے کچھ سبز پوش پڑے تھے خواجہ کے
 ہاتھ میں خنجر اٹھو ہی قتل کیا گھروں میں سب کے گھس جاتے ہیں اسباب لوثے پھرتے ہیں دہان سے جو دامن ہوا
 حکم پیرا ہن چلی تھی خواجہ ایک مکان میں گھسے ہوئے لوث رہے تھے دامن جا دو نے دور سے دیکھا سمجھی یہی تھا
 سیار ہوا دہار پر اگر با نون قائم کیے دہن سے سو کیا خواجہ کے پاؤں زمین نے تمام لیے دامن جا دو زمین پر
 آئی کہا او ظالم ہزاروں جاو گرا رہے گئے کتنے لوگ تیرے ساتھ ہیں عمر و حنہ کہا میں غریب آثارہ دشت جا
 چھوڑنا چاہتا ہوں میرے ساتھ نہ کوئی نہیں دامن جا دو نے کہا او ظالم تو لاش میں گھگھوٹ کی نظر ہوا رہی مالک

علم نجوم میں نہایت کامل و اکمل ہیں وہیں سے بیٹھے بیٹھے کدیا کے علم و علم آتش آتش انسان میں ہوا آتش آتش انسان
 مار ڈالا قلعے کو لوٹ رہا ہو وہی دیکھا جو ملک نے حکم لگایا تھا اب تم اپنی فکر کرو یہ بھی فرمایا ہو کہ چالاک و برق بھی
 ہماری فکر میں رکھتے ہیں جسوقت قصد کریں گے آٹک بھی گرفتار کر لیں گے خواجہ نے کہا جو تقدیر میں ہو گا وہ پیش آئے گا وہ میں
 نے قلعے کو ای حال پر ملال میں بھجوا دیا خواجہ کو بیکر روانہ ہو گئی طرف پیراہن نے قبا کے چلے کہ اسکا ذکر وقت پر
 کیا جائیگا اتنا تحریر کرنا ضرور کہ اسکا مخفی جانا ہو وامن بیکر خواجہ کو سانسے پیراہن کے آئی پیراہن اچھلتے
 کودنے لگی کہا آج میں نے سارے علم ہوشربا بر احسان کیا وہ شخص گرفتار ہوا کہ جبکہ مقدمے میں سامری جمشید
 بھی عاجز ہو کر لکھ گئے ہیں کہ عمر و کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہو حقیقت میں اسنے ملک کے ملک کو
 سٹا دیے غلطی آباد میں کہ شہر ہزار جاو گر رہا تھا سب کے قتل کا یہی باعث ہوا خدا کی زر زبشت کی پڑے
 زردون پر تھی وہاں کے اکثر عجائب و غرائب ہوشربا سے بچتے تھے اُسکو بھی اسی سزا برباد کیا جلد نامے بنا کر
 ہمارے خراج آباد کو بھیجوا اسی قلعے پر آکر جمع ہوں اُس روز جشن کریں گے اسکا اور ملک کو نہ کا سرکاٹ کے خدمت میں
 شہنشاہ کی روانہ کریں گے شہنشاہ کو بھی معلوم ہو کہ پیراہن نے علم ہوشربا کو بچا لیا حکم سامری و جمشید ندامت لگا گئی
 سب نامے لکھے گئے ساحر لکھا کہ ان سب کا ذکر وقت پر تحریر ہو گا اب یہاں سے حال خبرت مال برق و چالاک
 کا لکھا جاتا ہو کہ زردون کی کئی دن ساتھ رہے ایک دن برق نے کہا خلیفہ صاحب الگ الگ ہو کر چلے جب یہ واقع
 لکھے جائیں گے صاحب قنار انصاف فرمائیں گے کہ خواجہ کو برہمن لیکر لے چکو حکم ہوا کہ وہیں آؤ پتے نشان سے خطار
 نہیں مگر رہبر کامل منزل مقصد و رہبر ہونے کا لکھا کہ ہر مراد ہاتھ آئے گا اب میری صلاح یہی ہو کہ آپ الگ جائے میں ملک
 جاتا ہوں حافظ حقیقی ہو کہ بھی پہونچا دیکھا چالاک و برق الگ الگ روانہ ہو سے ادل حال برق تحریر ہوتا ہو
 برق کے خیال میں آیا کہ علم ہوشربا ہر میان کے عجائب و غرائب غیب کے ہیں ایسا شو کسی آفت میں
 پس جابین ایک گوشہ میں بیٹھا رنگ و روغن عیاری کا لکھا لکھ کر کی شکل لکھ کر تیار کیا ایک مقام بنا کر وہاں پہونچ گئے
 ایک نخل سرسبز و شاداب اُسپر جھولا پڑا ہو چنید از میان رہ چین نہایت صبر و خوشرو خوشو جھول رہی ہیں جیسے ہوا
 برق قریب آیا ایک مازین نے پکارا آؤ زدی اور ملک صر شمشیر زن تھا میان آؤ ہو کہ پنگ وید و دیکھو چاہے طرف
 آگ لگی ہوئی ہو ایک نے کہا یہ چنداں ماضیوں آگ کے نوسن کو پڑے استاد کے کہے ہو سے ہیں اشعار

کھ دیکھ کے وہ عسدار آتش	کیا کیا ہی جلی ہو یا آتش	پسو کا نپ غم نے جی کو لکھا
دل کے ترسے اب بخار آتش	ہو سے نہ مقابل آفت دل	بھڑکا سے کوئی ہزار آتش

ان ری تب گرمی محبت	اس نام پہ جان نثار آتش	تو نے تو وہاں لگی مہندی
یان دل میں لگی نگار آتش	ست آئینہ سیدی خاک پر تو	بر سے ہو سہ فراز آتش
مین آد زبان کش جو کھینچو	باندھے ہو اچھی حصار آتش	پڑھتا ہو کہیں غزل جو موس
لگ اٹھی ہو ایک بار آتش	ایک ازہن سے تو صحر کسک پکار ایک	یہ غزل بہ روایت آتش پڑھی میری

نے کہا ہا جلدی آؤ پیگ ہو دو چوچی نے کہا پہچا تو یہ صحر شین ہوا ب برق زکا پانچوین نے کہا بو اور ک
 ہو برق فرنگی ملاش میں پیر ہن نہ فبا کی کللا اور اب کوہ پر وہ پوش کی بربادی کا وقت قریب آیا یہ نگوڑا جانے
 نپا کے چالاک کہاں گیا عمر و قید ہو گیا بل گلو و قفس بن بندہ بن یہ باتیں جو ان نازنین حسین نے کہیں
 برق بھاگامین کتا ہر صحر کسے ہاے استاد پکڑ لیے گئے یہ حرام زبان بھی کہی ہیں خدا ایسا فضل کرے کہ
 جا کر استاد کو را کرین میان پر ہن نہ پہنچیں کئی کوس بھاگا ہوا گیا وہی آوازین کان میں آ رہی ہیں کہ برق
 بھاگا جاتا کوہ پر وہ پوش کی پردہ پوشی سامری و تشید کرین برق کے ہوش درست نہیں کسی کسی پہاچ
 پڑھ گیا وہاں سے گھبرا کر کو واجب کئی پہاڑ طر کیے تب وہ آوازانا موقوف ہوئی ایک دشت کے ساتھ میں
 بصورت صحر شہر اس دشت پر ایک غریب خوشنوا بیچا نر سرسری کر رہی تھی لکاک بکا راٹھی میان برق نے
 تشہیر لے لے ہیں برق نے پتھر کہیں میں رکھ کر اما غریب نے آفت بجی پتھر قطرہ آب بنکر زمین پر گرنا غریب
 آواز دی جھلا نگوڑے نو پڑا گشت ہر صحر اسے غسی بہت فرخ ہو برق وہاں سے بھی بھاگا کوس جو تک ہی
 آواز کان میں آئی کہ میں پکار رہی ہو یہی کہ کھلکار رہی ہو کہ برق کو پکڑ لے جانے نہ پاسے برق پانچ کوس
 نکھ گیا دوڑتے دوڑتے پسینے پسینے ہر مقام پر یہی یقین ہو کہ اب گرفتار ہو جاؤ گا وہاں جا کر ٹھہرا میدان پر
 بوڑے گرد کے آٹھ رہے ہیں خیال میں آیا کہ بیان ٹھہروں وہ کوہ سے ایک ساحر اکل پکار کر آواز دی
 بی صحر ان صحر اسے طلسمی میں کیوں آئین برق نے کہا بھیا میں رات بھول گئی ہوں صحر اسے غسی میں مای
 ماری پھرتی ہوں اس ساحر نے کہا ہم تمہیں خوب پہچانتے ہیں مشیر شہشاہ ہو تمہاری ذات سے عیاری کا کیا
 روشن ہو میں تمہیں ناستہ بناؤں یہ کتا ہو ساحر قریب آیا با بان ہا ہو تمام لیا کہا کیوں حرامزادے ان تمام
 آگیا کوہ پر وہ پوش تک نہ پہنچا تیرا اسناد پکڑا گیا دیکھو وہ ناستہ راستہ ہو تجھے تیرے اسناد کے پاس بھیج دیں برق
 نے دانتے ہاٹھو سے اب مارا دماغ پر جادو گر نے پتھر پکڑا کر وہ گلا برق نے شہر مارا شک چاک قصبہ پاک آواز
 کتنی ملا نام میں سرور جادو بود برق وہاں سے بھاگتا ہوں کوس بھاگ کر آیا تھا کہ صحر اسے گروڑی دیکھا ایک نازنین

ہو ادھر پر سوار پشت پر چار سو ساڑھے چار سو کنیزیں گلہ تے سب کے ہاتھ میں ہنسی ہوئی چلی آئی ہن برق ڈرا
ایسا منو یہ بھی پہچان لین دل کو پتھر کر کے آگے بڑھا دے ناز میں ہوا دے اتری کہا اصر صر سوت تھار امان
عنایت سامری و جمشید ہر کوہ پر وہ پوش پر عمر و گلگونہ کے قتل کی تاریخ مقرر ہو گئی مجھ کو تھے نہ پہچانا ہو گا
عشق پہچان میر نام ہر تم بھی میرے ساتھ چلو یہ بھی سامری نامے میں صاف صاف مرقوم ہو کر زور قتل عمر و
چالاک دبرق ضرور آئیگی برق نے کہا اے ملکہ عالم سیری موجودگی میں برق و چالاک کیا آسکتے ہیں جس رنگ میں آئیگی
پہچان رنگی عشق پہچان نے ایک تخت سحر تیار کیا کہا بواصر صر سپر سوار ہو برق ایک گرفت پر بیٹھا عشق پہچان بھی
تخت پر سوار ہوئی سب جادو گر نیاں گر ناگین عشق پہچان نے تخت اڑایا طرٹ کوہ پر دم پوش کے چلی لیکن چالاک
نے چاروں اُس سحر سے ہونچیز کی خاک اڑائی پانچویں دن زیر کوہ آکر شہر کئی جادو گروں کی زبانی سن چکا ہر کھوج
تید ہو گئے اسوج سے زیادہ بقوار ہر ملک ملک کے دعائیں مانگ رہا ہوا پروردگار عر رہا کمال مجھ کو حلیہ ہاں پہنچا
اسے قبلہ و کعبہ کورہ کر دین تیری ذات سے بطرح کی امید ہر نظم

سیر زین دام و اسگیر کن دامان خلاص
شوازمین بند گران اے بندہ نامان خلاص
کوہ آسانی شود و محبوس این زندان خلاص
خوشین را کن ازین بند غم دار مان خلاص
کی شود ناندیشہ دنیا سے سرگردان خلاص
گرد و از گوہر نشانی دیدہ گریبان خلاص

گر تو مینوا ہی کہ گردی از خمد و حرمان خلاص
قطع کن سر رشتہ دنیا سے کافی قطع کن
غقدہ این عقد لعل کی بزودی مل شود
بندہ آزاد گریستی میان بندگان
مرغ جانیش تار اگرد نہ از دام وجود
بر سر ما بر رحمت مستند یا بار دیگر

چالاک دعائیں مانگتے مانگتے ایک مدد کوہ میں گھس گیا درہ کوہ کو طو کر کے اسپار پہنچا لگاہ آٹھا کر دیکھا سانسے ایک
باغ بہشت آئین دروازے پر چند خندنگار بیٹھے ہیں چالاک نے رنگ و روغن عیاری کا لٹکا صبار قمار کی شکل بنکر ملا
پاس خندنگاروں کے آبا ایک نے کہا بی صبار قمار کمان سے آئی ہو صبار قمار نقی نے کہا میں واسطے خبر کے کھلی
نہی بھٹاکر اس صحرا میں آئی یہ باغ کسا ہو خندنگاروں نے کہا بی صبار قمار سبوتی ہو ملک سوسن رنگین کو
سیان تشریف رکھتی ہیں اندر جاؤ ملک سے ملاقات کرو چالاک نے کلیجے کو خنجر کیا اندر باغ کے آیا دیکھا گلے سے لگا ہوا
شگوفہ سے بولگروں اشجار بار اٹھا رہے سر سبز نہر میں سلسبیل آسا تو اسے چھوٹ رہے ہیں صاف ثابت ہو کر
موتی برس رہے ہیں طائران زفرہ سر مصروف زفرہ سر لائی باغبان تھنا و قدر کی حمد میں مصروف غنایان خوشنما

کھاسے گلشن کی تریف میں زبان کھولتا بہ خوش الحانی بولتا چالاک سیر کرتا ہوا چلا آتا، و کثیرین جا بجا پھر رہتا
جو کنسب نذلی آئے بہ محبت پوچھا بوا صبار قمار کیونکر انیکا اتفاق ہوا چالاک نے وہی جواب دیا کار ضروری کہ
کھلی تھی صحرے ہو کھیز میں آکر کھینچ گئی بڑے مددے اٹھا کے ملکہ عالم کہاں ہیں کثیرین نے کہا بارہ دری میں جا
چالاک بارہ دری میں آیا دیکھا ایک نازین نہایت حسین بھی ہو طریقے سے معلوم ہوا کہ ابھی سو کر اٹھی ہو طشت
آگے رکھا ہو ایک کثیر آفتاب سے لے کھڑی ہو ایک کثیر آفتاب دیکھا رہی ہو چالاک نے آکر سلام کیا سوسن نے
بڑی محبت سے کہا بوا صبار قمار رنج بعد مدت کے نہما آنا ہوا تھنے تو ہمارے پاس آنا بھی تھوڑا چالاک نے
کہا و ملکہ عالم حبدن سے قدم سلما نون کا طلسم ہو شربا میں آیا ہم لوگوں کا عیش و آرام نہک ہو گیا آٹھ سہ لڑائی
رہتی ہو بڑے بڑے جادو گمارے گئے عیاران اسلام بلا سے روزگار میں جو قصد کرتے ہیں وہ کر گزرتے ہیں منش
عاجز ہو رہے ہیں آٹھ سہ دوادوش کرتے گزرتا ہو سوسن نے کہا بوا صبار قمار اتفاق سے تمہارا آنا ہوا
اب دو چار دن نہ جانے دینگے چالاک نے کہا و ملکہ عالم ضرورت خبر کی رہتی ہو سوسن نے کہا بوا سب خبر میں
ہم ٹکونگا دینگے ہم تمہارے گانے کے بہت مشتاق ہیں چالاک خوش ہو گیا کہ ملکہ عالم اگر آپ کی خوشی ہو میں کچھ
سنادوں یہ لکھ رہا ہوں کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیک پھیرا اشارے اشارے گانا شروع کیے اشعار

جو سر پہ باندھے دلبر چاند سوج	نہ لکھیں پھر فلک پر چاند سورج	ترے رخ پر ہیں عاشق شب و روز
کیا کرتے ہیں چکر چاند سوج	اگر پڑ جائے عکس روئے نور	بنے گردوں پہ آئیں چاند سوج
تقاب آئیں اگر رخ سے مریار	اسی گم ہوں فلک پر چاند سوج	تمہارے عارض نور کے آگے
خجل ہیں ماہ پیکر چاند سوج	رخ پر نور سے اس رشک مہ کے	نہیں ای نور بہتر چاند سوج

ملکہ سوسن تریفین کرنے لگیں کہ بوا صبار قمار حقیقت میں تھے اس کمال کو خوب حاصل کیا چالاک نے کہا کہ
ملکہ عالم گانے کا جو کمال ہو وہ ذات پر عمو کی موقوف ہو بلا سے روزگار خوش آواز آواز میں سوزو گداز اشار میں
تاشیر ہادی آستانی سے وصل کی تدبیر اصل یہ ہو کہ آستانی بھی دل سے لگاؤ کھتی ہیں ظاہر میں برا بھلا کہتی ہیں باطن میں
دیانت کیا محبت فرمایا کہ عمر و کا کوئی مثل نہیں آخر اسباب ایسے بارشاہ کو عاجز کر رکھا ہو سوسن نے کہا بوا صبار قمار
وہ نام اب مٹا ہو چالاک نے گھبرا کر پوچھا وہ کیا صورت ہو سوسن نے کہا میرا کہ قبا کے پاس قید ہو وہ گھلونہ کو
بھی گزرتا کر کے لائی ہو آج شب کو سب جمع ہو ننگے گل یہ دونوں قتل کیے جائیں گے کیا عجب ہو کہ ہماری بھی خمر کت ہو
چالاک سینکڑا خاموش ہو رہا جب دن قلیل باقی رہا ملکہ نے حکم دیا روشنی کی تباہی کروا دینا غم بے غم بن گئی

چھوڑے پر فرشتہ بچھا گیا اسباب عیش و نشاط مسیا کر دیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی طرح سے لگا
جھاڑ کنول سزایان لاکر کھین ملکہ سوسن سجاری جوڑا ہنکرا کر مسند پر ٹھہر گرو کنتیرین جمع ہوئیں چالاک نے کھیا
عارضہ انور کی چھوٹ پڑی ہی ہر ترسے ناز و کرشمے سے بھی ہر ناز میں غنچہ دہن رشک چمن دیا سے جواہرین غول زن
کباب زفتار شیرین گفتار ماہ رخسار برو سے خدار کھنچی ہوئی تلواریں سینے پر ہر ہجار چالاک مسکرا کر کے باتیں
کرنا جاتا ہر کبھی کہتا ہر سامری و حمشید آپ کو سلاست کھین کیا حسن و جمال ہو کیا کسی کے آنیکا خیال ہر سوسن
نے ہنسنک کہا جو کوئی آنگنا تلو حال کھل جائیگا چالاک خاموش ہو رہا دن بہت قلیل باقی سخا روشنی ہو گئی کہ ہر
سر دلی غنچہ ٹپک کر گئی ہو سے پھولوں نے آنکھیں کھول دیں غنچہ مسکرا نے پہلو میں سوسن کے سمیتن دیر انداز
بیشی ہر چالاک اسکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہر سمیتن بھی کستی ہر ملکہ عالم صبار زفتار شدہ جواہر یقین ہر ہر
افراسیاب کی نگاہ پڑتی ہو اس ہوشربا میں مسدیان ماہ پیکر کا جواہر افراسیاب نے پردہ پرستان کو گور
کر دیا مشوقان پر پھر سے طلسم ہوشربا کو بھر دیا کیا کیا مہا ڈاراستہ میں شانہ دیوں کی حکومت ہر سلطنت
اکرتی ہیں یہ ذکر تھا کہ یا تو ہوا سے سر دلی کھنچی یا آسمان پر ایک ابرا کر محیط ہوا برق چمکنے لگی سوسن میں کنتیرین
الکھڑی ہو گئی وہ ابرا کر پھٹا چالاک کانپ رہا ہو کہ دیکھوں کون آتا ہے جب ابر شق ہوا دیکھا ابر لوت کو ٹھہکا
بڑے تکلف سے آیا لباس فاخرہ پہنے ہوئے مندریل وزارت سر پر موتیوں کے مالے کشتے یا قوت احمر کے
زیب گلوار برق نے جو صبار زفتار کو دیکھا پکار کر آواز دی اے صبار زفتار تمھارا کیونکر آنا ہوا چالاک نے کہا
صحرے ہو کنتیرین اگر کھنچیں گئی تھی ملکہ عالم نے مہربانی فرمائی ابر برق آتا سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا مسند پر آکر بیٹھا
کہا صبار زفتار تم پھر میان آتے ہیں ملکہ سوسن سے رسم ہوا افراسیاب کے سامنے اسکا ذکر نہ کرنا اگر
ہیں خانہ کو خبر ہوگی بڑا رنج و ملال ہو گا چالاک نے کہا نہیں حضور میں کیا ضرورت ہے کہ ان باتوں کا ذکر کریں
ابر برق نے کہا صبار زفتار گانا اپنا ملکہ عالم کو سناؤ انکو گانے کا بڑا شوق ہے چالاک نے بایں کھنچا یہ غزل گانے لگا

بیدید آنکھ کھول دے جھجلا کے خواب میں
جاگے تھے بہت خفتہ تمنا کے خواب میں
یہ سوچ ہو گیا نمودار کے خواب میں
اس دل کے جاگنے میں زانبا کے خواب میں
یان پائون جاگنے ہیں کوئی جاگے خواب میں

صورت دکھا سیئے جو کبھی جاکے خواب میں
شب و روز سوئے ہے مرے پاس آ کے خواب میں
وہ ہر نفل میں تو بھی بیان نہیں آؤ گئی
نیرنگ عشق سے نہو نفل ہر ایک رنگ
اسکی کھلی ہر نالہ زنجیر غسل نہ کر

سو جائون روتے روتے کہا منس کے طعن سے
کتا ہو سوتے ہو مرے بن آ کے خواب میں
کیا کفر ہو کہ چھوڑ دے سونا ہی گر کبھی
مومن نظر پڑے بت ترسا کے خواب میں

ابریق نے کہا کین صاحب تنے سنا اب چالاک حیران ہو کہ میں کیا فکر کروں رنگ بجا ہوا ہو گانے کی سب
فرائش کر رہے ہیں لیکن چالاک شراب کا نام نہیں لیتا اسی خیال سے کہ انکو بہوش کرنے سے کیا نفع ہو گا
اس خیال میں تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر کو دکھیا کہ نہایت تیز روی سے اڑا ہوا آیا ابریق کو سلام کیا
ایک نامہ ہاتھ میں سوسن کے دیاسوسن نے وہ نامہ پڑھ کر ابریق کو دیا ابریق نے اسے کو پڑھ کر پاس رکھ لیا
ساحر کو کچھ انعام دیا کہا جا کر عرض کرنا کہ ہم بھی اور ملکہ بھی نوڑا آتے ہیں جادوگر کو خست کیا کہا اور صبار قتار
ستا تنے ملکہ گلگو نہ جہان قید ہوئیں وہاں کی مالک پیراہن نہ قباہن سحر و ساحری تین کیتا سے روزگار
سامری حبشید کی پرستار اسنے آج کی تاریخ قتل عمر و گلگو نہ مقرر کی ہو لندا ملکہ سوسن کو طلب فرمایا ہر فرد
جائنگے کنیزوں سے کو تیاری کریں وقت ترب ہو اس جلسے میں شریک نہو بڑا بے نصیب ہو اسی وقت
تخت پر سے سحر تیار ہوئے کنیزوں نے لباس تبدیل کیے جوڑے بڑے چھ باندھکے سامنے حاضر ہوئیں تخت
سحر پر ابریق سوار ہوا پہلو میں سوسن کو جگہ دی صبار قتار کو بھی پہلو میں بٹھایا طرف مکان پیراہن قبا
کے چلے بیان پیراہن نہ قبا نے آج کے دن جلسہ آراستہ کیا جادوگر آتے جاتے ہیں مسندین آراستہ
ایک قفس میں خواجہ ایک قفس میں ملکہ گلگو نہ گھبانی پر جادوگر گروٹھے ہیں جلاد حاضر ہیں دارین اساترین
جو جادوگر آیا پیراہن نہ قبا نے استقبال کیا لاکے لاکو مقام صدر پر جگہ دی ہزار ہا جادوگر صف باندھے
کھڑے ہیں یکا یک ابر منبر کا عشق بیجان تخت پر سوار پہلو میں صرصر شیر زن کترین گردنخت کو گھیرے ہوئے
وہ تخت آکر زمین پر اترا ملکہ پیراہن نے تسلیم کی اور کمی نہیں پیراہن کی جلسے میں موجود ہیں گریبان گھیرے
دامن پوش و خلعت آراستہ شادی و غم نہیں نہیں مسند پر بیٹھی ہیں کہ رہا ہیں کہ ہواپ گانا شروع کر دے
کا قتل ہونا بڑی سعادت ہو افراسیاب نے کیا کج رنج و دلال اٹھائے ہر خندہ کو تلاش کیا کین پتہ نہ پایا لیکن
پیراہن نے عشق بیجان سے پوچھا تو آج تنے صرصر کو کہاں پایا عشق بیجان نے کہا تقدیر کی رسائی ہمارے طرف
تو صحرابست غراب ہیں کسی سبب میں اٹک گزر ہوا ہمت پریشان کھین میں آدھر سے تمہارے بیان آتی تھی انکو
راہ میں پایا اپنے ساتھ لیتی آئی اٹک لانا اکثر میں نے سنا ہو حقیقت میں حضور یہ ناک صحبت ہیں انکے ہو سکے
مغل میں رونے ہوتی ہوا اور اٹھ کی زبان سے مشہور ہو کہ جہن عمر و گلگو نہ قتل ہوئے اسے ن عیاران اسلام

ضرور اس صحبت میں آئینگے جب ان ایسی سچانے والی موجود ہوگی تو کیا آسکتے ہیں اگر آئینگے گرفتار ہونگے پیراں کے کھانے
 تنہا خوب کیا یہ ذکر تھا کہ ایک اور برا ٹھاسب دیکھنے لگے یہ ابر بڑے زور و شور سے اٹھا جو شاہزادیاں بیٹھی تھیں سب کے
 منہ سے نکلا کہ ملکہ موسیٰ تشریف لاتی ہیں سب واسطے استقبال کے کھڑے ہو گئے سوسن اتریں ملکہ پیراں
 کو سلام کیا صبار رفتار نے جو صرصر کو دیکھا ہوش اڑ گئے اور صرصر بھی چپنے لگیں دل کو تھکر کے صرصر نے پکار کر کہا اور
 صبار رفتار تمہارا کیونکر آنا ہوا صبار رفتار نقلی اس خیال سے بڑھی کہ صرصر کو باتوں میں لگا کر ایک بیچون دہان انہی شہین
 باندھوں یہی ارادہ صرصر کا بھی ہر برق نے بھی پکار کر کہا بوا صبار رفتار میرے پاس آؤ اس صحبت میں بڑی بڑی
 شاہزادیاں بیٹھی ہیں سب کا امتحان لو یہ کھڑا لاک نے گلہ بیٹھی اٹھالی اپنے دوپٹے میں چھپا کر صرصر نے بھی ایک ادھا
 اٹھا لیا جب دو وزن قریب پہونچے صرصر نے جام پیریز کر کے کہا لو بوا تم بیٹھی لو اس کے بعد میں بھی بیٹھی صبار رفتار
 نقلی نے ہاتھ بڑھا دیا جام لیکر داغ سے لگایا سبک بیوشی کی آئی مگر سوچا کہ تمکو پہچانا تو نہیں جام دینا باعث
 محبت ہو لیکن بر مجبوری شہر سے لگا کر پی گیا پیتے ہی معلوم ہوا آگ لگ گئی جیب میں ہاتھ ڈال کر سوکھا کہا اب لکھا
 اسکو کھا لیا وہ کہا اب دانت دارو سے بیوشی تھا بیوشی دفع ہوئی دوسرا جام بھی کر صبار رفتار نے صرصر شہزاد
 کو دیا آپس میں دو جام چلے دو وزن نے دفع دارو سے بیوشی کھا کھالی دو وزن کے ہوش اڑ گئے صرصر بیوشی برق جبین
 کہتا ہر سوا سے عمر کے کسکایا کلیجہ ہو کہ اتنے بڑے جلسے میں بلا تکلف چلا آئے یقین ہو کہ یہ چالاک ہوا آخر
 دو وزن ایک گوشے میں آئے اب برق اس فکر میں ہو کہ صبار رفتار غافل ہو تو میں حلقہ ہا سے کندہ ماروں چالاک
 بھی اسی فکر میں ہو کہ صرصر کو حلقہ ہا سے کندہ سے گرفتار کروں باتیں کرتے کرتے دو وزن کی آنکھیں چار ہو گئیں ایک
 نے دوسرے کو پہچانا آپس میں ہٹ گئے برق نے کہا خلیفہ صاحب اب اس جلسے کی فکر کیجیے قبلہ و کعبہ دنگلو نہ کورہا کرنا
 دو وزن صلاحین کر کے محفل میں آئے پیراں نے قبا سے کہا اور ملکہ عالم سب شاہزادیاں صحبت میں جمع ہیں پکار کر
 کہہ دیجیے کوئی صاحب رنجیدہ منون ہم بطور امتحان سب صاحبوں کو دیکھنے زلف لیلہ سے شب کمر سے گزر چکی ہو
 وقت قتل ہو آپ نے کیا کال کیا کہات کو ان لوگوں کے قتل کا سامان کیا عیار اس اہلام ضرور نظر رہا ہی عمر دنگلو نہ
 میں آئے ہونگے لیکن ہماری موجودگی میں کیا مجال کہ زبان ہلا سکین سر پہنک پنک کر رہا جسٹے سب شاہزادیاں
 اپنے کو دیکھنے لگیں ایک کو ایک پر گان ہر پیراں نے قبا سے کہا اور صرصر صبار رفتار تم جبار بن بن نال داکل ہو
 کیا مجال کوئی ہماری صحبت میں دخل دے سکے برق نے کہا اب شراب منگائیے ایک ایک جبار نوش کیے عمر کو خیر مارے
 عمر و گورے موسیٰ موزی کاٹے نے مجھ کو مطرون بھی کیا ہو میں اپنے ہاتھ سے عمر و کا سر کاٹ لی پیراں لگ گیا

تو اس بات پر مغرور ہو کر بھگو کوئی بیہوشی نہیں ملا سکتا برق نے جب دیکھا کہ کثیرین گلابیان لائے لگین بھیت کر مینا
 کے دروازے پر آیا دیکھا داروغہ میخانہ ایک جوان قوی تن قوی من خود وزرہ سر پر قبائے قلم کار پہنے ہوئے
 دگل پر میٹھا ہوا جیسے ہی صرصر صبا رفتار در میخانہ پر آئین پکار کر کہا داروغہ صاحب ہٹ جائیے شراب کو ہم دست کر کے
 صحبت میں لیجاوین داروغہ صاحب نے کھائیں اب زیادہ طاری ذاری نہ کرو شراب خوب درست ہے یہ حقیر بھی چالاک
 و حست ہوا اس بات پر برق کے کان کھڑے ہوئے آنکھیں ملائے لگا قریب آ کر کہا داروغہ صاحب آپ نے کیا فرمایا
 میں نہیں سمجھتا داروغہ نے کہا جا کر اپنا کام کرو بعد اختتام جلسہ مجھ جاؤ گی برق نے طرف چالاک کے دیکھا
 مدعا یہ تھا کہ پہچان تو یہ کون شخص ہو چالاک نے بڑھ کر داروغہ سے آنکھ ملائی برق سے کہا کیوں گھبراتے ہو مدعا سے
 دلی حاصل ہو اب تو برق نے بڑھ کر شراب میں بیہوشی ملائی اٹھا کے پتے کے پتے مغل میں لائے لگا راہ میں آ کر
 چالاک سے پوچھا کیوں غلط یہ داروغہ کون ہو چالاک نے کہا برہمن رو میں تن داروغہ بنا ہوا بیٹھا ہے برہمن
 نے سحر کر رکھا ہے کہ جب صحبت میں شراب بیہوشی ملا کر کوئی پلاسے کسی پر بیہوشی تاثیر نہ کرے جام ٹوٹ جائے شراب
 شعلہ نیکر آڑے برہمن رو میں تن اس سحر کو روک رہا ہے اب جلدی کرو ایسا نہ ہو کوئی فنور ہو یہ وہ جلسہ نہیں ہو کہ شراب
 پلائی بیہوش کر لیا خدا انجام سحر کرے اس برق تم جلد صحبت میں لانا شروع کرو برہمن رو میں تن نے اشارہ
 بھی کیا ہو کہ اب دیر نہ ہو برق تڑپ کر مغل میں آیا کہا کیوں ملکہ پیر میں دشمنوں کے قتل کی خوشی کریں پیر میں
 نے کہا سب سامان ہنسے درست کر رکھا ہو کیا مجال کہ اس جلسے میں کوئی گستاخی کرے برق فرنگی نے کہ بصورت
 ملکہ صرصر سازندہ دن کو اشارہ کیا جب سازندہ دن نے ساز درست کیے برق نے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

خدا نے دیکھے کہاں اشک چشم گریان سرخ	آتشین ہو نہ در مال ہو نہ دامان سرخ
نور حسن خطا یار سے منو کیونکر	مبار ہو جو تیرے سبز ہونمایان سرخ
تمہارے دشنہ کا دست صفا نے کام کیا	ہر نہ در رنگ گلہ طاعت گریبان سرخ
مٹی میں غنیمت نے پائے لگا رہے آنکھیں	سر شک خون سے نہیں بچا پائے ترکان سرخ
گمان قہر سے اپنا تو زور ناک ہو اور	سیاہ مسیحا مر سدا چشم جانان سرخ
مراہون عشق میں گلیہ من کے واجب ہو	مرا کفن بھی ہو جو نیا مائے شہیدان سرخ
نور مرگ آنکھیں جو ہیں زخمی لب یار	کہ رنگ پان سے ہوئے اور لعل خندان سرخ
نظارہ رخ مر دم سے کیوں نہ غم ہو کتنا	ہوا رنگ بھی پیش از دور روز سحران سرخ

ہمارے خون کا دھبہ نہ جائے حشر تلک
عسرتی گریے خونی رہا نہ کر مومن

وہ لاکھ برسے قبا پر رہیگا دانا سرخ
لباس یعنی پستے نہیں مسلمان سرخ

اس رنگ میں یہ غزل برق نے لگائی کہ تمام اہل محفل توفیق کرنے لگے برق تو گانے میں سب کو لگائے ہوئے ہر جان
تو توڑ کے لگا رہا ہو چالاک شکل صبا رفتار شرب لا لا کر رہا ہو پیرا ہن نہ قبا کو اپنے سحر پر گنبد ہر کہ میر غزل
میں کوئی کسی کو بیوشی نہیں پلا سکتا جب بیوشی شرب میں بیگی جام روٹ جائیگا انجام بد ہو گا رو و قرح ذکر سیک
شراب شعلہ نیکو اور جاگی یہ سوچ کر سحر چڑھ رہا ہو برہمن درمیانہ پر نیچا ہو اور سحر پیرا ہن کر رہا ہو اب چالاک نے
جام لبر کیا ہن پیرا ہن کی دامن دراز ہو اسکے سامنے جام لیکر آچند شکر لگا کر جام دیا دامن جام بے اندیشہ
انجام لی گئی لباس نرین دوسری مہن برابر تھی اسکو جام دیا وہ بھی لی گئی آدھے جلے میں شرب چالاک پلا چکا
ہو جب لباس نرین کو نشہ ہوا پیرا ہن کو اشارے سے اپنے پاس بلایا جب پیرا ہن قریب آئی لباس نرین
کسا برا میرے ہاتھ پاؤں میں ریشہ ہو کر کی محبو آسمان پر بیٹے جاتا ہو صاف ظاہر ہو کہ بیوشی سے تاثیر کی دیکھتے
شراب پی وہ حرکات لغو کر رہا ہو پیرا ہن نے کہا وہ مجب طرح کا معاملہ ہو میں نے سحر کیا ہو کہ جب شراب میں بیوشی
ملائی جائے اور شرب جام میں آئے جام شکست ہو شراب کے اوجھانیکا بندوبست ہوا سوت میں نے خیال کیا ہو
بیر کو تبریر کر کے بلایا میرے پاس نہ آیا اب مجھے ترود ہو کہ کوئی ساحر زبردست میری محفل میں آگیا میں افراسیاب
کو اطلاع دیتی ہوں لباس نے کہا ہوا ضرور ضرور یہ کہتے کتے بیوش ہوئی پیرا ہن کہ قبا نے تھوڑی سی خاک
اٹھائی سحر سے اسکا طائر بنا یا طائر سے کہا او طائر سامری جلد اپنے کو پاس افراسیاب کے پہنچاؤ ناسے میں میں نے
سب کچھ لکھ دیا ہو لیکن زانی بھی کتنا کلامی شمشادہ محفل کلام دگرگون ہو جلد تشریف لائے طائر غوراً اڑ کر چلا چالاک
کہ شکل صبا رفتار و حیلون ہو کہ پیرا ہن کیا کر رہی ہو جیسا سٹے چالاک نے یہ کام کیا تھا وہ نہ پیرا ہن نے پکار کر
کہا اوجھیا رفتار زنا مال کر وہم ابھی شرب پیسیے چالاک کو سنا تا آگیا کہ اسے اب کیا کروں رنگ بجا ہوا مٹا ہو نہیں
معلوم اس حوا فردی نے کیا انتظام کیا ہو چالاک وہاں سے اٹھا برق نے دامن پکڑا کہ کیوں خلیفہ صاحب کیا ہو
کسا او برق معلوم یہ ہوتا ہو پیرا ہن کو خیال آگیا ہو کچھ انتظام کر رہی ہو چالاک برق سے یہ باتیں کر کے پاس برہمن
کے آیا برہمن نے کہا کیوں چالاک خیر تو ہو چالاک نے کہا عجیب طرح کا سحر کہ گدرا دون نے شرب پی ایتنا
کی پیرا ہن نے منع کیا کہ ہم ابھی شرب پیسیے معلوم ہوتا ہو کہ سمجھ گئی یہ شکر برہمن نے کچھ سحر چھوڑا دستک دی زمین سے غبار
اڑا آواز آئی او برہمن ہو شیار ہو جاؤ افراسیاب آیا چاہتا ہو برہمن نے ایک سنگر نیزہ اٹھا یا نیل کا قلم سہولی سے لکھا

سنگریز سے پرکچہ لکیرین کھینچیں اور پھینک دیا مگر افسر سیاب جیاد و باغ سیب میں بیٹھا تھا کہ ایک ٹانہ نے آکر انداز
دی اور شہنشاہ آپ کو ملک پیرا میں نے طلب کیا اور افسر سیاب اٹھا بے غرضت تمام جلا اور ہر برہمن نے جو سنگریزہ
پھینکا تھا پاس کوکب کے سپونچا لسی نے کان میں کوکب کے کہا جلد جائے آپ کو برہمن نے بلایا اور کوکب بھی چلے
سیان برق فرنگی نے بڑھ کر پیرا میں سے کہا اور ملکہ عالم یہ کیا گھنسر پھیر رہی ہے آپ اپنے گھر کی تاک میں عمرو
گلگو نہ قتل کیجیے شراب سے آپ کو شک ہو کوئی شراب نہ پیئے عمرو و گلگو نے کو زیر تیغ بھٹائیے منظور ہو کہ صبت عیش و عشرت
ہو ابھی لڑ بھائی کے رقص شروع ہو شراب کو پینڈو اویجیے پیرا میں نے کہا عمرو و گلگو نے کو لاؤ صرصر نے خوب سلاح بنایا
چالاک نے تمہیں اپنے پاس سے بڑی سی لڑکالی زمین بیوشی بھری یہ غل عاشقانہ شریع کی اور اپنے لگا غل

آفت جان ہو ترا اور سہر و گل اندام رقص
طنی عالی باز رکھتی ہو تماشے سے مجھے
کس طرح کرتا ہو وہ ذلت گوارا آدمی
اور دل پر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہیں
وہ منہ ہوتا ہو دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ
حرص و نیاسن غارتگر کو رکھتی ہو خراب
سینہ کوئی کی صدا ہو کہ گھنگھرو کی صدا
ایک دن لایا تھا جام محراب ہو ٹھون ٹاک
چشم راحت کا رذلت میں خیال خام ہو
اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہو
دل جو اس پہلو میں آتش پیش آدین بیناب تھا

ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہو ہر اکام رقص
بام پر گویا کہ میں ہوں اور زیر بام رقص
فی الحقیقت کچھ منہ میں غیر خیال خام رقص
ہو سکا طاؤس سے کب قابل اندام رقص
خرمن اسید کوہی برق کا پیتام رقص
سہر زکرتے ہیں محبوبان سیم اندام رقص
بیقراری ہو تری یا اور دل نا کام رقص
آج تک کرتا ہو یہ گردون مینا نام رقص
غصہ بھر رقاص کو رکھتا ہو بے آرام رقص
کیا سمجھو یہ روار رکھتے ہیں خاص دعام رقص
یہ وہی جا ہی جہان ہوتا ہو صبح و شام رقص

چالاک نے یہ غل لاکر ڈسے بیوشی اڑائی نے طور سے لڑ بھائی برہمن کر رہا ہے کترین رقص عمرو و گلگو نے اٹھا کر غل
میں لائیں خواجہ تو سمجھ چکے کہ برق و چالاک عیاری کر کے آگے چالاک ڈسے بیوشی اڑ رہا ہے خواجہ و گلگو نے وہاں
روٹی رکھ لی اب جو بیوشی آڑی بارگاہ میں سب پر تاثیر ہوئی پہلے سب کے پیرا میں یہ کھڑا ٹھکی کر میں صدیا زنتار کا ساتھ دیا
آٹھ آٹھ گری اور ابھی سب بیوشی ہو کر گرے برہمن نے مجھ پر گلگو نے کی زبان سے سوزن کو لیا گلگو نے نے فوراً قید اپنے
بسم کی دور کی برق و چالاک نے خواجہ کو رہا کیا خواجہ عمرو و ہا ہوتے ہی بہنوں پر پیرا میں کی گرے

بقول شخصے جنون کا جوش لباس کا کسکو ہوش دامن و گریبان کے ٹکڑے اڑا دیے بنیں جو میرا
 کی مرین ایک داتا ہوا افراسیاب جادو راہ میں آتا ہر بہن کتا ہوا خواجہ جلدی کرو لیکن خواجہ
 ایسے لوٹ میں پڑے ہیں جسکو مارا اٹکا لباس بھی اتارا فرماتے جاتے ہیں ہر گندہ روزی پر گندہ دل بہن
 خود بڑھا کہ پیرا ہن کو چاک چاک کرے کہ زمین شق ہوئی صدائے مہیب آئی کہ اے بہن آگے نہ بڑھنا اب بکھا
 بہن نے کہ افراسیاب بھر و غضب تمام زمین سے نکلا گلگونہ کی جانب چلا لگا رکھا جان جان اب کہاں
 جادوگی میرے ہاتھ سے بچا دشوار ہر گلگونہ نے بال نوح کر پھینکا رستہ صد مارا ان سیاہ افراسیاب پر
 گرے افراسیاب نے اُن کی ماراں سیاہ جلا خاک ہو کر خواجہ افراسیاب کو دیکھا گھبرا کر غائب ہو
 برق و چالاک ایک گوشے میں چپے برہمن اور افراسیاب سے سنا ہوا افراسیاب نے ایک ہاتھ سے
 باران سحر برسیا ایک ہاتھ سے تلوار کھینچ کر بہن پر جا پڑا افراسیاب پر گلگونہ نے تیر بڑا دیے افراسیاب
 اُن تیروں کو کاٹ رہا پیرا ہن نے کہا اے شہنشاہ اس گیسو پر دیتا ہے توجہ نہ کریں اب برہمن سے مقابلہ
 کریں عیار ساتھ شریک ہو کر مکاری کر رہے ہیں ملک گلگونہ سحر افراسیاب کو رفع کر کے اور جادو
 برگری کئی سو قتل کیا برہمن اور افراسیاب سحر چلنے لگا پیرا ہن نے ملک گلگونہ کو لٹکا رکھا اور گیسو پریدہ
 مجھے مقابلہ کریاں تو افراسیاب اور برہمن میں داتا نے سناٹے چلنے لگے کبھی تیر بڑا دیے کبھی تلواریں جھین
 برہمن نے جب سحر کیا مکانات کو وہ پردہ پوش کے گرنے لگے ہزاروں ساحر مرے گلگونہ نے افراسیاب
 پر سحر کیا خنجر گرے افراسیاب نے خنجر توڑے افراسیاب ان سحرزوں کو ہٹا رہا برہمن نے پہلو پر سے آکر
 ہاتھ مارا سحر افراسیاب کا زخمی ہوا ایک طاہر نے آکر زمرہ سرائی کی سراپا سحر افراسیاب سے کیا
 سحر افراسیاب کا زخم غائب ہوا پھر تھلا کر چلا افراسیاب اور برہمن سے تلوار چلی شعلے بھر کر گرے
 ہزاروں جادو گر چلنے لگے افراسیاب نے چرخ مارا اب مسلمانوں کو معلوم ہوگا کہ افراسیاب کی اذی کمال ہے بہن
 کے ہاتھ سے زخم کھایا نور اند مال ہوا اب شعلہ جوالہ بنا ہوا اور اسی سحر سے دونوں کے اندھیرا جو ہوا پیرا ہن
 گلگونہ کو دیکھا کہ سینہ پر کے ہوئے اڑ رہی ہے پیرا ہن جا پڑی اندھیرے میں خاک قبر حشیدی پھینک دی
 گلگونہ بیہوش ہو کر گری پیرا ہن نے کرین بھر دیا لے اڑی اس مٹکا نے بہن نہ ٹھہر سکی گلگونہ کو لیکر نکل آئی
 چالاک نے دیکھا جسواٹے ہننے جاننا زدی کی پرانے دربار میں گھس پڑے اُسی کو لیے جاتی ہے چالاک وہاں
 کو دو قاتل میں گلگونہ کے جاتا ہے برہمن اور برہمن میں قرب سحر ہوئے افراسیاب بھی دنگ ہوئے

افراسیاب برہمن سے سحر چل رہا ہی ایک مقام پر پہنچنے سے دستبرد دی ایک پتھر زمین پوٹھ پیدا ہوا افراسیاب نے ایک بیج ماری فولادی پتھر زمین سے نکلا دونوں پتلون میں جنگ ہونے لگی اتنے عرصے میں افراسیاب نے چاہا کہ برہمن کو شکست دے اور گرفتار کرے برہمن نے کہا اے شہنشاہ یہ حوصلہ ہی رہ گیا اگر افراسیاب غصے میں تلوار کر کے جا پڑا پھر تلوار چلی افراسیاب نے ایک بیج ماری کہ کیا ہوشربا فتح ہو گیا حجرہ ہفت برابر ہو گئے یہ جو افراسیاب نے کسے سات پتلے فولادی پیدا ہوئے افراسیاب نے کہا تم کو کیونکر خبر ہوئی پتلون نے عرض کی ہم صحرائین تھے سرکار کی آواز سن کر آئے حکم ہوا اور نہ حاضر ہوں افراسیاب نے کہا سب ملکر برہمن کو پڑا لو ساتوں پتلے چلے ایک پتلے نے بڑھ کر برہمن پر ہاتھ ڈالا برہمن نے ایک طمانچہ مارا سر پتلے کا اڑ گیا ایک طاؤس نے قریب آ کر منقار میں سر پتلے کا اٹھایا جسم پر پھر لگا دیا اب یہ ساتوں چلے برہمن گھبرا یا افراسیاب بھی سحر کر رہا ہی برہمن پریشان ہوا کچھ ماسٹرس کے دانے پتلون پر مارے پتلے رُک رُک کے آتے ہیں برہمن نے دست و پا بردار قاضی الحاجات اٹھائے پلڑا کرکارا اے مالک اے خالق یہ جیسا بادشاہ طلسم ہوشربا ماری میں اس سے پاپ یہ کمی نہیں رکھتا مگر پتلون نے پریشان کیا ہر

نیک و بد خرد و کلان و خاص و عام
تابع فرمان ہمہ شاہ و غلام
ہر زمان ہر وقت ہر دم صبح و شام
نے بوجہ انتیش جا سے کلام
از سنے وحدت بنوشد ہر کہ جام
جان و دل سازد فدایا ہر نام

ی پرست ذات حق راج و شام
بند گانش ہر فقیر و ہر امیر
پر خ گردن زیر حکمش چرخ زن
نے بھنچ حق مقام اعستراض
دیدہ بکشاید ز سند و بیستہ
از سر اخلاص بر نام خدا

برہمن نے جو بیتاب ہو کے دھماکی تیر دعا ہفت جاہت پر پڑھ لیا از قدرت سبحان لم یزل و عز زبیر
آسمان سے آواز آئی منم صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کو کب روٹھنڈہ تیغ پر کے کو کب گرا دیکھا ساتوں پتلے
برہمن پر بلوہ کیا چاہتے ہیں کو کب بیج میں پتلون کے آیا تلوار کھینچ کر لڑنے لگا جسے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے
کو کب نے بچار کر آواز دی او پچھا و تمھاری بھی یہ لیاقت ہر کہ جسے مقابلہ کر جس پتلے کو مارا تھا اس کا سرٹ کر
گرا وہی طاؤس پیدا ہوا پالما سر پڑ کر منقار سے تن پر نصب کروں کو کب نے ماش کا دانہ مارا طاؤس
کو کب کی طرف پلٹا پر کھڑے کہ رقص کروں کو کب نے دونوں پاؤں پکڑ کر طاؤس کو چیر ڈالا افراسیاب نے

سر پہ لیا چھون پتلے بلوہ کر کے کوکب پر آئے کوکب نے تیغ برق تاب سے تلون کو قتل کیا مگر افراسیاب
 وہ بلا سے روزگار ہو کہ کوکب و برہمن دونوں کو جواب دے رہا ہر دونوں دو طرف سے تلواریں کھینچ کر افراسیاب
 پر آئے افراسیاب نے دھاکے دی اور آواز دی اور برق بلا خواران دونوں کو لیتا ایک برق چمک کر گری دونوں
 کے سر زخمی ہوئے تڑپ کر برق آسمان میں ڈوب گئی برہمن تو پیچھے ہٹا زخم سر باز دھنے لگا افراسیاب کوکب پر
 جا پڑا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب نے سایہ میں تلوار کے لیا چاہا کوکب کا سر کاٹ لیا کہ پہلو سے آواز آئی اور شہنشاہ
 کیا کتا دونوں استاد شاگردوں کو مارا پٹا کر دیکھا صرصر شمشیر زن حلقہ ہائے کندہ ہاتھ میں لیے ہوئے قریب فرسایا
 کے آگئی کہا حضور ہاتھ تلوار کا مارین میں حلقہ ہائے کندہ میں گرفتار کر لو گی افراسیاب تیغ خون آلود لیکر بڑھا
 صرصر نے پکار کر کہا دیکھیے برہمن نے بھی سحر کیا افراسیاب اُدھر پٹا صرصر نے حلقہ ہائے کندہ گلے میں افراسیاب
 کے ڈال دیے افراسیاب نے چاہے پٹے جھٹکا مار کر جاب مارا افراسیاب چرخ مار کر اُدھر نے نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمر کہ کلا از سر قیصر برہم	زنگ از رخ تنگ بہ تختہ برہم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سر و سب و ساغر برہم	نعرہ کہ عمر نے آواز دی اے کوکب لینا کوکب و برہمن چلے گئے کہ آسمان سے	

نعرہ ہوا منم مل میاں ز مرد و پویش تڑپ کر گری افراسیاب کی کمر میں بچہ دیا لے بھاگی کوکب و برہمن نے کوہ چڑھ پویش
 کو خوب تباہ کیا عاتقین گرا دیں مکانات جلادے آفر صدا سے فریاد بلند ہوئی سب دائرہ اسلام میں آئے لیکن جب افراسیاب
 نے باران سحر برسایا ابرق کوہ شکافت ہوشیار ہوا زخمی ہو کر بھاگا یہ صبح و سالم نکل گیا برہمن نے کہا احو شہنشاہ
 کوکب بڑا غضب ہوا آپ تشریف لیجائیے میں تلاش میں پیراہن کی جاتا ہوں گلگونہ کو بے بس کو کے لیگی عمر نے کہا
 چالاک گیا ہے کوکب تو اس طرح زخم دار و بقیہ طلسم نور افشان کی طرف روانہ ہوئے برہمن تلاش میں پیراہن کی چلا
 زخم سر باز لیا مگر پیراہن بخون برہمن گلگونہ کو لیکر بھاگی چالاک بھی برابر پھانکے پھانرا اگر وہ ساحرہ تھی تو پ
 نکل گئی چالاک نکل میں مارا مارا پھر رہا نہایت پریشان اس فکر میں کہ جسکے لیے یہ کرد کاوش کی وہ دستیاب نہ ہوئی پیراہن
 لیکر نکل گئی چالاک تو اس فکر میں ہو لیکن پیراہن جو گلگونہ کو لیکر چلی کوہ ہفت رنگ پر آ کر چمکی افہام تاجدار تھا
 وہ بڑھا تھا جو ان چالیس پچاس ہزار آدمی جا بجا اترے ہیں پیراہن جو نہ گھبرائی ہوئی تھی ساحرہ دن کا جو مجمع
 دیکھا سمجھ گئی کہ اس حوالی میں ملازمان افراسیاب ہونگے یہ سوچ کر اتر پڑی افہام نے پیراہن کو بچا کر لیا کیون ملک
 عالم خیر تو پیراہن رونے لگی کہا اے تاجدار جلیل جو سنا کرتی تھی اسی کا ظہور ہوا مسلمانوں سے جو ابھرا اٹھا گھر تباہ
 ہوا بی گلگونہ پر شہنشاہ عاشق تھے حوتون قہ کیا اُسے شہنشاہ کو نہ قبول کیا عمر قید ہو کر وہیں گیا انکو بھی راکھ پھر

شہنشاہ نے میرے سپرد کیا عیاروں نے آفت برپا کر دی برہمن روئین تن بھی پونچا میں اس ظالم کو لے بھاگی کوہِ مستح
 ہو گیا ہوگا گلگونہ کو چادر میں پیٹے ہوئے ہوں افہام نے کہا میں تو دیکھوں بیان بھی شہنشاہ کی عملداری ہر اسی مقام
 پر قتل کیجئے پیراہن نے گلگونہ کو چادر سے نکالا ثابت ہوا پردہِ سحاب میں ماہ تابان تھا برق عارضِ انور چمکی فہما
 کی آنکھ چھپک گئی بعدِ عرصہ دراز نگاہ قائم ہوئی دیکھا ایک نازنین پری پیکرِ سمن بر عارضِ رشک قمر ابرو سے خمدار
 خنجر آبدار آنکھیں زکس شہلا حُسن و جمال کا جلوہ سرا پا خوب معشوق مرغوب سر و قد غنچہ دہن جوہن کا اُتھار
 بقول مصنف تارستان کی کیا لکھوں تعریف : یہ تو سیوہ ہر باغِ رضوان کا افہام کی آنکھوں میں آنہ ہیرا
 آگیا قلب تھرا گیا آثارِ حضرت عشق کے ہویدا و آشکارا شل طائرِ بسمل چین بقرار آہ کھینے سے کل لئی چایا گریبان چاک
 کروں منہ پر خاک ملوں لہرا کر اگر ابھوش ہو گیا خدمتگار صاحبِ شہر یا شہر پار کر کے دوڑے گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا
 آنکھ کھولی مصاحبوں نے عرض کی کیوں حضور مزاج کیسا ہی افہام نے ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا یا رو کیا کہوں یہ
 مژگان نے دل کو مشک کیا یہ نوبت بہم پہنچی نظم

لا چکا حسنِ جہان سوزِ حرار اپنا
 گنگ کو ہونہ فرا موشِ اشار اپنا
 حق تو یہ ہی نہیں تقدیر سے چار اپنا
 گنہِ عشق میں ہیں یہ کفنِ راز اپنا
 ہم بھی دو ٹکڑے ہوں دل بھی ہو پار اپنا
 خود پسندوں کو مبارک ہو نظرِ راز اپنا
 کشتیِ دہل سے نہو دیکا گزار اپنا
 ہم زمین پر ہیں فلک پر ہستار اپنا
 غوطے کھلوتا ہے ساحل سے کنار اپنا
 منہ نہ دکھلانے ہمیں عمر و بار اپنا
 اس قلم و مین جو مدت سے اجا ر اپنا

کھینچے برق تجلی کو اشار اپنا
 یادِ خاطر سے جنبش ترے مژگان کو صنم
 کسی تہ میرے ہاتھ آئے پائے بت شوخ
 رنگِ زرد و لبِ خشک و شرکِ خونِ آلود
 تیغِ ابرو بھی چھل تیغ کے ساتھ ادوتِ اقل
 آئے صاف ہوا دورِ سکندر آیا
 راہ دے صورتِ موسیٰ ہمیں بحرِ ہستی
 زیرِ دیوار ہیں ہم بامِ کے اوپر وہ ماہ
 بحرِ ہستی میں یہ طوفانِ ہر عدم ٹھنڈے سے
 صبحِ محشر بھی نہوں خواب کد سے بیدار
 سالہا سال سے تحصیلِ سخن ہو آتش

صاحبِ کبریا نے کہ حضور نے یہ کیا فرمایا طرفِ ملکِ گلگونہ کے دیکھ کر اشارہ کیا کہ اس قاتل نے مارا سحر
 افسست کہ خونِ کرد و دل جڑ دے رازِ بسمِ ابتدا کتابِ نظرِ ہست کسی رازِ پیراہن نے کہا

ایران تمام اپنے کو بھالوایا نہ کہ زوال دولت ہو اس معشوق پر افراسیاب عاشق ہوا ہر کئی برس قید کیا اس
 ظالم نے نہیں مانا اب تو دشمنی پڑی عرافہام نے کہا ای پیراہن عمر بھر کو غلام ہو جاؤ گا تم میرے حوالے کر دین
 اس معشوق سرکش کو راضی کر دو گا پیراہن نے کہا اسے ظالم نے شریک سلطان ہوئی ابھی ابھی ہمارا پیار آبلو ملک
 یون تباہ ہوا یقین ہو کہ اب کوئی سامری و حبشہ کا نام بھی نہ لگا میں اسرا سطلانی تھی کہ اپنے ملک پر گت
 کھائی بیان ٹھہر کر آرام لون تم ہاے و اے کر رہے ہو اس ظالم کا رکتار دشاہان جلیل سے دشمنی پیدا کرنا ہر فرشتا
 تو اس پر عاشق ہو کو گب روشنفکر برہمن رو میں تن تو رافشان چادو ملک مصرخ نامدار تھو عیار سب
 دشمنی کرینگے افراسیاب خاک اڑا دیگا افرام نے ہاتھ باندھ کر کہا ای صربان صاحب جو دو احسان افراسیاب
 کا ہیکو دشمنی کرے گا افراسیاب کو تو اسنے قبول نہیں کیا میں خود گلزار کی کرے گا افراسیاب کا بھی کدو لگا کن
 معشوق کو رکھ کر کیا کیجیے گا پیراہن نے کہا تو اپنی ہی کے جاتا ہو چارے بھجانے کو نہیں خیال میں لاتا تو بکا کر میں
 لیے جاتی ہوں اور کمین جا کر ٹھہرونگی یہ کھڑ جاہا ملک گلگونہ کو اٹھالے افرام نے گولہ مارا اور کہا کہ اونا لائق
 معشوق کو ہاتھ نہ لگانا خون کے دریا بہینگے پیراہن تڑپ کر کہہ رہے ہوئی ورنہ گولہ سینہ توڑ کر کل جاتا افرام
 نے جادو کروں کو اشارہ کیا اسکو پر دو جو نٹے پڑے میرے سامنے لاؤ اب تو پیراہن بھی سنبھلی گئی ہاتھ
 بیچاں ہزار ساحرون پر گری پچاس ہزار ساحر بلوہ کیے ہرے چاہتے تھے کہ گرفتار کر لیں پیراہن جب کوک لگی
 بیچاں کے سر اڑا دیے کبھی برق بنگری سنو کو مار کر کل گئی ہنگامہ ڈال دیا بھی خبر رسائے کبھی ایسا سحر کیا کہ
 اندھی سیاہ چلی جادوگر سرکار مرے دریا سے خون بہا افرام کتا ہی یار دس ملکر گرفتار کر لو پیراہن کہتی ہو کیا
 تو بھی میرے حق میں مسلمان ہو گئے جس بلورے ان ظالموں نے بلوہ کیا سو اسے بھلنے کے اور کچھ ذہن بڑا
 عرافہام ملک تباہ گردونگی لاشوں سے میدان بھر دوں گی اب کچھ جادوگر پیار پر میں کچھ زبردہ کر پیراہن نے
 کوک کر گری پیار کو بخش ہوتی ہو پھر برس رہے ہیں افرام بھی سحر کر رہا ہو پیراہن چاہتی ہو لو بھٹکے
 گلگونہ رنگین پوش کو لیلون بیان سے لیکر نکلاؤں کوہ تک اب رسائی نہیں ہوتی جادو کروں کے پرے
 بندھے ہوئے ہیں مگر پیراہن کے سحر سے عاجز ہو رہے ہیں آپس میں ایک سے ایک کتا ہی یارو چارے
 شاہ نے بیٹھے بیٹھے یہ کیا آفت مولیٰ چین سے بیٹھے تھے اُسین فرق آیا دتل بارہ ہزار جادوگر مار گئے
 ہو اسے گرم چل رہی ہو ہر شاخ تر جل رہی ہو تمام صحرا گلزاری پوش دریا سے خون کا جوش و خروش
 قضاے کا رہنما متر جالاک بن عفر قلاش میں ملک گلگونہ رنگین پوش کے پہنچ گیا دیکھا کہ پیراہن

پچاس ہزار جادو گردن میں گھری ہوئی بٹے جوش و خروش سے داری ہو چالاک حیران ہوا کہ یہ بیان کمان آکر
گھری دے گلگو نہ کیا ہو گئی سر اٹھا کر دیکھا بر سر کوہ ملک گلگو نہ بیوش پڑی زبان میں سوزن صد جادو گرد گرد
کھڑے ہیں چالاک جادو گرد بنکر تیار ہوا ایک ساحر سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو کیا ہنگامہ ہوا اس جادو گرد نے سب حال
بیان کیا چالاک شکر کنار سے ہوا بالاسے کوہ پہونچا دیکھا ملک بیدار ہیں آنکھیں کھولے ہوئے چار جانب دیکھ رہی ہو چالاک
کا دل نچڑے ہو گیا کہ ایسی مریضیں پر آفت مٹو مٹو کرتا ہوا قریب پہونچا کہا یا روزگار ہٹ جاؤ ہمارے تاجدار نے کچھ پیغام
بریا ہر وہ ہم ملک سے کہیں گے یہ کس قریب آیا آگہ ملا کر کہا میں آپ کی زبان سے سوزن لیتا ہوں بڑی عتکندی یہ ہو
کر کسی سے ابھرنیں اور بھڑکھل چلو ملک نے اشارہ کیا ہو چالاک کوئی بھٹک نہ روک سیکے خدا چاہے تو دیکھ کر کل جانوگی
چالاک جھپٹ کر قریب آیا زبان سے ملک کی سوزن لی آپ تو بھاگ کر کنار سے ہوا گلگو نہ تڑپ کر اٹھی گویا فتنہ خبیثہ
بیدار ہوا افہام نے پلٹ کر دیکھا کہ گلگو نہ گاتی باز سے ہو رہی ہو گھبرا کر کہا ارے یارو یہ کیا غضب ہوا اگر اسی
طرح ہماری موت ہو تو مجھو رہی ہو دور نہ کسی کی کیا مجال کہ نگاہ کج سے دیکھے افہام نے کئی سحر کیے گلگو نہ نے
وضع کر دیے پیراہن نے جو دیکھا کہ گلگو نہ رہا ہونی سمجھی کہ عیار بیان بھی آپہونچے نگوڑے بلاے روزگار ہیں
طرف ملک گلگو نہ کے چلی کہ جا کر اسکو گرفتار کروں لیکر کل چلون ملک نے گول مارا پیراہن نے کاٹا ایک آنڈھی یا
اٹھی گلگو نہ نے اسی واسطے یہ سحر کیا جادو گرد سر ٹکرانے لگے گلگو نہ ستارہ بکھر چکی آسمان میں ڈوب گئی افہام
پیراہن دو وزن چار جانب دیکھنے لگے افہام تو شری ہو گیا سر ٹکراتا پھرتا ہوا کتا ہوا بے مشوق کیا ہوئی میں انکے
فراق میں زندہ نہ رہو نکا کالی راتیں بھر کی کیوں ٹکڑبڑ کرو نکا تڑپ تڑپ کے جیتے جی مرو نکا نکا

ہوتا ہر تیرے عشق میں بل جل کے دل تمام
حقا کہ عشق رکھتے ہیں تجھے حسین و ہر
پکاتے زخم ہر پراے ترک کیا کرین
دیکھا ہو جب تجھے عرق آگیا ہوا یار
عشق بتان کا روگ نہ ادا دل کا مجھے
قدسی بھی کشتہ ہیں تری شیر ناز کے
درد فراق یار سے کتا ہوا بند بند
ساری عدالت الفت صادق کی ہو گواہ

کرتی ہر روج مرحلہ آب و گل تمام
دم بھرتے ہیں ترا بت چین و چکل تمام
خالی ہیں تیل سے ترے چہرے کے کل تمام
غیرت سے ہو گئے ہیں حسین منفصل تمام
تھکوا کے خون کرتا ہوا زارِ بل تمام
مارے ترے ہیں متصل و منفصل تمام
اعضا ہمارے ہو گئے ہیں مضمحل تمام
تھرون سے جی پھی ہوئی اپنی بل تمام

نہ ہوا خون تھوڑا سا

لغت سے ہو گئے ہیں موافق نخل تمام
چھپتی ہوا ہے سینہ مشک ہر دل تمام
وعدے کا دن سمجھ لے وہ جان گل تمام
ارباب انجمن ہوئے آتش نخل تمام

کرتے ہیں غیر بارے میرا بیان حال
تیرنگہ ناز کار بہتا ہے سامنا
ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ سے
خلوت میں ساتھ یار کے جاننا نہ تھا تعین

پیراہن نے جو افہام کو اس حال زار میں دیکھا غصے میں کڑک کے گری افہام کا کام تمام کیا تمام ساتھ دوسرے
بھاگے یہ بھی وہاں سے چل کھڑی ہوئی ایک صحرا میں جا کر سوچی کہ اے پیراہن گھر بار چھوٹا ملک وہاں ہے
ہوا کیسے بریدہ بھی نکل گئی افراسیاب بت رنجیدہ ہو گا لشکر مسلمانان میں گئی ہوگی وہیں چکر آفتاب
کروں پچاس ہزار جادو گردن سے طرف لشکر اسلام کے چلی کوئی دو کوس رہتے ہو گیا ہو گا کہ دیکھا ایک مقام
پر ساٹھ ستر ہزار جادو گردن اترے ہوئے ہیں بارگاہ زلفی استاد ہے ایک نازنین نہایت حسین تخت پر بیٹھی ہے
گردنیں جلسین جلسین جمع ہیں پیراہن نے بظہر غور دیکھا پہچانا کہ میری خال زاد بہن ہے یعنی ملک سوزن شہزادہ
پیراہن خوش ہو گئی اتر آئی سوزن نے جو پیراہن کو دیکھا بہت پریشان پایا اس کا ملک بہت وسیع تھا اس
سب سے ساتھ متانت کے کھڑی ہو گئی اور کہا ہمیشہ خیر تو ہے پیراہن نے قریب آ کر کہا میں کیا کہوں عجب
مصیبت میں ہوں سوزن اسکو لیکر بارگاہ میں آئی مقام صدر پر چلے دی پیراہن تراپنے جاے سے ہر
تھی حال اپنا رو کر بیان کیا اور کہا بوا تم خوب جانتی ہو کہ مقام غار افراسیاب پر ساحران زبردست ہر
امتحان جاتے ہیں میں جب وہاں گئی سند کمال پانی بڑے بڑے جادو گردن نے اپنا افسر جانا لیکن غیاروں نے یہاں
تنگ کیا کہ ملک مال سب چھوٹا بھی غصے میں افہام کو مار ڈالا اب تلاش میں گلگونہ کیسے بریدہ کے لشکر مسلمانان پر جاتی
ہوں وہاں جا کر اسکی چٹیا لوگی ہر خر و بہار کی بھی قضا میرے ہاتھ سے ہے سوزن نے کہا بوا تم نہ گھبراؤ میرے
پاس بھی فرمان شنشائی آیا تھا چلو میرے ساتھ چلو یہ سب لشکر تمہارا ہی ہے میں آنکھوں سے خد متگزار رہی گردنگی
چونکہ پیراہن گھبراہٹی ہوئی تھی سوزن نے بہت تسکین دی پیراہن خوش ہو گئی کہا بوا میرا تو یہ ارادہ تھا
کہ یوہن جا کر لشکر مسلمانان پر گردن افسردن کو قتل کر ڈالوں گلگونہ کو پکڑ لیا جو سوزن نے کہا فوج کو
لشکر ساتھ لیجیے بارگاہ و خیمہ سرا پر دے سب کچھ حاضر ہیں اول تو حسب طرح آپ کو منظر رعبہ طبل جنگی بجا کر اڑھینے
مسلمانوں کے کھینچے ہیں دھوئیں اٹھیں بہر نوع پیراہن سوزن کے ساتھ ہوئی لشکر کو ہمراہ لیکر کوچ کیا
پہلا لاک اس موہ کے سے بھاگ کر ایک صحرا میں آ کر ٹھہرا تھا کمانہ تھا شب کو ایک درخت پر سو رہا صبح کو

نخل سے اتر چاہتا ہو کہ لشکر کی طرف روانہ ہوں کہ آسمان سے برق چکی دیکھا ملکہ گلگونہ اگر پہنچیں چالاک نے
 صورت اصلی دکھلا کر آواز دی ذرا حضورِ نضر جیسے گلگونہ نے چالاک کو دیکھا خوشی خوشی اتر آئی چالاک کے ہاتھوں
 کو بوسہ دیا کہ اتنے جان بچائی چالاک نے کہا ملکہ جاوے یہی کام ہیں اب چالاک اور گلگونہ ملکر ساتھ چلے صحرا
 کا مقدس مری مری مری بالطبع صحرائین بڑا تکلف چلے آتے ہیں کہ آسمان پر فرنا ہوا سر اٹھا کر دیکھا ایک باز بلند پرواز نے طاؤس
 کو گھیرا ہوا اپنے ماتا ہوا زمین پر لانا ہوا ملکہ و چالاک بھی تماشہ دیکھنے لگے باز نے ایک نیچہ آنکھ چار طاؤس
 زمین پر گرا باز گندے باز کو کر سینے پر آیا طاؤس کو نوچنے لگا کہ صحرا سے گرد اڑی کڑا کے کی سم مرکب کے بعد بلند
 ہوئی ایک فوجدان تاجدار گھوڑے پر سوار اس خیال میں کہ باز میرا شکار سے باز نہ آئے گا آتے معلوم ہوا دوسرے
 جو اس تاجدار نے باز کو دیکھا گھوڑے سے کود پڑا چمکا کر باز کو اٹھا لیا طاؤس کا سینہ چاک کیا باز کو دیا باز کھانے
 لگا بیلے قراول میرا شکار کچھ سوار پیدل آکر چوبیسے اس جوان تاجدار نے جب باز سے اطمینان حاصل کیا پست کر
 ملکہ گلگونہ کو دیکھا دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا اسے واسے کرنے لگا چالاک نے کہا ملکہ گلگونہ یہ بھی تیرا شکار
 ہوا ملکہ کے تیور پر بل پڑ گئے مگر وہ تاجدار کستا ہوا دوڑا اور جان بھان ہوا آرام دل مشتاقان میری جان جانی
 ہوا اب میری زندگی اور موت تمہارے ہاتھ ہر دل پر قابو نہیں اپنے ملک کا بادشاہ ہوں تاج تخت کا کھواختیا
 ہوں میں غلامی کو حاضر ہوں کسی مقدس میں دخل نہ دوں گا امیدوار ہوں کہ عرض میری قبول ہو سعادت

رہال حصولِ نظم

میرا سوال ہی مرے خون کا جواب تھا
 و بگوئیوں سے تیری کبھی کامیاب تھا
 آرام شکوہ ستم اضطراب تھا
 اُس کے خیال میں ورنہ انتخاب تھا
 شب حال غیر مجھ سے زیادہ خراب تھا
 یوں بھی تو مجھ میں غم و رنج و عذاب تھا
 دیکھا تو ہنسنے آنکھ نہ لگنا بھی خواب تھا
 آنکھوں میں شرم تھی نہ نظر میں حجاب تھا
 سنبھل کو تیری زلف کا ساپچ و تاب تھا

روز جزا جو قاتل و بگو خطاب تھا
 صبح پہ طعنے زن مری ناما کیوں پہ کیا
 پھر نے سے شام وعدہ بھکے یہ کہ سو رہا
 کیا کیا شکن دیے تین دل آزار کو مگر
 عاشق ہوئے ہیں آپ کہیں گواہی پہ ہون
 وقت و دواعیے سب آزر دہ کیوں ہو
 وہ چشم انتظار کمان یا رب بعد مرگ
 بے پردہ غیر سے ہوا ہو گا شب کہ صبح
 دیکھا نہ ہو یہ رشک و حسدہ بلا کا آج

جو دل میں شعلہ تھا وہی آنکھوں میں آب تھا
ناصح سے بھلاؤ آج تلک اقبال تھا

ہوں کیون نہ محو حیرت نیز نگہاے شوق
کیا جی لگا ہوا نہ گروہ یار میں عبث

ملکہ نے جھڑک دیا کہ کیا یہودہ کجا ہو ملازمون نے دیکھا ہمارے آقا کو اس عورت نے کون سخت کہا سبھ طرف سے
بلوہ کر کے چلے ملکہ نے چند سنگریزے اٹھا کر مارے کئی کے سر پھٹ گئے اخلاص تاجدار نے جب دیکھا کہ کئی
جادوگر اس ناہن نے مارے دام جمشیدی مارا ملکہ دام میں پھنسی برق بن کے تڑپا جال کو توڑ کر الگ گری
جال جل گیا معلوم ہوا بے دام کا تھا جال پھیلا یا دام کیسوں میں خود پھنسا ملکہ نے دیکھا پانچ ہزار جادوگر آگے
چالاک تو بھاگ کر ایک تھل کے نیچے چھپا جادوگر بنکر نکلا دو چار حقہ ہائے آتش بازی مارے اخلاص تاجدار
کے ساتھ پانچ ہزار ساحر تھے جب ملکہ نے دیکھا اخلاص تاجدار ہر مرتبہ کلمات لاٹال کہتا ہوا میری جانب
آتا ہوا تھک چکا دیا اخلاص کے دو ٹکڑے ہوئے پانچ ہزار جادوگر وں نے دیکھا کہ اس نازنین نے تھوڑے
ایک عرصے میں کئی سو جادوگر وں کو مارا افسروں نے فریاد کی طناز سنگستانہ از سب کا افسر تھا اسے پہنچا
کہا یا رویہ ملکہ گلگونہ رنگین پوش ہوا اسکے سحر سے کوئی تیجیگا بہتر یہ ہو کہ اطاعت کرو و مال سے ہاتھ
باندھ کر خود سامنے آیا اور کہا اے ملکہ عالم میں نے آپ کو پہچانا مر جان الماس پوش کی آپ دختر بلند خیر
میں طناز مع لشکر مطیع اسلام ہوا اسی مقام پر بارگاہ استاد ہوئی ملکہ مقام صدر سپاہ کوٹھیں دو دن اُسی صحرا
میں صحبت عیش و نشاط آراستہ رہی تیسرے دن ملکہ نے کوح کا حکم دیا طرف لشکر اسلام کے چلین آج سب
زکر لشکر ملکہ ہمرخ واجب و لازم ہو ملکہ ہمرخ مع سرداران تہمتن و تاجداران صفت شکن کے جلوہ گر
ہتھن اول خواجہ و برق آکر پہنچے تمام حالات بیان کیے لشکر میں خوشی ہو رہی ہو ملکہ ہمرخ سریر جہان بانی پر جلوہ فرما
ہیں کہ چرند و پرند ہر کار سے آکر حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی سپر اہن نہ قبا و سوزن رشتہ دار مع ساتھ
ہزار فرج کے برے غصے میں آئی ہیں جابجا جو شکست پائی ملکہ حیرت سے عرض کی ہو کہ حضور کنیز کے مقد
میں دخل نہ دین سب مسلمانوں کی مشکین باندھ کر حاضر کر دوں گی اگر حکم ہو سب کے سر کاٹوں ملکہ حیرت نے کہا
تھیں اختیار ہو و وفون نے طبل جنگی بجایا ایل انکا ارادہ ہو کہ کلک مہر کہ آراے ہر و ہون آتش کینہ و غنا و فدا
دو بالا کرین ملکہ ہمرخ نے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی افضل زیویہ بتائید ربانی برائے مقابلہ سپر اہن و سوزن
طبل جنگ نیچے غرض بیان بھی طبل رزمی پر چوب چوبی و ونون لشکر وں میں تیار بان ہونے لگیں سب
تیار بھی موجود ہیں جسٹ طبل جنگی بج چکا برق زنی اپنے مقام سے اٹھا خواجہ نے فرمایا کیون جی میان

برق کمان چلے برق نے کمال شکر کی سیر کرنے جاتا ہوں عمرو نے کہا تم عیاری کرنے جاتے ہو کبھی عیاری تم سے
 ذہن پڑی ہی ذہن پڑی جا کے اُسے ہوشیار کر دو گے برق نے کچھ جواب نہ دیا باہر آیا جانسوز بن قرآن
 سے ملاقات ہوئی جانسوز نے پوچھا کہ بھائی برق کمان چلے برق نے اشارہ کیا کہ طرف لشکر سوزن و
 پیراہن کے جاتا ہوں جانسوز نے سر ہلا دیا برق جا کر لشکر جادوگران میں بیونچا پیراہن ایک
 بارگاہ استاد کر کے شہری برق پھرتے پھرتے اُنکی بارگاہ کے دروازے پر آیا دربانوں سے دریافت کیا
 معلوم ہوا کہ سوزن بھی اسی بارگاہ میں ہی برق نے کنارے آ کر ایک رقعہ تیار کیا صرصر کی شکل بن کر دربارگاہ
 پر آیا چوہارون سے کہا جا کر بی پیراہن سے عرض کرو کہ صرصر شمشیر زن فرستادہ ملک حیرت در دست
 پر حاضر ہو جو بدارنے جا کر پیراہن سے کہا حکم ہوا بلا لو برق اندر آیا پیراہن کو سلام کیا رقعہ بے تکلف
 ہاتھ میں دیر یا پیراہن نے دیکھا لکھا ہی پیراہن وہ رنج و ملال نئے اٹھانے جسکا بدلہ ہی ہو جو ارادہ نئے
 کیا گر سوزن کو تھوڑی دیر کے لیے صرصر کے ساتھ کر دو پیراہن نے کہا ای سوزن شاید ملک حیرت نے
 تمہارے لیے کوئی سحر بھیجا ہو یا صرصر سے ٹھیکہ میں حاصل کر لو سوزن اٹھی برق سوزن سے باتیں
 کرتا چلا ایک خیمے میں لایا کہا ایک انگیٹھی میں آگ روشن کیجئے سوزن نے آگ روشن کی صرصر نقلی نے لوہان اپنے پاس
 سے نکالا اور کہا ای ملک اسے آگ میں ڈالو اُسے جیسے ہی لوہان آگ میں ڈالا دھواں نکلا سوزن بیہوش ہو کر
 زری برق نے نعرہ کیا نعرہ برق منم برق رقتاہ خنجر گزار پئے منم یکے لیکن گران ہر ہزار پئے سوزن کی زبان میں
 سوزن دی اور شہارہ بانہ حکمے بھاگا پیراہن نے جب دیکھا کہ عرصہ ہوا کہا اسے دیکھو تو سوزن کیا کر رہی ہیں
 غلام اسکا پردہ پوش کھڑا تھا جیسٹ کر اُسے دیکھا کہا حضور کوئی عیار تھا ملک سوزن کو لیکھا کہا ای پردہ پوش
 لبتا کنارے پر لشکر کے زیر درخت چنار شہارہ درست کر کے بانہ رہ رہا ہی یہ غلام چلا حقیقت میں برق کنارے پر
 لشکر کے آکر شہارہ سوزن کو درست کر رہا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم پردہ پوش غلام ملک پیراہن
 برق نے چاہا شہارہ چھوڑ کر بھاگوں جست کی تھی پردہ پوش نے سحر کیا برق کے پانوں زمین نے پکڑ لیے
 پردہ پوش اتر نیچے لیکر طرف برق کے چلا برق نے تڑپ کر دعا کی کہ پہلو سے آواز آئی اور پردہ پوش
 کیا کرتا ہو خبردار قتل دکرنا پردہ پوش نے پٹ کر دیکھا کہ پیراہن چلی آتی ہو کہا حضور آپ نے کیوں
 حکایت کی پیراہن نے کہا تو عیار کا لباس عمر قطع کرتا ہی بیان حکم ہو کہ بدون حکم افراسیاب کوئی عیا قتل نہ ہو
 یہ لکھ پیراہن نے کہا دیکھ شہنشاہ آتے ہیں جیسے ہی پردہ پوش اُدھر ملتا نعرہ کیا منم جانسوز اور خنجر مارا

پروہ پوش کا پردہ کھل گیا برق کے پانوں زمین نے چھوڑ دیے جانسوز نے کہا ای برق پشتارہ اٹھاؤ برق چلا
 کہ پشتارہ اٹھائے بیان پیراہن نے نقشہ دیکھا کما غضب ہوا پروہ پوش مارا گیا یہ کلمہ دکر کی جانسوز برق سے
 کہراہی کہ بھاگواتے ہیں آسمان سے نعرہ ہوا ہم پیراہن نے قبا جانسوز اور برق دونوں چاہتے تھے کہ بھاگ کر
 ٹھیکین پیراہن نے سحر کیا دونوں دوکھڑا کر کے اور جادو گر بھی آگئے تھے لشکر میں ہلڑ ہوا کہ برق و جانسوز
 بکٹے گئے جادو گروں نے آکر دونوں کی شکلیں بانہ صین سوزن کو ہر شیار کیا سوزن گھبرا گئی پوچھا لڑ کیا
 ہوا کہنا تکو برق گرفتار کر کے لیچلا تھا غلام بھی میرا مارا گیا جادو گروں سے اشارہ کیا ان دونوں کو لیجا کر
 قید کر و ساحروں نے لیجا کر قید کر دیا پیراہن اور سوزن آکر ایک ہی مقام پر ٹھہرے پیراہن نے کہا ای
 سوزن ساتھ ہوشیاری کے رات بسر کر و سوزن نے کہا اب میں نے سونا بھی موقوف کیا سب جمع ہو کر صبح
 صبحت میں شراب چنے لگی قندے کا رخا جہ عمر و کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے تھے اتنے میں ہر کاروں نے آکر
 خبر دی کہ برق و جانسوز گرفتار ہو گئے خواجہ گھبرا گئے ایک جانب چلے دیکھا ایک مقام پر خیمہ استاد و صحبت
 آراستہ ہو پیراہن اسی جیسے میں مقام صدر پر بیٹھی ای سوزن پہلو میں تھکن ہر انیسین جلیسین حاضرین
 ایک گائن بعد سوز و گداز یہ اشعار گاری ہوئے

ای ترک دروہی تری جھوٹی شراب کا
 پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا
 آئینہ بروج بن گیا ہی آفتاب کا
 بوسہ لیا جو میں نے ٹپ کر رکاب کا
 چھڑکاؤ ہو رہا ہی زمین پر گلاب کا
 انگوڑے خوش آتا ہی کھینچنا شراب کا
 مطلب کو فوت کرتا ہی کیرا کتاب کا
 باہر نکالا سیل نے خیمہ جاب کا
 محتاج موصیٰ جینی نہ دیکھا خضاب کا
 کعبہ ہو نام ایک گنشت خراب کا
 یوسف کے منہ سے لطف ہی تعبیر خواب کا

کتے ہیں عطر جھکویہ مردم گلاب کا
 خط و بکھو پیچھے یار کے ہاتھوں میں نامبر کا
 دیکھا ہی تو نے سامنے رکھ کر جو اسپن منہ
 کیا کیا طرار سے تو سن جاؤ نہ بھرے
 مشق خرام میں عرق افشان ہو روئے یا
 آئے کے دور کھینچنے سے رکنا ہی دم مرا
 حرص و ہوا کو۔ سینے میں غافل جگہ دے
 خانہ خرابی پر کمر موج بند مدح کی
 زینت پسند وہ نہیں جو ہیں شکستہ دل
 کرتے ہیں سجدہ اسکی طرف کیا سمجھ کے لوگ
 رویا کا حال یار کے آگے کہو نگامین

دریائین ڈال دھرے مردے کو درختوں
اڑتے دکھائی دینگے پروں کی طرح سے
آتش کی آرزو ہی ای شہسوار ہی

آباد ہوا سیر سے زندان جباب کا
کھینچ گیا صدرہ دام مرے اضطراب کا
اسکا غبار سرسہ ہو چشم رکاب کا

خوب جلسہ آراستہ و پیراستہ ہو کہ آسمان پر سناٹا ہوا رلیا افراسیاب جاو و تخت پر سوار تخت آکر رکھا گیا سب
واسطے استقبال کے اُنھے پیراہن نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کے آنے کا کیا باعث ہوا اُس نے کہا میں نے
سنا کہ تھے جلی جلی بجا یا ہو کل مسلمانوں سے مقابلہ ہو دل کو آرام نہ آیا میں نے کہا کہ جا کر دیکھوں عیار
بیان بلا سے روزگار میں پیراہن نے کہا میں نے دو عیار گرفتار کیے افراسیاب نے گلے سے لگا لیا کہا ای
پیراہن بڑا کام کیا عیار قیامتیں برپا کرتے ہیں پیراہن نے سب حال بیان کیا افراسیاب نقلی ہو
میں رنگ جہا رہا ہی لیکن بیان صر شمشیر زن پاس حیرت کے بیٹھی تھی اس نے کہا حضور دو عیار کرے
گئے ہیں اب عیاروں کا تانا لگ جائیگا ذرا وہاں کی خبر منگو ایسے حیرت نے یا قوت سے اشارہ کیا کہ ذرا جا کر
خبر تو لے دیکھ تو دربار میں کیا ہو رہا ہی یا قوت وزیر زادی پللیا قریب بارگاہ پہنچی پردہ اٹھا کر دیکھا کہ
افراسیاب جاو و مقام صدر پر بیٹھا ہوا ہے لکڑی چھپے مٹی چوہا رہنے کہا کیوں بی وزیر زادی خبر تو ہی یا قوت
نے کہا افراسیاب مقام صدر پر جو بیٹھا ہوا نقلی ہو چوہا رہنے پوچھا تھے کیونکر جانا اس نے کہا ہلکو ملک حیرت نے
بھیجا ہی عیار جو پکڑے گئے ہیں سب کو فکر ہو کہ اب عمرو پیراہن کو مار ڈالے گا عیاروں کو چھڑا لے گا لنگوڑا
عمرو افراسیاب بنا بیٹھا ہی شراب کا ذکر ہو رہا ہی چوہا رہنے کہا ای ملک اگر یہ عمرو ہی تو چلو تم تم ملکر
گرفتار کر لیں ہمارا تمھارا نام ہو گا ادھر نخل کی آڑ میں آؤ میں تیرے بتلا دوں یا قوت چھپے مٹی چوہا رہا میں
کرتا ہوا چلا کہ تم سحر کرنا میں ہاتھ پکڑ لوں گا یہ کہتا ہوا نخل کی آڑ میں لیکر آیا کہا دیکھو سا نے ملک حیرت خود آتی
ہیں وہ پلٹی تھی کہ چوہا رہنے حلقے کند کے مارے اور نعرہ کیا منم ضرغام شیر دل اور یا قوت کو بیہوش کر کے
زیر نخل ڈال دیا پھر ضرغام جھپٹ کر بارگاہ میں آیا افراسیاب نقلی کو سلام کیا اور اشاروں میں سمجھا دیا کہ وہ
نہا در جلدی کیجئے آپ کی فکر ہو رہی ہو عمرو نے کہا ای پیراہن جلد شراب منگو ادھر ضرغام شکل چوہا رہا ہی
وہاں میں میں گھبراہو خواجہ جلدی کر رہے ہیں گر وہاں یا قوت کو ایک ساحر نے ہوشیار کر دیا پوچھا کہ ای
وزیر زادی یہ کیا معرکہ تھا اُس نے جہا بیا عیار بھلے بیہوش کر کے ڈال گیا لنگوڑے ہر مقام پر موجود رہتے ہیں
دیکھ کر یا قوت بھالی ملک حیرت کی خدمت میں آئی کہا ای ملک عالم عمرو وہاں بصورت افراسیاب رنگ جہا رہا

ضرغام بھی موجود ہوگا آپ جلدی جائیے ورنہ دونوں کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی یہ سُکر حیرت جھپٹی برق نگر
آسمان پر چمکی مصوّر و صورت نگار عقب سے چلے ساحرون نے جو خبر سنی سب اپنے اپنے مقام کے اٹھے
چار جانب سے آکر بارگاہ پیراہن کو گھیر لیا خواجہ بیان گھبرا رہے ہیں دل کو دھڑکن قلب کو پھڑکن ضرغام
وہ عین مانگ رہا ہی سپردگار قتل و کعبہ کی عیاری کو پورا کرنا ایسا نہو کوئی زوال آجائے ای مصبو و حقیقی
ای رب تحقیقی تیری صفت میں کیسا کروں تو مالک بے نیاز ہی تو خالق کار ساز و بندہ نواز ہی کشت و دیر میں

تیرا ہوا جلوہ ہی چشم و حدت شرط ہے

ما شود زان بندگی حاصل مذاق
در عبادت تندرست و چست و چاق
پیش آن شاہنشہ ملاطفت
وہ طلاقش رہ طلاقش رہ طلاق
گر شوی اندر جان از جنت طاق
شاعران ہند و ایران و عراق

کن عبادت با ہزاران اشتیاق
سست باش ای بندہ ہنگام گنہگار
سرنگون شود در سجود و بند گے
زال و نیا چون زن شوہر شست
در تجرّد و دیار شے و فہر
بر کلامت ہندیا تحسین کنند

خواجہ کو بھی جلدی تھی شراب منگا کر بیہوشی ملائی چاہتا تھا کہ پیراہن کو پلا کر قتل کرے کہ آسمان سے برق
چمکی اور آواز آئی اوسا ربان زادے تو پیراہن کو جامہ ہستی سے باہر کیا چاہتا ہی پیراہن شراب نہ پینا
عمر و سنے یہ آواز جو سنی جام کو پھینکا چاہا جگر ماروں حیرت نے وہیں سے سحر کیا خواجہ و ضرغام دونوں گر
ساحرون نے گرفتار کیا حیرت نے آکر کہا ای پیراہن غضب ہوا تھا اول میں نے تمہاری خبر کے واسطے یا تو
تو بھیجا اُسکو ضرغام نے بیہوش کیا مگر جب کسی طرح وہ ہوشیار ہوئی تو مجھ کو خبر دی اتنا بہتر ہوا کہ خواجہ
و ضرغام دونوں قید ہوئے جہان برق و جانسوز میں وہیں عمر و ضرغام کو بھی لا کر رکھا پیراہن
نے کہا عیاروں کو قتل کروں حیرت نے کہا کل سرداروں سے مقابلہ کر دین شہنشاہ کو عرضی لکھو گی عیاروں
کے بارے میں جب حکم آجائے گا تب تمہیں اختیار ہو لیکن نگہبان عمدہ مقرر کرو پیراہن نے اُسی وقت دربار
زندگیاں پر کئی ہزار ساحر مقرر کیے اور سب کو حکم دیدیا کہ شب بھر جاگتے رہنا ملکہ صرخ دربار میں
جلوہ فرماہیں بہار و مخمور آپس میں صلاحین کر رہی ہیں سحر تیار ہو رہے ہیں کہ ہر کاروں نے آکر خبر
دی خواجہ و برق و جانسوز و ضرغام قید ہو گئے ملکہ صرخ نے تاج دے مارا کہا خدا خیر کرے

یہ ملعونہ بلا سے روزگار ہو دیکھے سحر میں کیا کیفیت ہوتی ہو جادو میں طاق شہرہ آفاق، جو سب ساحرا اپنے اپنے
مقام پر سحر تازہ تیار کرنے لگے چار پہ رات گزر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا پیراہن زرین پوش آفتاب عالم تاب
شہنشاہ ماہ تابان کا گویاں گیر ہوا وہ نے شکست فاش کھائی فوج ضیاء شعلہ کا بندوبست ہوا پیراہن زرین
سوزن دونوں ہنسن تخت پر سوار ہوئیں ایک طرف ملک حیرت جادو کا لشکر بڑے زور و شور سے آکر میدان
کا رزار میں پہونچا اور دھڑ سے ملک مہر رخ مع ساحران صف شکن و سرداران تیغ زن میدان قتال میں آکر پہونچیں
صفین آراستہ و پیراستہ ہوئیں پیراہن زرین قبا تحت سے کودی ملک حیرت سے اجازت لی میدان کا رزار
میں آکر نعرہ کیا اور چار گولے چار جانب پھینک دیے اور آواز دی جسکو تناسل کی ہو وہ آکر مقابلہ کرے ملک ہلال
سحر افگس نے اپنا طاؤس زرین بال بڑھایا ملک مہر رخ سے اجازت لی جیسے سلسلے پیراہن کے پہونچی پیراہن
نے آواز دی ای چہار چشم لینا چار جادو گر چار جانب سے پیدا ہوئے ہلال کو زبردستی پکڑ لیا زبان میں سوزن
دی پھر آواز دی سرخ موٹکی پیراہن پکارا ٹھکی کہ اوز زمین گیر اس زمین کو لینا زمین سے دھوان
کھلا آنکھوں میں لگا بیوش ہر گری سات ساحرا اسی طرح نکلے پیراہن نے انکو اسی طرح گرفتار کیا جب تو ملک
بہار جادو کو غصہ آیا طاؤس کو بڑھایا ملک مہر رخ سے اجازت طلب کی ملک نے کہا بسم اللہ خدا منظر منظر
کروے بہار نے طاؤس بڑھایا مقابلے میں پیراہن کے پہونچیں پیراہن نے آواز دی اوز زمین گیر بہار کو
لینا زمین شن ہوئی جیسے دھوان زمین سے نکلا بہار نے چند بھول اس مقام پر پھینکے اور آواز دی اوز لالہ مگلا
زمین گیر کو لینا وہ بھول جو وہاں پر گئے دھوان چرخ مار کر زمین میں مابود ہوا بھلا کر پیراہن نے ایک پنجہ مای
ای چہار چشم سے لینا چار جوان گوشہ ہائے صحرا سے پیدا ہوئے بہار نے جو ان چاروں کو آتے دیکھا چند خست
راہ میں حائل تھے آواز دی ای سمندر ذرا چہار چشم کو روکنا مجھ تک نہ آنے پائیں نور اور رختوں میں ایک
ایک بھل پیدا ہوا چاروں جوانوں نے دختوں کے بھل کھائے دختوں کی پنجہ میں پائوں مار کر غائب ہوئے
بہار نے پیراہن پر گھڑے مارا گھڑے آکر پھٹا ہوا ٹھنڈی چلی بھول بر سے عند لیباں خوشنوا نے یہ غزل مانتا
گنا شروع کی نظم

شوق اگر کو چہ محبوب کا رہے ہوتا	گام اول میں قدم کبے کے اندر ہوتا
گو کشن خوبان میں لٹکتا جوین گو ہوتا	زر جو ہوتا تو حسینوں ہی کا زیور ہوتا
حق ہر ایجان کہ تجھ سانہین دلبر ہوتا	دل عالم میں نہیں تیری طرح گھر ہوتا

بیٹ میں مارتے سونے کا جو خنجر ہوتا
 باج ہر پڑ کے سزا دار کبوتر ہوتا
 شامل عطر ہونی الواقعی عسبر ہوتا
 کاٹا سر کو اگر نائل افسر ہوتا
 آئینہ تھا جو مروت کا بھی جو ہر ہوتا
 خالی اک کھلے ہوا سے جو تری سر ہوتا
 بشرپ یہی آلودہ شکر ہوتا
 نکلت گل کی طرح جاے سے باہر ہوتا
 آئینہ تھکود کھاتا جو سکندر ہوتا
 یار کے قد سے جو ادنیٰ نہ صنوبر ہوتا
 چیرتا پہلے خالی کو جو خسبر ہوتا
 دوست آئینہ کا کیسا ہی چمبیر ہوتا
 دونوں آنکھوں سے تری مست دوسرا ہوتا
 تختہ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا
 لالہ تھا داغ محبت جو میسر ہوتا
 پانی ہو ہو کے بہا کرتا جو تپھر ہوتا

استدراہل جہان کو ہی محبت زر سے
 اس پر ہی تک جو خط شوق مرا لیا تا
 خال کی بو بھی اس رخ کے پسینے کی شوک
 توڑتا پائون کو جو تخت کی خواہش کرتے
 قابل دید ہی ہر چند صفا سے وہ رخ
 بحر ہستی میں نظر آتے نہ مانند جاب
 میٹھی باتوں کا عجب کیا ہی دین سے انکے
 میرے زندان میں کرم باد بہاری کرتی
 جام بھر بھر کے سے تاب سے دیتا جشید
 گرد پھرتا کبھی آغوش میں لیتا لگا ہے
 تیری فرقت میں شب ای ترک یہ تنگ آیا تھا
 عشق ہو بندگی حسن سے کیونکر باہر
 ساغری کا طلبگار نہیں ای ساقی
 باغ بے یار جو جاتا تو پئے نارت دل
 باغ عالم کے تماشے کا ہی حاصل ہی
 سوزش عشق میں دل ہی جو قائم آتش

حیرت نہ دیکھا بہار نے جو گلہ سہارا طائران نغمہ سرا اپنا رنگ جانے لگے پکار کر آواز دی بہار
 حیرت کے کھنڈے ہوش میں آئی یا تو صحرا پہل بھرا ہونے لگا تھا یا تبدل نے صورت دکھائی نخل جلنے لگتا
 بیرون کو کھول کر اچھلنے لگے مدت نیر اعظم نے صحر کو گروہ نار بنا دیا عین بہار میں خزان کا خزانہ سنایا بہارے اور گلہ سہارا
 مارے گرمی میں رنگ نہ جما طائر جل کر کہا بھوسے ساکن صحرا شدت گرمی سے بیتاب ہوے رنگ ہسار
 متغیر ہوا سوزن نے بھی اپنے مقام سے سحر خوانی کی دونوں بہنوں کے سحر سے گھرے پھولوں کے کھلانے
 لگے چھپکا مونیے کا ٹوٹ کر سوئے گرا ہمارا زلف اٹھ کرتی طرف پیرا ہن کے چلی مخمور نے جو یہ رنگ بہار
 کا دیکھا ہے اختیار آہ کی کہا بڑا غضب ہوا عاشق حزن پر یہ سختی نہیں معلوم شہزادہ نور الدین ہر گز کیا گذری

اسوقت دل بہت بقرار ہر خدا خیر کرے نظم

<p>یلا سے جان مجھے ہر ایک خوش ہمال ہوا گرد ہوا تو اسے چھوٹا محال ہوا کمی نہیں تری درگاہ میں کسی شہر کی دکھا کے چہرہ روشن یہ کہتے ہیں شہرام دکھانے دل کو صنم اتھا درکھت امون سنبھالیا آنکھوں نے وہ رخ تماش مہین ترے شہید کے جیب و کفن میں ای قاتل بلند خاک نشینی نے قدر کی میری غضب میں یار کے شان کرم نظر آئی وہاں یار کے بوسے کی دل سے رغبت کی رہا ہار و خزان میں یہ حال سودے کا گنہ کسی نے کیا تھر تھرا یا دل اپنا ترے وہاں و کمر کا جو ذکر آیا یار کمال کون سادہ ہو جسے زوال نہیں وہی جو لوح شکست طعم جسم ہم آتش</p>	<p>چھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا دل غریب مرا مناسون کا مال ہوا بہار آئی تو ہر نخل بھی نہال ہوا وہ آفتاب نہیں ہو جسے زوال ہوا مجھے ملال ہوا تو سب تجھے ملال ہوا خیال یا مرا شعر کا خیال ہوا گمال سے بھی ہو رنگ عبیر لال ہوا عروج مجھ کو جبکہ پائمال ہوا بتایا سرو چراغان جسے نہال ہوا خیال خام کیا طالب محال ہوا برصا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا عرق عرق ہوئے ہم جسکو انفعال ہوا گمان وہ ہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا ہزار شکر کہ مجھ کو نہ کچھ کمال ہوا جب اعتدال عناصر میں اخلال ہوا</p>
---	--

یہ اشعار پڑھ کر ایک جوش پیدا ہوا ہمارا کی مدد کو چلی پکار کر آواز دی اے بہار ہوشیار پیرا ہن کے سحر نے تاثیر
 کی بوند لے کر دے اڑے زمین تپ رہی ہے چند زلغ و زغن شدت گرمی سے مٹھ کھول کر زمین پر گسے
 سڑپ سڑپ کر مرے بہار و مخمور و دونوں ادھر سے بڑھیں پیرا ہن نے بھی سحر کیا مخمور نے آکر بہار کا
 ہاتھ پکڑا کیا بن کمان جاتی ہوا اپنے ہوش و حواس درست کر دہا رہنے گرمی کا اشارہ کیا کہ شدت گرمی سے
 دل جل گیا دیکھو زبان میں چھالے پڑے مخمور بھی آف آف کرنے لگی بہار و مخمور قصد کرتی ہیں کہ جھولی پر
 ہاتھ ڈالیں سحر کا دفتہ کریں مگر ہاتھ پاؤں میں عیشہ ہوا تنے میں پیرا ہن نے آواز دی اے سادہ انداز
 لینا ان دونوں کو دیکھا تو ایک قراٹا ہوا گوشہ صحر سے ایک عقاب پیدا ہوا اُسے بہار و مخمور کے سر پر

سایہ ڈالا دونوں بیوش ہو کر گرین پیراہن سے بڑھ کر دونوں کی زبان میں سوزن دیا لکھ مرخ نے آواز دی
کہ صاحبو لینا بہار و مخمور جانے نہ پائیں سب سے پہلے کنیزان بہار ایک ایک غنچہ دہن سرود قد جا پڑیں حیرت
نے بھی لشکر کو اشارہ کیا حیرت کا بھی لشکر چلا مرخ نے بھی تخت بڑھایا دونوں لشکر مل گئے اسپین
سحر چلنے لگا جسے جسکو گولہ مارا سر پھٹ کر گرا کنیزان بہار آ پڑیں لیکن چیس و پکیس رنگ چہرے کا متغیر
حرہ اسے سحر اٹھون سے گرسے جاتے ہیں ڈالے پر تلے ہوئے نشان فوج کے کھلے ہوئے اسباب سحر
تیار صد اسے گیر و دار بلند باغبان قدرت چاہتا ہے بہار و مخمور کو چھین لون ساٹھ ہزار سار
پشت پر جب جملہ سحر کیا آگ بر سادی مجمع متفرق ہوا کہ حیرت نے پکار کر آواز دی کہ اے پیراہن
ہو شیار ہو جاو باغبان قدرت نے جنگ کو روک لیا پیراہن پٹی پکار کر آواز دی کہ اے
سایہ اتداز باغبان کو لینا ایک عقاب گوشہ صحرے پیدا ہوا باغبان پر سایہ ڈالا باغبان
زور کھڑا کر گرا بیوش ہوا پیراہن بلوہ کر کے چلی برق لامع ٹوٹ کر گری کسی سردار نامی کو قریب
باغبان نہ آنے دیا کئی سجادہ گردن کو کاٹ کر نکل گئی سوزن و پیراہن نے لکھ سحر کیا آگ بر سنا
موقوف ہوئی ہوا ٹھنڈھی چلی برق لامع جھوکے سے ہوا کے زمین پر گری برق لامع و باغبان
کو بھی پکڑ لیا اب تو پیراہن لشکر اسلام پر گری لکھ حیرت جادو یا تو دوسرے دیکھ رہی تھیں یا سحر
کرتی ہوئی بڑھیں جسپر کرک گرین اسکو اٹھائے گئیں بندی پر لا کر چیر کر پھینک دیا لکھ مرخ نے کہا
کہ افسوس ایک شہنشاہ اوج عیاری کے نہ ہونے سے یہ آفت برپا ہوئی حاضرین وقت سے صلاح کی
ہیل باز گشت بجا دیا جائے سب نے عرض کی کہ بہت مناسب ہوگا سوزن و پیراہن نے قیامت برپا
کی ہر ابھی وقائع نگار نے خبر دی ہو کہ لکھ ساحر لشکر اسلام کے مارے گئے لکھ مرخ نے مجبور ہو کر
طبل باز گشت بجا یا لشکر علیحدہ ہوئے مرخ کو انتہا کالال ہر فراتی ہیں کہ دو صاحبوں کے سبب
سے یہ جفائیں اٹھائیں لاکھ جوانوں کا اراجانا لشکر میں رہی ہو گئی اب کچھ زور نہیں چلتا چاروں
عیاروں کو بھی پیراہن لیگتی ہے مین بڑا افسوس ہو رہی ہے و کبیدہ و کبیدہ اپنی بارگاہ میں آئیں کہا صاحبو
آج میں نے بڑا صدمہ اٹھایا دل چاہتا ہو کہ اپنے کو ہلاک کروں لیکن کیا کروں حکم خدا کے خلاف ہو
ہاے کیا کروں کیونکہ اپنے سرداروں کو بچاؤں جان و میدوں کیونکہ لشکر مسلمانان بہت آیا افسوس
کہ میں خواجہ کو کیا جواب دہنگی اس فکر میں بھی ہیں کہ ہر کاروں نے آکر عرض کی کہ لکھ پیراہن نے

پھر طبل جنگی بجو اور یا بمقدمہ قتل عیاران افراسیاب کو نامہ بھی لکھا ہو دیکھیے جواب دہانے کیا آئے
 فلک کج رفتار کیا دکھائے ملک نے کہا کہ کدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے پروردگار
 مالک ہر حیرت نے کہا بھیجا کہ ای پیراہن دای سوزن آج کی شب اپنی حفاظت کرنا کالیا باقی ہو
 وہ کبھی آج تک قید نہیں ہوا ایسا نہ ہو کہ کسی کی شکل بنکر چلا آئے بغدہ مار دیگا استاد اسکا قید ہو
 پیراہن دسوزن نے یہ سنکر گرد بارگاہ کے خندق کھدوائی اُسین آتش سحر روشن کی بارگاہ
 میں مٹی ہوئی گانا سن رہی ہو کہتی ہو کہ میرا وہ پہاڑ برباد ہوا کہ ابھی تک قلعہ ہو لیکن مہتر قرآن نے
 جو یہ حالات مفصل سنے کہ چاروں عیار گرفتار ہوئے ساحران زبردست گرفتار ہو گئے بغدہ لیکر
 اپنے مقام سے اٹھے ساحر کی صورت بنے ہوئے اشک پیراہن میں آئے جا بجا پھرنے لگے سامنے
 بارگاہ پیراہن دسوزن کے پہونچے دیکھا گرد بارگاہ کے آگ جل رہی ہو دل ٹکڑے ہو گیا ایک
 نخل کے نیچے بیٹھ گئے اس انتظار میں کہ صبح کو جب لشکر بیکر چلی سر میدان جان دینگے یہ تو انتظار میں
 ہیں پیراہن دسوزن نے رات بھر سحر تیار کیے بیچ کو بارگاہ سے نکلیں ایک طرف سے شکر حیرت
 آتا ہو مہتر قرآن ایک بوڑھے ساحر کی شکل بنے ہوئے ہن حیرت نے صرصر سے کہا کہ اے صرصر
 جا کر خبر تو لو صرصر پرتی پھرتی قریب تخت پیراہن کے آئی نگاہ اسکی پڑی کہ مہتر قرآن کمر بستہ سپر
 باندھے ہیں کہ دونوں جادو گر نیون کو اریں کہ صرصر نے قریب آکر کہا اے مہتر قرآن چلا آتا ہو
 سوزن کہان کہہ رہی پا ا کہ سحر کردن مہتر قرآن نے جان پر کھیل کر ایک بغدہ سوزن کو مارا
 سوزن کا سر پٹا اندھیرا ہوا اسی اندھیرے میں قرآن بجا گئے پیراہن نے سر پٹ لیا کہا اے
 صرصر تو نے چپکے سے نہ کہا سر میدان کہ بیٹھی صرصر شرمندہ ہوئی کہ میں نے کیوں کہا اے صرصرے شکر
 سرخ حیران دپریشان میدان کا زرار میں آکر پہونچا افسران نامی نذر د معذرت صفت ماتم معلوم ہوئی
 ہیں بہار و مخمور و باغبان کا نہ ہونا باعث خرابی ہو مگر مجبور و ناچار ہیں کہ کیا کر میں خیال ہو کہ کھینچ
 اب کیا ہو کہ پیراہن تخت سے کودی سامنے تخت حیرت کے آئی کہا کہ داری میرا ملک و مال تباہ ہوا
 مقام پیدا آتش سیا مری دہان یہ خونریزی آج مسلمانوں کو در بدر خاک بسر کردگی میرے ہاتھ سے
 کہان جاتے ہیں ملک حیرت نے اجازت دی پیراہن جو شان و خروشان میدان میں آئی اور پکار کر
 آواز دی کہ اے صرصر جن سرداروں پر کہ تلو ناز تھا سب کو پکڑ لیا آکر حیرت کے قدموں پر گر دھلا

اپنی سعادت کراد یہاں سے جواب ملا کہ ادب کیا کہتی ہو بھڑک کر مرنے والے کی اطاعت افراسیاب
 نے کرینگے پیراہن نے کہا کہ پھر کسی کو بھیجو ملک مہرخ چار جانب دیکھتی ہیں کوئی مقابلے میں پیراہن
 کے نہیں جاتا ملک مہرخ تخت سے کودین تلخ سر سے اتار کر تخت پر رکھا کہا لو صاحبو تم سب کو خدا کے
 سپرد کیا اس وقت لشکر میں ایک غریب بلند ہوا سمجھوں نے رست دعا بد رگاہ قاضی الحاجات بلند کیے
 ٹوٹ ٹوٹ کر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای پروردگار ہمہ درگاہ اس بلا کو رد کر ای رب بنیاد زوای خالق کار
 دای کریم درحیم دای سمیع و علیم دعا ہماری قبول ہو سعادت دارین حصول ہو نظم

<p>یا پیر اندر کار حق صرف دست و پاسے تو ای مسافر رخت پر بند از سراے این جان امید هر بے ناغہ روزی مر ترا شام و صبح کہ بد گیر کس بغیر از دل را گیر دستار عاشق صادق چو مجنون باش و زبیراے عشق کس نمی شنود بغیر از حضرت فریاد رس گاہ اندر کعبہ معبود تو می آید نظر الغرض در جلوہ گاہ و ہر حق آید نظر</p>	<p>سرنگون در سجدہ ہاے بندگی اعضاے تو زانکہ این خانہ نباشد مسکن و ما و اے تو خالق تو مالک تو شاہ تو مولاے تو طالب دلبر اگر باشد دل شیداے تو تا نماید جلوہ خود از ہر طرف لیلایے تو در زمانہ شور تو فریاد تو غوغاے تو رخ نماید کہ زبت خانہ بت رعناے تو اگر نباشد نقص اندر دہدہ بیناے تو</p>
---	---

سب سردار آکر ملک مہرخ کے قدموں سے لیٹ گئے کہا کہ آپ نے اس عدالت سے سلطنت کی کہ ہم سب
 آپ سے راضی ہیں چاہتے ہیں کہ جان دین گمراہ آپ میدان کارزار میں نہ جائیں ملک مہرخ نے کہا کہ
 صاحبو مجھے ہتک کی بات ہے کہ وہ ملعونہ پکارے اور ادھر سے کوئی مقابلے میں نہ جائے میں جا کر
 اسکو جواب دوں گی بھول نہ قوت الہی اسکو قتل کر دوں گی تم سب دعا کر دین جا کر اس سے مقابلہ کروں خدا
 چاہتا ہے تو سہ لاتی ہوں ہر چند کہ گرفتاری بہار و مخمور سے دل شکست ہوا مگر پروردگار ملک ہی
 یہ کہ ملک مہرخ نے طاؤس زرین بال ملک کیا سپہ سوار ہوئے برائے مقابلہ پیراہن نے قیام چلین
 اس وقت تمام لشکر میں عجب تلامطمہ ہوئی دامن سے لیٹا کوئی گریبان سے ہر ایک کا ہی قول ہو کہ بادشاہ
 لشکر کا جانا مناسب نہیں اگر مغلوبہ کو حکم دیجیے تو ہم سب بڑھ کر جان دین یا اس حرامزادے کو
 قتل کریں ملک بہت مجبور ہیں کہ الہی لشکر نہیں مانتے ای مہرخ کیا کروں ای پروردگار تو کار سازو

ہندہ نڈاز ہر حاکم راز دنیا ہر سب مشکلمیں تیرے نزدیک آسان ہیں فراسیاج کے مقابلہ تیرے ہمیر احسان میں لطم

سبکند خسرو و کلان از حضرت دادار خوں	رعب نیکو کار در دل دارد و بدکار خوں
کل اگر باشد بحالت مہر ان ای عندلیب	نیستت اندر بہار بوستان از خار خوں
کن یقین در دل کہ حق بخشد گناہ بندگان	لیک در دل زان جناب لا ا بالی دار خوں
پاش اندر دوستی باد وستان ثابت قدم	اندر ان حالت مدار از دشمنان زہنار خوں
آنکہ از خویش ہی رز د زمین و آسمان	دار در دل زان خداوند جهان ای یار خوں
ہست شہراہ طریقت راست تر از ہر طریق	ہست از رہزن بہر منزل مگر ہر بار خوں
اصل ایمان است ہندی پیش حق خوں و رجا	اہل ایمان دارد امید قوی بسیار خوں

اس وقت عجب تلامذہ ہر سب کا بلکنا تھو پنا کہ آسمان پر ایک لکڑی ابر گلنار پیدا ہوا برقیں لوٹ کر زمین پر گرین رعد کی گرج برق کی چمک ابر بھستناک مگر چست و چالاک ابر گلنار سے یہ ہو پنا ہی کہ یہاں خون بر سائیکا صنم پرستوں کو ایک قطرہ آب سے تر سائیکا وہ ابر لشکر مہرخ پر محیط ہوا آواز آئی کہ امی ملکہ عالم وای بادشاہ لشکر اسلام وای مقبول خاص و عام اس بھگوڑی کا آپ مقابلہ کیجیے ہمارے ہی مقابلے سے بھاگی ہر جب کنیزیں حاضر ہیں تو بادشاہ گیتی ستان کو کیا ضرور ہے کہ تکلیف کریں ایسے بھگوڑوں کے مقابلے میں جائیں ملکہ مہرخ اس صدارے محبت آمیز کو شکر میراں ہو گئیں کہ یکایک ابر شق ہوا دیکھا سب نے کہ ایک شاہزادی والا قدر چہرہ رشاک شید و بدرتاج شہنشاہی بر سر لباس گلنار زیب جسم انور دریا سے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن سیمتن معشوقہ حور نرزا اسحسہ میں کامل و استاد کلاسیان شاخ بلور جوڑا تر چھار دشنی بخش کوہ طور ابر و خمدار ہلتے ہوئے چہرہ فریاد غصہ ظاہر فنون سحر و ساحری سے بخوبی ماہر سپاہ میں میان ہنرین ہنر چالاک بن عمر و بانہاے عیاری سے آراستہ پشت پر پانچزار جادوگر ابتر ہڈ ہوا ملکہ کلکو نہ رنگین پوش آگئیں گورے گورے ہاتھوں سے دستک دی کہ ایک طادس زین بال شال ماہ نو کندہ حاشیے ہوئے دم چنور خرااں خرااں قریب ملکہ کلکو نہ آیا ملکہ جست کر کے طادس پر سوار ہوئیں تخت کو اشارہ کیا تخت اور وہ سب ساحر لشکر میں آکر اُتے چالاک نے جو خیر سنی کہ سب عیار گرفتار ہو گئے بفرار ہو کر بھاگا کہ جا کر تباہ و کتبہ کی صورت رہائی کر دن جبریت نے بھی دور سے دیکھا کہ کلکو نہ آگئی

یا قوت دزد مردے کہا کہ بڑا غضب ہوا یہ کیسویہ یہ فنون علم بحر سے معمور ہے چہرے پر ظالم کے دیکھو کہ
کیا نور ہے پیرا ہن کا رنگ رو متغیر ہوا مگر اب تو میدان میں کھڑی ہے مقابلہ کرنا پڑا گلگونہ نے غنچہ دہن کو دایا
کل کلام یوں پیشکش کیے کہ کیوں او پیرا ہن پھر لباس غرور پہنک آئی وہ اسے دامن چھڑا کر بھاگی
اب بحر کیجیے کہ ہم آپ کے عجائب غرائب دیکھیں پیرا ہن نے پیچھے ہٹ کر ٹھوکی سے خنجر نکالا اسکو
اپنے خون سے رنگیں کیا کبھی ران حیران ہو کر تراشی کبھی پیشانی پر نشتر مارا اپنے جسم سے کئی مقام کا
خون لیا سحر کو خوب بچتہ کیا کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا ملکہ گلگونہ نے پیچھے ہٹیں آسمان پر لکڑا برس
آیا پیرا ہن اشارہ کرتی جاتی ہے کبھی دستک دیتی ہے یگار کر آواز دی کہ ای گلنار خونی کفن
اپنی تاثیر کامل دکھا ایک لکڑا ابر گلنار سے خنجر برسنے لگے گلگونہ نے اپنے کو بچاتی ہیں ایک پرچہ کاغذ
سیاہ کا کاٹ کر پھینکا وہ سپر فولادی بنکریا لے سر قائم ہوا جو خنجر گرا سپر نے سینہ سپر کیا سیاہی
اسکی بخت کا فران یا پردہ ظلمات کیسے یا سواد دیدہ مردم پھول دامن میں رنگ بہار گلشن میں
خنجر برستا موقوف نہیں ہوتے ملکہ گلگونہ نے صد ہا خنجر توڑے دار خالی دیے ایک خنجر طاؤس پر
گرا سطر طاؤس کا کٹا اس سپر سے کون آگاہ تھا گلگونہ نے وہ ہی سراٹھا کر ابر پر پھینک مارا ابر
لختہ لختہ ہوا ایک ساحر سیہ فام بد انجام اس ابر سے اہو کر کے نکلا طرف گلگونہ کے چلا گلگونہ
نے مسکرا کر کہا کہ کیوں بھیا ہمارا یہ اشتیاق تمھارا یہ زور و شور ذرا الگ رہو دیکھو مجھ کیا کہتے ہیں نظم

ہجر میں کرنا پڑا آخر لمو پانی مجھے
زلف کے سودے میں رہتی ہے پریشانی مجھے
کوئی دکھلائی نہیں دیتا تراشانی مجھے
اک پر ہی نے دی ہے تسبیح سلیمانی مجھے
لکھ دیا کس خط میں ہے یہ خطا پیشانی مجھے
آئینہ سا رخ ملا ہے انگو چرائی مجھے
یار کے کوچے میں زیبا ہے غزنو انی مجھے
میکدے میں عالم مستی ہے سلطانی مجھے
مثل گردِ راہ رہتی ہے پریشانی مجھے

شوق و صلت میں ہر شغل اشک افشانی مجھے
یاد میں آئینہ رخ کے ہے حیرانی مجھے
فی الحقیقت تو ہے اے دلیر سزاوار سجود
ہوں وہ دیوانہ کہ اپنا نام پڑھنے کے لیے
ایک حرف اسکی عبارت کا پڑھا جاتا نہیں
عشق میرا مریدان ہے حسن بندہ یار کا
کوئی گلشن میں بلبل چھے کرتا نہیں
ساقیانِ ماہ پیکر پر کیا کرتا ہوں حکم
خاک میں لموار ہا سوداے زلف یار ہے

حسن کے جلوے سے اُس رخ کا اشارہ ہو ہی
شہر و بان میں نہیں آتش مروت کا رواج
کا فری زلفون کو زیبا ہو سلا فی مجھے
تشنہ لب مر جاؤں تو ممکن نہ ہو پانی مجھے

ملکہ گلگونہ نے جو یہ اشعار سامنے ساحر سیہ فام کے پڑھے بہوت ہو گیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے ملکہ عالم دار
شہنشاہ اقلیم حسن و جمال و ایزد مہر تابان آسمان کمال میں تا بعد از ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں اس
پیرا ہن حرامزادی نے آپ سے لڑا دیا بڑا افسوس کرتا ہوں میں حضور کی غلامی کو اپنا خراج بانٹا ہوں
میں مشتاق جمال ساحر کھن سال تم اختر برج آسمان خوبی ہو گل گلزار محبوبی ہو میری مجال ہو کہ آپ کے
مقابلہ کروں اگر حکم ہو تو اس بجیا ساحرہ مکارہ بازاری آوارہ کے گریبان سے لپٹ جاؤں
سر کاٹ کر خدمت اقدس میں لاؤں غلام جان باز کی یہ کیفیت ہر اب جینے کی کون صورت ہو نظم

چکا رتے ہیں رخ خوش الحان تے تے
کیونکر چپا چبا کے نہ باتیں کرے وہ شوخ
بدتر ہو حال اُس چہر غیب کے شوق میں
دریا سے قہ یار جو آجائے جوش میں
زخمی تیغ عشق وہ ہوں روزگار میں
اے ترک جیسے منزل سودا ہو سر مرا
ہوں کہنہ عاشق رخ محبوب آئینکے
رہتی ہو منکر تازہ مضامین کی منتظر
قید نقاب و قید حیا و حجاب و شرم
کیا باغ کو سے یا رہی سیرا کی کیجیے
دکھلا رہا ہر رنگ گلستان تے تے
نکلے ہیں منہ میں یار کے دندان تے تے
دینا ہو داغ سیب زرخندان تے تے
پیدا ہوں ہر تنور سے طوفان تے تے
منہ سے لگے ہیں جسکے نکلان تے تے
گیسو ترے ہوئے تھے پریشان تے تے
سوم میں بیرے حافظ قرآن تے تے
اس گھر میں آنکلتے ہیں مہمان تے تے
یوسف ہمارا رکھتا ہو زندان تے تے
آتش شگونے پھولتے ہیں بان تے تے

یہ اشعار پڑھ کے وہ ساحر سیہ فام ردال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا کیا حکم ہوتا ہے گلگونہ نے کہا کہ
اگر ہمارے طالب ہو تو بی بی پیرا ہن کا گریبان لودامن محبت نہ چھوٹے ہمارا اتھارا چولی دامن کا ساتھ
ہو اتھارا گریبان ہمارا ہاتھ ہو یہ سنکر وہ ساحر سیہ فام بقدر غضب تمام پیرا ہن پر جا پڑا کہا کہ او
بجیا معشوقہ پر یوس لڑوائی ہی پیرا ہن نے گولہ مارا ساحر سیہ فام نے وہ گولہ منہ میں لے لیا
اسنے اس کے دانے اسے ساحر نے ہاتھ میں لیکر پھانک لیے جب حیرت نے دیکھا کہ ساحر سیہ فام

پچھا پیرا ہن کا نہیں چھوڑتا مسکرا کر برق گرائی ساحر کے دھڑکڑے ہوئے پیرا ہن نے تعریف کی گلگونہ
 نے ہنس کر کہا کہ واہ بوا حیرت پیرا ہن سے ٹکڑا نا پڑیگا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا گلگونہ نے
 بجلی کان سے نکالی پیرا ہن پر پھینک ماری ایک غبار بلند ہوا پیرا ہن اس غبار میں جھپی ٹھوڑے
 عرصے میں ملکہ نے دستک دی وہ غبار شق ہوا پیرا ہن کھڑی رو رہی ہر گلگونہ نے پوچھا کہ کیوں
 اپنے جاسے سے باہر ہوئی میں اب راز سحر سے ماہر ہوں ٹکڑو حکم دیا جاتا ہے کہ رونا پشنا موتوں کو
 بی حیرت کا سر لاؤ اگر دیر ہوئی تو پھر صلت نہ لیلی کلی آرزو کی نہ کھیلی گلگونہ نے جو یہ ہنس کر کہا پیرا
 پلٹ کر لشکر حیرت پر جا پڑی پردن کو درہم درہم کرنے لگی حیرت سحر کر کے روکتی ہے پیرا ہن نہیں
 روکتی ہے یا تو لشکر بھاگتا تھا یا فوج میں تھلکہ ہوا پرے کے پرے زیر و زبر ہوئے چالاک بن عمرو
 بیقرار ہو کر لشکر حیرت میں آیا ایک ساحر کی صورت بنا ہوا ہر دور سے دیکھا کہ ایک خیمے پر بڑا
 جماؤ ہے تلواریں برہنہ لیے ہوئے جادوگر کھڑے ہیں چالاک نے پوچھا کہ اس خیمے میں کیا ہے کسی نے
 کہا کہ سب مسلمان یہاں قید ہیں چالاک کنارے آکر بصورت صرصر تیار ہوا دوڑتا ہوا قریب
 اس خیمے کے آیا کہا یارو دیکھتے ہو مسلمانوں نے باوہ کر دیا پیرا ہن اپنے جاسے سے باہر ہوا
 قتل حیرت جاتی ہے تم لوگ جا کر شریک جنگ ہو میں قید خانے میں جا کر سب کے سر کاٹوں
 ملکہ حیرت نے حکم قطعی دیا ہر صرصر کے حکم سے کون گردن تابی کر سکتا ہے سب ساحر جا کر جنگ میں
 شریک ہوئے چالاک قید خانے میں آیا پہلے ملکہ بہار کی زبان سے سوزن نکالی پھر باغبان کو
 رہا کیا یہ دونوں اپنے مقام سے اٹھے برق لامع دسرخموئے کا کلکشاد ہلال سحر افگن
 وغیرہ کو بھی رہا کیا خواجہ عمر کو آکر سلام کیا کہا کہ قبلہ و کعبہ اٹھے وقت رہانی آگیا بہار نے سب کے
 سحر اتارے خواجہ دبرق و جانسوز و ضرغام چالاک کی تعریفیں کرتے ہوئے اٹھے یہی سب کا
 قول تھا کہ چالاک عیار بنیظیر کیا کار نمایاں کیا بہار نے نکل کر میسر کہ دیکھا کہ پیرا ہن نہ قبا
 ہڑ رہی ہے لشکر حیرت نے اسکو گھیرا جس غول پر جا پڑی درہم درہم کر دیا حیرت جاہتی ہے کہ اسکو
 گرفتار کر دن قتل نہ کر دن بچھا ہے گلگونہ کے سحر میں ہر ملکہ بہار نے باغبان کو اشارہ کیا دونوں
 نے بڑھ کر سحر کیا بہار نے گلدستہ مارا باغبان نے گیند پھولوں کا مارا برق لامع کڑک کر گری گئی
 ہزار کے سر کاٹے بہار کے گلدستے سے پھول برسے کئی سو دیوانے ہو گئے سر ٹکراتے پھرتے ہیں گریبان چا

چہرہ پر خاک ہزاروں فریاد کر رہے ہیں ہر طرف سے یہی صدا ہے کہ بہار کے گل رخصتے رنگ جمایا
ہر طرف غل مچاتے ہیں منہ کے بھل گرتے ہیں لفظ

کہو کے پھر بھی کہ میں تجھسا بدگمان نہیں
وہ مسدبان ہوا تو یہ مسدبان نہیں
یہ ہم سمجھ چکے گر تو نہیں تو جان نہیں
یہ دیکھ لو کہ مجھے طاقت بیان نہیں
یہ باغ سینہ عاشق ہے گلستان نہیں
کب آزماتے ہیں جب وقت امتحان نہیں
مرے زبان نہیں گر ترے دہان نہیں
یہ چپ ہوا ہون کہ گو یا مرے زبان نہیں
کہ اُسکو میرے سوا اور کا دھیان نہیں
خدا کا گھر تو ہے تیرے اگر مکان نہیں

دکھائے آئندہ ہوا اور مجھ میں جان نہیں
جو یا ر مسلح ہے ہر اب تو آسمان نہیں
ترے فراق میں آرام ایک آن نہیں
نہ پوچھ کچھ مرا احوال میری جان مجھے
یہ گل ہیں داغ جگر کے انھیں سمجھ کر چھڑ
نہ چاہوں روز جزا داد یہ ستم دیکھو
نہ پوچھے حال تو جب تک کہ میں بیان نہ کروں
وہ حال پوچھے ہے اور چشم سرگین کو دیکھ
نہ کیوں نثار ہو جان فرط کین جانان پر
نکل کے دیر سے مسجد میں جا رہا مومن

سیکڑوں نے سر ٹکرائے سرخوے کا کلکشانے کا کل کھولی سیکڑوں کو پریشان کیا ہلال سحر فلک
بھی ایک جانب نمایاں ہوئی سیکڑوں کو کاہیدہ کر کے مارا حیرت نے جو دیکھا کہ سرداران اسلام نے
رہائی پائی گھبرا گئی کہا کہ اے یا قوت و زمر سرداران اسلام نے رہائی پائی دیکھ بہار کا گلہ ستہ
چل رہا ہوں سنبھال سکتا ہے سحر بہار کے رنگ جھے ہیں اب میں پیرا ہوں کو سنبھالوں یا سرداران اسلام
سے لڑوں چالاک نے غضب کیا کہ عیاری کر کے سب کو چھڑایا کیوں صرصر کوئی تدبیر ہو سکتی ہے
صرصر نے کہا کہ عین گرمی جنگ میں عیاریاں اسلام ہی کا کام ہے کہ عیاری کریں دیکھیے کیا بھٹ چڑ
رہا کیا حیرت اس تردد میں ہے کہ پیرا ہوں کے سحر نے قیامت برپا کی ہے جہان صورت زیبا سے
گھلونہ کو دیکھا اور گھلونہ مسکرائیں آواز دی کہ کیوں پیرا ہوں وعدہ نہ پورا کر لی پیرا ہوں کا
جوش و خروش بڑھا صفوں پر جا پڑی ہزار دو ہزار کو ہلاک کیا صفین کی صفین مٹا دیں جب
حیرت نے دیکھا کہ پیرا ہوں نہیں رکتی یہی قصد کرتی ہے کہ حیرت کو جا کر اردن کئی گولے نارنج و ترنج
بارے حیرت نے جست کر کے خالی دیے سامنے آکر حیرت کے سحر کرنے لگی حیرت نے جھلا کر ایک گولہ مارا

پیرا ہن کا لباس حیات تبدیل ہوا ملک الموت کیل ہوا منے پر پیرا ہن کے ایک آنندھی سادہ اٹھی
 کہ اندھیرا ہو گیا صدائیں مہیب آئیں آواز آئی کہ کشتی مرا نام من پیرا ہن جادو بود حیرت نے منہ
 پیٹ لیا کہا کہ صاحبو رکن طلسم گر گیا کچھ زراغ و زغن خاک سے پیرا ہن کی پیدا ہوئے انھوں نے آستان
 پر آکر آواز دی کہ اے حیرت تو نے خوب کہا کہ پیرا ہن کو ارا اب طلسم ہوش ربا نہ بیگا حیرت نے
 غصے میں اُن زراغ و زغن کو بھی جلایا کہا کہ صاحبو میں لاکھ پردہ ڈالوں اب طلسم برباد ہوگا مگر کدو
 نے چاہا کہ حیرت پر جا پڑدن حیرت نے بھی گاتی باندھی سوئے کا پاندان کھولا منظور ہوا کہ آپس
 میں مقابلہ ہو مصور و صورت نگار بیچ میں آگئے کہا کہ اے ملکہ عالم اس فتنہ پرداز سے نہ مقابلہ کیجیے
 سامری نامے میں مرقوم ہے کہ جب کلمہ نہ شریک مسلمانان ہوگی طلسم ہوش ربا ضرور فتنہ
 ہو جائیگا یہ مقدمہ انشان فتح طلسم ہوش ربا ہر سامری و جمشید نے نکتہ نکتہ لکھا ہے ہر بادی طلسم کا
 بھی حال لکھ گئے ہیں صورتوں نے کہا کہ ہم پر احسان کیجیے طبل باز گشت بجا دیجیے حیرت جادو نے
 ناچار ہو کر طبل باز گشت بجا دیا اہل اسلام میں اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی ملکہ کدو نے کو بیچ میں لیا تو بہ
 نقارے بجاتے ہوئے پٹے داخل بارگاہ ہوئے چالاک کو بڑا بھاری خامت ہوا خواجہ نے بیرون
 بارگاہ آکر چالاک کو گے سے لگایا کہا کہ اے فرزند تیری وجہ سے میرا نام ہر گمراہ عطیہ شہنشاہی گھڑی
 گھڑی نہیں ملتے ہیں سوائے تمہارے ہماری جائداد کا لینے والا کون ہے ایسے دم دیے کہ آخر
 چالاک نے خلعت اتار دیا اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوئے بڑا جشن عالی ترتیب ہوا
 اگر اس جشن کو تحریر کروں تو دوسری کتاب نایاب تیار ہو یہ داستان بھی متعلق جلد چارم تھی ان
 سب کو مصروف عیش و نشاط رکھا پھر وقت پر ذکر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان ملکہ محمود رنجور کا چھٹا طلسم کا و سبہ میں اور فتح ہونا
 اس طلسم کا ہاتھ سے شاہزادہ نور الدین و ایرج نوجوان کے و دیگر حالات متعلقہ
 داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

بھو اب تو سن کلک کی باگ ل	یہ ثابت ہوا سب کو آنندھی چلی	طرار دن سے صبحا ہوا گرد ہود
اٹھی چار جانب سے پھر گرد زرد	دعوت و طیور بہا بان چلے	مجھے لطف بادِ سحر کا ملے

کہیں بلبلوں نے کیا ہو جاؤ
ہوا بجز الفت کا نہ رون کو جوش
کھلا حال پھر کبک کی چال کا
کھلونے دکھایا ہو رنگ جنوں
کہ قیس عزیزین داخل خبہ ہو
کہ قیس ہر مند مجنون ہوا
کیا بلبلوں نے چمن میں خروش
چمن میں جمارنگ اورنگ کا
نہالان گلشن اکڑنے لگے
کہ ہو رنگ پر آج بوسے چمن
چکنے لگے عندلیبان باغ
ہوا سے فرح خیز چلنے لگی
لکھون داستانِ ملامت نشان
کہ پھر غنچہ آرزو کھل گیا

کہ رنگین ترانہ قمر کو سناؤ
حباب لب جوہن چشم غزال
کہ ہو چال میں رنگ بھونچال کا
کہیں قیس و فریاد کا ذکر ہو
عبث حال فریاد پر و جد ہو
جو دادی پڑ ہو ل سکن ہو
کہ نالوں سے اُنکے اڑے گل کے ہون
گل فکر کا ہو چمن جوش پر
کہ صیاد و گلچیں بھی اڑنے لگے
لگائی ہیں شاخون نے بھی ڈالیا
کہ لالے کا دل ہو گیا داغ داغ
قصر جم گیا رنگ مضمون تو
کہ ہو جوش زن بحر طبع روان
لکھون حال مخمور رنجور کا

ہوا بلبلوں کا چمن میں خروش
ہر اک شغل کو کر دیا ہر نہال
مضاہین گلشن میں ہون سرنگ
مضاہین نو کی بے فکر ہو
کہ دن ذکر لیلی شیریں ادا
ہوا ذکر لیلی تو گلشن ہوا
مرے بلبل دل نے نالہ کیا
پڑی اوس صیاد کے ہوش پر
ہوا باغبان محو روئے چمن
ہر اک برگ ہو یا کہ برق طہان
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ ہو جوش پہ آج جیون تو
ثمر باغ عالم سے یہ مل گیا
صریر قلم رنگ دے صور کا

چہرہ آوارگان سحر اے پُر جفا جان بازی دشوار ان عسا کر معرکہ مضامین فتنہ پردازی اس
داستانِ دلستان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شعر مصنف حسینان بزمِ جلالت نشان چمن مینگار
این داستان + جب لشکر اسلام کو فتح و فیروزی یہ عیش نصیب ہوا بڑے لطف کا طلبہ آراستہ
کیا گیا سامان عیش و نشاط جو ہوا طوائف ہند سے اپنا رنگ جمایا مخمور رنجور ہیران دیدہ آفت کشیدہ
عرصہ دراز سے مبتلا سے رنج و مصیبت فراق کے مدد سے جو اٹھائے کلیجہ خون نوبت بجنون محبت سے
جو اٹھیں اپنی بارگاہ میں آمین انیسین جلیسین حاضر ہیں سب نے پوچھا کہ کیوں داری کیا مزاج
ہر اہل اسلام کو بڑی فتح نصیب ہوئی کہ اس حرامزادی پیرا ہن نے آکر اپنا رنگ جمایا خدا نے
فلکوں کو وقت پر بھیجا ملکہ نے آہ کی کہا کہ صاحبو ہماری فتح یہ ہو کہ کانی راتین ہجر کی کاٹیں ٹھہرے کارن نظم

دعائے دشمن کی مبارکباد کیا

دعائے وصلت سے ہو دل شاد کیا

کچھ قفس میں اندون لگتا ہرجی
نالہ پیہم سے یا ن فسر صمت نہیں
شوخی بازار می تھی شیریں بھی مگر
جب مجھے رنج دل آزاری نہ ہو
پانوں تک پہنچی وہ زلف خم بہ خم
کیا کروں اللہ سب میں بے اثر
در بان زلف جانان کی نہیں
گر بہاے خون عاشق ہو وصال
تکدہ جنت ہر چلے بے ہراس

آشیان اپنا ہوا بر باد کیا
حضرت نامہ صبح کو بہن ارشاد کیا
ورنہ فسر فی خسرو و فرہاد کیا
یوفا پھر حاصل پیدا کیا
سرو کو اب باندھے آزاد کیا
دلو کیا نالہ کیا فساد کیا
پیچ و تاب طرہ شمشاد کیا
انتقام زحمت جلا دیا
لب پہ مؤمن ہر چہ باد اباد کیا

کنیزوں نے عرض کی کہ داری دل کو قوی رکھیے خدا خواجہ کو سلامت رکھے اب طلسم ہوش ربا
فتح ہوگا افراسیاب اراجائیکا صاحبقران بیان تشریف لائینگے شاہزادہ نورالدین ہر بھی
ہونگے اس کفر آباد میں صدائے اذان بلند ہوگی روح سامری دردمند ہوگی مخمور نے کہا کہ
صاحبو اگر تم لوگ پردہ پوشی کرو مشہور نہ ہونے پائے تو ہم جا کر کوہ عقیق پر شاہزادہ نورالدین سے
ملاقات کر آئیں سب نے کہا کہ حضور بسم اللہ جس طرح ارشاد ہوگا خیر خواہان دولت وہ ہی بجا لائینگے
راز حضور کا نہ ظاہر ہونے پائینگا مخمور نے اسی وقت لباس تبدیل کیا اسباب بحر جسم پر آراستہ کیا
شام کو دربار میں آئیں جب دربار برخواست ہوا دہائے چاہا کہ اپنی بارگاہ میں جاؤں بیرون بارگاہ
پہنچیں شب تیرہ دتار اہالی طلائیہ کی آواز آتی ہے اور زیادہ دل کو دشت ہوئی دامن صبر دست
استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا کنیزوں کو اشارہ کیا کہ تم بارگاہ میں چلو ہم
آتے ہیں اگر شاید ہکو عرصہ ہو مشہور کر دینا کہ مخمور کی طبیعت علیل ہے اس وجہ سے حاضر دربار نہیں ہوں
میں کل یا پرسون یا شاید اندر ایک ہفتے کے آجاؤنگی کنیزیں بارگاہ میں گئیں مخمور جو ش محبت شاعر
نورالدین بیرون لشکر آئیں ایک طاؤس تیار کیا اسپر سوار ہو کر در بندوں پر طلسم ہوش ربا لگے
جب پہنچیں ستارہ بنکر نکل گئیں اس زور و شور سے ملکہ مخمور چلیں کہ پہر رات بچلی باقی تھی کوہ نیرنگ
پراکڑ ترین پہاڑ کو پہچان کر ٹھہریں مگر شب تیرہ دتار سر اٹھا کر چار جانب دیکھا اپنے نزدیک دست راستہ

جانا عقادہن میں آیا کہ طرف دست چپ کے چلو طافوس کو اڑا دیا ناگاہ ستارہ سحری چمکا دیکھا کہ ایک
 صحراے سبزہ زار نواح دلکش ہر ایک سمت طائرون نے آشیانوں سے سر نکالے ہیں زبان حصال
 تعریف ایزد متعال میں مصروف ہیں نہرین جوش مار رہی ہیں موجوں کا پیچ و خم زلف محبوب کیسے
 یا سنبھل پڑ پیچ و تاب سے مثال دیکھیے حبابہ شاہری کر رہے ہیں چھپنے کے برائے سیر صفت باغبان
 قدرت آنکھیں لگا دین گرداب کو یا سپر یا شمشیر یا خنجر برہنہ کہوں کس شر سے مثال دون ملک
 مخمور اس صحرا کی سیر کرنے لگے ہیں یکایک چند طائر نخل سر و پر زمرہ سرائی کرنے لگے منقارین گھول
 پردن کو تول رہے ہیں جوش محبت باغبان قضا و قدر میں بول رہے ہیں ملک مخمور دیکھ رہی ہیں
 وہ طائر زمرہ سرائی ان اشعار عبرت آقا کو بڑے جوش و خروش میں گارہے ہیں نظم

بیل کا حال قابل فریاد ہو گیا
 ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا
 مومی ہماری آہ سے فولاد ہو گیا
 دو پر لگا کے یار پریرا ہو گیا
 عشق اُس پر ہی جمال کا ہزار ہو گیا
 مرغ چرخ کشتہ بیداد ہو گیا
 گلزار رشک غائب صیاد ہو گیا
 اکسیر ہر جو کشتہ یہ فولاد ہو گیا
 دل صاف ہو کے چہرہ آزاد ہو گیا
 یہ اتفاق بھی ہر خدا داد ہو گیا
 کرے بتان بھی گلشن شہاد ہو گیا
 شایان لطف مورد بیداد ہو گیا

جا کر قفس میں عاشق صیاد ہو گیا
 تو روشنی عالم ایجا د ہو گیا
 سختی ہجر پار سے دل میں ہوا جو درد
 زلفون کو رکھ کے مایہ سودا ہوا وہ شوخ
 سائے کی طرح سے مرے پھرتا ہوا ساتھ ساتھ
 کپڑے رنگے جو خون احبا سے یار نے
 رنگوایا بلبلون کے جو خون سے بہا میں
 اے سوز عشق نرم دل سخت یار کو
 نقش اُس الف سے قد کا کیا جبکہ عشق تے
 غیرت کے ارے یار ہوا غیر سے خلافت
 پھرتے ہیں ڈھونڈتے نظر آتا نہیں کہیں
 بوسون کے بدلے ملتی ہیں آتش کو گالیان

ملکہ مخمور کو ایک حیرت ہو کہ زبان سے طائرون کے الفاظ اشعار آبدار بخوبی ثابت ہیں معلوم ہوتا ہے
 کہ کوئی شاعر شعر پڑھا رہا ہے کہ ایک جانب سے فرما ہوا دیکھا کہ ایک باز بلند پرداز تڑپ کے گرا وہ
 طائر جو اشعار پڑھا رہا تھا اُسی کو باز نے پنجے میں دبا یا مخمور کو بہت ناگوار ہوا کہ کبھت باز چٹل باز کو کے

اُس طائر زمرہ سرا کو لیے جاتا ہر سکر کے ہاتھ جو ہلا دیا باز کا سر اڑ گیا لاشہ زمین پر گرا طائر پنجے سے
چھوٹ کر شاخ پر پہونچا اب زمرہ سرائی میں کتا ہو کہ بی محذور میں نے تمھیں پہچانا تم معشوقہ شہنشاہ
افراسیاب ہو اپنی سرکشی سے خراب ہوا افراسیاب بادشاہ جلیل ہر ساحرون کا کفیل ہر کیون
ملکہ یہ تھے کیا غضب کیا باز کو کیون مارا آپ کو یہ مناسب نہ تھا محذور کو یہ کلمات ناگوار معلوم ہوئے
کہا کہ اونا منصف ہننے تیری جان بچائی تو یہ کیا کتا ہر افراسیاب کون مردود ہی ہم تو عاشق
دین اسلام ہیں پروردگار انجام بخیر کرے طائر نے کہا جو کچھ چاہو کہو جس دن افراسیاب جادو کو
غصہ آئیگا مشکین یا ندھ کر لیجا آئیگا محذور نے غصے میں ہاتھ ہلا دیا طائر کا سر اڑ گیا طائر کا مرنا تھا کہ
قیامت پر پاہولی محذور کے ہوش اڑے اندھیرا ہو گیا آوازین مسیب آنے لگیں زمین کو گردش
قلب میں سوزش اس خاک سے طائر کے آواز آئی کہ ای ملکہ عالم قید ہونا طلسم کا وسیعہ میں مبارک ہو
اب بچکر کہاں جاؤ گی محذور نے یہ صدا سنکر دانہ یا قوت احمر کا تھہ میں لیا زمین جا بجائے شق ہوئی
دریائے آب نے جوش مارا محذور جس ٹیکرے پر ہیں اُس بلند مقام پر توخیر دعائیت ہی باقی تمام صحرا عالم آب
ہو گیا دریا کا غراٹا موبوں کا سناٹا محذور حیران کہ یہ کیا معرکہ ہر دریائے ایک پھلی نے منہ نکالا
پھلی کی پشت پر ایک تاجدار یا قوت پوش ریائے جواہر میں غوطہ زن ملکہ محذور سے آنکھ ملائی
پکار کر آواز دی کہ ای جان جان دای آرام دل مشتاقان میں مدت سے تمھارا اشتاق تھا میری ٹھہ
جان جاتی ہر کیا تیری صفت کردن زبان ایسی کہا نے لاؤن نظم

ورد دولت پہ ترے انجم افلاک نثار
جیسے گلزار میں ہنگام سحر جوش ہزار
دہ ورق حبیبین رقم ہوں ترے اوصاف قاف
روز باران میں کرے پیر معان استغفار
اٹھ گئی تیرے زمانے میں یہ رسم آزار
ہی منجم کو اسی واسطے کشف اسرار
غم قمت میں ہوئے جنس سے اپنی بزار
کرے قہر مکان کا جو ارادہ معار

ای شبہ غرش سریر و مہ خورشید عذار
سائون کا ترے کوچے میں دم فیض ہجوم
صرصر عادی سے غالب ہر کہ جنبش نہ کرے
موسم گل میں سیہ مست جوان تائب ہو
شکوہ غمزہ سفاک نہیں عاشق کو
مقتبس میں مہ و خور راے درخشان سے تری
سکر افسانہ یوسف ترے ایام میں گرگ
سیل خود دڑے ہر گل کے لیے لیکر پانی

کیا اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ تمھارے بیان کروں خاص ہمارے ملاقات کے لیے تکلیف
 فرمائی میں جانتا تھا کہ آپ میری مشتاق ہیں آؤ چلی آؤ ایک بوسہ دو گلے ملو پاس ہمارے بیٹھو
 اب تو مجھ کو انتہا کا غصہ آیا دانہ یا قوت احمر کا ہاتھ میں تھا کہا کہ ادلعون نامرد مردان عالم کی
 پاپوش کی گرد ہم جسکے مشتاق ہو کر آئے ہیں وہ شہنشاہ اقلیم جرات دیکھ تاز میدان جلالت ہر تہجہ پیچ
 گد معون کا وہاں سلام بھی قبول نہیں ہوتا ہماری کنیزیں بھی تیری مشتاق نہ ہونگی دانہ یا قوت
 کا جو پھینکا پھیلنے دریا میں غوطہ ارا ماہیت سے اُسکے آگاہی نہ ہوئی کما ہی مال تحریر ہو گا پھلی
 اور تا جدار تو غائب ایک طقہ کند گئے میں ملکہ مخمور کے پڑا آنکھیں نکلنے لگیں ہڈیاں سوز بدعت
 سے جلنے لگیں گر ٹپ کر ایسا اسم بڑھا کہ ایک سنہرا پنچہ پیدا ہوا اپنے نے دستگیری کی وہ ریشمی
 کند تا استخوان پہونچی تھی قریب تھا کہ آنکھیں نکل آئیں روح مجروح ہو کر نفس جسم خاکی سے نکلائے
 اس پنچے نے کند کو توڑا مخمور نے چاہا کہ اس سحر سے چمک کر نکلاؤں دریا میں شور ہوا کہ اس
 یہ بڑی ظالم ہے کند طلسمی کو توڑا جانے نہ پائے دریا سے جو یہ آواز آئی غراٹا پانی کا بڑھا ایک
 پھلی اڑتی ہوئی نکلی منہ مثل قعر بلا کے گھوٹے ہوئے ٹپ کر گری کہ مخمور کو نکلاؤں مخمور نے
 دونوں گلے پکڑ کے بقوت سحر چیر ڈالا لاشہ ہاتھ سے پھینکا دیکھا کہ وہ ہی تاجدار زیر نخل کھڑا ہوا
 منتیں کر رہا ہے کہ ہمارے پاس آؤ سرکشی نہ کرو ورنہ بڑی خرابی ہوگی مخمور نے ہاتھ پلایا برق گری
 تاجدار کے دو ٹکڑے ہرے لاشہ اُسکا بے آگ جلنے لگا زمین سے دھواں نکلنے لگا وہ دھواں جو
 آنکھوں میں مخمور کی لگا مخمور ہوش ہو کر گری کہ آسمان سے ایک پنچہ پیدا ہوا مخمور کو اٹھا کر
 لے گیا ناظرین والا مقام پر واضح ہو کہ یہ دہنہ طلسم کا وسیعہ ہے مقام قید مخمور اور مخمور پر جرات یا
 مصیبت گذری ہو یا گذری انشاء اللہ اسکو تحریر کرونگا اگر اب حال حیرت مال گل گلزار خلیل
 الرحمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان بہم زندہ زمر دے ایمان صاحبقران بن صاحبقران
 شاہزادہ نور الدہر بہ بیچ الزمان شعر نظیر حمزہ صاحبقران بخشیم و بقدر شہ ستارہ
 حشم شاہزادہ نور الدہر اس زمانے میں لقا کے بیان کوئی جادو گر نہیں آیا یہ بہت فکرمند ہے
 سلیمان عنبرین موسے کو ہی اکثر کہتا ہے کہ میرے نام پر طبل جنگی بجواؤ پختیار رک کہتا ہے کہ اگر
 پہلوان دوران دای کر شاسپ جہان اندر سے کی ایک ہی لاشی ہر اگر آپ پر کوئی زوال آیا

قدرت کہاں جائیگے کہیں ٹھکانا ہو خراج گزار سب مارے گئے دو ہفتے گزرے اسی وجہ سے جبل جنگی نہیں
 بجا ایک شب کو نور الدہر نے جو آ کر آرام کیا دیدہ نگاہری بندہ ہوئے دیدہ باطنی دا
 تھے کہ دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم ایک مکان تنگ و تاریک میں قید میں زبان میں سوزن چہرہ اُداس عالم
 یاس جیسے ہی نور الدہر نے دیکھا بیقرار ہو کر دوڑے پوچھا کہ کیوں ملکہ خیر تو ہو کر آپ کو کس حال میں
 پاتا ہوں میرا دل بیقرار ہو ابراہیم خدا مفصل بیان کر د ملکہ نے آنکھوں میں آنسو
 بھر کر کہا کہ اے شہر یار اصل یہ ہے نظم

چاہ کنگان میں ملی مصر کے بازار کی راہ
 پہونچے ہم کعبہ مقصود کو کسار کی راہ
 مردہ نکلا نہ مرا کو چہ دلدار کی راہ
 نکلت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ
 حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے یار کی راہ
 یوسف اس عہد میں تکتا ہے خریدار کی راہ
 آسنہ رونے مجھے قتل کیا پیار کی راہ
 ایک ہو جائے ابھی کا فردیندار کی راہ
 ناز سے چلتے نہیں خانہ بیمار کی راہ
 کج ادائی سے ہو اٹھی ترے خسار کی راہ
 شوق یوسف نے دکھائی ہمیں بازار کی راہ
 کھوٹی ہوتی ہو میان آپکی تلوار کی راہ
 آتش اک دل میں نہیں ہوتی ہو دو چار کی راہ

ہو زالی کشت عشق بفاکار کی راہ
 رہنا یاد اٹھی کا ہو عشق صنم
 کثرت شوق نے از بسکہ کیا عرصہ تنگ
 شہرہ حُسن نے دیدار کا شتاق کیا
 پیشتر سب سے کیا طالع بتے بیدار
 تنگ دستی نے زمانے میں یہ پایا ہر رواج
 نہیں مجھسا کوئی دنیا میں کندر طالع
 لب بام آ کے جو دیدار کرے عام وہ شوق
 چار سے کہتے ہیں انکو جو مسیحا عاشق
 دیکھ کر صورت احباب کو پھر جاتا ہو
 حُسن کے عشق نے ہستی میں مجھ سے کھینچا
 کھینچ لی ہو تو لگانے میں تامل نہ کرو
 غیر حق کو میں سمجھتا ہوں خیال باطل

کنیز کی راسخ الاعتقادی بہ نسبت حضور کے واضح ہو قصد کیا تھا کہ آپ سے طین کوہ خیر ناک تک دیدہ سے
 آئے وہاں پر آ کر راستہ چھو لے ایک صحراے سبزہ زار میں پہونچے اتنا سنا کہ طلسم کا وسیع ہے جسے
 کچھ نہ ہو سکا اصل تو یہ ہے شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے + تجھے
 چاہ کے ہم تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے + اس درد و لال سے ملکہ مخمور سے

ان الفاظ کو بیان کیا کہ کلیجہ نور الدہر کا ہل گیا عاشق صادق ہیں فرمایا کہ ملکہ عالم میں کیا کر دے کیونکہ
لمون مخمور زار زار روئین کہا حضور میں تو نہ عرض کرونگی کہ آپ یہاں تشریف لائے مقام عجائب
وغرائب ہر مین تے وہ دے سحر کیے کہ زمین یہاں کی ہلا دی مگر کچھ نہ بن پڑا آخر گرفتار ہوئی اب ہمارے
آپ کے ملاقات عدم میں ہوگی وہاں بھی روح بھٹکیگی اب آرام ہو ملنا دشوار ہے نور الدہر چھوٹے
کہ میں ہتھکڑیاں بٹیریاں توڑ ڈالوں ایک سنگ سیاہ پڑا تھا اسکی ٹھوکر لگی منہ کے بھل کر سے
مخمور نے کہا کہ خدا حافظ اب زندگی میں ملاقات نہ ہوگی روح کو فاتحہ خیر سے یاد فرمائیے گا آپ
فاتحہ آکر پڑھینگے روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی تھے والوں کو حیرت ہوگی شعرچہ آید بیروت
بعد مردن بر مزار ما + با استقبال تو مستانہ بر خیزد غبار ما + حسرت یہ تھی کہ زندگی میں صحبت عیش و
حبیش ہو تقدیر میں نہ تھا یزبان سے نہ نکلا فرد و دشمن شد از وصال تو شب ہائے تار ما + صبح قیامت
چراغ مزار ما + اگر خدا نے اپنا فضل کیا تو زندگی میں جہاں جہاں آرا دیکھا در نہ خدا حافظ خدمت میں
صاحبقران کی رہیے پر در دگار آپ کو رنج و ملال کا منہ نہ دکھائے ہمنے کو چہ عشق میں بڑے ملال
اٹھائے آنکھ نور الدہر کی کھل گئی مگر یہ آوازین کان میں نور الدہر کے آئیں آنکھ کھول کر اپنے
مقام کو دیکھا چنچ مار کر دے شہر ننگ بن عمرو عیار بھی درد دلت پر حاضر تھا صد نور الدہر
کی سنکرا نہ آیا دیکھا کہ شاہزادہ زار زار شل اب تو بہار دور ہا ہی پوچھا کہ کیوں شہر یار خیر تو ہی
نور الدہر مہر نے کہا کہ ای شہر ننگ ملکہ مخمور طلسم کا وسیعہ میں قید ہو گئیں شہر ننگ نے کہا کہ آپ
کنے کہا نور الدہر مہر نے کہا کہ بھائی خواب دیکھا اسی خواب کے خیال میں رو یا سامنے تصویر خیالی
موجود ہے جو خواب میں صبحا دیکھا وہ صبحا آنکھوں کے نیچے پھر رہا ہے خبردار لشکر میں اسکا ذکر نہ کرنا ہم
آج شب کو نکل چلینگے یا اپنی جان دینگے یا انکو چھڑاینگے کیا کہوں ای شہر ننگ کس عالم یاں میں
مجھے چند فقرات کہنے کیجئے پھر بیان چلین شہر ننگ نے بہت سمجھایا نور الدہر مہر نے کہا کہ ای شہر ننگ
جانا تو واجب و لازم ہے آج خواجہ زادوں سے کسی حیلے سے پوچھو کہ طلسم کا وسیعہ کا کون فتاح
ہے اس منازل عجائب و غرائب کا کون سیاح ہے شہر ننگ نے کہا کہ غلام آج ہی دریافت کر گیا شاہزادہ
نور الدہر خاموش ہو رہے شہر ننگ نے منہ ہاتھ دھلایا کہا دربار میں چلیے مگر چپے کی اُسی موت
فرمائیے جو دیکھیگا درد مند جانیکا میں بارگاہ خواجہ زادگان میں جاتا ہوں دریافت کر کے حاضر ہوں

نور الدہر لباس پہن کر بارگاہ سلیمانی میں آئے امیر کو سلام کیا بادشاہ کے پاس تخت کو بوسہ دیکر نکل پڑے
 بیٹھے ایک جانب نقد روح و روان قاسم عايشان ایرج نوجوان بھی بیٹھے ہیں شاپور سر پر گیسو پانی
 کر رہا ہے ایرج نے شاپور سے کہا کہ آج کشتی گیر زادہ ملول و خربہ ہو گیا جب کہ آج رات کو یہ
 کہیں بائیں زمان شہرنگ بارگاہ میں فرزند ان بزرگوار کی کیا سلام کر کے عرض کی کہ حضور ذرا
 ملاحظہ فرمائیں کہ طلسم کا وسیع کا کون فتح ہو خواجہ زادہ سے ہنسے کہا کہ ای شہرنگ! بدون پرسش
 ہنسنے شب کو جو کتاب دیکھی تو معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان کا آج داخلہ ہو جائیگا نور الدہر بھی پہنچے
 فتح خاص نور الدہر میں اکثر قلعہ جات متعلقہ طلسم کا وسیع ہاتھ سے ایرج کے فتح ہونے شہرنگ
 نے کہا کہ میں نے خیالی بات آپ سے پوچھی ایرج و نور الدہر کا تو ذکر بھی نہیں خواجہ زادہ نے کہا
 کہ بس زیادہ باتیں نہ بناؤ تھوڑی دیر میں ظہور ہو گا شہرنگ! بارگاہ فرزند ان بزرگوار سے ملے
 راہ میں شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے پوچھا کہ کیوں شہرنگ! آج بمقامے آقا کا مزاج کیسا ہے
 شہرنگ! نے کہا کہ فضل الہی ہر چند شاپور نے پوچھا شہرنگ! نے کچھ بیان نہ کیا ایرج نوجوان
 نے جب کوئی خبر پائی بارگاہ سے نکلے شاپور سامنے آیا شاپور سے پوچھا کہ ای دوست صادق
 دایر محب وائق کچھ حال معلوم ہوا شاپور نے کہا کہ کچھ نہ دریافت ہوا فرمایا کہ بن اشقر لاؤ ذرا شکار
 کو جائینگے ایرج کرہ بن اشقر پر سوار ہوئے چند ہیلے قراول بلائے چاہتے ہیں کہ واسطے شکار کے
 روانہ ہوں کہ مرکب ایرج کا تمرا پیر پر داز پیدا کیے دور سے شاپور و شہرنگ! نے دیکھا پریشان
 ہو کر دڑے شاپور نے آواز دی کہ آقا ہوشیار ہو جائیے دیکھیے گھوڑے کے پر پیدا ہوئے جب تک
 ایرج کو دین گھوڑا شاہزادے کو لیکر اڑ گیا شاپور تو اسی جانب بھاگا دربار میں ہڑ ہوا صاحبقران
 باہر نکل آئے نور الدہر بھی ساتھ ہیں سب نے عرض کی کہ ای شہرنگ! ایرج کے مرکب نے پر پر داز پیدا کیے
 آنکھوں کے سامنے سے لیکر اڑ گیا شاپور بھاگا ہوا گیا ہر صاحبقران نے سر جھکا لیا فرمایا خدا انکا
 حافظ و نگہبان ہے نور الدہر نے شہرنگ! سے پوچھا کہ خواجہ زادہ نے کیا کہا شہرنگ! نے عرض کی
 کہ جو خواجہ زادہ نے کہا وہ ظاہر ہوا طلسم کے فتاح آپ ہی ہیں مگر ایرج کے ہاتھ سے بھی کچھ درند
 فتح ہوئے نور الدہر نے پشت دست کاٹ لی کہا کہ ای شہرنگ! کتنے بڑی غفلت کی پیشتر جسے الملاح
 نے کہ ہم پہلے نکل جاتے اب یہ تاجر زادہ بہت بلایا سفاک سب پر یوش تیار کر دے شہرنگ! نے گھوڑا

تیار کیا پشت مرکب پر سوار ہوئے امیر کے بھیلے شکار روانہ ہوئے گرجا میں نوجوان کی جو آنکھ کھلی
 دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین جہنما سے طولانی باغ پر بہار و لاٹانی ہوا ہے کہ ایک سند پر پایا پہلو میں ایک
 نازنین چند کنیزیں دست بستہ ستاد میں ایرج نے گھبرا کر کہا کہ کیوں صاحب یہ کیا مقام پر اور تمہارا کیا نام ہے
 اس نازنین نے کہا کہ امیر شاہزادہ والا قدر اور آسمان جلالت کے بدریہ سرحد طلسم کا دوسرے
 کاوس شیرنگ ساز بیان کا بادشاہ ہے ملکہ مخمور سرخ چشم منظور نظر افراسیاب اس طلسم میں
 داخل ہو میں کاوس اسکو دیکھ کر ابل ہوئے علامت طلسم پر خود گئے مخمور کو گرفتار کر کے لائے
 وزیر اسے کہا کہ اسے ہمارے وصل پر راضی کر دو ہم لوگوں نے جا کر کلام کیا وہ بیہوش ہو گئی اور تمہاری
 یاد میں رہ رہی ہے تمہارا نام لیکر پکارتی ہے بادشاہ نے کہا کہ اس کے عشوق کو لا کر قتل کر ڈالو میرا نام
 ہے شمیم سحر بند چار وزیر مرد ہیں چار ہم شاہزادیاں میرے نام حکم ہوا کہ اس کے عاشق کو لا کر
 ارڈالو میں تمکو اٹھالائی تمکو دیکھ کر محبت ہوئی ایرج نے کہا کہ ادنا بینا میرا نام ایرج نوجوان ہے
 وہ شیر بیشہ برات کیہ تاز میدان جلالت نور الدہر ہے وہ ہی مخمور پر عاشق بھی ہے شمیم نے کہا کہ مجھے تو جسے
 مطلب ہے انکو بھی اٹھاؤنگی اور رہنم ہوا کہ وہ میرے ہاتھ سے بچ گئے اور تھیں بھی اس باہ و جلال
 سے رکھو گی کہ شاہان جہان رشک کریں ایرج نے کہا کہ کیا بیوہ بکیتی ہے ہم سحر و ساحری پر لعنت
 کرتے ہیں ایرج نے چاہا کہ تلوار اٹھاؤن شمیم نے سحر کر دیا ہاتھ پاتوں بیکار ہوئے کنیزوں کے کتنی
 کہ اس جوان کو سمجھاؤ میرا وصل قبول کرے کنیزیں عرض کرتی ہیں کہ آپ نے فوراً اپنے عشق کا حال
 کہد یا مردوں پر محبت نہیں ظاہر کرتے خود عاشق ہو جاتا اب ہم سب سمجھاؤنگے صحبت عیش و حبش
 آراستہ کیجیے صحبت رقص و سرود شراب کا چرچا ہو اس وقت راضی ہو جائیگا شمیم نے قبول کیا
 صحبت کو آراستہ کیا گائیں مٹھ کر گانے لگیں دورہ شراب کا ہوا ایک حسین و خوش رو گائیں
 یہ اشار عاشقانہ گانے میں مصروف ہوئی نظم

کوئی غارت گر نہیں دیوانوں کے اسباب کا	حسائے زنجیر کو کچھ غم نہیں سیلاب کا
ساقی لا جام مر در پیش ہے جنگ سخن	ہر بجباتیخ زبان پر آج ہونا آب کا
خلق کی پیشانیوں پر ہے یہی مضمون رقم	سجدہ واجب ہے ترے دروازے کی محراب کا
ہر مری دیوانگی کا باعث اک دریائے حسن	سلسلہ ہوسوج کا اور طوق ہو گرداب کا

<p>شوق ہر کیا اپنے گھر کو آمدنیلاب کا میری آنکھوں میں ہو عالم سعدن سیلاب کا خاک کو اڑنے نہیں دیتا چھڑکنا آب کا خار سے کیا اُبھے نقشہ چادر مہتاب کا اختیاری ہجر ہر سرخاب سے سرخاب کا دیکھ لو بنتا ہر موتی خشک قطرہ آب کا یہ حسدیم کو سے جانان ہر مقام آداب کا دھیان آتا ہر جو ناسخ فرقت احباب کا</p>	<p>بنگیا ہر وزن دیوار چشم انتظار جس حسین کو دیکھتا ہوں میں اُبل آنے میں شک سیکشی کرنا نہ بربادی تن خساکی کی ہو پاک طینت جو کہ ہیں اُسے تعلق دور ہر ملتی ہر عاشق کو لذت فرقت معشوق میں ہر تنزل میں ترقی صاف دل کے واسطے پاؤں جو رکھتا ہر کھاتا ہر سرسکاٹھو کرین جور اعدا پر بھی کر سکتا نہیں ترک وطن</p>
---	---

لیکن شاہ پور شیر دل جو تلاش میں اپنے آقا کی چلا تھا قریب اس باغ کے آکر پہونچا دیکھا مرکب
ایرج کا ایک تھان پر بندھا ہر سمجھ گیا کہ آقا اسی باغ میں ہیں پشت باغ پر آکر کندہ ماری دیوار
پر چڑھ آیا دیکھا ایرج مسلسل بیٹھے ہیں ایک نازنین مسند پر لگا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے
شاہ پور ایک گوشے میں آکر ٹھہرا گاؤں واسطے پیشاب کے اٹھی شاہ پور نے گاؤں کو بیہوش کیا اسی
کی شکل بنکر محفل میں آیا گاتے گاتے کہا کہ ای ملکہ اگر حکم ہو تو اس جوان کو میں راضی گردن شمیم نے کہا
کہ ای حسن آرا اگر تو نے اسکو راضی کیا تو بڑا احسان ہو گا شاہ پور قریب ایرج کے آیا کہا کہ ای
شہر یار غلام حاضر ہر آپ ایک کلمہ کہہ دیجیے کہ میں تجھے عاشق ہوں میں ابھی اسکو مارے لیتا ہوں
ایرج تو پرورش کردہ خواجہ عمر وہیں ایسی باتیں بنائیں کہ آخر کو شاہ پور نے شراب کا چرچا کیا
شراب پلا کر ٹھوڑے ہی عرصے میں ساری محفل کو شاہ پور نے بیہوش کیا شمیم سحر بند کو قتل کیا
ایرج کو جوان کو چھڑایا لیکر باہر نکلا مرکب کو اس تھان سے کھولا شاہزادے کو سوار کیا
ایرج و شاہ پور ایک جانب چلے کوئی کوس بھر راستہ طر کیا تھا کہ ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرے
اپنے لشکر کا راستہ خیال کر رہے ہیں کہ صحرا سے گرد آؤی دیکھا کہ ایک پہلوان گیندے پر سوار پشت پر
بارہ ہزار سوار پیدل رہ رہی کرتے ہوئے آتے ہیں قیلاب کو ہی قلعہ سیلاب کا حاکم
برائے مدد تھا چلا ہر نگاہ پڑی جمال جان آراے ایرج پر سبکو و عیار ساتھ تھا اُس کے
کہا کہ دریافت تو کر یہ کون جوان کھڑا ہر سبکو و قریب شاہزادے کے آیا جمال جان آرا دیکھا

حیران ہو گیا جھک کر سلام کیا پوچھا کہ ہمارے آقاے نامدار پوچھتے ہیں کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی
 کیا ہے کہا میں تشریف لاتے ہیں کہ ان تشریف لے جاتے ہیں ایرج کو حرکت پر جادو کرنی کی تھنا
 غصہ تھا فرمایا جا کر کہدو کہ نقد روح و روان قاسم عالیشان نبیرہ لقاے بے ایمان ایک ساحرہ
 گرفتار کر کے لائی تھی اسکو قتل کیا اب برائے سر کو بی لقا جاتے ہیں عیار یہ سنکر بھاگا قیلا بے
 سب احوال بیان کیا قیلا ب بہت خوش ہوا کہا کہ میں برائے مدد خداوند جاتا تھا کچھ نذر کو
 میرے پاس نہ تھا اسی جوان کو لیجا کر پیش کر دنگا یہ کہہ ساتھ والوں سے کہا کہ اس جوان کو گرفتار
 کر لو چار طرف سے سواروں اور پیدلوں نے ایرج کو جوان پر حملہ کیا ایرج کو جوان نے
 قبضہ دودمہ سکندر می پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا کہ باشندای کافران بھیا وای نایکاران پردغا
 ہر کہ داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرہ ایرج کو جوان
 کہ صاحبقرانیم و آفاق گیرا اگر تیغ کین بر کشم از غلاف
 منم میرمیان جنگ وجدل منم نعمت خوان جنگ وجدل
 منم ابن فرزند صاحبقران شاپور شیردل نے بھی نیچے سنبھالا لشکر کفار پر جا پڑے تلوار
 چلنے لگی کئی سو سپہ سالاران لشکر ہاتھ سے ایرج کے مارے گئے قیلا ب غصے میں قریب شاہزادہ
 کے پہونچا فوج والوں کو منع کیا کہ صاحبو تم ٹھہر جاؤ میں گرفتار کیے لیتا ہوں یہ کہہ قریب آیا ہاتھ
 تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر دوکا بہادر شیردل صف شکن کامل فنون سپہ گری کلائی
 پر ہاتھ ڈالہ یا تلوار چھین کر پھینک دی کر میں ہاتھ ڈال کر بقوت صاحبقرانی اٹھایا قیلا ب
 گھبرا یا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار الامان شاہزادے تے فرمایا امان بشرط ایمان عرض کی جب تک
 زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نہ کر دنگا ایرج نے ہاتھ سے زمین پر رکھ دیا یہ سنون مکر سے
 مسلمان ہوا ایرج سے کہا کہ ای شہریار اب میں آپ کے ساتھ چلوں گا اسی مقام پر اتر اجدلی
 بارگاہ استاد کرائی لشکر بھی اسی مقام پر اتر پائے انداز بھینا ہوا ایرج کو بارگاہ میں لایا
 مقام صدر پر بٹھایا شاپور نے کہا کہ ای شہریار یہ مکار معلوم ہوتا ہوا ایرج نے کہا یہ مرد سپاہی
 ہو تم عیار ہو تم کو سب مکار ہی معلوم ہوتے ہیں لیکن قیلا ب نہ شراب میں بیوشی ملائی تھیلی
 پر کہہ کر جام سامنے شاہزادے کے پیش کیا ایرج بے اندیشہ و بے خجاستہ گئے شاپور کو بھی مدد لاسا

پلا یا تھوڑی دیر میں دونوں بیوش ہوئے آہنگروں کو بلایا دونوں کو مسلسل و مطوق کیا منظور ہوا
 خدمت میں تھا کی بچوں سب نے کہا کہ آج اسی مقام پر اترے کل کوچ کیجیے ایرج و شاپور کو قید کر کے
 میں چھوڑا آپ بارگاہ میں آکر بیٹھا کہ عیار نے بڑھ کر عرض کی آپ کے بھائی صاحب آفتاب شعلہ مزاج
 تشریف لاتے ہیں شکار کو آئے تھے خیر جو بانی آپ کی ملاقات کو آتے ہیں قیلاب آفتاب استقبال کر کے
 بارگاہ میں لایا آفتاب نے پوچھا کہ کیوں بھائی صاحب یہاں اترنے کا کیا باعث ہے قیلاب نے
 کہا کہ امیر اور آج عجب معرکہ ہوا میں جو اس طرف گذر اقا سہم کا بیٹا جو نیرہ رستم کہلاتا تھا گھوڑے پر سوار ملا
 میں نے اسے سولیت دریافت کرایا کہ آپ کون ہیں کہاں جاتے ہیں بھلا کے کہلا بھیجا کہ سرکوب لقا
 مجاہد بہت ناگوار ہوا میں جا پڑا میں نے کہا کہ ادھیودہ تو نے یہ کیا کیا اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا میں نے
 تلوار چھین کے ایک طمانچہ مارا گھوڑے پر سے گرا میں نے مشکین یا ندو لین عیار و سردار لشکر میں
 قید ہیں آفتاب نے کہا کہ کیا نام ہے کہا ایرج بن قاسم آفتاب نے کہا کہ بھائی یہ تو کیسے کہ اُس نے
 طہماس کے بیٹے سب کو کیونکر زیر کیا میعاد عا در شک دراز گردن کہ انسانوں میں دیو ہر
 وہ اُس کا رفیق ہے بھلا تھے وہ کیا زیر ہو گا مابعد دولت ہوئے تو شاید زیر بھی ہو جاتا تھا اسے حال کو
 تو میں خوب جانتا ہوں قیلاب نے کہا کہ بھائی صاحب ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے بھلا کے پوچھ لیجیے
 آفتاب نے کہا کہ ضرور بھلاؤ قیلاب نے کہا بھائی صاحب بلا نے سے کیا فائدہ دربار خداوندی
 میں چل کر دیکھیے گا کہ میں کس طرح پیش آتا ہوں آفتاب نے کہا کہ میں ضرور بلواؤنگا جس دن یہ قلعہ
 ذوالامان پر چڑھ گیا ہے مسلمانوں کو تنگ کر دیا بادشاہ سلیمان فارسی ایسا کاروان تھا کہ جو اسے
 ناموس حمزہ کو بچا یا جب لیغ کیا قلعہ لے لیا ہر طرف سے مددگار آتے تھے ناموس صاحبقرانی کو
 بچاتے تھے قیلاب نے کہا کہ میں یہ جھگڑا نہیں جانتا میں نے قید کیا ہے آفتاب نے کہا کہ بھلا
 قیلاب نے سب کو غصہ کیا کہ تو جا کر ایرج کو بھادے جب بھائی صاحب پوچھیں تو کہہ دے کہ
 قیلاب نے مجبور کیا کہنا کہ میں قید سے چھوڑ دوں گا اگر خلاف کرو گے تو ابھی قتل کروں گا سیکو
 نے جا کر ایرج سے کہا ایرج نے کہا کہ ہم کدیلے قیلاب نے ایرج کو بلوایا ایرج نے دربار میں
 آکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی آفتاب نے کہا کہ اے نیرہ صاحبقران آپ بڑا بل کرتے ہیں
 ہمارے بھائی صاحب نے آپ کو ایک طمانچے میں زیر کیا آپ کو شرم نہیں آتی ایرج نے کہا کہ

یقین آیا آفتاب نے کہا کہ مجھے تو یقین نہیں آتا قیلاب نے بدلا کر کہا کہ او نیرہ حمزہ صاف صاف
 نہیں کہتا ایرج نے کہا کیا بیوہ کہنا ہے آفتاب جو ہنسنا قیلاب کو ناگوار گذرا تلوار پکڑ کر
 اٹھا کہ او نیرہ حمزہ بن مجکو بھی قتل کرونگا آفتاب ہانہ ان کرتار ہا قیلاب نے ہاتھ تلوار کا
 مارا ایرج نے ہاتھ اٹھا رہا تھکڑی کٹی ایرج جس نے غصے میں آکر قید توڑ ڈالی تلوار چھین کے قیلاب
 کی پھینک دی ایک طمانچہ مارا کہ سر قیلاب کا چنبر گردن سے اڑ گیا آفتاب دوڑ کر قدموں سے
 لپٹ گیا کہا کہ ای شہریار میں تو مدت سے جو با تھا کہ قدمبوسی کروں یہ بھی مجکو یقین تھا کہ یہ جھوٹا ہے
 یہ کہہ کر آفتاب بصدق دل سلساں ہوا دونوں لشکر دائرہ اسلام میں آئے سب سرداروں نے
 بصدق اطاعت کی ایرج اسی مقام پر فروکش ہوئے آفتاب مصروف خدمتگزاری ہی ہوا
 نے کہا کہ ای برادر میچہ جاؤ آفتاب نہ بیٹھتا تھا ایرج نے بحجت تخت پر بیٹھایا ناچ ہونے لگا
 نازنینان منبر گار ہی ہن ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا ایرج نے پلٹ کر دیکھا کہ آفتاب زار زار
 رو رہا ہوا ایرج نے گائیوالی کو منع کیا فرمایا کہ کیوں ای بہادر خیر تو ہی میں تمکو نہایت ملول پاتا ہوں
 کیا رنج و ملال ہے عرض کی کہ ای شہریار حال لائق عرض کرنے کے نہیں ہے فرمایا بیان تو کرد عرض کی کہ
 ایک مشکل سخت ہے اس غلام کو یہ خیال آیا میرا فرزند ارجمند ہا ہتا ب سیر سوار جری و بہادر
 صف شکن بچپن سے اُسے فن سپہ گری کو خوب حاصل کیا بڑے بڑے پہلوان اُسے زیر کیے جس قلعے
 پر گیا اُسکو فتح کیا یہاں سے قریب ایک قلعہ ہے قلعہ سرب اُسکو کہتے ہیں سرحد طلسم کا وسیہ کی وجہ
 سے اُسکو قلعہ سرحد کہتے ہیں بادشاہ کا وسیہ کا وہ خراج گزار ہے قلعہ دار وہاں کا مالک نجم شاد شاہ
 بڑا کاہن زبردست ہے اسی واسطے بادشاہ طلسم کا وسیہ سے اس سے وہ پورا اُسکو مقرر کیا ہے کہ طلسم کشا کو
 روکیگا بیٹا میرا اُسکی بیٹی پر عاشق ہو کر چڑھ گیا اُسے کہا کہ میری بیٹی کا نہایت گران ہر مہر
 طلسم کا وسیہ فتح کرو اُس طلسم میں ایک قصر ہے کہ اُسکو قصر مہر وارید کہتے ہیں مردار یہ بے بہا ہے
 وہ معہور ہے ایک بار شتر مہر وارید اُس قصر کے نکالو وہ شتر میں سیری بیٹی کے دو یہ اُسکا قصر وارید
 اُسے غضب یہ کیا کہ یا تو اُسے نام ہی سنا تھا اُسے تصویر کھینچو اگر وہی اُس تصویر کو دیکھ کر اور
 زیادہ جوش و خروش ہوا ملکہ محنت از گور مہر لویش اُسکا لقب ہے بیہا سے بارہ کوس پر ایک ہشت
 ہوا اُس دشت میں ایک کوہ ہے وہ ہی مقام دانغلے کا ہے میرا فرزند کیا اُس پانچویں ایک شیر پیدا ہوا

اُسے اٹھا کر لے گیا لشکر اُس کے برقیں گرین کئی ہزار جوان مارے گئے آخر لشکر بھاگ آیا ایرج نے یہ سنتے آگے
 لہا کہ مجھے لیچلو میں فتح کرونگا بیٹے کو مختار سے رہا کر لاؤنگا انشاء اللہ اُسکی بیٹی سے اُسکی شادی کرونگا
 آفتاب رونے لگا کہا کہ اے شہر یار کیونکر عرض کروں کہ حضور وہاں جا نیگا ارادہ کرین ایرج
 نے کہا کہ اے ایر برادر مجھ کو تو جانا واجب و لازم ہے ہر مین خاص کر کے برائے تلاش طلسم کا وسیعہ کلام تھا
 ہمارے ہمیشہ کی معشوقہ اُس مین قید ہے اگر اُسکو رہا کر لیا سب دست راستیوں پر اُساں ہوگا اگر
 تم نہ لیجاؤ گے مین خود جاؤنگا اول چلکر ملک انجم سے عہد واثق لین کہ ہم ایک بار شتر مردار پر
 بھی تمھاری بیٹی کے جہیز مین دینگے اور طلسم بھی فتح کرینگے آفتاب نے چار ہوا دوسرے دن وہاں سے
 کوچ کیا برائے مقابلہ انجم سرحد اُڑ چلے بیان کیفیت یہ ہوئی کہ جب ملک مخمور گرفتار طلسم کا وسیعہ
 ہوئیں انکم کھولکر اپنے کو ایک مکان مین پایا جا دو گریان بھی مین کاوس اورنگ نشین کہ جو
 بادشاہ طلسم پر جب ملک مخمور نے صاحب علامت کو مارا اتفاق سے کاوس اورنگ نشین
 اس طرف سے جاتا تھا اسے اپنا سحر کر کے ملک مخمور کو گرفتار کیا رات بے اشتیاق ملاقات ملک مخمور
 مین تڑپا ہجر کی کالی رات پاڑ ہو گئی کبھی اُٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے خادموں نے جو آکر باہر ذکر کیا کہ آج
 شاہ نے آرام نہیں فرمایا مصاحب یہ خبر مین سنکر حاضر ہوئے دیکھا کہ کاوس اورنگ نشین بیک
 پر سر رہنے بیٹھا درہا کی مصاحبوں کو دیکھ کر آنسو پوچھ ڈالے مگر رنگ پہرے کا زرداب پر آہ سرد
 دل مین درد سب نے عرض کی کہ سرکار کو عجب حال پر ملال مین پاتے ہیں نکلخواران شاہی بہت
 کجراستے ہیں ارشاد تو ہو کہ آپ کو کیا ملال ہے دل کو شنشاہ کے کس بات کا خیال ہے نکلخواران
 شاہی بیرونی کرین کاوس اورنگ نشین نے منہ پیٹ لیا کہا کہ یارو کیا کہوں کیونکر اس رات
 کو چھپاؤں دیوانہ دار کسی سحر مین نکلجاؤں نطفہ

بجھتا ہے چراغ آج سرشام ہمارا
 گم ہو وہ نگین جیسے گھدے نام ہمارا
 یونان کے ماخند ہوا نام ہمارا
 اشکوں نے بھی ساقی نہ بھرا جام ہمارا
 حد چاک کیا جائے اسرام ہمارا

دل بیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا
 ایسا کوئی گنہگار مانے مین نہ ہوگا
 ہم گو کہ مین دیوانے مگر غرق بیم اشک
 مری پانی نہ پینے کو تو ہم پی گئے آنسو
 کہے مین ہی وحشت کی رہی دست دراز

فعلی میں تھی کہ وہ اپنے پیار کے کاغذ
اک آدھ رہے جسم شبک میں تراش
کام اور دن کے جاری رہیں کام میں ہم
نا سچ کہیں جلد آ کے کہے قاصد جانا

آغاز سے کیا خوب ہر انجام ہمارا
خالی نہ کبھی صید سے ہو دام ہمارا
اب آپ کی سرکار میں کیا کام ہمارا
خط لیجئے دلوائے انعام ہمارا

مصاحبوں نے عرض کی کہ غلامان جو بنا زاس جملے کو نہیں سمجھے گاؤس نے کہا کہ یار دل میری شاکہ
تھی کہ میں آرا ہوا جانا تھا گذر طرف سے علامت طلسم کے ہوا دیکھا کہ علامت پر آفت برپا ہو چکا جانا
چراغ کیا نگاہ اُس جمال جہان آرا سے معشوق عاشق کش پر پڑی چھریان کیلجے پر چل گئیں ہر چند کہ اُسکو
قید خانے بھیجا مگر دید کا مشتاق ہوں ایک مقدمہ اور زیادہ نازک ہو دریافت جو کیا تو معلوم ہوا
کہ نام نامی اس عالم کا مخمور و سرخ چشم ہر افراسیاب مدت سے اس پر عاشق ہو اس زمانے میں
کوئی باعث ایسا ہوا کہ یہ شریک سلطان ہو گئی بنیرہ صاحبقران نورالدین ہر بن بدیع الزمان
ماں ہوئی اس پر افراسیاب سے فساد ہوا افراسیاب درپے آزار ہو اُسکا قصد ہو کہ طلسم ہو خراب
میں نہ رہتے دن اگر کہیں اُسکو معلوم ہوا تو میرے ساتھ ضرور فساد برپا کر لگا میں حیران ہوں کہ
کیا کروں دُرا نے عرض کی کہ اے شہزادہ کل اُسے دربار میں بلائیے پیام وصل دیجیے یہ بھی وعدہ
کر لیجیے کہ سلطنت طلسم کا تجھے اختیار ہو اگر قبول کرے لطف سے سلطنت کیجیے مسلمان آپ کا کچھ
نہیں کر سکتے اس طلسم کو آپ کے بزرگوں نے ایسی ترکیب سے بنایا ہے کہ جو کوئی آنے کا ارادہ کرے
کہ فساد بلا ہو کسل مجال ہو کہ لوح کا نشان پائے لوح کو اور زیادہ سخت کیجیے گاؤس نے سر جھکا لیا
کہا کہ یار دافراسیاب سے کوئی کہے یا نہ کہے وہ خود کامل و اکمل بحرین طاق فنون و علم کیا
وسیمیا و ریسیا میں شہرہ آفاق کسل مجال ہو کہ اُس سے مقابلہ کر سکے دُرا نے عرض کی کہ یہ طلسم
وہ مقام ہو کہ اگر آپ پانوں کھینچ کر اندر طلسم کے بیچ رہیں گے تو افراسیاب نہ آسکیگا لوح ایسے
مقام پر ہو کہ کوئی دہان جا نہیں سکتا لیکن ایک امر غلام عرض کرینگے کہ ایک کاہن طلسم الہی مرتبہ
و عظیم میں بیان کر چکا ہے کہ طلسم تمام ہوئی اسکی فکر واجب و لازم ہو گاؤس نے کہا کہ میں نے بھی اکثر
کتب میں دیکھا کہ طلسم تمام ہوئی مگر اسکا مجھ کو اعتبار نہیں کسی کی مجال نہیں ہو کہ میرے طلسم میں
داخل کرے یہ طلسم بہت سخت ہے میرے بزرگوں نے بنایا ہے میں ہی جانتا ہوں اس بات کو چھپاؤ

کہ افراسیاب کو خبر نہ ہونے پائے مصاحبون نے عرض کی کہ کسی کو خبر نہ ہوگی انھیں باتوں میں شبہ نہ ہو
 تڑپ کر بسر کی جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا مصاحبون کو ساتھ لیے ہوئے دربار میں آیا حکم دیا
 کل کے قیدی کو لاؤ اندراش جادو کہ داروغہ زندان خانہ تھا اسکے نام حکم ہوا قیدر ملک مخمور کی
 لاؤ لیکن یارو اس محبوب خوشرو کو کوئی صدمہ نہ پہونچنے پائے بہت احتیاط سے لاؤ اندر اس
 گیا چند کنیزیں بھی ساتھ ہیں نہایت احتیاط سے ملک مخمور کو دربار میں لایا مخمور حجاب سے عرق عرق
 رنگ چہرے کا فق دل میں قلق سرٹھکا کر کھڑی ہوئیں کاؤس نے مصاحبون سے اشارہ کیا چند
 مصاحب اُسے قریب ملک مخمور کے آئے عرض کی کہ ایسا ملک عالم یہ طلسم کا وسیعہ ہر بڑے بڑے لوگوں
 نے قصد کیا کہ اسکو فتح کریں مگر فتح نہ کر سکے شہنشاہ ہمارے آپ پر عاشق ہوئے ہیں طلسم کی سلطنت
 لیجیے آپ کو نیک و بد کا اختیار ہے کوئی آپ کے مقدمے میں دخل نہ دیگا شہنشاہ ہر وقت آپ کی
 خدمتگزاری میں مصروف رہینگے مخمور کو غصہ آیا چہرہ سُرخ ہو گیا اشارے سے جواب دیا کہ اگر
 ایسا ارادہ کریگا تو ہم کو زندہ نہ پائیگا بہت بچتا بیگا عرصہ دراز تک منت کی کنیزوں نے بھی بہت
 بہت بھجایا ملک نے جواب سخت دیے مشیرون نے کہا کہ ابھی طائر نو گرفتار ہے اسی نیرہ حمزہ کے
 واسطے بقرار ہے دو چار دن گزرنے دیجیے ضرور قبول کر لگی کاؤس نے بھجوری و نا چاری قبول کیا
 ملک کو قید خانے میں بھیج کر بیٹھا ہے اپنے دل کا حال کہ رہا ہے دریا چشمہ چشم سے بہ رہا ہے کہ آسمان سے
 برق چمکی اودھام فاک سیر کاہن طلسم کتاب بغل میں دباے ہوئے آکر پوچھا عرض کی کہ ایسا شہنشاہ
 جو عورت آکر قید ہوئی ہے اور سرکار اسپر نائل ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے اس سے فساد دور تک
 پہونچیکا دیکھیے صاف صاف لکھا ہے کہ معشوقہ افراسیاب کا آکر قید ہونا نشان بربادی طلسم ہے
 ایک جوان اور کل پرسون آکر قید ہو گا اُس کے بعد طلسم کشا آئیگا اُس کے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی ہے
 سرحد دار کو اطلاع دیجیے کہ جو کوئی آئے اُس سے بجزات مقابلہ کرے طلسم میں نہ آئے دے اب ہر کسی کا
 طلسم میں آنا بہتر نہیں اسی ضمن میں داخلہ طلسم کشا بھی ہو گا سرکار کہ بہت تکلیف پہونچیلی کاؤس
 مہسوت بیٹھا تھا اچھا اچھا کیلے ایک نامہ سرحد دار کو لکھ بھیجا جب کاہن چلا گیا کہا بیوہ بکتا
 ہے کتابوں کی تحریر کا کیا اعتبار میرے بیان کیا کتاب سامری نہیں ہے مراد اس بیان سے یہ تھی کہ سب کو
 اطلاع ہو گئی کہ طلسم کشا آئیگا یہ اب مال ایمرجہ لڑ جو ان تحریر ہوتا ہے کہ لکھم اختر شناس کو خبر پہونچ

آفتاب تاجدار باب ماہتاب کا نیزہ حمزہ کو لیکر آتا ہے چونکہ نامہ پہنچ چکا ہے اب سوچا کہ مقابلہ کرو
 تو مشکل ہے یہ لوگ صفت شکن تیزن مشہور عالم لقا ایسے سرکش کو در بدر خاک پسر کر دیا بلکہ باختر
 میں صاحبقران بارہ برس لڑے بریج و قاسم نے وہ وہ شیخون مارے کہ لقا کو بھاگنے کے سوا
 کچھ نہ بن پڑا شہنشاہ نوشیروان کہ پرتا جمشید کچھ کا تھا اسکو یون مٹایا کہ نوشیروان در بدر
 خاک پسر ہوا یار دکن کن ملکوں کا نام لون جن ملکوں اور جن شہروں میں ان مسلمانوں کا قدم گیا
 آنکھوں پر باد کیا اب تم مہموں کی کیا صلاح ہو میرے نزدیک تو اسی بین فلاح ہے کہ طلسم کی بنیاد
 روانہ کر دوں وہاں جا کر گرفتار ہو جاؤ گے ہر چند کہ شاہ طلسم نے تحریر کیا ہے کہ عمر طلسم تمام ہوئی
 اور کاہنان طلسم نے بھی حکم لگا دیا کہ اب طلسم کشا آئیگا اور طلسم کشا خاندان صاحبقران سے
 ہو گا کون پہچانتے کہ طلسم کشا کون شخص ہے اسی پردے میں طلسم کشا بھی آئیگا میں اس جوان سے مقابلہ ہی نہیں
 کر سکتا جا کے استقبال کروں دور درخت کر کے عرض کروں کہ مہتاب پسر سوار کو رہا کیے لایے
 میں شادی کروں وہ رہا کرنے جاؤ گے خود گرفتار ہو گئے طلسم میں بڑے بڑے جادو گر ہیں تارہ شناس
 کہ زمین کو آسمان پر پہنچائیں ایک شخص کا گرفتار کرنا کیا مشکل ہے سب دُزار و اُمرانے عرض کی کہ بہت
 بجا ارشاد ہوا جو حضور نے تجویز کیا ہے مناسب وقت ہے یہ سب ذکر کر کے بادشاہ نے سامان
 استقبال کیا بیرون قلعہ آکر اترے تیسرے دن دیکھا کہ ایرج نوجوان بفر فریدونی دہشت
 جمشیدی آفتاب آگے انتظام کرتا ہوا کئی افسر شاہزادے کو گھیرے ہوئے اسی ہزار فوج پشت پر
 شاہ پور شیر دل ایک عیار طرار و فرار خنجر گزار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بادشاہ واسطے استقبال
 کے بڑھا شاہ پور نے جو اس طرح بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا سراپا پر نگاہ ڈالی عرض کیا کہ ای
 شہر یار یہ بادشاہ مجھ کو معلوم ہوتا ہے ایرج نے کہا کہ دیکھا جائیگا بادشاہ استقبال کر کے ایرج
 کو اپنی بارگاہ میں لایا ایرج نے بیٹھے ہی کہا کہ ای اچھ اختر شناس تے ماہتاب پسر سوار کے
 ساتھ کیا کیا عرض کی کہ ای شہر یار میں نے اُسے کہا تھا کہ طلسم کو فتح کر کے آئیے ایک بار ترم دارید
 لائیے ملکہ ممتاز کو ہر پویش کو سیاہ کے لیجائیے وہ برائے فتاحی طلسم کے پھر پٹ کے نہ آئے ہیں
 مجبور و ناچار ہوں ایرج نے کہا کہ میں اُسی قریب کا مشتاق ہوں اگر آپ کو دعویٰ زور بازو
 ہو تو بسیر اللہ طبل جنگی بجو ایسے میدان کا زرار میں آئیے در نہ جو آپ کو منظور ہو وہ فرمائیے میں

بسر چشم بجالاؤنگا ایرج جسے جوہل تیوری پہ ڈال کر یہ کلمات کہے انجم کا پتہ لگا دست بستہ عرض کی
کہ پہلے دو لٹا کو لائیے اگر سرکار کو منظور ہو تو میں آپ کے حکم سے گردن تابی نہیں کر سکتا وہ کنیز حاضر ہر
سوار کے لیے طلسم فتح کیجیے وہیں شادی بھی کر لیجیے ایرج نے سر جھٹکایا کہا انشاء اللہ ہم ملہ شکست
کرینگے ماہتاب سبر سوار کی رہائی کا بندوبست کرینگے یہ کہا بارگاہ انجم سے آئے اپنی
بارگاہ میں آئے کہا کیوں بھی شاپور رائے سب باقین معقول کہیں میں اُسکا کیا جواب دون طلسم پر
جادو نگا شاپور نے کہا کہ آقا مجھ کو سراسر فتور معلوم ہوتا ہر اول تو زبان شہر ناک کے معلوم ہوا
کہ خواجہ زادوں نے بلا حلقہ نجوم فرمایا کہ قتلح اس طلسم کے نور اللہ میری بدیع الزمان ہیں آپ کے
ہاتھ سے چند در بند فتح ہونے میں فرماتے کو خواجہ زادوں کے کیونکر خلافت کہوں ایموج سے
کہا یہود نہ کہ جب تلوار مردان عالم کی کھنچی سب شہیدے بیکار ہو جاتے ہیں شاپور نے سر
جھٹک لیا جانتا ہر کہ یہ آتشخو شعلہ مزاج جالوں کے سر کے تاج میری بات کا ہیکو مانیٹا جو ان کے
ذہن میں آویگا وہ ہی کرینگے خاموش ہو رہا ایرج نے بعد اکل طعام کہ منز لون کے تھکے ماندے تھے
آرام فرمایا شاپور شیر دل کو اسکا گمان تھا کہ کسی سے مقابلہ نہ ہوا وہ نہیں یہ بھی شام سے
جا کر سو رہا آفتاب نے ہر چند کہ بیٹے کے فراق میں بیقرار ہر طلایہ وغیرہ ستر کیا یہ بھی بارگاہ
یہ کوئی نہ جانتا تھا کہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہو گا شب بھر سب نے آرام کیا بوقت سحر شاپور اٹھا کہ جا کر
آقا کو پرانے نماز جگاؤں بارگاہ میں جو آیا دیکھا کہ غضب ہو گیا پتیرا کسی عیار کا معلوم ہوتا ہر زیر لپٹک
لقب لگی ہوئی ہر شاہزادہ لپٹک پرندار د شاپور نے ایک چمچ ماری کہ یار و غضب ہوا آقا
لپٹک پر نہیں ہیں کوئی چراے کیا آفتاب وغیرہ دوڑے شاپور کو دیکھا کہ سر پر ہاتھ رکھے ہے
رد رہا ہر آفتاب نے کہا کہ کیوں ای شاپور رتھاری عقل میں کیا آتا ہر شاپور نے کہا کہ میں جا کر
انجم سے پوچھتا ہوں کہ یہ حرکت کسے کی کون ہمارے آقا کو چراے گیا اُسکا پتہ لگائیے ورنہ ہم آپ کے
د انگیر ہونگے آفتاب د شاپور دربار میں انجم کے آئے تمام کیفیت چوری جائے ایرج کی
بیان کی انجم تاجدار نے کہا کہ قسم ہر لالت و منات کی میں اس حال سے بالکل آگاہ نہیں
تیز و میرا عیار ہی میں ابھی اُسکو بلاتا ہوں وہ پتہ لگا دیگا تمام شہر کو چھان ڈالے گا جسے یہ
حرکت کی ہوگی اُسکو سزا ملیگی اس طرح انجم نے بیان کیا شاپور نے آفتاب سے اشارہ کر دیا

کہ اس کے کلمات سے صداقت ظاہر ہو کر کچھ سختی نہ کیجیے آفتاب کا ارادہ تھا کہ میں اسی وقت انجم سے
 مقابلہ کروں نہ بھڑکے اپنی جان دون شاہ پور مانع ہوا انجم نے اسی وقت تیز رو عیار کو بلایا کہا
 کہ اے تیز رو شاہزادہ ایرج کو کوئی فرس خواب سے چرائے گیا جلد پہ لگاؤ تیز رو نے کہا کہ غلام
 ابھی جاتا ہوں چالیس پیک بچوں کو ساتھ لیکر گیا شاہ پور بھی وہاں سے نکلا آفتاب سے کہتا ہوا کہ کچھ
 لڑنے سے مدعا حاصل نہ ہو گا ہم کو خوب یقین ہوا کہ انجم اس مقدمے سے ناواقف ہی میں خود پستہ
 لگاؤنگا آپ مفاہمت لشکر میں آمادہ رہیے آفتاب کو طرف لشکر کے بھیجا شاہ پور تلاش میں
 ایرج کی نکلا اب مال ایرج نوجوان کا تحریر کرتا ہوں کہ جب ایرج دربار میں انجم کے آئے
 ممتاز کو ہر پوش اس کی ایک بیٹی ہو کہ جس پر ہتا ب عاشق ہوا دوسری دختر بلند اختر
 شہباز پر بچہ نہایت حسین و جمیل سر و قد خورشید خدمت عارض رشک قمر غنچہ دہن شیریں سخن
 ایک رفتار شیریں گفتار موسے میان نازک اندام خوشخرام اُسنے جو خبر سنی کہ نبیرہ صاحبقران
 جنکی مان ملکہ گیتی افروز ہیں وہ آج دربار میں آپ کے باپ کے تشریف لائیں گے ملکہ ممتاز تو
 کسی قدر بیمار تھیں ملکہ شہباز کنیزوں کو ساتھ لیکر کوٹھے پر آئیں جہر و کون میں بیٹھ کر دیکھنے لگیں
 یکا یک آفتاب عالم تاب شہریاری و کوکب شہبخت افروز جہان داری شاہزادہ ایرج نوجوان
 بصد شوکت و شان آئے کہ خود زرین سر پر لباس پر تکلف زیب جسم النور زرہ یا قوت نگار پہلو میں تلوار
 سپر پشت پر ہلال و بدر کا ساتھ چار آئینہ جسم پر آراستہ جس سے دیکھنے والے حیران ہوں کیونکر شان
 و شوکت کے سامان عیان ہوں غزال چشم شیر خشم دیکھتے کے ساتھ ہی ملکہ شہباز کو پسینہ آیا
 قلب تھرایا ہر حید ضبط کیا نہ ہو سکا بقرار ہو کر اٹھیں جا پا کہ اپنے مقام خاص پر چلی جاؤں سلطان
 عشق کی کشور دل پر چڑھائی ہوئی لڑکھڑا کر گرین ہیوش ہو گئیں کنیزیں گود میں لیکر بھاگیں بارہ دری میں
 لائیں پلنگ پر لٹایا گلاب کیوڑہ بید رشک چھڑکا ملکہ نے آنکھیں کھول دیں کنیزوں نے پوچھا
 مزاج مبارک کیسا ہے حضور کو بہت پریشان پاتے ہیں کیا کیفیت ہے ملکہ نے ٹھنڈی سانس
 کھینچی کہا کہ صاحبو کیا بیان کروں جو دل کی حالت ہے نظم

خلق کی تسخیر کو ہر نقش پا افسون ہوا	سایہ و یکھا اُس پر سی کا جسے وہ مجنون ہوا
فرقت خال سیہ میں مردہ بین محزون ہوا	موت افیون کی آئی جبکہ بے افیون ہوا

ہر صبا آبِ جواک دیدہ پر خون ہوا
 زیر دیوارِ حسرم گو آج میں مدفون ہوا
 ایک دن سننا کہ بندہ کشتہ افیون ہوا
 چودھویں شب گر خیال کا کل شباون ہوا
 کیا ہی دانا تھا کہ ساکن خم میں افلاطون ہوا
 ایک دم میں تو سن باد صبا گلوں ہوا
 پانچویں شاید اُسی کے عشق میں مجنون ہوا
 طائر بسمل و ہین ہر طائر مضمون ہوا
 سرو کا مصرع مری نظر و نین ناموزون ہوا
 کیسے موٹی کا علی شیر خدا ہارون ہوا

اس ادا سے دھوئیں میں دستِ حنائی آپ نے
 نکلونگا مثل شرر سنگ صنم سے روزِ حشر
 بوسہ خالی سپہ دستے نہیں صاحب اگر
 ماہ تابان بچن ہوا ہالہ ہوا مارِ سیاہ
 چین کی جا کوئی دنیا میں نہیں جسز غمکہ ہ
 ہم شہید و ن کی جو خاک اُسکی سواری سے اُڑی
 طوق اے کا پڑا اُسکے گلے میں کیلے
 ہر وہ تیغ اُسکی نگہ دیکھی اگر میری غزل
 باغ میں تقطیع اُس سرور و ان کی دیکھ کر
 کیونکر اے ناسخِ خوارِ عجل دشمن ہونہ خوار

کنیز دن نے عرض کی کہ لونڈیاں اس جلے کو نہیں سمجھیں فصل سمجھائیے کہ ہماری سمجھ میں آئے وزیرِ ادا
 گل اندام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ حضور کنارے چلین میں کسی قدر سمجھتی ہوں اور حضور سمجھا بھی دنگی میں
 بدل و جان پیر دی کرونگی مطلب دلی حاصل ہو گا کنیز و ن کو ہٹا دیا جب تنہائی ہوئی گل اندام
 نے کہا کہ میری عقل میں یہ آیا یقین ہے کہ خلاف نہ ہو حضور بنیرہ صاحبِ قرآن پر نائل ہوئیں کچھ
 ہرج نہیں ہر شاہ اور شہزادیوں کا یہی کام ہے ملک گیتی افروز و جہان افروز دخترانِ خداوند
 زمر و شاہ باختری پس ان حمزہ پر عاشق ہو کر نکل گئیں وہ ہی باعثِ زوالِ دولتِ خداوند کا
 ہوا دخترِ نوشیروان ملک ہرنکار اس طرح نکل گئیں کہ زوالِ سلطنت نسل کیاں ہوا ملک نے شراک
 سر جھبکا لیا کہا گل اندام خوب سمجھیں یہ کتنے تو لیا مارا آئو انکھوں سے باری ہوئے گل اندام نے
 روپے سے اشکِ حسرت پونچھے کہا حضور کیون مایوس ہوتی ہیں لونڈی فکر کرتی ہے میں حضور
 سے انکھوں کو دنگی یہ کہلے ایک کنیز کو چکارا کہا کہ میرے بھائی خوش آہنگ عیار کو بلا لا کنیز گئی
 خوش آہنگ نے جو سنا کہ ہمیشہ بلاتی ہیں دوڑا ہوا آیا بچپن سے اسنے محل میں پرورش پائی ہے
 سامنے ملک کے آیا عجیب حالت دیکھی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یا کس
 وزیرِ ادا سے کچھ سرگوشی ہو رہی ہے اسنے دستِ بستہ عرض کی کہ غلام کو کیوں یاد فرمایا ہے

بسر و چشم حاضر ہوں جو حکم ہو بجالاؤں گل اندام لے الگ لیجا کر کہا کہ او برادر خوش آہنگ تم جاتے ہو کہ ملکہ کی وجہ سے ہماری عزت و آبرو ہر اگر اُنکے دشمنوں پر کوئی افتاد پڑی ہلکو کوئی دھڑی کو نہ پوچھیکا نبیرہ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان جو تشریف لائے ہیں ہماری ملکہ عالم انہر عاشق ہو ہیں ہو سکتا ہے کہ کسی ترکیب سے اُنکو یہاں لے آؤ خوش آہنگ نے کہا کہ میں آج ہی لاتا ہوں سرچند کہ عیار اُنکا بہت کامل و اکمل ہے اگر اُنکے ہاتھ سے بچا اور اُسکو غافل پایا تو آج ہی لایا یہ کہلر خوش آہنگ دن ہی سے چلا لشکر ایرج نوجوان میں آیا شاپور کو دیکھتا ہے کہ یہ کہاں رہتا ہے بارگاہ ایرج کے مقامات دیکھے شاپور کو دیکھا کہ شام سے جا کر سورہا خوش آہنگ ایک گوشے میں آیا نقب کنی شروع کی مہرہ نقب کا نوڑا ایرج نوجوان کو بہوش کر کے لے گیا ملکہ شہباز سے ملاقات ہوئی ایرج بھی معشوق پر عاشق ہوئے اُسی باغ میں محبت آراہن تیز رو و شاپور برائے تلاش نکلے ہیں مگر تیز رو عیار طرار و فرار اول تو اسے متراپیوں سے اقرار نامہ لیا کہ جس گھر میں نیا مہمان ہو ہلکو خبر ہو چنانا آپ خود جا بجا دیکھتا پھرتا ہے لیکن شاپور آفتاب تیغزن کو مطمئن کر کے چلا پھرتا پھرتا اُسی باغ کی پشت پر آیا گانے کی آواز مستی سمجھا کہ کیا عجب ہے جو آقا سے نامدار یہاں ہوں یہ سوچ کر بذرِ خیر کند دیوار پر آیا دیکھا کہ شاہزادہ والا قدر پہلو میں ایک معشوقہ کو لیے بیٹھے ہیں ایک نازن شہلہ خوش و سادہ نے ایرج کے بیٹھی گا رہی ہے نظم

شیر کا پنجہ برائے موسے سرشانہ ہوا
باغ میں ہر گل برنگ سبزہ بیگانہ ہوا
شیشہ مر کا وہن لبسریز بیانا ہوا
دست جانان میں مرا مکتوب پروانہ ہوا
تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا
انداز کا شانہ میرا صاف تجانا ہوا
ہجر میں ہر قطرہ میری سبھ کا دانہ ہوا
لفل اشک اپنا جو نادان تھا بڑا دانہ ہوا

دھیون کو کیا ہی مجھ جشی سے یارا نہ ہوا
تیرے آگے باغبان نے نوج ڈالے سب چمن
بزم میں خال نظر آیا جو ساقی کا مقام
آتش رنگ حنا سے شمع ہیں سب انگلیان
زلف جانان شگنی ہے گور میں مار غدا ب
صورت اُسکی دیکھتا ہوں ہر درد دیوار کے
رندی اپنی پارسائی سے مبدل ہو گئی
پیش غیسر آتا نہیں باہر و اواق چشم سے

عشق سے چونکا کے جھکو ہنس کے وہ کہنے لگا
 ہو گیا ہر غیسر کیا سودائی تجھ پر پری
 مثل اخگر ہر چراغ خانہ پہنان خاک میں
 ذکر کیا شہماے فرقت میں چراغ و شمع کا
 جانور اچھے کہیں ناسخ بُرے انسان سے

بعد مدت آج کیونکر آپ میں آنا ہوا
 ہو گیا کتنا ترے کوچے میں دیوانہ ہوا
 مام اپنا پستی طالع سے تہ خانہ ہوا
 آگ لگنے سے کبھی روشن سپہ خانہ ہوا
 شہر سے وحشت ہوئی مانوس دیوانہ ہوا

مشاپور نے جو یہ رنگ محبت دیکھا جی میں کتا ہو کہ فرزند ان صاحب قمر ان کیا صاحب نصیب میں
 انکے واسطے ہر مقام پر عیش و نشاط موجود ہے ہم تو انکے واسطے مارے مارے پھرتے ہیں یہ معشوق
 ہر بچہ کو لیے پہلو میں بیٹھے ہیں دیوار سے اتر الٹ کنیز کی شکل بن کر سامنے آیا کہا داری ذرا میرا
 گانا سنئے یہ گل اندام وزیر زادی پر عاشق ہوا ہر گل اندام نے کہا کہ کیوں سوسن یزبان درازی
 تو گانا کیا جانے مشاپور نے وزیر زادی کی بلائیں لین کہا میں صدقے میں قربان میں نے یہ کمال اپنا
 کبھی ظاہر نہیں کیا آج سماعت تو فرما ہے ساز ندون سے اشارہ کیا ساز درست ہوئے مشاپور
 بشکل سوسن سامنے ملکہ کے تانین مارنے لگا نظم

جوش سودا ہو سوا دشب ہجران اپنا
 نہیں ممکن کہ کوئی خار تعلق چھ جاے
 ذکر گل کا ہو تو کیا انجمن آرا سے جن
 آگ پردے کو لگا دے نہ کہیں نالہ دل
 ایسے لاغر جو نہ ہوتے تو ساتے کیونکر
 چوندھیا کر ابھی گرتے ہیں زمین پر تارے
 کچھ جوانی ہی میں ہم مست فے عشق نہیں
 نعرہ زن میں نہیں محفل میں تو کتا ہر وہ گل
 ہر ورق بال پری سے ہر مشابہ ناسخ

نہ ہوئی صبح ہوا چاک گریبان اپنا
 اپنے دامن کو سیٹھے ہر بیابان اپنا
 کہ نہ اُلجھا کبھی کانٹے سے بھی دامان اپنا
 اے پریر و نہ چھپا چہرہ تابان اپنا
 تنگ ہو خانہ زنجیر سے زندان اپنا
 کیوں بدن زیر فلک کرتے ہو عریان اپنا
 کہ خستہ کے سوا تھکانہ دبستان اپنا
 آج بے بیل تالان ہو گلستان اپنا
 کہ پر زادون کے ہر وصف میں دیوان اپنا

مشاپور نے اس رنگ سے اس غزل کو گایا کہ گل اندام بقرار ہو گئی کہا سوسن تو نے آگ لگا دی
 گانا کہنے سکھایا مشاپور نے کہا کہ یہ جو شاہزادہ والا قدر بیٹھے ہیں انھوں نے سکھایا ہر وہ

مشقت میری رات کو جو میری آنکھ کھل دیکھتی ہوں پائنتی بیٹھے ہوئے پاؤں دبار ہے میں اٹھ بیٹھی انکو
 ڈھکیل دیا یہ قدموں پر گر پڑے یہ سننا تھا کہ ملکہ کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا صاحب سوسن تلو مبارک
 ہو مجھے تمہیں کیا مطلب اسکو لیجائیے سوسن تو رونے لگی کہا حضور سر اسر دروغ ہر میری یہ حقیقت ہے
 کہ میرے قدموں پر سر رکھتا ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا دیوانی ہمت لیتی ہر ایک ہاتھ ماروں کہ سر اڑ جائے
 شاپور نے قدموں پر سر رکھ دیا چٹکی لی عرض کی کہ غلام کو نہیں پہچانا غلام قدیم آپ کا شاپور ہے
 ایرج نے گلے سے لگا لیا شاپور نے کہا کہ اے ملکہ عالم ملاحظہ فرمائیے میں نے پتہ ٹھیک ٹھیک دیا ہے
 یاد آیا ملکہ رونے لگیں کہا صاحب یہ بے اعتدالیان مجھ کو نہیں پسند آتیں بی سوسن کو لیجائیے ایرج
 نے کہا کہ اے ملکہ عالم کیوں پریشان ہوتی ہو یہ میرا عیار طرار تمھاری کنیر کی شکل بنکر آیا ہر شاپور
 نے اپنے کو ظاہر کیا اب تو خوشیاں ہونے لگیں ایرج نے یہ بھی کہا کہ بی گل اندام کو میان
 شاپور نے پسند فرمایا ہر گل اندام نے کہا کہ نوج نگوڑے موش صحرائی کو قبول کروں اپنی صورت
 کو تو دیکھے کبھی آئینہ تو میسر نہ ہوا ہو گا چپنی میں پیشاب کر کے تو اپنی صورت دیکھی ہوگی اب تو
 خوشی ہونے لگی شاپور نے کہا کہ اے آقاے نادر لشکر میں سب پریشان ہیں آپ یہاں آکر ٹھہرے
 ایرج نے کہا کہ انشاء اللہ کل لشکر میں چلنے کے قضاے کار یہاں تو بتکلف جاسہ آراستہ ہر میان
 شاپور کا غزلیں ٹھہریان کا نام مشوق رشک غزال کا دام مضمون میں طریقے سے پھنسانا گل اندام
 بیچین ہو رہی ہے علم موسیقی میں کمال رکھتی ہے سمجھ سمجھ کے تعریفیں کر رہی ہے لیکن تیز رو عیار فرستادہ
 انجم تاجدار پھرتا پھرتا اس طرف بھی آنکھ لگانے کی آواز جو کان میں آئی خیال میں آیا کہ دیکھوں
 باغ میں ملکہ عالم کے کیا چرچا ہے پہلے سوچا کہ یہاں جانا کیا ضرور ہے آخر یہی دل میں آیا کہ دیکھ
 تو لیں کیا ہو رہا ہے سوچ کر دیوار باغ پر آیا بنگاہ غور دیکھا کہ ایرج نوجوان بہادریں شہساز کے
 بیٹھے ہیں شاپور قریب گل اندام سخرہ پن کر رہے ہیں تیز رو جل گیا کہ اس کیسے بریدہ نے غضب کیا
 مسلمان کو پہلو میں بٹھایا باپ کی آبرو کا خیال نہ کیا بی گل اندام بھی عیش کر رہی ہیں ان سب کو
 قتل کرادوں یہ سوچ کے بھاگا درد دولت انجم اختر شناس پر آیا محلدار سے کہا کہ شاہ کو جا کر
 بیدار کر دو عرض کر دو کہ تیز رو درد دولت پر حاضر ہے محلدار گئی شاہ کو جبکہ یا نام عیار کا سنکر آنکھیں
 ملتا ہوا انجم باہر آیا تیز رو نے کہا کہ حضور سوار ہوں گل فوج کو حکم ملے ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل سب

تیار ہون انجمن نے کہا کہ ای تیز و مفصل حال تو بیان کرتیز روئے کہا کہ حضور سوار ہون راہ میں کیفیت
 عرض کرونگا مقدمہ اسی لائق ہے کہ چاروں قتل کیے جائیں انجمن سوار ہوا فوج میں قرنا ہوتی سب فوج
 تیار ہو کر حاضر ہو گئی کیدان در سالہار عرض کر رہے ہیں کہ آخر کسپر لشکر کشی ہر دعوئیں اڑا دیں
 شہنشاہ کا حکم ہو رہا تھا اسفند یار سے مقابلہ کریں انجمن نے راہ میں کہا کہ ای تیز و اب تو مفصل
 بیان کرو تیز روئے سب حال مفصل بیان کیا کہا حضور اس کیسور یہ نہنگ خاندان نے کچھ آپ کی
 آبرو کا خیال نہ کیا یہ آگ بی کل اندام نے لگائی عیار کو پہلو میں لیکر بیٹھی ہیں یہ سنکر انجمن بھی
 آگ ہو گیا کہا کہ ای تیز و نبیرہ حمزہ کو قضا لیکر بیان آئی ہر اس طور سے قتل کروں کہ ماہیان دریا
 و مرغان ہوا اُنکے حال پر روئیں اور مجھ کو رحم نہ آئے فوج سے بٹ کر کہا کہ باغ شہباز کو چار
 جانب سے گھیر لو کوئی نکل کر جا۔ نے نہ پائے کل فوج نے چار جانب سے باغ کو گھیرا کہ ایک کنیر نے
 کہا واری کر کے کی سم ہاے مراکب کی کیسی آواز آتی ہے یہ کہہ کر کوٹھے پر چڑھ گئی وہ اپنے ہانپتی کا ہنسی
 ہوئی آئی کہا کہ ای شہر یا غضب ہوا کہ انجمن کو خبر ہو گئی ڈیڑھ لاکھ فوج نے باغ کو گھیرا ہر شاہ پور
 نے کہا کہ آقا آپ نکل کر مقابلہ کریں میں چھپ چھپا کر نکل جاؤں فوج سرکاری کو لاؤں ایرج نے
 کہا کہ کچھ ضرورت نہیں کوئی مرکب تیار کرو ایک مرکب بادشاہ نے بیٹی کو دیا تھا شہزاد تیز و
 دریائی اُسکا نام تھا سالہا سال سے بندھا رہتا تھا زمین پر ٹاپا میں مارتا تھا کسی کو اپنے قریب نہیں
 آئے دیتا تھا ملکہ نے کہا کہ صاحب یہ مرکب خونی ہے اُسپر کوئی سوار نہیں ہوتا ایرج نے کہا کہ اُسپر
 ہم سوار ہونگے انشاء اللہ انجمن سے سمجھنا ہے یہ کہہ کر اسی مرکب کو تیار کرایا ایرج کو دیکھ کر وہ مرکب
 شیخے بھرتے لگا زبان سے سینہ پاٹا مکتوفی قدموں پر رکھ دی ایرج بسم اللہ کہہ کر سوار ہوئے
 کنیزوں نے کہا کہ واری انشاء اللہ کیا صاحب اقبال ہیں یہ گھوڑا اسے رام ہو گیا سنہ قدموں
 ملتا ہے خدا انکو مغف و منصور کرے یہ بلا انکے سر سے دور کرے ایرج دروازے سے باہر نکلے ہوت
 ملکہ کی بقیاری و اشکباری کبھی پکارنا کہ ای فالک جو فتار و ای گردون غدار جس طرح پشت دکھا
 جاتے ہیں اسی طرح پھر روئے زیبا دیکھوں اپنی تقدیر سے یہ امید نہیں نظم

چھپ جائیں منہ دکھا کے وہ زخم بکریں
 اسان نعت بد سے امید آخر نہیں

ای بخیر معاف یہ اسان گر نہیں
 گو مردہ قبول دعا ہر گھر مجھے

کیا کیا رہی نشیب و فراز نظم مگر ثابت ہیں ہوا کہ دہان و کسر نہیں

آنکھوں سے آنسو باری دو پہر دھلکا ہوا پانچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے ایرج نوجوان نے گھوڑا باندھ کر کلا
فوج کو دیکھ کر نعرہ کیا کہ باشیداہی کا فران بچیا دایا بکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ داند بشتا سہ

نفسہ ایرج نوجوان ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین بر کشم از غلات تر نزل فتد در میان مصاف منم شیر دل صفت شکن پہلوان

ہنر بردمان ایرج نوجوان انجمن نے فوج کو اشارہ کیا تلوار چلنے لگی ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی
ہیں کول بچیا منہ پر نہیں چڑھتا دور سے نیزہ و تلوار مار کر سہاگتے ہیں جہان کسی نے پشت سے وار کیا

ملکہ نے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا کہ ام کل اندام خدا سے دعا کرو اس حربے سے خدا اس شیر کو بچائے بھڑو
نامر دستے پشت پر سے آکر وار کیا ہوا ایرج نے خالی دیکر قبضہ مارا کہ اُس بچیا کا سر پھٹ گیا ملکہ اچھل پھل پڑی

کہا کہ کیوں ام کل اندام تو نے اس جرات کو دیکھا اشارہ اللہ کس لطف سے اپنے کو بچایا حریف کو مارا
مگر چار جانب سے فوج کا بلوہ ہر کس کس کور و کین کس کس کو ٹوکین ہر طرف سے صدا دار پڑ رہے ہیں

تیر خدایم غنائیکر آتے ہیں ایرج نوجوان حکم کر رہے ہیں طائران تیر کے پر کھٹتے ہیں کئی تیر اور نیزے جو
جسم الہی پر پڑے فوارے خون کے بلند ہیں ملکہ فوارہ خون کا جب دیکھتی ہیں دل ہل جاتا ہے بے اختیار

بیکار کھتی ہیں ای خالق بینا ز دای رب کار ساز اس مشکل کو آسان کر ہم گنہگار و ن پر احسان کر نظم
ای خداوند خالق و دجہان بے شک و ریب در حکومت تست

دور گردون و گردش دوران پر تو انگن ز نور تو گشتند ہر خشنده و مہ تا بان
ہمہ مخلوق تست ای خلاق جن و دیو ملائک و انسان خامہ و صفت تو ہر چہ بنوید

ہست لاریب بہر تو شایان توئی خلاق و متاد و قیوم توئی رزاق و راحم و رحمان
نہم بر ذات تست ای باری نیک و بد را تو مید ہی روزی تو بہ بخشی بحسب بجا ن جان

نظرہ آب را گھر سازی بہ تن تا توان توان تو ہی بقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی
شاہزادہ لڑتا بھڑتا قریب انجم کے پہنچا لگا لگا کہ نامرد مردان عالم کے پا پوش کی گردید دھوکا کیا

انجمن نے اتھ تلوار کا مارا ایرج نے پاڑھ بچا کے کھائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکی دست حق پرست
پا

بڑھایا کمزیر میں ہاتھ دیکر اٹھا لیا چاہا کہ زمین پر بارون انجم نے آواز دی کہ اے شہریار! امان فرما یا امان بشرط ایمان
 انجم نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا ایرج نے زمین پر رکھ دیا انجم
 نے فوج کو منع کیا خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھائے بخوشامد منت ایرج و شاپور کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں
 آیا کلیجے میں دھوئیں اٹھ رہے ہیں کہ اس ظالم نے میرے خاندان میں دھبہ لگا دیا گھر میں درگھڑی خاطر
 و مدارات کی ایرج کے خوش کرنے کو یہ کہہ دیا کہ بیٹی کی شادی آپ کے ساتھ کرونگا کل عقد ہو جائے بعد
 اٹھوڑی دیر کے دو جام شربت کے بھر کے لایا کہا کہ حضور ہمارے خاندان کا طریقہ یہ کہ نسبت بنتہ کرتے ہیں
 تو دو لہا کو اپنے ہاتھ سے جام شربت پلاتے ہیں شاپور کے ساتھ گل اندام کو منسوب کیا شاپور بھی
 خوش ہو گیا ایرج کو جوان نے بخوشی جام لیا بدن رد و قدح پیگئے شاپور نے بھی پیاجیتے ہی سر
 کو گردش ہوئی شاپور نے عرض کی کہ اے شہریار بیہوشی ہو گیا اور آپ کو دیکھی ہی بڑا دھوکا لگا یا گھر کے
 اٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی ٹھکڑا کے دونوں گرے انجم نے حکم کیا کہ آہنگردن کو بلاد و دونوں کو سلسلہ
 مطوق کیا تیز رو سے کہا کہ پہلے چلکر اس کیسور پر یہ کو قتل کروں انکی تدبیر تو ہو جائیگی یہ کہہ کر دس ہین
 سوار ساتھ لیے برائے قتل ملکہ شہباز چلا بیان ملکہ بعد جاتے ایرج کے نہایت پریشان تھیں
 کہ رہی تھیں کہ صاحبو شاہزادے نے غضب کیا اس کے ساتھ دربار میں چلے گئے ایسا نہ ہو کہ وہ بکر
 پیش آئے ایک کنیر سے کہا کہ بڑھ کر خبر تو لے کہ وہاں کیا گزری کیا کہہ کر دل کو سمجھاؤں لطف

وہ میخوار غیروں میں ہر خوار میں ہوں
 اگر ہر وہ یوسف خریدار میں ہوں
 دل آزار وہ ہر تو بیچار میں ہوں
 جو خوشخوار وہ ہر تو غمخوار میں ہوں
 وہ آزاد ہر تو گرفتار میں ہوں
 ترے کوچے میں نقش دیوار میں ہوں
 گہر بارہ ہر شر بار میں ہوں
 وہ گل باغ عالم میں ہر خار میں ہوں
 اگر ہر وہ بلبل تو منقار میں ہوں

وہ بزار مجھے ہوا زار میں ہوں
 نہیں عشق سے زرد اور زار میں ہوں
 ہولی جمع بیدردی و درد مندی
 اُسے ہر عداوت مجھے ہر محبت
 وہ ہر سرد قد طوق سے میں ہوں تڑپا
 کسی کے مٹانے سے مٹتا ہر کوئی
 وہ کرتا ہی باتین میں کرتا ہوں آہن
 یہ غم ہر نہ کر دے جدا کوئی گچین
 وہ ہی بولتا ہر جو میں بولتا ہوں

کبھی غیر میں ہوں کبھی یار میں ہوں
کہ زلفِ بتان کا گرفتار میں ہوں

دگر گن ہر ہر آن و صنع محبت
کہا حضرت درد نے خوب ناسخ

اس پریشانی میں ملکہ ٹہل رہی ہیں دل کو آرام نہیں آتا کہ جو کنیز خیر کو گئی تھی وہ دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ حضور غضب ہوا آپ کے باپ نے دونوں کو گرفتار کر لیا اب آپ کی گرفتاری کو آنے میں ملکہ یہ سن کر رونے لگی کہ کیوں صاحبِ اب میں کیا کروں اگر آپ بیجا میرا قتل کرے گا دیکھیے تقدیر کیا دکھانے کنیز نے کہا کہ حضور جو کچھ کیجیے جلد کیجیے وہ آتے ہی تمہیں پریشانی بہت ہے ادبی کرینگے ملکہ نے کہا کہ صاحبِ اب میں اپنی جان و آبرو کے خوف سے طرفِ صحرا کے نکل جاؤں شاید پھرتے پھرتے اُنکے لشکر میں پہنچوں اُنکے دادا جان سے عرض کروں اس شہر یار کے بھائی چا سب شہر یار تیغزن میں بستے ہی آئینگے میان انجم کو بھاگتے راستہ نہ ملے گا کنیز میں بھاگنے لگیں گیارہ کنیزیں و گل اندام وزیرِ زادی باقی رہ گئیں گل اندام نے عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں سہم اندسوار ہو جیے ملکہ مادیان عربی پر سوار ہوئیں بارہ گھوڑے اور تیار کیے اُس پر وہ کنیزیں سوار ہوئیں کنیزوں نے باغ میں چلتے چلتے آگ لگا دی طرفِ صحرا کے روانہ ہوئیں ملکہ نے پلٹ کر فرمایا تو کلت علی السواریا ہر کال منزل مقصد پر پہنچا گیا جب ملکہ نکل گئیں بعد تھوڑی دیر کے انجم اگر پہنچا باغ کو دیکھا کہ جل رہا ہے کنیزیں بھاگی جاتی ہیں ایک کنیز کو پکڑا اُس سے حال پوچھا اُس نے کہا کہ ملکہ نکل گئیں چند سواروں کو انجم نے براے گرفتاری ملکہ روانہ کیا وہ تھوڑی دیر میں واپس آئے کہا حضور کہیں تپہ نہیں ملتا نہیں معلوم کس طرف گئیں انجم رنجیدہ و کبیدہ لیٹ کر آیا دُریوں اور مشیروں کو جمع کیا کہا کہ کیوں صاحبِ اب کیا صلاح ہو نہیرہ حمزہ کو قتل کروں سب نے کہا کہ آپ قتل نہ کریں ورنہ غضب ہو جائیگا جو مسلمان خبر پائے گا لشکر کشی کر کے آئیگا جان بچاؤ دشوار ہوگا بہتر یہ ہے کہ ان دونوں جوانوں کو ساتھ لیجیے خدمتِ خداوند میں چلیے وہ تقدیر کر کے قتل کرینگے یہ صلاح اُسکو پسند آئی ایرج و شاپور کو آرا پر سوار کیا ڈیڑھ لاکھ فوج سے انجم مسعود لقا کے چلا فوج بہت ہر پہلوان بھی بڑے بڑے ساتھ ہیں یہ خبر وحشت اثر آفتاب تیغزن کو پہنچی سب سے صلاح کی کہ کیوں یار و اگر تم سب دستگیری کرو تو اس پر شیخون ماروں آقا کو رہا کر لوں سب نے کہا کہ اُسکے ساتھ فوج بہت ہے شیخون سے کچھ نہ ہوگا ہم تو خود گرفتار ہو جائینگے ہم آپ سب صاحبِ خدمت میں صاحبِ قرآن کی چلین اُسے بیان کریں کہ انجم قید کو ایرج و جوان کی لیے ہوئے آتا ہر مار کر شاہزادے کو چھین لیجیے وہ قصد کرینگے تو سب بچھ بن پڑ گیا

اُس شہریار کے والد نامہ راجہ عالیبتار رستم ذوقدار اور پہلوانان نامی و سرداران گرامی وہاں موجود ہیں
 آسانی رہا کرینگے اس راسے کو سب نے پسند کیا آفتاب میں بائیس ہزار جوانوں کو لیکر دوسرے
 راستے طرف لشکر صاحبقران کے چلا جہن سے ایرج نوجوان غائب ہوئے شاہزادہ نورالدین
 شہزادے سے فراتے ہیں کہ ایرج نے جا کر آفت برپا کی ہوگی ایسا نہ ہو کہ مخمور کو رہا کر کے عمر بزم و تشنہ کر گیا
 لشکرین رہنہ شکل ہو گا شہزادے نے کہا کہ بسم اللہ تشریف پہلے حسب ارشاد فیض بنیاد خواجہ زادگان
 وہ اگر واسطے فتاحی طلسم کا وسیعہ جائینگے صدر منہ عظیم اٹھا خیلے شب کو یہ صلا ہوئی صبح کو شیریشیہ
 صاحبقران نامور پشت مرکب پر یوش پر سوار ہوئے صرف عیار کو ساتھ لیا سرداروں نے پوچھا
 کہ کہاں جا نیکا ارادہ ہے فرمایا کنارے پر لشکر کے شکار کھیلین گے شہزادے نے رکاب پر ہاتھ رکھا
 پوچھنے پر مرکب کو ڈالا پشت سے آواز آئی کہ اے آقا سے نامہ راجہ مولائے قدر شناس یہ غلام
 بھی حاضر ہوتا ہوں نورالدین مہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا عاشق صادق و یار موافق ہنر پریشیہ کلنگان
 صاحب سا طور گران صفت شکن و صفر طماس بن عنقوتیل دیو پرور مادہ کرگدن کو بڑھائے ہو
 گستا ہوا آتا ہے کہ غلام تو ہزار ہا جہان حضور جائینگے وہین میں بھی چلوں گا نورالدین مہر نے مرکب
 ٹھہرا لیا طماس قریب آیا کہا آقا چلیے میں قصد سے حضور کے واقف ہوں ہمراہ چلوں گا اب
 نورالدین مہر و طماس و شہزادے ہمراہ چلے کنارے تک لشکر کے دیکھتے بھالتے آئے اب مرکب کو
 بڑھایا طماس ساتھ ہی کوئی تین کوس یا چار کوس نکلے تھے کہ ایک آہولہ دور جا کے اُسے شکار کیا
 ایک نخل کے سائے میں ٹھہرے اُسکے کباب درست کرنے لگے شہزادے سب کام کرتا جاتا ہے کہ صحرائے
 گرداڑی دیکھا کہ گینڈے پر ایک پہلوان پشت پرئیں ہزار جوان اسی طرف آتا ہے نورالدین کو دیکھ کر
 گینڈے سے اُترا اگر سلام کیا عرض کی کہ حضور کا نام نامی واسمہ گرامی کیا ہے شہزادے نے نام
 بتایا بس وہ جوان رونے لگا کہا کہ اے شہریار آفتاب تیغزن میرا نام ہے غلام ایرج نوجوان
 انجمن نے بکرا اُنکو گرفتار کیا لیے ہوئے آتا ہے پاس لقا کے لیجاں گا نورالدین مہر نے کہا کہ کیا مجال اُنکو
 کھوڑے پر سوار ہوئے طماس پیچھے پیچھے کھوڑے کو ٹھکرایا دس کوس پر آکر ٹھہرے دیکھا کہ حقیقت
 میں ایرج و شاہ پور سلسل و مطوق ایک آربے پر انجمن اختر شناس ڈیڑھ لاکھ فوج سے آتا ہے
 نورالدین مہر نے بڑھ کر نعرہ کیا نعرہ نورالدین مہر

ہمارے اوج رفت شاہساز غصہ مردی
 پناہ لشکر اسلام نورالدین صہر کز ہمیش
 زلف سلی جرات ہندو ایشتم
 طفسہ بریلان عسرب یافتہ
 کہ شاہنش جہانگیر فلک گیتی ستان خواندہ
 عدد در زر مگاہش صد ہزاران لالان خواندہ
 لقا را بیک دست برداشتم
 شہ نوجوانان لقب یافتہ
 طہاس سے بھی لغزہ کیا لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ایرج سے جو لغزہ نورالدین صہر کی مدد میں
 شرم سے عرق عرق ہو گئے کہا کہ ای شاہ پور وہ کشتی گیر زادہ آگیا بڑے شرم کی بات ہے کہ ہلو قید سے
 چھڑا ہے آفتاب بھی فوج کو لیکر پہنچا لڑتا ہوا طرف ایرج کے چلا پرے بندھے ہوئے ہیں اس
 بلکہ دفع کرتے ہوئے بڑے بڑے آتے ہیں لیکن ایرج نے کہا آفتاب نے بڑا غضب کیا اسکو کیا فرشتہ
 تھی کہ کشتی گیر زادے کو اطلاع کی آفتاب طرف انجم کے جاتا ہر منظور یہ ہے کہ آقا کو اردن ایک
 سپاہی لئے بڑے کر ایرج پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہتھکڑی کو اٹھا دیا ہتھکڑی کٹی ایرج نے
 قید کو توڑا شاہ پور کو بھی رہا کیا لڑائی ہونے لگی اپنا مرکب بھی لیا اسپر سوار ہوئے لڑتے ہوئے قریب
 آفتاب کے آئے لئے جھک کر سلام کیا کہا کہ حضور چلین اب یہاں رہنا مناسب نہیں ایرج نے
 گھوڑا بڑھایا یہ نام نورالدین صہر سے لڑ رہے ہیں ایرج اور انجم سے مقابلہ پڑا ایرج نے انجم کو
 زخمی کیا گھوڑے بڑھا کر نکل گئے نورالدین صہر بھی لڑتے بھڑتے آتے ہیں پشت پر طہاس ایسا جوان
 جمع کفار کو منتشر کرتا ہوا مگر نورالدین صہر نے اپنے کو قریب انجم کے پہنچا یا تلوار اسکی چھین لی ہاتھ
 تلوار کا مارا کہ زخم سر اسکا چو پارہ ہوا چالاکہ کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لوں اسنے آواز دی کہ میں آپ کا
 غلام ہوں کر پڑھ کر صدق دل مسلمان ہوا حیران حال و محمودیدار تھا حیران ہے کہ کیا جرات و شہادت
 کا آدمی ہے کیا صورت زیبا ہے جوان جرات میں بھی کیتا ہے شب کو سب سال شاہ زادے سے کہا کہ
 مہتاب طلسم میں قید ہے اس وجہ سے میں نے ایرج کو بھی پکڑ لیا تھا میں حضور کی اطاعت کرتا ہوں
 فوج کو بھی منع کیا بارگاہ استاد کرائی نورالدین صہر کو لیکر بارگاہ میں آیا طلسم پر چلنے کا اقرار کیا
 ایک دن اسی صحرا میں رہے انجم نورالدین صہر کو ساتھ لیکر طرف طلسم کے چلا دور سے دکھایا نورالدین صہر
 قریب صحراے طلسم کے پہنچے دوسرے دیکھا کہ ایک طرف دریا ایک طرف صحرا ایک طرف کچھ درخت ہیں
 نورالدین صہر نے چاہا کہ صحراے طلسم میں جاؤں شہرنگ نے دامن تمام لیا اور کہا کہ ای شہریار یہ طریقہ

نہیں ہر بس اسی میں خیر ہو کہ پلٹ چلے نور الدہرے مکرم دیا کہ عبادت خانہ درست کرو عبادت خانے میں داخل ہوے بوقت شب کہیم صاحب انکے خواب میں آئے فرمایا کہ ای شاہزادے یہ جو ارادہ فتح طلسم کیا ہو انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا جب بنفوع و خشوع عبادت کی بزرگان دین سے ہدایت ملی ایک مکتوب بھی دستیاب ہوا کہ جب تک لوح نہ ملے اسکی تحریر پر کام کرنا بوقت سحر نور الدہرے عبادت خانے سے باہر آئے انجمن سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو وہم طلسم میں جاتے ہیں طہماس نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلوں گا نور الدہرے نے کہ اگر طلسم میں دو شخص نہیں جاتے ہم اکیلے جائینگے طہماس نے کہا کہ میں اپنی جان دوں نور الدہرے نے چار ہوے مکتوب کو دیکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اسم حاشیہ پڑھتے ہوے قریب دریا جاؤ ایک نننگ سرخا رنگا جب وہ نننگ کھولے دہن میں اُسکے پھاند پڑو مقام مقصد پر پہنچو گے نور الدہرے بڑے طہماس و شیرنگ پیچھے پیچھے جب دریا کے قریب آئے دریا میں جنکھ ہوا پانی نے جوش مارا اس مچھلیاں دریا سے نکلیں ایک مچھلی شیرنگ کو اٹھا لیکنی ایک مچھلی طہماس پر گری ہر چند کہ طہماس نے چاہا اپنے کو بچاؤں نہ سچ سکا مچھلی اٹھا لیکنی اسکی ماہیت سے کوئی آگاہ نہیں ہوا نور الدہرے قریب دریا سے آئے اسم پڑھا نننگ پیدا ہوا اُسکے دہن میں نور الدہرے پھاند پڑے انجمن تاجدار بہت رویا کہ اسنے دل سے اطاعت کی تھی نور الدہرے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا سے ہوا خیز میں پایا نور الدہرے حیران ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او طلسم کشا تجھے قضا الیکر آئی ہے شاہزاد نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو دار ہلاتا ہوا قریب آگیا ہاتھ دار کا مارا نور الدہرے نے دار کو قلم کیا ایک ہاتھ تلوار کا دیو کو مارا دیو کے دھڑکڑے ہوے آنکھیں سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام میں عفریت جا دو نور الدہرے نے اپنے کو دوسرے جنگل میں پایا ایک نخل پر ہزار ہا طائر بیٹھے ہیں ازمنہ سرائی کر رہے ہیں ایک طائر کلان تڑپ کر شاخ نخل پر بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

وضع انسان اور ہر ترکیب حیوان اور ہر
ماہ و تابان اور ہر رخسار تابان اور ہر
باغ و بوستان اور ہر گنج شہیدان اور ہر
چاہ کنگان اور ہر چاہ زرخندان اور ہر
ابر باران اور ہر یہ چشم گریان اور ہر

چشم جانان اور ہر چشم غزالان اور ہر
گرکشان اُس سے پٹھے اس سے جگر ہو چاک چاک
سیر مقتل مت سمجھ گلگشت ای نازک مزاج
ایک یوسف دان گراختایان گرتے دہائے خلق
برق اسپر ہستی ہر روتا ہر اسپر اک جان

خاک جنت میں لگیگا بعد مردن دل مرا
اسمین ہر داغ فراق ای صبح اُسمین آفتاب
دل سے ہر کاوش اُسے تلوون سے ہر اسکو طش
جانور اُسپر ہر عاشق اسہ عاشق آدمی
ہوتے ہیں خون اسکے دیکھے سے تو اُسکی ضرب سے
گرچہ دونوں خاک پر غلطان ہیں لیکن فرق ہر
ناتراشیدہ ہر وہ اور یہ ہر سانچے میں دھلا
باعث ایمان ہر وہ غارت گرا ایمان ہر

ناز غلمان اور ہر انداز انسان اور ہر
یہ گریبان اور ہر تیرا گریبان اور ہر
خار مشرگان اور ہر خار مغیلاں اور ہر
سر و بستان اور ہر سر و چراغان اور ہر
جسم عریان اور ہر شمشیر عریان اور ہر
سنبلاستان اور ہر زلعت پریشان اور ہر
شاخ مرجان اور ہر دست حسینان اور ہر
نظم قمران اور ہر رخسار جانان اور ہر

یہ زمزمہ سرائی جو طائر نے کی نورالدین ہر اسکی جانب متوجہ ہوئے دل کو لطف ملا چاہتے ہیں کہ یہ طائر
اسی طرح زمزمہ سرائی کیے جانے لگے ہاتھ پاؤں میں ریشہ قلب کو پریشانی آئی نہ رخسار پر حیرانی کبھی ٹھنڈی
سانسین بھرتے ہیں کبھی ٹپو جاتے ہیں کبھی اٹھ بیٹھتے ہیں دل چاہتا ہر طائر کی آواز گبوش ہوش سنون
اسی کی صدا پر نوحہ کر دن کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای طلسم کشادہ ای جوان کینا بس طلسم کشانی ہر چکی
اُستاد تو تمھارے پاس موجود ہی مکتوب کو نہیں دیکھتے کہ سب حال واضح ہو اب جیسے کوئی سوتے سے
جاگتا ہر نورالدین ہر کو خیال آیا کہ مکتوب کو کیوں نہ ملاحظہ کیا شاید کسی دوست نے آواز دی جب
یہ صدائے طائر سے بہوت ہوئے تھے ایک درخت کلان پر دیکھا کہ ایک عندلیب خوشنوا زرین بال یاوا
دیکر غائب ہو گئی اُن طائروں نے اُسکی جانب دیکھا آپس میں چاؤن چاؤن کرنے لگے کچھ زور نہ چلتا تھا
حیران حیران دیکھ رہے ہیں نورالدین ہر نے بموجب آواز دینے عندلیب زرین بال کے مکتوب کو ملاحظہ
فرمایا نوشتہ پایا کہ یہ طائر کلان جو زمزمہ سرائی کر رہا ہے اسکے سینے پر ایک خال سیاہ ہے اگر قادر انداز ہو
تو خال سیاہ پر تیرا روارا اور مقام پر پڑا مکتوب قبضے سے نکل جائیگا گرفتار ہو جاؤ گے احتیاط ضرور ہے
نورالدین ہر نے اسم حاشیہ در دیکھا قربان سے کمان اور ترکش سے تیرا زردہ شتی زرنگ خدنگ سفند
سو فارتہ زربچان عقاب پر بھر کمان میں پیوست کر کے مارا تیر دل دوز مقام نہ کو رہ جا کر پڑا توڑ کر
پشت کو پار گذرا بجائے خون اُس طائر کے جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلے سب طائر جلنے لگے صدائے
مہیب آئی آواز آئی کہ کشتی مرانا میں طائر شعلہ خیز بود نورالدین ہر نے اپنے کو ایک صحرا سے

سبب میں پایا دیکھا خاک اُڑ رہی ہو نخل جلے ہوئے پتے کف افسوس مل رہے ہیں ہوا سے گرم چل رہی ہر ہر
شاخ نخل چل رہی ہو نورالدین سر پریشانی جو جھوکا ہوا سے گرم کا چلا معلوم ہوا کہ چہرہ بھنک گیا یقین ہو کہ
آہستہ آہستہ چربا نہیں گرمی بیابان کی دیکھ کر نورالدین سر گھبرائے اُسی پریشانی میں مکتوب کو دیکھا نوشتہ پایا کہ میں
اسم کو پڑھ کر گرمی نہ معلوم ہو گی پہلو سے سحر اسے ہو لہیز میں باغ شعلہ خیز جاو دوں وہاں جا کر اسکو قتل کیجے
ابھی گرمی موقوف ہو نورالدین سر اس پر پڑھتے ہوئے طرف اُس باغ کے چلے ٹھوڑا راستہ طر کیا تھا کہ دیکھا
دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہر چو نشان کہ مکتوب میں لکھے دیکھے تھے وہ نشان پاسے بسم اللہ کہے
باغ میں داخل ہوئے دیکھا کہ گلہائے رنگارنگ و شکوفہ ہائے بو قلموں چمنہائے طولانی سرسبز و شاداب
جو انان چمن اُڑ رہے ہیں رنگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی موتیا رشک مروارید
بے بہا غنچے ہائے ناشگفتہ یا طفلان غنچہ کمون دہن معدوم معشوق سے مثال دون چھو لون کو عارض
النور محبوب مطاوب کمون صبا نشہ بادہ محبت سے لڑکھڑاتی ہر ہر سیناے شجر سے سر طہراتی ہر ہر گل کا
کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار میں عجب سرور زمزمہ سرائی تمام جانور بشکل گلہائے رنگارنگ
خوش رنگ اُنکے پر خوشنما پہلوئے گل میں پھول پھول کر بیٹھے ہیں زمزمہ سرائی کر رہے ہیں نظم

عجب نہیں گل و نسیم بنے گلے کا ہار
شبہ مرغ چمن گر کشند بردیوار
کہ نخل یکشبہ پوسنچے ہر تا سیر دیوار
نظر پڑین پر طاؤس کے سے نقش و نگار
یہ غنچے شاخ پہ ہیں یا کہ ناف ہائے تشار
شمیم گل کا ہر دوش نسیم پر انبار
تو دیکھتے ہیں جو انان باغ اپنا عذار
پر اُسکا عکس تو آپ روان میں ہر ستار
لباس پر گل سوسن کے بھی ہر طرف بہار
کے ہر پنچہ دست دعا اٹھا کے چنار
اتنی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

گذر کرے سوے گلشن جو باغبان نگاہ
عجب نہیں جو اُسی دم وہ ہوئے زمزمہ سنج
ہو آنے قوت بالیدگی یہ بخشی ہی
چمن کو دیکھ کے دیکھیں اگر بدن اپنا
مہک رہا ہر جو گلشن بتام خوشبو سے
ہر اک شکوفے نے اپنا ہر عطر دان گھولا
ہر نسیم میں حلی آسنے کی خاصیت
اگر چہ خوش نہیں پھرتا ہر سر و گلشن میں
کہیں ہر لالہ کہیں جعفری کہیں گل سرخ
گل و ٹمر سے درختوں کو دیکھ کر سر سبز
میں بے ٹمر ہوں مجھے بھی ٹمر عطا کیجو

نورالدہر نے جو عنائی و زیبائی باغ کی دیکھی حیران تھے کہ شعلہ خیز کو کہاں تلاش کروں بیان انسان
و حیوان کا نام بھی نہیں اس سوچ میں تھے کہ طرف سے بارہ دری کے کچھ عورتوں کی آواز آئی سر اٹھا کے
دیکھا کہ چند نازنیناں ماہ پیکر قمر منظر حور مثال مہر جلال آسمان خوبی کی ماہ کمال اُسین سے ایک نازنین نے
جو سب کے آگے تھی بڑھ کر نورالدہر کو سلام کیا مثل ہلال شب اول غم ہوئی دست بستہ عرض کی کہ امی شہر باب
آپ نے کنیز کو سرفراز کیا طائر جا دو جسکو آپ نے مارا اُسی نے مجھ کو قید کیا تھا ان سب کنیزوں سے بوجھ
میں نے جو آپ کا ذکر کیا اعتقاد مذہب کا ذکر آیا بس مجھ کو قید کر لیا جب آپ نے طائر جا دو کو مارا میں نے
رہائی پائی میں کنیز ہوں آپ کو شاہ طلسم تک پہنچا دو رنگی ورنہ راہ میں بڑی بڑی مشکلیں پڑیں گی ابھی لوح
آپ کو نہیں ملی جب آپ تلاش لوح میں جائینگے بڑی بڑی جفائیں اُٹھائینگے یہ لکے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا
طرف بارہ دری کے بجلی نورالدہر سراپا کو اُس کے دیکھتے ہیں حیران جمال محو دیدار ہو رہے ہیں وہ بتانے
کر شہ باتیں کر رہی ہی ہر بارہ دری میں شاہزادے کو لائی کنیزوں سے کہا کہ اری کہتو حمان عزیز تشریف
لائے ہیں انکی خاطر مدارات کرو شراب و کباب کا چرچا ہو کنیزوں نے دوڑ کر ڈالیاں میوے کی
گلابیان شراب کی کشتیاں کباب کی سامنے لا کر چُن دین اُس نازنین نے جام لبریز کیا اپنے بچہ نگار کی
پر کھڑ سامنے نورالدہر کے پیشکش کیا عرض کی اسکو نوش فرما یہ کنیز کی آبرو بڑھائیے پھر میں
آپ سے سب حال طلسم بیان کرونگی تا بہ بادشاہ طلسم پہنچا دو رنگی نورالدہر نے جام ہاتھ سے لیا اُس
نازنین شعبہ باز نے کچھ گلابیان کچھ ڈالیاں میوہ جات کی قریب کھینچیں کبھی پہلو سے لگا رکھی آخر تیرہ سیر کر کے
مکتوب کر کے نکال لیا نورالدہر نے جب جام ہاتھ سے لیا چاہا نوش کر میں وہ ہی عندلیب زرین با
نخل پر ظاہر ہوئی زمرہ سرائی کرنے لگی اُس زمرہ سرائی میں یہ آواز تھی افسوس صد ہزار افسوس
اُستاد پاس ہوا اور اُس سے ملاقات نہ کرے برائے خدا مکتوب ملاحظہ فرمائیے نورالدہر نے ہاتھ
ڈالا کہ میں مکتوب نہ پایا نورالدہر گھبرا گئے جام شراب کو پھینکا وہ نازنین بڑپ کر بھاگی بھاگ کر آواز دی
کہ منہم شعلہ خیز جا دو مکتوب لے لیا اب کہاں جاؤ گے نورالدہر نے چاہا کہ بارہ دری سے
نکلوں دیکھا چار جانب دیوار میں بلند ہیں نکلنے کا راستہ نہیں ہاتھ پاؤں میں قوت نہیں آنکھوں
میں بخوبی بصارت نہیں حیران ہو کر اسی مقام پر بیٹھے شعلہ خیز جو بھاگی سیدھی خدمت میں بادشاہ
طلسم کے پہنچی گاؤس اور نک نشین تخت پر بیٹھا ہر وزیر و امرا سب پریشان سب سے صلاحیں

کر رہا ہر کہ یار و اب کیا کردن مکتوب طلسم کشا کو ملک یا جادو گر مارے گئے ایسا نہ ہو کہ اسکو لوح مجاہدے
مقام شعلہ خیز پر فساد پڑیگا یہ ذکر تھا کہ شعلہ خیز آ کے پہونچی مکتوب پیش کیا کہا کہ ای شہر یار مکتوب
میں نے لے لیا جام پلائی تھی کہ کوئی در انداز شراب ہو گیا آواز دی خبر و ار شراب نہ پینا بڑی
بات یہ تھی کہ مکتوب میں پہلے ہی لے چکی تھی طلسم کشا نے کمر ٹول مکتوب نہ پایا شراب پھینک کے میری
طرف چلے گئے تھے کہ میں نکل بھاگی لیکن سحر کے چلی آئی بارہ دری سے وہ نکل نہیں سکتے گویا اُس میں بند ہوے
کاؤس نے کہا کہ پھر کیا گھبراہٹ ہے بے آب و دانہ ہلاک ہو جائینگے یہ کہ کے مکتوب شعلہ خیز سے
لیا سامنے صندوق رکھا تھا اُس میں مکتوب رکھ دیا اطمینان بیٹھا شعلہ خیز سے کہا کہ تم دو چار دن
بہین رہو بلغ میں نہ جاؤ یقین ہے کہ طلسم کشا ہلاک ہو جائیگا شعلہ خیز ایک بارہ دری میں جا کر بیٹھی
مگر شاہزادہ نور الدین ہرین بدیع الزمان اُس مکان تنگ و تاریک میں مجبور و ناچار آب و دانہ
بند انتہا کے درد مند خیال میں ہو کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے زندہ نکلنا یہاں سے دشوار ہے دن بھر اسی
سوچ میں گذرا دیواروں سے سر ٹکراتے ہیں انتہا کے گھبراتے ہیں یہی سوچ ہے کہ ای نور الدین ہر دیکھے
یہاں سے نکاسی کیونکر ہو معلوم ہوتا ہے کہ قصا لیکر بیان آئی تھی لباک لباک کر دعا مانگتے ہیں طلسم

مالک ملک زمین و آسمان	خالق خلق و خداوند جهان	مردمہ حلقہ بگوش بندگی
تا بیع فرمان ہمہ دور زمان	جن و انسان ام و دود و چشم و طیو	ہر زمان بنادہ سر پرستان
کار فرمان یان غلامان حضور	بندہ فرمان ہمیشہ بندگان	از فلک ہر وقت ابر و جھنشن
ہست بر دے زمین کو پریشان	خانہ دار خانہ عالم خداست	حق مکاندار است اندر ہر مکان

دن بھر شاہزادہ مثل طائر نو گرفتار کے تڑپا وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش کو شکست فاش ہوئی
فوج ضیا و شعلہ لیکر بھاگا قلعہ مغرب میں جا کر محصور ہوا شہنشاہ ماہتابان بحیثیت فوج ثوابت و
سیارگان سپہر نیلیوں فلک پر جلوہ فرما ہوا شاہزادہ اندھیرے میں سر ٹکراتے لگا لگا لباک لباک کے
دور گاہ بے نیاز زین عرض کرتا ہے کہ یہ مقام زنایت تنگ و تاریک ہے کاشکے وہ لمحوئے آنے یہاں سے
ہلکو گرفتار کر کے لیجائے تا قید حیات اس قید سے نجات نہ ہوگی جب طائر روح قفس جسم خاکی
سے چھوٹے گا تب ہم بھی نجات پائینگے بس تڑپ تڑپ کر اسی مقام پر مرجائینگے اماں نہ پائینگے شاہزادہ
بیتابی میں دعائیں کرتے کرتے فرش خاک پر گرا بیہوش ہو گیا آنکھیں بند ہوش و حواس باختہ کبھی

گجرات کے آنکھیں گھول دین اندھیرے کو دیکھ کر ہر بند کر لیں یکا یک دریائے دھمت آہی جوش میں آیا ایک مقام پر دیوار میں روزن پیدا ہوا روزن بڑھتے بڑھتے مثل دروازے کے ہوا ایک نازنین ماہ رخسار دریا جواہر میں غوطہ مارے ہوئے مگر چونکہ چار جانب دیکھتی ہوئی کہ کوئی آنہ جائے قریب نور الدہر کے آکر کہا کہ اے شہریار افسوس ہمارے کئے کو خیال نہ کیا اپنے کو اس بلا میں پھنسا یا شعلہ رخسار نے مکتوب پہلے ہی لے لیا ایسا آپ کو باتوں میں بہوت کیا کہ آپ نے مکتوب کو خیال بھی نہ فرمایا جب وہ پہلی تب آپ کو مکتوب کا خیال آیا مکتوب خدمت میں بادشاہ کی پہونچا بادشاہ نے اسکو بجا طاعت رکھا ہر شعلہ خیز نے جو آپ کے قید ہونیکا حال بیان کیا بادشاہ بہت خوش ہوئے شعلہ خیز کو انعام دیا کہ ملا آپ کو برائے تلاش لوح لیے چلتی ہوں مگر مقام رابطہ ضبط ہر ما کہ لوح داران بعد ایک ہفتے کے جلسہ کرتی ہین سب شاہزادیاں وہاں جمع ہوتی ہین آپ کو اپنی وزیرزادی کی صورت بنا کر لیچ لونگی نور الدہر نے فرمایا کہ اے شہنشاہ اقلیم خوبی دایر سر و باغ محبوبی اس قدر شفقت کا کیا باعث ہو تمہارا نام نامی داسم گرامی کیا ہو یہ سنکر اس مشفقہ خو بروئے آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکائے ایک دریا تھا کہ آنکھوں سے جاری ہوا کہا اے شہریار ملکہ ہمارے جواہر پوش میر القیہ ہر طاؤس زرین پوش کی بیٹی ہوں کاؤس اورنگ نشین کہ جو اس طلسم کا بادشاہ ہو وہ اسکا بڑا بھائی تھا انکے سامنے اسکی کیا مجال تھی کہ تخت پر بیٹھا اس مکار نے زہر دلو کر میرے باپ کو مارا میں فنون سحر و ساحری میں طاق شہرہ آفاق ہو چکی تھی جب یہ بادشاہ ہوا مجھ کو حکم دیا کہ شہر طلسم میں چلکر بسو جا بجا مجھ کو کام پہنچا کرتے ہین جس روز کہ آپ نے طلسم میں آنیکا ارادہ کیا مجھ پر نصیب کو حکم ہوا کہ تم جا کر مرحلے کو قائم کرو میں گئی آپ نے وہ راستہ ہی چھوڑا اور راستے سے آنیکا ارادہ کیا راہ قدیم طلسم چھوٹی ایک اور راستے سے آگئے میں نے جب آتش سحر سے مقامات روشن کیے جمال جان آرا دیکھ کر قلب الٹ پلٹ ہو گیا چاہتی تھی کہ آپ مکتوب سے کام کریں آپ نے نہ ملاحظہ کیا خیر اب تو تشریف لیچے شاہزادے نے فہمایا بسم اللہ چلو مگر ایملکہ بقرار نہ ہو یہ مجھ پر بہت شاق ہے کہ میں عورت کی شکل بنکر چلون انشاء اللہ لوح حاصل ہوگی اگر بیان یہ کیفیت نہ ہوئی اور لوح نہ ملی تو کیسی خرابی ہوگی مگر خدائے مابزرگ است ملکہ نے ایک تخت بنایا اسپر نور الدہر کو سوا یا کسی کی صورت نہیں بنایا تخت کو اڑاتی ہوئی چلیں راہ میں سمجھاتی جاتی ہین کہ اے شہریار آج مکان پر لوح داران کے سب شاہزادیاں جمع ہونگی بہت حفاظت

ساتھ چلے گا۔ پہنکائے عیش و نشاط گرم ہو گئیں آپ کو اشارہ کر دنگی آپ ڈریے گا نہیں اگر قریب لوح
 کے پہنچے اور لوح کو پاگئے نیشی کا مقام ہو اگر اتھ نوح پر نہ پڑا تو باعث خرابی ہو گا نورالدین مہر نے کہا
 کہ عورت بننا مجھ پر بہت شاق ہے ملک نے کچھ نہ کہ باعث بہ سوار ہو کر بچلین کوئی تین کوس باغ سے نکلی تھیں
 کہ آواز روئے کی کان میں آئی کہ جیسے کوئی درد رسیدہ بلک بلک کر دریا ہر بکارتا ہو کہ امی پر درد گا
 بچو میرے آقا سے ملا دے آج شاید کچھ اُنکے دشمنوں پر رنج و ملال ہو نہایت بقراری ہو نورالدین
 نے کہا کہ دیکھو ملک یہ کون رو رہا ہے تخت قریب لیچو ملک ہمارے جو اہر ہوش نے تخت بڑھایا دیکھا
 کہ نخل کے سائے میں ایک جہان گرد کا پتلہ بنا ہوا بلک رہا ہے کبھی بکارتا ہے بیت مارا زخاک کویت
 پیرا ہن است برتن + آن ہم ترا شک حسرت صد چاک تابدا من + کبھی بکارتا ہو کہ اے کس عات
 ست جدا ہوئے کہ پھر شاہزادے سے ملاقات نہ ہوئی نہیں معلوم کہ اس آفتاب آسمان جرات
 پر کیا گزری ہمارے دل کو بہت بقراری ہو نورالدین مہر نے کہا کہ ملک کیا عجب ہے کہ میرا عیار ہو
 یہ کہ کے تخت اتارا زمین پر آئے نورالدین مہر نے آواز دی کہ اے یار وفادار دای مویشی غمگسار اے دوست
 صادق و اے محبوب وائق اے سر و بلغ الفت دای رنگ و بومے گل حلیقہ مودت، اے بہترین مہتر
 شہرنگ بن عمرو ہما کو بواب دویہ شکے وہ شخص اپنے مقام سے اٹھا دوڑ کر قدموں سے نہٹ گیا
 عجب درد سے روتا تھا کہ کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا تھا نورالدین مہر نے اپنے عیار کو دیکھا مگر عیار روتے روتے
 کئی مرتبہ بیہوش ہوا آخر ضبط کر کے عرض کیا کہ اے شہریار کہاں جھے نورالدین مہر نے کہا کہ اے شہرنگ کیا
 بیان کر رہے ہو بڑی بڑی جفائیں اٹھائیں رہبر پاس تھا وہ بھی چھوٹا ملک نے کہا کہ اے شہرنگ آج بڑی
 ایک مشکل درپیش ہے ہمارا انتہا کا اس وقت پس و پیش ہو لو خدا ان کے مکان پر جاتے ہیں انکے نخل
 ناظر بنائیں گے تم بصورت وزیرزادی چلو سب کام بن پڑیگا یہ شکل خواجہ سرا ہوں تم میرے اشارے
 پر مقام لوح پر جانا جس طرح ہو سکے لوح کو لے لینا اگر لوح لی اور انکے گلے میں پہنا دی میں تو
 بھاگ کر نکلونگی شاہزادہ نعرہ کر کے اُس مقام پر لڑے لو خدا ان کو قتل کرے پھر آگے جیسا
 لوح حکم دے وہ بجالائے شہرنگ نے کہا کہ میں ابھی آپ کی وزیرزادی کا شکل بنوں اور
 شاہزادے کو خواجہ سرا بناؤں مگر تصویر دیکھیے ملک نے کہا کہ تصویر بن دیتی ہوں یہ کیسے تصویر بن
 ہاتھ میں دین شہرنگ نے دیکھا کہ ایک تصویر ناظر کی ایک وزیرزادی کی لیکن ناظر نوجوان شکیل

شملہ سر پر بندھا ہوا وزیر زادی کی یہ صورت ہو کہ سانولی رنگت محبوب سبزہ رنگ شروخ و شنگ
 موسوم بہ گارنگ شہرنگ اسی محبوب کی شکل بنکر تیار ہوا نورالدین کو خواجہ سرا بنایا ملک تعریفین
 کرنے لگیں کہ اسی شہرنگ بڑا کمال کیا ذرا خال و خط میں فرق نہیں کیا کہنا اب ملک نے دونوں کو پاس تھا کہ
 سخت اڑا یا طرف مکان لوح داران کے چلین مگر حال ایرج نوجوان کا یہ لکھا ہی کہ مغلوبہ سے نکل گئے
 پھر نورالدین کا انکا سامنا ہوا آفتاب تیغ زن میں ہزار فوج سے ساتھ کسی عہد میں نہیں آئے
 جب کوئی مقام معقول ملا پردہ پر کوٹھر گئے پھر چل نکلے روادی کرنے ہوئے جاتے ہیں فرمایا اے
 شاہ پور میری آزدی یہ ہے کہ میں نورالدین سے بیشتر طلسم کا وسیعہ پر پونچون مخمور کو قید سے رہا کروں
 کشتی گیر زادے پر احسان ہو کبھی حجاب سے آنکھ نہ چار کرے ہمیشہ شرمندہ رہے اسی سوچ میں جاتے تھے
 کہ توپ کی آواز کان میں آئی کہا کہ اے شاہ پور کوئی قلعہ دور رہا ہے چلین چلا کر دیکھیں کہ کسے گھیرا ہے یہ
 کہ اسی جانب مرکب کو بڑھایا ملک یلیان تاجدار گھرا ہوا ہے شاہ پور رنگی چلا آتا ہے یہ چاہتا ہے
 کہ خراج لون یلیان تاجدار دہائی دے رہا ہے کہ اے شاہ پور ہمارے یہاں خشک سالی ہوئی
 اس سال معاف کرو شاہ پور کہتا ہے کہ حکم شاہی اسی طرح پر ہے شاہ پور مع تیس ہزار جوانوں کے
 بلغر کیے ہوئے آتا ہے یلیان تاجدار نے ارادہ کیا کہ چٹانک کھونڈ کر کل پڑن لڑ بھڑ کر اپنی جان دے
 شیردن دزیرون نے منع کیا کہا کہ حضور یہ رنگی بہت زبردست ہے جب قلعے میں آئیگا سمجھ لینگے تو بین
 اور رہا ہے شاہ پور رنگی نے گینڈا اپنا صفت سے بڑھایا گرز کو ہلاتا ہوا چلا یلیان بقیار ہوا سامری جمشید
 کو بچار رہا ہے کبھی لات و منات کو بچار تا ہے شاہ پور نے چاہا کہ قلعے پر جا پڑوں دس میں قدم خندق
 باقی رہی ہے کہ میرے گرد اڑی دیکھا سب نے ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب سے چشمی
 زیران صاحب شوکت و شان گھوڑے کو اڑاتے ہوئے آتا ہے دھین سے نعرہ کیا کہ اوزنگی سیاہ رو
 آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچتا نیگا آسنے کچھ جواب بھی نہ دیا ایرج نے فوج کو اشارہ کیا کہ اسکی فوج
 پر جا پڑو فوج اُدھر گئی دونوں لشکر آپس میں مل گئے تلوار چل رہی ہے دریا سے خون بہ گیا ایرج
 گھوڑے کو اڑاتے ہوئے قریب شاہ پور کے پہنچے فرمایا کہ ادھیجا ہم منع کرنے ہیں تو نہیں سنتا رنگی
 نے کہا کہ ہمارے بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ یا سر لا نایا خراج ہم کیونکر لیں ایرج نے کہا کہ تمہارے
 بادشاہ نے جھک مارا ہوا غدر کرتا ہے کہ ہمارے یہاں خشک سالی ہوئی شاہ پور نے کہا کہ

تو کون ہر کہا ملک الموت جان کا فران اُسے نیزہ مارا ایرج سے نیزہ چلنے لگا آخر ایرج نے نیزہ اُسکا
 نکالا اُسے قبضہ شمشیر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہلکھ ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ
 تلوار مار کر پٹا کہ ایرج نے بھرات ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری خرمین جیات کو شاہوہر کی جلا دیا
 شاہوہر کا مارا جانا تھا کہ یلماں تاجدار بھی فوج کو لیکر نکل آیا کہا کہ ای شہریار آپ نے بڑا احسان کیا
 اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچائی ورنہ یہ زندہ نہ چھوڑتا ہمارے قتل سے منہ نہ موڑتا ایرج یلماں کو ساتھ
 لیکر فوج رنگیان پر جا پڑے خیموں میں اُنکے آگ لگا دی بازار میں لوٹ لیں رنگی آخر بجائے یلماں نے
 عرض کی کہ غلام کو حضور سرفراز کریں آج سرکار کی مع فوج دعوت ہوا ایرج نے کہا کہ ای بادشاہ
 اگر ہمیں رغبت ہو تو ادیان باطلہ پر لعنت کرو دین پروردگار کا اختیار کرو ورنہ ہمارے جانے کی کیا
 ضرورت ہو یلماں تاجدار نے ایرج کو جوان پر عاشق ہو ہی چکا تھا کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا
 ایرج کو جوان کو ساتھ لیے ہوئے قلعے میں آیا ایرج کو مقام صدر پر جگہ دی فوج کو لطف سے
 اتارا جب صحبت گرم ہوئی ایک نازنین حور پیکر منظر نازک اندام مقبول طبع خاص و عام سامنے
 ایرج کے کھڑی ہوئی چونکہ جمال جہان آرا پر مائل ہوئی ہر تیغ ابرو کی گھائل ہوئی ہر مسکرا کے
 باناز وادایہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

ہو گئے حسن کے پرواز کو شہر پیدا
 بدے پانی کے ہوا آگ سے عنبر پیدا
 نہ کبھی آب روان میں ہوئے گوہر پیدا
 سایہ زلف سے ہو جاتے ہیں اثر در پیدا
 شکل دل کیوں نہ ہو ہر شان صنوبر پیدا
 تیرون کے واسطے ہوتے ہیں سرے پر پیدا
 سبزہ ترکی عوصن ہو مژدہ تر پیدا
 مثل ہیزم ابھی گلبن سے ہوں اخگر پیدا
 نہیں ہوتا کہیں اب عکس سکندر پیدا
 حسن اور عشق ہوئے دونوں برابر پیدا

رو سے جانان پہ ہوا خط معنبر پیدا
 آتشین رخ پہ ہوا خط معنبر پیدا
 سہی سے گوہر مقصد نہیں ہوتا حاصل
 زلف کو دیکھے کیا مار سیہ سے تشبیہ
 ایک دل کیسا ہر سودا ترے قامت پہ نثار
 ہوں میں وہ صید کہ ہیں جزو بدن تک دشمن
 ہوں وہ گریان کہ پس از مرگ مری تربت پر
 سایہ میرے تن پر داغ کا پڑ جائے اگر
 کیوں نہ آئینہ ہو حیران کہ سکندر تو کمان
 رنگ و داغ گل لالہ سے یہ معلوم ہوا

حرف سنت اُسنے کے مجکولب رنگین سے
ہر ازل سے وہ مراقبہ ایمان ناسخ

جائے حیرت ہر ہوئے لعل سے پتھر پیدا
جسکو خالق نے کیا کعبے کے اندر پیدا

اس زور و شور سے وہ نازنین اس غزل کو گارہی ہر کہ یلماں تاجدار ستائے میں آگیا ہر ایرج بھی
خاموش بیٹھے ہیں اس خیال میں ہیں کہ پروردگار ایسا سامان کرے کہ میں جا کر محصور کو رہا کر دوں پھر وہ
کشتی گیر زادہ حجاب سے سر نہ اٹھا سکیگا یکا یک آسمان پر ایک ہر تیرہ و تار پیدا ہوا اُس ابر کو دیکھ کر
یلماں گھبرا گیا دست بستہ ایرج کے سامنے آیا کہا کہ حضور اب جا کر آرام فرما میں کچھ مقدمہ راز و
نیاز ہر کہ حضور کے سامنے عرض نہیں کر سکتا صبح کو حضور کے سامنے بھیروں اڑیگی میں اسکا بھی
حال عرض کرونگا ایرج نوجوان اٹھ گئے شاہ پور سے راہ میں کہا کہ کسی ساحرہ سے اور یلماں سے
رسم و مراسم ہر اسی واسطے آپ کو ہٹا دیا ایرج نے کہا کہ ہو گا ہمیں اس سے کیا مطلب ایرج نے
آکر آرام فرمایا وہ ابر آ کے شق ہوا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل تخت پر سوار چالیس چاس کنیز میں
ساتھ یلماں تخت سے اٹھا کہا ملکہ عالم آئیے جلسہ جو جمع ہوا دیکھا ملکہ صبح دلکشائے کہا کہ کیوں اور
یلماں تاجدار ہمارے آنے سے قبل یہ جلسہ آراستہ تھا اسکا کیا باعث شاید کسی مہمان کی خاطر
یلماں رونے لگا کہا کہ کیا بیان کر دوں عجب معرکہ گذرا اگر تم بیان آتین ہو کہ نہ پاتین خدا نے فضل اپنا
شریک مال کیا نبیرہ صاحبقران نے آکر شاہ پور زنگی کو مارا میں نے اُس شیر کی اطاعت کی وہ ہی
دربار میں تشریف رکھتے تھے اُنھیں کے سامنے جلسہ ہو رہا تھا انکو ہٹا دیا حسن میں یوسف نافرمان
میں رستم وقت اگر اسفند یار و سام اس زمانے میں ہوتے ملکہ ہائے غلامی کان میں ڈالتے اس زور و
شور سے شاہ پور زنگی کو مارا کہ زمین تھراتی تھی وہ زنگی دیکھتا ایک ضرب شمشیر میں دو پر کالے کپے اسی طرح
پر یلماں تاجدار نے جو بیان کیا صبح دلکش اشتاق جمال بیتال ہو میں کہا ای یلماں اصل کیفیت یہ
ہر کہ آجکل ہمارے بادشاہ کو یہ انتشار ہو کہ طلسم کشائے داخلہ کیا کاہن بیان کرتے ہیں کہ یہی جوان قتل
طلسم ہر لیکن شعلہ خیز نے قید کر لیا ہو کاہن کہتے ہیں کہ طلسم کشا کا قتل ہونا بہت دشوار ہر قید سے چھوٹ گیا
طلسم کو لوٹ گیا اور بھی ایک فرزند صاحبقران کی خبر ہر کہ وہ بھی اس طلسم میں داخلہ کرینگے لیکن نور الدہر
قتل طلسم میں شعلہ خیز نے مکتوب تولیے لیا کاہن نہیں قائل ہوتے یہی حکم لگا رہے ہیں کہ لوح وہ جوان
پا جائیگا لیکن ای یلماں تاجدار جو ہو گا وہ دیکھا جائیگا اسوقت تم نے اس شیر کو کیوں صحبت سے اٹھا دیا ہم بھی

ملاقات کرتے لیماں نے کہا کہ اتوین کو چکا صبح کو تشریف لائینگے صبح دلاکشا خاموش ہو رہی مگر دمیدم
یاد آتی ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے کبھی گان گانا مسکر خود بھی یہ اشعار پڑھتی ہے نظر

یا جاتا ہے جدھر ساتھ نظر رکھتے ہیں
گھر میں ہم رہتے ہیں پر اسکی خبر رکھتے ہیں
مثل بیل مرے نالے بھی اثر رکھتے ہیں
لوگ قرآن میں طاؤس کا ہر رکھتے ہیں
سر پہ اب پیاک بھی پروانوں کے پر رکھتے ہیں
اسیے آنکھوں کو ہم اشک سے تر رکھتے ہیں
ہاتھ میں جو کہ ترا حلقہ در رکھتے ہیں
ہم شب ہجر میں امید سر رکھتے ہیں
استین دیدہ گریان پہ اگر رکھتے ہیں
ابام پیے نہیں ہم ٹنڈ پہ سر رکھتے ہیں

نظر آ جاؤ کہیں ہم بھی بصر رکھتے ہیں
رات دن سوے در و بام نظر رکھتے ہیں
دشمن و دوست جو سنتا ہو وہ خوش ہوتا ہو
رتبہ راندہ در گاہ بھی دیکھ اے زاہد
بیچتے ہیں جو خط اس شمع تجلی کو ہم
اس بھوکے کے نظارے سے نہ جل جانے کہیں
محبوبین خاتم جمشید کو اے رشک پری
پیر ہونے کا جوانی میں گمان ہو جیسے
بتی ہر بازو کی مچھلی بھی وہیں ماہی آب
ساقیا پاتے ہیں ہم تیغ حوادث سے پناہ

نئی مرتبہ جو ایسے اشعار صبح و لکشا نے پڑھے لیماں نے کہا کہ کیوں ملکہ عالم آج مزاج کیسا ہر آپ کو
پریشان پاتا ہوں صبح و لکشا نے طالبہ کا صاحب وہ ہی طلسم کے جھگڑے یاد آتے ہیں انھیں باتوں میں
رات گزری بوقت جو لیماں تاجدار صبح و لکشا سے وعدہ کر کے گیا ایرج نوجوان نماز پڑھ کر بیٹھے ہیں
کچھ وظائف پڑھ رہے ہیں لیماں تاجدار نے آکر سلام کیا عرض کی کہ اے شہر بار شب کو میں نے اس واسطے
حضور کو تکلیف دی کہ ملکہ صبح و لکشا ایک نازنین جو شمال شیران سلطنت کاؤس اور نگ نشین ہے
ہر کہ جو بادشاہ طلسم کاؤسیم ہر کبھی کبھی تشریف لاتی ہیں اصل یہ ہر کہ غلام کو کوئی سابقہ ہم نہیں ہو سکا
جانبین میں خواہش ہے لیکن حجاب مانع رہا شب کو میں نے حضور کے احسان کا ذکر کیا شرکت و جلالت و
جرات آپ کی کیا بیان کر سکتا مگر کسی قدر میں نے ذکر کیا وہ آپ کی مشتاق ہیں اور طلسم کے مال سے
بجوبی واقف ہیں طلسم کشا کا داخلہ طلسم میں ہو گیا اس وقت حضور کی ملاقات کی مشتاق ہیں حالت
طلسم دریافت کیجیے گا تکلیف نہ ہو تو تشریف پہلے ایرج نوجوان نے لباس زیب جسم کیا خود زین سر پر
رکھنا زہ پہن کر سپرد مشیر آراستہ کی لیماں تاجدار کے ساتھ چلے شاپور شیر دل گس پرانی کرتا ہوا

ساتھ ساتھ دربار میں تشریف لائے صبح دلکشا کی نگاہ پڑی ایک جوان شیر صولت صاحب جلالیت کی تاز
میزن سمیت رستم و قار سہراب احوار صاحب گز سامن بن زمینان صاحب شوکت و شان اس رعب و دوبرے
سے دربار میں جلوہ فرما ہوئے سب مشیر و وزیر کھڑے ہو گئے صبح دلکشا جمال بمثال دیکھ کر عاشق ہوئیں کہا
تشریف لائے یہ کون سے تخت سے الگ بیٹھی کہا کہ ام شہر یار تخت پر آپ قدم رنج فرمائیے ادب و لہجہ سے بہید
ہو کر ہم آپ کے سامنے تخت پر بیٹھیں ایرج نے مسکرا کر کہا کہ ہم مرد سپاہی ہیں تاج و تخت تکو مبارک ہو خدا
ہماوست تا جبار و دیو قار کو سلامت رکھے یہ فرما کر دنگل پر جلوہ فرما ہوئے فرمایا کہ ام ملکہ صبح دلکشا تکو طلسم
کا وسیع سے کیا نسبت ہو صبح دلکشا نے کہا کہ میں شیران سلطنت سے ہوں نورالد مہر نے داخلہ طلسم میں
کیا مکتوب دستیاب ہوا مگر فی الحال صورت زوال ہر شعلہ خیز مالک مرحلہ نے باغ میں انکو قید کر لیا
مکتوب چھن گیا مگر کاہن کہتے ہیں کہ وہ قید سے رہائی پائینگے ایرج نے کہا کہ ہو سکتا ہے ہم چلکر انکو رہا کر
صبح دلکشا نے خوش ہو کر کہا کہ کنیز حضور کو بھیلگی مگر دیر نہ کیجیے ایرج نے کہا کہ انکو رہا کر کے چھوڑ دین
صبح دلکشا نے کہا کہ چلیے ایرج نو جوان خوش ہو گئے صبح دلکشا اپنے مقام سے اٹھی ایرج کو تخت پر
سوار کیا شاہ پور نے کہا کہ میں بھی چلوں گا صبح دلکشا نے کہا کہ صورت بدل لو ایرج کی بھی صورت تبدیل
کر و تب میرا ساتھ ہو ایرج کی تو صورت نہ بدلی شاہ پور ایک کنیز کی شکل بن کر ساتھ ہوا صبح دلکشا تخت
اُڑاتی ہوئی چلین قریب اُس باغ کے پہنچیں دیکھا کہ طائر زمرہ سرائی کر رہے ہیں صبح دلکشا دل سے اپنے
باتیں کر رہی ہو کہ اس شہر یار پر ایسے احسان کروں کہ لوح کا پتہ بتاؤں طلسم فتح ہو گا اوس اراجا نے یقین کر
کہ مجھ کو قبول کرینگے عشق اپنا ظاہر نہ کروں کسی کو اس حال سے ماہر نہ کروں ایرج بھی آگاہ ہوئے کہ یہ ہم
محبت کرتی ہو صبح دلکشا شاہزادے کو لیے ہوئے اندر باغ کے آئین قریب بارہ درمی کے جو پہنچیں دیکھا
دیوار قائم ہو مگر دیوار میں ایک روزن کلان ہی تھکڑیاں بیڑیاں کٹی ہوئی پڑی ہیں نورالد مہر نہیں معلوم ہوتے
صبح دلکشا نے بڑھ کر اُس روزن کو دیکھا نشان نفث پاکی مٹی اٹھائی وہ سونگھی ہنس کر کہا کہ عجب طرح کا
مقام ہر زبان سے کہ نہیں سکتی ام شہر یار آپ لوگ بڑے صاحب اقبال ہیں اس وقت مجھ کو یہ ثابت ہوا
کہ ملکہ ہما سے جو امہر لوش و ختر بادشاہ طلسم نورالد مہر کو رہا کر کے لیکنیں اُس سے زیادہ کون دفعہ
ہو گا بادشاہ کی بیٹی نہیں معلوم کہاں لیکنی ایرج کو بڑا افسوس ہوا ملکہ نے کہا کہ ام شہر یار پٹھے میں نکر کر کے
لوح پیدا کرونگی تب آپ سے املاء کرونگی صبح دلکشا ایرج کو لیکر لپٹی لیکن کاوس اور رنگ نشین

قلعہ طلسمی میں تخت پر بیٹھا ہر شعلہ خیز حاضر خدمت ہر کہ شعلہ خیز نے عرض کی اگر ارشاد ہو طلسم کشا کی جا کر
 خبر لون بادشاہ نے کہا کہ ای شعلہ خیز جا کر اور زیادہ سختی کرو کہ جس سے نور الدہر جلد تمام ہو جائے۔ مگر
 شعلہ خیز چلی اگر باغ میں پہونچی دیوار میں روزن دیکھا مکان کو خالی پایا تیدی کا نشان نہیں دیا اور کوئی عورت
 غائب کیا چار طرف ڈھونڈا کہیں نشان نہ پایا پریشان ہو کر لپٹی مگر دھواں کہ یہ کیا غضب ہو گیا
 جوش و خروش میں جاتی ہر کہ دور سے اسنے دیکھا ایک تخت اُڑا ہوا جانا ہر بھی کہ کوئی نور الدہر کو یہ پانا
 تڑپ کر بلند ہوئی برق بنکر گری تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایرج ایک جانب گئے شاہ پور ایک بائیں صبح دلکشا
 سنبھلی ایرج و شاہ پور پر سے سحرا تارا اب ایک دو ہنتر زمین پر مارا شعلہ خیز طاہر ہون صبح دلکشا
 کو دیکھ کر لکھارا آواز دی کہ او کیسو بریدہ طلسم کشا کو کہاں لیے جاتی ہر میں نے بمشکل جان اپنی مٹا رکھتی
 لیا تو چچرا کر پہلی چونکہ صبح دلکشا نے ایرج کی حفاظت کے واسطے ایک حباب شیشے کا انہر ڈھک دیا ہر
 شعلہ خیز سمجھتی ہر کہ یہی طلسم کشا ہر ایرج نور الدہر سے ہم شبیہ بہت ہر زلفین خابلی خال سبز
 ہاشمی جھپٹ جھپٹ کر سحر کرنے لگی صبح دلکشا کبھی ستارہ سحری بنکر گری کبھی تلوار چمکی کبھی خنجر پھینکا
 شعلہ خیز اپنے کو بچاتی جاتی ہر ہر مقام پر ہی خیال ہر کہ طلسم کشا کو لے نکلون جب طرف ایرج کے چلتی ہر
 صبح دلکشا سینہ سپر ہوتی ہر قریب ایرج کے نہیں جانے دیتی سحر سحر رہا ہر آگ جل رہی ہر نخل
 سحرا پھنک رہے ہر شاہ پور نے اپنے کو ایک غار میں گرا دیا تھا انگلیوں میں حباب دبا کے ملکہ ہارے
 کند بازوؤں پر خنجر پہنے لیے ہوئے غار سے نکلا درختوں کی آڑ پکڑتا ہوا دونوں کے سحر دیکھ رہا ہر
 صبح دلکشا نے ایک خنجر سے نکالا اپنے خون سے رنگین کیا شعلہ خیز پر پھینکا مارا شعلہ خیز نے لاکھ
 بجایا نہ بچ سکی سر پر پڑا کہ سر زخمی ہوا شعلہ خیز نے غصے میں خون اپنا چلو میں لیا سپر سحر کامل پڑ سحر
 صبح دلکشا پر پھینکا مارا صبح دلکشا نے اپنے کو ہر چند بجایا نہ بچ سکی خون جسم پر پڑا خون کی چھٹیں
 پڑتے ہی بیہوش ہو کر گری ایرج نوجوان نے جو دیکھا کہ ملکہ صبح دلکشا بیہوش ہو کر گرین دا بقرار گیا
 کہ ای ایرج یہ تمہاری معین و مددگار ہر اگر یہ نہ ہوتی تو اب تک قتل ہو گئے ہوتے اسکو بچانا چاہیے
 بقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگے پر دردگار اسکو بچالے اگر اسپر کوئی زوال آیا باعث بدنامی کا ہر
 تو معبود حقیقی حاکم رنگارنگ عالم مسبب الاسباب سامع الدعوات رحیم و کریم صبح و علیہم و علیہم
 کربار و سبحان لطف بر خاک | ہند کر در سب و عجز سر خاک | بسا بد آرز و انسان خال

اگر سایہ جبین عجز بر خاک	شود ز ر فی الحقیقت خاک انسان	کند خود را تصور او اگر خاک
شود پاک از کدورت شست و خش	اگر شویر بآب چشم تر خاک	چرا بر ابتدا سے حالت خویش
نمیساند و نظر این بے خبر خاک	چرا گردد بد دنیا خانه خان	چرا بر باد سازد در بدر خاک
رود یکدم ہو اسے بد و ماعنی	چو مرگ افشانده من آخر بسر خاک	چرا از خاک دارد عار انسان
کہ هست این خاک آخر خاک در خاک	رود چون خاک پاک جسم مندی	بہ بندد از جهان رخت سفر خاک

شاہزادہ تلوار کھینچ کر جو قریب شعلہ خیز کے پہونچا شعلہ خیز نے جو صورت زیبا کو دیکھا حیران ہوئی کہ یہ وہ جوان نہیں ہے اس شعلہ خیز یہ کیا معرکہ ہوا یہ جوان کیونکر بدل گیا خیر سمجھا جائیگا یہ سوچ کر ایک دھڑکتے ہوئے آئینہ کے قبضے سے تلوار نکل گئی اور اگر گئے شعلہ خیز نے کھینچ کر چلی کہ پہلے اسکے سر کاٹ لیا تو صبح دلکشا کو گرفتار کر کے سانے شاہ کے لیجاؤن شاہ پور سے جو یہ دیکھا کہ آقا قتل ہوتے ہیں ایک ساحر کی شکل بنا صبح دلکشا زمین پر پڑی تڑپ رہی ہے اٹھ نہیں سکتی کہ شاہ پور سے نعرہ کیا خبردار اس بیگناہ کو قتل کرنا شعلہ خیز نے دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آتا ہے کلمات سخت کہتا ہوا کہ دیکھ تو تیرے باپ نے کیا کہا ہے کسی کو پہچانتی بھی ہے کہ یہ کون شخص ہے کیون بلا وجہ قتل کرتی ہے شعلہ خیز نے کہا کہ آپ کو کسے بھیجا ہے کہ کما دیکھ لے اس کاغذ میں سب کچھ لکھا ہے یہ کہنے کے قریب آیا کاغذ ہاتھ میں دیا کہا دیکھ بادشاہ بھی آتے ہیں اب تجھ کو حال کھلیگا شعلہ خیز پٹی شاہ پور سے خبر آرا شکم چاک قصہ پاک شعلہ خیز گری صبح دلکشا کو ہوش آیا دوڑ کر شاہ پور کے ہاتھ ملکہ نے چوم لیے کہا کہ امیر یار وفادار تھے بڑا کام کیا خدا نے اپنا فضل شریک کیا اگر یہ گرفتار کر کے لیجاتی حال ہمارا کھل جاتا شاہ پور سے کہا کہ امیر ملکہ خدا نے پردہ رکھ لیا لیکن اسکا بھی حال معلوم کیا کہ دختر شاہ نکال لیگئی صبح دلکشائے کہا کہ امیر شاہ پور یہ امر بہت مشکل ہے یہ مقدمہ متعلق تعلیم کما انت ہے ہر شخص اس سے ماہر نہیں میں نے اس علم کو بخوبی حاصل کیا تب مجھ کو ثابت ہوا کہ ثابت نہ ہوتا امیر ج کو پھر تخت پر سوار کیا طرف قلعہ لیماں تاجدار کے چلین بیان لیماں منظر تھا کہ ملکہ آکر پہونچیں لیماں نے پوچھا کہ خیر تو ہے صبح دلکشائے سب کیفیت بیان کی کہ خدا نے بچا لیا صبح دلکشا نے پھر امیر ج سے کہا کہ امیر شہر یار آپ بیان آرام فرمائیں میں خدمت شاہ میں جاتی ہوں دیکھوں لیماں کیا رنگ ہے امیر ج نہ مانتے تھے یہی فرمایا کہ ہلکو جانے دو سب چیزوں کا ہتہ پروردگار بتا دیکھا صبح دلکشا نے نہانا قدموں پہر رکھ دیا کہا اتنا نامل فرمائیے کہ لوٹھی پٹے کر جانے امیر ج نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ

نورالدہر کو لوح مل جائے ہم ہر دم میں صبح دلکشا نے کہا یہ نہ ہو گا لوح بہت سخت مقام پر ہو یہ کہا تخت
 پر سوار ہوئی قلعہ طلسمی میں آئی دیکھا کہ کوہ برزن میں جا بجایا یہی ذکر ہے کہ کسی نے شعلہ خیز کو ارڈالا
 طلسم کشا کو چھڑا کر لے گیا یہ حال سنتی ہوئی دربار میں شاہ کے آئی شاہ نے کہا کہ اے صبح دلکشا تھے دیکھا
 کہ کیا غضب ہوا کچھ ساہرا سے جاتے تھے لاشہ شعلہ خیز کا پڑا ہوا پایا ابھی لاشہ آیا ہر کنیزوں نے جا کر
 باغ کو بھی دیکھا قیدی وہاں سے غائب ہو گیا ہم چاہتے ہیں کہ تلاش کر دو کہ کس دشمن نے یہ حرکت کی اسکو
 سزا دے جائے طلسم کشا کو گرفتار کریں ایسا نہ ہو کہ وہ مقام لوح پر پہنچ جائے صبح دلکشا نے پوچھا کہ حضور
 لوح کس مقام پر ہوا شاہ نے کہا کہ یہ لفظ اپنی زبان سے نہ کہو نگا اتنا کہتا ہوں کہ تا بہ لوح کوئی نہیں
 جاسکتا صبح دلکشا نے کہا کہ جو مناسب ہو مگر کنیز واسطے تلاش طلسم کشا کے جاتی ہر باتوں میں
 شاہ کو لگا کر یہی پوچھ لیا کہ باغ رنگارنگ جلی حاکم لوح داران جادو ہر اس جن میں لوح طلسمی ہے
 صبح دلکشا جب ہو رہی براہ خیر خواہی ایک تخت پر سوار ہوئی عرض کی کہ جب تک کنیز واپس نہ آئے
 کوئی اور انتظام نہ کیجیے گا میں آپ سے وعدہ کر کے جاتی ہوں کہ بس نکھرام سے یہ حرکت کی ہر اسکی مشکین
 باندھ کر لاؤ گی یہ کہہ کر روانہ ہو گئی بیان ایرج انتظار میں تھے یہی دسبدم فرماتے ہیں کہ میں تلاش لوح میں
 نکلون ہے اپنے لیے کچھ نہ بن چڑیگا بیان ایرج مشتاق تھے کہ صبح دلکشا ہنستی ہوئی آئی کہا کہ اے شہریار
 اب میں لوح لینے جاتی ہوں ہر چند کہ ایرج نے چاہا سمجھی ساتھ چلین مگر صبح دلکشا نے نہ مانا ایرج بہت
 پریشان میں لیکن صبح دلکشا چلین طرف باغ رنگارنگ کے ہمارے جو اہر پوش نورالدہر
 شہرنگ عیار کو ساتھ لیکر ملی ہیں نورالدہر شکل خواجہ سرا شہرنگ شکل کنیز دل آرام نام آکر
 باغ رنگارنگ میں داخل ہوا دیکھا کہ ملکہ لوح داران جادو مسند پر بیٹھی ہر شاہزادیان آتی جاتی ہیں
 ایک جانب الماس یا قوت پوش ایک جانب یا قوت رنگین پوش یہ دونوں شاہزادیان بیٹھی ہیں
 ملکہ ہمارے جو اہر پوش اگر سوچیں سب واسطے تعلیم کے آئے لوح داران نے میراں ہو کر کہا کہ داری آج
 تشریف لایا کیا باعث ہوا اکھیں ہماری مشتاق جمال رہتی ہیں لطف جلے کا ہمیشہ بڑھتا جاتا ہوا بتو سب
 شاہزادیان تشریف لائی ہیں ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے لوح داران تھے سنا کہ آج کل طلسم میں کیا
 عذر ہو طلسم کشا نے داخل کیا سب کا یہی قول ہے کہ یہ شخص طلسم کشا ہر دو ایک جادو گر بھی اُسے مارتے مگر
 اب کچھ نہ بڑھتی ہوئی طلسم کشا دھرے گئے اب کلنا انکا دشوار ہو شعلہ خیز ایسی ساحرہ نے آگ لگائی کہ تو

لے لیا ہم تمھارے جلسے کے بھی مشتاق تھے لوح کو بھی حفاظت سے رکھو لوح داران نے کہا کہ داری کیسی لوح
لوح طلسم کا دوسرے کمان ہر نظر سے سب کی نہان ہر اس طلسم کے بانی حکما سے اشتراقیں نے طلسم بنایا لوح
نہیں بنائی میرا نام فقط لوح داران رکھ دیا ہر ملکہ چپ ہو رہیں کہ اور ایک لکھ ابراہیم اٹھا نہایت رعنائی سے
پھول برستے ہوئے طائران زمزمہ سرا اشار پڑھتے ہوئے ایک ایک طائر زنگہ سجد و وصل سے بخوبی ماہر
کوئی پکارتا ہر نظم

<p>بے سبب کیونکہ لب زخم پہ افسان ہوگا آخر امید ہی سے چارہ حرمان ہوگا مجمع بستر مغل شب غم یاد آیا دل میں شوقِ رُخِ دشمن چھپے گا ہرگز درد ہر جان کے عوض ہر گدلہ میں سای شومی بخت تو ہر چین لے اے دشتِ دل نسبت عیش سے ہوں نزع میں گریاں یعنی بات کرنے میں رقیبوں سے ابھی ٹوٹ گیا چارہ جو اور بھی اچھا وہ کرگیا ٹکڑے دوستی اُس صنمِ آفتِ ایمان سے کرے</p>	<p>شورِ محشر سے بھرا اُس کا منہ ان ہوگا مرگ کی آس پہ جینا شبِ حیران ہوگا طالعِ خفتہ کا کیا خواب پریشان ہوگا ماہ پر دے میں کتان کے کوئی پہنان ہوگا چارہ گر ہم نہیں ہوتے کے جو دران ہوگا دیکھ زندان ہی کوئی دن میں بیابان ہوگا ہر یہ رونا کہ دہن گور کا خندان ہوگا دل بھی شاید اُسی بد عہد کا پیمان ہوگا پردہ شوخ جو پیوندِ گریبان ہوگا مومن ایسا بھی کوئی دشمن ایمان ہوگا</p>
---	--

ان طائر وں نے یہ اشار جو پڑھے تھے والے تھوڑے لگے لوح داران نے کہا کہ ملکہ رنگین کیسیو کشا
آتی ہیں ماشار اللہ کیا آہ کا زور و شور ہر سب کھڑے ہو گئے ملکہ ہما بیٹھی رہیں ابرشق ہوا ملکہ رنگین کیسیو کشا
زلفوں کو بیچ و تاب دیتی ہوئیں معلوم ہوتا ہے کہ ناگنیاں لہرار ہی ہیں بڑے ناز و انداز و کرشمہ و ناز سے آکر اتریں
ملکہ ہما سے چواہر لہرش کو سلام کیا کہا آج تو حضور بھی تشریف لائی ہیں ملکہ نے کہ کہ تمھارے مشتاق تھے
چلے آئے رنگین اگر بیٹھی ملکہ ہما نے کہا کہ اے رنگین بلکہ خوب معلوم ہے کہ تمکو علم موسیقی میں بڑا دخل ہے
اٹھ پہر اسی کے اصول کی فکر رہتی ہے ہماری کنیز والے آرام نے بھی ہزار بار وہیہ خرچ کر کے علم موسیقی
حاصل کیا ہے ذرا اسے سنئے رنگین نے کہا کہ ضرور سنیں گے سب شاہزادیاں آجائیں کہ پھر ابراہیم اٹھا ابراہیم
گلزار کو کتا ہوا زبرا ہر ہزار ہا ملاوس پر سے ہلے ہوئے رقص کر رہے ہیں ابرشق ہوا ملکہ کلوشن شاہزاد

اگر داخل ہوئیں نورالمدینہ شہرنگ دیکھ رہے ہیں پھر بحرین چالیس شاہزادیاں آئیں اب طلبہ آراستہ ہو
سب نے ملکہ ہما سے جو اہر پوش سے خواہش کی کہ دل آرام کو گواہیے شہرنگ آگے میں بیٹھا سازندہ نے
ساز درست کیے شہرنگ نے بنگاہ غور دیکھا کہ چالیس شاہزادیاں ماہ رخسار کسی کے سر پر برق چمک رہی
کسی کے سر پر ستارے کسی کے سر پر چاند لہرا رہے ہیں دل تو شہرنگ کا نہ رہا ہر گریہ غزل شروع کی نظر

غالم جلا ہر میری طرح عمر بھر چراغ
ہر شستہ فقیلہ زخم جگر چہرہ راغ
بنتے نہیں ہیں خاک سے میری گھر چہرہ راغ
بجھ جائے ہر جہان میں وقت سحر چہرہ راغ
پردائے کو بھی رات نہ آیا نظر چہرہ راغ
گر میرے آب اشک سے ہو نوحہ گر چہرہ راغ
جلتا ہر میرے گھر میں نظر دگر چہرہ راغ
ہر داغ بوالہوس تری مجلس میں ہر چراغ
جلتے ہیں یعنی چاہیے آٹھون پر چہرہ راغ
جلتے ہیں تا بہ صبح ادھر ہم اُدھر چہرہ راغ
جلوائے دشمنوں سے مری گور چہرہ راغ
جون پیش آفتاب ہو بے نور تر چہرہ راغ

مبت کہ شب وصال کہ ٹھنڈ جانہ کر چراغ
پردائے کیون نہ صدقم ہوں اس آگ کے کہ ہر
وہ سوختے جگر ہوں کہ پیانہ و سببو
زلفین اٹھاؤ رخ سے کہ دل کی جلن سٹے
اس ہر دوش کے جلوے کے قربان کیوں نہ ہوں
کیا بے تکلف آئے صد اہا سے شمع رو
ہم پیشہ کے ہر سامنے عرض ہنر ضرور
کیا خوب روشنی ہر کہ چہرے کی تاب سے
غمانہ تنگ و تار ہر اور ہم سیاہ روز
ہر شام انتظار تھا شاہے سوختن
اس شعلہ رونے تاکہ پس مرگ بھی جلوں
مومن یہ شاعر دن کا مرے آگے رنگ ہر

اس رنگ میں شہرنگ نے یغزل گائی کہ سب اہل محفل رنگ ہو گئے ملکہ رنگین بہت خوش ہوئیں کہا حضور
آپ بادشاہ طلسم کی صاحبزادی ہیں یہ تحفہ آپ کو لالت و منات نے دیا ذی استعداد علم موسیقی کا
ایسا کوئی خوش گلو نہیں ہوتا دل آرام میں بڑا تکلف ہو ذی استعداد ہو خوش آواز بتانے میں کرشمہ و ناز
منایت بمثل ہر کیا تعریف کریں شہرنگ نے اٹھ کر سب کو سلام کیا عرض کیا کہ آپ سب صاحبوں کی قدر دان
ہر یکمال حضور نے کیا دیکھا مگر ملکہ ہما سے جو اہر پوش کے ہوش اڑے ہوئے ہیں کہ اس مقام بزرگ پر
صد ہانا زمینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین سحر و ساحری میں طاق شہرہ آفاق سب جادوگر نیان
بھی ہیں علم کما نیت و علم رمل میں سب کو دخل ہر اگر ارادہ کریں تو زمین و آسمان کا حال دیکھیں ایسی سی

کامل و اکمل ہیں کہ ہفت آسمان کا اسی حال ثابت ہوا ایسا نہ ہو کہ شہرنگ کا مال معلوم ہو جائے لیکن شہرنگ
نخروہ و ان مختصر متراں حسندی نامے میں ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہر گاہ کہ جب مہتر بلا شور و فرزدان خواجہ عمرو
کو قتل کرتا تھا تو مال شہرنگ و شاپور کی ذات سے کھل گیا تھا اور اخصی دونوں نے جا بجا بلا شور و کور و کا
مثل خواجہ عمرو کا مل و اکمل ہیں پس دل مضبوط کر کے شہرنگ کہ بیٹھا کہ حضور نے یہ گانا کیا سنا اور کمال
رکھتی ہوں ساقی گری ہو اس کرون باقی سے بقی باقی سرے شراب پلاؤں پائوں سے ناچوں نہ سے گاؤں
ساری محفل کو چشم زدن میں رامی کرون یہ سنکر ملکہ لوح داران و جملہ شاہزادیوں نے کہا کہ اے دل آرام
ہم تو اس کمال کے مشتاق ہوے شہرنگ نے کہا کہ کلید میخانہ مجھے دیکھے ابھی تماشاد کھاؤں سب کو راضی کروں
ملکہ ہمارے جواہر پوش گہرا میں کہ لوح داران کہتی ہو کہ لوح بیان نہیں ہو پس انجام کیا ہو گا اب اس
عیاری سے مراد یہ ہو کہ سب کو بہوش کر گیا شہرنگ تو کلید میخانہ لیکر میخانے میں آیا شراب کو خراب کرنے لگا
سیونی ملا کر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا جسکو شراب پینا ہو لیجائے صاحب خانہ کا یہ
فیض مام ہر شہرنگ نے جو آواز دی ملازمان ملکہ لوح داران و دیگر شاہزادیوں کی کنیزیں ملازم و درے
پتلے گلابیان قرابے اٹھا کر لیجائے ملکہ بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہو کوئی ایسا نہ تھا
کہ شراب پینے نہ آیا ہو و دکاندار بھی درے شراب لیکے دوکانوں پر بھی شراب چلنے لگی تین سو گلابیان
یا قوت نگار و الماس نگار نے ارغوانی سے معمور کر کے جس رنگ کی گلابی اسی رنگ کی شراب بکھڑے اُنکے
تمامی سے باندھ کر طرف محفل کے لیکر چلا ملکہ ہمارے جواہر پوش کو انتہا کا انتشار ہو کہ دیکھے انجام کیا ہو
آخر تاب نہ آئی کلیجہ دھڑک رہا ہو قلب بھر ٹپک رہا ہو لوح داران سے کہا کہ بوا سچ بتا دو لوح طلسمی کہاں ہو چلاؤ
تردد ہو کہ ایسا نہ ہو میرے باپ کا زوال دولت ہو اگر مقام سخت نہ ہو سحر اپنا قائم کریں لاکھ دو لاکھ آدمی
آئیں تو نہ آسکیں لوح داران نے ہنسر کہا کہ حضور نہ گہرا میں مسلمانوں نے بڑے بڑے طلسم فسخ کیے پہلو پر
جو قصر ہو اسکو قصر مروارید نگار کہتے ہیں بزرگان دین نے ایک تختہ سنگ مقرر کیا ہو اس پر بائیس گلدستے
رکھے ہیں سرسبز و شاداب غنچہ اے گل کی رعنائی و زیبائی پھول چشم ہیرت سے چہار جانب دیکھ رہے ہیں قریب
ایک شجر ہو اس پر عند لیسان زمرہ سبز زبان حال توصیف و تعریف باغبان قضا و قدر میں مصروف ہیں انھیں
اشاروں پر لوح پلنے کے طریقے موقوف ہیں اے ملکہ عالم آپ بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہیں مگر آپ کے
دور پر ہم پوچھنے سے کنیز کو شک ہو تا جواب تو میں نے بنا دیا مگر اب مجھے کچھ نہ پوچھیے گا ورنہ میں بادشاہ کو

ملکہ بھیجی گئی تاکہ ہمارا کانپ لہین کیا تو کیوں بڑی ہو تم تو ہوا سے لڑتی ہو میں اپنے والد سے پوچھ کر آئی ہوں انھوں نے
 حکم دیا ہے کہ لوح کا انتظام کرو طلسم کشا چھوٹ گیا نہیں معلوم کہ ہمارا دشمن کون بیٹھا تھا کہ باغ شعلہ خیر سے
 چھوٹ کر لے گیا اور ابالی طلسم کو داغ دے گیا شعلہ خیر بھی قتل ہوئی نہیں معلوم سامری و جمشید کو کیا منظور ہے
 قلب ناسبور ہر اس طرح کی باتوں میں ملکہ ہمارے جو اس ہوش نے نو صداران کو ٹھنڈھا کیا ورنہ
 بہت براہم ہوئی تھی کہ کیوں دمدم آپ نے لوح کا حال پوچھا یہ وہ شہر ہے کہ جہنم کے بندگان سامری
 و جمشید اس طلسم میں رہتے ہیں سب کی روح روان ہو اگر لوح طلسم کشا پائے سب ہر دساحری بیکار ہو یہ ذکر
 تھا کہ شہر نگ بسکل دل آرام گلا بیان نیکر ہو پوچھا سب تعریفیں کرنے لگے کہ دیکھو کس سلیقے سے شراب
 پانی ہے کہ اگر زراہ صد سالہ ہو تو رال ٹپاک پٹے پٹے کی خواہش کرے شہر نگ نے لا کر گلابان کھین
 چور اسی گھڑو پانوں میں بانہ بے بھاری پیشوا زمین بانا زور شہر نگ شروع کی بقول شاعر نظم

ناچی گت اس طرح وہاہ لقا	وجہ کرنے لگا تدر و ادا	سر پہ رکھا آلت کے جب آغل
ماہ تابان پہ چھا گیا ادا	بسکی جانب بتا کے سسکی	جان اُسے سسکا سسکا کر دی

بھی ہاتھ اٹھا دیا کبھی کبھی جبر کی کبھی تیر پر بل سامنے سب کے چل رہا ہے عرصہ دراز تاک ناچا پھر یہ غزل
 مضمون شراب کی شروع کی نظم

ہر مری سستی کو عشق ساقی کو شراب	رات دن پیتا ہوں میں بے شیشہ سا شراب
خون آتا ہے نظر صاف اُس تن نازک سے یون	جس طرح مینا لے لیوری میں ہوا حمر شراب
ہر دل جس روح کی اُس چشم میگوں پہ شفا	کام مریم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب
گرچہ ہوں میکش پر اے زراہ نظر غیبت مری	گوشت کھانے سے برادر کے تو ہے بہتر شراب
کاسپتے ہیں اہل حبیبان بہشت تغزیر سے	رعشہ دار انسان کو کر دیتی ہے اکثر شراب
لذت عشرت ہوئی بے توفکا می کہ حصول	ذائقے میں دیکھ لو رکھتی ہے تلخی ہر شراب
میکشی سے زراہ و دن کو اس لیے انکار ہے	مانہ ان بد باطنون کے کھول دے جو ہر شراب
ہیں جو عالی ہمت اُنکو میکشی سے عشق ہے	آدمی کی عرش پروازی کو ہے شہر شراب
ہو بخس ہر چند لیکن پاک کر دیکھا وہ ہی	جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہے ہر شراب

اس غزل کو اس زور و شور سے گایا کہ تمام اہل محفل دنگ میں عجب گانے کے رنگ ہیں نو صداران کو

کھٹکا پیدا ہوا شبرنگ نے جب آکر جام دیا برابر اسکے کنیز بیٹھی تھی سب کی نگاہ بچا کر اسکو جام دے دیا تو
شبرنگ نے دورہ باندھا نور الدین ہر شکل خواجہ سرا پہلوئے ملکہ ہمارے جواسرلوپش میں بیٹھے ہیں یہ
سب معاملے دیکھ رہے ہیں ملکہ ہمارے جواسرلوپش کانپ رہی ہیں نور الدین ہر چپکے چپکے کہہ رہے ہیں اب سب
شبرنگ نے لیا سب بیوش ہونگے ملکہ کہتی ہیں کہ انجام بخیر سو لو حداران بہت ہوشیار ہو شبرنگ نے
تھوڑے ہی عرصے میں سب کو شراب پہونچائی بیرون بارگاہ جو شراب گئی تھی سب نے پی آپس میں
دست درازیاں ہونے لگیں کوئی کارہا ہو کوئی ہاتھ چکارہا ہو بعض شراب پکیر نشہ جو ہوا بیوشی نے تاثیر کی
ٹھٹھاتے ہوئے اٹھے معر خانہ میں کو ان تھا جھاک کے دیکھا اپنی صورت نظر آئی ایک چیخ ماری کہ ہاے بھائی
تکو کتنے قید کیا میں بھی آتا ہوں یہ کہنے کو دڑے غرق دریاے لعنت ہوئے بعض عورتیں طفل شبرخوار کو
کو دہن لیے ہوئے نشے کے جوش میں کوسٹھے پر چڑھ گئیں پڑ دس کو پکارا وہ بھی تو شراب پی چکی تھیں پانچے
سنبھالی کے کوسٹھے پر آئیں کہا بوا کیون چکا رتی ہو ہمارے عیش میں خلل ڈالا ہم اپنے میان کے پاس بیٹھے تھے بیٹھیں
میٹھی باتیں کر رہے تھے تمہارے پکارنے نے ہمارے مزے کو کھو دیا دس میں عورتیں کوسٹھے پر چڑھ آئیں آئیں
چاؤن چاؤن ہونے لگی آخر جھوٹم جھاٹا کی نوبت پہونچی کوسٹھوں سے گرین کسی کا سر پٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہر گلی کوچہ
میں ہزار ہا لاش پڑا ہر دوکاندار دوکانوں پر لبلا رہے ہیں حلوائی پوریان پکارا تھا آگ روشن رشک نار منہ
گلخن نشے کے جوش میں بھانڈ پڑا اسکی عورت یہ کہہ کر کودی کہ میں ستی ہوتی ہوں بیٹا یہ کہنے کو داکہ ان باپ کو
نکال لاؤں ہر چند کہ مقام صدر ہو مگر تمام شہر میں غدر ہو یہاں رنگہ محفل درگاہوں ہوا کنیزیں گہرا کے اٹھیں
آپس میں لڑ رہی ہیں بعض ناچ رہی ہیں کہتی ہیں واہ بوا اول آرام تمہارے شراب پلانے سے دل کو آرام
تمہارا گانا مقبول خاص و عام ہر شاہزادیاں اپنے مقام سے اٹھیں دلون میں مزا بھرا ہوا ہو ہاتھ چمکاتی ہیں
کسی کا دوپٹہ گر کسی نے دو شالہ اتار کے پھینک دیا کہ لباس میں کون اُسے کوئی رابطہ و ضابطہ خاموش کھڑی ہو
غزل کا جو شعر یاد آگیا تان لگائی اُسی کے جھمک میں گری لو حداران یہ سب معرکہ مجسم حقیقت دیکھ رہی ہوں
پر سر رکھ دیا کہ دیکھوں اب کیا ہوتا ہو یہ کیا معرکہ ہوا سب ابالی محفل دیوانے ہو گئے تھوڑے ہی عرصے میں
سب لب فرس فرس ہوئے ظاہر میں لو حداران بھی بیوش پڑی ہو ملکہ ہمارے جواسرلوپش نے کہا کہ اگر
شبرنگ کیا کہنا خوب سب کو بیوش کیا نور الدین ہر سے کہا کہ اب چلکر لوح پر قبضہ کیجیے کوسٹھے پر تختہ سنگ
اسپر باتیں گلستے رکھیں جن ایک میں لوح ہو بسم اللہ کیلئے ہاتھ ڈال دیکھیے جو لوح بچائے یہ سب

باتین لوح داران نے حسین نور الدہر و ہما و شیرنگ کوٹھے پر چلے لوح داران پیچھے پیچھے اب نور الدہر
بصورت اصلی ہوئے کوٹھے پر جا کے دیکھا کہ حقیقت میں بائیں گلہ سے رکھے ہیں اسی مقام پر ایک نخل ہوا سپر
چند طائر بصورت غیر کمر یا تو سر جھکائے بیٹھے ٹھے یا زمرہ سرائی کرنے لگے کبھی غل مچاتے ہیں کبھی منتارین کھول کر
آواز دیتے ہیں کہ اے ملک لوح داران جلد آؤ کہ یہ غیر شخص کون آئے ہیں لوح لینے کا ارادہ ہو کوئی بچا نیوا
نہیں ایک طائر کہ سب میں کلان ہر منتار کھول کر زمرہ سرائی یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہر نظم

وان بھی کچھ دام رک ٹھلے سے نہ تھے آزاد ہم
نطق عیسیٰ کی طرح رکھتے ہیں اور آزاد ہم
جی میں ہر اب اک نیا عالم کریں ایجا دم
دے لین اے قاتل رقیبون کو مبارکباد ہم
تن سے سر آزاد ہو جائے تو ہوں آزاد ہم
ہو رہے ہیں صورت برگ خندان بر باد ہم
کوئی دنیا میں نہ ہو گا جیسے ہیں ناشاد ہم
جی نہ کھوئے مفت اپنا ہوتے گرفتار باد ہم
کس سے نسخ اس غزل کی جا کے لین اب داد ہم

کیا اسیری میں کریں شکوہ ترا صیا د ہم
آج کل سے کچھ نہیں اپنی زبان معجز بیان
یہ زمین ہر سو فنا یہ آسمان بے مہر ہی
روک لے اک بات کی بات اپنے دست و تیغ کو
قید ہستی تک ہیں تیرے دام گیسو میں اسیر
جب سے دیکھی ہو گلی رخسار جانان کی ہزار
خندہ زن ہوتا نہیں اپنا وہاں زخم بھی
پہلے تیشہ مارتے خسرو کو اے شیرین دہن
پہلے اپنے عہد سے افسوس سودا اٹھ گیا

اس طائر کلان نے جو یہ اشعار پڑھے پھولوں نے آنکھیں کھول دیں طفلان غنچہ غوغاں کرنے لگے تپے تالیان بجائے
شاخیں جھکی جاتی تھیں بچے سے ہر نخل کے دھوان نکل رہا ہو چاہتا ہو کہ بلند ہو جاؤں دھوان پیچیدہ ہو کر
شہر ہٹا جاتا ہو لوح داران جا پڑی مگر خیال یہ ہو کہ بادشاہ کی دختر ہو شاید کسی ضرورت کو آئی ہو دیکھیں
کہ یہ کیا کرتی ہو نور الدہر نے چاہا کہ گلہ سے پر ہاتھ ڈالیں جھوکے نے ہوا کے انکا ہاتھ ہٹا دیا ملک ہمانے
بڑا کر سحر کیا کہ ہوا و ترن ہوئی نور الدہر پڑھے پانوں پھسلا کرے جب قدم اٹھاتے ہیں لڑکھڑاتے ہیں
گلہ ستون کے قریب نہیں پہنچتے ہمارے جو اس ہوش نے کہا کہ اے شہر یار نہیں معلوم اس مقام پر کیا شعبہ
ہو کہ سحر جواب دینا ہو ایک سحر آخر کا کرتی ہوں منظور ہو کہ لوح طائر ہو جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ سیاہ
کا نکالا اسپر سحر کر کے اٹھا دیا فوراً ایک ابرا کر مچلے ہوا پانی برسا دستور ہو کہ پانی سے سر سبزی بڑھتی لیکن
قطرے پانی سے جو پڑے گلہ سے مرجھانے لگے پھولوں نے آنکھیں بند کیں طفلان غنچہ سر جھیکا کے خاموش ہوئے

بیانِ شل برگ خزان دیدہ شاخین دست ہوسب گلہ ستون کے بیچ میں جو گلہ ستارہ ہزار ہا ایک ستارہ نہیں
 چمک رہا ہو ہمارے جواہر پوش نے کہا کہ اوشہر یار اس گلہ ستے میں لوح ہو چمک اُسی کی معلوم ہوتی ہو
 میں بحر کرتی ہوں آپ بڑھیں جیسے ہی نورالدین مہر بڑے وہ گلہ ستے زمین پر سے معلوم ہوتا ہو کہ طرف طلسم کشا
 کے آتا ہو بڑا مقام وسیع ہو دیکھیے کیونکر نیچے قابض ہو اب لوح داران کو تاب نہ ہو پت کر لے تھلا دیا باران بحر
 برے لگا سپر قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہوا تمام شاہزادیاں اٹھیں لوح داران نے آواز دی لوح صاحبان
 گرگ ابل کو دیکھو بیٹی باپ کے گھر کو برباد کرتی ہو مسلمان دگڑے پر مرقی ہو تمام شاہزادیاں دورین ہمارے جواہر پوش
 کے ہوش اڑے شیرنگ تو ایک گوشے میں چھپا ملک ہمارے عر کیا کہ نورالدین مہر صبح لے لین لوح داران نے
 خون اپنا گلہ ستے پر پھینکا وہ جو ستارہ چمکتا تھا مخفی ہوا ہر طرف سے صدائے صیبا آنے لگی لوح داران نے
 جو آواز دی کہ اس کی سویر پیدہ ظالم کو گرفتار کر لو تمام شاہزادیاں بڑھیں اُس وقت ملک ہمارے جواہر پوش
 کی بیکاری کہ چالیس شاہزادیاں مجھ پر سرکریں میں کس کس کو روکو نگلی یہ بحر کیونکر دفع ہو گا ایسے خیال سوچ کر
 نہایت بدحواس عالم یاس چالیس شاہزادیوں نے پاہا کہ ملک ہمارے بحر کرین شیرنگ نے دیکھا غضب
 ملک گرفتار ہو جائیگی ایک حقہ تشبازی نکالا اُسمیں بیوٹی بھری دلغ کر پھینکا کہ دغا نہ کرے وہ حقہ جو چھٹا
 جسکی ناک میں دھواں گیا وہ بیوش ہو کر گری وہ گلہ ستے جس میں ستارہ چمکتا تھا نظروں سے مخفی ہو گیا
 اب وہ سرسبزی و شادابی کہاں اور سب گلہ ستے مرجھائے ہوئے ہیں ملک ہمارے لوح سے یاں ہوئی ایک
 گولہ ارا کہ دناٹا ہوا زمین کا پنی اُسی ہنگامے میں ہمارے نورالدین مہر شیرنگ کی کمر میں خبہ دیا
 لے اُڑی چلتے چلتے ایک اور گولہ مار دیا چار طرف آگ لگ گئی لوح داران وغیرہ آگ بجھانے لگیں پانی
 برسایا لوح داران نے پکار کر کہا کہ لوح صاحبو ظالم نکل گئی طلسم کشا کو بھی لے گئی جب اُس نے لوح کو مجھے
 کھود کھود کے پوچھا میں جب ہی سمجھ گئی تھی ان نو جوانوں نے بڑے بڑے گھر برباد کیے لقا ایسا شخص
 سلطنت کیسی خدائی کرتا ہی گھر گشتی افروز و جہان افروز و مہر افروز یہ نو جوانین نکل گئیں زوال دلت
 لقا ہوا بادشاہ کو لکھو کہ ایسا نہ ہو وہاں جا کر کچھ آفت برپا کرے بالوح کا راز پوچھے سب شاہزادیاں
 کوٹھے سے اُتریں نامہ لکھا جانے لگا سب شاہزادیاں کہ رہی ہیں کہ ہماری طرف سے بھی لکھو کہ ہمارے
 سامنے یہ کل معرکہ گزرے اگر راز لوح سے آگاہ ہوتیں تو لوح لیجا تیں ملک لوح داران نے بڑی عقلندی کی
 اپنے اپنے طور پر سب شاہزادیاں لکھوا رہی ہیں کہ صبح دیکھا جو ایرج سے وعدہ کر کے چلی تھیں اُس وقت

اگر سوچیں دیکھا کہ کیا عیش و حبش باغ رنگارنگ میں عجب تلاطم ہر جن کنیزوں کے ہاتھ منہ ٹوٹے رونا پیٹنا
 ہو رہا ہر فرش میں شکن صاف ثابت ہو کہ فرش بھی چین بچین ہر پردے مکانوں کے ہواسے اڑاڑ کر گرتے ہیں
 معلوم ہوتا ہو کہ سرکار ہے ہر عجب طرح کی باغ میں بربادی ہر صبح دلکش بلا تکلف اد پر آئی لوح داران
 کو اگر سلام کیا کہا کہ داری آج یہ کیا معرکہ ہو لوح داران نے سب کیفیت بیان کی کہ اسی صبح دلکش
 بڑی خیر ہوئی حقیقت یہ ہو کہ سامری و جمشید کی خدائی برحق ہو اپنے بندوں کو دشمنوں کے ہاتھ سے
 بچا لیا مگر صاحبزادی نے بڑا غضب کیا طلسم کے برباد کرنے کی فکر ہو لوح داران نے کہا کہ اب ہم شہنشاہ
 کو لکھتے ہیں اُنکا حکم اتنا آجائے کہ ہمارے جو اہل پوش کو گرفتار کر کے لاؤ پھر کہاں نکل کے جاسکیں گے
 اب عمر بھر نہ لیں اب ہم انتظام کامل کر لیں گے نامر لوح داران نے طرف بادشاہ کے روانہ کیا لیکن
 صبح دلکش کو کچھ بن نہ پڑا سلام کر کے اٹھی کہا کہ میں جا کے شاہ سے عرض کروں یہ کہ چل مگر ملو
 حزن جی میں کہتی ہو کہ اب لوح کا ملنا دشوار ہو یہ تو اس حال میں طرف ایرج کے جاتی ہو لیکن
 ایرج نوجوان پاس یلیان تاجدار کے فرماتے ہیں کہ اے یلیان ہم پر بڑا شاق ہو کہ ہکولا کر لوح بل
 صبح دلکش دین ایسی فتاحی سے ہم باز آئے یہ باتیں کر رہے تھے کہ ہر کار سے آکر خبر دی میکال
 چرم پوش تین لاکھ فوج سے برائے فتاحی قلعہ آتا ہی یہ بھی خبر اُسکو معلوم ہو گئی کہ نبیرہ صاحبقران
 بیان ہیں اور یلیان تاجدار مسلمان ہو گیا اس بات پر اسکو بڑا غصہ ہو کہتا ہو دشمن سے کیوں ملا بدشاہ
 طلسم کا خراج گزار ہو آجکل طلسم میں بھی ہنگامہ ہو ایرج نے کہا کہ اے یلیان کیوں کہلاتے ہو اُس سے ہم
 مقابلہ کریں گے لشکر باہر نکالو دس بارہ ہزار فوج باہر لیکر نکلے دوسرے دن میکال چرم پوش تین ہجرت کثیر
 آکر پہونچا طبل جنگی بجوایا بیان بھی طبل جنگی بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے میکال نے گینڈا نکالا
 چکار کر آواز دی کہ اے یلیان یا تو خود آؤ یا نبیرہ حمزہ کو بھیجوا ایرج نے مرکب نکالا یلیان سے رخصت ہو کر
 مقابلے میں میکال کے آئے اول نیزہ چلا ایرج نے نیزہ اُسکا نکالا اُس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا
 مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالا وہ گینڈے سے کودا آپس میں کشتی ہوتے لگی ایرج اس زور و شور سے
 لڑے کہ میکال کا جی چھڑا دیا ہانپ رہا ہو کانپ رہا ہو ایرج شیرانہ لڑ رہے ہیں کسی مرتبہ پھڑپھڑائے
 ایسے دوچار گھسے مارے کہ میکال چرم پوش کے جی چھوٹ گئے جی چاہتا ہو کہ چپ ہو جائیے کہ جان تو بچے
 مہیا انہی کے لڑ رہا ہو بمشکل شام ہوئی ایرج سے اپنے کو چھڑایا کہا بس اب میں نہ لڑونگا شام ہوئی رات

واسطے عیش و آرام کے ہر ایرج نے کہا کہ ہمارا دستور نہیں روشنی منکا و میکال نے کہا کہ میں مقابلہ نہ کروں گا میرا
دستور نہیں ہر چند کہ ایرج نے چاہا نہ جانے دن میکال نے نہ مانا گیندے کو بڑھا کر روانہ ہو گیا شاہ پور نے
عرض کی کہ حضور چلیے شکر دالے سب گھبرا رہے ہیں زیر کرنے سے بھگنا بہتر ایرج ناچار ہو کر لشکر میں آئے یلمان
خوشی خوشی ایرج کو لیے ہوئے بارگاہ میں آیا ناچ راگ و رنگ شروع ہوا چونکہ تھکے ہوئے تھے سویرے سے
آرام فرمایا لیکن میکال جو لپٹ کے آیا کسی کو اپنے ساتھ بارگاہ میں نہ لایا اکیلا بیٹھ کر رونے لگا عیار اسکا
نیرم سبکو حاضر ہوا میکال سے کہا کہ کیوں حضور اسقدر پریشان ہیں کہا کیا کمون میں سمجھا تھا کہ نیزہ حمزہ
کو زیر کروں گا میرا نام ہوگا اے نیرم وہ تو بلا سے روزگار ہی میں ہی ایسا تھا کہ جان بچا کر چلا آیا کل فنون میں
طاق شہرہ آفاق نیزہ بازی میں ایسا ہی کامل شمشیر زنی میں یہ ہو کر شستی میں رنگ کر دیا مجھ ایسا جہان دیدہ
نہ ہوتا تو اُسکے ہاتھ سے نہ بچتا کسی طرح نہ مانتا تھا کہتا تھا کہ لڑے جاؤ رات کو روشنی کراؤ میں نے کہا کہ میں
کل پھر مقابلہ کروں گا بمشکل اُسے مجھ کو آنے دیا نیرم نے کہا کہ پھر اب کیا قصد ہے کہا کہ کچھ بن نہیں پڑا اگر بجاک جاؤں تو
سدا رہ ہوگا جانے نہ دیگا بخون ماروں تو بھی مشکل ہے کیا تدبیر کروں نیرم نے کہا کہ میں عرض کروں اگر مناسب ہو
تو یہ تدبیر کیجیے آپ کی آشنا ملک سرفراز جادو آپ سے اُسے مدت سے رسم ہر اُنکو بلوایے اُسے یہ سب
معاملہ کیسے وہ سحر کر نیکی آپ کا زور بڑھیکا دشمن کا زور گھٹیکا سر میدان زیر کیجیے وہ ایک دن میں لشکر کو
مٹا دینگی یہ سکر میکال خوش ہو گیا کہا کہ ایسا روفادار تو نے یہ بات خوب بتائی میں نامہ دیتا ہوں تو ہی
لیکر جاسب حال بیان کرنا اپنے ساتھ لیکر آنا میں فوراً طبل جنگی بجا کر میدان میں جاؤں گا اُنکی مدد سے مشکین
باندھ کر لاؤں گا یہ لیکے اُسے نامہ لکھا مگر کے نیرم کو دیا نیرم نامہ لیکر چلا سرفراز جادو آجکل جو اُسے
یہ خبر میں پائیں کہ طلسم کشا باغ رنگارنگ بن پونچا خواہش لوح میں گیا تھا لیکن نہ لے سکا آخر دختر شاہ
کہ طلسم کشا پر نائل ہی نیچے میں دبا کر لے گئی یہ خبر تمام عالم میں شہور ہوئی متعلقین طلسم کا وسیع گھبرا رہے ہیں
اسی سوچ میں سرفراز جادو بھی بیٹھی ہے کہ نیرم عیار نے اگر نامہ دیا نامہ پڑھ کر سرفراز بہت جھپٹائی کہا کہ
ای نیرم میکال نے یہ کیا کیا مسلمانوں سے پکڑی الجھائی ہر چند کہ یہ لوگ ساحر نہیں ہیں مگر ساحر کش ہیں
اب کیا کروں تم چل کر طبل جنگی بجاؤ میں آتی ہوں کہا کہ حضور آپ میرے ساتھ ہی چلیے اب وہ بہت
گھبرائے ہوئے ہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے کو ہلاک کرین سرفراز اُنھی نیرم کو بھی تخت پر بٹھالیا تخت
اُڑاتی ہوئی چلی پاس میکال کے آکر بیٹھی میکال تنہا بارگاہ میں بیٹھا انتظار کرتا تھا سرفراز کو دیکھ کر خوش ہو گیا

کہا کہ ملکہ تھنے بڑا احسان کیا سرفراز جادو نے کہا کہ تم تو سرفراز ہوے ہیں اپنی جان کی پڑی ہو طلسم میں
 آفت برپا ہو اسی جوان کا عزیز و احصول لوح کی فکر کر رہا ہو دختر شاہ اسپر عاشق ہو ایسا ہی تیرا خیال تھا کہ
 میں جلی آلی اس زمانے میں سب کے پاس نامے پہنچے ہیں کہ جس طرح بنے طلسم کشا کو گرفتار کر و صد ہا جادوگر
 اسی فکر میں نکلا ہو دیکھیں تقدیر کیا دکھائے مگر اب تم طبل جنگی بجو اور میں صبح کو عین وقت پر سحر کر دوں گی تم سپر
 غالب آؤ گے مگر اس معرکے سے جھٹ پٹ دہشت کر کے فکر میں چلا سم کشا کی نکلو میں بھی اس وقت میں کوئی کام
 ایسا کروں کہ بادشاہ پر احسان ہو میکال نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا ایرج نے بھی خبر سن کر طبل جنگی بجوایا
 دونوں لشکروں میں تیاریاں ہوئیں صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے سرفراز جادوگر
 آسمان پر آئی عقاب بنکر سحر کرنے لگی ایرج مقابلے میں میکال کے آئے بعد نیزہ و شمشیر نہ بہت کشتی کی
 آئی ایرج دیکھتے ہیں کہ میں ہر چند چاہتا ہوں کہ پیچ باندھوں مگر کسی نے ہاتھ پائوں کی جان نکال لی شاپور
 حیران ہو رہا ہے کہ آج آقا کو کیا ہو گیا کس خرابی سے لڑ رہے ہیں دو پہر مشکل لڑے جب زوال آفتاب ہوا
 زوال زور بھی شاہزادے کا ہوا اُس نے زور کیا ایرج بیہوش ہو کے گرے اُسے گرفتار کر لیا شاپور
 حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ ہوا میکال نے ہکار کر آواز دی کہ ایلیان تاجدار کل تھے سمجھو نگا دشمن شہنشاہ
 سے ملے دیکھو تو کیا کیفیت کرتا ہوں لیان تاجدار رنجیدہ پلٹا شاپور سے کہتا ہوا کہ ای متر دالا کمر
 یہ کیا غضب ہوا شاہزادے کو کس زور و شور سے گرفتار کر کے لے گیا میں نے خبر پائی ہے کہ ایک جادوگر نے
 اسکی آشنا ہر شاید وہ آگئی ہو اُسی کا یہ شعبہ ہر شاپور نے کہا کہ ای برادر خوب بات کہی اب میں
 تیرے سر کر لوں گا اسی وقت شاپور نے بانہ بے عیاری جسم پر آراستہ کیے لشکر میں میکال کے آیا خدمتگا
 کی شکل بنا ہوا پھرتا پھرتا بارگاہ میں میکال کی پہونچا جا کے دیکھا کہ ایک ساحر پہلو میں میکال کے
 بیٹھی ہو ترغیب دے رہی ہے کہ ای میکال کل لیان کو بھی گرفتار کر دو لشکر کو شکست دو میں ایسا سحر کر دوں گی
 کہ سب بے لڑے بھڑے بھاگیں فوراً ان دونوں کو قتل کر کے جسوے کا ر ضروری میں مصروف ہوں
 میرے نام بھی حکم آیا تھا کہ طلسم کشا کو تلاش کرو شاپور کھڑا سنا کیا جب دن تمام ہوا ایک گوشے میں
 چھپ کر بیٹھا فقیر کی شکل بنا کے قریب مزید جا کر بیٹھا نقب کھودنے لگا پہرات رہے نہ نقب کا
 بارگاہ میں سرفراز کی توڑا دیکھا کہ پڑی سو رہی ہے شاپور نے اُسکو بیوش کیا پشاور ہا ہا نقب سے
 بے نکلا جست و خیز کرتا ہوا چلا لیان تاجدار مشتاق بیٹھا ہے کہ شاپور سرفراز جادو کو لے لے آیا

یلیان تاجدار نے کہا کہ اگر مٹو والا گھر بڑی شکل یہ ہے کہ آقا ہمارے وہاں قید ہیں اگر ہم اسکو قتل کریں ایسا نہ
 کہ وہ انکو آزار پہونچائے شاہ پور نے کہا کہ یہ بڑی مشکل کی بات ہے اسکو قید کر دیں تو یہ ذکر ہو رہا ہے میکال
 جیج کو اٹھا خیمے میں سرفراز جادو کے آیا کہ جا کے لکھ سے عرض کروں میں برسر لشکر مسلمانان جاتا ہوں
 آج غامہ کر دوں گا خیمے میں آکر دیکھا کہ لینگ خالی پڑا ہے صرہ نقیب کا لگا ہوا تھا پائون میں ریشہ آگیا اپنے
 عیار کو پکارا عیار آیا کہا کہ اے نیرم دیکھ یہ کیا غضب ہوا کوئی لکھ عالم کو چرائے گیا نیرم نے کہا کہ ایرج کا
 عیار شاہ پور شیر دل خزد و دان خواجہ عمر و کملا تاہر وہی آکر لے گیا ہو گا جلد سوار ہو کر چلے لیماں
 سے تو آپ زور میں کم نہیں ہیں لشکر بھی آپ کا زیادہ ہے چاکر لیماں تاجدار کو پکڑ لیجیے لکھ کو رہا فرمائیے یہ سنکر
 میکال سوار ہوا مع لشکر چلا لیماں شاہ پور تہ سیر اسکے قید کی کر رہا ہے کہ نعرہ میکال کی آواز آئی لشکر
 میں ہنگامہ ہوا شاہ پور نے کہا کہ لیماں تاجدار غضب ہوا میکال مع لشکر آگیا لیماں نے ہتھیار لگا
 باہر آکر دیکھا کہ لشکر گھرا ہوا ہی بارگاہ میں جل رہی ہیں بازار میں کٹ رہی ہیں ہزاروں بندگان خدا
 مارے گئے ہیں تین لاکھ فوج سے میکال لڑتا بھڑتا آتا ہے لیماں تاجدار نے نعرہ کیا فوج کو بھی کسی
 تسکین ہوئی سمجھوں نے کمر باندھی لڑائی ہونے لگی لیماں تاجدار و میکال جرم پوش سے مقابلہ پڑا
 چار طرف سے اسکے پہلوان لڑتے بھڑتے آتے ہیں لیماں تاجدار انتہا کا زخمی ہوا چار جانب سے
 پہلوان ٹوٹ پڑے لیماں تاجدار کو گرفتار کر لیا یا تو سبقت دالے لڑ رہے تھے اب شکست فاش ہوئی
 شاہ پور بھی جان بچا کے ایک طرف بھاگا میکال لڑتا بھڑتا بارگاہ میں پہونچا دیکھا کہ سرفراز جادو
 بندھی ہوئی پڑی ہر زبان میں سوزن میکال گینڈے سے کودا زبان سے اسکی سوزن کالی سرفراز
 کی آنکھ لکھی جھلا کر اٹھی سحر کرنے لگی ہزاروں کو جلادیا لشکر لیماں کو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی
 سب کو تلاش ہوئی سب بارگاہ میں تھمتی لوٹ لیں خزانہ اپنے قبضے میں کیا بفتح و فیروز پٹا شاہ پور کو کب
 آرام آتا ہے آقا قید ہوئے لشکریوں برباد ہوا فقیر بنا ہوا لشکر میکال میں پھر رہا ہے اسی فکر میں ہے کہ کیا
 تہ سیر کرانی مقدمہ ساحرہ سے بہت پریشان ہے سوچتا ہے کہ اگر میں نے آقا کو رہا بھی کیا تو ساحرہ پھر گرفتار
 کریگی آخر کیا تہ سیر کروں اس فکر میں پھر رہا ہے سرفراز جادو نے میکال سے کہا کہ آج ہی میدان خونی
 کی تیاری کرو دو نون کو دار پہنچو میکال نے مکہ دیا کہ جلدی سیران خونی کی تیاری کرو دارین استاد
 ہونے لگیں جلاد اگر موجود ہوئے اب شاہ پور گھبرا گیا یہ کیا غضب ہوا ایرج و لیماں کو آراہے پر سوار کیا

لئے میکانے اشارہ کیا بلکہ انکو دار کھینچو سرفراز جا دو بھی موجود ہر کھیتی ہو کہ ایلیان اگر تو نے
 آج انکو قتل کیا میں جانو نگی تو بڑا اقبال مند ہر یہ لوگ قتل نہیں ہوتے کوئی معین و مددگار پہنچ جاتا ہی
 شاپور نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قتل ہوا چاہتے ہیں ملک کے رونے لگا دست و دعا بدرگاہ قاضی الحاکم
 بلند کیے تہ دل سے پکارا اٹھا نظم

خداے حافظ و ناصر کند نگہبانی	بوقت مشکل و سنج و غم و پریشانی
بکودہ دشت و بیابان و چار سوے زمین	حاجب رحمت حق زد گوہر افشانی
بجال بندہ نا چیز و مسدوم شب و روز	شود عنایت مولائے فضل ربانی
بشرق و غرب و ہر تازہ روشنی ہر روز	چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی
باب دولت خدام بارگاہ اک	کند سکندر و دارا ہمیشہ درباری
خداست مالک و مملوک عالم دنیا	خداست باقی و جن و بشر و بہ فانی
چو نقش کاتب سدرت بدید حیران ماند	بشکل آئینہ از حسن خویش مالی
چو در عبادت معبود میکند غفلت	شود ز بندہ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا ہندی	از معر گوئی و وصافی و ثنا خوانی

شاپور ملک کرد عائن مانگ رہا ہو کہ ای پروردگار میرے آقا کو بچالے میں صاحبقران کو کیا منہ
 دیکھا دنگا قبلہ و کعبہ پوچھیں گے کہ او نامزد تیرے سامنے ایرج قتل ہو گیا تجھے کچھ نہ ہوسکا ہاسے میں کیا
 جواب دوں گا ملک رہا ہو ٹرپ رہا ہو کہ سرفراز جادو نے حکم دیا پہلے ایرج کو قتل کرو جلا دسہر پر
 ایرج کے آیا کوئے کا خط گردن پر دیا شاپور سے ضبط نہ ہوسکا جیسے ہی جلا دے گا یا خنجر مارے شاپور
 نے پتھر مارا کہ سر جلا دکا اڑ گیا سرفراز نے کہا کہ کیا یہ جلا دیوانہ تھا کہ خنجر پھرا پھر اکرا پٹے سر پرار لیا اگر شیرم
 عیار نے دوسرے دیکھا کہ وہ فقیر سامنے کھڑا ہوا نے پتھر مارا ملک نے دوسرے جلا د کو اشارہ کیا کہ جلا
 سر کاٹ لے دوسرا جلا د آگے چلا شاپور نے پتھر مارا ابلی مرتبہ شیرم نے بخوبی دیکھ لیا پکار کے
 آواز دی کہ اس شخص کو لینا چار جانب سے سپاہی ٹوٹ پڑے شاپور نے خنجر کھینچا شیرانہ لڑنے لگا جب پالت کا
 ہاتھ ارا چار چار کے پاتوں اڑا دیے قریب جا کے خنجر مارا چار پانچ کے سر گرا کے سوجوان شاپور نے
 کھڑکی درمیان مار کر ڈال دیے اور ہر مرتبہ شیرم کو ٹوکتا ہو کہ او نامزد تو مقابلے میں آفریدیوں کو کیوں

تیل ماش کرتا ہی شیرم ڈر کے ارے سامنے نہیں جاتا شا پور اس فکر میں ہے کہ شیرم کو ماروں مگر تردد ہو کہ
 پہلے کیونکر بچاؤنگا ہزاروں آدمی گھیرے ہوئے ہیں جب شیرم مقابلے میں شا پور کے نہ آیا تو شا پور نے
 ہتھکڑیوں میں رکھ کر مارا کہ شانہ شیرم کا نشانہ ہوا شیرم چیتا ہوا بھاگا کہ لو ملکہ سرفراز جادو سے
 اُسکے عیار سے زخمی کیا ذرا لالچہ فرمایا یہ عیار کی جنگ ہو کہ سو جوان مار ڈال دیے تلوار چپک رہی ہے
 برق تڑپ رہی ہے دیکھتے کتنے سر برس گئے مثل حباب دریا سے خون میں پیر رہے ہیں ایک ماش کا دانہ
 پھینک مارے ان سب کا خون آب کی گردن پر ہوتا ہے یہ سنکر سرفراز جادو کو غصہ آیا ہٹو ہٹو کہہ کر
 بڑھی سپاہی جو ہٹے شا پور کا سامنا ہوا پکار کر آواز دی کہ اونا عیار ہتھیار پھینک دے ورنہ آتش
 قدر غضب میں بھوک دو ٹلی شا پور نیچے پڑنے لگا جب تک سرفراز سحر پڑے جب تک شا پور سر پہ بونچا بچھ
 سر پہ مارا سرفراز نے ہارے کا نعرہ کر کے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر الگ ہوئی قصد کرتی ہے کہ اڑباؤن شا پور
 برس پڑا کئی نیچے مارے کسی زخم سر کھائے سرفراز نے آخر کو جلا کے آواز گیر دی شا پور کے پانوں زمین نے
 پکڑ لیے اب تو شا پور ناچار ہوا کافروں نے بلوہ کر کے چار جانب سے گرفتار کر لیا ہٹو ہٹو کہ عیار پکڑ گیا
 سرفراز نے کہا کہ اس گلوڑے موٹی کاٹے کو جلد قتل کرو اس نے مجھے مار ڈالا ہوتا سامری و جمشید نے بچا لیا
 شا پور کو دار پر کھینچ دیا اور تیر و کمان لیکر سرفراز کھڑی ہوئی ایرج نے جو اپنے یار و فادار کو دار
 پر دیکھا پکار کر کہا کہ اوجھیا کیا کرتی ہے جب کسی نے جواب نہ دیا مقرر ہو کر آواز دی کہ ای خالق بے نیازو

خدا چارہ حالت دردندان کہ سازد خدا شکست زود آسان رہود از درون غبار کدورت نمود عطا دولت دین و ایمان بخلق خود اشرق الملق کردت اگر وصل حق خواہی و قرب یزدان	اے رب کار ساز میرے یار و فادار کو بچالے تو کریم و رحیم ہے نظم شو وقت مشکل بد نیار اسان کرم بے نہایت عنایت فراوان بعقل و خرد ساخت رہنمائی ادا کن ادا کن ادا حق احسان مشغول از سجدہ یک لحظہ ہندگی	خدا عاے دل ستمندان خداے جهان کرد بر حال زارت دولت کرد روشن بانوار عرفان بشکرانہ کن سجدہ گربندہ تو خدا کرد پیدا ترا شکل انسان
--	--	--

ایرج کی بیکراری یلمان تاجدار کی اشکباری شا پور کا تڑپنا پھر کنا سرفراز نے چند کمان کش اپنی پشت
 پر کھڑے کر لیے کہ جب میں تیر ماروں سب کے تیر چلین خطانہ کرنا سرفراز نے کمان کو کھینچا سب خطا شمار آمادہ
 ہو کر کمانوں کو کھینچنے لگے کشاکش کی صدا بلند ہوئی تیر مارے طائران تیر پر کھول کر چلے قریب تھا کہ تیر

سینے پر شاہ پور کے پرنیکا ایک تیر پٹے کاں خم ہوئی سرفراز نے اپنے کو بچایا اور دن کے سینہ پر کینے کو توڑ کر بارگزرے
 کئی سو جوان سہم سہم کر گئے بعض چلاتے تھے مثل کمان خم ہوئے سرفراز نے کہا کہ ارسہ کیا سر اٹھا کے دیکھا کہ بر سر
 دار ایک لکڑی ابر چھوٹا سا تھرا ہا ہی اسی ابر سے ہوا چلی اُسے تیرون کو لپٹایا جھلا کے سرفراز نے ایک گولہ مارا کہ
 ابر شق ہوا اب تو سب نے دیکھا کہ ایک نازنین خوبصورت قمر طلعت سر و خرامان باغ خوبی و خجہ نو دمیدہ حدیقہ
 محبوبی ایک ٹاؤس زرین بالی پر سوار سحر کر رہی ہر اور آواز ندی کہ اوجیا تیری بھی یہ مجال ہے کہ شاہزادہ والا قدر
 کو قتل کرے یہ کہ کہ کڑک کر گری دار کے ٹکڑے اڑا دیے ایرج پر گری قید کو کاٹ کر پھینک دیا ایرج کی جوتھکڑیاں
 کشین بیرون کو روڑ کر پھینک دیا دار سے شاہ پور چھوٹا اب جو ایرج نے رہائی پائی ایک سوار کو مار کر تلوار
 اپنے قبضہ میں کی فوج کفار پر جا پڑے ملکہ صبح دلکش تڑپ تڑپ کر گرنے لگی غول کے غول تباہ کر دیے لاشوں سے
 میدان بھر دیے سرفراز جادو گھبرا گئی کہا کہ کیوں ایسی کال ہنسنے نہیں کہا تھا کہ ان لوگوں کا قتل ہونا دشوار ہے
 یہ کیسو بربہ کہا ہے اگلی ناکہ میں دم کر دیا اگر ہو سکے تو نکل چلو میکال ایک طرف گیندا بڑھا کر چلا کہ پہلو سے نوہ
 شیر کی آواز آئی کہ اونا مرد کہاں جاتا ہے میکال نے دیکھا کہ ایرج نو جوان دریا سے خون میں نہالے ہوئے
 شمشیر زنی کرتے ہوئے آتے ہیں میکال نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ کو
 الجھا دے سے نکال کر بقوت صاحبقرانی ہاتھ مارا اُس رد سیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر چڑھ کر
 گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے یا قبہ سپر چمکی تھی یا زیر تنگ جا کر زمین کو بوسہ دیا میکال ایسے دیو خصال کے
 دو ٹکڑے ہوئے کافرون کے رنگ کٹ گئے ہر طرف سی غریب تھا کہ بڑا شخص مارا گیا خیرہ حمزہ فخر رستم صاحب
 شوکت و چشم و جسد رانگی تعریف کرین کم سے کم ہر سرفراز نے جو دیکھا کہ میکال مارا گیا چاہا کہ تڑپ کر نکل جائے
 ملکہ صبح دلکشانے لکڑا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا دھکڑے کا مارا جانا بہت شاق ہوا یہ کہلے گولہ مارا
 سرفراز نے گولے کو کاٹا اسی گولے سے دھواں نکلا کہ سرفراز زنا مینا ہو گئی چہار جانب ٹٹولنے لگی
 حیران تھی کہ کیا کروں جو سحر کیا مٹ گیا آخر صبح دلکشاستادہ سحری بن کر گری کہ سرفراز جادو مثل میخ خشک جلنے لگی
 ٹھوڑے ہی عرصے میں جل جل کر خاک ہوئی لشکر میکال پر بلا نازل ہونے لگی ایک طرف سے ایرج نو جوان
 قتل کرتے ہوئے آتے ہیں ایک طرف سے شاہ پور حقہ ہے آتش بازی مارا ہی ایک جانب صبح دلکش
 مثل شیر خستہ ناک تمام لشکر کو ہال کر رہی چند ملازمان یلماں جو بھاگ کر رہاے کو دین چھپے تھے خبر سنی کہ ہمارے
 آقا دلیماں میں رہا ہوئے سب تلواریں کچر کر آپڑے تلوار چلنے لگی لشکر کفار نے جو اپنا یہ حال دیکھا امان مانگی

ایرج نوجوان نے صبح دیکھا کہ منع کیا کہ اب سحر نہ کرو ہمارے واسطے باعث بدنامی ہو ساحرہ قتل ہو چکی
صبح دیکھا کہ بڑے زور و شور سے حرکتی تھی ایرج کے کہنے سے رک گئی اب چپ چاپ کے حرکت کر رہی ہو کسی پر
نگاہ سحر آگین ڈال دی کہ وہ لوگ دیوانے ہو گئے سر ٹکراتے پھرتے ہیں اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہیں کبھی بجاتے
ہیں کہ یار و اس مطلع کو سمجھو مطلب لباب و اتنا اثر پیدا کرو فریاد میں + چاہیے منقار چٹکی لے دل صیاد میں + حرکت
ان نالائقوں نے بہت خلاف کی یہ مناسب نہ تھا بعض کہتے ہیں کہ یار و اپنی جان بچاؤ اب تیغ بے دریغ سے
ایرج کے سپنا دشوار ہی ہماری کہ و کاوش بیکار ہو آخر سب فوج و الون کو سمیٹ کر ایرج نوجوان نے
صبح دیکھا کہ ایک محل میں پہنچا یا آپ دارالامارہ شاہی میں آئے جلسہ آراستہ ہوا نازنینان پر بچہ بہ
گار ہی ہیں شراب چل رہی ہو نگاہ عیش و نشاط پر جوش ہر طرف صدائے نوتاؤش ہوتی ملکہ صبح دیکھا کہ
کہا کہ اے شہر یار باغ رنگارنگ میں نورالدین ہر سو پہنچ گئے تھے لوحداران جادو نے ایسا انتظام کیا کہ
کہ لوح نہ پانی سپر کہ دختر شاہ ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری میں مثل نہیں رکھتی ملکہ ہمارے جواہر پوش بصد
جوش و خروش ساتھ تھیں مگر کچھ نہ چلی اتنا کیا کہ نورالدین ہر سو شہر نگ کو لے گئیں یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ہم
باغ رنگارنگ میں جانے کا ارادہ کریں شاپور نے بڑھ کر عرض کی کہ اے ملکہ عالم شاہزادے بجا ارشاد فرماتے ہیں کہ
لوحداران جادو بلاے بد ہر آنے صبح کر دی کسی کا سحر نہ چلتا اتحاد بان جانا دشوار ہی صبح دیکھا کہ
کہا کہ آپ تشریف لے چلیے کینیز فکر کر لی ایرج نے کہا کہ میں تیار ہوں بلایاں تاجدار نے لشکر تیار کیا ایرج
سوار ہوئے لشکر طرف باغ رنگارنگ کے صبح دیکھا کہ طرف آسمان کے ڈالے ہوئے جاتی ہیں
انکو تو اس حال پر بلال میں چھوڑ دیے اب حال نورالدین ہر سو بدیع الزمان لکھا جاتا ہے کہ انکو ہمارے
جواہر پوش اٹھالے گئی تھی پورے واز پیدا کیے ہوئے لیے جاتی ہر قصائے کار ایک مقام پر کہ اُسکو کوہ سلیم
کہتے ہیں وہاں کی حاکم و ناظم سیما سے سلیم پوش اپنے باغ میں بیٹھی ہو گئی سر کینیز بن گرد باغ پر بہار سیما سے
سلیم پوش کی نگاہ جو پڑی بغور دیکھا کہ ہمارے جواہر پوش دو شخصوں کو پہنچے ہیں رہائے ہوئے آتی ہیں
پریشانی چہرے پر ظاہر وہ پٹہ ڈھلکا ہوا بال پریشان عارضین نور رشک قرص و شام کا ساتھ ملکہ سیما
کھڑی ہو گئی بیکار کے آواز دی کہ اے ملکہ عالم آئیے ملکہ ہمارے جواہر پوش تنک گئی تھیں اس باغ پر بہار
کو دیکھ کر غنیمت جانا آئیں سیما و ہما میں پڑی محبت ہو ہما سند پر بھین نورالدین ہر سو کو ایک دنگل پر
اتحاد پایا اور شہر نگ بن عمر و کو جو ہوش آ یا اپنے کو اس باغ پر بہار میں پایا نورالدین ہر سو کی پشت پر ہمال

لیکھ کھڑا ہوا گیس پانی کرنے لگا سیما سے نیلم پوش کی جو نگاہ جمال جان آراے نورالدہر پر پڑی اسیر ہو گیا
 ورنہ خجرا برو ہوئی شرار سر جھکا لیا پوچھا کہ کیوں ہمیشہ کہانے آتی ہو یہ کون صاحب ہیں ملک ہمارے جو اہر پوش
 نے کہا کہ ہیں کیا کہوں کہ ان لوگوں کو جسے دلچسپ وہ مائل ہو نورالدہر بن بدیع الزمان ہی میں سیمانے کہا کہ
 فلسفہ کشائی آپ ہی کے نام پر ہر تمام فلسفہ میں غلغلہ پڑا ہوا ہے کہ ہن نجومی حکم لگا رہے ہیں کہ اب انقلاب ہوا
 ہو گا ساحر مارے جائیں گے بیخیر بیخیر فلسفہ کشا سے پناہ مشکل ہو لیکن سنا ہے کہ باغ رنگارنگ میں عجب طرح کی
 بات ہوئی بخار سے نام پر مشہور ہے کہ فلسفہ کشا کو بصورت مبدل باغ رنگارنگ میں لے گئیں لودھاراں
 سے جو لوح کا حال پوچھا اسکو کھٹکا ہوا انتظام کر دیا لوح نہ ملی مگر آپ نکل آئیں یہ سننا تھا کہ ملک ہمارے
 جو اہر پوش نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا بوا کیا کروں فلک و رہے آزار ہے شکایت بیکار ہے
 کوئی ساعت ایسی نہیں گذرتی کہ صورت عیش و آرام دیکھیں راحت سے بھیجیں اصل کیفیت یہ ہے نظم

مخل مراد عشق نے پایا اثر کسان
 بین جان بلب ہوں مجھ کو امید سحر کمان
 بے بادہ ہو دعا سے قدح میں اثر کمان
 ای مرغ روح تیرے گئے بال دہر کمان
 آتا ہے ناوک نگہ یار ادھر کمان
 حلقوم آپ تیغ سے ہوتا ہے تر کمان
 اس باغ میں چنار نے پایا اثر کمان
 ہر غسل میوہ دار کو رنج تیر کمان
 اک دن شب و فراق میں ہو یہ سحر کمان
 جسکو خدا چھپائے وہ آکے نظر کمان
 ہر اضطراب کی تجھے ناسخ خبر کمان

ہو چا سنان پہ اسکی ابھی میرا سر کمان
 حلال شب و فراق کے شکوے سے فائدہ
 ترکیب کو کمال ہو تا شبیر ز اہر
 جاتا ہے صید گاہ میں وہ چھوڑ کر مجھے
 آنکھوں میں منتظر ہیں عبت پار ہائے دل
 ہونسا کہ کوئی منعیم ظالم سے منتفع
 حاصل نہیں ہو دست تمنا کو غیبر یاس
 ظالم سے اہل فیض کو ہوتا نہیں گزند
 نفرت شب وصال سحر سے نہ کر دلا
 ہمسکو تری کسر کی صنم ہو عبت تلاش
 عاشق ہو پر ابھی نہیں فرقت ہوئی نصیب

سیما سے نیلم پوش نے کہا کہ بوا تمہیں بڑا جوش و خروش ہو ملک ہمارے جو اہر پوش نے کہا کہ بوا
 اس بلا میں بچنے ہوئے عرصہ ہوا کیا کہیں کہ کیا کیا حد سے اٹھائے چونکہ ملک سیما سے نیلم پوش نورالدہر
 عاشق ہوئی ہیں میراں ہیں کہ کیا کروں یہ تو ضرور خیال آیا کہ حسن میرا حسن ہمارے جو اہر پوش سے

کم نہیں ضرور اس شیر نے بھی مجھ کو نگاہ محبت دیکھا ہوگا کیونکہ اسکا استخوان کروں کچھ اور تو نہ کہا یہ بول اٹھی کہ تو
افسوس کا مقام ہو کہ بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہو راز و نیاز لوح سے نصین آگاہ ہم چاہیں گے تو لوح مل جائے
وزیر ہزار برس کو شش کروں تو لوح نہ ملیگی لوح کا مانا آسان بھی ہو اور مشکل بھی ہو ہم پیروی کرینگے شکوفہ نام
ایک کنیز بیٹی ہو یہ مضمون سن کر چلی گئی سوچی کہ اگر طلسم کشا لوح پائیگا سب جادو گر مارے جائیں گے نہ ہی ساری
وہمیشہ کا کون نام لیکھا جا کر شاہ طلسم سے اطلاع کرو کہ یہ دونوں نوجوانین جہاں ظاہری طلسم کشا کا دیکھ کر
بے ہوش ہوئی ہیں انکو سزا ملے بہ سوچ کر پہنچے ہیں مگر سوچتی ہو کہ تا بہ قلعہ طلسمی میں جاؤں پھر وہاں آؤں بڑا
عرصہ ہو گا ساحرہ ہو اڑ کر چلی سب ہی طرح کے خیال ہیں کوں بھرنکی ہو کہ ایک پہاڑ پر دیکھا کہ قتال جادو
وزیر شاہ طلسم اکیلا پہاڑ پر بیٹھا ہوا شراب پیا۔ باہر کنیز اتر آئی قتال کو سلام کیا قتال نے کہا کہ تو کون ہو
اسنے کہا کہ میں سیما سے نیلم پوش کی کنیز ہوں بی ہما سے جو اہر پوش طلسم کشا کو لیکر اُنکے بلغ میں آئی ہیں
حصول لوح کی نہ میر ہو رہی ہو اگر آپ چلیے دونوں کو مع طلسم کشا گرفتار کیجیے یہ سن کر قتال اٹھا کہا کہ میں
ابھی چلتا ہوں تیرا وہ مرتبہ کر اوٹنگا کہ شاہان در بندر تک کریں شکوفہ ساتھ ہوں قتال نے ایک شیش
پانی کا برکے ہاتھ میں لے لیا کہا کہ اسی پانی سے سب کو بیوش کرونگا دو کون چلے یہاں سیما سے نیلم پوش
وہاں سے جو اہر پوش سے صلاح میں ہو رہی ہیں شاہزادہ نور الدین مہر د بات کرتے ہیں سیما سے
نیلم پوش نہال ہو جاتی ہو باتوں میں جھپٹتی بھی جاتی ہو کبھی کہتی ہو کہ حضور اگر ملکہ ہما سے جو اہر پوش
آپ پر عاشق نہ ہو تین عمر بھر لوح طلسمی نہ ملتی نور الدین مہر نے غصے میں جواب دیا کہ ہم تمکی پروردگار پر
رکتے ہیں آپ لوگ کہہ دو گا دشمن نہ کریں پہلو جانے دین دیکھیں لوح طلسمی ملتی ہو یا نہیں ملکہ ہما نے
زانو پیٹ لیا کہا کہ اے شہریار یہ تو مجھے کہی نہ ہو گا کہ آپ کی خبر خواہی سے ہاتھ اٹھائیں آپ نے دل کا
تو یہ حال ہو کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہو کہ طلسم

چاک کرتا میں جنوں میں جو گریبان ہوتا
سرنہ ہوتا جو میسر مجھے سامان ہوتا
گذر آسکا جو کبھی زیر مضیلان ہوتا
میری قبر کا تپھر شررا فشان ہوتا
اے شعلی دہن غول بیابان ہوتا

پونچنا اشاک اگر گوشتہ دامن ہوتا
مال ملتا جو فلک سے ضرر حبان ہوتا
ہما زک ایسا ہو وہ کافر وہین ہوتا بہت
سنگ چھاق بھی بنتا تو مرا ضبط یہ ہی
ہوں وہ وحشی کہ اگر دشت میں پھرتا شہ

گنت کا کل پیمان سے جو دیتے تشبیہ
کی مکافات شب وصل خدا نے درخت
ایک دم یار کو بوسوں سے نہ ملتی فرصت
کسکی پر یان شہ جنات کو بھی آٹھ پہر
ای جاہل ایک دن آخر تیجے آنا ہو دسلے
کون ہر جو نہیں مرتا ہر ترے قامت پر
کیا قوی ہر یہ دلیل اُسکی پر نرادی کی
امی بتو ہوتی اگر مرد محبت تم میں
حسرت دل نہیں دیتا ہر شگنے ناسخ

عطر مجبوعہ کا ہر حسرت پریشان ہوتا
کسیلے مجھ پہ خدا بہ شب بھران ہوتا
گردہن رسید کہ عالم سے نہ نشان ہوتا
ہر یہ حسرت کہ سگ کو پتہ جان ہوتا
آج آتی شب فرقت میں تو احسان ہوتا
کیون نہ ہر سر و عین قالب بچان ہوتا
رہط انسان سے کرتا جو وہ انسان ہوتا
کوئی کا فر بھی نہ دانت مسلمان ہوتا
ہاتھ شل ہوتے سسر جو گریبان ہوتا

ملکہ سیما سے نیلم پوش کنتی ہیں کہ اس جفا سے خدا سب کو بچائے کہ آسمان پر لغزہ ہوا باش او سیما سے
نیلم پوش دہما سے جواہر پوش دشمن کو اپنے گھر میں جگہ دی لوح ملنے کی صلاح ہو رہی ہر منہم قتال
آبریز آب میرے ہاتھ سے کیونکر ہوگی سب حال مجھ کو معلوم ہوا سیما نے یہ بھی دیکھا کہ کنیز ہماری شگوفہ ساتھ ہی
سمجھ گئیں کہ اسی نے جاکے سب کچھ کہا سب حال کھل گیا دیکھیں تقدیر کیا دکھائے دونوں شاہزادیاں اپنے غما
سے اٹھیں شہر نکس بن عمرو نے جو باد گر کو آتے ہوئے دیکھا ایک جانب بھاگا نخل کی آڑ میں چھپا جب دونوں
شاہزادیاں اٹھیں جا ہا کہ قتال آبریز پر بحرین قتال نے وہ شیشہ پھینک مارا جس پر قطرہ پانی کا پڑا وہ
بیوش ہو گیا سیما سے نیلم پوش دہما سے جواہر پوش بحر بھی نہ کرنے پائین پناہ پانی مشکل ہوئی آبروشی
روکھڑا کر دوڑا کرین بیوش ہو گئیں آنکھیں کھلتی نہیں ہاتھ پائون میکا رہیں کنیزوں کی یہ کیفیت ہو کہ کسی کا
سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کوئی بیوش ہوئی باغ میں لالہ زار کھل گیا دریا سے خون بہنے لگا نور اللہ صہر لوار
کھینچ کر آئے جا ہا کہ اُس ساحر پر جا پڑوں قتال آبریز نے اشارہ کر دیا یہ بھی گرے بیوش ہو گئے ہاتھ
پائون میکا رجبور و ناچار تلوار لگ جا کر گری سپر نے پشتیانی نہ کرے تلوار نے اپنا جو ہر نہ دکھایا کمان میں
ختم خنجر پیچہ تیر طائر پر بند تر کش میں دردمند قتال بڑھا کہ سب کی مشکین باندھوں گرفتار کر کے خدمت
شاہ میں لجاؤں اس خیر خواہی میں رتبہ جلیل پائون بل کرتا ہوا چلا اس بات پر بہت خوش ہو کہ میرے
ایک عمر میں سب بیوش ہوئے بی سیما سے نیلم پوش دہما سے جواہر پوش کو اپنے سحر پڑا ناز تھا آج

کچھ نہ چلی یہ سب از صراف اپنے سامنے شاہ طلسم کے بیان ہونے بڑے بڑے ساحر خدمت میں شاہ کے حاضر رہتے
 ہیں سب دجہ کر کے کہتے کہ اگر قتال یہ پتھارا ہی کام تھا دشمنان شہنشاہ کو ایسا جلدی ہیوش کیا بیٹی
 شاہ کی جو سامنے شاہ کے جائیگی تمام اہالی دربار کو عبرت ہوگی کہ بیٹی باپ کا گھر مٹاتی ہو ایسے مقدمات
 کہتے ہوئے شرم آتی ہو ایسے ایسے خیال کرتا ہوا دم سحر ساحری کا بھرتا ہوا کہ ان سب کی مشکین بازندہوں
 چند قدم چلا تھا کہ پہلو سے بلش سے رونے کی آواز آئی کسی نے پکارا کہ اے وزیر اعظم دایر دستور معظم فرمائیے
 وقت امداد ہو قتال آبریزنے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین شباب کا عالم جوانی پھٹی پڑتی ہو بقول شغنے
 کہ اپنے سائے سے لڑتی ہو چھوٹے چھوٹے کال گھوری گلے میں دبی ہوئی شکم صاف و شفاف کھلا ہوا تختہ بلور
 حانت نور کی نازک اندام مقبول طبع خاص و عام ایک جوتی پاؤں میں ایک چین میں چھوٹ گئی جوانی میں
 اسکی خبر نہیں پامال ہونے والوں پر نظر نہیں عجیب سچ و سچ سے آتی ہو کہ دیکھ کر طبیعت گھبراتی ہو جیسے ہی قتال
 سے چار آنکھ بدلی ہوئی کے مارے لوٹی جاتی ہو پکار کے کہا کہ ذرا ادھر تو آؤ تم گھورنے والے غارت ہو جاؤ
 نکا ہون میں کھائے جاتا ہوا رے تیری آنکھیں بچو میں گھٹنے ٹوٹیں سر نہ جھکا میری بات کا جواب دے ارے
 جلدی بہان آڈر کے جو عیار بھاگ گیا تھا وہ سامنے نخل کے کھڑا ہو بی شکوفہ کو بھی ساتھ لیتے آؤ شکوفہ
 و قتال دونوں زور کے چلے وہ نازنین ہاتھ سے اشارہ کیے جاتی ہو کہ ارے قدم اٹھا کر چلو ورنہ حریف
 بھاگ جائیگا عیار طرار چلا وہ ہو گھوڑے عمر کے سب تعلیم کردہ ہیں یہ کیلے آپ ہی اپنے منہ میں طمانچے
 مارنے لگی کہ ہر ہر میں نے کس کا نام لیا کچھ گھوڑے کے نام میں تاثیر ہو سا صری و حبشید جان بچاؤ
 قتال نے اشارہ کر کے کہا کہ اری پیاری عیار کہاں کھڑا ہوا سنے اشارہ کر کے کہا کہ نخل کے
 سائے میں بیٹھا کپڑے بدل رہا ہو ابو لھنکا پہنا پھر یا بھی پن لی ارے اس گھوڑے کو خدا غارت کرے
 جھان بیان بنا رہا ہر قتال حیران ہو کہ اسکی زبان کیا قہنجی چل رہی ہو شکوفہ نے کہا کہ عالم یاس ہو
 عیار نے کچھ اسکو صدمہ ہو بچایا ہو اسی وجہ سے بیتاب ہو دونوں جب قریب پہنچے قتال نے
 اس نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا اسنے ہاتھ جھٹاک کر کہا کہ الگ رہو مجھے لپٹے نہ جاؤ پہلے دشمن کو تو مار لو پھر
 مجھے بات کرنا میں کوئی خیلہ دیوانی نہیں ہوں قتال نے کہا کہ ارے عیار کہاں ہوا سنے ہاتھ اٹھا کر
 کہا کہ ارے وہ سامنے بیٹھا ہو چھوٹے کپڑے پہن رہا ہو قتال اُدھر جھٹکا کہا کہ بی شکوفہ ذرا تم بھی کچھ
 یہ تو فقط مجھ کو گھورنا جانتے ہیں آنکھوں کے آگے ناک سر جھکے کیا خاک میں تو انکی ناک کٹوا ڈالو انکی

قریب کا آدمی نہ سوچتا ہو گا جیسے ہی قتال و شگوفہ جھکے کہا کہ ارے کہاں ہو اُس نازنین نے دونوں کے گلے
میں حلقے کندہ کیے ڈال دیے کہا کہ اتو سو مجھا دونوں نے چاہا کہ پلٹیں حلقے کندہ کے گلے میں بھیج چکے تھے ایک جھپکا
مارا دونوں تھکے بھل گئے سپت کر خوار قتال کا شکم چاک شگوفہ کا بھی قصہ پاک ان دونوں کے لاشے
ترپنے لگے اندھیرا ہو گیا بعد ٹھوڑی دیر کے آواز آئی کہ اشتی مرا نام من قتال و شگوفہ بودا ہے حسرت لیکر
پردہ دنیا سے گئے سیما سے نیلم پوش و ملکہ ہما سے جواہر پوش کو بھی ہوش آیا نورالدین ہر بھی اُسٹھے
کنیزین بھی ہوشیار ہو میں پھر وہی صلاح ہونے لگی ہما و سیما کہ رہی ہیں کہ اب بیان ٹھہرنا مناسب نہیں
بڑا شخص مارا گیا اگر کہیں شاہ طلسم کو ثابت ہوا فوراً فرج آئیگی بھاگنا مشکل ہو گا قتال آبریز کا مارا جانا
بڑا غضب ہوا وزیر شاہ طلسم تھا کوئی نہ کوئی خبر پہنچا گیا ہا ہے اب کیا کریں ہم یہ سمجھے تھے کہ اس مقدمہ
خاص میں سمجھ کر صلاح کیا آئیگی یہ نہ سمجھے تھے کہ فرار آفت آجائیگی ہا ہے تقدیر کی خوبی عشق کی نیزگی کیا
جلد یہ سامان دکھایا اتو یہ کیفیت ہو فطیم

خواب دیکھا کہ کبھی بخت کی بیداری کا
جسان بیچے جو کرے قصہ خسری بیداری کا
ساتھ ہو جدول زنگار کے اک باری کا
اور چارہ ہی نہیں دید کی بیماری کا
دیکھے عالم مرے نالوں کی شرر باری کا
دل میں درد ازہ ہوا اس گنبد زنگاری کا
بجودی میں بھی مجھے دھیان ہو خودداری کا
جسم محبوب میں کرتا نہیں پھلکاری کا
چاندنی نام ہو شہباز کی اندھیاری کا
ہو ہر اک ذرے میں عالم وہن چنگاری کا
طور فوارے کا ہو رنگ کی بیکاری کا

ایک عالم ہر مری غفلت و ہشیاری کا
کام خوزیری ہو اُس پوسف بازاری کا
وسف خط ہو کہیں دیوان میں کہیں صفت کر
کور آنکھیں ہوں کسی طور سے روتے روتے
معنی شعلہ آواز میں شک ہو جھکو
ہو یہ وہ راہ کہ تا عرش پہنچتا ہو بشر
نشتے میں جسز قدم یار نہیں کرتا ہوں
ہر وہ غفلت چمن حسن یہ ہیں چھول اُسکے
شہسواری کا جو اُس چاند کے ٹکڑے کو ہر شوق
تو وہ خورشید ہو چہرے سے اٹھائے جو نقاب
روسے گارنگ اگر حوض میں ہو عکس فلک

بلک بلک کر سیما سے نیلم پوش رو رہی ہیں کبھی طرف نورالدین ہر کے متوجہ ہو کر کہتی ہیں کہ آپ کے حسن
عالم سوزنے تمام دنیا کو جلادیا یہ شگوفہ حرامزادی کیوں نہ کر کئی وزیر کو کہاں پایا کیوں نہ کر لیکر آئی اب کیوں نہ کر

دریافت کروں لیکن اب تدبیر یہ ہے کہ جرأت کا کام ہر اسی میں نام ہر میرے باغ سے نقب لگی ہو جان گلدستے
 رکھے میں دہین ہر نقب کا ٹوٹا ہر جس وقت آپ پہنچیں گے ایک دیوا کر حملہ کریگا آواز دینا کہ او خوشخوار کو
 تیری قضا آئی ہے اگر آپ نے اسکو مار لیا گلدستے شگفتہ ہونگے بسم اللہ مگر ایک گلدستے پر ہاتھ ڈالے گا
 لوح ہی پر ہاتھ پڑیگا اپنا قبضہ کیجیے ہم بھی پہنچ جائینگے لوح داران سے لڑائی سخت پڑیگی اگر اسکو مارا پھر
 مقامات میں لوح آپ کو خود تسلیم کر لی خلاف لوح قدم نہ اٹھانا بواہما آپ کو نقب میں روانہ کرو ہم تم سے
 تیار کر کے بالائے آسمان چکین قتل خوشخوار میں کوشش کریں جو ہوتا تھا وہ ہوا لیکن اگر طلسم کشا ہماری
 ہدایت پر عمل کرے ہو تو اس طرح کار بند ہوا در لوح دستیاب ہو لوح داران کو ہم ہی پر ناز تھا کہ جب تک سیا
 شریک نہ ہوگی لوح نہ مل سکیگی آپ کے اقبال نے ہمارے شریک کر لیا یہ کیلے سیما و ہما اٹھیں نور الدہر کو لیکر
 بارہ دری میں آئیں آپ تارکہ سحری بنکر بلند ہو گئیں یہ کہ گئیں کہ جو سامنے کمرہ ہر آسین نقب بختہ ہر بسم اللہ
 مگر آسین داخل ہو جیسے عیار کو حکم ہوا کہ تم الگ سے جاؤ ساتھ جانا تمہارا مناسب نہیں طریقہ کشا ہر کھلم
 اکیلا جائے شہرنگ تو ایک جانب چلا بیان نور الدہر بسم اللہ کیلے نقب میں داخل ہوئے دیکھا کہ
 نقب بختہ اسقدر بلند ہے کہ ایک سوار جا سکتا ہر ہر وی کرتے ہوئے واسطے لوح کے جاتے ہیں لیکن
 بعد جاتے ملکہ ہمارے لوح داران نے کنیزوں سے کہا اور جو شاہزادیاں مہمان آئی ہیں ان سے
 کہو کہ آپ لوگوں نے انقلاب دیکھا بیٹی چاہتی ہے کہ باپ کا گھر برباد کرے اگر میں ملنے یہ انتظام نہ کر رکھا
 ہوتا تو لوح ہاتھ سے گئی تھی مگر اے منتظم جادو تم کوٹھے پر جا کے بیٹھو جب تک ملکہ سیما سے خلیم پوش نہ شریک
 ہوگی طلسم کشا یہاں تک نہ پہنچے گا لیکن فکر ضرور ہے طلسم کشا صاحب اقبال ہر پہلے ہی اسکو یہ شرت ملکہ
 دختر شاہ طلسم شریک ہو گئی اسقدر در پے آزار ہے کہ چاہتی ہے طلسم برباد ہو منتظم جادو بالائے ہام آئی
 گلدستوں کو دیکھ رہی ہے گلدستے اپنی حالت اصلی پر ہیں شگفتہ ہونے لگے ہوائے سرد چلی ایک طائر پیدا ہوا
 زمزمہ سرائی کر کے آواز دی کہ اے منتظم تو نے اب تک کچھ کام نہ کیا طلسم کشا آیا چاہتا ہے آیا اور لوح لے لی
 سیما سے خلیم پوش شریک ہو گئی سب تدبیریں بتا دیں یہ ذکر تھا کہ زمین شق ہوئی آواز آئی کہ باشیڈی
 کا فران عجیباً شمع گل گزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان نبیہ صاحب قرآن نعرہ نور الدہر

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی شان خواندہ

عدد در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

ہما سے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی

پناہ لشکر اسلام نور الدہر مرکز ہمیش

زلفی بجز ات ہندو اشم	دیگر	لقار ایک دست برد اشم
لفس بریلان عسرب یا فتم		شہ نو جوانان لقب یا فتم

منتظم جادو و دوی ایک دو ہزار اراکہ ہر نوکرا کر کے منتظم نے تلوار کھینچی کہ سر کاٹ لون آسمان پر
 دونوں شاہزادیاں چپک رہی تھیں سیما سے نیلم پوش نے کہا کہ ملکہ ہما غضب ہوا شاہزادہ قتل ہوتا ہے
 ملکہ ہما سے جواب پوش نے کیجیہ کہ لیا کہا کہ اسے یہ کیا غضب ہوا شاہزادہ جس و حرکت پڑا منتظم
 قتل کرنے جاتی ہر ملکہ سیما نے کہا کہ بوا جلدی کرو ورنہ قتل کیا جا رہی ہے سیما سے نیلم پوش دعا کرتے لگی
 ہما سے جواب پوش ستارہ بنکر گری منتظم کے دو ٹوکے ہوئے منتظم کے مرتے ہی نورالدین ہر اٹھ کھڑے ہوئے نعرہ کیا کہ
 خوشخوار کمان ہو کیوں ہماری نظروں سے نہان ہو کہ زمین کا پنی ایک ساحر زبردست قوی من قوی تن دار شاد
 ہاتھ میں غصہ بات بات میں لگا رہتا ہوا زمین سے نکلا کہ او طلسم کشا منتظم کو مارا دونوں جادو گر نیان تیری
 شریک ہیں انکی بھی فکر ہو جائیگی شاہ طلسم کو خبر کیسائیگی قیامت برپا ہوگی نگر اسون کو سزا دی جائیگی یہ کیسے شاہزادہ
 نورالدین ہر حملہ کیا نورالدین ہر نے ٹھکڑے کا ٹھکڑے دو پر ہاتھ ڈال دیا گر زمین پر پھینک دیا خوشخوار پٹ پڑا کشتی
 ہونے لگی دونوں شاہزادیاں آسمان سے دیکھ رہی ہیں کہ دونوں سے کشتی ہو رہی ہے نورالدین ہر نے اڑتے
 اڑتے نعرہ شیرازہ کیا ایک کہہ مارا کہ سر خوشخوار کا زمین سے ملا دیا کہ زنجیر میں ہاتھ دیکر قوت صاحبقرانی
 اٹھالیا اکھیر کر زمین پر مارا کہ دگر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ در شناخت پر در دگار چہ میگوئی خوشخوار
 بقدر غضب جواب دیا کہ او طلسم کشا میں تیرا نہ ہب نہ اختیار کرونگا نورالدین ہر نے اٹھ کر ایک پاتون دونوں
 پاتون سے دایا ایک پاتون کو دونوں ہاتھوں سے تمام کے خوشخوار کو چیر کر پھینک دیا ملکہ لوجہ داران سند پر
 بیٹھی ہر چالیسوں شاہزادیاں یہ انقلاب دیکھ کر ابھی تک نہیں کہیں ہی ذکر ہر ہر کہ اس ہنگامے کی اطلالت
 بادشاہ طلسم کو کیجیہ لوجہ داران نے کہا کہ میں نامہ لکھ چکی کچھ جواب نہیں آیا جب تک سیما سے نیلم پوش
 نہ شریک ہوگی طلسم کشا یوں ہی بھٹکتا پھر گیا اگر ہم قبل سے واقف ہوتے گرفتار کرتے مگر شاہ کا پاس تھا
 کہ انکی دختر ملکہ اختر کیوں نہ دست اندازی کرتے دربار شاہی میں ذکر ہوتا کہ باب کی نوکر جی کا پاس
 نہ کیا اخوس کا مقام ہر یکا یک کان میں منتظم کے مرنے کی آواز آئی لوجہ داران نے گھبرا کے کہا کہ اسے کسی نے
 منتظم کو قتل کیا آگے آگے لوجہ داران پیچھے چالیسوں شاہزادیاں سر پہنہ پریشان حال میناب و
 سقراط طرف کو ٹھکے کے چلین راہ میں آواز آئی طاعون نے آواز دی کہ خوشخوار بھی مارا گیا صد ہا

لو حصاران اور زیادہ گہرا گئی کہا لو صاحبو خوشخوار بھی مارا گیا یہاں نورالدین ہرنے خوشخوار کو مار کر طرف
گلدستوں کے دیکھا سب گلدستے مرجھا گئے جو گلدستہ بیچ میں ہوا وہ نہایت سرسبز و شاداب گلہاے رنگارنگ
غنچہ ہاے گلدستہ درج گہر مثال دہان معشوق پر ہی پیکر چار جانب حسرت سے دیکھ رہے ہیں زکشت
کی آنکھیں سو جی ہوئیں کیسوان سنبل پریشان بیچ میں ایک شیش ستارہ سحری چمک رہی ہو آسمان
سے دونوں شاہزادیوں نے آواز دی کہ اے شہر یار جلدی کیجیے لوح پر قبضہ فرمائیے لو حصاران آتی ہو
لڑائی پڑیگی یہ آواز سن کر نورالدین ہر ٹہٹھ بسم اللہ کہہ رہا تھا مارا لوح طلسمی پر ہاتھ پڑا اب اٹھ آیا
پیشانی پر مرقوم تھا کہ لوح طلسم کا وسیعہ نورالدین ہرنے لوح کو گلے میں ڈالا کہ لو حصاران مع صد ہا
کنیزوں اور چالیس شاہزادیوں کے بالائے بام آکر پہنچی دیکھا کہ نورالدین ہر کا قبضہ لوح پر ہو گیا کہا کہ
اے مار لو ابھی یہ حکم لوح سے آگاہ نہیں ہوا چار طرف سے جادو گر نیاں حربہ ہاے سحر لیکر نورالدین ہر کی
طرف متوجہ ہوئیں کسی نے آگ برسائی کسی نے سحر کیا دریاے آتش پیدا ہوا کسی نے غنچہ برسائے کسی نے تلوار
گرائیں ملک سیماے نیلم پوش و ہماے جواہر پوش نے جو آسمان سے دیکھا کہ شاہزادہ گہرا ہوا ہر
تلوار کھینچ کر جاڑا جادو گر نیاں بھاگتی پھرتی ہیں نورالدین ہرنے جس پر ہاتھ مار دیا اس جادو گر کی کے دو ٹکڑے
ہوئے مگر جادو گر نیاں بھیچا نہیں چھوڑیں لو حصاران پکار رہی ہو کہ اگر طلسم کشا بچکر نکل جائیگا تو طلسم کا وسیعہ
میں کوئی نام مذہب سامری و جمشید کا نہ لیگا جادو گر دن کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا اس بات پر جادو گر نیاں
اور جان دے رہی ہیں جانتی ہیں کہ طلسم کشا پر غالب ہونگے یہی قصد ہر کہ لپٹ کر بوٹیاں کاٹ کے کھا لیں
طلسم کشا کو زندہ نہ چھوڑیں یہ ہمارے قبیلے کا دشمن ہر جادو گر دن کے واسطے رہزن ہر سیماے نیلم پوش
و ہماے جواہر پوش نے جو یہ ہنگامہ شاہزادے پر دیکھا ایک آہ کی کہا کہ صاحبو ہلو کیونکر چین آئے
شہر یار کس آفت میں پھنسے ہیں افسوس صد ہزار افسوس طلسم

میشود تقسیم بر بہر نیک و بد انعام عشق
بسملی تیغ محبت کشتہ صمصام عشق
کہ شود صبح مسرت اندران غم شام عشق
ہست رسوائی و ذلت عزت و اکرام عشق
ہر کہ باشد بندہ زار محبت رام عشق

میرسد ہر دم بخاص و عام فیض عام عشق
تا دم آخر بماند دم بخود از بخیو دی
روز کی گرد و شب فرقت بجال انتظار
وحشت خواری و بدنامی است فخر عاشقا
عیش آرام است بروے اندرین دنیا حرام

طالب دنیا کند بنیاد دنیا پائند ار
ہندی از عشق و محبت در زمانہ رومتاب

عاشق حق خواہد از حق صرف استحکام عشق
تا شود حاصل ترا در نام داران نام عشق

و دون بقرایہ ہو کر آسمان سے گرین ہو کرنے لگیں خنجر توڑے آتش بحر بھائی تلواروں کو توڑا کچھ سپرین سر پر
نورالدہر کے مائل کین کہیں خود شاہزادے کے سامنے آکر سینہ سپر ہوتی ہیں لوحداران جب جا پڑی دونوں
کو ایک ایک زخم لگایا کسی کا سز زخمی ہوا کسی کا شاہ نشانیہ کیا جب نورالدہرین بروج الزمان نے دیکھا کہ
لوحداران نے دونوں کو زخمی کیا لوحداران پر جا پڑے لوح کو گردن دی جسپر عکس پڑا وہ اندھا
ہو گیا ادھر سے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے اس قدر جادو گر نیون کا بلودہر کہ لوح نہیں دیکھ سکتے ہیں چاہتے ہیں
کہ احکام لوح دیکھ کر جنگ کروں موقع نہیں ملتا لوحداران نے عکر کے اندھیرا کر دیا ہر ایک ساحرہ نے بڑھ کر
ہمارے جو اسرویش پر ہو کیا پانوں ملک کے زمین نے تمام سے جا ہا کیمچہ ماروں کہ سر اڑ جائے نورالدہر نے بڑھ کر
لوح کو چپکا یا گلنار عفران پوش آئینہ دار حیران لاشکل گیسو ریشیاں خاموش کھڑی تھی کہ سیمانے بیٹھ کر
ہاتھ مارا دونوں پانوں گلنار کے اڑ گئے پانوں کے کٹتے ہی اسے ایک چنچ ہاری پکار کر آواز دی کہ لوحداران
لینا انھیں کچھ شرم و حجاب نہیں پڑائی ہیں ہر طرف ہنگامہ گرد و دار بلند ہر کہ طلسم کشا کو پرہیز اسو
کہ بچ کر نکل جائے بڑی بدنامی ہوگی یہ لوگ کہیں گے کہ طلسم کشا نکل گیا وہ حرکت نہ ہو کہ اس طلسم میں بدنامی ہو
جادو گر نیون نے لکڑا وہ کیا ہر کہ نورالدہر کو گرتا کر لین سجاد ہمارق جندہ بنی ہوئی لڑ ہی ہیں جسپر جا پڑیں گے
قتل کیا کسی کو گولہ مارا نورالدہر نے لوح چپکا کر سیکڑوں کو تباہ کیا ادھر سے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے اس طرح پر صدمہ
جادو گر نیون کو مارا کنیزین جلی ہی آتی ہیں جان دینے پر آمادہ ہیں ہزاروں نے لڑا بڑ کر جان دی نورالدہر نے
بجڑتے قریب لوحداران کے پہنچے لوحداران نے آگ برساتی انکے پاس لوح طلسمی ہر آگ نے تاثیر نہ کی جو شعل
قریب آیا بچ کر گر پڑا یا پانی ہو کر نابود ہوا ہر طرف سے لینا لینا کی صدا بلند ہر نورالدہر شہر اندھ لڑ رہے ہیں لوحداران
نے کئی حرکتیں کیے نورالدہر تاثیر نہ ہوئی پکار کر آواز دی کہ یار و بد اقبال کا وقت ہر طلسم کشا کو لوح ملگنی اب کیا کر سکتے ہیں
سو تاثیر نہ کر گیا بلکہ عکس لوح سے عجز اسوش ہوا دریا سے حیرت کا جوش ہوا دیکھیں اب تقدیر کیا دکھائے چلکہ بادشاہ
طلسم سے زیادہ کردہ بادشاہ ہیں فوج بھیجیں گے یا کچھ اور تدبیر کریں گے یہ کھلے تڑپ سب جادو گر نیون نے بیچ میں لیا
ارادہ ہوا کہ قندیل فلک ہو جادو نورالدہر کی نگاہ لوح پر پڑی ہمارے برق بھی چمکانی مضمون صاف صاف
لکھا یا ایک اگر لوحداران نکل گئے ہمارا اگر گئی نورالدہر نے شعل تمام قرآن سے کمان کر کش سے تیر کر کمان میں

پیوست کر کے تاکہ سیسر کمان کا کڑا عقاب تیر کچھ لکچلائے مقام پر جا کر پڑا گدی کو توڑ کر پار گزرا بجلے خون
 کے شرابے آتش کے نکلے اور جادو گر نیون پر گئے مثل ہمیشہ خشک سب جلنے لگیں لوحداران زمین پر گری تڑپ
 تڑپ کر جان دی پاس سامری و جمشید کے پہنچی اور سب جادو گر نیاں جلنے لگیں تھوڑی دیر میں آواز آئی
 کشتی مرا نام من لوحداران جادو بود اور سب جادو گر نیون کے مرنے کی آواز میں بلند ہوئے جادو گر نیاں
 گرفتار ہوئی تھیں وہ بھی قتل ہوئے ایک عجب ہنگامہ ہر کئی دن اسی مقام پر جنگ میں گذرے اسی شیر کا
 کلیجہ تھا کہ ایسی جنگ کو سر کیا ساحرون کو زیر و زبر کیا بعد تھوڑی دیر کے ہوا صاف ہوئی سب کے لاشے
 پرے ہیں دفن و کفن کا کون سامان کرتا نورالدین ہر دہان سے اترے ایک ایک سے پوچھتے ہیں کہ لوحداران
 کی بہن موسوم بہ سیران جادو وہ کس مقام پر رہتی ہے جب کسی نے مفصل نہ بتایا بارہ دہری نہیں آئے شیرنگ
 کے جو یا ہیں کہ سیاد ہما دونوں آکر پہنچیں کہا کہ امیر شہر یا اسی باغ میں زندہ انخانہ ہے اس ملعونہ کا یہ دستور تھا
 کہ ہوتا جادو ہر سے نکلا رات کو سحر کے پانی برسا یا سودا گر گھبرا یا اسی وقت جگہ لوٹ لیا اسکو لاکے قید کیا
 کسی ہزار بندگان خدا اسی طرح قید ہیں انکو رہا کیجئے نورالدین ہر سنکڑاٹھے ایک سمت چل نکلے گوشہ باغ میں آکر
 دیکھا کہ ایک قصر سیاہ بنا ہوا سین قفل لگا ہوا لوح طلسمی کو قفل سے مس کیا قفل ٹوٹ کر اندر مکان کے آئے دیکھا کہ
 کسی ہزار بندگان خدا ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں پٹیریاں پہنے ہوئے بیٹھے ہیں آمد نورالدین ہر جو ہوئی ماران
 سیاہ ان سبھوں کے گرد بیٹھتے تھے جب لوحداران قتل ہوئی ماران سیاہ پانی ہو کر بہ گئے قیدیوں بلا آپس میں
 چرچے کر رہے تھے کہ یارو آج نئی بات ہے کہ ماران سیاہ ہلاک ہوئے شاید کسی نے لوحداران کو مارا ایک نے
 کہا کہ یارو سالہا سال ہمکو اسی قید خانے میں گزرے مگر کوئی صورت رہائی ممکن نہ ہوئی لیکن آج معاملہ عجیب
 غریب پیش آیا ہے یہ ذکر تھا کہ دروازہ کھلا شاہزادے کو دیکھ کر سب خوش ہو گئے نورالدین ہر نے فرمایا کہ یارو
 خوشی کرو کہ جسے نکلو قید کیا تھا وہ اصل جنم ہوئی اب وقت رہائی ہے سب سلام کرنے لگے نورالدین ہر نے ان
 سب کو رہا کیا ہتھکڑیاں پٹیریاں کاٹیں تین ہزار جوان تھے سب کو ساتھ لیکر نکلے دوسرے پہلو میں ایک قصر دیکھا
 اسکو بھی کھولا اس میں اسباب بہت نکلا نورالدین ہر نے اسکو نکال کر انبار کرایا تین ہزار جوان آکر اترے ایک بار گاہ
 استاد ہوئی اس میں شاہزادہ داخل ہوا کچھ جادو گر نیاں جو بھاگ کر چھپیں تھیں جب نورالدین ہر چلے آئے تو وہ
 نکلیں لاشہ لوحداران کا اٹھایا لیکر لوح طلسم کا دسیہ کے چلین بیان کا دوس اورنگ نشین تخت پر
 بیٹھا ہو کر و مشیران سلطنت وزیران اہست تمام سردار آج کل جمع ہیں نامے لکھ کر سب کو بلوایا ہے پہلو ان

ساحران زبردست کا ہن بخومی سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں کہ دربار گاہ سے رونے پٹنے کی صدا آئی
 کاؤس نے کہا کہ ارے یار وہ کون روتا ہے چو بارون سے باہر نکل کر دیکھا کہ چند جادوگر نیاں دریا سے
 خون میں نہائی ہوئیں لاشے ان کے افسردہ کے لہرے ہوئے گریان و نالان اندر بارگاہ کے آئین لاشے
 سے رکھ دیے کہا کہ ارے شاہ غضب ہو ایسا سے نیلم پوش بھی شریک طلسم کشا ہوئیں اول قتال وزیر آپ کا
 مارا گیا بعد اسکے آکر لوح لی آپ کی صاحبزادی ملکہ ہما سے جو اس پر پوش و سیما ان دونوں نے آپس میں
 ملکر لوح داران کو قتل کرایا باغ کے قیدی چھوٹے در بلغ رنگارنگ پر طلسم کشا مع تین ہزار جوانوں کے
 فروکش ہو کوچ کر کے آپ پر آئیگا قاعدہ بتانے والیاں طلسم کشا کے ساتھ ہیں یہ سنکر کاؤس بہت گھرایا
 کہا کہ یار و تم میں کوئی ایسا ہو کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے لوح طلسمی بھی چھین لے عیوق ویرانہ نشین
 پہلوان زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست اپنے مقام پر بیٹھا تھا جھومتا ہوا اٹھا کہا کہ ارے شہنشاہ عالیجا
 تو زندان حمزہ کو اپنی جرات پر ٹرا گھنڈہ ہر میں جا کر مقابلہ کرونگا اول تو لوح طلسمی چھین لونگا بعد اسکے
 انکی مشکین باندھونگا کاؤس اور رنگ نشین نے خلعت خصمی دیا عیوق ساٹھ ہزار جوان لیکر برے
 مقابلہ نورالدین صہر صلا قضاے کار راہ میں اسکا بھائی ساروق اثر در سوار رہتا ہوا آنے جو خبر سنی کہ
 بھائی صاحب آتے ہیں برائے استقبال نکلا عیوق سے ملاقات کی پوچھا کہ بھائی صاحب کہاں جاتے ہو
 انے سب حال بیان کیا ساروق نے کہا کہ آج تو میں نہ جانے دونگا بعد مدت آپ کا آنا ہوا ہر دو دن
 نہ جانے دونگا بیرون قلعہ بارگاہ ہن استاد کرا میں بازار میں درست ہوئیں بڑے تکلف سے عیوق کو
 ساروق نے اتارا خانقے جمع ہوئے نازنینان مہ جبین نے بحر شروع کیا ایک نازنین شوخ دطرار موسوم
 بہ گلزار سامنے کھڑی ہو کر یہ غزل گانے لگی

بہ گلزار سامنے کھڑی ہو کر یہ غزل گانے لگی

غیر پر ظلم کیے میرے مقابل نہ ہوا
 انکو آسان نہ ہوا جو مجھے مشکل نہ ہوا
 دل کو کھو کر یہ ڈرا تھا کہ میں غافل نہ ہوا
 محلو یہ غم ہر کہ میں کیوں تراقا نہ ہوا
 جوش و خروش سے میں پابند سلاسل نہ ہوا
 کیا نہ دیکھتا ہوں اب یہی ناگاہ

نازیبا سے سوا شرم کے حاصل نہ ہوا
 خود گلا کاٹ مواجبکہ میں سہل نہ ہوا
 کس طرح بزم میں وہ آنکھ جراتے مجھے
 خود چھپانے کو مری لاش سے کتا ہر وہ شوخ
 یاد کا کل بن بھی خود رفتگی اپنی نہ کسی
 دل دی جیسی وہ دم دیتے ہیں ہوا دشمن

خون مرا گلے کا نہ ہو کیون اوقات
آتش سینہ تقصیدہ کو کیا میں روؤں
دیتے تکلیف شب ہجر میں آہ اپنے پاس
بے حجابی کا گلہ کیجے تو کتنا ہر ترے
کیا گلے ہوتے گراور وں پہ بھی رحم آجاتا
مر گیا جس پہ نہیں گھر میں رسائی اُس کے

دست رنگین مری گردن میں حائل نہ ہوا
اشک جانب کرۂ آب کے مائل نہ ہوا
نقد جان پیشکش مرگ کے قابل نہ ہوا
پردہ چشم کی تقصیر کہ حائل نہ ہوا
شکر صد شکر کہ میرا ستر ا دل نہ ہوا
تھا تو موسن میں دے خلد میں اخل نہ ہوا

سب کا فرجمع ہیں دورۂ شراب بے اندیشہ انجام سبست بیٹھے ہیں پردے بارگاہ کے اٹھے ہوئے ہیں کہ
صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل مرکب بہ چشمی پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار سوار و
پیدل فوج کے دل کے دل بارگاہ ہیں نیچے چھکڑوں پر لدے ہوئے آسمان پر لگا ابر گلنار چھایا ہوا وہ جوان
اگر اسی صحرا میں فروکش ہوا عیوق و ساروق نے ہر کار وں سے کہا کہ دریافت کرو یہ کون شخص ہو کہاں جاتا ہے
عیوق نے کہا کہ میں نے تصویر طلسم کشا کی دیکھی ہر خال و خط کچھ قد و قامت میں فرق ہے مرکب بے نظیر حسن میں
رشارہ منیر کیا عجب ہے کہ یہی طلسم کشا ہو ہر کارے گئے اگر خبر دسی کہ طلسم کشا کا عزیز دار ایرج نامہ فکر
طلسم کشا کی میں یہ بھی جانتا ہوں کئی قلعے فتح کیے یہ سنکر عیوق نے کہا کہ ای برادر اس جوان سے کہا بھجو کہ ہمارے صحرا
میں نہ اترے ورنہ ہم لٹوالین گے یہ حکم لیکر ہر کارہ لشکر اسلام میں گیا گذر ہونا بارگاہ تک دشوار تھا شاپور
سے لاقاۃ ہولی ہر کارے نے تمام کیفیت شاپور سے کہی شاپور نے کہا کہ جا کے اپنے آقا سے کہو کہ غور اپنے دماغ
سے نکالو ہم سفرانہ جاتے ہیں مقام معقول دیکھا اتر پڑے صبح کو چلے جائینگے اگر یہ نہیں منظور ہے بسم اللہ طبع جنگی
بجوا میں صبح کو میدان کارزار میں آئیں سب جاں کھل جائیگا یہ سنا تھا کہ ہر کارہ غصے میں پٹا اکر عیوق کے
سامنے بیان کیا کہ حضور یہ لوگ بڑے سرکش ہیں عیوق نے ہنستے ہی ٹہل جنگی بجوایا ایرج کو خبر ہوئی انھوں نے
بھی ٹہل جنگی بجوایا رات بھر تیار رہیں صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں
نقیب نقابت کر کے ہتھ کڑ کیتوں نے بڑھ کر اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ بہادر مجھ منے لگے بسند

ما تھور کے تھے سسکند نے کفن سے باہر
یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

بچنے دیکھا ہر توار یخ میں ادا ہل نظر
وہ ہوا سکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر

سفر دور دورا راست و ماخبر ہم

زاورد ہیم نہ ابریم چہ تدبیر کینہم

کو کیتوں نے جو یہ اشعار پڑھے بہادر خوجہ نے لگے قبضہ شمشیر جوڑنے لگے ہر طرف ہی ہنگامہ تھا کہ لڑیں بھڑیں نام
 کریں عیوق اُدھر مجھ پر ہا ہر جب نقیب ہتھے عیوق نے گینڈا نکالا میدان میں آکر نعرہ کیا کہ کہاں ہیں نبیرہ حمزہ
 مقابلے میں مابہر دولت کے آئیں تو حال سلوم ہو کر شب کو جو اس مقام پر آئے تو صبح دیکھتا ہے ایرج
 سے کہا کہ دو دن آپ اسی مقام پر قیام کیجئے میں جا کر حال لوح دریافت کروں صبح دیکھتا اس تلاش میں
 چلی گئیں یہاں جب عیوق نے نعرہ کیا ایرج لہو جوان نے مرکب عربی بڑھایا کرہ بن اشقر ہمارا ہرادر مرکب
 پر سوار ہوئے مقابلے میں عیوق کے آئے عیوق نے جو جمال جہان آرا دیکھا حیران ہو گیا کہا کہ اے شہر مار مجھے
 آپ کے شباب پر ترس آتا ہر اس وقت میں آپ نے کیوں قصد کیا میں نے جس سے مقابلہ کیا اُسکو مارا اگر آپ
 میرے ہاتھ سے مارے گئے بڑا قلع ہو گا ایرج نے کہا کہ کیوں غرور کی باتیں کرتا ہر یہ میدان کا رزار ہر زبان تیغ سے
 سوال و جواب ہر زبان کلام ہونا مناسب نہیں مگر عیوق سمجھا رہا ہر جب ایرج نے نہانا کہا کہ اے
 جوان میں ناچار ہوں مجبوری سے تجھے مقابلہ کرتا ہوں حربہ تو کر لے کہ تیرے دل میں حوصلہ نہ رہے
 ایرج نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہیں جب تیرے حربے پروردگار بچا یگا تب ہم بھی حربہ کرینگے اُسے خبردار
 خبردار کہ کے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے
 ہیں کس زور و شور سے نیزہ چل رہا ہر سب طرف سے صدائے احسنت و آفرین بلند عین گرمی جنگ ہر کہ سحر
 سے جھٹکے کی آواز آئی کہ جسکی صدائے گوش گردون کر ہو سب نے دیکھا کہ ایک دیوانہ ثرولیدہ موکر میں
 لنگر بندھا ہوا ایک زنجیر پائون میں اُسکو کھینچتا ہوا آتا ہر بال قلیلہ قلیلہ چھوٹے ہوئے کمر سے نیچے تک ایک چوہہ
 گران سنگ آہنی کسی ہزار من کی اُسکو چرخ دیتا ہوا چکارتا ہوا کہ اُدھر اُدھر جہان مابہر دولت رہتے ہیں تم
 یہاں مقابلہ کر رہے ہو مثل برق جھپٹ کر آیا اس جلدی میں چوہہ بدست لگائی کہ ایرج تو مصروف نیزہ بازی تھے
 چوہہ بدست اُسکی چل گئی ہر چند کہ ایرج نے چاہا بچون چرب پڑی شانہ جھول گیا بایان ہاتھ مارا گھوڑے کے سر پر
 چوہہ بدست آئی گھوڑے کا سر چٹا ایرج اُس حال میں گرے پائون زیر شکم مرکب و باشا ہزادہ بیہوش ہو گیا عیوق
 کو تاب نہ آئی ڈانٹا کہ ادھیایا تو نے کیا کیا میرے عشوق کو مارا دیوانے بیہوش نے وہی چوہہ بدست سر عیوق کے
 مار دی عیوق مع گینڈے پراٹھا ہوئے رہ گیا اس ضرب دست کو دیکھ کر سب تنفر گئے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ اس کے
 مقابلے میں جائے دیوانے نے ایرج کو اٹھایا اسی طرح جھومتا ہوا طرف اپنے بیٹے کے روانہ ہوا شاہ پور بھی
 چلا کر چھپتا ہوا جاتا ہر جنگل میں آکر دیوانے نے ایک چنچ ماری کسی سولازم اسکے دوڑے ہوئے آئے کہا کہ اس

جوان کو جو علاج کرو جب صحت پائیگا اسکو اپنا رفیق بنائیگے لازموں نے ایرج نو جوان کو ہاتھوں ہاتھ لیا کنارے لاکر مرہم ٹپکی ایک مکان میں فرش بچا دیا علاج میں مصروف ہوئے سرشار دیوانہ ہر روز اپنے ملازموں سے پوچھتا ہر کہ اس جوان نے صحت پائی لازم روز عرض کرتے ہیں کہ حضور اب وہ جوان اٹھنے لگا ہے اب جلد صحت پائیگا تھنائے گا ایک ہفتہ ایرج نو جوان کو اس مقام پر گذرا ہر سرشار دیوانے کو اپنے زور و طاقت پر سہ گھنٹہ ہر کہ ایرج نو جوان کو مسلسل و مطلق بھی نہیں کیا شاہزادہ اسی طرح اس مکان میں بیٹھا رہتا ہر پہلو میں اس مکان کے ایک قفسہ بند ہر کہ دو پہر رات گئے ایرج نو جوان کی آنکھ کھل گئی شاہزادہ اپنے حال پر دیا بے اختیار یہ اشعار عبرت آتا زبان سے نکل گئے نظم

نماند دولت دارا و حشمت بہمن
نماند فضل ماندہ باغ نہ مردماند زن
نماند گل بماند نہ لبیل نہ سبزہ و نہ چمن
نماند جہاں و غافل زویل و تردا من
نماند قوت جسم و نمساند طاقت تن
زور و درنج و محن گشت در جہان امین
علاقہ دار بحق لا تحف و لا تحزن
ز چار سمت برین خانہ بند کن روزن
ز زوق و شوق الہی تماش کن سوزن
کہ نیست جاے قیام تو اندرین مسکن
بدار در دل غمگین خود غم دشمن

نماند رستم و اسفندیار و دین تن
نماند پیرو جوان و نماند خرد و کلان
نماند وقت خسران و نماند فصل بہار
نماند عابد و زراہد شریف و نیکو کار
نماند ہمت باز دے زور سر نہج
ہر آنکہ بندہ حق شد شد از بالا آزاد
ز ہر غفلت و ہر رشتہ بے تعلق شو
مدہ بخاطر خود دخل حرص دنیا را
قبائے عشق و محبت بقدموزون دوز
بہ بند رخت سفر زین سراے فانی دہر
بدوستان صفا کیش دوست شو ہندی

شاہزادہ بقرار ہو رہا ہر کہ دیکھا کوئی سے ایک سیاہ پوش بندہ لیٹے کند اترنا چلا آتا ہر جب زمین پر آیا اُٹھنے کند ہاتھ سے رکھدی ایرج نے اپنی آنکھیں بند کر لیں وہ برقع پوش قریب آیا سر ایرج کا اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکائے عارض پر ایرج نے آنسو گرے ایرج نے آنکھیں کھولیں دیکھا کہ ایک نازنین ماہ پیکر نیک سرشت فخر جو بہشت گلزار ماہ رخسار کبک رفتار شیریں گفتار سینے پر بھار مار پستان موسے میان حسن میں جمیال ابرو در شک ہلال عارض النور ماہ آسمان کمال ناز وادامثل

کنیزان کترین دست بستہ ہمراہ ایرج کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا پوچھا کہ ایراہ رخسار کیونکر بیان آئے گا
اتفاق ہوا آپ کا نام نامی داسم گرامی کیا ہے اس نازنین نے رخسار جھکا لیا کہا صاحب مجھ سوختہ بخت کا کیا
نام پوچھتے ہو میں سرشار دیوانے کی دختر لبذا ختر ہوں نام میرا تمکین شیریں کلام ہے جس دن وہ آپ کو
لیکڑیا مجھ سوختہ بخت نے دیکھا بقرار ہوئی بر محی عشق کی دل کے پار ہوئی نظم

یہ جامہ قطع ہر ترے اندام کے لیے
لے جنوں نے جامہ احرام کے لیے
حاجت قصور کی نہیں الزام کے لیے
آغاز ہی میں روتے تھے انجام کے لیے
اک دن شکست فاش ہو بدام کے لیے
ہو گا سفید صبح ہر شام کے لیے
وہ نان کے لیے مرے یہ نام کے لیے
اس قصریار بوسے لب بام کے لیے
پیدا کیے ہیں کشمکش دام کے لیے
خلوت سراے خاص نہیں عام کے لیے
جو صبح کو لے نہ رہے شام کے لیے

ناز واداہر تجھے دل آرام کے لیے
وحشت میں کہنے کو جو گیا کوئے یار سے
عاشق ہوں ہر طرح سے گنہگار ہوں ترا
طفلی کے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ
اچھا نہیں مقابلہ اس چشم شوخ سے
ہر چند اپنا نامہ عصیان سیاہ ہو
نامرد اور مرد میں اتنا ہی فرق ہے
مثل کند اپنی رسائی ہوئی اگر
رکھو اے زلفین یار نے لاکھوں ہی مرغ دل
دل میں سوائے یار جگہ ہونہ غیر کی
آتش جو چاہے پاسے توکل کو محکم کی

کیا اپنی کیفیت عرض کروں آپ کی غربت کا بھی خیال ہے کیوں صاحب یہ کیا نادانی تھی کہ ایسے زبردست
دیوانے سے مقابلہ کیا کہ اس حوالی میں جب قدر پہلوان تھے سب کو اسنے مٹایا کوئی پہلوان اس حوالی
میں باقی نہ رہا ایرج نے کہا کہ میں تو عیوق سے لڑ رہا تھا یہ زبردستی جا پڑا غفلت میں ہاتھ مارا اور نہ
اس دیوانے کو ہوشیار کر دیتا ستارہ سحری آسمان پر چمک چکا ہے نگہبانوں نے جو دوسرے کی آواز سنی
دروازے سے دیکھا کہ مٹی پہلوان دوران کی ایرج سے باتیں کر رہی ہے ڈر کے مارے کانپ گئے
آپس میں کلام کیا کہ یار و اگر دیوانہ سن پائیگا سب کو مار ڈالے گا ایک کو زندہ نہ چھوڑے گا ایک نے کہا کہ
میں جا کر اطلاع کرتا ہوں ہم تو جرم سے بری ہو جائیں ایک شخص دوڑا ہوا پاس سرشار دیوانے لے پونچا دیوانہ
اُدھر شلنگیں لگا رہا ہے گویا کثرت کا وقت ہے پہاڑ کے تپڑاٹھا اٹھا کے پھینک رہا ہے جو بدست ہلا ہلا کے

درختوں کو گرا رہا ہے جس درخت پر چو بدست مار دی پرزے پرزے کر دیا کبھی پہاڑ پر چو بدستین مارتا ہے پہاڑ ٹھہرا جاتا ہے
وہ شخص جا کر اتھ بانہ حکم کھڑا ہوا کہا کہ میان دیوانے صاحب آپ کی بیٹی گنہگار سے باتیں کر رہی ہے ہم کچھ نہ کہہ سکے
اطلاع کرنے آئے ہیں یہ سنستے ہی دیوانے کو غصہ آیا اس شخص کو ایک چو بدست ماری کہ ہمارے سامنے ایسی بات
بے ادبی کی کہتا ہے وہ تو پراٹھا ہو کر رہ گیا دیوانہ چو بدست لیکر چلا کہتا ہوا کہ میرا تو یہ ارادہ تھا کہ اس آقاے سرخ
کو اپنا رفیق بناؤں سر پر مکان بنائے اس میں بیجاؤنگا لیے لیے پھر ونگا سنے نرنگ پر نگاہ ڈالی بیجا باتیں کر رہا ہے
میان ایرج باتیں کر رہے ہیں نکمیں شیریں کلام سے کہ زنجیر کے جھٹانے کی آواز آئی دہن سے نعرہ کیا کہ آقا
سرخ باہر تو نکل نرنگ کو لیکر بیٹھا ہے یہ آواز جو ملک نے سنی تھرا گئی کہا لو صاحب غضب ہوا ایرج نے کہا کہ آنے دو
آج اس دیوانے کو ہوشیار کر دو ننگا ملکہ رونے لگی ایرج نے دروازہ کھولا یا اور ملک کے گلے میں ہاتھ ڈال کر
ایک بوسہ لیا اتو دیوانہ بہت مچھلایا ایرج جست کر کے باہر آئے دیوانے نے چو بدست کو جرخ دیکر ہاتھ لگا یا
ایرج نے خالی دی ملک زار زار رو رہی ہیں پٹ پر ہاتھ رکھے دیکھ رہی ہیں چو بدست جو زمین پر پڑی تھی گرد بلند
ہوا دیہ لسنے آواز دی زوم دپست کر دم مارا اور کام تمام کیا ایرج نے پہلو پر سے آواز دی کہ اوجھیا کسے مارا
میں موجود ہوں دیوانہ لپٹ پڑا چو بدست پھینک کر ایک جنگل مارا کہ سیرا میں ایرج مع گوشت دپست نوچ کے لے گیا
ایرج کے زخم سے خون جاری ہوا ایرج نے لپک کر ایک طمانچہ مارا ترلے کی آواز ہوئی دیوانے نے جرخ کھایا
لپٹ پڑا ایرج کے کشتی ہونے لگی دیوانے نے شانے پر ایرج کے ایک چکت مارا بوٹے کا بوٹا کاٹ کے لے گیا ایرج نے
ایک گھوٹنا مارا منہ سے بوٹی نکل پڑی دیوانہ کانپ گیا اشارہ کرتا ہے کہ اب نہ کاٹو ننگا کشتی لڑ رہا ہے ملک بے قرار
کشتی ہو رہی ہے پر پھر کامل کشتی ہوئی آخر ایرج نے اُکھیر کر مارا چاروں شانے چت کو دکر چھاتی پر سوار ہوئے
دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہتا ہے کہ آقاے سرخ خواب میں بڑے آقا آئے تھے آپ کی صورت دکھائے تھے آپ کا
نام نامی کیا ہے آپ صاحبقران کے پوتے ہیں ایرج نے بزرگوں کا نام بتایا دیوانہ تمدن پر گرا کہا کہ آقا
میں مسلمان ہوتا ہوں ایرج نے کلمہ پڑھایا دیوانے نے دوڑ کر بیٹی کو کاغذ پر سوار کر لیا شلنگین لگانے لگا کہتا ہے کہ
ای نرنگ تیری وجہ سے مجھے دولت ایمان ملی تو نے خوب نین مٹا کی آقا کو کہاں دیکھا تھا وہ بیچاری کیا بولے سر جھکا
چپ ہوا ایرج نے جھپٹ کر ہاتھ پکڑا کہا کہ او دیوانے بس مکان پر بچل دیوانے نے کہا کہ آقا اس نرنگ کو آنکھوں کے
اندر رکھو ننگا تو نے اسے سرفراز کیا میں اس کا غلام ہوں اور میں تجھے ابھی زیر نہیں ہوا میرا پانچون پھیل گیا گر پڑا ایرج نے
ملکہ کو کاغذ سے اتار لیا دیوانہ لپٹ گیا ایرج نے پھر اُکھیر کر مارا چھاتی پر سوار ہو کر انوسے دبایا دیوانہ بولا کہ آقا

میرے سینے میں درد ہوتا ہوا اب بھی میرا دل نہیں بھرا تو کیا کر دیتا ہوں کہ میں گر پڑتا ہوں ایرج نے کہا پھر آئیے سات
 مرتبہ ایرج نے زیر کیا اب دیوانہ راضی ہوا ایرج کو ساتھ لیکر چلا راہ میں جو رو کا نڈار ملا کہا سجائی خوشی کرو ہم آقا کے
 شریک ہو سہ آج ہکو بڑی خوشی اور مکان کھولا فرش مشیر بچایا ہاتھ باندھا سانس ایرج کے کھڑا ہوا خوشامدین
 کر رہا ہوا اپنے سانس پر لگا جو پڑی اگر منہ لگا ایک چوبست سانس پر باروی عکس کو کچھ تاثر نہ ہو چوبست پسنگ
 زمین سے لپٹ گیا ایرج ہاں ہاں کرتے ہیں کہتے ہیں اور دیوانہ نے بھول بخت برگشتہ مقول یہ کیا کرنا دیوانہ
 کہتا ہوا قایہ دشمن میرا بچا نہیں چھوڑنا ایرج نے کہا تم چھوڑ دو ہم ایک مار ڈالیں گے جیسے ہی دیوانہ اٹھا ایرج نے
 دیوانے کو دھوپ سے ہٹا کر سانس میں لے آئے اب دیوانے نے دیکھا تو کوئی نہ معلوم ہوا کہا آقا یہ کہاں گیا ایرج
 نے کہا کہ جہنم سے مار ڈالا دیوانہ مبت خوش ہوا کہا آقا یہ دشمن رات دن ستاتا تھا یہ بتیں کہ لاکھ کج کو مسند بچایا
 نوکر دن سے کنا خوشیاں کروا قاسم سرخ آئے ہیں ملک نمکین شیرین کلام کو پردے میں داخل کیا ایرج نے
 کہا کچھ ٹوپیوں کچھ لباس ہر سکتے ہیں دیرانے نے کہا کہ آقا سب کچھ ہر سکتا ہے بہت سی کو ٹھہریان بندہ میں کسی میں غور
 کسی میں بیلدار و تہذیب و غیرہ بندہ میں کسی میں کسبیاں بندہ میں وہ سب ایرج سے فریاد کرنے لگے کہ مکناسی بند کیا ہی
 ایرج نے کہا کیوں بھئی یہ کیا حرکت ہر زمیندار نے اگر عرض کی دیوانہ جب گالوں میں آتا ہوں سب کو جا کر زبردستی
 پکڑ لاتا ہوں کام لیکر کوٹھری میں بند کر دیتا ہوں دیوانے نے کہا آقا میں مزدوری دینی دیتا ہوں جہاں انھوں نے
 مجھے آتے دیکھا بھاگ جاتے ہیں اس واسطے قید کر رکھتا ہوں سب نے کہا ہم اب کبھی نہ بھاگیں گے ایرج نے سب کو
 رہا کیا ایرج نے گانے کا حکم کیا ناچ ہونے لگا دیوانے نے ایرج کے ساتھ اپنی بیٹی کا عقد کیا کئی دن تک
 دعوت و ضیافت رہی اب کئی دن کے ایرج نے کہا اب ہم رخصت ہونگے نہیں معلوم ساروق پر کیا گزری دیوانے
 نے کہا آقا میں بھی ساتھ چلوں گا ایرج اشرار دیوانے کو ساتھ لیکر معائنہ نمکین شیرین کلام کج کر کے چلے گئے
 عیوق جو مارا گیا اسکے ساتھ کے چند کس خدمت میں شاہ طلمس کی پہونچے تمام کیفیت بیان کی کاؤس اور ملک نشین
 نے جھلا کر مستحق مبادو کو حکم دیا کہ تم اپنے تئیں جلد پہونچاؤ شکر ایرج کو جا کر تباہ کروا اگر ایرج مل جائے تو شکر
 یا نہ حکم لاؤ مستحق مبادو بارہ ہزار جا دو کروں کو ساتھ لیکر چلا ساروق سے آکر ملاقات کی ساروق نے
 کہا میں خود راہ دیکھتا کہ طبل جنگی بجا کر مقابلہ کروں آپ آگئے اور بہتر ہو گیا یہ کس خیل جنگی بجا یا آقا بتیج زبان
 کو خبر پہونچی اسنے بھی طبل جنگی بجا یا اور نون لشکر ان میں رات بھر نیا زبان برہمن مچ کو دو نون لشکر میدان کا رزار میں
 آئے مستحق کا قصد یہ کہ میں غیر سامر نیک نام پیدا کروں گیتہ سے کوٹھار کر میدان میں آیا پکار کے آواز دی

جیسے تمام گ کی ہو کئے آفتاب تیغزن نے چاٹا نکون کہ سحر اسے گردازی ایرج نوجوان سے اشرار دیوانے کے
 اگر پہونچے صفین درست ہونے لگیں مستحق نے جو دوسری آواز دی ایرج نے مرکب ہمیں کیا آسمان پر برق چمکی صبح لکشا
 اگر پہونچیں مگر حیران و پریشان مقام لوح کو دیران دکھا حیران کہ یہ کیا ہوا اب مستحق لکشا رہا ایرج اس کے مقابلے
 میں جایا ہی چاہتے ہیں وہیں سے آواز دی کہ اشرار زائل فرمائیے یہ ساحر ہوا ایرج رُکے صبح و لکشا نے آکر مقابلہ
 کیا آپس میں سحر ہونے لگے مستحق و حیران تک ہوا ایک مرتبہ ملکہ صبح و لکشا نے کار و سحر جھول سے نکالی مستحق کے
 سینے پر پہنچ ماری مستحق کے سینے کو توڑ کر پا گزری جب یہ مرکز گرا صبح و لکشا نے پکار کر آواز دی اوسا روق اور کسی کو بھیج
 ورنہ اگر اطاعت کر ساروق نے دکھا اشرار دیرا نہ مثل چاکران کمترین کے ساتھ آیا ہر سحر طاعت کچھ نہ بن پڑا کے
 شریک ہو اکلہ پڑھ کر مسلمان ہوا مگر دل میں بغاوت ہو کہ ملکر ان لوگوں کو ماروں کہ حال اکلہ لکھا جا گیا ایرج ان
 سب کو ساتھ لیکر نوبت نفا سے جاتے ہوئے پتے آکر داخل بارگاہ ہوئے ملکہ صبح و لکشا بھی آکر ٹھہر گئے کما اور
 شہر یارین تلاش لوح میں گئی تھی عجب معرکہ دکھا مقام لوح ویران پڑا ہوا ہاں کسی کا نشان بھی نہیں شاید لوح
 طلسم کشا کو ملگنی ایرج نے کہا پڑو گا رمالک ہو کسی طرح مل ہی جائیگی اب طرٹ بادشاہ طلسم کے کوچ کر و صبح و لکشا
 نے کہا راتے بند ہیں اگر لوح پاس ہوتی تو راستہ ملتا اس راہ پر جاناد شوار ہر ساروق نے کہا میں راتے جاؤ لکشا
 صبح و لکشا نے ہر چند منع کیا ایرج نے نہ مانا کوچ کر کے چلے صبح و لکشا نے دکھا کہ ایک محافظ زمین بھی ساتھ ہی
 حیران ہو میں کہ اس میں کون ہو لوگوں سے دریافت ہو کیا معلوم ہوا کہ نمکین شیرین کلام صرٹی دیوانے کی شانہ و پر کے
 ساتھ اسکا عقد ہوا صبح و لکشا کو بہت ناگوار ہوا خیال تھا کہ ہم ہی خدمت میں رہینگے اور یہ بھی دکھا کہ ایرج راتے
 خیمے میں نمکین کے جا کر رام کرتے ہیں راتوں کو صبح و لکشا کو نیند نہیں آتی جب خیال آتا ہو کہ مشوق پہلو سے خیرین
 بیٹھا ہو گا ٹپ جاتی ہو بہت گھبراتی ہو ایک دن ایرج دربار میں جگہ فرما میں باتیں ہو رہی ہیں یہی صلاح ہو کہ
 جلد تا بہ قلعہ کا وسیہ پہونچیں صبح و لکشا نگاہ بجا کر انٹھی غرق زمین ہو کر چلی کچھ سحر بناتی ہوئی جاتی رہی ہر کلمہ پڑی فول ہو
 کہ اپنی سوت کو مٹاؤں اپنے کو بظاہر گردان یہ سوچ کر قریب خیمہ نمکین شیرین کلام نکلی جھپکڑ دکھا کہ نمکین شیرین کلام
 سجاری کپڑے پہنتے بھی ہو پھر غرق زمین ہو گئی ملکہ نمکین شیرین کلام منہی ہیں کہ دکھا زمین سے ایک طائر سیاہ فام نکلا
 اسنے منہ سے شعلہ آتش چھوڑے چند کنیرین جلیں باقی ملکہ کو چھوڑ کر بھاگیں ملکہ نے چاہا میں بھی اٹھ کر بھاگوں طائر نے ایک
 بجنج ماری ملکہ کو لکڑا کر گرین طائر نے کر میں بچو دیا لے آڑا آسمان پر جا کر غائب ہو گیا کنیرین فریاد کرتی ہوئی خدمت ایرج
 میں آئیں سب کیفیت بیان کی کہ ایک طائر ملکہ کو اٹھا کر لگیا ایرج نے گھبرا کر کہا کہ صبح و لکشا کو ملاؤ لوگ ڈھونڈھنے لگے

صبح دلکشا کو راہ میں پایا سب حال بیان کیا صبح دلکشا نے کہا یہ کام تو کسی ساحر کا ہو گا کہ جس نے ہوتی رہا زمین زمین کچا
ایرج کا عجیب حال ہو گریان و نالان حیران و پریشان صبح دلکشا کو دیکھ کر کہہ دینے لگا کہ اسے کیا اور شہر پار یہ کام کسی
جادوگر کا ہو کثیر تلاش کر لی سپلو میں ایرج کے آکر نہیں سمجھاتی جاتی ہیں ایرج نہایت بے قرار ہیں ہر مرتبہ رادہ
کرتے ہیں کہ گریبان چاک کر دوں طرف صحر کے نکل جاؤں سب سردار گھیرے بیٹھے ہیں بے ہوش تھک رہے ہیں سردار
قدموں سے لپٹ جاتے ہیں کہ ادا نہ گوارا ہے معشوق سے ملاقات ہو گی ایرج فرماتے ہیں میں دل کو کیا کر سکوں
کبھی ٹھنڈی سانس لھینے میں فرماتے ہیں اب تو میری کیفیت ہر سودا ہون کی سی حقیقت ہر لحظہ

دشت نے ہین جبکہ گلستان سے نکالا
کالی ہوئی شوخی سے تیرے ہاتھ کی ہڈی
سوزن نے کیا خار کھنڈ پاسے جو باہر
باتین نشین امتد کی مشتاق سے تھے جیسے
بھپکی نہ دم قتل جو قاتل سے مری آنکھ
گردن مری اور دست جنوں تو نے ٹھیکائی
دشت نے کیا خانہ نخبیر سے باہر
مستی کا مہین رنگ لب یار کے اوپر
دیوانہ ہوا دیکھ کے پر یوں کی ادائیں
نالان رہے ہم کو یہ محبوب سے آتش

غیرت سے تھم چکر نہ بیان سے نکالا
یہ رنگ سیا چہرہ مردان سے نکالا
گویا کہ وہ گل میر سے گریبان سے نکالا
مطلب جو کچھ اپنا تھا وہ قرآن سے نکالا
کھنڈ کے مجھے گنج شہیدان سے نکالا
آزاد کیا بند گریبان سے نکالا
صحر کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا
ظلمت نے ہر سر چہرہ حیوان سے نکالا
دشت نے مجھے ملک سلیمان سے نکالا
بیل نے سجاد اپنا گلستان سے نکالا

صبح دلکشا نے عرض کی کہ حضور اپنے کو پریشان نہ کریں کثیر کی ابھی جاتی ہر دم بھرمین پتہ لگا کے آئیگی ایرج
نے فرمایا خدا کو اختیار ہو ساروق نے ایک عرضی بادشاہ ملسم کو لکھی کہ ام شہنشاہ میرے قلعے تک عیوق
آیا تھا ایرج نے سب کو قتل کیا غلام بخون جان ایرج کے ساتھ ہر نالان مقدم پر لشکر فرکش دیر جان بوم صبح دلکشا تھ
کرتا ہوا آتا ہوا اگر یہ دونوں ایک مقام پر ہونگے تو بہت سرکار کو انتشار ہو گا لہذا روکنا اسکا اسی مقام پر بہتر ہے ایرج
اپنے وزیر سے حکم دیا کہ تم کوہ و بیان پر جاؤ جا کر آؤ دینا ام منظور نظر سامری و جمشید تلو بادشاہ نے یاد فرمایا ہر
ایک جادوگر تمہارے سامنے آئیگا یہ نامہ ہمارا اسکو دینا چھوڑ دو تلو جواب دے بموجب اس کے کام کرنا وہ ساحر کوہ
ویران پر گیا اسی طرح آواز دی پہاڑ شق ہوا ایک ساحر قوی تن قوی من سیہ فام بد انجام اگر نامہ ہوا سامنے آیا

اسنے وہ نامہ دیا اس ساحر نے پڑھ کر قفقہ مارا خوب ہنس اسی وقت ایک آواز دی کہ کوئی نہ سمجھا کچھ آواز نکلا
 ہو سے پھر اسنے ایک آواز دی اسے جلد حاضر ہو حکم شہنشاہی نافذ ہوا ہو کہ برائے مقابلہ مسلمانان چنا چاہیے
 اب ہر گشت سے دشمن دشمن بیٹ بیٹ ہزار جادو گر پیدا ہو سے بارگاہین اثر دران آتش نشان پر بار ساحر اسباب
 سحر سے درست چالاک و چست تھوڑے ہی عرصے میں ڈیڑھ لاکھ ساحر و کاشکار جمع ہو گیا وہ ساحر و سحر
 ویران صحرا نشین فوراً ایک اثر و مسبب پر سوار ہوا برائے مقابلہ ایرج و جوان چلا ملک صبح و لکشا نے ہر ملک
 کو ایک طائر بن کر بارگاہ سے اٹھایا ایک درہ کوہ میں لا کر رکھا منظور ہو کہ یہ نازنین تڑپ تڑپ کر مر جائے لیکن ایرج
 کو جو زیادہ پریشان پایا کھبر آئین کہ ایسا منوشا ہندوہ اپنے کو ہلاک کرے اب اسی درہ کوہ میں آئی ملک کو ہوشیار
 کیا کچھ کھانا پانی کھلایا کھانا و ملک عالم آپ کو ایک ساحر عاشق ہو کر بیان اٹھالایا جو میں تلاش کرتی ہوئی پہنچ
 پہنچی اسنے سحر کر دیا جو ہے اسنے مارے میں آپ کو لیکر نکل نہیں سکتی نہیں مدد کیا آفت برپا ہوگی اگر میں بھی خیر ہو جاؤں
 تو عجب نہیں میں بڑی سختی سے یہاں تک پہنچی ہوں ملک نے کہا تجھیں اختیار ہو لئے ایک قفس میں بند کر کے ملک کو لے گا
 کہا میں پھر حاضر ہوئی ایسا ہندوہ ساحر آجائے تو کھل کر نکل نکلی ہوگا ملک کو تو یہ دم دیکر صبح و لکشا اٹھ آئی ایرج
 سے آکر کہا حضور میں نے پتہ لگایا ہر آپ نہ گھبرائیں دو ایک دن میں لے آؤنگی چاہتی ہو کہ وہ ہلاک ہو جائے
 لیکن ویران صحرا نشین نزلین طو کرتا ہوا قریب اسی کوہ کے پہنچا لشکر اترنے لگا خود ویران شہنشاہ پھر تاج
 ارکان میں آوازی کی کوئی مصیبت زدہ آفت کا مارا مجھ پر اپنے عاشق صادق سے دور ملک ملک کے یہ اشعار

بعد سود و گداز پڑھ رہا ہوا شاعر

اندھاری رات میں نہیں حاجت چراغ کی
 رنگین مرے ہم سے ہو مقدار زارغ کی
 کرتی ہو کام خاک گہی عالی دماغ کی
 ہمت کے آگے پست ہو دیوار باغ کی
 لاسے کو کیا خبر نہیں ہو چار دماغ کی
 مسند کی کٹی ہو گئی دیوار باغ کی
 ہوش سوختہ اسی چشم و چراغ کی
 غما ہوا سپہ دور میں گردش باغ کی

اقتدری روشنی مرے سینے کے داغ کی
 محبت سیہ نے کام کیا بھد مرگے بھی
 ظاہر ہوا مجھے یہ بلند ہو سروسے
 سوتا رستے بند کر سے باغبان تو کیا
 رخ کیا ملا لیکار رخ رنگین بار سے
 ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہو سبزی
 جلتی ہو شوق آتش رخسار یار میں
 پاتے نہیں زمانے میں آتش خوشی کا نام

ویران صحرائشین نے جیہ صدائے دردناک سنی بقرار ہو کر اندر درہ کوہ کے آیا دیکھا ایک قفس آہنی میں ایک نازنین
 حسین ملک ملک کے روضہ ہی پر یہ دیکھنے ہی عاشق ہوا قریب قفس کے نہلتا ہوا آیا کیا کیوں ادھل گزر خوبی طاری
 ماہ آسمان محبوبی کسے نہج کو اس بلا میں مبتلا کیا مجھے تو حال بیان کیجیے اس شخص کو خاک میں ملا دون مشیر سلطنت
 طلسم کا توسیہ سے ہون براے گرفتاری مسلمان چلا ہون ملک نے اپنا منہ چھپا لیا بے اختیار روئے لگی کما اور شخص
 تو نامحرم ہر میرے پاس سے ہنجار میں کیا اپنا حال بیان کروں میری کیفیت لائق سننے کے نہیں ہر ملک گرفتار دیکھ
 آزار بیور و ناچار نہ مونس نہ غما میں تیرے ہاتھ سے اپنی رہائی نہیں چاہتی یا تو قضا لیکر اس مقام پر آئی ہو
 یا شاید تقدیر میں رہائی ہو ویران صحرائشین عاشق ہو چکا ہو چاہتا ہو کہ ضبط کروں لیکن دامن صبر و شست استقلال سے
 چھوٹا جاتا ہو ملک نے جو بے رخی سے یہ باتیں کہیں بلکہ اسکا سامنے چلا آنا گوار ہوا ہر مرتبہ سچی فرماتی ہیں کہ تو سامنے
 سے ہجرا سے کہا کہ وہ جان جہان اگر چھوڑ کر جاؤ لگا زندہ نہ رہو لگا جان تمہارے ساتھ ہو ملک نے کہا اس شخص
 کیا زبردستی کی باتیں کرنا ہو ایک ہاتھ تھرا کا مارو سے کہ ہمارے دو ٹکڑے ہوں یہ باتیں تیری سنی نہیں جاتیں قتل کا
 تمہیکو اختیار ہو جسے خون اپنا بھل کیا بار سر سے اتار دے ینکر ویران صحرائشین کو بہت غصہ آیا قفس اتار لیا چند
 ملک نے غل چا پائے نہ سنا قفس کو اپنے دان میں چھپائے ہوئے اپنے لشکر میں آیا بارگاہ میں جا کر قفس لٹکایا
 اسی وقت وہاں سے کوچ کر کے روانہ ہو گیا یہاں ایرج نوجوان پریشان ہن صبح دلکش سمجھاتی ہو حضور نہ
 گھبراہٹ میں ملک کو ڈھونڈھ کر لاؤنگی ایرج خاموش ہو رہے ہیں بیٹھے ہو سے ہیں پردہ بارگاہ کا اٹھا ہوا ہر شاہ پور
 کس بال کر باہر جب صبح دلکشا نے بہت سمجھا یا اور اٹھ کر باہر گئی شاہ پور نے کہا اس شہر بار میری غل میں آتا ہو کہ
 یہ فعل صبح دلکشا کا ہو یہ باتیں کر رہے ہیں کہ صحر سے گرداڑی ویران صحرائشین بچیت کثیر آکر ہو نیا مقابلے
 میں شاہزادہ ایرج کے اترا شاہ پور شیر دل سے ایرج نوجوان نے کہا اس ہتھکے کو دریافت کرو میں صبح دلکشا
 ہر دباؤ ڈالوں شاہ پور اسی نے یہ حرکت کی ہو رشاک تو اسکو بہت تھا لیکن صبح دلکشا ڈھونڈھنے کو کھیلے سے اس
 درہ کوہ میں آئی قفس نہ پایا اب گھڑائی پیار جانب ڈھونڈھتا کہیں نشان ملا آخر پٹکرا اپنی بارگاہ میں آئی شاہ پور نے
 ایک کنیز کو صبح دلکشا کی بیہوش کیا کہ اسکو تقریب زیادہ تھا اسی کی شکل بنکر خیمے میں صبح دلکشا کے آیا دیکھا تو
 سر جھیکانے بیٹھی ہو دل میں سوچ رہی ہو کہ اس صبح دلکشا اب کیا کروں اب تک تو محکوم یہ گمان تھا کہ میں ملک سے
 وعدہ کر لونگی لا کر ایرج کے پاس پہونچا دونگی یہ کیا ستم ہوا کوئی درہ کوہ سے اسکو لیلیا کہ کنیز نے اگر سلام کیا کیا
 کیوں داری آج مزاج کیا ہو میں آپ کو بہت مستحیر پاتی ہوں کنیز تو غیر خواہ دولت ہو مجھے تو فرمایا کہ کیا صدر مل مارکی

کہ رنگ و تغیر آج خاصہ بھی نہیں نوش فرمایا دل تو اسکا بھرا ہوا تھا بے اختیار رو نے لگی کہا افسوس کیا کہوں
بقول شخصے خود کردہ مارمان بیست میں نمکین شیرین کلام کو آشاکر لگی تھی یہی خیالیں تھا کہ اس سے حد و چمان تو لگی
لا کر ملا دو لگی کل تک تو اسی طرح دکھوہ میں تھی آج درہ کوہ سے نفس غائب ہو گیا ایرج نے جوان نہایت بیزار ہیں
اب میں کیا کروں شاپور یہ سنکر خاموش ہو گیا سوچا کہ اگر اسوقت میں ایرج سے کلمہ کسی طرح کا اسپر ڈباؤ ڈالوں
ایسا نہو خون جان سے بھاگ جائے ساحر سے مقابلہ ہونے کو ہر ایرج اپنی بارگاہ میں آ کے بیٹھے شاپور بھی
حاضر ہوا ایرج نے فرمایا کیوں شاپور کچھ پتہ ملا شاپور نے کہا علامہ فکر کر رہا ہے عرض کر گیا ایرج نے جوان خاموش ہو
ویران صحرائشین نے بلبل خلیجی بویا ایرج کھڑ ہوئی صبح دلکشادربار میں آتے شرماتی ہوئی خوں ہو کہ اگر شاہزاد کو
معلوم ہو گیا کہ صبح دلکشاکہ کو آشاکر لگی تو بہت ناگوار ہو گا اسی فکر میں حیران رہتی ہو جب ایرج کو خبر ہوئی کہ لشکر
ویران صحرائشین میں بلبل خلیجی بجا فرمایا اے شاپور ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بلبل خلیجی بکے دونوں
لشکر دن میں تیار بیان ہونے لگے شاپور کو بڑا تردد ہو کر یہ ساحر بڑا زبردست ہو گیا کر لشکر سے نکلا اسی فکر میں ہو کہ
اس ملعون کو جا کر گرفتار کروں اپنے آقا کو اسکی بدعت سے بچاؤں پھر تہجد تا ایک بڑھیا کی شکل بنا ہوا لشکر میں
ویران صحرائشین کے آیا اسی تردد میں پھر رہا ہو کہ اپنے کوتاہ افسر ہو نچاؤں دریافت کیا معلوم ہوا کہ فلان خیمے میں
ہو اسکے دروازے پر اگر کھنکھار دیکھا خادم خد متکار کوئی اندر نہیں جاتا چوبدار کی شکل بنا ہوا تھا ایک سے پوچھا آقا کس
کام میں ہیں اُس نے بھلا کر جواب دیا جنگل سے ایک عورت کو لائے ہیں اسپر جان دیتے ہیں وہ قبول نہیں کرتی اُسی کو بیٹھے
سمجھا رہے ہیں شاپور کو خیال ہوا شاید ملک نمکین شیرین کلام کو پا گیا خدا اسکی آبرو بچائے یہ سکرانگ ہوا کہ اندر سے
آواز آئی نیرنگ خد متکار کو بھیجہ و چوبدار پکارنے لگا اُسے نیرنگ کہاں گیا شہنشاہ یا درخواتے ہیں شاپور نیرنگ
خد متکار کی شکل بنکر سامنے آیا کہا میں حاضر تھی ہوں کہا اندر جاؤ شاپور اندر آیا دیکھا ساحر تو مسرور تھا ہر سامنے نفس
ملکہ نمکین شیرین کلام کا رکھا ہر شاپور ملک کو دیکھ کر بے قرار ہو گیا جی میں کہتا ہوں کہ یہ کیا غضب ہوا ملک کہ رہی ہیں کہ تو مجھے
قتل کو ویران نے کہا بہت خوب ذرا میں مقابلہ مسلمانان سے حملت پاؤں تو تمھاری تدبیر کرو لگا ایسا سحر کروں کہ شل ہر
تمھارا بھی حال ہو شاپور نے دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو تو علامہ سمجھائے ویران نے کہا اختیار ہر شاپور نفس کو لیکر
الگ آیا کہا اے ملک عالم میں ہوں شاپور شیر دل آقا کا عجیب حال ہوا تھ پہر پی پی کو یاد کیا کرتے ہیں ملک بھی دریافت
ہوا کہ کی صبح دلکشائے یہ فساد برپا کیا ملک نے کہا اے شاپور کیا کہوں وہ ناحق کو میری دشمن ہو گئیں میں نے اُنکی
کیا خطا کی تھی شاپور نے کہا کہ جو کچھ ہو گا دیکھا جائیگا لیکن اب رہائی کی صورت ہونا چاہیے اسی جیل میں اسے قتل کر دیا

آپ ۱۰ ہون شہزاد بہت بیواہین ملک نے کہا بھیا جو مناسب جاؤ وہ کرو مگر میری عصمت پر زوال نہ آنے پائے شاپور
 نے کہا آپ اتنا کہہ دیجیے کہ میں خود بخیر پائل ہوں پھر میں سمجھ لو گا ملک نے کہا بھیا یہ تو میرے منہ سے نہ نکلیگا شاپور
 نے کہا فقط اتنا ہی کہہ دیجیے کہ جو یہ خدمتگار کہتا ہے مجھے بدل و جان منظور ملک نے کہا بھیا اچھا جو تمہاری خوشی ہو
 شاپور نفس رکھ کر ہٹا کہ اب میں گانے لکھنے کا دن قضا سے کاریزنگ خدمتگار اصلی دواڑ سے پرآباد خدمتگاروں کی
 کہاتم تو ابھی اندر گئے تھے باہر کہاں سے آئے نیزنگ جھپٹکر اندر آیا دیکھا میری شکل پر ایک خدمتگار کھڑا ہوا شاہ
 سے باتیں کر رہا ہو پکار کر آواز دی حضور یہ کوئی مجلس ساری غلام حاضر تھا اب خبر سنکر حاضر ہوا شاپور نے جو یہ حرکت
 دیکھا گھبرا گیا لیکن اب حیران ہو کر کیا کروں بڑھکر عرض کی حضور یہ کوئی مکار معلوم ہوتا ہے میری صورت بٹکرایا ہے آپ
 یہ کہتا ہوا باہر چلا میں سب کو بلا لاؤں سب گواہی دینگے کہ میں شام سے دروالت پر حاضر تھا حضور ناگاہ ہو جائینگے
 ویران صحرائشین نے کہا تو کہاں جاتا ہے شاپور نے کہا میں حاضر ہوتا ہوں میں اس مقدمے کو ابھی طرح بدبو
 سرکار ظاہر کروں کہ میں خدمتگار قدیم ہوں یہ نیا میری شکل بٹکرایا ہے ویران بان بان کرتا رہا شاپور حست کر کے باہر
 آیا کہا پار و تم سب اندر چلو مجھے ناحق بدنام کرتے ہیں میں دوکانداروں کو بلا لاؤں یہ کہتا ہوا لنگھتا سیاں نیزنگ
 پکڑے گئے پتھر ہو انہما ہاتھ دھلا یا گیا اب بخوبی ثابت ہوا کہ وہ کوئی عیار تھا ویران صحرائشین گھبرا گیا ملک کا نفس
 لٹکا دیا شاپور اس فکر میں ہو کہ اب کیونکر جاؤں بازاد میں جا کے دیکھا دوکان پر ہر ایک تاجر بیٹھا ہے شاپور نے
 ایک دوکاندار کو سلام کیا کہ تاجر صاحب آپ نے کیا کیا اسباب منگا یا ہو تاجر بیان کرنے لگا شاپور نے کہا
 ذرا کنارے چلے تو میں آپ سے بیان کروں کہ مالک کو کیا کیا چرخی ضرورت ہے یہ کہنا تاجر کو کنارے بیٹھا کہہ رہا
 تھا کہ بیہوش کیا اسی تاجر کی صورت بنکر دوکان پر آیا کچھ اسباب کشی میں لگایا طرہ دردت ویران کے چلارہا
 پرآباد خدمتگاروں سے کہا عرض کرو فلاں تاجر دروالت پر حاضر ہوا لائق پسند سرکاری اشیاء لایا ہوں خدمتگار نے
 اورویران صحرائشین سے کہا اسنے حکم دیا بلا لو شاپور اندر آیا جھک کر سلام کیا کشتی پیش کش کی ساعوان سب
 چیزوں کو دیکھنے لگا شاپور نے عرض کی کہ آج حضور نے شرب منین نوش فرمائی میں نے حضور کے واسطے
 خاص دلائی شرب منگائی ہے یہ کہہ کر ایک دھاک لالا جام لبریز کر کے کہا نوش فرمائیے ویران صحرائشین نے جام
 ہاتھ میں لیا کچھ سحر چڑھتے لگا شرب شہا بنڈاڑ گئی ملام کو شاپور نے چاہا ہٹکر بھاگوں اسنے سحر کیا شاپور کے
 پاؤں زمین نے تھام لیے ویران نے گرفتار کر دیا رنگ و روغن عیاری کا سحر کر کے اڑا دیا اب تو سہیانا گیا ویران نے
 مسلسل و طوق کر کے قید خانے میں بھیج دیا ملک نے دیکھا کہ شاپور پکڑا گیا ملک کے رونے لگے فرمائی ہیں

کہ ہماری فحش تھوڑی دیر میں اُسے دو عیاریاں کین آخر گرفتار ہوا یہ خبر ہر کارون نے ایرج سے کہی صبح وکشا
 جیتی تھی گھبرا کر اٹھیں ایرج نے کہا او ملکہ کہاں چلین کہا حضور سحر تیار کرنے جاتی ہوں میں کو جس سے مقابلہ پڑے گا
 یہ کسک رہا ہے آئی سوچا کہ ایرج وکشا اس حال میں جا گیا ایرج تیرے دشمن ہو جائیگے مقابلہ بھی ساخرزبردست ہے
 صبح کو مقابلہ پڑ گیا وہ گرفتار کر لیا یہ سوچا کس جگہ لڑے گا ایرج کے بیقرار ہو یہ تو ایک پہاڑ میں جا کر چھپی کہ اسکا
 مال لکھا جائیگا یہاں چار پہر لڑ گئے سارے سحری آسمان پر چمکا ساخرزبردین پوش ابدجوش و خروش ہو مخاند
 مغرب سے باہر آیا چرخ زبردی پر اگر شہر افوج ضیا و شمع ہمراہ دو زن لشکر میدان کارزار میں آکر پہنچے
 ویران صحرائیں میدان میں آیا پکار کر آوازی جسکو تمنارگ کی ہو وہ نکلتے ایرج نے مرکب بڑھایا ساخر نے
 ایک دو ہتھ مارا گھوڑا ہلکا می کرنے لگا ہتھیار کھینچ کر گئے اُس بیقراری میں اسنے گرفتار کر لیا اب جو گولہ بیکر شکر
 پر چلا ملا زمان ایرج نے بھی بلوہ کیا جب اسنے گولہ مارا دو چار سی سیوش ہو کر گرے چار گھڑی کے عرصے میں
 سب لشکر کو سیوش کر دیا چالیس سرداران مای چکر گرفتار کر لیے سکھو آرا بے پرو ڈالا لیکر طرف طلسم کے چلا نفس ملک کا
 بھی ساتھ جو راتوں کو جلسہ آراستہ کرتا ہر منتین خوشا بدین کیا کرتا ہو ملکہ کا وہی وتل ہو کہ توہین قتل کر ڈال
 ہم تیرا کسانہ ناشیہ ویران صحرائیں کبسا کیسا جھلاتا ہو چار منظرین طو کر کے ایک صحرائیں آکے اُترا ہر قضا کا
 شیرنگ بن عمر و کا اسطون سے گذر ہوا اسکو جو معلوم ہوا کہ ساخر ایرج کو گرفتار کیے لیے جانا ہو نہایت پریشان
 بھاگا کہ جا کر شاہزادہ نورالدین کو خبر دی کہ نورالدین ہر دباغ رنگا رنگ پر فروش تھے کہ شیرنگ آکر پہونچا تمام
 کیفیت بیان کی کہ ویران صحرائیں ایرج کو تیرہ کارون کے گرفتار کر کے لیے جاتا ہو یہ سکر نورالدین ہر قضا کا
 اسی وقت پشت مرکب پر سوار ہوئے تین ہزار جو اذن کو ساتھ لیکر طرف ویران صحرائیں کے چلے یہ اپنی بارگاہ
 میں بیٹھا ہوا ملکہ سے منتین کر رہا ہو کہ نورالدین ہر قضا کا آواز کان میں آئی گھبرا کر اسٹافٹس ملکہ کا ہی مقام پر چھوڑا
 یہ جو خبر ملی کہ طلسم کشا صاحب لوح آگیا حیران ہوا کہ کیا تدبیر کروں لکھتے ہی قزاقاں لکھوڑے پر سوار ہوا دیکھا
 نورالدین ہر قضا کا آتے ہیں ساخر وں کا بلوہ چھپے سحر کیا نورالدین ہر قضا کا کو چمکا یادہ سحر اسی ساحر کے
 سینہ پر کینہ پر پڑا توڑ کے پشت دو پار گداڑا کئی ہزار ساخر تھوڑے عرصے میں مارے گئے ویران صحرائیں ملک
 ایک سحر کر رہا ہو قریب نورالدین ہر قضا کا سینہ جانا دور سے ایسے ایسے سحر کیے کہ چند کس ہمراہ بیان نورالدین ہر قضا کا
 دیر ہو لکھا ساخر وں کا بلوہ گرا ایرج نے جو صدمے نورالدین ہر قضا کا اسی شاہ لوہاس راہی سے تو موت بہنہ کر لی
 تیرہ ہزار ہم تو بکلا سے سحر نہیں ہیں شاہ پور نے جبار کو بلایا کہا کیوں عبادار صاحب کس سے لڑائی ہو رہی ہو عبادار نے کہا

علم کشا پڑشا پور نے کہا کہ اگر ہکڑا کر دیجیے تو میں ایک بات عرض کروں ایسی تدبیر بتاؤں کہ علم کشا سے لوح
 لے لیجیے بعد اسے خوشی خوشی قید توڑی شا پور نے باتیں کرتے کرتے جواب دیا کہ بیوش کیا بیوش کر کے کنارے
 ڈال دیا آپ اسکی شکل بنکر نکلا ایرج کی قید کافی سب سزاواران کو قید سے رہا کیا سب کو سیر نکلا کہا اور شہر بار کچھ خبر
 کہ صبح و لکشا کمان گنیں ایرج نے کہا کئی دن سے اٹکا پتہ نہیں ہر شا پور نے کہا انھیں کی وجہ سے ملک پر آفت
 آئی ملک بارگاہ ویران صحرائیں میں موجود ہیں چکر ہا کر لیجیے ایرج شمشیر زنی کرتے ہوئے قریب بارگاہ آئے وقت
 وہ ہر کہ ملک نگین شیریں کلام بخید و کبیدہ رو سے عیش نادیدہ ملک ملک کے رو رہی ہیں کبھی بے اختیار
 ہو ہو کے پکارتی ہیں نظم

<p>کے ہر چھیر نیلومیر سے گرسب ہون مرے بسین اگر شہور ہوا فسانہ اپنی بت پرستی کا نہیں دم لینے کی طاقت فلک ورنہ بتا دیتے تن کا سجدہ سے اپنے میں خوش ہوں اس موقع پر قریب بواہوس نے رونما میں تیری کب جان دی نہ میں اپنا نہ دل اپنا زخم میرے نہ جان میری کہوں گر غیر سے مت مل تو کہو سے طمن سے ٹک کر ذرا سمجھو تو جان من وصال غمیر پر ہر دم اور میٹا نہ عشق تہاں اور آپ اس مومن</p>	<p>نہ دون ملے کسی معشوق اور عاشق کو بسین برہمن کیا عجب ایمان سے آدین بنارسمین کہ یہ تاثیر ہوتی ہو فغان آسمان رسین کہ الہ ان کے تیرے طرف مشرت خائے حسین وہ نوراد دہر کیا جانے طریق عشق کی رسمین ان کس کس کو ہو دے ہر مگر فریا و جلیسمین یہ کیوں اس واسطے ہم ایسے تیرے ہو گئے بسین مری جان کون ہی یہ کس کی جھوٹی کھانہ قسین یہ حضرت آگئی اکبار کیا طبع مقدسمین</p>
--	--

یہ صبا سے دروناک سنکر برج بقرار ہو گئے بارگاہ میں جا کر دیکھا ملک کو قفس میں پا با فوراً رہا کیا ایک مادیان پر سوا
 کر کے لے نکلا کہا کیوں ایر شا پور اب اس مقام پر پھنرنا مناسب نہیں ہو رہے بڑے کھل چلا اور روز بند پر چکر لگا
 ڈالوا اگر اسکو لوح طاسی میں بھی گئی تو ہم چکر بادشاہ کو قتل کرنے کے شا پور نے کہا بہت مناسب ہر ایک جانب
 لڑتے بڑتے چلے یہ خبر ہر کاروں نے ویران صحرائیں کو پہونچائی کہ قیدی چھوٹ گیا ملک کو ساتھ لے لیا ہر سنکر
 ویران صحرائیں گھبرا گیا چاہا کہ جا کر روکوں کہ سانسے سے نورالدین لڑتے بڑتے آئے ملک کو لا دیا کمان ہاتا ہو
 ویران صحرائیں لپٹ پڑا آگ برسا دی نورالدین ہرنے لوح کو چپکا یا سوا مل ہو اکی سوا اسی طرح کیے آخر تلوار پکڑ کے
 جا پڑا تلوار کا ہاتھ مارا نورالدین ہرنے تلوار کو تلوار پر روکا جھٹانے کی حد پہنچے ہوئی آٹھا دے سے ہاتھ نکال کے

روح کو چپکایا اوپر سے ہاتھ مارا ویران صحرائیں کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مارے جانا آندھی سیاہ مٹھی سنگباری
 ویرباری ہونے لگی بعد عرصہ ساز آواز آئی کشتی مرانام من ویران صحرائیں بود تمام ساحریہ صدا سنکر گھبرا گئے بھاگنے
 لگے چند ساحروں نے پکار کر آواز دی کہ الامان مضارب جاو و ورس ہزار جاو و ورس ہزار جاو و ورس ہزار جاو و ورس
 لیکر حاضر خدمت ہوا مطیع اسلام ہوا نور الدہر نے سب کو ساتھ لیا اگر بارگاہین لوہین ایرج کما کہین پتہ نہ ملا شہر
 بن عمرو نے عرض کی حضور لڑتے پھرتے نکل گئے احسان آپ کا ناگوار ہوا نور الدہر نے کہا انکو رہائی ہوئی ہمیں
 مطلب اسی امر سے تھا میان اس جادوگر کے مارے جانے سے ملازمان ایرج جو بیوش پڑے تھے ہوشیار ہوئے
 کہ ایرج آکر پہنچے اس لشکر طغرائی کو ساتھ لیکر کوچ کیا میان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بعد فتح اس
 جنگ کے اپنے مقام پر آئے روح کو ملاحظہ کیا نوشتہ بابا اولیٰ طلسم کشا جب روح طلسمی حاصل ہو مرحلے پر و قواف بن
 اشفاق بن مرقاق کے جانا چاہیے یہ مرحلہ جان طلسم کا وسیع ہے یہ ساحر نہایت مکار و خداداد ہو قدیم با قدم روح و کیمیا
 اس مرحلے پر جانیکی یہ صورت ہو کہ باغ رنگارنگ میں بیٹھ کر اسم حاشیہ روح پڑھو ایک طائر ہفت رنگ پیدا ہوگا جو اسکی
 پشت پر سوار ہو کر جاؤ نور الدہر سب سے رخصت ہوئے باغ مذکور میں آئے بیٹھ کر اسم حاشیہ روح پڑھنا شروع کیا بعد
 کھوڑے عرصے کے طائر ہفت رنگ آسمان سے پیدا ہوا زمرہ سرلی کرتا تھا اسکی زمرہ سرلی میں یہ اشعار

مغموم ہوتے تھے اشعار

تکلیف جسم بھی نہ صیاد کے لیے
 اب قید کیا جو بندہ آزاد کے لیے
 منتھو کھوڑنا پڑا ہمیں نہریاد کے لیے
 رکھ چھوڑنا مری شب فریاد کے لیے
 کیا مرے ہیں حسن خداداد کے لیے
 کچھ ہنسنے رائے عدم آباد کے لیے
 زریا ہو رشاک عاصد ناشاد کے لیے

آجائے موت بیل ناشاد کے لیے
 جاتے ہیں جیہٹن دل شوریدہ بیلچے
 حسد سکوت توڑ دیا ہم بدیا رسنے
 اچھر رخ ڈھونڈھ کر کوئی تسکین دلپذیر
 اترے فلک فلک سے حبیبوں کی دید کو
 گھبرا گیا کشاکش ہستی سے اپنا دل
 ہر رنگ میں نظیر تمہارا نہیں نسیم

یہ اشعار پڑھتا ہوا طائر زمین پر آیا نور الدہر کو صدا سے عشق آمیز طائر کی بیت پسند آئی طائر اگر سامنے بیٹھ گیا اشعار
 کرتا تھا کہ میری پشت پر سوار ہو جتے ستارے زمین پر لکھا کہ میں آپ کو مرحلے پر و قواف بن اشفاق بن مرقاق کے
 بیلچہ لگا راستہ طلسم کا جب ہی ملے گا تب یہ ساحر مارا جائیگا نور الدہر پشت پر طائر کی سوار ہوئے طائر لیکر نور الدہر کو بلے

ایک صحرا سے نہر ہزار نظر با طائر نے عرض کی اور شہر بار اس صحرا میں چل کر چند ساعت ٹھہرے میں اپنے کو آج داد سے
 سیر کروں پھر حضور کو لے چلاں نور الدین ہر ترے زیر نخل زین پوش بھجوا یا اسپر شیشیہ سیر صحرا دیکھنے لگے طائر مانتا ہوا ایک
 جانب گیا لکڑ کاؤس اور ناک نشین جنت پر بٹھا تھا کہ چند ساعت پہنچے آئے کہا حضور ویران صحرا آئین مار گیا
 کاؤس نے کہا طلمس کشا مجھ تک نہیں آسکتا بیچ میں صحرا سے مصیبت خیز ہو بھنگ بھنگ کر رہی رہیگا کہ ہن نے عرض کی
 طائر سہفت رنگ کیل جنی لاکڑاپ کے سر پر پہنچا دیکھا کہ کہیں رکنے والا ہو کیل جنی ہمیشہ سے دشمن ہوا طلمس کشا
 اصلی ملا سکورا، بنا بگا مر حاء و قواق بن اشفاق بن مرداف پر پہنچا دیکھا یہ مرحلہ فتح ہوا اور راستہ کھلا ایسی تہر
 یسبہ کیل جنی مارا جائے پھر طلمس کشا مرحلہ مذکور پر نہ پہنچ سکے گا صحرا سے مصیبت خیز میں بھنسیگا یہ لکڑ کاؤس نے
 فرمہ بھائی نکھین دیکھا سر سپٹ لیا کہا یسبہ طلمس کشا جل چکا صحرا سے مینو سوا و تاک لیا اس وقت بہان سے کوئی نہ
 کیل جنی مارا جائے طلمس کشا وہیں رہیگا گیسٹان کو نہ ملے کہ لکڑ کاؤس نے ایک ہو پشند کاؤس نے ایک
 چیخ ماری کہ اسے کوئی حاضر ہو ایک دیو سامنے آیا فرمہ کیا منم اور مخوار جا دو بادشاہ نے کہا اور آدھنجا کیل جنی
 طلمس کشا کو صحرا سے مینو سوا و تاک لایا اور خود بھی وہاں پھر رہا اور تو جا کر کیل جنی کو کھائے طلمس کشا سے منحرف ہوا
 وہ جوان دیو بند دیو کش اور یہ شکر اور مخوار چلا کیل جنی شکل طائر سہفت رنگ ایک نخل کے سائے میں کھڑا ہوا
 سچل کھار ہا جو کہ سامنے سے فرمہ ہوا منم اور مخوار طائر بھاگا اور مخوار تمام قب میں چلا نور الدین ہر شیشیہ تھے کہ دیکھا تھا
 سے طائر بھاگا ہوا چلا آتا اور پکارتا ہوا کہ اور شہر بار غلام کو بچا ہے نور الدین ہر تلوار کھینچ کر آئے فرمہ کیا اور امر دیا کیا
 ملے اور مخوار کب مانتا ہو لپک کر ایک جنگل مارا کہ طائر اسکے ہاتھ میں آیا گولی بنا کر بچا نک گیا نور الدین ہر کو نسبت ناگوار ہوا
 یہی خیال ہو کہ اس صحرا سے کون لیجا بگا کھ نے بھی خبر دی ہو کہ راہ مرحلہ مذکور میں صحرا با سے حیرت خیز و حیرت انگیز
 ہیں جست کر کے برابر دیو کے پہونچے دیو نے جنگل مارا نور الدین ہر نے کھالی پر ہاتھ ڈال کے گھونٹا مارا دیو تھرا گیا
 ایک چیخ ماری کہ او اور مزاد چھوڑ دے نور الدین ہر کو نہایت غصہ ہو دو تین گھونٹے مارے بال پکڑ کے ہلکے مارا کہ نہر میں
 سے مل گیا دیو لپٹ پڑا اور اے جسم دیو نے جسم شاہزادے کا غریب کر دیا لکڑ کشی لڑ رہے ہیں آخر کو لے پر لاد کے مارا
 چاروں شانے چت گرا چھاتی پر سوار ہو کر کہا او ملعون تو نے غصہ کیا کہ طائر کو کھا گیا اب شناخت میں خدا کی کیا کن
 ہو دیو نے کہا لاکھ جانیں میری خداوند اس الشیاطین پر شاہین تھرا کات بانین کرتا ہے سب دیو زار اسکو سجدہ کرتے
 ہیں نور الدین ہر نے غصے میں ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھ کر چرخ دیکر کہ مارا مت نہ خرے گزرتا
 کھینچی لاشہ اسکا تڑپ تڑپ کر رہا ہوا اب نور الدین ہر مجبور و ناچار ایک چشمہ آپ پر آئے دھنور کے لوح کو ملا خطم

مردم تھا کہ اگر کیل جنی مارا گیا مصیبت کا سامنا ہو صحرا سے مصیبت خیر ہول انگیز راہ میں لینگے اکلای کرنا بہت دشوار
 ہو لیکن طرف مشرق کے جاؤں سب کا مل سب مشکل آسان کر لگا نورالدین ہر سی سمت چلے مقبوضا راستہ طو کیا تھا کہ صحرا سے
 ریگستان ملا بوٹے کر کے برائے تعظیم اٹھنے لگے ہوا سے گرم چلی معلوم ہوا کہ جسم ٹھنک گیا سبز صحرا میں نہار ہوا
 کا پیاس سے عجیب حال ہوئی ریگستان طعن و تشنیع سے تھک رہی تھی اگر کوئی طائر ٹھنک کر آ گیا ریگستان میں بھینسا پھرک
 پھرک کر تمام صحرا دھوپ تھراتی ہوئی معلوم ہوتی تھی زمین ناہموار شاہزادہ شدت تپش سے مضطرب و متحیر ہوا اس
 دھوپ میں برائے تلاش آب دور دھوپ کر رہے تھے کوسوں پانی نہیں معلوم ہوتا سواے چشمہ آفتاب چشمہ
 نیاب اگر کسی مقام پر کوئی چشمہ آب ملا پانی قلیل پینے کی کیا سیل پانی کھول رہا ہے کبھی دور سے دیکھا پانی موع
 ہو مٹیاب ہو کروہان کہ پونچے دیکھا دریا سے ریگ روان ہو کر ویران و پریشان وہاں سے پٹے پسند خشک ہو گیا دھوپ
 تمام صحرا میں محیط ٹھیک در پہر کا وقت ہوا آفتاب تازت و جھار رہا ہوا سادہ تیغ سے درختوں کی ٹپٹا ہوا تمام صحرا
 تپ رہا ہوا شاہزادہ اپنی جان سے سیرا اکثر درختوں کے نیچے بیٹھا کسائے میں آرام ملے سایہ خود چاہ سے پانی کی
 کنوئیں میں اُترا ہوا کا سنا صحرا کا ویران زمین دھوپ کی مابین شاہزادہ ایک جانب بیٹھا رہا اور دوسرا کہ شاید دور جا کر
 پانی دستیاب ہوا ایک مقام پر ٹھہر کر شاہزادہ منٹھ کے بھل زمین پر گرا زمین کو مارا ہوا ہوا شاہزادہ شدت تپش سے
 بیہوش ہو گیا قضا سے کار مالک مرعلہ و قواق بن اشفاق بن مرواق کہ جو اس سرزمین کا حاکم و ناظم ہوا اس کی دختر
 بلند اختر ملک مصفا جو بہ دار اپنے قصر میں بیٹھی تھی خود بخود دیکھے بیٹھے گھبرا کر کثیر دن سے گما آج کیا ماجرا ہو کہ خود کو
 دل گھیرتا ہو گئے منٹھ کو آتا ہوا ایک طاؤس لاؤ کثیر دن نے طاؤس زندین بال حاضر کیا بحر میں طاق شہرہ آفاق
 حسن میں بے نظیر رشک ماہ منیر طاؤس پر سوار ہو کے چلی اول صحرا سے لالہ زار ملا گل لالہ کو دیکھا اور دل پر داغ
 ہوا وہاں سے پھر چلی پلٹ کے دیکھا کہ چراغ لالہ روشن داغوں سے اپنا سینہ رشک گلشن اس صحران کو ترک کیا
 دل کو آرام نہ آیا اور دھڑکن بڑھ گئی صحرا سے پر بہار میں آئی نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ گس شہل آنکھیں لڑا رہی ہیں
 سبیل بیان برائے عاشق دام بھاری ہوا سوسن صد زبان کی زبان درازی بلبلون کی بھولون سے غمازی
 ہوا کی ہوا بندھی ہوا تالی بھرتی ہو گئی نشہ بادہ سے عیش مودت سے لڑکھڑا کر گرتی ہو غنچے پلک رہے ہیں
 غنچوں کا ہنسنا کہیں مسکراتا ہوا کو ہوا پنا ناعوضہ دراز اس ملک بیان بھی ٹھہر رہی غنچہ پیر مرزا خاطر کو شگفتگی
 نہ ہوئی تسکین دل نہ ہوئی خیال میں گذرا چلو صحرا سے ریگستان کی کیفیت دیکھیں یہ سوچا کہ زمین تھوڑی دور
 چلی تھیں کہ صحرا کا ہوا سے گرم کا آيا گل سا چہرہ عجب ادا آگے بڑھیں دیکھا ریت کا دریا موج مار رہا ہے پریشان ہو کر

اور آگے بڑھیں دیکھنا چھو امین ایک ستارہ چمک رہا ہو حیران ہو کہ اس صمصام پر کیا شہر ہو اسکو دیکھنا چاہیے کچھ حرکت
 قضا منگی حاصل ہوئی ہو ابھی ٹھنڈی چلی حیران و پریشان اس مقام پر آئیں دیکھا ایک جوان رشک ماہ کنگان بیہوش
 بہ ہوش پڑا ہو چہرہ گرد آلود کوئی اٹھانے والا نہیں جھین کنتی ہو کہ اس صمصام اس مسافر پر کیا مصیبت بڑی
 کہ اس صحرا سے پرافت میں یوں آکر بیہوش ہوا آنکھوں میں آنسو بھرا گئے دل بیتاب ہو گیا آرائین طاؤس کو الگ
 ٹھہرایا آپ قریب نورالدہر کے آئین سرناز پر اٹھا کر رکھ دیا ایسا ایک سو کیا کہ ایک نخل سایہ دار پیدا ہوا اس سے
 ٹھنڈی ہو آنے لگی برتنہ بھی برساتی دھوپ اس مقام پر معلوم نہیں ہوتی آنکھوں سے اشک حسرت گرسے حیران
 ہو کہ میں کیا کروں کہ نہ کر شخص بیدار ہو لیکن اشکوں نے کام گلاب کا کیا بوسے زلف عزیزین جو داغ میں پہنچاؤتے
 کیم ٹٹنے کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولی زیر سر تکیہ زانو سے محبوب پایا دیکھا ایک نازنین خوبصورت صاحب شان
 شوکت دونوں عارض گلاب کے پھول انکھڑیاں کرکس شہل ہونٹھو میسائی میں طاق ناز و کرشمے میں شہرہ آفاق
 تھو دل جو سرور لب جو ماہ رو مہر تسلط حسن میں رشک قمر میرا حال دیکھ کر رہی ہو نورالدہر آٹھ بیٹھے ملکہ نے شہر مار
 سر جو کالیا ایک طرف رازا کی طرف نیا زاد و خوش نشاد و خوش نشا ایک دام محبت میں اسیر ایک کو شرم و ہنگام
 ایک کے کشور دل پر سلطان عشق کی چڑھائی ایک معروف رعنائی و زیبائی ہونٹھوں کی میسائی مردہ دلوں کو
 زندہ کرتی ہو چار آنکھیں جو ہون میں جانہیں سے تیر چلے تیرا سے خرمان تودہ اسے دل پر پڑ معشوق ہوئے بغل
 تو آنکھڑیاں رہن نگاہ یا رہی شمشیر ہو ہر اشارے میں ہمارے قتل کی تدبیر ہو بہ آخر نورالدہر نے
 ضبط کر کے کلاہ شہنشاہ قلیم حسن و جمال و امواہ آسمان کال اس صحرا سے دیران میں تجھ ایسی پریراد کے آنیکا
 کیونکہ اتفاق ہوا اس نازنین نے سر جھکا کر کہا آپ کا اقبال محبت کا خیال ہو کہ کشتان کشتاں میان تک لا با
 اب تو شدت گرمی نہیں ہو ابھی ٹھنڈی چل رہی ہو خاص اس مقام پر کس قدر رعنائی و زیبائی ہو نورالدہر
 نے دیکھا حقیقت میں ایک شجر سرسبز و شاداب سر پہ سایہ فلک ہو پھولوں کی صباک غنچوں کی چمک مقام پر پیدا ہو
 کہ اہل میں کیا بات ہو آپ کا ارشاد کرات ہو اس نخل نے جان بخشی کی حضرت خضر نے اگر جان بچائی پانی اس مقام
 پر ممکن نہیں ملکہ نے کہا پٹ کہو کیجئے نورالدہر نے پٹ کے دیکھا ایک چشمہ پانی کا جوش ملا ہو نورالدہر نے
 پانی پر آئینہ دیکھا ملکہ نے کہا آپ اپنا نور مال بیان فرما کیجئے کہ آپ یہاں تک کیونکر آئے نورالدہر نے کہا اے
 ملکہ عالم میں برائے طلسم کشائی چلا تھا راہ میں کیل جینی کو ایک دیو کھا گیا میں آوارہ و شست ادبار مصیبت میں گرفتار
 ہوا اس سو کر تک پہنچا شہادت تپش سے میان بیہوش ہوا آپ نے اگر جان بخشی کی بقول شاعر اشعار

دیکھ لو گے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
پھیر لے ہمسے وہ سب دید نظر کیا ہوگا
بن اگر جان بھی دو دکا نو مزر کیا ہوگا

اگر چشم سے سرے کا ضرر کیا ہوگا
تم بھی اپنے دل بیاب کو سمجھا لینا
خالق اس رشک سب کو سلامت رکھے

میں اپنی کیفیت کیا بیان کروں کیونکہ خاموش رہوں ملک نے کہا جس مرحلے پر آپ چلے ہیں وہ میرے ہاں کے تعلق ہیں
وہاں جانا بہت دشوار ہو گئی صحرا راہ میں لینے اُن جگہوں سے گزرنا مشکل ہو گا بڑے بڑے ساحروں کا مہر اہر
نورالدہر نے کہا میرے پاس لوح موجود ہے تاکہ نے کہا ہزار ہا حصوں کے پڑھنے پر ساحر بڑے مکار و غدار ہیں بادشاہ کے
نامے سب کے پاس آگئے ہر ایک کے نام حکم ہو جس طرح بنے لوح طلسم کشا سے رہا لو سب آمادہ ہیں اس مرحلے پر بڑے
گمشدہ ہیں آخر یہ گفتگو بسبب ملک نے کیا بیان سے قریب ایک میرا خانہ باغ ہر وہاں جا کر تشریف رکھیے جسدین میں
خوش کروں ان جگہوں سے گزر کیجیے نورالدہر ملک کے ساتھ ہوئے اس باغ میں آئے چند کثیر بن بھی وہاں تھیں
شاہزادے کو وہاں رکھا کہا آپ میان تشریف رکھیں میں جا کر دریافت کروں یہ کیا ملک روانہ ہو میں کنسین خاطر دار رہی
مردوت ہیں شاہزادہ اسی باغ میں جلوہ فرما ہر رات کو جو خیال آیا شاہزادہ صحن باغ میں آکر بیٹھا گل بوٹے کو دیکھ کر خیال
وہ سے محبوب آیا بقرار ہو کے دیکر اُسے نظر

خنا پس پس گئی ہر دست و پا سے یار پر کیا کیا
رہا ہر دل مراراضی رضا سے یار پر کیا کیا
لو کے گھونٹ گھونٹے میں خناسے یار پر کیا کیا
ہوئے میں آنے حیران صفا سے یار پر کیا کیا
ہوا ہر رشک صورت آشنا سے یار پر کیا کیا
بندھیلی ٹنگلی اپنی لقا سے یار پر کیا کیا
اڑے مفلس در دولت سرا سے یار پر کیا کیا
ملی ہیں ہستے آنکھیں پشت پا سے یار پر کیا کیا
گریبان چاک ہوتے ہیں قبا سے یار پر کیا کیا
ہماری جان لکلی ہوا اسے یار پر کیا کیا
پڑنے بیچ کیسو سے رما سے یار پر کیا کیا

گلوں نے کپڑے چاڑھے ہیں قبا سے یار پر کیا کیا
کیے ہیں شکر کے سجدے جفا سے یار پر کیا کیا
کھلے کوکات کراہتے شہب ان محبت نے
خیال آتا ہو اس خوش برد کو جو صورت غنائی کا
کیا ہو کڑے ٹوٹے آئے کو پیشتر سینے
سمجھا رکھا ہوا حوال قباحت ہنسنے آنکھوں کو
ارم جمع ہمیشہ عاشقان بے تحمل کا
کیا ہو خوش کام باز کا علم جو دیکھ کر
کیا ہوا ک جہان دیوانہ اسکی جا بہ زیب سے
قبا سے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہو
نہیں انیکا میرے بعد شائے کا خیال آتش

میان شاہزادے کو یہ جہت ہردان ملک کی بھی یہی کیفیت ہو کہ رات پہاڑ ہو گئی ٹھنڈی سا نسیم بھر رہی تھی جا
 باپ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص میان آتیکا ارادہ کرے تو کیوں کر آسکے باپ نے جواب دیا جی بی ان باتوں کا ذکر نہ
 فی الحال طلسم کشا آیا ہر صحرے ریگستان میں تباہ ہر شاہ نے لکھ بھیجا تھا کہ کیل جنی کو طلسم کشا سے جدا کیا اب
 طلسم کشا میان آئیگی فکر کریگا میں نے ساحرون کو نامے لکھ بھیجے اپنے اپنے مقام پر دیکھنے کے لیے جہاں جہاں جیسا
 موقع ہو گا ویسا کر نیگے طلسم کشا کو آئے نہ نیگے برزنگل وہ ساحر برائے شکار جاتے ہیں دن بھر شکار گاہ میں رہتے
 ہیں سامری و جمشید ایسا کریں کہ طلسم کشا اس روز نہ قصد کرے ورنہ سنا ہو گا میں اپنے مقام پر آئیں ہر پارک
 کیا مجالی ہو کہ میان سے طلسم کشا گذر جائے ہر چند ملک نے انون میں چاہا کہ دریافت کر دے مگر وقواق نے کوئی
 صورت نہ بیان کی ملک رنجیدہ و کبیدہ اپنے مقام پر آئیں بوقت سحر پاس نورالدین کے آئیں کہا صاحب سب خبر
 حال کو ہو گئیں وہ دن انتظام بھی ہو گئے سوائے مثل کے ممکن نہیں کہ آپ گذر کریں ہر طرف سے بلوے ہوئے
 ساحر عام مار بھلا و نیگے جان بیاہ شکل ہو گی میرے نزدیک تو یہی بہتر ہو کہ مشکل کو سیرے سے سوا ہو جیسے گا
 انشا اللہ مقام خاص پر پہونچ جائیے گا ہنگ عظیم واقع ہو گی ملک دن بھر محبت دار میں شام کو قصد کیا کہ جاؤں نورالدین
 نے کہا ملک تمہارے بعد جانے کے یہ شب تیرہ دن کیونکر گئیں ملک نے کہا صاحب میرا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں
 ایسا نہ ہو کہ والد کو خیر ہو چنے تو فسا و عظیم ہو نورالدین ہر نے زانا ملک تو رات کو میں میں لکین ایک کتیرے تیر
 نرگس نامے بقول شخصے آنکھوں کی اندھی اسکو سب ناگوار ہوا دل میں کستی ہوا نرگس اگر یہ حال کسی طرح
 کھلا بادشاہ ہمارے ساتھ بہری پیش آئیگی فرمائیں گے تنے میں اطلاع نہ کی یہ سوچ کر کسی کام کے چلے سے
 بھاگی قضاے کار بجائی ملک کا اقرار ام اثر در سوار کہ پہاڑان زبردست ہوا سے سحر نہیں سیکھا ہوا سے شکا گیا
 تھا وہاں سے پٹا ہوا آتا ہوا راہ میں اسے کتیر کو دیکھا پوچھا کیوں نرگس ہمیشہ کا فرار کیا ہوا نرگس تو بھلا
 بولی تھی اہل پری کساواری آپ کیا پوچھتے ہیں آپ کی ہمیشہ نے برا غضب کیا دشمن کو گھر میں جگہ دی اب روانہ
 کیا جائیگا خود بھی برائے مرد جائیگی راہ کے مقامات فتح کر آئیگی آپ کے والد کا بیٹا دشمن ہو گا یہ تدبیر میں ہوئی
 میں عشق کا جوش ہو دیکھے یہ عشق کیا کرے یہ شکر اقرار غصے میں کلنے لگا کہا والد سے کیوں اطلاع کر دین
 چلا کھما دو لگا مشکبہ باز ہو کر لہجہ ڈنگا یہ کہہ لگا کتیر چھچھے چھچھے چلی بہان صبح کا وقت ہو نورالدین ہو لگا بیٹھے ہیں
 نماز شکنی کے واسطے ایک ایک جام پیا ہو کہ ایک کتیر نے اگر خبر دی آپ کے بھائی صاحب تشہید لائے ہیں دروازے
 پر محلدار کو مار ڈالا اسی جوش میں آئے ہیں ملک کو گھر آئیں نورالدین ہر نے کہا آئے دو اگر بے ادبی کر لیا تو سنے اپنا لگا

کہ سانس سے مفر ہوا اور بادکن خانان ساحران عالم تو یہاں تک آگیا اس جیسا نے سمجھ کر جبکہ دی اب دونوں قتل
 کر دیا گیا اور کچھ چلے گئے اور الہ ہر کوہ کو دیکھ کر سانس سے آئے اقلام نے بڑھ کر ہاتھ لگوا کر مارا اور الہ ہرنے باڑھ بچا کر کھائی پر ہاتھ
 ڈال دیا وہ لپٹ پڑا اور الہ ہرنے تیسرے عہج پر آکھیر کر مارا چاروں شائے چت گرا اور الہ ہر کوہ کو دیکھ جاتی پر سوار
 ہوئے کہا شناخت میں پروردگار کی کیا کتا ہو اقلام نے کہا جب تک زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نہ کروں گا غلام
 کلاہی مدد تھا کہ جو چھکوز پر کر گیا اسکی بدل و جان کا عت کر دیا آپ مجھے بہ جرات غالب آئے جمال جہان آرا دیکھو
 کون ایسا کو ظاہر کو باطن ہو گا کہ آپ ایسے بہادر سے محبت کرے میں جان و دل سے آپ کا شریک ہوں کر گیا انبالندی
 ہو لوح پر اس غلام کی بڑی سختی تھی آپ نے روح پائی اور الہ ہرنے کہا لو میرے پاس موجود ہو اقلام کلمہ پڑھ کر
 ابدیق دل سلطان ہوا ملک کے قدح میں بگرا کہا ہمیشہ تمہاری وجہ سے یقینت پائی دولت لازوال ہاتھ آئی اپنے صاحب کو
 لیکر درباغ پر آئے انگریس نے جو یہ معاملہ دیکھا بہت گھبرائی ملک کو بڑی خوشی حاصل ہوئی انگریس رات کو سین باغ میں
 رہی پڑے پڑے سوچی کہ اگر حال میرا ملک کو معلوم ہو گا نہیں معلوم کیا سزا دینی یقین ہو کہ قتل کریں شراب پی کر
 دونوں سوئے ہیں لوح طلسم لیکر خدمت شاہ بن چلے بڑا مرتبہ لیکار سوچ کر دیے پاؤں انھی جہان عاشق
 مستحق سورہے تھے وہاں آئی دیکھا چاند سورج ایک برج میں یا دو گھر بنے بہا ایک درج میں خون سے
 کا پنی لکڑی قراض سے لوح کا ڈور کاٹا لوح لے لی لپٹ کے الگ ہوئی دیوار باغ چاند گریا ہر آئی اسی قدر بھڑکی جاتی
 ہوا بے جا لگا بھاگ چلی کوئی رو کوں راستہ ملے کہ کمان میں گانے کی آواز آئی اُس گانے کی جانب متوجہ ہو کر
 دیکھا زیر سایہ شجر ایک نازنین رہ جیمن مٹی ہوئی چمن دل کا رہی ہر غزل

لگایا آپ چھوڑا سنے مجھ شہیدہ محبوبون کو
 خیال اس صید آگن کا ہوں ہر صید ہوں کو
 خدا نے کیا دیا ہر رنگ کے روئے گلگون کو
 کیا ہو گیا ہی وحشت نامری وحشت نے ہارون کو
 غزالان حرم کا کیوں نہ شکہ ہر تیرے مفتون کو
 بہادری نشہ کر ہو کہ بدستی میں لڑیا ہوں
 پسینا اپنے ہاتھ کا نہیں جھاڑا ہوا انگلی سے
 کوئی بیدار گل ایسا نہ لگا باغ عالم میں

رکھوں کیونکہ سر پر داغ سودا سے ہما یوں کو
 تنہا آمدیسی کی قسم جس طرح محبوبون کو
 کہہ آئے پھینے سے نہالت نظر خون کو
 کہ سایہ بھاگتا ہو چھوڑ کر اب بید محبوبون کو
 جو دیکھ طاق آبرو میں تری نشان میگوں کو
 چنگ مار دن زمین پر میں ابی مینا گزروں کو
 یہ اُس بے قدر سے توڑا ہو سداک و بے مینون کو
 سمجھتا ہو گل لالہ وہ میری چشم پر خون کو

جو اس فرشید رو کے عشق میں ہاتھ آئے اور لکھ
تو دون کی طرح دم میں اڑا دون گینج فاروق کو

نرگس بقرار ہو گئی وہ نازنین اس طرح تانین مادی ہو کہ طائر آشیادوں سے سن رہے ہیں ظارون کی آنکھوں سے آنسو
بدی ہن نرگس نے پوچھا کیوں حضور آپ کا نام نامی واسم گرامی کیا ہو اس نازنین نے آنکھوں میں آنسو بھر کے کہا ہر
آوارہ دشت اوبار مصیبت میں گرفتار دھری کھل آئے دل گھبرا یا کیونکہ گئے ہماری باتوں کا خیال نہ کروا چکا راستہ تو
ہمارے پاس ٹھہرنے سے سوائے رنج و غم کے کیا حاصل ہو گا لہذا کیا ضرور ہو کہ ہم سے کلام کیجئے مفت اپنے کو ہنام کیجئے
نرگس بقرار ہو گئی کہا بی بی سامری جو ہمیشہ اپنے آپ کو یہ صورت زیبا عطا کی ہو کہ اگر دشمن بھی دیکھے پروانہ شمع جلال ہو
ایسا آپ کو کیا غم دالم ہو کہ جبکہ آپ ظاہر نہیں کرتیں جب نرگس نے بہت کہا اس نازنین نے ایک ٹھنڈی سانس پھینکی
کہا بی بی عالم خواب میں ایک قتال عالم کو دیکھا اسی نے برباد کیا پھرتے پھرتے یہاں پہنچے گھر بار چھوڑا نہ بار نہ دوکا
نہ سونس نہ ٹھکسار نہ زونم میں پرورش پائی اس دشت زردی کی خبر نہ تھی گلگونہ گلگون پوش مبرا نام ہوا فتخار شاہک
بٹی ہون جیسے عشق نے دامن پکڑا برسوں ضبط کیا آحسہ دامن صبر دست استقلال سے چھوڑا نشینہ دل سنگ عبت الفت
سے ٹوٹا آوارہ دشت اوبار اپون میں غار دنا ہوئے آج اس صحرا میں گذر ہوا تنہا حال زار پوچھا بیان کرنا پڑا پس اپنا
راستہ کو زیادہ تعرض نہ کر شوہر ہم خاک نشینوں کا ستا تانین اچھا + ہلکا شینگے اخلاک جو فریاد کرینگے + نرگس پر سنکر
ررنے لگی کہا بی بی تمھارے حال پر ملال نے کیجئے کے ٹکڑے کر دیے میں نے ایک کار نمایاں کیا ہو کہ طلسم کشا طلسم
کاؤسیہ کو فتح کرنا ہوا جاتا تھا جاری بی بی ملکہ صمصام جو ہر دارا سپر عاشق ہو میں اپنے باغ میں جگہ دی میں نے
جو پہلو پایا لوح تجرالی سے ہوئے خدمت شاہ میں باقی ہوں میرا بڑا مرنبہ ہو گا تمھارے واسطے بھی سفارش کرونگی میرے
ساتھ چلو سب اہل طلسم پر میرا احسان ہو گا ملکہ گلگونہ گلگون پوش مدنے لگی کہا بوا یک ممکن ہو کہ ہم تمھارے ساتھ
چلیں جنون ہمارا دھنگیر بربادی کی تدبیر اب نہ کر بکار ہو نرگس نے کہا میرا دل نہیں چاہتا کہ میں تمھارے پاس سے
جاؤں نازنین نے کہا اگر میرا بی فرمالی ہو تو ایک جام شراب کا بھی بلا دو دل صیت بقرار ہو نرگس نے کہا میں ابھی لایا
یہ لکڑی لکڑی گئی بھٹی پر سے ایک بوتل لائی کہا لو صاحب پورا اس نازنین نے جام بھرا جوش میں اگر چند اشعار پڑھے
نرگس نے کہا سپہ تیمیر نازنین نے نماز اگر کہیں نے کئی دن سے نہیں پڑھی تو تمھارے بعد پڑھی نرگس جا رہی تھی نازنین
کہا وہ ارا نرگس تو جام پیتے ہی آئے لگی کہا بی بی یہ لڑل چاہتا ہو نا جیتی ہوئی آسمان پر جاؤں یہ لکڑی لکڑی جا آگت ناچوں
بیوشی نے طمانچہ مارا لکڑی کے گری بیوش ہوئی یا تو وہ نازنین دلی تپتی مشوق پر پھر تھی باجلا دنگی نعرہ کیا شمس
شیرنگ بن ہو یہ لکڑی خیر ہا نرگس کے وہ لکڑی سے ہوئے دھج یک شہرنگ بھگا گاہ میں کہنا ہو کہ بڑا غضب ہوا تھا

کہ لوح لکھی تھی اگر میں اس وقت اس تہ پر سے بیٹھتا تو یہ لیکن تھی بیان میں کہ باغ میں ہڑ ہوا ملک سے شاہزادے نے
 کہا لوح ظہری کر لی گیا کہ روئے لکین کا صاحب بڑا غضب ہوا بھگو گان یہ تھا کہ لوح ہونے پر آپ کو بڑی سختیاں
 دے رہی تھیں مگر میرے باپ تاکہ نہ کر سونپنا ہوا آخر یہ تو دریافت ہو کہ اس باغ میں ہمارا کون دشمن تھا جو یہ حرکت کر گیا
 اندر آنا کہتے کہا اور شہر بارنگس کنیز نے مجھے بیان کیا تھا کہ آپ بیان تشریف لائے ہیں یہی سکر میں بیان حاضر
 تھا شہر کہ شیخ سرکار ہوا اس وقت مجھے خیال نہ آیا کہ حضور سے ذکر کروں کہ نگرس خلات ہو کہ ہی ستر ہو جاتی ترس
 کی دیکھیں لکھو اتے اب تلاش کرو کہ نگرس ہو کہ نہیں کنیزوں نے ڈھونڈھا کہین نہ پایا پشت باغ پر کندہ کا نشان پایا گیا
 اب تو باغ میں پڑا ہوا کہ نگرس لوح لکھی اب شاہزادے کو پریشانی ملک کو حیرانی اقلام از در سوار کرتا ہوا کہ جب تلوار
 غلامان سر کو پھینکی سحر بھاگتے پھر بنگے آپ ترو نہ کرین شاہزادہ فرما ہوا کہ اقلام از در سوار خدائی غایت سے
 ایسے بنگے اکثر ہوسے ہیں مگر بدردگار نہ دے دی بچپن میں طلسم گوہر نگار کو فتح کیا مکمل انجان جادو کا سا کہ تھا خاندان
 طلسم باغی ہو گیا مگر غایت سے خدائی اس طلسم کو فتح کیا اسی طرح اس لوح کا بھی پتہ ملیگا پھر غنیہ از در کھلیگا دیکھو تو کیا ہوتا ہوا
 اقلام از در سوار دیکھ رہا ہوا کہ شاہزادے کو بالکل انتشار نہیں مگر ملک سی کہ رہی ہیں اگر بادشاہ کو لوح پہنچ گئی تو اس
 زمانہ کر کے یا فریب ادا کی طلسم بے دست و پا ہو رہے ہیں یا شیر ہونے بڑی شکل ہو گی کیز ہو کر کے موجود ہو جو جو مکان ہر بند
 ہیں سب میرے دیکھے بھاگے ہیں گران جب آپ سے مقابلہ ہو گا شکل پڑگی وہ بڑا سحرزد ہر دست ہر شاہزادے نے اسی وقت
 ہتھیار لگائے کہا لو ملک ہم تمہارے باپ ہی سے مقابلہ کرنے جاتے ہیں اگر قتل ہو جائیں تو فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا
 ملک روئے لکین کہا اور شہر بارنگس کے آپ کے دشمنوں کا لال دیکھو ن میں نے جہد سے دامن دولت کو تھاما ہوا
 ترو نہ کر کہ آپ بخیر و غایت طلسم فتح کر کے تشریف لے جائیں کنیز بڑے خوشگوری ساتھ ہوا اپنے دل کی کیفیت آپ سے
 کیا عرض کروں جہل شاعر نظم

بدتر از عشق عیب سے جب آشکار ہو
 مرغ فیل مست کے اوپر سوار ہو
 خون شہید مہر و وفا سا انوار ہو
 طاووس دام ابر کسب کا شکار ہو
 میاں ہو وہی کہ جو پر ہستہ گار ہو
 گردن پر آنکی خون ہمارا سوار ہو

سواتناے کر کے دل بیستہ دار ہو
 حاضرین ہم جو سرکہ کا رزار ہو
 منگ مناسے سرخ کف دست یا رہو
 یارب اسیر زلف دل داغدار ہو
 زار ہستہ ریب نگری جادو سے یار ہو
 کج رکھکے وہ کلاہ جو چڑھتے ہیں اس پر

مست شراب عشق کب آتے ہیں ہوش میں
 ہر آفتاب صحن یہ مدت ہو عجب درگ
 بیل کو مول لیکے حواسے کروں چمن
 کب سے دل و جگر میں نشانہ بنے ہوئے
 ہنگامیوں جہڑ میں عرض قطرہ ہائے اشک
 دھوکا جو تیرے آتش رخسار کا نہ کھائے
 گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو
 لازم نہیں ہو وصل کی شب میں نہیں نہیں
 آتش ہو دل دو نیم سخن چین اگر سنے

یہ شہ وہ نہیں ہو کہ جسا خسار ہو
 ہر ذرہ مسیری خاک کا تجھ پر نشتر ہو
 کوچے میں یار کے جو مرا اختیار ہو
 دیکھوں کہ صحرے تیرے گدگداز ہو
 برسا کے آگے ابرو جو دل کا بنار ہو
 یہاں اب آگ میں نہ کبھی بقیار ہو
 تم آگے پیچھے پیچھے تمہارے بہار ہو
 لیا نہ عنبر نہ کیجیے جونا گوار ہو
 اپنا کلام محسن نہ ذوالفقار ہو

شاہزادے نے فرمایا ملک کیون استغدر بقیار ہوتی ہو ہم انشا اللہ لاسم فتح کر کے پلٹینگے انشا اللہ لوح لیکر آئینگے
 پروردگار سب سامان کر دیا شاہزادہ سب جرات فرما رہا ہو کہ ایک کنیز نے اگر عرض کی دریاغ پر حیات آپ کا حاضر ہو
 نور الدہر نے فرمایا بلا شہزادہ ایک اندھا بھیک کر سلام کیا عرض کی کیون شہزادہ خیر تو ہو نور الدہر نے اشارے سے کہا
 لوح طلسمی ایک کنیز دیگی شہزادہ نے لوح کمر سے نکالی گلے میں نور الدہر کے ڈال دی ملک نے کہا اے عیار طرار تھے
 لوح کمان سے پائی کہا حضور نکس کو قتل کیا لوح اُس سے لے لی اب تو خوشی ہونے لگی کہ خدا نے اپنا فضل شریک کیا
 اقلام کا اعتقاد اور زیادہ ہوا کہا اے شہزادہ آپ کی جرات کے شامیشک آپ کا اعتماد کامل ہو جواب فرماتے تھے
 وہی ہوا ملک نے بڑی خوشی کی اور بڑی دھوم سے روشنی وغیرہ کا سامان کیا ایک کنیز نے اگر عرض کی کہ صحرے
 گر غلطی اڑی ہو لشکر ساحران کا آنا آپ کی بغاوت کی خبر شاید حاکم صحرے لالہ زار کے پہنچ گئی داغدار چلا
 کہ غلام صحرے لالہ زار سے تیس ہزار ساحران غدار کی جمعیت سے مشہور ہو آتا ہو نور الدہر نے اقلام اندر سوار
 سے کہا لشکر تیار کرو ہمارا اور بھی لشکر آتا ہر باغ سے آگے بڑھ کر مقابلہ ہو ملک نے کہا اے شہزادہ ساحر غدار
 بڑا مکار ہے نور الدہر نے کہا سمجھا جائیگا شہزادہ نے کہا اے ملک عالم آپ نہ گھبراؤ جہلساز کا ہم مظاہر کریں گے
 اسی وقت شاہزادہ والا قدر لشکر کو لیکر باہر نکلے وہ تین ہزار جوان جنگو قید سے بچڑایا تھا وہ بھی آکر پہنچے لشکر کو
 راستہ کیا بارگاہ استاد ہوئی نور الدہر بیرون بارگاہ بیٹھے ہیں کہا و لشکر ساحران شرمش ہوئی داغدار چلا
 ایک ازور پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحران غدار بازو بٹ و قمر سے پر سوار بڑے زور و شور سے آکر پہنچا

شکر اتراد اعدا رہے شکر نور الدہر کو دیکھا نظرون میں حقیر معلوم ہوا کیا یہی طلسم کشاکش کا شکر ہے فی صمصام نے بڑا انتظام
کیا حکم شہنشاہی صادر ہو چکا ہو کہ فی صمصام کو روانہ کرو کل ہم قیدی روانہ کر دینگے ساتھ والوں نے کہا حضور طلسم کش
کے پاس لوح ہوا ہاں کوئی کیونکر جائیگا ملک پر کیونکر قبضہ ہوگا وا اعدا رہے کہا ہم تو نے آدینگے تمہاں باتوں میں
دخل نہ دو وا اعدا رہا کر داخل بارگاہ ہوا بیٹھا ہوا سوچ رہا ہو سپردن رہے دیکھا کہ ملک صمصام جو ہر دار طاوس زرین
پر سوار سات ہوا زمینان میں جہین پشت پر نہایت چمک دیا سے آکر پہنچیں داخل بارگاہ نور الدہر ہو گئیں وا اعدا
دیکھا کیا ہر کار سے مقرر کیے کہ خبر لاؤ صمصام کس بارگاہ میں رہیگی ہر کاروں نے خبر دی کہ پہلے بارگاہ طلسم کش
میں جو بارگاہ زرنجبی استاد ہے اُس میں صمصام تشریف رکھیں گے لیکن طلایہ انھیں کی صلاح سے مقرر ہوا ہو
سب حال دریافت کر کے پہر رات گئے وا اعدا رہے حکم دیا کہ بلبل جنگی بے بلبل جنگی پر چوب پڑی نور الدہر کو خبر ہوئی
انھوں نے بھی بلبل جنگی بجا یا گرد اعدا رہے خبر میں دریافت کر چکا یہ بھی اسے سنا کہ ملک صمصام نے طلایہ مقرر کیا
خود بھی عرصہ دراز تک پھر اکین پہر رات گئے داخل بارگاہ ہوئے جب وا اعدا رہے خبر پہنچی کہ ملک صمصام داخل نیام
حیم ہوئے یہ عیا غرق زمین ہو کر چلا بارگاہ میں صمصام کی پہنچا ایک گوشے میں نکلا دیکھا ملک صمصام جو کس دار
پھچکھٹ پر آرام فرما رہی ہیں چند کسیرین گرد حاضر ہیں چند سہری ہیں وا اعدا رہے کھڑے ہو کر سہر کیا سب کسیرین گشت
وا اعدا رہے بڑھا کر ملک پر بھی سہر کیا ملک سونی نہیں بیوش ہو گئیں کہ میں نیچہ دیکر اسی طرح غرق زمین ہوا صبح ہو چکی
تھی کہ اپنے صنیے میں آ کے پہنچا لازمون سے اپنے لپکار کے کہا جلد حاضر ہو ایک سا حزر بردست تجویر کیا جائے کہ ملک
کی قید لیکر نجدت و قواف بن اشفاق بن مرواق پہنچا دے سا حزر تجویر ہونے لگے دیوث جاو کہ سب
ساحرون میں زبردست ہوا نے بڑھ کر عرض کی کہ یہ کام غلام کر لیا مجھے شہنشاہ فرماتے تھے کاسی دیوث ہمارا
دختر باغی ہو گئی ہوا سے گرفتار کر کے لاؤ یہاں تو یہ تدبیر ہو رہی ہو وا اعدا رہے رہا ہو جتنا شکر ہی چاہے لیجاؤ
دیوث نے کہا مجھے زیادہ شکر کی کچھ ضرورت نہیں ہے میں اکیلا کیسے تو قید لیجاؤں لیکن وہاں شاہزادہ نور الدہر
جو بیدار ہوئے بعد نماز صبح سلاح جسم پر آراستہ کیے فرمایا او شہرنگ ابھی تک ملک منین آئین شہرنگ کچھ جواب
دیا چاہتا تھا کہ چند کسیرین ردی ہوئی پہنچیں عرض کی ملک کو کوئی ججرا کر لیا یہ ذکر تھا کہ ہر کار سے جو شکر کفار میں
تھے وہ حاضر ہوئے عرض کی او شہر بار ملک عالم کو وا اعدا رہے چلا کر لیا اب اسادہ ہو کہ قید روانہ کرے اقلہ میں
حاضر ہو عرض کی حضور ابھی نامل فرما میں غلام جا رہا ہوں کہ کورہا کر کے لاتا ہوں نور الدہر نے فرمایا کہ عیبراور
مقام افسوس ہو کہ تم جاؤ اور ہم نہ جا میں ہم بھی چلتے ہیں یہ کہہ کر نور الدہر سوار ہوئے طرف شکر کفار کے چلے

تار پیرہن میں بھگینی ہو بوسے دوست
چہ رنگین کوئی دیوانہ رنگین ہو مگر
ہمہ کی شب ہو چکی روز قیامت ہو دراز
دور کردل کی کدورت محو ہو دیدار کا
واہ ری شانے کی قسمت کہ کو یہ سلوم تھا
دش دل چرخیر گزری تو غنیمت جانے
دو مرتبے جنسہ کاری سے تو حشر سے ہزار
فرش گل بستہ تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب
یادگار کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہیں ہر
اس بلے جان سے تالش دیکھیے کیوں کر ہے

مثل تصویر نمائی میں ہوتا پہلو سے دوست
حسن مطلع میں مسین مطلع ہو عاف بروے دوست
دوش سے نیچے نہیں اترے ابھی گیسو سے
آستہ کو سینہ عافی سے دکھایا روے دوست
پتھر مثل سے کھینکے عقدہ ہارے موے دوست
دشمن جان میں جو اکھیں دیکھی ہیں سوے دوست
چار تلواروں میں مثل ہو جائیگا بازو سے دوست
شست زیر سر نہیں یا تمیہ تھا زانو سے دوست
حبیب اڑاتی ہی ہوا سے تنہ خاک کو سے دوست
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خست

ایسے اشعار پر حکمران سرشار تھا باندھ کر سامنے آیا کہا جو حکم ہو بجا لاؤں لکھنے اشارہ کر دیا داغدار کا سر لاؤ
وہ سردار حکمران ہمارا غدار پر جا پڑا آخر داغدار کے ہاتھ سے مارا گیا اس طرح کئی سرداروں کو مارا سیکڑیوں دیوانے
جو کر سکتے تھے۔ احمد اتھ سے داغدار کے مارے گئے بعض نے ٹپ ٹپ کے جان دی بعض روئے پیٹے لڑن
صحرے کے نکل گئے کسی شے یا چاہ میں ڈوب گئے اب جو داغدار نے بنو روکھا کوئی افسر باقی نہ رہا ایک طرف سے
صمصام نے دباؤ ڈالا ایک طرف سے نور الدین نے روکا اب داغدار گھبرا سبھوں سے کہا کیا وہ میں نے بڑے
بڑے ساحروں سے مقابلہ کیے مگر ایسا مقابلہ کبھی نہیں پڑا تھا جان بچنا دشوار ہو جو طلسم کشا کے قبضے میں ہی رہے
مگر تاخیر نہیں کرنا اس قتال عالم نے قیامت برپا کر دی لاکھوں جا دو گمارے گئے اب میں کیا کروں نہ پاسے رفتن
نہ ملے اندن سب نے کہا حضور آپ نے تو ثوب انتقام کیا تھا کہ صمصام بد انجام کو پہنچا اسی کی وجہ سے تدبیر فرج
کی بھی ہو جانی پکتا ہوا داغدار جاتا تھا کہ پہلو سے نور الدین کی آواز کی نصدہاں جھاگ جاؤں غیرت نے دامن پکڑا
کہ ساتھ دارے ہنسی کے آواز کے کھینکے یہ سوچ کر شہر گیا نور الدین ہر پھر کیا تو دین بر سین خیمہ گرے لیکن کسی نے تاخیر نہ کی
غصہ جو آیا تو کھینچ کر با پڑا کہی ہاتھ تلوار کے لٹکے نور الدین ہر وار کو اسے روک رہے ہیں روکتے روکتے تیز خارا لگا رہا
کا داغدار اسے سپر کوٹھا دبا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہاں سے سر بگری یا توفیقہ سپر بھکی تھی بازو میں پڑا رہنے پر سپر
مگر داغدار سے ایک غبار بند ہوا بیرون نے غل مچایا ہزار تدبیریں کیں پھر نہ بن پڑا آواز کی کشتی مرا ام من داغدار جا دو

جادو گروں نے جو یہ سنا بھانگے گئے ہر طرف میں غل تھا کہ یا تو کل چلو بعض جہاں سے بعض جہاں سے اتنا ہذا خطا
 خدمت ہوئے تھوڑے عرصے میں ورائی فتح ہو گئی مال و اسباب کا فرون کا قبضے میں سلاخوں کے آیا بارگاہ میں کھڑا
 جب بارگاہ میں آکر بیٹھے ملک مصاصم نے عرض کی اور شہر بار حاکم محروسے لافزار مارا گیا آپ لوح ملاحظہ فرمائیں
 حبیب احکم ہو وہ کیجیے اب دیکر نامناسب نہیں شانہ زور نور الدہر نے تیار ہی کا حکم دیا شہرنگ بھی تیار ہو کر کہ میں ساتھ
 جلوں گا ملک بھی آمادہ میں سب افسر کھڑے ہیں کہ شانہ زور دے تو ہم بھی ساتھ دین نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا
 نوشتہ پایا کہ مرقع ابن طلسم و سیار ابن عجایب اگر خدا فضل کرے اور داغدار تھوڑے ہاتھ سے مارا جائے جس
 مقام پر اسکی بارگاہ استاد تھی اس مقام پر کھڑے ہو کر اسم جانشین لوح و روزی ان کر و جتہ زمین شق ہو گا ایک اثر در
 سمیت قانیہ آتشین منہ سے چھوڑتا ہوا ظاہر ہو گا کچھ خوف نہ کرنا اسکے دہن میں بھانڈا پڑنا انکار کھڑے کا خدا
 میں پہونچو گے نور الدہر باغ ہو گئے یہ بھی لکھا تھا اور اسکی مجال ہو کہ تمہارا ساتھ دے تم صاحب لوح طلسم
 نور الدہر نے لوح کو حبیب میں ڈال دیا کہ آپ لوگ سب باطمینان آرام کرتے کوئی میرے ساتھ نہیں پاسکتا
 ملک مصاصم یہ حال نہ کر گیا میں کہا کہ خیر خود ساتھ چلی ان ساحروں سے مقابلہ ہو کہ جو کل طلسم میں کامل جانیدہ
 کا ازورد میں نہیں معلوم کیا کیا کر گئے نور الدہر نے ہم پر بھاری دہر پہاڑ ہوا دہن اثر در میں داخل ہوئے صاف ثابت ہوا تھا
 کہ کسی بندہ سے کوئی ہون اور تو شانہ زور کیا اور دھر ملک مصاصم پر پنداز پیدا کر کے اڑ گئیں شہرنگ بن عمر و
 ایک جانب روانہ ہو گیا کہ جا رہے آقا سے ملنے لشکر میں رہنے کے کیا فائدہ اگر شانہ زور نور الدہر بن عبد الرزاق
 بعد شوکت و شان محروسے شہر دار میں پہونچے دیکھا ہر غل پر ہلکا طائر ان بے زبان زبان حال تریعت میں
 ایزد منان کی معروفت میں متعارفین کھڑے ہیں پر توڑتے ہیں نور الدہر کو دیکھ کر سب طائروں نے برسر کوہ ٹھج
 کیا ایک طائر خوش آواز بعد کہ خمد و نار بول اٹھا اور طلسم کشا بڑی تکلیف اٹھائی بیان شک کیوں کر پہونچے یہ
 عجب مقام ہو گا طلسم اس صحران کا نام ہو طلسم

اے بہار جا کے خزان ہو چمن درست	بیمار سال بھر کے زخموں میں تندرست
تیشے سے جب کیریگی تجھے پیرزی درست	صورت دکھائی دیگی نہا کو کہن درست
جد سے کریں تجھے بت و زنا و توڑ کر	جانین حقیقت اپنی اگر برہمن درست
نگین خیال مسیری طرح ہو جو باغیان	ہر ایک فصل میں رہے رنگ جن درست
سکتے ہیں آپ پاؤں کہیں پڑتے ہیں کہیں	نتار کا تھاری نہیں ہو چمن درست

مستثنی ہو گیا جسے آیا یہ نین درست
 برسوں رہا مسالہ روت و تن درست
 ہوتی اگر طبیعت اہل وطن درست
 اپنا مزاج رکھتی جو یہ انجمن درست
 سچ ہر یہ بات کرتی ہر دندش بہن درست
 آراستہ ہر گورہ جاری کفن درست
 کدو کہ ہو رہیں گل و سرود و سخن درست
 نزدیک اپنے تو نہیں چاہ و قن درست
 کمال ہر داغ ہوا سے چہرہ درست

کہ شامہ سی بھی نمونہ اکبر سے نہیں
 پر چھاوان انکا عاشق و مشوق پر پڑے
 عنبرت زردن کے حال کا افسانہ چھڑتے
 مستون کے حلقے سے کوئی حلقہ نہ خوب نہما
 مشق سخن نے بندش ارفاظ چست کی
 قاتل کے اشتیاق میں خود کا نیے گلار
 وہ رشک باغ سپر کو آتا ہر باغ میں
 پانی نہ لکے جسمین سے ناقص ہو وہ کنواں
 آتش دی ہمار کا عسالم ہر باغ میں

یہ آواز جوشا ہزارے نے سنی صدا طائرون کی بہت پسند ہوئی کھڑے ہوئے سن رہے ہیں کہ آسمان پر برق بجلی
 ماکھ صاصم طاؤس پر ظاہر جوئیں آواز دی اور شہر اراستہ رتساہل صدالین ان طائرون کی نہ سینے ہوش اٹھنے
 جلد لوح کو ملا خط کیجیے نورالدہر نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ یہ طائر کلان جو زمرہ سرائی آ رہا ہو جسوقت یہ دہن
 کھوٹ ملے بن اسکے ایک تیر مارا اگر اور مقام پر پڑا اور تیر نے خطا کی لوح قبضے سے نکل جائیگی نورالدہر نے
 فورا کان کیا تی دوش سے آری شہت و شہت کو درست کر کے نشانے کو نا کا خلق میں طائر کے تیر مارا توڑ کر شہت
 کو با گندہ راسب خانہ جلکڑا کہ ہوئے آواز آئی اور صاصم مکیون گھر کو برباد کر لی ہو صاصم تڑپ کر آسمان میں خوب گئی
 مگر نورالدہر کو سمجھا دیا کہ ملا خطہ لوح سے غافل نہ ہو جیے گا نورالدہر نے لوح کو ملا خط کیا نوشتہ پابلکہ سر کوہ کا کلاں
 انجلی ال جہنی برادر کسل جہنی جاہل و بجاں تمھارا ما گیا اسکے عہدے کا کام کرو نورالدہر سر کوہ آئے آواز دی
 پہلو سے کوہ سے ایک جوان قوی تن قوی من گز رہا تھو میں لیے ہو سے پیدا ہوا اس جلدی میں آیا کہ شاہزادہ
 شہنشاہ نے نہایا اسے گر دلا شاہزادے نے گرز کو گرز پر بند کا شاہزادے کے پاؤں زمین میں غرق ہو گئے وہ جوان
 غائب ہو گیا شاہزادے نے اپنے کو بھشت تمام زمین سے نکالا کہ پھر وہی جوان اسی زور و شور سے آیا ابلی گرز
 مارا شاہزادہ گھٹنے تک زمین میں غرق ہو خیال میں تھا کہ اگر اپنے ابلی ضرب لگائی تو میں پرند زمین ہو جاؤں گا
 کہ پھر وہ جوان پیدا ہوا ابلی اس زور و شور سے آتا ہر کہ ثابت نہیں ہوتا ابلی نورالدہر نے جان دیے کا ارادہ کیا
 جیسے اُسے گرز مارا نورالدہر نے آڑے کھڑے ہو کر کلا عمود پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھپکا مارا ہر چند کہ ہاتھوں سے

خون پینے لگا مگر کلمہ نمود کہ ہاتھ سے نہ چھوڑا دو تین جھٹکے جب مارے گزرے کو چھینکر بھینک دیا وہ لپٹ پڑا کشتی ہوئی
 اس جوان کو زیر کیا جب زیر کیا تو وہ قدموں پر گرا کہا حقیقت میں آپ طلسم کشا ہیں جرات و شوکت میں کیتا میں تیزند
 صاحبقران صاحب غلم و شان غلام کا خلخال جنی نام ہو کیل جنی میرا بھائی مارا گیا غلام پر طلسم بندھا ہوا جو ارشاد
 ہو بجالاؤن نورالدہر نے لوح کو دیکھا فرمایا ہلکو مقام پر وقواق بن اشفاق بن مرواق کے سپہنچا و خلخال جنی
 نے عرض کی وہ فوج بہت رکھتا ہوں ان سے گندنا دشوار ہو غلام کو یقین کامل ہوا کہ آپ طلسم کشا ہیں لیکن یہ مقام بہت
 سخت ہو خدا حضور کی آبرورکھے نورالدہر نے کہا ہم کیا کریں یہی راستہ ہو ضرور اسی طرف سے جائیے خلخال نے عرض کی
 غلام چاہتا ہو کہ وہ لوگ مجھ کو نہ دیکھیں اگر آگاہ ہو گئے زیر سے بھی دشمن ہو جائیے یہ کمر بٹھا ایک طائر کی شکل بنکر تیار ہوا
 نورالدہر شہر نشینت پر اسکی سوار ہوئے جب پہاڑ سے اترے تو خلخال جنی نے عرض کی کہ غلام مرکب بنتا ہو خون میرے دل
 لکھ گیا میری پشت پر سوار ہو جیسے میں خاص شہر میں پہونچا دو لگا اگر آپ نے اسکو مارا بادشاہ طلسم کی کمر ٹوٹ جائیے
 عجب ہو کہ بخون نہ سب آپ کا اختیار کرے گراس بھیا کی وجہ سے شاہ طلسم کو بڑی تقویت ہو یہ لکھ خلخال جنی مرکب
 کی شکل بنکر تیار ہوا شاہزادہ سوار ہوا گھوڑا ہوا سے بائیں کرنا ہوا طرار سے بھرتا ہوا چلا کھنواں گڑھا کھائیں خندق سب
 سامنے آئے برابر ہی پہاڑ کو فرائے نکل جانا ہو مگر یہ شہسوار بھی نہایت عمدہ سوار ہونے والے پُری جی ہوئی مرکب
 اڑاتے ہوئے جاتے ہیں سندھ پھیر پھیر کر مرکب زبان جنی میں باتیں کرنا جاتا ہو لیکن وقواق بن اشفاق بن مرواق
 داغدار کو بھیج کر مٹھن بیٹھا ہوا دربار مراجع بن کتا ہو کہ داغدار بڑے بڑے کار نمایان کر لیا مگر مصاصم کو کیا ہوا کہ
 شریک مسلمانان ہوئی مقام فہوس ہو اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا وہ تو اتناک رو کے روٹی مانگتی تھی میں کیوں کر کہوں کہ
 امر ہوا دشمنوں نے یہ خبر مشہور کی ہر وہ بھی ذر کے سبب سے نہیں آئی داغدار کے آنے پر سب حال کھل جائیگا یہ ذکر تھا
 کہ ایک ساحر کے سپہنچا روتا ہوا گریبان چاک مٹھو پر خاک آتے ہی عرض کی غلام نے فکر کر لی تھی پرواز جاو و
 مارا گیا اگر تھوڑی دیر طلسم کشا لوح کو نہ دیکھتا تو میں گڑھا کر دیتا آسمان سے برق بجائی آواز کی اسو طلسم کشا ہوشیار ہوا
 بس غضب ہو گیا پرواز کو تیر مارا غلام سبک آ یا اب طلسم کشا آنا ہو قریب شہر پہونچ چکا غلام نے مکر عقل کر لیا مگر حضور
 آئندہ ہو جائیں کسی طور سے لے لیا گئے پھر طلسم کشا کو گڑھا کرنا کتنی بڑی بات ہو مگر صفت شکن تیغ زن صاحب جاہ و
 جلال من میں رشک ماہ کمال کسی مقام پر طلسم کشا نے کسی زمین کی ہر من میں طاق جرات میں خسر آفاق وقواق نے
 حکم دیا شکر تبار ہو گئے کا پچا شک نہ ہوا انتقام ہوئے لگا خود وقواق طلسم پر آکر بیٹھا حرکت کر رہا ہو کہ دوسرے ہر کار
 سپہنچے آنھوں نے اگر خبر دی کہ داغدار جاوے مارا گیا اب طلسم کشا کو کوئی روکنے والا نہیں وقواق نے کہا ہم سب لپٹے

ایک لکڑا شاگر یا مد طلسم کشا آپر نچا یہ لکڑا لاس قلعہ آیا اگر شیلے لگا کر دیکھا صحرا سے گردازی شیریشہ جرات یک تاز میدان
 جلالت شانہ نورالدہر والا قند سماں خوبی کے بدرشت مرکب پر سوار یک دستا اسطرت آتے ہیں وقواق نے کہا
 آئے دوزندہ پیکر کمان جا سکتا ہو پوچھا تیرو کی کردوب جانے نہ پائے یا دو تم لاکھواں ہو وہ یک دستا اسطرت آنا
 انصین کا کام ہو جب تو تمام عالم میں نام ہو وقواق نے ایک چنچ ماری اور آواز دی تو پین پین گولہ اندازوں نے
 تو پین کو چھپا یا نہیں معلوم کان میں اُنکے کیا پھو کا تو پین کرکین کرچین آگ اُگھنے طین لکڑا شانہ گزر گران سنگ ہاتھ
 پین یے ہوئے گولوں کو روکنا ہوا آہر جب گولہ داہنے پر گیا نفرض نہ کیا بائیں پر بھیجا جا نہ دیا جب گولہ سامنے آیا گولہ کا
 طمانچہ مد اُرداں ملٹ گیا اسطرح گولے طو کرتے ہوئے برابر خندق کے پہونچے خندق میں بھی آگ روشن ہو گھوڑا خود
 قصد کرنا ہو کر بر سر قلعہ پہونچا اشارے پر کام کرنا ہو جب نورالدہر برابر خندق کے پہونچے پکار کر آواز دی اور کار
 خدا را یہ فوجوں سے کیا ہوتا ہے میں آیا بچا ملک کھول دے ورنہ گزرے پہاٹ کو دو کر آؤ لگا وقواق نے کہا او طلسم کشا
 یہ کیا خیال خام قصد نام تمام ہو ملٹ جا یہ وہ مقام نہیں ہو کہ بیان آسکے بادشاہ طلسم نے بھی کسی خلالت مرضی ہماری
 ان راستوں کو ملو نہیں کیا نورالدہر نے جواب دیا دیو کیا دیکھ ہم آتے ہیں وقواق مانا کتلا دغیر پھینکا ہا ہو نورالدہر
 سپر سب روک رہے ہیں برابر خندق کے جولج کو چپکا یا نورنگا غلیل الرحمن ہیں اسم حاشیہ لوح پڑھ کر جو دم کیا
 خندق کی آتش سر ہوئی اور خلیجی جنی مرکب بنا ہوا زیران ہوا اب جو ایر کرتے ہیں گھوڑا طرلہ بھوکے خندق کے آگیا
 سپر نچا گزر گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پہاٹ پر مارا بچاٹاٹا کے گرا نورالدہر ہند پہونچے دیکھا کلی لاکھ
 ساحر جمع ہیں وقواق نے آواز دی بار طلسم کشا کا داغہ ہوا چار جانب سے بلوہ کر کے رفتار کر توین لاکھ ساحر ہیں
 حربہ ہائے سحر پھیلے عجیب ہنگامہ غلیم سپر ہوا آگ میں تلواروں میں خنجروں میں نورالدہر چھپ گئے خلیجی جنی نے کہا
 لوح چپکائے اسماء الہی و در زبان رہیں لوح ملاحظہ ہوتی رہے نورالدہر نے لوح کو دیکھا اسماء حاشیہ لوح پڑھے
 لوح کو گردش دی آگ بجلی گئی تلوار و خنجر ٹوٹے گئی ہزار ساحر مر کر گرے مداحر نے کی ساحرون کے بلند ہوئی وقواق
 نے پکار کر کہا بار سحر نہ کرو بجرات طلسم کشا کو گرفتار کر لو چار جانب سے بلوہ کر کے پکڑ لو نیزے اور تلوار لیکر ساحر چلے
 استدر حربہ پٹے کہ ہر خند نورالدہر ستانہ جنگ کر رہے ہیں لکڑا شیت و پہلو پر زخم آئے جنگ ایک طور سے ہو رہی ہے
 سب طرف سے ہاتے ساحرون نے بند کیے ہیں دروازے کی جانب مقام خالی کر دیا مطلب یہ کہ طلسم کشا نکل جائے
 قلعے میں نہ رہے نورالدہر کو لوح خبر دی گئی ہو کہ مبطرح نے وقواق کو قتل کر دیا مرنے اسی کی جانب جاتے ہیں وقواق
 دور سے سحر کر رہا ہو ہنگامہ گیر و دار بلند ہو تلواریں چل رہی ہیں نورالدہر ہڑتے بھڑتے غول تک پہونچے سب ساحرون کے

ایکا کر لیا ہو تو ارین مار رہے ہیں ہزار ہا تیر لپ مرتبہ چلتا ہوا ایک ساحر نے دوزگر گزرا نور الدہر کے شانے پر
پڑا شاہزادہ غصے میں گھوڑے پر سے کود پیدل شاہزادہ لڑنے لگا جس ساحر نے گزرا تھا بڑھکڑا سکھو قتل کیا ہوا
سبھون نے مرکب کو پکڑ لین مرکب زمین میں غائب ہو گیا ایک غریب تھا کہ یارو گھوڑا طلسم کشا کا غائب ہو گیا ایک ہی نصیر
لے کہ جس ہزار سواروں کا افسر جو سب سے اشارہ کیا کندین رسیان زنجیرین پڑنے لگین نور الدہر کس کس کو کاٹین برکت
سے لوح کی بچتے تھے وقواق نے سحر کر کے اپنی صورت شیر نگ بن عمر و کی بنائی پہلو سے روتا ہوا سامنے آیا کہا اڑشہر
ہیرے کیجے میں دروہو ساحرون نے سحر کامل کر دیا ہوزر الروح طلسم مجھے دیکھے اُس پریشانی میں نور الدہر نے لوح
دیدہ لوح کا قبضے سے کلنا تھا کہ ساحرون نے گرفتار کر لیا وقواق کتاب علی قید روانہ کر دئے اٹھواؤ لاشے
ہناؤ ہلا سے اتنے ساحر مارے گئے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا کیون یارو تنے دکھیا میں نے کیا تدبیر کی سب ساحر قور یضین
کر رہے ہیں کہ سلطنت کا اُس اور نگ نشین آپ کے دم سے فاعم رہی دوز طلسم کشا کے ہاتھ سے کوئی نہ بچتا اب چلکر
شکر کو بھی گرفتار کر نیلے تین ہزار قیدیان بلا بھی ساتھ میں اُن سب کا گرفتار کرنا واجب و لازم تہ جلد عرضی تحریر کرو حضور
کماؤ شہنشاہ طلسم کا وسیع غلام نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا لوح بھی لے لی لوح اور طلسم کشا کو آپ کے پاس بھیتے ہیں قتل
آپ کو اختیار ہو اسی وقت عرضی تیار ہوئی مستین جادو کو حکم ہوا کہ قید طلسم کشا و لوح لیکر جانا اب دربار میں سب ساحر
جمع ہیں یقین ہو کہ مستین روانہ ہو کہ جو بدارنے بڑھکر عرض کی درود ملت پراکب نامہ دار فرسار شاہ شہنشاہ طلسم حاضر ہو وقواق
نے خوش ہو کر کہا بلا لوجو بدارنے جا کر کسا جائے ایک ساحر قوی تن قوی من سامنے آیا نامہ ہاتھ میں وقواق کے دیا
وقواق نے دیکھا سر سامے پر ہر شاہ طلسم کی ہو کھول کر پڑھا حسین لکھا تھا اے وقواق بن اشفاق بن مرقاق کیا کمال
کیا طلسم کشا کو پکڑا لوح بھی لے لی تمکو ہتے ناب اپنا قرار دیا اب تمھیں طلسم کا اختیار ہو لیکن قید طلسم کشا و لوح طلسم
جبار جادو روانہ کرو جبار ہمیشہ وققار یہ میں رہنا ہی مناسب ہو کہ اسکو اپنا افسر جازو ہمیشہ خدمت میں سامری
جمشید کی جانا ہو سامرن کے بھی پیغام لانا ہو یہ وہ جبار ہو کہ جھکو سامرن پر اختیار ہو ایک دن ساحرن پر دے سے
نکھین جبار کھر تھا سامرن سے اشارے ہونے لگے سامری نے جو دیکھا برہم ہوے یہ کہدیا کہ اب زمین پر رہنا
آسمان پر نہ انا جب سے زمین پر آیا عزت مصاد اسکو طلسم سے ملتا ہے پڑھکر وقواق بہت ہنسا کہا کیون اے جبار تم ایسے
جوان ایسے ایسے کام کرتے ہیں محبت پر قدرت کی مرتے ہیں یہ کہکر قید نور الدہر جو لے کی جبار نے موز کر شکنیں باہر
کہا لوح کسی اور کے ہاتھ بھیج دیکھے گا وقواق نے کہا لوح بھی تمھیں کو لیجانا ہو گی تم ایسا معتبر کہاں ملیگا یہ کہکر لوح طلسم
بھی دیدہ جبار نے بکراہت تمام لوح کی لوح لیکر باہر نکلا مجھے ساحرون کا بلوہ ہو کہ جبار طلسم کشا کو لیے جانا ہو لوح تو

بادشاہ کو دیکھ کر علم کشا کو چیر بھار کے کھا جائیگا۔ مگر ابھی ہیٹ بھرے ہمارا بھی مطلب ہو جتا رہا جب وزیر بھی میں آیا سب کو ہٹا دیا
 کیا رو بہٹ جاؤ سب بٹے جبار نے لوح طلسمی لکھے میں نورالدین ہر کے والدی حبیب کر سلام بھی کیا اور کہا غلام کو حضور نے
 پہچانا تم خلیفہ الٰہی اب نے بڑی خدمت کی اگر لوح دم پر دم دیکھتے تو یہ آفت نہ پڑا ہوتی نورالدین ہر نے خلیفہ الٰہی کا بڑا احسان
 مانا قید کو توڑ کر حبیبک دیا خلیفہ الٰہی نے دیکھ کر ہوا سب ہاتھ میں دی کہا بسم اللہ بارگاہ میں چلے میان وقوف سبت خوشی و خرم
 بیٹھے ہیں اپنے ساتھ والوں سے کہ رہے ہیں کہ ہماری لیاقت دیکھی اب بادشاہ طلسم سے دیکھا کل طلسم پر ہمارا اختیار ہو گا
 جسکو چاہیں موقوف کریں جسکو چاہیں سب الٰہی کریں سب کہ رہے ہیں سبت بجا ہو آپ کا کون مقابلہ کر سکتا ہو یہ ذکر تھا کر زمین

تھرائی نعرہ شیر کی آواز آئی نعرہ نورالدین ہر نصیحت مصنف	انتم سر کن لشکر کا نشان
پیشیم نگوں شد سر کا نشان	انتم عامل مایت سردری
انتم فخر بر کرد و تہر اب و گیو	ز قہر م فتد بر زمین نترہ دیو
جدا کردہ مس از باغ ابن خار را	انتم قاتل کا نشان جهان
بہ فوج عدو سینہ ہم اہل ہدی	شکستہ طلسم گہ بار بار
انتم ابن فہر زند صاحبقران	

وقواق نعرہ نورالدین ہر نگر گہر گیا بعض ساحر دن کو غش آگیا حیران تھا کہ کیا غضب ہوا کیونکر رہا ہوا پہلو میں نورالدین
 کے خلیفہ الٰہی جنی تلوار کھینچے ہوئے فرسے کر رہا ہو کتا ہو کیون سب وقواق ترے مجھے نید کیا تھا میں نے کبہ چونکا
 جبار نہکا یا کیا قہر کھایا وقواق نے کہا بارو اسے مار لو اسے بڑا غضب کیا طلسم کش کر رہا کر دیا چار طرف سے جادوگر
 چلے سحر کرنے کے خون تھا کہ لوح طلسم کشا کے پاس ہی نیرے تلواریں لیکر چلے نور الدین ہر بدیع الزمان شمشیر کھنچ چکوا تھا
 تلوار کا مارا اس کے دو ٹکڑے ہوئے خلیفہ الٰہی جنی رون لڑ رہا ہو کہ ہاتھ تلوار کا مارا جادوگر قتل ہوا آپ غرق زمین ہو گیا ساحر
 حیران ہوتے ہیں کہ خلیفہ الٰہی کمان غائب ہو گیا دور جا کر ظاہر ہوا مٹھیکر ہاتھ مارا دو چار کے پاؤں قلم کیے دس بیس
 جادوگر جبار سے گئے وقواق گھبرا پڑا چار پر پرواز پیدا کر کے نکل جانے نورالدین ہر بار پہنچ گئے تھے آخر اسے ناچار ہو کر
 ہاتھ تلوار کا مارا نورالدین ہر نے تلوار کو تلوار پر رکھا اٹھا دوسے ہاتھ کمال کر سکتا کے کر رہا تھا مارا وقواق کے
 دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا تھا گیا زمین کا پنی سنگباری و بر فباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی گشتی سرانام من وقواق بن
 اشتقاق بن مروان بروصد ہا مکان گرسے باغات اس کے سحر کے جیلے قید خانہ بھی میان تھا کئی ہزار جوانوں کو ہایا
 وہ سب دائرہ اسلام میں اس کے فوج نورالدین ہر بھی آ کے اُس مقام پر جمع ہوئی مال بھی اس قلعے میں بہت نکلا مال
 اس قلعہ میں جمع ہو نورالدین ہر ہمار کر رہے ہیں کہ آسمان سے نوبت نقاص کی آواز آئی قضاے کا رنقا چار زرین ہو
 بعد جوش و خروش تخت زبر جہی پر سوار فوج دیوان پشت پر عیار طرار نقاب چہرے پر ڈاسے ہوئے پشت پر کھڑا

گلس رانی کر رہا ہو کہ عیار کی نگاہ پڑی کہ صحن قلعہ میں بہت سال محب ہوا اور نور الدہر بن بدیع الزمان نے شاید اس قلعے کو فتح کیا ہو یہ سن کر نقا بدار نے کہا آج کل فوج کی تنخواہ بھی چھٹی ہو ان یار و مال اٹھا لو پورا دھڑپ کر کر سترہ لاکھ نذرہ پاسے دیو کا گزرا ایک ایک شہر اٹھالی اور لیکر بلند ہوئے نور الدہر تلوار کھینچ کر دوڑے کاعر دیوان بیابا یہ کیا ہے ادبی کرتے ہو کہ نقا بدار زرین پوش سنا آسمان سے نعرہ کیا اور جوان بس اپنے مقام پر کھڑا رہا ایسے مال غازیوں کے واسطے ہیں ہماری فوج کی تنخواہ چھٹی ہو میں خواہش ہو اپنے دادا جان سے کہہ دینا کہ باہر صاحبزادی حواسے کر دین ورنہ سرسیان مقابلہ کرو لگا اب تامل نہو گا میں بزرگان ہیں سے دریافت کر چکا نور الدہر نقا بدار زرین پوش کے بیان سے شوکت و جلالت آشکار ہو باز سفید سر اور پر سیاہ فلک سرداران شہنشاہان و شہنشاہان ہند اس فصاحت و بلاغت سے فرمایا کہ نور الدہر ایسا جوان شیر دل رستم زمان صاحب شوکت و شان نبیرہ صاحبزادہ بچھو جواب نہ دیکھا نقا بدار نے سب مال لیا تختوں پر لدا کر نویت نقارے بجاتا ہوا لنگیا اب نور الدہر نے کچھ لٹے اور جواباتی چھے اُنکو کھلوا یا خزانہ دار کی معرفت جو مال ملا اُسکو اپنے قبضے میں کیا میں لاکھ فوج سب ساحر و غیر ساحر ہیں ہوئے اُنکو ساتھ لیکر نور الدہر نے کوچ کیا وطن قلعہ کا دوسرے کے روانہ ہوئے خلخال جنی بعدہ معاجبت ساتھ خیر منزل ہو نور الدہر کو کہ سامنے سے ایک قلعہ معلوم ہوا اس قلعے کو دیکھ کر خلخال جنی رونے لگا نور الدہر نے فرمایا کیوں خیر تو ہو خلخال جنی نے کہا کیا عرض کروں جو کچھ کیفیت ہو زندگی و شوار عشق سرور سوار کسلے سامنے اپنا حال بیان کر دوں راتیں ہجر کی سختی کے کتنی ہیں بقول شاعر نظم

<p>ہجر میں کس شب تڑپ کر میں کس کرتا نہیں یہ کیو ترودہ ہوا نے میں کس کرتا نہیں چاک دامن صورت جیب سحر کرتا نہیں کون ہو جو دار دنیا سے سفر کرتا نہیں عشق بھی کس کس جگہ اپنا گذر کرتا نہیں کونسی شب ہو جو آہن مات بھرتا نہیں صورت آئینہ کوئی دل میں گھر کرتا نہیں کچھ دوا سے سوزش و رخ جھکرتا نہیں نفسہ سخی بمبیل ہے بال و پیر کرتا نہیں</p>	<p>حال بیتابی دل پر وہ نظم کرتا نہیں دیر میمانے میں خط کے نامہ بر کرتا نہیں ہجر گل میں سال کسب نوع و گھر کرتا نہیں پیتے روتے ہیں کیوں میرے بھانسد پر غریز صل پبل شیفتم ہر دور پر تیری ندا درد دل بچیں رکھتا ہو سحرک شام سے حسن ہو مشہور عالم میں حسنین کا عیش ہر سہما چھک رہا ہو آتش فتنہ سے دل چھپے دام مصیبت میں کمان بستے ہیں بار</p>
--	--

آج کل نشوونما پر عمل داغ منداق
اگیا تمہرے سب اولیٰ مقرب کیوں ہوا
ایک بھی سنا نہیں عاشق کی افشاد سے غور
بت تو کیا ہیں نمود و دولت سے ملتا ہر خدا
کیا ہوا درخت بین میں نے چھو لیا زراعت کو

اس چمن کی سیر و رشک کرتا نہیں
کیا کوئی الفت کسی سے افسوس کرتا نہیں
نہیں میں شام سے کب تا سحر کرتا نہیں
یہ غلط سمجھے ہو ہر جا کام زرتا نہیں
بخودی میں سانپ کا انسان ڈرتا نہیں

نورالدہر نے کہا اے برادر صاف صاف کو ابھی میرے ذہن میں نہیں آیا غلطی الیٰ روئے لگا کہا اے شہر پر کیا بیان
کردن جب میں پردہ قات میں تھا ملک و زمانہ گوہر پوش پر یزاد بادشاہ راوی پردہ عیارم قات کا اعلیٰ محبت
میں سالہا سال دیوانہ رہا بعد عرصہ دراز اسکو میرے حال پر رحم آیا ملاقات ہونے لگی دراندازوں نے اس کے باپ
مفتخور حنی کو خبر کی انھوں نے جنات مقرر کی کہ جہاں کہیں ایک ساتھ ان دونوں کو دیکھو گرفتار کر کے لاؤ ہر سون
ہمہ دونوں چھپتے پھرتے یہ بھی خبر مفتخور نے سنی اپنے وزیر مینوش جنہی کو واسطے میری گرفتاری کے مقرر کیا کہ وہ
بلور پر میرے اس کے ملاقات ہوئی رورو کے مجھے اس نے کہا کہ بطرح نے پردہ قات سے نکل جاؤ اے شہر بار اسی روز
بہم دروازہ پر پردہ قات سے نکلے بیان کے صحرا میں اس کے پہنچے چارو گردن نے اس کے گلیہ سواروں بادشاہ کی
اس نے ساحلوں سے کھڑے گھیرے گرفتار کر لیا شاہور عبادو اسکا وزیر ساتھ تھا اس کے سپرد کیا اور یہ بھی کہدیا کہ یزاد
کو ہمارے واسطے راضی کرو شاہور ملوں نے مجھ پر تو طسم بادشاہ کا بندگان خدا کو بھٹکایا کروں اور بادشاہ سے
ایغا ہو کر اس قلعے میں آکر رہا ہم بھی اس طرف آنے بھی نہ پاتے تھے اسوقت جو اس قلعے کو دیکھا دل قابو میں نہ رہا
اب حضور حبیب سے آپ تشریف لائے اور لوح طلسمی دستیاب ہوئی سب کو اپنی اپنی جان کی ٹہری ہر یقین کامل ہوا
کہ اب زندہ نہ بچنے کے شاہور نے بادشاہ سے میل لیا اور کہا میں جا کر طسم کشا کو قتل کروں وہ آپ کے مقابلے میں گب
آپ کے ہاتھ سے مارا گیا بیٹا اسکا منظور مرزا خوارب کردانہ پر عاشق ہر قلعے کو قبضے میں کیا اس غلام کو باؤ لگیا
کہ اس محبوب مانی یا رجا ودانی پر کیا گزرتی ہوگی نورالدہر نے فرمایا اے برادر اگر تمام عمر میں صرف ہو جائے تو
ہر دن یہ دروازہ گوہر پوش کے بیان سے قدم کے زیرِ حیلے مفادینہ الحبش کے نام حکم ہوا اسی جانب لشکر
بھیر دیا اسی جانب لشکر چلا لشکر جو فرکش ہوا نقاسے وغیرہ جیسے منظور مرزا خوارب راگاہ میں بیٹھا تھا گھیر کے کمار قات
تو کر دیکھا نقار و بہا ہر چند پای سامنے حاضر تھے اس نے حکم ہوا کہ دریافت تو کر دیکھ کر کیا ہو کسا لشکر آیا ہر پاسی کے
دم بھر میں بیت کد کے عرض کی حضرت طسم کشا نمایان فتح کرتا ہوا تاز و قواق بن اشفاق بن مرواف کو مارا

قیدیوں کو چھڑا لیا غلطی جنی اُنکے ساتھ ہر ادھر سے جاتے تھے قلعے کو دیکھ کر غلطیال نے تمام کیفیت بیان کی طلسم کشا
 کو ریش پروری کا بڑا خیال ہو کر اپٹ پٹ شہ خواہش رکھتے ہیں کہ ملکہ دردانہ کو آپ سے لین ورنہ طلسم کشا صاحب لوح
 یزید کرنا خود جری و مبارک و فواق ایسے کا جب قلعہ لیدیا یہ گھسکر اُسکو مارا تو اس قلعے کی کیا حقیقت ہو یہ شکر
 منظور دار خوار نے کہا میں سمجھ لو نگار فیقون کو بلا کر کسانوج کتنی تیار ہر عرض کی موافق اس قلعے کے درہم ازادی
 ملازمین منظور نے کہا میں ایسی تدبیر کروں گا اسقدر فوجیں مہیاں آئیں کہ گاؤں زمین بار نہ اٹھ سکے ملک عرضی باہر
 کو لکھو مضمون یہ ہو کہ طلسم کشا با فوج قاہرہ آپ کی جانب آتا تھا میں نے اس قلعے پر روکا ہو اگر مدد سرکار سے ملے تو
 میں طلسم کشا کو گرفتار کر کے روانہ کروں آپ ٹھگراں تھا میں نے دردانہ کو آپ کے واسطے راضی کیا ہو لیکن طلسم کشا
 سے مہلت پاؤں تو نہ دست میں لید حاضر ہوں خامس آپ کے واسطے راضی کر چکا لیکر آئے کو تھا کہ طلسم کشا گیا اس مضمون
 مذکور کی عرضی روانہ کی گاؤں سنکر بہت گھبرا ہوا پکار کر ازادی یا رو تھے سنا طلسم کشا آہو نچا و فواق ایسا
 جاننا زما لیا منظور دار خوار کہ خیر خواہ مابودت ہو اُسے چھوٹے سے قلعے پہنچا ہو کوئی ایسا ہو کہ جا کر اُسکی مدد
 کرے اتفاق سے بھیانکی اُسکی ملکہ فیروزہ گوہر پیش پیش ہی آئے کھڑی ہوئی کسا نوٹھی جا بلی طلسم کشا
 گرفتار کر کے لائیگی بادشاہ نے دولاکھ فوج ساتھ کی کہ ازادی فرزند ایک خیال رکھنا پسران حمزہ بہت خواجہ بودت میں
 صاحبزادی نکل جا چکیں ایسا نہ تھیں بھی یہی خیالی ہو تو بڑی شکل بڑے فیروزہ نے کہا بی صمصام کو ہمیشہ سے
 کانے پیمانے کا شوق تھا مجھے حصول علم کا خیال رہا یہ کیکر اسی وقت سوار ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی کہاں قلعے
 سے منظور دار خوار بدین ہزار جوانوں کو لیکر باہر نکلا ہو لشکر طلسم کشا دیکھ دیکھ کر گھبرا ہوا اتفاق سے جب قلعے
 و توان فتح ہوا صمصام جو ہر داساس نگرین چلی تھیں کہ اپنے کوتاہا طلسم کشا سپہنیاؤں نور الدین نے بیان قلعے
 فتح کیا جو بھی عرض کر چکا ہوں کہ صمصام جو پھرتی پھرتی اس طرف آئیں قلعے نو اسلام آباد پایا اور خبر پائی کہ طلسم کشا فتح کر کے
 گئے اب بادشاہ سے مقابلہ ہوا سوخت اگر پھیل دیکھا نور الدین کا لشکر آ رہا ہو طاؤس سے اتریں نور الدین ہر سے
 ملاقات ہوئی مبارکباد دی کہ حضور نے بڑے مقام کو فتح کیا کہنہ کو امید نہ تھی بیرون بارگاہ کریاں بچپن ایک کرسی پر
 نور الدین ہر آکر بیٹھے ایک کرسی پر ملک صمصام جلوہ فرما میں جاہ سردار گرد بیٹھے ہیں کہ لکڑا بیتا سمان پڑا تھا ملک صمصام
 نے جو لکڑا برکو دیکھا کہا امیر شہر بار طرف سے شاہ طلسم کے کوئی مددگار آتا ہو ہر چند کہ منظور دار خوار منظور
 درگاہ شہنشاہی تھا ملک اب اسے میل کیا ملکہ دردانہ گوہر پوش پر زیاد منظور نظر شہنشاہی بیان قید ہر منہن معلوم ہے
 کیا گندی کہ وہاں آکر اتر لکڑا فیروزہ گوہر پوش اس ابر سے ظاہر ہوئیں پانچ ہار کہنہ بن گرد و لکڑا کہ ساحر کا لشکر

علمائے رنگاری کے کچھ ہرے کھیلے ہوئے آٹا لے پار گاہوں کے اردوان آتش فشان پر لدے ہوئے کہ کنیزوں نے ملک
غیر وزہ سے عرض کی ملکہ صمصام کیا خوشی خوشی پہلو سے طلسم کشا میں بیٹھی ہیں طلسم کشا بھی جلوہ فرما کر ملیٹ کرے تو وزہ
نے دیکھا ملکہ صمصام جو ہر دار بالکس قاضیہ سینہ ہو سدا دریا سے جواہر میں غوطہ زن کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما رہی
ایک کرسی پر آفتاب عالم کا بطلوت و شوکت ماہ چرخ جلالت و لیاقت صاحب شوکت و شان نور الدین ہر بی بی علیہ السلام
مثل ماہ تابان گرد سردار مانند ثوابت و سیارگان خود دین سر پرندہ جواہر نگار زیب جسم انور سپر شمشیر مبارک میں کمان کیا کی
دوش پر ہنر تیردن کا ترکش مثل دم طاؤس بامین ہاتھ پر لٹک رہا ہر تیر دلہ ذرا اس ترکش میں کہ سینہ دشمن کو فکار
کرین یہ جاہ و چشم جو نور الدین ہر کہ بہ نگاہ غور دیکھا مشاطہ حسن و عشق نے پیش قدمی کی آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا
قلب تھرا گیا ہر جذبہ ضبط کیا مگر نہ ہو سکا تھرا کر زمین پر گرینا بیہوش ہو گئیں کنیزیں دور میں سر اٹھا کے اپنے زانو پر رکھا
گرد و غبار پاک کیا گلاب کیوڑہ بدیشاک روئے زیبا پر چھڑکا بمشکل تمام ہوش آبارنگ و متغیر حیران و پریشان چہرہ
آداس عالم بایں کنیزوں نے دست بستہ عرض کی واری یہ کیا حال ہر فوراً رنگ و متغیر ہو گیا ملک نے ٹھٹھکی سانس
کھینچی کہا کیا کمون کیوں کر خاموش رہوں نظم

بند آنے کا ہوا اسکو بہانہ شب وصل
خشاں ہو ہاتھ نہ ہو زلف کا شانہ شب وصل
چاہیے میرے لیے آئینہ خانہ شب وصل
نہ رہا شکر و شکایت کا زمانہ شب وصل
درد سر کا جو کیا اُسے بہانہ شب وصل
شور کرنا جو بہانہ زیب کا دانہ شب وصل
ہاتھ آیا مرے فاروق کا خانہ شب وصل
سیر دریا کا جولایا وہ بہانہ شب وصل
اچھل تیر دعا کی ہر نشانہ شب وصل
جان جاتی ہے کہ ہوتی ہے روانہ شب وصل
ہو مبارک تجھے بسبل کا ترانہ شب وصل

درد دل کا جو کہا میں نے فسانہ شب وصل
ہنیں کو ناہ کسی حال میں بہت میری
حسرت جلوہ دیدار بہت ہو ٹھکری
صبح ہوتے ہوئے اُس بت نے قدم رنج کیا
میں نے صندل کی طرح ماتھے کو گرگڑا صبح
مرتے ہیں تنک کے مارے پس دیوار رقب
یا کر کیا بھیکو ملا دوست پائندہ ملی
چاندنی آئے میں میں نے اُسے دکھلائی
خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہر
دو تون مہمان دم چند میں دیکھوں پہلے
ہمتش اُس گل کو ہر یوبا کے جمن میں رکھنا

کنیزیں گھر آگئیں کہا حضور کیا باعث ہر انداز میں ہنیں کہیں کہ حضور نے کیا فرمایا ملک پور میں

ہوا ایسا نہ کہ راز عشق ظاہر ہوا کہ کے سامنے ذکر چکا ہوا شاہ نے فرمایا تھا کہ مثل مصماص نہ چننا وہی جو ظلم
 اخاموش ہو رہی کسی کو بچہ جواب نہ دیا اڑ کر اپنی بارگاہ میں آئیں لیکن بڑا سوچ ہو کہ کیا انجام ہوگا دیکھو ن فلک کیا
 کھائے لیکن منظور مراد خوار نے بل جلی بچا یا نور الدین کو خبر ہوئی بلکہ مصماص نے فرمایا اور شہر یا حضور اس
 غام کو فتح کر کے آئے کہ جہان کوئی قدم نہ رکھ سکتا تھا خود بادشاہ ظلم کو از تھا کہ اگر قلعہ و قراق پر کوئی لشکر کشی کرے گا
 اور لشکر حریف مثل فوج دارا دے سکتا رہے تو سالہا سال لڑائی پڑے وہ قلعہ ایک ان میں فتح ہوا اس قلعہ کی کیا حقیقت ہو
 بی فیروزہ صاحب تشریف لائی ہیں اُن سے بھی مقابلہ پڑ گیا آپ دخل نہ دین میں فتح کر لوں گی نور الدین ہر نے طبع جنگی بچا یا
 کہ ملکہ عالم ہمارے یہاں عورتوں پر جہاد سا قہ ہو آپ اپنی بارگاہ میں آرام کریں ہم سمجھ لیں گے دونوں لشکر و زمین
 تیار رہیں ہونے لگیں مگر فیروزہ تڑپتے تڑپتے رات کو اپنے مقام سے اٹھ کر خیال محال دل میں بھرا ہوا جی میں کہتی ہو
 کہ فیروزہ کیا تدبیر کروں اگر صبح کو میں نے مقابلہ کیا اور ظلم کشا کو کوئی آزار پہنچا تو بھی باعث خرابی ہو اور اگر نہ ہو
 تو خبر بادشاہ کو پہنچے گی کہ فیروزہ نے جا کر کیا کیا حال عشق کھلا تو بری بات ہو مومن جان فرمائیں گے کہ جو ہنسنے کہ
 تھا وہی ہوا مگر مصماص کیا صاحب نصیب ہوا اپنے معشوق کے قریب ہر میرے مقدسے میں ضرور دست انداز ہو گیا
 فتور فانی کی یہ سوچ کر لشکر میں نور الدین ہر کے آئی دیکھا لشکر میں گما گم روشنی ہو رہی ہو بلکہ مصماص کی ایک کینز
 گلزار نازک بدن چالیس کینزوں کو ساتھ لیے ہوئے گرد بارگاہ ظلم کشا پھر رہی ہو خیال میں گندرا گلزار کی
 کی حقیقت ہو کہ جو مجھ کو رو کے اسکو بیوش کر کے ظلم کشا سے ملاقات کروں شانزدہ کو آگاہ کروں کہ ہمارے
 ہاتھ سے کوئی آزار نہ پہنچے گا یہ سوچ کر عقاب کی صورت بنا کر چلی گلزار نازک بدن کرسی پر بیٹھی ہو کینزین صدمے حافش
 و ناظر باش ہے ہی ہیں ایک شاخ نخل پر دیکھا کہ ایک عقاب اگر بیٹھا شاخ نخل بھک گئی جبین کہتی ہو کہ اگر گلزار
 عقاب کے جسم میں یہ گرائی شاید کوئی ساحر ہوا حوال کھل جائیگا جھولی میں ہاتھ ڈال کر ایک ترنج نکالا اسپر اسم
 سحر چڑھا اب جو ترنج مارا ملکہ فیروزہ غفلت میں آکر بیٹھی تھیں ترنج چھتا فیروزہ شاخ سے گر کر گلزار نے دیکھا ایک
 بزمین رہیں نہایت حسین سرقد خورشید خند غنچہ دہن زمین پر کھڑی ہو گلزار کے منہ سے نکلا اسکو لینا جانے نہ پائے
 شاید ہمارے آقا کی فکر میں آئی تھی چالیسوں کینزوں نے سحر کیا گلزار نے بھی ماش کے دانے مارے خنجر سے
 تلواریں گر کر فیروزہ بلا سے روزگار ہو ایک دستک جو دی وہ سحر لائے پئے تلواریں چاک کر گیا سب کے سر کے
 گلزار کا بھی سر کاٹا گیا مصماص نے پری سو ہی تھیں کان میں جو آواز آئی کشتی مرا اسم من گلزار نازک بدن بزدل ملکہ
 مصماص کی کینز قریب تھی بل بوتہ پر ہوا پھر اگر اُنھیں کہتی ہو میں کہ اسے کتنے بیری کینز کو مارا یہاں کچھ لوگوں سے فیروزہ کو

گھیرا فیروزہ مثل برق چمک رہی مہین جسے سحر کیا اسکے سحر کو اٹا پٹا دیا کسی کا سحر تو کسی کا سحر گیا کہ ملک
 حصصا مہا ہر کلین دیکھا چالیس لاکھ کنیزوں کی پڑی تڑپ رہی مہین ستارے زمین پر پڑے تڑپ رہے مہین ملک حصصا مہ
 کو نہایت ناگوار ہوا یہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ فیروزہ نے کئی سو جوانوں کو ہمارے سامنے جلا دیا لپکا کر لیا داندی
 کہ او فیروزہ کیا کرتی ہو خبردار اب آگے نہ بڑھنا فیروزہ نے جو حصصا مہ کو بہ شوکت و شان دیکھا جلتی یقین کا دل ہوا
 کہ یہ ہر وقت محبت میں رہتی ہو کس قدر اپنے بناؤ سنگار کا خیال ہو ترقی پر جاہ و طلال ہر اس کی غرت و کبر و مٹاؤن جاوہ
 بارہ عدم دکھاؤن یہ سوچ کر سحر کیا ہاتھ ہلایا سکرانی دو تھہر زمین پر مارا آواز دی اے عجائب نگار دنیا جان حصصا مہ
 کھڑی تھیں سب نے دیکھا ایک نازنین گلہ نہ ایک ہاتھ میں دوسرے ہاتھ میں ایک کاقد وہ کاقد پڑھ رہی ہو اسکا
 حضور یہ ہو کہ حصصا مہ ہوشیار ہو جاوے نہ بڑی ذلت اٹھائی وہ نازنین کاقد پڑھتی جاتی ہو اور گلہ نہ کاقد کا ہلائی
 ہو مگر ہالی قلعہ حیران دیکھ رہے مہین اس نازنین نے جو ہنس ہنس کر کلام کیے پھولوں نے اپنا رنگ چاہا خچہ پا
 گل نے اپنا طور دکھایا ملک حصصا مہ کو محویت ہو گئی وہ جو نازنین پھولوں کا گلہ نہ لکھا رہی تھی ارادہ کیا پیچھے ہٹوں کہ حصصا مہ
 کے پہلو سے زمین شق ہوئی ایک اور رحیمین ظاہر ہوئی لپکا کر آواز دی ہو کہ تیرے ہمارے ملک کو دیوانہ بنایا بچاتی ہو
 لپٹ جاؤں میں تمہیکو نہ جانے دونگی میں تیرے ساتھ بدل کرونگی یہ کہہ کر آگے بڑھی چاہا لپٹ جاؤں فیروزہ نے آواز دی
 اے کوئی حاضر حصصا مہ بول اٹھی کہ خاموش رہ چپ ہو کے فیروزہ گوہر پوش کھڑی ہوئی پہلو سے دیکھا ایک
 نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی پیدا ہوئی اشعار

کاش عیسیٰ کے حوض موت ہی آئی ہوتی
 تو نہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی
 کہی تلوار تو مجھ پر بھی لگائی ہوتی
 کاش اصح سے بھی آنکھ اُس نے ڈرائی ہوتی
 غم عالم کی اگر اس میں سہائی ہوتی
 لطف تب تھا کہ صفائی میں صفائی ہوتی
 کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی
 سر نوشت اپنی ہی ناسخ نے بنائی ہوتی

محبو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی
 گر نوشیخ تو مسدوس مہین پر فاسنے بھی
 غیرے کرتے ہو ابرو کے اشارے ہر دم
 اسکی ہر دم کی نصیحت سے میں تنگ آیا ہوں
 ہوں وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دین بھولا
 خطائے آغاز میں تو مجھے ہوا صاف تو کیا
 ایر رحمت سے تو غم دم رہی کشت مری
 دھوئی کیوں اشک کے طوفان سے طحٹ ہوئی

یہ اشعار پڑھ کر جس نازنین کے ہاتھ میں گلہ نہ ہوا اسکو اشارہ کیا گلہ نہ پھینک دے یہاں رنگ نہ جمیگا بشکریہ شاعر

لکھنؤ صام منع کرتی ہیں تلوار کھینچ سر قدموں پر نثار کر فیروزہ دہان سے منع کرتی ہو اور عجب آب نگاری تیری تقدیر کا
نوشتہ بڑا ہو کیون جان دیتی ہو نازنین چاہتی ہو کہ بھاگے جسکو صمصام نے طلب کیا ہو عجیبٹ کرڑنے ہاتھ پکڑ لیا
کچھ ٹنھ سے کما وہ تلپنے لگی جل جلکڑناک سیاہ ہوئی اندھی سیاٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من عجب آب نگار بود فیروزہ
سبت جھلائی آواز دی او صمصام تیری تضا آئی ہو یہ کشتی ہوئی فیروزہ نیمہ لیکر بھی قریب صمصام کے پہنچی آپہنچ
نیچ چلنے لگا لکھنؤ صام نہتی جاتی ہیں کہ بی فیروزہ کیون تضا آئی ہو قیون جوش من نہیں ماتی بڑا شک ہو کہ
ہاے یہ پہلو سے طلسم کشا میں بیٹھی ہو یہ سوچ کر نیمہ مارا صمصام نے نیچے کو نیچے پر روکا جھٹانے کی صدا بلند ہوئی
ہر کارون نے یہ خبر منظور مر وار خوار کو پہنچائی کہ بی فیروزہ شکر سلمانان پر جا پڑیں اسنے ساسے شکر میں ہل گیا
اگر صاحبو چلو ملک فیروزہ شکر طلسم کشا پر جا پڑیں رات ہی کو ڈائی شروع ہو گئی سب شکر کو اپنے ہمراہ لیکر منظور
پہنچا شکر سلام قتل ہونے لگا صمصام نے دیکھا کہ من تو فیروزہ سے لڑ رہی ہوں ایسا نہو شکر پر شکست آتے
ہو یہ سوچ کر مسکرائیں کہا بی فیروزہ تمکو بھیج کیون غصہ ہمیش وارام ہمارا حصہ ہو فیروزہ نے کہا مجھکو تمہارا
بن شکر مجھنا پہلو سے طلسم کشا میں ناگوار ہوتا ہو صمصام نے کہا لپٹ کر دیکھو شہر پار کیا فرماتے ہیں فیروزہ پلٹی
دیکھا نورالدین ہر کھڑے نہایت آن بان سے فرار ہے ہیں کہ کیون فیروزہ تمکو گوارا ہو کہ منظور مر وار خوار شکر کو
لیکھا آیا تو وہ ہلکے قتل کرے اور تم آنکھوں سے دیکھو اگر تمکو ہے محبت ہو تو منظور کا سر لارنگ عشق نہ بڑھنے

عشق ہو تازہ کار و تازہ خیال	ہر جگہ اسکی اک تنی ہو چال	کسین آنسو کی یہ سدایت ہو
کسین یہ خونچکان حکایت ہو	کہ ننگ اسکو داغ کا پایا	کہ تینگا سپر داغ کا پایا
کسین طالب ہوا کسین مطلوب	دو دن باتیں غرض ہیں اسکی خوب	تم کسی ہماری چاہنے والی ہو جا کر

اسکو مار دیکھو ہمارے پاس آؤ جو کوگی وہ کر نیچے شربت وصل سے سیراب ہوگی اسقدر نہ میناب ہوگی یہ جو نورالدین ہر
کہا فیروزہ مہبوت ہو گئی چہرہ گتار رنگ و منیر کہا صاحب تمہارا حکم آنکھوں سے منظور ہو ابھی منظور مر وار خوار کا
سر لاتی ہوں لپٹ کر ملک صمصام سے کہا اب آپ جا کر بیٹھیں میں سمجھ لوں گی یہ کد لپٹی شکر منظور پر جا پڑی صمصام
نے اپنے ساحر دن کو منع کیا اب ہم کو رگوشش نہ کر فیروزہ سمجھ لگی بیان اصل میں شانہ زادہ نورالدین ہر شہد ہو
سورسہ سے باز ہو ہوا انکو کھلی شہرنگ سے باز یہ کیا معرکہ ہوشیرنگ نے تمام کیفیت بیان کی نورالدین ہر اپنے
مقام سے اٹھے تھیا جسم پر لگائے تینہ خوار شکران سلیمان کی کھینک بارگاہ سے لکے دیکھا تلوار ابل رہی ہو ملک
صمصام ہٹری ہنس رہی ہیں نورالدین ہر کو دیکھ کر عرض کی فیروزہ آپ کی گرفتار کرنے آئی تھی لڑ مانے بجایا

دیکھو اب فیروزہ اپنے لشکر کو قتل کر رہی ہو آپ نہ دخل دیکھو بلکہ قلعے کے سینے کی فکر کیجیے تو رالہد ہر لشکر میں ہزار
سوار ساتھ لیے ہو سب پہلو سے طرف قلعے کے چلے جو لوگ قلعے پر تھے انھوں نے فریاد کی اور منظور
طلسم کشا قلعے پر آتا ہوا ملک دروازہ کو ہر پوش پر زیاد ایک مکان میں شل قیدیوں کے مسلسل و مطلق بھیجی ہو گئے ہزاروں
نے ہر گلیا کہ اوصا جو غضب ہوا خلیاں جنی طلسم کشا کا رفیق ہو منظور وہاں قزاقی میں بچتا ہو خلیاں جنی و طلسم کشا
اسطرن آتے ہیں دروازہ نے جو آتا ہے عاشق کو دعائیں دینے لگی کہ خلیاں کو ہماری فکر ہو خوب سلسلہ نکالا خدا
اسکو منظور و منصور کرے مدین ہما اسی قید خانے میں ہو گئیں اے خالق بے نیاز و اے رب کار ساز اس قید سے ہر کو جلد
نجات دے اب صدقات قید نہیں آتھے نظم

خداست منبع الطاف و مہربان اشفاق	خداست مخزن اعطاف و مصدر اخلاق
خدا عظیم و خدا اعظم و خدا حلاق	خدا رحیم و خدا رحیم و خدا رزاق
خداست مونس و ہما از خدم و دمساز	رفیق و ہمد و دلدار و رفیق و رفاق
خدا پرست نگو کار با خدا نہ روبرو	بہ نیک نامی و احسان شہر آفاق

بلک بلک کے دعائیں کر رہی ہو نگہ بان نے کہا اب رہائی غیر ممکن ہو منظور مردار خوار ہمارا افسر نامدار سب کو قتل کر
پٹیکٹا ملک نے کہا اوجیا کو کیا خدا کو بھول گئے ہو کھانک جفا ٹھانین پروردگار اپنا رحم کر لیا اب وہ شیر مشیہ جرات
آتا ہو ہلو آ کے چھڑانا ہر نظم

یار آیا تو ہو سے دیدہ نا کام سفید	جیسے ہون آمد سلطان میں درد بام سفید
پیرے عکس اُس کے لب سرخ کا گر سا غمین	ہو خجالت سے دہن بادہ گلغام سفید
دید اس چشم سید کی نہ میر ہو دے	دیدہ غیر ہون مثل گل بادام سفید
بل بے طول شب قزق نہ توئی اب تک صبح	ہو گئے آہ مرے مرے سید فام سفید
سو جھے مضمون بیاض رخ جانان جو مجھے	ہو گیا رنگ مرگ و مرارت نام سفید
سرخ پوش آئے نظر شوخ یہ ہو رنگ بدن	پیش پوشاک جو وہ سرور گل اذام سفید
گر ہفتا نہیں جیسے جا رہے رنگین تواج	لفن اک روز لیکا تجھے خود کام سفید
نثرہ کر حسن دروزہ پندہ ای سیم اندام	رنگ سب رنگون میں ہوتا ہو بہت نام سفید
اپنے رخسار پہ چھوڑے نہ کبھی تو جو نقاب	ہو بھی صبح امید ابلق و یام سفید

حرف مطلب جو لکھوں صاف نہ دیتا ہوتا
تیرے محبوب کے قاصد نے کہا کیا تاخیر

بیٹھا ہر مجھے کاغذ وہ دلا رام سفید
ہو گیا منہ ترا سنتے ہی جو پیغام سفید

ملکہ اس بختیاری میں دعائیں مانگ رہی ہیں کہ دروازہ ملنے کا نور الہ ہر نے آکر لٹا کو درزن میں تلواریں
چنے لگین ہنگامہ گیر وار ہند ہر نگہبان ہر شاہ کمانے خلیفہ حسی زنا بھرتا قریب قید خانے کے آیا مشوق کو جو
آرتا زنجیر دکھا دوانہ ہو گیا جھپٹ کر قریب پہنچا جا کر زنجیریں توڑیں دوانہ کو قید سے چھڑایا اپنے قبضے میں کیا
اڑتے بھڑتے باہر نکلے منظور کو یہ خبر پہنچی کہ نور الہ ہر نے قلعہ فتح کر دیا دوانہ کو قید سے رہا کر لیا یہ فتح و فیروز
آتے ہیں میان فیروزہ کو وہی جوش و خروش ہو سیکڑوں جادو گردن کو مار منظور پر جا پڑی منظور نے کئی سر
کیے ملکہ فیروزہ نے سب سرو کے ہیک کر گرد مار منظور کے سینے کو توڑ کر پار گزار کر کے گرا آوازانی کشتی مرا
نامن منظور مر وار خوار ہو منظور کا مار سے جانانہ بھاگنے لگی ملکہ مصاصم نے دیکھا کہ فیروزہ کا وہی جوش و
خوش ہو پکار کر آواز دی بی فیروزہ منظور کو مارا ظلم کشا سے دعویٰ عشق کا ہو فیروزہ نے ہاتھ باندھ لگائے
تو کہتے ہوں میرا تو یہ حال ہو غلب پر جو غم و ملال ہو غم

غم نہیں کرو سیا ہی ہو خدا کے سامنے
ہوں تصور میں کیسے باد پا کے سامنے
داغ ہو طاز اس گلگون قبا کے سامنے
سجدہ کرتا ہوں بت نا آشنا کے سامنے
میں نہ فریادی ہوں کاہن خدا کے سامنے
زلف ہوا خال ہو پاشم ہو یا ہو مرہ
بر سے کا سائل ہوں کیوں مجھ کو نہ کہے دوہو
مجھے سچے سے رقیب کہو اگر پیغام موت
مجھ کو عام نرگس یا کا دھیان آنکب
خط ہوا خواہوں کے لیتا جا شینگے ماہ بن
کربا میں ہر کشش آہن رہا میں جذب ہر
جسم ناسخ خاک سراپا میں ہو رینگے بعد

سر خود ہوں اُمی بت نا آشنا کے سامنے
ہر چہ راغ زندگی میرا ہوا کے سامنے
سانپ ہر رستی سے کم زلف دوتا کے سامنے
بندے ہیں کیا چرمین گدوں خدا کے سامنے
آشنا کیا گلا نا آشنا کے سامنے
ہا سے ہو جاتا ہوں ہر کالی بلا کے سامنے
تد کیا محتاج کی حاجت دوا کے سامنے
کیا بڑا یہ کام ہو پیک خدا کے سامنے
کیوں طبعیولائے تم کا سے دوا کے سامنے
کشتہ ہیں درود کے ہم پیک خدا کے سامنے
دل بچے کیوں کر ہمارا داریا کے سامنے
التجا ہو دوا شاہ کر بلا کے سامنے

سمجھا مے نے کہا میں نکاح میں صادق جانتی ہوں شہر بار فراتے ہیں جان بازی دکھاؤ فیروزہ سے تو کچھ بھی
 اپنا لگا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا فیروزہ کا مرنا آگ بوسنے لگی آواز کی کشتی مرا نام سن فیروزہ کو ہر ہوش بود بادشاہ
 طلسم کاؤس اورنگ نشین تخت پہ بچا تھا اتفاقات قضا و قدر سیران رنگین پوش مان فیروزہ کی آنی
 اور بادشاہ سے پوچھ رہی ہر کہ میری بیٹی کہاں گئی کاؤس کہ رہا ہو کہ برائے مقابلہ طلسم کشا بھیجا ہر قلہ منظور
 پر ہنگامہ ہو ملک فیروزہ کو برائے مرد بھیجا ہر مان اسکی گھر گئی کہا اور شہنشاہ غضب ہوا جو مسلمانوں کے مقابلے
 میں جاتا ہو وہ زندہ نہیں اپنا کاؤس کہ رہا ہو ایسا نہ ہو گا وہ واپس آئیں گی سامنے میز پر گلہ سے سب
 سر و بدن کے نام کے رکھے ہیں یکا یک گندہ ستہ فیروزہ کے نام کا جلگیا سیران نے کہا دیکھیے حضور غضب
 ہوا کسی نے اسکو مارا کاؤس کو سنا تا آریا اب کیا جواب دے سیران نے کہا حضور میں جاؤنگی قاتل کو اپنے فرزند
 کے قتل کر دوں گی یا جان دوں گی ہر چند کاؤس نے روکا سیران نے کہ میرا گھر برباد ہو گیا جوان بیٹی حسین میل
 میں کیونکر صبر کروں میں اکیلی جاتی ہوں شکر طلسم کشا کو اس وقت دوں گی یہ کہا اکیلی ایک عتاب پر سوار ہوئی طرف
 لشکر نورالدین ہر کے اپنی بیان نورالدین ہر فتح کر کے پٹے بن قلعہ چمنطور و عزا خوار کے فرخش ہن خلیا حبی کی
 شادی ساتھ ملکہ فروانہ کے کی خلیا حبی بکشا ہوا و آقا سے نامدار اپنے بڑا احسان کیا بعد کئی برس کے
 غلام شاد ہوا اس روز لشکر میں جشن میں ہوا خلیا حبی و مہم عرض بھی کرنا ہوا حضور طبعی کرین بادشاہ طلسم
 سے بھی دیکھتا ہو نورالدین ہر نے فرمایا کل انشا اللہ کوچ ہو گا خلیا حبی تباری شکر میں مصروف ہو کہ کل شاہزادہ
 کوچ کر لگا پانچوں رسالوں میں کیا بیان ہو رہی ہیں سردار جاگ رہے ہیں جانتے ہیں کہ سویرے کوچ ہو گا
 زمین ایلانے شب کرے گزری ہو کہ پہلے ایک کندھی سیاہ انھی دس بیس آدمی اس میں پامال ہوئے کچھ خیمے گرے
 تھوڑے عرصے کے بعد ایک ہر تیر دنا راتھا پانی برسنے لگا ملازموں نے گزریے کے پستے بنائے جو تھوڑی دیر کے
 یہ فوج ہم پہنچی کہ پستے بیکار ہوئے خیمے گرنے لگے پانی بڑھا پلا آتا ہر نورالدین ہر جس بارگاہ میں ہیں اس میں
 پانی ابھی تک نہیں آیا نورالدین ہر گھر اس کے باہر نکلا دیکھا ہزاروں بندگان خدا ڈوب رہے ہیں جدھر کھاگ کر
 جانتے ہیں گرسے اور ڈوبے فیروزہ کی سدا میں بلند ہیں نورالدین ہر نے کہا اور شہرنگ یہ کیا آفت آئی شہرنگ
 نے کہا جس بارگاہ میں غصہ ہے وہ صرف پانی کم آیا محکمہ سرمدیم ہوتا ہوا آپ لوح چمکائے اسمائے لوح چرچے
 کیا محجب ہو کہ یہ بلا متع ہو نورالدین ہر نے جب کہ شہرنگ بن عمرو کے لوح چمکاتے ہوئے چلے جدھر عکس ڈال
 ایک وانا ہوا پانی غائب ہو گیا اسمائے انہی پکار کر پڑے پانی غائب ہونے لگا اب تو نورالدین ہر تمام لشکر میں

دوڑنے لگے مگر ایک طرف شا کے جاتے ہیں جب پہنچتے ہیں پھر ویسا ہی پانی ہو جاتا ہو جتنی دیر عکس لوح رہا
 اور نورالدین ہر کھڑے رہے اتنی دیر وہاں پانی موقوف رہتا ہوا اب تو نورالدین ہر حیران و پریشان چار بج
 دوڑتے پھرتے ہیں شہرنگ نے جب دیکھا کہ آقا سے نامدار ایسا نہو کسی مقام پر گر پڑیں یا دشمنوں پر کوئی آفت
 پڑے یہ سوچ کر شہرنگ بھاگا ایک نخل کے سائے میں کھڑے ہو کے دیکھا کہ پانی کدھر سے آتا ہو اسی جانب پہل
 دیکھا لگا ابر چھایا ہوا ہو ایک سپاڑ پر ابر جمیع ہوتا ہو بعدہ طرف لشکر اسلام کے جاتا ہوا اب تو شہرنگ کو یقین
 کامل ہوا کہ کسی ساحر کا یہ فتور ہو ایک ساحر کی شکل بن کر دوڑا ایک نخل پر چڑھ کر دیکھا ایک ساحرہ سن رسیدہ
 بال سر کے سفید زندگی سے ناامید روتی کے گالوں پر پانی کے چھینٹے دے رہی ہو کبھی اٹھتی ہو کبھی بیٹھتی ہو بلکہ آہ
 ابر کو جو سست پایا اور زور دے رہی ہوا برٹپ ٹپ کے لشکر نورالدین ہر پر جاتا ہو پانی نور و شور سے
 برساتا ہو شہرنگ نخل سے اتر ساحر کی شکل بنا ہوا اپنے کو راستہ کر کے طرف پہاڑ کے چلا صحرا اجاڑا دھلتا
 سپاڑ گھائیوں کو طو کرتا ہوا جب قریب پہنچا تو آواز دی کہ او بیجا فردا ہو شیار ہو جا اسی منہ پر دعویٰ کیا دیکھ
 کہ ہاے ابر سست ہیں امض پٹے آتے ہیں جس لشکر میں طلسم کشا موجود ہو صاحب لوح وہاں یہ قریب کیا
 کام آئے گا کیون اپنا آبروریزی کرنی ہو چل بھگو بلایا ہو یہ کتا ہو شہرنگ قریب پہنچا سیران نے کہا میان
 ساحر متعین کئے بھیجا ہو کلمات سخت فرمائیے شہرنگ نے کہا اری مجھے کئے بھیجا ساحرہ کے منہ سے ٹکلی
 کہ بھگو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہو شہرنگ نے کہا بھگو بھی بادشاہ نے بھیجا ہو کہ تو نے اتنی دیر کیوں کی اول تو بھگو
 مناسب تھا کہ طلسم کشا سے لوح لیتی بعد اُس کے سحر کرنی سیران نے کہا کہ لوح لے لیا کیا کمیل ہو غلغل حنی ایسا
 واقعہ کار وہاں موجود ہو بغیر قریب کے کام نہ چلتا میان تو شہرنگ برنگ جمار ہا ہو لیکن کاؤس اورنگ نشین
 تخت پر بیٹھا ہو رئیس امیر جمیع ہیں ساحروں نے کہا حضور سیران بہت غصے میں گئی ہو لشکر طلسم کشا پر آفت برپا
 کر گئی ایک ساحر کے منہ سے ٹکلیا کہ ذرا نقشے میں تو ملاحظہ فرمائیے سیران پر کیا گزری کسی عیا نے مار نکالا
 ہو یہ لشکر کاؤس گھبرا گیا اور فریق سچ کتا ہو نقشہ اٹھا کر دیکھا کہ ایسا شہباز جادو و جلا جادو عیار طلسم کشا
 بھل ساحر رنگ جمار ہا ہو جاتے ہی گرفتار کرے شہباز جلا میان شہرنگ بجا بھلا کئے رنگ جمار ہا ہو
 منتظر ہو کہ کچھ کھلا پلا کے قتل کر دن ایک سید اپنے پاس سے نکالا کہ ایسا سیران اس سب کو کھا کر سحر کر
 بھی تیرا سید ناؤ کی سیب باغ سامری کا ہو سامری و شیدا اس سیب کے درخت میں خود پانی آیتے تھے
 یہ کہ چھیننے لگا چاہتا ہو کہ تراش کر کھلا دے کہ آسمان سے نمرہ ہوا خبردار اسی سیران کوئی شہر نہ لکھا نہ شہباز جادو

شہرنگ نے دیکھا ایک جادوگر آسمان سے آتا ہر دو نون پر جا کر پہاڑ سے کود پڑا ٹکڑا ہوا سبھا کا شہباز نے
 پیچھا کیا سیران سے پکار کر کہا کہ اوسیران میں بھیجا ہوا شاہ کا آیا ہوں تم اپنے کام میں مصروف رہو میں اس
 تا عیار کو لانا ہوں شہرنگ درختوں میں چھپتا ہوا جاتا ہر نورالدین ہرین بدیع الزمان کو رات بھر اسی دوا دوش
 میں گذری انکے لشکر میں اس سے لوح پڑھتے پھرتے ہیں لوح کا عکس سب پر ڈالتے ہیں اس وقت کنارے
 پر آکر کھڑے ہوئے چار جانب دیکھ رہے ہیں کہ صحرا سے گروازی ایک شخص کو دیکھا کلاہ سر پہنڈا رہا تھا ہوا آتا ہوا
 جیسے ہی نورالدین ہر سے آنکھ ملی پکار کر آواز دی اے شہر بار میں ہوں شہرنگ شہباز جادو میری فکر میں آتا ہر
 نورالدین ہر سے شہرنگ چاہتا ہر کہ جھپٹ کر پاس آتا کہ پہونچوں کہ آسمان سے نعرہ ہوا منہ شہباز جادو
 تڑپ کر گرا شہرنگ کی کمر میں خیمہ دیا سے اڑا نورالدین ہر نے جلدی میں کمان کیانی دوش سے آتاری تیر کمر
 کمان میں پوست کر کے مارا شہباز کے پاؤں پر پڑا پاؤں زخمی ہوا اور تڑپ کر لمبہ ہو گیا نورالدین ہر نے جو نعرہ
 دیا خلخال جنی وغیرہ دوش سے عرض کی آقا خیر تو ہر فرمایا شہرنگ کو ایک ساحر لیگا محلو بھی جانا چاہیے ایسا نحو
 آسکو قتل کر ڈالے بڑے حد سے ادا لی طلسم نے اٹھائے ہیں یہ کمر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اور قلعہ طلسم دای
 سیارین عجائبات جس وقت منظور مردار خوار ادا ہائے نوشتا اپنے کو قلعہ طلسمی میں اس صورت سے پہونچا
 کہ خلخال جنی بصورت مرکب بنے اسپر سوار ہو کر تعجبیل جادو دربار میں مقابلہ پڑ گیا جب تک کاؤس نہ قتل ہو گا
 خبر دون بلوین نافذ ہوئی نورالدین ہر نے خلخال جنی سے اشارہ دیا خلخال جنی بصورت مرکب تیز رفتار بنا
 نورالدین ہر پہر سوار ہوئے لشکر میں بکڑا ہوا جن لوگوں نے پانی سے صلت پالی تھی وہ جھپٹ کر ساتھ ہوئے ساتھ ہزار
 جوان ساتھ ہو گئے نورالدین ہر طرقات قلعہ کاؤسیہ کے چلے لیکن ایرج لوجوان جو چند سرداروں کو لیکر
 قلعے سے اپنے لشکر کو جمع کیا خبر پائی کہ قلعہ کاؤسیہ پر ہنگامہ ہوا ب نقطہ قلعہ طلسمی باقی ہوشا پور نے قلعہ
 کی گردبان بادشاہ طلسم ہر لیا کا سحر کر لیا ایرج نے کہا جب تلوار کھنسی سب سحر و سحری محدود ہوتی ہر کل
 لشکر کو لیکر ایرج چلا رہا میں ایک قلعہ ہر آفاق قلعہ دار وہان کا حاکم دناظم ہڈا نے جو خبر سنئی کہ نیرہ صاحب جوان
 طرقات قلعہ کاؤسیہ کے جاتے ہیں میں ہزار ساروں کا لشکر لیکر آفاق قلعہ دار قلعے سے باہر نکلا دیکھا لشکر ایرج
 کا آتا ہوا ایک نعل کے سائے میں کھڑا ہو کر سحر کرنے لگا لشکر ایرج پر تباہی آئی کوئی لمحہ کے قبل گرا کسی کے جسم سے
 آگ پیدا ہوئی کوئی بھونکے میں ہوا کے آگ لیا شا پور نے جو یہ آفت دیکھی لشکر سے لٹکا رہا گا دیکھتا ہوا چلا آیا
 آگاہ ہو چکا تھا کہ لشکر یا حراں ہے آگ برس رہی ہر اسی جانب چلا ایک گوشے سے آکر دیکھا کہ سب ساحر تو

سحر کر رہے ہیں اُنکے سحر سے بھی آفت برپا ہو گیا ایک ساحر تاج پسنے ہوئے بلا کے سحر کر رہا ہے جب دوسرا ہتھ مارا
 آگ برسنے لگی شعلے بھڑکے لگے ہاے ابر کڑکے شا پور نے کندہ سے آکر اپنی صورت ایک رسالہ دار کی بنائی ٹھٹھا
 ہوا چلا قریب تاجدار کے پہنچا پکار کر آواز دی اس لشکر کا کون مالک ہوا آفاق نے کہا میں بادشاہ قلعہ ہوں
 تمہارا کیا مطلب ہوشیار پور نے کہا ہوا ایرج لوجوان نے بھیجا ہر فرمایا ہو کہ ہم تم سے مصالحہ کرتے ہیں تمہارا
 مذہب بھی اختیار کرئیے آفاق یہ نگر خوش ہو گیا شا پور نے کہا سحر موقوف کیجیے آفاق نے ہاتھ روکا شعلے بھڑکے
 موقوف ہوئے شا پور باتیں کرنے لگا کہ شعلیں کر لیجیے ایسا نہ ہو کہ بدفتور ہو اب رنگ ہمارا ہو لیکن مک صبح دلکشا
 آئے کوہ میں اس خیال میں ٹھہری تھیں کہ ایسا نہ ہو ایرج لوجوان کو شاق گذرے کئی دن اُسی مقام پر رہیں ایک دن
 شب کو پڑی سو رہی تھیں عالم خواب میں دیکھا کہ ایرج لوجوان چلے آتے ہیں ملک انہیں جمال جہان آرا دیکھ کر
 جکین سلام کیا کہا حضور کا کیونکر آجکا اتفاق ہوا ایرج نے کہا ملک تمہارے مشتاق تھے تمہیں ڈھونڈتے ہوئے
 آتے ہیں تمہارا مزاج کیا ہو صبح دلکشا لے گیا اور شہر بار کیا کیفیت عرض کروں کیونکر خاموش رہوں اصل میں
 یہ صورت ہو عجیب حالت ہر بقول شاعر نظم

شکر خوبرو قاتل کا تقاضا اُترا
 ساربان آج ہو کیون چہرہ لیلا اُترا
 احسبہ کار نظر سے مری دریا اُترا
 جل کے جن تجھ سے نہ آؤ آتش سودا اُترا
 درد کسہ ہوتا ہو جب نشہ صبا اُترا
 روتے روتے جو مٹوا عشق کا دریا اُترا
 چاہ یوسف میں خضر بہر تماشا اُترا
 بیشتر کوہ کے اوپر سے ہو دریا اُترا
 طاق مینا نہ سے ہو سا غریبا اُترا
 خستہ دل میں پڑی بکے ہو غنقا اُترا
 خون تری آنکھوں میں اے میل شیدا اُترا

لجن سے بار سر آ مارو سودا اُترا
 حال مجنون تو نہیں نوع دگر دیکھا کچھ
 استفرا اپنے پیما شک نے کی موج زنی
 درد سر عشق کا سر سے نرسے دور ہوا
 وصل کے بعد نہ کس طرح سے ہو بیخ فراق
 چشمہ حسن کی موجوں سے اشارہ ہو یہی
 ذوق یار میں کی خطا نے رسائی پیدا
 کیا عجب رونے جو ماتم میں ہمارے وہ تبت
 باغ سے باد بباری کی ہوا آ مداد
 دہن یار کا بہتا ہو تصور اس میں
 شلخ گل کو بھی نہ آتش نے چھو تھا پیر

ایرج لوجوان نے کہا ملک تم صاحب اختیار ہو اگر قصد کرو تو ملاقات کر سکتی ہو تمہارے چلے جانے کا کیا باعث ہوا

صبح دلکشا نے چاہا کہ عذر کرے کہ آنکھ کھل گئی وہی کوہ دیران سنان میدان ملک گھر اگر انھیں جین کتی ہین
خود شاہزادے نے کلمہ اشتیاق فرمایا اب چل کر تلاش کرنا چاہیے یہ سوچ کر پر پرواز پیدا کیے اڑ کر حلیں گزشتہ
ہین ڈوبی ہوئی خواب کی باتوں کا خیال دل پر هجوم غم و ملال آسمان پر ٹھکنی ہوئی جاتی ہین میان شاہ پورے
باتیں کرتے کرتے جب دیکھا کھلاسنے پلانیکا موقع نہیں ہو گا دیکھے مسلمان کیسے مل رہے ہین جیسے ہی آفاق ہوا
شاہ پورے نے علقہ ہاے کندگیں مین ڈال دیے آفاق ان کر کے کڑ کاٹتے کند کے جملے شاہ پورے آفاق نے
خنجر کھینچا کہا ارے تو کون شاہ پورے نے کہا تھین قتل کرنے کو آیا تھا تمھاری موت ابھی نہیں ہو آفاق نے چاہا
خنجر مار دین کہ سر اڑ جائے شاہ پورے ان بان کرتا ہر دور سے ایرج نے دیکھا ایک ساحر شاہ پورے کو قتل کیا چاہتا
ہر کئی تیر بارے آنے سحر کر کے جلا دیے اسوج سے قتل مین رہ رہی کہ صبح دلکشا نے آسمان سے دیکھا ایک
ساحر شاہ پورے کو قتل کرتا ہر سب جا دو گر شکر ایرج کے آگ برسا رہے ہین مقرر ہو کے ایک گول پھینکا کہ آگ
برسا موقوف ہوئی برق جگر آفاق پر گری یہ تو ایرج کی جانب دیکھ رہا تھا آفاق کے مدد کرے ہوئے نہ کیا
نہ صبح دلکشا ساحر دین پر کڑک کڑک کر گرنے لگی سیکڑوں کے سر اڑا دیے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی شکر ایرج
کے پانی برسا دیا ساحر دین نے ڈھائی دی کہ ہم طاعت کرتے ہین ایرج نے تلوار دلی ملک صبح دلکشا کو مت کیا باہر
جا دو گر سطح سلام ہوے افسر انکا سراب جا دو ویر سلو لیکر حاضر خدمت ہوا ایرج نے سراب کو سر دیا صبح دلکشا
سے مال پوچھا صبح دلکشا نے سب کیفیت اپنی بیان کی رشک کا ذکر نہیں کیا ایک شب ایرج نوجوان
اسی مقام پر رہے اس قلعے پر مفصل حال سنا کہ نوزال ہرنے سب مرحلے فتح کیے اب حرن قلعہ کا وسیع پر جانا
ہو دوسرے دن لشکر کو ہمراہ لیکر عظیم دشان تمام چلے کاؤس اور تنگ نشین کو خبر پہنچی کہ ظلم کشا آتا ہوتا
قلعہ جات تسخیر ہوے کہا سب لشکر جمع کرو چار لاکھ ساحر و غیرہ جمع کر کے کاؤس اور تنگ نشین آتے سے
باہر کھلا لشکر کو آتا ساحر کہ رہے ہین کہ حضور گھبراہٹ مین ایک بحر مین زمین ہلا دینگے کاؤس نے کہا ای برادران
سحر کا آگے ظلم کشا کے کیا ندرے صاحب لوح کچھ مکر کچھ حیلہ کچھ جرات اگر کی تو قہار و نہ جان دینا ہر صبح کا وقت
کاؤس اور تنگ نشین باگاہ مین بیٹھا ہر کسی ذکر ہر دیکھ ہر ایک کا قول ہو کہ حضور مرنے والا سبیت ہوا ہوتا
مرتے مرتے ہزار دین کو مار کر مرینگے طے زمین کے آسمان پر پہنچا دینگے یہ باتیں تھین کہ صحر سے گراؤی نوبت
تھارے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے آگے شاہزادہ ایرج نوجوان پشت پر لشکر گران نوبت تقاب
بجئے ہوئے ملک صبح دلکشا تاج سر پر لباس فاخرہ زیب جسم انور طاؤس کو آڑا کے ہوئے پچاس ہزار ساحر دین لگی

ایک طرف غیر ساحر جیسے ہوئے تھے اس لشکر کو دیکھ کر کاؤس گھبرا گیا ہر کارون سے کہا دریافت تو کرو کہ کون شخص ہے
 ہر کار سے گئے خبر دیکر آئے کہ طلسم کشک کے پیشتر بعد قہر و خشم در بندون کو فتح کرتے ہوئے آتے ہیں راہ میں آفاق جادو
 کو مارا کاؤس نے زانو پیٹ لیا کہا یا رسول اللہ خدا اگر یہاں شکست ہوگی تو میں قلعے میں آفاق کے چلا جاؤنگا
 فسوس وہ بھی برباد ہوا ایرج سامنے آکر اترے بازار میں آراستہ ہو میں شاپور شیر دل ایسا منتظم قلعہ فوج میں
 بارگاہ زلفی استاد کی اس میں ایرج داخل ہوئے مکہ صبح و لکشا در بارگاہ پر بعدہ نگہبانی آکر بیٹھیں میر طلسم
 مقرر کیا ہمیں جادو پانچزار ساحر و کویک گر و شکر پھر نے لگا کاؤس نے رفیقوں سے کہا کیا یہ بھی میرے واسطے
 طلسم کشا ہر میدان روکتا ہو طبل جنگی بجے صبح کو بھونک دو لگا ایک زندہ نہ بچے گا طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر
 ہر کارون نے ایرج کو پہونچائی ایرج نے بھی حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے میان بھی تقارہ زدی
 گڑ گڑا یاد و نون لشکر و نون تیاریاں ہونے لگیں ہمارے پر رات گزر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا لشکر خیل خیل
 طرف میدان کا زار کے چلے جب و نون لشکر میدان میں پہونچ گئے نقیون نے نقابت کی کر گشت کر گاہا کہ کس
 کاؤس اور نگ نشین چاہتا ہو کسی کو حکم دے کہ میرے گرد و آری نوبت تقارہ کی آواز آئی کہ ہاے ابرسیاہ
 چمک رہے ہیں چونکہ ایرج کے لشکر میں سن پائے تھا کس صبح و لکشا ساحر ہوا سپر بہت خوش تھا کس صبح و لکشا کی
 مجال ہو جو جیسے مقابلہ کر سکے خوشی خوشی کاؤس کھڑا دیکھ رہا ہو کتا ہو کہ ایک سو میں اس لشکر کو پامال کر دو لگا
 وہ گرد و غبار جو اٹھ چھی قریب آکر شوق ہوئی ابرہہ سیاہ جو اٹھے تھے وہ بھی پٹھے ابرت بڑے بڑے رین
 غدارا ثوران آتش نشان پر سوار بڑے گرد و فرے آکر پہونچے ایک ایک کو ناز ہو کہ ہم طلسم کشا کے ساتھ ہیں باؤشا
 طلسم کو قتل کرنے کے روپیہ مال کوٹینگے گرد و فرے طلسم کشا ظاہر ہوئے کیدان رسالہ دار گرد و گھیرے ہوئے مرکب پر پیکر
 پر سوار رشت پر لاکھون سوار و پیدل فوج کے دل کے دل آگے آگے سب کے شاہزادہ نورالدین ہر روح طلسم
 گئے میں سرمدان صف شکن جوانان تیغ زن چپ و راست نورالدین ہر مرکب باؤشا کو بڑھائے ہوئے آتے ہیں کاؤس
 نے نورالدین ہر کو پہونچا ناگھبرا کر کہا یا رسول اللہ خدا اب مشکل ہوگی میں اس جوان کو سمجھا تھا کہ اس کا گتھا
 کرنا کتنی بڑی بات ہے مگر طلسم کشا کرامات ہو ساحر بھی سجیاب ساتھ ہیں لیکن ایرج نے نورالدین ہر کو دیکھا
 لاکھون کے نیچے اندھیرا لگا گیا اس کو دیکھا تو نے کتنی گیزا دے کو کچھ خوف نہ آیا ہمارے سامنے کھڑے ہیں
 مرحلہ بات توڑ کے آئے ہیں شوکت و شان دکھاتے ہیں یہ کمر مرکب کو بڑھا دیا پکار کر آواز دی جسکو تھما کر
 کی ہو وہ ہمارے سامنے آئے خواہ مسلمان ہو خواہ کافر ہم سب سے موعود ہیں جہنم لکس فتح کیے انکے بادشاہ ہر

ہیں ابھی آفات جادو کو مارا بڑے بڑے کافرون کو لٹکا مارا ایرج نے جو طرف ساحرون کے رخ کیا نورالدہر
 بیتاب ہو گئے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر کل کر سحر کر دے تو اس تاجر زادے کو جان بچانا مشکل ہو گا یہ سوچا گھوڑا بچا
 پکارا کر آواز دی اور کیتا نر میدان جلالت داعی صاحب سلطوت و شوکت آپ ایسے ہی سب اور میں رستم اسخند یار کا
 نام مٹا دیا مگر سوت موت جنگ و جہل کا تمھارے منین ہر تامل کرو ایرج کو اور زیادہ غصہ آئے نورالدہر
 کے بڑے کما بس کنا سے رہے میرے قریب نہ تشریف لائے گا ورنہ بڑے قبلہ و کعبہ سے شرمندگی ہو گی نورالدہر
 نے کہا میں آپ سے جنگ نہیں کر سکتا مگر طلسم کی فتاحی میرے نام تھی آپ کو ملاں پہنچو گی نورالدہر یہ عذر کہنے
 ہوئے قریب پہنچے منظور یہ تھا کہ کھو سچا کر پھیر دون میں شکر کا کوس سے جنگ کروں ایسا نہ ہو بادشاہ طلسم
 خدا خواستہ دشمنوں پرانے کوئی خرابی آئے جب قریب ایرج کے پہنچے ایرج نے توار کھینچ کر ہاتھ مارا کہ
 ارج پا جانے پر بڑا ناز ہر خبر دار اب کبھی دگل رستم کا نام نہ لینا ورنہ زبان کاٹ ڈالو گھاہر چند نورالدہر اپنے
 کو بچا یا گھر پہلے تلوار کا سر بڑا کسی قدر زخم آیا نورالدہر کو بہت ناگوار ہوا تلوار کھینچی اور غصے میں منہ سے نکلیا
 کہ اوجا جرزادے دگل رستم ہمارا حق ہے ہمارے قبلہ و کعبہ نے تمھارے دادا کی جا بجا مدد کی تب انھوں نے دگل
 رستم دیا اب جو گاہ ڈالی تو آنکھ پھوڑ ڈالو گھاہم سمجھاتے ہیں آپ اپنے آپ سے باہر ہوئے جاتے ہیں یہ نکر
 ہاتھ مارا ایرج کا سر زخمی ہوا ورنہ دون جوانوں سے تلوار چلنے لگی شکردن میں ہنگامہ ہوا اسپین لگے سحر بھی
 ہونے لگا تلواریں کھینچ گئیں طائران تیراڑنے لگے جسکے سینے پر پڑے پشت کو توڑ کر پار گزرتے تیروں نے
 سرکشی دکھائی سان ہاے نیزہ چکین سینے غرابال ہونے لگے کاوس اورنگ نشین نے جوہر مکرہ دیکھا کل
 فوج کو اشارہ کیا کہ سلاؤن کو مار لو تمام فوج کفار شکر ایرج و نورالدہر پہنچا پڑی اب تینوں لشکر مل گئے
 کاوس نے جب سحر کیا ہزار ہزار دو ہزار جوان غرابال ہوئے جا بجا پامال ہوئے طرف سے ایرج فوجوان
 کے بلکہ صبح و لکشانے اپنے طرف والوں کو بچانا شروع کیا طرف سے نورالدہر کے بلکہ صمصام جان بازی کر رہی
 ہیں جب کاوس کا سحر چلا سینہ سپر کر دیا اپنے اوپر زخم کھائے مگر لشکر نورالدہر کو بچا یا بڑے زور و شور سے رہی
 ہیں یہ بھی خیال ہو کہ لشکر کو شانہ زار سے کہ بچاؤن ایک مقام پر بلکہ صبح و لکشا سحر کر رہی ہیں بی صمصام سحر
 کرتی ہوئی آئیں ملاقات ہوئی صمصام نے کہا کیوں بڑا ایسے جا بل بھی کہیں دیکھے ہیں اسپین زور ہے
 ہیں دونوں شیر زخمی ہوئے کاوس کا زور بڑھا ہزار ہا بندگان خدا بے خطا مارے گئے بادشاہ طلسم کے سحر کیون
 رو کے دونوں جوان جھوم رہے ہیں صبح و لکشا نے کہا کیوں بوا دگل رستم کیا چیز ہو جس پر یہ عجیبہ ہر صمصام

نے کہا بولنا جانے کہ دگل رستم کیا چیز ہو کچھ آپس کا جھگڑا ہو یہ کہہ کر ملک مصماص کا قصد ہوا کہ میں بادشاہ طلسم سے
 مقابلہ کروں نتیجہ ہی سامنے پہنچیں گا اوس دیکھ کر جنگ کیا کہا او گیسو پیر ہنگ خانان نے طلسم کشاکشا کو راستہ
 بتایا مرحلہ و قواقع ایسا مقام تھا کہ اسکو کوئی فتح کر سکتا لیکن وہ بھی کتنے کی موت مارا گیا یہ کہہ کر بحر ملک مصماص
 کا سر زخمی ہوا کئی تیر بھی مارے مصماص نے کچھ خالی دیے کچھ جسم پر پڑے جسم سے خون جاری ہوا صبح و لکشا
 نے جو دور سے دیکھا کہ مصماص زخمی ہوئے تمام جسم فوارہ بنا ہوا و نعرہ کر کے جا پڑے ملک مصماص جو ہر حال تو
 کت رہے ہوئے صبح و لکشا کا وکیل اور نگ نشین سے مقابلہ ہونے لگا کئی سو ملک صبح و لکشا نے ایکے کاوس
 کب ماننا ہو مردن کو دفع کر کے ایک چنچ ماری کہ زمین تھرا گئی برق گری سر ملک صبح و لکشا کا بھی زخمی ہوا ساحران
 نامی لشکر نورالد ہرے سب زخمی کیے کئی بہرہ ساحرین کو مارا قریب ہو کہ لشکارینج و نورالد ہرے شکست ہو نورالد ہرے پیش
 کر رہے ہیں بنگا گیز نار بلند ملک اسلام در دند کاوس بہت خوش ہو کہ میں نے فوج سلطان کو شکست دی
 اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگے طلسم کشاکشا زخمی ہوا پیر چلے اور سب کو گرفتار کر لیا کچھ طلسم کشاکشا سے بچا جائیگا
 ہر طرف دور نما پھر ہر جانب ساحر نامی کو پائسل کر ڈالا یا زخمی کیا عجب رنگ ہو ہزار مالاشہ پھرک رہا ہو ساحرین کے
 سرینے کی صدا بلند فلان مارا گیا فلان مارا گیا نورالد ہرے کا جوش و خروش بڑھتا جاتا ہو سر کے زخمی ہونے سے شاہزادہ
 ختم ختم کے اڑ رہا ہو ایک تھل کے سامنے میں اگر ٹھہرے تا شاہجنگ کا دیکھ رہے ہیں جب کاوس نے گورد مارا یا سو دوسو
 گر گئے حبیب آفت پر پا ہو حبیب نورالد ہرے دیکھا گھبرا گئے ساتھ والوں سے فرمایا بڑا غضب یہاں کس مصیبت سے طلسم
 توڑا جا یا ساحرین کو مارا طلسم و قواقع پر کیا کیا مصیبتیں پڑیں یہ انقلاب منہن ہوا کہ ہزار باسلان اسے لگے
 اسی کی گردن پر خون ہوا ہر پہر ہکا را پناہ عم شہر کہ یہ ڈرائی فتح ہوا اسی مہر و تیرے نزدیک سب آسمان ہوشیاری
 بندہ غاک پر ہر اسرا احسان ہو طلسم

مست مستلک و نیا وہی است	خدا مسترح صمد و یقین است	مہر کشور خدا دار و تسلط
مہر مستند خدا مستند نشین است	خدا پاک از چین است و چنان است	منتر ہا زہان است و مہین است
خدا و زہبان در حسن و خوبی	جلیل است و شکیل است حسین است	زلطفش نیست کس محروم و مایوس
کہ حق پروردگار عالین است	بہ پیش بارگاہ الینا لش	زمین و آسمان سر بزمین است
گے پیدا گے پوشیدہ باشد	گے شادان گے اندر زمین است	گے دیو زہ گر کہ شاہ آفتان
گے خاقان چین کہ خوش چین است	زہر صورت خدا صورت نماید	نقاسب از چہرہ انور کشاید

شاہزادہ بیقرار ہو کر یہ دعائیں مانگ رہا ہر اہل بیت فوجوان بھی بیقرار میں شاہپور سے کہ رہے ہیں اور شاہپور
 پہلے شکست ہو چاہتی ہے شاہپور کتنا ہوا تھا آپ نے غضب کیا لڑائی میں خور شاہپور و بار شاہ طلسم ہوا اس کے سحر کو کون
 روک سکے اسے شکست ہوئی شاہپور نے پھر کیا تھا آپ کا غصہ بعض مقام پر خرابی کرتا ہوا آج بڑا غضب ہوا دیکھیے
 کیا ہوتا ہو گا نور الدہر نے دعا کرتے کرتے لوح کو چمکاتا شروع کیا کہیں لوح چمکاتے ہیں کہیں گھوڑا بڑھاتے ہیں
 جس ساحر کے ساتھ لوح چمکاتی وہ نابینا ہوا اوپر سے ہاتھ مارا صد با جا دو گرینے لگے مگر کاؤس کے سحر نے
 قیامت برپا کی ہر ہزار بندگان خدا مارے گئے اور قتل ہو رہے ہیں جہان کاؤس نے سحر کیا ہزار ہا بیکار ہو
 باقیہ لہزار کائناتیں چلتا سہرشتہ بیانی منین کرنی طائران تیرے پر گئے پڑے ہیں اہل بیت کو بھی نہایت انتشار ہو کہ
 آج کی جہالت نے بندگان خدا کو قتل کرایا یہ بھی دعا مانگ رہے ہیں جو سحر خانہ میں ہو گئیں ہو رہے تھے بلکہ ملک
 کے رعائیں مانگ رہے ہیں کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضاے کا نقابدار زرین پوش سیر کرتا
 ہوا جاتا ہو فوج تیرہ ہاے دیو بھی ہمراہ بارہ ہزار جوانان صف شکن دیو زادوں کی گردنوں پر سوار مرکبان بھونکے
 انکی بیل میں دیے ہوئے نقابدار نے جیسے ہی دیکھا کہ ایرج و نور الدہر و خدادار انپر پوش ساحران غدار ہو گئے
 ہی کمال غمہ آیا دیو زادوں سے کہا کہ تم طرف سحر کے جاؤ خبردار شریک جنگ نہو نا، ورنہ باز سفید ہر وقت سحر
 سائے تلک رہتا ہو نقابدار بارہ ہزار جوانان سے آگے گراتے ہی صفوں کو درہم و درہم کرنے لگا جس غول پر پہنچا فسر
 ہوا کہ ایرج و نور الدہر کی جانب پکار کر آواز دی کہ اے جوانان صف شکن داؤ شیران تیغزن یہ کیا جہالت ہو
 کہ کفار کو زور دیا بندگان خدا نکل ہو سے یہ کسپر خذاب ہو خبردار اب کہیں ایسی حرکت نہو یہ کتا جاتا ہوا و مصروف
 جنگ ہوا سہم غلیم بہ آواز بت پڑھ رہا ہے باز سفید جیسے سایہ ڈالتا ہو وہ جل کر بھاتا ہو کسی پر مقدار دی کسی کو نیچے سے
 غریب کیا لوگ حیران ہیں کہ یہ کیسا طائر ہو صف شکنی کر رہا ہو اپنے آقا کو بھاتا جاتا ہو ساحر کو قریب منین آنے دینا
 نقابدار لڑتا بھڑتا ہوا جاتا ہو نور الدہر کو بڑی شرم آئی ایرج کی جانب دیکھا کہ کیوں برادر آپس کے منہ ملتے کا
 انخمام دیکھا جان بچا نا شکل پڑا آئندہ دیکھیں کیا ہوا ایک طرف سے ایرج ایک طرف سے نور الدہر شیر زلی کو تے
 ہوئے چلے جدھر جا پڑے قیامت برپا کر دی اگر ایرج کسی کے سحر میں پھنسے نور الدہر نے بڑھ کر لوح چمکائی پھر
 ایرج جا پڑے ہیں اس طرح جنگ ہوئی پھر غارتنگ ہیں تین شیر نادہ جنگ ہیں نور الدہر لڑتے بھڑتے لوح کو
 چمکاتے ہوئے جاتے ہیں ادھر سے کاؤس اور نگ نشین آگ برساتا ہوا آتا ہو نور الدہر نے لٹکارا اودھا مڑا زلی
 وادی غریب کو کیا قتل کرتا ہو مردان عالم سے نگاہ چار کر آئے بڑھ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر رکھا

سانے نقابدار کے شوکت نمائی بھی منظور ہو جیسے ہی اُسے دوسرا در کیا نور الدہر نے کلا لی پر ہاتھ ڈال دیا فحشہ میں
ظاہر انداز اس کا دوس کا اڑ گیا مرنا کا دوس کا کدو سا حود ملی دینے لگے ہر طرف سے آواز فریاد فریاد کی بلند ہوئی نقابدار
سب ساحرون کو خست میں نور الدہر کی لڑنے لگا اٹکوا مان دیکھو نور الدہر نے سر جھکا لیا ساحرون کو امان ملی
مطیع اسلام ہوئے نقابدار موجود ہوا اپنی بارگاہ استاذ کو رائی نور الدہر ہر طایر جگہ کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا
دونوں کی اپنے ہاتھ سے زخم دوزی کی شب بھو بالین پرانے بھجھا رہا مریم سلیمانی کی چٹان چڑھا میں بس صبح
کو زخم چھے تھے جب دونوں جوان اٹھ کر بیٹھے نقابدار نے اشارہ کیا ساتیان سینہ ساق و مہر بان خوش آواز
حاضر ہوئے جام گردش میں آیا ایک پری دش مشتری خصال زہر و جال سانے کھڑی ہو کے بہ خوش الحانی
یغزل گانے لگی غزل

<p>تصور ہر نفس ہو پیش چشم اُس رورے روشن کا مجھے مقصود دل پردہ درمی ہر عیب پوشی میں تو وضع دشمن جان کی زیادہ قتل کرتی ہو گر یا دل سننے لیا کر مجھے تعزیر زندان میں سبک رضون کا احسان کھینچتا ہر داغ پشانی کیا قتل اُسے کئے سے قریب تیرہ باطن کے چمن کا عالم آتا ہو نظر گنج شہیدان میں حبیب بیکردت سے ہر مرض حال لا حال وہ جلاؤ لگتا ہوں زلیں میں میرے زندان میں منہ روغ ظاہری کو داغ روشن دل سمجھتے ہیں</p>	<p>لکھیاں برق کو میں نے کیا ہوا اپنے سر میں کا گریبان بھاڑ کر کرتا ہوں میں پیوند راسن کا خیم شمشیر مشقون کا نہروڑانا ہو گردن کا لکھتا تھا دو بنا قسمت میں میری چاہ گلشن کا نشان مٹا ہر دے زخم سے کب تار سوزن کا رکھا گردن پر اپنی دوست نے احسان دشمن کا قدم باد مباری ہو مرے قاتل کے توسن کا نہ نبشتے نفع ہر گز کوٹنا کچھ سرد آہن کا نظر آتا ہر چشم منتظر ہر چشمہ روزن کا سپراغ بارہا آتش نہو محتاج رغن کا</p>
--	--

جب ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا نقابدار طرف نور الدہر کے متوجہ ہوا گداؤ شیریشہ جرات دای کی تازمیلان
جلالت ایرج سے کہا آپ بھی سماعت فرمائیے ایرج بھی متوجہ ہوئے نقابدار نے کہا آپس کا ناشہ اچھا
نہیں تم لوگوں کی جرات کے کئے ہیں جو کارہائے نمایاں تمہارے ہاتھ سے سرزد ہوئے اگر اسکا ذکر کریں وہاں
سال میں ختم نہو کوئی تمہاری جرات پر حزن گیر ہو سکتا ہوا مال جواب ظہر سے نکلا اسکے تین حصے کیجیے ایک فقیر
مرحمت ہر دے مجھے آپ دونوں صاحب لمبیجے اور لشکر ظفر اثر صاحبقران میں جائے میری جانب سے صاحبقران

زمان سے دست بستہ عرض کیجیے کہ اے شہر بار بار سے قابضے مقابلہ نہ کیجیے باندہا سے صاحبقرانی مجھ کو دیکھ کر
 آپ کو انکار ہو نہ ہو نگران دین سے دریافت فرمائیے جگہ مکہ سے میں آیا ہوں یہ رات بھی وقت پر پہنچاؤں گا اور آپ لوگوں سے
 بتا کھیتا ہوں کہ راہ میں آپس میں فساد منہو صاحبقران کو آپ کے نمونیکانہایت قدم الم ہوا اب رکنان سب نہیں
 ایرج و نوزاد ہر دیکھتے ہیں کہ نقابدار سوار نے اس فصاحت و بلاغت سے کلام کیے سوا سے بہت خوب کے
 کچھ جواب نہ دیکھنے نقابدار نے یہ بھی کہا کہ اب میرا کنا مشا سب نہیں ہو میرا ملک پر بھی جنگ و جدل کا سامان
 دیوزاد چڑھ گئے ہیں تمہارے ہم چھی بڑی فوج لیکر آیا ہوں اس سے مقابلہ پڑیگا یہ کسکر نقابدار اسی وقت سوار ہوا
 فوج دیوان حاضر ہوئی نقابدار بصد کرد و فرخست ہو کر روانہ ہوا بعد جانے نقابدار کے ایرج و نوزاد ہر تعلق
 میں آئے مال طلسمی جمع کیا ملا زمان نقابدار کو ایک حصہ دید یا تھا ایک حصہ نوزاد ہر نے لیا ایک ایرج کو
 بصد مست و خوشامد دیا لیکن ایرج صاف نمونے کئی دن اسی قلعے پر دو دن شیر رہے بعد کئی روز کے اس
 قلعے سے ایرج و نوزاد ہر نے بغیر فریونی و چیمت مجنبدی کوچ کیا نقابدار ایسا سمجھا گیا تھا کہ دو دن
 جو ان دن میں میل ہو یہ بھی خیال ہو کہ آپس میں فساد کیلئے تو نقابدار اگر تہنہ کر لیا یہ بھی آپس میں ذکر رہا ہو
 نقابدار حقیقت میں صاحبقران ہو سلطوت و صولت رعب و دہرہ سب سامان ظاہری اسکو خدا نے دیا ہو
 اسکا دعویٰ سچا ہو جس مقام پر آرتے ہیں منزلوں خبر جاتی ہو کہ طلسم کا وسیع فتح کیے ہوے شانہ و نوزاد ہر
 جاتا ہو طلسم سے مال بہت پایا ہو قضاے کار نملان کو ہی کہ اس کے پاس نامہ نقابدار کا آچکا ہو تین لاکھ فوج
 سے اسکا مقصد ہو کہ کوچ کردن عیار اسکا مسما رسبکو و دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہر بار ہم آپ سے کہا کرتے تھے
 کہ اس حوالی میں طلسم کا وسیع ہو کہ آپس میں مال سمیاب ہو آپ نے تساہل کیا فرزندان جعفر نے اگر فتح کر لیا مال یہ
 ہوے جاتے ہیں فوج بھی بہت ساتھ نہیں ہو دو دن شیر کسں دو چار سپہاؤں کو جو زیر کیا ہو جیلا سے ہوے
 ہیں آپ سے کیا مقابلہ کر سکیں گے آپ کے شاگرد اے بہتین نملان کو ہی ایک تو ضرور تھا ہی عیار سے جو تو یقین
 کین کھڑا ہو گیا کاشکرتیار کردیہ مال بغت میں جاتا ہو چاکر بننا چاہے تین لاکھ کاشکرتیار ہو نملان کو ہی چلا
 کتا ہوا اس مال طلسم پر ہم قبضہ کرینگے میان نوزاد ہر و ایرج ایک صحرا سے سبزہ زار میں آرتے ہیں دو دن
 جو ان دن میں باتیں ہو رہی ہیں کہ دادا جان یا ذکر رہے ہونگے دو دن عیار بھی حاضر ہیں کہ رہے ہیں کہ اب سرکار
 جلد چلین لشکر میں آئیں گے گرواڑی نملان کو ہی تین لاکھ لشکر کے اگر سو چا سائے اتر پڑا
 کہلا بھیجا کہ اے جو ان دن طلسم کا وسیع فتح کیا بڑی ہے ادلی کی وہ طلسم ہماری عہداری میں تھا مال اس طلسم کا

جو تھارے ساتھ ہوا سکو ہمارے پاس بھیج دو ورنہ آفت برپا کرونگا ایرج رنورالد ہر بیٹے تھے کہ سرخاب کو ہی
نے آکر یہ پیغام دیا ایرج تو غصے میں بیٹھے تھے ساتھ نورالد ہر کا بہت ناگوار ہو مگر حکم نقاد ہمارے ساتھ جاتے
ہیں جب سرخاب نے یہ غصہ بیان کیا ایرج نے کہا علاق جھکارتا ہو وہ کیا طلسم شکست کرتا قاضی طلسم
ہماری ذات پر موقوف ہو سرخاب نے کہا اور جو ان کان پڑ کے یجاؤ لگاؤ اشارہ سرخابی فرماتے ہیں آپ میرے
ہیں میں غالی بیٹا ہر نہیں ہوں گرفتار کر کے یجاؤ لگاؤ سب مال حساب کر کے لوگ ایرج نے کہا کیوں دیر ہوا
ہو سرخاب نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کہا چھین لی اٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر کہا کیوں جیسا ہر سر
کہ کھینچ کر چھینک دوں سرخاب نہیں کرنے لگا ایرج نے کہا جا دور ہو خبردار جواب کہی مال طلسمی کا نام لیا تو ہسکر
مار ڈالو لگا سرخاب کو ہی جھاڑ پونچھ کر اٹھا گئیے پر سوار ہو کر بھاگا پاس علاق کو ہی کے آیا کہا حضور
مسلمان تو بڑے کشت ہیں دس بیس آدمی میرے لپٹ گئے ہیں اپنی جان بچا کر چلا آبا و جد مجھے قتل کرتے
علاق شکر علی کیا کہا ابھی طبل جنگی ہے طبل جنگی بگیا بلبلا رہا ہو کہ جمع کو قیامت برپا کرونگا ان مسلمانوں نے
بڑا صدمہ دیا اب تک تو مجھے یہ خیال تھا کہ مال لیلو لگا مگر جان انکی چھوڑ دو لگا اب مال بھی لو لگا اور جان بھی لو لگا
انہوں نے میرے ساتھ فساد برپا کیا اب میں نہ مال لگا نورالد ہر نے بعد جانے سرخاب کے کہا بھائی تنہا کیوں
تکلیف کی کفار کے یہی طریقے ہیں ہمیشہ مکر و حیل کے پابند رہتے ہیں کہ ہر کاروں نے اگر خبر دی حضور کے غصے میں
بجایا ہو نورالد ہر نے کہا ہلو تو جلدی ہو کہ لشکر میں پہنچیں اسے فساد برپا کیا اب رہ رہو گی ایرج نے کہا بھائی
آپ دخل نہ دیکھیے میں سمجھ لو لگا یہ کہ حکم دیا طبل جنگی بے بیان بھی تیار ہوں ہونے لگیں سچ کو دونوں لشکر میدان کا
میں آئے علاق نے میدان میں ٹکڑا لٹکا راہ وہ لوگ کمان ہیں جنہوں نے میرے شاگرد کو قتل کیا ایرج نے
گرہ بن اشقر کو بڑھایا ہر چند نورالد ہر نے کہا تم نہ جاؤ ایرج نے کہا مجھے آپ سے کہا تھا کہ آپ اس مقدسے میں
دخل نہ دیکھیے آپ بھولیا ہی فرماتے ہیں ایسا منہ کہ آپ سے فساد ہو بڑے قتل و کرب کا مجھ کو خیال ہو فرمائیے میرے
فرزند کو کیوں ذلیل کیا ہر چند کہ نورالد ہر کو بہت ناگوار ہوا مگر سرخاب لیا کہا بس اللہ آپ کو اختیار ہو آپ میں کبھی آپ کے
مقدسے میں دخل نہ کرونگا ایرج مگر کو نہیں کر کے میدان میں پہنچے بعد گفتگو اسے نیزہ مارا ایرج نے
نیزہ کو نیزہ کی سان پر لیا نیزہ چلنے لگا غصہ اٹھا کا تھا گیا رھوین طعن میں ایرج نے نیزہ اسکا نکال دیا
غصے میں آکر اسے تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ رہا تھا ایرج نے غصے میں کلانی پر ہاتھ ڈال دیا اسے بھی
اگر میان میں ہاتھ ڈالا دونوں جوان گھوڑے سے کودے اسپین کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دلہا رہے ہیں

کہ نملاق سے کشتی ہو رہی ہو ہر چند ایرج چاہتے ہیں کہ جلدی زیر کردن مگر ممکن نہیں ہوتا چار مہر ایک طور پر کشتی
 ہوئی کٹاکش کے زور ہو رہے ہیں کبھی ایرج ریل کر لیکے کبھی نملاق کو ہی ریل کے لیجاتا ہو ایک مقام پر نملاق
 ایرج کو ریل کر لیکھلا تھا دو تین مرتبہ جو زور ہوے ایک مقام پر نملاق نے کہا مارا ایرج نے دونوں پر چڑھائے
 وہاں پر موش خانہ تھا ایرج کا کورا اتر گیا نملاق کو ہی بانڈھ کر دیگیا نورالدین ہر کو برا قلع ہوا نملاق نے لاکر زک
 کو درست کرایا کیا ایجا کر قید کر دیا۔ بار سمجھا جائیگا نورالدین ہر نے اپنے مقام پر فرمایا بارگاہ میں نملاق کی دریا
 خون بہا دو گھاٹا پور کو برا قلع ہو جہین گستاہا اگر آقا کو انھوں نے رہا کیا ایرج کو بڑا رنج ہو گا ایسے شیریشے
 جرات پر مصیبت جان دون مگر آقا کو جا کر رہا کر دین یہ سوچتا ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بندشکر نملاق میں آیا دیکھا
 جا بجا چوکی مہر ہو ایک گوشے میں آیا فرسٹ پر میٹھے کے نقب کھودنے لگا پہر رات سے مہر نقب کا قید خانے
 میں جا کر توڑ دیکھا شاہزادہ سرنگون بیٹھا ہوا شاہ پور نے اگر سلام کیا کہا غلام حاضر ہو ایرج خوش ہو گئے کہا او
 شاہ پور تیرا کام کیا شاہ پور نے کہا لشکر بہت ہو میان سے کیونکر نکلنا ہو گا ایرج نے کہا میں لڑتا بھڑتا نکل جاؤ
 مگر کشتی گیر زادہ میری مدد کو نہ آئے شاہ پور نے قید ایرج کی کاٹنی چیمہ ہاتھ میں دیا ایرج باہر نکلے دروازے
 پر قید خانے کے توار چلنے لگی شاہ پور نے کئی تھے آتش بازی کے مارے اندھیرا ہوا ایرج نے اُس تاریکی میں ایک
 جوان کو مار کر گھوڑا لیا نہنگا نہ دیتے ہوے چاہے جب کئی جوان مارے گئے ہر کارون نے یہ خبر نملاق کو ہی کو
 پہونچائی یہ ننگلر میتھ سے پرسوا رہا پکارے آواز دی او کو بیان صفت شکرانہ جو انان تنفرن یہ جوان نکل کر جانے
 نہ پائے چار جانب سے گھیر پوین ابھی کان پکڑے لاتا ہوں قید مردان عالم کی جسم سے دور کی بڑی خطا نہر دہلی
 یہ کہنا ہوا چلا شعلین بھی روشن کی گئیں کل فوج نے ایرج پر بلوہ کیا شہرنگ نے یہ خبر نورالدین کو پہونچائی نورالدین
 ہی فکر میں پڑے تڑپ رہے تھے بند کرب آتی ہو دہمہ مہی خیال ہو کہ اگر ایرج پر کوئی آفت گئی یا مہرے جسم
 آگیا بیلا ہو میں چھوٹے قبلہ دیکھ کہ منہ نہ دکھا سکوں گا فرما شنگلے تھے ایرج کی خبر نہ لی جیسے ہی خبر سنی کہ ایرج را
 ہوے جنگ ہو رہی ہو ننگلر گھوڑے پر سوار ہوے کہایا روا ایرج نے رہائی پائی سب کو چلنا چاہیے کل لشکر کو
 لیکر چلے اسوقت آگے پہونچے کہ ایرج پر کل فوج کا بلوہ ہو مگر ایرج اُس حال میں بھی سوار دن کو ٹوک
 ٹوک کر قتل کر رہے ہیں نملاق کو ہی کے جو نفرے کی آواز سنی پشت مرکب پر پڑی جانی لڑتے بھڑتے چلے کہ نفرہ
 نورالدین ہر کی آواز آئی ایرج چلے گئے شاہ پور دیکھا تھے اس کشتی گیر زادے نے پھر شوکت دکھائی آج میرے
 ہاتھ سے مارا جائیگا میں سب سے سمجھ لو انکا بڑے قبلہ دیکھتے شکایت کرتے انکو بھی جواب دے لو انکا کتا بھڑ

منہ پر چڑھتے تھے مین ایسوں کی مدد نہیں چاہتا تھا پورے ہر چند کہا جانے لگے آپ اس کا خیال نہ کیجیے ایرج نے غصے میں کچھ جواب نہ دیا طرقت نملاق کے پیچھے ہی نملاق پر گاہ بڑی لگا مارا اور نامرد ہم تیرے شہادت میں نملاق بھی ملٹ پڑا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب آیا نورالدین ہرنے جو دوسرے دیکھا کہ ایرج کو جو ان کے جسم میں لباس نہیں خود سر پہندار و اکثر تیر پڑتے ہیں خون جسم سے جاری نورالدین ہر کا دل بقیار ہو گیا سوچے کہ ایسا نہ نملاق پہلوان زبردست ہو ایرج کے واسطے کچھ خرابی ہو یا کوئی زخم کاری آجائے وہیں سے لگا مارا اور نملاق ہٹے مقابلہ کر یہ کمزور کب کو چکا یا ایرج نے پکار کر دزدی اور کشتی گیر زاہد میرے حریف سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ ہاتھ قلم کر دینگا نورالدین ہرنے کہا اے برادر تمھارے سر پہ خود نہیں زرہ نہار و زخم بھی کسی قدر ٹھکے ہیں میں مقابلہ کر لوں گا ایرج نے کہا ہم خود زرہ کے بھروسے پر نہیں لڑتے یہ ہاتھ کافی ہیں مردان عالم کو کیا پروا ہو نورالدین مقابلہ میں نملاق کے جا پڑے سمجھے کہ جاہل کی بات کہ کیا جواب دون نملاق نے نورالدین ہر پر ہاتھ مارا نورالدین ہرنے تیغ خارجگان پر روکا بہ تہر غضب تمام جواب میں ہاتھ مارا کہ نملاق کے دو ٹکڑے ہوے ایرج کی آنکھوں کے نیچے اندھیل آگیا فرمایا کیون کشتی گیر زاہد پھر شوکت دکھائی یہ کہا اور تنوار چکا کر جا پڑے نورالدین ہرنے کہا بکھو ایرج اب نکل ملال ہو گا ہم بزرگوں سے شرمندہ ہونگے ایرج نے کہا آج تمھارے ہاتھ کا ٹوٹا لشکر دشمن کو تو ان کے ساتھ والوں نے تار مار کر دیا و دون شیر چاہتے تھے کہ ہندوہوں کہ نقابدار زرین پوش یکے و تمنا گھوڑا اڑاتا ہوا بیچ میں آگیا کہا بھائیو پھر وہی حرکت کی دونوں کو جنگ سے محفوظ رکھا کہ خبردار اگر راہ میں کسی مقام پر فساد کیا تو دونوں صاحبوں کو ملال پہونچے گا اب نورالدین ہر و ایرج اس وقت تو کچھ جواب نہ دیکے جب نقابدار چلا گیا تو مونچھوں پر تار و پھیر نے لگے کہ اس نقابدار کی شبائیں آئی ہیں ہر مرتبہ آ کے اپنی شوکت دکھانا ہو ایک دین مارا جانیکا غرض بہ فتح فیروزی یہ دونوں شیر کے داخل شکار طہر اثر ہوے اب یہ داستان میان پر چھوڑی جاتی ہو چھپہ فک کہ شکر نقابدار کہ یہ کیا جانیکا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افروسیاب جادو وانا لکھ لیلے محل نشین کا برائے ملاقات
افروسیاب و آمد قیس باد یہ گرد و عاشق ہونا لیلے محل نشین پر فساد آپس کے وخیاری
خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہداساتی نامیہ صفت

کہ صبر و صبر سے ساقی خوش ادا
سر اسیر تیرا سر پہ احسان ہو
لکھن راز بے شکر و عاشقان
کیسے حال دل کاشانی کھلے
قسم تمہیں کو بام و صراہی کی ہو
کہ دے جام صبا سے لطف و کرم
تجھے غمزدہ و ناز کی دون قسم
پے خبر بار و گلزار
پے بہت رازی آشفگان
سنانا ز عشاق کو غم کی خبر
شراب مضامین کا ذکر آگیا
کہ لکھنا چھپ لطف کی داستان
نبال مضامین ہوئے شہر لوش
و صوان بھپڑا حجاجان بیابان
ہو کی فن نہ عتہ بیابان کی جھوم
تو اس باغ کی سیر کی کہ ہوئی
قصر طبع و دانش بھی بیابان ہو

مجھے جام صبا سے حیرت پلا
پلا دے مجھے جام صبا سے عشق
کھلی آتش اسید امیر مران
مرے حال سے تو بگاہ ہو
کہ یہ منزل نعت کر بندہ طو
قسم گسو مشک بو کی تجھے
رکھا دے مجھے آج سیر ارم
پے آہ جا بگاہ لطف پسند
پے تار زلف جلالت نشان
سلامت رہے ساقی عشوہ گر
کہ مضمون دکھک سے لکھ دیا
خبر دے مری ساقی مران
ہو انکھ کو سیر لطف کا جوش
جو قمری کی کو کو سے سرچر گیا
کہ جاری ہوئے رنگ گل کے روم
مضامین تو کی ہوئی دھوم دھام
تو یہ تو سن کلک چالاک ہو

نہد التجبہ یہ جان و ایمان ہو
مرے دل میں آکر گل پائے عشق
لگا ہین بڑی ہین گلاری کھلے
مراساتی سرو و شش ماہ ہو
تجھے ناز پیر منان کی قسم
دکھا سیر و شت ختن کی مجھے
پے تیر و لد و ز شکران دار
پے زخم خندان محنت پسند
نہو میکہ سے میں کبھی شور و شر
پلا تا ہو جام شراب ہنر
پے جام صبا سے وشت نش
کہ آئی ہو بھپڑنگ پر داستان
کھل چشم رنگس کی بھر خواب سے
تو سر و چین آنکھ سے گر گیا
سیر مضامین کی آہ ہوئی
کیا کلک نے غنیمت گل کا کام
چہرہ عاشقان آشفگان لکھو

وز بھان خنجر آج بار بر داس داستان محبت عنوان کو صبر و صبر سے
را تھان نہانہ ہے عجیب ۴ می لگا رند داستان غریب ۵ شہنشاہ افراسیاب بعد شوکت و جلالت
بہ سید میں تخت حکومت پر بٹھا ہوا تمام زمینان سلطنت و شیران اہمیت گروا گرویشے میں ذکر شکر و شکر
ہو بار افراسیاب کتا ہون مسلمانوں کو تروپا تروپا کر مار دیا جس دن قصد کیا اسی دن خانہ گرد و لگا تمام ہوا
عرض کر رہے ہیں رند و غلاموں کی کیا مجال کہ سرکار سے رو سکین مگر حضور نے عیاروں کو بہت سرخوایا
ہو بہت گستاخان کرتے ہیں افراسیاب نے کہا جس دن تک مابودت کو خیال نہیں ہو خیریت ہو جس دن غصہ

انہیں دیکھتے راستہ نہ لیا عمر و کا تو وہ حال کر دیکھا کہ عیاری سے توجہ کر کے کبھی نام عیاری کا نہ لے یہ باتیں تھیں
 کہ ہمارے سروائی طفلان غنچہ نے بہ حیرت تمام طرف آسمان کے دیکھا پھولوں نے انہیں کھولیں زنگیں شہلا
 دیدہ بازی کا شوق ہر گچھین و باغبان کو آپس میں لڑنے کا ذوق ہو تمام باغ پر بہار ہو گیا مصاحبوں نے کہا
 حضور یہ کیسی آمد ہو افراسیاب نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا ملک لیلہ سے محل نشین تشریف لاتی ہیں چند کنیزیں مصاحبین
 واسطے استقبال کے کھڑی ہو گئیں اب رنگنا رشت ہو ا دیکھا تخت نفرتی پر ایک پر نیا دور در گوش وضع پوش تاج کج سرو
 جواہر ہفت و میں قیمت زرب جسم انور گرد کنیزان ماہ رخسار کاغذار کبک ز قمار شیریں گفتار بارہ چودہ ہزار کنیزیں
 تخت کو گھیرے ہوئے تخت زمین پٹیا وہ نازنین اتری افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب سراپا سے لیلہ کو
 بہ حسرت دیکھنے لگا کہا کیوں اے لیلہ کہاں سے آئی ہو لیلہ اے محل نشین نے عرض کی کتر وشت نجدین برسے
 شکار آئی تھی وہاں خبر سنی کچھ لوٹدی غلام سرکار کے پھاؤ بی کر رہے ہیں جا بجا غلبے پرے ایک خبر وشت
 ایسی سنی کہ اسکو عرض نہیں کر سکتی ہر کاروں نے خبر بیان کی کہ حضور و جدہ حضور کی قبضے میں عمر و کے آگئے تھے
 افراسیاب نے کہا اے لیلہ میں نے رحم کیا کہ لوٹدی غلو ہو گئی تھی کہ دن نانی جان نے صد بھی کر لیا تھا سو جہ
 سے آئی کیا اور نہ ایک شام سے میں سب کے سر کلگر پڑتے لیلہ ہاتھ باندھ کر بجا دو دست کہ رہی ہو افراسیاب
 اس ادھر پر مر گیا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا کہا اے لیلہ اسوقت تمہارے آئے سے دل باغ باغ ہو گیا اب دیکھا
 دن نہ جاتا ہمارے باغ میں رہتا لیلہ نے کہا لوٹدی براہ سر کو بی سلیمان آئی ہو ایسی ایسی بے اور بیان
 ہستی ہیں کہ لوٹدی کو باغ غم و جاگری سہار کو سزاؤں بی حضور کی مشکین باندھ کر لاؤں بی مبار غریز دار سرکار کی
 اور ایسی بے ادبی کرین بی حضور پر سرکار کی کیا پرورش تھی تمام خلیج گزارا نئے دینے تھے کیا سمجھ کر بہ حرکت کو نہیں
 انگویہ مناسب نہ تھا جو بی سمجھاؤنگی اگر ان لیا تو نہاد و زگو شالی گردنگی افراسیاب نے کہا اے لیلہ تمہارا جانا
 مناسب نہیں جاتا عیار بڑے غضب کے ہیں ایسا نہو تمہارے واسطے کچھ خرابی ہو لیلہ نے عرض کی حضور کیا مجال
 عیاروں کی میں یہ حقیقت ہو کہ ہم تک آسکیں افراسیاب نے کہا یہ نہ کہو عیار تھلا دہ ہیں کہ جدہ کو پھنسا لیا لیلہ
 یہ باتیں کر رہی ہو افراسیاب ہنستا جاتا ہر کتا ہو کہ میں عیاروں کے نام سے خائف ہوں وہ بلا کے ہیں سب جگہ
 پہنچ جاتے ہیں یکایک دوسرا برتیرہ دمارا مٹا برین چمک گر گئے لگین اب تو قریب آکر شوق ہو ا دیکھا ایک تاجدار
 گردن کے بارہ چودہ ہزار ساحران خدا رکھاؤ سان سیہ پر سیاہ علمائے سیہ کے پھر ہرے کھلے ہوئے افراسیاب
 نے کہا ہمارا جان نثار قلہیں باد یہ گرد بھی آپہنچا قہیں نے آئے ہی سلام کیا کہا اے شہنشاہ غلام نے بے اعتدال

مسلمانوں کی دشمنی غلام کو مبتلا گوار ہوا میں ابھی جا کر عمر کو لانا ہوا اسی دوران میں اگرین نے سب عیار کو
 قتل کیا تو بھلو قیس با دیہ گزیرہ کیسے گامین مجنون دیوانہ نہیں ہون افرا سیاب نے کہا یک نہ شد دوشہ ملک لیل
 کو عورت سے سمجھا رہا تھا تم سب ہمارے دوست عمارق تیب دافع ہو ملک حال شکر ناگوار ہوا لیکن عیاروں کا قتل
 ہونا نہایت دشوار ہی بلکہ لیلہ کو روکا ہو یہ کسک رہا تھا خواہاں طرٹ لیلہ کے اشارہ کیا اب جو لگا قیس کی جمال
 جان آرا سے لیلہ پر پڑی ایک بہ شوق طراز صاحب کرمہ دناز بڑی بڑی انگلیوں پران ابرو سے خمداریہ اعضائی موسے
 ابرو جو شہر شیریں بنا آہ آہ کہے عاشق مرے عارضہ نور شک شمس قہر قیس بیاب ہو گیا ساتھ والوں نے
 جو رنگ رو متغیر دیکھا ایک صاحب نے بہ محبت پوچھا حضور کا عجیب حال ہو کیا کیا ہو گیا اپنے مصاحبوں کی طرف
 قیس متوجہ ہوا کہا بھائیو کیا کہوں کہ کہ نہیں سکتا کیسے یہ پھر ان چل رہی ہیں مگر وہ ہوش نصتہ ہی سانس بھر کے کہا
 بیت نہ مجھ میں ہو نہ بنا ہوا یا دل میرا یہ کیا ہوا میرے پروردگار دل میرا کسی بقیار ہو کر اپنے مقام
 سے اٹھا پھر نہیں گیا کبھی کتنا خوش ہو کر کہیر قاتل بکھتا تھا مگر پوچھا میں کسا دل رکھتا تھا یا رد عجب افتاد پڑی
 ساتھ والے جان میں کہ ہمارے شاہ کو کیا ہو گیا دیوانہ وار دوشی مثال کبھی نہا موش کبھی دیانے محبت کا جوش لیلہ کو دیکھ رہا
 ابھی دل میں آرزو ہے اس کی جستجو کہ پروانہ دار گردش جمال پھرون کلام کرنے کی بھی صورت نہیں افرا سیاب اب
 بادشاہ قاهر دہا بری مانے بچا ہر چکے پیچے اپنے مصاحبوں سے قیس با دیہ گزیرہ کو کہو کہ بار دیکھ کر دن نظم

دشمن کاری کے جو کھانے کو مراد دل دڑا	سکھت میں طرٹ کو چپہ متاقل دوڑا
ناتوانی نے یہ حالت مری پہر خوباتی ہی	دوست دم میں جو چپون سکڑون منزل دوڑا
نہوئی اب نہ مابھی مجھے آنت سے سخات	بھاڑ کھانے کو سب کو چہ قاتل دوڑا
اپنی سیم سے ہی دھیان کہ ہر ہر تیرا	تک گیا چارت دم جو مے شامل دوڑا
درشت پر غار میں تاحینہ رہون مگر زبان	بس زیادہ خواب اور دوری شہر دوڑا
رونی بزم تجھے کیسے ترے لہجے کو	ہار رستا نہ ہر اک صاحب محسن دوڑا
بیمبر دل کو کیا یون صفت بزرگان نے خواب	روڑ جیسے کسی بدہ پر سے عامل دوڑا
سنہرا عشق کی وہ راہ دور رکھتے ہی خدم	بیکے تفران ہر اک حور شامل دوڑا
ملک الموت نے پیری میں کرم نہ رہا	کشت بخت ہوئی آتش کرم فصل دوڑا

مقا کہتے ہیں حضور دہا را افرا سیاب ہر قتل مسلمان کی نظر پر ہی ہوا کسی تدبیر سے فکر کھائیگی یا افرا سیاب کے سامنے

لیجھ ایسے کار نمایان کیجیے اور وہ آپ کے عشق سے آگاہ ہو بادشاہ صاحب اختیار ہو کیا عجیب ہو کہ گفتگو کر کے شادی
 کر اسے صاحبون کی یہ باتیں سکر قیس طرٹ افرا سیاب کے لپٹا لہا و شہنشاہ غلام کو عیاروں پر بڑا غم ہو
 تمام عالم میں مشہور ہو گیا کہ آپ کو گرفتار کر لیا تھا نانی جان نے آکے بچا یا میں ضرور عمر و کو لاؤنگا اتنا کلمہ تو اسے
 کہا کہ ابھی تو ملکہ لیلہ تشریف رکھتی گی افرا سیاب نے کہا یہ ہمارے باغ کی رونق ہیں اب انکو نہ جانے دینے لگیں
 نے کہا غلام جاتا ہو عمر و کو گرفتار کر کے لاؤنگا تلوار سے سر نہ کاؤنگا کوڑے مار مار کے مار ڈالونگا افرا سیاب نے
 کئی مرتبہ منہ کیا جب اسے نہ مانا تو افرا سیاب نے کہا تمہیں اختیار ہو لیکن سمجھ کر جانا قیس نے کہا حضور غلام
 گیا اور عمر و کو لا یا بڑا خیال یہ ہو کہ میں عمر و کو قتل کروں شہنشاہ لیلہ کو راضی کر کے میرے ساتھ کر دین ورنہ زندگی دشوار
 ہو آخر نہ ضبط ہو سکا بے اختیار پکار اٹھا و شہنشاہ حال غلام کا نہایت ابرہ ہو گیا گذارشش کردن نظم

یا برن نالہ سے قفس آہنیں جلا
 گھین کا ہاتھ آتش گل سے نہیں جلا
 نیری بلا سے میں اگر اویاز میں جلا
 شعل کی طرح سے تو مری آہنیں جلا
 دیکھا جو اپنا حال دل شانہ بین جلا
 بھون کے نالے سے کوئی جھل کہیں جلا
 وہ ناز کی کہان نہ مجھے یا سمین جلا
 تیرے پیارا نام کھدا وہ نگین جلا
 لاکھوں مکان اس سے بڑا دین کہیں جلا
 نایاب پوستین ہو نہ یہ پوستین جلا
 آتش چراغ کو لے لکھ میں نہیں جلا

اپنی زبان کو طبل اند و آہنیں جلا
 بھڑکا یا تھا یہ کیسا نسیم ہارنے
 تو تو بنا کے سر و چراغان نظار دیکر
 میں بھی تو دلکھون گرمی تری اشک آہنیں
 دنیا میں ہر سوختہ قسمت کوئی نہیں
 بلی کی زلفت سے اور دھواں کچھ بلند آت
 رے سے صبیح یار کا دھوکا نہ دل کو دے
 کس محل آہنیں کا ہر دل اپنا شیفہ
 آہ شہر نشان کا مبرا ہو شب ساق
 لا در رفون کے عشق میں گل کھائے جسم ہو
 اندھیر ہو نمودے اگر دل میں روشنی

افرا سیاب نے کہا اے قیس باویہ گردن تمہارے مطلب کو نہیں سمجھتا قیس نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کو
 سمجھا دوں گا اب تو عمر و کو پیٹہ جاتا ہوں جب سے غلام نے سنا کہ خاص سرکار کے ساتھ بے ادبی کی جسکو بڑا
 صدمہ ہو بیٹھ عمر و کو گرفتار کیے مجھے پس نہ پڑ گیا کہ کمر قیس چلا چلتے چلتے ملکہ لیلہ سے کہا ابھی آپ آشراف
 نہ لیا ہے کہ ملکہ لیلہ نے کہا شہنشاہ فرماتے ہیں میں ابھی دو چار دن رہو گی اتنی بات کرنے سے قیس نہال گیا

تو ریکہ و تنہا لشکر باغ سیب میں چھوڑ کر روانہ ہو گیا اگر شہنشاہ نے ملکین حصار پر ترخیال میں آیا کہ ملکہ حیرت سے
 ملاقات کروں اپنا حال دل بھی عرض کروں یہ سوچتا ہوا لشکر میں آیا دیکھا لشکر میں ہر طرف ساحر شل رہے ہیں
 اردوان آتش فشاں منہ سے قلاب ہائے آتشیں پھوڑ رہے ہیں دیکھتا بھاتا دربار گاہ پر آیا درگاہ سالار سے کہا
 ملکہ عالم سے عرض کرو کہ در دولت پر قہس باد یہ گرد حاضر ہو حیرت نے منکر کہا بلا قہس اندر آیا ملکہ کو سریر
 عیا نبانی پر پایا اتفاق سے پانچون عیا ربھیان بھی حاضر ہیں معصوم صورت لگا اور سرداران نامدار گردا گرد بیٹھے
 ہیں حیرت نے کہا قہس کیونکر آنے کا اتفاق ہوا قہس نے کہا ایک عرض لیکر سرکار کے پاس آیا ہوں کل مقابل
 مسلمانان کا اجارہ لینا ہوں قہس دن سب کا خانہ کرد و نگاہ تو عمرو کو لینے آیا ہوں صرصر نے کہا قہس
 یہ کیا غضب کیا بھلا اب عمرو کیا گرفتار ہو گا سرور بار پکار کر کہہ رہا تھا ری جان بی بیج جائے تو بڑی بات ہو کوئی
 عیار اس وقت بھی دربار میں ضرور ہو گا تم ملیٹ جاؤ یہاں نہ صبر قہس نے کہا بی صرصر کیا کہتی ہو کوئی عیار شنیکا
 تو کیا کریگا جہن سے منہ سنا کہ شہنشاہ کے ساتھ ہے ادبی کی آب روانہ حرام ہو گیا ہم ایسے ملازم جسکے موجود
 ہوں اُس پر عیار درست اندازی کرے اور پھر اُس کو ہم زندہ دیکھیں میرے مقدسے میں کوئی صاحب دخل بندین عمرو
 کا لودہ حال کروں گا کہ کبھی کسی کو ایسی سزا نہ ملے ہوئی مگر اگر ملکہ عالم میری عرض یہ ہو کہ بی محمود و بہار کا بڑا زور
 شور ہو یوں گرفتار کروں کہ ماہیان دریا و سرفان ہوائے عالی پر گہرے و زاری کریں میان باغبان بھی جا کر
 شریک ہو گئے ہیں دیکھیے اُن کا کیا حال کرتا ہوں مگر اگر ملکہ عالم دوسری عرض یہ ہو کہ ملکہ لیلہ اسے محل نشین
 سرکار کی خراجدار میں اُن پر غلام مائل ہو اسب مسلمانوں کے سر بجھے بیٹھے اور لیلہ کی میرے ساتھ شادی کر دیجے
 ملکہ حیرت نے مچھکا کر کہا اے قہس مانتے نہ ماننے کا لیلہ کو اختیار ہو ہم تقرب ضرور کرینگے قہس نے کہا آپ
 تبارک خدو کریں حیرت نے کہا بہر لیکن اُنہیں بقول صرصر تے برائے گرفتاری عمرو پکار کر کہا ضرور اُس کو غیر ہو گئی
 ہو گی دور بھاگ جائیگا قہس نے کہا ضرور آپ کچھ نہ فرما لیجئے میں ڈھونڈ کر گرفتار کر لوں گا یہ کہہ کر باہر نکلا اٹھتا ہوا
 جلا شاعر حیرت نہایت ادھار پر ہر بڑے بڑے ساحر فرود کش ہیں اپنے اپنے خیون کے دروازوں پر بیٹھے ہوئے عجائب
 و غرائب دیکھا رہے ہیں قہس دیکھتا بھاتا جاتا ہے کہ پہلے سے اگر ایک ساحر نے سلام کیا کہ حضور کہاں جاتے ہیں
 قہس نے کہا میں برائے گرفتاری عمرو چلا ہوں ساحر نے کہا حضور نے برا غضب کیا پیدل جاتے ہیں اگر کوئی
 عیار آیا ہو گا فوراً مار ڈالینگا آپ پر پرواز پیدا کیجیے اگر چہ جاسے قہس نے کہا تم مجھے کیا دخل ہو مجھے کوئی نہیں
 دل سنا ساحر نے کہا جو میں عرض کروں اُس کو کیجیے عمرو کو کچھ ایسے شکر سے باہر نہ نہلتاں میں بیٹھا ہوا

لنگا پھر اپن رہا ہر قیس خوش ہو گیا ساحر کے ساتھ چلا سا حرا تین کرتا ہر قیس کو لپیلا بتاتا ہوا کہ وہ سنا سنے
 جو زعفران غلستان معلوم ہوتا ہوا سین عمر و میا ہوا پھر کیسے گامین مشکین باندھ کر لے آؤ گے قیس جب شکر سے تھوڑی
 دور چلا آیا ساحر نے کہا وہ سنا سنے دیکھئے ظالم بیٹیا ہوا لنگا پھن رہا ہر قیس نے منہ پھیرا ساحر نے حلقہ کندہ کئے
 من ڈال دیے اور نور کیا منہ متر برق فرنگی قیس پشا برق نے صاب مارا قیس بیوش ہوا برق مشکین باندھنے لگا
 وہاں افراسیاب سے لیلہ کے محل نشین نے پرچھا کیون شہنشاہ قیس اب عمر و کو گرفتار کر کے لا بیگا ملا خط تو فرمائیے
 کہ قیس کیا کر رہا ہوا افراسیاب نے کتاب سامری کو اٹھا یا اب جو دیکھا تو صاف معلوم ہوا کہ برق فرنگی میان قیس
 کی مشکین باندھ رہا ہوا افراسیاب نے کہا اے نگہبان آؤ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا کہا اے شہنشاہ
 کیا حکم ہوتا ہوا افراسیاب نے کہا کہ متر برق فرنگی قیس باویہ گرد کی مشکین باندھ رہا ہوا جلد جا خبردار دونوں کو لانا
 وہ پتلہ مثل شعلہ جوالہ چلا میان برق فرنگی نے پشاور باندھا چاہا لیکر بھاگوں دل دھڑکا برق نے کہا خدا خیر کرے
 یہ سوچ کر ایک غار میں کود پڑا وہاں سے دیکھ رہا ہوا کہ آسمان سے ایک پتلہ آیا اسے قیس کو اٹھا لیا چار جانب گھبرا
 گھبرا کر دیکھتا ہوا اور زبان سے کہتا بھی جاتا ہوا خداوند سامری برق عیار کمان گیا شہنشاہ پوچھنے زمین کیا کہو گے
 قصاے کار ایک ساحر لشکر حیرت کا دھرے لنگا پتلے نے اُسکو پکڑ لیا دونوں کو لیکر روانہ ہوا برق غار سے نکل کر بھاگا
 میان افراسیاب بٹھا تھا کہ پتلہ لیکر دونوں کو آیا قیس بیوش تھا افراسیاب نے ہوشیار کیا افراسیاب نے ساحر کو
 دیکھ کر پوچھا کہ کون ہو اسے کہا میں شاعر حیرت کا رہنے والا ہوں افراسیاب نے پتلے سے کہا اے برق کمان گیا
 پتلے نے کہا میں نے سب طرف ڈھونڈھا پھر مل گیا اسکو آیا افراسیاب نے کہا یہ برق فرنگی نہیں ہے منہ ہاتھ جو کر
 اسے رخصت کر دیا قیس اُٹھتے ہی بہت بگڑا کہا اے شہنشاہ میں نادانستہ تھا اب کوئی بچہ عیاری نہ کرے گی اب میں کسی
 سے بات ہی نہ کر دوں گا افراسیاب نے کہا اے قیس عیار بڑے بلا کے ہیں قیس نے کہا میں اپنی جان دوں گا میں تو منہ
 سے کہ چکا ہے قتل کیے عمر و کے زمانہ کا ملک لیلہ کے محل نشین نے کہا اے قیس کیون خدہ کرتے ہو جو کچھ شہنشاہ فرمانے
 ہیں اُسکو قبول کرو اگر شہنشاہ مدد نہ کرتے برق پکڑ کر بچا تھا پتلے نے جا کر تلو بچا یا مگر دیکھا کیا ہوشیار تھا پتلے کو اتنا
 دیکھا بھاگ گیا قیس تو بدحواس ہو رہا تھا کہا اے وہاں وہاں آرام دل مشتاقان تمہارے واسطے ساری پیروی
 کر رہا ہوں ملک حیرت سے بھی کہ چکا اب شہنشاہ سے عرض کرتا ہوں کہ مجھے آپ کے قد میں پرگراؤں مجھ کو اپنی غلامی
 میں قبول فرمائیے لیلہ نے کہا قیس تو نام ہو کچھ دبانہ ہوا اے شہنشاہ انکسین کیجئے ایسے خیالات فاسد دل سے
 نکالنا ابن میں خدمت شہنشاہ میں حاضر ہوئی یہ کیا کلمات بیہودہ کہتا ہے قیس روئے لگا کہا اے شہنشاہ خوب دیکھو

بوسے گل صد لقیہ محبوبی میں سب طرح پر حاضر ہوں جو کچھ شہنشاہ فرما میں اسی وقت میں برائے جانبازی موجود ہوں
اور ملکہ عالم آپ میرے حال دل سے آگاہ نہیں شہنشاہے تائیک کی کیا کیفیت کہوں جی چاہتا ہوں تیرے ترک پر اپنی جان بھونک

کیا عجب ڈوبے سفینہ گمرے اشتار کا
خط نہ سمجھو یہ لکھا ہے کوئی افسون مار کا
پڑ گیا جس شخص پر سایہ تری دیوار کا
لیگیا ہے خواب میرے دیدہ بیدار کا
ڈنڈ پر تعویذ کے بدلے ہو نامہ یار کا
آبلے کی شکل اسدین محبوبین عالم خار کا
تھا تصور دل میں تیرے رخسہ دیوار کا
دماغ سودا ہے فقط سودا تیرے بازار کا
یاد رکھو قاصد نشان ہے یہ دیار یار کا
دل دکھا دیتا ہے سیرالوٹ جانا خار کا
دکھنا ممکن نہیں ناسخ کے حیرت زار کا

عجب ہر بحر میں ہو چشم دریا بار کا
کر دیا موقوف خطانے جو زلف یار کا
عالموں نے اسیب و آسیب پڑی ثابت کیا
اتنی راحت طالع واروں کی قسمت میں نہ تھی
خوف کیا مچھو ہوا سب بلا ہے بحر سے
کیون نہ کھٹکوں آسمان کورات دن میں ناتواں
رات بھر ہر ایک اختر سے لڑا کی میری آنکھ
تیرے سستے سے جو گزرا ہے پری محبوبوں ہوا
دور سے دیکھی دکھائی روشنی جاے سوا
مانع صحرانوردی پاؤں کی انداز نہیں
جنگیا ہے دید کے آزار سے تار نگاہ

یہ غزل جو قیس نے پڑھی اور بانین عشق آمیز کہیں لیلیٰ کو براغصہ آیا کہا او بیودہ کیا کہتا ہے خبردار اب کبھی جوابی کہ
زبان سے نکالا زبان گدے سے کھینچ لوں گی افراسیاب بھی منع کیا کہ قیس عورت کے سامنے یوں خلاصہ اشعار پڑھنا
بہت خلاف ہے خبردار یہ خیال خام تصور نامہ نام اپنے دل سے دور کر قیس نے دیکھا کہ سوت خاموش ہو رہا بہتر ہے
مگر میرے ہاتھ سے کہاں جاؤ گی اتنا باندھ کر عرض کی حضور معاف فرما میں یہ خیال تھا کہ مچھو ملکہ قبول فرمائیگی لیکن
آپ کی رائے اقدس کے خلاف ہے جو مناسب وقت مگر غلام وعدہ کرتا ہوں اسکا نوکوبہ ذلت و رسوائی قتل کر دینا
میں اشکر میں ضرور جاؤں گا افراسیاب نے کہا جیسا مناسب ہے قیس نے اسی وقت سب شکر تیار کیا گنتیے پر سوار
ہو کے روانہ ہو گیا بیان لیلیٰ کے محل نشین نے عرض کی کیترو خالی رہنا بہت شاق ہے کیترو بھی ملاقات ملکہ
حیرت کی مشاق ہے ہر چند افراسیاب نے منع کیا لیلیٰ نے نہ مانا کل شکر کو تیار کیا افراسیاب سے رخصت ہو کر وطن
پشتہ رنگین حصار کے چلی بیان قیس اول آیا لشکر اپنا کنارے پر لشکر حیرت کے اتار آپ برائے ملاقات ملکہ حیرت
آیا اکسلا م کیا حیرت نے پوچھا افراسیاب نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ شہنشاہ نے حضور بجا پایا

اب میں سمجھ گیا حضور تین دن میرے مقدمے میں دخل نہ دینا میں سب کو گرفتار کر لاؤں اور بی لیلیٰ مجھ سے الکار کرتی ہیں
بعد فتح جنگ سلطان انہیں بھی قبضہ کر دیا ملک حیرت نے کہا اچھا جاؤ مگر سمجھ کر مقابلہ کرنا قیس اپنی بارگاہ میں آیا
دربار گاہ پر بیٹھ کر لشکر سلطان کو دیکھنے لگا سوچ رہا ہو کہ راتوں کو جاؤنگا ملک مخمور و مہیار کو گرفتار کر کے لے آؤنگا مینا
باغبان میں فطرت ہی میں گرفتار ہونگے ورنہ یہ بڑے بڑے ساحرین علم نیرنج و شعبہ سے بخوبی ماہرین یہ سوچ
رہا تھا کہ طرف سے باغ صیب کے لگا ہوا مردار بدی پیدا ہوا بڑی چاک و مک سے آیا ہو قیس بقرار ہو گیا قریب آکر
ہر شق ہوا دیکھا ملک لیلیا سے محل نشین دریا سے جواہرین غوطہ زن غنچہ دمن شیرین سخن کبک رفتار اعمار گفزار
مرد و کنیزان زرین پوش کئی لاکھ ساحر پشت پرانہ دران آتش نشان پراٹھے ہار گاہ کے کدے ہوئے اس جاہ
و شہم سے ملک لیلیا آکر پہنچیں لشکر قیس سے اپنا لشکر الگ اتارا اول حیرت کی ملاقات گوئیں بعد اسکے اپنی
بارگاہ میں آئیں اس خیال میں کہ اب مل جل جلی بجاؤنگی مسلمانوں سے مقابلہ کر دنگی لیکن قیس بادیہ گروئے جو
ملک لیلیا کو اس آن بان سے دیکھا اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آیا مصاحبوں سے منع کیا کہ کوئی ہمارے پاس نہ آئے
تھا آکر بیٹھا سوچنے لگا کہ قتال عالم آگئی کیونکر سپر قبضہ کر دے کیونکر جان پسلی تقدیر نے یہ کیا سامان دکھایا
راتین ہجر کی کیونکر گشتی تڑپ تڑپ کے جان جائیگی کیونکر ضبط کر دے نہ کوئی مونس نہ غما سار کیا کر دے لفظ

چشم ترکو بھی مشال درج گوہر کیجیے
بس کسی آزاد کے تکیے میں بستر کیجیے
ناری وحشت کو چلیے دل کو پتھر کیجیے
چھوڑ کر اب سر کو عشق صنوبر کیجیے
بہر پردہ زاناب حظ جانان کو شہر کیجیے
کیا درختوں کو ترے قد کے برابر کیجیے
درج مردار پید کو اسب وین تر کیجیے
آپ اپنے پر نوسے سے ریزہ زریں کیجیے
گرد باد دن کی طرح صحران چکر کیجیے
کیجیے ترتیب دم میں دم میں اتر کیجیے

حسب اپنا خشک فرقت بین سراسر کیجیے
جبین ہو ہو جائیے اس سر و قامت پر غیر
یونہی کہ وہاں سنگ زن کو چھوڑیے
اپنے دل سے کیجیے انس اس ہی تد کے چل
آؤ چلین صحرائے وحشت سے بلایا ہر مہین
اور شاعر سر دے تشبیہ دیتے ہیں تو دین
محل خندان سے ذرا دانت اپنے چمکا دیجیے
جلوہ خورشید سے درے اگر چمکے تو کیا
شہر میں کیا کاٹے پیام گردش از جنون
و فرغ عالم سبائے گنجہ ہر آس کو

اپنے حال ناز پر بہت رویا آخر خیال میں گذرا کہ پہلے عشق پر پیرہ پر قبضہ کر دے پھر مسلمانوں سے مقابلہ کر دے

یہ سوچ کر خاموش ہو رہا شب گزرنے کا انتظار کر رہا ہو چونکہ شب فرقت ہو گھڑیاں دیر میں سمیٹا ہو کبھی گھبرا کر اٹھا
کبھی بیٹھا کبھی سوچتا ہو کہ جا کر قدموں پر گردن پھر آپ ہی کستا ہو وہ مشغول کس قبول نہ کر کی وہی باتیں کہتی
کی ظاہر ہوئی لیکن چہرہ پر ہر کاروں نے اگر ملکہ مہر کو خبر ہو پناہی کہ قیس باد یہ گرد و ملکہ لیل سے محل نشین
آپ کے مقابلے کو آئے ہیں یہ خبر سنتے ہی میان برق اپنے مقام سے اٹھے خواجہ نے کہا آپ کہاں چلے ماحر و
جہنمی اور تھے قصہ کیا عیاری میں تلو و تل نہیں جا کر ہوشیار کر دیتے ہو برق نے کہا میں وہاں نہیں جاؤں لگا اپنے
شکر کی حفاظت کر دوں گا یہ لکڑی برق نے چالاک سے اشارہ کیا چالاک بھی باہر آیا دونوں میں صلاح ہوئی
کہ ملکہ لیل قیس برابری شکر اسلام آئے ہیں چکر عیاری کریں اسناد قی رگاہ میں تحصیل کر رہے ہیں برق
سے چالاک نے کہا تم مجھ میں بھی آتا ہوں آپس میں اشارے کناٹے ہو گئے برق ایک ساحر کی شکل بنا ہوا
شکر قیس میں آیا باہر پھرتے پھرتے دوبارہ قیس تک پہنچا خادم خدمت گزار دولت پر حاضر ہیں ایک
سے پوچھا شنشہ کیا کر رہے ہیں ایک ساحر نے خبری کہ عشق میں مبتلا ہیں اکیلے بیٹھے ہوئے اشار پر پڑھ رہے
ہیں برق نے پوچھا کس پر عاشق ہو رہے ہیں ساحر نے کہا لیل سے محل نشین پر مرتے ہیں وہ خیال بھی نہیں کیا
شنشہ کو جواب سخت دیے اب کچھ اور سوچ رہے ہو گئے یہ سنتے ہی برق کناٹے آید ملک و رخ عیاری کا
لگا کر صبار رفتار کی شکل بنا دوڑا ہوا دوبارہ گام برکایا خدمت گزاروں سے کہا میں ملکہ حیرت نے بھیجا ہو کچھ عرض کرنا
ہو ساحروں نے کہا جانیے برق تنہا ہوا اندر آیا جھک کر سلام کیا کہا کیوں حضور فرج کیسیا حیرت جادو
نے فرمایا ہو کہ آج جیل جنگی کیوں نہیں بجو یا قیس نے کہا آج غلام عسکریا کر رہا ہوں بل جنگی بجو اگر طریقہ دھر
شکر مسلمان پر بھجوں کہ تڑپ تڑپ کر جان دین برق بیچو گیا کہا تعجب کہ بات ہو کہ آج حضور کے دربار میں
شکل نیواری نہیں قیس نے کہا صبار رفتار برق عیار نے بڑا دھوکا دیا برابہ ہوشیاری میں نے یہ قہر
ہو کہ جب مقابلہ مسلمانان پر ہو گا کسی کے ہاتھ سے کوئی چیز نہ کھاؤں گا میں سامنے شنشہ کے وعدہ کر چکا ہوں
کہ سب کا خاتمہ کر دوں گا بی بہار و غمور کہ منظور نظر شنشہ ہی ہیں انکو گرفتار کر کے لاؤں گا باغبان و برق لاس
سے سرکہ عظیم پڑا گیا میں نے اسکی بھی تدبیر کی ہو برق سوچا کہ شراب و کباب کے ذکر کرنے سے تو یہ اٹھا کر کتابی
کچھ اور تدبیر کروں کہا حضور ایک سحر ملکہ حیرت نے دیا ہوا ہے تہیفے میں کر لے قیس تنہا بیٹھا تہا بیرون بارگاہ
اسکے صاحب وغیرہ فروش ہیں برق نے آگ منگائی کوئلے منگائے گیسٹھی میں سلگائے لوہان اپنے پاس سے
نکال کر دیا کہا یہ لوہان آگ پر ڈالے بنو رہے ہیں ایک پری پیدا ہوئی سب حال ظاہر کر گئی قیس نے لوہان

ہاتھ میں لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھوان بلند ہو قیس بادیگ محبت میں ملکہ لیلہ سے محل نشین کی مہبت ہو رہا
 ہو جیسے ہی دھوان نکلا دماغ میں پہونچا لڑکھڑا کر قیس گرا برق نے خنجر کھینچا ہاتھ مارا قیس کا کٹ گیا برق نے
 چاہا صبت کر کے بھاگوں کہ پہلو سے زمین شق ہوئی نعرہ ہوا اوناعیار منہم قیس بادیگ گریہ لکڑا یک دو ہتھ مارا
 برق لڑکھڑا کے گرا سنے گرفتار کر لیا کسا ادھیجا جب تو دربار گاہ پر آیا تھا میرے سحر نے ٹھکڑا دی کہ برق حیا آتا
 ہو میں چاہتا جب ہی گرفتار کر لیتا مگر سوچا کہ دیکھوں یہ کیا کرتا ہوا اپنے غلام کو اپنی صورت بنا کر تجھا دیا میں غرق
 زمین ہو گیا مگر حقیقت میں بلا سے روزگار ہوا بتم کو خدمت شنشاہ میں روانہ کر دیا ہاے غضب دو ہیرات
 گذر چکی نظارہ جمال جان آراے ملک لیلہ سے محروم ہوں دیکھیے تقدیر کیا دکھائے برق کو تو مشکین باندھ کر ایک
 گوشے میں بٹھا دیا آپ سحر کے غرق زمین ہوا نقب کاٹتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ لیلہ پہونچا کج بارگاہ میں جا کر نکلا دیکھا
 ملکہ لیلہ پڑی ہوئی سوری ہی میں شباب کی نیند زلفین غبربن عارض لاؤر پر سپینہ جو آیا عسات ثابت ہوتا ہوا ان
 سید اوس چائے آئے ہیں ساق بلوریں کھلی ہوئی ہاتھ کھین پائون کہیں سینہ صاف و شفاف ٹھکڑا ہوا دو حباب
 دیباے نور کے یا دو گیند بلور کے یا دو نقاد ہار سرکش عجب آن بان سے وہ مہوش سوری ہی ہو قیس بقیرا ہو گیا
 جی چاہتا تھا گھر دیکھوں پر وائے شمع جمال بنون تھر مچاتی پر دکھا سحر کرنے لگا دو چار کینیز میں جو جا بجا جاگے ہی بھیر
 تاثیر سحر سے وہ بھی مہوش ہو گئیں قیس قریب آیا پہلے بلائیں لیں ترقی من و جمال کی دعائیں دین سحر سے بڑھ
 تو کر ہی چکا ہے یہ بھی خوت ہو کہ ساحرہ زبردست ہر بادہ حسن و جمال سے سرست ہر پہلے زبان میں سوزن کو دے لیا
 با احتیاط تمام نشانہ باندھا اسی نقب سحر میں کو داغی بارگاہ میں آیا لاکے مسند پر بٹھایا سامان عیش و نشاط
 لا کر رکھا اب اسنے ملکہ کو ہوشیار کیا ہاتھ باندھ کر عرض کی میں غلام ہوں غلام کو اپنی خدمت میں قبول فرمائیے
 ملکہ لیلہ غصے میں کانپنے لگیں زبان میں سوزن مجبور ہونا چار شاہ سے جواب دیا کہ ادھیجا قتل کر ڈال مگر ہادی
 عصمت کا نام نہ لے تو اس لائق ہو کہ ہم تجھ کو قبول کریں قیس نے تاج قدون پر رکھ دیا کسا ای ملکہ عالم میں زندہ
 نہ بچو نگا میر عجیب حال ہو قلب پر مجھ غم و ملال ہو اگر آپ نے مجھ کو نہ قبول فرمایا تو آپ کے واسطے بڑی خرابی
 ہوگی ہاے کیا کہوں جو میرا حال نظر

پھر نظر آنیگا موسم جنون کے جوشش کا
 پھر آترو یا جنون نے بوجھ میرے دوش کا
 آگیا جو دھیان پھر آگ کا منیر خاموش کا

پھر قیامت نہا ہوا ہلنا لب خاموشش کا
 شوق عسریانی نے پھر کہیں پیرہن کی دھجیا
 لک گئی ہو پھر جان روز و نین چپک سی مجھے

نعرہ زن جا جا کے گلزار و نین پھر تاجون جوین
 پھر پڑا رہتا ہوں میں ہیوش بہ مستون کی طرح
 آئے پھر ایاں سدا پھر ہوا شوق وصال
 آگئی ہو یاد مجھ کو وصل کی پھر میکشی
 کر گیا ہر پھر کوئی خالی مری آغوش کو
 اس سیمانے کیا پھر قہر پر آنے کا قصد
 پھر جدائی سے ہوئی منظور رو پوشی مجھے
 ساحل دریا مرے رونے سے پھر آغوش ہی
 پھر کھلونے کی طرح بیدم ہو میل کالب
 پھر ہوا ضبط فغان و شوار ہر ناخ مجھے

برگ گل پر پھر گمان ہونے لگا ہر گوش کا
 پھر تصور بندہ گیا محب کو کسی مینوش کا
 چادر تربت پہ پھر عالم ہوا بال پوش کا
 پھر ہوا میرے لموین طور مو کے جوش کا
 پھر خیال آیا ہر محب کو گور کی آغوش کا
 پھر جنازہ بار ہو گا دوستوں کے دوش کا
 پھر ستانا ہو لٹا اک بت رو پوش کا
 رونا یا دانا ہر پھر اک طفل ہم آغوش کا
 کھیلنا یا دایا پھر اک طفل بازی سکوش کا
 پھر قیامت نذا ہوا ہلنا لب خاموش کا

نہر طرح سے قیس نے لیلہ کی نشین کین لیلہ نے نہ قبول کیا یہی کہا کہ تمھیں قتل کرنے کا اختیار ہے نہ کہنا ہم نہ قبول
 کریں گے قیس نے ملکہ کو تو اپنی بارگاہ میں چھوڑا غصے میں کانپتا ہوا پاس ملکہ حیرت کے آیا کہ حضور کچھ سنا کر سڑا لگا
 سر کاہ کے کیا حال ہو ظاہر میں بی لیلہ ابراہیم مقابلہ مسلمانان آئین باطن میں یہ منظور تھا کہ آپ کو گرفتار کر کے لیجائیں
 میں خبر پا گیا گرفتار کیا رات کو برت فرنگی عیار کو بھی گرفتار کر لیا دونوں میرے پاس قید ہیں اب اس وقت
 دوبارہ عام میں بلوائے اُنے سوال اپنی اطاعت کا کیسے حیرت کو یہ سنکر بڑا غصہ آیا کہا بی لیلہ دبرق کو دربار میں
 لاؤ ملازم گئے لیلہ دبرق کو دربار میں لیکر آئے لیلہ کو بہت ناگوار ہوا حیرت نے کہا بی لیلہ اتنے مسلمانوں سے
 مل گئیں مقام افسوس ہو تھنے کچھ ہمارے نمک کا خیال نہ کیا لیلہ کو یہ کلمہ نہایت ناگوار گذرا دین کہا اول تو سرد دربار اس
 ذلت سے بلایا اس ناہنجار کا کہنا مانا حیرت نے ہمارا کچھ خیال نہ کیا قدر شناسی مسلمانوں ہی پر موقوف ہو جب تو
 بیمار ایسی غریبہ محصور و مشقت سر کا کہلاتی تھیں کچھ تو صدمہ پہنچا کہ جا کر شریک مسلمانان ہو گئیں انھیں کے چلکر
 ہم بھی شریک ہوں تو مناسب ہو یہ مذہب بھی خلافت معلوم ہوتا ہو دلین یہ باتیں کر کے کہا بی حیرت صاحب
 آپ بادشاہ چکر چھین ایک نالائق کے کہنے سے ہماری آبرو کا خیال نہ کیا ہم جان و دل سے شریک مسلمانان ہیں جو
 ہو سکیگا وہ کریں گے ایسی آپ عادل و منصف ہیں کہ میں کا بھی پاس نہ کیا وہ بھی نکل گئیں برق تو پہلو میں بیٹھا ہر
 کہا اسی برق افسوس مجھے تو خواجہ عمرو سے ملاقات نہ ہوئی یہ حسرت لیکر پردہ دنیا سے چلے تم ہمارا سلام خدمت میں

خواجہ عمر کی پہونچا تا برق نے پکار پکار کر کنا شروع کیا حیرت نے بے سبب لیل کو کلمات سخت کہے لیل نے
 بہ آواز بلند کہا کہ سب حاضرین وقت آگاہ رہیں میں نے سامری و جمشید پر دل سے لعنت کی اور نہ رہے خواجہ
 قبول کیا مگر فسوس ہو کہ اس باغ بخیزان میں نہ پہونچی کہ ملکہ ہرٹ کو دیکھی حقیقت میں کیا وہ بار ہو گا ہماری نصیر
 نے رسائی نہ کی بے اختیار ہو کر مارے جاتے ہیں برق نے کہا ملکہ نگہاؤ پر درو کا فضل کر گا کیا عجب ہو کہ رہائی
 ہو برق تڑپ تڑپ کر دعائیں مانگنے لگا کہ او خالق لیل و نہار طاعی پر درو کا نور عم اپنا اس وقت شریک کر تیر

تزدیک سب آسان ہو نظر

ز انسان زمین زینت مان یاقوت	کین و مکان و زمین و زمان	زیک حکم کن گشت پیدا جہان
عیان گشت از بے نشانی نشان	وجود جہان رخ نمود از عدم	منور شد از مہر و مہ آسمان
کسی مالک ملک و گنجینہ دار	کسی شد شہنشاہ و در زمان	کسی گشت محکوم و فرمان گز
کسی خرد گشت و کسی شد کلان	کسی شد جوان کسی گشت پیر	کسی شد بران حافظ و پاسان
گئے برق شد خندہ زن بر چین	گل تازہ بشگفت در بوستان	بہر وقت و ہر موسم و ہر بار
گئے طبل آمد بشور و فغان	گئے گل ز چین مین رخ نمود	گئے ابر باران گوہر فشان
ملکہ لیل آ نکھون مین آنسو بھرے	جہان شد ز نظارہ اش باغ باغ	شد از گل بگلزار روشن چہ رخ

بیشی ہیں کہ رہی ہیں کیوں او برق بل حیرت جادوی بے اعتدالی تھے دیکھی انھیں حرکتوں سے بہن انکی
 کل گنیں برق کہتا ہوا اشارہ اشارہ پر درو کا اپنا فضل کر گیا کہ حیرت نے جلاؤ کو اشارہ کیا جلاؤ تلوار کھنچ کر
 سر ہٹا یا پکار کر آواز دی او ملکہ عالم حکم اول ہو ذرا سمجھو جو جھ کر دیکھیے کا قتل کرنا میرا کام ہے جلاؤ نامیرا کام نہیں
 حیرت نے کہا ہنسنے سو حکون کا ایک حکم دیا ہو پہلے برق پر ہاتھ مار سم شاہ سے کہ لینے جیسے ہی جلاؤ نے
 چاؤ کہ برق پر خنجر ماروں ایک پتھر سر پر چڑھا کر گیا اب تو ہٹو ہو کہ جلاؤ کو کہنے مارا حیرت نے دوسرے جلاؤ
 کو اشارہ کیا ایک جلاؤ صفت سے نکلا پکارتا ہوا حضور میں قتل کرونگا لیکن پہلے تم کو ام ہی کا قتل کرنا واجب
 و لا دم ہے یہ کہتا ہوا قریب لیل کے پہونچا جھک کر کوٹے کا خطا گردن پر کھنچا اور کہا او ملکہ عالم آپ نے دم نسبت
 اسلام کا بھرا ہم حاضر ہیں چالاک بن عمر و میرا نام ہو آپ کو رہا کرنے آیا ہوں ملکہ ہرٹ و مبارک آوازہ ہیں
 آپ کی مدد کو آیا جا ہتی ہیں میں زبان سے سوزن نکالتا ہوں کہ لیل نہالی ہو گئیں جہین کتنی ہیں وہاں
 سب قدر دان جمع ہیں ایسی جگہ رہنا مناسب ہو کر کہا زبان سے سوزن نکالو وضع رہے کہ قہیں

بھی بیٹھا ہوا ہر ملک حیرت کے سامنے دوستی کا دم بھر رہا اور کتا ہوا ہر ملک عالم خیر خواہان دولت سے مین اگر ہمارا
سر پر اسے بھی چلین تو کبھی شریک مسلمانان منون اگر مین شب کو نہ گرفتار کر لانا اب تک خدمت مین صبر کی
پہونچ جاتین یہ برق فرنگی اسی واسطے آیا تھا اتنی جو حیرت کی پلپ چھکی چالاک نے سوزن زبان سے
لیلہ کی نکالی سوزن کا لکھنا کہ لیلہ تڑپ کر تمام قید آہن کنڈر گری ایک پنجہ لگاؤ سے برق کی قید توڑی یہ سحر لیلہ
کا تھا برق بھی تڑپ کر اٹھا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

کہ اُس تار مین خواجہ نامدار	تڑپنے مین مین برق رفتار ہون	مرنام ہر برق خیر گزار
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طر	ارسطو نے دی علم شاگرد ہی	لے کون مکار عندا رہون
تڑپ سے مری چہرہ بہر اہل	بیزر قدم غریب ہر شرف ہر	دور مگر پر مسیر اسپر اراہ
		چھلاوا ہون مین نام بھی برق ہر

برابر ایک جادو گر کھڑا تھا اُس کو خیر مارا وہ مر کر اُس کے مرنے سے اندھیرا ہوا برق نے حقہ آتش بازی کا مار لیلہ
جو تڑپ کر اٹھی کئی سو کے سر اُٹا دیے برق و لیلہ لڑتے ہوئے باہر کھلے اُسی تاریکی مین چاہتے ہیں کہ کجا مین
کو قیس نے اٹھ کر سحر کیا برق تو لڑ کھڑا کے گرا لیلہ پراگ برنے لگی ایک خیر گرا سب سحر تو ملک لیلہ نے مٹائے
آگ پانی سے اپنے کو بچا یا خیر نے سر زخمی کیا لیلہ لڑ کھڑا مین برق ہر چند قصد کرتا ہر کہ زمین سے اُٹھوں مگر ممکن
نہین ہوتا زمین نے پیر تمام یے جادو گر چلے کہ برق کا سر کاٹ لین لیلہ بدحواس ہر کہ میرے واسطے برق
مارا جاتا ہوں بھوکو لیا لوگ بدنام کرینگے ہر چند کہ زخم سر سے حال ابتر ہو مگر ہاتھ ہلاتی جاتی ہیں کسی جادو گر کو تڑپ
برق کے آنے نہین دیتین قیس نے پکار کر کہا مین ابھی اسکو بیکار کرتا ہوں یہ کمکر بڑھا جھولی مین ہاتھ ڈالکر
ایک طائر نکالا طائر کو چھوڑا طائر نے اوڑھ کر دوسرے لیلہ چنچ مارا چنچ مار کر ایک چنچ ماری آہ کر کے جلیکھا خاک
سر پر لیلہ کے گری خاک کا گرنے کا غبار بلند ہوا لیلہ اٹھرائی ہاتھ ٹیکدے اب تو قیس تلوار کھینچ کر چلا اشاروں سے
کتا ہوا اب بھی راضی ہو تو جان بچا لون لیلہ نے پکار کر آواز دی او بھیا کیا یہودہ بکتا ہوں جو تجھے ہو سکے قصو
نکر مین جان دینگے مگر تیرا کتنا نہ مانینگے قیس نے کہا مین آتا ہوں سر کاٹے لیتا ہوں یہ کتا ہوا جاتا ہوں کہ جا کر ہاتھ
ماروں کہ زمین شوق ہوئی رعد جادو زمین سے نکلا نکلتے ہی ایک چنچ ماری کہ زمین کا پنی قیس لڑ کھڑا کے گرا
ناک سے خون کھلنے لگا تھا تھک کانپا کسی سحر جادو گر کے گرے سر کے پھٹ گئے ناک کان سے خون کھلنے لگا
وہ جو گرے ہوئے تڑپ رہے تھے آسمان سے نعرہ کر کے برق جادو گری اُن سمجھو کے سر کاٹ کے چلی لیلہ
کے بھی ہوش درست ہوئے لڑنے لگی رعد و برق گرد پھر رہے ہیں لیلہ سے محل نشین باغ باغ ہو گئی جبین

کہتی ہیں کہ سجان اشد کیا جانباڑ میں کیا سفر فروش ہیں انکو جرات کے جوش ہیں رعد دبرق لڑ رہے ہیں حیرت
نے جو رعد دبرق کو دیکھا آواز دی اوشم شیران دونوں کو سینا ایک تلوار گری کہ اس سے سر رعد دبرق کا رخ
ہوا دونوں لڑ کھڑائے پیلا سفر و جانا بازی سا حردن کو قتل کر رہی ہیں جو ساحر تزیب آیا اسکو مار کر گرا دیا حیرت
نے کہا ارے بلوہ کر کے پکڑ لو میں نے دونوں کو زخمی کیا جادو گر بلوہ کر کے چلے چاہتے ہیں کہ رعد دبرق کو
پکڑ لیں ان دونوں کی اسوقت پیواری کہ آسمان سے ہوا سے سرد چلی پھول برسے گئے ننھے چٹکے پھول شگفتہ
ہوئے شاخوں نے ہاتھ بڑھائے پتے تالیان بجانے لگے ہرمت سے آوازائی مطلع ایمنون رکھو بیابان
میں سواری تیار ۱۰ اندون چلنے کو ہوا دبھاری تیار ۲۰ دیکر نیم صبح جا جا کر گلستان میں پکارائی ۳۰ مبارک
بلبلو تکو مبارائی ۴۰ سب نے دیکھا ملک مبارک غلزار تاج ندین سر پر رکے ہوئے دریا میں پھول کے
خود زن غنچہ دہن شک چین آتے ہی گلستانہ مارا گلستانہ جو پٹا پھول برسے لگے جیسے پھول گرا پھول گیا یہ شعا
ماشقانہ پڑھنے لگا اشعار

دھل کی مشب شام سے من سو گیا یہ تو نہ جانے کہیں رہا تو گیا میں وہ سپید دہون کہ دشنع رو ملک عدم سے نہ پھرا جا گیا شوخی قابل کے میں متربان ہو جس سے کہیزا رتے تم سو گیا زلف کی بواٹگی ہلو اگر خیر ہر موسم نہیں کیا ہو گیا	جاگن ہمیران کا بلا ہو گیا اُنہ جلدی سے چک نہ کہیں شام کو آیا تھا سحر کو گیا ساتھ نہ چلنے کا بہا نہ تو دیکھ کتے رہے سب یہ گیا ہو گیا شکارت تھا گلستان غیر کے گھر دستہ شبو گیا	دل نہ پھرا جان نہ ٹھہرے خدا دل ہی نہیں ہاتھ سے دیکھو گیا طالع برکت نہ مے کیا حسین آکے مری نعش پہ وہ رو گیا سیر نہیں شام نہ بان آچلو نالہ مے کا مے سے یارو گیا اسے صنم ہاے صنم لب کیون
---	--	---

ہر طر ہنگامہ جو پھول برس رہے ہیں ملک حیرت مبارک کو دیکھا جل گئیں
بہار نے لیلا کا بازو تھا اٹھا لیلا نے ٹھہرانا ایک طرف سے ملک محمود سرخ چشم کا نعرہ ہوا ایک طرف سے
باغبان قدرت کا نعرہ ہوا اتنے ہی گیند پھولوں کا مارا کئی ہزار جوان بیکار ہو کر گئے اب تو آئے مسلمانان شریعت
ہوئی جو سردار آیا نے لیلا کا ہاتھ تھا لیا اور کہا ای ملک عالم نہ ٹھہراؤ تھوڑے ہی عرصے میں سرداروں کا جھان
ہو گیا سرخ موصے کا کل کشاد ملک ہلال سحر فلک و برق لایع وغیرہ اگر سوچیں لیلا کے محل نشین
کو بچایا ایک طرف سے نقارے پر چوب پڑی ملک مہر خ سحر چشم تخت زرین پر سوار گرد سرداران نامدار سے فوج ظفر صفا

اگر سوچیں نہ کہ کیا اور لیلہ کے محل نشین تھا اس واسطے سب حاضرین لیلہ کے محل نشین کی خوشی قیس کا
جلنا لیکن میں ساحر پر جا پڑا اسکو زخمی کیا اکثر سردار اس ملعون کے ہاتھ سے مارے بھی گئے مگر میں بلا سے دوڑا
عجائب و غرائب سب طرح کے تیار پڑے زور و شور سے مچل رہا ہر حیرت طبری مصور و صورت نگار بھی
زخمی ہوئے مصور نے کہا بی بی نکل چلو یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں میان بی بی بھاگے مصور کا بھاگنا کئی ہزار
جادوگر کھاکھٹے نیرت نے پکار کر کہا اسے نام و تیرے بھاگنے سے تشکر شکست ہوئی مصور نے جواب بھی
نہ دیا آخر حیرت نے جھلا کر ہیل باز گشت بچوایا ملک سرخ لیلہ کے محل نشین کو ساتھ لیے ہوئے بخت و فزینی
پلٹیں لیکن حیرت کا ہٹنا اور لیلہ کا کل جان قیس کو مت ناگوار ہوا کہنا اور ملک عالم آپ نے کیوں جلدی طبل امن
بجوا دیا غلام سب سے کچھ لیتا آپ نے ذرا سا ہل فرمایا ہوتا میں سب سرداروں کو سزا دیتا حیرت نے کہا اور قیس
تم کیا جانو عیار یاں ہر مین سا زبان زادہ بلا سے روزگار ہی یہ میان برق جو رہا ہو کو گئے ہیں یہ بڑے تیز مین
یہ بھی عیاری کرتے مین نے جو مناسب جانادہ کیا تم گنارے بیٹھو یہ سنتے ہی قیس رونے لگا کہہ دیا عالم
میں اپنا حال کیا کون مجھے اب صبر نہیں ہو سکتا میری جان بچی ہو مین جان دیا مگر لیلہ کے محل نشین کو بھانے دیا
اُس ظالم کا دامن تھا نہ کرو غم کرتا نظم

برہم ہیں وہ غریب بیا سے
جاؤ جاؤ حاجی بلا سے
ٹوٹے کاسے تو زخم روئے
ایسے سید رد ہونا سے
رو لین آؤ گلے پیٹ کر
اتنا کہو بیکو صبا سے
دیکھ سب کو تیر بکھا

ناگین کچھ اور بھی خدا سے
کیا حال کہیں دل و جسم گر کا
آنسو ٹپکے خراش پاتے
مطلوب دی کی جس سے فدا
فرست پھر ہو نہ وقتنا سے
گندی کیا جس سے جان دیوی
خاموش بیابان دعا سے

اچھا اچھا عدد سے بیٹے
ٹکڑے ٹکڑے ہو با ببا سے
راحت طبعی سمجھ کے اڑوں
کھینکا کا کہ کیا دعا سے
ہم تکس بھی کوئی شیر گیسو
پونچر تو اپنے بیتلا سے
مکہ حیرت سے کیا اور قیس اتنا

نہ گھبراؤ قیس نے کہا حضور غلام کو ایک ہفتے کی مسلت ملے مین سحر کاں تیار کر کے حاضر ہو گا ملک نے کہا اختیار
قیس باور یہ گرواں وقت گل نوج کو ساتھ لیکر طرن صحر کے روانہ ہوا صحر مین آکر اترا ملک سرخ جو لیلہ کو لیکر
بارگاہ مین آئیں پہلویں ملک بلال سحر انگن کے جگہ ملی گئی سو کینیزین واسطے خدمت کے مقرر ہوئیں ایک باگاہ
نہ ہوا استاد کوادی ملک لیلہ کے محل نشین ان سرداروں مین اگر بہت خوش پہلین ملک سرخ سے کہ حضور کی

تدبیری میرے واسطے بڑا فخر ہوا ملک مصر کے کمال لیلایا بیان رہنا ہر وقت موت کا سامنا ہر جوت افرہا
 آتا ہر جان پر خجاتی ہو بھی بھاگتے ہیں کہیں لڑتے ہیں نہ خواجہ عمر کی سلامت رکھے کہ یہ جان بچا لیتے ہیں
 کفار و شکست دیتے ہیں لیلانے کمال اسکا کچھ خون نہیں شکر ہو کہ مذہب حق میں تو پونچھے لات و منات پر
 سنت کی سامری جو شید کیا منہ سے تھے خدا سے حقیقی کے قائل ہوئے غیب شریعت حاصل ہوئے اب حکم ہو تو
 کنیز اپنی بارگاہ میں جائے ملک مصر کے کئی سر کنیزین ساتھ کہیں ملک لیلانے محل نشین اپنی بارگاہ میں رہیں
 حال عصیت مال قیس باورہ گرد کا لکھا جاتا ہو کہ بھیا جو صحران میں پہونچا ایک مقام پر اتر پڑا رات کو جو بیٹھا یاد
 میں ملک لیلانے محل نشین کی رونے لگا ہر جذبہ صاحب سمجھاتے ہیں یہ کہتا ہو یا سوئے حال دل کیا کہنت
 تم کیا مجھے سمجھاتے ہو نظر

ان تو کیونکر نہ کرے ترک بتان اور غلط	ایسی حوریں تری قسمت میں کہاں اور غلط
منتظر کسی بت کا تو نہیں تو کیوں ہو	مجلس و غلط میں ہر سو نگران اور غلط
اب ذرا استدے تو کوئے بتان کی باتیں	ہو چکا تذکرہ بارخ جستان اور غلط
قیح ہو کہ منہ تری تھوڑے کیونکر ملین	شعلہ آتش دوزخ ہر زبان اور غلط
حور کی مدح میں کیا ترک منہ کا مذکور	یہی باتیں ہیں مرے دل پہ گراں اور غلط
ڈر مرئی آہ سے ظالم جلا جی کہ نہیں	یہ جہنم سے تو کم شعلہ فشان اور غلط
دل جنت سے کر دو لہری حور کا ذکر	ایسی باتیں کوئی سنتا نہیں یاں اور غلط
جو ملین تجھے بعد شوق وہ کیا ہونگے نکر	بس مرے سامنے چورون کا بیان اور غلط
کیسے آرام پس مرگ مگر کافر تو	اہل اسلام کا ہر دشمن جان اور غلط
شیر کی بات نہیں ہر یہ اثر ہو کیونکر	نہ میں مومن ہوں نہ تو پسر خان اور غلط

یار مجھے کیوں سمجھاتے ہو جب تک میں اس مشون سے نہ ملے گا یہ سے دل کو تو ام نہ آئیگا میرا ارادہ اب یہ
 ہو کہ لشکر مسلمانان میں جائے اس ظالم کو گرفتار کر کے لادوں جب اسکے سمجھا جائیگا سب نے کہا حضور شکر
 مسلمانان میں جانا اتنی برسی سامرہ کو لیکر آنا ایسا نہ کوئی خرابی ہو قیس نے کہا میں ہر سے جاذ گار کوئی ٹھکر
 نہ دیکھ سکے کیا مجال کسی کی کر مجھے رک سکے یہ کہہ اسباب حرا پنہ جسم پر راست کیا کہ دشمنان لشکر مسلمانان
 چلا لشکر میں آکر پہونچا بہ صورت بھل پھرنے لگا پھرتے پھرتے ایک جاذ گار سے بونچا کہ لشکر لیلانے محل نشین

خمیرہ کو نسا ہو سارے کہا خیمہ کیسا وہ سارے جو بارگاہ زلفی استاد ہو اسین اس شاہزادی کا داخلہ ہو ملک مصرخ
 نے بڑی قدر کی قیس یہ سنا جنگلیا میں کتا یہ کہ مسلمانوں نے بڑی خاطر کی خیر کہاں جاتے ہیں یہ کہہ کر بھڑک رہا ہوا
 ایک نخل پر آیا جو کتیزین دروازے پر بھی تھیں اپنی بھر کیا ہوا اسے سوچا وہ سب سو گئیں قیس درخت سے
 اترا ٹھٹھا ہوا اندھا یاد کیا وہ آرام جان بچھ کر پڑا آرام فرما رہی ہو پکارا ٹھٹھا آرام جان واؤ نور ویدہ
 مشتاقان تمہارا اشتیاق یہاں تک پہنچ لایا ہر جب تک کہ نہ ملے غنچہ از رو نہ کھلے دیر تک سرھانے
 کھڑا ہوا بکا کیا صورت زیبا دیکھ کر وجد میں ہو جدا سے کچھ بھر کیا ملک سوتی تھیں بیہوش ہو میں اڈل اسے زبان
 میں سوزن کو دیا پر پرداز پیدا کے ملک کو لیا اڑ گیا اپنے لشکر میں آگے پہنچا محبت شراب و کباب درست
 اگر کے ملک کو ہوشیار کیا ملک کی جو آنکھ کھلی اپنی زبان میں سوزن پالی قیس با دیر گرو کو دیکھا کہ برہم بٹیا ہو
 کہہ رہا ہو کیوں ملک دیکھا تھے میں تم کو آ یا مسلمانوں میں نہ رہنے دو لگا ہوا اسی میں ہو کہ بھلو قبول کر دو
 ملک نے تیوری پر مل ڈال کے وہی جواب دیا کہ اگر ہمارا دشمن ہو تو قتل کر مگر ہماری عصمت کا نام نہ لے خبردار
 اب بے سوال جواب نہ کرنا قیس عرصہ دراز تک منت خوشامد کیا گیا کتا ہوا شہنشاہ اقلیم خولی دہی
 سر دباغ محبوبی آپ کے غصہ کرنے سے میری زندگی نہو گی امیدوار ہوں کہ خطامحان فرمائیے ملک نے جواب دینا
 موقوف کیا قیس بے قرار ہو کر ہر اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگا اشعار

روز مولو سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا	لا لہ سان داغ اٹھانے کو ہرے ہم پیدا
ہوں میں وہ نخل کہ ہر شاخ مری اڑ رہی	ہوں میں وہ شاخ کہ ہوں رگت بر دم پیدا
میں جو رہتا ہوں مرے زخم جگر سنتے ہیں	شادی عرس سے کیا ہو مجھے تو ام پیدا
درد سر میں ہو کسی کے تو مرے دل میں ہونے	راسے میرے ہوا ہر عرس عالم پیدا
زخم خندان ہیں بعینہ لب خندان اپنے	شار مانی میں ہویاں حالت ماتم پیدا
آسمان شوق سے تلوار دن کا منہ پر ساد	سہ نونے ترے ابرو کا کیا خم پیدا
کام اپنا نہوا جب کجا ابرو سے	گیو یار ہو سے در ہم و بر ہم پیدا
چپ رہو دور کر دیکھ نہ مرا کھلا باؤ	خاستہ زخم زبان کا نہ بین مر ہم پیدا
قلزم فکر میں ہر چہ لگائے غوطے	در مضمون کوئی یاروں سے ہوا کم پیدا
دوست ہی دشمن جان ہو گیا اپنا دشمن	نوش داروں نے کیا یان اثر ہم پیدا

قیس سانے ملکہ کے یہ اشعار پڑھ کر بہت رویا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا تب اسنے ملکہ لیل کو ایک قفس میں بند کر دیا
 چند کینزوں کے وہ قفس سپرد کیا آپ باہر آیا مشیرون وزیرون کو حج کر کے کہا یارو بیغم میرے واسطے جا لکنا
 ہو حال میرا فراق میں بہت تباہ ہو میں اس سرکش کو پکڑ لایا مگر اسکی زبان پر وہی بات جاری ہو میری صورت
 سے بیزاری ہو اب کیا صلاح ہو پاس افراسیاب کے لیچون دیکھیں شہنشاہ کیا فرماتے ہیں سب نے کہا
 شہنشاہ کا پر اسے دل پر کیا اختیار ہو غصہ کر نیلے دباؤ ڈالیں اُسکا قبول کرنا بہت دشوار ہو ایک امر ہم سب کے
 ذہن میں آتا ہو اگر وہ حضور کریں تو کچھ عجب نہیں کہ آہوے دشتی رام ہو خوش ہو کر قیس باد یہ گردنے کہا بیان
 کر دیا یو میری توجہ ان پر نہی ہو وہ ظالم اپنی ہی کسے جاتی ہو سب نے کہا ہمارے نزدیک بہتر یہ ہو کہ ملکہ لیل
 کو خدمت خداوند تعالیٰ میں لچیلے انھوں نے سب کو پیدا کیا ہو وہ دل پھیر دینگے یہ آپ پر مائل ہو جائیگی اگر قدرت
 پر چھین تو میان کر دیجے گا کہ میں مسلمانوں کو قتل کرنے آیا ہوں ایک غرض اپنی بھی لایا ہوں اگر قدرت کہیں کہ کہو
 تو سب حال مفصل بیان کر دیجے گا وہ فوراً قلب پر سے قفل کھول دینگے یہ فوراً آپ پر مائل ہو جائیگی صاحبوں نے
 جو اس طرح سمجھا یا قیس بہت خوش ہوا کہا یارو تم نے خوب صلاح بتائی قدرت نے سب کو پیدا کیا دل کا پھیر دینا
 انکے نزدیک کتنی بڑی بات ہو اس بات پر قائم ہو ادودن اسی مہر امین رہا کینزین صاحب دن بہر ملکہ لیل
 کو سمجھاتے رہے لیل کا وہی سوال وہی جواب آخر کر یہ صلاح ہوئی کہ آپ کیجیے کیسے تمام اشکار کو قیس نے تیار کیا
 ملکہ کا قفس ایک تخت پر رکھا چند کینزین گرد مقرر کین بڑے زور و شور سے عزت کو عقیق گارار سلیمانی کے
 روانہ ہوا یہ تو نسرین ملو کرتا ہوا جاتا ہوا ناظرین کو یاد ہو گا حقیر نے اکثر داستانیں شانہ زادہ غصہ نقرین اسد کی تشریح
 کی ہیں طریقہ غصہ نقر کا یہ ہو کہ اسی ہزار دیوانے اُنکو فراق بنایا تو اعدہ کھائے اب وہ دیوانے برق جہنہ ہیں
 اشارون پر کام کرتے ہیں حبان کوئی علاقہ آباد دیکھا زمیندار سے لیا بھی آج ہماری تمھارے بیان دعوت ہو
 اگر اُننے نما نا جا کر لوٹ لیا پس فرزند طلسم کشا لوٹ مار کرتے پھرتے ہیں نیس جالندری ساحہ اُنکے سامنے ہزار
 قمر پیکر ایسی مشوقہ ہوا ایک قرۃ اگر لوٹا ہوا ہوا ان فروش ہیں زمیندار سانسے بندھے ہوئے ہیں روپیہ مانگا
 جاتا ہوا دیوانے درختوں کے سائے میں فروش ہیں نانچ جا بجا ہو رہے ہیں دیہات کی کسبیاں نانچ رہی ہیں
 دیوانے خود بھی گاتے ہیں غصہ نقر سب کے بیچ میں بیجا ہو پھر اکتاب عالتاب گر صاحب ہر کار سے واسطے خبر کے
 مقرر کیے ہیں کہ مالدار کا پتہ لگاؤ ناگاہ موہر کار سے دوڑے ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ ایک
 ساحر چار لاکھ سا حردن کی عجبت سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتا ہوا ساحر زبردست مشہور ہو

لشکر خواجہ عمرو سے بھی لڑا تھا اب برائے ملاقات لٹھا ہوا ہے سکر شاہزادہ غضنفر نے مونچھوں پر تاؤ پھیرا تھا
 کہ میان سے کتنی دور ہو عرض کی یہاں سے پارہ کوس پر آتا ہوا ہے کہ آج شب کو انکی فکر ہو جائیگی فراقون نے
 بھی خبر سنی کہ تاس شہر یا شہنشاہ فراقان برائے شہنشاہ یمن کے مل کرنے لگے ایک کو ایک شہزادہ خوشی
 دیتا ہے کہ چکر مال لوتے اب کہیں اور نالغ راگ درگاہ ہو گا زمینداروں کو یہ کہہ چھوڑ دیا تھے پھر سمجھا جائیگا
 زمینداروں میں جان آئی لیکن حیران ہیں کہ چار لاکھ پر اسی ہزار سے جائیگے کیونکہ فتح پائیگے دیوانوں نے کہ
 ایک ایک ہم میں کا ہزار ہزار سے لڑیگا اسی ہزار بیت میں جلتے ہی بدھاس کر دینگے لشون سے میدان بھر دینگے
 جاتے کی دیر ہر زمینداروں سے غضنفر نے کہا اب ہم تمہارے علاقے سے جاتے ہیں مگر خوار جب کسی بابت
 اسطرح آئیں اور کھل کھین کہ ہماری دعوت ہو فوراً گل سامان لیکر حاضر ہونا اگر تامل ہوا تو یہی حال کریں گے
 کھربان جلا دینگے مگانو کو پھونک دینگے عورتوں پر لے جائیگے زمیندار ہاتھ باندھے سامنے کھڑے ہیں کہ رہے
 ہیں کہ گسیان جو آپ فرماتے ہیں جب ادھر سے آپ کا لشکر نکلیگا ہم دعوت لیکر حاضر ہونے غضنفر نے کہا اگر ایسا
 کر دے گے غرت و آبرو پاؤ گے دوپہرات کے سوار ہوئے یوق ترکی بچا یا او فراقان تیار شوید گھوڑے جو
 صحرائین چرا کر رہے تھے دوڑ دوڑ کر اپنے اپنے سوار کے پاس آئے سر جھکا کر کھڑے ہوئے مراد تھی کہ میں تیار
 کرو زمین وغیرہ ڈال کر افسر نے دوسری آواز دی زمین پر گئے تیسری آواز میں سب فراق تیار ہو کر صفین سجا
 ہوئے سامنے آئے مسلح و مکمل ہوا وہ حرب و جنگاں فل دشمنان پر تیار سی دل میں ہے کہ اگر صفین لوہے کی ہوں تو
 تو کے نکل جائیں ملک نسیم جالندری ہارہ پڑا کہ تیرین ساتھ لے ہوئے طاؤس زرین بال پر سوار سامنے آ کے
 پہنچیں ایک محاسن میں ملک قمر کے نسیم نے عرض کی اگر خلاف مزاج ہو تو کچھ عرض کروں غضنفر نے کہا فرمائیے
 نسیم نے کہا شہنشاہ فراقان قیس بادریہ گرو ملا کا صاحب و علم نیرنج و شہید سے بہت ماہر ہے اگر حکم ہو تو نوٹری
 سحر کر کے چشمزدن میں سب کو تباہ کر دے گی غضنفر نے فرمایا اے نسیم خدا چاہیگا تو وہ سحر نہ کرنے پائیگا کہ کہہ چھوڑے
 اتحادیہ سوار وی کرتے ہوئے چلے پہونچنا انکا گذارش کیا جائیگا کیا میں بادریہ گرو اسی صحرا سے سنبھارا
 میں فروکش ہو اس خیال پر کہ ملک سے بہت خوشامد پھر کہوں شاید میں راضی ہو جائے تو قدرت کے پاس جانا
 کیا ضرور ہو سو چکر علیہ شراب و کباب درست کیا کہ تیرین صاحب سب معج ہرین ملک لیلہ سے محل نشین ہر شخص
 منگے رکھا ہر سب سمجھا رہے ہیں قیس عرض کر دیا اے ملک عالم مجھ پر بہت سختی گذرتی ہو کس نے بلنے
 عرض کروں اصل میں یکفیت ہو

ہین ہر سر نرگان سے چکان اشک ترا لیے
 اڑ کر بھی انہیں پانہ سکے طائر ادراک
 بیخاندہ خوف قفس کہنہ ہر صبا و
 پینام قضاہین یہ بلا خیز نگاہین
 قسید تم مسموم ہر ایک غیب گل کو
 کر دے بھی نہ کی راحت آغوش لحدین
 ہم بوسہ خنجر لب ہر جسم سے لینے
 ملو کیجیے گا حسد اسے عدم و شر
 بچین ہی سے اشکون کو نیک جانی کی خو
 ہمیشہ نہ دارانہ سکندر نہ تسم بدون

جان دیتا ہوں قیمت میں اگر ہوں گہرا لیے
 پیمانہ میں تراکت سے دہان و کمر لیے
 طاقت ہونہ بازو میں نہ ہم تیر پر لیے
 وقفہ کین رستے ہیں خدنگ نظر لیے
 پیچہ ہاں مرے خندہ زخم جگر لیے
 بند آنکھ کے ہوتے ہی ہوے خیر لیے
 دل میں ہین بھرے شوق اہل کے اثر لیے
 باقی ہین ابھی اور بھی اے دل سفر لیے
 غلی ہی سے بگڑے مرے نور نظر لیے
 دنیا سے نسیم آنکھ کے دیکھو بشر لیے

اشعار پر چڑھ کر ملکہ لیل کے سامنے رو رہا ہو کہ ملکہ عالم مجھے سرفراز فرمائیے کبھی جھلا کر کہتا ہوا کہ ملکہ عالم بھی
 خوب خیال رکھیے اگر آپ نے غلام کا کسانہ مانا تو قید سے نہ چھوڑو گا آپ کی جان جابگی میں بھی جان دے گا لڑکھ
 نہ بچو لگا یہ وہ سودا نہیں ہو کہ اتر جائے سرین سودا ہاتھ پاؤں میں رشتہ زندگی سے بیزار مجبور فاچار ملکہ لیل
 فرماتی ہیں کہ اسے قیس تمہیں اختیار ہو خواہ قتل کر خواہ بخش ہم جان دینے پر آمادہ ہیں قیس نے کہا اب تم کو خلافت
 اتھا کے پاس لیے چلتا ہوں وہ تمہارا دل پٹ دینگے خود مجھے عاشق ہو جاؤ گی وصل حاصل کرو گا ملکہ لیل نے کہا
 اگر وہ ساحر ہو اور سحر کر دیا تو جب کبھی ہوش آ لگا اپنی جان دیدینگے آئندہ تجھے اختیار ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں
 کہ لشکر میں ہنگامہ ہوا اسی ہزار دیوانوں نے بوق ترکی بجا یا صاف ثابت تھا کہ گھوڑا سرفیل پسند رہا ہر تمام
 لشکر میں ہنگامہ ہو ساحرون کے قتل ہوئی ادا زانے لگی ۷ سنتے ہی قیس دیوانہ ہو گیا جنون کی حرکتیں کرنے لگا
 کہتا تھا کہ یارو کیا معرکہ ہو کیسی آوازین آرہی ہیں سات لاکھ ساحرون کا لشکر اس پر لکا ایک یہ آفت مصائب ہو
 کہنا جا کر دیکھو تو کسکی شامت آئی ہو جو میرے لشکر پر اس وقت یا صاحب باہر نکلتے اگر عرض کی اسے شمشاد ساحر
 شمشاد قزاقان یعنی فرزند لاسد نوجوان شیخون آیا ہوا لشکر لٹا ہوا ہزار ہا بارگاہین جل گئیں لاکھوں ساحر
 سجاگ گئے نسیم بالندی ایسی ساحرہ ساتھ ہو گئے آگ برسا دی باندارین سب لٹ گئیں بھال تل چرے
 ساجو کو بڑھو بڑھو نہ جھوٹا حکم کرتا کر لیا خزانے پر قبضہ ہوا ہستم خزانہ گرفتار ہو گیا اسکو ساتھ لیا نیکو

کہتے ہیں اسکی پشت پر سولہ گھبی بنائینگے یہ سنکر قیس بدگاہ سے خود نکلا کتا ہوا تراقون کی کیا حقیقت ہو کہ مابودت
 کے لشکر کو ٹوہین ایک سحر میں سب کو مٹا دو لگا میرے ہاتھ سے بچ کر کمان جابنگے ملکہ لیلانے جو یہ سنا کہ نہ تیر
 طلسم کشا نے شجون مارا خوش ہو گئیں قفس میں تڑپ رہی ہیں بقیرا ہیں کہ میں فرزند طلسم کشا کو کیونکر دیکھوں
 تھناے کا قیس جو باہر نکلا دیکھا لاکھوں جادوگر بھاگ گئے کئی لاکھ قتل ہوئے خون کے دریا بہ رہے ہیں تراقون
 نے جو گھوڑے دوڑائے کئی نہر کو پامال کیا جو خیمہ راہ میں ملا یا طناب کاٹ دی یا آگ لگا دی ہر طرف خیمے
 جل رہے ہیں زمین سے شعلے نکل رہے ہیں قیس نے نعرہ کیا اے ساحران خدا رکمان بھاگے جاتے ہو یہ سحر خیر
 ہیں سحر کے گرفتار کر لو بھاگے ہو سہ ساحر پٹے غضنفر بن اسد اسپ بادیا پر سوار انگشت مرہ و ماہ ہاتھ میں تیغ
 زمین شگان کھنچا ہوا جس کسی کو بڑھاکر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے جادو گردن کا یہ حال ہو کہ سحر کی بو چھپا
 کر رہے ہیں جب غضنفر بن اسد نے ہاتھ ہلا دیا انگشت مرہ و ماہ چلی سحر ساحرون کے باطل ہوئے جادو گردن نے
 سحر کا دریا بنایا اسپ بادیا دریاے سحر کو طو کر کے نکل گیا تیغ روہن شگان شل برق چمک رہا ہو مرکب طراب
 سجدتا پھرتا ہو قیس بادیا گرد یہ معاملہ جبرت افزا دیکھ کر پریشان ہو گیا کہ یہ کیا سحر ہے غضنفر پر سحر تاثیر نہیں
 کرتا بلکہ اگر کوئی تراقون سحر میں کسی کے پھنس کر گرایا مرکب بد لگای کرنے لگا غضنفر بن اسد نے بڑھکرتا چمکا یا
 انگشت مرہ و ماہ کا عکس پڑا سحر ساحر کا باطل ہوا وہ تراقون پھر اٹھ کر جاب میں مصروف ہوا اسطرح اپنے ساتھ والوں
 کو بھی بچاتا پھرتا ہوا واپ تو نہاردن ساحر قتل کیے قیس بادیا گرد کو بڑی حیرانی ہو شل زلف پریشانی ہو
 کہ یہ کیا معاملہ ہے تھناے کا یہ تو اس حیرانی و پریشانی میں ہو مگر بجائی اسکا لیس جادو جسدن سے قیس
 ملکہ لیل کو لایا تھا یہ دل ہی دل میں ملکہ کو دیکھ کر پستا تھا کوئی صورت نہ بن پڑتی تھی آج قیس بادیا گرد باہر
 نکل لیس جادو نگہ بچا کر اندر خیمے کے پہونچا ملکہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا اے جان جہان دام و آرام
 دل عاشقان بھائی صاحب تو میرے دیوانے ہیں نام ہی قیس ہوائی بات کا کیا اعتبار گر میں نے جسدن
 آپ کو دیکھا جان جاتی ہو روح جسم میں گھبراتی ہو کیا کہوں قفس

نیک کرتے ہی جو ہوتا پاس خوب رات کو
 مڑنے پیچھے دیکھتا تھا بہت دم پر رات کو
 جان بلب تھمے بج گئے قسمت سحر کرات کو
 چھٹ رہی تھی کیا ہوائی مہ کے منہم پر رات کو

کیسے مجھے بڑے تمام اندا کبر رات کو
 اپنی آواز قدم سے بھی وہ دھر کر رات کو
 ہم میں کیا باقی رہا تھا اے شکر رات کو
 جان جو تو اے مروتش تھا جلوہ گستر رات کو

عمر مرادہ دفنان اور شعلہ زن طوفان اشک
 بوسے گل کا اور نسیم صبح اب کس کو دل
 بزم دشمن میں نہ وہ نغمہ گزرتی رہے
 روزِ ہجران سے خبِ وقت نہ کیوں سخت تر
 رہے ہم جھانکنے سے بھی یہ کیا اندھیری
 بن ترے پیش نظر تھی یہ اندھیری چھا گئی
 کوہِ گھر میں تو پہونچا میں ترے پر کیا کروں
 کیا کہوں تم جو نہ آئے کیا قیامت آگئی
 کیا اسی تجھانے کو نہ راتے ہو ظلمت کہہ

میں سامانِ خرابی تھا میرے گھرات کو
 ساتھ سویا ہوا میرے ذہنِ سب رات کو
 ہر زمان کے ساتھ لب پر جانِ فطرت کو
 گانے گانے دن کو راتے تھے وہ اکثر رات کو
 بند کئے مکر دیے تھے روزِ در رات کو
 بائیں آنکھیں پھوٹ کر دیکھے ہوں آخر تک
 دم کھلا ماتحت اکھٹے کے برابر رات کو
 میمان تھا میرے گھر میں روزِ محشر رات کو
 حضرت مومن جہان جاتے ہو چھپا رات کو

لیکن ہر ملک عالم میرا چہ زور نہ چلتا تھا جب وہ آپ کو محبت میں بلا کر دباؤ ڈالتا تھا ہی چاہتا تھا چھاتی پر
 پڑھو بیویوں لیکن مجبور تھا کہ وہ بڑے بھائی کیلئے ہیں اور سیاب نے بھی کو ساتھ کر دیا ہر رتبے میں میں زیادہ
 ہوں میرا حمد و معاصرت ہر میرے ہی واسطے ملک کی سلطنت ہر بلج و خراج سب میرے ہی پاس آتا ہر سب
 عالم بکے دار میرے حکم سے کام کرتے ہیں غلام کی آپ پر جان جاتی ہو امیدوار ہوں کہ مجھ کو اپنی غلامی میں قبول
 فرمائے تمام ملک و مال کا آپ ہی کو اختیار ہو بھائی صاحب تو میان مصروف جنگ ہیں میں آپ کی لکھنؤ کی جگہ
 کسی کو خبر بھی نہ ہوئی بلکہ میں کتنی ہیں کساویلیا گھر بھر عاشق ہوا ہر زمین معلوم یہ بھیا کیا سمجھا ہر گرانے جو نہ لگانا
 چاہیے کہ عمر بھر یاد کرے یہ سوچ کر جواب دیا کہ امویس قیس بد صورت تو مالیتہ ہلو پسند آئے ہم روز بھی دیکھتے
 تھے کہ اگر تم خواہش کرو تو ہم قبول کریں آج ہر دوسے دل پوری ہوئی لیکن کیسے جھوٹے عاشق ہو تمہارا دل
 کیونکر گوارا کرتا ہو کہ ہم شل طائرون کے نفس میں بند ہیں کیسے وہ دہندہ زبان میں سوزن قلب پہ جو ہم غم و
 سخن میں نفس سے نکالو میٹھ کر بائیں کریں دکھا وصل لکھے اس طرح جو ملک سے کالیں کی رال ٹپک پڑی کہ حضور
 میں تو غلام ہوں حقیقت میں فرزندِ طلسم کشا اس زور و شور سے لڑ رہا ہو کہ تمام لشکر و بالاکر دیا لکھنؤ جاوے
 مارے گئے میں اسی واسطے میان آکر چھپا ہوں آپ سے کلام کرنے کی بھی آرزو تھی تقدیر مہر کی جستجو تھی رات
 سناٹ کا شکر کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے قبول فرمایا ملک نے کہا میں تو خود تیر مری ہوں مگر مجھے بیوفائی نہ کرنا
 اب عمر بھر تمہارا سا چہرہ ہیکہ دل جھاسے فراق نہ سہیگا جلدی سے لیس نے نفس کو ل کر ملک کو نفس سے نکالا

ملکہ نے اشارہ سے کہا کہ زبان سے سوزن تو نکال لیس نے سوزن کو بھی نکالا زبان سے سوزن کا ٹکنا ملک
 چھپے ہوئے تھیں فرمایا ذرا لگدیر ہے جب زبان نے ذرا زلزلہ پایا ملک نے کہا کیوں اوجھیا لیا جھک مارتا ہے ہم
 بنائیت خدا سامری ہمیشہ پرست کرتے ہیں تم ایسے جیادون کا سامنے بھی نہیں آتا گوارہ نہیں گوارگی
 کہ حضور یہ کیا فرماتی ہیں ملک نے کہا ہم کئی دن محبت میں خواجہ عمر کی رہے اپنے کو رہا کر لیا اگر انی جان
 بچا نہ منظور ہو تو ہٹ جاؤ ورنہ میں بری طرح پیش آؤں گی تم کو شکے چنواؤں گی بیس سوچتا ہو کہ اب کیا کروں
 ملک لیلانے گاتی بانہی ملک کا اٹھنا تھا کہ بیس نے سحر کیا ملک نے کہا خدا کی قدرت آپ سحر بھی کرنا جانتے
 ہیں اُسے سحر کیا تھا کہ ملک پر آگ گری ملک ہنسین منہ پر جسے لگا آگ بھی باگاہ میں جھولی قیس کی رکھی تھی
 ملک نے وہ جھولی اٹھالی ہاتھ جو ڈالا کارو سحر ہاتھ میں آئی کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینک ماری بیس کے سینے
 پر پڑی پشت کو توڑ کر پار گزری خیمہ جلنے لگا ملک بڑپ کر نکھین قیس بیان سحر کر رہا تھا کہ کان میں بھائی
 کے مرنے کی آواز آئی گھر آیا پلٹ کے دیکھا آسمان پر برق چمکی نرہ ہما منم ملک لیلانے محل نشین قیس
 نے گھبرا کے کہا یار دیر بھائی کی خبر لاؤ خادم گئے دم بھر میں روتے ہوئے آئے کہ حضور آپ کے بھائی کا
 نکالاشہ پٹا ہوا تڑپ رہا ہو گھر کے کہا یہ کیونکر مارا گیا اس سرکش کو کئے رہا کیا ایک خدیو گار نے بڑھ کر بیان
 کیا کہ حضور آپ کے بھائی صاحب ملک لیلانے پر مرتے تھے اس وقت ملک کو قفس سے نکالا سوزن بھی نکال گیا
 معلوم ہوتا ہے کہ انھیں کے ہاتھ سے قتل ہوئے میان تک حال غلام نے دیکھا تھا نہیں معلوم تھا بلکہ
 کیونکر ہوا قیس گالیان دینے لگا بھیجا نامرد میرے پاؤں کی گرد میرا بھائی کا ہے کو تھا کلچن لونڈی
 گھر میں تھی اسپر بابا جان جا پڑے اسی لونڈی سے یہ پیدا ہوا گھر بار اسکا بھونک دو بیسنتے ہی خاموش
 نے کہ حضور صاف فرمایا جیسا انھوں نے کیا دلیا پایا اب ملک لیلانے کے سحر کو دیکھیے نہ گرتا کرنے کی
 تدبیر تو قیس باد یہ گردنے کا میں ابھی تدبیر کے لیتا ہوں یہ کہہ کر یہ تو چھپے ہنہا غصہ فرماتا ہوا چلا آتا ہے
 کہ لیلانے محل نشین کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نوجوان کس آتش رخسار سے دو قدرت رب وود
 حجاب ابرو سے خمدار برائے عاشقان مقام جو دھیرہ آفتاب عالم تاب شہر باری خال چہرہ انور کو کب بلند
 آخری جہات میں سب سے بہتری خود سر انور پر رکھا ہوا زہ سونے چاندی کی کڑیوں کی زیب جسم سپرد
 شمشیر ہاتھ میں گویا ہلال و بدر کا ساتھ کمان کیا فی دوش پر صاف ثابت ہے کہ ماہ تابان برت قوس کین
 آگیا پشت مرکب باہر تار پر پڑی ہیں ہونی گھوڑا طراست بھر رہا ہے سرہ فون کو پامال کر رہا ہے چاہتا ہے

اگر مالک اشارہ کرے تو ہر حد دنیا سے گذر جاؤں منبرہ فلک کو پا مال کروں آنکھیں رشک چشم غزال ہنسا
 بد کا ل آسمان جلال ملکہ لیلہ حیران جمال و محو دیدار ہو گئیں آنکھوں میں آنسو بھر آئے قصد ہوا کہ اپنے کو
 سامنے پہونچاؤں شانہ زادہ مجھے دیکھے ایک مقام پر چند سرداران غصنفہ پر ساحر سر کر رہے تھے ملکہ تشریف کر
 گرین کسی کا سر اڑا دیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کے دونوں ٹپ ہوئے کسی کی جانب دیکھ کر مسکرائیں وہ دیکھ کر ہنس گئیں
 کسی جادوگر نگاہ سحر آگین دیکھ کر دیوانے ہوئے کوئی خل مچاتا ہر کوئی چیخ رہا ہر کوئی لپکارتا ہر کوئی جان جانا
 دیا و ارام دل عاشقان ہم مرتے ہیں دن زندگی کے بھرتے ہیں ایک اور نگاہ محبت ادھر بھی ہو جائے ہم تو
 نگاہ محبت کے خواہاں ہیں طالب دیدار عاشق صادق محب واثق خواہش ہے کہ قدمبوسی کرین سر قدموں پر
 دھریں ہنگامہ جو ہو غصنفہ نے گاہ آٹھا کے دیکھا ایک نازنین شیرین ادا ماہ آسمان شرم و حیا گلگون
 تبارکات روئے زیبا پر پھول فدا چہرہ ماہ آسمان حسن و جمال ابرو رشک ہلال گلوئے نازنین صراحی
 بادہ جان بخش کی ہونٹھون میں میسالی ہر بات میں رعنائی و دیبائی گل اعضا درست مشوق چالاک و
 حست سینے پر بجا رہنا سائے سینہ سے دل عاشقان نگار کبک زنتار شیرین گفتار کمان ابرو مشوق خوش
 غصنفہ کا عجب حال ہو گیا دیوانہ مان جاہلون کے سر کا تاج تلوار کو روکا آئینہ رخسار کو دیکھ رہا ہو ملکہ لیلہ
 نے شہر مار کر سر جھکا لیا غصنفہ بن اسد سے منبط نہ ہو سکا شبے اختیاریا رکار اٹھے نظم

ایک گھر میں گل محبت ایک گھر میں داغ ہو
 دیکھلے جو چاہے آنکھوں کی نظر میں داغ ہو
 یہ وہ آتش ہے کہ جس سے خشک و تر میں داغ ہو
 بوسے گل دیتا ہے جو جو اپنے بر میں داغ ہو
 گرمیوں سے سوزش دل کے جاگ میں داغ ہو
 سناں نزل مقصود کی دوری سفر میں داغ ہو
 آبلہ پانی کے ہاتھوں منتر سر میں داغ ہو
 مشک چین و غمیر سارا نظر میں داغ ہو
 زخم با ہر اپنی قسمت کا ہو گھر میں داغ ہو
 سائے کا بھی ساتھ تیرے رہ گذر میں داغ ہو

زخم دل میں تیری فرقت سے جلزین داغ ہو
 رخ ترا بیداغ ہو روئے قمر میں داغ ہو
 عشق کی دلسوزیوں سے بھر و برین داغ ہو
 آج کل ہوتا ہے ہم آغوشش وہ رشک مبار
 رشک کے پانی سے نہلا دے مجھے چشم تر
 اشتیاق گور میں دیتی ہوا یذا طول غم
 کوتاہی کرتے ہیں راہ دشت و حشت میں قدم
 زلف و خال یا پر جیسے پڑھی ہوا اپنی آنکھ
 وان تلاش ایذا ہوتی اور میان شوق و صا
 ناگوار اپنے سوا ہر یار دل کو دھنل غیب

کوئی گردن پر ترس نہ بندہ ہر حال سیاہ	خوشنما خورشید سے بھی اس بحر میں دل غری
دل غم کھانے نے مزہ ایسا دیا ہر عشق میں	دور تلی ہر روح اس سپر جس شمر میں دل غری
عیب شاعر کو لگا دیتا ہر آتش نقص شعر	دل غم جب پہل میں لگا عین خبر میں دل غری

ملکہ لیلہ کے محل نشین نے سرائی کرا تھ سے کچھ اشارہ کیا قیس و در سے یہ سب سرکہ دیکھ رہا ہر اسکو بھی تاک
ہوا کہ لیلہ غضنفر پر عاشق ہو میں حیران حیران جمال بمثال غضنفر کو دیکھ رہی ہیں اسوقت قیس با دیہ گردنے
سحر کیا برق چمک کر سر پر ملکہ لیلہ کے محل نشین کے گری کہ رغبت میں زخمی ہوا سر سے خون جو جاری ہوا
لگا غضنفر کی پری خون کو دیکھ کر اور سو داڑھا لھوڑے کو چمکا کر نرہ کیا او بیجا ہمسے مقابلہ کر خورت کو زخمی کر کے
بہت مغرور ہوا سر سے تجھے تصور ہوا قیس با دیہ گردن سے میں پٹ پڑا کہا اور حیران و لوانہ کر کے تجھے مار دیا
یہ کمر کئی دو ہتھ مارے خنجر بر سے تلوار میں چمکین آگ کے شعلے بھڑکے قیس سمجھا سحر نے تاثیر کی تلوار کھینچے ہوئے
فریب پہونچا ہاتھ تلوار کا مار غضنفر نے تیرہ رو میں شگاف پر دو کا انگشتر سہرہ ماہ بھی چمکی آنکھوں کے نیچے اندھیرا
ایا غضنفر نے اوپر سے ہاتھ مارا اسنے میر سحر کو اٹھا دیا سپر سحر کئی سر پر تلوار پڑی قیس نے ہاتھ کھراپنے
گرادیا کتا ہوا سے یہ کیا ہوا روح سامری و حشید میں تاثیر جاتی رہی جیسے ہی یہ زمین پر گر غضنفر نے اس
لھوڑے پر سے پھانڈ پڑا چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھو قیس با دیہ گردن مار کر بھاگا اسکا بھاگنا کل فوج کے
پانوں اٹھ گئے قزاقوں نے بون تر کی بجا یا سا حربا گے ملکہ لیلہ کے محل نشین ٹھہر گئیں غضنفر نے اسکا
سانے آئین غضنفر نے قزاقوں سے کہا جلد باگاہ استاد کرو فوراً باگاہ زلفی استاد ہوئی قزاق مال و اسباب
لوٹ کے اپنے مقام پر آگے اترے جا بجا ناچ ہونے لگا غضنفر نے ملکہ لیلہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا
مقام صدر پر لاکے جگہ دی لیلہ کے محل نشین سے غضنفر نے پوچھا ایسا شہنشاہ خوبی و لا رنگ و بوسے
کل حدیقہ خوبی آپ اس لشکر میں کس طور سے ٹھہریں ملکہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کے فرمایا او شیریشہ جملات دہا
یکہ تازمیدان جلالت میں کیا اپنا حال بیان کروں ملک و پر پا آزار ہوا اس بیجا نے میرے ساتھ بڑے بڑے
فساد پر پائے افراسیاب نے اسکو براے مقابلہ مسلمانان بھیجا میں بھی لشکر کشی کر کے آئی اسنے فتور شروع
کیے میں نے جو ملکہ مبارک کو لشکر اسلام میں دیکھا وجد ہو گیا ہل اسلام نے کیا قدر دانی کی جب میں نے دیکھا مبارک
ہجرت کی مقابلہ افراسیاب جاو میں فزوکش بن مجھ کو بھی کسی قدر مذہب اسلام کا اعتقاد ہوا اس ملعون نے
مجھے پیغام وصل دیا میں نے جواب سخت دیا کہ خبردار کسی ایسا خیال فاسد نہ کرنا اسے مجھ کو گرفتار کر لیا

ملکہ حیرت سے کیا یہ اہل اسلام سے ملنے وہ ایسی نامتصف کہ آمادہ قتل ہو میں خدا اہل اسلام کو سلامت رکھے
 میری مدد کو آئے رہا کر کے مجھ کو لیکے وہاں سے یہ ملعون چلا آیا میان خدا نے آپ کو پہنچایا کہ میں رہا ہوئی
 مگر آپ کیا کرتے پھرتے ہیں غصہ نے فرمایا نسیم جالندی میرے ہمراہ ہیں مجھ کو مکان افراسیاب نہیں ملتا
 میں نے قریات و میات سب دیران کر دیے ملک نے سر جھکا لیا بھین کہ دیوانہ مزاج ہیں کہ ملکہ نسیم جالندی
 بس اگر پہنچیں ملکہ نسیم جو ملکہ لیلہ کو قریب غصہ کے رکھا بل گئیں نہایت رشک ہوا بلکہ ملکہ لیلہ نے
 یہ بھی کہا حضور افراسیاب بادشاہ طلسم ہر اسکے مقام کو آپ کیا پہنچتے ہیں ہر مقام پر موجود ہر شکر حیرت
 میں آتا ہر مقام پر ملتا ہر غصہ نے کہا اے ملکہ لیلہ میں کئی سال سے تباہ ہوں قریات و میات نوتا پھرتا
 ہوں خرابوں جادو گر قتل کے قریب کے قریب خالی کر دیے اگر افراسیاب ملجائے تو میں اسکا سر بیکر خدمت
 میں ملکہ مہر کی جان کچھ لشکر کا حال بیان کرو ملکہ لیلہ نے کہا خواجہ عمر حیاران اسلام وہ وہاں کا
 نمایاں کر رہے ہیں کہ میں نے افراسیاب کی زبانی سنا کہ وہ کتا تھا اگر کسی نے عیاروں سے اپنی جان
 بچائی تو سواروں کو مار لینا کچھ بات نہیں مجھ پر مبدہم میں ناکید تھی کہ اپنے کو عیاروں سے بچاتا سرور باراکر
 چالاک نے عیاری کی مجھ کو اور برق فرقی کر رہا کرنا غصہ نے کہا اے سرداران تہمتن و اوجھانان
 صفت شکن اب چل کر افراسیاب کو مارینگے قبلہ و کعبہ کو کچھ زہن پڑا قید ہو کے بیٹھ رہے غصہ نے حکم دیا وہاں
 ملکہ لیلہ سے محل نشین کے ایک بارگاہ اللہ استاد کرو چند کنیزین واسطے خدمت کے مقرر کیا جن جب ملکہ
 لیلہ اس بارگاہ میں گئیں ملکہ نسیم نے آ کے کہا اے ملکہ لیلہ یہ آپ نے کہا غصہ کیا ہم مقام
 افراسیاب کو نہ جانتے تھے یہ جاہل کفران دیوانوں کے سرکامان نہ جانے کے واسطے انکے یہ کلمہ کیا کرتے
 تھے کہ مکان افراسیاب نہیں ملتا انکے پاس یہ تحفہ ہو کہ اسپا دو پا پر سوار ہوتے ہیں انگشت ہر وہاں ہاتھ میں
 تیرہ روہین شگات پر قبضہ یہ چیزیں تحفہ جات ساختہ ساختہ طلسم بند ہیں انہیں کسمیکا تاثیر نہیں کرنا مگر
 افراسیاب جادو ان چیزوں کو ساکتا ہوا ہر جادو بار میں سامنا ہو تو کیجیے گا کہ میں مکان افراسیاب
 دریافت کر دوں تو غفل عرض کروں ایسا نہ کہ وہ جائزین کوئی عالم میں ہنبر و افراسیاب نہیں ہر لپٹ
 ایسے بادشاہ کو کچھ اس سلطنت پر قبضہ کیا جو کچھ فرمائیے گا سمجھ کے فرمائیے گا ورنہ اسی وقت یہ قصد کرینگے
 کچھ کسی کے لئے نہ کیجیے نسیم نے لیلہ سے محل نشین کو خوب سمجھا یا اگر طبیعت کو رشک ہو کہ نیا نیا عشق
 ہو کیجیے کہا رنگ لانا ہر وہاں راہک لیلہ نسیم سے باتیں رہیں بعد اسکے نسیم وہاں سے چلی آئیں شب کی

مختصر نے جلسہ آراستہ کیا نیم قمر پیکر کو نہ بلایا کہا ملک لیلہ کے محل نشین کو بلا لویلا صحبت میں آمین
 باتیں ہونے لگیں ملک نسیم جا لندری کی پریشانی کنیزوں سے فرماتی ہیں دیکھیں اب تقدیر کیا دکھائے
 افسوس سدا ہزار افسوس نظم

شب خدا جانے کہاں وہ ستم بجا درہا
 بارے اک دم اثر نالہ ہنس یاد رہا
 تاقیامت الم گر یہ حبل اور رہا
 خون نہ رہا دس گردن نہ رہا درہا
 کیا اثر منتظر دعوت نہ رہا درہا
 یاد رکھ بھول گیا جسکو وہی یاد رہا
 یہی سودا ہو تو گھر کا ہی کو آباد رہا
 میں وہ مجنون ہوں کہ زندان میں بھی آزاد رہا
 میں گرفتار نسیم کیوے صیا درہا
 جب مرے کوچے میں آکر وہ پریرا درہا
 میں سدا سوختہ حسن حنہ دا درہا

سیرے کو پتہ میں بعد مضطر و نا شاد رہا
 اس روانی سے ذرا غم بیدار رہا
 بیکی نے نہ دیا ہاسے تہ خاک بھی چین
 نقد جان بختانہ سراسر دیت عاشق تھین
 لذت جو مرے دم لینے کی فرصت نہ رہی
 یاد ہووا سے اعراسیر ہوسیان عہد
 سر پہ گئے نے مرے سنگ ورا سکا تو رہا
 گرہ خاک ہر گردش میں تیش سے میرا
 چھوٹا دام شکستہ سے بھی آسان نہیں
 بچل جوش جنون جانب محمرا افسوس
 کہ غنیمت عور گئے عشق بتان اہر مومن

کنیزوں نے کہا حضور آپ کیوں گھبراتے ہیں آپ کے سامنے کسی کا رنگ نہیں جم سکتا آپ نے جو جان بازی و
 سفر و شہر پار کے ساتھ کسی کی مجال ہو کہ استدر جان بازی کرے حقیقت یہ ہو کہ آپ کا قدیم گم
 ورمیان میں نہوتا تو اتنا تک نہیں معلوم کیا آفت برپا ہوتی آپ نے شہر پار کو شہروں میں نہیں جاتے دیا دیا
 وقریات سے بلا سدا رکھا میان تو یہ کیفیت ہو مگر مختصر بن اسد اس فکر میں ہیں کہ افراسیاب جادو پر
 جا پڑوں میان سے کوچ لڑتے لشکر حیرت کے گردن بسکین نہیں باد یہ گرد جو بھاگا تھا دو ہزار جادوگر
 اسکے ساتھ ہیں جہاں اترتا ہوتا ہوا زمین مقام محبوب سے جدا ہوتا ہوں اب آگے نہ بڑھو لگا ساتھ لے لے
 کہتے ہیں امیر شہر پار ایسا ہوا اس دیوانے کو خبر ہو جائے وہ بلا سے روز گاہ ہی پتھر خون مارے تو کیونکر جان
 بچلی قلیس باد یہ گرد و گستاخ اب میں اور فکر کرو لگا چوتھا دن ہو قریب ایک درہ کوہ کے اترتا ہوا ہر مگر ترو
 میں ہو کہ کیا گردن کہ صحرا سے گرد آڑی دیکھا ایک پہلوان گیندے پر سوار پشت پر چار لاکھ سوار وہ پہلوان

نیزہ ہلاتا ہوا گیتا چکاتا ہوا اتم ترقیس باد یہ گردنے پہچانا کما اور اقبال صفت شکن پہلوان تیغزن کمانے
 آتے ہوئے جو ترقیس باد یہ گرد کو بیٹھے دیکھا گیتے سے کوہ پرقیس کے قریب آیا کما اور شہنشاہ آپ یہاں
 کیوں بیٹھے ہیں ترقیس نے سب حال اپنا رو رو کے بیان کیا اقبال یہ حال سنا کر بیدار نے لگا کما اور شہنشاہ
 ساحران وہ دیوانہ مجبول کون ہو جس نے سرکار کے ساتھ یہ حرکت کی مین اس کے چہرہ بھاڑ کر پھینک دو گا آپ بیٹھے
 دیکھا دیکھیے اب تو ترقیس بہت خوش ہوا کما میرے ساتھ چلتا مین دکھا دو گا مگر اس پر تاخیر نہیں کرتا جو ان
 صفت شکن پہلوان تیغزن ہوتا ہوا طلسم کشا کا بیٹا ہر دیات افراسیاب لوٹا پھر تاہر ہزار ہا قریات ہستے
 دیران کر دیے افراسیاب نے اکثر ناطون کو بھیجا آئے انکو بھی لوٹ لیا میری مدت لاکھ فوج تھی سب تباہ
 کر دی تمام مال و اسباب لوٹ لیا صرف دو ہزار جوان میرے ساتھ اب باقی مین اور میری مشوق اسی کے پاس
 ہو اگر تم بہ جرات اس سے مقابلہ کر دو تو مین اپنی مشوق کو بھی لے آؤں مشوق کے نکل جانے سے بہت برخواست
 ہوں اقبال نے کہا آپ کیوں گھبراتے ہیں مجھے بہرام فلک بھی مقابلہ نہیں کر سکتا ایک قلعے کا حاکم میرا خراج
 تھا آئے کئی سال سے خراج نہیں بھیجا اسکو سزا دینے جاتا تھا اب آپ کے ساتھ چلو گا ابھی وہاں نہ جاؤ گا
 پہلے آپ کی مشکل آسان ہو آپ کے مجبور بڑے بڑے احسان مین شاید کسی قدر سبکبار ہوں ترقیس باد یہ گرد
 نے کہا مین خود بخوارا منوں و شکور ہو لگا فراق محبوب مین عجیب حال ہو قلب پر جو ہم غم ملال ہر اوجہاں
 کیا کون عجب آفت مین مبتلا ہوں

کیا کون عجب آفت مین مبتلا ہوں

دن ہوا پر آفتاب آنکھوں سے پیمان رہ گیا
 توبہ ہو کی و لسیکن داغ دامان رہ گیا
 جسم خاکی کی طرح سے میرا زندان رہ گیا
 باغ مین جا کر تو اسر و خرامان رہ گیا
 یار ثابت وقت بد مین اک گریبان رہ گیا
 سیکڑوں فرنگ محبوبوں سے بیابان رہ گیا
 ہر قدم پر پڑتھیں یان رہ گیا دان رہ گیا
 بند آنکھیں ہو گئیں آئینہ حیدان رہ گیا
 گر کے کب یوسف میان چاہ کنعان رہ گیا

حشر کو بھی دیکھنے کا اُس کے ارمان رہ گیا
 بندگی حق مین بھی بھولا نہ مین یا و منہم
 جوش و حشت مین بیابان کو گیا مانند روح
 اور سب جاوے چن مین تو تو کیویار سے
 پہلے ہی پرنڈے اڑا ہونے نہ پایا سید چاک
 پستیان ہی پستیان مین گنبد افلاک مین
 چال ہر محجنا تو ان کی مرغ بسمل کی تڑپ
 کر کے آراکش جو دیکھی اُس منہم نے اپنی شکل
 راہ الفت مین نہیں اندیشہ پست و بلند

جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر غریز
میری جہشت نے حیر غ راہ جو بھجا اے
کھینچ کر تلوارت ایل نے کیا بھبکو نہ قتل
کاروان نکت گل کر گیا گلشن سے کوچ
شلم جو ہرین سج بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل

رگ صاحب خانہ وفا قہ جو مہمان نہ گیا
آنکھ دکھلا کر مجھے خول بیا بان رہ گیا
شکر و گردن تک آتے آتے احسان گیا
صورت نقش قدیم گلزار حیران رہ گیا
سانپ کو ٹپلا پر آتش گنج نہان رہ گیا

اقبال نے کہا بجائی استغدر نہ گھبراؤ خداوند لات و منات رحم کریں گے مشق کو آپ سے ملائیے صلاح
مشورہ کر کے مع لشکر کوچ کیا طرب لشکر غنیمت کے رفا نہ ہوئے میان غصہ فر اپنے مقام پر فروکش ہیں لشکر
فرافان بعد عظم و شان فروکش ہو غصہ فر کی محبت آٹھ پہر ملکہ لیلہ سے محل نشین سے گرم رہتی ہو اکثر
تسائی میں اختلاط ظاہری بھی ہو جب محبت تخلیہ میں ملکہ لیلہ جاتی ہیں جہان ملکہ لیلہ نے حکایت و
شکایت کی باتیں کہیں غصہ فر بن اسد نے دونوں ہاتھ پھیلا دیے کہلا کر جان جان ما و آرام دل شناسان
میری خود تہم جان جاتی ہو جہدن سے تلو دیکھا مشوقان قدیم سے بات کرنا ترک کر دی لیلہ سے محل نشین
ان حالات پر غصہ فر کے ہنسی میں دل میں کہتی ہیں اچھے دیوانے سے سابقہ پڑا دیکھیں انجام کا کیا ہو
ایک دن دو پہر رات کے محبت سے غصہ فر کا ملکہ لیلہ سے محل نشین انہیں لڑکھڑاتی ہوئی چلین خواہ
نشد شباب خواہ نشہ شراب پیر ڈالتی ہیں کہیں پرتا ہر کہیں دام کندگیو میں دل اُلجھا ہوا حیران و پریشان
چند کثیرین و شیت پر پہلے میں دل مضطرب رہا ہو لیکن قیس باوید گرو نے جب کئی نسلیں ساتھ اقبال
پہلوان کے ٹوکھیں ایک دن رات کو بڑے بڑے گھبراہٹیاں بیابی میں کہنے لگا یا لات و منات یا تو میری
مشق سے یا حکم ہو غلک الموت کو کہ آگے قبض روح کرے اب دل میرے فالو میں نہیں قرار دہیں
کسی پہلو میں نہیں آپ پر سب شون ہو غصہ فر

جہشت دام میں وہ نرگس قنار محبو
مور کر جہرہ روشن سے نقاب او محبوب
شادی و سہلی میں جاے سے ہوں باہر
دیکھو کون پہاڑ کے اگنیہ میں او دست جنون
یا در خسار کتا با جو ہر ہا کرتی ہے

چار دیوار میں ہیں صفت شرکان محبو
دلغ و بیتا ہو حیر غ تر دامان محبو
میں برہنہ اُسے دیکھوں تو وہ عریان محبو
رہے دون پیچودے چاک گریبان محبو
دل سمجھتا ہو مرا صاف خط نشان محبو

خجہ گل ہوں کبھی دیکھ کے خندان مجھ کو
اپنے کوپے کی سمجھ گرد پریشان مجھ کو
سو گھٹنا چاہیے وہ سبب زخندان مجھ کو
گور سے تنگ ہوا جاتا ہوں زندان مجھ کو
ہاتھ آتا جو کوئی خجہ مر جان مجھ کو
مسئل کو رکھنے جاتا ہوں بدخشان مجھ کو
سورت انسان کی رمی جو ہر انسان مجھ کو
رنگے یوسف کی طرح چاہے زخندان مجھ کو

چھترے ٹکڑوں میں چین سے جو صبا تیری طرح
خاک میں ملے بھی لپٹو لگا ترس دامن سے
منکر اشار کو لازم ہو دماغی قوت سے
موسم گل نہیں آتا ہوا جل آتی ہر
دست زخمین کی تری بیعت اُسے کر داتا
بمحبوب کی سرخی ہوں میں ہسمین سنا
کم ہر جتنا کہ ہوں ممنون تیرے بندہ نواز
ہر تن ہو کے جوداں اس میں گزرنے پر اثر

بب ابتدا کا فرق محبوب میں بقرار ہوا اپنے مقام سے اٹھا باہر لکلا لشکر انبیا کا اتنا ہوا ہر چار جانب
انکھیں بچاڑ بچاڑ کے دیکھا آخر سوچا کہ لشکر خندہ خیزین چوں شاید نظارہ جمال محبوب ہو جائے کہ دل تروہ
سترل تسکین پائے سوچ کر یہ پرواز پیدا کیے اڑتا ہوا چلا رات قلیل باقی تھی ایک مہر میں اگر صبح ہوئی زمین
پرایا دل میں جوش ہو کہ ایک نگاہ دیکھ لوں سوائے اسکے کوئی صورت تسکین کی نہیں قصاے کار
جوش محبت میں راستہ بھولا طرقت لشکر مہر کے جا لکلا لشکر مہر خن کوں پر تھا صبح کا وقت ہو مہر
عیاری و قطب فلک خجہ نزاری شاہ عیاران عیار عمر وین اُمیہ ضمیری نامہ مسافروں کی تلاش میں
ہیں ایک درخت کے سائے میں کھڑے ہوئے انتظار کر رہے ہیں لبوں پر یہی دعا ہو کہ کوئی مالدار گندے
دو چار کوڑی کارونگار ہو جائے قرضداروں نے محبت حیران کیا ہوا اب تقاضاے شدید ہر اس سوچ میں
کھڑے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک ساحر چلا آتا ہوتا ج ندین سر پر جوشن سونے کے بازوون پڑا درست
اسباب جواہرات پہنے ہوئے ہر جلدی جلدی چلا آتا ہوا خواجہ کے منہ میں پانی بھر آیا دل سے کہتے ہیں کہ اگر
اس سے معاملہ ہو جائے ایک بیٹے کا سود تو نکل آئیگا یہ کہہ کر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا کالہ
جادوگر کی صورت بن کر سراہ آئے پکار کے آواز دی کہ بھائی صاحب کمان عباسیے گاہل میں یہ بھی خیال ہو
کہ لشکر حیرت کا جانے والا ہر طریقے سے معلوم ہوتا ہے جب کئی مرتبہ خواجہ خمر وئے پکا ماتواستے جواب دیا
کیونکہ بھائی صاحب کیا ہوا خواجہ نے کہا کہ ہم طرف سے شہنشاہ افراسیاب کے اس مہر کے حاکم ہیں سارے
کی حفاظت کرتے ہیں عیاران اسلام بلا رہے گا میں جسکو پایا مار ڈالا براہے رفاہ عام شہنشاہ نے

محبوبہ تفر کیا کہ کوئی کسی کو ستانے نہ پائے آپ اسوقت کمان اشرف یحییٰ کے قہیں بادیہ گردنے کہا میں شکر
 غصہ غنیمت اسدین جاؤنگا اب تو خواجہ گہراے فرمایا شکر غصہ غنیمت سے کیا واسطہ ہے قہیں بادیہ گردنے گہراے
 کہا میری مشوقہ دہان موجود ہے اب خواجہ سوچے کہ وہ تو تراق ہے مشوقہ بھی اسکی لوٹ لی ہوگی ایسا نہو
 یہ دہان جا کر آفت برپا کرے اب ہے ملاقات ہوئی ہوائی گردن لینا واجب و لازم ہے یہ سوچا اُس کے ساتھ
 باتیں کرتے ہوئے چلے تھوڑی دور پائے کہا دیکھو وہ سامنے غصہ غنیمت اسدیکہ و تنہا گہراے اسوقت کو کوئی
 شاطر بھی اُس کے ساتھ نہیں ہے آپ سحر کرین میں جا کر گرفتار کروں قہیں بادیہ گردنے تمہو پھیر خواجہ عمر و نے
 حلقے کند کے گلے میں ڈال دیے قہیں بیٹا خواجہ عمر و نے عباب مارا اپنے نام کا نرہ کیا نرہ خواجہ عمر و

مری نسل سے مکر پیدا ہوا	عمر و زنی حشر متہ متران	مرانا نام جو خواجہ خواجگان
تھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کنوین	اڑنا ہوں کفار کے مین دھوین	مرے نام پر عسدر شیدا ہوا
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا	مری چال سے ہے صبا پائمال	مرا مکر ہر گلشن قریل و تال
امیر سرب شیر پروردگار	مرا انسر دیشم نامدار	نشان تھا مری گرد پا پوش کا
قیس بادیہ گرد بیوش ہوا خوجا	اکو آفت ہمارا جاگمبیرا	یسی فتح و نصرت کی تربیرا

نے تلخ لیا جو جو اہل ہات پنے تھا اسپر بھی قبضہ کیا لباس بھی اتار لیا تنگ خاندان کو برہنہ کر کے رہا
 سوزن کو یا پستارہ باندھ کر لے بھاگے خواجہ عمر و چاہتے ہیں کہ اسکو بیکہ خدمت میں ملکہ مہر خ کی ہونو
 قضاے کار و دھر سے ملکہ حشر شیر زن و صبار فتار و عیار بچیان شکر افراسیاب سے آئی تھیں منظور
 ہوا کہ لشکر خواجہ دیکھلین صرصر کی دوسے خواجہ عمر و درنگاہ پڑی صبار فتار سے کہا دیکھو عمر و کسی ساحر کو
 لیے جاتا ہے اکہلا ہر جانے نہ پائے صبار فتار نے بڑھکر لکھارا خواجہ صاحب کمان جاتے ہو ذرا تھہرا
 عمر و نے پلٹ کر کہا بیاتیب و سطلے میرا خلیفہ متہ قران مبت بقرہ ہے ایک دن زبردستی پکڑ لیا گیا کہ
 دوسری طرف سے نعرہ ہوا سنم ملکہ حشر شیر زن ادسا بان نادے بتا پستار سے میں نے لیے جاتا ہے
 خواجہ عمر و نے جو صرصر کو دیکھا تا سوزنے لگا کہ اے جان جان واد انا ممل عاشقان اب تو مبت بیتا
 ہیں ہجر میں تمہارے غور و خواب ہیں دو چار دن میں کسی پہاڑ پر چڑھ کے دریا میں پھاند پڑنے کے تیر جان
 دیدینے تمہارا نام ہو جاؤ گی ہم ایسا چاہنے والا کمان پاؤ گی صرصر نے کہا آج تمہاری قضا لیکر آئی ہے
 مدون عیار بچیان اپنے کھینچ کر آ رہے ہیں خواجہ عمر و پر وار کرنے لگے لیکن بچے بھی ماری ہیں کندیں بھی ماری ہیں

خواجہ حسرت و خیر کر کے اپنے کو بچاتے ہیں چھپے ہوتے جاتے ہیں چاہتے ہیں کوئی مقام ملے تو اپنے کو غنمی کر دین
 مگر دونوں عیار بچان اس طرح خواجہ کو گھیرے ہوئے ہیں کہ لکھنے نہیں دینیں نہ چھپ چل رہا ہو خواجہ فرماتے
 ہیں دیکھو ملک صرصر مجھ سے بھی بے ادبی ہوگی ایسا نہ ہو ہاتھ چل جائے چاکی کا ہاتھ مار دو گنگا ناک اور جانگی
 بدھ جاکو کی پتھر لڑکے کھینکے ٹکٹی آئی ہو صرصر کا بیان دیتی جاتی ہو کہ اس زبان زادے یہ تو بتا کر پتار سے
 بن کس کو بیے جاتا ہو خواجہ عمرو نے کہا بی بی صاف صاف کہہ دوں گھر کی عورت سے چھپا نا کیا ضرور ملک صرصر
 کا ایک غلام ہر کچھ خطا کی حکم ہوا ہے جنگل میں بیجا کر قتل کر دیا ہے قتل اسے جنگل میں بیے جاتا ہوں صرصر کتنی
 ہو اس زبان زادے تو جھوٹا ہو کسی کو بیے جاتا ہو ہمارے شہنشاہ کا خراج گزار ہو گا صرصر نے بانوں میں لگا
 صبار پتار نے جتنے کندے اسے خواجہ دیکھ کر اس کے گھر سے صرصر نے صباب مارا ہوش کر کے مشکین بلوچ
 اب جو پتار کھول کر دیکھا قیس باد یہ گرد کو پا یا حیران ہو کر کہا اسے یہ کہاں گیا تھا شہنشاہ اکثر اس کا ذکر
 کیا کرتے تھے صرصر نے اس کی زبان سے سوزن لٹکا لیا قیس باد یہ گرد کو ہوشیار کیا قیس نے ہوشیار ہوتے
 ہی صرصر صبار پتار سے اپنا حال بیان کیا کہا اس صبار بان زادے کو ہمارے حوالے کر دو میں لیجا کر
 اپنے لشکر میں قتل کرو گا میں نہیں معلوم کس ضرورت کو نکلا تھا اور پھر ہونچ گیا اس صبار بان زادے نے
 مجھے دھوکا دیا میں اس کو لیجا کر سامنے غضنفر بن اسد کے قتل کرو گا اسی لشکر میں میری مشوقہ ہو اسی پر
 قبضہ کرو گا صرصر شمشیر زن نے کہا اے قیس باد یہ گرد تم جاؤ عمر و کا دشمن افراسیاب جاؤ وہ اس کو
 قتل کریگا میں تمہیں دے نہیں سکتی میں اسے خدمت میں افراسیاب کی لیجاؤنگی ان کو قتل کرنے کا اختیار ہی
 ہر خیز قیس باد یہ گرد نے اصرار کیا مگر صرصر نے کہا میں عمر و کو نہ دے گی صبار پتار سے کہا تم جا کر ملک حیرت
 کو اطلاع کرو کہ باغ سبیب میں تشریف لائیں میں وہیں نیکر عمر و کو جاتی ہوں صبار پتار طرف لشکر
 حیرت جاؤ کے روانہ ہوئی قیس باد یہ گرد ایک جانب چلا مگر اسی فکر میں ہو کہ جا کر ملک لیل سے محل نشین
 کو لون طبیعت کو تسکین دون یہ سوچ کر چلا گیا صبار پتار اُدھر گئی صرصر نے عمر و کو ہوشیار کر لیا پتار
 باندھ کر پہلی راہ میں خواجہ عمرو سے باتیں ہوتی جاتی ہیں خواجہ فرماتے ہیں کیوں صاحب اب کہاں ہیں
 لیجاؤنگی ذرا انصاف تو کرو اگر آج تک وصل ہوا ہوتا تو کئی لڑکے اب تک ہوتے عیار طرار و کار عتدار
 سرسنگ نامی افراسیاب پر عیار بان کرتے لاشہ اسے ساحران سے میدان بھرتے صرصر بھی ہنستی جاتی
 ہو کتنی ہو خواجہ اس ہوس میں عمر بھر ہو گئے کبھی یہ دن نصیب نہ ہو گا قضاے کار ملک قیطوس وغیران پورا

مصاحب افراسیاب اُڑی ہوئی آسمان پر جاتی تھی صرصر کو جو پتارہ بدوش رکھا آسمان سے اتر آئی ملے
 ہوئی قریب صرصر کے پہنچی صرصر نے سلام کیا کہا ملکہ قیطوس کہاں سے آتی ہو قیطوس نے کہا اس وقت
 جا کر ملکہ حیرت کو خبر دو کہ سنی ساحران زہر رست پر وہ ظلمات سے چپے ہیں وہ آتے ہی مسلمانوں کو قتل کرنے لگی
 انکی بنوبی خاطر کرنا تم کو پتارہ بدوش رکھا اتر آئی تھیں کسلو گزمتا رکھا عمرو نے کہا حضور میں ہوں انکا چاہئے وا
 میرا اسکے نام پر دم نکلتا ہو حضور نے سنا ہو گا کہ میں نے لاکھوں روپے کھلا دیے انھیں کے اشتیاق میں
 اپنے آقا سے نامدار سے چھوٹا برسوں کے ساتھ پرورش پائی اُن سے جدا ہونا بہت شاق ہوا یہ باتیں جو عمرو
 نے کین قیطوس زعفران پوش نے کہا اچھ صرصر ذرا پتارہ رکھ دو ہم اس مکار سے باتیں کریں صرصر
 نے کہا داری اس دغا باز ہمساز کے کرے ساری دھمکید بچا میں یا توں میں جال بھیلانگا آپ براے
 ملاقات ملکہ حیرت جادو جانیے میری طرف سے بعد آداب و تسلیمات کے عرض کر دیجیے گا کہ آپ بار
 سبب میں آکر رو برو سے افراسیاب عمرو کو قتل کیجیے صبار قتار سے بھی میں نے یہی کہا بھجا ہو مگر آپ
 بھی ہتھکڑی کیجیے گا قیطوس کے کہا میرے ساتھ ٹکڑا کیا مگر ریگا مشکین تو بندھی ہوئی ہیں ایک سحر میں
 تو مپاڑ کے پہاڑ گر رہے ہیں اسکی کیا حقیقت ہو کہ میرے ساتھ کچھ مکر و حیل کر کے مگر تھے اسکا کچھ جواب نہ دیا
 کہ وہ کہتا ہوں میں نے لاکھوں روپے کھلا دیے صرصر نے کہا داری یا وہ کوئی کرتا ہو ٹکڑا مافوق سے تپاؤ
 میں ایسے کی بات کا کیا جواب دوں یہ بھی سارے طلسم میں مشہور ہو کہ تم تمام عالم میں من پھرتی ہوں مگر بھی
 اہتک کسی نے کوئی بات میری نہیں سنی بڑی بڑی شاہزادیاں وزیراویان پردے کی منہنے والیاں
 میں منکا کر کے نکل گئیں کسی نے اُٹکا کیا کیا قیطوس نے کہا کیوں صرصر تو بڑی بد زبان ہو گئی ہو تو نے
 پردہ نشینوں کو کیا سمجھ کے کہا خبر دار اب کبھی ایسی بات زبان سے نہ نکالنا تیرے منہ پر تو عمرو نے جوتی
 مار دی لاکھوں روپے اُسکے کھا گئیں اسکا جواب نہ دے سکے صرف یہی آتا ہو کہ یہ مکار و غدار ہی میں تیرا منہ
 توڑ ڈالو گی جو کبھی کسی شاہزادی کو ایسی بات کہی بی مہار و محنور نگلی گئیں بڑا ہی طعنہ ہر تنکو کہنے کو درست
 ہو گئی ہمارے کبھی دامن سے گرد و بنامی نہیں لپٹی صرصر نے کہا بی بی بس بس مہربانی فرمائیے جو جسے
 کیا ہو گا میں ضرور کہو گی کبھی خاموش نہ رہو گی میں بدکار نہیں ہوں قیطوس زعفران پوش نے کہا اور تو
 کسکو بدکار سمجھا ہو یہی تیرا آشنا ہو عمرو پکا اٹھا ملکہ عالم یہ جسکو جو جی چاہتا ہو وہ کہتی ہو میں نے بڑے
 بڑے جادو گردن کو مارا مال لوٹ کے کہا کیا سب انھیں کو کھلا یا اب اسوقت جو چاہے کہیں اور میں تو

فاتے کرتا ہوں کیا عرض کروں کہ جو میری ابدیت پر نظم

اسمان مرگے تو راحت ہو کہیں تھوڑی سی خود بخور کچھ دل شہیدا کو ہوا نہ وہ دلال کونسا گل نہیں گلزار ہسان میں منور سیہانوں میں ہیں اس خونِ خاک کے بھی ہرگز ان دانتوں سے کرتا نہ صفا کا دعویٰ غصو ہو جائیگی ہر چہ کہ لاکھوں ہوں گنا چاروں اپنے جو مجھوں سے محبت کہتے اوپر ہن تنگ نہ ہو وسعت کوئین کو رکھ چند پر بیان بھی کروں مثل سلیمان نسیم تو بہ کرنی ہو گناہوں سے تو کرے غافل مدت العمر ہر اک چشمزدن کا وصف لکھ لکھین سے لگا اس میں بھی اک باغِ آتش	پانوں پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی کس حسین کے لیے درکار ہیں تھوڑی سی کسکے پر سینا ہی ان چہ چین تھوڑی سی اپنی قسمت کی بھی ہر مان بون تھوڑی سی آبر و تیری ہر اعوذہ شمسین تھوڑی سی یہ عطا ہو تری رحمت کے قرین تھوڑی سی لذاتِ عشق بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی ہمیں تھوڑی سی جگہ نہ وہیں تھوڑی سی یہ قلم و بھی رہے زیرِ نگین تھوڑی سی وہ نہ فرصت ہو رہا باز پسین تھوڑی سی کرین ہو حق یہ خرابات نشین تھوڑی سی دن مسکون سے الگ ہی زمین تھوڑی سی
--	---

پھر کہا اے قبطیوس زعفران پوش اس کے عشق میں فقیر ہو گیا کھ خرچ جانا موقوف ہوا یہ ظالم نہایت کٹر شہر
میں مشوقِ موش ہوا آپ سیری سفارش کیے بھی کتنا ماتی، کبھی سستی رکھاتی ہر آنکھ اس ظالم کے فراغ کو
نہ پچھتا قبطیوس نے کہا ابلی ہر صر تھے جو شانہ دیون کو کہا تمہارا ابھی عیب کھل گیا اب کس منہ سے
اٹکار کر گی صر نے کہا اب اب خاموش رہے ایسا نہو میرے منہ سے بھی کچھ نکل جائے قبطیوس نے کہا وہ
شغل تیرے منہ سے کیا اٹھایا میں جوتیوں سے تجھے بھاؤ گی یہ لکھ جوتی امار نے لگی صر سوچی کہ ایسا نہو
ابھی بیٹھے بھلا کیا نے کڑی ہوئی قبطیوس بھی یہ عیارہ ہر ایسا نہو حلقہ ہا کے کندار دے یہ سوچا اسے
ہاتھ ہلا دیا نہو حلقہ کے گری قبطیوس نے کہا او شغل اب بتا تیرا کیا حال کروں غمرو نے پکار کر کہا اے بلکہ عالم
بہ زبیرا ہا تو کھو لہرے تو میں آج کا حال قبطیوس بیان کروں کہ مجھے اس واسطے باز دعا ہو میں آپ کے ساتھ
بجہ دست شہداء افراسیاب چلوں گا میری صفائی کرادیجے میں چاہتا ہوں قدون پر شاہ کے گردن ایک
دن میں مسلمانوں کا غارتہ کروں قبطیوس نے کہا خواجہ اس شغل کا حال بیان کرو خواجہ غمرو نے کہا

سیر ہا تھ کھولہ و آج کا حال مفصل عرض کروں قیطوس نے بڑھکارتھ عمرو کے کھولہ یہ عمر سرنے کہا
 قیطوس آپ نے بڑا غضب کیا عمرو کے ہاتھ سے آپ کی موت معلوم ہوتی ہو خواجہ نے کہا اور صرصر
 سب حال صاف صاف کو نکات آج کا معاملہ مفصل بیان کرو دو لگا اور ہم قتل بھی کرینگے تیری بات کا کہ
 اعتبار ہو ہم تو اب خدمت میں شہنشاہ افراسیاب کی رہینگے صاف تو یہ ہو کہ تنگ کوئی صفائی کرانے والا
 نہ ملا تھا اب مصاحب شاہ سے ملاقات ہوئی اب ہم برق و قرآن کو قتل کرانگے ساسہ شہنشاہ کے
 اپنا نگ جمانگے صرصر شیر زن خاموش ہو جی میں کتنی ہو کہ دیکھے کیا غضب ہونا ہو عمرو نے کہا قیطوس
 صاحب شہ سے اپنے قید ہونے کا حال بیان کرنا ہوں بی صرصر جن محبکہ جنگل میں ملین میں نے ایک مسافر کو
 مارا تھا ہیرے کے کڑے اُسکے پاس سے نکلے تھے میں نے انکے سامنے پیش کیے کہ وہ بی صرصر نھوڑی سی کلین
 ہو یہ تمھارے واسطے لایا ہوں یہ راضی ہوئیں میں نے کڑے دیے کڑے لیکر انھوں نے اصل بات کو نہانا
 مجھکو دھوکا دیا کہا دیکھ مسافر آتا ہو میں اُدھر چلا اس مکارہ نے گلے میں ہیرے حلقے کندہ کے ڈال دیے نہ
 کڑے دیے اور نہ اصل مطلب ہی پر راضی ہوئی دینے کا یہ شرٹ ملا کتنی تھین آج تمکو قتل کرانوں گی اگلی صبح
 ایسا اتفاق ہوا یہ دھوکا دیتی ہیں رقم لے لیتی ہیں ہا سے میں تو کوڑی کوڑی کو محتاج ہو گیا دیکھیے کیسی
 سواری آتی ہو ہاتھی گھوڑے سب ساتھ ہیں قیطوس زعفران پوش اُدھر بیٹھی خواجہ عمرو نے قریب آکر
 حلقہ ہا سے کندہ گے میں ڈال دیے وہ اسے لکڑا دھر بیٹھی لپٹ کر عمرو نے خنجر یا شکر چاک قصہ پاک جیسے ہی
 قیطوس زعفران پوش گری صرصر اسکے سر سے چھوٹی اُنھو کھڑی ہوئی کہا اوطالہ اسکی قضا ہی لیکر مہمان
 آئی تھی عمرو نے ہاتھ پھیلائے صرصر نے کہا جا دور ہو تو نے رہا لی پالی بی قیطوس کی قضا تیرے ہاتھ سے
 تھی عمرو نے کہا اسکو اسواسطے مار ڈالا کہ تھو کلمات سخت کئے تھے مجھکو نہایت ناگوار ہوا تھا صرصر شیر زن
 ایک جانب بھاگی خواجہ عمرو کو بھی رہا فی غنیمت ہوئی یہ بھی ایک جانب روانہ ہوئے لیکن قیس باد یہ گرد
 جو میان سے چھوٹ کے بھاگا عشق مکہ لیلے محل نشین بن مہربت جنگل جنگل پھرتا ہوا آنکھوں میں آنسو
 سینے پر ہاتھ مانتا ہو کھمبہ بقرار ہو کے پکارتا ہو غم

سناتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے
 کا لون کو آشتا سے فرخندہ نال کرتے
 جو ہاتھ نقد کلمات مجھکو ہنسنا کرتے

نالے کا بتکدے میں کیا ہم خیال کرتے
 ہنسکر کلام سے بوسفت جمال کرتے
 حسن شباب آنکا موسم بہار کا ہی

دل ہارتے تو جان سے گہر کو مال کرتے
 تم درمیان پڑ کر رخ ملال کرتے
 اندیشے کو نہ سوچیں وہ قتال کرتے
 بازو کی پھلیوں کا زلفون کو جال کرتے
 چشم سے کو کینہ مرستہ زلال کرتے
 سربان مشک نائے اسپرزال کرتے
 اندھیرا بردون کے دونوں ہلال کرتے
 مجنون سے بھی ہین وحشت سے غزال کرتے
 ظاہر شگونے اپنے اپنے نہال کرتے
 یادش بخیر زکر و زوال کرتے
 ہنسی جو مہری صوف سا غزل کرتے

باہر بساط سے تھے ہم شتر کے بوسے میں
 آزرده دل سے جان پر جانے ڈکا ہوا دل
 منظور ہوتی پہکوخت جو اس دہن میں
 لٹکاتے روش سے بھی تھوڑا سا انگو صاب
 الجھنشی آہوں سے زیب نہ تھی وہ کینہ
 سودا زرد جو تیرے خالون کا جالکت
 رشت یا رکا نہوتا تو چاند جو دھوپ کا
 سودا زرد سے اپنے پھر جاتی بین زدہ کھنجر
 فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا
 فرقت کی شب میں سنتا باتین جو دل ہار
 خم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرافت آتش

گوشے میں بیٹھ کر بہت دیر ہو یا آخر یہی خیال میں آیا لشکرِ غنفر میں چلین مشوق کو لے آئین اس جھکے
 میں کئی دن گزر گئے اب شب کا مشتاق ہوا کہ رات ہوے تو جاؤں ایک گوشے میں آکر بیٹھا وہاں صبح کو جو
 اقبال سو کے اٹھا خاموش سے کہا دیکھو توقیس باویدہ گرو کیا کر رہا ہو خدیو شکار گئے واپس آکر خبر دی
 وہ اپنے مقام پر نہیں ہیں اقبال تیغزن نے کہا قیس مرد دیوانہ ہو کہ میں چلا گیا ہو گا لشکر تیار ہوا ہے میں
 کسی مقام پر مل جائیگا یہ لشکر ب لشکر کو تیار کرایا وہاں سے کوچ کر کے ایک منزل پر آئے اتر اب یہاں
 بارہ کوس پر لشکرِ غنفر ہر دہان غنفر ملک لیل سے صحبت آراہین آٹھ پہر جشن رہتا ہے ملک نسیم حالندری
 پر بہت شاق ہو کر صحبت میں حاضر ہیں کہ ہر کانسے آکر پونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی اور شہر قیس
 بھاگ کر پاس اقبال تیغزن پہلوان کے پہونچا چار لاکھ فوج سے آپ کے مقابلے کے لیے آتا ہے
 یہاں سے بارہ کوس پر فزوش ہوئے تھے ہی غنفر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اسی وقت اسی ہزار فوج کا
 لشکر تیار ہوا غنفر بھی پشت مرکب بار پا پر سوار ہوئے لیل کے محل نشین نے پوچھا کبھی کاوش نہ ہو
 کیا ارادہ ہے غنفر نے کچھ جواب نہ دیا لیل ابھی ساتھ ہیں اسی زور و شور سے جو طریقہ پر چلے تھے مذاق
 سمجھ گئے کہ کسی کے نہ ہونے کا سامان ہے اقبال تیغزن اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہے دوپہر سے شب گندھکی ہے

اٹھاسر فیل کی آواز کان میں اقبال تیغزن کے آئی شکر میں پہن ہوا ساحرون کے مرنے کی آواز میں
 آنے لگین اقبال گھبرا کر باہر نکلا دیکھا آگس میں ہی ہوا ہزاروں بھاگے جاتے ہیں ہنگامہ گیر و دار پہنچے
 اقبال تیغزن گینڈے پر سوار ہوا اپنی فوج کو جو بھاگتے ہوئے دیکھا غور کیا خبردار یارو کمان بھاگے
 جاتے ہوا اب جو اسے لہرہ کیا فوج دے پلے نسیم و لیلہ اس کوہ سے یہ تماشا دیکھ رہی ہیں شانہ زار سے کا
 حکم ہو کہ غیر ساحرون کے مقدسے میں تم دخل نہ دیا کرو جب کوئی ساحر آئے اس وقت تمہیں اختیار ہو دو
 یہ گنگا و حسرت بالاس کوہ سے دیکھ رہی ہیں لیلہ اسے محل نشین ہر مرتبہ فرماتی ہیں کس جابل سے
 مقابلہ پڑا ہر ایک سحر میں سب کو تباہ کر دوں مگر وہ نہیں مانتے یہاں اقبال تیغزن نے جو غور کیا اور
 دہائی فوج کو جو غیرت دلائی کہ یار و قرا تون سے بھاگے جاتے ہو چار جانب سے ان سب کو گھیر لو فوج دے
 پلٹ پڑے اب جیکر غور چلنے لگی غضنفر بن اسد آگے بڑھے ہوئے شمشیر زنی کر رہے ہیں اقبال تیغزن
 بھی آگے بڑھا ہوا سب کو ترغیب دے رہا ہے کہ یارو یہ جوان جانے نہ پائے ہر طرف سے فوج اقبال نے
 بلوہ کیا قصد ہے کہ غضنفر کو پکڑ لیں لیکن غضنفر شہ جوالہ شیرازہ نہ لگاتا نہ لڑ رہا ہے جو جوان سامنے آئے
 آیا پکار کر آواز دی اسکا سر کاٹ لے وہ بھو میسے پیچھے کوئی آگیا وہ پلٹا غضنفر نے ہاتھ مارا اس کے
 دو ٹکڑے ہوئے اس نور و شور سے یہ شیر دلیر لڑتا ہوا جاتا ہوا اقبال تیغزن دیکھا حیران جمال جو دیدیا
 ہو گیا کہیں سلا پا کو دیکھتا ہو کہیں جمال جہان آرا سے غضنفر کو دیکھتا ہو کہیں یہ خیال کرتا ہو کہ اس نے غنی میں
 یہ جرات پر حقیقت میں کیا لیا نت ہو اگر یہ میری رفاقت اختیار کرے تو اپنے لشکر کا بادشاہ کر دوں یہ سوچتا
 ہوا گینڈے کو ٹھکرا کے قریب آیا پکار کر آواز دی کہا و لعل ذرا ٹھہر جا مجھے کچھ تجھے کہنا ہو غضنفر نے
 مرکب کو روکا گھوڑا رانوں میں تڑپ رہا ہوا اقبال نے پیشانی پر ہاتھ رکھا غضنفر نے علیک السلام
 کہا اقبال نے کہا اے جوان یہ جواب سلام کیا غضنفر نے کہا شرعی صاحب سلامت ہمارے یہاں
 یہی ہوا اقبال تیغزن نے کہا اے جوان تیری جرات پرناز کرتا ہوں بڑے بڑے پہلوان تیرے ہاتھ
 سے مارے گئے میں نے اب تک شمشیر زنی کا ارادہ نہیں کیا ہے میں چاہتا ہوں اگر تو میری اطاعت
 کرے تو تجھے اپنے لشکر کا بادشاہ کر دوں تجھو ایسا بادشاہ مجھ ایسا سپہ سالار خوب غلوار می ہوگی تمام
 دنیا میں گزرو سکے تیرے نام کا جاری کر دوں گا کسی مجال ہو کہ سرکشی کرے غضنفر نے کہا اب زیادہ یاد دلاؤ
 تمہارا یہ تیزہ اٹھائے زبان تیغ سے سوال و جواب ہو اگر تو میری اطاعت کوہ و رلات و منات پر

سنت کرے تو کل قزاقوں کا سپہ سالار کردن اقبال تیغزن جلگیا کما ایوان میں تجھے سمجھانے آیا تھا نجیب
 دیکر کتاہون نیزہ گرز تواریخ تیرہ خبر سب طرح کے حربے مجھ پر کرے کوئی دل میں حوصلہ نہ رہے میں ایک ہی ضرب
 میں فاتحہ کر دوں گا تجھ کو قتل کر کے بہت بچتاؤں گا غصہ کرنے کا پیش دستی ہمارا دستور نہیں ہوا اگر تیرے
 حربے سے خدا بچائے گا تو ہم بھی حربہ کریں گے حال کھل جائیگا یہ سنکر اقبال تیغزن نے نیزہ مارا غصہ سے نیزہ
 چنے لگا اکاٹھ سنسٹاہ فلک چدام نفع ثابت و سار کا ٹھکستای تلخ زرین آفتاب سر پر نیزہ خطوط شاعری ہاتھ میں
 تیغہ مہر کو حمل کر کے کوسن فلک پر جلوہ فرما ہوا یہاں غصہ قزاق اقبال سے چند طعنیں رد و بدل ہوئی میں
 کہ غصہ نے نیزہ گینڈے کی انکھ پر مار دیا اور نیزے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے ملک کر صبت کی ہر چند
 اقبال تیغزن نے جا ہا کہ اپنے کوشش کر گدن پر قائم رکھوں مگر نہ ہو سکا گینڈے سے گرا غصہ نے تلوار
 کھینچی پیلے سے خود سر گرایا اور پر سے سر برہنہ پر ہا تو مارا سر اقبال کا زخمی ہوا اب تو غصہ برس برس سے مقتدا
 ہاتھ تلوار کے مار سکے اقبال تیغزن بھاگا غصہ نے نعرہ کیا اونا مار دال ہادی اب کسان بھاگا حاتا
 ہادی برق شمشیر چپک رہی ہو کیونکر ڈکے لیا ایک لشکر غصہ نے ہنگامہ ہوا قزاقوں کے سرکٹ کے کرنے لگے
 ایک طرف سے دریائے تھار نے جوش مارا ایک طرف سے شیران مہر ادرہ نو کے مارتے ہوئے آکر گرے
 ہزار قزاق پامال ہوئے پہاڑے ملک لیلے حمل نشین نے دیکھا ایک لکڑی شکر اسلام پر چھایا
 ہوا ہوا آسین سے یہ آفتین برپا ہین لشکر غصہ پامال ہو رہا ہوا دریا بھی جوش مار رہا ہوا شیر بھی پیدا ہوئے
 آگ بھی برس رہی ہوا ملک لیلے زنیسم سے کما دیکھو بی بی سحر ہونے لگا اب مجھے دیکھا نہیں جانا تھوڑے
 ہی عرصے میں کئی ہزار قزاق کشتہ ہو کر گرے کچھ ڈوبے کچھ ملے دہان شیر ہوئے یہ لکڑی ملک لیلے نے ایک گول
 اٹھا کر اسی ابر پر مارا ابر بچا دیکھا قیس باد یہ گرد عقاب پر سوار بڑے زور و شور سے سحر کر رہا ہوا اسی کے
 سحر سے یہ آفت برپا ہوا ملک لیلے حمل نشین نے لکڑی اونا مار میدان کارزار میں آ تو حال معلوم ہو گیا تھی
 ہو کر سحر کرتا ہوا لیلے نے جو غصے میں یہ کرا قیس کی تر جان جاتی ہوئے اختیار پکارا اٹھا ملک لیلے حمل نشین
 تمھاری محبت نے ہمو مارا اب دیکھے کیونکر زندگی ہو بقول شاعر نظم

ہم بھی گنج قفس سے مرغ نوازاو ہین
 اور دیوانے ہین وہ جگے بے قضا و ہین
 مورد بیداو ہین جو صاحب بیداو ہین

سب شرم سارے وہ سامان مصیبت یاو ہین
 جوش خون کیسا میمان تن خشک ہوا نہ بید
 تاکبان شکر سیری جسم عرصیاو کر

طامعان پر ہوس خیل گس سے کم نہیں
حکم ہر مرتے نہ پائیں بسبل تیغ جفت
ہم اسیران قفس کیا جانیں لطف بوستا
ایک سی رہتی نہیں ہر گردش لیل و نہار
آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہیں
ایک جا بیتابی دل سے نہیں ہمو قرار
کو نہادہ گل ہر جکی ویر ہم کہتے نہیں
کسب لقیں ہو تم کو بے آغوش آئی ہو گی نیند
کس تنہا پر کسی کے بار خاطر ہو جیسے
ہاتھ کھینچا جب جان سے بیانی بڑھ گئی
خاکساروں کو غور طبع جیسا ہر نیم

ہر وہ دو کچھ پاسبان خاکہ تنہا رہیں
اس ستم ایجاد کے کیا کیا نے ایجاد ہیں
ہر تون سے مبتلا سے رحمت صیاد ہیں
ساتھ ویرانی ہو اُنکے جو بیان آباد ہیں
ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فسر یاد ہیں
صورت خاک پریشان رات دن برباد ہیں
عذیب نمر سنج گلشن اکیب اد ہیں
رات سے کیا کیا گمان خاطر ناسد ہیں
چند دن کو وار و دنیا سے بے بنیاد ہیں
کب کسی کے ہم بھلا سنت کش اداد ہیں
اپنے منہ سے کب کہا ہنسنے کہ ہم استاد ہیں

ای جان جان وادی آرام دل عاشقان تمہارے فراق نے ہمارا عجیب حال کر دیا ہو ملک لیلہ نے برق
چمکائی کہ دریا غائب ہوا شیرون کو قتل کیا آگ برسا موقوف ہوئی اب تو ملک لیلہ قیس سے سحر چلنے لگا
اقبال تیغ زن زخم دار کئی زخم لشت پرین سر بھی زخمی تمام جسم سے خون نکلتا ہوا گوشہ اشک پر
آیا زخم سر باندھا کتا ہوا رو اس لڑکے نے تو قیامت برپا کر دی گیتہ امارا لیا زمین پرانا تھا کہ دہرس پڑا
اگر میں نہ بھاگتا تو جان کیونکر بچتی دوسرے گیتہ پر سوار ہوا دور سے تماشاے جنگ دیکھنے لگا کہ ملک لیلہ
قیس سے سحر ہو رہے ہیں قیس گھبرا ہوا ہو کبھی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہو کبھی کتا ہو کہ ملک عالم میں تو
آپ کے واسطے تباہ و برباد ہوا قلمہ سیرا ویران پڑا ہو گا افراسیاب جادو سے کیا وعدہ کر کے چلا تھا
اسکا یہ انجام ہوا کہ راتیں بھر کی نہیں بسر تو تین ملک لیلہ کے محل نشین شرماتی ہیں کہ ایسا نہوا کے
کلمات نمل کو شائبہ زدہ سن لے تو کیا پریشان ہو گا کبھی بہت جاتی ہیں مگر سحر برا چلا جاتا ہوا دھڑ سے
شائبہ زدہ غضبنا قبال تیغ زن کو بھگا کر پٹے ہیں دور سے دیکھا کہ قیس تلوار کھینچا طرف ملک لیلہ کے
چلا ہو ملک اپنے کو بچاتی ہیں ہر مرتبہ سحر ایسا کیا کہ قیس نے کئی زخم کھائے غضب نے بیج پن گھوڑا
ڈال دیا کہا اونا مرد عورت سے کیا لڑتا ہر مردان عالم پر دار کر تو حال معلوم ہو قیس نے دیکھا اس جوان کا

مار لینا کتنی بڑی بات ہے یہ سوچ کر ہاتھ تلوار کا مارا اس جہم سحر بھی پڑھتا تھا تلوارین شاہزادے پر گرین مگر بید
 انگشت مہرواہ کے کچھ تاثیر نہ ہوئی غضب نے الجھا دے سے ہاتھ نکالا تینہ روئین شگاف کا دار کیا اسے
 سپر سحر کو اٹھا دیا تینہ روئین شگاف نے سپر کو گانا سر پر گری زمین پر کے بوسہ دیا دھر تو قیس مر کے گرا
 نہ جھرا ہو گیا آوازین آنے لگیں کشتی مرا نام من قیس باریہ گرد بود اقبال نے جو یہ آواز سنی سر پیٹ لیا
 کہا یارو بڑا دوست میرا مارا گیا اب میرے ہاتھ سے یہ لڑکا کان جانیگا غضب نے لکھ لیا اسے کہا اب آپ
 پہاڑ پر جا کر ٹھہریں سحر کا قصد نہ کیجیے گا بلکہ لیل را بنجیدہ و کبیدہ پٹین پہاڑ پر پاس نسیم کے آئین کہا ہے
 نسیم تنے دیکھا میں دو حملوں میں لشکر کا خاتمہ کر دیتی تھیں منع کیا میں چلی آئی اب خدائے گزشتہوں کے ہاتھ
 بچائے اٹھا نہ را وہ غضب کرتے بھڑتے سامنے اقبال تیغزن کے پہونچے لکھارا او بھگورے کان جانا
 ہر لکھار کر جا پڑے اقبال کو مرنے کا قیس کے بڑا قلق ہو دل سمین چاہتا کہ غضب کا سا بنا کر دن
 پشت کے زخموں سے اب بھی کراہ رہا ہے زمین نے بھی بلوہ کیا غضب نے اگر لگا در لگائی کبہ نگار کے
 اقبال تیغزن نے کہی ہاتھ تلوار کے مارے غضب نے روکتے روکتے سر کو تبا کر کر رہا تھا مارا اقبال
 کے درگزر سے ہوئے اقبال تیغزن کا مارے جانا غلہ فوج کو بھی غضب نے قلم کیا علدار کو مارا چار لاکھ
 تھے تین لاکھ مارے گئے خستہ شکستہ جو بچے جانا بازی کر کے لاشہ اقبال تیغزن کا اٹھا یا اس خیال
 سے کہ اسکی وجہ سے قلعے میں امان پائینگے راہ میں بھی تاجدار اسکی لاش کو روکین تو عجب نہیں یہ سوچ کر
 لاش کو لیکر بھاگے غضب نے مال و اسباب لوٹ لیا بے فتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئے سامان عیش و
 نشاط مہیا ہوا استراحت خوشیاں کر رہے ہیں دستوں کے نیچے بیٹھے ہیں دائرے بنج رہے ہیں ہر مقام
 پر دیہاتے دیہاتی و دیہی وضع گلبدن کے پانچاں طول کی گوٹ لگی ہوئی زیور و ماسوٹا گئے میں ملوک
 چاندی کا جوشن بازوون پر ڈھلکے ہوئے ہر ستر کے قریب ایک رتدی نلج رہی ہر میان و دربار میں
 شاہزادہ غضب مقام صر پر بیٹھے ہیں ایک پہلو میں ملکہ نسیم قدیم ندیم ایک جانب ملکہ قمر پیکر ایک
 جانب ملکہ لیل سے حمل نشین سامنے ایک نازنین پر بیکرہ با صد سوز و گداز و غم گر شمع ہونا ز
 یہ غنزل عاشقانہ گارہی ہر غزل

شکستہ غنچے ہوئے گل صبا نے دی
 گلیم پوش کو پیغمبری خدا سے دی

مہارانی مراد چن خدا نے دی
 دھلکے روئے مخطوطے یار کے اعجاز

گئی ہر دیر سے اب تک پھر ہی نہیں شاید
کفن کی فکر ہمارے لیے بھی واجب ہو
دم اخیر تصور بند ہمارے رخ کا
ڑانے آئے تھے انہیں غزال میں ختن
جہان سے حسرت منزل کا داغ بیکہ گیا
محال کیا کوئی سودہ زردہ جو دم مارے
فقیر ہو کے جو تجھ پر موا ہوا شہر میں
کیا ہر عشق نے بالائے یار کے بخود
رہ عدم میں سب آواز اپنی بھول گئے
ہو انہ کوئی تو بے کایا کی شاکر
عسیر ذرا غ محبت کو رکھتے ہو آتش

در قبول کے اوپر ڈھکی دعا نے دی
لقاب کی جو تھیں مشورت جیانی دی
طرف کو کعبے کے کروٹ مجھے تھانے دی
شکست آنکو تری چشم سر سارے دی
تھاری راہ میں جان اک شکستہ پانے دی
گلو میں پھانسی ہو اس کا کل رسا نے دی
جگہ ہر سارے میں اپنے اسے ہمانے دی
پری کے سارے کی ایذا ہو اس بلانے دی
صدائے فانیہ اشک میں درسا نے دی
دعا نہ اس شہر خوبان کو کس گدا نے دی
نشانی اپنی ہو کس لالہ گون قبا نے دی

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا زمان اقبال لاشہ اقبال بے ہوئے جاتے ہیں قریب کوہ بلور کے پہونچے
حصے اُدھر سے ملکہ صرصر شمشیر زن آتی تھیں دور سے دیکھا کہ ایک لاشے کو چنڈ کس اٹھائے ہوئے روتے
بیٹھے بے جاتے ہیں صرصر نے بڑھ کر ان سمجھوں سے ملاقات کی پوچھا صرصر یہ پیلوان کہاں مارا گیا کس کے
ہاتھ سے قتل ہوا ان لوگوں نے کہا حضور قیس بادیہ گرد ہمارے آقا کو برائے مقابلہ فرزند طلسم کشا لیلیا
وہاں بی لیلیا بھی موجود تھیں قیس و اقبال دونوں ہاتھ سے فرزند طلسم کشا کے مارے گئے ہنسنے اڑتی
اڑتی خبر سنی کہ فرزند طلسم کشا پر بی لیلیا مائل ہیں ہر وقت ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہتا ہر دن عید رات
شب برات فرزند طلسم کشا کے علافے کے علافے برباد کر دیے ہزار ہا زمیندار مارے گئے یہ سنکر صرصر کو
بڑا ملال ہوا سوچی کہ بی لیلیا نے بڑی آفت برپا کی وہ لوگ تو روتے پستے چلے گئے صرصر بھیکو جھنگلی
کہ ملکہ حیرت نے فرمایا تھا کہ بی لیلیا صاحب نکل گئیں کچھ آنکو سزا نہ ہو لی یقین ہو کہ ملکہ حیرت بہت خوش
ہوں چکر لیلیا کو گرفتار کر لاؤں لشکر قزاقان میں جا بکتی بڑی بات ہو سب دیوانے عیش پسند ہونا پنے
اپنے مقام پر جشن کر رہے ہونگے جاتے ہی بے آؤنگی یہ سوچ کر صورت تبدیل کی طرف شکر غصہ فر کے
چلی ایک ضعیفہ کی صورت بنی ہوئی شکر غصہ فرین آلی عجب طرح کا شکر دیکھا دختون کے نیچے قزاق

اترے ہوئے ہیں تاج ہر مقام پر ہو رہے ہیں ہنگامہ عیش و نشاط ہر مقام پر گرم ہو ایک طرف دیکھا بارگاہ زہری
استاد ہونچ میں غصہ ایک سمت لی لیل ابھی ہیں ایک طرف تیر جا لندری ایک جانب ملکہ قمر پیکر بیٹی
ہیں نازنینان حسین تاج رہی ہیں دور جام شرب بے اندیشہ انجام چل رہا ہو نوجوان صاحب دہان
جمع ہیں ہنسی زل لگی ہو رہی ہر طرف رفت تیز پا عیار پشت پر غصہ کی کھڑا ہو اس رانی کر رہا ہو یہ محفل
عیش و نشاط دیکھ کر صرصر کو بڑا رشک ہو رہی میں کہتی ہو یہ دیوانہ بڑے عیش کرتا ہو ایک طرف فراق و غلیان ہاتھ
میں لیے ہوئے تائین اٹھ رہے ہیں صرصر کنارے آگے ٹھہری جب دربار پر خواست ہوا ملکہ لیل اپنے
خیسے میں اٹھ کر چلین صرصر نے پچھا کیا ایک کنیز کو بیوش کر کے کنارے ڈال دیا اسی کنیز کی شکل بنا کر لیل
کے چلی انکی بارگاہ میں آئی دیکھا بارگاہ شل عروس شب اول آراستہ ہو ملکہ لیل سے محفل نشین نے بیٹھ کر
خاصہ نوش کیا چہرہ پر آگے آرام فرمایا صرصر کنیزوں میں ملکر چہی پر آئی اور کنیزوں کو تو گلہ ریاں کھلا کر
بیوش کیا آپ بڑپ کے اٹھی لیل سے محفل نشین کے چہرے سے دو سالہ ہٹا یا جیسے آفتاب پر وہ ابر سے
نکل آیا دماغ میں بیوشی دیکر بیوش کیا پتارہ باندھا چاہا سر کچھ چاک کر کے نکل جاؤں دیکھا صمد با ذوق بارگاہ
کو گھیرے ہوئے ہیں دروازے پر رفت عیار سمیٹا ہو صرصر حیران ہوئی کہ اب کس طرف سے نکلون آخر کی طرف
راستہ نہ ملتا لقب کھودتی ہوئی چلی صرصر لقب کا سا کے میں ایک نخل کے توڑا وہاں جا کے نکل اب تڑپتی ہوئی
چلی کسی مقام سے تڑپ کر نکل گئی کسی مقام پر بیٹھ گئی پہ رات پھلی باقی ہو فراق اب بھی جا بجا بیٹھے ہوئے
جاگ رہے ہیں گانے سے فرصت نہیں بڑی مشکل میں صرصر شکر سے نکلے اب تو میدان پر اجست و غیر
نرتی ہوئی چلی راہ میں صبح ہو گئی اور غوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ کوئین بھوریا وغیرہ آتا ہو گرتی پرتی اٹھتی بیٹھتی بعد
خرابی بسیار شکر حیرت میں پہونچی غنڈہ ہوا کہ صرصر کسی کا پتارہ لائی حیرت نے ستے ہی کہا جلد اسکو
ہمارے سامنے لاؤ صرصر لیل کا پتارہ یہ ہوئے سامنے حیرت کے پہونچی کہا حضور گنگار کو لائی ہوں حیرت
نے کہا کون ہو صرصر نے کہا حضور لی لیل سے محفل نشین نے جا کر طلسم کشا کے بیٹے کے ساتھ آشنائی کی
میں اس طرف گئی تھی تیری انکو چلا لائی ہر چہ کہ حضور شکر مسلمان بہت بڑا شکر ہو مگر فرزند طلسم کشا کے لشکر میں
عجب چل پھل ہو شہزادوں سے نفرت دیرانے سے رغبت جنگل کو نکل جاتا ہے میں بڑی مشکل سے انکو لائی
ہوں چو کی سپر کا وہہ نظام ہو کہ ہوا بھی نہیں گذر سکتی حیرت نے کہا آج انکو قید کرو شہنشاہ کے
پاس عرض بھیجی جائیگی جیسا حکم ہو گا بس لائینگے اس حال کی عرضی لکھ کر فافرا سیاب کے دروازہ کی لیل کو

سنا سن کر کے قید کیا گئی سزا دو گریبان قید خانے پر مقرر کین میان شانہ زودہ غصہ من اسد رح کو
دوبارین آئے سرور ان نامی آئے لگے نوجوان کا منج ہوا کہ روئے پیٹنے کی آواز آئی غصہ من نے کہا
کر کہا اسے خیر تو ہو گیا کینزان ملک لیل روتی ہوئی سانسے آہن عرض کی فرشتہ خواب سے کوئی ملک
لیل کو پیرا لیک گیا صبر و نقب کا بارگاہ سے شرح ہوا ایک نخل کے سانسے میں جا کر لونا ہر لیا سانسے والا بڑی
تیر سے لیک گیا پر سنکر غصہ من نے طرف رفت رفت عیار کے بارگاہ غصہ من دیکھا فرمایا کینان امر رفت رفت
تم اب ایسی غفلت کرتے ہو کہ غیر ہمارے لشکر میں آیا اور ملک کو پیرا لیک گیا ذرا تھو خبر نہوئی جلد پتہ لگاؤ ورنہ
تھمارے واسطے بہت غرابی ہوگی جسے تمہارے واسطے عہدہ سرنگی تجویز کیا تسکو کچھ خیال نہیں جلد پتہ
لگا کر جسے خبر کہ وہ فلاں مقام پر رفت رفت پرستے ہی کا پتا ہوا بارگاہ ملک لیل میں آیا اول ایک
کینر کو کتا رسے بیوش پایا یقین کامل ہوا کہ اسی کینر کی شکل بنا کر کوئی آیا اسی نقب میں بچا نہ پڑا صبر سے
پر نقب کے کیا نشان نقش پا دیکھا بچا نا کہ یہ پیرا کسی عورت کا ہر دیکھتا ہوا نشان نقش پا کو پہلا نشان
نقش پا پر کھین لگا دین دیکھتا بچا تامل جاتا ہوا آئے آئے ایک صحرا میں پہونچا وہاں تک نشان پا پہونچا
میں ایک جاو کر سے ملاقات ہوئی رفت رفت نے ساحر سے پوچھا تم کہاں رہتے ہو اسے کہا میں لشکر
حیرت میں لو کہ ہوں اب رفت رفت نے اس سے کھل ملکر باتیں کرنا شروع کیں پوچھا کیوں بھائی
آج کل لشکر میں حیرت کے کس طرح لڑی ہو مسلمان بھاگتے پھرتے ہیں یا لڑتے پر آمادہ ہیں شمشاہ نے
کس کسکو قید کیا ہو بی لیل لڑ پھر کر کل گئیں نہیں انہر کیا گدڑی بہ سنکر اس ساحر نے کہا بی لیل تو پکڑ
آہن عرض خدمت میں شمشاہ کے کسی اور برائے منکر سے ملک لیل اکل آیا ہو گا سب حال رفت رفت
نے پوچھا اب یقین کامل ہوا کہ ملک لیل لشکر حیرت میں ہیں چکر دیکھ بھی آہن شمشاہ فریقان ضرور
سجوں مارینگے لیل کو رہا کرتے آئیں مقام دیکھ لیا ضرور رفت رفت پھل مبدل لشکر حیرت جلا
میں آیا دیکھا لشکر میں ہنگامہ ہو ساحر جا بجا ذکر کر رہے ہیں کہ ملک لیل کے قتل کا حکم آگیا کل اسے وجہ
جناوت دیانت کی جائیگی پہلے سے بارگاہ حیرت میں ایک خیمہ استاد ہو زمین ملک لیل قید ہیں رفت رفت
یہ سب خبریں دریافت کر کے بھاگا لشکر غصہ من آیا خبر سنی کہ شانہ زودہ سے شب سے خاصہ نہیں نوش
فرمایا رفت رفت گھر گیا بارگاہ میں غصہ من کی آیا لیکن کا پتا ہوا زمین ادب کو لب عبودیت سے
بوسہ دیا غصہ من کی امر شمشاہ فریقان ملک صبر سے کے لشکر میں آہن ملک لیل کو چپا کے لکین

افراسیاب کا حکم برائے قتل ملکہ لیلیٰ آگیا کل قتل کا ارادہ ہو یہ سنکر غضب سے تہمت تیفہ روئین شکاف پر ہاتھ
ڈالا قزاقوں کی جانب متوجہ ہوئے کہا بھائیو سنا تھے ہم تو قتل قتل افراسیاب میں میں اور سب ان
افراسیاب کو یہ اختیار ہوا کہ قتل ملکہ لیلیٰ کا حکم دیا ہو سب نے کہا آج رات کو پلکارا گیا غضب سے
کہا اور بردار صفت شکن وافر قاتل تیز زین خدا کھنسل کرے تو بی جہت زور افراسیاب کی آنکھ
خود نگہاری ہو قزاقوں نے کہا اوشہر پار قتل میں کاٹ دین بارگاہ گرس پھر اس میں آگ لگا دی جا سکے
بعد اس کے سرکار کھڑے ہوئے تماشا دیکھیں غضب سے سب کو آفرین کی دن گذرنا پھا ہو گیا ملکہ نسیم
نے آکر سبت دلہی کی لیکن غضب سے شگفتہ ہوئے ملکہ قمر پیکر نے کہا اوشہر پار آپ کو سبت پریشان پائی
ہوں گاموں کو بلائیے گانا سنئے ذرا دل بھلے یہ سنکر غضب سے ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی
کہا کس منہ سے میں بیان کہ دن کہ دل پر کیا گذر رہی ہو لیلیٰ کے قید ہونے نے نہایت پریشان کیا ہر

قہر کہتا ہر مجھے صبح کو سو دا ہو گیا
شک خونی سے مرے منہ زرد اسکا ہو گیا
آپ اپنے ہاتھ سے میں ہاے رسوا ہو گیا
وہ قیامت قد جو اٹھا حشر برپا ہو گیا
دیر گزری مرگ کو کیا جانے کیا ہو گیا
غیر مہاکب ہوا ہر چند مہسا ہو گیا
زخم کاری کی ہنسی میں کام ہو گیا
آنکھ کی پکی جو تھی جا دو کا چلا ہو گیا
ایک دشمن سے کھو با اور پید ہو گیا
گلشن اپنے حق میں اور مومن کلیا ہو گیا

میں تو دیوانہ تھا اسکی عقل کو کیا ہو گیا
جوش عشق و حسن نے کیا رنگ بدلا دیکھنا
سینہ زن یا جامہ در ہوتا ہر بن ماتم کوئی
صور تھی منقار مرغ صبح پہلو سے مرے
زخم کھسایا زہر کھسایا تو بھی کچھ ہوتا نہیں
یکسی سے ہو کر ان بطفون پہ گستاخی نہو
یوں لب خیر کے بوسے منسل بیٹے نہ تھے
میر تیسیر سے ہم خود مسخر کیوں نہوں
نور ملک ہیں کیا کرے یہ نالا آتش نشان
اکثر ہر بے گل رخ ترسا تماشا سے چین

مجھ کو گرفتار ہونا ملکہ لیلیٰ کا سبت شاق ہوا میں کھانا پلٹ کر کھاؤ لگا غضب سے تڑپ تڑپ کے دن کا
رات کا ہوتا کہ غضب سے بوق ترک کی سجا یا نسیم کا پتی پھرتی ہو گئی مرتبہ آکر عرض بھی کی اوشہر پار اگر حیرت
پر آفت ہوگی تو افراسیاب ضرور آگیا وہ بلا کے روزگار ہوا تحفہ جات کو مٹا دیا حضور سبت سمجھک حلیں
ایسا نمود دشمن کسی بلا میں پھنسا میں غضب سے کہا ہر اسے رہائی ملکہ لیلیٰ جاتے ہیں اگر افراسیاب آگیا

اس سے بھی مقابلہ کرینگے بلکہ نسیم کی ہوانہ بندھی کہا اور شہزادہ قمر پیکر کو توہین چوڑ دیئے ایسا منہ کو افراسیاب
 زخمی سے تو آپ کا تعاقب کرے وہ مدت سے اپنی عاشق اور غصتفر نے منہ پھیر لیا کہا ناموس کا ساتھ رہنا
 غرور ہو دو پہر سے شب گذری تھی کہ غصتفر سوار ہو سے اسی نہر دیوانوں کو لیکر چلے شب تیر و تار شکر حیرت
 چودہ لاکھ سائرفروش ہین لشکر مصور و صورت نگار ایک جانب فروش ہوا اور بہت ساحر مدد گویا سٹے جانجا
 سے آئے ہین دو پہرات گئے غصتفر اگر گرا خیموں کی مٹا بہن کاٹین اور آگ لگا دی غصتفر خیمہ قید خانہ لیلہ پر
 پہونچے کئی نہر جادو گر یان جو گھسان تھین انھوں نے سحر کیا غصتفر نے جسکو ہاتھ مارا اسے دوڑے ہوئے جب کئی نہر
 جادو گر یان قتل ہوئین ایک کثیر تلوار کھینچ چلی کہ لیلہ کو قتل کر ڈالوں لیلہ نے پردہ اٹھا کر کہا اے شہزادہ کثیر حیرت
 ہوتی ہو افسوس ہو کہ یہ کثیر خدمت سے شرف نہ ملی نظم

گردش سر ہو مثل گردش پیمانہ ہو
 آشنا ہر لب سے اور ہر ایک سے بیگانہ ہو
 ہو دہن پیمانے ہو ہر لب لب پیمانہ ہو
 آب رحمت سے منو سر بزیہ وہ دانہ ہو
 شمع کافانوس میں بھی حسن مشوقانہ ہو
 کھائی جس کتے نے ہدی وہ سگ دیوانہ ہو
 ملت و دین نسیم دہلوی زندانہ ہو

ست کسدر جہر گاہ ساقی مستانہ ہو
 استدر بیہودہ و کھو عادت پیمانہ ہو
 جو سخن منہ سے نکلتا ہو مرے مستانہ ہو
 اشک محرومی سے کیا امید کھین بھیب
 پردہ عصمت نہیں ہوتا حسینوں کا حجاب
 آجک باقی وہی ہو مجھ میں تاثیر جنون
 سا کن سب کبھی کہ سستک ہو دیر کا

غصتفر آواز ملک کی سن کر گھوڑے سے کود پڑے اندر چلے گئے پہونچے اُس کثیر ہوتا تھا تلوار کا مارا اُسکے دھڑکے
 کیے جھپٹ کزبان سے لیلہ کی سوزن کو نکالا ملک لیلہ تروپ کر اٹھین تمام قید آہن ٹوٹ کر گری ملک لیلہ اسنے
 بتلکد کہا اے شہزادہ کل چلے آپ نے غضب کیا شکر حیرت پر بخون مارا ایسا منہ کہ حیرت کو خبر ہو جائے زنجیر
 افراسیاب سحر اسکے نایاب بلکہ انتخاب ولا جواب غصتفر نے کہا انکی بھی خدمت کر لین تو چلتے ہین لیلہ
 کہتی ہین اے شہزادہ حیرت سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں غصتفر کب آتے ہین گھوڑا اڑاتے ہوئے قریب بارگاہ
 حیرت پہونچے لیلہ بھی تروپ تروپ کے گرنے لگیں جس غول پر گرین اُس غول کو پا مال کیا کئی بار گاہ ہین بلابین
 غصتفر نے قریب بارگاہ حیرت پہونچ کر کتاب کا کئی کئی ستون قلم کیے بارگاہ لہرائی حیرت پڑی سو رہی تھی
 کہ کثیر دن نے غل چایا کہ حضور بارگاہ گرا چاہتی ہو حیرت آنکھیں ملتی ہوئی اُنھی ایک دستک دی کچھ بے سنہی

پیدا ہوئے بارگاہ کو روک لیا حیرت نے کہا یہ کیا ہڈی کتیزوں نے عرض کی حضور فرزند طلسر کشائے اگر شیخون
 مارا لیلہ کو چھرا لیا حیرت غصے میں باہر نکلی ٹکڑے کھانہ ہارون بارگاہ میں مل رہی ہیں ہنگامہ گیر و دار بند ہو
 قزاقوں نے زمین تہ و بالا کر دی حیرت نے قزاقوں پر سحر کیا کہی قزاق گرسہ حیرت نے بڑھ کر جادو گردن سے
 کہا ان سب کے سر کاٹ لو غضنفر غول پر سحر ہون کے جا پڑا کہی سحر جادو گردن کو مار کر گردا حیرت ان ہاں
 کر رہی ہو مگر کون سنتا ہو لاکھون جادو گردن کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہیں حیرت نے سحر کیا گوہر پھینکا
 وہ گوہر سر پر غضنفر کے پھٹا گھوڑا یا تو طرار سے بھر رہا تھا یاڑک گیا غضنفر نے انگشت ہر وہاں کو چمکایا عکس
 انگشت پڑتے ہی گھوڑا طرار سے بھرنے لگا حیرت نے دیکھا کہ کس شے نے سحر بالمل کر دیا یہ بھی حیرت دیکھ رہی ہو
 غضنفر نے جسکے ہاتھ مارا وہ ساحر نہ بچا سحر کی بوجھار غضنفر نے کسی کا سحر تاثیر نہیں کرتا حیرت نے پکار کر
 ایک آواز دی ارے کیا ہوشربا تم ہو گیا اتنا تو بتاؤ کہ اس شخص پر کیوں سحر تاثیر نہیں کرتا حیرت کے پکارتے
 ہی ایک طائر پیدا ہوا طائر نے مثل انسان کے آواز دی اے ملکہ عالم سب بادیا انگشت ہر وہاں دو تین
 روہین شکات ساختہ ساحر شمش کہ وہ ان چیزوں کو طلسر بند کر گیا ہر وہ اسکے پاس ہیں ان چیزوں پر بھی سحر
 تاثیر نہ کر لگا ہو تو جانتے ہیں کہ اب انکو جانے دیکھ حیرت نے کہا یہ میرے شکر شیخون کیوں آیا کیا اس دیوانے
 نے مجھ کو مثل ساحران قریات سمجھا ہو کہتی ہوئی حیرت بڑھی کہی قزاقوں کو مارا دو چار کے مرنے کی جوڑ غضنفر نے
 سنی آنکھوں کے نیچے اندھیرا لگایا گھوڑے کو مہیر کرتا ہوا چلا راہ میں حیرت کا سامنا ہوا لیلہ نے جو دیکھا کہ
 غضنفر مقابلہ حیرت میں جاتے ہیں راہ میں ہزار جادو گردن تے بوہ کیا ہی طرف سے سحر کی بوجھار ہو رہی ہو
 تڑپ کر گرین ساحرون کو قتل کرنے لگین حیرت کی جو لگاہ لیلہ پر پڑی لکڑا او گیسو بریدہ اس کو تڑپے
 بر تو عاشق ہوئی ہو لیلہ نے چاہا صفت کاٹ کر لپٹون بڑے زور و شور سے اس مقام پر تلوار چل رہی ہو غضنفر
 بڑتا بھڑتا سانسے حیرت کے پہونچا حیرت نے چاہا تڑپ کر لپٹون کہ غضنفر نے ایک تیر مارا شانہ حیرت کا رتی
 ہوا وہی خون حیرت نے چلو میں لیکر لیلہ پر پھینک مارا لیلہ اڑکھڑا کر گری بن پر آئے پڑ گئے کتیزوں نے
 دوڑ کر ملکہ لیلہ کو گرفتار کر لیا غضنفر نے چاہا چھراؤن حیرت نے ایک دستک دی دیوارا ہن تیج میں
 حائل ہوئی غضنفر نے دیکھا حیرت آنکھوں سے غصی ہو گئی لیلہ گرفتار ہو میں غضنفر نے بڑا افسوس کیا
 کہ جس کام کو آئے وہ مطلب نہوا حیرت نے غاہر ہو کے پھر ایک دستک دی اس سے ایک خبار بلند پیدا
 ہوا غضنفر کو اندھیرا معلوم ہوا بلند تھوڑے عرصے کے غضنفر نے اپنے کو ایک صحرا میں پایا بہت پریشان ہے

رفت رفت سے کہا ہم پر اسے رہائی ملا لیا اسے تھے بیان سحرین کیونکر ہو چکے ہو سکتا ہو جا کر خبر لاؤ
رفت رفت بھاگتا تھا حضور میں خبر لاتا ہوں مختلف ایک درہ کوہ کے قریب آکر اترے مگر نہایت قلق ہی
ہی فرماتے ہیں کہ لیلہ اگر رفتار ہونا میری بہت شاق ہو گیا کہوں کہ کیا میرے دل کی کیفیت نظر

<p>پھر اسے چھین چھین جا رہے ہیں کہ جبکہ بھلے میں جا چکے تھے کو جو جیسا جیسا ہو چھوڑ کر آ رہا ہوں نہ سنا ہو چھوڑ جو انکی خوشی سو انکی فوج جو گفتگو تھی سو گفتگو تھی عدو کا تین ہوں عدو مقرر ہوا برا اس کے ہوسے برابر کسی سے کوئی نہ دل لگا کے نہیں کیا کیفیت بنا</p>	<p>وہی مصیبت اٹھا رہے ہیں کہ جو مصیبت اٹھا چکے تھے کنا کنا زونا پڑا ہو چھوڑ کر تون تک رلا چکے تھے پھر انہی سننے کی آواز ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو بھلا بدلتا نہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنا جیسا چکے تھے وہی اب آنسو بہانے آئے لہو جو پیرا بہا چکے تھے</p>
---	---

سردار عرض کر رہے ہیں اے شہر پار پھر شب کو تنہا مارے قلعہ مان جا تا رہا وہ کہتے ہیں کہ حیرت کی
مشکین باندھ لائیں گے نہیں روتی ہوئی سانسے آئی کہا اے شہر پار خدا نے برا نکل کیا کہ حیرت نے آپ کو
ہٹا دیا آپ کو گرفتار نہ کیا اگر گرفتار کرنے کا ارادہ کرتی سرکار کو کانا مشکل ہوتا سب سرداروں نے مختلف
کو سمجھا یا کہ اب شہنشاہ حیرت پر بہترین مختلف رفت رفت کا راستہ دیکھ رہے ہیں رفت رفت آکر
شکار حیرت میں داخل ہو صورت بدل کر پھر نے لگا دریافت کیا کہ ملکہ لیلہ ایک خیمے میں قید ہیں کئی ہزار
لگبان مقرر ہیں رفت رفت دن بھر پھر کیا اسی فکر میں ہو کہ رات ہو تو خیمہ ملکہ لیلہ میں پہنچوں یا نہ پہنچوں
بھی دیکھا کہ جا بجا پھر ہی ہیں رات کو رنگ و روغن عساری کا لگا کر رفت رفت صبا رفتار کی صورت بنا
طوت سے خیمہ قید خانے کے کھلا گلفا مہم گھین پوش جو نگہ سازن کی افسر ہو اسے پوچھا صبا رفتار اسوت
کمان سے آتی ہو رفت رفت نے کہا ملکہ حیرت نے فرمایا تھا کہ جا کر دیکھو سب جاگ رہے ہیں لگبانی میں
فرق تو نہیں ہو گلفا مہم رنگین پوش نے کہا اے صبا رفتار ملکہ عالم سے عرض کرنا کہ ہمارے بھر جاتے ہیں
کیا مجال کہ لگبانی میں آؤں ہو لیکن ہمارے واسطے آج شراب نہیں آئی صبا رفتار اٹھنے کے کہا ہم شراب
پہنچا جائیگا یہ کہ رفت رفت وہاں سے ہٹا شراب کی بھٹی پر آیا ایک تیلہ شراب کا خریدار مزدو کے سر پر
رکھوا کے لایا کہا لو ملکہ گلفا مہم حاضر ہو ملکہ حیرت نے کہا اسوقت میں نے بن ہڑ ہو تم کسی بھٹی پر سے
شراب خرید کر کے لے جاؤ جی سرکار کے ملہا کی سب شراب کی بھو کی ہو رہی تھیں آپس میں شراب تقسیم نہ ملے گی
رفت رفت نے کہا آج ہم بھی تمہارے ساتھ شریک ہونگے شراب جو تقسیم ہوئی صبا رفتار نقلی نے

گنگا کے سا نے گلغام رنگین پوش کے یہ غزل گالی غزل

غلاب لب کا اپنے فرا کچھ نہ پوچھے عجز و غور شاہ و گدا کچھ نہ پوچھے کیا کیا نگہ بھلتی ہر خساریا پر کھوئے ہن کسکے بند تھا کچھ نہ پوچھے اندھ نے کیا ہر کسے بادشاہ حسن کیا رنگ لارہی ہر خا کچھ نہ پوچھے کیا شہزادہ کمرچو گزرتا ہر یہ خیال کتنی ہر زلف یارہ سا کچھ نہ پوچھے	کس درد کی ہن آپ دو کچھ نہ پوچھے خوشبو سے ہو رہا ہر معطر دل جان کیا یہ آئینہ ہو صفا کچھ نہ پوچھے آئینہ یکے یکے اپنا مشاہدہ سر پر ہر کسکے غل ہما کچھ نہ پوچھے ماگھتی ہر عشق بتان کا معاملہ آتی ہر غیب سے یہ صفا کچھ نہ پوچھے آتش گئی عشق کی تیزیر کیا کہن	ماز و نیاز عاشق و مشوق کیا کہن چلتی ہر کس طرف کی ہوا کچھ نہ پوچھے جاسے سے باہر اپنے جو نہیں عجب بین ہم سے سلوک شرم و حیا کچھ نہ پوچھے رنگین کیے ہن پارہے جیسے کہ بہت ہر مالکین ہر شکر خدا کچھ نہ پوچھے کو تہا خال رو سے منور ہر کس قدر مشفق جو کچھ ہر اسکی سر کچھ نہ پوچھے
--	--	---

اس رنگ میں رفت رفت نے یہ غزل گالی کہ تمام کنیرن تفریقین کرتے لیکن بیہوش نے تاثیر ہوئی تو
اپسین درست درازیاں ہونے لیکن کسی نے کسی کی چٹیا پکڑی کسی نے کسی کا دوپٹہ کھینچا اگر کر بیہوش
ہونے لیکن گلغام نے پکار کر کہا آج کنیرن کو کیا ہو گیا یہ کھراپے مقام سے اٹھی ایک نے کہا مل گیا
ہوا ہر کس بات پر لکھتا ہر جو تمھارے پاس وہ ہمارے پاس گلغام نے چاہا کھینچا اسکو سڑوون دو قدر چلی
تھی کہ لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی رفت رفت انھا کنیرن کو تو ہاتھ نہ لگایا خیمے میں آکر مل گیا کو سلام کیا لیل
نے کہا تو کون عرض کی غلام آپ کا رفت رفت سرکار نے بھیجا ہر کہ ملکہ کو رہا کر کے لاؤ لیل نے کہا میری نہاں
سوزن لگا لو میں آپ کو پکڑ لیں جاؤ گی رفت رفت نے سوزن کو لگا لا عطر بیہوشی لکھا دیا لیل بیہوش ہوئی
رفت رفت پستارہ باندھ کر لے لگا آٹھناے کار ملکہ صرصر پھرتی پھرتی اسطرح لکھی دیکھا سب کنیرن بیہوش
پرسی ہن خیمے میں ملکہ لیل اندر صرصر لکھی کہ صرصر کو بڑی خلی ہوئی نشان نقش پار لکھتی ہوئی جلی دل کو
بڑا ترود ہو مگر رفت رفت شکر حیرت سے لکھ کر ایک صحرا میں آ کے پہونچا ایک جیل پر پستارہ ملکہ
لیل کا ایک تختہ سنگ پر رکھ دیا آپ خود پانی پیا اپنے کو آستہ کر رہا ہر کہ صحرا سے گردبار یک اڑی دیکھا
صرصر شیر زن دوڑی ہوئی آتی ہر رفت رفت نے چاہا پیو بن لیکن صرصر نے دیکھ دیا وہین سے لکھا
دنا عیار خبردار یہ پستارہ کمان لیے جاتا ہر رفت رفت نے بھی سچہ کھینچا یہ بھی صرصر شیر زن نے
دیکھ دیا کہ کوئی نیا عیار ہر برق و قران وغیرہ سے ڈرتی ہر اور کسی کو کب ماتی ہر ہر بخور دیکھ کر

نیچہ کھینچ کر جا پڑی دونوں میں نیچہ چلنے لگا رُف رُف فرزند خواجہ عمر و بلا سے روزگار کب کسی سے دبتا
 ہو سینہ سپر کر کے رُٹنے لگا کبھی چاہتا ہو ملحقہ ہا سے کندہ ماروون کبھی قصد ہو کہ اگر یہ ذرا پیچھے سے تو میں
 پشتارہ لے بھاگوں مگر صرصر شمشیر زن بھی دہم نہیں لینے دیتی اگر رُف رُف نے حلقہ ہا سے کندہ مارا
 صرصر سبک ہو کے نفل جاتی ہوا ہے کہ ہر طرح پر لپاتی ہو یہی حال رُف رُف کا بھی ہر رُف رُف کے
 خیال میں آیا کہ ملکہ لیلہ اسے تحمل نشین کو ہوشیار کر دوں رُٹے رُٹے یہ خیال جو آیا کئی نیچے بیٹھ کر
 مارے ذرا جو صرصر شمشیر زن پیچھے ہٹی رُف رُف نے پلٹ کے حباب دافع وار دوسرے ہوشی منہ پر ملک
 لیلہ کے مادی لیلہ ہوشیار ہوئیں صرصر نے جو دیکھا کہ عیار نے صاحب پشتارہ کو ہوشیار کر دیا جانتی ہو
 جست کر کے نفل جاؤں لیلہ نے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا پکار کر کہا اے رُف رُف تم حکو ہوش کر کے کیوں
 لائے ہم اُس کے نفل جاتے رُف رُف نے کہا میں سوچا کہ شاید کوئی آفت نہ آجائے اس واسطے میں آپ کو یوں
 لیچا تھا مگر صرصر جو لیلہ نے سحر کیا تھا بی صرصر کھڑا کے گرین لیلہ نے اشارہ کیا کہ اسکی شکین ہا
 اے رُف رُف تم جانتے ہو کہ یہ کون صاحب ہیں آپ کے والد ماجد اپر عاشق ہیں انکو اُن کے پاس بھیج دیجئے
 وہ ذرا رہو لیکن رُف رُف نے کہا میں ملاقات کا قبلا رکھ کر کی مشاق تھا اسی جیلے سے جا کر قد مبوسی
 کر دیکھائیے ذکر تھا کہ صحرانے گرد اُڑی معدوم مردار خوار دس ہزار فوج کو ساتھ لیے ہوئے یہ خدمت ملک
 حیرت جاتا ہو لیلہ نے کہا اے رُف رُف غصہ ہو اُخرا جگر اُرا فرسیا اب گیا اب صرصر کا لینا دشوار ہو
 تم چلے جاؤ میں لڑ بھڑ کر نفل آؤنگی معدوم نے جو دور سے دیکھا کہ صرصر زمین پر پڑی ہو لیلہ کو ترس جانتے ہیں
 وہیں سے آواز دی کیوں بی لیلہ شنشاد سے بناوت کی تمھاری سب خبریں سننے تین پہلے تو انے سحر کیا کہ
 صرصر ہوشیار ہو لی جست کر کے یہ تو الگ ہو گئی معدوم نے کل فوج کو اشارہ کیا کہ لیلہ کو گرفتار کر لو
 چار طرف سے ساحروں نے بلوہ کیا لیلہ نے وہ سحر کیا کہ ساحر سر ٹکرانے لگے معدوم پر جا پڑی خنجر کر سے
 نکال کر پھینک مارا معدوم کا سر زخمی ہوا رُف رُف ایک گوشے سے دیکھ رہا ہو کہ لیلہ نے سب کو اپنے سر میں
 پھنسا لیا معدوم کا سر زخمی ہوا سجھا کا سجھا کا پھرتا ہو جانتا ہو مقابلے میں لیلہ کے نہ جاؤں لیلہ نے لشکر کو
 اسکے ویران کر دیا کئی ہزار جادوگر مارے جس غول پر جا پڑی کسی کو صورت دکھا کر دیوانہ کیا کسی کو دیکھ کر
 حقیر وہن واکیا مسکرا دین سیکڑوں جھوٹے لگے کوئی اپنا گلہ افشا ہو کوئی جھین مارتا پھرتا ہو کوئی جوش
 میں عشق کے منہ کے بھل گزرتا ہو ہر طرف سے لشکر میں معدوم کے ہنگامہ بند ہو معدوم اتھا کا در دمند ہو

ساتھ والوں سے کتا ہر روف و الف کھڑا ہوا یہ تھا شاید کہ ربا ہو معدوم مردار خوار کی جان پر نیکو ہوش
سرداروں سے کتا ہو کہ یارو میں کس آفت میں پھنسا لیلہ کا سحر بلا کا ہر سیکڑوں کو دیوانہ کر دیا ہزاروں کو صورت
دکھا کر لیلہ نے مجنون بنایا اب کیا تدبیر کروں صرصر ایک جانب کھڑی رو رہی ہر قضاے کارا فراسیاب جادو
بلغ سیب سے سوار ہوا طرف کوہ مقناطیس کے جاتا ہر خبر سنی ہو کہ ساحران ظلمات آتے ہیں منظور ہو
کہ انکو جا کر لکھوں اکیلا تخت پر بیٹھا ہوا جاتا ہو کہ کان میں ساحروں کے مرنے کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک
طرف جبل میں شعلہ لائے آتش بھڑک رہے ہیں افراسیاب اس طرف پلٹا اب جو نگاہ اٹھا کر دیکھتا ہوا ایک طرف صحرائے
لیلہ کے محمل نشین ہزاروں جادو گروں سے لڑ رہی ہر چار طرف سے سحر چڑ رہا ہر لیلہ اسے محمل نشین
سب کے وار روکتی ہر جب اپنا وار کیا سو دوسرے سر اڑا دیے کسی کو دیوانہ کیا کسی کے دو ٹکڑے کیے افراسیاب
کو بہت ناگوار معلوم ہوا سابق میں اس پر عاشق بھی ہوا تھا جمال جہان آ رہی دیکھ رہا ہر کہ معشوق خور و حرمین
بحر بی ناز و عشوہ محبوبی پکار کر آواز دی کہ اے لیلہ خبردار اب آگے نہ بڑھنا لیلہ نے جو سر اٹھا کے دیکھا شمشاد
افراسیاب کو جو بے غصہ و غلبہ آتا ہو گھر لگتی ہونٹھ کا پنپنے لگے سحر فراموش ہونے لگا مگر ربط و ضبط کو کام فرما کر
جیسے ہی افراسیاب زمین پر آیا لیلہ نے زور اپنا اتار کر پھینک مارا افراسیاب پر ہر قہر گہرین تلوار
پھینکین خنجر گرے سیکڑوں آفتیں افراسیاب پر آئیں لیکن افراسیاب ان سحر و کوب مانتا ہوا اشاروں
میں دفع کر دیا معدوم مردار خوار کو آواز دی کہ خبردار سحر نہ کرنا تجھے کیا غرض ہو کہ جو تو نے اس مشوق پر پہرہ کو
گھیرا معدوم علیحدہ ہوا افراسیاب اکڑتا ہوا پاس ملکہ لیلہ کے پہنچا افراسیاب نے آواز دی کہ اے
لیلہ میں نے تیری کیا خطا کی تھی کہ جو تو خریک مسلمانان ہوئی لیلہ نے خوف کے مارے کچھ جواب نہ دیا
افراسیاب نے اتنے پکڑ لیا لیلہ کے محمل نشین کچھ بول نہیں سکتی افراسیاب نے تخت پر بٹھایا کہا کہ
چلو تمکو باغ سیب میں لیچیں جب شکر معدوم چلا گیا افراسیاب نے جاہا کہ تخت اٹھاؤں پہلو سے
آواز آئی کہ لوٹو یہی بھی حاضر ہوتی ہوا افراسیاب نے دیکھا کہ صرصر سامنے آئی کل کیفیت افراسیاب کے
سامنے بیان کی کہ لوٹو یہی انکو گرفتار کر لائی تھی عیا غصہ منفر پر کے لیلہ تھا میں نے آگے بیان گھیرا اسی وقت
معدوم بھی آگیا اب میں ملکہ حیرت سے کہہ دئی کہ شمشاد لیلہ کو لے گئے افراسیاب لیکر چلا صرصر
کو رخصت کیا روف و الف یہ سب معرکہ دیکھتا تھا جب افراسیاب چلا گیا آنکھوں میں آنسو پھرے ہوئے پلٹا
جی میں کتا ہو کہ میں شاہزادے سے جا کر کیا کہوں گا اس سوچ میں جاتا تھا کہ صرصر سے گرد اڑی دیکھا آفتاب

آسمان عیاری و کوکب درخشان برج مکانی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہیں رون رون
نے جھک کر سلام کیا دوڑ کر عمر و نے گلے سے لگایا کہا بیٹا کہاں سے آتے ہو رون رون نے عرض کی کہ کیا
نزارش کروں میں لیلہ سے محل نشین کو چرا کر لایا تھا صرصر نے مجھ کو گھیرا اُس سے تو میں لڑا کسی مقام پہنچی نہ کی
معدوم مردار خوار باد گرا گیا میں نے لیلہ کو ہوشیار کر دیا لڑائی ہر ہی تھی کہ افراسیاب آگیا ملک
کو پکڑ کر ابھی لے گیا عمر و نے کہا کہ بیٹا جاؤ میں لیلہ سے محل نشین کو سہا کر کے لشکر میں لیجاؤ نگار رون
نے کہہ کہ قبلہ و عقبہ میں غضنفر سے کیا کہوں انکی اسپہرمان جاتی ہر ضرور فرمائیں گے کہ کیوں نہ لایا عمر و نے
کہا کہ ہماری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ بیٹا تا بہر ہائی اسد صبر کرو جو ملک پران و ملک غمخور و ملک بہانہ
نہریگی وہی تدبیر تمہاری بھی ہوگی بیٹا اب باد افراسیاب دور نکل جائیگا رون وند طرف لشکر غضنفر
نے چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری چھپے دور سے دیکھا کہ تخت افراسیاب کا اڑا ہوا جاتا ہو عمر و نے باد نہر سے
اپنے پانوں میں بانڈے صورت اپنی تبدیل کی سفید سرہ بانڈے میں لیکر جست جو کی پچاس گز زمین سے بلند ہو
آواز دی کہ ادا افراسیاب خانہ خراب کہاں جاتا ہر منہ معلم خداوند اب جو پلٹ کر افراسیاب نہ دیکھا کہ
ایک شخص قوی تن قوی من سر پہ کہ کچی گڑھی کا بُرج وہن اقدس مردار پیدنا سفتہ کا دُرج و دونوں ہاتھ
درخت کے ٹٹے پٹکار زبقتی کر سے بندھا ہوا گدے کے سم سوتے چاندی کے کمر میں لگے ہوئے ایک عاب
زیب جسم پر کہ رنگ بدل رہا ہو کبھی بن رہا کبھی سُرخ ہو گیا جتنے پوند میں اُتے ہی رنگ بدلتا ہو ہوا پر
پانوں میں اسے ہر طرح کی آواز دی کہ افراسیاب ایسا ساحر کانپ گیا تخت اُتار پوچھا کہ یہ عورت
کون ہے افراسیاب نے کہا کہ میری ملازم خراج گزار ہے شریک مسلمانان ہو گئی کہا کہ ہمارے
شاگردوں کو سجدہ نہیں کرتی افراسیاب نے کہا کہ سجدہ کیسا پوسنے دوسرے خداؤں کو بُرا کہا جو
مسلمان ہوتا ہے پچھلے خداوندوں کو بُرا کہنا ہوتا ہے تب مسلمان اپنے ساتھ لیتے ہیں یہ سنکر معلم صاحب نے ایک
بیخ ناری زمین کانپ گئی اور دوڑ کر پشت پر لیلہ سے محل نشین کے ہاتھ رکھا کہا کہ اوزن حسین کیا شاکستہ
آئی کہ تو نے مسلمانوں کا ساتھ دیا اور کان میں جھپک کر کہا کہ منہ عمر و عیار جلد سجدہ کر لیلہ سے محل نشین
متر حرقا پٹنے لگی فوراً سجدہ کے واسطے جھپکی کہا کہ میری آنکھوں پر پردے پڑے تھے معلم صاحب کے دیکھتے ہی
وہ پردے اُٹھ گئے معلم صاحب صاحب کشف کرامات ہیں افراسیاب خوش ہو گیا لیلہ سے محل نشین
سنتین خوشامدین کر رہی تھیں کبھی کہہ دیا کہ اے شہنشاہ آپ کے حکم سے انکار نہیں ہو معلم صاحب نے حیب میں

ہاتھ ڈال کر ایک سیب نکالا کہا کہ یہ خاص باغ سامری کا ہر سامرن نے اس درخت کو سینچا تب یہ سیب پیدا ہوا
یہ خاص تیرے واسطے ہے یہ کلمے سیب تراشا ایک بچا ایک افراسیاب کو کھلائی کھاتے ہی افراسیاب نے
کہا کہ میرا دل گھبراتا ہے کوئی مج کو آسمان پر لیے جاتا ہے کہا کہ اسے خون بڑھتا ہے افراسیاب تخت سے اُترا اور
ٹٹنے لگا دو چار قدم چلا تھا کہ رگڑا کر اگر عمر و نے نفرہ کیا کہا کہ اے لیلیٰ بھاگو لیلیٰ پر پرداز پیدا کر کے بھاگی
عمر و نے پہلے تاج افراسیاب لیا قصد ہوا کہ اسکو ملا دوں آسمان سے نفرہ ہوا کہ باش ادھر و کیا کرتا
عمر و نے دیکھا کہ ماہیان زمر و پوش بصد جوش و خروش اگر گری افراسیاب کو اٹھالیا خواجہ نے کلیم
ادھر ل ماہیان نے دیکھا کہ عمر و غائب ہوا ناچار ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پر وہ ظلمات کے روانہ ہوئی
لکہ لیلیٰ سے محل نشین و خواجہ عمر و بخیر و عافیت داخل لشکر اسلام ہوئے لکہ مرغ نے بڑی خوشی کی
برق سے فرایا کہ کیوں مہر والا گھر حیرت نے کسی دن سے طبل خشکی نہیں بجوایا خبر تو لاؤ کیا سبب ہے برق بڑبڑاتا
واسطے خبر کے چلا لشکر میں لیلیٰ سے محل نشین کے آنیکا بڑا جشن ہوا اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جانا ہر
یہ داستان متعلق جلد سوم ہے

دو کلمہ داستان رنگین بیان آمد ساحران از پردہ ظلمات برائے مدد حیرت و ذکر
عیاری عیاران اسلام باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساعدا امتحان ترے دور میں لطف عشرت ملا گھروں سے چلے زند با صد خوشی کہ زندوں سے یہ حکم بھی عام ہے چلا دورہ جام با صد خوشی یہ یاران محبت نے فردے سے صراحی اٹھا ساقی مر لقا عجب رنگ پر ہو گئی داستان اسی باغ میں قصد ہر ساقیا	کہ آئی ہے پھر رنگ پر داستان کلا بن اٹھا ساقی مر لقا کہ ساقی ہوا دورہ خوش دلی جو صحبت میں میخوار آنے لگے کہ زندوں کی اک جا پہ محبت دل کہ ہر آج گلشن میں سامان عیش کہ زندوں کا محبت میں جمع ہوا کہ ہر غنچہ دل شگفتہ ہوا کہ ہو وصل معشوق سے بر ملا	یہ پیرمغان سے اشارہ ہوا قصر پر تری سر ہر ساقیا ترے دور میں سب کو آرام ہے تو لطف محبت اٹھانے لگے حسینوں کے ہر جا پہ رہن چلے رہیں بلبلین بھی نگہبان عیش چلے دورہ جام لطف بیان تو باغ ریاضی مضا میں کھلا ہر پوش ہر معشوق غنچہ دہن
---	---	--

کہ لیل کا ناقہ گیا نجد میں صدادی کہ ایمان و جانان میں مری عرض سن لیلیٰ سے لقا مری جان تجھ پر فدا ماہ رو نڑپتار ہا دل کو کاہش ہوئی چہرہ سا خزان چھٹا شعبہ بار	ہر اک نخل گلزار ہر جسد میں کلی آرزو کی شگفتہ ہوئی محبت میں مجنون لقب ہو گیا ہنسی کی جگہ ہر کہ روتا ہوں میں نہ لیلیٰ نے مجنون کی خواہش سنی لکھو داستان سرت خزا	کون اسکو یوسف کہ سرد چمن صد از رنگ کی قیس نے جب سنی پا بیت خدا جان و ایمان میں تمہے عشق میں جان گھوتا ہوں میں پھرا ہوں ترے ہجر میں کو بکو تھر جہاں وصل کا ذکر کیا
---	--	--

دما ہران نیزنگ و درموز سربازی اس داستان سر عنوان کو بہ تکلف تمام یوں تحریر فرماتے ہیں شعر نمٹن توان
رسیم داستان چنیداد رخ سخن را عنان بہ متر برق فرنگی بجکم ملک مرخ لشکر حیرت میں آیا پھرتا
ہرانا در بار گاہ حیرت پر پہونچا ایک کنیز کو بیوش کر کے کنارے ڈال دیا اسکی شکل بنا ہوا اندر بار گاہ کے
پہونچا دیکھا کہ ملک حیرت تخت شاہی پر بصد شوکت جلوہ فرما رہی گردانیسین جلیسین کہ آسمان پر تڑا قاہر دیکھا
کہ ایک طائر سرخ رنگ آسمان سے آیا گاندھے پر حیرت کے آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اس زمزمہ سرائی میں
یہ صد لفظی طائر کی آواز حیرت افزا تھی نظم

دسل کے نام سے آزر دہ جو تو ایمان ہر آج سجے ترے کئے سے کہ لے شکر تو کر کئے تے سے بدل جاے نہ کیونکر ز اہر بجود میں ترے صدقے انھیں راضی کر دے ای میا آج تو شد کتارہ کرھا	منفعل ہوں کہ مرے دل میں وہی ارمان ہر جس سے مرجاتے ہیں عاشق وہ ستم احسان ہر کیا ہمارا دل بیتاب ترا ایمان ہر سمجھیں عاشق نہ مجھے دل میں کہیں حیران ہر منقسمہ وصل کی ہر رات صنم مہمان ہر
---	---

طائر نے عرصہ دراز تک زمزمہ سرائی کی حیرت نے کہا کہ بس اصل مطلب تو بیان کر طائر نے پکار کر آواز دی
کہ اے ملک عالم ظلمات تیرہ سخت زمیں پر وہ ظلمات سات لاکھ فوج سے بجکم ملک مایہ بیان زمرہ پوشت
آپہونچا بھانسنے بارہ کوس پر فردکش ہر حکم شہشاہ ہو کہ کسی کو برائے استقبال سمجھو ملک نے یہ سنکر طائر کو اڑا دیا
یا قوت زمرہ کو حکم ہوا کہ جلد آؤ برائے استقبال ظلمات تیرہ سخت باد لیکن جادو گر ٹرا آبرو دار ہر
بہت لطف سے لانا بارہ ہزار جادو گردن کو ساتھ لیکر واسطے استقبال کے روانہ ہوئیں یہاں پر ق فرنگی
یہ خبر سنکر بار گاہ مرخ میں آیا عرض کی کہ غلام آپ کو اطلاع کرنے آیا ہر میں بھی جا کر دیکھوں کہ ظلمات

لشکر کیا ہو خواجہ نے کہا کہ میان برق صاحب آپ نہ جاسیے یہاں آنے دو سمجھا جائیگا تم جا کے ہوشیار کرو گے
 برق نے کہا کہ میں کچھ عیاری نہ کرونگا دیکھ کر چلا آؤنگا خواجہ تو خاموش ہوئے برق نکلا راہ میں چالاک سے
 ملاقات ہوئی چالاک نے کہا کہ بھائی برق کہاں چلے برق نے کہا کہ میان ظلمات کی فکر میں جاتا ہوں پتلا
 چالاک نے کہا کہ ہم بھی چلین گے چالاک و برق الگ الگ روانہ ہوئے اول برق فرنگی گزرتا پڑتا سمجھنے
 لشکر ظلمات کے پہونچا دیکھا کہ لشکر کا ہیکو ہر ایک دریائے قمار موج مار رہا ہوا لاکھوں جادوگر صورتیں ہستیاں
 لباس سیاہ پہنے ہوئے ہر ایک شخص گھوڑے پر سوار لشکر میں ٹھکتا پھرتا ہو بعض مقام پر اژدران آتش فشاں
 شعلہ ہائے آتشیں منہ سے پھوڑ رہے ہیں ناندے جا بجا گڑے ہیں آسمان دانہ بھرا ہوا ہر مرتبہ اژدر آتے ہیں
 دانہ کھا کے چلے جاتے ہیں کسی جانب شیر صحرائی ڈکارتے پھرتے ہیں ایک درخت پر ہزار ہا طائر بیٹھے ہوئے
 زمرہ سرانی کر رہے ہیں بڑا لشکر میں سامان ہرچہ میں بارگاہ استاد و ظلمات تیرہ بخت اپنے مقام پر بیٹھا
 چند ساحر گرد اس رعب و دبدبہ سے ظلمات تیرہ بخت بیٹھا تھا برق نے ہر چند ارادہ کیا کہ میں بارگاہ میں جاؤں
 حوصلہ نہ پڑا لشکر سے باہر نکلا خیال میں ہر کہ ای برق اسپر عیاری بڑی مشکل سے ہوگی برق یہ سوچ کے
 نکلا کہ چالاک کو ڈھونڈ کے لادوں دونوں مل کے عیاری کرینگے یہ سوچتا ہوا چلا آتا ہر کہ راہ میں دیکھا
 کہ ایک طرف سے گرد اڑی برق ایک درخت کی آڑ پڑا کر دیکھنے لگا کہ ملک یا قوت و زمرہ و زریزادیان
 حیرت کی جو ہر اسے استقبال چلی تھیں اسی صحرائی آئین آکر اتریں برق ٹھہر گیا ایک بڑھیا کی شکل بنکر
 چلنے کا ارادہ کیا پھر سوچا کہ اس صورت کی کیا ضرورت ہرنگ و رعن عیاری کا لگا کر صرصر کی شکل بنکر
 تیار ہوا لشکر میں جو آیا ہوا کہ بی صرصر آئیں برق دربار گاہ پر پہونچا یا قوت و زمرہ نے کہا کہ بلاو برق
 نے جا کر سلام کیا یا قوت نے کہا کہ صرصر کھائے آتی ہو برق نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ملک عالم سے
 فرمایا تھا کہ ہماری وزریزادیوں کی حفاظت کرنا میں آتی تھی کہ میں نے دیکھا برق فرنگی جنگل میں پھر رہا ہے
 بجو خوف ہوا میں نے کہا کہ چلکر دیکھ لوں مجھے کچھ تنہائی میں بھی عرض کرنا ہر یا قوت کا ہاتھ پکڑ کر برق فرنگی
 ایک خیمے میں لایا باتیں کرنے لگا باتیں کرتے کرتے گھوری کھلا کے بیہوش کیا اب کہاں لیجائے ایک صندوق میں
 بند کر دیا یا قوت کی شکل بنکر باہر نکلا زمرہ نے پوچھا کہ صرصر کہاں گئی یا قوت نقلی نے کہا کہ ملک عالم
 کو ہماری بڑی فکر ہے صرصر کو واسطے انتظام کے مقرر کیا ہو جنگل میں اُسے برق کو دیکھا ہوا ہوشیار کر کے
 تلاش میں برق کے گئی ہوگی زمرہ خاموش ہوئی ٹھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ برق جنگل یا قوت بیٹھا ہوا

یہ تو یقین کامل ہو کہ آج سفر نہ ہو گا کہ ایک کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ در دولت پر صبا رفتار حاضر ہو امیدوار
 یار یابی ہو یا قوت نقلی کے تو کان کھڑے ہوئے زمرہ دے کہا کہ بلا صبا رفتار نہ آئی برق سنے جو
 آنکھ ملا کر دیکھا پہچان گیا کہ چالاک بن عمرو چالاک اگر بیٹھا یا قوت سے دم بدم کہتا ہو کہ انکے چلو
 میں کچھ کہوں گی برق دم بدم کہتا ہو کہ صبا رفتار ذرا مجھے آنکھ ملاؤ جب چالاک نے آنکھ ملائی تو پہچانا کہ
 ہمارے بجائی برق بیٹھے ہوئے ہیں آپس میں اشارے ہوئے برق نے اشارے سے کہا کہ میں نے تو یا قوت
 کو پکڑ لیا اب زمرہ کو لے جاؤ اسکو تم گرفتار کرو صبا رفتار نقلی نے زمرہ کا ہاتھ تمام لیا کہا کہ الگ چلو
 میں کچھ کہوں گی الگ لا کر چالاک نے زمرہ کو بیہوش کیا ایک صندوق میں انکو بھی بند کر دیا اب چالاک
 ہو برق مقام یا قوت و زمرہ پر آ کے بیٹھے لشکر کو تنخیر کرنے لگے رات بھر اسی مقام پر رہے صبح کو کوچ کیا
 اب دونوں کی صلاح ایک ہو دونوں وزیر را دیوں کو ایک صندوق میں بند کیا آپ تخت پر سوار ہو کر چلے
 بارہ چودہ ہزار کنیزیں ساتھ ہیں اس کو فرسے طرح لشکر ظلمات تیرہ بخت کے چلے ظلمات اپنے مقام پر
 بیٹھا ہو کہ ہر کارون نے خبر دی ملکہ یا قوت و زمرہ آتی ہیں ظلمات نے چند سرداروں کو حکم دیا کہ الگ حیرت
 کی وزیر را دیان آتی ہیں استقبال کر کے لاؤ لیکن صاحبو اتنا خیال رکھنا کہ جب میں نے آئیکا قصد کیا ہو تو
 ملکہ ماہیان نے فرمایا تھا کہ عیاروں کا خیال رکھنا ہر مقام پر ہوشیاری رہے سرداروں نے کہا کہ مضر
 آپ کے یہاں کوئی عیار نہیں آئیگا کئی سردار بیرون لشکر آ کر ٹھہرے چالاک و برق کو بھی خبر ملی کہ کئی ہزار
 ظلمات کے برائے استقبال بیرون لشکر کھڑے ہیں سرداروں نے یا قوت و زمرہ کو دیکھا بڑے تکلف سے
 لیکر چلے برق و چالاک پریشان ہیں کہ دیکھیں تقدیر کیا دکھائے یہ سوچتے ہوئے بارگاہ ظلمات میں آئے برق تو
 بلاے روزگار ہر بڑھ کر ظلمات کو سلام کیا اس تازو کرشمے سے سامنے آیا ظلمات بیتاب ہو گیا چہرہ زیبا طلعت
 جہان آرا لباس یا قوت نگار سینے پر اُبھار کر شمع دانداز مثل کنیزان کترین پشت پر عارض و شب قرنا زنین
 سیمبر مسکرا کے جو ظلمات سے بات کی گو ہر دندان سے برق چلی خرمین ہوش و حواس کو جلا دیا ظلمات کھڑا
 ہو گیا کہا کہ ملکہ یا قوت آئیے برق سمجھا کہ اب بھیرا مل ہوا پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہر ظلمات کنکلیوں کے
 دم بدمتا ہو جی میں کہتا ہو کہ کیا نازنین ماہ پیکر ہر شیریں ادا وضع میں سلی مرا جاتا ہو یا قوت نے زانو پر
 ہاتھ رکھ کر کہا کہ کیوں میان ظلمات مزاج کیسا ہر ملکہ عالم نے یاد فرمایا ہر آج شب کو اسی مقام پر رہے
 رات کو جائے عیش و نشاط قائم ہو صبح کو بیاٹنے کوچ کرو ملکہ عالم کے لشکر میں سوچ جاؤ گے ظلمات کہ رہا ہو

اور شہنشاہ ملک اقلیم حسن و جمال دایا آسمان خوبی کی ہلال جس طرح فراسیہ کا بجال لائینگے اسی وقت سے حکم ہوا کہ صحبت شراب و کباب آراستہ کر دو گا سنون کو حکم پہنچا کہ در دولت پر حاضر رہیں ملک عالم کی وزیر اویوں نے سرفراز فرمایا ہر آج شب کو دعوت ہر سب سامان میاں رہے ظلمات دوڑا دوڑا پھر ربا پر مصاحبوں سے کہتا ہوں کہ جس مالک کی وزیر اویاں ایسی ہیں وہ الگ کیسا ہو گا جو مصاحب واقف کا میں عرض کرتے ہیں کہ حسن و جمال ملک حیرت کا ایسا ہو کہ طلسم جوش ربا میں شہرہ بخشن میں کوئی انکا مثل نہیں افراسیاب بڑا صاحب نصیب و معشوقہ ایسی ملی طلسم جوش ربا پر کس و صوم سے قبضہ ہوا سب وزیروں کو ملا لیا کا زندوں نے جگر امی کی شہنشاہ لاچین گرفتار ہو گئے معشوقہ دختر حیات جادو و محبوب خوشخو ظلمات کیلئے پلے پڑے پھر تار ہر برق نے جو لگاؤ کی باتیں کیں مصاحبوں سے کہتا ہوں کہ آج معشوقہ پر قبضہ کر دو گا دلی بقرار ہر دن بھر تو یہ سامان رہے شب کو جلسہ آراستہ ہوا ساقیان سمین ساق و مطربان خوش آواز جام عشرت انجام گردش میں ملک یاقوت نے اٹھکر کئی مرتبہ چلون کو شراب کے چھوڑا گلابیان بھی اٹھائیں شراب کی تعریف کرنے کے میلے سے اٹھا اٹھا رکھ دیں ظلمات تیرہ بخت بیٹیا ہر کسی کا ٹہنیں گامیں سب نے تعریف کی ملک یاقوت نے کچھ نہ کہا بلکہ منہ نیایا ظلمات نے کہا کہ کیوں ملک عالم ہماری گانے والیاں اچھی ہیں ملک یاقوت نے کہا کہ صاحب کیا کنارہ مرد نقلی نے زانو دبا کر کہا کہ بیٹیا مجھے پوچھو ہمیشہ ایسی گاتی ہیں کہ زہرہ فلک کو سکتہ ہو ملک حیرت جادو و افراسیاب جادو والے گانے کے قدر دان ہیں انہی ظلمات منتیں کرنے لگا کہ ملک عالم سب مشتاق ہیں ایک چیز تو آپ بھی گائیے ملک یاقوت نے ظاہر میں بہت انکار کیا بہن نے بھی کہا کہ بوا یہ تمھارے مہمان ہیں اپنے مہمانوں کی سب خاطر کرتے ہیں ملک یاقوت کا چہرہ سُرخ ہو گیا جب ظلمات نے انتہا کی منت کی سب اہل دربار نے بھی کہا کہ ملک ضرور گائیے مجبور ہو کر ملک یاقوت نقلی اپنے مقام سے اٹھیں سازندوں کے بیچ میں آکر بیٹھیں جانتی ہیں کہ ظلمات تیرہ بخت اسیر طرہ کیسے و ذبیح خجرا برد ہو چکا ہوا اسی سے آنکھیں ملا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

تاشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا
قربان مشتری و ماہ کا دورہ قسریں آیا
مبارک ہو زمانہ ابرو باران کا قرین آیا
عجب انداز سے آغوش میں وہ نازنین آیا

ظہور آدم خاکی سے یہ ہکویقین آیا
گیسا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
ہنسین تیرے کرم سے جام مثل برق اساقی
پری شیشے میں اتری کیے یا قالب میں روح آئی

ہمیشہ نقشِ حب کا مشتری کے روز اکھٹا ہوں
خدا دیکھی تو پیش چشم تیرے دست نازک تھے
نہ گھبرا چاروں کے واسطے اور روح قالب میں
نہایت تشنہ دیدار میں خوب اُسکو چوسین گے
نہ چھوڑ گیا کسی کو آسمان بے گور میں نہیجے
گریبان تک بھی دامن سے خون ہو رہنا اسکا
مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو منظر کا

ستارہ نیک ہو میرا تو وہ زہرہ حسین آیا
نہری مشتری یاد آئی جب نام نہ گئیں آیا
گیا جب اس مکان سے پھر نہیں اسکا کین آیا
اگر اپنے لبوں تک کوئی فعل آتشیں آیا
سمجھو زیر زمین اُس کو جو بالائے زمین آیا
بغل سے جو کے دامن تک جو پاک آستین آیا
مقام کیسے مشکین و خال عنبرین آیا
گیا خرم جب اُس درگاہ میں اند و لہن آیا

جتنی دیر میں یا قوت اقل نے یہ غزل گائی اتنے عرصے میں چالاک نے گلابیوں میں بیوٹی پہونچائی اب سب
سامان تیار ہو برق کا ارادہ یہ ہو کہ اب بیوٹی ملی ہوئی شراب پلاؤں اپنا رنگ مہاؤں کہ بیٹھے بیٹھے ظلمات
گھبرا لگا کہ ملکہ عالم تھوڑی دیر بچے معاف فرمائیے میں ابھی ماضی ہوتا ہوں یہ کئے اٹھا ایک خیمہ تھلے کا ہر
کہ سب شیاں عہد بان موجود رہتے ہیں اور چار پتلیاں سُہری میز پر رکھی رہتی ہیں جیسے ہی ظلمات اُس خیمے میں
پہونچا ایک تلی ہنسی دوسری نے کہا کہ بوا کیا ہنسیں تیسری نے کہا کہ بوا مجھے پوچھو چوتھی نے کہا کہ تم کیا بانو
جو پہلے سب کے ہنسی تھی اُس نے کہا کہ بوا اتنا کافی ہو کہ آج کل انقلاب ہو سا حردن کی مٹی خراب ہو کہی کن خرابی
سے بجا اُسے گئے ہر مقام پر مشہور ہو آج ہمارے مالک یہاں آئے ہیں اور بوا اتنے غزل بھی سُنی تیسری نے
کہا کہ بوا میں تو کان لگا لئے سن رہی تھی ظلمات کے کان کھڑے ہوئے بگوش ہوش سے لگا چوتھی نے کہا کہ بوا
نام تو بتاؤ جو پہلے ہنسی تھی وہ بوا بول اُٹھی کہ بوا نام کون بتائے اتنا بڑا ساحر زبردست رہنے والا پردہ ظلم
کا اُسکی آنکھوں پر یہ پردے پڑے ہیں ہماری بوا کو کیا غرض ہو کہ ہم نام بتائیں شراب بھی خراب ہو چکی اب مالک
ہمارے چراغ سحری ہو رہے ہیں ایک نے کہا کہ بوا اور غضب ہوا یا قوت پر عاشق ہوئے ہیں اُس عشق میں
سب مطلب ہو گیا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ پھر قی پھرائی صبا رفتا رہی آئی در دولت پر اسے پہونچا پوچھا کہ
کیوں صاحبو محفل میں کیا ہو رہا ہے سب چویداروں نے کہا کہ ناچ گانا ہو رہا ہے یا قوت نے خوب
سل اُٹھے کیا غزل گائی ہو خوب رنگ جابجا صبا رفتا رہتے کہا کہ یا قوت گانا کیا جائے خادموں نے کہا
کہ بی صبا رفتا صاحب آپ نے نہیں سنا ملک یا قوت کا وہ گانا ہے آج کسی کو کیا لیاقت ہو کہ مثل

انکے گائے صبار رفتار نے کہا کہ سامری و جمشید خیر کریں معلوم ہوتا ہے کہ عیار ہونچکے یہ باتیں حد بار رفتار
کر رہی ہیں کہ اسے کینتو مجھ کو جانے دو میں جا کر پہچانوں کہ دیکھا سامنے سے ظلمات غصے میں کا پتا چلا آتا ہے بڑے
صبار رفتار نے کہا کہ اوشنشاہ میں حضور کی خیر و عافیت دریافت کرنے آئی تھی گائے کی کیفیت سنکر دل کو
شک ہوا ہے یا قوت گانا کیا جانے معلوم ہوتا ہے کہ عیار ہونچکے ظلمات نے کہا کہ میں پہلے ہی دریافت
کر چکا ہوں کہ میزان سامری بزرگون کے وقت سے میرے ساتھ رہتی ہیں میں نے اُسے پوچھ لیا ہے کہ
انکی گردن لیتا ہوں بیان برق و چالاک نے جو دیکھا کہ ظلمات گیا دیر کیوں ہوئی آپس میں کچھ اشارے
کر کے اُسٹھے کہتے ہوئے کہ شہنشاہ نے کیوں عرصہ کیا ساحر و ن نے کہا کہ حضور آتے ہیں تامل فرمائیے ایک
ساحر کے پہلو میں برق کھڑا ہے ایک کے پہلو میں چالاک کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا کہ آگے آگے ظلمات
پیچھے پیچھے صبار رفتار انکو جو دیکھا کہ ایک مقام پر کھڑے ہیں وہیں سے پکارا اٹھا کہ او مکار و کمان جاتے ہو
نہم ظلمات تیرہ بخت جس جادوگوں کے پہلو میں دونوں کھڑے تھے ایک کو برق نے مارا اور ایک کو چالاک

نے خنجر سے ہلاک کیا دونوں نے اپنے نام کے نعرے کیے نعرہ چالاک	عیاری میں نہم بہت چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک	خلیفہ اولم چالاک نام
برق نے بھی اسی اندھیرے میں اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق	مرانا نام ہے برق خنجر گزار
کہ استاد ہیں خواجہ نامدار	کے کون مکار و خندار ہوں
گردن سیکڑوں کو س کی راہ طر	در کمر پر میرا پسرا رہا
تڑپ سے مری چرخ بہار بار	جہلا وہ ہوں میں نام ہی برق

اسی اندھیرے میں دونوں نکلے باہر آئے کئی جادو کروں کو مارا ساحر حیران کہ یکایک یہ کیا آفت آگئی کیا
سبب ہوا کہ ساحریوں مارے گئے جب یہ دونوں جست و خیز کرتے ہوئے نکل گئے ظلمات نے زانو پر ہاتھ تھار
کہا کہ بار و حقیقت میں مجھے بڑی غلطی ہوئی میں نے دور سے کیوں نعرہ کیا وہ تدبیر سے کھڑے تھے کارہا
نمایان کر کے نکل گئے اسے تلاش کرو باہر نکل کے دیکھا کہ کئی جادو کروں کے لاشے پڑے ہیں ظلمات کی
آنکھوں کے تلے اندھیرا آگیا ساحر جو چار طرف دوڑے تھے پلٹ پلٹ کے آئے کہ کیا حضور سب طرف تلاش کیا
مگر وہ نکل گئے کہیں پتہ نہ ملا غلاموں نے جا بجا تلاش کیا ظلمات کو بڑا قلق ہوا قوت و زمرہ کو حضور
سے نکالا ان دونوں سے سب حال کہا یا قوت و زمرہ نے کہا کہ حضور برق و چالاک باکے عیار میں

ہنگامہ مثل نہیں عمر و کوان دونوں پر طماننازی ہر اب تشریف لیجیے ملک عالم آپ کا انتظار کر رہی ہیں سامری و جمشید
 نے ہماری جان بچانی ظلمات نے کہا کہ سب شراب خراب کر گئے شراب پینکو اور سب شراب پھینک دی گئی
 یا قوت و زمر و کو اب جلدی ہو کہ لشکر میں ملک حیرت کے پوچھیں ملک فرماتی ہو گئی کہ کیوں عرصہ ہوا یہاں
 کمبخت عیاروں نے یہ آفت برپا کی صبح ہوتے ہی ظلمات نے سب لشکر آراستہ کیا یا قوت و زمر و کو ساتھ لیا
 نوبت و نقاب سے بجاتا ہوا چلا بیان ملک صرخ بارگاہ میں تھیں کہ اول چرند و پرند نے آکر خبر دی کہ چالاک
 برق نے جا کر عیاری کی تھی حال اُنکا کھل گیا مگر یہ بھی سنا کہ نکل آئے گرفتار نہیں ہوئے یقین ہو آتے ہوں وہ ذکر
 تھا کہ چالاک و برق آکر پونچے عمر و نے کہا کہ ایوں بے ہمتے تجھ کو منع کیا تھا مگر تو نے کمانا مانا آخر جا کے
 اُسکو ہوشیار کر دیا برق نے کہا کہ اُسٹاد مار لیا ہوتا صبار رفتار نے جا کر آفت برپا کر دی آخر غلام لڑ بھڑکا
 نکل آئے عمر و نے کہا کہ اُسے بھیجا میں تو جانتا تھا کہ تو اُسے ہوشیار کرنے جاتا ہو جو منظور تھا وہ کر آئے برق نے
 سر جھکا لیا کہا کہ اب وہ آتا ہو حضور عیاری کرینگے عمر و نے کہا کہ اب ہم تو اُسے مارینگے یہ کیلے خواجہ اُسٹے
 کہ برق کی گوشمالی کروں برق نکل کر بھاگا کہ ہمارے حاضر ہے عرض کی کہ ملک یا قوت و زمر و ظلمات کو
 ایسے ہو آتی ہیں سب سردار باہر نکل آئے آگے آگے ملک صرخ سب سردار ملک صرخ کو گھیرے ہوئے ایک
 جانب ہمارے گلزار ایک جانب ملک مخمور سرخ چشم اور ایک جانب باغبان قدرت ایک جانب
 ملک لیلے محل نشین و رعد و برق و ملک ہلال سحر افکن وغیرہ ملک صرخ آکر باہر ٹھہرے سائبان
 زربفتی کھینچ گیا ملک صرخ آکر تخت پر بیٹھیں گو سردار ملک لشکر تمام فروکش ہیں سب کو خبر ہو گئی کہ ساحر ظلمات آتا ہے
 سب مشتاق ہیں اُسی جانب دیکھ رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی لکے پائے ابر نمایاں ہوئے آگے آگے ملک یا قوت
 و زمر و اہتمام سواری کرتی ہو میں ظلمات تیرہ بخت تخت پر سوار سات لاکھ کا لشکر پشت پر بڑے زور و شور
 سے آکر پہنچا ملک حیرت کنارے پر لشکر کے مثل رہی ہیں آمد ظلمات کا انتظار ہو کہ ظلمات آکر پہنچا بھی
 ملک حیرت کے قریب نہیں پہنچا تھا کہ اسنے پلٹ کر لشکر اسلام کو دیکھا قضاے کار خواجہ عمر و کی پر جلوہ زما
 ہیں تمام عیار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں خواجہ عمر و کی کرسی پایہ تخت پر بھی ہے ظلمات نے ملک یا قوت
 سے پوچھا کہ یہ کون شخص مٹیا ہے یا قوت نے سر جھکا لیا کہا کہ حضور اس شخص کا نام نہ پوچھیے اسکا نام لینے
 خوف آتا ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت آجائے ظلمات نے وہیں تخت رکھ لیا کہا ملک جب تک نام نہ سن لو گا آگے
 نہ بڑھو گا کل ہی تو مسلمانوں کا خاتمہ کرو ونگا نام کیوں نہیں بتاتین یہ کیا کوئی بڑا ساحر زبردست ہو واسکے

نام لینے میں خرابی ہر مرد نے کہا کہ حضور یہ وہی شخص ہے کہ جبکہ لقب ہر سر بر بندہ جادوگران و ریش تراشدہ
 کا فران پس زیادہ نہ پوچھیے ایسا نہ ہو کہ کچھ خرابی آجائے ظلمات نے بگڑ کر کہا کہ اب دولت موجود ہیں کیا آفت
 آسکتی ہے کیا کوئی بڑا ساحر ہے آخر یا قوت نے جھلا کے کہا کہ عمر و عیار کا نام ہے یہ سننے کے ساتھ ہی ظلمات
 نے کہا کہ واہ اسنے بڑے بڑے ساحر مارے اسی کی گردن پر سب کا خون ہے ملک زمر و نے کہا کہ حضور ساحر شمش
 کو دریاے قلمزم میں جا کر ارجتے نامی جادوگر مارے گئے اسی عالم نے قتل کیے اس ہوشربا میں بھی مہر خیم
 قتل نہیں کیا مگر تاریک شکل کش پر بھی عیاری کر کے گیا گنبد تاریک میں بھی پہلے عمر و ہی پہنچا وہاں بھی
 جا کے عیاری کی ایسا جا کر گایا کہ ملک تاریک گانے پر عمر و کے عاشق ہوئیں اور بڑے بڑے سارون کو مار
 مشعل ایسا شخص کہ جو مقبول بارگاہ سامری تھا اسکے چراغ حیات کو گل کیا یہ سنکر ظلمات غصے
 میں کانپنے لگا اور کھڑا ہو گیا کہا کہ عمر و کو ابھی لاتا ہوں زمر و نے کہا کہ ای شہنشاہ ایسا ارادہ نہ کیجیے
 یا قوت زمر و نے ہر چند سمجھا یا ظلمات کب مانتا ہے فوراً پکار کر آواز دی کہ ہمارے مشیر خوش تیر
 آفت آمد مخوار کو بلاؤ ہریان عمر و کی سامنے ملک حیرت کے پیش کیجا بینگی یہاں ملک حیرت حیران ہیں
 کہ ظلمات کا تخت کیوں رُک گیا ظلمات بلبلا رہا ہر دیکھا کہ ایک جادوگر قومی تن قومی من سیاہ فام
 یہ انجام تنہا ہوا سامنے آیا ظلمات نے کہا کہ کیوں آؤ آفت آمد مخوار کچھ بھوک لگی ہے آفت آمد مخوار
 نے کہا کہ آدمی کے گوشت کی خواہش ہے اگر ایک آدمی کا گوشت ملتا تو کھ گرم ہو جاتا ظلمات نے کہا کہ
 میں سمجھ کر کھاتا ہوں تو کھا جانا گوشت اسکے جسم میں بہت کم ہے ہریان بھی چاہتا آفت آمد مخوار
 نے کہا کہ حضور لائیں تو ہریان کھانا میرا کام ہے ظلمات نے مقام سے اٹھا ٹرپ کر بلند ہوا یہاں
 کسی کو خبر نہیں خواجہ عمر و کرسی پر سے اٹھے ٹھل رہے ہیں ظلمات اتر کر ایک نخل کے سائے میں آیا
 کسی نے دیکھا بھی نہیں عمر و کو تاک کے جوگرتا ہے کمزور میں بچہ دیکھ لے اڑا ہڑ ہو کہ عمر و کو ساحر لیے جاتا ہے
 ہمارو باغبان نے قصد کیا کہ برق فرنگی نے اشارہ کر دیا کہ کوئی صاحب نہ جائے کچھ انتظام
 ہو چکا ہے سب سردار کفن افسوس لک رہے یا قوت زمر و نے دیکھا کہ ظلمات عمر و کو پیچھے میں
 واپس ہوئے عمر و بیہوش و مدہوش عیار بچوں نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ ظلمات عمر و کو لے آیا بھاگین کہ
 جا کر ملک حیرت سے خبر کریں یہاں ظلمات نے آواز دی کہ اس ساربان زادے کو بے خبر دار ہریان تک
 نہ چھوڑنا ساحر شمش خداوند ساحران کا خون اسکی گردن پر ہے آفت آمد مخوار نے عمر و کی کمر میں

پنجویا بن ٹول کے کہا کہ گوشت کا تو اسکے جسم میں نام نہیں ظلمات نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی کہ چکے تھے کہ ہریان
 بھی تیرا ہی حصہ ہر آفت آد مخوار نے کہا کہ حضور دیکھیے تو ٹھوڑی دیر میں کیا ہوتا ہے یہ کہتا ہوا عمر و کو
 لیکر چلا ظلمات نے کہا کہ بی یا قوت و زمر و اسی شخص کا یہ غلغلہ تھا آج ہی خاتمہ کر دیا لیجیے عیاری کا تو
 اختتام ہوا یا قوت و زمر و کہتی ہیں کہ حضور آپ نے تو کارنایاں کیا لیکن عمر و کو ہنسنے لگا بھی مرتے نہیں دیکھا
 ہمیں ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آفت آد مخوار مارا جائے تو عجب نہیں ظلمات نے کہا کہ آفت آد مخوار کو
 کون قتل کر سکتا ہے سر لیکے عمر و کا آتا ہو گا یہاں تو انتظار ہے آفت آد مخوار عمر و کو لیے ہوئے جاتا تھا
 کنارے پر لشکر کے آکر پہنچا عمر و کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ساحر مجھ کو لیے جاتا ہے منتیں کرنے لگے کہا کہ بھائی
 مجھے کیا مطلب ملے مہر خ کو کپڑو کہ کچھ مطلب حاصل ہو آفت آد مخوار نے کہا کہ اوسا ربا ن زادے خود
 ظلمات تجھ کو گرفتار کر کے لائے میرے پیٹ میں آج تیری جگہ ہر سیکڑوں آدمی کھا گیا ایک نخل کے سائے
 میں یہ باتیں ہو رہی ہیں خواجہ عمر و منتیں کر رہے ہیں آفت نہیں مانتا کہتا ہے کہ مجھے تیرے کھانے کی
 خواہش ہے تو قافل بزرگان دین ہر تیرا کھانا ثواب ہے جب آفت آد مخوار عمر و کے کھانے پر آمادہ ہوا
 عمر و بفرار ہو کر دعائیں مانگنے لگا کہ اے رحیم و کریم میرے تیرے وعدہ ہو چکا ہے میں نے اُس بڑی چیز کا

خیال بھی نہیں کیا یہ سچیا مجھ کو کھانا چاہتا ہے تو ہی بچا سکا طلسم	حق بہ بخشہ جرم ہر نامہ سیاہ
توبہ کر عاصی کند بعد از گناہ	گر کند آن مہربان برصے نگاہ
شیر را رو بہ کند آن زور مند	سرنگون دارند بر خاک نیاز
سروران دہر عالی پا نگاہ	ذات مول بیشک دبے اشتباہ
ہندی مداح میدارد امید	عمر و کے روئے پرافت آد مخوار
ذرہ ناکارہ گرد و آفتاب	
کوہ را سازد بیکدم مثل کاہ	
لا شریک دبے مثال دبے نظیر	
صرف بر فضل کمالت یا آلہ	

ہنستا ہے کہ پہلو سے آواز آئی کہ آفت آد مخوار تو نے اس دشمن کے کھانے میں کیوں دیر لگائی بڑا گنگنا
 ہوا سامری و جمشید خفا ہوتے ہیں آفت آد مخوار نے پٹ کر دیکھا کہ ظلمات خود دوڑا ہوا آتا ہے عمر و
 پہنچا ناچ کر نبھاتا ہوا کہا کہ ارے غضب ہوا عمر و کے نام پر سب ساحر جان دیتے ہیں مہر خ و بہار
 آپرین بلد عمر و کا سر کاٹ لیا و ن مسلمانوں کو دکھا دن تو نے اس قدر دیر کیوں کی یہ کہتا ہوا قریب آیا
 کہا کہ دیکھ برق لامع آتی ہے اسکو بھی کھا گیا ہے شکر آفت آد مخوار لپٹا متر قرآن نے بعدہ مارا اپنے

نامہ کا لغو کیا لغو قرآن	منہ مقرر کردید ان کین	زعیاری من بلرز زمین
--------------------------	-----------------------	---------------------

منم ہمتہ ذی ہمتہ نامدار
 لقب گشت ہتر قران ذی وقار
 چو بوندہ کشتہ وز میسان نبرد
 آفت کا سر اڑ گیا خواجہ چھوٹ کر بھلے یہاں ظلمات کا تخت آہستہ
 آہستہ چلا آتا ہر منظوریہ ہر سر عمر و کالے لون جاں ملک حیرت سے لمون سر عمر و پور نذر پیش کر دین دیر جو ہوئی کہا
 جا کر دیکھو تو کہ آفت آمد مخوار عمر و کو کہاں لے گیا سر جہاں لائے ملک عالم مابہ دولت کی مشتاق ہین کنارے پر
 لشکر کے کٹری ہین مجھے تکلیف ہوتی ہر چند ساحر کے جا کر دیکھا کہ جنگل میں لاشہ آفت آمد مخوار کا بڑا ہر سر
 پھٹا ہوا لباس نذر دلاش اٹھا کر لائے کہا کہ حضور عمر و کا تو نشان بھی نہیں انکا لاشہ پڑا تھا اٹھا لائے
 ظلمات کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا لشکر میں بڑھ ہوا کہ آفت آمد مخوار کو مار کر عمر و چھوٹا کشف آفت
 مردوار بخوار بھائی آفت کا روتا پیتا سنے آیا کہا کہ حضور میرا بازو ٹوٹ گیا اب حضور دخل نہ دین میں
 معادۂ خون برادر میں ایک کو زندہ نہ چھوڑو نگاہنارون کا خون کرونگا غلام پر بہت شاق ہوا اب میں قتل
 مسلمانان کا مشتاق ہوا ظلمات کو بڑا افسوس ہوا کہا کہ اے کشف صبر کر دیکھا میں معادۂ خون آفت
 نہ ہونگا چل کے ملک حیرت سے تو ملاقات کرو ظلمات کبیدہ درنجیدہ چلا ملک حیرت کو اگر سلام کیا ملک
 حیرت نے دیکھا کہ ظلمات تنہا چلائے ہوئے ایک ساحر سیاہ قام ہائے بھائی ہائے بھائی لکے روتا ہوا اپنا
 منہ اشکوں سے دھوتا ہوا حیرت بارگاہ میں لیکر آئی کہا کہ کیوں اے ظلمات کیا ہوا ظلمات نے کہا کہ
 حضور میں نے سنا کہ عمر و کی ذات سے بڑا فتور ہر میں پکڑ لایا آفت آمد مخوار کو دیا کہ اسکو کھالے تھوڑی
 دیر کے بعد اسکا لاشہ آیا غلام کو حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہوا بھائی اسکا کشف رورہا ہر اگر میدان
 میں نکلا بھار وغیرہ کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا حیرت نے کہا کہ اے ظلمات عیار قیامت کے پر کالے ہین پہلے تو
 اٹھ جان بچاؤ بعد اس کے پھر کسی کو قتل کرنا کشف نے عرض کی کہ حضور ملاحظہ فرمائیں ہر چند کہ
 ملک حیرت نے منع کیا کشف نے نہ مانا ملک حیرت نے کہا کہ تمہیں اختیار ہر ظلمات دربار سے ملک
 حیرت کے اٹھا اپنی بارگاہ میں آکر داخل ہوا کشف نے کہا کہ میرے نام پر طبل جنگی بجو ایسے آخر کشف کے
 نام طبل جنگی بجا اہل اسلام کو خبر پہنچی یہاں بھی طبل جنگی بجاتیا ریان ہونے لگیں لیکن مسر برق فرنگی
 خبر وحشت اثر سنکر لشکر سے نکلا فوج ظلمات میں آیا دیکھا کہ بڑی تیاریاں ہو رہی ہین جابجا ساحر وین
 سحر تیار کر نیکا حکم ہر ہرنچے میں ساحر بیٹھے ہوئے سحر تیار کر رہے ہین لکے ہائے ابر بنائے ہین اُسین چہر یان
 کٹاریاں بھری ہین اُس ابر کو اڑا رہے ہین سحر ٹھٹھٹے بنا رہے ہین برق کنارے اگر ایک نازنین کا

شکل نمبر تیار ہوا اور دوازے پر آکر کہا کہ میان کشتافت سے عرض کرو کہ شہنشاہ ہوش رہا ہے
 اپنی کنیز کو بھیجا ہر خدمتگاروں نے جا کر کشتافت سے کہا کشتافت نے کہا کہ جلد بلا لو ہرق اندر پہونچا
 تن کر سلام کیا سینہ ابھارا مسکرا کر کہا کہ کیون صاحب مزاج کیسا ہے آپ سپہ سالار ظلمات تیرہ تخت ہیں
 شہنشاہ نے یہ کاغذ دیا ہر اداسے مشوقانہ دیکھ کر کشتافت ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا کہ آئیے تشریف
 لائیے کیا حکم ہے کنیز نے جھولی سے نامہ نکالا ہاتھ پر رکھ کر کشتافت کو نذر دیا اور کہا صاحب جو راز و نیاز
 کی بات ہو وہ الگ کہو نگی اُسین ٹھہرا فراسیاب پائی نامے کو پڑھا اُسین لکھا تھا کہ اے کشتافت تھو
 بھائی کا حال سُکر ہکو نہایت قلق ہوا جب تم مقابلے کو میدان میں جاؤ گے مابعد دولت بھی تشریف لائیں گے
 تمہاری عین وقت پر مدد کریں گے اور کنیز جو راز و نیاز میں بیان کر دیگی اُس حکم کے بھی کار بند رہنا کشتافت
 اٹھ کھڑا ہوا چاہتا ہے کہ اسکے ساتھ لگا دوں اپنی معشوقہ بناؤں کم سن غنچہ دہن سینہ سرو بلغ حسن و
 جمال ماہ آسمان کمال ایسی معشوقہ کسکو سیر ہوتی ہے ساتھ ساتھ چلا تنہائی میں آیا کنیز بھی پاس آکر بیٹھی
 باتیں مٹھی مٹھی کرنے لگی کشتافت مرا جانا ہر دل میں کہتا ہے کہ کیا پیاری باتیں ہیں افراسیاب نے کس ظالم کو
 بھیجا ہے اسکی باتیں سُن کر مرا جانا ہوں کبھی سینے پر ہاتھ مارتا ہے کبھی کھٹ افسوس ملتا ہے کبھی اس خیال میں کہ
 کیونکر راضی کروں بہشت پر ہاتھ رکھا کنیز نے ایک اٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا کہ ادب سے نہیں بیٹھتا اتو
 برق نے وصول دھپے پر کھ لیا کبھی مسخرہ بن کرتا ہے کبھی مُنہ چڑھا دیا کبھی انگوٹھا دکھا دیا کبھی جھادلی بتا کر
 اٹھا کہ صاحب میں جاتی ہوں شہنشاہ سے کہہ دوں گی کہ اصلی بات میری نہیں سنی کبھی گھبرائے کہتا ہے کہ ادا نامرد
 ازلی مجھے کیون چھیڑتا ہے میں شہنشاہ کے سامنے فریاد کروں گی یقین ہے کہ ہر شخص کو خوف ہو میرے ساتھ ایسی
 باتیں نہ کرو مجھے کیا چھیڑو گے میں داہیات بات نہ گوارا کروں گی شہنشاہ سے کہو نگی مجھے ایسے مقام پر
 نہ بھیجا کیسے گلوڑے بازار کے پھرنے والے اُنکے سامنے بوٹیوں کے جانے کی کیا ضرورت ہے کشتافت ہاتھ
 باندھ کر بٹاتا ہے کہتا ہے کہ اے ملکہ خفانہ ہو دم پھراور بیٹھو اصلی بات کہو میرے دل کی عجب کیفیت ہے
 اب تو یہ حالت ہے نظم

کسان وطن سے ہوں بن خانان خراب جدا	ہوا بیاض سے کب شعرا انتخاب جدا
ہوا ہے آج جو وہ رشک ماہتاب جدا	بدن کو جان سے کرتا ہے اضطراب جدا
ہوا نہ پیری میں بھی ساغر شراب جدا	یہ وہ ہے صبح نہ ہو جس سے آفتاب جدا

نہیں ہر غم جو بدن سے ہو سر جدا ساقی
ہمارے دیرۂ ترسے ہو کیا جدا رومال
جو چشم مال سے دیکھے وہ دانت ہیرے کے
کس شراب سے کیا ربط و مہمہ تابان
کما جہین نے کہ پاس آتو بول اٹھا چل دور
کہاں یہ پیک اجل ای فلک کہاں قاصد
پہنچ رہینگے برا بر ہی حشر میں بدونیک
ہو اصل ایک میں عاشق ہو ہون تو عشوق
کہا ہر خوب ہی دیوان تو نے اونما رخ

مگر نہ ہاتھ سے ہو ساغر شراب جدا
کہ روئے یار سے ہوتی نہیں نقاب جدا
گھر سے ہو عسوق شرم ہنگے آب جدا
کہ آفتاب سے رہتا ہوتا ہوتا جدا
مرا سوال حُسد اہر ترا جواب جدا
جواب نامہ جدا ناسے کا جواب جدا
رو خطا سے کہاں ہر رو ثواب جدا
مرا خطاب جدا ہر خطاب جدا
کسی کے ہاتھ سے ہوگی نہ یہ کتاب جدا

نازنین نے کہا کہ آپ اس قدر کیون کھیراتے ہیں ایک جام شراب تو پیچھے دوڑ کر گلابی اٹھلکے لایا برق نے
جام لبریز کیا سکر کر کہا کہ نوش فرمائیے سکر نے پر کثافت شارب ہو گیا جام لیکر بے اندیشہ انجام لیا گیا
برق نے وہ بیوشی ڈالی تھی کہ بلبلا کے کھڑا ہو گیا کہا کہ ای جان جان شراب میں کیا ملا تھا کوئی مجھ کو آسمان
پر لیے جاتا ہر برق نے کہا کہ ٹھیلے کثافت ٹھلنے کو چلا بیوشی نے طمانچہ مارا لکڑا کے گرا برق نے لغزہ کر کے

نخمارا شکم چاک قصہ پاک نغمہ برق فرنگی تصنیف مصنف
کہ استاد میں خواجہ نامدار
تڑپ سے مری چرخ ہزار ہا
چھلا وہ ہون میں نام بھی برق ہر

بارگاہ میں پڑا سورہا تھا کہ آوازیں میب کان میں آئیں گھبرا کے اٹھا آنکھیں ملتا ہوا باہر نکل آیا سر اٹھا کر
دیکھا کہ کثافت کا خیمہ جل رہا ہر تڑپ کر بلند ہوا دیکھا کہ آگ برس رہی ہے آندھی سیاہ اٹھی قبا بارگاہ اٹھ گیا
لاشہ کثافت کا تڑپ رہا ہر ایک عیار کو دیکھا کہ خنجر برہنہ خون ٹپکتا ہوا ہاتھ میں ٹٹولتا پھر تار ہر اندھیرے
میں راستہ نہیں ملتا یہ جو دیکھا ظلمات جل گیا کہ اس عیار نے میرے رفیق کو مارا تڑپ کر گرا برق کو
پکڑ لیا خنجر ہاتھ سے چھین لیا کھینچتا ہوا برق کو بیدار بارگاہ لایا آندھی جو سیاہ چلی اور مرنے کی آواز
کثافت کے آئی جس قدر ساحر قریب بارگاہ تھے بھاگ گئے کتے ہوئے کہ یار و کسی نے آقا کو ما اظلمات

مرا نام ہر برق خنجر گزار
کے کون سکار و عندار ہون
بذریعہ قدم غرب ہر مشرق ہر

تڑپنے میں بین برق رفتار ہون
در کمر پر میرا پسرا رہا

اکیلہ کھڑا ہوا برق پر غصہ کر رہا ہر مرتبہ خنجر گ سے ملتا ہوا چاہتا ہر کہ سرکاٹ دون برق ہاتھ باندھ کر
 عرض کرتا ہر کہ حضور سنیے تو عمر و کا بیٹا تھا چالاک قتل کر کے بھاگ گیا مجھے حضور چھوڑ دیں میں ابھی کپڑاؤں
 کہ پہلو سے بارگاہ سے رنگ کی آواز آئی دیکھا کہ ملکہ صرصر شمشیر زان چھٹی ہوئی آئیں کہا کہ حضور سنیے
 چالاک کو بھی پکڑ لیا دونوں نے ملکہ کشفیت کو مارا آپ مجھے دیکھ جلاؤ تو اور کھینچے کھڑے ہیں دونوں کے
 سرکاٹ کے پھینک دیے جائیں حقیقت میں آپ کا بڑا رفیق مارا لیا ان دونوں ظالموں نے بڑا غضب کیا ملکہ
 حیرت کھڑی فرما رہی ہیں کہ ہم شہنشاہ سے بھی زچہ ہیں گے قاتلان کشفیت کو فوراً قتل کرینگے یہ کیک حساب
 مارا برق بیوش ہوا پشتارہ باندھ کر کہا کہ آپ بھی تشریف لائیے گا آپ کا انتظار کریں یا نہ کریں ظلمات نے
 کہا کہ میں آکر کیا کرونگا میرے دونوں سزاوارے مارے گئے میرے دونوں بازو ٹوٹے سرکاٹ کے انکے
 خدمت شاہ میں بھیج دو صرصر نے چلتے وقت ایک پرچہ کاغذ کا ظلمات کے ہاتھ میں دیا کہا کہ اسکو پڑھ لیجیے
 ملکہ حیرت نے لکھا ہر ظلمات تو پرچہ کھولنے لگا صرصر شہنشاہ دیکر بھاگی جنگل میں آکر برق کو چالاک نے
 ہوشیار کیا کہا کہ برق بھاگو برق نے چالاک کا شکریہ ادا کیا دونوں باتیں کرتے ہوئے ہر طرف شکر کے
 چلے یہاں ظلمات نے پرچہ پڑھا اس میں لکھا ہر کہ منم چالاک بن عمر و تیری آنکھوں میں خاک ڈال کے اپنے بھائی
 کو لے گئے اب رات تمام ہو چکی ہے بڑے بڑے ستارے آسمان پر نمایاں ہیں چھوٹے چھوٹے ٹپکے ہیں سیم سیم
 چل رہی ہر ملکہ آشیانوں سے نکل نکل کر تعریف میں اپنے معبود کی مصروفیت میں مصروف ہیں رہے ہیں کہ تو
 علیم و خبیر و توسیع و علیم و رحیم ہر تورب کریم ہر لیکن ظلمات نے جو یہ فقرہ پڑھا کہ تیری آنکھوں میں
 خاک ڈال کر برق کو لے گیا تھے میں کانپنے لگا تڑپ کر ملا چہ جادوگر دن ہے دیکھ کہ آقا تو دہاتے ہیں وہ
 جادوگر بھی چلے ہر ہوا کہ کشفیت کو برق نے مارا چالاک برق کو پکڑ لیا اور شہنشاہ جاتے ہیں
 جیسے سنا وہ چالا ملکہ ہلال سحر افکن ظلالہ دیکر کنارے ہر شکر کے کھڑی ہیں تاجروں کی دوکانوں کو
 دیکھ رہی ہیں تاجروں سے پوچھ رہا ہیں کہ خیر و عافیت تو ہر تاجر دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ حضور ملکہ
 صرصر کی سلطنت میں شیر و مہر کی ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں دزدنا کا سیر دست ہاتھ باندھا جاتا ہر
 معشوق آکھ نہیں چراتے آپ کی عنایت سے سب طرح خیر و عافیت ہر کہ دیکھا سامنے سے برق و چالاک
 دو ٹپکے ہوئے آتے ہیں ہلال نے پکار کر پوچھا کہ ارے خیر تو ہر برق نے پکار کر کہا کہ ملکہ میں نے کشفیت کو مارا
 لیکن فوج آتی ہر ہلال نے کہا کہ آنے دو اسباب سحر ہاتھ میں لیکر آمادہ ہو گئیں کہ ظلمات آسمان سے ٹپکے

برق و چالاک کو پہنچے میں دبا لیا اور دیکر چلا ہلال نے گولہ مار کلائی پر ظلمات کی ٹپا برق و چالاک
ہاتھ سے چھوٹے ہلال نے ساحر وں کو اشارہ کیا کہ ارے ان عیار وں کو بچا نا کنیز وں دوڑیں ظلمات کو دک کر
ملکہ ہلال پر گرا بایاں شانہ نشانہ ہوا کنیز وں نے برق و چالاک کو ہوشیار کر کے علیحدہ کیا ظلمات کو
گھیر لیا ظلمات اُنکے روکے سے کب رکتا ہر کنیز وں کو قتل کرنے لگا لشکر ظلمات بھی آگیا ملکہ سرخ مو سے
کا کلک شاطر دربار کے جاتی تھیں انھوں نے جو سنا کہ ملکہ ہلال و ظلمات سے مقابلہ پڑ گیا اس وقت
اگر پہنچیں کہ کنیزان ہلال کو شکست ہوا چاہتی تھی سرخ مو نے آکر لمبے کور و کا دو نوں بہنیں لڑنے لگیں
افسران لشکر ظلمات کوئی دس ہزار سے آیا کوئی افسر کلان میں ہزار سے آیا بیع بڑھنے لگا ملکہ لیل سے
محمل نشین اپنی بارگاہ سے نکلی ہیں ہلڑ جو ہوا کہ مغلوب ہو گئی ملکہ لیل بھی پہنچیں لیکن دیکھا کہ ظلمات
بڑے زور و شور سے لڑ رہی تھیں افسر اسکے ہاتھ سے ارے گئے اب ہنگامہ ہوا ملکہ سرخ و ہوا بھی اپنی
بارگاہ سے نکلیں کل لشکر میں قرنا ہوئی ادھر ماکہ حیرت کو خبر پہنچی کہ ظلمات لشکر مسلمانان پر جا پڑا حیرت
سوار ہوئی مصور و صورت نگار اور جب قدر افسر تھے سب ملکہ حیرت کے ہمراہ ہوئے حیرت جب پہنچیں
کہ دو نوں لشکر مل چکے ہیں اسنے اپنے لشکر کو اشارہ کیا یا قوت و زور و زریزادیاں مصور و صورت نگار
صمصام و مقام شہد نیز و خونریز یہ سب سردار فردا فردا اگر پہنچے مغلوب ہونے لگی ظلمات قیامتیں
برپا کر رہی ہیں ملکہ حیرت بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہیں کہ ظلمات نے صفین کی صفین درہم و برہم کر دیں جس غول
گراتہ دبالا کر دیا ملکہ حیرت تعریض کر رہی ہیں کہ اے ظلمات کیا کہنا کیا مزے سے لڑ رہے ہو تمہاری جرات
میکو معلوم ہو تمہاری شوکت و لیاقت کی پردہ ظلمات میں دھوم ہو ظلمات خوشی میں بھولا ہوا ہر طرف
جنگ ہوا ایک طرف سے ملکہ لیل سے محمل نشین لڑتی ہوئی آتی ہیں ظلمات نے جو دیکھا چکار اٹھا کہ اے
لیل حسن و جمال و امرا آفتاب عالم تاب چرخ جلال و کمال ادھر تو نگاہ اٹھا و مشتاقان جمال کو چہرہ
مینظر دکھا و مدت سے تمہارا مشتاق تھا آج اچھی طرح سے تمہارا جمال و کمال دیکھا چاہتا ہوں میں کہ
سر جھکاؤں اپنے ہاتھ سے دار و بار سسوتا و دور و دراز کو راحت قلب کو قوت ہو ملکہ لیل نے جو یہ سنا
پلٹ کر آواز دی کہ کیا قیس کا حال نہیں جُسناس کس ذلت سے مارا گیا کیا تم بھی قیس کے پاس جاؤ گے
ظلمات نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مجھ پر تو نگاہ مہر و وفا چاہیے ایک نگاہ محبت کے مشتاق ہیں بقول شاعر نظم

آشیانہ مرے دیرانے میں ہر عنف کا

دل میں ساکن ہو خیال اک بت بے پروا کا

جب لگا بغض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا
کسلے گیسو کے تصور میں ہر طوفان شراب
شجر طور ہر قدر اور ہر رخ شعلہ طور
کیون ملین عالم بالا سے نہ مضمون بلند
ہو گیا سیلے استاد سے تغیر جو رنگ
تو وہ خورشید ہو لئے جو گلستان میں نقا
کیا جنون کم ہو مرا سنگ ملا سے بھلا
باغبان اپنے گل و میوے سے رکھ خاطر جمع
بعد مردن بھی جو ہر نرگس کیون کا خیال
جاتے ہیں عالم بالا کو جو نالے سیر سے
دین و دنیا کی عبث فکر ہر سنجک و ناسخ

نور ہر دست مسیحا میں کف موشی کا
حلقہ زلف ہر گرد آب مرے دریا کا
دست دلدار میں عالم ہر پیر بیضا کا
ہر دم فکر خیال اُس کے قہر بالا کا
چہرہ یار میں عالم ہر گل رعنا کا
چہرہ گل میں تلون ہو رہیں جربا کا
جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا
میں تو مشتاق چین میں ہوں چین آرا کا
کنبہ قبر میں ہر جوش خیم صبا کا
ہر خیال آج سمجھ ایک سی بالا کا
وہی ہو گا جو ارادہ ہر مرے مولا کا

ملکہ لیلا ہنسین فریاد ارے کیون دیوانہ ہوا ہر قیس کا سا تیرا بھی مال ہو گا بڑے بڑے صدقات
آنے بھی اٹھائے آخر بڑی ذلت و رسوائی سے مارا گیا ظلمات نہیں مانتا بڑھتا چلا آتا ہر ملکہ حیرت
نے دور سے دیکھا کہ ظلمات لیلا کے تعاقب میں جاتا ہر تیر کو دیکھا کہ اریا قوت و زمر و غضب ہوا
ظلمات ملکہ لیلا پر عاشق ہو گیا اور لیلا مذہب قدیم سے بیزار ہو گئی لوگوں کو برا جانتی ہر اری صرصر
بڑھ کر دیکھ ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار دیکھ لے یہ تو عیاروں کا ادنیٰ شعبہ ہر لیلا کو چھپاٹینگے اسی کی شکل
بنکر اسکی فکر کرینگے اری صرصر ذرا فکر رکھنا ملکہ حیرت یہ فراموشی ہیں اور ظلمات تعاقب میں لیلا کے
دوڑا دوڑا پھر تا ہر کبھی منت کبھی خوشامد کبھی غصہ بھی کرتا ہر کتا ہر کتا ایسا نہ ہو مجھے بے ادبی ہوا ایک سحر
میں گرفتار کر لوں گا ملکہ لیلا فراتی ہیں کہ میں تو تیرے عر کی مشتاق ہوں بہت سمجھ کے آنا یکایک ہوا سے
سر و چلی خوشبو آئی صاف ثابت تھا کہ صحرائے ختن قریب ہر ہزار ہا مشک نافہ کھل گیا ہو سے خوش
ہر طرف سے آنے لگی رنگ گلہائے خود رو کا اس قدر تیز ہوا کہ عکس سے زمین رنگین ہو گئی غنچوں نے
مسکرا کر دہن معشوق کا پتہ بتایا سوسن صدر زبان قصد کرتی ہر کہ زبان درازی دکھاؤں سنبل بچان چاہتا ہوں
کہ دام زلف برائے گرفتاری عاشقان پھیلاؤں نرگس شملائے خوش نگاہی آغاز کی عند لیباں خوشنوا

زمزمہ سرائی کر رہے ہیں یا دلتی میں دم بھر رہے ہیں ایک عندلیب نے زبان اپنی اشعار عاشقانہ میں کھولی نظر

کھینچ کر تلوار اپنا آپ وہ قاتل ہوا
اڑ چلا گر ہوش اپنا لٹا کر بسمل ہوا
کبے میں کاہیدہ ہو کر سنگ سو دل ہوا
آج کو سون تک معطر دامن ساحل ہوا
نورمہ نزدیکیے خورشید سے زائل ہوا
تو نقش بویا کا خوب میں عامل ہوا
گل بنا جو جسم خالی آج گل در گل ہوا
نکلی جب تکبیر اس کے منہ سے میں بسمل ہوا
بت پرستی کے سبب قرضہ نازل ہوا
سامنے آنکھوں کے آئینہ ہمارا دل ہوا
پیر ہن مجنون کا پھٹکر پر دہ محل ہوا
یار ہا جسکے لیے روح القدس نازل ہوا

اپنے ابرو آسنے میں دیکھ کر بسمل ہوا
بھاگ کر کب تجھے جانیر کوئی ادا قاتل ہوا
ہر یہ غم جانکاہ خالی ابرو خسار کا
دھوئے ہیں دھو بی نے دریا میں جو کڑے آگے
بجھ گیا میرا چراغ داغ وصل یار میں
جو پریر دبیٹتا ہوا کے اٹھ سکتا نہیں
جذب جنسیت ہم رہنے نہیں دیتا فراق
پاسے کس قاعل ادا سے کی شروع آسنے نماز
کہتے ہیں زرا ہر مری دیوانگی کو دیکھ کر
جب تصور یار کا باندھا ہم آپ آئے نظر
عاشق بے ننگ سے ہوتا ہر معشوق کو ننگ
روح ناسخ ہو اسی کی روح اقدس پر شمار

طلحات یہ رنگ بہار دیکھ کر بند قبا کھولنے لگا غنچہ و گل پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ کبھی صفت باغبان قدرت
کرتا ہر کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا بد فصل کو دیکھ کر ایسا بھولا تھا قبا لیل کو بھولا اس حیرانی میں کھڑا تھا
کہ ایک طرف سے ہنگامہ ہوا ہزار ہا کنیزین گلزار ماہ رخسار کباب رفتار شیریں گفتار عارض بھول
غنچہ دہن نایاب پیشانی رشک گل گلاب رنگ کھیلتی ہوئی چلی آتی ہیں جب پچکا ریاں چلین بھول کے
عارض گلزار ہو گئے آب روان کے دو پتوں پر جو رنگ پڑا سینے کا اُبھارا اور کھلا پچ میں ایک گلزار
چھپکا موتیے کا بدھیان آڑی تھپی پڑی ہو میں بھرے چھوٹوں کے ہاتھوں میں شیرینی دیکھنی باتوں میں بوجھا
تہ باغ باغ مسکراتی ہوئی جو ظاہر ہوئی طلحات کے ہوش اڑ گئے بدحواس ہوا چھین مارنے لگا چلا
کہ اچھوڑ دیا معشوق خوشبو ایک نظر خوش گذر جا ہننے والوں سے نگاہ ملاؤ ذرا ادھر بھی تشریف لاؤ
عاشقوں کو نہ جلاؤ ملکہ بہار نے مسکرا کر غنچہ دہن وا کیا گل گلاب اس رنگینی سے پیش کیے کہ ادا شد
صادق کیا چاہتا ہر طلحات نے ہاتھ باندھ کر عرض کی غلام جا بنا رہوں چاہتا ہوں قدسوی کرد

بردانہ دار گرد شمع جمال چہرہ ملکہ بہار نے کہا کہ اگر کلبہ بن یہ خفہ تو لیجا ہمارے چاہنے والے کے پاس پہنچا ایک
 کنیز حسین جمیل کشتی ریکر چلی قریب ظلمات کے آئی تو رے پویش ہٹا یا ظلمات نے دیکھا کہ ایک طرفہ اور ایک
 بدھی کشتی میں کبھی ہر طرف یہ کہ طرفہ کان میں لگایا برسی گلے میں سہی بارہ پنتے ہی ہار جیت ہوئی بیلانے لگا کبھی
 پکارتا کہ اگر ملکہ عالم حکم تضا شیم سے آگاہ فرما یہ میں بجالاؤں ملکہ بہار نے کہا کہ اگر ظلمات ملکہ حیرت
 ہماری دشمن ہیں بلکہ اسکا سر لاؤ یہ ظلمات بلبلاتا ہوا چلا صنفوں کو درہم درہم کرتا ہوا جاتا ہر جسے راہ
 میں روکایا تو کھانا اسکو مار کر نکلا ہزار ہا جادوگر ہاتھ سے ظلمات کے مارے گئے حیرت نے جو دورے دیکھیا یا قوت
 دزد مرد سے کہا کہ بڑا غضب ہوا ظلمات سحرین بہار کے پھنس گیا میرے قتل کو آتا ہر اربن پڑے تو اسے
 روکوا یا قوت دزد مرد اسباب سحر لیکر بڑھیں حیرت نے یہ بھی کہا کہ اگر ظلمات پر کوئی زوال آیا تو افراسیاب
 کو نالوار ہوگا آئندہ ترے زور و شور سے اسکو بھجوا ہر یہ وعدہ کر کے آیا تھا کہ میں مسلمانوں کا خاتمہ کر دوں گا
 سحرین بہار کے پھنس کر دیوانہ ہوا یہ ذکر تھا کہ یا قوت دزد مرد نے آگ برسانی ہر چند روکا لیکن ظلمات
 نہڑ کا حیرت کے تخت کے قریب آیا نعرہ کیا کہ ادھیرت تو نے غضب کیا کہ ملکہ بہار کے دل نازک کو
 صدمہ پہنچایا اب میرے ہاتھ سے بچکر تو کہاں جائیگی حیرت گھبرائی کہ ہو سکتا ہر اسکو قتل کروں لیکن یہ
 ہوش میں نہیں ہر شہنشاہ کیسے کہ وہ اپنے ہوش میں نہ تھا کیون اُسے قتل کیا اگر قصد ہو کہ گرفتار کر لوں ساحر
 زبردست ہر گرفتار نہ ہوگا صرصر نے کہا کہ لونڈی جاتی ہر عیاری کر کے اسکو گرفتار کرتی ہر حقیقت میں اگر
 قتل ہوگا تو بڑی بدنامی ہوگی شہنشاہ دامگیر ہوئے فرمائیکے کہ ظلمات ایسے ساحر کو کیوں قتل کیا یہ
 کہتی ہوئی صرصر چلی کتراتی ہوئی جاتی ہر حلقہ ہائے کندیاتھ میں لیے ہوئے ارادہ ہر کہ جا کر ظلمات پر
 عیاری کروں کندیاتھ حباب مار کر ہوش کروں کہ پہلو سے ایک کنیز نے آواز دی کہ ملکہ صرصر کہاں جاتی ہو
 صرصر نے پلٹ کر کہا کہ چپ رہ میں برائے گرفتاری ظلمات جاتی ہوں کنیز نے کہا کہ میں بھی آئی جھپٹ کر وہ
 صرصر کے پہنچی کہا دیکھیے ملکہ نے سحر کیا ظلمات جھوم گیا صرصر اُدھر پہنچی کنیز نے کندیاتھ حباب مار دیا
 صرصر ہوش ہو کر گری کنیز نعرہ کر کے بھاگی کہ منہ مرہر عیاری دور سے صبار رفتار نے دیکھا کہ صرصر
 بیہوش ہو کر گری صبار رفتار بھی چلی کہ جا کے استانی کو ہوشیار کروں یہ کہتی ہوئی چلی کہ کیا عیار بلکہ
 میں صرصر چلی تھیں ظلمات پر عیاری کرنے کے عمر و نے صرصر کو بیہوش کر دیا میں جا کے استانی کو اٹھاؤں
 کہ پہلو سے آواز آئی بوا تم نہ جاؤ عیار پھیلے ہوئے ہیں مجھے ڈر معلوم ہوتا ہر دیکھو صرصر کو کوئی گرفتار نہ رہا

جیسے ہی صبارفتار ٹپٹی منہ برق قرنگی کیلے حباب و حلقے کند کے مارے صبارفتار بھی بیہوش ہوئی حیرت نے
تخت سے دیکھا کہ برق نے صبارفتار کو بیہوش کیا صرصر کو عمرو نے باد و گرنیاں لیکن صرصر و صبارفتار
کو اٹھالائیں اتنے عرصے میں ظلمات نے کسی ہزار جادوگر مارے جس طرف سے گذرنا ہر سا مرد کہتے ہیں کہ تاج
حیرت نہ جانے دین یہ مہوت عشق بہار ہر لب پر مہر سکوت جم کر سحر کرتا ہر ہزار دن لاکھوں سے لڑتا بھڑتا
بڑھا حیرت کا نام جو بہار نے لے دیا ہر اسی نام پر گالیان دیتا ہوا جاتا ہر یہی قصہ ہر کہ ملکہ حیرت کو
قتل کرنے میں لکھنؤ میں بہار کی جادو حیرت ناچار ہو رہی ہر صرصر و صبارفتار کو ہوشیار کیا
ان دونوں نے کہا کہ حضور کیا کریں ان عیاروں نے وہاں تک نہ جانے دیا آپ نے ملاحظہ کیا کہ کیا گیا کام
کہتے ہیں جو انکی مراد تھی وہ پوری ہوئی اتنے عرصے میں ظلمات نے کئی ہزار جادوگر مارے حیرت بہت
پریشان ہو رہی ہر صرصر و صبارفتار کا حوصلہ نہیں بڑتا کہ تاہ ظلمات بائیں حیرت نے بیقرار ہو کر
دستک دی اور آواز دی کہ ارشاد شاہ آپ کیا کر رہے ہیں نگہبانان طلسم شہنشاہ کو نہیں خبر کرتے کہ میری
جان آفت میں ہر قتل کروں تو مشکل صورت گرفتاری ناممکن سحر بہار کا رنگ جم گیا یہ جو حیرت نے بچار کر
کہا افراسیاب جادو باغ سیب میں تخت پر بیٹھا ہر کنیز میں حاضر ہیں کہ حیرت کی آواز کان میں آئی
لکھنؤ رہی ہر شہنشاہ کیا کرتے ہیں ایک طائر بھی سامنے آیا بچار کر آواز دی کہ ارشاد شاہ ملکہ عالم پر عجب
وقت ہر ظلمات سحر بہار میں پھنسا ہر وہ سحر نہیں اترتا یہ سنتے ہی افراسیاب اٹھا منہ دھو رہا تھا
آفتاب پھینکا طشت کولات ماری سحر کے بلند ہوا اُس وقت پہونچا کہ ظلمات قریب تخت ملکہ حیرت
پہونچ چکا ہر چاہتا ہر کہ ہاتھ تلوار کا ماروں کہ آسمان سے لغزہ ہوا کہ اذ ظلمات خبردار یہ کیا بے ادبی ہر
یہ صرخ و بہار وغیرہ تمھاری کیوں شامت آئی ہر اپنی اپنی جان بچاؤ ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
ظلمات جہنم کھا کر زمین پر گر اگرتے ہی بیہوش ہو گیا صرخ و بہار وغیرہ یا تو بڑے زور و شور سے
لڑ رہی تھیں یا سحر ہاتھ سے پھینک پھینک کر بھاگتیں باغبان قدرت ایک جانب سب سردار بھاگے
افراسیاب یا تو غصے میں آیا تھا سب کے بھاگنے سے خوش ہو گیا ملکہ حیرت کو لیکر لیٹا حیرت نے کہا بھی
کہ مسلمانوں کو چشم نمائی تو ہو جائے کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کریں افراسیاب نے کہا کہ جانے دودہ سب
دیکھتے ہی مجھ کو بھاگ گئے حیرت خاموش ہو رہی افراسیاب ظلمات کو لیکر بارگاہ میں آیا تخت پر
لٹا دیا طرہ کان کا نکالا بدھی توڑنے لگا خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو شہنشاہ حیرت تھوٹ جائے آواز دی

کمارے گل فروش حاضر ہو دیکھا کہ ایک بادگر چولون میں لدا ہوا شگفتہ مزاج غنچے کا سر پر تاج ہنستا ہوا
 افراسیاب کے سامنے آیا کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا بار کا رشتہ توڑ لے اُس ساحر نے بڑھ کر اوجھلے میں ظلمات
 کے چٹا تھا اسکو توڑا پھول پانوں سے مل ڈالے ظلمات کو ہوش آیا قدموں سے لپٹ کر افراسیاب کے
 رونے لگا کہا کہ شہنشاہ میرے واسطے بڑی ذلت ہوئی اب میں پردہ ظلمات میں کیوں کر جاؤنگا وہانکے
 ساحر مجھے پرستیں گے آواز سے کہیں گے میں بہار کو زندہ نہ چھوڑوں گا افراسیاب نے کہا کہ ای ظلمات
 بہار سے پرہیزی نہ اچھاؤ بہار بلاے روزگار ہے اگر اُس سے مقابلہ کر گیا یہی تیرا بھر حال ہو گا ای ظلمات
 یہ گمان نہ تھا کہ بہار سے یوں باغی ہوئی تھی کہتا ہوں سے تلاش کر کے تعلیم کیے اپنے سامنے امتحان یہ
 اب وہ ہم پر حرف گیری کرتی ہیں بقول سعدی بیت کس نیا موخت علم شیراز منہ کہ مرا عاقبت
 نشانہ نکرو ہر چند کہ افراسیاب نے سمجھا یا ظلمات نے کہا کہ میں اپنا گلا کاٹ ڈالوں گا حضور
 و خل نہ دین افراسیاب نے کہا کہ تم جانو میں پھر تکلیف ہوگی افراسیاب تو چلا گیا ظلمات سامنے
 حیرت کے لہلائے لگا کہا کہ ای کہ عالم شہنشاہ نے مسلمانوں کو سرخڑ چایا ہے اُنکا پاس کرتے ہیں بی بہار
 گا وہ حال کرونگا کہ خود گلا کاٹ کر مر جائیں یا قوت و زمر دے اشارہ کیا کہ ای ظلمات بس اب
 کلمات سخت نہ کہو نہیں جانتے کہ ملکہ بہار ملکہ حیرت کی بہن ہیں ایسا نہ ہو کہ اُنکو ناگوار ہو اسی سے
 شہنشاہ منع کرتے تھے کہ بہار پر قصد نہ کرو فصل کاٹنا ناممکن ہے باغبان قصداً قدر نے بہار و خزان
 مقرر کی ہے ظلمات غصے میں بارگاہ حیرت سے اٹھا اپنی بارگاہ میں آیا ساحرون سے سب حال
 بیان کیا دن بھر تو تامل کیارات کو اپنے مقام سے اٹھ کر پر اے گرفتاری بہار چلا ہر چند کہ اپنے ہوش
 میں ہے لیکن صورت زیبائے بہار آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہے جنگل کا سناٹا جو دیکھا دل میں خیال ہے
 کہ جس وقت ملکہ بہار کو لاؤنگا پہلے وصل حاصل کر لوں گا اگر وصل نہ حاصل ہوا تو پھر کر جان دوں گا
 ای فلک کج رفتار و اوگردون غدار ہم پر یہ آفت عشق کی مصیبت نظر

جو برگ گل کو سمجھیں کہ شک گر ان گرا
 بجھائیں بادہ کش کہ خم آسمان گرا
 اُس رشک گل کے رخ سے پسینا جان گرا
 کٹکٹ کے تیرے عشق میں کیا کیا جوان گرا

سر پہ پاؤں کے نہ ای آسمان گرا
 لہاتی کے ہاتھ سے جو گرا شیشہ شراب
 شمع ہان کی لے گئے عطار بہر عطر
 رشک چمن ہوا ہر ہر اک سر و نو نساں

پائی شکست دل نے برنگ شکست رنگ
آزاد ہیں قیود سے افتادگانِ خاک
عالم کو تیرے جاہِ زرخندان سے عشق ہو
پامال جو کسے گامچے پائیگا سزا
نفرش رہ سلوک میں افتادوں کو ہو کیا
کیا مال رعب فقر کے آگے ہر سلطنت
ناسخ نگاہِ مست سے دیکھا جو یار نے

بالائے سنگ شیشہ مرا بے نقان گرا
اڑتا پھرا شجر سے جو برگ خزان گرا
یوسف بھی اس کنوین میں مع کاروان گرا
شیشے کی طرح خاک پہ مینا تو ان گرا
ٹھوکر نہ کھا کے ایک دن آب روان گرا
رویا میں سر سے افسر نوشیروان گرا
اندرست ہر شبیر بوستان گرا

کبھی بچا رہتا ہے کہ یا سامری و جمشید بہار مجھے دستیاب ہوا در وصل حاصل کروں وصل بہار سے
دل باغ باغ ہو غم سے فراغ ہو یہ باتیں دل سے کرتا ہوا قریب لشکر ہو پنا پھرتا پھرتا اول تو بارگاہ
شاہی کو دیکھا دہائے پٹا بارگاہ باغبان قدرت دیکھی کہ دوشیز محرائی اٹھارہ اٹھارہ ہاتھ کے
دردازے پر پٹل رہے ہیں وہائے آگے بڑھا دیکھا بارگاہِ زریختی قہار گاہ سہرا طس مثل آفتاب چمک رہا ہے
گرد بارگاہ چمناسے طولانی گھماے رنگارنگ و شکوفہ ہے بو قلمون طائران زمزمہ سراہر چند کہ وقت
شب ہو مگر طائران زمزمہ سرا کا حمد اتنی ہے مطلب ہے چمک سے پھولوں کی صاف ثابت ہے کہ ستارہ ہا
ہی چمک رہے ہیں ہوا ٹھنڈی جو چلی طلحات کو اور زیادہ اشتیاق ہوا کہ ملک بہار کو دیکھوں کوئی
کنیز انیس جلیس پہرے پر نہ تھی نہ طہایہ اُس مقام پر نہ کو تو ال خود سر چلنیں پڑی ہوئی ہیں پردہ اٹھا کر
طلحات اندر آیا دیکھا کہ بارگاہِ مثل عروس شب اول راستہ ہے چھپر کھٹ پر ملک بہار آرام فرما رہی ہیں
سرخائے ایک نخل پھولوں کا بڑے تکلف سے آراستہ ہے شاخیں اُس نخل کی خم کھا کر سر پر ملک بہار کے
سایہ فگن ہیں ایک طائر خوش رنگ ایک شاخ پر خاموش بیٹھا ہے جیسے ہی طلحات قریب چھپر کھٹ کے پہنچا
طائر نے سر اٹھایا متعار کھول کر آواز دی کہ ادا آنے والے مودب باش قریب نہ آنا در نہ بہت
پچتا یگا بجر حست کھ ہاتھ نہ آئیگا نظم

یہ بیچ و تاب کب ہیں مجھ کو ج آت میں
مصرف ہیں ہزاروں فرشتے حساب میں
بجلی گری ہر رات کو کل مجھ پہ خواب میں

کیسا بجز حسن کی ہو کمزج و تاب میں
صدمے دیے ہیں مجھ کو یہ اک رشک جو رہنے
تبسم ہے کہ یار کی طرح سائیلی نگاہ

سب سے زیادہ صبح ہماری ہوئی سیاہ
نسبت ہو گیا ہلال کو اسکی رکاب سے
ہم مست بھی ہیں تارک لذات زاہدا
سودا سے چشم یار کی ہو یہ بھی اک دلیل
بحیر فنا میں مجھے ہر سائل زبان موج
سب شب وصال کے ہوتے ہی ہم کمان
کیا پڑ گیا ہر عکس تری چشم مست کا
بحیر فنا میں مند ہر تعین سے یکدگر
ایک لاک فکر ایسی غزل اس زمین میں لکھ

جو شیب میں کیا نہ کیا تھا شباب میں
خالی ہلال پاسے حنائی رکاب میں
اک دن تو دیکھ کیسی ہو تلخی شراب میں
خشکی کمال ہو جو ہرن کے کباب میں
ہر روح جسم میں کہ ہوا ہر حساب میں
ہر زہر ساقیہ قدح آفتاب میں
نرگس کی شاخ بنگلی ہر موج آب میں
پانی جو موج میں ہو وہی ہر حساب میں
چھانٹا نہ جائے شعر کوئی انتخاب میں

جب طائر نے یہ اشعار عبرت آنا رپڑ سے ظلمات و جد میں آکر جھومنے لگا چہرہ سرخ آنکھوں میں
لال لال دور سے بڑھا کہ ملکہ بہار پر دست انداز ہون طائر نے بقرہ و غضب آواز دی کہ اے آنے والے
کمان آتا ہو یہ بہت ادب کا مقام ہو ظلمات نے سر اٹھا کر طائر سے آنکھ ملائی طائر نے مسکرا کر کہا کہ ذرا
ہوش میں رہو وہی حال قدیم بہتر ہو جا کر سر حیرت لاؤ ملکہ عالم کو سوتے میں نہ جگاؤ ظلمات یہ سنتے ہی
پہچھے ہٹا کچھ کھڑا ہوا سوچا کیا اور کہا کہ اے طائر میں تیری بات کو سمجھا ابھی جانتا ہوں سر حیرت کا لیکر
آتا ہوں یہ سنکر طائر خاموش ہوا ظلمات ہنستا ہوا باہر نکلا سوار و پیدلوں نے دیکھا جاہا کہ اسکو
تو کہیں ایک آواز آئی کہ اے ملازمان ملکہ مہرخ یہ اپنے حال میں ہر اسکو جانے دو نہ رو کو اب ظلمات
نے پر پر واز پیدا کیے اڑتا ہوا لشکر حیرت میں آیا اپنی بارگاہ میں نہ گیا دربار گاہ ملکہ حیرت پر پہونچا
لکھیا نون نے کہا کھون آتا ہو ظلمات نے آواز دی کہ منہ ظلمات تیرہ بخت برائے ملاقات
ملکہ عالم آیا ہوں ملکہ سے کچھ کہنا ہو یہ کیلے بڑھا ایک چوہدار نے قصد کیا کہ ہاتھ تھام لوں ظلمات نے
ایک طمانچہ مارا کہ چوہدار جل کر خاک ہو گیا اب ظلمات نے جاہا کہ پردہ اٹھا کر اندر جاؤں کئی ساحر و
بڑھ کر دکا ظلمات نے اشارہ کیا کہ کئی برقیں گرین ان سب کے سرکٹ کے گرے غنغلہ سنکر ملکہ حیرت
اٹھیں آنکھیں مل رہی ہیں چکار کر پوچھا کہ ارے یہ کیا ہڑ ہو ایک نگہبان نے بڑھ کر کہا کہ ظلمات آپ کے
پاس آتے ہیں ہنسنے جو روکا کئی نگہبانوں کو قتل کیا حیرت اٹھ کر دھڑی دیکھا کہ ظلمات تیرہ بخت

لکھ بانوں کو قتل کر رہا ہے حیرت نے لکھاراکہ کیوں ظلمات تو نے ہمارا کھانا مانا آخر بلا میں مبتلا ہوا ظلمات
 تیغہ کھینچ کر چلا حیرت نے زمین پر دو ہتھکڑیاں زمین شق ہوئی ظلمات زمین میں سا گیا ملکہ حیرت نے کہا
 کہ صاحبو یہ رات کو کہاں گیا کہ جو آفت میں مبتلا ہو کر آیا ہر کاروں نے خبر دی کہ برائے گرفتاری بہار
 گیا تھا وہ سو ہی تھیں مگر ایسا سحر کیسے سوتی ہیں کہ یہ وہاں کی ہوا کھاکے بہوت ہوا ملکہ حیرت نے کہا کہ
 ایک کنیز خدمت میں شاہ کی جائے سب کیفیت عرض کرے اسی وقت ایک کنیز روانہ ہوئی یہاں
 افراسیاب جادو سوکراٹھا ہر کہ کنیز نے اگر سب کیفیت عرض کی کہ ظلمات برائے گرفتاری ملکہ بہار گیا
 تھا وہاں سے دیوانہ ہو کر آیا ملکہ حیرت نے سحر کے ظلمات کو غرق زمین کر دیا حضور کو تکلیف فرمانا چاہیے
 جو مناسب ہوا اسکے مقدمے میں کیجیے بس افراسیاب جادو غصے میں اٹھا یہ کہتا ہوا کہ مونڈی غلاموں
 نے بہت حیران کیا ہے پرواز پیدا کر کے چلا لکھ ابرہمت رنگ نے افراسیاب کو ہر طرف سے گھیر لیا
 بیان ملکہ حیرت بھی تھیں کہ آمد افراسیاب ہوئی ملکہ حیرت واسطے اقبال کے اٹھیں افراسیاب
 برسے نکلا بارگاہ حیرت میں آیا حیرت نے سب کیفیت بیان کی افراسیاب چپ بیٹھا سن رہا ہے
 وہاں وہ وقت ہر کہ ملکہ بہار سو کے اٹھی ہیں طائر جو زمرہ سرائی کر رہا تھا اس طائر نے پکار کر آواز دی
 کہ آپ کے چھپرے کھٹ کے نزدیک ایک شخص آیا تھا میں نے اسکو دیوانہ کر کے پھیر دیا برائے قتل حیرت
 گیا ہے یہ سنکر بہار گھبرا کر اٹھیں منہ ہاتھ جلے دیو یا نشان نقش پاکی خاک زمین سے اٹھائی پتلہ بنا کے
 پوچھا کہ ارے ہمارے سوتے میں کون آیا تھا کہا کہ حضور ظلمات جادو ملکہ بہار بارگاہ صرخ میں آئیں
 سب سردار جمع تھے ملکہ بہار نے سب کیفیت بیان کی کہ ظلمات بھڑ دیوانہ ہو کر گیا ہے یہ ذکر تھا کہ ہر کارے
 اگر ہونچے عرض کیا کہ افراسیاب جادو آیا ہے حیرت نے ساری کیفیت بیان کی افراسیاب سن رہا ہے
 ملکہ صرخ نے کہا کہ جا کر دریافت کرو افراسیاب نے کیا کہا ہر کارے دوڑے وہ وقت ہر کہ افراسیاب
 نے دستک دیکر ظلمات کو پکارا ظلمات کا پتا ہوا زمین سے نکلا اتنی دیر میں نیم بسلی ہو گیا ہر رنگ
 چہرے کا اتر اہر اتر تر کا پتا ہوا افراسیاب نے کہا کہ کیوں اے ظلمات تھنے ہمارا کھانا مانا آخر کیا
 نوبت ہوئی ظلمات نے کہا کہ اے شہنشاہ ایتو نوبت بجان دکار دہ استخوان ہوں ملکہ حیرت نے اس
 حال میں مجھ کو قید کیا کہ تمام جسم کا خون خشک ہو گیا افراسیاب نے کہا کہ ایتو بہار کا نام نہ لو گے ایک
 کنیز سے کہا کہ اسکا منہ بھی دھلا دے کنیز نے جیسے ہی چاہا کہ منہ دھالے ظلمات نے منہ پھیر لیا

انہیں کو ایک تمہارا کہ سرکنیز کاڑ گیا اور مجموعہ کر کہا کہ میں تو براے قتل حیرت آیا ہوں کیا زندہ چھوڑ دوں گا
 غلامت سخت کہتا ہوا بڑھا چاہا کہ لکھ حیرت پر ہاتھ مار دیا فراسیاب نے کلانی پر ہاتھ ڈال کر ایک
 لٹا نچ مارا کہ غلامت کا سر اڑ گیا لاشہ جو خنجر اگر اس مشق ہوا اس میں سے ایک طائر پیدا ہوا اسنے آواز دی
 کہ او فراسیاب یہ بھی بنا سے بر باد ہی طلسم ہر عمر طلسم تمام ہوئی جو بدعتین تھے بادشاہ سابق پر
 کیے انھیں کا پتہ نہیں سامنا ہوا فراسیاب نے ایک ماش کا دانہ مارا کہ وہ طائر بھی جل کر خاک ہوا
 دوسرا طائر اس خاک سے پیدا ہوا اسنے بھی آواز دی فراسیاب نے اسکو بھی جلا یا مصنف عرض کرتا ہے
 کہ سات طائر پورے پیدا ہوئے اور سب نے یہی آواز دی فراسیاب نے انکو جلا کر خاک کیا
 جون جون طائر جلے اور دوسرا طائر پیدا ہوا عمر طلسم کا نام لیا ایک طائر نے تو یہ کہا کہ او فراسیاب
 اپنی جان کی خیر منانہ کیا ہو نیکی ہو جو غصہ کرتا ہو میں فراسیاب نے ساتویں طائر کو جلا کر آواز دی
 کہ یا سامری اب طائر نہ پیدا ہو ہمارا مرکب پر نہ مشکین لاؤ فراسیاب کے کہتے ہی ایک مرکب مشکین
 اڑتا ہوا آسمان سے آیا اور فراسیاب نے غصے میں یہ کہا کہ سامری و جمشید اس طلسم میں
 بڑے بڑے عجائب بنا گئے ہیں ایک ایک ذلیل و فقیر کلمات ناشائستہ ہمارے سامنے کہتا ہے آج ہم
 مسلمانوں کو مٹانے دیتے ہیں جس وجہ سے نا امانوں کو یہ حوصلہ ہوا لوٹدی غلاموں نے بہت سراٹھایا
 یہ کہتا ہوا فراسیاب سوار ہوا طرف لشکر ملک مہرخ کے چلا غصے میں کھٹ توٹنے سے جاری ہر تھپہ
 پر ہنہاتھ میں چرند و پرند ہر کار و ن نے جو یہ معرکہ دیکھا بھاگے کہ جا کر ملک مہرخ کو خبر کریں کہ فراسیاب
 خود آتا ہے کہتا ہوا کہ آج ایک مسلمان زندہ نہ بچے گا ملک مہرخ نے جو یہ خبر سنی آواز دی کہ صاحبو تیار
 ہو جاؤ باہر نکل کر بغیر بجائی لشکر میں قرا ہوئی تمام لشکر تیار ہوا سردار سب جم کر کھڑے ہوئے کہ سامنے
 سے دیکھا فراسیاب جاؤ و سنگریزے اٹھاتا ہوا تلوار اٹھاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا
 کہ سب سردار بچے کھڑے ہیں فراسیاب نے پکار کر آواز دی کہ باشندے مسلمانان مابدولت کا ہتھیار
 دیکھنا چاہتے ہو کہ ایک دستک دی کہ ایک سیاہ آنکھیں چلی آئے آگے ایک شخص سیاہ فام اسکے پیچھے
 ہزار ہا بلکہ لاکھوں غنہ پنے پنجوں میں خنجر برہنہ ہاں لینا کہ کے جو فراسیاب نے نعرہ کیا ہر سردار
 کے گلے پر خنجر رکھا ہوا تھا ہر چند سحر کرتے ہیں کچھ ممکن نہیں ہوتا وہ جو ساحر سیاہ فام سب کے گلے تھما اسنے
 خنجر گلے پر ملک مہرخ کے رکھا پکار کر فراسیاب نے آواز دی مکرم دون پہنچے خنجر کھینچ لین سب کے سر

کت کر گرین ملک مصرخ نے اُس حال پر لالہ میں بھی آواز دی کہ او افراسیاب تجھے اختیار ہو ہم کیا تیرے
 ہمسری ہم جانتے ہیں کہ یہ مقام طلسم ہوش ربا تو بیشک ساخر کیتا ہو ہم کیا جواب دے سکتے ہیں لیکن
 ہم نے جو کیا وہ کیا سامری و جمشید پر لعنت کی بس افراسیاب نے غصہ میں آکر اشارہ کیا کہ اے
 جلا و طلسمی کیش ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ جب قدر لشکر ملک مصرخ کا ہر ایک ایک سنہرے بچہ
 سب کے گلے پر خنجر رکھے ہوئے ہر اور وہ جلا دسیاہ فام گلے پر ملک مصرخ کے خنجر رکھے ہوئے پیراہن
 کھڑا ہو جیسے ہی افراسیاب نے آواز دی کیش حیرت لشکر کو لیکر آئی ہر سب لشکر جا کھڑا ہو جیسے ہی
 افراسیاب نے بنیظ و غضب آواز دی جلا دے خنجر کھینچا آسمان سے ایک صدائے مہیب آئی برق
 ٹپ کر گری کہ جلا د کے دو ٹکڑے ہوئے سب بچے جل گئے خنجر زمین پر گرے ایک آواز تر دے کی ہوئی کہ کئی
 ہزار ملازمان افراسیاب کا سر کٹ کر ایشیہ شہیدہ جو افراسیاب نے دیکھا ایک بیچ ماری آواز دی
 کہ ارے یہ کون بے ادب ہر سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک لکڑی سیاہ آسمان پر تھا اُسی سے برق گری کہ جلا د
 مرا اُسی سے شعلہ آتش گئے کہ سب بچے جل کر خاک ہوئے اُسی سے تدار بھی چکی کہ ملازمان افراسیاب
 کے سر کٹے افراسیاب نے اُس ابر پر گولہ مارا دیکھا کہ ابر بھٹا نور افشان جادو کھڑا ہوا ہاتھ چمکا رہا
 افراسیاب نے کہا کہ اے نور افشان میں نے تھے بھی کچھ حاصل کیا ہے آج تھے بڑا غضب کیا کہ جلا د
 طلسم کو مارا بہتر ہے کہ سامنے سے چلے جاؤ میں آج کسی کو زندہ نہ چھوڑوں گا نور افشان نے جواب دیا
 کہ اے افراسیاب یہ تو تو بخول جانتا ہو کہ ہم ان سب کے دل و جان سے شریک ہیں مجھے بھی تیرا
 ہر بچپن میں تو کتاب بغل میں دبا کرتا تھا وہی خیال اب بھی دل میں ہر چند کہ تو نیکو اہم کامل ہوا مگر
 ہمارے خیال میں وہی ہے افراسیاب نے کہا کہ اب آپ پلٹ جائیے میں جلا د طلسمی کے بھروسے پر
 نہیں ہوں ایک عرصہ میں سب کا خاتمہ کر دوں گا نور افشان نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ تو بادشاہ
 طلسم ہوش ربا ہر سحر و ساری میں بھی کیتا ہو لہذا ان عمر نے ہر بھی خبر ہو سکا وہی اب تو آئے اکی
 نصیبت کیونکر دیکھیں آج پلٹ جاؤ آئندہ تمہیں اختیار ہو یہ لشکر افراسیاب نے چند سنگریزے لشکر
 اسلام پر پھینکے نور افشان نے دستک دی لشکر افراسیاب پر تپ رہے تھے لگے بارہ ہزار جادوگر
 مرکز گئے افراسیاب نے کہا کہ اے نور افشان آج میں قیامت برپا کر دوں گا تمہارے ان شعبہ
 نے نہ ڈروں گے لکڑا افراسیاب نے پکار کر کہا کہ ارے لا ایک پر زاد آکر پہنچی اُسے ایک گولہ

افراسیاب کو دیا افراسیاب نے وہ گولہ طرف لشکر مرخ کے پھینکا نور افشان نے برسر ایک
تپکلی دی وہ گولہ اٹھا پٹا لشکر حیرت پر جا کر پھٹا دیا تاہو کسی ہزار آدمی لشکر حیرت کے پھر مر کر
گئے افراسیاب تغہ کھینچ کر خود چلا کہ لشکر مرخ پر جا پڑا نور افشان بھی زمین پر آئے کہ اس کا ای
افراسیاب بن تجھ کو نہ جانے دو نکا بھٹے مقابلہ کرے تو اُس پر جا افراسیاب کب اٹھا تھا نور افشا
پر وار کیا تلواروں کے جھٹائے ان دونوں کے سر کے سنائے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا بتو نور افشان کو
بھی غصہ آیا کہا کہ ای افراسیاب اگر میں تیرا کچھ نہیں کر سکتا تو تو بھی میرا کچھ نہیں کر سکتا دیکھ بہتر اسی میں
ہے کہ پلٹ جا کیوں اپنے کو رسوا کرتا ہے افراسیاب نے کچھ سحر تلوار پر کیا چلا تھا کہ ہاتھ ماروں کہ آسمان
سے برق چلی ماہیان زمرہ پوش آکر پہونچی آواز دی کہ ادا افراسیاب کیا کرتا ہے آگے نہ بڑھنا
افراسیاب نے کہا کہ اے زناں جان آپ چلی جائیے میں آج نور افشان کو زندہ نہ چھوڑ دوں گا ماہیان
نے اشاروں میں کہہ کہ ای افراسیاب نور افشان سے مقابلہ بہتر نہیں تو بادشاہ طلسم نور افشان
کچھ تیرا نہیں کر سکتا مگر تو بھی اسکا کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ نور افشان بھی تعلیم یافتہ صحبت سامری و حبشہ
ہے ہر طرح کے عجائب و غرائب سے آگاہ ہے بڑی بڑی مشکلیں ٹپنگی اور اگر تجھ کو آج مسلمانوں کا مار ہی لینا
منظور ہے تو میں نور افشان کو ہٹائے لیے جاتی ہوں تو اپنے کو منہی کر افراسیاب نے ایک چٹکی خاک کی
سر پر ڈال اسی مقام پر غائب ہوا ماہیان زمرہ پوش بھی دونوں پاؤں زمین پر مار کے غرق زمین ہوئی
نور افشان حیران ہے کہ یہ دونوں نانی نواسے کہاں گئے اس خیال میں دیکھ رہا تھا کہ صحرا سے نوبت و نفاذ
کی آواز آئی نور افشان دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک برات گنواروں کی آتی ہے بیچ میں محافظ آگے آگے دلچھا
سر پر کاغذ کا مور رکھے ہوئے چند گنوار بڑے بڑے لٹھ کا ندھوں پر نفیر و ڈھلے بجاتا ہوا آدھا میدان برات
نے طر کیا تھا کہ دوسری طرف سے کچھ پاسی تیر کٹھے لیے ہوئے پیدا ہوئے ڈیو ہڑتیروں کی ماری کہ کسی سر
جوان اُن تیروں سے گرے باقی بھاگے پاسی کچھ مال لوٹ کر طرف صحرا کے گئے افسر پاسیوں کا سب پاسیوں کو
بھاگ کر طرف محافے کے دوڑا جیسے ہی قریب محافے کے پہونچا اُس میں سے دلچھ نکل کر طرف نور افشان کے چلی
پکارتی ہوئی کہ ای بزرگ مجھ کو اس ظالم سے بچالے یہ میری عصمت پر نگاہ ڈالتا ہے نور افشان نے بڑھ کر
اُس گنوار کو ایک طمانچہ مارا کہ سر گنوار کا اڑ گیا گنوار کا لاشہ جو زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا آواز میں صیغ
آمین کچھ نکل سب ٹھوڑی دیر کے بعد نور افشان نے دیکھا کہ لشکر اسلام اور لشکر حیرت کا نشان نہیں

اپنے کو تنہا کھڑا ہوا پایا دیکھا کہ اور نازنین یہ کہتی ہوئی چلی آتی ہر کو اس مرد بزرگ خدا تجھ کو سلامت رکھے
تو نے بڑا احسان کیا میری بہن کی ان دشمنوں کے ہاتھ سے آبرو بچائی یہ اشعار سن لیجئے کہ آپ کی روح کو رحمت
ہو قلب کو فرحت ہو یہ کلمہ اشعار بہ ایمان پڑھنے لگی نظم

گر ہوا دشمن کوئی اُسکا بھی لاک ماتم ہوا
آج تک پیدا نہ کوئی دوسرا حاتم ہوا
آسمان پیش زمین ہر تواسع خم ہوا
سنگ در تیر انگین خلق خاتم ہوا
یارے کا فور حنوط اب دل غم مریم ہوا
کاسہ سر جو نظر آیا وہ جام جم ہوا
قد ہمارا ناتوانی سے نہایت خم ہوا
فرقت جانان میں آنا فصل گل کا سم ہوا
سر جھکا یا فکر میں زانو پہ جب حاتم ہوا
جسکی پا بوسی کو پیدا بچہ مریم ہوا
اندون میں عشق کی دولت بڑا حاتم ہوا
یار بھی ہرگز نہ تیرے عشق سے محرم ہوا

کیا کہیں مرگ احتیاج جو ہم کو خم ہوا
بغل جتنا ہی زیادہ جو دُست نام ہوا
خاکساروں سے ملا کرتے ہیں جھک کر سنبھل
تا تو انی سر اٹھانے دیتی ہر سجدے سے کب
ریت بھر سو مجھانہ مجھ کو چارہ سودا عشق
ہو گیا گور غریبان میں عیان حال مجا
اپنے سر کو ٹھوکرین لگتی ہیں اپنی راہ میں
سبز آتے ہیں نظر اشجار سموں کی طرح
نام ہر دشمن زمانے میں مرا اشعار سے
پادشہ میں اس پاکداسن کے تصدق سے نہا
نقد جان مانگے جو سائل کو بے جان کا تو دن
راز پوشی میں ہوا ناخ مجھے ایسا کمال

نور افشان کھڑے ہوئے ان اشعار عبرت آثار کو سن رہے ہیں وہ نازنین ہاتھ باندھے کھڑی ہو کہتی ہر کو
ایک مرد بزرگ تو نے بڑا احسان کیا میری ہمیشہ کی عصمت بچائی برائے چند ساعت مجھے سرفراز فرمائیے جو کچھ
کہ چھپے آتش اس ذرہ بمقدار کو میسر ہو تناول فرمائیے نور افشان جا دو اس حال میں کھڑے ہیں دل کہیں
آپ کہیں حیران و پریشان یہ بھی یاد نہیں کہ میں کس واسطے آیا نقاب کہاں پہنچا اُس محبوب و قریب کے
چہرہ زیبا کو نگاہ حسرت دیکھ رہا ہر بھول بھولی صورت آفتاب جمال خورشید مثال سرو قد نخل کی سرکشی
ہونٹوں کی میحائی کلام فرحت انجام میں رعنائی و زیبائی نور افشان نے اُسکا ہاتھ تمام لیا کہہ سا کہ
آپ کا دولتخانہ کہاں ہر نازنین پہ نشان بتاتی ہوئی نور افشان کو اپنے ساتھ لیے جاتی ہو وہاں
افراسیاب جادو یہ شعبہ کر کے زمین سے نکلا مہر خ نے قسم کیا تھا کہ اشکر لیکر پلٹ جاؤں کہ

افراسیاب زمین سے پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ اے صرخ و بہار اب میرے ہاتھ سے کہاں جاؤ گی تلواریں
 کھینچ کر دیا کہ بار صرخ کو ماروں کچھ پتھر برسائے آواز دی کہ اے صرخ جو ہر کشاں سب کو لینا تلواروں کے
 جو ہر شاہ سے یکتا ہوا دغا چلا آتا ہر ہر چند کہ سرداروں نے روکا مگر افراسیاب کب رکتا ہر لکھ ہاے
 ابرا آسمان پر پیدا ہوئے سامنے آکر شق ہوئے جن سرداروں کو افراسیاب نے مخفی کر دیا تھا وہ ظاہر نہ ہوئے لکھابری سے
 ایک جوان تاجدار تاج کلان سر پر اسیاب سحر سامنے رکھا ہوا پشت پر لاکھ بادو گرا افراسیاب سے کہا
 آپ ٹھہر جائیے غلامان جانبا ز موجود ہیں یہ سنتے ہی افراسیاب نے پکار کر آواز دی کہ اے مند بوج وقت
 کسی کی ضرورت نہیں مند بوج شعلہ مزاج نے کہا کہ میں نہ مانو نگا اب تو میں اپنے ملک سے آچکا ہوں
 کام کیے نہ جاؤنگا طائران بحر نے مجھ کو خبر دی کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے جنگ ہیں خود شہنشاہ آمادہ جنگ
 ہیں اسی وجہ سے حاضر ہوا کیا میں کھڑا ہو کر تماشا دیکھوں افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا کہا کہ اے
 مند بوج آج مجھ کو منظور ہے کہ مسلمانوں کا خاتمہ کروں لاشوں سے میدان کارزار بھر دوں میرے
 رستا ہل کی وجہ سے رازداران فلسفہ باتیں نکالتے ہیں کہتے ہیں کہ عمر طلسم تمام ہوئی ہوش ربا کی عمر
 دس ہزار سال کی ہر باد و لت کے سامنے کسی کا رنگ نہیں جہم سکتا ہے اگر قصد کروں طناہیں آسمان کی
 زمین پر کھینچوں مند بوج دوڑ کر قدموں پر گر پڑا کہا کہ اب اگر سرکار سحر کرے گی تو اپنے کو ہلاک کرونگا میں بھی
 کسی کو زندہ نہ چھوڑو نگا بہت افراسیاب کو ہٹایا افراسیاب ناچار ہوا حیرت سے پکار کر کہا
 کہ لشکر بھیج کر بچاؤ مند بوج شعلہ مزاج سمجھ لیا حیرت لشکر کو لیکر لپٹی مند بوج نے ایک دستک دی
 لشکر سے اشارہ کیا سارا لشکر مسلمانان پر جا پڑا سحر ہونے لگے لیکن مند بوج نے جو دستک دی تھی
 اسکی یہ تاثیر پیدا ہوئی کہ آتشیں آسمان سے برسنے لگے اسنے جسکو کاٹا وہ ہلاک ہوا بڑے بڑے
 سردار بیہوش ہوئے ملک بہار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پیچھے ہٹ کر گورے گورے ہاتھوں سے دستک دی
 ایک بد منی سپہ سالار کی پیشی ایک ابر تیرہ دتا پیدا ہوا چار جانب غفلت ہوا سمیت تند و پر شور
 بہت زخمی ہوا آرمہ و محکشان مرده کہ ابر آرمہ و بسیار آرمہ و زیر آرمہ کئی سوطاؤں سان زین با
 منقارین کھڑے ہوئے آوازین لگاتے ہوئے مصروف نقص مست آوازین آکے جو گئے ماراں آتشیں
 کو لگنا شروع کیا مند بوج اس جواب کو دیکھ کر حلال ہو گیا ایک برق چمکانی اپنے ابرا کو آپ مٹایا
 ہمارے کسی طاؤسان زین بال کو غائب کیا مند بوج نے بڑھ کر آواز دی کہ ذرا ہلٹ کر دیکھو

بہار نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نخل سایہ ناز بے برگ و بار تپے خشک شاخیں پریشان بیخ سے و ہوا
 نکل رہا ہے بہار نے ایک طرہ پھینک مارا نخل زمین پر گرا ہیزم خشک تھا ایک نخل اور تروتازہ پیدا ہوا
 پتے سبز شاخوں میں مثل دست حسینان رعنائی ایک شاخ میں پھول نرگس کا مثل چشم محبوب رنگ خوب
 اُس پھول سے آواز آئی کہ اے بہار ہمارے پاس آؤ بہار نے کان سے دو سطرہ نکالا تھا کہ احمکھر پھول
 طرہ پھینک ماروں کہ جھوکا ہوا ہے گرم کا چلا رنگ روے بہار متغیر ہوا سب نے دیکھا کہ لکھ بہار
 غائب ہو گئیں اُس پھول کی گردش بڑھتی جاتی ہے اُس گردش کو دیکھ کر باغبان بھی ہچکارتا ہوا دوڑا
 بموجب مضمون مطلع قمر مطلع اس قدر گردش نہیں لازم ہے چشم پار کو ہر سفر موجب ضرر کا مردم ہمار کو
 باغبان بھی قریب نخل کے جا کر غائب ہوا نخل میں ایک پھول اور پیدا ہوا برق لامع نے دور سے دیکھ کر
 آواز دی کہ یہ سحر بدعت ہے چاہا اگر کون اس نخل کے ٹکڑے اڑا دوں جیسے ہی برق لامع قریب نخل کے
 پہنچیں ٹپ کر گرین شلخ نخل قلم ہوئی برق لامع بھی غائب ہو گیا ایک پھول سبز پیدا ہوا اتبوتاتا
 بندہ کیا جو سردار قریب نخل کے پہنچا جا کر غائب ہو گئی سردار قریب نخل کے جا کر غائب ہوے
 پھول بڑھتے جاتے ہیں جتنے سردار غائب ہوئے اتنے ہی پھول درخت میں بڑھ گئے دور سے جو ملک
 مہرخ نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ صاحبو یہ مذہبوح کا سحر ہے جو اسکے قریب جا گیا اُس پر ہی جفا ہو گی
 مذہبوح غائب ایسا سحر کیا کہ اس نخل کے سوا با بجا اور نخل پیدا ہوئے لشکر والے اُن درختوں میں غائب
 ہونے لگے ملک مہرخ نے دیکھا کہ لشکر میں بربادی پانچوں عیار بصورت مبدل درہ کوہ میں کھڑے ہیں
 جب قصد کرتے ہیں کہ ہم واسطے عیاری کے جائیں جھوکا ہوا ہے گرم کا چلتا ہے اُن کر کے درہ کوہ میں
 چلے آتے ہیں عیاری کے واسطے جا نہیں سکتے حیران ہیں کہ ارادے میں ہمارے کیوں فرق آتا ہے خود بخود
 ختم ہوتا ہے کیونکر عیاری کریں مہتر قرآن بھی حیران کھڑے ہیں لیکن نور افشان جاووسا تہ اُس
 نازنین کے باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں ٹھوڑی دور چلے گئے کہ ایک قصر ظاہر ہوا وہ نازنین نور افشا
 کو اُس قصر میں لائی ایک تخت بچھا تھا اُس پر فرس معقول گسترہ مسند آراستہ گلابیان شراب کی کشتیاں
 کیاب کی اُس نازنین نے نور افشان کو مسند پر بٹھایا جام لبریز کر کے کہا کہ اے شہنشاہ ساحران میں
 موت سے آپ کی مشتاق تھی میری آرزو پوری ہوئی اصل کیفیت یہ ہے نظم

دل سے لونگائیں کام رہبر کا	کیا پتا جا بے ترے گھر کا	حال لکھتا ہوں ویدہ تر کا
----------------------------	--------------------------	--------------------------

موج دریا ہوتا مسطرح کا	تھا جو یوسف ہوانہ وہ بھی عزیز	کیا برادر کو غم برادر کا
مرغ دل داغ کھائیگا جو بین	شہنہ ہوگا گلی کبوتر کا	کرے یاد خدا جو اک ہفت
بادشہ ہودہ ہفت کشور کا	ست کتے ہیں جسکو ابر بہار	گوشہ ہر میرے دامن تر کا
مثل مینا ملون نہ کیوں جھک کر	آج ہر دور دور ساغر کا	کیون نہ مصرع رہے قد موزون
کہ نہ مصرع ملا برابر کا	مرغ دل تب سے آپ کا ہر صید	جب کبوتر اڑاتے تھے پر کا
ہر شب ہجرتا ابد نہیں صبح	نہ رہا خوف روزِ محشر کا	ہجرین چاندنی سے کیا خوش ہوں
طور ہر تربتون کی چادر کا	رنگ منال پر ہر کیا مسکد	رنگ بدلا جو تیرے چہر کا
جب ہوا گور میں عذاب فشار	دھیان آیا کسار مادر کا	یہ بیضا سے ہاتھ آئی یہ بات
حسن محتاج کب ہر زیور کا	کیا ہر ناسخ جواب خط کا ذکر	نہ ملا ایک پر کبوتر کا

نور افشان نے کہا کہ مجھے بھی تیرا دل سے اشتیاق ہر نازنین نے جام شراب لبریز کیا دست نگارین پر
 رکھ کر سامنے نور افشان کے پیش کیا کہا کہ امی شہنشاہ ساحرانِ دل اس صحبت کا مدت مدید سے خواہاں
 تھا آج آرزو سے دل برآئی ابھی ابھی باتیں کئے جام پیش کیا نور افشان نے ہاتھ بڑھایا کہ تمہارے
 آواز آئی صدا یہ تھی کہ امی شہنشاہ یہ غفلت چھپا تو تو کہ یہ کون ہر دشمن جان تشنہ خون بادشاہ پر وہ ظلم
 وہ نازنین چہار جانب دیکھنے لگی کوئی آواز دینے والا نہ معلوم ہوا پھر نور افشان نے قصد کیا کہ جام
 پی جاؤں آسمان سے ایک برق گری اُس نازنین نے اُن کے منہ پھیر کیا نور افشان نے بے نگاہ غور
 دیکھا کہ ماہیان ز مرد پوش پہلو میں مٹھی ہوئی باتیں بنا رہی ہر نور افشان جادو سے نفرہ کیا کہ او
 جیسا میں نے تجھ کو پہچانا یہ دریا سے کمر کا جوش و خروش کہاں مائیگی ماہیان نے جا ہا کہ ہچک کر کھلون
 نور افشان کو اپنی غفلت پر بہت شرم آئی کہ میں جنگِ افراسیاب سے اسکے ساتھ چلا آیا نہیں معلوم
 افراسیاب نے لشکرِ اسلام کا کیا حال کیا ہوگا ہاتھ پر ہاتھ ڈالہ یا ماہیان نے کچھ کہا نور افشان کے
 ہاتھ میں آبلہ پڑ گیا ضبط کر کے ایک ٹھانچہ مارا ماہیان کے منہ سے نکل گیا کہ تھر پڑ کیوں ہاتھ مارتا ہر اگر
 یہ لفظ نہ کہتی تو ماہیان کا سر اڑ جاتا تھر پڑا کہ انگلیوں سے قطرے خون کے ٹپک پڑے ماہیان
 تڑپ کر لہجہ ہوئی نور افشان غصے میں چلے اُس وقت گر ہوئے کچھ کہ مذہب جو شعلہ مزاج نے آفت برپا
 کر دی ہر صدمہ نخل جا بجا پیدا ہوئے اُس نخلستان میں سردارِ دغیر سردارِ غائب ہو رہے ہیں اور ہر نخل

کر اپنے کی آواز آتی ہے جیسے کسی پر کوئی ہمت ہو جو نور افشان نے دیکھا لکارا کہ اوتا مرد تو نے غصہ کیا
 اہل اسلام کو غارت کیا ہوتا خدا میرے فرزند کو سلامت رکھے کہ ہم ہمیں روئین تن سے بچا یا عین وقت
 پر اسکو خبر ہو چکی کہ ماہ بیان لگا کر ہلوے گئی ہر خدائے اُس مکارہ کے مکر سے ہلکے بچا یا اب کہاں جاؤ گے
 یہ لکھ نور افشان زمین پر آئے جس نخل کے قریب ہوئے اُسے جڑ سے اُکھٹا ڈالا چھوٹوں پر پانی برسایا
 جس پھول پر قطرہ آب گرا ملک سُرخ مود ہلال سحر افکن وغیرہ ظاہر ہونے لگیں جو سردار ظاہر ہوا
 لڑائی میں مصروف ہو گیا نخل سیکڑوں کاٹ کر اسیے سحر نور افشان کو کون روک سکتا ہے ہر ایک
 ساحر کو سکتا ہے مذہبوح نے جو یہ ہنگامہ دیکھا لکار کر آواز دی کہ اے نور افشان افراسیاب نے
 تیرا دھوکا کھایا میں کیا تھے کم ہوں سحر و ساحری میں محکم ہوں یہ لکھ نور افشان پر گولہ مارا نور افشان
 نے فوراً ہاتھ ہلا دیا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا اب تو مذہبوح نے تار باندھ دیا چاہتا ہے کہ کوئی ایسا سحر کرے
 کہ نور افشان زمین پر گرے میں سر کاٹ لوں لیکن جو اسے سحر کیا نور افشان نے اشاروں میں دفع کر دیا
 اتفاق سے لشکر حیرت بھی اُڑا تھا جب حیرت نے خبر شکست لشکر اسلام سنی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
 ملک بہار و باغبان وغیرہ سحر میں مبتلا ہوئے مذہبوح نے سب کو گرفتار کر لیا تب حیرت نے کہا کہ اب
 چل کے سرخ کو گرفتار کر لیں لشکر حیرت کو جو نور افشان نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے حیرت
 تم تو ہٹ جاؤ ماہ بیان نے آج میرے ساتھ شعبہ کیا ملین تو حال معلوم ہو بھاگ کر پردہ
 ظلمات میں چلی گئیں ایک ہلکا سا طمانچہ کھایا حیرت نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو نور افشان مجھے آٹھ سے
 حیرت نے تخت اپنا ہٹایا پا قوت و زمرہ بھی بھاگین مگر مذہبوح اُسی طرح سحر کر رہا ہے نور افشان
 لڑتے بھڑتے چلے آتے ہیں جو شجر راہ میں ملا تبر سحر سے قلم کیا یا کوئی اسم دم کیا صد ہا نخل کاٹ کر اسیے
 مذہبوح نے جو یہ زبردستی دیکھی اسی طلسم کا رہنے والا ہر نامہ سے نور افشان کے خوب آگاہ ہے دیکھا کہ
 رنگ سحر تباہ ہے چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤں نور افشان نے کہا کہ اے مذہبوح اب تم ذبح ہوئے تمھارا
 ارادے کو ہم سمجھے طوق اجل گریبان گیر ہو تمھارے قتل کی تدبیر ہو مذہبوح پیچھے ہٹا تھا کہ نور افشان
 نے آواز دی کہاں جاؤ گے اب شجر سحر نہ بناؤ گے بوڑھا شیر لڑتا ہوا آتا ہے کون روکے کون ٹوکے
 جھپٹ کے قریب مذہبوح کے ہوئے مذہبوح نے بڑے بڑے سحر کیے نور افشان نے دفع کیے مذہبوح
 نے ہاتھ تلوار کا مارا نور افشان نے بلا تکلف کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک طمانچہ مارا کہ سر مذہبوح کا اڑ گیا

مرنا مذبح کا جو سردار کہ گم تھے وہ سب اسی محراب میں ثابت ہوئے وہیں پر موجود تھے اگر نور افشان سے ملاقات کی لشکر مذبح نے فرار پر قرار کیا نور افشان اہل اسلام کو ساتھ لیکر بفتح و فیروزی پہلے سب کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں خواجہ عمر و دجال سوز و صرغ عام و غیرہ بھی حاضر ہیں خواجہ نے نور افشان سے کہا کہ استاد آج تم نے بڑا کام کیا کہ یکا یک زمین شق ہوئی ایک ایک ماہی زمین سے نکل کر خواجہ کو لپٹ گئی اتنی جلد میں نکلی کہ سب کی آنکھیں جھپک گئیں خواجہ نے ایک چنچ ماری کہ نور افشان مجھ کو بچا نور افشان نے پٹ کر دیکھا کہ خواجہ کو مچھلی لیکر غرق زمین ہو گئی کوئی سردار فکڑ کر سکا نور افشان نے کسی دو ہتھڑ زمین پر مارے زمین شق ہوئی کچھ مدعا حاصل نہ ہوا نور افشان نے کہا کہ خیر بی ماہی ہمارے ساتھ پھر شعبہ کر گئیں سمجھا جا سکا خواجہ کو کوئی قتل نہیں کر سکتا سب سردار بارگاہ میں آئے ملکہ جس نے کہا کہ استاد کچھ خواجہ کی تہہ ہیر ہونا چاہیے نور افشان نے جھولی سے ایک ورق نکالا اسکو دیکھ کر کہا کہ کوہ شیرنگ کے آگے ایک صحراے خارستان ملے گا وہاں خواجہ کو لپکا کر قید کیا ہو وہیں سے رہائی ہوگی برق بڑپ کر اپنے مقام سے اٹھا نور افشان نے کہا کہ برق نہ جاؤ تیر کوئی افتاد بڑپگی برق نے کچھ جواب دیا نور افشان نے چالاک سے اشارہ کیا کہ ای چالاک وہ مقام پر آشوب ہو تم فرزند خواجہ عمر و ہوسب عیار دن سے بہتر ہوں طرف سے کوہ شیرنگ کے جانا اپنے قبیلہ و کعبہ کا پتہ لگانا لیکن جو کام کرنا وہ سمجھ بوجھ کے کرنا ورنہ گرفتار ہو جاؤ گے چالاک سب سے وعدہ کر کے نکلا نور افشان طرف اپنے قصر نور افشانی کے روانہ ہو گئے سب سردار وں نے چالاک سے کہا کہ کمو ہم یہی ساتھ چلیں چالاک نے کہا کہ کسی کی ضرورت نہیں برق فرنگی چالاک کی نگاہ بچا کر نکل گیا چالاک باہر نکلا برق کو تلاش کیا نہ پایا جست و خیز کرتا ہوا چلا آئے آئے کوہ شیرنگ کے قریب ہو چکا وہ کوہ میں داخل ہوا درہ کوہ کو طر کر کے بیرون کوہ شیرنگ آیا ایک نخل کی آڑ پر کھڑے دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک صحراے خارستان کا ٹون کے جا بجا درخت زمین سخت صدامین مہیب آ رہی ہیں اکثر طائر کاٹون میں الجھ گئے ہیں پھر پھر کرم گئے خواجہ عمر و ایک غرق بانٹے ہوئے اس جنگل میں دوڑتے پھرتے ہیں اس قدر خواجہ کو پسینا آتا ہے کہ جس مقام پر کھڑے ہوتے ہیں تنہا لا بن بن جاتا ہے خواجہ پھر کھبرا کر وہاں سے بھاگتے ہیں خواجہ کو ڈر معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہوا اپنے پسینے میں خود غرق ہو جاؤں اس خوف سے دوڑتے پھرتے ہیں چالاک یہ حال خواجہ کا دیکھ کر ایک غار میں چھپ گیا

مگر بہت رو یا حیران حیران دیکھ رہا ہر وہ جو نور افشان نے کہا تھا کہ اے چالاک جو کام کرنا سمجھ کے کرنا
اب چالاک سوچ رہا ہے کہ کیا سبب ہے قتلہ دیکھ اپنے ہوش میں ہیں اس صحرائے نکل کیوں نہیں جاتے لباس
جسم پر نہ ہونے کا کیا باعث ہے کہ برہنہ پھر رہے ہیں چالاک یہ باتیں سوچ رہا ہے کہ پشت سے گرد اڑی
دیکھا کہ میان برق تڑپتے ہوئے چلے آتے ہیں چالاک سوچے یہ خواجہ کو دیکھ کر کیسا لیکن برق جگا
ہوا آیا تھا ہنس رہا ہے جیسے ہی خواجہ کو دیکھا بیچارہ ہو گیا پکار کر آواز دی کہ اُسنا دیکھ یہ کیا حال ہے میں بھی
آؤں آپ کس حال میں ہیں عمر و نے ہر چند اشارہ کیا کہ مجھے بات نہ کرو برق نہ سمجھا پکارے ہی گیا ایک
برق چمک کر برق پر گری چالاک نے دیکھا کہ برق غائب ہو گیا چالاک حیران حیران دیکھ رہا ہے کہ
یہ کیا غضب ہو گیا والد منع کرتے تھے برق نے نہ مانا چالاک اس حیرانی میں تھا کہ دیکھا برق فرنگی کو
ایک جادوگر کشان کشان لاتا ہے جس حال سے خواجہ تھے اُسی طرح برق کو بھی لاتا ہے اُسی جنگل میں لاکر
تھوڑ دیا برق پیچھے پیچھے خواجہ کے دوڑتا پھرتا ہے وہی پسینے کا برق کے بھی حال ہے چالاک نے بھی
خیال کر کے دیکھا کہ جون جون پسینا جسم سے نکلتا ہے اعضا گھٹنے جاتے ہیں چالاک بدحواس ہو گیا کہ
دو چار روز میں یہ دونوں آدھی بجائیں گے اس سوچ میں بیٹھا ہے ہی سوچ رہا ہے کہ کیا کروں اسی سوچ
میں چالاک کو دن بھر گزرا جب دن قلیل باقی رہا تو دیکھا کہ برق و عمر و کے ہاتھ پائوں میں تھک چکا
بیڑیاں ہیں جب بالکل شام ہونے لگی ہوا سے سرد چلی وہی صحرائے خارستان نمونہ گلستان ہونے لگا
نخل پھولنے پھلنے لگے کانٹوں کے نخل جلنے لگے برق و خواجہ غائب ہو گئے اب چالاک حیران ہوا کہ
یہ کیا غضب ہوا دونوں صاحب کہاں غائب ہوئے اب کہاں تلاش کرنے جاؤں دل سے اپنے یہ
باتیں کرتا ہے سزنگون ٹیٹھا ہے اب جو سڑٹھایا اُسی صحرائے خارستان کو رشک باغ بخزان پایا جو انان چمن
سبز پوش میخواران گلستان کو بیہوشی میں ہوش جام کھائے رنگین شراب شبنم سے مہر کیفیت آمد بہار میں سرور
بر سر رولب جو قمریوں کی کو کو فاختہ قلندر مشرب آمادہ عیش و طرب دلق خاکستری زیر جسم عاشق
عارفان باغ آپس میں حق سرہ کی صدا بلند کر رہے ہیں یاد آئی میں دم بھر رہے ہیں کانٹوں کی انگلیاں اٹھی ہیں
جوش بہار کا نشان بتا رہی ہیں چھو لوں نے جشن کیا ہے چھو لوں نہیں سماتے عند لبان خوشنوا ہر چند کہ
وقت شب ہے کیونکر زمرہ سرائی کریں یاد آئی میں دم محبت کا بھر میں مفتی بہار سنگارنگ پر جلوہ منسرا
سبا اگر مزدہ آمد بہار قاضی صاحب کو سنانی ہے مقدمات شرعی در پیش ہیں ہر رنگ میں پس و پیشی ہیں

چالاک حیران ہو گیا کہ یا تو وہ خارستان یا پربہار گلستان لیکن خواجہ و برق کہاں غائب ہو گئے ہاے
کہاں تلاش کروں لیکن دیکھا کہ نخل سرو پر ایک طائر ہفت رنگ زمرہ سرائی کر رہا ہے کس لطف سے
غزلخوان یہ اشعار حیرت انگیز و زبان نظم

خاک کے پتلے ہزاروں الگے ہیں خاک میں
جان اتنا ہی تفاوت میں دیریاں میں
مرغ دل اپنا فلک پر واز ہو فراق میں
عالم انگشت حیرت ہو تری سوال میں
ہر لبالب بادہ عشرت خم افلاک میں
پاک میں ہر کب وہ کیفیت جو ہر پاک میں
دانہ انگور ہونے شیشہ موتاں میں
ساغر موی کا ہو عالم ساغر تریاں میں
دفن لاکھوں ہو گئے اس گنبد افلاک میں
فرق کیا ہو آفتاب اور روئے آتشاں میں
والدوں میں نقد جان کو کیسے دلاک میں
چمن سے لاشہ پڑا تھا کو چہ سفاک میں

ہر دلاکسکو دوام اس گردش افلاک میں
نرا ہا ہر فرق جتنا جو داور امساک میں
کیا ہی چالاک ہو تیرے تو سن چالاک میں
و کہ حکم دانستوں کی تیراں جو عشق آبا مجھے
فائدہ مستی پر قناعت ہو جو تلو کیشو
کہ رہی ہو یہ لب جو پر زبان موج ہو
گر یہ ہو تیرے قدم سے باغ کی بالیدگی
ست عالم کو کیا چشم سیاہ بارنے
مقبرے کو جائے شادی سمجھے وہ دیوانہ ہو
دور سے دونوں کا نظارہ ہو نزدیکی محال
اُسکے ہوتے آنے دے حمام میں مجھ کو اگر
کیوں اٹھالائے میں ہم مجھ کو ناسخ بعد قتل

چالاک نے دیکھا کہ طائر کے غزل پڑھتے ہی باغ میں روشنی ہوئی طائر غائب ہوا روشنی ہوتے ہی چوتھے
پرفریش بچپا چند کنیزیں دست بستہ حاضر ہیں بیچ میں سند شاہانہ شراب و کباب رکھا ہے معلوم ہوتا ہے
کہ کنیزیں کسی کی منتظر ہیں ٹھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ماہیاں زمرہ پوش بصد
جوش و خروش تخت زرین پر سوار تخت اڑاتی ہوئی چلی آتی ہو تخت آ کے اُترا چالاک بن عمر و نے دیکھا
کہ ماہیاں سند پر آ کے بیٹھی بیٹھتی ہی ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ میرے بچے کی تو خبر لاؤ کیا کر رہا ہے کہنا
کہ بیٹا اگر فرصت ہو تو براے چند ساعت صبحاے رنگارنگ میں آکر بیٹھو کہ اسی کو صبحاے خارستان
بھی کہتے ہیں وہ کنیز روانہ ہوئی ٹھوڑے عرصے کے بعد دیکھا کہ افراسیاب جادو و کبر و نخوت بصد
شوکت تخت پر سوار آکر پہنچا تخت سے اُترا ماہیاں نے ہاتھ میں ہاتھ ڈالیا ماہیاں نے بوجھا کر ای

افراسیاب کہاں گیا تھا میں شام سے تیری مشتاق تھی اتنا عرصہ کیوں ہوا افراسیاب نے کہا کہ میں سب
 حال آپ سے عرض کرونگا یہ فرمائیے کہ عمر و کا کیا انتظام ہوا ماہیان نے ہنس کر کہا کہ یہ قیدی تاقیدیات
 یہاں سے نہیں چھوٹ سکتا افراسیاب وہ تدبیر بن چڑی کہ عمر و ٹپ ٹپ کر مر گیا اس جنگل میں ہندو
 پسینہ ٹھکتا ہے کہ طبیعت کو فرحت ہوتی ہے لیکن پسینہ نکلنے سے جسم ٹھکتا جاتا ہے کیا رصوین دن صرف ہڈیاں
 باقی رہ جائیں گی سو لھوین دن ہڈیوں پر میخ ہرے گا کہ ہڈیاں مثل تار عنکبوت ہو جائیں گی بائیسویں دن وہ
 ہڈیاں تنکا ہو کر ہوائے صحرا میں اڑتی پھر نیلی پھیریں دن خاک ہو کر اڑ جائیگا سیاں برق فرنگی عیاری
 کرنے آئے تھے وہ بھی گرفتار ہوئے استاد و شاگرد کا ایک حال کرونگی افراسیاب خوش ہو رہا ہو کر
 چالاک ایک غار میں بیٹھا ہے سب معاملہ دیکھ رہا ہے افراسیاب نے کہا کہ اے زانی جان جب عمر و
 کا خاتمہ ہونے لگے گا نور افشان دبر ہمیں دے گا کب سب اسکی مدد کو آئیں گے ماہیان نے کہا کہ
 اسکی بھی تدبیر کرونگی چالاک غار سے نکلا اندھیرے میں ٹپ رہا ہے ایک کنیز ماہیان کی برائے
 پیشاب بولانی ہوئی آئی جس مقام پر بیٹھی چالاک جھپٹ کر پونچا جیسے ہی کنیز پیشاب کر کے اٹھنے لگی
 چالاک نے حلقہ ہارے کندہ مارے حباب مار کر بیوس کیا اسکو کنارے ڈال دیا اسی کا زیور و لباس ہنکر
 اسی کی صورت بنا اب چالاک نازہ کرشمہ دکھاتا ہوا محفل میں آیا جھک کر شہنشاہ کو سلام کیا
 افراسیاب کی نگاہ پڑی کہ ایک کنیز نہایت حسین سینہ اُبھار اُبھار دکھا رہی ہے افراسیاب نے جو
 آنکھ ملائی انکو ٹھا دیکھا دیا منہ چڑھا دیا افراسیاب ہنسنے لگا ماہیان نے پوچھا کہ اے فرزند کیا ہے
 کہا یہ کنیز جو سامنے کھڑی ہے اسکا کیا نام ہے ماہیان نے کہا کہ میں نے اسکو بچپن سے پالا ہے سو میں
 طاق حسن میں شہرہ آفاق ہوں اس طرح کی نازنین نگاہ سے نہیں گذری بڑی شوخ و شنگ ہے کنیز نے
 بڑھ کر عرض کی کہ نانی امان ابھی میرے کمال سے آپ آگاہ نہیں ہیں میں نے لاکھوں روپے خرچ کر کے
 گوتیوں سے گانا سیکھا ہے ماہیان نے کہا کہ کچھ ہو بھی سنا دکنیز سازندوں کے بیچ میں آکر بیٹھی
 اور یہ غزل شروع کی نظم

میرے سیم اندام کی حالت ہوئی سیاب کی
 رات دن بیٹھا گن کرتا ہوں لہریں آب کی
 آپ کی مسواک گویا شاخ ہے عتاب کی

ہو گیا بیتاب سنکر آدھ جھ بیتاب کی
 شغل روئے گا ہے تیرے عشق میں ای بھر حسن
 ہونٹوں دونوں صورت عتاب آتے ہیں نظر

چاہیے پٹی کو دھبی چسا در متاب کی
یاد بیداری میں آنیگی یہ باتیں خواب کی
آگئی جس رات آوازِ حزنِ سرخواب کی
سیجے کوئی سپاہی پیچھے خوشنساب کی
رہتی ہیں قالبِ ہین بہ کر مچلیاں تالاب کی
خانہ دل کے لیے حاجت نہیں سیلاب کی
آنے میں صاف صورت ہو گئی گرداب کی
میکش و مچانے میں حاجت نہیں محراب کی
خود فراموشی میں بھی ہو محسوس یادِ حباب کی

زخمی اُس نے کیا تیغ ہلائی سے مجھ
ہم کو بھولیں گے نہ دنیا کے تماشے بعد مرگ
ہو گیا اک رنج میری جان کو عیش وصال
حضرتِ غم آگئے ہیں نہ وقت ساقی میں آپ
دیدہ ترے مژدہ پر لختِ دل آتے نہیں
آپ و پران ہر نہ لاؤ ہجر ساقی میں شراب
ہوں وہ سرگشتہ جو دیکھا میں نے منہ اپنا کبھی
زاہد اجائے نہ بانِ مسجد کے دھوکے سے کہیں
وادِی غربت میں ناسخ ہر وطن میرے حضور

اس طرح چالاک نے یہ غزل سامنے افراسیاب کے گاٹی اور دوسرا کمال چالاک یہ کر رہا ہر زیادہ
پھل بل نہیں کرتا جب خیال کیا افراسیاب جادو کی تیوری پر بل آئے اس طور سے اپنے کو چھپاتا ہر
تیور پر بل افراسیاب کے نہیں آئے دیتا جب افراسیاب کو ذرا بدگمانی ہوتی ہر کہ عیار دن کی
یہی حرکت ہر چالاک شرا کر سر سمجھ لیتا ہر بھولی بھولی باتیں کرتا ہر کہ افراسیاب کے منہ سے نکلا کہ
نانی امان عمر و اور برق کو رات کو آپ کہاں رکھتی ہیں ماہیان نے کہا کہ افراسیاب جادو
وادِی آبلہ پامیر امصاحب قدیم اُسکو اسی کام پر مقرر کیا ہر کہ دن بھر حفاظت کرے اور وقت شب
باغِ گل فام جادو میں لیجائے ایک ہفتے کی تکلیف ہر کہ دن بھر دھوپ میں عمر و و برق دوڑے دوڑے
پھرتے ہیں آخر کھل جائیگے یہ مقام وہ ہر کہ کہیں سامری و جمشید نے آرام نہیں پایا گوشہ پر وہ ظلمات
کھلاتا ہر بڑے بڑے ساحر آئے چاہا کہ اس تاثیر کو مٹا دیں زندگی میں وادِی آبلہ پا کے ممکن نہ ہوا بڑے
بڑے ساحر دن نے قصد کیا کہ اس عہدے پر رہیں میں نے جواب دیا کہ یہ ہمیشہ سے اس عہدے کو کرتا ہر
میں نے اسکو تبدیل نہیں کیا افراسیاب خاموش ہو رہا اب چالاک حیران ہر کہ باغِ گل فام کہاں
ہر کیا تدبیر کروں جب تک وادِی آبلہ پانہ قتل ہو گا تب تک رہائی قبلہ و کعبہ غیر ممکن ہر کہ ہاتھ باندھ کر
چالاک نے سامنے افراسیاب کے عرصن کی کہ میری بہنیں ہاتھ سے ساربان زادے کے قتل ہو میں میں
عمر و کو حال خراب میں دیکھا چاہتی ہوں نانی امان نے بڑا کمال کیا کہ عمر و کو اس حال سے رکھا اسیان

کہا کہ میں ابھی بلواتی ہوں یہ کیکے ماہیان نے دستک دی اور نام بیکر پکارا کہ اے وادی آبلہ ہاشتا
 یاد فرماتے ہیں کہ ایک آنندھی سیاہ چلی ایک جادوگر کو دیکھا کہ سر جھاڑ منہ بہاڑ سامنے ماہیان کے
 آیا جھاک کر سلام کیا عرض کی کہ اے ملکہ عالم خلاف وقت غلام کو کیوں طلب فرمایا کہا کہ شنشہ فرماتے ہیں
 عمرو و برق کو لاد کنیز نے اٹھا کر وادی کو سلام کیا کہ ماہیان میری کنی بہنیں ہاتھ سے ساربان زاد
 کے قتل ہوئیں میں نے آپ کو تکلیف دی ہے چاہتی ہوں کہ حال خراب سے استاد و شاگرد کو دیکھوں کہ میرے
 دل کو ہوس پر کہ اپنے ہاتھ سے ساربان زاد سے کو کچھ سزا دوں بوٹیاں انکی کاٹ کاٹ کے کھاؤں میں
 سب بہنوں میں بد صورت ہوں وہ نہایت حسین و جمیل تھیں وادی آبلہ پاسے جو آنکھوں میں آنسو بھر کے
 کنیز نے باتیں کیں اور حال عابد کش و زاہد فریب پر اسکی نگاہ پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی کشتہ تیغ ابرو گزنا طرہ
 کیسو ہوا جیسے ہی چالاک سے اُسے آنکھ لائی اشارے سے کہا کہ ہلو باغ گل فام میں لیجاؤ کہ ان دونوں
 کو تھارے سامنے سزاؤں تنہائی میں گانا سناؤ وادی آبلہ پاسے ملکہ ماہیان سے کہا کہ دن کو عمرو
 و برق کو توقید سے رہا کر دیتا ہوں کہ صحراے خارستان میں دوڑے دوڑے پھر میں اعضا اُنکے
 مدت و تمازت نیر اعظم سے گھلین گئے شب کو قید کر دیتا ہوں کہ قید آہن سے اُنکو صدمہ پہونچے دو دو
 روٹیاں خشک اور ایک ایک آنجورہ پانی کا شب کو پہونچاتا ہوں شدت تشنگی سے دونوں بھرا رہے ہیں
 آٹھ پہر حنائیں سنتے ہیں اگر آپ کا حکم ہو تو بی گلیوش کو اپنے ساتھ لیجاؤں باغ گل فام کے عجائب و
 غرائب دکھاؤں مگر افراسیاب نہ چاہتا تھا کہ آنکھوں کے سامنے سے یہ نازنین ہٹے لیکن نگاہ
 محبت سے دیکھنا افراسیاب کا گلیوش کو ماہیان کے خلاف گذرا جانتی ہے کہ یہ سفلہ مزاج ہے
 ایسا نہ ہو کہ یہ گلیوش پر بھی دست انداز ہو وادی آبلہ پاسے کہا کہ اچھا گلیوش کو اپنے ساتھ
 لیجاؤ لیکن تھوڑے ہی عرصے میں یہاں پہونچا دینا افراسیاب کچھ نہ کہ سکا وادی آبلہ پاسے
 ایک تخت بنایا اسپر گلیوش کو سوار کیا طرف باغ گل فام کے لیجلا اب جو چالاک نے راہ میں وادی
 کو تنہا پایا ناز و غمزے کی ترقی کی کہی بٹے پڑے کبھی گورے گورے ہاتھوں سے بلائیں لیں کہا صاحب میں تو
 مختار سے اشتیاق میں چلی آئی لیکن مجھ کو اتنے نہ لگانا میں اور باتوں سے آگاہ نہیں ہوں الگ سے باتیں کرو
 کبھی پہلو سے پہلو ملا دیا کبھی ہنسیا کبھی زلا یا بوتاسا قد کبھی اٹھ کھڑا ہوا کہا کہ دیکھو صاحب تم مجھ کو گھورتے ہو
 میرا خون گھٹا جاتا ہے میں تخت سے کود چڑھوں وادی آبلہ پاسے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ صاحب ایسا ارادہ نہ کرنا

ماہیان ز مرد پوش چھپنکی کہ میری کنیز کو کیا کیا میں شرمندہ ہونگا چالاک نے راہ میں سر جھکا کر کہا کہ صاحب اگر تمہارا دل نہیں مانتا ہو مجاؤ شراب پلا کے بیوش کرنا خیر میرے گلے پر پیرو دینا مجھ کو تمہاری بدعت کی خبر نہ ہو ورنہ تڑپ کر مر جاؤ گی تمہاریسے ظالم سے کیوں کر جان بچاؤ گی وادی آبلہ پانے کہا کہ کلفا م جاؤ میری آشنا ہو ٹکود کیکر بہت جلیگی لیکن میں تدبیر کرونگا اسکو خبر نہ ہونے پائیگی اسکو شراب پلا کے بیوش کر دینگے ہم تم مزے اڑائینگے تم کیوں گبراتی ہو دیکھو میرا بھجودھڑک رہا ہے مگر تھیں لال نہ پونچے چالاک نے راہ بھر میں وادی آبلہ پا کو خوب شیشے میں اتارا ٹھوڑے عرصے کے بعد باغ کلفا م دکھائی دیا چالاک نے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ وسط باغ میں ایک چوڑا اسپر فرش منجر گسترہ ہو کلفا م مع کنیزوں کے بیٹھی ہو صحبت شراب و کباب آراستہ کنیزوں سے کہ رہی ہے اس وقت ملکہ عالم نے اپنے خدمتگار کو کہیں طلب فرمایا کنیزین عرض کرتی ہیں عمرو و برق کے بارے میں کچھ تاکید فرمائی ہوگی کہ سب نے کہا دیکھیے تخت آتا ہے ایک نازنین بھی خوبصورت ساتھ ہو کلفا م نے سر اٹھا کر دیکھا مگر تیور پہل پڑ گئے سب تخت زمین پر آیا چالاک نے تخت سے کود کر جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ حضور نے کنیز کو بھیانا کلفا م نے کہا کہ صاحب میں نے ٹکود بھی دیکھا نہیں چالاک نے کہا کہ میں کنیزان ملکہ ماہیان ز مرد پوش میں منسوب ہوں اس وقت گانے کا چرچا تھا آپ کا بھی ذکر آیا میں نے کہا کہ میں ملکہ عالم کے سامنے جا کر گاؤنگی میں نے ملکہ ماہیان کا لاکھون روپیہ صرف کیا کچھ آئین بائین شائین حاصل ہو گیا حضور بھی مسن عمرو و برق کو دیکھنے آئی ہوں میری بہنوں کے یہ عیار قاتل ہیں میں بھی انھیں تکلیف پہونچاؤں جب اس طرح چالاک نے سامنے کلفا م کے رور و کر باتیں کیں اپنی بہنوں کا بھی غم کیا کلفا م نے کہا کہ بوا بیٹھو ہم تمہارے دشمنوں کو بلواتے ہیں چالاک سر جھکا کر بیٹھا دل میں ہیچ و تاب ہو کہ کیونکر انکو قتل کروں کہ قبلہ و کعبہ و برق رہا ہوں سامنے کلفا م کے بیٹھ گیا بھولی بھولی باتیں کر رہا ہو کلفا م نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ ارے ساز درست کرو ساز آراستہ ہوئے آپس میں ساز کیا در عیش و عشرت باز ہوا چالاک نے سامنے کلفا م کے یہ غزل عاشقانہ گنگنا کے شروع کی نظم

گلبن ہوں اگرچہ ہوں میں بے برگ
دیوانہ میں اندون بنا ہوں
افتادہ خاک ہوں ولیکن

بجلی کی طرح تڑپ رہا ہوں
دن رات تصور سپہی ہو
پامال بسان نقش پا ہوں

اس ابر میں یا رے جدا ہوں
بلبل ہوں اگر تو بے نوا ہوں
گو بیٹھ رہا ہوں ایک جالیک

پرمیل کی طرح رہنا ہوں	چلتا نہیں آپ گرچہ اک گام	میں سایہ شبیر ہا ہوں
کیونکر مری خاک بھی نہ ہو سرد	روئے پر مستعد ہوا ہوں	ایابر شب فراق دے ساتھ
تو نکمیت گل تو میں مہیا ہوں	تو رنگ چمن میں ہوش بلب	میں سرد قد و ن کا خاک پا ہوں
وحشت نے نکالا اُس گلی سے	ایک زانو کو سو نگھتا ہوں	سرد کہ کے کبھی وہ سو گیا تھا
دن رات میں تجھ کو دیکھتا ہوں	آئینہ دل میں ہر ترا عکس	کاٹھون پر اُس کو کھینچتا ہوں
مکمل نہیں اجتماعِ ضدین	تزو امن موج بوریا ہوں	ثابت ہر گناہ خشکی زہر
تا سچ کیونکر اُسے نہ چاہوں	ہر مہر و وفا سرا سرا ہیں	نوبت ہر میں بندہ خدا ہوں

گلفا صم جا دو وجد کرنے لگی کہا بی گلیپوش کیا کہنا ارے عمرو و برق کو بلاؤ بی گلیپوش اُنکو سزا دیں
لیکن بوا گلیپوش اُنکو سزا کیا دو گئی آٹھ پہر مبتلا ہے پنج و مصیبت دن کو دو اور دوش رات کو زنجیر و طوق
کی کشاکش صرف دور و میان بعد آٹھ پہر کہ ملتی ہیں چالاک نے کہا کہ ذرا بلو اسے تو میری بہنوں کو کس
حسرت و یاس سے قتل کیا اُنکی صورتیں آنکھوں کے سامنے پھرتی ہیں براے درد ملک حیرت گئیں ایسی
ساعت بد سے نکلیں کہ پھر زندہ پلٹ کر نہ آئیں ان لوگوں کا یہی دستور ہے کہ جو انکے قبضے میں آیا فوراً اُسے
قتل کر ڈالا آپ کے یہاں یہ کیا دستور ہے کہ اگر گرفتار کیا گیا ابھی اُنکو قتل کیجیے وادی آبلہ پانے
سر پیٹ لیا کہا کہ ای گلیپوش اصل یہ ہے کہ طلسم ہر نہیں ممکن ہے کہ بے دلیل کسی کو قتل کریں ایک
صورت تو وہ ہے کہ جس طرح اسد غازی قید میں سات برس کی میعاد مقرر ہے سات برس کے اس طرف
نہیں قتل کر سکتے ایک صورت یہ ہے کہ کسی کو گرفتار کر لائے اب اُسکو ایسے صدات پہنچائیں کہ خود
ترپ ترپ کر مر جائیں عمرو و برق کو دن کی مشقت شب کو مصیبت آب و دانے کی کمی مزاجوں کی بے بسی کیلئے
حکم دیا عمرو و برق کو لاؤ یہ سنکر جھٹک گئیں عمرو و برق کو کشان کشان لائیں یہ حال پر لال
عمرو و برق کا دیکھ کر چالاک کا قلب اُلٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا دیکھا کہ زنجیر دن میں جکڑے ہوئے ہونٹھ
خشاک شکم و پشت ملا ہوا نحیف و زار نالان و بیقرار فریاد فریاد کی صدا دیتے ہوئے اُن
جھٹکوں نے سامنے لا کر بٹھا دیا چالاک اٹھا نیچے لیٹ کر چلا کہ میں اپنی بہنوں کے خون کا بدلہ لوں
گلفا صم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ بی گلیپوش یہ مناسب نہیں ہے قانون کے سراسر خلاف ہے گلیپوش کہتی ہے
کہ مجھے چھوڑ دو میں اپنی بہنوں کے قاتلوں کو قتل کروں میری آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا ہے

گلغام نے کہا کہ اے گلپوش اگر یہ اختیار ہوتا تو اب تک کیوں نہ قتل کرتے لیکن ایسے صدمات پہنچائیں گے
 کہ یہ تڑپ تڑپ کر مر جائیگا چالاک گا کر رنگ تو بچا چکا ہے کہا کہ بے گلغام صاحب آپ قتل نہیں کرنے
 دیتی ہیں ایک کام تو کیجیے سب صاحب ملکر شراب پیئیں نشے میں آکے پھر بعت کریں کہ یہ اپنی جان سے
 بیزار ہوں وادی آبلہ پاسے اشارہ کیا شراب کی ترقی ہو سب نشے میں ہونے لگے ہمارا تمھارا مطلب
 نکل جائیگا دل آرام پائیگا اتنے عرصے میں چالاک نے گلابیان فراسے الٹ پلٹ کر کے بیوشی ملائی
 جام بھر کے ہاتھ پر رکھا بچار کر آواز دی کہ ہمارے ہاتھ سے کون شراب پئے گا مطلع قمر بھی پڑھا مطلع
 ساقی شراب شوق سے دل چور چور ہو + اس چشم مست کا مجھے اب تک سرور ہو + اس خوش الحانی سے
 یہ مطلع پڑھا کہ گلغام نے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ اے گلپوش پہلے ہلکو بلاؤ چالاک نے گلغام کو جام
 دیا گلغام کے بعد کنیزوں پر دورہ باندھا وادی آبلہ پاسے اشارے ہیں کہ صاحب نہ گھبراؤ میں سب کچھ
 بیوش کر دنگی میرا تمھارا مطلب نہ جانے پائیگا وادی آبلہ پانہایت خوش ہو کہ اب سب بیوش ہوئے
 میرا مطلب حاصل ہو گا چالاک نے گلغام کی آنکھ بچا کر کہا کہ اے وادی آبلہ پاتم بھی بی لو آنکھوں کے
 اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ تم کو مشقت پڑگی اب تو وادی آبلہ پا خوش ہو چھو لائیں سما نا جام نگاہ بچا کر
 گلغام سے بی گیا چالاک نے اس میں بھی بیوشی ملائی ہر وہ بیوشی ہو کہ اگر دریا میں ڈال دین تو مچھلیاں
 بلبل کر نکل آئیں وادی آبلہ پاتیم ہی بیٹھ گیا عمرو و برق دیکھ رہے ہیں دعائیں کر رہے ہیں کہ خداوند
 عیاری کو چالاک کی پورا کرنا بیان تو چالاک نے دورہ شراب کا ہنگامہ کیا ہوا فراسیاب نے
 ماہیان زمرہ پوش سے کہا کہ آج گلپوش ایسی کائی مجھ کو گمان ہوا ہے کہ کسی عیار کا فعل ہر عمرو
 برق قید میں شاید چالاک آیا ہو ذرا گلپوش کو تو دریافت کر دے سنتے ہی کنیزیں دوڑیں
 جا کر ایک نخل کے نیچے دیکھا کہ گلپوش بیوش پڑی ہو کنیزیں روتی پستی سامنے افراسیاب کے آئین
 عرض کی کہ اے شہنشاہ گلپوش کو کسی نے بیوش کر کے ڈال دیا افراسیاب نے کہا کہ میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا
 ہر چند کہ آج چالاک نے اس طور سے گفتگو کی کہ میرا گمان ہوتا تھا اور پھر پلٹ جاتا تھا نا نا امان
 جلد چلو نہیں معلوم باغ گلغام میں کیا قیامت برپا ہوگی افراسیاب و ماہیان اپنے مقام
 سے اٹھے یہاں چالاک سب کو شراب پلا رہا ہے کہ ایک پرچہ گو دین آکے گرا اس میں لکھا تھا کہ اے
 چالاک ہوشیار ہو جا کہ ماہیان و افراسیاب آتے ہیں منم نور افشان جاو دین بھی راہ میں

روکنا لیکن دونوں بلا سے روزگار میں انکار و کساد شوار ہر چالاک نے جو یہ مضمون دیکھا بدحواس ہو گیا
 ہاتھ پانوں میں دھنڈا آ یا جلدی میں کنیزوں سے کہا کہ اپنے اپنے ہاتھ سے شراب پیو میں اکیلی کس کو پلاؤں
 کنیزیں پیئے لگیں جب چالاک نے دیکھا کہ سب شراب پی چکے خود اپنے مقام سے اٹھا اسکے اٹھتے ہی
 گلفام بھی اپنی جگہ سے اٹھی کہتی ہوئی کہ بوا کچھ گاؤں نہیں ایک چیز اور سناؤ گلفام اٹھتے ہی گری
 وادی آبلہ پا بھی اٹھا یہ بھی بیہوش ہوا کنیزیں سب اٹھ کر گریں چالاک خنجر نکال کر اٹھا وادی آبلہ پا پر
 خنجر مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے افراسیاب و ماہیان زمین و پویش جوار سے ہوئے آتے تھے کان میں
 آواز آئی کہ کشتی مرانا میں وادی آبلہ پا بوا افراسیاب و ماہیان نے جو یہ آواز سنی کہا تو غضب ہوا
 وادی آبلہ پا مارا گیا چالاک چلا کہ گلفام کو بھی قتل کروں جب وادی آبلہ پا کو مارا تھا عمر و برق
 بھی رہا ہوئے تھے برق فرنگی تو بلا سے روزگار ہو کنیزوں کو لوٹنے لگا خواجہ عمر و کھرے دیکھ رہے ہیں
 بہت ناگوار گنرا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منہ ساحر کیتا شنشا طلسم ہوش ربا خواجہ نے تو گلیم اوڑھ لی
 ہٹا کر کہا کہ ارے کھنڈو بھاگو چالاک و برق چلے تھے کہ ماہیان نے سحر کیا آواز دی کہ خبردار کہاں
 جلتے ہو برق و چالاک لڑکھڑاکے گرے خواجہ تو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گئے ہیں سب معرکہ دیکھ رہے ہیں
 کہ افراسیاب و ماہیان زمین پر آئے لاشہ وادی آبلہ پا کا دیکھ کر بڑا افسوس کیا باران سحر سے
 گلفام کو ہوشیار کر دیا سب کنیزیں اٹھنے لگیں گلفام نے جو لاشہ وادی آبلہ پا کا دیکھا بہت افسوس
 کیا افراسیاب کے قدموں سے پٹ گئی کہا کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا وارث میرا مارا گیا نہایت قلعہ پر
 ترقی غم و الم سے کلیجہ شوق ہوا افراسیاب نے تسکین دی کہا کہ اے گلفام ان دونوں کو قید رکھو
 قتل کا حکم بھیجیں گے یہ کہہ کے افراسیاب و ماہیان روانہ ہوئے گلفام نے چالاک و برق کو قید کیا
 آپس میں آپس کے مٹی لاشہ وادی آبلہ پا کا جلوایا غصے میں کہہ رہی ہر کہ ساربان زادے کا نکل جانا بھڑکتا
 شاق ہوا میں لشکر سے گرفتار کر لاؤنگی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچے گا اس فکر میں مٹی ہر مکر قتل ہونے کا
 وادی آبلہ پا کے بڑا غم ہو کہتی ہر کہ صاحبو میں نے اپنی عمر انکے ساتھ ضائع کی اپنی زوجہ سے چھپ کر
 آتے تھے صحبت میں رونق ہو جاتی تھی افسوس ہر کہ ہماری صحبت ویران ہوئی نظم

سرو مثل جادہ ہر پامال میری چال کا
 ہر طلب سے اس قدر نفرت کہ رہتا ہر خیال

صید ہر کبک دری نقش قدم کے جال کا
 آنے جانے لفظ لب پر باب استغفار کا

رونگٹا بھی مین نے سر سے پائون تک کچا نہیں
 سرو ہو باغ جہان مین وہ صنم نام خدا
 بوجھیں کا فر کی زلفوں سے جدا ہوتی نہیں
 طوق ہر گرداب ہر موج ہر زنجیر پا
 تو شراب آتشین پیتا ہر وہ کھاتا ہر آگ
 حادثات دہر سے محفوظ ہیں ارباب فکر
 عالم حیرت ہوا عالم دکھا اپنا جمال
 پھر نہ میرے پاس آیا جا کے اے جان جہان
 ایسی اپنے لاشہ سوزاں سے گرمانی زمین
 جنگ مین غالب امیرون پہنچے ہوں کیونکر فقیر
 ہر قوی تیرے دست اے ناسخ جو دشمن ہر قوی

افتر تیرے بدن پر ہر کمر کے بال کا
 ہر بجب اسکو پسند آئے جو کپڑا جمال کا
 طائر نکلت بھی قیدی ہو گیا اس جال کا
 ہر ہر اک آب روان دیوانہ تیری چال کا
 بس یو نہیں ہوگا مقلد کباب تیری چال کا
 غم نہیں ہرگز زمین شمس کو بخوشحال کا
 منتظر آئینہ خانہ ہر تری متشال کا
 بطور کیا سیکھا ہر تو عمر روان کی چال کا
 بنگیا گنبد ہمارے قیاس پر جمال کا
 زور چل سکتا نہیں کل کے آگے شال کا
 ساتھ مٹی کے ہوں مین کچھ غم نہیں جمال کا

گلفام اس طرح بیکاری کر رہی ہو کنیزین بھجاتی ہیں کہ حضور اس طرح غم نہ کریں کہ کنج باغ سے آواز
 آئی کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین زندہ موجود ہوں مین کیا نادان تھا کہ عیسارون کو
 قید کر کے اصلی صورت پر مٹھتا ایک بیر میرا کیا میرا کیا خرچ ہوا گلفام نے پٹ کر دیکھا کہ وادی بلبل
 تنہا ہوا چلا آتا ہر گلفام وڑی پکار کر کہا کہ صاحب بڑا مال کیا ان مکاروں سے کیونکر جان بچائی بس
 جاتے ہی ہاتھ تمام لیا وادی آبلہ پاہنستا ہوا آگے مسند پر بیٹھا سب کنیزین خوش ہو گئیں جلیبہ راستہ
 وادی آبلہ پا کر رہا ہر صاحب مجاہد یقین تھا کہ عمر و قید ہر اس کے عیار ضرور آئیں گے وہ ہی ہوا اگر یہ
 فکر نہ کرنا کیونکر جان بچتی گلفام کو بڑی خوشی حاصل ہو کہ اب بی چالاک و برق کو بلاؤ ہم انکو قتل کریں
 کہ دل کو خوشی ہو گلفام نے کہا کہ شہنشاہ فرما گئے ہیں کہ میں حکم قتل بھیجوں گاتب انکو قتل کرنا وادی آبلہ پا
 نے کہا کہ ہمارے ملک کو کب مانتے ہیں انکو قتل کر لیں تو جا کے عمر و کو لاؤن وہ ہی دونوں جہنم چالاک
 و برق کو کشان کشان لائیں وادی آبلہ پانے آکھیں ہار کر کہا کہ کیوں مکار و اب شکو کس عذاب الیم
 سے قتل کر دین تمہارے کرو کو بھی جا کر لاتا ہوں کیا عمر و میرے ہاتھ سے بچیکا کہاں جا کر چھپیکا پھر کہا
 صاحب خوشی کرو تم بلک بلک کے روتی تھیں مین گوشے سے سن رہا تھا شراب منگاؤ گانوں سے کہہ

گائیں سامری و جمشید نے غم و الم کو دفع کیا یہ کہ کے جام اپنے ہاتھ سے لبرز کیا گلفام سے کہا کہ بی نوش کرو طبیعت کو فرحت ہو روح کو راحت ہو یہ کہ کے جام پلا یا کنیزوں سے کہا کہ تم بھی شراب پیو آج روز عید ہر بلکہ روز سعید ہر کنیز میں بھی پیئے لگیں تھوڑے ہی عرصے میں سب کو شراب پلائی آپس میں دست درازیاں ہونے لگیں کنیزیں اٹھ اٹھ کے دوڑیں چمنستان میں جا جا کر گرین بعض سر اسیمہ و وڑی و وڑی پھرتی ہیں نہر میں جا کر گرتی ہیں گلفام نے جھلا کر کہا کہ ارے ان کمبختوں کو کیا ہو گیا پھولوں کی چٹری ہاتھ میں لیکر گلفام اٹھی چند ہی قدم چلی تھی ہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری کنیزیں بھی ہوش ہوئیں لغزہ ہوا کہ منم مہر سپہ عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نعرہ عمر و

مرے نام پر خواجہ خواجگان	مری نسل سے مکر پیدا ہوا	عمر و زحیم متر متر ان
مرے نام پر غدر رشید ہوا	جھکا تا ہوں دشمن کو ہر دم کنوئیں	اڑا تا ہوں کفار کے میں ہونیں
مرے نام پر گلشن قیسل و قال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا	مری چال سے ہر صبا پائمال
نشان تھامری گرد پا پوش کا	امیر عرب شیر پروردگار	مرے افسر زحیم نامدار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر	عمر و نے پہلے گلفام کو خنجر مارا کنیزوں کو لوٹنے لگے برق و چالاک	کہ آقا ہمارا جہانگیر ہو

نے رہائی پائی عمر و نے سب کنیزوں کو لوٹ لیا باغ میں اسباب بھی لوٹے پھرتے ہیں تمام باغ کو ویران کر دیا ہر کئی مکان جل گئے کئی قصر گرے چمناب طولانی میں آگ لگی شاخیں جل رہی ہیں غنچہ ہا شاگفتہ منہ کھول کر فریاد کرتے ہیں جھوکے ہوئے گرم کے جل رہے ہیں یہاں خواجہ و برق و چالاک لوٹ رہے ہیں قتلے کا رافرا سیاب جادو و ماہیان زمر و پوش پردہ ظلمات میں بیٹھے شراب پی رہے ہیں آپس میں اختلاط ظاہری ہو رہا ہر افراسیاب نانی امان کہتا ہوا ہسیان فرزند کہ کے گلے میں ہاتھ ڈال دیتی ہر کنیزیں شرابی ہیں کہ افراسیاب نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ نانی امان میرا دل گھبراتا ہر برق و چالاک تو قید ہوئے وہ بلا سے روزگار نہکل گیا ایسا نہ ہو کہ گلفام ہر عیاری کرے ماہیان نے کہا کہ گلفام کیا نادان ہر افراسیاب نے کہا کہ پہلو عیاری کا سامنے موجود ہر ہزاروں عیاریان عمر و کی نگاہ میں ہیں اب میرے سامنے عیاری نہیں کر سکتا جو بات وہ سوچیکا اسکا توڑ میرے پاس موجود ہر ذرا خبر سنگاؤ کہ باغ گلفام میں کیا گزری ایک کنیز پر پوز پیدار کے چلی سوچ پاس قدم وہ باغ باقی تھا کہ کنیز کے کان میں آواز آئی اور گلفام کے مرنے کی خبر پہنچی

کنیز لٹی بھاگی افراسیاب کے سامنے آکر کہا کہ ایشہنشاہ کلفام قتل ہو گئی کنیزین بھی ذبح ہوئیں
 باغ کلفام عمر و نے لوٹ لیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یہ تو میں جانتا تھا
 کہ کلفام کا بچنا دشوار ہی ہم لوگوں میں سے کسی کی شکل بنکر مارا ہو گا لیکن یہ عیار کہاں جاتے ہیں یہ
 کہ کے افراسیاب نے آواز دی کہ اگر دشمن صحرا نور و عمر و و برق و چالاک نہیں نہ جانے پائیں
 یہاں تو افراسیاب نے یہ کہا عمر و و برق و چالاک باغ کو لوٹ کر نکلے ہیں صحرا کو طے کرتے ہوئے
 جاتے ہیں کہ غبار بلند ہوا صدا آئی کہ اے عیاران اسلام اب چندے اسی مقام پر مقام کرو آگے
 نہ بڑھو یہی تمہارے واسطے مقرر ہے آبداد اندر بند ہو اتمینوں عیار گھبرا گئے اب جو نگاہ اٹھا کر دیکھا یا تو
 صحرا ویران تھا اب جا بجا نخل دیکھے پہاڑ بڑے بڑے ظاہر ہوئے طائر جا بجا زمزمہ سرائی کر رہے ہیں
 ہر طرف سے آواز آتی ہے کہ اے آئندہ دور و ند یہ مقام گردش جمشیدی ہے یہاں سے گذرنا دشوار ہے
 یہ کہ وکاش بیکار ہو عمر و نے کہا کہ یار و نکل چلو چھپٹ کر جدھر جاتے ہیں وہ ہی بڑے بڑے پہاڑ جاتے ہیں
 عمر و نے برق کو ایک لات تیری کہ تیری بدھنسی سے راستہ رک گیا میرے ساتھ سے جاؤ چالاک نے کہا کہ
 قبلہ و کعبہ آپ بھی آفت میں مبتلا ہیں اس وقت میں ساتھ رہنا ضرور ہے صلاح کر کے عیاری کرئیے عمر و نے
 کہا کہ میں کسی کی صلاح نہیں چاہتا ہر چند کہ چالاک و برق نے منت کی خواجہ نے نہ مانا اپنے ساتھ سے
 رخصت کیا یکہ وقتنا ایک جانب چلے برق و چالاک ایک درہ کوہ میں گھس گئے دیکھا کہ درے میں اندھیرا
 ہے برق نے چالاک سے کہا کہ الگ الگ چلیے استاد نے تو کہنا نہ مانا چالاک ایک گوشے میں سے ہو کر
 بیرون درہ کوہ آیا برق نے دیکھا کہ صحرا سرسبز و شاداب ہے سبزہ خواجہ بیدار طائروں کی ہر طرف
 زمزمہ سرائی نرگس شہلاکی آنکھوں میں خمار ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے برق دیکھتا بہا لقا ایک طرف چلا حیران
 پریشان ہو کر کہاں جاؤں استاد سے بھی چھوٹے کہ ایک طرف سے گانے کی آواز آئی کوئی خوش آواز بعد

سوز و گداز غزل گارہا ہر نظم

آئینہ داری ٹھکسو سو جہی ہے

دل نہ گھبراہو نہ باہر کا

چاہیے مجھ کو شربت دیدار

سینہ نکلا اسی سے تپہر کا

آزما نا ہر آنکو خنجر کا

دیکھنا منہ ذرا سکندر کا

نکبت کا کل مضرب سے

کون پیا سا ہے آپ کو شر کا

دل بھر آتا ہے یاد ساقی میں

درد جاتا رہیگا اب سر کا

رہ گیا راہ کوئے جانان میں

درد کا فور ہو گیا سر کا

تھا وہ کہن سے سخت سنگین دل

دیکھتا ہوں جو دور ساغر کا

انکے رخسار پر دم گلشت	صداں دھوکا ہوا گل ترکا	عاشقوں کے حضور وہ دم زنج
کھول دیتے ہیں برکت ترکا	غیر کیا ہو گئے رقیب اپنے	سایہ تک ہر عہد و برابر کا
زلف سے زلف بل کی لیتی ہر	کب گوارا ہو کب ہر ہر کا	بسکو کہتے ہیں نوح کا طوفان
شور ہو میرے دیدہ ترکا	جیسے دریا سمانے کوزے میں	اب یہ عالم ہو دیدہ ترکا
خواب میں شب کو یا ر آیا تھا	رنگ بدلا ہوا ہر بستر کا	مر کے پایا جواب نامہ یار
خیر لکھا مرے مقدر کا	نفس رعنا تک آمیجا دم	کام یان ہر بس ایک ٹھوکر کا

برق اس آواز کو سنکر اسی جانب چلا تھوڑی دور آکر دیکھا کہ ایک مقام پر چند نازنیناں مہجین مہجیناں
 ہر تکلیف مٹھی ہوئی غزلین گارہی ہیں مگر ایک ایک حسین دمہ جین سب کو خوش صورت دیکھ کر برق پیچھے ہٹا
 خواہش ہوئی کہ ان سب میں جا کر ملوں کنارے آیارنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک مہجین کی شکل
 تیار ہوا گلناتا ہوا ٹھمران اڑانا ہوا برق چلا ان سب نے جو دیکھا کہ ایک مہجین گاتی ہوئی جاتی ہر
 ان سب نے ہکار کر کہا کہ بوا یہاں آؤ ہمارے پاس بیٹھ کے گاؤ برق تو یہ چاہتا تھا بھٹ کے ان سب کے
 قریب آیا ڈھول اپنے آگے کھینچا کھڑے باندھنے لگا ان سب نازنینوں سے آنکھیں ملائے ہوئے
 یہ غزل عاشقانہ گارہا ہر نظم

کس سے کہوں کٹی ہو تڑپ کرشب فراق	دکھلا سے پھر نہ مجھ کو مقدر شب فراق
ای ماہر و جو تجھ کو نہیں دیکھتا ہوں میں	واشد کاٹتا ہر بجھے گھر شب فراق
یار د تڑپ تڑپ کے بھر کی ہر شام ہجر	موت آئیگی جیو نگانہ دم ہر شب فراق
تو کیوں ہو مجھ سے رگزار گزرتی ہر دل پہ کیا	پوچھنا ایک دوست نے آکر شب فراق
جنہش ان ابروؤں کی جو یاد آگئی مجھے	دو چل گئے کچھ پر خیر شب فراق
یاد آئیگا ترا قسید موزوں جو باغ میں	نامے کرونگا زبردستو ہر شب فراق
جب دیکھتا ہوں ماہ شب چارہ کو میں	آتا ہر یاد عارضی دل ہر شب فراق
رویا ہو جو دست حسائی کی یاد میں	ترخون سے ہو گیا مرا بستر شب فراق
آئی نہ مجھ کو نیند نہ چین ایک دم بلا	پوچھو نہ کچھ بھر ہوئی کیونکر شب فراق
اس ماہ دش کے دانست جو یاد آگئے مجھے	تا صبح میں گنا کیا اختر شب فراق

پہلو سے نکلون میں جو مجھے روکیے نہ آپ	کہتا ہر مجھ سے یہ دل مضطرب فراق
اُس شمع و کی یاد میں سطوت بیان ہو کیا	کس طرح میں نے کاٹی ہر رو کرشب فراق

سب نازنینان مہ جبین تعریفین کر رہی ہیں برق بھی کھپا ہوا گھلا ملا ہوا ڈھول بجا بجا کر آنکے ساتھ گارہا ہر گاتے گاتے کہا کہ بوا اس وقت کیا ہوا سنکر رہی ہی طبیعت پھرک رہی ہر دل تو یہ چاہتا ہر کہ کوئی معشوق جوان ہوتا اُسکے ساتھ ہنسی دل لگی کرتے لطف زندگی ملتا غنچہ آرزو بھی کھلتا وہ تو ممکن نہیں مگر وہ شراب تو ہو معشوق کا نام جو برق نے لیا وہ سب رونے لگیں کہا بوا بانیان طلسم نے مرد کو ہمہ پر حرام کیا ہر اسی خجل میں مارے مارے پھرتے ہیں کوئی دن ایسا بھی ہو کہ بادشاہ طلسم افراسیاب جادو ہمارے واسطے کسی کو مقرر کرے لیکن اپنے بخت و ازگون و طالع نگون سے امید نہیں نہیں معلوم اس میں کیا بھید ہر کہ سامری و جمشید نے ہلکویہ جمال بمثال دیا لیکن مرد ممکن نہیں تھے اس وقت ذکر کر کے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانہ دل کو غم و الم سے بھر دیا لیکن شراب و کباب ابھی منگاتے ہیں یہ کیکے آواز دی کہ اے انجام جادو شراب و کباب لاؤ دیکھا طرف سے نخلستان کے ایک کنیز کہ یہ صورت نے کسی قریبے ایک کشتی میں رکھے ہوئے کچھ کباب لا کر سامنے رکھے جسے انجام کہے آواز دی تھی اُس نے کہا کہ تم اتنی شراب کیوں لائیں دوسری نے کہا کہ جس قدر ہر کافی ہر ایک نے کہا کہ بوا ایک بات کا خوف ہر اُسکا خیال رکھنا برق نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے جو شراب لائی تھی اُس نے کہا کہ یہ حال نہ پوچھو اُس میں بڑا راز و نیاز ہر برق حیران ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے ہر چند پوچھتا ہر کوئی نازنین نہیں بتاتی برق سوچا کہ کوئی بات ہوگی اب ان سب کہ شراب پلا کر بیہوش کر دے اور قتل کر کے نکل جاؤں اس سوچ میں قریبے اُس نے اُسکے پیچھے بے بیہوشی ملائی جسے انجام جادو کو پکار کر شراب منگائی تھی برق نے پہلے اُسی کو جام دیا اُس نے کہا کہ میں بیون برق نے کہا کہ نوش فرما بے اُس نے دوسری کو دیا برق نے دوسرے کو بجانے لگا دیکھا کہ کوئی شراب نہیں پتی برق نے جسکو شراب دی تھی نہیں معلوم وہ کیا انجام سوچی کہ بیون رد و قدح دوسری کو دے دیا اب جام بے پانوں چل رہا ہر کوئی پتیا نہیں برق حیران کہ یہ کیا کیفیت ہے ان سب کو مہجوت کر دے سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھڑ رہا ہر یہ غزل عاشقانہ بہ ردیف شراب سب کو مناسکے گاتے لگا اٹھیں

بے یار کیا مزا مجھے دیگی بھلا شراب	مجھ کو پلا رہا ہر جو تو سا قیا شراب
------------------------------------	-------------------------------------

بے یار مجھ کو دلی نہ لذت ذرا شراب
گلشن میں جلد چل کے پلا سا قیا شراب
تجکو دکھا دکھا کے پیون دعا شراب
مجھ کو پلائیگا جو مرا مدق شراب
بان ہر دمہ کے جام میں بھر کر پلا شراب
پیتے ہیں رند بھٹیون پر بر ملا شراب
کس طرح چھوڑون ہو گئی میری غذا شراب
تو نے پلائی مجھ کو نہ ای دل ربا شراب
خون جگر میں پیتا ہوں ساقی کجا شراب
ہر میرے حق میں عشق دل خدا شراب
میں نہ جان میں پیے کیا بھلا شراب

خون جگر سراق میں پیتا ہوں جاے مو
ابر بہلا کے چلی ہی ہو اسے سرد
جی چاہتا ہوں ساقی ہوش کے ہاتھ سے
ہو گا ہر ایک قطرہ مور شک آفتاب
گردون و تار ہر مرا محبوب ساقیا
ہر عشق چشم مست صنم کا جو دور دور
موقوف ہر اسی پہ مری زیست نا صحا
افسوس اپنے دست نگارین سے ایک روز
اُس رشک آفتاب کی فرقت میں رات دن
نخسانہ غدیر کا میکش ہوں ساقیا
سطوت ہر مست ساقی کو شرکے عشق سے

جب برق نے غزل گائی اور کہا کہ صاحب یہ جام دوڑتا پھرتا ہے کوئی صاحب پتی نہیں ایک نے کہا کہ
بوا کیونکر نہیں مسرور جادو جو ہمارے افسر ہوتے تو پتے تمہاں ہو تمہاری خاطر مد نظر ہر جام دوڑا دوڑا پھر گیا
آخر شراب کو پھیر دینگے مسرور جادو ہوتے تو ہم لوگ پتے برق نے کہا کہ پیو بھی پہلو سے آواز آئی
کہ اومکار خبردار کہاں جاتا ہے اے حسین اسکے جال میں نہ پھنسنا شراب نہ پینا ورنہ غضب ہوگا
او برق میں نے تجھے پہچانا برق نے پٹ کر دیکھا کہ ایک جادو گر نہایت قوی تن سر جھاڑ منہ پہاڑ
جھومتا ہوا آتا ہے اُن نازنین مجھ میں نے کہا کہ اومکار اب کہاں جائیگا ایک نے برق کی کلانی پر
ہاتھ ڈالا برق نے اسکو خنجر مارا جست کر کے بھاگا مرتے ہی اُس نازنین کے اندھیرا بھی ہوا برق نے اپنے کو
ایک غار میں گرا دیا کچھ پتے وغیرہ اپنے اوپر ڈال لیے مسرور دوڑا ہوا آیا اُن سب سے کہا کہ اے بختوتم
تجکو خبر سنا چکے تھے کہ تین عیار آوارہ ہوئے میں اس صحرا سے اُنکو نکلنے کا حکم نہیں ہے پھرتے پھرتے اِدھر ضرور
آئیں گے جادو اپنے اپنے مقام پر بیٹھو قطرہ زن کی قضا آئی تھی وہ ارگینی مسرور نے اُسکا لاشہ
اٹھا کے ایک طرف پھینک دیا وہ سب نازنین مجھ میں اُسی صحرا میں غائب ہو گئیں مسرور جادو
جھومتا ہوا ایک طرف چلا گیا برق حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہر راستہ ہم پر بند ہوا اب اس صحرا سے نکلنا

دشوار ہو یا نئے قریب کوہ پر ایک قصر بنا ہو انہیں مسرور رہتا ہر حکم گردش صحرا نور و ہر وقت بیٹھا
 ہوا نقشہ سامری دکھا کرتا ہر جس سے ہر وقت معلوم ہوتا ہر کہ عیار فلان مقام پر ہیں وہ نقشہ دیکھ کر
 دوڑا ہوا یا تھا جب برق نکل گیا تو یہ پلٹا اپنے مقام پر جاتا ہر کہ کان میں رونے کی آواز آئی کہ کوئی
 فلک کا ستایا ہوا بلک بلک کے پکارتا ہر کہ ای فلک کج رفتار و اسر گردون غدار کہان تک کج روی
 کر گیا یا سامری و جمشید ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض روح کرے اب یہ مصیبت مجھے نہیں
 اٹھتی یہ میرا ہے ویران نہ کوئی دوست نہ مولیٰ نہ غمگسار و کجین تقدیر کیا دکھائے سب عزیزوں نے
 ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے منہ موڑا اب تو روح جسم میں گھبراتی ہو اور کبھی اس بیقراری میں یہ شعا
 مصیبت خیز دشت انگیز کی آواز آتی ہر نظم

دل عبت شیفہ حسن پرینا دہوا	مبکو برباد کیا آپ بھی برباد ہوا
دوست دشمن ہوئے رسوا ہوا برباد ہوا	جب سے عاشق میں ترا اوتم ایجاد ہوا
مرشا ہجر میں غم سے برباد ہوا	گو بجھے رنج ہوا اٹکا تو دل شاد ہوا
بار چھو لون کے قفس پر مرے ڈالے لاکر	مہربان منکے کہانی مری صیاد ہوا
ہاے پہلو میں کسی روز نہ آکر بیٹھے	جان جان منے خاک دن مراد شاد ہوا
ای صبا جا کے مرے رشک پر پی سے کہے	دشت ویران ترے دیوانے سے آباد ہوا
عمر بھر رنج دیے ہجر کے غم میں گزری	خوش کبھی تجھ سے نہ میرا دل نا شاد ہوا
فائدہ عشق میں کوئی نہ ہوا جز نقصان	غم سے جان گئی مفت میں برباد ہوا
باہن گردن میں مری ڈال کے سطوت نشین	ہنس کے کہتا ہر کہ اب تو تراد دل شاد ہوا

یہ اشعار سننا اور صدائے دردناک سننا ہوا سر دھنستا ہوا مسرور رہا دو پلٹا جون جون قریب جانا ہر الفاظ
 درد آمیز و حسرت انگیز کان میں پہنچتے ہیں جی چاہتا ہر کہ اپنے کو چھری مارے دور سے دیکھا کہ اکبشت نفس
 درخت کی بیج میں سر ڈالے ہوئے پلنگ پوش اتر رہے ہوئے بیٹھا ہو کر آواز سے معلوم ہوتا ہر کہ کوئی عورت
 ہر کیسی ملک ملک کے دور ہی ہو مسرور و قریب پہنچا پہلے تو اسنے آواز دی کہ کیوں صاحب تم کون ہو
 نے کہا کہ یا سب ہر کچھ اسنے جواب نہ دیا تب اسنے قریب آکر پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا کہا کہ ای کشتہ
 تیغ حسرت دایہ گرفتار دام مصیبت جواب تو دے تیری بیقراری نے میرے دل پر تیر کی جیسے ہی

مسرور نے پلنگ پوش اٹھایا صاف ثابت ہوا کہ لکے ابرو سے ماہتابان سے ہٹا بھولی بھولی صورت
دوپٹہ آب روان کا پانچا مہ اطللس کا بیل اسپر ہی ہوئی گوٹ اُسین پڑا تے کی مگر خار خار ہو رہی ہے بیخ نخل میں
سر ڈالے ہوئے رو رہی ہے آنکھوں سے جو آنسو بجے میں صاف ثابت ہوتا ہے کہ صدف کا منہ کھلا ہے کہ ہر آہ و
اشک ٹپک رہے ہیں لڑیاں بندھی ہوئیں اس ہیئت سے مسرور نے دیکھا کچھ پر ہاتھ رکھ لیا آتش
عشق کی گرمی ہاتھ پائون میں ریشہ قلب تھرایا کلیجہ منہ کو آیا اسی مقام پر بیٹھ گیا کہا کہ اے مجھ میں تو کون ہے
کس مصیبت کا سامنا ہولات و منات کو چکارتی ہے کیا مصیبت پڑی ہے اس صحرا سے ہوئیں میں کیونکر
پہونچی اُس مجھ میں نے منہ تو اپنا چھپا لیا کہا کہ اے شخص کیا پوچھتا ہے فلک در پئے آزار ہے مجبور فنا پا
ہوں بیت چہ گویم از سرو سامان خود عمر لیست چون کا کل + سیہ بخت پریشان روزگار مہ خانہ برد و شتم
ہمارا شوہر بھکویا ہ کے لیے جاتا تھا جنگل سے کچھ شیر نکلتے شوہر نامرد سب کے پہلے بھاگا میں بکھنت
بد نصیب اس طرف نکل آئی کچھ گنواروں نے دیکھا بھی کئی طرح کی مصیبتیں پڑیں کئی شبانہ روز گزرے
اسی صحرا میں ماری ماری پھرتی ہوں کوئی شیر بھیڑ یا ایسا نہ آیا کہ مجھ بد نصیب کو کہا جاتا اس کشاکش
کے چھوٹی اب تو صدات نہیں اُٹھتے تین فائے بھی گزرے ہیں آب و دانہ بھی میسر نہیں ہوا مگر دم نہیں
ٹھکتا اس طرح اُس نازنین نے رو رو کر بیان کیا کہ دل مسرور کا ہل گیا کہا کہ صاحب میرے مقام پر
چلو سامنے پہاڑ پر مقام ہے وہاں سب کچھ ممکن ہے اُس نازنین نے کہا کہ صاحب تم نامحرم ہو میں کیونکر تمہارا
ساتھ جاؤں مرد عورت کا ایک مقام پر ہونا بہتر نہیں دنیا کے لوگ کیا کہیں گے میری تو بھوک پیاس سے
عجب فوجت ہے تین شبانہ روز ایک طور پر گزرے کیا سخت جان ہے سوا سے پیدا کرنے والے کے حال دل کس سے
کہوں صدمہ بھوک پیاس کا کیونکر اٹھاؤں غنیم

پہنان ہے جس طرح سے بدن میں نشان روح
کیا خاک پھر سناؤں سچے داستان روح
بو بوستان میں جسم میں جیسے نشان روح
دل ہے اگر کہ میں تو راغ آسمان روح
روح القدس سے بھی ہے کہیں شریکے نشان روح
رہتا نہیں جہان میں را از نشان روح

پیدا ہے یوں جہان میں وہ جان جہان روح
فرقان میں جب قلیل ہے را از نشان روح
کثرت میں یوں ہے جلوہ وحدت کہ جس طرح
اس نظر اتم میں بھی ارض و سما ہے دیکھ
آکر بدن میں روح کا رتبہ کھٹا نہیں
ہے جسم میں کہ عالم ارواح میں کہیں

ہر روح کے حدوث و قدم کا یہ ماجرا	گر ہر مکان و جو عدم لامکان روح
اور اک و علم نا صدار و اح ہر نظام	حسن عشر کے ہاتھ میں ہر پرعتان روح

مسرور نے قدموں پر سر رکھ دیا کہا کہ صاحب پہاڑ پر چلو میں سب طرح پر مختاری خاطر کرونگا جان
 ایک تیرنثار ہونا زمین ناچار ہوئی لڑکھڑائی ہوئی اٹھی کئی مقام پر گھسی پڑی مسرور نے ہاتھ تھام لیا
 کہا کہ صاحب نہ گھبراؤ کبھی قدم کو دیکھتا ہوں کبھی رو سے زیبا پر نگاہ پڑتی ہوں کبھی عالم شباب پر نگاہ کبھی وہ
 کبھی آہ اس طرح لیکر بالائے کوہ آ یا نازنین نے کہا کہ صاحب غیروں سے مکان کو خالی کر دے مسرور نے
 کہا کہ چند غلامان جانا باز ہیں سب صاحبان راز و نیاز ہیں میرے پرورش کردہ آپ نہ گھبراؤ میں گھاٹیوں
 کو طے کر کے بالائے کوہ آ یا دیکھا کہ قصر عالی بنا ہوا ہوا اس قصر میں نازنین کو لیکر مسرور جادو آ یا چند
 غلام حاضر ہیں انھیں نے فوراً اشارے سے مالک کے شراب کی گلابیان لا کر رکھیں مسرور نے جلدی
 میں دست بستہ عرض کی کہ اے ملکہ عالم نوش فرمائیے غلاموں نے بڑھ کر عرض کی کہ نازنینا صحرائی حاضر ہیں
 مسرور نے کہا کہ بلاؤ وہ ہی نازنینا میں جبین جو جنگل میں برق کو ملی تھیں وہ آ کر حاضر ہوئیں نازنین
 نے اشارے سے پوچھا کہ صاحب یہ کون ہیں کہا کہ انکا نازنینا صحرانورد لقب ہر دن بھر صحرا میں بھرتی ہیں
 شب کو یہیں آ کر رہتی ہیں نازنین نے سر جھکا لیا وہ بھی اگر بیٹھیں ان سب نے مسرور سے پوچھا کہ کیوں صاحب
 انکا کیا نام ہے مسرور نے کہا کہ حال انکا لائق ذکر کے نہیں ہے صحرا میں آوارہ ہوئیں عزیزوں نے ساتھ چھوڑا
 ایک نے انھیں سے اشارہ کیا کہ اے افسران مکاروں میں سے کوئی نہ ہو اور مجھے خبر پائی ہے کہ متر برق فرنگی
 ایک غار میں چھپا تھا اب جنگل میں پھر رہا ہے حکم دیجیے تو لائیں مسرور نے اُسکو اشارہ کیا آپ ہلٹ کے نقشے پر
 نگاہ ڈالی نقشہ دیکھتے ہی عجب حال ہوا غصے سے کانپنے لگا غرہ کیا کہ اومکار خوب رنگ جمایا میرے گھر میں
 چلا آ یا چالاک نے چاہا جست کر کے نکلون مسرور نے ایک دھتھڑا چالاک لڑکھڑاکے گرا ایک شعلہ
 آتش بھڑکارنگ درغن عیاری کا جلا دیا صورت اصلی ظاہر ہوئی وہاں برق فرنگی جو غار سے نکلا صحرا میں
 آوارہ پھر رہا ہے خیال تھا کہ جب کسی مقام پر عیاری کرنا ہوگی تو صورت بدلونگا اصلی صورت پر پھر رہا تھا
 کہ کنیز وقت پر پہنچی دیکھا کہ برق فرنگی صورت اصلی پر پھر رہا ہے کنیز ٹپ کر گری برق کی کمر میں پیچ دیا
 برق کو لے بھاگی ہر چند کہ برق چچا پٹا کہ اسے بھلے کہاں لیے جاتی ہے میں عیار نہیں ہوں ٹھہر تو جا
 دو چار باتیں تو کر لے میں بچارہ مسافر آفت کا اراہیان پھر رہا ہوں مجھے کیوں لیے جاتی ہے اُس نے

جواب دیا کہ او جہلساز و مکار تو نے ہم سمجھون کو مارا ہوتا ہماری بہن کو مار کر نکل گیا اب اُسکا بدلہ ہوگا
اس صحرا سے خارستان میں سب جانتے ہیں کہ تین عیاروں کو آوارہ کیا گیا ہے ایک اُنہیں سے تم ہو برق چمکتے
چمکتے بیہوش ہو گیا یہاں چالاک پر مسرور غصہ کر رہا ہے چالاک کہ رہا ہے کہ آپ میری بات تو سنئے مسرور
کہتا ہے کہ او ظالم تو نے وہ رنگ جمایا کہ مجھ ایسا جانبدار یہ بہت ہو گیا جی چاہتا تھا کہ تیرے نام پر جان دوں
حقیقت میں بلا سے روزگار ہو مختار سے دام مکر سے نکلنا کمال دشوار ہے فرزند عمر و ہر ایک مکار و فدا
یہ ذکر تھا کہ کنیز آکر ہو چکی کہا حضور برق کو لائی برق نے چالاک کو دیکھا چالاک نے برق پر نگاہ
ڈالی اپنی حسرت پر دونوں بولے چالاک لبلا کے خوب رویا اُس بلکنے میں اور بیتابی میں یہ چند
اشعار زبان سے نکل گئے نظم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سُندر بجو د الفت عارض تھے اور اب بندہ زلف خوب انصاف ہو سرکار میں ماثار اللہ مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہیں جلوہ کثرت و وحدت ہے حقیقت میں ایک دیر میں یار ملا کفر ہوا دین رعنا	پہونچے آغاز محبت ہی میں انجام کو ہم دیکھتے روزہین آآ کے تھے بام کو ہم صبح کے جھوٹے ہوئے آئے مگر شام کو ہم مہربانی کے لیے غیروں میں دشنام کو ہم توڑ کر صاف نکل جائیگے اس دام کو ہم خاص کو عام کہیں خاص کہیں عام کو ہم کیون سلام اب نہ کریں کعبہ اسلام کو ہم
--	--

ان اشعار کو سن کر مسرور بیتاب ہوتا ہے مگر کہتا ہے کہ صاحبو ان کجگوں کی باتیں نہ سنو طبیعت کو
پریشانی ہوتی ہے جلد انکو قتل کرو اسی وقت جلا دسا منے آکر موجود ہوا پکار کر آواز دی کہ اے مسرور
آج کسے غصہ ہے مسرور نے کہا کہ اے جلا دھرائی آج غضب ہوا تھا بیٹا عمر و کا عورت بنکر میرے پاس
چلا آیا پہاڑ تک پہونچا بڑی بات یہ ہوئی کہ کنیز ان صحرائیوں کو لائیں انھوں نے مجھ کو ہوشیار کیا ورنہ میں
اس ظالم کے مکر میں گرفتار ہوتا قتل ہی کر چکا تھا اب میان برق و چالاک دونوں گرفتار ہوئے
انکو جلد قتل کرو شہنشاہ نے گردش صحرائیوں سے کہہ کر تین عیاروں کو پھنسا یا یہ دونوں گرفتار ہوئے جلد
انکو قتل کر جلا دھرائیں لگانے لگا دونوں کی گردن پر کولے کا خط دیا اب حکم کا منتظر ہے مسرور کہ رہا ہے
کہ جلد قتل کر جلا دھرائیں جلا دی ختم کر رہا ہے کہ حضور حکم اول ہے سمجھ بوجھ کے دیکھیے جون جون یہ حکم دیتا ہے

برق و چالاک بلک بلک کے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای خالق بیل و ہمارو ای پروردگار اس فہت
ناگمانی سے بچائے اس مصیبت آسمانی سے نجات دے تیری ذات سے سب طرح کی امید ہو نظر

ای خداوند جہان پروردگار	ای تسلی بخش اہل اضطراب	ای بوقت سخت و غم غما ساز
ای بہنگام مصیبت و شداد	قصر عالم را تو کردی استوار	خاک را بردی با وج اختیار
یافت انسان از تو تاج اقتدار	عز و حرمت بندگان جان نثار	میکنی برخسلف عالم پار بار
لطف بے حد و عنایت بیشمار	بندہ زارت منم ای کردگار	منفعل نام دم نہایت شرمسار
مبتلا سے رنج و غم بیل و ہمار	مضطرب غمگین پشیمان بقرار	لا غروبے طاقت و زار و زار
بیدل و بیدست و پالے اختیار	بندہ تنہا دشمن جان صہنہ زار	اندھین رنج و ملال و حال زار
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار	مسرورانگے رونے پر ہنس رہا ہوں

لکھا ہے کہ کیون ای مکار و کل ایک کنیز صحرا نور دکو مارا آج میری فکر میں آئے اپنے حال زار پر روتے ہو شرمندہ
نہیں ہوتے ہو نہ کھڑا تھا کہ ایک آنحضرتی سیاہ اٹھی کوہ و صحرا کو اس آنحضرتی نے سیاہ کر دیا صد ہا نخل لاکھڑا کے گرے
پتے اڑتے پھرتے ہیں مسرور بھارنے لگا یا سامری و جمشید میری مدد کو آؤ اس آنحضرتی میں برباد ہونے کا ڈر
بالا سے کوہ میرا گھر ہی ایسا نہ ہو کہ پہاڑ اڑ جائے بڑے غضب کی آنحضرتی چلی رہی ہے پتھر ٹکرا رہے ہیں ایسا نہ
کہ پہاڑ اڑ جائے مسرور مع کنیزوں کے کانپ رہا ہے کنیزوں کے ہوش اڑے ہوئے ہیں سب کو ہی
خوف ہے کہ پہاڑ اڑ جائے زندگی دشوار ہے ہر خرد و کلان بقرار ہے آنحضرتی شق ہوئی ہوا تھی مسرور نے دیکھا
کہ گردش صحرا نور دایک تخت پر سوار چند ساحر و مصاحب ہر راہ ہنستا ہوا چلا آتا ہے مسرور نے جھک کر
سلام کیا گردش صحرا نور مع مصاحبوں کے تخت سے کودا مسرور کو گلے سے لگایا کہا کہ ای مسرور
ہم تم سے بہت خوش ہوئے تھے ان دونوں مکاروں کو گرفتار کر لیا یہ صحرا میں غدر ڈال دیتے زندگی دشوار ہوئی
یہ دونوں بلا سے روزگار میں عمر و کوہ میں گرفتار کرونگا جب مجھ کو معلوم ہوا کہ چالاک و برق گرفتار ہو گئے
قریب صحرائی میں آیا دریافت ہوا کہ ایک سماجن کو عمر و لوٹ کر لے گیا وہ پیٹ رہا تھا کہ ایک شخص چور بن کر آیا
پانچ سیر چاندی کا اسباب بیچ کر ملا گیا وہ سب جتے کا بنا ہوا کھل میں نے سمجھایا کہ نہ کھرا میں اس مکار کو
پکڑ کر لاتا ہوں صحرا میں ڈھونڈتا پھرتا ہوں اس ظالم کا کہیں تپ نہیں ملتا کسی خواہنے والوں کو لوٹ لیا
چرن کے روپے دیے مٹھائی پوریان کچوریاں تنہاں تک لے گیا وہ خواہنے والے بھی روتے پتے ہیں

اگر مخاری صلاح اس مقدمے میں ہوا تو اسی قتل نہ کرو عمر و بھی گرفتار ہو جائے تینوں کو ساتھ قتل کریں
مسرور نے کہا کہ آپ مالک میں مغل رکھیے میں کیا اور میری صلاح کیا جیسا مناسب وقت ہو گردش
صحرا نور دے مسرور کو اپنے ہاتھ کا بنا ہوا نقشہ دکھایا کہا کہ دیکھو صاف صاف سامری و جمشید لکھ گئے ہیں
کہ ساحر کے ہاتھ سے عیاروں کی قضا نہیں ہر جوانے قتل کا ارادہ کر لگا خود قتل ہو جائیگا مسرور
اپنے لگا کہا کہ اے شہنشاہ ساحران مجھ کو خوف پیدا ہوا آپ کے دم سے یہ صحرا سے ویران آباد ہیں اگر آپ پر
کوئی افتاد بڑی ہم لوگ بے سرو پا ہو جائیں گے ہلو کون پوچھ گیا شہنشاہ نے اس بلا کو ہمارے اور آپ کے
سپر کیا اپنے سر کی آفت ہم پر ٹال ہم لوگ کیونکر اسے ملت پائیں گے گردش صحرا نور دے کہا کہ اے
مسرور کیونکہ خبر آتا ہے میں حکم سامری و جمشید میں رخنہ ڈالوں گا عمر و کو ڈھونڈ کر قتل کر دینا آج
اسی فکر میں نکلا ہوں استاد و شاگرد آپس میں باتیں کر رہے ہیں گردش صحرا نور دے کا ارادہ ہے کہ تالا
عمر و میں جاؤں ڈھونڈ کر گرفتار کر لوں چالاک و برق مسلسل و مطوق بیٹھے ہیں کہ آسمان پر
سناٹا ہوا دیکھا کہ افراسیاب جادو تلج زرین سر پر رکھے ہوئے اکیلا تخت اڑاتا ہوا آتا ہے گر کمال غضب
تیور پر پل پڑے ہوئے پہاڑ کے سامنے اگر لغزہ کیا کہ نعم ساحر کیتا شہنشاہ طلسم ہوش رہا سب نے
جھک کر سلام کیا کنیز بن تھرا کر پیچھے ہٹیں مسرور و گردش سامنے جم کر کھڑے ہوئے جھک جھک کر سلام
کر رہے ہیں گردش کہتا ہے کہ اے شہنشاہ اس وقت آپ کا آنا بہت غنیمت ہوا برق و چالاک کو
گرفتار کیا ہے کیا حکم ہے قتل کریں یا عمر و کی بھی فکر کریں سامری و جمشید تو صاف صاف لکھ گئے ہیں کہ
عیاروں کی قضا ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہر افراسیاب نے ان دونوں کے ہاتھ سے نقشے لے لیے انکو بھاڑ
کر چھینک دیا کہا کہ اس مہل کو نہ دیکھو مجھے نام سے سامری و جمشید کے نفرت ہوتی ہے جو جا لکھ گئے
دونوں نے کہا کہ حضور نقشے کیوں بھاڑ ڈالے افراسیاب نے کہا کہ اس میں احکام سامری مرقوم تھے
انکا سالم رہنا مناسب نہیں میں اپنے طور کے نقشے بنا دوں گا تمکو حال آئندہ و گذشتہ دکھا دوں گا دونوں
نے سر جھکا لیا افراسیاب نے کہا کہ آپ دولت کے آنیکا اس وقت یہ باعث ہوا کہ باغ سینب میں تشریف
رکتے تھے از روئے کتاب سامری معلوم ہوا کہ چالاک و برق گرفتار ہوئے یہ بھی اس کتاب میں لکھا تھا
کہ گردش صحرا نور دے مسرور کی قضا بہت قریب ہے عیار قتل نہ ہونگے دونوں پر آفت آجائے گی اب تو
آٹھ کر باغ سامری میں گئے دیر میں جا کر دعا کی واسطے حکم ملا کہ پہلوے دیر میں ایک بڑا رکھ دے اس کے

جلد لیا ڈ شراب میں ملا کر دونوں کو پلاؤ کنیزین بھی محروم نہ رہیں ہزار ہزار سائے کی عمر انکی بڑھ جائیگی
 گردش صحرا نور و دمسر و رافرا سیاب کے گرد بچنے لگے کہا شہنشاہ نے بڑا احسان کیا یہ تکلیف فرمائی
 افراسیاب نے کہا کہ شراب لاؤ یہ بھی افراسیاب کستا جاتا ہے کہ بعد شراب پلانے کے نقشے بھی بنا دوں گا
 و مہدم حال دریافت کرنا آج سب باتیں بچتے کر دوں گا شراب آ کے رکھی گئی افراسیاب نے شراب میں
 پڑا ملائی دمسر و گردش صحرا نور و افراسیاب کی ہرانی پر دھک کر رہے ہیں کہ یہ عنایتیں اور
 پرورشین شہنشاہ لاچہین میں کہاں تھیں اپنے ملازمین کی پرورش فرمائی ہماری زندگی میں یہ کوشش
 کی جام لبریز کر کے اپنے ہاتھ سے گردش صحرا نور و گردش نے اٹھ کر سلام کیا جام بے اندیشہ انجیام پگیا
 افراسیاب نے دمسر و کو بھی جام دیا اور کہا کہ اے دمسر و خوش ہو میں القاب سامری بھی پڑھ رہا ہوں
 یہی چاہتا ہوں کہ تم لوگ قوت بازو زینت پلور ہو دمسر و نے جھک کر سلام کیا جام پگیا کنیزین سرنگون
 اکثری تھیں کہا اے تم کیوں پریشان ہو عمر دو دہزار برس بڑھ چکی عاقبت کے بورے تھیں سمیٹو گی
 کنیزین جھک جھک کے سلام کرنے لگیں بلائیں لبتی ہیں ترقی جاہ و جلال کی دعائیں دیتی ہیں جام لے لے کے
 سبھون نے پیچھے چالاک برق سے کہ رہا ہے کہ قبلہ و کعبہ آگے انشا اللہ وقت رہائی قریب ہے گردش
 صحرا نور و بد نصیب ہر اب ہماری لیاقت ظاہر ہو گی برق اسباب محفل تاک رہا ہے کہ چھوٹے ہی لوٹو ننگا
 چالاک کستا ہے کہ اے قبلہ و کعبہ خفا ہو گئے برق کستا ہے خفا ہونے دو وہ خوش کب ہوتے ہیں یہاں تو
 یہ کیفیت ہے کہ دست درازیاں ہونے لگیں کنیزین ہاتھ میکا رہی ہیں چاہتی ہیں کہ اٹھ کر ناچیں ایک کنیز
 شوخ و شنگ موسوم بہ اوزنگ افراسیاب کی طرف نگاہ ملا کے یہ غزل گانے لگی نظم

دل کسی سے لگے خدا نہ کرے	کہیں اللہ مبتلا نہ کرے	کب وہ عاشق ہو جو وفا نہ کرے
کب ہو معشوق جو جفا نہ کرے	خضر اللہ موت دے لیکن	بجرا الفت کا آشنا نہ کرے
یہ رقیبوں کی ہر سخن سازی	بے وفا آپ ہوں خدا نہ کرے	عشق ممکن ہو جو نہ ہو اکیر
خاک عاشق کو کیمیا نہ کرے	خاک خاک شفا ہو جب پس مرگ	کیون یہ دل قصد کر بلا نہ کرے
آج آیا نہیں وہ غیرت گل	باغبان منہ ادھر صبا نہ کرے	تیری خلخال پا کا کھٹکا ہے
شور محشر کہیں پانہ کرے	موت آ جائے تو غنیمت ہو	پر صنم سے خدا جدا نہ کرے
خون بہایا ہے تنے رعنا کا	کیون وہ دعوائے خوبنا نہ کرے	افراسیاب نقلی کہ رہا ہے کبیر

نازنینان مہجبین گاتی ہین دل بھاتی ہین گرا فراسیاب جلی بلغ سیب میں بیجا ہونا زنینان جبین
 و مہجبینان ہر تلمین کے ساتھ عیش کر رہا ہر کسی کے منہ سے نکلا جو عیار دن کو حضور سے آثار کیا تھا
 انپر کیا گزری افراسیاب جیسے سوتے سے ہوشیار ہوا کہا کہ مابہ دولت نے فراموش کیا تھا بڑا شخص انپر گیا
 ہر گردش صحرا نور و بالیقین مقتد سامری و جیشید ہر دل کو اسید ہر کہ اسکی عمداری سے نہیں
 نکل سکتے دوڑا دوڑا کر ارڈالیکا یہ کہرا فراسیاب نے کتاب اٹھائی کتاب کو دیکھتے ہی تاج دے ارا
 کہا کہ یار غضب ہوا میری صورت بنا ہوا عمر و سب کو شراب پلا چکا ہر اب قتل کیا چاہتا ہر یہ کہ خود اٹھا
 کہا کہ جا کے ساربان زادے کو لاتا ہوں ملکہ گلغذار جادو و جی تھی اسنے عرض کی کہ سرکار کیون کلید کر
 لوٹدی جاتی ہر ابھی تینوں عیار دن کو لیکر آتی ہر یہ کہ گلغذار چکی ہوا کو کاٹتی ہوئی جاتی ہر بیان عمرو نے کہا کہ
 اسی گردش صحرا نور و ذرا اٹھ کر ملو گردش صحرا نور و جیسے ہی اٹھا لڑکھڑائے زمین پر گرا مسرور بھی اٹھا
 اور ہوش ہوا کنیزوں لینا لینا کر کے دوڑیں بیوشی تاثیر کر چکی تھی سب لڑکھڑائے گرین عمرو نے اپنے نام کا

نعرہ کیا نعرہ عمر و تصنیف مصنف	مرانا نام ہر خواجہ خواجگان	عمر و زبیشم متر متر
مری نسل سے کر پیدا ہوا	مرے نام پر غدر شیدا ہوا	اڑا تا ہوں کفار کے مین دھوئیں
جھکا نا ہوں دشمن کو ہر دم کنوئیں	مرا کر ہر گشت قیل و قال	مری چال سے ہر صبا پائمال
فلاک کی جو گردش کا سامان ہوا	نشان مقامی گرد پا پوشر کا	مرا افسر زبیشم نامدار
امیر عرب شیر پرورد گاہ	یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہر	اد آقا ہمارا جہا نگیر ہر

عمرو نے چھٹ گردش صحرا نور کو خنجر مارا اندھیرے میں کنیز دن کو قتل کرنے لگا ذرا روشنی ہوئی تھی عمرو نے
 مسرور کو خنجر مارا فوراً مسرور کا بھی سر کاٹ لیا اسباب مغل کا لوٹنے لگے برق نے کنیز دن کے
 کہے اُتارے کسی کے چہرے کٹے کسی کے چہرے اُتارے عیار مجلس کو لوٹ رہے تھے راہ میں گلغذار نے
 آواز سنی کہ گردش صحرا نور دار گیا یہ سب کے چلا رہے تھے غل مچا رہے تھے گلغذار سنکر دوڑی اس وقت
 آکر پہنچی کہ تینوں عیار اسباب مغل کا لوٹ رہے ہین عمرو نے جان مارا تمام اسباب کھینچ کر داخل نیل
 کیا برق نے جو دیکھا کہ تمام اسباب غائب ہو گیا چھٹ پردے کاٹنے لگا کہ آسمان سے نعرہ ہوا امیر
 اعیان عیاران اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گئے منہ ملکہ گلغذار جادو عمرو نے جو دیکھا کہ گلغذار قریب
 آگئی برق و چالاک تو ایک جانب بھاگے گلغذار نے سحر کیا چالاک و برق دونوں گرے عمرو نے

اپنے کو مردوں میں گرا دیا گھنڈا رجا رجا نب دیکھتی ہر وہ دہلا پتلا انتہا کیا ہوا وہ ہی سب کا استاد
 صاحبِ ظلم و بیداد ہی پھرتے پھرتے اُس مقام پر پہنچی کہ جہاں عمر و مروے سے لپٹا پڑا تھا نصف مردہ اپنے
 اوپر لے لیا گھنڈا رجا دیکھتی ہوئی بڑھی عمر و مروے اٹھ کر حلقہ ہاسکند گئے مین ڈال دیے کہا کہ اولعونا اب
 کہاں جائیگی جھٹکا مارا حباب مار کے بیوش کیا جھپٹ کر خنجر مارا گھنڈا رجا شکم چاک قصہ پاک آندھی سیاہ
 اٹھی عمر و مروے کے بھاگا بیان افراسیاب کے سلسلے گلدستہ گھنڈا رجا کھاتا وہ جلا افراسیاب نے کہا
 کہ غضب ہوا گھنڈا رجا کو بھی مارا میرا گھرتا ہا کرو یا ایسی ساحرہ نا ممکن ہو نہیں معلوم کس فریب میں بھینسی۔ کلمہ
 حسرت کیلئے افراسیاب خود چلا اُس پہاڑ پر آکر سوچا دیکھا لاشے سب کے پھڑک رہے ہیں مکان سب
 لٹا پڑا ہوا افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا دیر تک اُنکی لاشوں پر کھڑا ہو کر رو یا بعد اُسکے سوچا کہ آج
 عمر و مروے کو مار ڈالوں گا یہ سوچ کر افراسیاب تلاش عمر و مروے میں چلا ٹھوٹھا طوطا ناظرین والا مقام رہے کہ یہ
 داستان حیرت عنوان متعلق جلد سوم مٹھی جانا افراسیاب کا لہنا عمر و کا یا نہ لہنا ناظرین پر ظاہر ہو گا
 اس داستان کے آگے داستان عجائب عنوان شعلہ خوار آتش کہ شیطان کچھ ہوتا ہر ہو گا

دو کلمہ داستان جلالست عنوان شعلہ خوار آتش کہ شیطان کچھ راز دار طلسم و سواے
 تحفہ بات طلسمی کے بہت سے تحفہ جات ایسے ہیں کہ جا بجا افراسیاب نے رکھے ہیں بلکہ
 زمانہ لاجپن سے جو شئی جس مقام پر ہو وہاں سے منتقل نہیں ہوئی اُن سب کا یہ شیطان کچھ
 راز دار ہی حال تصریح تحریر ہو گا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

نہ صر ہی تو اس ساقی ارمبند	ادائیں تری دل سے آئیں پسند	ملی آنکھ اور مست ہیں دل جلے
ہوئی جبکہ گردش تو ساغر چلے	وہ دست بلورین کہ میناے مر	کہوں شلخ مرجان تکلف یہ ہر
جو عارض کو ماہ و دو ہفتہ کسا	کمال ہنر کا بھی رتبہ ہر حال	مضامین نو کا تحس ہوا
قد یار کو سر و گلشن کسا	یکب کیلک کے ناز و اندامین	عجب چل میں اُنکی عجاہین
نہ ہو کہا کے ذکر میں قیل و قال	کہ مردے بھی ہونے لگے پامال	وہیں غیب گلشن مدعا
بڑھی آبر و درج گو ہر کسا	سخن میں سرا سر کرامات ہر	صفت کیا لکھوں راز کی بات

دماغ مضامین معطر ہوا	رہ تار کرنا پڑی ہسکو طو	وہ زلف کیسی نافہ مشک ہر
کئے مشک تر زلف کو پاکند	یہ مضمون نو ہر سراسر پند	خطا و ختن بھی مغسب ہوا
ہوئی ابتری رنگ لائے لگی	یہ خوشبو جو سو گھی تو ترا گئی	صبا کوے کیسویں جب آگئی
دل غمزہ غم سے تھرا گیا	شب ہجر کا ذکر کیوں آگیا	مجھے عطر فتنہ سلگھانے لگی
مضامین نو کی ہوئی جستجو	سنایا جو کچھ ہجر میں حال ہر	دل غمزہ غم سے پامال ہر
کہ دل تیر غم کا نشانہ ہوا	کبھی سوئے صحرار وادہ ہوا	پھرے ہجر جانان میں ہم کو کب
قمر داستان آگئی رنگ پر	ستم چرخ نے ہجر کا بھی دیا	مجھے رہ و روادہ الت کیا
چہرہ شفق کشایان علم اسے جناب سازی و پرچم نمایان راہیت		کہ شاہ طلسمات ہی جنگ پر

عسا کر جاننا ز می لشکر طغرائی بیان حیرت عنوان کو یوں آراستہ کرتے ہیں شعر صنف ترخم طراز
قصائد مقال + چنین مینگار دز کاک خیال + گزارش کر چکا ہوں کہ افراسیاب جادو و بعد قہر و
غضب تلاش میں خواجہ عمر کی چلا ہر افراسیاب تخت پر سوارا بر گلزار کا سر پر سیاہ طائران افروز
نغمہ سنجی کرتے ہوئے نشان سواری افراسیاب ظاہر قضاے کار ملک احسن حسن آرا کوہ فتنہ پر
مع اپنی انیسویں اور چالیسویں کے صحبت آراہین صحبت شراب و کباب درست نازنینان پر ہی سپر
چالاک و حست ایک ایک عنبرین موہاہر و قدس و لب جو خال ہند و چشم جادو شعر بہر خند و کز لب
برا لکھتے ہنک بر دل خستگان رنجی + بہ ناز و اداسا نے اپنے مالک کے یہ غزل گاہی ہیں نظم

ہم خون دل کو پیتے ہیں بد لے شراب کے	لخت جگر سے لطف اٹھائے کباب کے
مثل حباب ہستی ہر سو ہوم بے شبات	بجز بیان میں نقش ہیں ہم روئے آب کے
افلاک پر چلتے ہیں تارے جو اس قدر	ذریعے ہیں سب یہ خاک در بو تراب کے
کچھ لائے تھے نہ لچلے آخر کچھ اپنے ساتھ	مشرین و سوئے ہنیں ہلو حساب کے
پیا سے ہوئے جو نہ پلائی سبیل می	سیر بیان نے کام کیے ہیں خواب کے
ہر لذت وصال کا فراق واسطہ	نچیر غم سے بیٹے ہیں جھک کر رکاب کے
کرتے نہیں وہ بات ملک بھی شب وصال	انداز کچھ نرا ہے ہیں شرم و مجاب کے
رعنا خدا کے سامنے کہہینگے ہم کو صاف	بندے ہیں بارگاہ رسالت آب کے

ملکہ احسن جس آراستہ پر جلوہ فراہم صحبت عیش و نشاط آراستہ ہو کہ ملکہ نے سراپا کر دیکھا ایک ابر
گلنار سے موتی برس رہتے ہیں زیر ابر طائران خوش الحان چون کہ کھولے ہوئے مصروف زمزمہ سرائی
ابر گلنار کی رعنائی و زیبائی ملکہ احسن جس آراستہ کا کہ شاید شہنشاہ تشریف لاتے ہیں ہانڈ کھڑی ہوئیں
کہ ابر پہلو سے کوہ میں پہونچا ملکہ نے پکار کر عرض کی کہ اے شہنشاہ عادل سخی و بازل ہمارے کو مکے قریب
سے جانا اور کنیزان راسخ الاعتقاد کو سرفراز نہ کرنا عنایت بے نہایت سے بعید ہر افراسیاب نے پلنگ
دیکھا کہ ملکہ احسن آرا دریاے جواہر میں غوطہ زن گرد کنیزان ماہر و شعلہ خو کھڑی پکار رہی ہیں
حقیقت میں عجب ناز و انداز سے پکارنی ہر جی میں کتا ہو کہ اے افراسیاب معشوق قیامت خیز ہر مسک

چوئی اک کالی بلا سر پہ ہو میرے اسوار	آہو چشم ہوئے دام میں کامل کے شکار
استیں کے ہیں وہ افمی جو گلے کے ہیں بار	انگ چوٹی ہر نہ کنکلی ہر نہ سر نہ سنگار

بوئے کامل سے دماغ اپنا اڑا جاتا ہو
طائر حسن بھی جنجال میں گھبرا جاتا ہو

دم اُلجھتا ہوا اگر زلف میں اُلجھا شام	تاب سے ہر دل سودہ زدہ بیتا بانہ
کان کی بایوں تک بار ہوا درد دانہ	ہر سدا گوش بر آواز دل دیوانہ

صاف تقدیر کا بل ہو گئی ماسخ کی شکن
خاک افشان کی جگہ ملتی ہوں بن کر جو گن

سراپا خوب معشوق محبوب دل عاشق کو مرغوب افراسیاب نے فوراً سخت کو اُتارا ابر غائب ہوا
خاطر مخفی ہو گئے افراسیاب نے باتہ میں ہاتھ ڈال دیا اس محبوب مطلوب کو دیکھ کر ایسا پھولا مقدمہ عمر کو
بالکل بھولا ملکہ نے پوچھا کہ اس وقت حضور کہاں تشریف لاتے ہیں کیا کسی کار ضروری کو جاتے ہیں
افراسیاب نے کہا کہ اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال دایہ اور نگ نشین مہانک جاہ و جلال اس وقت
املاش میں عمرو کی چلا تھا کئی سردار اُسے ایسے مارے کہ دل پر داغ ہو ملکہ احسن جس آراستہ کا کہ عمرو کا
رفتار کرنا کتنی بڑی بات ہر نامہ حضور کا میرے پاس بھی پہونچا تھا میں تیاری میں مصروف تھی امروز
خود میں خدمت ملکہ حیرت میں حاضر رہتی حضور تشریف رکھیں اگر حکم ہو تو میں خود جادوئے باران آؤں
کو گرفتار کر لاؤں افراسیاب نے کہا کہ جس وقت جی چاہیگا اُس ساربان زادے کو گرفتار کر لوں گا میرا

ہاتھ سے کہاں جائیگا آخر دام کمر میں پھنسنے کا تم تکلیف نہ کرو تمہاری تکلیف مجھے بہت شاق ہو دل تمہاری
 سحر بیانی کا شاق ہے احسن حسن آرا نے سرجھکا لیا کہا کہ میں حضور کی رفع تکلیف کے لیے عرض کرتی تھی پس
 افراسیاب نے کہا کہ میں نے تمہارا قصد کیا تھا اب سحر سر پر لہرایا طائروں نے تمہارے کوہ کا راستہ بتایا
 احسن حیران ہو کر کہ میں کیا کروں یہ تو جھاڑ کا کاٹا بن گیا لا کر مسند پر بٹھایا شراب و کباب کا چرچہ ہوا گائین سنا
 موجود ہیں رقص و سرود کا چرچہ ہوا افراسیاب تو میان مصروف عیش و نشاط ہر حال جان آ رہا ہے
 احسن کو دیکھ رہا ہے یہی خیال ہو کہ آج شب کو بھی یہیں رہوں اس معشوقہ سے منہ اٹھا لیکن خواجہ
 جو کوہ کو لوٹ کر ساحران مذکور کو قتل کر کے چلے تھے چالاک و برق تو الگ نکل گئے مگر خواجہ کو دیکھ کر تنہا
 صحرا کی سیر کرتے ہوئے مال و اسباب جو بہت لوٹا ہوا دل میں حساب کر رہے ہیں اُسے ہوسے چلے آتے ہیں
 کان میں آواز گانے کی پہونچی سرائی کا دیکھا کہ شہنشاہ افراسیاب ایک معشوقہ کو پہلو میں لیے برسر کوہ
 بیٹھا ہوا ناچ گانا ہو رہا ہے دیکھتے ہی خوش ہو گئے خیال میں گذرا کہ اس جلسے کو بھی درہم درہم کر رہی
 طرف کوہ کے چلے دیکھا کہ گھائی پر ایک کنیز بیٹھی ہے غیروں کے آنے جانے کی روک ٹوک ہے خواجہ بلا تکلف
 گھائیوں کو طر کرتے ہوئے چلے ایک بڑے سپاہی کی شکل بنے ہوئے کنیز نے جو دیکھا کہ ایک بڑا بڑا ہوا ہوا
 آواز دی کہ بڑے میان کہاں آتے ہو خواجہ نے سرجھکا لیا کنیز نے کئی آوازیں دین کے بعد اسے ملاحظہ
 قریب آئے تو کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ بالائے کوہ نہ جاؤ خواجہ نے کہا کہ گھڑی بھر سوئے ہوئے ہو
 کنیز بھی بڑھا بہا ہر کان سے منہ ملا کر کہا کہ پہاڑ پر نہ جاؤ شہنشاہ بیٹھے ہیں ملکہ احسن نے منہ کیا خواجہ
 یہ سنکر بہت ہنسے کہا کہ بی بی اب میں سمجھا ہوں نہ جائیں ابھی یہاں سے پٹین نوکری کا خیال تھا اس وجہ سے
 چلے آئے ابھی تمہارے سامنے سے گئے بھول گئیں ہمارا خزانے پر پہرا ہی ہم پٹے جاتے ہیں گھڑا نے
 کاٹھکوا ہتمام کرنا ہو گا دیکھو یہ ڈبا جو اہرات کا ہر ایسا نہ ہو میں کوئی پکڑ لیجائے اسے کیونکہ کچھ گی کرور
 روپے کا جو اہرات ہر شہنشاہ کو میرا بڑا اعتماد ہے میں اس کو لیے لیے پھرتا ہوں کنیز نے ڈبا اپنے من لیا خواجہ
 کہ یہ ہے میں کہ ملاحظہ فرمائیے جیسے ہی کنیز نے ڈبا کھولا اس میں سے دھواں نکلا کنیز بیہوش ہو کر گر گئی خواجہ
 اسے کھینچ کر کنارے لائے کپڑے اتار دیے اسی کنیز کی صورت بن کر جلسہ میں آئے دیکھا کہ افراسیاب کس
 محبت سے احسن حسن آرا کو دیکھ رہا ہے کہ رال ٹکی پڑتی ہے چاہتا ہے کہ گائے میں ہاتھ ڈال دین اختلاط
 ظاہری کروں احسن اپنے کو کھینچے ہے کبھی کہتی ہے کہ اے شہنشاہ کی حیرت جاوے سن بائیں ڈبا کھولا

چائیکہ جیسے اُسے بڑی محبت ہو آخر اسیا پ کتا ہو کہ وہاں کون کتنے جائیگان باتوں کا خیال نہ کروا حسن
خاموش ہو رہتی ہو گائیں جو سانسے گا رہی تھی بولا کراپتہ مقام سے اٹھی واسطے پیشاب کے ایک گوشے میں
آئی عمر و بھی جھپٹ کر وہیں پہونچا حباب اکر اُسے بیوش کیا گائیں کی شکل بنکر مغل میں تہتے ہوئے آئے
افراسیاب پر جو گاہ ڈال تھے جو صبر و تدبیر دیکھائی افراسیاب بھی اس طرف دیکھنے لگا کہا کہ اے
احسن حسن آراستہ تیری گائیں بڑی طرار معلوم ہوتی ہو اس سے کہو کہ کوئی غزل گائے خواجہ کو اشعار
کی دیر تھی ساز تیار ہو گئے گائے کے یہ غزل شعر و ع کی نظم

<p>و اس میں صبر الیا و اماں در بان چھوڑ کر سرخ و غم در دو قلع حیران و صبرت پاس تھے کر دیا عالم نہ و بالاسمند پار سے جذب الفت لے گیا یوسف کو در نہ مصر میں کبھی کیا عشق کیسو عشق ابر و کر کے ترک لیکن قسمت سیابان مجھ کو سے پار سے بزم جہانان میں سبکے لایا مرا بخت رسا پانے کے فرصت خانہ محبوب میں جاؤں ابھی ہر سیابان کو چہ محبوب کے آگے ہر شیت واسطے بس روح کا ہو در نہ دیکھو بعد مرگ کار خسانہ متعجب دنیا کا نہایت بے ثبات</p>	<p>جیسے آیا قیس ناحق کوئے جانان چھوڑ کر جان عاشق کیوں نکل آئی یہ مہمان چھوڑ کر خاک اڑایا کیجیے گور غریبان چھوڑ کر بادشاہی کے لیے جاتا وہ کنعان چھوڑ کر دیر کب جاتے ہیں کہے کو مسلمان چھوڑ کر در نہ بلبل بھی کہیں جاتی ہر بستان چھوڑ کر جائیکہ بلبل کہاں اب گل کا دامان چھوڑ کر جائے دم بھر بھی در جانان جو در بان چھوڑ کر کون جاتا ہو سیابان کو گلستان چھوڑ کر جاتے ہیں کیوں قبر میں انسان کو انسان چھوڑ کر چل دیے نواب مروان علیخان چھوڑ کر</p>
---	--

اس رنگ میں غزل گائی کہ افراسیاب نے کہا کہ احسن حسن آرا اس وقت تھاری گائیں کا گانا اس طرح
ہو کہ جیسے عمر و گانا ہو اگر وہ ظالم دشمن جان دشمن خون نہ ہوتا تو اس لائق تھا کہ اُسکو تعویذ باز دینا کے
رکتے کس کس طرح میں نے جاہا کہ عمر و کو تسخیر کر دیا اُسکے دل سے ہماری دشمنی نہیں جاتی مکاری اُسکے
رگ دریشے میں بھری ہو احسن نے کہا کہ میری پرانی گائیں ہر ہمیشہ سے خوب گاتی ہو افراسیاب جاو
خاموش ہو رہا عمر و اشارے کئے جاتا ہو افراسیاب پسا جاتا ہو نگاہ سے نگاہ مل رہی ہو ابھر
ابھر کے اپنے کو دکھاتا ہو کبھی دو چہ سینے سے ہٹا لیا شکم صاف و شفاف دکھایا افراسیاب بھی

اشارے کیلئے لگا گائے اپنے مقام سے اٹھی دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ آج صبح بہت شکر کیون ہے
 شراب کا چرچہ نہیں افراسیاب نے احسن کی جانب دیکھا کہا کہ ملکہ سنتی ہو بھاری گائے کیا کہتی ہے
 احسن نے کہا کہ کیون شکوفہ کیا چاہتی ہے عمر نے دست بستہ عرض کی اتفاق سے شہنشاہ کا آنا دیکھ
 ہوا آج روز سعید ہر ملک بہتر از سعید ہو بیٹھانے میں حکم دیکھیے آج تو کسبِ امتداد کرے قریبے کال کر لے
 گلا بیان درست کروں ملک احسن نے کبھی بیٹھانے کی شکوفہ کو دسی شکوفہ شگفتہ ہو گئی بیٹھانے میں پوچھی
 کہا کہ داروغہ صاحب آپ اطمینان سے بیٹھے ہیں آج شہنشاہ تشریف لائے ہیں عمر و عمرہ شراب نکالو
 دعوت کا سامان کرو عمر و نے قریبے کا لٹا شروع کیا داروغہ صاحب بھی شریک میں سب طرح کے سیلاب
 ٹھیک ہیں بیان افراسیاب نے احسن سے کہا کہ اس وقت اس گائے نے وہ حرکت کی کہ جو خاص
 عیاروں کی ہر جگہ شک ہوتا ہوا سمجھ لوں یہ کہ اگر انگشتِ حبشہ انگلی سے اتاری بیان خواجہ عمر و
 کا کلیجہ دھڑکا داروغہ صاحب سے کہا کہ قریبے محفل میں بیجاؤ دیکھو تو کہ کیا چرچہ ہو رہا ہوا داروغہ قریبے
 لیکر آیا بیان افراسیاب نے انگشتِ حبشہ کو اچھالا یہ کہ کے کہ شکوفہ گائے کون ہو شعلہ بڑکا آواز آئی
 کہ شکوفہ گائے نہیں عمر و عیار شراب لینے گیا ہوا افراسیاب نے کہا کہ ملکہ خاموش ہو یہ سبب وہ
 شراب لیکر آئے گرفتار کروں میں اسکی تلاش میں تھا وہ خود میری فکر میں ہوا داروغہ نے یہ سب باتیں سنیں
 افراسیاب تو انتظار کر رہا ہوا کہ عمر و آئے تو گرفتار کروں داروغہ نے اگر عمر و سے کہا کہ شکوفہ تم نے کچھ
 اور بھی سنا افراسیاب عمر و سمجھا ہوا عمر و سمجھا کہ کلیجہ دھڑکنے کا یہی باعث تھا عمر و نے فوراً کلیجہ اور بھی
 افراسیاب بیان انتظار کر رہا ہوا کہ اگر عمر و آئے تو گرفتار کروں داروغہ گلابیان سے لے لے آتا رہا جب
 کئی مرتبہ داروغہ ہی آیا تو افراسیاب نے کہا کہ اسے شگفتہ کہاں ہو داروغہ نے کہا کہ گلابی لیکر آتی ہے
 افراسیاب نے کہا کہ تلاش تو کرو سب لونڈیاں ڈھونڈ سکتی ہیں چاروں طرف ڈھونڈ سکتی ہیں شکوفہ کا پتہ
 نہیں لگا افراسیاب نے کہا کہ ساربان زادہ کل گیا حقیقت میں کیا بات ہو اسکی عیاری کرات ہر
 میں نے بیان کہا انگشتِ حبشہ کو اچھالا اسکو کیونکر خبر ہو گئی اب داروغہ بیچارہ اہتمام کر رہا ہوا شراب
 لالائے رکھی تیسری مرتبہ خود داروغہ بیٹھانے میں آیا دیکھا کہ شکوفہ کھڑی ہو رہی ہے داروغہ نے کہا کہ
 شکوفہ تیری تلاش ہو شکوفہ نے گلے بن اتھ ڈال دیے کہا کہ داروغہ صاحب مجھے بچا ہیے ایسا نہ ہو کہ مجھے
 قتل کرین باتیں کرتے کرتے عمر و نے حباب مارا داروغہ بیہوش ہوا داروغہ کو تو عمر و نے کوسلے میں ڈال دیا

اسکی شکل بکر محفل میں آیا کہا کہ حضور شکوہ دیوار کو در بجا لگ گئی میں اگر جانتا کہ یہ عمر و عیار ہی تو اسکو کھڑا لیتا
 میں آگاہ نہ ہوا وہ نکل گیا افراسیاب نے کہا کہ اب جو کہیں دیکھنا تو پکڑ لینا داروغہ نے کہا کہ حضور اسیا ہی ہوگا
 وہ مجھ کو دھوکا دینے آئیگا یہ کہتا جاتا ہے اور گلابیان رکھ رہا ہے جب گلابیان آراستہ ہو چکے ہیں داروغہ نے
 دست بستہ عرض کی اب حضور نوش فرمائیں شراب محفل میں چلنے لگی پہلے افراسیاب ہی نے پی اس حسن آرا
 کو بھی شراب پلائی کئی دن کو اشارہ ہوا کہ تم بھی پو کئی دن نے بھی شراب پی تھوڑے ہی عرصے میں بیہوشی
 نے اپنی تاثیر کرا فراسیاب تو ضبط کرتے کرتے مسند پر سر ڈال کے رہ گیا ملک احسن حسن آرا بھی بیہوش
 ہو بن عمر و نے ٹوٹنا شروع کیا خوب محفل کو برباد کیا عمر و نے ملک احسن حسن آرا کو جو نہایت حسین و
 جمیل پایا اٹھا کر زنبیل میں رکھ لیا افراسیاب کا تاج کند بھیک کر کھینچ لیا افراسیاب کو چاہا کہ آواز
 پہنچاؤں آسمان سے نعرہ ہوا کہ خبردار اوساربان زادے کیا کرتا ہے منہ ماہیان زمرہ پوش خواجہ
 ہارے کو دپڑے ماہیان افراسیاب کو لیکر پردہ ظلمات میں آئی پردہ ظلمات میں لا کر بٹھا کیا
 ہوشیار ہوتے ہی افراسیاب جھلانے لگا کہا کہ نانی امان تم مجھ کو کیوں لائیں میں تو عمر و کی تلاش میں تھا
 یا جان دونگا یا عمر و کو پکڑو نگاہر چند ماہیان نے منع کیا مگر افراسیاب نے نہ مانا براے تلاش
 خواجہ عمر و چلا یہاں خواجہ عمر و احسن حسن آرا کو لیے ہوئے اپنے لشکر میں آئے ملک مهرخ دغیر
 لے ملک مهرخ نے سب حال پوچھا عمر و نے کہا کہ ایک نازن مہجین کو لایا ہوں ملک مهرخ نے کہا کہ
 خواجہ نکالو خواجہ عمر و نے عین بارگاہ میں احسن حسن آرا کو زنبیل سے نکالا ملک مهرخ نے پکار کر
 آواز دی کہ اے ملک احسن حسن آرا خدا کی قدرت دیکھو کہ ہم مقابلہ افراسیاب میں لشکر لیے ہوئے اترے ہیں
 برابر مقابلے ہو رہے ہیں ہر روز خدا بچا لیتا ہے عمر طلسم تمام ہو چکی انشا اللہ اسد غازی چھوٹکا قاتل
 افراسیاب وہی جوان ہے کتاب سامری ہر جگہ موجود ہے ملاحظہ فرمائیے اسد کی تصویر بانیان طلسم
 ہر جگہ کھینچ گئے ہیں جب گنبد نور پر بلکہ حیرت نے اسد کو گرفتار کیا شعلہ بن شرارہ تنہا سے
 جنگ جو جہا تھ سے اسد کے ذیل ہوئی ملک حیرت نے کتاب منگوا کر تصویر اسد نامہ ارد کی پیش
 کرائی اس آڑ گئے ہی کہ فرمایا کہ طلسم کشائے اصلی آگیا دیکھیں اب کیا ہو صحراے حیرت میں جا کر قید ہو
 دینا افراسیاب عاشق ہوئی ملک مهرخ نے بھر فرمایا کہ ہم آکر شریک ہوئے اسی دن سے سردار ونگا
 تاننا بند ہو گیا آج ہمیں افراسیاب کھلاتے ہیں آئندہ پروردگار مالک ہے یہ وہی سند ہے کہ

افراسیاب نے بوجہ سلطنت لاجپن لے لی اُس مقدس کو قید کیا و بھی اب قید سے چھوڑ دیا
 حسن آرا وہ معرکہ دیکھ کر کی کہ سپر قتل کو رسائی نہو حسن نے لگا ہاتھ کر رکھا مہار گلعذار
 سن ملکہ حیرت کی بھی ہن تمام سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہ میں تیج ہن دیکھ کر دل
 خوش ہو گیا دل میں اپنے کہتی ہر گران سب کو افراسیاب قتل کر لگا ہم بھی ان سب کے ساتھ
 قتل ہو جائیگے اگر یہ سب بچنے ہم بھی بچنے حقیقت میں عمر و دلاے روزگار ہر افراسیاب نے وہاں
 انگشتہ کو اچھا الاحال عمر و کا گھلا پھر عمر و کیونکر غائب ہو گیا کئے ہکو بیوش کیا ایسے صاحبان فرست
 کمان ہوتے ہن ایسی باتیں سوچا اشارہ کیا کثیر طاعت کرتی ہر ملکہ مہر خ نے اپنے ہاتھ سے
 اٹھ کر سوزن لگا لا حسن قدموں پر گری ملکہ مہر خ نے گلے سے لگا لیا سب سرداروں سے
 ملی دل سے مطیع اسلام ہوئی بیان حیرت جاو و اپنی بارگاہ میں بھی تھی کہ افراسیاب کے
 پہونچا حیرت نے تعظیم کی افراسیاب تخت پر کے بھیجا حیرت بانزو کر شمع ماتے موجود ہر مگر
 افراسیاب کسی بات پر توجہ نہیں کرتا کہ صرصر و صبار قنار کر ہو زمین عرض کی اے شہر بار حسن
 دل سے مطیع اسلام ہو گئیں آج تو اہل اسلام میں بڑی خوشی ہے یہ سنکر افراسیاب بھگیا کما ارس
 حسن نے بوجہ حسن اطاعت کی صرصر نے عرض کی اب ہلی ملی ہوئی بھی ہن لیل سے بڑے رسم
 ہر اسم میں آپہن باتیں ہو رہی ہن یہ سنکر افراسیاب نے کہا ساربان زاد سے نے کلچہ پکا دیا
 دیکھو جا کر آیا آفت برپا کرتا ہوں سب فتور ساربان زادے کی فطرت کے ہن یہ لکھ افراسیاب
 اپنے مقام سے اٹھا ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈال لی بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا میان دربار آست
 ہو نلج ہو رہا ہر سب سردار حسن سے گلے ملے باتیں کر رہے ہن خواجہ عمر و بھی کرسی پر جلوہ فرما
 ہن ذکر دربار افراسیاب ہو رہا ہو خواجہ عمر و فرماتے ہن افراسیاب کی بدعت سے خدا بچائے
 کہ دیکھا افراسیاب جاو و مضمون کو پا مال کرتا ہوا چلا آتا ہو جو جاو و گرسا نے آگیا کسی کو طمانچہ
 مار دیا کسی کو پا مال کیا کبھی تلوار چکا دی سو دوسو کے سر اگے بڑے زور و شور سے آتا ہو شکار
 بھاگنے لگے خواجہ عمر و تو کرسی سے اٹھ کر بھاگے افراسیاب نے دیکھا کما او ساربان زادے کمان
 جاتا ہو عمر و نے پوچھا اب نہ دیا سب سردار بارگاہ سے نکل آئے افراسیاب پر بحر کرنے لگے افراسیاب نے
 تقیر و غضب تمام آواز دی جاو و سانسے سے میرے دور ہو سب ساحر بحر کر کے بھاگے افراسیاب نے

کسی کا تعاقب نہ کیا جدھر عمر و گیا تھا اسی طرف گیا خواجہ عمر و چہاگے ایک پیاز پر کے ٹھہرے
 مگر کلیم اور سے سر کو پر کھڑے ہیں افراسیاب ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرا ان پر ہاتھ گر کر
 دیکھا معلوم ہوا عمر و اس پیاز پر کھڑا ہوا افراسیاب نے آواز دی اے طاؤس ہفت رنگ جلد حاضر ہو
 ایک طرف سے سناٹا ہوا ایک طاؤس ہفت رنگ سائے سے پیدا ہوا قریب افراسیاب کے
 آکر قرض کرنے لگا افراسیاب نے کہا اس پیاز پر جاؤ عمر و کو سائے لاؤ طاؤس اڑ کے پیاز
 پر پہنچا چار جانب دیکھتا ہے کچھ معلوم نہیں ہوتا حیران ہو کہ عمر و کو کیوں گرفتار کروں اتنی سحر کی
 تاثیر ہو کہ جہاں خواجہ عمر و کلیم اور سے ہوے کھڑے ہیں اسی مقام پر طاؤس آتا ہو مقدار بڑھاتا ہو
 کہ دامن پکڑ لوں خواجہ ہٹ جاتے ہیں دو گھڑی کامل طاؤس نے اسی مقام پر مقدار بڑھائی گرد
 پھر آخر ناچار ہو کر پٹا افراسیاب کے سائے آکر رونے لگا کہا اے شہنشاہ مجھ کو مدت گزری جہاں
 گیا اسکو گرفتار کر لیا بڑے بڑے ساحر گرفتار کیے کبھی کسی نے نہیں دیا غلام بختی پیاز پر پہنچا شیر
 کامل ہوا کہ عمر و اسی مقام پر کھڑا ہو لیکن دکھائی نہیں دیتا دو گھڑی کامل اسی مقام پر ٹھہرا اے مجھ کو شیر
 کامل ہو کہ گرفتار ہو کے پھر اپنیست و پہلو کوئی مقام نہیں چھوڑا لیکن عمر و نہ دکھائی دیا غلام قدیم آپ کا
 ناچار ہوا اب جو فرمائیے وہ بجا لاؤں افراسیاب نے کہا کیا باعث کہ نہیں دکھائی دیا طاؤس
 ہفت رنگ نے طرف آسمان کے دیکھا کہا اے شہنشاہ عمر و کلیم عیاری اور سے ہوے ہی
 افراسیاب نے کہا اے طاؤس ہفت رنگ ہم تجھ کو اسی مقام پر مقرر کرتے ہیں عمر و کو گرفتار کر کے
 لانا کبتک ساربان زادہ کلیم اور سے رہیگا جب ظاہر ہو گرفتار کر لینا طاؤس نے کہا غلام فوراً گرفتار
 کر لیا کہاں عمر و کو لیکر آؤں افراسیاب نے کہا کوہ لاہور رو بہ آنا ملک لاہور و زعفران و پوش نے
 مجھ کو نہ لکھا تھا میں اسی مقام پر جاتا ہوں طاؤس نے کہا غلام فوراً لیکر آگیا افراسیاب جادو
 تور دانہ ہو گیا طاؤس اسی صحرا میں ٹھہرتا پھر تاہی جدھر خواجہ جاتے ہیں اسی طرف طاؤس پہنچتا
 ہو چاہتا ہو کہ مجھے دکھائی دین تو گرفتار کروں خواجہ کلیم اور سے ہوے ہیں طاؤس ڈھونڈ رہا تھا
 پھر تاہی خواجہ نے زہیل سے ایک ماریاہ نکالا پیٹ تین اور منہ میں اس کے بیہوشی بھر دی اسکو
 چھوڑ دیا ماریاہ لہراتا ہوا چلا طاؤس مار کو دیکھنے لگا اب جو طاؤس اس کی طرف بڑھا ماریاہ بھاگا
 اگر طاؤس سے کب بھاگ کر جاسکتا ہو طاؤس دوڑ کر قریب پہنچا دم کو نیچے سے دبا یا کچھ اسکا منہ میں

رکھائے لگا نصف گنگلیا ماریاہ کے منہ کی بیہوشی پیٹ میں طاؤس کے پہونچی دور نے لگا
 بدحواس ہو کر چاہتا ہو کہ ماریاہ کو اگل دون آدھا ماریاہ باہر آدھا طاؤس کے شکرین جست
 کر کے طاؤس چلا تھا کہ ٹکڑا کے گرا بیہوش ہو گیا خواجہ نے جھپٹ کر خنجر مارا طاؤس کا سر کٹا اڑا
 ہو گیا آوازائی کشتی مر نام من طاؤس ہفت رنگ بود عمر و نے دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ پڑا ہوا
 ہو خواجہ عمر و اس کے کپڑے اتار چکے ہیں کہ صحرا سے رونے کی آوازائی چار زلی سیاہ و بدخوات کے
 پہونچے لاشہ طاؤس جادو کو بیکر و تے پیتے طرف کوہ لا جو رد کے چلے خواجہ عمر و بھی
 پیچھے پیچھے چلے نخلستان کی آڑ پڑے ہوئے چھتے ہوئے جاتے ہیں جب وہ چاروں زلی کوہ
 لا جو رد پر آ کے پہونچے خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا افراسیاب سند پر بیٹھا ہر پہلو میں ایک
 مرجین سر جھکائے ہوئے دریا سے جواہرین غرق گرد کثیران زرین پوش اپنے اپنے عہدے پر
 موجود ہیں کہ وہ زلی قریب افراسیاب کے پہونچے فریاد کی آواز سننا ہوا ہے ہو خیز میں طاؤس
 مارا گیا عمر و نے عجب تدبیر سے اسکو مارا اپنے لاشہ جو دیکھا خدمت سرکار میں لائے افراسیاب
 نے جو لاشہ طاؤس کا دیکھا کانپ گیا کیا کیا کر اسکو جلاؤ کئی سجادوگر واسطے تلاش عمر و کے ہوا
 کیے خواجہ نے رات کو اسی صحرا میں قیام کیا وہ سب جادوگر آ کے پہونچے خواجہ کو ڈھونڈ رہے
 ہیں خواجہ کلیم سر سے منین اترتے افراسیاب نے کوہ لا جو رد سے انتظام کیا ہر دم ہر دم
 اسی حکم پر کہ عمر و کو لاؤ جادوگر جاتے ہیں اور پٹ آتے ہیں کئی جادوگر طائر نکر کے اور پٹ
 آئے غرض کی حضور سارے جنگل میں مچانا کہیں پتہ نہ ملا آخر ایک جادوگر یہ کہہ کر اٹھا کہ غلام عمر و کو
 لے ہی کے آئیگا طیران تیسرے نام پر آڑ کر جلاؤ اسی جنگل میں آیا خواجہ نے دیکھا ایک طائر کے
 نخل پر بیٹھا شاخ نخل جھکی ہوئی خواجہ سمجھ گئے کہ یہ ساحر ہر شاخ نخل تھرا رہی ہو خواجہ کلیم اور نے
 ہوئے نخل آئے زبیل سے ایک بانس نکالا اُس میں پھندہ ہوئے دم مرکب کا آراستہ تھا عمر و
 نے اُس بانس کو بڑھایا پھندہ گلے میں طائر کے ڈالا جھٹکا مارا طائر گرا عمر و نے خنجر مارا سر جدا
 ہو گیا صورت تبدیل ہوئی معلوم ہوا ایک ساحر یہ فام بد انجام پڑا ہوا تڑپ رہا ہو خواجہ
 نے شکر پروردگار کیا کہ یہ ساحر میرے گرفتار کرنے کو آیا تھا خدا نے اپنا فضل شریک کیا
 ورنہ گرفتار کر کے بچا تا میان افراسیاب جادو طیران کو بھیج کر خوش بچا ہر خیال جو آیا

کتاب اٹھا کر دیکھا منہ پرٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا اس جادوگر کو بھی عمر و نئے مارا کوئی ساحر
تیرو ایسا ہو کہ اپنے کو جلد پہنچانے عمر و نئے جو اس جادوگر کو مارا لالچی تو انتہا کا ہو کپڑے اتار رہا
ہو کوئی اتنی جلد ہی پہنچے کہ کپڑے نہ اتارنے پائے جا کر گرفتار کرے منصور جادو و مقصور جادو
ایسے ایسے گیارہ جادوگر اٹھے کہا ای شہنشاہ عمر و کی کیا حقیقت ہو اگر حکم ہو تو عمر کو اٹھا لاؤ
افراسیاب نے کہا بغیر مابدولت کے گئے ممکن نہیں کہ عمر و گرفتار ہو مابدولت خود جاتے ہیں
یہ کہہ کر پرواز پیدا کیے بہ قہر و غضب تمام حلا میاں خواجہ کپڑے اتار چکے ہیں کہ آسمان پر سناتا
ہو خواجہ نے گلیم اور رھلی افراسیاب نے آکر دیکھا لاشہ اسی ساحر کا برہنہ پڑا ہو عمر و کا لاشہ
نہیں افراسیاب کو نہایت شرم آئی سو جواب اگر خالی پٹ کر جاؤ گا صحبت نشین طعن و تشنیع
کرنیے اب بے عمر و کو یہ نہ جاؤ گا خواجہ گیارہ دن برابر اسی صحرا میں پھرے گلیم حضرت خضر کا
کھایا اسی مشکیزے سے پانی پیا سوچے کہ اب افراسیاب نہو گا کئی مرتبہ یہ بھی دیکھا کہ ساحران
لشکر ہکو ڈھونڈنے آئے مثل ہلال سی فکرن وغیرہ جنگل میں جا بجا پکارتے پھرے کہ ای شہنشاہ
اونج عیاری آپکے نہونے سے لشکر میں پریشانی ہو ایسا نہو کہ حیرت جادو و ہیر و یا ڈاڑے
ملکہ مہرخ آپ کی مشتاق ہیں خواجہ نے کسی کو جواب نہ دیا سوچے کہ ایسا نہو اس میں بھی ذیہ
ہو گیا رھوین دن لشکر میں آئے دیکھا جا بجا ہمارا ہی ذکر ہو رہا ہے سب ساحرون کو تشار ہو فوجان
میں جا بجا یہی پکار ہو کہ خواجہ عمر و آج گیا رھوان دن ہو کہ تشریف نہیں لائے خدا خیر کرے
افراسیاب انکی فکر میں گیا ہو خواجہ نے سب کی باتیں سنیں یہ بھی دل کو یقین ہوا کہ سب کو
ہمسے محبت ہو بارگاہ میں تشریف لائے گلیم نہیں اتاری دیکھا ملکہ مہرخ روری ہیں ملکہ مہار
فرماتی ہیں خواجہ کا نہونا باعث خرابی ہو آج ہم تلاش کو جائینگے ایسا نہو خواجہ عمر و گرفتار ہو گئے
ہوں باغبان نے کہا میں جاؤ گا ہر سردار تکرار کر رہا ہو کہ ہم خواجہ کو ڈھونڈنے ضرور جائینگے
ملکہ مہرخ اپنے مقام سے اٹھیں کہا ای باغبان بعد خدا کے لشکر تمہارے سپرد ہو اگر خواجہ
پر کوئی افتاد پڑی لشکر کا جناختل ہو گا جب ملکہ مہرخ تیار ہوئیں خواجہ نے اپنے کو ظاہر کیا
کہا ملکہ نہ کھڑو آج مجھ کو گیارہ دن گذرے جنگل میں بسری ملکہ افراسیاب سیری فکرمین ہو
کئی سر جادوگر تلاش میں آئے دو کو تو میں نے مارا ای ملکہ مہرخ موجب تم جنگل میں گئی ہو

اور مجھ کو پکارتی پھرتی تھیں میں نے سنا اسی خوف سے جواب نہ دیا کہ شاید یہ بھی کوئی شعبہ ہو خواجہ یہ باتیں کر رہے تھے نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ صرصر ایک کتیر کی صورت بنی ہوئی کتیرون کی پشت سے دیکھ رہی ہو عمروں نے صرصر سے اشارہ کیا کہ آپ مجھ کو رخصت کریں میں صرصر کو پکڑوں میری ہی فکر میں آئی ہو مگر صرصر نے کہا خواجہ جا کر خاصہ نوش فرمائیے رو باپ کا انتظار رہتا تھا خواجہ کتر کے چلے صرصر نے بھی سمجھ لیا کہ عمروں نے مجھ کو دیکھ لیا یہ بھیجے ہنسی خواجہ نے تعاقب کیا جب صرصر باہر نکلی عمروں نے پکار کے آواز دی اور جان جان کمان جاتی ہو صرصر بیرون لشکر آئی خواجہ جھپٹ کے برابر پہنچے صرصر سے نیچے چلے لگا صرصر ہنسی جاتی ہو جب صحرائین پہنچی کہا خواجہ آج تمہاری تضا لیکر آئی ہو یہ کس آواز دی اور شنشاہ آئے دیکھا درہ کوہ سے افراسیاب کا نعرہ ہوا کہ خبردار اوساربان زادے صرصر پر ہاتھ نہ ڈالنا جیسے ہی خواجہ نے افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا کھسکا ایک نیچے صرصر کو مارا صرصر توبت کر کے بھاگی عمروں نے کلیم اور رھلی ذرا پلک افراسیاب کی جھپکی تھی کہ دیکھا عمر وند اٹھا اور صرصر کس طرح یہ ساربان زادہ غائب ہو جاتا ہو خواجہ سب باتیں سن رہے تھے صرصر نے کہا میں تو اس واسطے لگا کے لائی تھی کہ یہاں آپ گرفتار کر لیتے میرے پکارتے ہی وہ بھج گیا افراسیاب نے کہا اے صرصر آج مجھ کو گیارہ دن گزرے کہ دن بھر صحرائین مارا مارا پھرتا ہوں شب کو باغ سدیب میں جاتا ہوں اگر عمروں کو نہ گرفتار کروں گا تو مجھ کو بڑی شرمندگی ہوگی سرداروں کے سامنے بے اختیار کہنیا اب مجھ کو شرم آتی ہے صرصر نے کہا اور شنشاہ عمروں کا بلنا بہت دشوار ہو افراسیاب نے کہا اے صرصر میں تو عمدہ کر چکا ہوں کہ عمروں کو بغیر لیے نہ جاؤں لگا قید کے لیے ایسا مقام تجویز کیا ہے کہ تڑپ تڑپ کر مرے موت مانگے اور موت نہ آنے کے صرصر سے باتیں کر کے افراسیاب کو قائب ہو گیا صرصر طرف لشکر کے گئی خواجہ بھی ایک طرف بھاگے خواجہ ایک جگہ میں پھر رہے تھے دیکھا ایک مسافر آتا ہو خواجہ عمر وند کی وجہ سے کلیم نہیں اتارتے جب وہ مسافر قریب آیا تو عمروں نے حباب مار کر اس کو بیوش کیا اپنی صورت تو مہیب مثل ملک الموت کے بنائی مسافر کو اپنی صورت بنایا دیکھا ہی لباس پہنایا لمبی ٹوپی اور جابہ کئی سوکلی کا پنا کر اس کو ہوشیار کیا اس نے اپنے قریب ملک الموت کو پایا تھر تھر کانپنے لگا عمروں نے کہا اس شخص تجھ پر سامری جمش بہر بان ہوئے عمروں عیار کی صورت مجھ کو رخصت فرمائی یہ کس آئینہ دیکھا یا اب تو وہ مسافر بھی تھے لگا عمروں نے کہا قدرت نے فرمایا ہو جو کوئی قصد کرے گا کچھ گرفتار کرے

قدرت اسکا حد و تحکوم دیکھنے تو بادشاہ طلسم ہو شراب ہو گاسبت سی باتیں سمجھا کر مسافر کو خست کیا یہ
 بتاتا ہوا چلا خواجہ انگ سے گلیم نوڑے دیکھ رہے ہیں جیسے ہی مسافر کو افراسیاب نے دیکھا دوسرے
 لٹکارا دوساربان زادے کمان جاتا ہر منہ شنشاہ طلسم ہو شراب سا حرکت کرتا مرمسا فرنے آواز دی
 منہ عمرو بن امیہ ضمری میں ساحرون کو جو تیان مارتا ہوں ہزاروں جادو گردن کو قتل کیا افراسیاب
 نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کما اور ظالم اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گا وہ مقام تیرے لیے تجویز کیا کہ خود موت کا
 خواہاں ہو اور موت نہ آنے مر مسافر بھی کہے جاتا ہوں تو عمرو عیار ہوں ساحرون کو جو تیان مارتا
 ہوں افراسیاب کمر میں پیچہ دیکھنے اڑا باغ سعید میں آیا صرصر ہی ذکر کر رہی ہو کہ شنشاہ ناحوت
 حکمت اٹھاتے ہیں اب مشہور ہو چکا کہ شنشاہ عمرو کی فکر میں ہیں ہر وقت اسی ذکر میں ہیں وہ اپنے کو
 ہی ہرگز دیکھا شنشاہ عمرو کو لیے ہوئے آتے ہیں سب صاحب کمرے ہو گئے باغ سعید میں
 اٹھ ہو گیا کہ شنشاہ عمرو کو لاتے ہیں صرصر بھی موجود ہو عمرو کو لا کر افراسیاب نے ڈال دیا کما اس
 ساربان زادے نے بہت پریشان کیا صرصر نے کہا ہوشیار تو کیجیے افراسیاب نے اشارہ کیا بالٹو
 زمین نے تمام لیے عمرو و نقلی نے آنکھیں کھولیں وہ باغ سعید مملو از عجائبات مثل سرسبز و شاداب
 چین باغے طولانی جواہرات کے طائر لاثانی نہ مزہ سرائی کر رہے ہیں ہر طرف بنگار عیش و نشاط گرم
 ہوا ایک طرف ایک طائر بہت رنگ بعد خوش الحانی منقار کھولے ہوئے یہ اشعار مبارک یہ گارہا ہر
 حسینان باغ کو سنار ہا ہر اشعار

جوش گل سے بادہ گلگون کا بڑھکے جوش ہر
 پھر وہی وحشت ہو سوا ہر جنون کا جوش ہر
 ہر طرف دیکھا کوئی بخود کوئی بیہوش ہر
 حشم تو ہی لہریز اور اُترا ہوا سر پوش ہر
 ہر پہلو ہر مو سے پُر اس میں محب اک جوش ہر
 ہر ہر اک مخمور ہر سوشور نوشا نوش ہر
 غور سے سننے اگر تجھ کو ذرا بھی ہوش ہر
 نفس امارہ کا پیپہ رمان ہوش ہر

نفل گل آئی جو ہر سوشور نوشا نوش ہر
 عاشقون کے تیب و دمان چاک پھر ہونے لگے
 گل جو میخانے میں جا کر اتنا قاسم کی
 ہر کہین ساغر کہین شیشہ صراحی ہر کہین
 آتش خمنا نہ بہر گرمی مستان ہر تیرے
 ساقی و پیپہ رمان مینو اور سب مٹھے
 راز کرتا ہوں یہ اے عناسل میں نجمہ آشکار
 خانہ زیا تو مینا نہ ہوا و غفلت شراب

ہوش میں اب بھی ذرا اگر ذی ہوش ہے گور میں حسرت ہو تو حسرت سے ہم آغوش ہے عاشق اک پر وہ نشین سے آج ہم آغوش ہے کس لیے ایسا یہ بخود بخیر ہوش ہے	آئیں گی جب موت ہو جائیگی سب نشے بہر وندہ آخر دیکھنا جب چشم حیرت وا ہوئی نمد و امشب بند کرے دیدہ اشکم فلک مارگیسوں نے نہیں دل کو ڈسا گرا و نظام
---	---

نخل کشید و جوانان سبز پوش نشہ باد مباری سے ہوش بلخ وسیع عمارت اسے رفیع تخت پر افراسیاب
بٹھایا ہو اگر نہ ہزاروں جادوگر کا فران بے ہزار میان مسافر صاحب کے ہوش اڑے ساحروں نے
جو پکار کر کہا عمر و گرفتار ہو کر آیا اسکو قتل کرو دشمن شہنشاہ ہر مسافر طہر الطہر کے چار جانب دیکھنے لگا
افراسیاب نے پکار کر آواز دی اوسا ربان زادے اب کس حال میں اپنے کو پاتا ہے ماروہ جو عمر و نے
سکھا دیا ہر مسافر وی پکار اٹھا نہ خواجہ عمر و جادو گروں کو جوتیان مارتا ہوں ہزاروں جادو گر میں نے
قتل کیے افراسیاب نے کہا اوسا ربان زادے اب تمہکو حال اس گستاخی کا معلوم ہو گا ایسا مقام
تیرے واسطے تجویر کیا ہو کہ تو موت مانگے اور موت نہ ملے تڑپ تڑپ کر مرے مسافر نے پھر وہی جواب دیا
صبر نہ بڑھ کر کہا اے شہنشاہ یہ تو عمر و عیار نہیں معلوم ہوتا افراسیاب نے کہا کیا بیودہ بیتی ہے
ماہد دولت خود گرفتار کر کے لائے بارہ دن جنگل میں مارے مارے پھر اس ظالم کی تلاش میں
سب عیش و آرام اپنا ترک کیا صبر نہ کیا حضور اسکا منہ دھلوا ئے سب حال کھل جائیگا افراسیاب
نے کہا گرم پانی لاؤ گرم پانی آیا منہ دھلوا یا دیکھا کہ مسافر نصیبت کا ملا سینہ نام مردود خاص و عام
اب تو ہڑ ہوا صبر نہ کیا ہننے حرکات بیکار کیا تھا مصاحبان افراسیاب جو ہننے افراسیاب کو
بہت ناگوار ہوا جھلا کے کہا ارے تو کون ہو وہ اب بھی وہی کہے جاتا ہے کہ میں تو ساحروں کو جوتیان
مارتا ہوں افراسیاب نے کہا اب تو تیری صورت اصلی ہو گئی اب کیوں کرتا ہے آئینے قد آدم ہانے
لگے تھے آئینے پر جو نگاہ پڑی اب میان مسافر کی قلعی کھلی صورت اصلی دیکھا رونے لگا کہا حضور میں
مسافر غریب واسطے تو کری کے کھلا تھا اس سخت میں پھنس گیا افراسیاب نے کہا ہمارے
کارخانے میں اسکو چھوڑ دو کھانا بھی کھا لگا اور کچھ نقدی بھی ملے گی مسافر کو تو کارخانے میں بھیجا
افراسیاب جادو ویکہ اٹھا کہ اب ماہد دولت ہوں گرفتاری عمر و واپس نہونگے سردار اٹھ کر
قدموں سے لپٹ گئے گرا و شہنشاہ آپ کا ایسا فرمانا مناسب نہیں ہو غلامان جانباز جا میں بطرح بنے

عمرو کو گرفتار کر کے لائین جب کئی سردار قدیموں سے لپٹ گئے تو پھر افراسیاب کو کچھ نہ بن بڑا محفل
 تخت پر بنایا اغلال کو وہ پیکر صاحبان افراسیاب میں سے ہوا اپنے مقام سے اٹھا کہا امر شنشاہ اگر
 عمرو کی مشکین باندھ کر نہ لایا تو محفل غلام شنشاہ ہی نہ فرمائیے گا صصر نے کہا امر اغلال جب شنشاہ
 ایسے حلیل نے وعدہ کا کھایا تو تمھارا دام لکر عمرو میں پھنسا کیا بڑی بات ہو جب میں اُسکو لگا کے
 لائون اور عمرو سے مقابلہ ہونے لگے اُسوقت عمرو گرفتار ہو جائے تو کچھ غیب نہیں اغلال اس پر رضی
 ہوا آپس میں صلاحین ہو گئیں پہلے صصر روانہ ہوئی بعد اُسکے اغلال کو وہ پیکر روانہ ہوا خواجہ عمرو
 مسافر کو اپنی صورت پر روانہ کر کے لشکر میں آئے ملک مہرخ وغیرہ سے ملے کہا اب کئی دن کو
 فرصت ہو گئی ایک عمرو پکڑ گیا سب نے حیران ہو کر پوچھا خواجہ کیا ہوا خواجہ عمرو نے سب
 کیفیت بیان کی سردار ہنسنے لگے خواجہ عمرو سرداروں سے ملاقات کر کے برائے انتظام لشکر
 کئے بازاروں کو دیکھتے ہوئے جاتے ہیں کہ دیکھا صصر ایک ضعیفہ کی شکل بنی ہوئی بازار بزازان میں
 پھر رہی ہو خواجہ عمرو نے لکھارا او صصر کس فکر میں ہو صصر بھائی خواجہ عمرو نے پچھا کیا اُدھر سے
 بروت فرنگی آتا تھا اُسے دیکھا اُستانی بھائی جاتی ہیں اُستاد دوڑے ہوئے آتے ہیں برق نے
 چاہا صصر کو پڈلون صصر نے پیچھے ہٹ کر باب مارا کہ بروت فرنگی لڑکھڑکے گرا صصر پھر بھائی جب
 جنگل میں خواجہ پہونچے صصر نے کہا اوسا زبان زادے جا کیوں قضا آئی ہو خواجہ یہ کہہ دوڑے
 کہ میں تو غلام ہوں ذرا قدیم ہوں کروں گرد پھر دن تصدق و نثار ہوں صصر ان بان کرتی جاتی
 ہو خواجہ عمرو چاہتے ہیں دوڑ کر لپٹ جاؤں کہ اغلال آسمان سے کڑک کے گرا نفرہ کب منہ
 اغلال کو وہ پیکر اومکار و غدار اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا کیونکر جان بچائیگا یہ کہہ کر
 عمرو کو لے اُٹھا صصر ایک جانب چلی وہاں بروت کو کسی نے ہوشیار کر دیا راہ میں صصر سے ملاقات
 ہوئی صصر نے کہا تمھارے اُستاد گرفتار ہوئے افراسیاب کو برا غصہ ہوا ایسے مقام پر قید کر لیا
 کہ اپنی زندگی سے بیزار ہوئے بروت یہ سن کر بھاگا مطلب تو بروت سمجھ گیا کہ صصر لگا کے لکٹی اغلال
 نے گرفتار کر لیا بروت فرنگی صحت بدلتا ہوا جاتا ہو تھوڑا راستہ طے کر کے آگے بڑھا نقشہ کھینچا ہوا
 پاس ہو صصر کی صورت نکرتا ہوا اغلال آہستہ آہستہ جاتا تھا دل میں سوچتا ہوا کہ میں نے
 شنشاہ سے کچھ وعدہ نہ کر لیا اب انعام معقول نہ ملیگا کچھ ہزار دو ہزار دیدینے یہ وہ ظالم ہو

مجبوری معلوم ہوتی ہیں بقول شاعر

جا کے قاصد نے جو کی یا رسے تقریر غلط
خود غلط ہو جو کہے ہوتی ہو تفسیر غلط
زلزلہ عرش کو آتا تھا مارے مالون سے
رو بروا کے مصر کا کیا رتبہ ہو
محب معشوق نہ تو سیر نظر کیوں اُٹکا
ماہ و شمس کے عروج مصر کا زندان رکھیا
دخل اغیار کا لکن نہیں اُس کے گھر میں
حاشیہ مصحف رخ سے تسلیم انداز کرو

نہا خضر ہوسم ہوسیا اپنا
جذب الفت کا تماشا اُسے دکھلا دینا
پیر میخانہ سے ہر رند دن کو سعیت زاہد
قبر میں بات بھی مجھے نہ نکیر بن نے کی
سحر ہو یا کوئی اسرار کہ ہو جاتی ہو
محفل یار میں موقع نہ رہا اب غشا

پھر ہوس راہ سے راہ در شہیر غلط
گر گیا راہ مگر نا لاشبگیر غلط
افرا ہو جو انھیں کہتے ہیں بے پس غلط
دھیان میں یار کے کی میں نے جو تفر غلط
یار کے سامنے تائب ہر مزا میں غلط
آپ کو ہوس غنبت و توبہ غلط

سے بس جاؤ ایسا نہو کہ کہیں کوئی عیار آ جا کے تمھاری میری دونوں کی گردن نے عیار ان اسلام
بلاے روزگار میں اغلال کوہ پیکر ان باتوں پر مر گیا کہا اے حصر تو نے مار ڈالا میں تو میان سے
جا کر زندہ نہ رہو لگا شہنشاہ جو مجھے پوچھنے کو تو نے کار نمایاں کیا عجم و ایسے عیار کو گرفتار کر کے لایا
کیا مانگتا ہوں عرض کرو لگا اے شہنشاہ ہو شر باد و عسا حریکتا حصر شمشیر زن کے ساتھ میری شادی
کر دیجیے حصر نقلی نے ہنس کر کہا دو رہی ہو کیا بیوہ بکتا ہوں کیا شہنشاہ کی لونڈی ہوں اگر وہ مجھے
یکسین میں اسی وقت اٹھا کر دن نوکری چھوڑ دوں اغلال کوہ پیکر و حصر نقلی سے باتیں ہونے لگیں
ہفت فرنگی نے باتوں میں دیوانہ کر دیا کہ اغلال کوہ پیکر شہنشاہ کرنے لگا بھی ہاتھ باندھتا ہو بھی
قدموں پر گرتا ہو کمر سے چادر کھول کے بچھا دیا کہا ملک حصر چھی طرح بیٹھو حصر نقلی نے کہا میں بیٹھی
ہوں کیا مجھے کیا جاو گے یہ کس کے پٹے پٹے منہ پر منہ رکھ دیا کہا اوطالہ کیا تیری آنکھوں میں مٹی مٹی
ہو جس وقت سے تجھے آنکھ ملی اُس وقت سے دل کو آرام نہیں روح کو راحت نہیں قلب میں قوت
نہیں جی چاہتا ہو گریبان بھاڑ کر طوفان صحر کے نکل جاؤں اغلال کوہ پیکر نے کہا میں خدمت میں
ہر وقت حاضر ہوں اے ملک حصر شمشیر زن کبھی مجھے خلاف مرضی نہو گی حصر نقلی نے ہنس کر کہا اوطالہ
کہا چاہتا ہو اغلال کوہ پیکر نے کہا چاہتا ہوں کہ تصدق ہوں شمار ہوں شربت وصل سے بھی سیراب
ہوں برف نے کہا اوطالہ ایک گلابی شراب کی کہیں سے لا بڑے عرصے سے شراب نہیں پی اغلال
کوہ پیکر نے کہا بھئی پر سے ایک بوتل شراب کی لا با برف فرنگی نے گلابی دیکر اپنے آگے رکھ لی کہا سب
شراب کو پیو بیو گی ایک جام تجھ کو بھی دید ونگی اغلال کوہ پیکر نے ہاتھ باندھ کر کہا اے ملک عا
لہ میں ایک ہی جام کا امیدوار ہوں کہ ایک جام تو آپ کے ہاتھ سے پیوں برف فرنگی نے کہا

منہ ٹھو لو جتنی ہمارا جی چاہیگا اتنی پلادینے اخلال کو پیکر نے نہ کھول دیا خواجہ بیوش پڑے ہیں
 صرصر نقلی نے بوتل کی بوتل منہ میں اخلال کوہ پیکر کے اُنیل دی اخلال شہاب پتے ہی گھبرا گیا معلوم
 ہوتا ہو کلیجے میں آگ لگ گئی شعلے بھڑکنے لگے گھبرا کر کہا اے ملک صرصر میرے کیجئے یہ تو آگ لگ گئی معلوم ہوتا ہو
 کہ کوئی آسمان پر بیے جاتا ہو صرصر نے ہنس کر کہا کیوں گھبراتا ہو اُنھ کو شعلہ کیا کہ طرفت ہو درانشہ جو ہوا گھبرا
 گیا اخلال گھبرا کر اُنھا دو قدم چلا تھا کہ ٹکڑ ٹکڑ کر رہا برق نے لغزہ کیا لغزہ برق تصنیف مصنف

تربے میں میں برق رفتار ہوں	کہ استاد ہیں خواجہ نامدار	نقب ہو مرا برق تختہ گزار
ارسطوے ذمیل شاگرد ہو	کردن سیکڑوں کوس کی راہ طر	کے کون مکار و خد ا رہوں
بنی قریبہم غرب ہو شرق ہو	ٹرپ سے مری چرخ بہار رہا	ور مگر پسیرا پسیرا رہا
برق نے لغزہ کر کے اخلال کوہ پیکر کو خبر مار دیا شکر جاک قص	چپلا واہوں میں نام بھی برق کو	

پاک مرے سے اخلال نے خواجہ عمر کو ہوش آیا اُچھتے ہی اخلال کے کپڑے اتارنے لگے برق
 کہتا ہوا استاد اب بھاگ چلے گئی دن سے لشکر میں آپ کی تلاش ہو بھلا خواجہ کب ماتے ہیں برق
 تو نکلا کھجاگا اور کہتا ہوا کہ استاد چلے آئیے ایسا نہ ہو کوئی آفت آجائے خواجہ نے تسہولت کپڑے
 اتارے چاہتے ہیں کہ درہ کوہ سے نکل کر بھاگوں قضاے کارا فراسیاب جا دو باغ سیب میں
 بیٹھا ہو اس وقت ذکر کر رہا ہو کہ مصاحب میرا اخلال کوہ پیکر براے گرفتاری عمر و گیا ہو مجھے یقین
 سنیں کہ عمر و کو گرفتار کر کے لیکن صرصر شمشیر زن بھی گئی ہو شاید وہ لگلائے تو گرفتار ہو جائے
 مصاحبوں نے کہا ذرا کتاب تو دیکھیے افراسیاب نے کتاب سامری اُٹھائی اب جو کتاب کو
 دیکھا تاج دے مارا اپنا سر پیٹنے لگا کہا یار غضب ہوا اخلال کوہ پیکر عمر و کو لکلا تھا راہ میں
 برق فرنگی نے صرصر کی صورت بند مارا عمر و اس کے کپڑے اتار رہا ہو یہ کہنا افراسیاب جا دو چلا
 جست کر کے بلند ہوا کچھ ستارے چمکے کچھ شعلے بھڑکے طارون نے زفرہ سرائی کی ہر طرف سے ہنگامہ
 ہوا شہنشاہ جاتے ہیں خواجہ عمر و اخلال کے کپڑے اتار کے درہ کوہ سے نکلا چاہتے ہیں کہ اب
 سجاگ کر نکل جاؤں ایک نخل پر نگاہ پڑی ایک طائر نے مثل انسانوں کے آواز دی او عمر و
 کہاں جاتا ہو آگے نہ بڑھنا عمر و نے چاہا نگاہیں اوڑھ لیں یہ سمجھ گئے کہ تاثیر عمر و زنبیل پر ہاتھ ڈالا
 کہ کلیم لکاون ماتھ میں رشتہ آیا زنبیل تک ہاتھ نہ پہنچا طائر ٹرپ کے گرا پاؤں عمر و کے زمین سے

تمام بے دیکھا پہلو سے افراسیاب چلا آتا ہر نعرہ کرتا ہوا دوساربان زادے اب میرے ہاتھ سے بچ کر
 کمان جائیگا اب تجھ کو ایسے مقام پر قید کروں گا کہ موت ماننے اور موت نہ ماننے خواجہ عمر و سنس پڑے
 کہا اور شہنشاہ مجھے آپ سے بڑی امید ہو آپ مجھ پرورش فرمائیں گے میں تو ہمیشہ سے تابعدار ہوں خاک
 سرکار کی ملاقات کو ٹھہر گیا میان لڑائی پڑ گئی غلام سب طرح پر حاضر ہوا افراسیاب جاوے
 کہا دوساربان زادے تیری سب باتیں مکروہن یہ کسک کر میں عمر و کی افراسیاب نے پیچہ دیا
 اڑا خواجہ عمر و باتیں کرتے جاتے ہیں افراسیاب استدر بلند ہو کہ برابر کھٹان خاک کے پہونچا
 عرصہ دراز تک عمر و کو افراسیاب بے ہوئے اڑا تھوچ ہوا سے کبھی خواجہ ہوشیار ہو جاتے ہیں
 کبھی آنکھ بند ہو جاتی ہوا افراسیاب کو لاشہ اغلال کوہ سپر کا دیکھ کر نہایت غصہ ہوا اب بندی سے
 طرف پستی کے نائل ہوا ایک پیار پکا کے ٹھہرا خواجہ عمر و نے دیکھا تمام صحرائیں ہزار ہا جوان جمع
 ہیں سیلے کا سا سامان معلوم ہوتا ہر کسین ڈھول بج رہے ہیں کسی طرف سے بھانجھ کی آواز آتی ہو
 عجیب طرح کا ہنگامہ برپا ہو سب گنوار آوازیں دے رہے ہیں یا خداوند شعلہ خوار آتش خود طبع
 ہماری مراد میں پوری کیجیے کوئی ہاتھ باندھے ہوئے کھڑا ہر پنج میں صحرا کے ایک شوالہ جو اسی کے
 سب گرد پھر رہے ہیں ایک جانب ہزار ہا فقیر وں کا جاؤ ہو کسی نے ایک ہاتھ اٹھا دیا وہ ہاتھ خشک
 ہو گیا ہو کسی کے دونوں ہاتھ خشک ہیں بعض نے اپنے کو درخت میں لٹکایا ہو بعض نے تخت کو
 بچھایا ہو اُس میں ہزار ہا کیلین نصب ہیں انھیں کیلون پر لٹے ہیں نام خداوند شعلہ خوار آتش خود
 کا لے رہے ہیں کہ ایک طرف سے ہنگامہ ہوا دیکھا ایک زمیندار ایک دزد کو لیکر آیا مشکین اُسکی بیوی
 ہوئیں ہنجیروں میں جکڑ ہو اسانے شوالے کے لاکر کھڑا کیا زمیندار کا مہبوت رنگی نام ہوانے
 پکار کر آواز دی یا خداوندانے چوری کی اسکو ملے دیکھا سب نے شیلون سے ایک برق چلی
 وہ برق اُسی دزد پر گری دزد کے دو ٹکڑے ہوئے اسی طرح کئی گنگار آئے اور مارے گئے
 خواجہ عمر و حیران حیران سب معاملات دیکھ رہے ہیں افراسیاب نے خواجہ عمر و کو تو اُسی
 سپاڑ پر ڈال دیا آپ ٹھل رہا ہو کہ رہا ہو خواجہ یہ سب تماشا دیکھ لو اب اسی شوالے میں تمکو
 رہنا ہو گا پڑی مصیبت پڑ گئی خواجہ نے کہا اور شہنشاہ معلوم ہوا کہ اس شوالے کی بربادی کا
 وقت آگیا اور جو کوئی اس میں رہتا ہو اُسکی بھی اب قضا آئی ہو کوئی ساحر زبردست ہو گا یا کوئی دیو کا

افراسیاب نے کہا اوسا ربا ن زادے ان خداوند کی کیا بات ہو سب طریقوں میں کرامات ہو
 عمرو نے کہا میں سب کرامتوں کو سادو ونگا تب حال کھلیگا بوشیان کاٹ کے کھا جاؤنگا ساری
 خدائی خاک میں ملا دوںگا افراسیاب ہنستا ہوکتا ہو خواجہ وہ حال تمہارا ہوگا کہ یاد کرو گے
 افراسیاب نے عمرو کو بہت بہت ڈرایا دل تو خواجہ کا کانپ رہا، مگر بجز بات باتیں کر رہے
 ہیں یہ نہ افراسیاب کو ثابت ہو کہ عمرو ڈرتا ہی افراسیاب عرصہ دراز تک کھڑا رہا بعد تھوڑی
 دیر کے وہ زمیندار گیا مجمع متفرق ہو جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صبح کو بیان جباؤ ہوتا ہے پوجا پاٹ
 کرنے سب آتے ہیں خداوند بھی کرامت دکھاتے ہیں بجمع تفسیق ہو چکا افراسیاب عمرو کو
 کھینچتا ہوا دروازے پر شوالے کے لایا پکار کر آواز دی یا خداوند شعلہ خوار آتش خود چپ کر چھو
 آپ کا اعتقاد نہیں ہو میں مقتدر سامری و حمید ہوں لیکن اس طلسم سے آپ کو بھی تعلق ہو میں
 کو طلسم کے لایا ہوں اس شوالے میں قید کرتا ہوں اسکو کھا جائے اندر سے شوالے کے آواز آئی
 اور افراسیاب ہلکے بھی معلوم ہو کہ طلسم پر وقت زوال ہو جیسی تو نے لاجپن پر بدعت کی اسیکا بدلا
 ہو مگر خبردار اب بھی ایسا نام نہ لینا کہ میں آپ کا اعتقاد نہیں ہو ہم سارے طلسم کو سمجھائے ہو
 ہیں اگر ہمارا قدم در بیان میں نہوتا تو طلسم تمام ہو جاتا افراسیاب نے کہا جسدن اسد کو قتل کر
 ہو سب سزا میری اطاعت کریں وہی سلطنت کا رنگ و دھنک ہو تو میں تمہاری نذر چھوڑوں نگو
 خداوند طلسم ہوش ربا بناؤں اس دشمن کو کھا جائے اب یہ زندہ نہ کھلے آواز آئی اپنا سحر اتارے
 اندر شوالے کے پھینک دے ہریان بھی نہ باقی رہی افراسیاب جاوے اپنا سحر اتار لیا عمرو
 کے ہاتھ پائوں قابو میں کر کے آواز دی کہ صحرے پھینکوں یہ کتنا تھا کہ ایک دروازہ شوالے میں پیدا
 ہوا آواز آئی دیکھو یہ بھی ایک کرامت ہو کہ دروازہ ظاہر ہوا اب تو ہماری خدائی سے ماہر ہوا یہ شکر
 افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ عمرو کو اندر شوالے کے پھینک دیا عمرو نے گرتے گرتے
 کلیم اڑھلی دروازہ غائب ہو گیا افراسیاب تو عمرو کو پھینک کر چلا گیا عمرو نے دیکھا ایک رکھ
 نہایت خوبصورت سا نے کھڑا ہو جب ہاتھ چمکاتا ہوا ایک شعلہ آتش نظر آتا ہوا آواز دیتا ہی منم
 خداوند شعلہ خوار آتش خود گردن اس بات پر ہو کہ افراسیاب جاوے جسکو اس شوالے
 میں پھینکا تھا میں نے دیکھا ایک شخص دہلا پلاتا تھا گرتے گرتے غائب ہو گیا یہ کیا سحر کہ ہوا

خواجہ عمر کو ہاتھوں سے ٹوٹا پھرتا ہر کسی بھی جیج مارتا ہر شوارہ بل جاتا ہر خواجہ کا ٹپ سب سے زیادہ
 ارادہ کرتے ہیں کہ اسکو گرفتار کر لیں مگر دل قابو میں نہیں تین چار مرتبہ وہ لڑکا سب طرف سے پھرتا
 آخر تڑپ کے انہیں شبکون سے نکال دیا خواجہ نے دیکھا باہر اسباب بھی بہت پڑا ہر شیرینی کا بازار
 نکلا ہوا ہر خواجہ سچے گئے کہ اب رات کو یہ نہیں آئیگا مگر حیران ہیں کہ اس گنبد بے در سے نکال ہی کیوں گئے
 شیرینی تو خوب نوش فرمائی اسباب اٹھا کر وائل فریال کیا اب اس سوچ میں بیٹھے ہیں کہ کیوں نہ رہا
 اس شوالے سے نظروں کی قدر رات باقی ہو گئی کونز بیل میں رکھ لیا یہ اطمینان خواجہ بیٹھے ہیں
 کھانا جو بہت کھانی پیت چول کیا ہو پیت سلا رہے ہیں کہ شیکے سے برق چمکی خواجہ نے چاہا
 گینگم اور دھون خواجہ کلیم اور رخصتے نہ پاس تھے کہ وہ ٹھل زمین پر آئے پہونچا جیسے ہی عمر کو دیکھا
 ایکس جیج ماری کہ شوالہ مل گیا آواز دی کہ اوتار تے کل افراسیاب نے تھکا پھینکا تھا تو کس کا
 غائب ہو گیا تھا خواجہ عمر و نے چاہا بھاگوں اُس نے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ کو یہ معلوم ہوا کہ کسی نے انکار
 رکھ دیا ہریان چلے گئے ہر غصے سے چنگاریاں لکھ لگے خواجہ ہر چند غل میا تے ہیں مگر وہ ہاتھ
 نہیں چھوڑتا کبھی چلتا ہوتا ہر بوٹیاں خواجہ کی نون رہا ہر خواجہ اپنی جان سے پیرا ہیں فریاد
 فریاد کر رہے ہیں مگر شیطان بچہ ہاتھ نہیں چھوڑتا عمر و کی بوٹیاں کاٹ کاٹ کے کھار رہا ہر خواجہ
 حیران ہیں کہ پروردگار کیونکر جان پکڑ لے گا وہ کہتا ہوا اوتار تے بتاگل سے تو کمان غائب ہو گیا
 تھا صاف مجھے بتا دے خواجہ فرماتے ہیں آپ میرا ہاتھ چھوڑ دیئے تو میں آپ کو بتا دوں کہ میں
 کمان چھپاتا تھا میں آپ کو سجدہ کروں گا شعلہ خوار آتش خو کبھی انہیں نکالتا ہو کہ خواجہ عمر و اسکی
 آنکھوں کی وحشت دیکھ کر مقرر ہو جاتے ہیں بڑی بڑی آنکھیں صورت وحشت خیر جسم میں عجیب
 گرمی ہو سناٹ ثابت ہوتا ہو کہ جملہ اعضائے جسمی سے انکار سے نکل رہے ہیں عمر و نے ہاتھ
 باندھا کر کہا حضور کا نام نامی کیا ہے میں ناویہ و سجدہ کر چکا ہوں خداوند گنبد نشین کہتا ہوں اس
 لونڈے نے کہا اوسا رہاں زادے قدرت کو تیری چالاک سے خوٹ آتا ہو ان بڑے بڑے
 ساحروں کو تو نے کیوں نہ کر مارا اود نام قدرت کا شعلہ خوار آتش خود بقدر گرمی سارے
 عالم میں ہر وہ خات سے قدرت کی ہو اگر قدرت اسقدر گرم مزج نہوتے سب بندے ہمارے
 برودت سے مر جاتے اسوجہ سے قدرت نے اپنے کو شعلہ خوار آتش بنوایا ہو اور

جب قلم قدرت سے قدرت سے نہ تھی قدرت پر تصویر پچی ساری فطرت عقلندی اسی مقام پر جمع
تھی قدرت کو دھوکا کھانے کا خوف ہو کر وہ نے کہا میری کیا مجال کہ جو قدرت کے سامنے کوئی کر
کروں جس مقام پر کسی بل میں پہنستا ہوں آپ ہی کو پکارتا ہوں عمرو نے خیال کیا کہ باتیں کر رہے
ہے بوٹیاں تو جسم کی پچیں مگر ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں عمرو کو ثابت ہوتا ہے کہ ہریان جلد خاکسہ ہو جائی
وہ سے کہتے ہیں کہ یہ میں کیا جانتا تھا اور میں کلیم اور سے رہتا ہوں میں خواجہ نے لگایا خوشا بدین
شروع کین دستا بہتہ عرض کی چوڑے میں لٹھا کے آپ ہی کو دیکھا فرعون شاہ رزبرجد شاہ
ان سب کی خدائی کے آپ ہی باقی تھے اگر محکوم حکم دیکھے تو حمزہ کو بلا کر لاؤں وہ بھی سجدہ کر میں
سمجھاؤں کہ خداوند جیتی سی ہر اس بات پر شیطان کچھ بہت خوش ہوا کہا اے عمرو اسکو تو قدرت
نے بہت سرفراز کیا پروہ قاف میں اسکو پہنچایا دیو زادوں کو اس کے ہاتھ سے قتل کر لیا عمرو نے
کہا جب ہی حمزہ اپنے کو قاتل سمجھوں وہ عفریت بتاتا ہے آپ بیشک حمزہ کے ساتھ تھے
شیطان کچھ خوب ہنسنا ہے تو ایک شعلہ بھڑک جاتا ہے عمرو کو کڑھوتا ہے کہ ایسا نہو
میں ٹھکنے لگوں خدا اسکی قبر سے بہت جلد رہائی دے لیکن باتوں میں مصروف ہو گیا ایک سحر
ہوئی شعبہ باز قلیوہ پادشہ شعیبہ ادویات شعلہ و غنیا تیار کر کے تخت چرخ زبرجدی پر چلوہ
فرما ہوا تمام گنوار شوالے کے قریب آ کر جمع ہوئے یا خداوند یا خداوند کی آواز میں آواز
دنا قوس بچنے لگے آواز میں آ رہی ہیں یا خداوند شعلہ خوار آتش خود چور گنگار حاضر ہیں جوری
بھی کی کمی آدمی بھی قتل کیے اسکو سزا دیجیے گنوار دیکھ رہے ہیں کہ آج شکون سے برق نہیں بجائی
ہل کر رہے ہیں کہ شاید خداوند سوتے ہیں عمرو نے کہا یا خداوند ان سمجھوں کی داد دیجیے ایسا نہو
کہ یہ بندے آپ سے پھر جائیں میں آپ کے پاس سے کہاں جاؤ لگا ایک دن قدرت شب کو
خواب میں تشریف لائے علم موسیقی کا محبہ بادشاہ کیا میرے گلے پر ہاتھ پھیرا اور کہنا آج سے
ہے تجھکو علم موسیقی کا بادشاہ کیا ایک غزل تو یہ ہے

از کے مرغان چمن آئین معا پانی میں
میں یہ سمجھا کہ ہوا چاند گین پانی میں
آگیا صاف نظر در عسدن پانی میں

تو نہائے اگر اور شک چمن پانی میں
آپری زلف و غسل جو اس کے رخ پر
دم رقت جو بندھا گوہر دندان کا خیال

مردم چشم کا ہر جیسے وطن پانی میں
ہو جو وہ طہیرت گل عکس فلک پانی میں
گو سہ نام کو اک مسر وطن پانی میں
اے موج کے پائین ہیں شکن پانی میں
پھونک دیتا جو وہ غنچہ دہن پانی میں
اشک شیریں سے بھی جوے لب پانی میں
اک جان کا نظر آتا ہر وطن پانی میں
عرق شرم میں ڈوبی ہر وطن پانی میں
عرق ہو جائے ابھی حیرت کن پانی میں

فرط گریہ سے ہوں اسطرح غریق رحمت
موج ہو موجیوے گل تراب کلاب
چاہیے لوث سے یونس کی طرح دامن پاک
پوچھ دیا ہے جس میں ہر کسک بیتاب
بیلے پانی میں اٹھتے ہیں بجاے بیل
خون منہ دگر گردن خسرو چہ رہا
خزین سے ہو غیب قدرت خالق ظاہر
غل پشیم سنیں آغوش میں بیل کے گھر
ضبط گریہ سے نمودار کی ہو رعنا و نہا

باتوں سے تو شیطان بچہ بہوت ہو ہی چکا تھا گانا تو خواجہ کا سحر جو اس رنگ میں غل گائی کہ وہ
شیطان بچہ جھوٹے لگا کما اور بندہ من قدرت تمھکو اپنا ناب کرینگے تعویذ بازو بنائینگے عمرو نے
کما پہلے قدرت بندوں کی داد فرما دین میں تو خدا شکر اے ہوں شیطان بچے نے کما اور عمرو میں
لاکھوں روپیہ کا مال رکھا ہوا تھا وہ تو نے لے لیا اچھا کیا اور تمھکو نہاروں روپیہ کا مال دلو لوگ
عمرو نے کہا میں اب عمر بھر خدمت میں رہوں گا شیطان بچے نے ہاتھ چھوڑ دیا خواجہ عمرو کو معلوم
ہوا کہ جان میں جان آگئی شیطان بچے نے باہر کر موجب قاعدہ قیوم ہاتھ چمکائے بقیہ کر سیں
کنڈا رکھتے قتل ہوئے کچھ جل کر رہے خواجہ عمرو واپست پر کھڑے رہے بن حلقے کنڈا اصفاء باصفاء
کے ہاتھ میں لیے ہوئے جال الیاسی کا ندھ پر شیطان بچہ کچھ بھیرے ہوئے ہاتھ چمکا رہا ہو عمرو نے
پہو وہ حلقے کنڈے کے گلے میں اس کے ڈال دیے اُسے چاہا ٹرپ کے لکھوں عمرو نے جھکا مارا جیسے گرگٹ تڑپتا
ہو بہت ٹرپا پھر کا گار نہ نکل سکا کنڈہ تھخہ بزرگان دین ہوا خون تک پہنچ گئی عمرو نے حباب مار کر
بیہوش کیا جال الیاسی میں لپیٹا کنڈے کے شکنجے میں اندھین اسی شیطان بچے کو تڑپا نسل کیا اب
نظور ہوا کہ دو چار کوڑی کا روزگار بھی کر لیں سفید صبرہ الحال کو آواز دی اور بندگان میں سب قریب
شوالے کے آکر حج ہو قدرت کو اپنے بندوں پر پرورشیں منظور ہو مسوت زرعی زمیندار و وڑا
سب گنوار دن کو اپنے ہمارے لیکر سب قریب شوالے کے پہونچا پکار کے آواز دی قدرت کیا فرماتے ہیں

عمر و نے اسی سفید مہرے میں آواز دی قدرت کو منظور ہو کہ تم سب کو امیر کر دینگے اب تو غریب نے غل بچایا
 قدرت کی پرورش اور عنایت ہو شوالے کے اندر سے آواز آئی اب سے شام تک شوالے کے سات
 لا کے جھنڈر مال ہو جمع کرو آج شب کو قدرت تشریف لائینگے سب مال کو دونا کر دینگے ہم چاہتے
 ہیں کوئی کسی کا دست نہ دے سب دعا میں رہنے لگے کہ کیا پرورش ہو خداوند کی اب کوئی کسی کا محتاج
 نہ ہو گا سب کے پہلے بیان مہوت زمیندار دوڑے روپیہ اشرفیان جو روکا سب گناہ بڑی ایک
 چاندنی میں باندھ کر لائے قریب شوالے کے رکھ دیا غریب لوگ اپنی اپنی عورتوں کا زیور لے لیکر چلے
 آئے ہیں بعض جنکو نہیں بیسیر وہ پڑوس میں دوڑے گئے کہا میں اپنے جوشن اور چوڑیاں ذرا
 مانگے دید و انھوں نے کہا وہ بھائی اچھے دن مانگنے آئے ہو آج کا تو وہ دن ہو کہ اربعین کو اور
 ملجائے تو خدمت خداوند میں لیکر جائیں صبح کو دونا کر کے لائیں گاؤں میں ہلڑ پڑا ہوا ہو جسکو
 اور لچھو نہیں بیسیر انھوں نے تانے کے طرف ہی لا کے رکھ دیے بعض انھوں نے اناج لاکر
 رکھا ہر شام تک انہا غلام ہو گیا شام کو خواجہ عمر و نے لکھنے کی تدبیر کی سارے شوالے میں دوڑ
 دوڑے پھرے مگر راستہ بٹھلے کا نہ ملا بہت حیران ہوئے کہ کیا کروں شکے استغفار حقیرین کے انہیں
 سے لگا ہی نہیں ہو سکتی آخر خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا نقب کھودنا شروع کی نقب کھود کر باہر نکلے مال
 کو دیکھا جال نکالا آواز دی اے جال جبال ہو گرنا نہی تک بیان کی نہ چھوٹے تمام کھینچ کر نیل
 میں رکھا اب خواجہ بیان سے طرف لشکر کے بھاگے قضاے کار صرصر نے افراسیاب سے
 کہا حضور نے عمر و کو کہاں قید کیا افراسیاب نے پتہ دیا کہ بیابان کروڑا باد میں جو شوالہ ہو
 وہاں چھوٹے خداوند خدائی کرتے ہیں وہاں کے کئی ہزار آدمی انہیں کے مقتدر ہیں میں نے اسی
 شوالے میں عمر و کو چھوڑ دیا وہ خداوند عمر و کو نوح نوح کرکھا جائینگے اپنی آتش فہر غضب میں
 پھونک دیئے سعلہ خور آتش خوان خداوند کا نام ہر سامری و حبشیہ سے چھوٹے اور
 خداوندوں سے بڑے ہیں وہاں سے اب عمر و زندہ لکھل سا گیا صرصر شمشیر زن کے کاوش شاہ
 آپ کے غضب کیا معلوم ہوتا ہو کہ اس شوالے کے بھی خاتمے کا وقت آگیا میں برا سے خیر
 جانی ہوں کسی ساحر کو حکم دیکھ کہ مجھے وہاں پہونچا دے نہ سب سے تیز رو ایک ساحر قریب
 کھڑا تھا افراسیاب جاوے کہ اے شمشیر تیز رو صرصر کو بیابان گردا باد میں پہونچا دے

نہیں تیر روئے صرصر کی کمرین چمے دیائے اڑا گویا ہوا ہے تیز چلی نسیم نے تھوڑے ہی عرصے میں صرصر کو
 بیابان گرد آباد میں پہنچا دیا میان گنواروں کو از حد خوشی بر رات بھر نیند نہیں آئی کہ مال ہم اپنا
 دونا لے گئے بوقت سہ پہاں ہالی قریہ ڈھول جھانجھ بجاتے ہوئے اپنے اپنے گھروں سے کھلا کر قریب
 شوالے کے آئے دیکھا مال ندر و ایک طرف سے نقب لگی ہوئی ہو شوالے سے جو برق چمکا کرتی
 تھی آج اس برق کا بھی نشان نہیں گنوار پکارتے ہیں یا خداوند مال ہمارا دیدیجیے لاکھ پیٹتے
 ہیں چیتے ہیں کچھ آواز نہیں آتی سب کہہ رہے ہیں خداوند کا تو پتہ ہی نہیں ہمارا مال لیکر بھاگ گئے
 کہ صرصر شیر زن آئے پہنچی صرصر نے کہا ارے کبختو کیوں گل مچاتے ہو دیکھو نقب لگی ہوئی
 ہر مال وہ سب لٹکیا آؤ دیکھو نقب کی راہ سے کئی گنواروں کو اندر شوالے کے لٹکی دیکھا
 شوالہ خالی پڑا ہر گنوار رونے لگے گریبان بچھاڑ دالے سر پیٹتے تھے کہ قدرت ہلوٹ کر لٹکے
 صرصر نے کہا تمہارے خداوند پر بھی آفت آئی نہیں معلوم کہ اب کیا کیا آفت برپا ہوگی گنواروں
 نے کہا اگر ہم کو نشان ملے تو ہم ساربان نادے کی بوٹیاں کات کر کھا جائیں صرصر نے کہا
 چلو ہم تباہین مہموت زمیندار نے اپنی گٹھار جھ کی بارہ ہزار گنواروں کو لیکر چلا ہی خیال میں ہے
 کہ جا کر لشکر مسلمانان کو تباہ کروں ادھر سے تو مہموت زمیندار جاتا ہوا دھڑل لال سحر فلکن جب
 کئی دن خواجہ کو گندہ اور برق فرنگی بھی دریافت کر کے آیا کہ خواجہ کو افراسیاب گرفتار
 کر کے لٹکیا زبانی صبا رفتا رکی یہ بھی معلوم ہوا کہ افراسیاب نے بیکار کر کے کلمہ کہا تھا کہ ایسے
 مقام پر قید کروں کہ عمر و تڑپ تڑپ کے اپنی جان دے ملکہ ہلال سحر فلکن بیتاب ہو کے یکے و
 تنہا تلاش خواجہ عمر و کلین ایک مقام پر آئے دیکھا ایک بارگاہ استواری پانچ سات ہزار جاوید گزین
 نازنینان رحیمین و رحیمین مہر مہین پھر رہی ہیں جا بجا چھوٹے چھوٹے جیسے استادین مالک
 اس لشکر کی ملکہ گلشن جاوید چھوٹی بہن ہلال کی دربار گاہ پر بھی ہر گلشن نے دیکھا ایک طرف
 آسمان پر ہلال چمکا بہ لگاہ غور جو دیکھا پہچانا کہ ملکہ ہلال سحر فلکن آتی ہیں کئی سال کے بعد
 جو دیکھا پکار کے آواز دی بوا ہلال مہر و وفا سے قدیم کو بالکل فراموش کیا کہاں اس وقت جاتی
 ہو ہلال نے جو چھوٹی بہن کو دیکھا اترائیں گلشن بہت خاطر سے پیش آئی مقام صدر پر جگہ دیا
 پوچھا بوا کہاں تھیں بنے سنا تھا کہ تم مسلمانوں کی شریک ہو گئیں ہلال نے کہا شکر ہو کہ مذہب

حق میں پہنچے خدا سلامت رکھے خواجہ عمر کو کمانکی ذات سے راہ ضلالت سے کھلے چشمہ ہدایت پر
 پہنچے ملک گلشن نے کہا بوا بگو کیونکر اعتقاد ہوا ہلال نے جواب دیا اپنی جس کتاب کو معتبر جانو اسی
 کتاب کو نکالو حال حق و ناحق کا کھل جائے ہلال نے کہا سامری نامہ رکھا یہ تو خداوند کی کہی
 ہوئی کتاب ہر ہلال نے کہا ابھی تمہیر حال کھلیگا سامری نامہ جو اٹھایا پہلے یہی مضمون لکھا کہ عمر طلسم
 تمام ہوئی افراسیاب جاو قتل ہوگا اسد فازی قاتل افراسیاب ہوجرات میں لا جواب ہر
 گلشن نے گہرائی کہا بوا یہ تو عجیب مضمون دل خراش ہر ہلال نے کہا تحقیقات مذہب میں ایک لفظ
 کافی ہر کہ پوئے دو خداوند خدا کی نہیں کر سکتے وہ وعدہ لا شریک اکیلا پروردگار ہر جو مناسبت
 جانتا ہر وہ کرتا ہر اکیلا کو سب طرح کا اختیار ہر گلشن اسی وقت مطلع سلام ہوئی ملک ہلال بحر فلک
 کو اپنی بہن کے مسلمان ہونے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی اب دونوں بہنیں ایک دوسری بیرون بارگاہ
 سائبان زرقعی کھنچا ہوا ہر دونوں بہنیں تخت پر بیٹھی ہیں گرد کینران زرین پوش جمع ہیں ایک گاہن
 عمدہ سامنے ان دونوں شانہادیوں کے بعد نماز و کرشمہ یہ نقل عاشقانہ گا رہی ہر غزل

کاروان کیسا عبا رکا روان ملتا نہیں
 جان جیسری ہو وہ جان جان ملتا نہیں
 جز شکیب و صبر کوئی پاسان ملتا نہیں
 غدر ہر معقول مینا و مہربان ملتا نہیں
 کون کتا ہر زمین سے آسمان ملتا نہیں
 ثوب مرنے کو زخماں سا کنواں ملتا نہیں
 عند لیون کو مقام آشیان ملتا نہیں
 بوالموس کیا نملو بہر امتحان ملتا نہیں
 خاک کھا پیگا کہ نامہ استخوان ملتا نہیں
 اب مزاج حضرت پر مغان ملتا نہیں
 حسین بوسف ہو مرا وہ کاروان ملتا نہیں
 کسے پھٹاتے ہیں عینا سا جوان ملتا نہیں

ہوں وہ واما نہ نشان ہمران ملتا نہیں
 ڈھونڈتے ہیں پر نشان ہے نشان ملتا نہیں
 عشق لاتا ہر خوشخون غارت دل کے لیے
 آپ میرے گھر قدم رنج کیا کرتے ہیں ہاں
 باہر نعمت تصدق روز ہر صبح و شام
 جان شیریں کا مجھے دیا بہت آسان تھا ہر
 جوش گل سے لہن کیا گلشن میں جاباتی نہیں
 روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہر چھپری
 و صبر پر آتا ہر ناحق خاکساروں کے ہما
 دختر زہر جو فصل گل میں ہر رنگ شباب
 دشت چشت میں ہوں اک ت سے مگر تر شا
 راہ رمی قسمت کھلے قاتل کو جو ہر بعد قتل

بلکہ ہلال سحر فلکین فرما رہی ہیں اور گلشن ہم کیا کہیں دل پر داغ ہو ہمارے مالک ہمارے جان بخش
 خواجہ عمر ونا۔ زکوٰۃ فرمایا سب گرفتار کر کے لے گیا ہر سنین معلوم بجھانے کہان لہجہ اتر سید کیا میں صبح سے
 انھیں کی تلاش میں نکلی ہوں تم سے ملاقات ہونا بدی تھی اب حیران ہوں کہ کہان جاؤں ہوشربا
 وہ مقام ہو کہ جہان اٹھارہ سو مالک کی بستی ہو پہرہ بھلو ہو چکا اڑتے اڑتے بازو تھک گئے اب تک
 کہیں نشان نہ ملا زبانی نصیحتا رفتار کی دریافت ہو کہ افرا سیاب جاوونے یہ کلر کسا تھا کہ ابلی
 ایسے مقام پر لہجہ اتر سید کروں گا کہ خود ٹرپ ٹرپ کر جان سے تاقیدیات رہائی ممکن نہ ہو گلشن
 کہ رہی ہو اور وہ تھکے جان بخش ہیں ہلال نے سو کر اپنے شوہر کے قید ہونے کا اور خواجہ عمر و
 کے سستی ہونے کا سامنے گلشن کے بیان کیا یہ سنا گلشن کے ہوش اڑ گئے یہ بھی افسوس کر رہی
 ہو کہ ہوا بھلو بھی انکی زیارت کا اشتیاق ہوا کہ ہلال سحر فلکین رونے لگیں کہا ہوا خدا انکو اس
 آفت سے بچائے اپنا فضل انکے شراب حال کرے اور وہ رہائی پا کر تشہیف لائیں انکی زیارت سے
 مشرف ہو جیسے گا ہوا میں نے اپنے شوہر کا قید ہونا ایک ادنیٰ جملہ بیان کیا گلشن کہتی ہو ہوا میں سستی
 ہونے کا حال سنا کہ بہت ہون سارے لشکر کا بیوش کرنا انھیں کا کام تھا ہلال سحر فلکین نے
 کہا ہوا ایسے ہزار ہا سو کے کدے سے تم صاحب نے جو جلدین کھلی میں انکو ملا ملنے کرو ایسا موقع کوئی
 سنین کدرا خود مصروف میں یہ ذکر تھا کہ کھراست کرواڑی دیکھا خواجہ عمر و بھاگے ہو سب چلے آتے
 ہیں ہلال سحر فلکین انکو کھڑی ہوئی کہا ہوا دیکھو ہمارے شہنشاہ آتے ہیں ہلال سحر فلکین نے
 اپنے گرد زنجیر لگایا اور غریبان وادوں میں بکسان اسطوت تشہیف لائے خواجہ عمر و نے
 ہر ہلال کو دیکھا پلٹ پڑے ہلال قدموں سے اپٹ گئی کہا خواجہ آپ نے کیونکر نجات پائی
 خواجہ عمر و نے سب حال بیان کیا اور جسم کے داغ دکھائے کہ یہ بونہان آنے لگا تو اولین
 کہ ہلال یہ روئے لکھیں خواجہ عمر و نے ہلال یہ جہاد راہ خدا ہو وقت غم دارم کا سنا
 ہلال نے کہ خواجہ کو متاثر نہ ہو بھایا مالک گلشن اپنی بین کے مسلمان ہونے کا نوکر کیا خواجہ
 یہ شکر بہت خوش ہوئے قصہ کے کار ملک بران شمشیر زن اپنے باغ نگارین میں بیٹھی ہیں کہ امیر ج
 خوجان کی تصویر پر لگا دینی ہر وقت تہہ و تبریر رہتی ہو تصویر کو دیکھا انکھون میں آنسو
 بھرتے انکو قہر سحر ساز و زبیری ہواستہ جو ملک بران کو پریشان دیکھا عرض کی واری

خیر تو ہر اس وقت رنگ رو تغیر ہو گیا صورت زیا کی عجب کیفیت دکھتی ہوں ملک بران شمشیر زن
نے آہ کی کھا شکوفہ کیا پوچھتی ہو فلک کچھ قرار در پر آزار ہو ملائے ناگہانی سر پر سوار ہو دیکھیے تقدیر
کیا دکھائے ہے کیا کہیں کیوں کر ضبط کریں نظر

جس کی ہوا ہو سترن یہ وہ بوسٹان نہیں
جس جگہ نہ کوئی مکین وہ مکان نہیں
کچھ بے سبب و رور و ہمارا یہاں نہیں
کسو وقت ذکر سیر یہ در و زبان نہیں
کیا کیے قصہ گو کو کہ جادو بیان نہیں
یہ وہ سدا بہار ہو جسکو خزان نہیں
عالم کو جسکے تیر نگہ سے امان نہیں
لازم یہ آہ و نال و شور و فغان نہیں
ہو سو دایسے سو دے میں ہر گز زبان نہیں
پھولوں کی میرے سینے پہ یہ بدھیاں نہیں
خوبون میں کیا کریں کہ کوئی قدردان نہیں
افسوس اُنکا نام کو باقی نشان نہیں

دل کو پسند میرا من جہان نہیں
وہ دل نہیں جو جبین خیال بتان نہیں
اُسے ہیں ایک روئے لکھ کی تلاش میں
شام و بحر فراق میں ہر زلف و رخ کی یاد
کمال کا قصہ بھر کی شب سنے آئی نیند
تازہ رہینگے داغ جگر اپنے عمر بھر
دل ہم ہی کر چکے اُسی سفاک پرند
حسد سے اٹھائیں صبر کریں راہ عشق میں
وصل صنم تو جان کے بدلے بھی مفت ہو
اُس گلبدن کے چہرین داغ ملال ہیں
دل میں کر دکھاتے ہم افست کی اتھا
جو نامور تھے صفی ہستی میں اور نظام

ملکہ شکوفہ نے عرض کی واری حقیقت میں آپ کا عم والہ ایسا ہی ہو ملک بران شمشیر زن نے
کہا اب زندگی میں ملاقات ہونا بہت دشوار ہے اسی غم میں ٹرپ ٹرپ کر رہی ہے شکوفہ اور تم
خوشی ہو تو ہم کو حقیق کار سلیمانی پر ہو آئین شاید شاہزادے سے ملاقات ہو جائے یقین تو ہے
وہ بھی ہلکویا دکر تے ہوں شکوفہ نے کہا واری جب میں نے ذکر سنا تو یہی سنا کہ اُنکو بھی آٹھ پہر آپ ہی
کی یاد رہتی ہے لیکن ایسا نہو آپ کے والد کو یہ خبر معلوم ہو جائے تو غضب ہو گا ملک بران نے فرمایا
سر بازمی ہو عشق و افست کی جیلہ سازی ہو مجھے بھی ہر وقت یہی خوف رہتا ہے کہ والد ملامت دے
وہمہ گیر بن صاحب جاہ و توقیر بن جس وقت خیال کریں اور معاملہ اصلی کو سمجھ لیں تو اُنکے دل پر جو
گذرے وہ گذرے مگر سوائے میرے قتل کے اُنکو کیا چارہ ہے میرے قلب مخزون کو تو یہ بھی گوارا ہے

لیکن اُنکے واسطے کو کب کیا کریگا بھکو خوف یہ ہر کہ اُنکے کل لشکر کی تباہی و بربادی نہ کرے کل لشکر
 بہ نہ جا پڑیں خدا برو کا بچانے والا ہوا اُنکی آبر و وجہ سب پروردگار کے ہاتھ ہی ہزار طرح کے
 خوف در پیش ہیں خدا اسکا انجام نہ خیر کرے شکوفہ سحر ساز کہتی ہو کہ حضور تاجا بہتر زمین ایسا منور
 راز کھل جائے تو بڑی خرابی ہو ملک بران نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچ کر فرمایا اے شکوفہ اب ہمارے
 نہ بھجاؤ دل آج زمین مانتا مثل طائر سہل تر پ رہا ہو کچھ پھرک رہا ہو کیا کمون فقدان طاقت و ربط و ضبط ہے
 اس عشق خانہ خراب میں اس سرخبط ہر نظم

سہر کو دیوار سے ٹکراؤں تو درپیدا ہو
 مہر مہیاں ہو نظر سے تو قمر پیدا ہو
 گوش تو کوئی سزاوار گھر پیدا ہو
 خشک ووب ہوں تو اک حیرتہ تزیین پیدا ہو
 نات کی طرح وہ مسدوم کمر پیدا ہو
 مین تو پوشیدہ رہا کرد سحر پیدا ہو
 محب کو دولت سے اگر نشہ زریں پیدا ہو
 صورت بید ہو محنون جو شجر پیدا ہو
 خوب صورت جو وفادار بشر پیدا ہو
 غلت شام میں بھی نور سحر پیدا ہو
 منکر رنگین مین مری رنگ اشیر پیدا ہو

بہتداری میں مری یا رواثر پیدا ہو
 خوش جہانوں سے زمانہ زمین ستیا خالی
 ابر نیسان کے کرم سے ڈر کیتا لاکھوں
 شمع کوئی مین مری طبع کو وقت ہو پسند
 بے نمودن کو بھی ہوشوق نموداری کا
 مجھ مسافر کی تو صورت نہ کسی نے دیکھی
 ایک دم مین مین کٹاؤں بھی نشے مین ہے
 باغ عالم میں ہوا چلتی ہو وہ وحشت خیز
 غم پیری میں طبیعت کو جوان ہم بھی کریں
 حلقہ زلف سے وہ چہرہ روشن نظر آئے
 میرے اشعار گل اندام پر صین ایش

شکوفہ سحر ساز نے دیکھا کہ آج ہلارنے سے کچھ منوگا ملک ضرور جائیگی میرا لہنا نہ مانگی آخر عرض کی حضور
 کو اختیار ہو سہر اندہ جائے ملک بران شمشیر زن شکوفہ کو سمجھا کر طاوس زین بال پر سوار ہوئیں سب
 کی نظروں سے مخفی ہو کر طین سناٹا بھرے ہوئے جانی ہیں دل میں محبت ایمرج کا ہوش ہر راہ میں
 خیال آیا کہ اگر خواجہ عمر دتے تو اسے بھی ذکر کر دیتے کہ ہم کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاتے ہیں دریا
 رسیے کا شاہد کوئی نیکی بری ہوگی تو وہی خبر لیتے سوا اس کے اور کوئی پوچھنے والا نہیں اُنکی ذات سے
 علم ہوش ربا میں رونق ہر طرف سے ایک صحرا کے جو گنہر ہوا کان مین خواجہ عمر دتے کے گانے کی

آواز زانی حیران چہا ر جانب دیکھنے لگین اور طاؤس کو ٹھہرایا سر ٹھہکا کر دیکھا ایک صحراے سنبہ زار
 بیچ میں اُس صحرا کے ایک بارگاہ استاد گرد و نہر کثیرین کھڑی ہوئی ہین بیچ میں دوشا ہزار دیاں اور
 خواجہ عمر و بیٹھے ہوئے گارہے ہین ملک بران خواجہ عمر و کو دیکھا خوش ہو گئین طاؤس دُتار آ کے
 خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے کہا ای فرزند آؤ اس وقت کسان سے آتی ہو کمان جانے کا قصد ہو
 ملک نے سر جھکا لیا خواجہ عمر و سمجھ گئے کہ اس وقت ملک بران مہوت ہو رہی ہو گئے سے لگا لیا پاس
 اپنے بٹھایا اب ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ ملک ہلال سحر فلکین و گلشن جاوہرین
 ہلال کی مع مصاحبین ایک جانب ملک بران ایک طرف خواجہ کے گانے کی آواز سنکر سب کثیرین
 قریب آ گئین خواجہ عمر و ان سب کے بیچ میں بیٹھے ہوئے یہ اشعار گارہے ہین اشعار

فقری سلطنت ہو خاکسار کو سہ جانان کو
 مذاق اُسکو ہو جو چوے لب شیرین جانان کو
 خم بردے قاتل پھر گیا ہو اپنی آنکھو نہیں
 تمھارے چہرہ پر نور کے بیدار ہونے نے
 غم الفت کو کتنا ہی لگے دل نہیں بھرتا
 انجین سے جو ہری فریاد کرنے اُٹلی آتے ہین
 محبت کی نگہ سے لطف ہرک رنگ میں پایا
 کیے ہین کا فرد و نیازان زلفون نے سوائی
 خیال آتا ہو سحر کا جو شب کو جوش و شست میں
 ترا مجروح مثل ارغوان ہوتا جو گلشن میں
 زبے اقبال سیم و زرب غور و شرف انش

مبارک جام ہو چشمہ کو خانم سلیمان کو
 دماغ اُسکا ہو جو سوئے کسی سبب بخوان کو
 بیا ہو سہ دیکھا ہو جو ہنے تیغ عربان کو
 نظر سے اپنی آنکھوں کے گرایا مائے تابان کو
 یہ وہ نعمت ہو بھوکا رکھتی ہو جو اپنے مہمان کو
 پیسے جاتے ہین موتی پیستے ہین جب وہ وزن کو
 تماشا تھا جو دیکھا چشم بلب سے گلستان کو
 ہوئی ہین جان کا جمال ہندو مسلمان کو
 بناتا ہون قتیل بھارت میں جیب و دامان کو
 گل خندان کو شرماتا دکھا کر زخم خندان کو
 تمام آراشونین سے چھا اُس نے اپنے افشان کو

تمام کثیرین تعریفین کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہو خواجہ عمر و گانے میں عیسیٰ و بے نظیر ہین گانا
 دل کو کھینچتا ہو طائر شیانوں سے اُتر آتے ہین آہوان سحر و جمل سے دورے ہوئے آئے ہین گرد خیمے
 کے سرنگار رہے ہین قصاے کار مہوت رنگی زمین بار جو تلاش میں خواجہ عمر و کی پلا تھا سواروی
 ہر کے آیا ہو صرصر شیر زن ساتھ ہو دور سے صرصر کے کان میں خواجہ کے گانے کی آواز پہنچی

حصہ نے گھبرا کر کہا عمر و کین گار ہا ہوا و مہبوت تم بڑے صاحب نصیب ہوا ببلوہ کر کے عمر و کو گرفتار کر لیا یہ کہتی ہوئی حصہ آگے بڑھی دیکھا ایک بار گاہ استاد بوا سین عمر و بیٹھا ہوا گار ہا ہوا مہبوت سے کہا دیکھو وہ سانسے عمر و بیٹھا یہ کہہ کر آپ ہلکے کنار سے ہوئی مہبوت نے جو عمر و کو دیکھا وہیں سے دوڑا اور ساتھ والوں کو آواز دی ہاں بھائیو لینا وہ سارے بان زادہ بیٹھا ہوا مہبوت نے جو اپنے ساتھ والوں کو اشارہ کیا چار جانب سے گنوار لینا لینا کر کے دوڑے پاسیوں نے تیرے کھٹے سنبھالے مہبوت زنجی زیندار نے پکار کے آواز دی او سارے بان زادے تو نے خداوند کو کیا کیا شوالہ خالی پڑا ہوا بڑا جو عمر و نے طرف بران کے دیکھا کہاتنے دیکھا یہ لوگ میرے گرفتار کرنے کو آئے ہیں ہلال سحر گلشن نے کہا انکی کیا مجال جو آپ کو ہاتھ لگا سکیں گلشن بھی اپنے مقام سے اٹھی جب گنواروں نے تیرے ملکہ بران نے اشارہ کیا یا ہاتھ ہلا دیا تیرے اٹھے پٹے انھیں پاسیوں کے سینے پر پڑے توڑ کر سینوں کو پار گزرے کینرون کو جو ملکہ گلشن نے اشارہ کیا کینرون نے سحر کرنا شروع کیا کینرون گلشن نے باغ لگا دیا بیلیں چمکنے لگیں بھولوں نے آنکھیں کھولیں طفلان غنچہ مسکرائے ہر طرف موسم بہار طارون کی اپکار زیر نخل بھولوں کے انبار طارون کی زمزمہ سرائی چستان کی رعنائی و زیبائی سحر گلشن نے اسپر ترقی کی کچھ بھول اٹھا کر پھینکا ملکہ بران نے بھی سحر کیا ہلال نے اپنا سا یہ مہبوت زنجی پر ڈالا ہر طرف سے میان مہبوت پر سحر کی بوچھاڑ ہوئی مہبوت زنجی اڑتے لڑتے مہبوت ہوا سحر کرنے میں سکوت ہوا ایک ایک جھوم کے پکارا اٹھا اڑ شہنشاہ خوبی و ارادہ خدایان باغ محبوبی ادا زمینان حسین وادی مہ جینان مہرکین میں سب کا دل و جان سے شتاق ہون ذرا میرے سامنے آؤ صورت زیبا دیکھا تو تم سب کی یاد میں میرا لبون پر دم ہر دیر جو مجھ سے ملے وہ المیہ آپ سے کیا دل کی کیفیت کہوں

چمکے بیٹھے ہیں پینے ہوئے بستر اپنا	چمکے اس در سے جو بھولے ہوئے ہیں گھر اپنا
رنگے سوئے ہیں مرے ہاتھ پہ وہ سراپنا	دونوں ہاتھوں سے بلا میں کوئین کیونکر ایشو
دیکھ لیجئے نگہ غیظ سے مخمیر اپنا	پاس رکھ لیجئے گرد نظر جو مراقبہ
صبح کو ہم میں وہی اور وہی بستر اپنا	خواب کی بات تھی یا تھی شب و صبحت یارب
آج دم توڑ رہا ہوں دل مضطر اپنا	ساتھ ہر سانس کے آتی ہو مملوہ سخن کی

کسکی گردن کے ہین کٹنے چن یہ تیرے ہوا ہار
کیون ہین دیکھئے سب روتے ہین ای بخیری
استعد گردش قسمت نے پھر آیا ہر مہین
شرم بھی فہر کی حسن پر مغرور بھی ہون
آنے ہین مری آہون کا اثر دیکھتے ہین

بخودی خیل کو بنائے ہوئے زیور اپنا
آج کس در سے اٹھایا گیا بستر اپنا
کہ نظر آتا ہی پھرتے ہوئے سب گھر اپنا
انکھ بھی ہو اٹھائے ہین مگر سر اپنا
نظر آتا ہی جو چہرہ متعجب اپنا

اس طرح بلبلایا کہ اپنے ساتھ والوں کو قتل کرنے لگا ملک بران نے پکار کر کہا اومہبوت یہ کیا بے باکی
ہو جا کے افراسیاب خانہ خراب کا سرا مہبوت زمیندار جیو ما ساتھ والوں سے کہا سنتے ہو
مشتوق پر پچھرہ نے کیا حکم دیا ہین ابھی سرا فراسیاب لاتا ہون یہ کھر روانہ ہوا قضاے کا و
بیان وہی سب شاہزادیاں بھی ہین مہبوت کے روتے کا لچہ خیال بھی نہیں ہوا ایک ایک بحر کربیا
وہ پٹ گیا بیان وہی جلسہ پھر آراستہ ہوا گانا خواجہ عمر و کا ہونے لگا خواجہ جی توڑ توڑ کے گارے
ہین یہی خیال ہو کہ ملک بران شمشیر زن طرٹ کو خفیت کے جاتی ہین انکو نہ جانے وون گانے
ہین ہلاؤن اسوجہ سے خواجہ بھی دل توڑ توڑ کے گارے ہین مہبوت زبلی زمیندار جو چیل
رقم ہین ہزار گنوار اسکے ساتھ ہین برسے گاتے ہوئے چلے جاتے ہین مگر ملک شعلہ جوالہ کہ ساہون
پر وہ ظلمات سے جو برے مقابلہ مسلمانان جاتی ہوا اس محرا سے تین کوس پر اتری ہوئی ہر
افراسیاب جاو و برے ملاقات ملا شعلہ جوالہ آیا ہر بیٹھا ہوا سمجھا رہا ہو کہ ای ملک عالم پر وہ
ظلمات ہین تمھارا شہرہ ہر عیارون سے اپنے کو بچانا عیاران اسلام ملاے روزگار ہین ملک
شعلہ جوالہ بھڑک کر جواب دیتی ہو ٹوڑے عیار میرے پاس آ کے کیا کرتے اگر دکھالی دین تو ہین
آتش قدر غضب ہین بچو نکلون افراسیاب نے کہا بھالی کے سامنے بھالی بنا آتے ہین باب
کے سامنے بیٹے کی صورت بنکر دھوکا دیتے ہین انکو کون پہچان سکتا ہو افراسیاب جاو
و ملک شعلہ جوالہ سے یہ زمین بوری ہین کہ کان ہین آواز آئی کہ کوئی یہ قول گا ہا نظم

یہ چیخ رہناستہ ہر کھیلے ہمیرت و ستار کا
مگر کیون ای ملک یہ بھی کوئی ارمان ہر دل کا
ابھی تک ہمد ہین انھین فاصلہ ہر ایک منزل کا

کی کرتا ہی عشق شادست جذب چو دل کا
نکلنا ہو گیا دشوار تن سے جان بسمل کا
مرے پاس آئے ہین کو سونے لیکن دو ہین دے

کسی کو کچنچ لا گیا اگر یونہی ہا دل میں
کوئی شوخی کوئی رنگین ادائی چلتے چلتے بھی
وصال یار کی حسرت کو دم سینے سے لے نکلا
گلا کاٹلی اک دن آرزو سے دج خود رہا
وہ حیران ہوں ادھر ہی دیکھتے ہیں جتنے بیٹھے ہیں
ادھر اس دل گمراہ سے کہتی ہو اٹکھ اٹکھ
کسی کا تھکوا ہو رہا ضرور اور داففت تھا
جلال آتا ہو کیا کوئی ادھر سے میرے لینے کو

اور وہ جذب ناقص کا تفت فنا شوق کا لکھا
جاتے جاؤ رنگ اکھڑا ہوا عاشق کی غفل کا
اسی کا کام تھا آسان کرنا ایسی شکل کا
رگ گردن میں پوشیدہ و خفیہ میرے قاتل کا
بنایا ہو میں آئینہ اسنے اپنی محفل کا
دیا کرتا ہو میل سہرہ و صو کا میل منزل کا
جگر کا جان کا سینے کا پہلو کا مرے دل کا
غبار اٹکھ اٹکھ کے کسکو دیکھتا ہو آج منزل کا

افراسیاب جاوے کہا رے یہ کون غزل گارہا ہو اتنا تمھ سے لکھنا تھا کہ لینا لینا کا ہر ہوا
افراسیاب نے دیکھا کہ ایک زمیندار کا بیٹا ہو سوار چار ہزار گنوار دھال بچکے باندھے
ہوے انکو چھ سرون پر بیٹھ ہوے لشکر کے گریے جسکو ہاتھوں اس کے دو ٹکڑے کیے اور
افراسیاب کا نام لے لیا گالیوں دیتے ہیں کہ اونکو رام بد انجام کہاں ہو ہم اسکا سر کاٹیں گے
افراسیاب حیران ہو گیا کہا اے ملکہ شعلہ جوالہ کہیں مہار سے اور اس سے سامنا پڑ گیا
مہار کی اب تضا آئی ہو یہ بہت بیلانی ہو شعلہ جوالہ نے کہا اے شہنشاہ یہ نشان سحر مہار
نہیں معلوم ہوتا یہ تو اتسا کا مہوت ہو رہا ہو اپنی جان دیتے پر آمادہ ہو افراسیاب نے سر
اٹھا کر دیکھا کہ حقیقت میں یہ نشان سحر مہار نہیں ہو لیکن اس قدر ولولہ ہو کہ اپنے ساتھ والوں سے
کہتا ہو افراسیاب کہاں گیا اسکو پکڑ لاؤ میں سر کاٹ کے بیجاؤن معشوق کے آگے سرخ رو
ہوں ساتھ واسے کہتے ہیں دیکھیے وہ سامنے افراسیاب بیٹھا ہو چلیے سر کاٹ لین حکم معشوق
میں تامل نہ کریں ہم سمجھوں سے ملکہ عالم نے فرمایا تھا کہ ہمارے عاشق کا ساتھ دینا مہوت
کا بیٹا ہو سے کو دپڑا کنیران شعلہ جوالہ لڑی ہیں چاہتی ہیں کہ گنواروں کو نہ آنے دین
گنوار نہیں مانتے سرکشی کر رہے ہیں چند کتیرین جو شعلہ جوالہ کی قتل ہو میں افراسیاب جاو
کو قصہ آگیا اپنے مقام سے اٹھا لکھا راونا مرد میں آہو نچا اب کسکی مجال ہو کہ زبان کھول سکے
افراسیاب جاو دینے بائیں دیکھتا ہو اچلا جو گنوار مل گیا کسی کو طمانچہ مار دیا کہ اسکا سر

کسی پر ہاتھ تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ہزار ہا مثل کا سہ لکڑی کھو کرین کھاتے پھر تہہ میں ہاتھ
جو ٹکڑے گرے ہیں معلوم ہوتا ہو کہ وہاں سے خون میں مچھلیاں پھڑک رہی ہیں ہر طرف ہنگامہ برپا ہو
افراسیاب صفوں کو درہم و برہم کر کے برابر مہوت زمیندار کے پہنچا مہوت نے لکارا اور ٹکڑا مہتری
ٹکڑا می کا یہ اثر ہوا کہ خداوند شوالے کو چھوڑ کر غائب ہو گئے ہماری سرحد میں خاک اڑ رہی ہو ملک
ہلال گلشن و بران کا حکم ہو کہ ٹکڑا مہ کا سر لاؤ ہم بغیر سر پہ تیرا نہ جاسیٹے یہ کہہ رہا تھا تلوار کا مارا
افراسیاب ایسوں کو کب مانتا ہوا اُن جو کی تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی افراسیاب نے کلائی
پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا کہ سر مہوت کا اڑ گیا مہوت کو مار کر ہاتھ جو ہلا یا ایک برق چمکی سب
گنواروں کے سر اڑ گئے سب گنواروں کو مار کر پٹیا ہو سکیں بڑی شرمندگی ہو کہ ایک گنوار نے مچھا ٹکڑا مہ
کہا شعلہ جوالہ نے سنا یہ ذکر پر وہ ظلمات تک پہنچ گیا کہ صحرائے پہونچی صحرے نے کہا اوشنشاہ
عمر و دہان سے چھوٹ گیا وہاں کے خداوند کو بھی لگیلایا مار ڈالا وہاں سنا تا پڑا یہ سب اُنکے
پرستار تلاش بن عمرو کی نکلے تھے عمر و صحراے نیلوفر میں ہلال گلشن و بران بیٹھا ہوا گارہا تھا
بلکہ اب بھی وہیں بیٹھا ہوا اُن سب کے سحر سے یہ دیوانہ ہوا یہ سنتے ہی افراسیاب اپنے مقام سے اٹھا
کہا دیکھو ابھی جا کے سب کو سزا دیتا ہوں بی بران کو بھی یہ حوصلہ ہو گیا ہمارے سر کے لیے مہوت
بیجا یہ کہہ افراسیاب چلا شعلہ جوالہ نے عرض کی اوشنشاہ میں بھی ساتھ چلوئی افراسیاب نے
کچھ جواب نہ دیا شعلہ جوالہ نے آواز دی سب لشکر تیار ہو اسی وقت سب لشکر تیار ہوا نقارے پرچہ
پٹری بارہ ہزار نازنیناں رہیں ساتھ چلین افراسیاب بقرہ غضب تمام گھوڑے کو اڑائے ہوئے
جاتا ہو اگر کوئی نخل راہ میں مل گیا اشارہ کر دیا نخل گرا افراسیاب کھل گیا اس زور و شور میں گھوڑے کو
بڑھائے ہوئے جاتا ہو اگر کوئی پیاز مل گیا اس پر کوڑا مار دیا بچ سے دو ٹکڑے ہوا اسچین گھوڑے کو ڈال کر
ٹک گیا یہاں سب گانا خواجہ عمر و کاشن رہے ہیں ملک بران غلغلتہ بھی ہیں کہ یکا یک لشکر پہنچے
برسنے لگے باگاہوں میں آگ لگی دیباے قرار نے جوش مارا خواجہ عمر و نے کہا لو بار غضب ہوا
افراسیاب آگیا یہ کہہ خواجہ اٹھے اٹھے اٹھے کلمہ اُڑھلی بی بران و ہلال گلشن یہ تینوں
شاہزادیاں اسچین دیکھا افراسیاب صفوں کو پا مال کر رہا ہو اور اسکا لشکر بھی ہمارے لوگوں کو قتل
کر رہا ہو ان تینوں نے بھی بڑھ کر سحر کیے چل بن آگ لگ گئی لشکر شعلہ جوالہ کو جلا ناشرع کیا

شعلہ جوالہ نے بڑھکراگ بجائی بران شمشیر زن نے سحر افراسیاب کو روکا پتھروں کو ہٹا کے
شکار شعلہ جوالہ پر گرایا ہزاروں کے سر پٹے سیکڑوں کے ہاتھ پاؤں نوٹے کہ لڑنے سے بیکار ہوے
افراسیاب نے دیکھا ہزار ہا ہمسایان شعلہ جوالہ تباہ ہوے افراسیاب پر جو سلین گرین اسے
اشاروں میں رٹ کر دین افراسیاب ان تینوں شاہزادیوں کی جانب جھپٹا ہو کثیرین سینہ سپر کرنی
ہیں افراسیاب کو روکتی ہیں کئی کوس تک جنگل میں شعلہ بھڑک رہے ہیں مکہ ہا سلا بر آتش نشان
آسمان پر لہر رہے ہیں طائران زفرہ سر کی زفرہ سرائی پھولوں کی رعنائی وزیبا کی گلشن نے کئی
سحر ایسے کیے کہ افراسیاب کو صدمہ پہونچا تمام جادو گر ماش کے دانے پھینک رہے ہیں کلو
تجھیر وں تار سنگھ کو یاد کرتے ہیں افراسیاب جادو ورتا بھڑتا سحر کرتا قریب ان تینوں شاہزادیوں
کے پہونچا یہ تینوں شاہزادیاں بخون آبد سانسے سے بھاگن شکار سے نکل گئیں افراسیاب جادو
نے پھپھانہ چھوڑا تعاقب کیے ہوے چلا آتا ہو ملک بران نے جو دیکھا کہ افراسیاب پھپھانین چھوڑتا
کاٹوں سے بھلیاں دہلیان نکال کے افراسیاب پر پھینک مارن افراسیاب پر رتین گرین
تواریں فخر بر سے یہ سوچ کر سب چیرن پھینک مارن کرین نکل جاؤں افراسیاب نے سب کو دفع
کیا لیکن ایک خنجر شانے پر گرا افراسیاب کے شانے پر زخم آیا افراسیاب جادو نے غصے میں خون
اپنا چلو من لیا یا سامری جوشید کے بران گلشن دہلال پر پھینک مارا آسمان پر رگڑا ہٹ
ہوئی ایک گنبد سیاہ رنگ آسمان سے گرا اسکے اندر بران گلشن دہلال بند ہو گئیں کنیز وں
نے لاکھ لاکھ سحر کیا لیکن اس گنبد کو خبر بھی نہ ہوئی افراسیاب نے بڑھکرتک دی اور آواز دی
او گنبد قہر سامری ان بے ادبوں کو دنیا سب کثیرین بھی غائب ہو گئیں اس سحر امین سناٹا ہو گیا
خواجہ عمر و گلیم اور سے یہ سب معاملہ دیکھ رہے تھے حیران ہو گئے افراسیاب نے کھڑے ہو کے
کئی دستکین دین میں شیر جنگل سے آئے افراسیاب جاوونے کہا او نہر رات شبانہ کو اس گنبد کا
گھسان کیا اور یہ بھی پکار کر آواز دی ساربان زادہ ضرور دیکھ رہا ہو گا اسکو آگاہ کرتا ہوں کہ جا کر اپنے
سرواڑوں اور ان کے والد نامدار سے اطلاع کرے کہ اسکے یہاں سحر کرین اپنی بیٹی کو چھڑا لیا میں
تو دیکھوں اب تا قید حیات انکی رہائی ممکن نہیں یہ بکرا افراسیاب نے ملک شعلہ جوالہ کو حکم دیا
کہ تم بھی اپنا شکار یہی مقام پہنچو شعلہ جوالہ یہ سحر بھی دیکھ رکھو بعد سامری کے کسی نے

ایسا سحر نہ کیا ہو گا شعلہ جوالہ بھی اسی مقام پر اتر پڑی خواجہ غمرو یہ معاملہ دیکھ کر بھاگے ملک بران
 کے واسطے دل بقرار ہو کہ اسے کیا غضب ہو گیا ملک بران یوں قید ہوئیں پٹ کر خواجہ لشکر میں آئے
 سب حال رو کر بیان کیا ملک مہار فوراً اپنے مقام سے اٹھیں کہا ہم جا کر ملک بران کو چھڑائیں گے
 ملک مہار کے ساتھ رعد و برق و برق لاسع اور کئی سرداروں نے ساتھ دیا ملک لیل اسے محل نشین
 بھی ساتھ ہوئیں میان شعلہ جوالہ بھی فوکش ہو کر دیکھا ملک مہار وغیرہ اس کے پہنچیں مہار نے دیکھا
 شعلہ جوالہ اتری ہوئی ہو تین شیر سحرانی دہن کھولے ہوئے خوش کر رہے ہیں اسے تو اسے
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر جو کوئی قریب گنبد آئے اس کے چہر بھاڑ کر پھینک دیں ملک مہار نے جو ان شیروں کو
 دیکھا مسکرا کر فرمایا افراسیاب دیوانہ ہو یہ شیر کیا کہتے ہیں کل حال کھلے شعلہ جوالہ ایک طرف اتری
 ہوئی ہو ملک مہار نے پکار کر کہا اس شعلہ جوالہ تم گنبد میں جانے کو بھڑو کوئی عین وقت پر دشمن کو ٹوکو گی
 شعلہ جوالہ نے تھرا کے جواب دیا میں صرف معاملہ دیکھنے پر آمادہ ہوں مہار خاموش ہو گئیں شام کو
 بل جلی بجوایا ہو غانا بھی آراستہ ہو ارات بھر تیار کیے لیل اسے محل نشین نے بھی اپنے خیمے میں
 بیٹھ کر دو چار سحر ایسے تیار کیے خیر نازی چار پہرات اسی ہنگامے میں بسر ہوئی بوقت سحر بیدار ہو کر
 ملک مہار گلا عذار طاؤس زرین بال پر سوار گرد سرداران نامی و نازینان کرامی میدان کارزار میں آکر
 پہنچیں شعلہ جوالہ ایک جانب آکر کھڑی ہوئی جس کے طریقے سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف تماشا دیکھنے آئی
 ہو جب صفین مجسم ٹکپن ملک مہار نے قصد کیا کہ میں میدان میں لکڑیوں لیل اسے محل نشین نے
 اپنا اژدہا بٹھایا مہار کو آ کے سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ میرے سامنے حضور نہ جائیں میں جا کر
 گنبد کو توڑتی ہوں تینوں شاہزادیوں کو اگر نہ رہا کیا تو نام اپنا لیل اسے محل نشین نہ رکھا
 ہر چند ملک مہار گلا عذار نے کہا کہ آپ لوگ تماشا دیکھیں کہ کیا معرکہ گذر تا ہو لیل اسے کہا ہمارے
 حوصلے سے باہر ہے شہنشاہ نے نمونہ بیج غضب کا بنایا ہو گنبد قمر سامری اسکا نام رکھا ہے یہ کمر
 لیل اسے محل نشین اژدہ کو بٹھاتی ہوئی سامنے گنبد کے پہنچیں شیر کو دیکھا جسے کھڑے ہیں
 ایک شیر ملا ہوا دیوار گنبد سے کھڑا ہی ساحر دہن کا یہ حال ہو کہ بنگاہ خورد دیکھ رہے ہیں کہ لیل
 اسے ایک دستک دی چھڑے ایک آہوے دستی پیدا ہوا وہ خیر جو سب کے آگے کھڑا تھا وہ آہو
 جبت کر کے سامنے اسی شیر کے یا شیر پر چلے کیا شیر نے ایک لمبا پنجہ مار دیا کہ آہوے سحرانی کا ساڑ گیا

سر آہو کا اڑتے ہی ایک اندھیرا سا اس جگہ میں معلوم ہوا چار غزال صحرائی اس شیر پر آکر حملہ کرنے لگے
 شیر اُن کے حملوں کو روک رہا ہوا ایک آہو نے سینک جھکا کر شیر کے پیٹ میں مار دیے کہ شیر کا شکر چاک ہوا
 شیر لڑکھڑاکے زمین پر گر اوروں شیر چونچ میں کھڑا تھا وہ جا پڑا چاروں آہوؤں نے بلکہ اس شیر کو بھی
 مارا تیسرا شیر جو دیوار گنبد سے لپٹا ہوا تھا اُس پر سب جوش و خروش سے عورتا ہوا چاروں آہوؤں پر پڑا
 آہوؤں و شیر صحرائی میں چلے ہوئے لگے اس قدر چلے گئے کہ آخر اس شیر کو بھی چاروں آہوؤں نے ملکر مارا اب
 چاروں آہوؤں نے ہونے والے طرف گنبد کے چلے قریب گنبد کے پہونچ کر دیوار گنبد پر سینک مارنے لگے
 شیلوں سے برق پیدا ہوئی جس آہو پر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے لیلا سے محل نشین نے جب
 دیکھا کہ چاروں آہو مارے گئے اپنے اثر و راتش نشان کو بڑھایا تھوڑی دور جا کر اڑوے سے کود دین
 تازیانہ مارا نشین کا اثر در پر مارا اڑوے پر پڑ کر قریب دیوار گنبد کے آیا ایک کمر ماری کہ گنبد ملک
 ایک گنگرہ گنبد کا گرا کہ اڑوے پر پڑ کر مرنے سے اڑوے کے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا
 کہ گنگرہ اپنے مقام پر قائم ہوا اب تو ملک لیلا سے محل نشین نے بڑھ کر کھیرے گاتی بانہی پانچون میں
 گرہ دی جبکہ گنبد ہوئیں اس زور و شور سے گنبد پر گرین سب کو یقین ہوا کہ گنبد کو اڑا دیا لیکن
 گنبد پر ملک لیلا سے محل نشین روکھڑا کے گرین بیوش پڑی اڑیاں رگڑ رہی ہیں کہ گنبد میں
 خود بخود دروازہ پیدا ہوا ایک شیر نکلا ملک لیلا سے محل نشین کو اٹھا کر اند گنبد کے لیکھا ملک
 برق لالاع نے جو یہ معرکہ لیلا کا دیکھا در کا خود بخود ظاہر ہوتا اور ایک شیر کا لٹکانا اور ملک لیلا کو بھاتا
 بہت ناگوار ہوا ملک مہار سے بھی چوچھپا اس زور و شور سے گنبد پر جا کر گری کہ گنبد ملک تین مرتبہ
 برق لالاع ترپ ترپ کر گری چوٹھی مرتبہ اس زور و شور سے کمر ماری کہ خود لڑکھڑا کر گری بیوش
 ہو گئی رعد و برق نے چاہا کہ جا کر اٹھا لیں گنبد میں خود بخود دروازہ پیدا ہوا ایک عتاب اندر سے گنبد
 کے آیا برق لالاع کو اندر گنبد کے لیکھا یہ حال مصیبت مآل دیکھ کر رعد و برق جا پڑے مان بیٹھے
 بڑے بڑے زور مارے رعد نے کئی چٹخیں ایسی لگائیں کہ گنبد ال ہل کر رہ گیا آخر یہ دونوں مان بیٹھے
 بھی بیوش ہو کے گرے اندر سے گنبد کے ایک عتاب نکلا آبا دونوں کو اٹھا کے لیکھا دروازہ بنا دیا
 ہو گیا چالیس سرداران نامی و ساحران گرامی ملک مہار کے اسی طرح فوڑا فوڑا گئے جا کے گنبد میں غائب
 ہو گئے مہار گنگرہ کو کسی نے جانے نہ دیا ناچار ہو کر بیٹھیں اپنی بارگاہ میں آئین دگل نشینان

یا گاہ کو نہ پایا کلیجہ سحر آیا بقرار ہو کر روئے لگین کہا صاحب جو ہمارے پہلو نشین کیا ہوے انسو میں
کو آپ لوگوں نے نہ جانے دیا اگر اب کل کوئی صاحب ہو کر گئیے تو بہت بچتا ہوں ، دھرم اپنے حال
میں مبتلا ہیں نہیں معلوم ظل اللہ کس حال میں ہیں جی یہ چاہتا ہوں کہ اپنی جان دین اس کشاکش غم و اہم
سے چھوٹیں اس مصیبت سے مہلت پائیں نظر

ہم ترے آنے سے پہلے مر چلے
چاہے اترہ سر پہ یا خبر چلے
سر پہ میرے سیکڑوں تھر چلے
خضر کے ہم سر وہم دن بھر چلے
شجیت میں آگے ہم ششدر چلے
یاں بسر آئے وہاں باشر چلے
جب میان بعد صبا صر چلے
لاکھ خبر ایک کشتہ پر چلے
عشر پر جیسے کوئی اختر چلے
مازے گردہ پری پیر چلے
شتر وں پر سیکڑوں تشر چلے
دل مرا گونجے اس کندر چلے
سوے رب جب شافع عشر چلے

سے قصا احسان تجھ پر چلے
کو چہ جانان میں جانا ہو ضرور
بس یہ ہو کوئے بتان کی سرگدشت
کوئے جانان کا نسا یا کچھ نشان
سیر نیرنگ جان کیا خاک کی
دیکھیے دیکھنے کے کس روز حسرت
ہوئے زین کیونکر نہ گلشن کی بہار
خون تری ترچی لگا ہوں نے کیا
منش پر ہو یوں خرامان رشک ماہ
دیکھ کر بلقیس وزہرہ لوت جاے
کب ہوئی سو داسے ترکان سے شفا
طو منور گزرہ ظلمات زلف
دیکھتے ہمراہ ہو یگا نظام

ہمارے یہ اشار پڑھ کر کہا ہمارے دل کو آرام نہ آگیا کل اس کبند پر سرزنش ہو جان دینے کی
کوشش ہو خواجہ عمر وہی بیٹھے ہوئے ہیں مگر سرنگون کلیجہ خون کہ آسمان سے پھول برسنے لگے
ہو ابھی ٹھنڈی چلی نخل جھونے لگے شاخوں نے ہاتھ پھیلائے ہمارے بے اختیار کہا صاحب
کسی ذی کمال کی آمد ہر سب نے سراٹھا کر دیکھا باغبان قدرت پشت مرکب پند پر سول
عقب میں ساتھ نہ ہر فوج گویا دریا کی موج آپ آگے بڑھا ہوا چلا آنا ہر چند ملازمان بہار
قریب باغبان کے پہونچے باغبان نے حال پر پوچھا وہ سب بیان کر رہے ہیں کہ چاہیں

سردار گنبد میں جب کے فائب ہو گئے ملک شعلہ جوالہ مقابلے میں اتری ہوئی ہو گئے انہیں دیا
گنبد کے عجائب و غرائب بہت بڑے ہوئے ہیں ایک دروازہ گنبد میں پیدا ہوتا ہوا زمین سے کوئی
جانور پیدا ہوا اور سردار کو اٹھا کے لے گیا وہ دروازہ پھر معدوم ہو جاتا ہر بڑی بڑی جانور و گریبان
مجبور و ناچار ہو کر بیکار ہو گئے درندایے ایسے سحر کے کہ گنبد ہل گیا باغبان نے کہا خیر دیکھا جا
سب حال زبانی ملا زمان مہار کے شکر باغبان پاس ملک مہار کے آداب حال رور و کے
ملک مہار نے بھی بیان کیا باغبان نے کہا بہت خوب گل سجھا جائیگا نقارہ رزمی بچ چکا ہو گا
گیر و دار ملندہ ہو تیار یان ہو رہی ہیں ساحر سحر تیار کر رہے ہیں غیر ساحر مستحیاء درست کر رہے ہیں
چار چہرہ گندہ کرتارہ سحری آسمان پر چکا ملک مہار شکر کو ساتھ لے کر مع باغبان قدرت
میدان کارزار میں آئیں شعلہ جوالہ بھی آ رہا ہے ہو کر کھڑی ہوئی جب شکر ہم چکے نقیبوں نے
نقابت کی کرٹکیت یہ اشعار عبرت آزار پڑھنے لگے اشعار

ای مہیمان تہ شفت سپر غدار
آیہ ناعتبر وایا اولی الالبصار پڑھو
اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چلیں رہا کرتی تھیں سردار نہیں
قصر کو جانے دی باشندہ و نکوان کے کچھ
سینہ بے زینت تھا ولبیب مہر سکوت
نہ زچہ چین نہ ترگین نہ خود آرائی ہو

تا بہ کو حسرت فرزند وزن و شہر و دیار
ہو خرابے میں اگر قصر سریدون کے گیار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعشر و وقار
عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار
ملکے گور و گوزن آج ہو ہر اک کامزار
نہ کوئی دوست نہ مولس نہ کوئی ماتم دار
کنج تار یک ہو اور محالہ تنہائی ہو

یہ اشعار عبرت آمیز حسرت خیز جو نقیبوں نے پڑھے سردار وں کے دل کانپ گئے آنکھوں میں
آنسو سہجائے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ دنیا ناپاک دار ہو اسکا کیا اعتبار ہو نقیبوں نے کیا اشعار
پڑھے زندگی کا خاتمہ ہوا مگر آنکھیں نہیں کھلتیں آٹھ پہر خواہش عیش و عشرت میں دنیا سے بیوفا
کی محبت میں مصروف رہتے ہیں اپنے پیدا کرنے والے کو نہیں یاد کرتے مگر باغبان قدرت
نے اپنا مرکب باور قمار صفت سے نکال لیا اس نے مہار کا حذار کے آئے کہا ای ملک عالم اجازت
میدان ملک مہار نے فرمایا ای باغبان قدرت یہ تو کبھی نہو گا باغبان نے کہا ای ملک عالم

اپنی زندگی میں بین آپ کو تو کبھی نہ جانے دوں گا ملک مہار نے کہا اور باغبان گل میں نے مہبت
 داغ اٹھائے ہیں اب قلب میں صدمات اٹھانے کی طاقت نہیں ہے باغبان گھوڑے سے کود پڑا
 کہا ملک تمھاری وجہ سے باغ لشکر میں مہار ہر ہم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر جانے دیں ہمارے بعد آپ کو اختیار ہے باغبان
 نے پست و خوشامد ملک مہار سے اجازت لی بڑے زور و شور سے طرف گنبد کے چلا جیسے ہی قریب
 پہونچا گنبد پھولوں کا مارا وہ گنبد گنبد پر جا کر پھٹا اور زہیت ناک آئی اور ایک برق چمک کر گری
 کہ سر مرکب باغبان کا اڑ گیا باغبان پیدل ہوا اب اسے دونوں پاؤں زمین میں مارے
 غرق زمین ہو گیا مہار وغیرہ سب دیکھ رہے ہیں خواجہ عمر بھی کلیم اور سب ایک جانب کھڑے
 ہوئے ہیں کہ عرصہ ہوا باغبان کو غرق زمین ہوئے یکایک بعد عرصہ دراز قریب دیوار گنبد کے
 شعاع ہائے آتش زمین سے نکلنے لگے ملک مہار نے کہا باغبان پہونچ گیا حقیقت میں باغبان
 نے براہ دیوار گنبد کے سر نکالا دیوار ہاتھ پر لیے ہوئے چاہا کہ بلند کروں کوئی ہاتھ پھر دیوار کو بلند
 کیا تھا کہ پنے دیکھا کل سردار ملک بران ایک طرف ہلال ایک جانب کلشن درعد و برق و
 برق لامع وغیرہ سب مہوت بیٹھے ہیں ایک سے ایک بات نہیں کرتا جیسے کوئی سوچ میں بیٹھا ہوتا
 ہر اس طرح سب بیٹھے ہیں بال سمجھون کے پریشان حیران و مضطرب بقرا و ششدر سب دیکھا حیران
 ہو گئے مہار کا عذار نے کہا قیدی بڑی مصیبت میں ہیں سب کو فراموش ہیں دیا ہے حیرت
 کے جوش ہیں ہر خرد و کلان مثل تصویر خاموش سب کو بیہوشی کا ہیش لشکر میں بہار کے ایک
 غریب بند ہوا کہ یار عجب حال میں قیدیان بلا کو دیکھا باغبان چاہتا ہے کہ دیوار کو ہاتھ پر لیکر بلند
 ہوں کہ زمین سے ایک شیر نے سر نکالا باغبان پر دھڑکا مارا دو وزن نیچے اٹھا کر چاہتا ہے کہ
 باغبان پر مارے کہ باغبان کے ہاتھ کانپے دیوار ہاتھ سے چھوٹی شیر باغبان کو اٹھا کر
 لٹکیا گنبد پھر اسی طرح زمین پر قائم ہو گیا ملک مہار کا قصد ہوا کہ جاڑوں کے شرارے گرد اڑی دیکھا
 کہ شمشاد کو کب روشن ضمیر مرکب باد رفتار پر سوار تلج سر پر دھلکا ہوا بند قبا کھلے ہوئے چند
 سواران زمین پوش پشت پر بلور چہار دست رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس جاہ و حشر
 سے کو کب آکر پہونچا ملک مہار نے سب حال بیان کیا کو کب نے گھوڑا بڑھایا ہر چند مہار
 نے کہا کنیز کا تماشا دیکھو کو کب نے گھوڑا بڑھایا گولہ جیب سے نکالا لپچہ اسم سحر چمک گولہ گنبد مہار

وہ مدد سے ہیت ناک آئی کہ زمین تھرائی گئی سو جا دو گر ہوش ہو گئے خوف ہوا کہ کان کے
 پردے ریشق ہو جائیں اس قدر اندھیرا ہوا کہ پردے ظلمات معلوم ہوتا تھا آوازین مہیب آئیں گئی
 سونخل صحرا کے زمین پر لہر کے گرس طائر ورن کے کلیجے پھٹ گئے نزار ہا زراغ وزغن کا جوم لینا لینا
 کی دھوم اُسی اندھیرے میں ایک برق چمکی کہ سرسپ کوکب اڑ گیا کوکب زمین پر جو آیا اندھیرا
 دفع نہیں ہوتا غصے میں کانپنے کا چہرہ سرخ ہو گیا استنہین چڑھائیں تاج سر پر دست کیا اپنے کو
 چالاک حسبت کیا اب گنبد نہیں معلوم ہوتا اس مقام پر اندھیرا ہوا زبیر سے اڑ رہا ہوا تلوار
 جو کوکب نے کھینچی برق چمکی مگر گنبد نہیں معلوم ہوتا سب آنکھیں بھاڑ بھاڑ کے دیکھ رہے ہیں
 جس مقام پر گنبد تھا ایک نخل سرو معلوم ہوتا ہر گنبد کا نام و نشان بھی نہیں کوکب نے اپنے
 نام کا نعرہ کیا چاہا جا پڑوں کہ ایک برق دست راست سے چمکی اور ایک دست چپ سے دکھایا
 برہمن روہین تن و نور افشان جا دو دونوں نے کوکب کے ہاتھ تھام لیے کہا اے
 شہنشاہ یہ غصے کا مقام نہیں ہر آپ نے وہ سحر کیا کہ اگر سامری جمشید ہونے تو وار دیتے
 ہر ایک کا یہی قول ہوتا کہ آپ نے سحر کر کے گنبد غائب کیا اگر دوسرا اس مقام پر ہوتا حسب طرح
 گھسوڑے کا سر اڑ گیا تھا آپ کا بھی یہی حال ہوتا آپ ایسا جلیل کہ اس برق سے بچا یہ ظلم
 ہوش ربا ہو اگر آپ جانے کا قصد کر نیلے اس وقت ساعت خراب ہو ایسا نہو واسطے دشمنوں کے
 کوئی خرابی ہو جس کا سنہا لنا مشکل ہو گا گنبد غائب ہوا نخل ظاہر ہوا اب کل فساد اور قیدیان بلا
 اسی نخل کے سائے میں ہیں جب خدا فضل کرے اور یہ نخل قلم ہو تب رہائی بران وغیرہ کی
 ہوگی کشتادخت کا ممکن نہیں ہم لوگ علم ستارہ شناسی سے بخوبی دیکھا کرتے ہیں وقت پر پہنچے
 اگر آپ جا پڑتے باعث رسوائی تھا افراسیاب نے سحر طلسمی کیا ہوا اسکا دھبہ حسب طور سے ہر
 وہ ظاہر کیا جائیگا اب پٹ چلیے کوکب نے کہا بڑے شرم کی بات ہو کہ میں بدون رہائی بران
 وغیرہ پلٹوں نور افشان نے کہا تمہارے ہاتھ سے رہائی بران وغیرہ کی ناممکن ہی
 ہے کیلئے آواز دی خواجہ عمر و بھی تشریف رکھتے ہیں جلد میان زمین کوکب کو سمجھائیں خواجہ
 کلیم اور مہرے کھڑے تھے اپنے کو ظاہر کیا پاس کوکب کے آئے کہا اے شہنشاہ یہ دولون خیر خواہ
 دولت ہیں انکے کلام سے انحراف کرنا مناسب نہیں پٹ چلیے حقیقت میں آپ کے سحر نے

صورت بدلدی یا تو گنبد سیاہ تھا یا صفت نخل سر و معلوم ہوتا ہر نور افشان نے کہا اے شہنشاہ اوج
عیاری از روئے علم ستارہ شناسی جو کچھ ثابت ہوا ہر اسکو زبان پر نہیں لاسکتا یہ سحر کائنات ہوشیار ہر
نور افشان و ہمین و خواجہ نے اس طرح کوکب کو سمجھایا کہ کوکب کو کچھ بن نہ پڑا غصے میں یہ تو جواب دیا
کہ آپ لوگ ناحق گھبراتے ہیں میں ابھی نخل کو قلم کر کے آتا ہوں مگر جواب لوگ فرمایا میں بجایا ہر استاد کے
قول سے گردن تابی کرنا روا نہیں ہر کوکب ان سب کے ساتھ پٹا سب بارگاہ میں آ کے بیٹھے مہار
نے جو تعریف کی کہ اے شہنشاہ عظیم نور افشان آپ کے سحر کے مزے بننے اٹھائے حقیقت میں مجب
سحر کیا تھانیاں تو صلا میں ہونے لگیں نور افشان جو اصل بات ہر اسکو زبان پر نہیں لاتے وہ ہم
کتے ہیں خواجہ میں تھے تنہائی میں کہو گا خواجہ فرماتے ہیں آپ فرمائیے مقدمہ اصل ظاہر کیجیے
صورت بہائی بران وغیرہ سے ماسر کیجیے میں تو برگرو گا نور افشان کتے ہیں آپ ہی کی
ذات پر سب مقدمات موقوف ہیں میں کہو گا جلدی نہ کیجیے ایسا نہ ہو کوئی خرابی ہو دل کو زیادہ دیتا بی یو
لیکن ملکہ شعلہ حوالہ سے سب معاملہ دیکھو پٹی ایک عرضی افرا سیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ اے
شہنشاہ ہوشیار بادشاہ سحر کیتا میان یہ معرکہ گذرا کہ چالیس سرداران نامی مسلمانوں کے پڑے لگے
گنبد سیاہ میں قید ہوئے شہنشاہ کوکب رو شمن صیر میں وقت پر آئے وہ سحر کیا کہ زمین تھرتھاتی تھی
الاماں الامان کی آواز آتی تھی عرصہ دراز تک اندھیرا ایک برق چمکی سرکب کوکب اڑ گیا
اب جو روشنی ہوئی گنبد سیاہ تو غائب ہوا ایک نخل سر و ظاہر ہوا ہر کوکب کو نور افشان و ہمین
پھیر کر لگے بارگاہ مہار میں صلا میں ہو رہی ہیں ایک کثیر کو نامہ دیکر روانہ کیا کثیر نے لاکر وہ نامہ
افرا سیاب کے پاس پہونچایا افرا سیاب صرف حیش و نشاط ہر نازنیاں حین جمع ہیں ایک
رجین بہ صد ناز و نیاز وہ سوز و گداز غنزل عاشقانہ مومن و ملوی کی گاہی ہر غنزل

جو قلعہ خیزاب ہر زمین آسمان نہیں
وہ ماحر جو لائق شرح و بیان نہیں
صیاد کی نگاہ سے آشیان نہیں
دشمن سے سُن چکا ہوں کہ تو مہربان نہیں
جو کوئی رازدان ہر درازدان نہیں

آہ فلک فلک ترے غم سے کمان نہیں
گستاخا مجھے پئے ازارم پسند گو
دوتا ہوں آسمان سے بجلی نہ گر پڑے
انہار دوستی کی خوشی کیاشت و سال
باتین تری وہ ہوش رہا ہوں کہ کیا کہوں

نرمیدی جواب ہو کیوں اتنے شوق پر
پیش عدو سمجھ کے ذرا حال پوچھنا
لگ جائے شاید آنکھ کوئی دم شب ناز
ہر ذرہ میری خاک کا برباد ہو چکا
نامے کے ساتھ دم کے نکل جانیکا ہر خون
مین جانتا ہوں نقش پہ آنے کا مدعا
اس بت کی ابتدا سے جوانی مراد ہو

یہ کیا ہوا کہ میں پس قاصد روان نہیں
قابو میں دل نہیں مرے بسین زبان نہیں
نامہ ہی کو لے آؤ گرا فسانہ خوان نہیں
بس ای خرام ناز کہ تاب و توان نہیں
پر کیا مسراج طاقت ضبط فغان نہیں
آسودگی پسند تری شوخیان نہیں
مومن کچھ اور نقش آخر زمان نہیں

کثیر اپنے دل میں کہتی ہوشنشاہ ہر وقت مصروف عیش و نشاط رہتے ہیں عیش پسند ہیں اسی وجہ
سے مقابلہ مسلمانان میں درو مند ہیں یہ سوچ کے عرضی پیش کی اگر سیاب نے نامے کو پڑھنا
سہسکا کر کیا خیر خواہان دولت سے کدینا تم نہ گھبراؤ اگر کل طلسم نور افشان ملکہ صلاح کرے تو مطلب
اسی نہ حاصل ہو گا کچھ بھلا کر تزدہ نہیں اگر کو کب سحر کرینے خود بھی جا کر بلا میں بھٹکے نور افشان
بیچارے کیا کر سکتے ہیں بس بڑا کام یہ کیا کہ کو کب کو پچھ کر گئے پشت پر نامے کے اتنا لکھ دیا کہ اور
خیر خواہ تم تزدہ نہ کرو اسی طرح فروش رہو جو معاملہ ہوا سے دیکھو ہے اطلاع ضرور کرنا کثیر نے جا کر وہ
جواب شعلہ جوالہ کو دیا وہ تو اس جواب سے بہت مطمئن ہوئی بیان کہیں مشاورت منعقد ہو خواجہ
دوبیم فرماتے ہیں ای نور افشان دالا مقام آخر تحاری کیا صلاح ہو کس امین فلاح ہی نور افشان
نے کہا خواجہ کیا کہوں طائران سحر نے بھلا کر ہو سچائی تھی کہ اگر سیاب نے ملکہ بران کو گنبد قمر سامری
میں قید کر دیا میں اسی دن سے فکر میں تھا کہ کتبہاے کمانت اٹ ڈالیں وہ بختیان تحریر پائیں بھلا
زبان پر نہیں لاسکتا کیا اپنی زبان سے کہوں ای کو کب ایک بات عرض کرتا ہوں کہ آئندہ و گذشتہ غصے کو
کام نہ فرمائیے گا قریب اس محل کے نہ جائیے گا ورنہ کسی بلا میں مبتلا ہو جائیے گا عروے کہا آخر ہائی بران
بھی ملکہ ہر یا نہیں نور افشان نے کہا خواجہ کیا بیان کروں کتاب میں مرقوم ہو گا اگر سیاب سحر
گنبد قمر سامری کرے جو اسے قریب جائیگا گرفتار ہو گا کو کب کے سحرے گنبد فانی ہو جائیگا ایک محل مرو
طائر ہو گا اس کے قتل ہونے کی یہ صورت ہو کہ اول شعلہ خوارانش خوشیطان کو تسخیر ہو وہ تدریس
تشیع محل مرو کرے طرف مشرق کے ایک کوہ عظیم الشان ہو کہ اس کوہ کا کوہ تدریس

نقب ہر دہان کا حاکم غائب جادو بڑا ہے ادب ہر چالیس کوس کے گردے میں اسکی عملداری ہی
 اول وہ قتل ہو بعد اس کے وہی شیطان بچہ اس کوہ پر جاسے اندر کوہ کے ایک قصر ہو اس قصر میں ایک
 صندوق کلان ہو اس صندوق میں تیغ جو ہر بار سامری رکھا ہو اس تیغ کو لاسے یہ بھی لکھا ہو کہ قریب
 نخل اسدن ہنگامہ عظیم ہو گا خواجہ عمر واپنے کو قریب اس نخل کے پہنچائیں ہاتھ تیغ جو ہر بار سامری کا اس
 نخل پر لگائیں جب وہ نخل کی گاتب قیدیوں کو ہوش آئیگا سوائے اس نہر کے اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہو کر
 سحر کریں تو رہائی بران وغیرہ کی ناممکن ہی ہے شے ہی خواجہ مقصد مار کر شے کما دی نور افشان ناسخ کا
 دل پر تچ و تاب ہو لقب پاک اس کریم کا سبب الاسباب ہو میں جا کر اس شعلے میں قید ہوا قصاصہ
 شیطان بچہ میرے پاس قید ہو میں نے آج تک اس سے کلام بھی نہیں کیا یہ ہنگامہ دیش ہو سے
 رہتا کے پس و پیش ہوے ای نور افشان اس شیطان کے کو نکالتا ہوں اسے تسخیر کرو وہ مجھے ساتھ
 لے جیتے پر راضی ہو خدا چاہیگا تو غائب جادو کو قتل کر دے گا لانا تیغ کا اسی کی ذات پر موقوف ہو خدا
 چاہیگا تو وہ ضرور ساتھ چلیگا نور افشان نے کہا بسرا اللہ کا یہی وہ شیطان بچہ کسبہ انصاف با نفع میں
 بندھا ہو حال ایسی میں پتا ہو خواجہ نے اسکو زمیل سے اٹکا لا کو کب دلو نور افشان درمیں کہ یہ قیون
 ساحران زبردست ہیں نشہ بادہ جرات سے مست ہیں اپنے اپنے سحر تیار کر کے بیٹھے خواجہ نے اسے
 ہوشیار کیا شیطان بچہ ہوشیار ہوتے ہی نخل کے ترپا گامہ نرگان دین میں ہو کیونکر نخل سکتا ہو ترپ
 ٹرپ کے ساکت ہوا نور افشان وغیرہ نے دیکھا ایک اڑکا نہایت خوبصورت مٹھو سے اس کے دھوان
 نخل رہا ہر ناک کان سے شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہیں ہمتن شعلہ جوال معلوم ہوتا ہو آتھیں اسکی
 چنگاریاں آگ کی نور افشان نے پکار کر آواز دی او شعلہ خوار آتش خود نے قدرت پروردگار کو ڈھیا
 خواجہ عمر و نے تھیلو کس طرح گزمتا کیا اب بہتر یہ ہو کہ اہل اسلام کے شریک ہو ایسے کارہائے نمایاں نہ
 کہ افراسیاب دنگ ہو اپنی زندگی سے بتنگ ہو جب عرصہ دراز تک نور افشان و کوکب نے سجایا برہن
 و ملک بہار گلزار بھی ایسے ایسے کلمات کہ رہے ہیں بعد عرصہ دراز اس شعلہ جوال سے آواز آئی کیا زمین
 تھیرے خواہاں طلسم سے ہوں کیونکر مٹانے کی فکر کروں یہ صورت بربادی طلسم ہو میں برائی افراسیاب
 کی نہیں چاہتا ان قیدیوں سے ہاتھ مٹائیے نور افشان نے کہا ای شعلہ خوار آتش خود عمر طلسم تمام
 ہوئی تم کو کیا ہو اگر سامری و حشید بھی قبر سے اٹھ کر آئیں تو یہ طلسم بڑھ چکا خیال تو کرو کہ ملا زمان افراسیاب

افراسیاب سے برابر لڑ رہے ہیں ہر مرتبہ افراسیاب کے ملازم قتل ہوتے ہیں ساکنان طلسم اپنی بھینسی پر دتے ہیں جب نورافشان دلو کو کب نے اس طرح سمجھایا اور عمرو نے جھگڑا کر دو تین تازیانے مارے تازیانہ حضرت احماتی کا جو پڑا ملک گیا تڑپنے لگا کہ خواجہ زیار کرتا ہوں جو کہو گے وہ کرو لگا سب طرح خدمت میں حاضر ہو لگا مگر برائے خدا کندہوں سے محکوم کھو لو میری ہڈیاں ٹوٹی جاتی ہیں خوں ہو کہ اعضا شکست نمود جائیں میں کبھی مجسم گرفتار نہ ہوا تھا اس کندہ میں پھنسا اب تمھاری اطاعت کرتا ہوں صحرائے غرائب میں پہونچا رہا لگا اُس کے صحرے بھی تنکو پھاؤ لگا تیغ بھوسہ بار ساحری نکال لڑو لگا تا بقیع طلسم حاضر خدمت رہو لگا اور کسی ملک میں جا کر دعویٰ خدائی کرو لگا عمرو نے کہا او کمجنت برائے خدا دعویٰ یمکتائی سے باز آؤ نہ مغضوب بارگاہ رب اکبر ہو گا شیطان بچے نے کہا آٹھ پہر جلتا ہوں جلتا ہماری تقدیر میں ہو جلتا ہوں اور جلو لگا نورافشان نے کہا اگر اطاعت دین اسلام کرو گے جتنے سے باز رہو گے خنکی حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی اطاعت رب اکبر خالی از لطف نہوگی اس طرح کو کب دلو نورافشان نے سمجھایا کہ زنگ کفر دل سے شیطان بچے کے دور ہوا طلب کو سرور ہوا خوش ہو کر خواجہ ان باتوں کو سمجھ کر نہ سمجھائے میں ہر حال میں آپ کا مددگار ہوں آپ کی خدمت سزاوری سے گردن تاباں نہ کرو لگا اور یہ بھی اُس نے کہا کہ موسیٰ سرسبز تراش کر اپنے پاس رکھیے جو وقت انکو آپ بیچ و تاب دینگے فوراً میں حاضر خدمت ہو لگا جب بخوبی اقرار صادق و عہد دائمی لے لیا اور موسیٰ سرسبز خواجہ نے تراش لیا تب کتنا صفا باصفا سے شیطان بچے کو کھولا شیطان بچہ رہا ہوتے ہی قدموں سے خواجہ عمرو کے لپٹ گیا کہا چند شوخ جو آپ نے میرے سامنے گائے حصے وہ لطف اتنا کہ باقی ہو اگر مہربانی فرمائیے تو چند اشعار سنائیے میں اُس صدائے جگر سوز کا عاشق ہوں خواجہ عمرو نے اسی تھلے میں طبلہ آراستہ کیا کہ وہاں حرف ملکہ مہبار و نورافشان دلو کو کب دیر نہیں ہیں اور وہ شیطان بچہ سامنے بیٹھا ہوا عمرو نے زنبیل سے لولہ لگائی تے

مور سے یہ خنڈ عاشقانہ گانا شروع کی غزل

دل لگی اپنی ترے دکوے کس رات نہ تھی	صبح تک شام سے یا ہو کے سوا بات نہ تھی
التجارت تھی کب اور قبلہ حاجات نہ تھی	تیری درگاہ میں کس روز مناجات نہ تھی
اب ملاقات ہوئی ہو تو ملاقات رہے	نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی
غنیہ گل کو نہ ہنستا تھا تری صورت سے	چھوٹے سے منہ کے سردار بڑی بات نہ تھی

میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات تھی
تھقہ تر نعلت گل سے کوئی سوغات تھی
کوئی فصل تھی وہ حسین کہ رسات تھی
کھاہری یار سے ہر چند ملاقات تھی
دلربا شہر تھی مری جان تری گات تھی
ناز معشوق تھا تو سن کی ترے لات تھی
پھیرے سائل سے جو نیم کو وہ تری ذات تھی
سوختی بندش مضمون کی کوئی لکھات تھی
روز روشن سے کلمہ مہر لقارات تھی
ملکتہ سخن کے لطیفے تھے تری بات تھی

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا میں
اے نسیم عری بہر اسیران نفس
جن دنوں عشق لگاتا تھا میں صورت ابر
کیا کون اُسکے جو مجھ پر کرم نہان تھے
جیسے باندھے ہوئے گائی تھے دیکھا بھر کا
خاک میں ملنے اے شاہ سوار اہل نیاز
لب کے بوسے کا ہوا نکار تعجب اے بار
کمر یا رتھی از بسکہ نہایت نازک
جن دنوں ہوتا تھا تو گھر میں ہمارے شب
بے شعور و ن نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش

خواجہ کے گانے پر شیطان بچہ جھوٹا کیا خواجہ سے کہا اسی آواز پر عاشق ہوں جہاں طلب کرو گے
وہاں حاضر ہو گا نور افشان نے کہا اے شعلہ خوار آتش خواجہ تیری خوشی ہو تو میں بھی ساتھ چلوں
میں نے زبانی افراسیاب کی سنائی کہ حد کوہ غراب نہایت سخت مقام ہے شعلہ خوار نے جواب دیا یہی
احتیاج نہیں اصلی کام تو ذات پر خواجہ کی سو توں میں ہر مقام پر اپنے کو پہونچاؤ نگاہ میں آپ
کو کون سے صاف بفضل عرض کرتا ہوں اول کوہ دخان لیگا ملک و خان سپہ روا یک ساحرہ وہاں کی
حاکم ہر قوم کی زبان مسلمانوں کے نام سے بدظن خدا اسکی صورت کیونہ دکھائے اگر شب تیرہ و ہار میں
کوئی دیکھے کو غش آجائے اول سرحد کوہ دخانیہ پر چلیے جب دخان سپہ رقتل ہو چلیگی تب کوہ غراب
کا راستہ کھلیگا وہاں کے عجائب و غرائب سے آپ خود آگاہ ہونگے میں بھی وقتاً فوقتاً حاضر خدمت ہو گا
آپ لوگ مقابلے میں ملک شعلہ جوالہ کے فروش رہیں اب میں خواجہ کو لیکر جاتا ہوں نور افشان نے کہا
بسم اللہ کو کب تو اسی مقام پر داخل بارگاہ میں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ خدا خواجہ کو بخیر و خوبی پہونچائے
شعلہ خوار آتش خواجہ عمر و گوچے میں دبا کر بلند ہوا کبھی کا ندھ سے پر شور کر لیتا ہے باتیں محبت آمیز خواجہ
سے کرتا ہوا راہ کو طے کر رہا ہے بعد غصہ و راز کے دور سے ایک پہاڑ معلوم ہوا کہ اُس میں سے دھواں نکل رہا
ہے شیطان بچے نے کہا وہ کوہ دخانیہ سامنے معلوم ہوتا ہے میں آپ کو اُتارنا ہوں آپ کسی طور سے

اس سے ملاقات کریں اگر آپ نے مار لیا مباد نہ میں آپ کو نچو لگا موٹا سر سیرے آپ کے پاس موجود
ہیں کوہ و خانہ سے چند قدم پر خواجہ عمر و کو شیطان بچے نے اتارا خود تو غائب ہوا خواجہ تہا آگے
بڑھے ایسا مقام پر آشوب ہو کہ خون آتا ہی ہر طرف سناٹا صلہ سے چند دھوم آتی ہی بوڑھے گردے کے
اٹھ رہے ہیں صبا تا کہ اڑاتی ہی ہر نخل نشان نخل ماتم تہائی سے ہر مقام پر ہجوم غم و الم کسی طرف
نخل نیلان سراپا کاڑھے بھرے ہوئے گویا انگلیاں اٹھاتے ہیں کہ اڑاؤ دروند طرف کوہ و خانہ کے
نہ جاتا یہ مقام و خانہ سیر و بدہ توں کی زمین انسان کے نام کی شبنم ہر حیران حیران چار جانب
خواجہ دیکھ رہے ہیں آخر مجبور ہو کر قریب کوہ آئے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک پیر کلادنت کی
صوت بکرتیا رہوے ظنورہ ہاتھ میں لیا ایک نخل خاردار کے نیچے بیٹھ کر ظنورہ کو چھپرا اور بعد
سونو گداز یخسزل مومن دہوی کی گانے لگے غزل

حیر آتا ہی کوئی تاب و توان ہوئے تاک
کوئی باقی نہیں رہے کا امان ہوئے تاک
طہر ہو دیگا یہ افسانہ زبان ہوئے تاک
انگوٹہ دیدہ ہر سو مگر ان ہوئے تاک
سخت جانی ہر ترے دل پر گراں ہوئے تاک
دھر ہا کا ہیکل تاثیر فناں ہوئے تاک
کچھ نہ کچھ فائدہ ہر جی کے زیان ہوئے تاک
نہیں کرنے کی دفا عمر جوان ہوئے تاک
عید ہر روز ہر اب کے رمضان ہوئے تاک

ہم تہاں اور نزع شب ہجر میں جان ہوتے تاک
آسمان فتنہ کچھ ایسا نہیں اہل جہان
شمس سان اپنی پیش ہو تو سنے پانہ سنے
اس چمن زار کا حسرت سے نظارہ کرے
کون جیتا ہو لگا ہوں میں سبک ہوئے کو
گریبی نالا جا بکاہ کے ہیں شور و غلب
ہاتھ شاید کہ دھس دیا یہ حسن آجائے
غم و غصے سے ہر خلقت مری جو ن لعل شک
خند ہوئی مجتنب و ہر نغان میں مومن

گانے کی جو خواجہ کے آواز بلند ہوئی و خان سپہ رواپے تقرین بھی ہوئی شراب پی رہی ہر چند زکین جمع
ہیں تہا ہوا ہر شراب استقدر پی کہ ادک رہی ہر ڈاک رہی ہر شحال زنگی آشنا کا ہر کسے پیے پکڑے
ہوئے اسکو مار رہی ہر کشتی ہر کچھو مترا کی کو تو نے آج کیوں کھورا بتادہ تیری کون ہیں نے خود دیکھا کہ تو
اسکو آنکھوں میں پیے جاتا تھا زنگی اپنی جان سے عاجز ہر چاہتا ہو کہ اس سے کسی طرح چھپا چھوڑاؤں ہر ممکن
ہیں ہوا ایک کلن میں گانے کی آواز آئی شحال کو چھوڑ دیا کسا جا کنا سے بیٹھ دیکھ یہ کون گارہا ہر دل

بھار ہا ہر شغال نے کہا تو کوئی مقبول بارگاہ سامری معلوم ہوتا ہو کہ تیرے کہا ہا ہر ٹکڑے دیکھ تو اس صبح
 دیرین میں خون ایسا شگفتہ مزاج ہو کہ میان گار ہا ہر غزل کے اشعار میں کہ سنائیں دل کے پار میں خا
 نے کہا اسے کیا دریافت کرتا ہو تجھے نہیں معلوم کہ افراسیاب یہاں سے ہر قہر گنبد سامری کیا جواب
 ہماری تلاش ہوگی شوہر نے اسے کہا میان کسلی مجال ہو تو اسے کیوں بہودہ مہنی ہو تو خود جا سکے دیکھ
 و خان سپہ روم جھومتی ہوئی چلی ایک چہرہ پاک کا کو نہ سر پر ایک زمین پر ٹوٹتا ہوا شے میں منہ سے
 کف جاری جھومتی ہوئی پہاڑ پرانی نگاہ اٹھا کر دیکھا ایک شکل کے سانس میں ایک بڑھا بیٹھا ہوا زمین لگا ہا
 ہر و خان نے آواز دی او گانے واسے ہمارے پاس آہم اس مقام کے حاکم ہیں طرف سے افراسیاب
 کے ناظم بن عمرو نے سرائیا ایک دیوئی کو دیکھا کہ پہاڑ پر اڑ رہی ہو عمرو نے پچھلے لکھا یا معلوم ہو
 کہ بہرے ہیں گویا ستائیں جب و خان نے دو تین آواز میں دینا عمرو نے پچھلے جواب نہ دیا و خان بڑک
 گری عمرو کی کمر بن چبہ دیا اٹھا کر اپنے قصر میں لائی قصر میں لا کر بھاڑ دیا کہا و خان لے کر آیا گانا
 شن مگر دورہ شراب میں نرت نہ اسے گویا تو نگوڑا بڑھا ہو شاید اس سے بھی کوئی مطلب نکھشغال نے
 کہا او بیہودہ آٹھ پہر تجھ کو سی فکر ہو و خان نے کہا اسے سحر سے ہی دنیا کا مال ہو تو تو ناحق گھبرا ہر
 تجھ کو پہل شجر مراد کے کھلاؤنگی آٹھ پہر دیوانہ رہ گیا تجھ کو انگلیوں پر نچاؤنگی اگر کیا کردن وہ شجر خشک ہو گیا
 شمر امین نہیں ہوتا یہ تیری بھینسی شاید کوئی لڑکا پیدا ہوتا تیری جان کو میٹھ کر دنا یہ کہہ کر شراب پیٹنے لگی
 کہا ہا ہر بڑے میان صاحب کچھ گانہ خواجہ نے دو چار شعر گائے مگر اس محفل کو دیکھ کر گھبرا رہے ہیں
 ہر ایک زکمن اچھل کود رہی ہو و خان سپہ روم سے زیادہ گھرے کے گھرے شراب کے پیے جاتی
 ہو جھپتی ہو غل مچاتی ہو خواجہ کے ہوش پر گندہ ہیں لیکن مجھ پر ونا چار دو تین غزلیں گائیں و خان
 رونے لگی کہا میں اپنے خداوند سے جا کر پوچھوں کہ وقت انقلاب دور ہو یا ابھی زمانہ خرابی کا باقی ہو
 خواجہ یہ سن کر گھبرا کے ایک طرف ایک چوکی ٹوٹی سی رکھی تھی اس پر ایک بت پتھر کا رکھا تھا اس کے آگے
 کچھ ہار پھول رکھے تھے و خان اچھل ہوئی سانسے بت کے آئی کان سے منہ لگا کر آواز دی کیوں خدا
 اب کیا منظور ہو بت نے منہ پھیلا یا منہ سے کچھ دھواں نکلا استغدر دھواں منہ سے نکلا کہ خواجہ
 گھبرا گئے بسبب دھوئیں کے آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے خواجہ رومال سے منہ پونچھنے لگے یہ خبر نہیں
 کہ رنگ و روغن عیاری کا دور ہوا جاتا ہو سامنے ایک آئینہ رکھا تھا اس پر نگاہ ہو خواجہ عمرو کی بڑی

دیکھا میں تو یہ صورت اصلی بیٹھا ہوں گھر کر اٹھے چاہا بھاگ کر نکل جاؤں زمین نے پاؤں تھام لیے
 دھان سپہ روئے پلٹ کر آواز دی اوطالم اس قصر کی یہی تاثیر و دشمن کے مٹانے کی تدبیر جواب
 کہاں جائیگا میں نے بھی سنا تھا کہ عمر و عیار میری فکر میں آجیگا اب تو خواجہ گہرا لے طنزورہ ہاتھ سے
 مچوٹ گیا جان سے بیزار یقین کامل ہوا کہ موت قریب آگئی دھان سپہ روئے نشے میں اچھل رہی ہے
 کار رہی ہے ہر مرتبہ ٹھوکھول کے آتی ہے کہ عمر و کو کھا جاؤں خواجہ ہاتھ باندھتے ہیں کہ میں تو غلام ہوں
 ہمیشہ خدمت گزاری کروں لگائیں عیاری مکاری کیا جانوں کبھی دل کو رجوع کرتے ہیں کہ ایسے دردگار
 اس جلا دے ہاتھ سے بچائے ایسا منو کہ یہ ملعونہ کھا جائے ایک طرف سے شغال زنگی یہ کہاں اٹھا کہ
 اوسا رہاں زاد سے میری مشوقہ کو مارنے آیا تھا میں تھکا رہا مرے سے بھون بھون کر کھاؤ لگتا
 کیوں صاحب مجھ کو حکم دو کہ تمھارے دشمن کو کھا جاؤں دھان سپہ روئے کہا تم تمھیں کر کے کھائیں گے
 آگ تو روشن کر شغال زنگی آگ روشن کرنے لگا نمک مرچ لا کر رکھا اور کار و کھلی کر آیا اب عمر و نے
 دل کو اپنے طرف خدا کے رجوع کیا ملک ملک کے خواجہ بھاگنے لگے کہ ایسی رحیم و کریم وقت مدد ہو تو اگر
 رحم کرے تو یہ بلا ابھی رو رہی نظر

بندہ امیر پاسبان صدر رنج و الم	عاجز و مسکین اسیر درد و غم	اندیشہ فریادیں سن رہا درس
نفس و شیطان میکند بر من شرم	ز آتش غم سینہ سوز و مثل برق	دیدہ مثل ابر گردید بدم
ز اسے صد حسرت کف و نیاے دوا	نقد عمر خویش ضائع کردہ ام	از رجوع دل نمائندم ای وریخ
بر طرقتی بندگی ثابت قدم	بر مال کار خود و دستار	در دل اندیشہ نہ کردم بیش و کم
نیست اندیشہ ز بد خواہان و را	تو کنی بر من اگر فصل اتم	دار چون گردون دون ای کردگار
گردنم ز عجب دوا افلاص غم	کن عطا ای مسدود و عطا	کن گرم ای صاحب لطف و رحم
ہست این تا چیز عاجز خاکسار	بر کمال فصل تو امیدوار	جب آگ روشن ہوئی اور شغال

شوہر دھان سپہ رو کا شرب پیا اٹھا اس وقت عمر و کو موبے سر شیطان بچہ یاد آئے فوراً کمر بہا تھا
 ڈالا ان بالوں کو جو بیچ و تاب رہا دروازے سے آواز آئی اشغال ملعون خبردار ہمارے مہربان پر
 ہاتھ نہ اٹھا تا شغال نے پلٹ کر دیکھا دروازے سے ایک دیو متھو مثل قمر بلا کھولے ہوئے آتا شغال
 نے چاہا بھاگوں وہ دیو شغال پر پڑا دھان سپہ رو چلائی یا خداوند میرے شوہر کو بچائیے

یہ کیا بلا نازل ہوئی جس دیو نے دھان کو ایک لات اردی شمال کو پیر پھاڑ کر کھا گیا ہیان تک چوبیس
 دھان سپہ روئے سحر کیا گور اٹھا کر مارا وہ دیو آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گیا گور اسکا ایک رنگین
 کے سر پر پڑا کہ رنگین کا سر پھاڑ دھان سپہ روئے دیکھا وہ دیو میرے پہلو میں کھڑا ہو چاہا کہ وہ کد کد کد کد
 کب جان چھوڑتا ہوا ایک تھکلی اردی گولی بنا کر لٹکایا کہ تین پینے تلین دیو نے منہ سے شعلہ ہا سے آتش
 چھوڑے جھین جتنے تلین اب اس دیو نے نمرہ کیا نہ شعلہ خوار آتش خویون خواجہ اپنے دوست کو
 ایسا بھولے میں سحر میں پھر رہا تھا اور کتا تھا کیا سبب ہو کہ خواجہ نے تھکویا دینین کیا خواجہ عمر و نے جو
 مکان کو خالی پایا اسباب لوٹے لگے تمام مکان کو لوٹ لیا شعلہ خوار حیران ہو کہ یہ اسباب خواجہ ہان روح
 بیتے بن عمر و نے کہا شعلہ خوار زمیل کیونکہ شعلہ خوار نے کہا مہربانی فرمائیے اب طرت کوہ غائب
 کے تشریف پھیلے جیسا مقام ہوگا اسی صورت پر آؤ لگا خواجہ کو ساتھ لیکر شیطان بچہ پیار کے نیچے آڑ طرت
 کوہ غائب کے چلا غائب مردار خوار بادشاہ کوہ غائب اپنے مقام پر بیٹھا ہر صاحب جمع ہن کہ قصر کا
 ایک گنگرہ گرا غائب نے کہا اسے یہ کیا ہوا ذرا دھان سپہ روئی تو خبر لاؤ شہنشاہ ہر شہر ہائے غضب کیا
 تختہ کب سامری میں بران وغیرہ کو پھنسا یا ہم لوگوں کے ہتھام کا وقت قریب ہر جہد کہ یہ وہ مقامات
 ہن کہ اگر سامری جو شید تھہ کرین تو نہ اسکین مگر عمر و وہ بلا کا عیار ہر کہ جسے ملکہ آفات و افراسیاب کو
 رزق کار کر لیا تھا تانی جان وقت پر پہونچ گئین آنکھوں نے سب کو بچا یا ورنہ اسی دن خاتمہ تھا
 یہ تو ہمیں معلوم ہو کہ عمر و نے اسطرن کا رخ کیا بڑا جادو گر کو حکم دیا کہ خبر لاؤ ہماری طرف سے دھان کو سلا
 محبت التیام کنا لکڑی قیطوس جادو راہ میں جو کوئی طلبا کے اُسے مار ڈالنا صاف صاف مرقوم ہر کہ
 سوائے عمر و کے اس سرحد میں کوئی اور نہ آئے گا قیطوس چلا غائب انتظار میں ہو لیکن کوہ دھان سے
 تھوڑا راستہ مل کر کے شیطان بچہ خواجہ سے کہنے لگا اے شہنشاہ ادج عیاری اب ساتھ چلتا مناسب نہیں
 اگرچہ مقامات طلسم ظاہر ہن مگر شہید ہیمان کے طلسم باطن سے سخت ہن آپ اپنے کو اب کوہ غائب پر
 پہونچا ہے خواجہ لرزان و ترسان طرت کوہ غائب کے چلے ایک مسافر نوجوان کی صورت بنالی
 حب بازار کے گڑ پرا کے اور آگے بڑھے وہاں ایک لڑکا کھڑا تھا عمر و نے کہا میان صاحبزادے صاحب
 غائب جادو کا کونسا مقام ہے یہ سننا تھا کہ اُس لڑکے نے ایک بیج ماری آواز دی او عالم ہمارے
 شہنشاہ کا ام پوچھتا ہو عمر و لڑکے یا یقین ہوا کہ گڑ پرا کا عمر و نے گرتے گرتے اپنے کو سنبھالا کا لیم لڑکے

وہ لڑکا جین جیران چار جانب دیکھ رہا تھا اور پکارتا ہر کہ او مکار تو کمان گیا مجھے کچھ نہیں سوچتا خواجہ
 حکیم اور سے کھڑے ہیں مگر جیران کہ یہ حال مکاری اسے کیوں معلوم ہوا کینڈر پوچھوں ایسا منہ کہ پوچھنے
 میں کچھ خرابی ہو وہ لڑکا گلیوں میں دوڑتا پھرنا ہر عمر وئے سنار سے لڑا ایک ضعیفہ کی صورت بنالی ننھائی
 ہاتھ میں لیکر دوسرے گوشے سے نمایان ہوئے لڑکے نے ہڑھ کر آواز دی بڑی بی صاحب اس طرف
 کوئی مسافر گیا ہر عمر وئے کہا بیٹا میں نے نہیں دیکھا اس ننھائی پر سامری و جمشید کی تندرید و نوہی
 میری مامی ہو گئی تھی میں نے نذرمانی کہ سامری و جمشید کی تندرید و نوہی اب اُسے صحت پائی یہ لکھ لڑکے
 کے ہاتھ میں دو نہ ننھائی کا دیا لڑکے نے سامری و جمشید کی تندرید و نوہی دو ڈلیان بڑی بڑی
 لڑکے کے لڑکے کو دین کہا بیٹا یہ تم کھا لو اسے وہ ڈلیان کھالین کھاتے ہی گھبرا پکا او مکار تو نے
 نچا کو بیوشی کھل دی یہ لکھ لڑکے کی طرف دوڑا کہ جا کر لپٹ جاؤں خواجہ پیچھے ہے بیوشی تاثیر کر چکی تھی
 لڑکا لڑکھ کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا لڑکھ کیا نسر و خواجہ

مرزا نام ہو خواجہ خواجگان

مرے نام پر عند رشید ہوا
 مرا لکھ لڑکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 نشان تھا مری گروپا پوش کا
 یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہو

مری نسل سے لکھ لکھ لکھ لکھ
 جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کنوین
 فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
 امیر عرب شیر پرور و گار

خسروزی چشم مستر متران
 اڑتا ہوں کفار کے لین و دھوین
 مری پال سے ہر صبا پانمال
 مرا نسر و می چشم نامدار

پا بانیچہ لڑکے کو ماروئے کہ پہلو سے آواز لئی او مکار کیا کرتا ہر تیر
 بچے نے کیا خطا کی عمر وئے پنکرو لکھا ایک بڑھیا ہوا کی تانی ساحرہ لاثانی ننھیا ہاتھ میں دوڑی ہوئی
 آتی تہ خواجہ عمر وئے چاہا بھاگوں اُس بڑھیا نے سر زمین پر ڈسے مارا پکار کر آواز دی یا سامری یا
 گنگار جاتا ہر تیر سے بچے کو کیا کھا دیا کہ وہ بیوشی پر ہا خواجہ لڑکھ لڑکے کے گرب بڑھیا نے آکے اول لکھ
 کو ہوشیار کیا لڑکے نے ہوشیار ہونے ہی عمر وئی شکین باندھ لیں لڑکا اور بڑھیا دیکر چلے عمر وئے کہا بڑی بی صاحب
 مجھ کو کمان سے بچو بانی ہو کمان لڑکے تو عمر و عیار ہو ایسی جگہ قید کروں کہ تاقید حیات رہانی نہ پائے خواجہ
 نشین کرنے لگے کہا بڑی بی صاحب مجھ کو چھوڑ دو اب میں ادھر کبھی نہ آؤں گا بڑھیا نے کہا تو بیان کیوں کرتا
 خواجہ نے کہا بیان گاؤں میں ایک زمیندار کی برات تھی رات کو وہاں رہا خوب مال لوٹا غلہ کھر نہیں
 بیج تھا وہ بھی میں نے اٹھا لیا بڑھیا نے کہا وہ غلہ کمان ہر عمر وئے نہیں دیکھا لی کہا اسی میں سب لکھ

رکھا ہر ان بیٹے وہ دونوں مشتاق ہوئے عمر وئے کما دونوں صاحب ایک ہی مرتبہ دیکھو لین یہ کسک خوری
 گھنڈیاں کھولیں کما میرے ہاتھ پاؤں تو کھول دیکھو یہ وہ تماشا دکھاؤں کہ کبھی نہ دیکھا ہو بڑھیا نے ہاتھ
 پاؤں خواجہ کے کھول دیے بیٹے سے اشارہ کر رہی ہو کہ جب یہ مال و اسباب دکھائے زبردستی کو کے
 کے لینے یہ دہلا پتلانا تبا کیا کر سکتا ہر جب خواجہ کے ہاتھ پاؤں کھلے یہ بھی دیکھا کہ میں اپنے
 قابو میں ہوں زمیل کا منہ کھولا اول بڑھیا مہمل دیکھا جو اہل انبار ایک طرف دریا سے قنار
 موج مار رہا ہو بھرے گئے ہوئے ہن کچھ شاہزادیاں سوار ہو رہی ہن کچھ شاہزادیاں اتر رہی ہن کچھ
 سوار ہن بھرون بڑھیا ہو رہا ہو ایک طرف باغات کے دروازے کھلے ہن نازنین مہین بدست
 میں مع ہن یہ ہر جگہ چلے جے ہوئے گانے والیاں خوش گلوتانین نگاری ہن نظم

<p>یہ دھیان تگور انہیں ہو کہ جو رہے پروانہ ہن ہن سخت جان غیر مجھے بڑھکر ہن نہ کھڑا تو ہن کیا نہ کیوں چارہ کرنے دیاں بتایا کیوں چور ہن وہ بند جس سے کہ سو گئے اب غیظ جہن کہ اس کا مطلب ہر ناخن غم عیش پریشان ہر اسکا کھانا کمال کہ صر گئے وہ تھارے پھل بل نہ تر چھی جوتن آڑی کل نگہ لڑائی ہو کہ شوخی یہ شرم چھالی ہوئی ہر اسکی شباب آیا گیا ترک پن اب اور نام خدا ہر جوتن غضب ہو چھی نظر کا ابا گمان دلکا ہو دلکو بجالا شرر جدائی میں ہو یہ جاسکت ہن نہیں نہ لین عاقت</p>	<p>برائے الفت سر انہیں ہو وفا کا بدلہ ہا نہیں ہو کھڑے کھڑے گناہ خیر یہ طرز شوق جفا نہیں ہو جو میرے زخم جلیں نہان تھارا اور زخا نہیں ہو ریلی آنکھوں میں وصل کی شب خبر موت کیا نہیں ہو کہ میرا موت ششہ جان کسیکا بند تبا نہیں ہو یہ کیا کہ حیر غرور تھا کل وہ آج بانگی ادا نہیں ہو یہ کیا کہ وقت بدل بھی غالی نیام تیج جفا نہیں ہو مری جوانی کا آف رسہ جوتن کہ دل پہ قابو نہ نہیں ہو ہو عکس زخم جلیں میرا دوپٹہ مسکا ہوا نہیں ہو ہوئی ہو صد مون سے نہ درگت یہ سب ہو لیکن قضائے</p>
---	---

ایک جانب قہر سے عالیشان ایک طرف ہزار ہا تک رکھے ہوئے ہن ایک طرف باورچی خانہ ہزار ہا
 ایک چڑھی ہوئی ہو کھانا تقسیم ہو رہا ہو ایک جانب ہزار ہا مرد و نوکریان سر پر رکھے ہوئے ہن دھو رہے
 ہن سیٹ آنکے پیچھے سوٹا یہ ہوئے ساتھ کوئی فردور کا اور سوٹا پڑا بڑھیا اور کاد و دوا ہن ہن
 ہو گئے سر کال کر کما خواجہ یہ ہن کیا دیکھا عمر وئے کما دونوں صاحب ہن دیکھے ہن ہن ہن
 کھات نہ فرما یہ سب مال آپ ہی کا ہوا ہن بڑھیا اور ایک کے نے ادھا آدھا ہن ہن ہن

چاہتے ہیں تاج اٹھالین بڑھیا کتھی ہی بنیا ایک صندوقچہ جو اس کا اٹھالو دونوں نے ہاتھ بڑھائے عمر نے
دونوں کے چوتھوں میں ہاتھ دیکر زمیں میں ڈال دیا بڑھیا کو تو دوڑ کر کالی کالی لوٹھریوں نے پکڑ لیا اور
کساہیل باورچی خانہ میں آگ لگا لگا کر جلنے لگا اتار میں حساب دینا پڑ گیا لڑکے کو مزدوروں نے پکڑ کر لڑکی
سر پر بھی کپڑے اتار لیے میٹ نے پکار کر کہا دیوان جی صاحب ایک نیا مزدور آیا ہے نام لکھ لیجیے مگر لڑکی
وہی پیسے لکھیے گا گارہ اٹھالیا کر لگا دوں چنتے میں پیسے ہیں بیان کون سننا بڑھیا نے ان دونوں کو بیل
میں ڈال کر آگے بڑھے کہ پہلے سے آواز آئی استاد کیا کہنا عمرو نے پٹ کر دیکھا شیطان بچہ چلا آتا ہے کتابوں
خواجہ پیران جادو و اطفال جادو یہ دونوں اس صحرا کے گھبان تھے کیا فرے سے ان کو لیا خواجہ
نے کہا بھئی تمہارے کوئی نہیں ملا شیطان بچے نے کہا انکار نہ کیجیے میں سب لکھ لکھ رہا تھا اب آگے جائیے
یہ لکھ شیطان بچہ غائب ہوا خواجہ آگے بڑھے لیکن غائب جادو نے جو قیطوس جادو کو برا سے تر
کوہ و خان روانہ کیا تھا اسے کوہ و خان پر آگے دیکھا سناٹا پڑا ہوا ہر مکان کا فرش فرش تک ہمارا ہوا
کیترون کے لاشے تڑپ تڑپ کر سر ہو رہے ہیں یہ سب حال قیطوس دیکھا گھبرا گیا حیران تھا کہ کس سے حال
پوچھوں کتیرے تک قتل ہو گئیں عرصہ دراز تک اس مکان میں پھر کہ کوئی بھی زندہ ہو تو اس سے حال پوچھوں
جب کوئی مکان میں زندہ نہ ملا سر پٹنا ہوا چلا ان سب سے ملاقات و محبت تھی ایک ایک کا نام لیکر دیا ہوا
پھاڑے بختی اتر خاک اڑتا ہوا آتا ہوا خواجہ کوہ و خان سے پاؤں کوں الگ ایک مقام پر کھڑے ہیں
کہ کان میں رونے کی آواز آئی پٹ کے دیکھا ایک جادو گر سر پہ نہ خاک اڑتا ہوا آتا ہوا خواجہ بھی یہ تعجب
ایک ساحر کی شکل بن کر تیار ہوئے پکار کر پوچھا سجائی صاحب خیر تو قیطوس نے پوچھا اے شخص تو کون ہے
اس صحرا میں کیوں کر پہنچا عمرو نے کہا میں مظلوم غریب مانگتا کھانا اور صبر بھی چلا آیا ارادہ ہے خدمت میں رہنا
غائب جادو کی جاؤں اپنی مصیبت بیان کروں تمہارا حال زار دیکھ کر گھبرا گیا قیطوس نے کہا اے
شخص کیا پوچھتا ہے ہم سمجھوں کی رحمت و آرام من ظلم و باعمر و ایسا عیار اس حوالی میں آگیا مالک کوہ
و خان کو مارا لوگ تو بڑے ہوشیار تھے تعجب ہے کہ کیوں نہ قتل ہوئے کوئی زمینیات نہیں بچا کہ جس سے
حال دریافت ہوتا عمرو نے باتیں کرتے کرتے کہا دیکھو ایک زن آتی ہے جیسے ہی قیطوس ملتا خواجہ نے
حلقہ اسے کندھے میں ڈال دیا باب مار کر بیوش کیا قیطوس کی شکل بن کر تیار ہوئے طرف کوہ و خان
کے چلے غائب جادو اپنے قہر میں بیٹھا ہوا کہ ہا ہا ہا کہ یارو میل دل گھبراتا ہے نہیں معلوم کوہ و خان پر

کیا گزری صاحبون نے جو دیکھا کہ آج شہنشاہ بہت پریشان ہیں جی بہلا نے کو ایک گان سے
اشارہ کیا وہ گان سانسے بھکاری غزل گانے لگی غزل

شعبوں سے روشن کہیں زنجیر خانہ کیجیے
آج بھی کوئی نہ آنے کا بہانہ کیجیے
ہیں اسی تپھر کو اپنا آستانہ کیجیے
سارے حرفوں کے لفظ کو مشک دانہ کیجیے
پنجہ خورشید سے زلفون میں شانہ کیجیے
دامن دشت جنون کا شامیانہ کیجیے
توڑ کر نار نفس کو کرتا زیا نہ کیجیے
جسم کیا ہو مرغ جان کو بھی نشانہ کیجیے
کوئی امی جوش جنون پیدا نہ کانا نہ کیجیے
گھنٹے کے طور سے ہر دم زمانہ کیجیے
کوئی خطا لکھیے کوئی قاصد روانہ کیجیے

پنجہ پر نور کو زلفون میں شانہ کیجیے
موت بندے کی جو صاحب آپ کو منظور کیجیے
نفس شیریں کو ہوس ہو آپ کے پاؤں کی
لکھے تیرے خال مشکین کے مفاہین لکھیں
پر تو عارضی سے ہو ہر تار موتار شعاع
بہر بیابان ملک ہیں یار و ہمساری قبر
آپ دل میں آگیا ہو تو سن عمر روان
قصہ رکھتا ہو یہ اُس صیاد کا تیر لگا
کو سے جاتان گر نہیں تو کج زندان ہی ہی
سر کے بدلے شوق سے سر لہجے عشاق کا
رات دن غربت میں دل نہخ میں ہی رہتی ہو

غرائب کتاب کہ سیر دل نہیں ملتا نہیں معلوم کہ وہ خان بہر کیا گزری یہ ذکر تھا کہ روئے کی آواز
کان میں آئی سب گہرا کے دیکھنے لگے دیکھا قبطیوس جاوڑو ہوا آتا ہے کہ ہا سے مکہ دھان سپر رو
نیری خوبصورتی اسے شحال رنگی ایسی زوجہ سے بسر کرتا تیرا ہی کام تھا مردوں میں تیرا نام تھا ملک
دخان کے لاشے کو دیکھ کر کلیجہ بھٹ گیا کون ایسا صاحب بیدار تھا کہ سبہ تجھ ایسی مشوقہ پر کچھہرہ کو قتل
کیا کیونکہ اسی حسین پر ہاتھ اٹھا غرائب نے کہا ام قبطیوس کیا ہوا جلد فضل بیان کرو بھار سے دے
سے دل ہلتا ہے تیرے والہ کا ملتا ہے قبطیوس نے سر بہت کر کہا حضور دریا میں کو دیر نیکی اپنی جان
دیدینگے ہر کو اب زندہ نہ رہینگے ای شہر پار لطف زندگی اٹھ گیا کسی نے زن و شوہر کو مار ڈالا اور
کینڑوں تک کو قتل کیا مکان تک لوٹ لیا یہ شکر غرائب نے کلام دے ماری کہا ساربان زادہ
اگیا سب جو رونے لگے کہ وہ غرائب کو خیش ہوئی غرائب نے کہا یارو غضب ہوا پہاڑ کو خیش ہی
معلوم ہوتا ہے کہ عمر کو وہ غرائب پر گیا ملازمن نے کہا یہ بات مقرر تھی سامری و شہید لکھو گے ہیں

کہ جب کوہ خرابہ پر عمر و اسکا تو کوہ کو بخش ہوگی غائب جادو نے ملازمین سے کہا کہ تو پہلے قصر
 میں ہو ذرا جائز تلاش تو کر داکر مجھے تو گرفتار کر لائو یہ بھی علامت بربادی کوہ خرابہ مرقوم ہو کہ
 بعد تباہی کوہ و خان اس پہاڑ پر بھی بربادی آئیگی جادو گرد و رُسے خواجہ تو سر جھکائے بیٹھے ہیں
 یہ باتیں سن سکر پریشان ہو رہے ہیں جی میں کہتے ہیں کہ یہ بڑا ہوشیار ہر چند ساحر کے تھوڑے
 سے میں ملت کرتا ہے ایک جادو کرنے کا ن میں خراب کے کچھ کہا خراب طرف قیطوس نقلی
 کے پٹا کما اور قیطوس آزدہ نہ تو ایک بات کہیں عمر و نے گہرا کر کہا فرمائیے خراب نے کہا اور قیطوس
 سارے پہاڑ پر تلاش کرایا کہیں تہ نہ ملا لیکن جب سے تم آئے ہو اس وقت سے کوہ خراب کو بخش
 عمر و نے گہرا کر کہا میں پہاڑ سے اتر جاؤں خراب نے جادو کروں سے کہا دروازے کو بند کر دو کیا
 ہم کسی بات میں عاجز ہیں خواجہ نے دیکھا کہ سد باب ہو خراب نے ایک دو متحضرین پر مارا آواز دی
 یا خداوند سامری و جمشید مہل قیطوس پر دھوکا ہوتا ہے یہ مقام تو آپ کے تشریف لانے کا ہوا اپنی
 کرامت ظاہر فرمائیے جیسے ہی خراب نے یہ کلمہ زبان سے کہا ایک شعلہ بھڑک کر جسم عمر و پر گرارنگ و
 زخمت عیاری کا جلادیا صورت اصلی ظاہر ہوئی پائون بھی عمر و کے زمین سے پکڑ لے خراب نے آواز دی
 او سکار خراب عباب لگا قصر میں ہر ہوا سب جادو کروں نے کہا حضور بڑے تعجب کی بات
 ہی پیران جادو و اطفال سے یہ کیونکر بچا خراب تلوار کھینچ کر اٹھا عمر و نے ملک کر دعا کی کہ اے
 پروردگار میرے تیرے وعدے میں فرق آتا ہے یہ میا قتل کرنے پر جھکتا ہوا سب جادو گنچے کھینچ
 کھینچ کر چلے کوئی نیزہ دکھانا ہی کوئی چھری سے ڈرانا ہی کوئی سامری و جمشید کی قریضین کر رہا ہو کوئی
 کتا ہو او ساربان زادے تو نے ملک و خان سپہ رو کو کیونکر مارا ایسی حسینہ پر کیونکر ہاتھ اٹھا جلاد
 کا تو نے کام کیا خراب نے ہا ہا دور کے ہاتھ تلوار کا بارون عمر و کو موٹے شعلہ خوار آتش خود آگے
 نورا کر کے لکائے جیسے ہی انکو بچ دیا چمت شن ہوئی ایک زنگی قوی تن زمین پر گر اسب جادو
 گہرا گئے کہ یہ کون ہو کمان سے آیا دروازہ بند تھا چمت توڑ کے پہونچا خوف کا مقام ہو اس زنگی
 نے زمین بٹاتے ہی خراب پر حملہ کیا خراب جادو نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے زنگی نے سب
 تلواریں سرکھائیں لیکن کوئی خط بھی نہ پڑا دوڑوں پائون خراب کے پکڑ کر زنگی نے جھڑا مارا
 عمر و کے پیٹنگ و بانہ جبر ہو گیا سنگباری و رباری ہوئی بعد عرضہ دراز آوازی کشتی مرانا مہن

غائب جادو بود اسی زنگی نے سب جادو گروں کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑے ہی عرصے میں سب کا
خاتمہ کر دیا خواجہ نے دیکھا ایک مکان میں قفل لگا ہوا ہے اُس قفل کو کاٹا دیکھا اُس مقام پر توڑے روپوں
کے پٹے ہوئے ہیں خواجہ خوش ہو گئے سب توڑے اٹھا کر نذر زہل کیے اب شعلہ خوار آتش ہو کر رہا ہے
خواجہ مقام تیغہ جو ہر بار سامری تلاش کرو جو واسطے آئے ہو وہ مطلب حاصل ہو خواجہ نے اور قصر بھی
کھوئے کہیں روپیہ نکلا کہیں ظروف سی کہیں کپڑے اسباب مختلف ہر مقام پر ملے خواجہ نے وہ
سب اسباب نذر زہل کیے مگر صندوق تیغہ جو ہر بار سامری نہیں ملتا خواجہ نے کہا اے شعلہ خوار
ان مکانوں میں تو تیغہ نذر زہل ہو شیطان بچے نے کہا خواجہ یہ وہ تیغہ ہے کہ ہا نیان طلسم نے اسے رکھنے
میں بڑے بڑے اہتمام کیے ہیں اگر غلام آپ کے ساتھ نہوتا اور آپ بیان کے مکان کھود کر چنیک مہتے
تو تیغہ کا پتہ نہ ملتا یہی قصر جو سامنے ہے وسط مکان میں ستون نصب ہے یہی قید ہے کہ لینے والا تیغہ کا
اس ستون کو اکھیڑے تب قصر ظاہر ہو گا صندوق بھی ملیگا میں نے آپ سے عہد واثق کیا ہے آپ کے
ساتھ مھیکو اُس مجمع عام میں چلنا ہو گا جہاں نور افشان و افرا سیاب سب مجمع ہونگے حبوت
آپ نخل کو قلم کریں گے اُس وقت میری جانبازی ملاحظہ فرمائیں خواجہ عمرو نے اُس ستون کے اکھیڑنے کو
کمند آصفاء یا صفا کو کالا ایک حلقہ ستون میں باندھا ایک سیل ہانچہ میں لیکر کھڑے ہوئے مخبر طلب
کیا کمند چنبی وہ ستون گرامرہ نقب پختہ کا ظاہر ہوا شعلہ خوار آتش خوں نے کہا خواجہ اب آپ اس
نقب میں داخل ہو جیے خواجہ مع شیطان بچے کے نقب میں داخل ہوئے چند سیر حیان طو کی تھیں کہ
دیکھا ایک مختصر سا حجرہ ہے اُس میں ایک صندوق کلان رکھا ہے بجائے قفل کے ماریہ لپٹا ہوا ہوا لون کی
آہٹ پاتے ہی کفچہ بلند کیا شعلہ خوار نے بڑھ کر اُس ماریہ کو ہاتھوں سے کل ڈالا اب صندوق کو
کھولا تیغہ کالا تیغہ برق مثال خواجہ نے اُس تیغے کو اپنے پاس رکھا اب شیطان بچے نے خواجہ کو
اپنے کانہ سے پر سوار کیا لیکر حلا میان افرا سیاب باغ سیب میں بھیجا ہو صرصر نے عرض کی اے
شہنشاہ خود کو کب متاع بد شعلہ حوالہ میں آترا ہوا ہو عمرو نے اس شوالے سے رہائی پائی ایسا نہیں ہو سکتا
شیطان بچہ پیغمبر ہو جائے عمرو واکر نخل سرد کو قلم کرے سب کو رہا کر کے لیجا کے اُس سے کسی بات کا سبب
نہیں ہو آپ لشکر کشی کریں گوکب کو دمان سے ہنادین یا گوکب ملکہ شعلہ حوالہ پر جا پڑے اُس کو قتل
کر کے قطع نخل کی تدبیر کرے افرا سیاب نے کہا اے صرصر تیغہ جو ہر بار سامری کا ملنا بہت دشوار ہے

بلکہ ناممکن مگر میں لشکر کشی کرتا ہوں سب وزراء مراٹھے اس واسے کو پسند کیا افراسیاب نے ایک نامہ
 ملکہ حیرت کو لکھا کہ لشکر کشی کر کے صحرائے گرد آبا وین جاؤ مقابلہ کو کب میں لشکر کو اتار دو مابعد ملت بھی
 آتے ہیں ایک نامہ مہاسیان زمر و پوش کو لکھا ایک نامہ آفات چار و ست کو تحریر کیا یہ سب نامے
 روانہ کر کے افراسیاب جاو بھی سوار ہوا لیکن میان شہنشاہ کو کب مقابلہ شعلہ جوالہ میں فروکش
 ہیں ملکہ شعلہ جوالہ نخل سرد کو گھیرے ہوئے اتری ہوئی ہوا ٹھوہر حفاظت کرتی ہر طائر بھی کوئی نخل پر
 آکر نہیں بیٹھا ایک قمری ملوک محبت بہ گل خوش آواز صد امین سوز گداز بوقت سحر وہ قمری نخل پر آکر بیٹھتی
 زمرہ سرالی کر کے چلی جاتی ہوا در کیا مجال کسی طائر کی کہ جو نخل سرد کے قریب بھی آسکے صبح کو کو کب
 دربار گاہ پر بیٹھے ہیں ایک جانب ملکہ مہار گلعدار یارین اپنے سرداروں کی غلین و ملول کو کب سے
 فرما رہی ہیں کیوں اے شہنشاہ اس نخل کا کیا انجام ہو گا ہمارے دل میں بھی حوصلہ ہے کہ ایک دن ہم بھی
 اس نخل پر سحر کریں کو کب کہتے ہیں جب تمہارا دل چاہے سحر کرو مگر شعلہ جوالہ ضرور حامل ہوگی اسکی پیر
 چاہے مہار نے کہا اُنکو میں تنکے چنواؤنگی خدا چاہے تو یہ خود پکار کر کہیں کہ نخل کو قلم کر دہ کاروں نے
 یہ خبر شعلہ جوالہ کو پہونچائی ملکہ مہار کا یہ ارادہ ہو کہ نخل پر سحر کریں شعلہ جوالہ نے اپنے مقام پر بھڑک کر
 کہا ملکہ مہار اُسکے سائے میں بھی نہیں آسکتیں اگر قصد کریں گی تو بہت پچھتاؤنگی میں خود بلبل جنگلی بجوالی ہوں
 نخل کے گرد چوکی پہرے مقرر کیے چونکہ گرم مزاج ہو جاہلون کے سر کا نام تو بلبل جنگلی بجوالی دیا ہر کاروں نے
 آکر کو کب و مہار کو یہ خبر پہونچائی مہار نے شگفتہ ہو کر کہا اے شہنشاہ یہ نیا گل پھولا گل کیفیت ظاہر
 ہوگی آپ بھی بلبل جنگلی بجوالی کے بیان بھی تقارہ زری گزر گریا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں
 شب تیر ہوا طلایہ داروں کی پکار جانین کے ساحر آمادہ حرب و پیکار ملکہ شعلہ جوالہ آج بہ ذات خود
 طلایہ دے رہی ہے اساتے لشکر کو کب کے اگر حیب منہ کھول دیا دھوان لکڑا دس بیس نابینا ہوئے
 دس بیس جلا خاک ہوئے کئی مرتبہ ملکہ مہار کو یہ خبر ہوئی کہ بی شعلہ جوالہ یہ بدعتیں کر رہی ہیں کئی ہزار
 آدمی بیکار ہوئے ملکہ مہار نے فرمایا شب تیر و تار میں وہ اپنی گرمی دکھائیں صبح کو سمجھا جائیگا جس گھڑی
 بہار پیرے عالم تباغ جہان کو شگفتہ کیا شاخ شفق پھولی گل خورشید بہ صد زیب و زینت گلشن فلک میں
 رنگ دکھانے لگا ہوا سرد چلی طاہرون نے زمرہ سرالی شروع کی بہ موجب عادت قدیم قمری خوش آواز
 بصد سوز گداز زمرہ سرالی کر رہی ہے دونوں لشکروں کو عین نخل عاشقانہ سناہی ہے غزل

مبتلا ہوں بھر شاہد و یاد شرب میں
کتے ہیں تنکو ہوش نہیں اضطراب میں
پھیلی شیمہ پار مرے اشک سرخ سے
ہم کچھ تو بہتے جب نہ کیا یار نے پسند
ہے ہیں جمع کو چہ جانائیں خاص و عام
انکھ اسکی پھر گئی تھی دل اپنا بھی پھر کیا
بدنام میرے گریہ رسوا سے ہو چکے
مطلب کی جستجو نے یہ کیا حال کر دیا
نا کامیوں سے کام رہا ہم بھر ہمیں
ہوا اختیار یار میں سود و زیان مگر
کیا جلوے یاد آئے کہ اپنی خبر نہیں
ہیں سمجھو دپا سے منہ پر دم و داغ

شوق شراب نے مجھے ڈالا عذاب میں
سارے گلے تمام ہوئے اک جواب میں
دل کو غنیمت شمار ہوا بیچ و تاب میں
دوست اس قدر غلطی اتنا تاب میں
آباد ایک گھر ہر جہان شراب میں
یہ اور الفتلاب ہوا الفتلاب میں
اب عذر کیا رہا نگہ بے حجاب میں
حسرت بھی اب نہیں دل نا کامیاب میں
پیری میں یاں ہر جوہر میں تھی شباب میں
فاضل تھے ہم جہان سے قصا کے حساب میں
بے بارہ مست ہوں میں شب یا تاب میں
مومن خدا کو بھول گئے اضطراب میں

کوکب کوکب پر سوار ہوئے پست پر تمام لشکر ایک طرف ملک مہار گلعذار گزرے کثیران ماہ خسار جیسے ہی
قمری نے یہ غزل گائی کوکب نے دیکھا رنگ روئے مہار رتغیر ہونے لگا زلفون کو پریشانی آئینہ خسار پر
جیرانی کوکب نے جو مہار کا یہ حال دیکھا کچھ کسم پھر پھر آواز دی کیون مہار رزج کیسا ہو مہار نے
غنیہ دہن واکیا کیا اور شہنشاہ کوکب صدا سے قمری سنکر دل کانپ رہا تھا جی چاہتا تھا نخل سرو کے
گرد و پھرون آپ کی صدا سے روح کو راحت طلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی کوکب نے کہا
اور ملک مہار ہو شیار ہوا سوقت سحر کی بوچھاڑ ہر میں نے طائران سحر کو اڑتے ہوئے دیکھا تھا تبھی نہیں
معلوم ہوتے اور تمھاری ہی فکر ہو سعلہ جو الہ بلا کی ساحرہ ہو تمھاری فکر ہی ہو مہار نے کہا اب
میں ہو شیار ہوں آپ مطمئن رہیں کہ صفین جبین لشکر آراستہ ہو انقیب نقابت کر کے تھے سعلہ حوال
بھرتی ہوئی میدان میں آلی کان سے سعلہ آتش ناک سے چنگاریاں منہ سے دھواں نکلتا ہوا ایک
طاؤس پر سوار پکار کر آواز دی ملک مہار گلعذار کمان ہیں آج نکلیں تو احوال معلوم ہو نو سہی کہ غنیہ
ازد و شگفتہ منوگل حیات کو پرمردہ کروں باغ عالم میں بے ثمر میں اپنی سحر و ساحری پرست بھولی ہیں

جن غائب خوشنواں باغ سحر و ساحری ہوں یہ ککر جوائے پکارا ملک مہار نے اپنا طاؤس زرین بال
 بڑھایا شہنشاہ کو کب سے اجازت لی میدان میں آکے پہنچیں شعلہ جوالہ نے منہ کھول دیا دھوئیں
 نے تمام میدان کو گھیر لیا کثیران مہار میں غریو بلند ہوا چکاریاں آگ کی یون چلتی تھیں جس طرح
 شب تیرہ ڈار میں جگنو چلتے ہیں مہار دھوئیں میں بند ہو گئیں شعلہ جوالہ نے پکار کر آواز دی وہ مارا
 بعد تھوڑی دیر کے دھوئیں سے ایک برق چمکی کچھ بوندیاں پڑیں تمام دھواں غائب ہوا دیکھا ملک
 مہار شگفتہ طاؤس اُڑا رہی ہیں آواز دی نسیم سب کو کمان چلی گئی وقت کچھ تیرا ہی کام ہے یہ ککر تنگ
 دی ایک گجرا پھولوں کا ہاتھوں سے کھول کر طرف شعلہ جوالہ کے پھینکا شعلہ جوالہ نے منہ کھول کر
 دستک دی ایک خنجر چمک کر آئے جگرے کو کمانا پھول مرچھا کر زمین پر گرے ہوا ہے گرم چلی ملک مہار
 کا چہرہ تغیر ہوا شعلہ جوالہ برسی ملک مہار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک آنچورہ پانی بھرا ہوا کلا طرف
 شعلہ جوالہ کے پھینکا آواز دی بوا ہوشیار ہو جاؤ ہوا ٹھنڈی چلی وہ گجرا کٹا ہوا جو زمین پر پڑا تھا وہ پھول
 پھر شگفتہ ہوئے ہوائے اُسکو اڑایا بارش پھولوں کی ہونے لگی نسیم کے مجھو کون سے آواز آئی اوشما چل
 گوشتس ہوش سے سن لفظ

کشتہ اک عالم تر شہم لعبت خود کام کا
 رت پ غم گورین انجیل جوانی میں مجھے
 تختہ میت منلاق یار میں معراج ہے
 بادشاہی ہو گدا کی کو چہ دلدار کی
 اچھ منہ عاشق سے ملتی ہی نہیں آنکھیں
 طوق زندین گردنوں میں غم لہو کی چٹائی
 داخل کتبہ ہوا کتبہ عدم سے برہنہ
 گیسو دن نے کر دیا وہ چہ حسن ہوے بار
 ہر سیستہ میں اپنی عالم دیوانگی
 سرکشی آخر منہ روایہ کوہ تی ہر شکست
 باد جو آیا طواف کتبہ میں آتش وہ ماہ

استخوانوں میں مزا پاتے ہیں سگ بادام کا
 دو پہر ہی موسم گرما میں وقت آرام کا
 دمی آنا جانتا ہوں موت کے پیغام کا
 زیر پاہر اک قدم ہو یاں محل آرام کا
 نشہ اندر سے شراب حسن کے دو جام کا
 نیل گلشن کو ہر غم اس سر و سیم نام کا
 پردہ عاشق نے نہ رکھا جامہ احرار کا
 نوز ہوتا ہر زیادہ تر چہ رخ شام کا
 حلقہ چشم پر ہی خطا ہے ہمارے جام کا
 ٹوٹا ہر ٹخن پر بجا خشت خام کا
 حال بدتر تھا کستان سے جامہ احرار کا

یہ صد اوجوان ہیں شعلہ جوالہ کے پونجی جھونے لگی آنکھیں بند ہونے لگیں کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی زمین
سے نکلی اُنے چھینٹا پانی کا ستھر پر شعلہ جوالہ کے مارا کبابی بی ہوشیار ہو چھینٹا دیکر وہ زمین میں غائب
ہو گئی شعلہ جوالہ ہوش میں آئی کہا اے مبارک کسان جاؤ گی چاہا کہ دستک دوں مگر مہار نے موت کا
چھپکا سر سے اتارا آواز دی کہ اوشعلہ جوالہ ذرا ہوشیار ہو جیسی ہی چھپکا ٹوٹا پھولوں نے اپنے رنگ
دکھائے عینے ناشگفتہ شگفتہ ہوئے شعلہ جوالہ کی بقیاری بڑھی ایسی پھولوں کی بارش ہوئی کہ گرد
شعلہ جوالہ کے پھولوں کا انبار ہو گیا اٹھا اٹھا کر پھولوں کو شعلہ جوالہ سوکھنے لگی ایک طرف سے آواز آئی
میں بھی حاضر ہوں تحفہ لکیر آئی ہوں بلغ عالم کے عجب رنگ ہیں ہمارے میں ڈھنگ ہیں شعلہ جوالہ
نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہین پھولوں میں لہری ہوئی سامنے آئی گلے سے اپنے ایک ہار اتار دیا وہ
گلے میں شعلہ جوالہ کے پہنا دیا کہا بوا عشق مبارک میں بڑے بڑے میں ہمیشہ شگفتہ رہو گی گوش ہوش
دا کر و بدل یہ اشار سنو اشار

کانون میں ترے دیکھے سونے کے کر پھول پیدا کرے سوز رنگ کے گونا گونا چمن پھول ساتی یہ مبارک چستان ہر دو ہفتہ دل سادگی یار کے اوپر ہر نکلت زلفون کی لٹک دیکھو کے سودا کی ہوسل ستے ہیں جو شہرت تری ناوک فکری کی عشرت کدہ عاشق و معشوق نہیں باغ بلبل سے جو کی ہر کبھی اُس شوخ نے گری بیخامدہ قمری کا ہر یہ درد سر عشق آنکھوں کو نہ دکھلا میں ترے غصے کی صورت بیوجہ یہ انکا رسم آغوشی کا کیسا ستران کے عومض چکا پڑھوئے لکین	ای سرور وان بھول گئے مرغ چمن پھول مکھن نہیں رخ سارے اک غنچہ دہن پھول پانی بھی جو باگون تو پلا مشفق من پھول جھجکا ہونہ مد نظر اپنا نہ کرن پھول ناک بدنی پر تری گل کھائے سن پھول ہوتے ہیں خوشی ایسے کہ جاتے ہیں ہر پھول رو لہا ہی بلبل نہ تو اک شب نہ تو لہن پھول جھجکوائے گئے بھاڑ میں ہیں بکڑوں من پھول پھل ہی نہ تو رکھتے ہیں نہ کچھ سر چمن پھول نماں اپنی چین پر کی کرین چین و شکن پھول کامنا نہ تن ایسا ہر نہ اٹکا ہر جان پھول آتش سے غم کو کے ہنایا اہل سخن پھول
---	---

اس نازنین نے یہ نازل سامنے شعلہ جوالہ کے گالی اور سب پھولوں کا زیور اتار کے شعلہ جوالہ کو پہنا دیا

ہاں بوجھیں پھولی پھولی رہو کبھی مکی نہو بہار پیارے عالم کی ضمانت میں تملو دیا بہار سے منہ نہ پھیرنا یہ لکھو
مازین غائب ہوئی شعلہ جوالہ چپ کھڑی ہو چھو لون کو سو گھنٹی جاتی ہو بعد عرصہ دراز میدان سے بڑھی
چکیاں بجاتی ہوئی کچھ چلے چلے گالی ہوئی زیور پھولون کا جواپے بن میں دیکھا پھول گئی پکار ٹھی
ای ملک مہار گلندار کینر شتاق جمال ہواپ کی شگفتگی سے یہ دعا تو بھی نہال ہو ذرا سا شے تو ایسے
رنگ روے انور دکھائے ملک بہار سہتی جاتی ہیں کئی مرتبہ سامنے آکر چہرہ بے نظیر دکھایا اب بھاری
شعلہ جوالہ کی اور بھی چاہتی ہو خدمت میں ملک مہار کی حاضر ہوں گرد پھرون تصدق ہوں شاربون
ملکہ مہار اشارہ کر رہی ہیں گوکب نے پکار کر آواز دی ای مہار کیا کتنا کیا رنگین ہو کر یا دشمنوں کو خار
و یا شعلہ جوالہ بھڑکتی ہوئی آتی ہو کہ صرا سے گرد آڑی دیکھا سب نے ملک حیرت جادو تخت یا قوت لگا
پر سوار گردشاہ لویان وزیر نادیاں تخت ملک حیرت کو گھیرے ہو۔ یا قوت زرم دیا یہ تخت پر ہاتھ
رکھے ہوے پانچون عیار بیان خواں خسہ شکار کیا حیرت آگے آگے اہتمام کرتی ہوین صرصر کی جو نگاہ
شعلہ جوالہ پر پڑی کسا ای ملک عالم غضب ہواپ کی ہمیشہ نے شعلہ جوالہ کو کس رنگ میں پھنسا یا
دیکھے تو اسکا کیا حال ہوسات لاکھ جادو گرون کا شکر حیرت کی ایشٹ پر سب نے شعلہ جوالہ کو
دیکھا مبہوت لب پر مہر سکوت جوش و خروش میں ملک مہار کی جستجو کر رہی ہو کبھی بقرار ہو کر پکارتی ہو حضور
کس مقام پر ہیں نوٹھی کو حیلدا اپنے پاس بلا کیے زیادہ نہ ترسائے لفظ

بلبل مست کی صورت سے گلستان چلے
رات بھر کے لیے گھر میں مہر صمان چلے
پچھے پچھے ترے ابرو گریزان چلے
ہند سے کوئی جو کہے تو بدخشان چلے
تیج کی طرح سے میدان میں عیان چلے
ٹھنڈے ٹھنڈے سے طرف کو غریبان چلے
کس سے کتا دی وہ فارگر ایمان چلے
قصہ رہتا ہی یہی پانوں کو بان دان چلے
ملوک و زنجیر ہیں بھی زندان چلے

کو چہ یار میں چلے تو غزل خوان چلے
ہون کو ملتا نہیں وہ ماہ نہیں تو کستا
پانوں میں تار ہے رفتار کی طاقت باقی
زلف میں لعل لب یار کا مشتاق ہر دل
شوق صحر اکا جو ہوتا ہو تو کستا ہر جنون
دم فنا کیسے اپنا نفس سرو کے ساتھ
کائنات عشق فرشتے کی نہیں ستے ہیں
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہیں جب سے
رہنما جوش جنون سا ہر مہار گل میں

زحمت کے سو دھین اک غم بس کی آتش

بس مہبت دیکھ چکے خواب پریشان چلے

حیرت کے جو دور سے یہ عالم دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ملک بہار رنگ سحر دکھا رہی ہیں حیرت کو مہبت عصہ آیا
پکار کر آواز دی کیون میاں تمھاری ہے ادبی نہیں جاتی یہ لکڑا آواز دی اور طائر زنگین شعلہ جوالہ کو
بچانا دیکھا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اگر شعلہ جوالہ کے چرخ مارا زمرہ سرائی کی منہ سے شعلہ آتش
نکلے طائر جل گیا وہ خاک شعلہ جوالہ پر گری شعلہ جوالہ کو ہوش آیا ملک حیرت کو دیکھ کر مہبت شرمالی لشکر
کو اپنے آواز دی ارے ملک بہار کو مار لو یہ باغی جانے نہ پا کے تمام لشکر شعلہ جوالہ کا جا بڑا اوصاف
مبار کی بھی کنیزیں آپرین جب تک لشکر حیرت پہنچے یہ دونوں لشکر آپس میں ملے سحر ہونے لگے
مبار نے گلدستے مارے پھول برسائے ہزاروں کو دیوانہ کر دیا شعلہ جوالہ کو زخمی بھی کیا ہزاروں
جادوگر شعلہ جوالہ کے سر ٹکڑے ہیں غل مچا رہے ہیں کوکب روشن ضمیر یہ سب معاملے دیکھ رہے
ہیں تخت ملک حیرت بہ صد شوکت جو قریب آکر پہنچا دیکھا لشکر بہار زوال میں ہی شعلہ جوالہ پر وہ
آفت ہر جہان پھولوں کا انبار دیکھا پلٹ پڑی پھول اٹھا کر سو گھنے لگی جوش و خروش بڑھتا جاتا ہی
حیرت کو نہایت ناگوار ہوا آواز دی کیون ہوا بہار ہم سب باتوں کو مٹاتے ہیں تمھاری ہے ادبی برہمنی
جاتی ہے بس اب سحر نہ کرنا اور نہ تمکو ملال ہو گا تمھارا سحر تمھاری ہی گردن پر سوار ہو گا بہار کے غریب میں
جوش و خروش ہو لو ٹا سا قد سائے میں نخل کے کھڑی ہوئی ہاتھ ہلا رہی ہیں رنگ رو سرخ پکار کے
آواز دی او شعلہ جوالہ کیون نہیں بھرتی انجام سحر کا مراد کھامے کچھ ہلو بھی سنا دے ہم تو تیرے دست
شفاق ہیں یہ جو پکار کے بہار نے کہا شعلہ جوالہ کا اور زیادہ چہرہ سرخ ہوا بیتاب ہو کر پکارا ٹھنی خنوں
میں بھی میں بھی اصل کیفیت یہ نظر

غیبی کی طرح چلتی ہے ہر زبان دل
ہر برگ گل زبان تو غم پہ دہان دل
کتا تمھارا ظلم جو ہوتا دہان دل
حیرت یہ نظر کہ نہیں آتا دہان دل
ہوتا اگر تمھارے جو چشم و دہان دل
شاید ہو تنگ صورت غم پہ دہان دل

اڑ جاتے ہوش سنتے جو دم بھر فغان دل
کیونکر فرسے آرائیں نہ اس سر و ناز سے
امرت خدا کے سامنے فرداے حشر میں
باتیں شب بے راق میں کرتا ہرات بھر
لیتا لبون کے بوسے دکھا کر قریب کو
آتا نظر نہیں کمر یار کی طلسم

حیرت کے جو دور سے یہ عالم دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ملک بہار رنگ سحر دکھا رہی ہیں حیرت کو مہبت عصہ آیا

کیا مصلحت تھی اس میں خدا سے قدر کی
حسرت ہو کر کیا نشانہ تیرنگاہ کی
کرتا ہزار صورت بیل کیس طرح
ہوتا ہر تخیلے میں پھر ہر کلام کون
آتی ہر بے دہن جو صد اول سے آہ کی
اسی نور ایک قافیے میں ہر غزل تمام

دل تو بتایا پر نہ بتایا دہان دل
سوفار کی طرح جو کھلا ہوا دہان دل
ظاہر ہر رنگ گل تو نہیں ہوا دہان دل
سننے تو ہیں یہی کہ نہیں ہوا دہان دل
ثابت ہوا اس دلیل سے ہم ہوا دہان دل
موزون ہوا طرح کیے ہیں دہان دل

یہ اشعار پڑھ کر نیچے کے قبضے پر ہاتھ ڈالا حیرت نے دیکھا کہ خاتمہ ہوتا ہوا اب شعلہ جوالہ اپنی جان دیدی
میری بات نہ سینگلی غصے میں سخت سے کو دڑی ایک دستک دی کما اور کلفروش لینا ایک برق چمک کر
شعلہ جوالہ پر گری اب جو بہ نگاہ خورد دیکھا ایک سنہری پنجہ چلتا ہوا گرا آئے زیور پھولوں کا جسم شعلہ جوالہ
نے جو چکر چھینک دیا اسی سنہرے پنجے نے شعلہ جوالہ کا سمودھلا یا شعلہ جوالہ کو ہوش آیا شرمندہ ہو کے
کھڑی ہوئی حیرت کو جھجک جھجک کر سلام کرنے لگی حیرت نے پھر دستک دی اور آواز دی بی مبار کو
لینا ایک پنجہ چمک کر طرف مبار کے چلا مبار نے ہر چند روکا نہ کہ مبار کے منہ پر پنجے نے ایک چھینٹا
اپنی کا مارا مبار بہوت ہوئی طرف حیرت کے چلی اور پکار کر آواز دی ہمیشہ مجھے تم سے کیا عذر ہی میں نے
تو کبھی سرکشی نہیں کی دیکھو شعلہ جوالہ کا سحر اتار دیا اپنے ہوش میں ہر من بھی حاضر ہوں مجھے کب خیریت
سے عذر ہو یہ کما مبار ددڑی جھجک جھجک کر می سلام کیے اب تو کوکب کو بیت ناگوار ہوا پکار کر آواز دی
او حیرت بس کہا شک سرکشی کو ملی یہ کما گھوڑا بڑھا یا حیرت نے ایک گولہ کوکب بھی مار دیا وہ گولہ
کوکب نے جو آتے دیکھا ایک پھسلی مار دی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا کما حیرت دیکھو اسی گولے سے ایک
عورت نکلی اس عورت کے ہاتھ میں پککاری تھی وہ پککاری منہ پر مبار کے ماری مبار کو ہوش آیا
کوکب گھوڑا بڑھا کر حیرت پر جا پڑا حیرت نے سحر کی بوچھاڑ کر دی کوکب ہنس رہا ہو جب کوکب زندان
نمایان ہوئے سحر پٹ جاتا ہوا حیرت کو دفع کرنا مشکل ہوتا ہو جب دس پانچ سحر حیرت نے کیے تو
کوکب نے کما او حیرت میں بھی کوئی سحر نہ رہا جا بگی امان نہ پائیگی شعلہ جوالہ کی اب جو شامت
آئی اس نے اپنا سحر تیار کیا کوکب پر برق چمکائی وہ برق کا ندھے پر کوکب کے گری زرہ کو کاٹا کوکب نے
پٹ کر اسی برق کو اشارہ کیا وہ برق کوکب کو شعلہ جوالہ پر گری شعلہ جوالہ کے دو ٹکڑے ہوئے

شعلہ جوالہ کا فنا کہ پھر حیرت سے کوکب نے کہا بس میرے سامنے سے ہٹ جائیگا خیال آتا ہو کہ افراسیاب
 مجھے شکایت کر گیا حیرت کب ماتی ہو کوکب پر سحر کیجیے جاتی ہو مہار سے مرتبہ فرماتی ہیں افراسیاب
 آپ ہٹ جائیے میں اسکو جواب دوں گی کوکب نے کہا تمہارے روکے سے نہڑیگی حیرت نے کار دھری
 پھینک ماری کوکب نے کار پر ہاتھ مارا کار و ترپ کر رہی حیرت کے گری سر حیرت کا زخمی ہوا
 کوکب نے چاہی حیرت پر جا پڑوں کہ آسمان پر ابرہت رنگ پایا ہوا افراسیاب اس میں مخفی ہو کر برابر
 طائر زمرہ سرلی کرتے ہوئے بڑنگ سرخ و سبز و زرد بہ صدر غنائی بدلتا ہوا ہشت پر کثیران زردین پوش
 بعد ناز و اداز نگ رسیان کرتی ہوئی پکار رہی ہیں افراسیاب افراسیاب کی یہی صورت ہوا انقلاب کی
 یہ جو سب نے دیکھا کہ اس دھوم سے افراسیاب آتا ہے سر سبھی علی غنچے چٹکے پھولوں نے رنگ
 پڑے شاخوں نے ہاتھ بڑھائے گل سر سبز و شاداب وجد میں آئے وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا افراسیاب
 تاج پہنے ہوئے گرد مصاحبان و مسازگس رانی کرتے ہوئے کیا مجال ہے کہ کوئی جانور قریب افراسیاب
 آئے طائران ابر طائر غیر کو پر مارتے ہیں کئی طائر اڑتے ہوئے اس غول میں آئے طائران ابر نے پھر پھاڑ
 کر انکو پھینک دیا افراسیاب نے جو حیرت کو زخمی دیکھا ہے میں آواز دی کیون او کوکب تو نے
 ہمارا پاس نہ کیا کوکب نے کہا مجمع عام ہر جب اسنے سحر کی بو چھاری تب میں نے بھی ہاتھ ہلایا اسکام
 زخمی ہوا شعلہ جوالہ کا لاشہ دیکھ کر افراسیاب بہت گرم ہوا طرف کوکب کے چار کہا افراسیاب آج آسمان
 سحر ہو شعلہ جوالہ کو مارا حیرت کو زخمی کیا اب کوکب نے بھی آستینیں اٹھیں کہ آسمان پر برق چمکی اور دھماکا
 افراسیاب کیا کرتا ہے اسچین لڑکا ہزار ہا بندگان سامری بارے جائیے سب نے دیکھا کہ ماہیان
 بہ صد جوش و خروش آکر پہنچی برابر افراسیاب کے آکر کھڑی ہوئی کہا افراسیاب اپنی جان کو غنیت جانو
 اور چلے جاؤ اگر ہم دونوں ملکر سحر کریں گے تمہیں جان بچانا مشکل ہوگی کوکب نے کہا افراسیاب شرم کر
 نانی امان تمہاری زبان و لہجہ کہہ رہی ہیں میں سحر کروں تو زبان کٹر گریہ سے ماہیان نے کہا کیا مجال
 افراسیاب کوکب نے بادشاہ پر دھمکات ہوئے وہ سحر کروں کہ راستہ نہ لے لکھتا دشتوار ہوا دھر سے ماہیان
 خرمی اودھر سے کوکب نے قصد کیا کہ ماہیان پر جا پڑوں کہ پہلو سے نعرہ ہوا افراسیاب نے نو افشان
 تمہارا یہ مرتبہ منین ہو کہ اس فاحشہ سے مقابلہ کرو میں آکے اگلی گردن بٹھاؤں سب نے دیکھا کہ بہرین
 روئین تن جوان صفت شکن بڑے زور و شور سے آکے پہونچا گھڑے پر سوار زنا رزمیہ گلو

اجوان خوش رو سپر پشت پر تھوڑا برقیاب قبضے میں کئی سو جوان زار و زار بصد شوکت و وقار نیرے ہلاستے
گھوڑے چمکاتے پیدا ہوئے ہر مہین طرت ماہیان کے متوجہ ہو کر کوکب نے افراسیاب پر قصد کیا
طرف سے کوہ زرخیزی کے ریزہ قواراٹھا اس میں برق کی چمک رعد کی گرج عورتوں کی باتوں کی آواز
سب اسی طرف ہیٹھے لگے دیکھا آفات چار دست بست تخت اڑاتی ہوئی لال چھری سر سے
وہلکی ہوئی چندیا چمکتی ہوئی پائیس ہڈیاں سنہری چار طرت سے اس کو گیرے ہوئے چائون چائون
کرتی ہون خبر آئندہ و گزشتہ زبان پر جاری ایک کہتی ہوئی کہ بواب زمانہ و انقلاب ہر دل بیت بتاب ہو
دوسری کہتی ہوئی ہمارا کوئی کیا کر سکتا ہے تیسری کہتی ہوئی جب زوال آ یا سب اچھین بٹلا ہونگے ایک
کہتی ہوئی ہم خدمت سامری میں جائیگے جہاں مصیبت نہ اٹھائیگے اپنے اپنے طور پر خبر آئندہ و گزشتہ
بیان کر رہی ہیں آفات منع کرتی ہیں بیسیویہ باتیں نہ کرو پیر سے بچے کو نالوار ہوتا ہی جو ہونا ہو گا وہ
تو ہو گا سب حالات میرے ناخون پر لگے ہیں لیکن بیان کرنے سے کیا فائدہ آفات جو آئی کر
افراسیاب کی مضبوط ہوئی پکڑ کر آواز دی کیوں کوکب تمہیں مانا آپڑوں کینراں سامری کو
خون کہ تجھ کو چہ سہاڑ کر چھینک دین کوکب طرت آفات کے پٹے تھے کہ طرت سے تھم نور افشانی
کے ایک ابرو ہر نشان پیدا ہوا اور آواز بیت ناک آئی آفات خبردار اگر ایک سوے جسم کوکب کم ہوا
سب تیلیوں کو جلا دوں گا تیر غم و نشان خاک میں ملا دوں گا سب نے دیکھا شہنشاہ نور افشان
بصد شوکت و شان تخت یا قوت کے احمد سوار کچھ تپتے سنہرے گرد تخت کے نیچے ہاے برہنہ ہاتھ
میں لیے ہوئے کہتے ہیں استاذ کینراں سامری پر چار مین ان شعلوں کو چہ سہاڑ کر چھینک دین
نور افشان نے آفات کو لکھا آفات نے طرت نور افشان کے رخ کیا نور افشان طرت
آفات کے متوجہ ہوئے برہنہ مقابلہ ماہیان میں کوکب بہ مقابلہ افراسیاب نور افشان سکا
آفات چار دست کے پہونے دابھین میں شکر ہاے شہنشاہ آسمان پر لگے ہاے ابر چمک رہے
ہیں زار ہا طائر اڑ رہے ہیں زمین سے غبار زرد اٹھتا ہے نکلے ہاے مہر کانپ رہے ہیں معلوم ہوتا ہے
کہ تھم کر گریئے عجب طرح کا ہنگامہ ہوا اس ہنگامے میں آفات نے ایک سنہری تیلی کو اشارہ کیا اور اس سے
نور افشان نے ٹکڑیاں سنہرے تیل پر جا پڑا دونوں میں جنگ ہونے لگی شعلہ ہاے آتش دونوں
آسمان سے چھوڑ رہا ہے ہر ایک جھانکے کے ساتھ چل رہے ہیں آفات بھی اشارہ کر رہی ہیں نور افشان

ابروے خمدار ہلائے کئی خنجر چپک کر پتلی پر گرے پتے سے ہاتھ جھا کر نیچہ مارا پتلی نے سر کے گرد ہاتھ
اچٹ گیا نور افشان نے کہا او طاقم قتل میں اس قتل کے اتنی دیر کیوں خون نہ کرتا ہی تیلہ یہ مسئلہ
پتلی سے لپٹ گیا آسمین کشتی ہونے لگی پتلی اپنے کو پاتی ہی تیلہ پھپھیا نہیں چھوڑتا کبھی چاہتا ہی کہ
ہاتھ دون ریل کرے دوڑوں کبھی لہا نیچہ مار دیا تڑا تھا ہوا سب نے اور زنی آفات نے کہا او قتل
یوں مرقی ہو پتے کی کیا حقیقت ہو تو ساکن کوہ زبرجدی ہر پتلی ٹرپ کر پتے سے لپٹنے لگی تیلہ کا
چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا نور افشان کا بھی کچھ اشارہ ہوا پتے نے دوڑوں پاؤں تلی کے تھا
جھراٹا مارا پتلی کو جیر جھینک دیا پتلی کا مزا صورت انقلاب تو نظر ہر تھی کہ غبار زر و بلند ہوا پتلی کا مزا
غضب ہو گیا وہ اندھیرا چھپا یا کہ تمام صحرا غلات بن گیا اندھی سیاہ انھی آواز کی کشتی مزا مہر میں
کنیر سامری بودا فرسیاب کوکب پر جا پڑا ماہیان زمر و پوش پر بہرین رویت من جا پڑا
آفات و نور افشان سے سر چلے لگا اس وقت کا ہنگامہ کیا تھا کہ گردن زمین کو چھین ہرسان پر
لکھ دے ابرہہ اسے ہین طائر غل پیارے ہین چالیس منزل کے گرد ہین وہ ہر آسمین یہ ہنگامہ
افراسیاب کے ہاتھ سے گوسے چل رہے ہین ماہیان زمر و پوش کے عجائب و غرائب آفات
کے شعبہ سے ہر خرد و کلان معر و سحر سازی ساحرون کی شعبہ بازی ہنگامہ کی رودار بلند
کس و ناکس در و بندہ لاکھوں لاشے زمین پر لوٹ رہے ہین بڑے زور و شور سے سحر چل رہے
ہین غلما سے سحر اشل شمع کا نوری جل رہے ہین ان چیدہ ساحرون کے سحر قیامت کے دنا
طاہرون کے اڑنے کے سناٹے برق خالط کی چپک مہار کے پھولوں کی مہاک جب گلدستہ
مارا گورے گورے ہاتھوں سے دستک دی نہر و نہار جادو کی پھولوں کی بوسہ ٹھکرتا ہوا
ردیف ہمارے یہ اشعار جرت آمار پر پڑنے لگے اشعار

<p>شاخ گل پرکب چمکتے ہین یہ مرغان بہار گل کھلے ہین موسم گل ہین ہر سامان بہار چاہیے غنچے بلائیں لین نقد ہونے سیر گل ہر شاخ و بادہ ہر شاخ تو ساقی ہر صبا جوش مستی سے ہوا جوش لجنین کیو مگر ہون</p>	<p>شکر کرتے ہین گلستان میں غنچہ لوان بہار مست لیبوں کو ہر لازم شکر احسان بہار لشت گل میں دھونے شکر یا سے عمان بہار سیکد ہر گشت گلشن ہر گلستان بہار نشد نضاد کا سنہ بہر مرغان بہار</p>
--	---

رقص کباب لغتہ طبل سے جنت ہو چمن
ہر پوش گلدستہ گل اس سے ہن آراستہ
برگ و برگ کا ذکر یہاں خار تک زیر لکین
حنہ لیبون کو گلون سے ہر ہر آغوشی نصیب
فصل گل میں تو یہ بل سے ہر رعنا کو الم
نرس دگل کا نقب ہر حور و غلمان بہار
تخت گلزار ہر اوزنگ سلطان بہار
کشور گلزار میں جاری ہر فرمان بہار
وہل اب بیواسطہ ہر مرعشان بہار
بے مرد سانی ہر سب برباد احسان بہار

افر آسیاب نے جو دیکھا زنگ سحر بہار جہاں دو ہزار جوان سر ٹکراتے ہوئے آئے من ہزاروں نے جان
دیری سیلڑوں جان دینے پر آمادہ ہیں کوئی مجنون کو پکار رہا ہو کوئی فرما دکانام لیکر لنگار ہاں کوئی کستا
ہو مٹنے قصہ عشق یوسف و زلیخا خوب سنا ہو ایک کستا ہو مٹنے قصہ لیلی و مجنون کلا بون میں دیکھا ہو
ایک کستا ہو بین دیوانہ ہو جاؤ لنگا افر آسیاب نے اشارہ کیا پرہ کوہ سے ایک نازنین حسین بہ بیدا
ہوئی ان بھون کے سامنے یہ اشعار عرت آثار بڑھنے کی نظم

خوب بیار کو اچھا کیا عیا ہو کر
پہو بچے ہم منزل مقصود کو رسوا ہو کر
دل اب اٹھو نے بہا جاتا ہو دیا ہو کر
چھوڑ دے دامن یوسف کو زلیخا ہو کر
چرخ پر چھیک نظر آگس تارا ہو کر
خانہ کعبہ میں پہونچا ہون کلیسا ہو کر
پتلیان بھی نظر آتی ہیں مناشا ہو کر
قتلے کر دے نہ تیا مست کہین بریا ہو کر
یہ کسے رستے میں بچتا وگے رسوا ہو کر
دم نہ دو بہر حسد اچھو مسحا ہو کر
دل حسینون کو دیے دیتے ہو رعنا ہو کر

نہ دیا شربت و مہلت بہت ترسا ہو کر
کھو کے ناموس ہوا وصل منہم مہک نصیب
غیر ہر عشق پیرا شوب کا طوفان لہجہ
عشق صادق میں نہیں نام کو کچھ ننگ کا کام
رات کو اس دردندان کا تصور جو نہ تھا
بند گیسو کے بندھا ہو مجھے ابرو کا خیا
شوخ چشمی تری امتداری چشم بد دور
خیر ہو بزم سے وہ آفت جان اٹھتا ہو
قتل کرتے ہو کر و شوق سے اب بسم اللہ
دین بھی نعت بان کرتے ہو اہر حضرت دل
یہ دل آندارتو میں نام کے دلدار فقط

نہاں کلکات راتوں سے ہوا ابرو بہا ہوا

جب اس نازنین نے یہ اشارہ گائے ان سب کے ہوش درست ہوئے ہر مرتبہ سحر بہار گلنگ جہاں
افر آسیاب اسے منادیتا ہو ایک ہنگامہ برپا ہو افر آسیاب کستا ہو آج یقین ہو کہ فوجین نہ باقی ہیں

لاکھوں کے خون ہو گئے آفات کتنی ہرج کو کسب کو زندہ نہ جانے دوں گی ہر مرتبہ آفات چار ہست
 نورافشان کے سانس سے بھاگتی ہر کو کسب کی طرف قصد کرتی ہر برہمن روئین تن جوان صفت
 کو کسب پر سینہ سپر جس کسی نے کو کسب پھر کر نیکارادہ کیا برہمن پہلے آگے بڑھ جاتا ہر سینہ سپر کرتا ہر
 کو کسب کو بچاتا ہر لپکار کر افراسیاب کو یہ سنا تا ہر کہ او بے غیرت تھکے شرم نہیں آتی نالی دادی کے
 بھروسے پر دعویٰ سلطنت ہو شرابا ہر ہم بھی کسی مقام پر نہیں کہتے مستورات کا میدان میں آنا جنگو
 مبارک ہوئے سنکر افراسیاب اور زیادہ تھلا یا چپک چپک کے رٹنے لگا عین گری جنگ ہر نخل سرو
 لٹتے ہوئے الگ آگے ہیں وہی قمری چور و زمرہ نخل پر زمرہ سرالی کرتی تھی وہ قمری بھی زمرہ سرالی
 کر رہی ہر مگر نہایت ملول و حزن رنجیدہ و غمگین زمرہ سرالی میں وہ مزاحنین کہ پہلو سے سرو سے قمرے
 کی آواز آئی کہ اشداید کافران بھیا وایا بکاران پر دغا شرم ہر بدشت طاری نیم تنگ بحر عیاری ماہ
 آسمان جلالت و جرات یکہ تاز میدان سلطوت و شوکت لغزہ خواجہ عبد و صنف مصنف

مرزا نام ہو خواجہ خواجگان	عمر و دی شرم متر متران	مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر قدر شیدا ہوا	اڑتا ہوں کھال کے مین دھوئیں	تھکا تا ہوں شمن کو ہر دم کنوئیں
مرا کر ہر گلشن قیل و قال	مری چال سے ہو صبا پانمال	غلام کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھامری گرو پا پوش کا	مرا افسر و فی شرم نامدار	امیر عرب شیر پروں گار
یسی فتح و نصرت کی تدبیر ہر	کہ آقا ہمارا جانا لکسیر ہر	افراسیاب نے پٹ کر دلجھا

عمر و ایک دیو کی گردن پر سوار آسمان سے اترتا ہوا آتا ہوا افراسیاب نے چاہا پلٹون نورافشان
 نے جھپٹ کر گولہ مارا کہ افراسیاب پر گاہ برسے لگی افراسیاب اس کا دفع کرنے لگا اتنے عرصے میں
 عمر و قریب نخل پہونچا آفات دما ہیان بھی مجبور ہن برہمن و نورافشان و کو کسب کے سر سے
 تلوارین برس رہی ہن کچھ پتلے سنہری پیدا ہوئے تھے رطلانی دین مصروف تھے افراسیاب ان سب کا
 علاج کر رہا ہر جب دستک دی پانی پڑا انگارے برسائے خنجر و ن کو سپر سے روکا سپرین نوبلاوی
 گرد سر تھوڑا ہی ہن جو خنجر ان سپر و ن پر گرا خنجر ٹوٹا پتلے کے سر پر تاثیر ہوئی افراسیاب نے ہزار
 تاج سر کا عکس ڈال دیا تپد جاکر خاک ہوا اس طرح سحر و ن کو مٹا رہا ہر کہ مہلت نہیں ملتی کہ قریب نخل
 سرو جانے کو کسب دبرہمن و نورافشان بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں عمرو نے قریب نخل پہونچ کر

قمری پر ہاتھ ڈال کر قمری تریپ کر اڑی اُس دیو نے جنگل مار کر کہا لیا قمری کا مڑا ایک آواز سب آئی
 کہ زمین تھرائی یہ داری تھی کہ اوار فرسیا ب خانہ خراب قمری قتل ہوئی اب کیا کروں سوائے اسکے کہ
 اپنی جان دوں اب بھی آجا ہیکو بجا تو بڑی بات ہو لیکن افراسیاب نہیں جاسکتا کہ عمر ورنے دوڑ کر
 ایشیہ جو ہر بار سامری کہے کھینچا افراسیاب گھر گیا کہ یہ بیخود عمر ورنے کیوں کر پایا ہر چند چاہتا ہوں کہ
 گو کہ دور افشان نکلے نہیں دیتے عمر و جید پھر برابر نخل سرو کے پہونچا جیسے ہی تینے کا عکس نخل پر
 پڑا تبتان سرو کھ گئی شاخیں تھرائیں عمر و نے ہاتھ مارا اس وقت صدالین بہت ناک از حدالین نخل
 کے کھٹے ہی ایک دھانا ہوا طبقات زمین پلٹنے نخل سے ایک لاکھ لاکھ آسمان پر یا لپکار کے
 آواز دی اوسا کسان طلسم آگاہ ہو کہ بنا ہے بربادی طلسم ظاہر ہوئی اس گنبد کا مٹنا خاص صورت
 بربادی طلسم ہوا پ افراسیاب بھی ہاتھ سے اسد کے مارا جا لگا افراسیاب نے مچھلا کر ایک دانہ
 ماش کا طائر پھینک مارا طائر طلبا گرد نخل کے اندر میرا ہوا پہلو سے نعرہ ہوا بشیہ عمر کا فران پڑو غا
 داعی شکر امان طلسم ہو شر با نغم با جہان قدرت ایک طرف سے نعرہ ہوا نغم صفیر و صفی شکن ملک
 بران شیر زن ایک طرف سے بعد برق و برق لامع و ملک ہلال حمر فلک و ملک گلشن و غیر
 کا نعرہ ہوا پائیس سردار چوٹ کر جو لشکر افراسیاب ہر گز سے کئی لاکھ سا حرم سے گئے آفات نے
 دیکھا تو ریشک مسلمانان کا بڑستا ہی ماسے لشکر پر تباہی افراسیاب پر نشان ایک طرف سے و شیطاں
 عمر و کو کہہ دے سے تاکر لڑائی میں مصروف ہوا ہزاروں کو جسے کر کھینک دیا خواجہ عمر و کلیم اور سے
 ہوسا لوٹے پھرتے ہیں ہزاروں مردے جاوہ کروں کے برہنہ پڑے ہیں کمر ٹوٹی اور برہنہ کر دیا سب
 عیار بچیان سوختی پھرتی ہیں آفات چار و ست نے ماہیان سے کھا دیکھا لوٹے کہ عمر و نے
 کہا کہ اعلیٰ کہ و خراب کو غارت کیا شیطان بچے کو تسخیر کر لیا اسکی ذات سے بڑے بڑے کام لکھنے
 ہزاروں جاوہر و رہا و شیطان بچے نے بڑے بڑے افسروں کو غنیمت مارا ایسا نہو کہ افراسیاب
 کو کوئی مدد نہ پہونچا کے تم افراسیاب کو لجاؤ میں ہیرت کی خانقت کر لو ٹکی ماہیان بھی اپنی
 جان سے عاجز ہو رہی تھی کتنی کتنی کیا لڑائی بگڑی بیشک عمر امی نے اب رنگ دکھایا سبت کچھ
 افسوس کر کے افراسیاب پر گری گریں نجیہ دیاسے اڑی افراسیاب گالیان دیا ہر کہ اری
 مچھلو کسان سے جاتی ہر گنبد قمر سامری برباد ہوا میں آج ایک کو زندہ نہ چھوڑو لگا ماہیان

کہہ مار کر جو بلند ہوئی افراسیاب بیوش ہو گیا جب آفات نے دیکھا کہ افراسیاب لٹ گیا جیسے کے
 وقتین گوئے ایسے مارے کہ اندھیر ہو گیا اس اندھیرے میں ملکہ حیرت و چند سرداران نامی کو دھمکی دے
 مار کر کا ندھ سے پر لیا اور ایک آواز دی کہ خبردار اب کوئی جنگ نہ کرے لشکر علیحدہ ہو جائیں تو رافشان
 وغیرہ نے چاہا آفات کو روکین مگر آفات نہ رکی نکل گئی لشکر واسے الگ ہوئے کوکب و مہاراج
 خیسے بارگاہین وغیرہ اپنے قبضے میں کین کوکب بران سے ملے غنچہ آندو کھلے کوکب و نورافشان
 و برہمن خواجہ عمرو سے ملے نورافشان نے کہا خواجہ کیا کمال کیا سرحد کوہ خرائب وہ تمام تھا
 کہ کسی کسی نے اس طرف قدم نہیں رکھا افراسیاب نے جب فلسفہ و شریا پر قبضہ کیا یہ منور کا کیا نشان
 کوہ خرائب کو بلانے یہ بھی خوف رہا کہ ایسا غریبا غمی ہو جائے تو باعث خرابی ہوا سکا تو غرور استقدر بڑھا
 ہوا تھا کہ جواب میں لکھا ہلو بخوبی معلوم ہوا کہ کشتنشاہ لاچین نے انتقال فرمایا افراسیاب کو اپنے
 مقام پر پنجوشی بٹھا گیا ہم بھی بعد صرف جو کچھ بچ گیا بہ طور خراج روانہ کرے افراسیاب ناموش
 ہو رہا کہ ایسا منور کی بجائے آج تک اسے افراسیاب کو خراج نہ دیا تھا یہ باتیں کرتے ہوئے بارگاہ
 میں آئے ناچ راک رنگ شروع ہوا نازنسان رحیم حاضر ہو مین غولین اُستاران تختہ کی گائے مین
 ایک گائے سلسلے کھڑی ہو کر غول گائے لکھ

کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہیں
 جان جیسوی ہو وہ جان جہان ملتا نہیں
 خشکیب و صبر کوئی پاسان ملتا نہیں
 غدر و عقول میں اکو مہربان ملتا نہیں
 کون کتا ہو زمین سے آسمان ملتا نہیں
 دوسہ ہرنے کو زرخندان ساکنان ملتا نہیں
 عند لیون کو مقام آشیان ملتا نہیں
 ہوا لہوس کیا شکوہ امتحان ملتا نہیں
 خاک کھا گیا کہ تمام استخوان ملتا نہیں
 اب فراج حضرت پیر بیان ملتا نہیں

ہوں وہ واما ندہ نشان مہربان ملتا نہیں
 رخصت و رخصتے ہن پر نشان بے نشان ملتا نہیں
 عشق لاتا ہر خوشخون غارت دل کے لیے
 آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہیں ہاں
 باہمہ رفعت تصدق روز ہر صبح و شام
 جان شیرین کا مجھے دنیا بہت آسان تھا ہر
 جوش گل سے دین کیا گلشن میں جا باقی نہیں
 روز مجھ ہی بلکہ پر تیز ہوتی ہو چھپری
 ڈھیر پر آتا ہر ناحق خاکساروں کی ہما
 دھڑلہ پر جو فصل گل میں ہوتا شباب

دشت دشت میں ہوں کہ سے گریہ تراش
واہ ری قسمت کھلے قاتل کو جو ہر بعد قتل

جسمین یوسف ہومراوہ کاروان ملتا نہیں
ککے پچھتاتے ہیں رخسار جوان ملتا نہیں

بڑے لطف سے جشن ہوا رات بھر جلسہ رہا صبح کو کوکب و نور افشان و برہمن ملکہ بران کو اپنے
ساتھ بیکر طرٹ طلسم نور افشان کے روانہ ہوئے خواجہ بیٹھے ہیں صبح کا وقت ہی جو سردار جانے والے
ہیں رخصت ہوتے جاتے ہیں باغبان و ہلال وغیرہ آئے خواجہ نے کہا باغبان تیاری کرو
ملکہ مہر گھبراتی ہوئی ہلال وغیرہ آئین ملکہ لیل ابھی آئین سب سرداروں کی سرداریاں تیار
ہیں باغبان نے لشکر راستہ کیا نوبت تقارے بننے لگے طاؤسان زمین بال و اثوران آتش افشا
مسل رہے ہیں دمدم خواجہ فرماتے ہیں ملکہ مہار نہیں تشریف لائیں کہ ایک طرف سے سونکی
آواز آئی خواجہ گھبرا کے دیکھنے لگے دیکھا چند کنیزان مہار مرجھائی ہوئی سانسے خواجہ کے
آئین کہا اسی شہنشاہ اوج عیاری ملکہ مہار رستہ خواب پر نہیں ہیں خواجہ نے کلیجہ تھام لیا کہا
بوصاحبو غضب ہوا دوڑے ہوئے خیمے میں آئے خواجہ کے ساتھ باغبان وغیرہ بھی موجود ہیں
خیمے میں آکر دیکھا ملکہ مہار کا پلنگ خالی پڑا ہے نقب بھی نہیں لگی تہہ بھی نہیں پچھتا سر اچھ بھی
چاک نہیں عمرو نے کہا اسی باغبان یہ کیا سو کر ہو باغبان نے کہا خواجہ یہ کسی ساحر کا کام ہے
عیار کا طریقہ نہیں ہے عمرو نے کہا اسی باغبان دریافت تو کرو باغبان نے کہا کسی ساحر نے ایسے
تکلف سے سحر کیا کہ کوئی سحر کی نہیں چھوڑی اگر کوئی ماش کا دانہ ہوتا یا کوئی شیشاے سحر سے ہوتی
تو اس سے شناخت کرتا اسی سحر۔۔۔ بدلتا کہ تو کسا سحر ہوا ایسے تکلف سے اُس نے سحر کیا کہ کوئی سحر
نہ چھوڑی اب تو خواجہ حیران ہوئے سب کی صلاح یہ ہوئی کہ اُس شیطان بچے سے دریافت
کیا جائے کہ ملکہ مہار کو کون بیگیا خواجہ نے اُسی وقت اُسکے موئے سر کو بیج و تاب دیا فوراً
شیطان بچہ حاضر ہوا خواجہ نے کہا اسی شعلہ خوار آتش ہو جا کہ مہار کو کون بیگیا شعلہ خوار نے کہا میں تو
آپ سے رخصت ہو کر اپنے بھالی بندوں میں گیا تھا میں نے بھی جشن کیا مجھے خبر نہیں مگر میں دریا
ترا ہوں یہ مگر غائب ہو جا بد تھوڑے عرصے کے ہنستا ہوا آیا کہا خواجہ عجیب سحر کہ گذر ملکہ سمین
بنت یا سمین اس راہ سے جاتی تھیں تین لاکھ کا لشکر ساتھ تھا جب افراسیاب کو ماہ بیان پردہ
ظلمات بین ایگنی افراسیاب جب ہوشیار ہوا اپنی نصیبی پر بہت رویا کمانی امان ساربان بڑا

نے ایسا کام کیا کہ غفلت میں نہیں آتا رات کو ماسیان کو دھوکا دیکر افراسیاب چلا کہ جا کر لشکر مسلمانان
پر منہ سحر کردن لاکھ دو لاکھ کو مٹا دوں آپ کا لشکر پانچ کوس پر باقی تھا وہاں پر ملکہ سمن فروکش
تھیں افراسیاب کو دیکھا کہ بہر قہریم انھیں شب ماہ میں لا کر اپنی بارگاہ میں بٹھایا افراسیاب ایسا
رنجیدہ تھا کہ شگفتہ نسوا ملکہ سمن بنت یاسمن نے پوچھا شہنشاہ کو بہت رنجیدہ پاتی ہوں آپ کی
پریشانی سے ارنجیدگی راتی ہوں افراسیاب کو اس وقت ملکہ مبارک کا خیال تھا آکھوئے نسو نیک پڑے
کہا ام ملکہ سمن بنت یاسمن قلب پر هجوم غم و الم ہو رنجیدہ یار رہی ہو مبارک جنور و دون نکل گئیں
مبارک کے نکل جانیکا داغ ہو کب غم سے دل کو ذرا رخ ہو کیا اپنی کیفیت بیان کروں باغ سید میں
سناٹا ہو ہر سچول مر جھایا ہوا ہر جب اپنے چلتے ہیں آہ کی آواز آتی ہو پھولوں کا رنگ متغیر نہروں کو کھل
دل بھرتا ہو بحر غم و الم کے جوش آکھو پھر یہ فراق مدیدہ خاموش ہر وقت رویا کرتا ہوں باغ سے دل
گھبرا یا کرتا ہوا یہ کیفیت ہے

موسے پہ مجھے وہی رنج یا رہا رہی ہو سہانہ کوئی عنسم یار کے سوا ہمارا سیان تو ہستی موم ہوم سے ہیں نشے ہرن اٹرائیں دامن محراب کی دھجیان بھج تمہارے تیز نگ نے جہان کو صید کیا عسدم وجود برابر ہو ملک ہستی کا اڑا لی خاک یہ قتل میں آ کے کشتو کی خدا کا ڈر ہو تو ڈر جو ر و ظلم عاشق سے کسی کی حسرت دیدار میں موار عننا	ملا یا خاک میں لیکن غبار باقی ہو بس ایک قبر میں یہ یار غار باقی ہو تجھے ابھی وہی غافل خار باقی ہو کہان ہمارے گریبان میں تار باقی ہو اب اک غزال حرم کا شکار فی ہو سنا جہان کو ہر پردہ دگر باقی ہو نشان تک نہیں ام شمسو اباقی ہو کسی چہ بے نہ کر اختیار باقی ہو کھلی ہو آنکھ ابھی انتظار باقی ہو
---	--

رنجیدہ و کبیدہ ہو کر جو افراسیاب نے یہ غزل پڑھی سمن بنت یاسمن نے کہا حضور ترزدہ کریں
کنیز اسکو لے آئیگی آپ کے سامنے کیا مجال ہو کہ سرکشی کر سکیں حضور آپ کے سامنے مجال ہو کہ لفظ
اکھا زبان پر لائیں مدت مدید سے کتنی یہ حالات سن رہی ہو مچھو اشتیاق تھا کہ بی بہار سے
متا بہ کردن جب یہ ثابت ہوا کہ منظور نظر سرکار میں تو اب مقابلہ نہ کر دنگی مگر انکو لے آؤنگی سمجھا کر

خدمت میں شہنشاہ کی پہونچا دوئی ہو گیا کہ اس کا نام تھیں بن پڑا
تو تھو نائب طلسم کردہ لگا ملک سمن نے افراسیاب کو سمجھا کر خدمت کیا آپ شب کو نقب سحر دیکھ کر آئی ہر چند
کہ انتظام مہار تھا لیکن سمن سحر کر کے پہونچی ملک مہار کو گرفتار کر کے بلیٹی ایسا اسکو اشتیاق تھا کہ رات ہی
کو ملک مہار کو ہر شیار کیا اور سمجھایا مہار نے کہا کیا بہرہ دہتی ہو جو تجھے ہو سکے قصور نہ کر اب تو گرفتار
کر لائی ہو شیطان بچے نے کہا اس شہنشاہ اوج عیاری میں تلاش کیے گیا ملک مہار کو دیکھو آیا اب
سمن نے افراسیاب کو نامہ لکھا ہے یقین ہو کہ افراسیاب آئے آپ اپنے کو قبل آنے افراسیاب کے
راہ پہونچا کیے جس طرح مناسب ہو رہا کر لائیے غلام کے جانیکا موقع نہیں ہے یہ سب حال مہار کا
شیطان بچے نے بیان کیا یا غیاب وغیرہ آمادہ ہوئے کہ ابھی جا کر سمن سے مقابلہ کریں مہار کو
رہا کر کے لائین خواجہ نے سب کو منع کیا کہا میں جاتا ہوں جا کر مہار کی فکر کرنا ہوں اگر مناسب ہو وقت
پہونچا شیطان بھی خدمت ہو خواجہ عمر و طرف لشکر سمن کے روانہ ہوئے دور سے آئے دیکھا لشکر ملک
سمن کا فروکش ہو دربار گاہ سمن میں ہو کر دکنین صاحب میں ذکر ہو رہا ہو کہ مہار سرکشی کرتی ہو
میں نے شہنشاہ کو بلوایا ہر وہ آکر سمجھایا شیخ خواجہ عمر و نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا
ملکہ صرصر کی صورت بن کر تیار ہوئے تھتے ہوئے سمن نے ملکہ سمن کے پہونچے سمن نے پکار کر آواز دی
ملکہ صرصر کہاں جاتی ہو خواجہ ملت پڑے سمن نے بلا لیا سب کیفیت بیان کی کہا ملکہ صرصر بیٹھو میں نے
شہنشاہ کو نامہ لکھا ہر وہ بھی تشریف لایا چاہتے ہیں صرصر نقلی نے کہا آپ مہار کی مزاج دان نہیں ہیں
ہم چین سے مزاج دان رہے ابھی سمجھا دینگے سمن نے کہا امی ملکہ صرصر اگر مہار کو راضی کیا مجھے احسان
ہو گا شہنشاہ مجھے پڑا وعدہ کر گئے ہیں خواجہ اندر چلے گئے چلے سمن باہر بھی ہو خواجہ نے اندر جا کے
ملکہ مہار سے ملاقات کی کہا امی ملکہ عالم میں آ پہونچا اب تلو رہا کر دیکھا مہار نے کہا آپ میری زبان
سے سوزن نکالے میں کل چلوئی خواجہ نے کہا تم بھی تو دو چار کوڑی کا روزگار کریں ملک سمن سے
اتنا کہہ دو کہ جو تم کو کی میں قبول کر دوئی مسلمانوں کو چھوڑا شہنشاہ کے ساتھ ہوئی مہار نے مڑھکا لیا
خواجہ نے اس سمن سے کہا ملکہ مہار راضی ہیں شہنشاہ کو بلوائے صرف اس بات کو ڈرتی ہیں کہ شہنشاہ
مجھ کو سزا دین میرا مرتبہ مجھ کو ملے سمن نے کہا ایسا ہی ہو گا امی صرصر جا کر مہار کو لاؤ خواجہ عمر و اندر
گئے سمن باہر بھی ہو دیکھا سمن نے سے صرصر چلی آئی، سمن گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ ہو ایک صرصر اندر

دوسری صحر باہر ایسی ہوا بگڑی پکار کر آواز دی ملک صحر ذرا میرے پاس آؤ جیسے ہی صحر قریب آئی
 سمن نے بیان کیا ایک صحر تمھاری شکل کی اندر خیمے کے مہار کو سمجھانے لگی ہر صحر نے کہا وہ
 عمر و عیار ہرین جب چھپ جاؤں اسکو بلا کے گرفتار کریں یہ کہہ کر صحر ایک گوشے میں جا کر چھپ ہی
 خواجہ مہار کو لیکر باہر آئے سمن نے لکھارا اوسا ربان زادے اب کہاں جاؤ گے سمن نے تجھ کو چھپانا
 خواجہ حیران کہ یہ کیا انقلاب ہوا اتنی دیر میں ہوا بدل لئی صحر صیبت چل گئی چاہت کر کے
 نکل جاؤں سمن نے سحر کیا خواجہ کے پاؤں زمین نے تھام لیے کہ آسمان پر برق چلی دیکھا افراسیاب
 کیے وٹھا کر پہنچا صحر صلی نے بھی اپنے کو ظاہر کیا سمن خواجہ و مہار پر یہ عتاب خطاب کر رہی ہو
 کہ ملک مہار بڑا ملال اٹھاؤ گی اب میان سے چھوٹ کر کیونکر جاؤ گی عمرو کے آنے کو بڑا غصیت جانا
 تھا اسکو بھی بے گرفتار کر لیا کبھی خواجہ سے کہتی ہو اوسا ربان زادے تجھ کو اپنی مکاری پر بڑا ناز ہو
 کہا افراسیاب زمین پر آیا ملک سمن نے بڑھ کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ میں ملک مہار کو گرفتار کر لائی
 خواجہ عمر و پھڑانے آئے تھے تو تیری سنا اُنکو بھی گرفتار کر لیا افراسیاب نے کہا اوسا ربان زادے
 کو میرے سامنے لاؤ مجھے اُس سے کچھ کہنا ہو کنیزین عمرو کو کشتان کشتان افراسیاب کے سامنے
 لائیں افراسیاب نے کہا اوسا ربان زادے اب تیرا کیا حال کروں عمرو نے کہا آپ کو اختیار ہی
 ہیں تو آپ کا تابعدار ہوں میں آپ کی نوکری کرنے آیا تھا آپ نے مجھے لڑائی آغاز کی میں ناچار
 ہوا افراسیاب نے کہا اوسا ربان زادے تو تباہ کوہ غائب کیونکر پہنچا عمرو نے کہا آپ کا اقبال
 آپ کی عنایت و پرورش آپ ہر جگہ پہنچا دیتے ہیں جب افراسیاب نے بہت پوچھا عمرو نے
 سب حال بیان کیا افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے عمرو نے کہا مہار کو بھی بلو ایسے میں آپ کے
 واسطے راضی کر دوں مہار کو بھی لا کر قریب عمرو کے بٹھایا عمرو نے افراسیاب کو باتوں میں لگا کر
 میرے سر شیطان کرے نکالے اُنکو بیچ و تاب دیا افراسیاب باتیں کر رہا ہو کہ ایک دیو سامنے سے
 پیدا ہوا وہ صورت بہت ناک تھی کہ افراسیاب اسبا سا خزر بردست جھپک گیا اُس دیو نے
 بڑھ کر ایک پنجہ کمر میں عمرہ کی اور ایک پنجہ کمر میں مہار کی دیا آواز دی ادا افراسیاب خانہ خراب عمرو
 میرا مہربان ہو میں اسکو یہ جانا ہوں افراسیاب اٹھا اور نعرہ کیا اوشیطان بے پے میں نے تجھ کو
 پہنچا تاہر خیدا افراسیاب چنچا پٹا شیطان بچہ نہ دکھایا تب جانے کا ارادہ کیا سمن نے نہ چھوڑا کہا حضور

آرام کرین مین پختہ وعدہ کرتی ہوں کہ مبارک تسخیر کر کے لاؤنگی افراسیاب کو سمن نے سمجھا کے
 رخصت کیا مگر افراسیاب یہ کہ گیا کہ اوس سمن یہ بڑا غضب ہوا کہ شیطان بچہ عمرو کے شریک ہو جس
 مقام پر عمرو قید ہو گا یہ اگر نچھڑا لیجا بیگا اور کسی کے روکے نہ رکھ گیا یہ ککر افراسیاب چلا لیا راہ میں
 سوچتا ہوا جاتا ہر کہ مین کو وہ جیلہ سازان پر جاؤن وہاں شیاطین جمع ہوتے ہین اُنسے ککر اسے
 گرفتار کراؤن مگر ملک سمن نے اسی وقت لشکر تیار کیا براے مقابلہ مسلمانان چلی شیطان بچہ عمرو
 مبارک کو یہ ہوے لشکر مین آیا یہ سب نوبت نقارے بجاتے ہوے اگر ملک مہر خ سے ملے مہر خ نے
 ان دونوں کے آنے کی بڑی خوشی کی تیسرے دن دربار حجاب ہوا ہر سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
 ہین کہ ہر کارون نے اگر خبر دی ملک سمن نسبت یا سمن براے مدد ملک جیرت آئی ہو یہ سختی بلق
 اپنے مقام سے اٹھا خواجہ نے کہا ابے تو پھر چلا عیاری کو خراب کر لگا برق نے کچھ جواب نہ دیا تڑپتا
 ہوا چلا بصورت بدل لشکر مین سمن کے آباد کیا ایک خیمہ اساد ہو گھلایا ہوا پھر رہا ہر بقیر اسے کہ لڑو
 اندر جاؤن یہ بھی خبر سنی کہ سمن نہ بھی ہو لی سحر تیار کر رہی ہو اور چشم خود دیکھا کہ اس خیمے سے شعلے
 آگ کے نکل رہے ہین پھر تا پھر آما دن دہائے ایک گوشے مین آبا قلب کھودتا ہوا چلا اسی نقب مین
 اپنی صورت ایک ساحر کی بنالی ملک سمن نسبت یا سمن اپنے خیمے مین بیٹھی ہو لی سحر تیار کر رہی ہو ایک
 ابر سحر بنایا اُس مین چھوٹا کتا بیان بھریں وہ ابر بلند ہوا ہوا اسکو زور دے رہی ہو کہ برق خاک مین
 اٹا ہوا زمین سے نکلا زمین سے ظاہر ہوتے ہی آواز دی سمن فرستادہ شہنشاہ افراسیاب اوس سمن کیا
 سحر تیار کر رہی ہو سمن جھپک گئی اپنے کو روک کر کہا اے تم نکس شہنشاہ نے کیا فرمایا ہو تو زمین سے
 کیون آباد برق نے کہا اوس سمن شہنشاہ نے فرمایا تھا جو سا حرا ہر مین جانا ہو عیار اسکو عیاری
 کر کے مار لیتے ہین اسوا سطلے مین زمین سے آبا کہ مچھلو کوئی نہ دیکھے آپ کے پاس تو سوچ گیا شہنشاہ
 نے فرمایا ہر عیارون سے اپنے کو بچا نا جو سحر کرنا سمجھو کہ اوس سمن ہوشیار بیٹھی ہو دیکھا برق نے ایسا نہو
 یہ پہچان لے کہا بس مین رخصت ہونا ہوں ملک سمن نے کہا شہنشاہ سے آداب و تسلیمات عرض کرنا
 اور کہنا کہ مین نے سحر ابر آشبار تیار کیا ہر رات کو اسکو اور زور و نگی لشکر مسلمانان پر جا کر آگ
 برسا بیگا برق نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ شراب کی بوتل سامنے رکھی ہو کسی جیلے سے اسکو شرب بلاؤ
 بیوش کر دن مگر حوصلہ نہ پڑا ایک باعث اور بھی ہوا کہ برق نے صرصر کی آواز سنی کہ تیرن سمن سے

کر رہی ہو کہ ملکہ اکیلی بھی ہیں حفاظت کرنا برق کچھ گیا نقب میں کو در کجا کا خوف ہو اگر صحریمان نہ آج
 برق تو نکل گیا صحریاس سمن کے آئی کہا ملکہ تم کس سے باتیں کر رہی تھیں سمن نے کہا ایک ساحر
 فرستادہ شمشادہ آیا تھا یہ کہ گیا کہ ملکہ عیاروں سے اپنے کو بچانا بہت ہوشیاری سے نہ کیا کرنا صحر
 نے کہا ملکہ غضب ہوا سے کوئی عیار حال ابر کا پوچھ گیا اب اس ابر کی خبر نہیں ملکہ سمن نے کہا اگر کوئی
 حال پوچھ گیا تو کیا رسکتا ہے برق جو نکل کر کجا کا لشکر میں اپنے کا کناں پر لشکر کے باغبان قدرت
 کچھ اتھا برق نے کہا اے باغبان میں اس وقت پاس ملکہ سمن کے گیا تھا ایک بات دریافت کر آیا
 ہوں وہ جو آسمان پر اتر رہا ہے تمہارے لشکر پر تبت یا من گرا بیگی میں نے آسانی کی
 وہاں آواز سنئی سیات آیا باغبان نے کہا اے برق بڑا کام کیا میں ابھی تدبیر کرتا ہوں برق تو
 علیحدہ ہوا بچہ فکر میں پلا چلا لاک نے جو یہ فقرہ سنا کہ برق سمن سے باتیں کر کے آیا ہو چلا لاک
 بھی چلے کہ اب تو عیاری آسان ہے برق رنگ جمایا ہو چلا لاک تو اس فکر میں روانہ ہوئے سمن
 دربار گاہ پر ٹپ رہی ہو ابر آسمان پر کھرا رہا ہے برق سے جو باغبان نے یہ سناڑپ کر بلند ہوا تو
 ابر کے آکر ایک گنبد بچو لون کا مارا کہ ابر تڑپا دوسرا گنبد مار کر باغبان تو کنارے ہوا سحر میں اترتا
 ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا تا روہ ابر لشکر میں سمن کے برسنے لگا چھریان کنارہ بان گرین کئی ہزار
 جادوگر مرے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی کچھ جادوگر زبان دوڑی ہوئی پاس سمن کے آئیں کہا
 ملکہ عالم یہ کیا غضب ہوا ابر سے آگ برس رہی ہو کئی ہزار جادوگر پا مال ہو چکے جس پر چھری پڑی
 سینے کے پار گزری براے سامری وحمید چلا ابر کو روکے ایسا نہوسب لشکر تباہ ہو جائے
 سمن دوڑی لگا صحری کنی تھی برق جو دریافت کر کے گیا اسی نے یہ آفت برپا کی سمن نے آکر
 دیکھا کہ ابر برس رہا ہے چھریان گر رہی ہیں ہزاروں جادوگر قتل ہو چکے لاشے اُنکے تڑپ رہے ہیں
 سمن نے سحر کیا اپنے ابر کو آپ مٹا باٹے مٹے ابر کے کئی ہزار جادوگر پا مال ہوئے جب ابر مٹا
 سمن سر پٹنی جتنی اور کتنی تھی کہ صحر نے مجھے کہا تھا میں نے نہانا افراسیاب ہی کا کام ہوا
 سب سے مقابلہ کرنا کیسے کیسے ساحران زبردست شرمیک مسلمانان ہوئے میں نے کس مشقت سے
 ابر تباہ کیا ایک لمحہ بعد میں اُسے الٹی تاثیر دکھائی لشکر میل تباہ ہو گئے میدان کا زرار میں سمجھ لو گی لیکن
 صحر شمر زن کنارے پر لشکر کے ٹپ رہی تھی دیکھا باغبان قدرت سحر کر کے پلٹا ہر کنارے

رنگ و روغن عیاری کا گکار برق کی شکل بن کر تیار ہوئی مڑی ہوئی سانے باغبان کے آلی سچو تو چلی
 تھی پکار کر آواز دی اسی باغبان مطلب حاصل ہوا باغبان نے کہا اسی متر برق میں نے جا کر سحر کر
 ابر شکر سمن کے برس رہا ہر صر صر نے کہا بڑا کام تھے کیا آخر اپنا سحر کسے آپ ہی سنا یا یہ باتیں کرتی ہوئی
 باغبان سے چلی باغبان شگفتہ ہو کر کلام کر رہے ہیں صر صر چاہتی ہو کوئی پہلو سے تو باغبان
 کو بیہوش کروں کہ قریب ایک نخلستان کے اگر پہونچے صر صر نے کہا اسی باغبان اُسے پھر سحر کیا کہ
 برس زور و شور سے ابراٹھا اسی باغبان پٹا صر صر نے حلقہ ہائے کندھے میں ڈال دے حباب مار
 بیہوش کیا پستارہ باندھ کر لے بھاگی صر صر پستارے کو لیے جاتی ہو مگر ابھی تک برق کی صورت
 نبی ہوئی ہو اُدھر سے چالاک آتا تھا دور سے دیکھا کہ برق پستارہ بدوش آتا ہر سمجھا اسے سمن
 گو گرفتار کیا پکار کر آواز دی بھائی برق کس کو لائے صر صر نے ہاتھ ہلا یا مراد یہ تھی کہ اُدھر نہ آنا
 چالاک پیچھے ہٹا صر صر پستارہ باغبان کا یہ ہوے داخل شکر سمن ہوئی چالاک حیران
 ہوا سمجھا تھا کہ برق اُدھر آئیگا جب اُدھر نہ آتا تب چالاک کو خیال آیا کہ اسی چالاک یہ عیاری ہوئی
 یقین ہو صر صر تھی اب یہ تردد ہوا کہ آخر کس کو لیکئی اس فکر میں کھڑا تھا کہ دیکھا برق پھر ہوا آتا ہر
 چالاک نے پکارا بھائی برق کہاں سے آتے ہو برق قریب آیا کہا میں فکر میں سمن کی پھر ہا
 ہوں چالاک نے سب حال بیان کیا برق نے کہا شاید باغبان قدرت تعالیٰ کو فائدہ
 کر کے لکھیں اب تو برق و چالاک بخوبی آگاہ ہوئے کہ باغبان پر اقتاد پڑی یہ دونوں بصورت
 سہل شکر سمن میں آئے سنا کہ جا بجا ہر پر کہ ملکہ صر صر شیر زن باغبان کو گرفتار کر لائیں برق
 و چالاک کھنڈ فوس ملتے ہیں پھرتے پھرتے دونوں ٹپکل ساحر دربار گاہ سمن پر آئے دیکھا سمن
 کرسی پر تھبی ہو کھڑا کہ باغبان گرفتار ہوئے باغبان سائے سمن کے سرنگون بیٹھا ہر سمن بہت
 سمن امیتاب خطاب کر رہی ہو کہ کیوں اسی باغبان تھنے شہنشاہ کے نمک کا پاس نہ کیا باغبان
 غصے میں کچھ جواب نہیں دیتا قصائے کار ہر کامے شکر سلام کے چرند و پرند جو شکر کفار میں
 موجود رہتے ہیں یہ خبر دریافت کر کے بھاگے باغبان قدرت ملکہ گلچین سے کچھ رنجیدہ ہوئے
 نکلے تھیں گلچین پریشان ہو کر بارگاہ سے نکلی ہوا ایک ایک سے پوچھتی ہو کہ باغبان کو دیکھا تھا
 کسی نے بیان کیا باغبان سے کچھ برق نے اگر کہا باغبان طر شکر سمن کے گئے ہوئے ہیں

گلچین گجر اگر کنارے پر لشکر کے آئی دیکھا چہرہ پر اندہر کا رب گھبر کے ہوئے آتے میں گلچین نے
جھپٹ کر پوچھا ارے کیا خبر لائے دونوں نے عرض کی باغبان قدرت گرفتار ہو گئے ہمیں
بغاب خطاب کر رہی ہو اسکو اپنے شوہر سے نوبت عشق کی پہونچی ہو بدحواس ہو گئی ہاں میرا شوہر
کہہ کر چلی آسمان پر آ کے چکی دکھا اسے شوہر میرا زمین پر سمجھا ہر ہزاروں جادو گروں کا جہاؤ ہو اپنے
اپنے طور پر سب برا کہہ رہے ہیں گلچین کو تاب نہ رہی نعرہ کر کے گری آواز دی با شیدا ہر کافران
میں انہم گلچین اس زور و شور سے گری کہ کئی ساحروں کے سر کٹے باغبان پر گری گرتے
گرتے باغبان کی زبان سے سوزن کو لیا باغبان اکر کے اٹھا اٹھتے اٹھتے زمین سے سنگریز
اٹھا کر مارے کئی ہزار جادو گر گرے انکے کام تمام ہوئے اب زن و شوہر شانہ بہ شانہ پہلو پہلو
لڑ رہے ہیں سمن چاہتی ہو بلوہ کر کے ان دونوں کو گرفتار کر لوں مگر باغبان و گلچین مثل
برق چندہ لڑ رہے ہیں ہمارے طرف سے ساحروں کا بلوہ ہو یہ دونوں زن و شوہر سنگریز
اٹھا اٹھا کر مار رہے ہیں جب سنگریزہ مارا سو دوسو کے سر پھٹے ہلڑ جو ہر حیرت نے پوچھا
ارے یہ کیا ہنگامہ ہو ہر کاروں نے خبر دی صرصر باغبان کو پکڑ لائی تھی گلچین نے آ کے
شوہر کو رہا لیا اب دونوں بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں یقین ہو کہ سمن ماری جائے نصف
لشکر کو دونوں نے قتل کیا کوئی صورت فتح کی نہیں معلوم ہوتی ملک حیرت فوراً تخت پر بیٹھیں
کمار یوں نے تخت اٹھا یا ہر جو گلچین جیسے سا وہ چار اوصو صورت لگا رو یا قوت دزد
کئی سردار ملک حیرت کو گھیرے ہوئے بڑے زور و شور سے ملک حیرت اگر پہونچیں حیرت
نے دیکھا دونوں زن و شوہر بیچ میں لشکر کے لڑ رہے ہیں ہر خد کہ جادو گروں کا بلوہ ہو لیکن
باغبان مثل قیل مثل مست جھوم رہا ہر حیرت نے آواز دی لینا بارہ لاکھ جادو گروں نے آکر
چار جانب سے گھیرا سحر چلے لگا باغبان نے دیکھا گلچین نے کئی زخم کھائے باغبان نے
گلچین کا ہاتھ پکڑ کر سمجھا لاکھا صاحب ہوشیار ہو جاؤ کہ گلچین نے سر اٹھایا دیکھا فوجوں کے
بلوے ہیں اب باغبان کو یہ مشکل ہو کہ زوجہ کو سمجھا لے یا ساحروں سے لڑے مگر جدھر باغبان
سُخ کرتا ہر پرے کے پرے ساحروں کے بھاگتے ہیں مگر گلچین کا سمجھنا بنا باعث خرابی ہو
کئی مرتبہ گلچین نے کہا صاحب تم میرا خیال نہ کرو بڑھ کر لڑو ملک اگر بن پڑے تو کل جادو میں لپیٹ

آجائو گی میں اگر گرفتار بھی ہو جاؤ گی خدا تم کو سلامت رکھے میری رہائی کی تدبیر کرنا باغبان نے کہا
 یہ مجھے نہ ہو سکیگا کہ تم کو اکیلا اس حال پر ملا ل میں چھوڑ جاؤں حیرت نے جو دیکھا کہ باغبان کسی
 روکے نہیں رکھتا تخت سے کودی سامنے آکر گرہ کیا اور منکھرا ہو تم کو خوش شاہ نہیں باغبان جھپٹا
 کہ حیرت پر حیرت کی سی کی حیرت کی بیچ میں تھیں باغبان انکو مار کر آگے بڑھا گیند پھونکا
 حیرت پر مارا حیرت نے ہاتھ مارا گیند پٹ کے زمین پر گر کر حیرت نے دوپٹہ سر سے ہٹایا بالوں کو
 کھول کر جو چرخ مارا باغبان اور گلچین کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا تیسری گردش میں حیرت
 کی زن و شوہر بڑھڑا کر گرے حیرت نے کہا ان دونوں کو گرفتار کر لو کئی دن نے دونوں کی زبانیں سوزن
 کو دیا حیرت نے زن و شوہر کو مسلسل مٹھوک کر لیا اور ابے پر ڈال کر طرف اپنی بارگاہ کے بجلی سمیں
 بست یا سمیں نے عرض کی کہ یہ دونوں گنگا میرے ہن مجھ کو مرحت ہوں تو میں انکو قتل کروں حیرت
 نے کہا اچھن باغبان قدرت وزیر عظم سا حرم و محشم بدون حلم و فراسیاب نہیں قتل ہو سکتا
 حیرت نے لا کر دونوں کو ایک خیمے میں قید کیا ایک غنی واسطے اور سیاہ کے لکھی چاہتی تھی کہ روانہ
 کرے کہ ایک برق بجلی طاری ہوئی رنگ کا دھبہ پڑا حیرت کے بیجا زمرہ سہیلی کرنے لگا اس نے زمرہ سہیلی
 بن یہ اشار حیرت جاؤ ورتنا کے اشعار

ہاتھوں میں یار کے نہیں ساغر شراب کا
 ہاتھوں میں تیرے چاہنے والوں کی دھڑکا
 دو تین یہ بہی ہن میں ہوں فخرست
 چاہے شکست جمل تو تحصیل علم کر
 اس ترک تک پہنچنے کی تدبیر ہو
 پروانے سے لڑیا ہو مہل کو رات بھر
 کس ترک نوجوان نے کیا یہ شوق تیر
 حد سے کھل چلا ہو بہت سر پہ پوچھے
 دیکھو جو تیرے دست خانی کے رنگ کو
 دریا میں غسل کے لیے آنرا جو دشمن

دست مسج میں ہر قدح آفتاب کا
 شبنم پسند ہو دیکھا حسن آفتاب کا
 اک نال خشک ایک پیالہ شراب کا
 دابستہ طلسم ہر لوح کتاب کا
 تنوید خط ہر بازو مرغ کسب کا
 شمعوں میں عطر یار نے مل کر گلاب کا
 چھٹا ہو بازوون سے ہرک پر غلاب کا
 لگتا ہر داغ مورے مژدہ کو خضاب کا
 شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا
 ناقوس مچھلیوں نے بجایا حباب کا

جو چاہیں لکھ لکھ کاتب اعمال چادون بنجود ہونے کے مدعی شور و شر پسند آتش کی انتخاب ہو ہی جسے یا علی	دیکھو ن گارو زحشرین کا غرض صاب کا افسانہ اپنا شعر ہر فتنے کے خواب کا احد سہ نہو فشا رلی کے غلاب کا
---	--

یہ فرمہ سرائی کر کے کچھ کان میں حیرت کے کہا اور اڑ کر چلا گیا حیرت نے کہا حکم شنشاہ آیا ہے کراہ
ملکہ سمن باغبان دیکھیں کو لیکر تم ہمارے پاس جلد آؤ طائر سی کئے آیا تھا سمن نے کہا دلری
مجھے تو عین آرزو ہے کہ تم کو لیکر خدمت شاہ میں جاؤں اپنے ہاتھ سے قتل کروں تب میرے
دل کو آرام ہو اسی وقت حیرت نے آراہ تیار کر دیا باغبان دیکھیں کو اس پر سوار کیا سمن بنت یاسمن
تین لاکھ فوج اپنے ساتھ لیکر طرف باغ سید کے روانہ ہوئی بوقت سحر یہ خیر لشکر سلام میں
پہونچی کہ باغبان دیکھیں کو گرفتار کر کے حیرت نے طرف باغ سید کے روانہ کر دیا سمن بنت
یاسمن لیکر گئی ہو یہ سنتے ہی ملکہ مبار اپنے مقام سے انھیں کہا میں برا رہائی باغبان ضرور
جاؤنگی ملکہ مہر نے منع بھی کیا کہ ہم اور کسی کو بھولنے کے خواجہ عمر و برق و چالاک نے کہا ہم جائے
ہیں ملکہ مبار گلزار نے فرمایا صاحبو باغبان دیکھیں کو رنج ہوگا کہ مبار ہماری مدد و لونہ آئیں
باعث شکایت ہوگا یہ کہہ کر ملکہ مبار روانہ ہوئیں بعد جانے ملکہ مبار کے برق و چالاک و
خواجہ بھی چلے کنارے پر لشکر کے خواجہ نے کہا میں کسی کے ساتھ نہیں جانا اپنی اپنی ذمہ داریاں
راک چالاک نے کہا میں آپ کے ساتھ کب جانا ہوں یہ کہہ کر چالاک الگ چلا برق بھی الگ
روانہ ہوا خواجہ ایک جانب چلے مگر ملکہ سمن بنت یاسمن قید باغبان دیکھیں بیکر چلے ہر چند نہیں
لکھیں ایک صحرا سے نہو زار میں لشکر اسکا اتر ہوا تھا کہ صحرا سے کو آڑی سمناک زنگی کہ خود بھی
ساحر و جہیت بارہ ہزار ساحران واسطے خیمہ کے نکلا تھا دور سے جو لشکر ساحرون کا دیکھا ادھر
لپٹ پڑا ملکہ سمن نے جواسے آتے ہوئے دیکھا جانتی ہو کہ خراجدرا فراسیاب ہوا اور ساحر و برست
بھی ہر لشکر استقبال کیا یہ جو باگاہ سے نکلی چند کثیرین پشت پر دریا سے جواسے بن غوطہ زن سمناک
نے جو ملکہ سمن کو دیکھا بتوار ہو گیا ہاتھوں میں ہاتھ ڈال دیا سمن کو ناگوار بھی ہوا مگر بھی کہ سمنان ہی
باگاہ میں لائی مقام صدر پر حکم دی سمناک نے یہ محبت کہا ملکہ آئیے میرے پاس شرف کیے
ملکہ سمن نے جو خیال کر کے دیکھا سمناک پکا پڑتا ہوں ہنکڑ بھی سمناک نے پھر کہا میرے

پاس آ کے بیٹھے سمسن نے کہا میں ابھی بیٹھی ہوں سہناک نے پوچھا ملکہ کہاں کا قصد ہے سمسن نے کہا قید باغبان گلچین بیکر خجرت شنشاہ ہوشیار جاتی ہوں سہناک ہر مرتبہ لگا کر کرتا ہے کبھی پست کتا ہے میرے پاس آ کر بیٹھے سمسن نے بھلا کر کہا صاحب میں ابھی طرح بیٹھی ہوں تم بھی تو اب جاؤ گے براے شکار آئے تھے سہناک نے کہا حضور براے شکار آیا تھا میں خود شکار ہوا کیا کیفیت عرض کروں ملکہ نے ننھ پھیر لیا سہناک نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا مجھے بڑا قلق ہے آپ توجہ نہیں فرماتیں میرا جی چاہتا ہے میرے پاس بیٹھے آپ سے باتیں کروں اب دو چار دن یہیں رہوں گا جب حضور کوچ کرے گی اسدن میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا سمسن نے کہا کیا ضرورت ہے تم واسطے شکار کے آئے تھے جنگل میں جا کر شکار کھیلو مجھے کیا واسطہ ہے سہناک نے دست بستہ عرض کی میں تابعدار ہوں اسیر طرہ کیسے فتنہ خنجر ابرو ہوں میرے حال زار پر رسم فرمائیے لفظ

اس نے نہیں بین آپ یہ کیسا تپاک ہے گلشن سے کوچ کی سی گلرو کے ہر خبر سنکری فناں پس دیو درشن ہوا تربت سے بعد مرگ گل اشرفی اُس کے عصیان سے دامن اپنا مکدر چم نہیں آتا ہے میکدے کو بہانے سے مختب سیرچن میں ہکو ہی بلبل سے آفا ہمنام ہے جو شیر خدا سے بلبل کا	دست سے انتظار میں عاشق ہلاک ہے بلبل کی طرح گل کا چکر چاک ہے بولایہ کسلی آہ دل دردناک ہے اکسیر جبکا نام ہے میری خاک ہے دامان دل تو کفر کے رتے سے پاں ہے در پردہ دخت رز کی شب فرور تاک ہے گلگشت اس بہار میں بالاشترک ہے بزدل عدو ہے اسیلے رعنا کی بھاگ ہے
--	--

یہ اشعار جو سہناک زلی نے سامنے ملکہ سمسن کے پڑھے اور خلاصہ الفاظ کے سمسن نے عرصے سے جواب دیا ہے سہناک تم اپنے ہوش میں ہو یا نہیں میں عشق و عاشقی کے رنگ سے آگاہ نہیں دو چار دن یہاں رہو گی آپ اشرفی لجا ئے ایسا ننھ میرے آپ کے فساد ہو سہناک رنجیدہ بارگاہ میں سے اٹھ کر یا میرا لشکر لواتے ملا کر آنا بارگاہ الگ دستا در الی بارگاہ میں آیا ہے جھکا کر بیٹھا ساتھ دانوں نے پوچھا کیوں حضور باعث انتشار کیا ہے سہناک نے ایک ٹھنڈی ساں کھینچی

کما بین تو برائے ملاقات ملکہ من آیا تمہا تیر شرکان تودہ دل پر لب معشوق ہوئے اپنے
 ہوش میں نہیں ہوں میں نے جو سوال کیا اور پردہ در پردہ کہا ملکہ من بنت یاسن بہت
 رنجیدہ ہوئیں آمادہ حرب و پیکار ہیں رنجیدہ ہو کر چلا آیا مگر اسکا انجام بہتر نہ ہوگا ساتھ والوں
 نے کہا حضور کیا ضرور ہر نسا دہر ہا ہوگا آخر کو شہنشاہ سنیا بہت رنجیدہ ہو گئے سہناک نے
 کہا میرے دل پر کیا قابو ہو ہر چند دل کو سمجھاتا ہوں مگر دل نہیں مانتا نظم

گر ہو یہ سیراب کشتہ کیمیا پیدا کروں
 در حیدل میں ہواں دل ہی کو ناپید کروں
 اس سر خالی سے میں بانگ دریا پیدا کروں
 دل کو لی اس قلب کا فر سے چلایا کروں
 منی اثبات اور تکرار لایا پیدا کروں
 خلق یار با وفا میں یوفا پیدا کروں
 مشق کرتا ہوں کہ موسیٰ کی صدایا کروں
 اور آفت لون جو فکر ماسوا پیدا کروں
 اپنے مطلب کا کوئی اب رہنمایا کروں
 میں کہاں سے اور کھسا دوسرا پیدا کروں
 ہو تروداہ سے کیا کھوون کیا پیدا کروں
 ضد ہی تھی اپنی صورت کا خلیا پیدا کروں

دل جلے تو رنگ مانف طلب پیدا کروں
 مغلط ہوں یا وزلفت دل را پیدا کروں
 کاروان اشک خون دے کے جب تحلیل
 بندہ بت ہو یہ اب مانگوں دعا اللہ سے
 وہ کریں انکار میں کہ اور میں بہر سکون
 لذت غم ہو یہ خواہاں ہوں تڑپ کر جان دوں
 نشتر لی بھی نہیں سنتے بلائے پر مرے
 جان سے رکھی ہو دل کی اک صنم کی یاد سے
 خضرے چلے نہیں رستہ بتاتے میں مجھے
 تیرے تو طالب ہزاروں میں بجا ہو کبر و ناز
 بے اثر میرے نظر اور با اثر انکے خلاف
 سجدے آئینے پہ کرتا ہوں کافر خود پرست

معا جوں نے عرض کی یہ مناسب نہیں ہر چند سب نے سمجھا یا مگر سہناک کا سودا بڑھتا ہی
 جاتا ہر سہناک ہر چند اپنے کو سمجھاتا ہوا مگر نہیں سمجھتا دن گذرا شب فراق کا سامنا ہوا اور زیادہ
 گھبراہٹ مسماسے مومی و کافوری روشن ہیں مگر اسکا و اندھیرا معلوم ہوتا ہر گھبراہٹ بھی بیرون بارگاہ جاتا ہی
 کبھی اندر آتا ہر دلوں جنوں دل پر طاری ترقی پر بوقاری آنکھوں سے اشک جاری اونچ پر گریہ و زاری
 اوھر اوھر مٹلتا پھرتا ہر دلوں آنکھوں سے کلیجے کو دبا لے ہوئے کبھی شکوہ فلکی کرتا ہر کراہی ملک
 جبرتا روا کر دوں غدار یہ کیا کج روی تو نے میرے ساتھ کی جی چاہتا ہر طرف کوہ نجد کے جاؤں استاد

تھیں کی فکر پر تھیں ہو کر بھون شاید خواب میں تشریف لائیں کچھ تعلیم کر جائیں کہ عشق میں کیونکر سرگشت
 یا سرگردان کر دین یہ جہان میں ہمسے اٹھائی زمین جابین جب زلف لیلے شب کمرے گزری رات کی
 راج کی برہمی بیٹھے بیٹھے سوچا کہ مستجو واجب و لازم ہو دل دیکھنے جمال بمیشال کا لازم ہو یہ سوچ کر
 دونوں پانوں زمین میں مارے غرق زمین ہوا نقب سحر کا تھا ہوا چلا اندر بارگاہ سمن بخت یا سمن
 سحر جا کر سر نکالا دیکھا ملکہ سمن پڑی سوری ہی ہن شباب کی نیند ہاتھ کھین پانوں کھین سینہ کھلا ہوا
 سہمناک کو یہ حال دیکھ کر یقین تھا کہ غش آجائے مگر اپنے کو یہ شکل تمام سہنالا قریب پلنگ کے
 آیا سوئے میں سحر کیا ملکہ سمن سو تو رہی تھیں بیہوش ہوئیں جو نہ خوف ہو کہ یہ ساحرہ ہر زبان میں
 سوزن کو دید یا سچہ کمر میں دیکرے بھاگا اسی نقب سے اپنی بارگاہ میں پہونچا اسوقت رات کا
 سنا تا بیتابی دل ترقی پر مضطر و شستہ سمن کو سند پر بٹھا یا گلا بیان شراب کی کشتیاں کباب
 کی گردن دین ملکہ سمن کو ہوشیار کر کے آپ دست بستہ بیٹھا سمن کی جو آنکھ کھلی دیکھا گردا سباب
 عیش و نشاط مہیا ہر زبان میں سوزن سانے وہ سمن گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگی سہمناک نے بھی
 سنے دست بستہ عرض کی میں تا بعد ہوں بیتیاری نے نہ مانا آخر اس پر قرار ہوا کہ آپ کو لے آیا اب
 اسیدوار ہوں کہ مجھ کو غلامی میں قبول فرمائیے اے ملکہ عالم مدت سے تمھارے حسن جہان سوز کا
 طالب تھا اب جو جمال جہان آرا دیکھا اپنے ہوش میں نہ رہا آخر عقل نے بھی صلاح دی کہ
 آپ کو لے آیا حال دل اپنا عرض کیا ملکہ سمن بنت یا سمن نے بقدر غضب تمام جواب دیا کہ یہ
 خیال خام و لغو و ناتمام ہے دور کر گزار کر کے لایا ہر قتل کر ڈالا سہمناک نے انکی مہبت رہا
 قدموں پر گر اور دست بستہ عرض کی نظر

از دل شدگان حجاب تاکے	تھیں سارے نقاب تاکے	ساقی صبح ست خواب تاکے
مردہ ترک خواب تاکے	تو یہ ز شرب ناب تاکے	این نقش بروے آب تاکے
ساقی جریں و جام می دہ	در موسم گل حجاب تاکے	در شبہ ز چشم شوق زندان
او خستہ ریز حجاب تاکے	منور و جمال و حسن تا چند	تا دان عہد شباب تاکے
وادی برباد وین و ایمان	ایر دل دگر اضطراب تاکے	او گفت شب وصال ہامن
این بوسہ بجا ب تاکے	از آتش محبہ جان و تن سوخت	بر سوزگان مذاب تاکے

از دیدہ نقاب شرم بردار | در وصل آخر حجاب تا کے | بر من نظرے فگن حندلا
 احوں گس مست خواب تا کی | رعنا رہ یار گس نشین | آحت خانہ خواب تا کی
 ملکہ من نے جواب دیا اسی سہناک کیون دیوانہ ہوا ہر تجھے تو دیوان کے دیوان یارہن میان
 رات بھر یہ معاملہ رہا سہناک کے احقر ملکہ من کے افکار صحیح کو لشکرین سمن کے بلڑ ہوا کہ کوئی
 ملکہ کو خیرا لگیا گلendar طرف سے سمن کے لشکر کی افسر جو سب کتیرین روتی ہوں سانسے گلendar
 کے آئین سب حال بیان کیا گلendar نے ہر کارے روانہ کیے کہ جا کر لڑائی کرو کئی ہر کارے لشکر سہناک
 میں پہونچے وہاں لشکر میں مشہور ہو کہ سہناک ملکہ من بنت یاسن کو خیرا لایا ہر کارے یہ خبر سنا
 بھاگے اگر گلendar سے بیان کیا گلendar نے اسی وقت قزاق رانی کا سہناک کی بھی یہ مجال ہو
 کہ ہماری مالک کو گرفتار کر کے لیجائے سب لشکر فوراً تیار ہوا جسے سنا کہ ملکہ گرفتار ہو گئیں بدلتکلف
 برائے رہائی چلا لشکر سہناک نے جوان سب کو آتے ہوئے دیکھا یہ بھی تیار ہوئے اسپین گولہ رن
 ونا سچ چلے لگانہ یون جا دو گروں کے لاشے گر گئے جانبین میں بڑے زور و شور سے پھیل باہر
 سہناک کو خبر پہونچی کہ لشکر میں ہمارے لشکر پر آپڑا سحر چل رہا ہے یہ بھی جھلا کر نکلا ملکہ سے یہ کہہ
 چلا کہ تمہارے لشکر کو جا کر بھی منکے دیتا ہوں بی گلendar کا سرکاٹ کے لاتا ہوں باہر آ کے
 سحر کرنے لگا جان باغبان و گلچین قیدیہن سب سپاہی میان کے بھی جا جا کے شریک جنگ
 ہونے لگے ایک جمدار بھی انہیں تھا جب دو دو چار چار سپاہی جانے لگے تو جمدار نے پکار کر کہا ہاں
 جھک کر اکیلا چھوڑے جاتے ہو انکے منہ سے نکلا کہ قیدیوں کے ایسے وقت میں سرکاٹ لو اور آ کے
 شریک جنگ ہو جمدار تلوار کھینچ کر طرف گلچین کے چلا باغبان نے لکھارا اولوں ہمارے سانسے
 زوجہ کا سرکاٹا ہوا دھرا پیلے ہمارا سرکاٹ وہاں دھرا پٹا یہ لکھرا باغبان پر ہاتھ مارا او گنگار تو ہی
 لے ہماری افسر سے وہاں تلوار چل رہی ہے ہم جا کر شریک ہوں باغبان نے ہتھکڑی اٹھادی
 ہتھکڑی کئی باغبان نے وہی ہتھکڑی اُس جمدار پر پھینک ماری اُسکا سرکھٹ گیا اُسی ہاتھ سے
 گلچین کی زبان سے سوزن کو نکال لیا گلچین جو تڑپی قید آہن جسم سے ٹوٹ کر الگ گری گلچین نے
 اُٹھتے اُٹھتے باغبان کی زبان سے سوزن کو نیا دو لون زن و شوہر طرف لشکر سہناک کے چلے
 گلendar نے جو دیکھا کہ سہناک تڑپ تڑپ کے زراہا کئی سہ جوان مار کر لڑا دیے فوج والوں سے

کہاتم جبر لڑوین ملکہ سمن کو رہا کر کے لاتی ہوں یہ کہہ غرق زمین ہو گئی اسی بارگاہ میں آئی جہاں
 سمن قید ہو دیکھا ملکہ سمن کی زبان میں سوزن سرنگون مٹھی ہوئی رو رہی ہیں گلغزار نے کھٹے ہی
 زبان سے سوزن کو بیا کسا داری چلے سہناک نے ہزاروں کو قتل کیا لونڈی سے جبر نہو سکا میں
 بھی مع لشکر اپری سمن بھی اپنے مقام سے اٹھی گلغزار پشت پر دونوں مار لکھیں سمن نے
 نعرہ کیا تمام لشکر والے عاجز ہوئے تھے سب اسکی پشت پر اسے جبر لڑنے لگے اب تو سہناک
 گھبرا پنا سمن کے کھرے بھاگتا پھرتا سمن نے کئی مرتبہ لکھارا کہ اوزنگی یہ رو اپنے ہوش سے باہر ہو اب
 کہاں جائیگا بہ حکم سامری و حشید مالت نہ پائیگا سہناک طرف سمن کے چلا ہوا نعرہ ہوا نعرہ
 گلچین و باغبان سہناک نے تیار کر آواز دی اے ملکہ عالم سیری کیا محال ہو کہ آپ سے مقابلہ
 کر سکوں مگر قیدی آپ کے چھوٹ گئے ہیں یہ دونوں زن و شوہر بلا سے روزگار میں ہمک پدیک
 طرف ہو کے انکو بکریں سمن نے کچھ جواب نہ دیا کہ باغبان گلچین کھر کرتے ہوئے نمایاں ہوئے
 گلچین نے کچھ شاخے نخل توڑ کے پھینکے باغبان نے دھتور کو اشارہ کیا جو نخل تھرا کر گرا
 سو دو آسمین دیے گلچین نے اسی نخل کے پتے توڑے کافرون پر پھینک مارے کئی سوجوان جبر
 خاک ہوئے دونوں زن و شوہر لشکروں کو پامال کر رہے ہیں اب دونوں لشکر ملے باغبان
 گلچین پر کھر کرنے لگے باغبان لڑتا بھرتا سامنے سہناک کے پہونچا لکھارا اوسے روکمان جا ہوا
 سہناک نے باغبان پر کھر کیا باغبان نے سنگریزہ اٹھا کر مارا سہناک کے پڑا اسکا
 سر پٹ گیا لشکر میں ہنگامہ ہوا کہ سہناک مارا گیا فوج والے بدحواس ہو گئے کہ ہمارا فسر نکل ہوا
 سمن نے جو یہ سکر دیکھا گھبرا گئی کہ باغبان نے سہناک کو مارا دیکھے یہی جان کیونکر بچتی ہو
 قصائے کار خواجہ عمر و برق و چالاک کے بہ صورت مبدل برائے رہائی باغبان و گلچین
 آکر دوسے یہ تماشا دیکھا کہ باغبان نے سہناک کو مارا اب سمن کی فکر میں دونوں زن و
 شوہر جاتے ہیں الگ کھرے ہو کر دیکھنے لگے خواجہ ایک ساحر کی شکل بنے ہوئے ہیں چاہتے ہیں
 اپنے کو پاس یاغبان کے پہونچاؤں مگر وہ فوج کا بلوہ ہو کہ باغبان تک نہیں پہونچ سکتے
 گلچین لڑتی ہوئی قریب سمن کے پہونچی سمن نے ساحروں سے اشارہ کیا جا دو گروں نے
 آگ برسا دی گلچین سب کے سر وں کو دفع کر رہی ہو سمن نے خنجر پھینک مارا خنجر سے برق چمکی

گلچین کا زخمی ہوا سمن نے اشارہ کیا چمن کا سر کاٹ لو سمن نے زخمی کر دیا گلعداز تلوار کھینچ کر علی
 کہ گلچین کا سر کاٹ لوں گلچین زخمی ہونے سے لہر اڑی ہو دور سے باغبان نے دیکھا کہ گلچین زخم
 سر سے بقیاب ہڑاگ برس رہی گلچین آگ سے اپنے کو بچاتی ہو گلعداز نیم کھینچ کر پہنچی ہر کہ گلچین
 کا سر کاٹ لوں باغبان فوراً جھپٹا اپنے کو قریب گلعداز کے پہنچا پھر وہ کیا اور قتل کیا کہان جاتی ہو
 گلعداز پلٹ پڑی وہی نیم جو اسے باغبان پر مارا باغبان نے بخوف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک
 لمبا نچہ مارا کہ سر گلعداز کا اڑ گیا گلچین کو ہاتھ پکڑ کے سینھالا کہا صاحب ہو شیار ہو گلچین نے آئین
 کھول دین شوہر کو اپنے قریب پایا دوپٹہ پھاڑ کر زخم سر باندھا سر کو باندھ کر لڑائی میں مصروف ہوئی
 باغبان روتا ہوا قریب سمن کے پہنچا سمن نے گولہ مارا باغبان نے وہ گولہ کاٹا سمن نے سحر کی
 بوجھار کر دی مگر باغبان روتا بھڑتا سحر کرتا پاس سمن کے پہنچا سمن کو بھاگنا بن نہ پڑا نیمچہ اٹھلے کے
 سر باغبان پہ مارا باغبان نے اٹھا ہاتھ لگا دیا کہ سمن کے ہاتھ سے نیمچہ چھوٹا دی نیمچہ باغبان
 نے اٹھا لیا نعرہ کر کے وہی نیمچہ سمن پر مارا سمن کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا سمن بنت یاسن کا ادھر
 ہو گیا آواز بن ہیبت ناک آنے لگیں بعد صبح دراز آواز آئی کشتی مارا نام سمن بنت یاسن بوزوج
 سمن کے جی چوٹ گئے چاہتے ہیں کہ اپنی جان بچائیں بھاگ کر کل جائیں مگر ٹکٹن نہیں ہوتا
 باغبان گلچین نے گھیر ڈال دیا ہر ٹکٹل سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہیں جدھر گئے مارے گئے
 قضاے کارا فرسیاب نما نہ خراب باغ سیب میں بیٹھا تھا حیرت کا نامہ دار پہنچا افرسیاب نے
 پڑھا مرقوم تھا کہ گلچین و باغبان کو بدست سمن بنت یاسن روانہ کیا ہر خدمت میں پہنچا چاہتا
 ہیں افرسیاب نے کہا کیا باعث ہوا کہ نامہ دار پہنچ گیا اب تک سمن نہیں پہنچی پلٹ کر دیکھا
 میسر یہ گلدستہ ہاتھ کا سمن کے رکھا تھا وہ گلدستہ مرجھایا ہوا تھا افرسیاب نے کہا غضب ہوا سمن
 قاتل ہوئی اٹھا کے کتاب کو دیکھنے لگا کتاب میں وہ مضمون دیکھا کہ ریش فش نوچنے لگا غصے میں
 اٹھا تیغ ہاتھ میں لیکر انرا سیاب خود چلا اس وقت آکر پہنچا کہ باغبان و گلچین نے ہزاروں کو
 قتل کیا جدھر بھاگ کر جاتے ہیں سزا پاتے ہیں زمین سے تھنی شعلے آتش کے نکل رہے ہیں آسمان
 پر سے نعرہ کیا او باغبان کیوں غریبوں کو قتل کرتا ہر شمشادہ مسموم ہو رہا افرسیاب
 کو دیکھ کر زن و شوہر کے ہاتھ پاؤں بن عشتا کیا افرسیاب زن پر آیا ایک سحر کیا گھونڈا لے

ایک ہوئے زن و شوہر نے اپنے کو دیکھا ایک نخل کے سائے میں کھڑے ہیں افراسیاب سنانے
 سے چلا آتا ہوا باغبان نے جی داری کر کے بڑھکے تھے کاوار کیا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ
 ڈالیا کچھ منہ سے کہا تھا کہ زن و شوہر چپ کھا کر زمین پر گرے افراسیاب نے موسے سر توڑا
 سر کر کے زنجیر بنائی دونوں کو اسی زنجیر میں باندھا لیا چار خواجہ عمر و برق و چالاک نے
 یہ معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ایک ایک فکر میں چلے افراسیاب تخت پر سوار ہوا ان دونوں
 کو تخت پر ڈال لیا ہر یے ہوئے جاتا ہوا خواجہ کسی مقام پر پہلو نہیں پاتے کہ غیاری کرین کوئی
 پانچ کوس افراسیاب نکلا ہوا وہاں سوچا کہ ان دونوں کو کہاں لیجاؤں دیکھا ایک مقام پر
 صحرے بنبرہ زار و اح و لکشا ہوا وہاں ایک لشکر اتر ہوا ہوا بدوس دریا شکن تین لاکھ فوج لے
 اتر ہوا اسکے پاس ناسا افراسیاب کا سپہنشاہ تھا برائے مدد و لقا چلا ہوا لشکر کو آگاہ کر رہا کہ کوچ
 کرو گنگا کی لگاہ پڑی کہ شہنشاہ تخت پر سوار ہیں و باغبان کو گرفتار کیے ہوئے لیے جاتے ہیں
 ابدوس نے پرانہ کر سارم کیا پکار کر آواز دی حضور کے حکم سے بن برائے مدد و لقا جاتا ہوا غلام
 کو سرفراز کیجیے مینہ ہو کے پانی تخت پر ہاتھ بھی ڈال دیا افراسیاب نے تخت اُتار بارگاہ میں ابدوس
 کی آیا باغبان و عین کو الگ ڈال دیا آپ اگر مقام صدر پر بیٹھا ابدوس نے پوچھا شہنشاہ ان
 گنگاروں کو کہاں سے پایا افراسیاب نے سب کیفیت بیان کی عین کے مرنے کا حال جو افراسیاب
 نے کہا ابدوس چھین مارا کر رونے لگا کہا شہنشاہ کیا گذارش کروں سالہا سال مشقت کر کے
 میں نے اُس سے رحم بڑھا یا تھا اب وہ مشوق پریوش تیج ہوئی تھی برسوں راتیں سہج کی جھیلین
 سالہا سال حکایتیں شکایتیں رہیں اب چندے سے آمد و رفت کا سامان ہوا تھا مدون تحفہ جات
 لیکر جانا خدمت میں پیش کرنا اکثر بزم پائاست خوشامد کر کے تیج کیا کبھی قدموں پر گر کر راضی کیا
 ہاے اسوقت دل کو بڑا صدمہ ہوا

وار د کعبہ اگر وہ بت پر فن ہو جائے
 غار شمشیر کیے جنبش ابرو سے منم
 مہی مالیدہ دہن غنچہ سوسن ہو اگر
 سسرت خلد برین ہر نہشتا سے ارم

سچ بھی چھوڑ کے اسلام زمین ہو جائے
 دل میں تیرنگہ ناز سے روزن ہو جائے
 ہنس پڑیں آپ تو گل غنچہ سوسن ہو جائے
 کو چہ یارین یارب کہیں مسکن ہو جائے

دل میں بکھری ہوئی ہو آتش غم و ناہون
ایک لٹ بالون کی ٹکا کے اگر راجش
تج ما تھون سے سنبھالی نہیں جاتی ہر اگر
ہو خزان فصل بہاری سے مبدل یارب
وصل کی شب بھی نہ کل آئی دل رعنا کو

جد مرنے کے نہ آتشکدہ مدفن ہو جائے
حق میں عشاق کے اڑنی ہوئی ناگن ہو جائے
حکمران کے تو سلامی ابھی گرن ہو جائے
شاع گل پر کین میل کا شمع ہو جائے
دور بھی تھا نہ خدا وہ بت پرست ہو جائے

اس طرح کے اشعار پڑھ کر ابدوس خوب سوچا کہ اے شہنشاہ آج میری جان پر ہی ہر قاتلون کو تجھے
ویکھے زن و شوہر کو اس حسرت سے قتل کر دے کہ ماہیان دریا و مرغابن ہوائے حال پر روین اور
غلام کو ترس نہ آئے افراسیاب نے بہت سمجھایا کہ اے ابدوس ہکو یہ حال معلوم نہ تھا ابدوس نے کہا
آج غلام مٹ گیا باغبان وچپین کو افراسیاب سے ابدوس نے لیا افراسیاب تو چلا گیا
بہت سمجھایا کہ اے ابدوس تم ہرے مد خداوند لقا جاؤ گے وہ پھر زندہ کر دیں گے یہ سنا کر ابدوس
خوش ہو گیا بعد جانے افراسیاب کے دونوں کی زبان میں اسے سوزن کو دیکر ہوشیار کیا کہ کیا
اے باغبان تم کو کچھ رحم نہ آیا یہی مشوق پر پیرہ کو قتل کیا باغبان نے کہا لڑائی میں کیا پان
پھول بنتے ہیں اُسے سمجھ کر ہمارے بچے ہمارے سحر سے وہ نہ بچی اب جو تجھے ہو سکے قصور کو تا ہی نہ کر
مشوق کا بدلہ لے خواجہ عمر و گلیم اوتھے ہو یہ سب سحر کہ دیکھ رہے تھے جب افراسیاب چلا
گیا خواجہ صرصر کی شکل بن کر سائے ابدوس کے آئے تن کر سلام کیا کہ شہنشاہ نے تجھے بھیجا
ہو فرمایا ہو میرے یہ دونوں دشمن ہیں باغبان وچپین نے جا کر شکر مسلمانان کو سر سبز شاد آ
کیا مجھے خار دیا انکو ایسے طور سے قتل کرو کہ صحبت عیش و نشاط آ رہے ہو ایک ایک جام شراب سیکے
ہاتھ میں ہواورانے سسر میرے تلوار پرست تب میرے دل کو خوشی حاصل ہو اور سبکین دل ہواور میں
بیٹھ کے غولین گاؤں یہ دشمنان شہنشاہ قتل ہوں تمہارے عمر کا شہنشاہ کو بڑا سنا ہو فرماتے تھے
اگر میں ایسا جانتا مں کو نہ روانہ کرنا مگر نہ گھبراؤ خداوند زندہ کر اے یہ کسکریا یاں کھنچا کہا یہی
صحبت عیش کا آغاز ہوتا ہے سیدھا سیدھا ٹھیک بجا گئے کہ اے ابدوس دریا شکن یہ اشعار
دل لگا کے سنو تارن ترود ہواشعار

خیش لب کو ہوا اس لب کی نزاکت مانع

بات کرنے کو ہر چہپ رہنے کی ناہانغ

رخ پہ پردہ کا جلو بھی نہ ہم دیکھ سکے
 بارہا لیکٹی میتابی دل تا دریاں
 وہ تو آتے تھے کہ نظر و غمیں سما جائیں
 دو قدم گھڑی مر کیا تھا جو پھر آنے سکے
 تیری آنکھوں میں کیا آگئی کیونکر شب و
 دل بیتاب نہ پہلو میں ٹھہرنا اب تک
 ہنسے جب وادی غربت سے کیا قصد وطن
 سحر زل نے جب لی مرے کاشانے کی راہ
 سبب سے فغان ضبط سے پوچھا جو کبھی
 اے جلال آتش دوزخ میں جلا نہ لگو گناہ
 ہوئی نظارہ محبوب کی حیرت مانع
 غیر سے ہڑھکے ہوئی کچھ مری غیرت مانع
 پڑ گئے آنکھوں میں پردے ہوئی غفلت مانع
 پانوں کی محندی ہوئی تھی کہ نراکت مانع
 آج شوخی ہوئی مانع نہ شرارت مانع
 ہو مگر کوئی تمنا کوئی حسرت مانع
 سدرہ ہو گئے آہو ہوئی وحشت مانع
 وہیں روکا ہوئی بڑھکر شب وقت مانع
 ضبط یوں کہ ہوتا خیر قیامت مانع
 لے چلے تھے ہوئی اللہ کی رحمت مانع

ابدوس بقیار ہو گیا کہا ملکہ صرصر نئے دل کو بقیار کر دیا خانہ دل کو دولت عمر والہ سے بھر دیا
 ارب صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو ملازمون نے گلابیان لا کر رکھنا شروع کیں خواجہ شراب
 میں بیوشی ملاتے جاتے ہیں گلابیان شراب کی بھی ہیں کشتیان کباب کی آتی جاتی ہیں خواجہ
 سب کو اپنے قاعدے درست کر رہے ہیں قضاے کار صرصر شیر زن اصلی پھرتی پھرالی اطراف
 آئی پوچھا لشکر میں کیا خوشی ہو ساحرون نے کہا ملکہ آپ کے آنے سے خوشی ہوئی ہو ٹرا تعجب ہو
 کہ ایک صرصر اندر اور ایک باہر صرصر سمجھ گئی کہ میری صورت پر کوئی عیار آیا ہو حلیہ اسکا نک مٹاؤں
 ابدوس مسند پر خوش بٹھا ہو دیوت بھالی ابدوس کا جمال صرصر دیکھا عاشق ہوا ہو قریب ہی
 بیٹھا ہو کبھی زانو پر ہاتھ رکھ دیا کبھی کتا ہو ملکہ صرصر تھارے گانے نے دل کو بقیار کر دیا آپ یہیں
 تشریف رکھتے ہیں انک بارگاہ استاد کرادون خواجہ سمجھ گئے کہ یہ مجھ پر مائل ہو خواجہ بھی محل مل کے
 اس سے باتیں کر رہے ہیں کہ صرصر اصلی نے پردہ اٹھا کر دیکھا کہ عمر واپنا ناں جبار رہا ہو لپکارا اٹھی
 ابدوس لپٹا یہ ساربان زادہ ہو اس شراب کو کوئی نہ پیے براے رہائی باغبان گلچین آیا
 ابدوس نے کہا لینا عمر و نے دیکھا دربار گاہ سے صرصر آتی ہو ابدوس نے جو کہا لینا عمر و
 نے دیوت کو خیر بار اسکا شکم چاک ہوا قصہ پاک ہوا اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے میں خواجہ نے

کلیں اور صلی حبت کر کے بھاگے لینا لینا کا ہلڑ ہوا دیوث کے مرنے کا ایسا اندھیرا ہوا کہ خواجہ
اور کئی جادو گردن کو مار کر کل گئے ابدوس گھبرا گیا مصر نے خواجہ کا عجیب کیا برق فرنگی
بیرون لشکر کھڑا تھا مصر کو جو دیکھا معا فر کی شکل بنکر دوڑا قریب مصر کے پہونچ کر حلقے کند کے مارے
مصر نے چاہا پلٹون برق نے باب مار کر سیوش کیا ایک نخل سے مصر کی مشکین باندھو
کما استانی اہتم میان ٹھہر مصر کی بیابانی و بقراری برق نے سانسے مصر کے رنگ و روغن
عیاری کا توڑ سے لگا لا صورت مصر کی بن رہا ہو چھتا جاتا ہو کہ کیون استانی کوئی
فرق تو نہیں ہو جو نقص ہوتا دیکھے مصر جھلا کر جواب دی ہو میری پا پوش جانے برق
ہا تھا باندھتا ہو کتا ہو استانی خفا ہو جی برق دم بھر میں صورت مصر کی بنکر تیار ہوا
مصر سے رخصت ہو کر چلا مصر نے کئی مرتبہ کہا او بد نصیب مجھے تو کچھ لوٹ برق نے کہا
استانی تم اسی لائق ہو اب برق مٹتا ہوا چلا مصر سمبھرت دیکھ کر رہی برق کو راستے میں
ایک مسافر ملا برق نے بڑھ کر اسے سیوش کیا ایک گیند حلق میں مسافر کی ٹھونس دیا
عمر کی صورت بنا کر شپارہ پشت پر لا د ا طرف لشکر ابدوس کے چلا جب خیال ابدوس
کو اپنی معشوقہ کا آتا ہو باغبان و گلچین کو دیکھتا ہو اور جھلاتا ہو چاہتا ہو تلوار پیکر کر جا پڑو
مصابح سمجھا رہے ہیں کہ حضور عیار و ن سے جان بچے تو بڑی بات ہے مصر کی شکل بنکر آیا کون
پہچان سکتا تھا مصر نے اگر رنگ سنا یا ورنہ وہ سب کو قتل کر کے گل جاتا مصر تعاقب میں
گئی ہو یقین ہو لے ہی کے آئے ابدوس نے کہا یا رویہ عدل پر عجب رنگ گذر رہا ہو یاد نے
ملکہ من بنت یامن کی مارا نقطہ

غضب کا ماجرا ہوا اور قیامت کا یہ ماتم ہو
بتا سے باغبان یہ آج کس گلرو کا مقدم ہو
سمندر سامنے جسکے بقدر اشک شبنم ہو
در دولت نرے یا رکیا فردوس سے کم ہو
تری ٹھو کر نہیں ہو محسن عیسیٰ مریم ہو
اسے غم و ن نے بھڑکایا ہو ظالم کل سے برہم ہو

کیا دل مفت ہاتھوں سے مجھے رہ رکے یہ غم ہو
چمن کا زنا ہو بڑھکر جو رنگ باغ رضوان سے
مرا اگر عین فرقت میں طوفان خیز ہو ایسا
تمتا ہے درندہ دوس کیا ہو مچھکاوا غم زاہد
تعجب کچھ نہیں اسکا جو بجانوں میں جان آئی
خدا جانے کہ آفت آئیگی کس کس پہ اور عشا

مصاحب کہتے ہیں حضور شمشاہ فرما گئے ہیں کہ خداوند تعالیٰ زندہ کر دینگے یہ باتیں تھیں کہ رنگ کی
 آواز آئی سیحون نے دیکھا ملک حضرت شمشیر زن عمرو کا پستار دے دیے ہوئے آتی ہیں وہیں سے پکارتی
 ہوئی اور شمشاہ میں نے بڑی مشقت سے اس ساربان زادے کو گرفتار کیا اب دوس خوش ہو گیا
 کہا اس ظالم نے میرے بھائی کو بھی مارا برق نے پستار دے ڈالا یا اب دوس چھڑا کر اٹھا
 ایک نیچہ مارا کہ لکڑی کے الگ ہو گیا باغبان نے جو یہ صحر کر دیکھا روح غالب میں تھرا لئی کہ ہاں
 خواجہ عمرو یون مارے گئے گلچین بھی رو رہی ہوا اب دوس سوٹھون پرتاؤ پھیر رہا ہر کتا ہر مین نے
 عمر و ایسے عیار کو مارا اب برق حیران ہو کہ کیونکر رنگ جہاؤن شرب کا ذکر ہو چکا جواب کیا تدبیر
 کروں اب دوس سے کہا اور شمشاہ اب باغبان گلچین کو بھی قتل کیجیے مگر جسطرح عمر و کو قتل کیا
 اس طرح انکو قتل کیجیے اگر آپ کی خوشی ہو عیش و عشرت ہو اس ہنگامے میں انکو قتل کیا جائے پسند
 اب دوس نے کہا جو تمھاری خوشی برق نے جھپٹ کر گللابی اٹھائی جام لبر لبر کیا کہا حضور عمر و
 کا تو گانا آپ نے سنا مجھے تو ذرا ایک غزل سنئے جام میرے ہاتھ میں ہوا آپ بہ گوش ہوش بہ
 فندل سماعت فرمائیے غزل

آنے دیتا تھا نہ میخانے میں ہشیاروں کو
 لگے غمیر گلی سے جو ترے ہاروں کو
 بخش دیا وہ کریم اپنے گنگاروں کو
 پیار کر لینے کہیں ہم بھی طرحداروں کو
 منہ کو غنچہ کہیں اور گل ترک رخساروں کو
 بار وندان میں گنہا کرتے ہیں ہم تاروں کو
 حور و غلمان کہیں کیونکر نہ پرستاروں کو
 سو سم گل ہی میں بے پر کیا پرداروں کو
 کہ بر منسل سے ہوا کرتا ہی زرداروں کو
 اور جس پر یوسف کتھان کے خریداروں کو
 ترک کیا سیان میں رکھتے منین تلواروں کو

شکوہ یہ پیر معان مجھے ہر میخواروں کو
 غیرت عشق نے کانٹوں میں کھسیا مجھ کو
 تا اسب اہل خرابات نہیں رحمت سے
 تسکو غیروں سے ہر صحبت جو شب و روز تو خیر
 نخل قامت ہوز غم پھل ہر تو گیسو شانین
 و حیان میں منہ مخ کے نظر رکھتے ہیں نہ بھروسہ گھر
 گھر ترا گلشن نسرو دوس ہوا و رشک بدین
 کیجے مسیاد کی بیدار جی کا شکوہ کس سے
 عقد دل لیکے وہ ہو جائیں نہ کیوں بے پروا
 قصداً اس یوسف ثانی کا جواب جائز ہر
 ابرو نخل میں دوپٹے کے چھپانا ہر بجا

سدرہ ہوتا ہر زبان جو درجہ انسان پر	پھانڈ جانا ہمیں آسان ہر دیواروں کو
تم با زنی مرے حق میں ہر صدمے جان بخش	سنکے جی اٹھتے ہوں پازیب کی تھنکاروں کو
شب فترت میں کسی رشک قمر کی رعنا	شام سے تا سحر گنتے رہے تاروں کو

اس رنگ میں برق نے یہ غل گالی کہ ابدوس تعریفیں کرنے لگا گلچین و باغبان سامنے ہیں
 اسی جوش میں برق نے ابدوس کو خام دیا یہ بھی خوشی میں پی گیا اب تو برق نے دورا بانڈھا
 کما سب صاحبوں کو جب خوب نشہ ہوتا باغبان گلچین پر تلواریں پڑیں شراب سب پی رہے
 میں برق نے دیکھا ابدوس تو پی چکا بیٹھا ہوا جھوم رہا ہر برق نے دوپٹے اٹھا کر فوج میں بھیج دیے
 باہر بھی شراب چلے لگی صحبت میں بھی سب پی رہے ہیں تھوڑے عرصے میں برق نے سب کو شراب
 پہنچائی پکار کر آواز دی اب باغبان گلچین پر تلواریں چلین پہلے آپ نیچے لیکر دوڑا کہا اول
 باغبان کو مین قتل کروں گلچین کا بھی سر کاٹوں باغبان پہچان گیا تھا کہ یہ برق فرنگی ہر
 نیچے چپکا کر برق نے کہا اے باغبان سر جھکا کر بیٹھو مین تمکو قتل کروں مگر خواجہ عمر جو بچہ پہلے جنگل
 میں دور سے دیکھا کہ صرصر نخل سے بندھی ہوئی ہر سمجھ گئے کہ یہ کام برق کا ہو جی میں کہتے ہیں
 کہ یہ بڑا تیز ہو گیا ہر ہم بھاگ کر کل گئے اسکی عیاری بن پڑی یہ سوچ کر طرف لشکر ابدوس کے چلے
 لشکر میں آئے دیکھا ہنگامہ ہو رہا ہر سب نے شراب پی ہو تلخ رہے ہیں گارے ہیں کوئی دوزا دوزا
 پھرتا ہر کوئی منہ کے بھل کرنا ہر بعض رابطہ و ضابطہ سر جھکا ئے ہوئے جاتے ہیں تھوڑی دور جا کر
 روکھڑائے منہ کے بھل گرے اپنی پرچھائیں کو دیکھ کر لپکا رہے ہیں مین نے حریف کو مارا لشکر میں
 عجب ہنگامہ رہا ہر خواجہ سمجھے کہ برق کانگ جگیا سب شراب پی چکے بارگاہ میں اپنا کام کر رہا
 ہو گا چلے تماشائیں و گھین خواجہ جھپٹے ہوئے شرابیوں کے بیچ سے لپکتے ہوئے دربار گاہ پر پہنچے
 چوہدار دن کو دیکھا بیہوش پڑے ہیں خواجہ اندر آئے دیکھا برق نے باغبان کی زبان سے
 سوزن کو نکالا باغبان نے اٹھتے اٹھتے گلچین کی زبان سے سوزن نکال لی زن و شوہر
 تڑپ کر اٹھے برق نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی تصنیف مصنف

ملا نام ہر برق خبر گزار	کہ استاد میں خواجہ نامدار	ترپے میں مین برق رخسار ہون
کے کون مکار و خنہ دار ہون	کردن سیکڑوں کوں کی راہ طور	ارسطوے عیسلم شاگرد ہوں

در مکر پر میرا پسرا رہا تڑپ سے مری چنخ بہار ہا بزیر تسمہ مغرب و شرق ہر
چھلاوا ہون میں نام بھی برق جیسے ہی عمرو نے برق کا لغزہ سنا خواجہ نے بھی اپنے نام کا
لغزہ کیا لغزہ خواجہ تسمہ و تصنیف مصنف

مرزا نام ہر خواجہ خواجگان
مرس نام پر چند رشید ہوا
مرامکر ہر گلشن قریل و قال
نشان تھا مری گروپا پوش کا

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا

تسمہ و تسمہ منتر متران
اڑاتا ہون گھار کے میں دھوین
مری چال سے ہر صبا پاکمال
مرا افسر ز کیشم نامدار

مسیب تسمہ شبیر پروردگار
میت و نصرت کی تہ سیر

کہ آتسا ہمارا جہانگیر ہر خواجہ بھی لوٹنے لگے ابدوس و مل زمان ابدوس سب
پرے ہن برق نے جھپٹ کر ابدوس کے منجر مار دیا ابدوس کا سر کنڈراک ہوا اندھیرا ہو گیا
برق نے اندھیرے میں تاج ابدوس کا لے لیا سمجھا کہ اگر آستار دیکھنے تو چین لینگے اسی اندھیر
میں سمجھا کا خواجہ لوٹ بھی رہے ہن اور تل بھی کرتے جاتے ہن باغبان و گلچین نے سحر کے
ہزاروں کو حلا دیا جیسے پھونک دیے تھوڑی ہی دیر میں سب کا خاتمہ ہوا باغبان نے خواجہ کا ہاتھ
پکڑ لیا کھا شکر بہت دور یو آپ میرے ساتھ چلے گا خواجہ نے جوتاج ابدوس کا منہن پایا بڑا
غصہ ہو جاتا ہے ہن اور باغبان برق کا پاجی پن تنے دیکھا تاج ابدوس کا لیکر بھاگ گیا
باغبان نے کہا جانے دیکھے خواجہ نے کہا جانے کیونکہ دین آپ ہی لوگوں کی باتوں نے ان
نوں دون کو دیر کیا ہوا سکی بھی حقیقت تھی کہ تاج لیکر بھاگ جانے باغبان نے ایک تخت
تختیا کیا باغبان گلچین اسپر سوار ہوئے خواجہ کو بھی زبردستی تخت پر بٹھایا باغبان گلچین
تخت کو اڑانے ہوئے روانہ ہوئے مگر شکر اسلام یہ ہو کر گذرا کہ ملکہ حیرت بھی نہیں کہ ہر کارون
نے اگر عرض کی ملکہ شاہین بلند پروازی ہن ملکہ حیرت نے کہا شاہین تو ساحرہ بڑی
مغرور ہو وہ کیونکہ آئی ہر کارون نے عرض کی نہ شاہ کا نامہ پہونچا تھا اعلیم حیرت افزا سے
کوچ کر کے آئی ہر حیرت نے یا قوت و زور کو براے استقبال روانہ کیا ملکہ شاہین بڑے
نور و شور سے آکر پہونچیں بڑی حسین و جمیل ساحرہ ہو آئے ہی ملکہ حیرت کو سلام کیا حیرت نے
پہلوئے تخت میں کرسی دی شاہین آکے بیٹھی کہا میں نے بڑی خیرین خواجہ بنی ہن ملکہ حیرت

سب حال بیان کیا شاہین نے لشکر کف افسوس لے کہا حضور جو بہار نے سحر کیے وہ تو خیر سامری
 جمشید نے سحر کو یہی تاثیر دی ہو عیاروں کی عیاری کسی کہ غیر ساحر نے ساحروں کو مارا یہ میرے
 دہن میں نہیں آتا ملکہ حیرت نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا اے شاہین ساحروں کے رد سحر کی تدبیر ہو جائے
 ہو عیاروں کی عیاری نہیں رکتی اب آئی ہو حال معلوم ہو گا شاہین بہت جھلائی بارگاہ سے
 ملکہ حیرت کی انھی اپنی بارگاہ میں آکر بل جلی بچوایا یہ خبر ملکہ مہرخ کو ہوئی زانو پر ہاتھ مار کر کہا
 خواجہ و برق و چالاک کا پتہ نہیں بیان لڑائی درپیش ہو نہیں معلوم ماغبان و گلچین پر
 کیا گزری مگر حکم دیا کہ بل جلی بچایا جائے شاہین اُنشکر باہر آئی اپنی بارگاہ کے گرد حصار سحر کیا
 بیرون لشکر آکر بل اسلام کے لشکر پر پاش کے دانے پھینکے لشکر اسلام پر بھی حصار کیا کہ کوئی لشکر
 سے نہ نکل سکے رات بھر تیاری رہی صبح کو جو اہل اسلام اُٹھے چاہا واسطے رُخ حاجت کے جانیں
 دیکھا گرد لشکر ایک نشان نہرا پڑا ہوا ہو معلوم ہوتا ہو کہ شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہیں
 کوئی بیرون لشکر نہیں جاسکتا لشکر میں بڑھوایا یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچی کہ گرد لشکر حصار سحر ہو
 کوئی باہر نہیں جاسکتا ملکہ مہارائندہ کرائیں چاہا کہ حصار کو دفع کروں شاہین لشکر لیکر میدان
 میں پہونچی ملکہ مہرخ نے خبر سنی کہ شاہین فوج لیکر آگئی طاؤس اپنا منہ کر رہی ہو مبارز طلبی ہو
 ملکہ مہرخ اُسی وقت محنت پر سوار ہوئیں سرداروں کو ساتھ لے لیا مبار بھی پلٹ پڑن باہر
 نہیں جاسکتیں اُسی حصار کے اندر سب کا لشکر ہو باہر کوئی نہیں آسکتا ملکہ مہار نے چاہا میں
 حصار کو دفع کروں کہ شاہین نے بڑھ کر چار گولے اسبطون مارے حصاروں کے مقام سے دھواں
 پیدا ہوا تمام لشکر میں وہ دھواں پھیل گیا جون جون شاہین سحر کرتی ہو دھواں بڑھتا جاتا
 ہو ملکہ مہار و رعد و برق تڑپ تڑپ کر چاہتے ہیں کہ دھوئیں سے لکھن مگر ممکن نہیں ہوتا جب
 قریب دھوئیں کے پہونچے دھواں آنکھ میں لگتا مینا ہو کر زمین پر گرے اسی طرح کئی سردار
 مینا ہو چکے ہیں سب سے پہلے ملکہ مہار کہ یہ بلند ہو کر گئیں کئی گلدستے دھوئیں پر مارے گایے
 پٹھے جل کر گرے ایک گلدستہ جو مہار نے مارا دھواں متفرق ہو کر قریب آیا آنکھوں میں لگا مینا
 ہو کر زمین پر آئیں ہر چند اپنے کو بچا یا لیکن نہ بچ سکے ملکہ ہلال سحر آگن ہرنج ہو وغیرہ نے
 بھی بڑے بڑے زور مارے مگر دھواں شکر ت نہوایا بھی دونوں سردار مینا ہو کر زمین پر آئے

نابینا ہو کر غل مچا رہے ہیں اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر سحر کر رہے ہیں مگر سحر تاثیر نہیں کرتا کہی
 سحر سردار اسی طرح نابینا ہوئے جانسوز و ضرغام درہ کوہ میں کھڑے ہوئے یہ سب معاملہ دیکھ
 رہے ہیں کہ شاہین کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہو اور پکار کر کہتی ہو کہ بنے سنا تھا بی مہار کا سحر تنکے
 چنوتا ہو مگر کو تنکے نہ چنوائے عجائب و غرائب سحر نہ دکھائے ملکہ مہار انکھون کو بند کیے کھڑی ہیں
 کتیزین گرد گھیرے ہوئے ہیں جقدر زور پھولون کا پہنچے ہوئے تھیں سب مرجھا گیا جگرے توڑ کے
 پھینک دیے جانسوز و ضرغام نے آپس میں صلاح کی کہ بھالی بڑی بدنامی کی بات ہو چالاک
 و برق و استاد شکرین نہیں کہیں افسوس ہو کہ عیاری نہو جانسوز نے کہا میں ابھی جاتا ہوں
 اگر رہتا ہو تو اسکی مشکین باندھ کر لاتا ہوں بڑی قیامت کا سحر ہو تمام شکر پریشان ہو رہا ہو دعوت
 نے سارے شکر کو گھیر لیا ہو جانسوز نے صورت بدلی ایک جادوگر کی شکل بن کر چلا شاہین بھل ہی
 ہو سحر کی بو چھپا کر دی چاہتی ہو سب شکر کو ایک حال میں کر دوں ایک گورہ سحر کا پھینکا وہ گولہ جا کر
 پھٹا ایک دانا ہوا کہی نہرا آدمی اسکی آواز بیت ناک سے کر دنگ ہو گئے اسی طرح کہی گوسے
 پھینکے وہ جا کر پھٹے کوئی گونگا بہا ہو گیا کوئی نابینا ہو گیا کوئی ٹٹکھڑا کر گیا کہ ایک طرف سے آواز آئی
 اے ملکہ عالم کیا کہنا میں جاتا تھا جس دن شاہین آئیگی تمام شکر مٹا دیگی شاہین نے پٹکھڑا ایک
 جادوگر شلتگین لگاتا ہوا آتا ہو ایک کاغذ بڑا سا ہاتھ میں قریب آکر سلام کیا کہا اے ملکہ شاہین کیا
 کہنا شہنشاہ ہوشربا باغ سیب میں تمھاری تعریفیں کر رہے ہیں مچھو بھجیا ہو کہ یہ نامہ ملکہ عالم کو
 دینا جو منظور تھا اسی کاغذ میں لکھ دیا ہو شاہین نے نامہ ہاتھ میں لیا زمین شق ہوئی ایک طائر پیدا
 ہوا اڑ کر گرد سر شاہین چرخ مارا جیلر زمین پر گرا ہڈیاں بھی حل گئیں خاک میں مل گیا طائر کا لٹکلا
 جلنا شاہین نے چاہا تھا کاغذ کھولون طائر پر یہ سحر کہ گذرا لپٹ کر آواز دی اونا عیار جادو ہو
 بہ کہتے ہی ایک شعلہ بدن میں جانسوز کے ٹپٹ گیا کھینچ کر سرحد شکر میں پہونچا دیا جانسوز نے اپنے
 کو دیکھا رنگ و روغن عیاری کا دور ہو گیا بہ صورت اصلی نابینا قریب تخت ملکہ قمریخ لوٹ رہا ہوں
 جیران جیران نام باغبان قدرت لیکر پکار رہا ہو کسی ساغر نے جواب دیا کہ اے جانسوز باغبان
 کہان میں باغبان کے گرفتار ہوتے ہی باغ اسلام پر خزان آئی ضرغام نے جو دیکھا کہ جانسوز
 گرفتار ہو ایک کتیز کی شکل بن کر ضرغام بھی چلا سامنے آکر شاہین کو سلام کیا کہا اے ملکہ عالم

آپ کا سحر بے نظیر ہوا ایک سحر میں سب کو پھنسا لیا مجھ کو ملکہ ماہیان نے زور پوشی سے بھیجا ہوا کھان
 میں عرض کرونگی شاہین نے اٹھو ٹھنی ہاتھ سے اتار کر پھینک دی کہا رسکوا کھا لاجیہ ہی ضرغام نے
 اٹھو ٹھنی اٹھائی انگشت نے دست گیری نہ کی ایک شعلہ بھڑک کر پٹ گیا رنگ و روغن عیاری کا جلا ہمت
 اصلی ظاہر ہوئی شاہین نے اشارہ کیا اور شعلہ سحر اس عیار کو بھی مجمع عام میں پہونچا دے ایک بخر
 کمرین پٹی کینچا ضرغام کو اسی مجمع میں ڈال دیا جانسوز و ضرغام ایک ہی مقام پر دو وزن پڑے تپ
 سے ہن کئی ہزار اہل اسلام اسی حال پر ملال میں نابینا سحر فراموش دریا سے حیرت کا جوش بیتاب
 و بیقرار ہو کر پکار رہے ہیں اور خالق یل و نہار وای پروردگار ہیکل اس آفت ناکمانی سے بچا دے
 خجب بلا میں مبتلا ہیں نظر

تا تو ان را تو می بخشی توان	نفستہ جانان را دی آرام جان	حاکم بوس در گمت شاہنشان
سرمگون در سجده ات گردن کشان	گاہ از لطفش بشر پیدا کنی	گاہ از لطفش دریا روان
مہر و مہ حلفت بگوش بندگی	تا بخت نہ مان ہمہ دور زمان	حالت سوز دل این خستہ حال
کی رستم گرد و دھڑک دوزبان	مشکل حل کن تو ای پروردگار	چون توئی عقدہ کشای بندگان
حامی امم ہستی بوقت بیکسی	وقت تنگائی محافظت پاسبان	در زمانہ واقف عالم توئی
ہر زمان اندر عیان و در نہان	ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امید وار

ہر طرف سے صدائیں آتی ہیں یار تباہ یا مستغنی شاہ اس آفت سے بچا دے شاہین نے سحر کی یو چھار کر دیا
 دھوئیں کا زور بڑھتا جاتا ہو چنگاریاں دھوئیں سے نکل رہی ہیں اہل اسلام کی فریاد شاہین
 کی بیداد حیرت تو بے یقین کر رہی ہو کہ ای شاہین کیا کہنا کیا مضبوط سحر کیا ہو شاہین نے کہا ان
 عیاروں کا حال آپ نے دیکھا حیرت نے کہا ای شاہین کیا کہوں وہ ظالم سنیں ہو کہ مسکی عیاری
 کرامات ہو مگر سامری و حبشیہ تم کو بچائیں حقیقت من کمال کیا مہار اسی کو مبتلا ہے سحر کیا شاہین
 بھبک جبکہ کو سلام کر رہی ہو مصنف عرض کرتا ہو کہ شام تک شاہین نے سحر کو مضبوط کیا ملک حیرت
 سے بڑھ کر عرض کی اب دوروز یہ مسلمان تڑپیں پھر مین تیسرے دن آکے ان سب کو قتل کر دیں تین دن
 سحر کو غوب زور دے دیا اب اس میں سے کوئی نہ نکل سکا حیرت نے تخت سے اتر کر شاہین کو گلا سے
 لگا لیا کہا بھو تھنے بڑا کمال کیا اب یہ دو دن خیر و عافیت سے گذریں شاہ کو حضور و مبارک کا بیجاں ہو

میں چاہتی ہوں دونوں قتل ہو جائیں ان دونوں کی ذات سے مجھے بڑے رنج و ملال پہونچے
 نوبت نقاسہ بچاتی ہوئی شاہین کو حیرت یہ ہوے اپنی واسطے شاہین کے الگ بارگاہ استاد
 کرادی شاہین نے اپنی بارگاہ کے گرد حصار بکھریا اور داخل بارگاہ ہو گئی خوشیاں ہونے لگیں میان
 اہل اسلام متلائے آفت سارے لشکر پر دھوان چھایا ہو اور اہل لشکر گرہے ہیں جو نابینا ہونے سے
 پہچے ہیں وہ اب نابینا ہو رہے ہیں دعائیں کر رہے ہیں دو تین اسی ہنگامے میں گذرین بوقت حیرت
 سے شاہین نے کہا اچھا اور ملکہ عالم میدان کارزار میں آئیے تماشا قتل مسلمانان دیکھیے سب کے
 پہلے محمود و مبارک قتل کرو گئی مجھے تو آپ کی ذات سے واسطہ ہو شہنشاہ نے مجھے یہی کہا تھا کہ جا کر
 قتل مسلمانوں کو قتل کرو وہی میں نے کیا یہ سحر حیرت نے لباس فاخرہ پہنا تاج مرصع سر پر رکھ کر
 تخت پر سوار ہوئی سب سردار تخت کو گھیرے ہوئے مصور و صورت نگار ساتھ یا قوت و زور و
 آگے آگے اہتمام سواری کرتی ہوئی شاہین بلند پرواز سب کے آگے بڑھی ہوئی اپنے گھمنڈ میں
 پھولی ہوئی کتنی ہی ہلکے عالم لوٹدی نے آج خاتمہ کر دیا تھی سال لڑائی میں گذرے کئی کواکب تاک
 خبر نہ کی میں حاضر ہوئی یہ تکلیف نہ ہونے پاتی ملکہ حیرت نے کہا وقت پر ہوقوت ہو تمہارے ملک
 کے قریب کے کئی ساحرا کے جو آیا مارا گیا مارا گیا اب مسلمانوں کا وقت بربادی آگیا شاہین کتنی عروسی
 ملاحظہ تو فرمائیے اب میں اس دھوئیں میں دروازہ پیدا کرو گئی آپ کے ملازم جا کر سب قتل کر گئے
 اس بحر میں یہ کمال ہو کہ دشمن پر تاثیر کرے دوست سے تعرض نہویہ کتنی ہوئی میدان کارزار میں آکر
 پہونچی میسان جادو و اسکی وزیرزادی سانسے حاضر تھی شاہین نے کہا اے میسان جاو بارہ
 نہار جاو گر نیان ساتھ لو دھوئیں میں دروازہ پیدا کرو ان سب اندھوں کو گرفتار کر کے لاؤ ملکہ حیرت
 کو تماشا دکھاؤ میسان نے بادہ نہار جادو گر نیون کو ساتھ لیا چاہتی ہو کہ جا کر دھوئیں میں دروازہ
 پیدا کروں گو کہ دیا ہوا شاہین کا ہاتھ میں اسم سحر پڑھتی ہوئی چلی لیکن باغبان و گلچین و
 خواجہ عمر و ساتھ ہیں لشکر بدوس کو تباہ کر کے آتے ہیں باغبان کو بڑی جلدی ہو کہ جلد اپنے
 کو لشکر میں پہونچاؤں لیکن چونکہ خواجہ ساتھ ہیں باغبان کو منظور ہو کہ بھلا طست انکو پہونچاؤں
 جان ہوتی ہو فوراً مہار پڑ پڑ پڑتے ہیں خواجہ آرام فرماتے ہیں باغبان گلچین جاک کے
 بسر کرنے ہیں جس سب کو میان یہ آفت مہا ہوئی کہ شاہین بڑے قتل مسلمانان آئی ہو اس شب کے

خواجہ نے ایک کوہ پر آرام کیا ہر باغبان گلچین جاگ رہے ہیں دیکھا خواجہ سوتے سوتے جج
 اٹھے باغبان نے ہاتھ پکڑ کر کہا کیوں شنشہ اوچ عیاری خیر تو ہو خواجہ گھبرا کر اٹھے کہا اے
 باغبان وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا اس خواب کو جھوٹ کرے میں نے کل لشکر کو دھوکے
 میں مبتلا دیکھا مہار و محمود بھی بتلاے آفت میں تمام سردار بنا ہو گئے ہیں ملک مہر خ کا تخت
 زمین پر رکھا ہے ہاتھوں سے ٹول رہی ہیں ملک ملک کے پروردگار کو لپکارتی ہیں سارے لشکر کا
 یہی حال ہر سب کے قلب پر جو غم و ملال ہر باغبان نے کہا خواجہ میں نے بھی شام سے
 ایسے ایسے خواب پریشان دیکھے گلچین اے کہا جب میری آنکھ بند ہوئی سب کو بنا پاپا لشکر میں
 عجب آفت برپا ہو خواجہ نے کہا باغبان اسی وقت چلو یہ روپاے صادر ہو باغبان نے
 اسی وقت تخت تیار کیا سوار ہو کر چلے بڑے زور و شور سے باغبان بھر کر رہا ہر تخت شل ہوا کے
 جاتا ہر ایک کوہ فلک شکوہ کے برابر سو پنے تھے کہ کان میں آواز گانے کی آئی کوئی فریاد بجا کر
 نے طور سے اس غزل کو گایا ہر سار بھی بج رہے ہیں نظم

ایک شب کے جاگنے والے کی رسوائی ہو
 آپ کے اس وقت وان جانے سے رسوائی ہو
 وہ محبت چاہتے حسین کہ رسوائی ہو
 کہتے ہیں اقرار یہ کر لو کہ تنہائی ہو
 میری مونس گر شب زنت کی تنہائی ہو
 حسین تو کبھی خوش ہوا مد میری بھی رسوائی ہو
 کس طرح پردہ نشین آنکھ سے بینائی ہو
 آنکھ وہ ہی آنکھ جس میں کہ بینائی ہو
 شام زنت کس طرح گھبرائی گھبرائی ہو
 درد کے آنے کی دل میں جب خبر پائی ہو
 اُسپہ صدمے جان تاک جو آنکھ نہ پائی ہو
 دلکا دل مل جائے رسوائی کی رسوائی ہو

یا خدا اُنکو میان سے جا کے نیند کی نہو
 غیبت اُنکو کہیں یہ بات سمجھائی نہو
 بہر تسکین مجھ کو منظر دیکھ کر بولے تو یہ
 وعدہ آنے کا وہ کرتے ہیں بھی تو اس شہ
 سینے میں گھٹ گھٹ کے مر جا دل ایند پسند
 کہتے ہیں وہ خواب میں آیا ہوں ایسی رات کو
 ہر اسے اک صاحب عصمت تصور سے غرض
 کچھ سمجھائی دے جس میں نام اسکا ہر شباب
 تیرہ بختی سے مری شجون کا ہر خوب ہے
 ضبط پردہ پوش راز عشق ہو کیا کرے
 جو ادا سے بے تعلق اُس جوانی کے شار
 چاہتے ہیں وہ بھی ایسی کسی تدبیر سے

خواجہ حیران ہوئے کہ کون کار باہر باغبان سُنتے ہو خاص کوئی میری نقل کر رہا ہو سب تم زمین
 کھرسے ہیں سارے کس لطف سے گھلا ملاج رہا ہو باغبان نے کہا پہاڑ بہت بلند ہو نہ رہا شعلہ
 چمک رہا ہو باغبان نے تخت بلند کیا برس کوہ اگر سپو پنچہ دیکھا خواجہ نے ہمارا دوست صادق
 محب دائق شعلہ خوار آتش خوابیک تاج مکمل ہو جاہر سر پر سجاری لباس الماس دوزینے ہو
 فی ہاتھ میں جھوم جھوم کے غزلین کار رہا ہو ساز رکھے ہیں سارنگیان بیج رہی ہیں طبلے کی لگت آسمان
 پر سوختی ہو محیرے بھیج رہے ہیں خواجہ نے پکار کر آواز دی بھائی شعلہ خوار مرزا تو اچھا ہو خواجہ
 کو شیطان بچے نے دیکھا لکھرا ہو گیا کماؤ آئیے جلسہ جمایا ہو اور یہ بھی پکار کر آواز دی ارے
 بھائیو اپنے کو ظاہر کرو ہمارے شہنشاہ آگے اپنی صورت دکھاؤ میں انھیں زر کا غلام ہوں انکے
 لگانے کی نقل کر رہا تھا اب اس کو سنو شعلہ خوار نے جو پکار کر کہا نہ رہا شعلہ جو گرد تھا ایک طور سے
 بہتر کا زمین پر اگر چمکا اب جو عمر و نے دیکھا نہ رہا طفل ظاہر ہوا ایک ایک لٹوئی بانہ سے ہوئے
 ایک خاندان بالکل ننگے سر نہ تھے ہوئے ایک ایک چٹیا لمبی سب کے سر دن پر شعلہ سے شعلہ ہا
 آتش چھوڑتے ہوئے پرا باندھ کر سب سے خواجہ کو سلام کیا ہر چند کہ باغبان ساحر زبردست ہو کر
 ان سب کو دیکھ کر ہوش اڑنے لگا بیدار رہا ہو وہ سب شیطان بچے خواجہ کے گرد پھر رہے ہیں
 کوئی آتھ چوستا ہو کوئی قدیون کو بوسہ دیتا ہو کوئی بلایں لینا ہو شعلہ خوار نے کہا خواجہ کچھ گائیے
 ہیں آپ کے گانے کی نقل کر رہا تھا سب خوش تھے اب آپ کا گانا سن کر مخطوط ہونگے عمر و نے کہا اگر
 شعلہ خوار زین عجب مصیبت میں ہوں عمر و نے سب حال اپنا باغبان کے قید ہونے کا سنا
 شعلہ خوار کے بیان کیا کہا آج میں نے خواب پریشان دیکھا ہو شعلہ خوار نے کہا میں ابھی خبر نکلنے
 دیتا ہوں اور شہنشاہ اوج عیاری یہ سب لشکر آپ کے ساتھ چلیگا ایک کی طرف دیکھا کہ جا کر
 خبر لاوا ایک وہی جنگا بہت خوب کمر و روانہ ہوا شعلہ خوار نے خواجہ کے ہاتھ میں دی کہا حضور
 گائیے سارا لشکر میرا آپ کے گانے کا شوق ہو ہر چند کہ خواجہ عمر و بہت پریشان ہو رہے ہیں مگر یہ بھی
 خیال ہو کہ یہ سب جو میرے ساتھ چلیئے لشکر حیرت پر بری آفت آگئی سب کے بیچ میں آکر بیٹھے
 نہایت لطف سے یہ اشعار سنانے شعلہ خوار کے گانے نظم

ہر دم دعا مانگتے ہیں اپنے خدا سے | اندر بچا لے شب وقت کی بلا سے

چارہ نہیں اب مجھ کو کسی طرح قضا سے
کیا کیا نہوا دست و گریبان میں صبا سے
دکھلا دیا جلوہ مجھے سونا زوا ودا سے
اچھے دل دشمن بھی نہ کیسے دولت سے
ہو جیسے وہ نظر آتے ہیں خفا سے
تلمحہ میں ترے کام پر تسلیم و رضا سے
دو دن بھی تو مہلت نہ ملی ازل و سما سے
بگڑا جو وہ بت مجھے تو بگڑا میں خدا سے
پا مال ہوں عشاق کے دل تیری بلا سے
مشتاق چلے آتے ہیں آہو بھی خطا سے
کیا رشک نظام آیا ہر محشر میں خدا سے

بیا محبت ہوں بچوں لگانہ دوا سے
الہی سحر وصل جو اس زلف رسا سے
چلن جو اٹھالی بھی تو کس شرم و حیا سے
لاتا ہر بلا راہروں پر یہ دورا ہا
بگڑے ہوئے تیور میں خدا خیر کرے آج
وہلت کا بہن شکر نہ فرقت کی شکایت
چنے فلک اور بعد فنا راضی نہ پسیا
اللہ ری یہ گم رہی مسرط محبت
تو گرم غمان شوق سے ہوا عورت بلنا ز
اس شوخ کی آنکھوں پر لشکر یوں نہوں کا
جب حشر میں محبوب نے دکھلا یا ہر جلوہ

سب شیطان بچے چپ بیٹھے ہیں گانے پر خواجہ کے جھوم رہے ہیں بعض چیتے ہیں گل عچالے ہیں
بعض ختم ہو کر ناچنے لگے ہیں شعلے ہر ن سے کل رہے ہیں بعض بلند ہوئے بڑے بڑے شعلے ہو گئے
پھر ٹرتے ہوئے زمین پر آئے و جد کرنے ہیں تالیاں بجاتے ہیں کسی خود بھی کچھ گاتے ہیں آواز میں نہیں
ناک سے دھوان کان سے شعلے کل رہے ہیں جب منہ کھول دیتے ہیں تمام سہم شعلہ آتش
بنجاتا ہو وہ شیطان بچہ جو واسطے خبر کے گیا تھا دوڑا ہوا آیا خواجہ کے گرد پھر کہا آپ ہمارے افسر
کے مالک میں قدمبوسی ضرور ہو جو خواب آپ نے بیان کیا وہ سب حقیقت میں سچ ہر شاہ میں ایک
ساحرہ آئی ہر میں شاہ نہ روز گذرے کہ سب اہل اسلام دھوئیں میں گرفتار ہیں شور و سرایار
بلند ہر کس و ناکس دروند تمام لشکر نابیا ہو گیا ایک ساحرہ بیسان نامے بارہ ہزار جا دو گروں کو
لیکر علی ہو کہ سب کو جا کر قتل کرے یہ شکر خواجہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے شعلہ خوار نے کہا
استاد آپ کیون گھبراتے ہیں شاہین کو جیر پھاڑ کر پھینک دو لگا یہ غلام آپ کے دو ہزار میں دس
لاکھ پر غالب آئیے ایک جا کر تخت حیرت الٹ دیکھا کوئی نہ دیکھا گم سب کو دیکھ دیکھ کر اڑنے لگے
حیرت کو ایسا پریشان کر گئے کہ وہ سب سحر کرنا بھول جائے اور خواجہ عمر و اگر اسیا ب آگیا

اس کا تلخ اتار کر آپ کو یہ دو گنجائرت کا روپہ ڈال لو گلابی یا قوت دہندہ پر ہانپنے پڑے گا اب تو
 غول اور سارے عجم و ہند کے گلابان جنگ نہ آواز ہو جائے شعلہ خوار قدیموں سے پست کیا خواجہ
 نے خاطر سے شعلہ خوار کی چند شعر عاشقانہ اس زور و شور سے گائے کہ سب شیطان بچے چھین ملہا کر
 رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حقیقت میں خواجہ سلم موسیقی کے آپ بادشاہ میں آسمان عیاری
 کے ماہر ہیں آپ کے گانے نے ہم سب کو بے قرار کر دیا کبھی ایسا گانا نہ سنا تھا دہزار شیطان بچے اٹھ
 رہے ہیں کو در رہے ہیں کوئی خواجہ عجم و ہند کے ہاتھ پوتا ہو کوئی قدیموں کو بوسہ دیتا ہو خواجہ نے کہا
 اے شعلہ خوار اب جلد چلو ایسا ننو شاہین جا پڑے تو مجھ کو بڑی شرمندگی ہوگی شعلہ خوار نے کہا آپ
 چلے تین حاضر ہوا خواجہ دباغبان و گلابین تخت پر سوار ہوئے چلے کوہ سے چند قدم بڑھے صدرائے
 مسیت ناک کان میں آنے لگے ہزار شعلہ پہاڑ سے چمکا خواجہ دیکھتے ہوئے بڑھ گئے باغبان سے
 کہا تخت کو جلد بڑھاؤ اے باغبان! مجھے سنگوں کا اعتبار نہیں آتا باغبان نے کہا اگر میں فوج
 آؤں شکر حیرت میں ملکہ پڑ جائیگا حیرت کو بھاگتے راستہ نہ ملے گا باتین کرتے ہوئے خواجہ دیکھیں باغبان
 چلے باغبان بڑے زور و شور سے تخت اڑائے ہوئے لیے جاتا ہے میان نیسان بارہ ہزار
 جادو گروں کو لیکر اس مقام پر آئی کہ جہان دھوئیں نے تمام شکر مہر خ کو گھیرا ہوا اندر سے آواز کی
 صدا آرہی ہو شاہین بلند پرواز تین لاکھ جادو گروں کا لشکر بیٹے ہوئے کھڑی ہو اس میدان میں
 جا کر دروازہ پیدا کرے سرداران مسلمانان قتل ہونے لگے تو میں بھی جا پڑوں سرداران نامی گو گرفتار
 کر لاؤں ملکہ حیرت تخت پر سوار خوب بناؤ کیے ہوئے مع لشکر تماشا دیکھ رہی ہو کہ نیسان جادو
 نے بڑھ کر گولہ مارا قصر و دین در پیدا ہوا شاہین بلند پرواز بھی لشکر لیکر بڑھی منظور ہوا کہ ملکہ
 بہار و محمود کو پکڑ لاؤں سانسے حیرت کے لاکے قتل کروں حیرت بھی بلبلا رہی ہو ہر مرتبہ پکارتی
 ہو اے شاہین بلند پرواز جلدی کرو ایسا ننو کوئی اٹکا مدد گارا جائے بعد ان کے خاتمے کے صاحبان
 عظم نور افشان سے مقابلہ پڑیگا کو کب بھی آ کے لڑیگا بران نے بڑے بڑے کمال کیے
 دیے خون روان مٹا پل پر یزدان کو توڑا آخر کو عشاوت سنہ رنگ نے سحر سے مارا
 پھر وہ بھی مار گیا لی بران اچھی ہوئیں ابھی تھوڑے دن ہوئے شہنشاہ کے غصے میں آ کے گنبد قمر
 سامری گرایا ساربان زادے نے اسکو ہی فتح کیا شاہین بلند پرواز نے کہا حضور میں سب سے

سمجھ لوں گی میں کیا کسی سے پایہ کی کا کھتی ہوں کو کب کی کیا حقیقت ہو بران کو بھی قتل کروں گی سب میرے
 دیکھے بجا لے ہن یہ کہتی ہوئی شاہین بڑھی ملکہ حیرت نے بھی لشکر کو بڑھایا اب سب اسی فکر میں
 ہن کہ مسلمانوں کو چکر لوث لیں اور شاہین بلند پرواز اس فکر میں ہو کہ مہاراجہ مخدوم کو جا کر گرفتار
 کر لوں غیسان نے گولہ مارا قہر و دین دروازہ پیدا ہوا غیسان نے چاہا کہ اندر قہر و دین کے قدم
 رکھوں کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او غیسان کہاں جاتی ہو خبردار آگے نہ بڑھنا منہ باغبان
 خواجہ تو تخت سے کود کر الگ ہوے باغبان و گلچین سپہ سپر کے رڑنے لگے غیسان نے رگ
 برسا دی چاہا باغبان کو مبتلا سے سحر کر دین باغبان نے گیند بچو لون کا مارا کہ غیسان کا سر اڑ گیا
 اسکے ساتھ والوں نے چاہا ملازمان مہر خ کو قتل کرین گلچین بڑھی تڑپ تڑپ کے گرے لگی کئی
 ہزار جادو گروں کو مارا شاہین بلند پرواز نے جو یہ معرکہ دیکھا کل لشکر کو لیکر جا پڑی حیرت جادو
 نے بھی اپنے لشکر کو بڑھایا جھیل جادو و بر بخت حیرت کے کھڑی تھی حیرت نے اُس سے کہا
 جا کر مہاراجہ کا سر کاٹ لے باغبان و گلچین لشکر میں گھرے ہوے لڑ رہے ہن کہ جھیل جادو
 تڑپ کر قریب مہاراجہ کے آئی چاہا کہ زمین پنجہ دیکرے اڑوں باغبان نے جو دور سے دیکھا گھبرا گیا کئی
 گولے پھینکے لیکن نا جھیل جادو نے پونچھے لاکھوں جادوگر باغبان کو گھیرے ہوے ہن ٹکٹا
 مشکل ہو گیا چلا کر آواز دی اور گلچین مہاراجہ کا خاتمہ ہوتا ہوا مہاراجہ نے باغبان و گلچین کو پھر
 کون پوچھا گلچین نے چاہا مجمع سے ٹکٹوں جادو گروں نے نہ ٹکٹے دیا باغبان و گلچین کو بڑی کہ
 یہ ہو کہ کوئی ملازم مہر خ قتل نہو لاکھوں میں جا کر گھر گئے جیسے ہی جھیل نے ملکہ مہاراجہ کی کمر میں پنجہ
 دیا اور قصد کیا کہ لے اڑوں کہ پہلو سے آواز آئی منہ شعلہ خوار آتش خواہ جھیل کیون قضا آئی ہو
 جھیل گھبرا گئی پلٹ کے دیکھا ایک شعلہ بھڑکتا ہوا آتا ہوا سے ملکہ مہاراجہ کو چھوڑ دیا جھیل نے کراہ کر گولہ
 مارا شعلے کے اندر سے ایک ہاتھ کالا کالا پیدا ہوا گولے پر تھکی ماردی گولہ پھٹ کر زمین پر آئی ملازم
 شاہین بلند پرواز کے جنے جھیل حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ تھا نہ کوئی سحر تھا نہ کوئی شعبہ تھا یہ کیا
 بات تھی پھر طرف مہاراجہ کے پلٹی کہ شعلہ قریب آ جھیل کا ہاتھ لسی نے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ جھیل
 سر اڑ گیا جھیل مرکز میں پر گری وہی شعلہ گر د مہاراجہ کے آگے پھر اٹھ پر ہاتھ بھی پھیر دیا مہاراجہ کی
 آنکھیں کھلیں اب مہاراجہ نے دیکھا کہ ہزار ہا لاکھ کے نئے لشکر شاہین بلند پرواز میں دوڑے

دوڑے پھر رہے ہیں کسی کو ہما نیچہ مار دیا اسکا سر اڑ گیا کسی کو پکڑ کے چروا لاسی کے سامنے جا کے
 ٹنٹھ کھول دیا شعلہ آتش نے ساحر کو جلا دیا حیرت نے جو تخت پر سے دیکھا کہ گرو مسلمانوں کے غلام
 آتش پھر رہے ہیں کسی ساحر کو قریب نہیں آنے دیتے حیران ہو گئی کہ یہ کیا معرکہ ہو رہا کو بھرک کے
 غرہ کیا منہ حیرت جادو واؤ مسلمانوں کمان جاتے ہو میں آپہونچی اب میرے ہاتھ سے نہ بچو گے
 حیرت جادو نے چاہا تخت بڑھاؤن ایک شعلہ کلان بھڑک کر زیر تخت آیا اسے تخت حیرت
 اٹھ دیا ملازم دوڑ پڑے کئی دن نے ملکہ حیرت کو سنبھالا ملکہ حیرت حیران کر یہ کیا معرکہ تھا کچھ
 رہن میں نہ آیا کہ یہ شعلہ آتش کون چکاتا ہو کئی دن نے پھر تخت کو درست کیا ملکہ حیرت پھر تخت پر
 سوار ہوئیں اپنے نام کا غرہ کیا جیسے ہی تخت پر سوار ہوئیں ایک شعلے نے پھر تخت کو گرا دیا کئی دن
 ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ تخت پر سوار ہوں جب تخت پر سوار ہوئیں ایک شعلے نے تخت کو اٹھ دیا
 تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا حیرت ناچار ہو کر پیدل چلی ہر جا دو کر کے رہا ایک شعلہ چکا اسکو جلا دیا
 ایک شعلے نے دو دو ہزار جادو گروں کو مارا شعلہ کلان افسردہ ہو جا کر گریا ہر مصور کو ایک شعلے
 نے آکے ڈھکیل دیا اوپر سے صورت لگا کر گرا دیا دونوں زن و شوہر لپٹے ہوئے پڑے ہیں
 اٹھتے ہیں تو اٹھ نہیں سکتے جب اٹھتے ہیں شعلہ آتش پھر گرا دیتا ہر مصور و صورت لگا کر ڈھکڑا کر
 پھر گر پڑتے ہیں مافی و مہر او بھی تلے اوپر گر رہے ہیں نہرا ہا سردار نامی و گرامی زمین میں پڑے
 لوٹ رہے ہیں شعلہ آتش سب کے سروں پر چپک رہے ہیں ایک طرف سے نعرہ خواجہ عمر کی
 صدا بلند ہو لوٹے پھرتے ہیں زندون کی کمر ٹول رہے ہیں مردوں کے لباس اتار دیے ایک شعلہ
 کلان طرف شاہین کے چلا ایک آواز سہیت ناک آئی کہ او شاہین کمان جاتی ہو شاہین
 نے پلٹ کر دیکھا ایک شعلہ کلان میری جانب آتا ہوا کہ بھاگوں اپنی جان بچاؤن ایک شعلہ
 خرو نے شاہین کو ڈھکیل دیا اوپر سے ایک کثیر کو گرا دیا شاہین اٹھ نہیں سکتی جب اٹھتی ہو کر کھڑکی
 کر پڑتی ہو شعلہ کلان قریب پہونچا شاہین کی دونوں ٹانگین پکڑیں چیر کر بھینڈ یا شاہین نے
 مرتے ہی اندھیرا ہو گیا اب تخت تخت ہوا لوٹ کر زمین پر گر کر کچھ رولی سے گالے تھے کہ زمین پر اڑتے
 پھرتے ہیں مرتے شاہین کے سب سردار مینا ہوئے سب کو از حد غصہ تھا مہارہ گلدستہ جلا خنجر
 نے دانہ یا قوت احمد کا مارا ہلال چپک چپک کر گرنے لگی سرخ موسے کا گل نشانے بال کھول دیے

رعد و برق تڑپ تڑپ کر گرنے لگے برق لامع بھی آڑی تر چھی کر رہی ہو ساحران حیرت حیرت
 دیکھتے ہیں کہ کسی سردار نے ہم پر گولہ اٹھایا اُسے جھولی سے ترنج نکالا چاہا پھینک مارون کہ ایک
 شعلہ خرد پیدا ہوا ہاتھ پر تھپکی ماری اُسکے ہاتھ سے ترنج گرا ملازم صہر خ نے گولہ مارا اُس ساحر
 کا سر پھٹ گیا دھوان جوتہ نختہ ہوا ملکہ مہار نے حیرت سے کہا بوا کمان جاتی ہو حیرت نے
 چاہا کہ بھر کروں ایک شعلہ آتش نے حیرت کو گرا دیا کتیرون نے آکر سنبھالا اب کئی کتیزین صف
 باندھ کر کھڑی ہوئیں مہار نے گلہ ستہ مارا وہ گلہ ستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوا سے سرد چلی درختوں
 نے اُن سب پر سایہ ڈالا بلبلہ کے پکار اٹھیں ای ملکہ عالم مہار ہی جان پر غبی ہوئی ہر ہم تو
 آپ کے عاشق ہیں مہلو اپنی خدمت میں قبول کیجئے نظم

بے صدا مثل اثر نالہ کو سن رہا در ہے
 یان بھی ہر دم نے انداز کی فریاد رہے
 ہم رہیں دہر میں اب یاد دل ناشار رہے
 اپنے دامن میں چھپائے ہوئے فریاد رہے
 ایسے بکس کی نہ کیوں لاش بھی برباد رہے
 نگلی شمشیر لیے ہاتھ میں جلا در ہے
 پھنڈا و جوش جنون حاجت فساد رہے
 دامن خسرو لا دامن منسربا در ہے
 آپ ہر رنگ میں جلا دے کے جلا در ہے
 قید کے قید ہم آزاد کے آزاد رہے
 وزے وزے میں چمک بنکے تری یاد رہے
 واہ کیا خوب گلے اُنکے تمہیں یاد رہے

پاس رسوائی جانان دل ناشار ہے
 دان بھی ہر لحظہ جو پیدا دین ایجا در ہے
 اے قضا تا بہ کیا طاقت فریاد رہے
 راز دل منہ سے نکلیجائے جو مینا بی میں
 چند اشکون کا جو محتاج پس مرگ بھی ہو
 ساتھ اُسکے رہے یہ جان حزن مثل خیال
 خون آنکھوں سے اُبلجائے جو فصل گل میں
 مردے جاگ اٹھیں صدا صور کی ہونا لہین
 دی وہ تصویر مصور نے جسے کھینچا تھا
 عالم فکر و مسرت میں صدا مثل ہوا
 دل بیتاب کو گر برق فنا چاک کرے
 تمنین کرنے لگے شام سے جاتے ہی شہر

ہزار کتیزین غزلین گاتی پھرتی ہیں کوئی سر ملاتی ہو کوئی غل مچاتی ہو اسیطرح ہزاروں جادوگر بھی
 مرے حیرت محبت آفت میں ہو کہ جب سحر کرنے بستی ہو ایک شعلہ دھکیل دیتا ہو حیرت جھاڑ پونچھ کر
 پھراٹھتی ہو ایک شعلہ آتش قریب آیا جھولی شانے سے حیرت کے اُتار کر پھینک دی اور کان حیرت کا

مٹوڑ ویا کھاری جاتی مہین ورنہ پکڑ کر لجاؤ گنگا در کوہ میں لجا کر ڈال دو گنگا پر سے پرست سر جانی
 یہ صد اسکر حیرت پیچھے آتی جب پیچھے ہٹتی ہو خبر و عاقبت ہر جب آگے بڑھی وہی صلیب ہر جھولی نہا
 لباس پارہ پارہ کتیرین عرض کرتی ہیں واری نوج مسلمانان کا باوہ ہری بہار سحر کر لی ہوئی آہاں
 میں انکو بڑھا کر دیکھے ایک سحر ایسا کیسے کہ انکا گلہ سے جلے حیرت نے کہا میں خاک سحر کردن جب سحر کرنے کا
 ارادہ کرتی ہوں کوئی نہ کوئی ڈھکیل دیتا ہو تمام لباس پارہ پارہ جھولی پاک نہ رہی کا ہے
 سے سحر کردن آخر کو حیرت بھاگی یہ جنگ شیطان بچوں کی بہت طولانی تھی حقیر نے اسکو کم بڑکے
 لکھا کہ ناظرین ماواں نمون حیرت و مصور و صورت لکھا رہی آفت رہی کہ وہ میان بی بی
 لکھے اوپر گرتے ہیں حیرت صد ہا مرتبہ زمین میں گری یا قوت کو کسی نے زمر و پر پھینک مارا مگر کوئی
 کرنے والا معاومہ نہیں ہوتا جب ملا زمان حیرت لیند دھڑکا ہونے لگے اور صد ہا کے سر پیچھے
 ہاتھ بندھ ٹوٹے سب سرداران اہل اسلام سحر کر رہے ہیں ملا زمان حیرت میں نہیں کر سکے سحر کرنے
 چلے اور منہ کے بھل گئے شعلہ آتش نے جلا دیا یا ناگین پکڑ کر حیرت ڈال ایسے کیسے سحر حیرت نے کیے
 مگر کچھ نہ ہو سکا آخر کار شکست فاش ہوئی بھاگنے کی تلاش ہوئی طبل امان بجا کولی سرداران
 اسلام توڑک گئے مگر شعلے بھڑکتے ہوئے چلے آتے ہیں بارگاہوں کو شعلہ ہائے آتش نے جلا دیا
 اسباب آٹنے لگا حیرت حیران ہو کر سرداران اسلام توڑک گئے لیکن یہ شعلہ آتش نہیں رکتے
 آخر حیرت پڑاؤ پر سے بھی بھاگی دیکھا بارگاہ میں جل رہی ہیں خزانہ کٹ گیا اسباب بھی جا بجا کالٹا
 حیرت نے پلٹ کے دیکھا شعلہ آتش ساتھ چلے آتے ہیں آخر حیرت جادو لہر اکثر چنچ اٹھی کہ
 ہمارے مددگار مرنے لگے کوئی مہین و مددگار باقی نہیں رہا ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا اُس نے حیرت
 کی کمپ میں چپہ دیا ہے اُڑا دو پتلہ فولادی مصور و صورت نگار کہ اُٹھا لیٹے اُٹھا شکر سے لکھنا
 تمام شکر میرا نون رکھکے بھاگا کوئی دروہ کوہ میں جا کر چھپا کوئی شخص راسن سحر اکو مثل دھن مادر
 بانگر چل گیا کوئی آبرو کے خوف سے دریا میں گرا کسی کو پناہ پانی مشکل ہوئی چاہتا تھا بچوں کٹوں
 بین اگر جان دی نہ راون یون مرے مہمان افراسیاب جادو اپنے مقام پر باغ سبیب
 میں بیٹھا ہو حیرت رک ورنسب آراستہ ہو گانا ہو رہا ہو کہ پتلہ فولادی حیرت کو لیے ہوئے پہنچا
 دو پتلے مصور و صورت نگار کولائے افراسیاب نے دیکھا حیرت کا لباس پھٹا ہوا

چہرہ گرد آلود رنگ رد متغیر تردد و متحیر مصور و صورت نگار کا عجیب نقشہ ہر زن و شوہر کے سر سے
 خون ٹپک رہا ہے میان مصور آہ کر رہے ہیں صورت نگار کہتی ہے خداوند مجھ کو غارت کریں نگوڑا
 جب گرامیر سے ہی اوپر گرامیری ہڈیاں ٹوٹ گئیں مصور ہاتھ باندھ کر کہتا ہے بی بی کیا میں آپ سے گرا
 کوئی مجھ کو گرا دیتا تھا مجھ تخت نے پہلے ٹکوڑھکیلا پھر مجھ کو دھکا مار دیا میں مجبور و ناچار کھتا مجھ کو ممان
 کر و صورت نگار نے ایک طمانچہ مارا افراسیاب یہ کہہ کر اٹھا کہ قدرت کی بہو یہ کیا کرتی ہو ایسے غریب
 شوہر کے ساتھ یہ بدعت یہ کہہ کر مصور کو الگ کیا صورت نگار کا ہاتھ پکڑ لیا حیرت سے پوچھا
 صاحب یہ کیا معرکہ گذرا حیرت چنچیں مار مار کر رونے لگی کہا اے شہنشاہ کیا بیان کروں آج مجھ پر
 وہ مصیبت گذری کہ جس کا حد و پایاں نہیں یہ کہہ کر حیرت نے سب حال بیان کیا بیسان کا مارا جانا
 ہاتھ سے باغبان کے پھر سے شعلہ ہائے آتش کا چمکنا شاہین کا مارے جانا اپنا تخت سے گزنا مسلمانوں کا
 مینا ہونا تمام خرابیاں حیرت نے بیان کیں اور یہ بھی کہا کہ جب میں نے سحر کا قصد کیا کوئی گرا دیتا
 تھا شعلے بھڑک رہے تھے میں نہ سمجھی کہ کیا شعبدہ تھا اب دیکھیں تقدیر کیا دکھائے اس قدر حیرت
 نے بیقرار ہو کر یہ معاملہ بیان کیا کہ افراسیاب یہ حال مصیبت مال سن کر دنگ ہو گیا فوراً
 کتاب سامری اٹھائی عرصہ دراز تک کتاب کو دیکھا کیا زانو پر ہاتھ مارا گھبرا کر کھڑا ہو گیا
 پھر بیٹھا کہا اے حیرت میں بادشاہ طلسم ہوشربا ہوں کوئی شے دنیا کی ایسی نہیں کہ جس کو میں نہیں
 جانتا بڑا خلل پڑا یہ فوج شیطان بچے کی تھی اب میں قبر سامری پر خود جاؤں لگا فوج شیاطین جمع کر کے
 شیطان بچے اور فوج شیطان بچے کو کپڑوں کا یہ کہہ کر افراسیاب اٹھا کہا کہ صاحب اب تم مقابلے میں
 مسلمانوں کے جادوین جاتا ہوں تسخیر کر کے فوج شیاطین کو لاتا ہوں اگر شعلہ خوار کو نہ گرفتار کروں گا
 تو بڑی خرابیاں درپیش ہوں گی مابعد و ست سب علوم سے آگاہ میں یہ کہہ کر افراسیاب نے چاہا کہ روانہ ہوں
 اس وقت نامہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے لٹکا کا آیا یہ مضمون تھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد بھیج افراسیاب
 نے جھلا کر طرف ملی غ کے دیکھا غنچہ چٹکا ایک شعلہ بھڑکا سب نے دیکھا ایک ساحر سامنے افراسیاب
 کے آیا جھک کر سلام کیا کہا غلام کو کیوں طلب فرمایا افراسیاب نے کہا اے غنچہ آتش باز
 کوہ عقیق پر جاؤ مگر خبردار غرور نہ کرنا صدمہ جاؤ گرا سی غرور میں مارا گیا غنچہ آتش باز نے کہا اے
 شہنشاہ غلام جاتے ہی سب کو گرفتار کر لے گا قدرت کو بالائے قبیلوں پہنچاؤں گا افراسیاب نے کہا اے غنچہ آتش باز

اگر تمہنے یہ کام کیا تو خداوند کو مشیر قدرت قرار دینگے غنچہ آتشباز نے آواز دی پھول پتوں سے شعلہ آتش نکلے
تھوڑے ہی عرصے میں ساٹھ ہزار جادوگر مع کل سامان لشکر حاضر ہوئے غنچہ آتشباز اسی وقت اُن
سب ساحروں کو ساتھ لیکر تخت سحر پر خود سوار ہوا طرف کوہ عقیق کے روانہ ہو گیا یہاں خواجہ جب
لڑائی فتح کر کے پلٹے بڑی خوشی حاصل ہوئی شعلہ خوار نے اپنے کو ظاہر کیا بیرون بارگاہ ہزار ہا شعلہ
چمک رہے خواجہ نے کہا سب کو اندر بارگاہ کے بلاؤ سب اپنے کو ظاہر کریں ملکہ مہرخ وغیرہ سب مشتاق
میں سب شعلہ آتش اندر بارگاہ کے آئے شعلہ خوار نے ایک چنیخ ماری سب ظاہر ہوئے ملکہ مہرخ وغیرہ
نے دیکھا دو ہزار کالے کالے لڑکے لنگوٹیاں باندھے ہوئے چٹیان سر دھڑ پر سب کے منہ سے دھوئیں
نکلنے ہوئے ملکہ مہرخ کو سب نے سلام کیا سب سردار کانپ گئے مہرخ نے کہا خواجہ انکو رخصت کیجئے
شعلہ خوار نے کہا ایک پتہ شراب کا سب کو مرحمت ہو ملکہ مہرخ نے دودھ دوائیے شیطان بچوں نے
بیرون بارگاہ خوب شراب پی بھڑکی دیر کے خواجہ سے عرض کی غلام اب رخصت ہوتے ہیں
جسوقت ضرورت ہو ہمکو طلب فرمائیے گا آج جنگ میں اگر افراسیاب آتا تو اسکی بھی یہی حالت کرتے اسکو
بھی بجز بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑتا جسوقت طلب فرمائیے گا یہ سب حاضر ہونگے آج آپکے بادشاہ کو دیکھ کر
بہت خوش ہوئے یہ کہہ کر شیطان بچے رخصت ہو کر روانہ ہوئے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہو گا کہ دیکھیے
افراسیاب ان کے ساتھ کیا کرتا ہے اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے انشاء اللہ جلد دوم میں ان
شیطان بچوں کی داستان بہ کیفیت تمام تحریر کروں گا یہ جلد اس مقام پر ختم کی جاتی ہے انشاء اللہ
جلد ثانی میں حال کیفیت آل ناظرین پر بخوبی واضح ہو گا اور طلسم ہفت پیکر کے بھی ناظرین والا مقام
مشتاق رہیں جب وقت اسکی تحریر کا آئے گا تو پڑھنے والا لطف اٹھائے گا۔ والسلام فقط

خاتمہ الطبع۔ الحمد للہ والمنہ کہ داستان فرحت افراسیاب جلد اول بقیہ طلسم ہوشربا مصنفہ نثار زمان
منشی احمد حسین صاحب قمر جو اس سے پہلے چند مرتبہ مطبع منشی نو لکشور موسوم بہ اودھ اخبار واقع لکھنؤ میں
چھپی اور اب مطبع منشی نو لکشور واقع کانپور میں بعلوہمتی ذی المجد والمحسن معنی القاب علیہ الخبیب منشی پرگ نرائن
راے بہادر مالک مطبع دام اقبال بہ تمام منشی بھگوان دیال صاحب ایجنٹ بمابہ مارچ ۱۹۱۱ء بارادل طبع ہوا
اعلان۔ اس کتاب کے جملہ حقوق بطور کاپی رائٹ مطبع نو لکشور اودھ اخبار میں محفوظ و محدود ہیں۔

